مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

مُصنّف

مولانا جلال الدین رُومی رحمۃ اللہ علیہ

مُترجم

قاضی سجّاد حُسین

جلد اوّل

اسلامی کُتب خانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

جلد اوّل

(دفتر اوّل - دوم)

مُصنّف

مولانا جلال الدین رُومی رحمۃ اللہ علیہ

مُترجم

قاضی سجّاد حُسین

اسلامی کُتب خانہ
فضل الٰہی مارکیٹ چوک اُردو بازار لاہور
فون: ۷۲۲۳۵۰۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: ——— مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ : ——— مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم : ——— قاضی سجاد حسین

ناشر: ——— اسلامی کتب خانہ

طابع: ——— ممتاز احمد

مطبع ——— رضا پرنٹرز لاہور

کمپوزنگ ———



سرورق سب ٹائٹل ایم۔اے۔حافظ

نوٹ

ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ، معیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دور کیا جائے۔

شکریہ!

(ادارہ)

فہرست عنوانات

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمہ

عجب اتفاق ہے کہ نہ فارسی پڑھی نہ فارسی آئی، لیکن ہندوستان میں عروج فارسی کی کتابوں کی اشاعت کا کام قدرت نے اس ہیچمداں سے لے لیا۔ ۱۹۴۷ء کے بعد جبکہ فارسی کے رسم ورواج کے تابوت میں آخری کیل ٹھک رہی تھی خیال آیا کہ گلستانِ سعدیؒ کو سہل الحصول بنا کر شائع کیا جائے اس پر اردو میں کچھ حواشی لکھے اور اس کو شائع کر دیا۔ اس کی اشاعت اور قبولیت نے ہمت بندھائی تو بوستانِ سعدیؒ پر بھی طبع آزمائی شروع کر دی اور اردو کے حاشیہ کے ساتھ اس کو بھی شائع کر دیا۔ پھر مطالبہ شروع ہوا کہ ہر دو کتب کو مستقل ترجمہ کے ساتھ شائع کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ بھی ہوا، ان چاروں کتابوں کی پیہم اشاعت نے کام کے مزید اسباب ووسائل جمع کر دیئے اور عزم پیدا ہو گیا کہ ہندوستان کے مکاتب میں مروج فارسی کتب آسان حواشی لکھ کر بہترین انداز سے شائع کر دیا جائے مالا بدمنہ وشائع کی، اخلاقِ محسنی مترجم شائع کی اور پھر گلزارِ دبستاں کریما، حمد باری اور پند نامہ بھی شائع کر دیا۔ رب العزت کا کرم ہے کہ اب ان کتابوں کی ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے مکاتب اور مدارس میں مانگ اور صرف انہی کی مانگ ہے۔ گزشتہ سالوں میں دیوانِ حافظ کو مترجم اور محشی کیا اور اس کو بھی شائع کر دیا۔ اس کی مقبولیت وہم وخیال سے بھی زیادہ ہوئی اور ہندوستان کے اہل علم اور تعلیمی حلقوں سے اس کی اس قدر داد ملی کہ مثنوی مولانا رومؒ پر کام کرنے اور اس کو شائع کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مثنوی کی ضخامت کے پیش نظر فیصلہ کیا کہ ابتداءً صرف پہلے دفتر کو شائع کیا جائے۔ اگر زندگی نے وفا کی اور توفیق خداوندی شاملِ حال رہی تو بقیہ دفتر بھی ایک ایک کر کے شائع کر دیئے جائیں گے۔ تقریباً سال بھر گذرتا ہے کہ میں اس دفتر اول کے ترجمہ اور حواشی لکھ کر فارغ ہو گیا۔ لیکن کتابت کی دشواریاں اشاعت کی تاخیر کا سبب بنیں۔ اب جبکہ کتابت کی نگرانی اور تصحیح کی مصروفیت کے کچھ وقت بچنے لگا تو یہ چند سطور بطور مقدمہ کے پیش خدمت کر رہا ہوں۔ کتاب کی اہمیت اور مولانا کی شخصیت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ مقدمہ میں سیر حاصل بحثیں کی جائیں۔ لیکن اپنی صلاحیت کی قلت اور وقت کی اضاعت کی کثرت شاید یہ تمنا پوری نہ کرنے دے پھر بھی خدائی مدد کے بھروسہ پر کچھ لکھ رہا ہوں۔

نام ونسب:

محمد نام جلال الدین لقب، اور شہرت مولانائے روم کے عنوان سے ہے۔ نسب کا سلسلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ محمد صرف مولانا ہی کا نام نہیں ہے بلکہ مولانا کے والد اور دادا بھی مولانا کے ہمنام ہیں۔ مولانا کے والد کا لقب بہاؤ الدین اور وطن بلخ ہے۔ شیخ بہاؤ الدین بڑے صاحب علم وفضل بزرگ تھے اور پورے خراسان میں مرجع خلائق تھے۔ محمد خوارزم شاہ کا دور سلطنت تھا وہ خود شیخ بہاؤ الدین کے حلقہ بگوشوں میں تھا۔ اور امام فخر الدین رازی کی معیت میں شیخ کے حلقہ میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ جب شیخ کی مقبولیت عامہ جب حد سے بڑھی تو اس پر اور امام فخر الدین رازی کی طبیعتوں پر وہ بار بن گئی۔ شیخ نے اس کو محسوس کیا اور ۶۱۰ھ میں شیخ وطن ترک کر کے نیشاپور چلے گئے۔ خواجہ فرید الدین عطار شیخ بہاؤ الدین سے نیشاپور میں ملے اس وقت مولانائے روم کی تقریباً ۶ سال کی عمر تھی مولانا پر بچپن ہی سے سعادت مندی کے آثار نمایاں تھے۔ خواجہ

صاحب نے مولانا کو دیکھ کر شیخ بہاؤالدین سے فرمایا۔ ''ان صاحبزادے کے جوہر قابل سے غفلت نہ برتئے گا'' اور اپنی مثنوی اصرار نامہ مولانا کو پڑھنے کے لئے عنایت کی شیخ نیشاپور سے بغداد پہنچے وہاں کچھ دن قیام کر کے حجاز اور شام ہوتے ہوئے زنجان پہنچے اور وہاں سے لارندہ کا رخ کیا لارندہ کے دوران قیام میں شیخ نے جبکہ مولانا کی عمر ۱۸ برس کی تھی مولانا کی شادی کر دی اور یہیں مولانا کے فرزند رشید سلطان ولد پیدا ہوئے۔ بغداد کے دورانِ قیام میں مولانا کی شہرت شاہِ روم علاؤالدین کیقباد تک پہنچ چکی تھی۔ لارندہ کے قیام کے دوران میں علاؤالدین کیقباد نے درخواست کی تو شیخ قونیہ میں اس کے پاس تشریف لے آئے اور اپنی بقیہ زندگی قونیہ ہی میں گذار کر جمعہ کے دن ۱۸ ربیع الثانی ۶۲۸ھ میں واصل بحق ہو گئے۔ مولانائے روم کی ولادت ۶۰۴ھ میں بلخ میں ہوئی تھی تعلیم کے ابتدائی مراحل شیخ بہاؤالدین نے طے کرادیئے تھے اور پھر اپنے مرید سید برہان الدین محقق کو جو اپنے زمانے کے بہت بڑے افاضل علماء میں سے تھے مولانا کا معلم اور اتالیق بنا دیا تھا۔ مولانا نے اکثر علوم وفنون انہی سے حاصل کئے اور اپنے والد کی حیات تک اپنے والد ہی کی خدمت میں حاضر رہے۔ والد کے انتقال کے بعد ۶۲۹ھ میں شام کا قصد کیا۔ ابتداء حلب کے مدرستہ علاویہ میں رہ کر مولانا کمال الدین مصنف تاریخ حلبی سے تلمذ کیا۔

مولانائے رومؒ اپنے دور کے اکابر علماء میں سے تھے۔ فقہ اور مذاہب کے بہت بڑے عالم تھے۔ دیگر علوم میں بھی مولانا کو پوری دستگاہ حاصل تھی۔ دوران طالبعلمی ہی میں پیچیدہ مسائل میں علماء وقت مولانا کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اپنے والد صاحب کے وصال کے بعد مولانا نے اپنا روحانی تعلق سید برہان الدین سے قائم کر لیا تھا۔ چنانچہ مثنوی میں مولانا نے ان کا تذکرہ اپنے پیر ہی کی حیثیت سے کیا ہے۔ مولانا کا یہ وہ دور ہے جس میں مولانا پر ظاہری علوم ہی کا غلبہ تھا۔ سماع سے احتراز کرتے تھے۔ درس وتدریس اور فتوئ نویسی میں مشغول رہتے تھے۔

مولانا اور شمس تبریز:

مولانا کی زندگی کا دوسرا دور شمس تبریز کی ملاقات کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ مولانا کی زندگی میں شمس تبریز کی ملاقات کا واقعہ جس قدر اہم ہے اسی قدر یہ واقعہ معرض خفا میں ہے۔ جواہر مضیہ کے بیان کے مطابق تو واقعہ کی صورت یہ ہے کہ مولانا ایک روز اپنے شاگردوں کے حلقہ میں رونق افروز تھے۔ چاروں طرف کتابوں کے ڈھیر تھے۔ کہ اچانک شمس تبریز قلندرانہ انداز سے آ پہنچے اور کتابوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے تم واقف نہیں ہو۔ مولانا کا یہ فرمانا تھا کہ اچانک کتابوں میں آگ لگ گئی۔ مولانا نے شمس تبریز سے کہا کہ یہ کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے تم واقف نہیں ہو۔ اور یہ کہہ کر مجلس سے روانہ ہو گئے۔ اس واقعہ سے مولانا کی حالت دگرگوں ہو گئی، تمام گھر بار اور شان وشوکت کو خیر باد کہا اور صحرانوردی شروع کر دی۔ ملک کے گوشوں میں شمس تبریز کو تلاش کرتے پھرے لیکن ان کا کہیں پتہ نہ چلا۔ مولانا کے مرید چونکہ مولانا کی اس کیفیت سے سخت پریشان تھے کہتے ہیں کہ مولانا کے کسی مرید نے شمس تبریز کو مار ڈالا۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ شمس تبریز کو ان کے پیر بابا کمال الدین جندی نے یہ کہکر مولانا کے پاس بھیجا تھا کہ روم جاؤ وہاں ایک سوختہ دل ہے اس کو گرما آؤ، شمس تبریز قونیہ پہنچے، شکر فروشوں کی سرائے میں مقیم ہوئے اور ایک دن

جبکہ مولانا نہایت تزک واحتشام سے ایک راستہ سے گذر رہے تھے۔ شمس تبریز نے مولانا سے سر راہ دریافت کیا کہ مجاہدہ اور دریافت کا کیا مقصد ہے؟ مولانا نے فرمایا اتباع شریعت شمس تبریز نے کہا، یہ تو سب ہی جانتے ہیں۔ لیکن اصل مقصد علم ومجاہدے کا یہ ہے کہ وہ انسان کو منزل تک پہنچادے اور پھر حکیم سنائی کا یہ شعر پڑھا۔

علم کز تو ترانہ بستاند   جہل زاں علم بہ بود بسیار
جو علم تجھے تجھ سے نہ لے لے   اُس علم سے جہل بہت بہتر ہے

ان جملوں سے مولانا اس قدر متاثر ہوئے کہ فوراً شمس تبریز کے ہاتھ پر بعیت ہو گئے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ مولانا کسی حوض کے کنارے کتب بینی میں مصروف تھے وہاں شمس تبریز آگئے اور مولانا سے دریافت کیا کہ یہ کیا کتابیں ہیں؟ مولانا نے فرمایا کہ تمہیں ان کتابوں سے کیا غرض اس پر شمس تبریز نے وہ کتابیں حوض میں پھینک دیں۔ مولانا کو سخت رنج ہوا اور فرمایا کہ میاں درویش تم نے ایسی چیزیں ضائع کردیں۔ جن میں نادر نکتے تھے اور اَب ان کا ملنا محال ہے۔ اس پر شمس تبریز نے وہ کتابیں خشک حالت میں حوض سے نکال کر مولانا کے سامنے رکھدیں۔ مولانا حیران ہوئے تو شمس تبریز نے کہا یہ حال کی باتیں ہیں تم صاحب قال ان کو کیا جانو۔ اس کے بعد مولانا، شمس تبریز کے ارادتمندوں میں داخل ہو گئے۔

ابن بطوطہ کا بیان ہے کہ ایک حلوہ فروش مولانا کی درسگاہ میں آیا۔ مولانا نے بھی اس کے حلوہ کی ایک قاش خرید کر کھائی جس سے مولانا کے احوال یکسر بدل گئے بے اختیار اٹھے اور گھر بار چھوڑ کر نکل گئے ایک عرصہ تک گم رہے۔ واپس آئے تو بالکل خاموش تھے۔ جذبہ میں کسی وقت بولتے تو زبان پر اشعار جاری ہو جاتے۔ یہی اشعار ہیں جو بصورت مثنوی آج ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ان تمام واقعات سے وہ واقعہ قرین عقل ہے جو سپہ سالار نے قلمبند کیا ہے۔ سپہ سالار مولانا کے خاص مرید ہیں۔ اور تقریباً چالیس سال تک مولانا کے فیضِ صحبت سے مستفیض ہوتے رہے میں لکھتے ہیں۔ شمس تبریز ولد علاؤ الدین کیا بزرگ کے خاندان سے تھے۔ جو کہ اسمٰعیلیہ فرقہ کا امام تھا لیکن انہوں نے آبائی مذہب ترک کردیا تھا۔ علوم ظاہری حاصل کرنے کے بعد بابا کمال الدین کے مرید ہو گئے تھے۔ تاجرانہ حیثیت سے زندگی بسر کرتے تھے، کمر بند بن کر اپنا گزارہ کرتے تھے۔ ایک روز انہوں نے دعا کی کہ کوئی ایسا شخص عطا فرمائے جو میری صحبت کا متحمل ہو سکے۔ غیبی اشارہ ہوا کہ روم جاؤ وہاں ایک شخص مل جائے گا۔ شمس تبریز قونیہ پہنچ کر برنج فروشوں کے سرائے میں مقیم ہو گئے وہاں ایک اونچا چبوترہ تھا جہاں شہر کے عمائد اور امراء کا مجمع ہوجایا کرتا تھا۔ شمس تبریز بھی اس مجمع میں جابیٹھتے تھے۔ مولانا کو شمس تبریز کی آمد کا حال معلوم ہوا تو ملاقات کے لئے پہنچے، شمس تبریز سے آنکھیں چار ہوئیں تو ایک دوسرے کو سمجھا۔ شمس تبریز نے پوچھا کہ مولانا، بایزید بسطامی کے بارے میں مشہور ہے کہ تمام عمر انہوں نے خربوزہ نہیں کھایا کیونکہ ان کو یہ معلوم نہیں ہوسکا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خربوزہ کس طریقہ سے کھایا ہے۔ یہ تو تھا ان کا اتباع سنت کا جذبہ، دوسری طرف مشہور ہے۔ کہ بایزید فرماتے تھے سبحانی اعظم شانی، اللہ اکبر میری شان کس قدر بڑی ہے۔ حالانکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اپنی جلالت شان کے فرماتے ہیں۔ میں ہر دن میں ستر مرتبہ اپنی مغفرت کی دعا مانگتا ہوں۔ اب ان دونوں باتوں کو کس طرح منطبق کیا جاسکتا ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ بایزد بسطامی اگرچہ بہت بڑے بزرگ تھے لیکن وہ منازل تقرب میں ایک مقام پر ٹھہر گئے تھے اور اس مرتبہ کی عظمت کے اثر سے ان کی

زبان سے اس طرح کے الفاظ نکل جاتے تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم برابر منازل طے کرتے جاتے تھے اور جب اونچی منزل پر پہنچتے تھے تو پیچھے کی منزل اس قدر پست نظر آتی تھی کہ اس پر استغفار کرتے تھے۔

سپہ سالار کے بیان کے مطابق اس کے بعد مولانا اور شمس تبریز دونوں، صلاح الدین زرکوب کے حجرے میں چالیس روز تک چلہ کش رہے۔ اس عرصہ میں کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا اور صلاح الدین زرکوب کے علاوہ حجرے میں کوئی داخل نہ ہوسکتا تھا۔ اس کے بعد مولانا کے احوال بالکل بدل گئے۔ پہلے سماع سے محترز تھے۔ اب اس کے بغیر ان کو چین نہ آتا تھا۔ مسند تدریس اور فتویٰ نویسی بالکل ترک کر دی اور ایک لمحہ کے لئے بھی شمس تبریز سے جدا ہونا گوارا نہ کرتے تھے۔ اس سے اہل شہر میں شمس تبریز کے خلاف شورش بپا ہوئی اور شمس تبریز قونیہ چھوڑ کر دمشق کو چل دیئے۔ مولانا، شمس تبریز کی جدائی سے بے چین ہو گئے اور مولانا نے اس جدائی میں نہایت رقت آمیز اشعار کہنے شروع کر دیئے اس پر اہل شہر اور مولانا کے مریدوں کو ندامت ہوئی اور طے کیا گیا کہ شمس تبریز کو واپس لایا جائے۔ چنانچہ مولانا کے بڑے صاحبزادے سلطان ولد کی قیادت میں ایک قافلہ دمشق کو روانہ ہوا اور سلطان ولد نے مولانا کا ایک منظوم خط شمس تبریز کی خدمت میں پیش کیا۔ شمس تبریز متاثر ہوئے اور قافلہ کے ساتھ قونیہ واپس آ گئے اور تقریباً دو سال قونیہ میں رہے اس کے بعد شمس تبریز کا انجام کیا ہوا؟ اس میں مختلف روایات ہیں کچھ صاحبان کہتے ہیں کہ مولانا کے صاحبزادے علاؤالدین چلپی سے آزردہ خاطر ہو کر غائب ہو گئے اور پھر کچھ پتہ نہ چلا۔ کچھ صاحبان کا بیان ہے کہ علاؤالدین کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ:

شمس تبریزی جو مولانائے روم کے پیر ہیں ان کے کچھ حالات ہم نے سپرد قلم کر دیئے مختلف باتیں تحریر کر چکے ہیں۔ ان کا انجام کیا ہوا خود وفات پائی یا شہید کئے گئے۔ اس بارے میں ہم مختلف باتیں تحریر کر چکے ہیں۔ ان کی قبر کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ لیکن یہ طے ہے کہ ہندوستان سے ان کی قبر کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایک مشہور قبر شمس تبریز کے نام سے ملتان کے علاقہ میں موجود ہے۔ وہ یقیناً اس شمس تبریز کی نہیں ہے جو مولانائے روم کے پیر تھے اس لئے کہ یہ بزرگ ساتویں صدی کے تھے۔ اور ہندوستان میں جو صاحب مدفون ہیں۔ یہ دسویں گیارھویں صدی کے ہیں۔ اس سلسلہ میں خواجہ حسن نظامی دہلوی مرحوم کی وہ عبارت نقل کرتے ہیں۔ جو منشی محمد الدین فوق نے حالات شمس تبریز'' نامی کتاب میں نظام المشائخ کے حوالے سے نقل کی ہے:۔

'' حضرت شمس (مولانائے روم کے پیر) کے والد کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ فرقہ اسماعیلیہ سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت شمس نے یہ مذہب ترک کر دیا تھا۔ مجھ کو اس دعوے کے قبول کرنے میں تامل ہے کیونکہ اسماعیلی فرقہ سے تعلق رکھنے والے شمس دوسرے گذرے ہیں۔ جن کا مزار ملتان میں ہے۔ عوام ملتانی شمس تبریزی کو ہی حضرت مولانائے روم کا مرشد سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ یورپین مورخین کو غالباً اسی روایت کی وجہ سے غلط فہمی ہوئی ہے۔

ملتانی شمس تبریز کو تین سو برس کا عرصہ گذرا ہے۔ یہ اسماعیلی فرقہ کے داعی بنکر ہندوستان میں آئے تھے۔ ان کے ہمراہ دو شخص اور تھے۔ ایک کا نام پیر صدر الدین اور دوسرے کا نام پیر امام الدین تھا۔ صدر الدین نے اضلاع سندھ و بمبئی میں دعوت شروع کی اور امام الدین نے گجرات وکاٹھیاوار میں۔ شمس الدین سیدھے

پنجاب چلے آئے اور یہاں اپنا مشن جاری کیا۔ سندھ اور بمبئی میں جس قدر آغا خانی خوجے ہیں۔ وہ سب صدر الدین کی کوشش سے مسلمان ہو کر آغا خانی (اسماعیلی) جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ امام الدین نے اول اول تو بحیثیت اسماعیلی داعی کے کام کیا مگر چند روز کے بعد خود مختار ہو کر اپنا علیحدہ طریقہ امام شاہی جاری کر دیا۔ امام شاہی طریقہ کے اصول بھی قریب قریب اسماعیلی تھے لیکن وہ خود اپنے تئیں نائب امام اور مظہر ذات مولیٰ علی بیان کرتے تھے۔ امام الدین کا مزار مقام پیرانہ میں ہے جو احمد آباد گجرات کے قریب ایک قصبہ ہے۔ آج امام شاہی جماعت میں کم از کم پندرہ بیس لاکھ آدمی ہوں گے جن میں کچھ تو ظاہری طور پر مسلمان ہو گئے ہیں۔ جن کا لقب مومن ہے۔ باقی گپتی یعنی پوشیدہ ہیں۔ اور ان کو اپنے عقائد ظاہر کرنے کا حکم نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر ایک گھر میں چار ہندو رہتے ہیں۔ اور ان میں سے تین امام شاہی میں تو چوتھے کو خبر نہ ہوگی۔ پیرانہ میں ان کی خانقاہیں بنی ہوئی ہیں۔ اور گدی ہندو مہنت کے اختیار میں ہے۔ جو بظاہر ہندو ہے اور بباطن امام شاہی۔ اس مہنت کے سینکڑوں داعی ہندوانہ لباس میں اپنے مشن کو پھیلانے اور جماعت سے عشر اور نذر و نیاز وصول کرنے کے لئے دورے کرتے رہتے ہیں۔ مہنت، پیر امام الدین کی اولاد میں اس عشر اور نذر و نیاز میں سے معقول حصہ تقسیم کر کے باقی خانقاہ کے اخراجات میں صرف کر دیتا ہے۔ اسی خانقاہ میں جنیو کی درگاہ بنی ہوئی ہے۔ یعنی جو گپتی ظاہری طریق سے مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ وہ اپنا جنیو اس درگاہ میں چڑھا کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ان کو مومن کا لقب مل جاتا ہے۔

شمس الدین تبریزی نے جن کا مزار ملتان میں ہے پنجاب کے کہاروں اور سناروں میں اپنا طریقہ رائج کیا اور لوگوں کو شمسی ہندو کا لقب دیا۔ شمسی ہندو براہ راست آغا خاں کے معتقد بنائے گئے ہیں۔ اور سالانہ نذر نیاز اب تک آغا خاں ہی کو دیتے ہیں۔ ان کی تعداد تین لاکھ کے قریب صوبہ پنجاب میں ہے۔ ملتانی شمس تبریزی نے کن طریقوں سے اپنا عقیدہ پھیلایا اور کیسے کیسے عجیب و غریب واقعات عوام کی زبانوں پر ان کی نسبت مشہور ہیں۔ ان کے لکھنے کو ایک علیحدہ مضمون کی ضرورت ہے۔ بالفعل یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ حضرت شمس تبریزی (مولانا روم کے پیر) کو اسماعیلی گروہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اسماعیلی شمس تبریز ملتان میں اور مولانا والے شمس تبریز سے سینکڑوں برس بعد ہوئے۔

صلاح الدین زرکوب:

شمس تبریز کی جدائی کے بعد مولانا پر سکر کی کیفیت طاری رہنے لگی۔ اس اضطراب میں پا بجولاں رہتے تھے۔ ایک دن صلاح الدین زرکوب کی دوکان کے سامنے سے گذر رہے تھے۔ اور وہ چاندی کے ورق کوٹ رہے تھے۔ مولانا پر ان کے ہتھوڑے کی آواز نے سماع کا اثر پیدا کر دیا تھا۔ کھڑے ہو گئے اور وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد صلاح الدین بھی زرکوبی کا شغل چھوڑ کر مولانا سے بغلگیر ہو گئے۔ مولانا یہ شعر رہے تھے۔

یکے گنجے پدید ازیں دکان زرکوبی   زہے صورت زہے معنیٰ
اس زرکوبی کی دوکان سے ایک خزانہ مل گیا   عجب ص[illegible]

دونوں بزرگ جوش و مستی کی حال[illegible]

الدین نے اپنی ساری دکان لٹادی اور مولانا کے ساتھ ہو لئے۔ صلاح الدین پہلے بھی صاحب حال بزرگ تھے۔ سید برہان الدین محقق سے بیعت تھے۔ اور اس طرح پر مولانا کے ہم استاد تھے۔ اب مولانا کو صلاح الدین کی صحبت میں سکون میسر آنے لگا اور مولانا کی اور صلاح الدین کی صحبتیں گرم ہونے لگیں۔ نو برس تک ان صحبتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ۶۶۲ھ میں جب صلاح الدین کا انتقال ہو گیا تو مولانا نے اپنے مرید خاص حضرت حسام الدین چلپی کو اپنا ہمدم اور ہمراز بنالیا اور مولانا کو ان سے اس درجہ تعلق خاطر پیدا ہوا کہ ان کا ذکر ایسے الفاظ سے کرنے لگے جیسا کہ کوئی اپنے مرشد و پیر کا کرتا ہے پھر بھی حسام الدین مولانا کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ مولانا کے وضوخانہ میں وضو کرنا بھی گستاخی تصور کرتے تھے۔ اور برف باری کے وقت بھی اپنے گھر جا کر وضو کر کے آتے تھے۔ یہی حسام الدین ہیں۔ جو مولانا کے مثنوی لکھنے کا باعث ہوئے ہیں۔ اور مولانا نے ہر دفتر میں کہیں مطلع میں کہیں دوسری جگہ نہایت عزت واحترام سے ان کا ذکر کیا ہے۔ ۶۷۲ھ میں قونیہ میں بہت شدت کا زلزلہ آیا۔ تقریباً چالیس روز تک اس کے جھٹکے محسوس ہوتے رہے۔ اہل شہر نے مولانا سے اس پریشانی کا ذکر کیا تو مولانا نے فرمایا زمین بھوکی ہے کوئی تر لقمہ چاہتی ہے۔ اور انشاء اللہ کامیاب ہوگی۔ چند روز بعد مولانا کا مزاج ناساز ہوا۔ ہر چند اطباء نے معالجہ کی تدبیریں کیں لیکن کوئی سود مند نہ ہوئی۔ مولانا مرض کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوتے تھے۔ بیماری کی شہرت عام ہوئی تو شیخ صدر الدین جو شیخ محی الدین ابن عربی کے تربیت یافتہ تھے اور روم وشام میں مرجع انام تھے، مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے۔ مولانا کے مرض کی کیفیت دیکھ کر بیقرار ہو گئے اور مولانا کی شفا کے لئے دعا کرنے لگے۔ مولانا نے سنا تو فرمایا شفا آپ کو مبارک ہو۔ محب اور محبوب میں صرف ایک پیرہن کا پردہ رہ گیا ہے کیا آپ نہیں چاہتے کہ وہ اٹھ جائے اور نور، نور میں مل جائے۔ اس پر شیخ روتے ہوئے اٹھ کر چلے گئے اور سمجھ گئے کہ اب مولانا کا دم واپسیں ہیں۔ چنانچہ یکشنبہ کے دن ۵ جمادی الثانی ۶۷۲ھ کو مغرب کے وقت مولانا ہر مذہب وملت کے لاکھوں انسانوں کو روتا ہوا چھوڑ کر عالمِ آخرت کی طرف روانہ ہو گئے اور قونیہ کی پاک سرزمین میں ہمیشہ کے لئے روپوش ہو گئے۔

مولانا اور فرقہ مولویہ:

مولانا اپنی زندگی میں بکثرت مجاہدہ اور ریاضت کرتے تھے۔ دس دس اور بیس بیس دن روزہ رکھتے تھے اور مطلقاً کچھ نہ کھاتے تھے، نماز کا وقت آتا تو فوراً قبلہ رخ ہو جاتے اور چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ نماز میں اس درجہ استغراق ہوتا تھا کہ بقول سپہ سالار اکثر عشاء کے بعد دو رکعت نفل کی نیت باندھتے تھے۔ اور ان ہی دو رکعتوں میں صبح کر دیتے تھے۔ خود مولانا نے اپنی ایک غزل کے مقطع میں اپنی نماز کی استغراقی کیفیت کو بیان کیا ہے۔

بخدا خبر ندارم چو نماز می گذارم ۔۔۔ کہ تمام شد رکوعے کہ امام شد فلانے

جب میں نماز پڑھتا ہوں خدا کی قسم مجھے ۔۔۔ یہ نہیں معلوم رہتا کہ رکوع پورا ہو گیا ہے، امام کون ہے

ایک روز نماز میں اس قدر روئے کہ تمام چہرہ اور داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور سرمائی شدت کی وجہ سے یخ ہو گئے۔ بسا اوقات مولانا پر شکر کی کیفیت طاری ہوتی تھی تو اس حالت میں شریعت کے ظاہری [illegible] بیٹھے بیٹھے یکبارگی اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور رقص کرنے لگتے تھے۔ کبھی خاموشی سے [illegible] ہوتے تھے اور ہفتوں کی تلاش کے بعد مریدوں کو ملتے تھے۔ سماع کی مجلس [illegible] راستہ چلتے کوئی آواز کان میں پڑتی تھی تو بسا اوقات وجد [illegible] قوالوں کی نذر کر دیتے تھے۔

یہ ظاہر ہے کہ کسی بزرگ کی سکری حالت کے افعال عام مریدوں کے لئے شمع راہ نہیں بنتے ہیں۔ اور نہ وہ قابل اتباع ہوتے ہیں۔ لیکن آج مولانا کے نام پر جو فرقہ مولویہ یا جلالیہ کہلاتا ہے۔ اور شام، مصر اور قسطنطنیہ وغیرہ میں ان کی خانقاہیں ہیں۔ مولانا کی صرف سکری حالت کا اتباع کرتے ہیں، خاص قسم کا لباس پہنتے ہیں۔ اور خاص قسم کا رقص ان کے حلقوں میں ہوتا ہے۔ شریعت اور اس کے احکام سے دور اور ان سے نابلد رہتے ہیں شاہ بوعلی قلندر پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ بھی ایک عرصۂ دراز تک مولانا کی صحبت میں رہے اور ہندوستان کا فرقہ قلندر یہ بھی ایک درجہ میں مولانا کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

مولانا کی تصنیف:

فیہ مافیہ۔ یہ مولانا کے ان خطوط کا مجموعہ ہے جو مولانا نے وقتاً فوقتاً معین الدین پروانہ کو لکھے ہیں۔ معین الدین پروانہ، رکن الدین قلیج ارسلان شاہِ قونیہ کے حاجب تھے اور دربار کے سیاہ سفید کے مالک تھے۔ ان کو مولانا سے بہت عقیدت تھی اور اکثر و بیشتر مولانا کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک بار چند امراء کے ساتھ مولانا کے یہاں پہنچے تو امراء سے طبعی نفرت کی بنا پر مولانا چھپ گئے۔ معین الدین کے دل میں خیال آیا کہ امراءِ اسلام تو اولوالامر ہیں۔ اور قرآن مجید کے حکم کے اعتبار سے ان کی اطاعت فرض ہے۔ تھوڑی دیر بعد مولانا باہر تشریف لے آئے اور گفتگو کے اثناء میں فرمانے لگے۔ ایک دفعہ سلطان محمود غزنوی، شیخ ابو الحسن خرقانی کی ملاقات کو گیا۔ درباریوں نے بڑھ کر شیخ کو سلطان کی آمد کی خبر دی لیکن شیخ متوجہ نہ ہوئے۔ حسن میمندی جو سلطان کا وزیر تھا۔ اس نے شیخ سے کہا کہ حضرت قرآن مجید میں اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ آیا ہے اور سلطان تو الوالامر ہونے کے ساتھ عادل اور نیک بھی ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھے تو ابھی اطیعو اللہ سے ہی فرصت نہیں ملی کہ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ میں مشغول ہوں اور اولوالامر کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ یہ سن کر معین الدین اور تمام امراء روتے ہوئے اٹھ کر چلے گئے۔

مولانا کی یہ کتاب بالکل نایاب تھی لیکن گذشتہ سالوں میں مولانا عبدالماجد دریابادی مدّ ظلّہ نے اس کو دریافت کیا اور اس کی ترتیب وتہذیب کر کے ۱۹۲۸ھ میں شائع کر دیا ہے۔ مولانا نے اس کتاب کے دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے کہ رضا لائبریری رامپور میں ۱۹۲۰ء میں ان کی نظر سے اس کتاب کا ایک بوسیدہ اور کرم خوردہ نسخہ گذرا پھر ۱۹۲۳ء میں حیدرآباد دکن میں انہیں دو نسخے ملے جن میں سے ایک کتب خانہ آصفیہ کا تھا۔ مقابلہ کرنے پر کتب خانہ آصفیہ کا نسخہ زیادہ صحیح ثابت ہوا۔ پھر انہوں نے پروفیسر نکلسن کی طرف رجوع کیا۔ نکلسن صاحب نے یہ نسخہ قسطنطنیہ بھیجا وہاں اس پر تحقیق ہوئی اور ۱۹۲۴ء میں ایک صاف نقل مولانا دریابادی کو مل گئی جس کی انہوں نے اشاعت کی۔ اس کے بعد پھر اس کتاب کا ایرانی اڈیشن بھی منظر عام پر آ گیا۔

دیوان:

عوام اس کو شمس تبریزی کا دیوان سمجھتے ہیں۔ حتیٰ کہ لوح پر دیوان شمس تبریزی لکھ دیتے ہیں۔ مغالطہ کی بنیاد یہ ہے کہ مولانا نے اکثر غزلوں کے مقطع میں شمس تبریزی کا نام ڈالا دیا ہے۔ لیکن دراصل یہ خود مولانا کا دیوان ہے۔ اس میں پچاس ہزار اشعار ہیں۔ محققین نے تصریح کی ہے کہ مولانا نے یہ دیوان خود شمس تبریزی کے نام سے لکھا ہے۔ چنانچہ اکثر شعراء نے اس دیوان کی غزلوں پر غزلیں لکھی ہیں۔ اور مقطع میں تصریح کی ہے کہ یہ

غزل کے جواب میں ہے علی حزیں کہتے ہیں۔

این جواب غزل مرشد رم ست کہ گفت
من بوئے تو خوشم نافہ تا تار مگیر

دوسرا مصرع مولانا کا ہے پورشعر اس دیوان میں موجود ہے۔

من بگوئے تو خوشم خانۂ من ویراں کن
من بوئے تو خوشم نافۂ تا تارمگیر

مثنوی:

مولانا کی اسی کتاب نے مولانا کو حیاتِ جاوداں عطا کی ہے۔اس کتاب کی مقبولیت اور ہر دلعریزی اس قدر بڑھی کہ تمام ایرانی تصانیف اس کے مقابلہ میں ہیچ ہو کر رہ گئیں۔اس مثنوی کے کل اشعار کی تعداد ۲۶۶۲ ہے۔مشہور یہ ہے کہ مولانا نے چھٹا دفتر ناتمام چھوڑ دیا تھا۔اور فرمادیا تھا۔

باقی این گفتہ آید بے زباں دردل ہر کس کو دارو نورِ جاں
جس شخص کی جان میں نور ہو گا اس مثنوی کا بقیہ حصہ اس کے دل میں خود بخود آجائے گا

چنانچہ اس پیشین گوئی کا مصداق بننے کے لئے ہندوستان کے ارباب علم وفضل نے بھی مثنوی کے طرز پر دفتر ہفتم لکھا ہے۔ہمارے علم میں مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دفتر ہفتم اور مولانا شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا دفتر ہفتم ہے۔جو اسی بحر اور طرز میں منظوم کیا گیا ہے۔لیکن تحقیق یہ ہے کہ خود مولانا ہی نے کچھ عرصہ بعد دفتر ششم مکمل کر کے دفتر ہفتم تحریر فرمایا ہے۔

مثنوی کے لغوی معنی تو دو والا ہیں۔اصطلاح میں اس نظم کو مثنوی کہا جاتا ہے۔جس کے ہر شعر میں دو دو قافیے ہوں ایک پہلے مصرع میں ایک دوسرے مصرع میں مولانا کی اس مثنوی کو مثنوی معنوی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں عالم معنیٰ اور احوال باطن کے اسرار و معارف کا تذکرہ ہے۔مسائل تصوف اور اسرار و معارف کے بیان میں سلطان ابوسعید ابوالخیر کی رباعیات بھی مشہور ہیں۔حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیقہ لکھا جو تصوف کی پہلی منظوم کتاب ہے۔خواجہ فریدالدین عطار نے تصوف کے موضوع پر مختلف مثنویاں تحریر فرمائیں۔ جن میں منطق الطیر کو زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔لیکن اب اس موضوع پر سب سے زیادہ اہمیت مولانا روم کی مثنوی ہی کو حاصل ہے۔اس مثنوی کی تصنیف کا سبب مولانا کے مرید حسام الدین چلپی ہے۔ چنانچہ مولانا نے دفتر اول کے علاوہ ہر دفتر میں ان کا ذکر کیا ہے۔دفتر اول ختم ہوا تو حسام الدین کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔س حادثہ سے حسام الدین اس درجہ متاثر ہوئے کہ دو برس تک افسردہ خاطر اور پریشان رہے۔ مولانا بھی اس عرصہ میں خاموش رہے اور مثنوی کا کام رک گیا۔پھر جب خود حسام الدین نے استدعا کی تو مولانا نے مثنوی کے دوسرے دفتر کی ابتدا کی اور فرمایا۔

مدے ایں مثنوی تاخیر شد مہلتے بایست تا خوں شیر شد
ایک مدت تک مثنوی لکھتے ہیں تاخیر ہو گئی کچھ وقت چاہئے تا کہ خون سے دودھ بنے

چوں ضیاء الحق حسام الدین عناں باز گردانید ز اوجِ آسماں
جب ضیاء الحق حسام الدین نے آسمان کی بلندی سے باگ موڑی

چوں بمعراج حقائق رفتہ بود
بے بہارش غنچہ ہا نشگفتہ بود
چونکہ وہ حقائق کی معراج میں گئے ہوتے تھے
ان کی بہار کے بغیر غنچہ نہ کھلا تھا

تیسرے دفتر کے شروع میں فرمایا

اے ضیاء الحق حسام الدیں بیار ایں سوم دفتر کہ سنت شد سہ بار
اے ضیاء الحق حسام الدین تیسرا دفتر لا کیونکہ تین مرتبہ وضو میں اعضاء دھونا سنت ہے

چوتھے دفتر کا آغاز فرمایا تو کہا

اے ضیاء الحق حسام الدیں توئی کہ گزشت از مہ بنورت مثنوی
اے ضیاء الحق حسام الدین تو ہی ہے جس کے نور کی وجہ سے مثنوی چاند سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے

پانچویں دفتر اس طرح سے شروع کیا۔

شہ حسام الدین کہ نور انجم ست طالب آغاز سفر پنجم ست
حسام الدین جو ستاروں کا نور ہیں پانچویں کتاب کی ابتداء کے طالب ہیں

چھٹے دفتر کی ابتدا ہے۔

اے حیات دل حسام الدیں بسے میل میجوشد بقسم ساد سے
اے دل کی زندگی حسام الدین چھٹی قسم کی طرف دل کا بہت سیلان ہو گیا ہے

جیسا کہ اوپر گذرا تحقیق یہی ہے کہ چھٹا دفتر مولانا نے خود مکمل فرمایا اور اس کے بعد ساتواں دفتر بھی تحریر فرمایا ہے۔ شیخ اسماعیل قیصری کو یہ ساتواں دفتر ۸۱۴ھ میں دستیاب ہوا اور انہوں نے تحقیق سے ثابت کیا۔ یہ خود مولانا کا ہی تحریر کردہ ہے اور شام و روم کے اہل علم نے اس کو تسلیم کیا ہے جس کی ابتدا حسب ذیل شعروں سے کی ہے۔

اے ضیاء الحق حسام الدیں فرید دولت پایندہ فقرت برمزید
اے یکتا ضیاء الحق حسام الدیں تیری دولت ہمیشہ رہے تیرے فقر میں اضافہ ہو

چونکہ از چرخ ششم کر دی گذر برتراز چرخ ہفتم کن سفر
جب کہ تو چھٹے آسمان سے آگے بڑھ گیا ہے ساتویں آسمان کی بلندی کا سفر کر

مثنوی کی شہرت اور مقبولیت:

ایران کی چار کتابوں کو جس قدر شہرت حاصل ہوئی۔ وہ ایرانی کتب میں سے کسی کو حاصل نہ ہوسکی۔ شاہ

نامہ فردوسی، گلستانِ سعدی، دیوانِ حافظ، مثنوی مولانا روم ان میں سے بھی مثنوی کو جو قبول عام حاصل ہوا بقیہ تین کتابوں کو حاصل نہ ہوسکا۔ اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ افاضل علماء نے جس قدر مثنوی کی طرف توجہ کی اور کسی کتاب کی طرف نہ کی۔ اس مثنوی کی بڑی بڑی ضخیم شرحیں لکھی گئیں۔ کشف الظنون میں جن کا ذکر ہے۔ ان کے علاوہ مولانا شبلی نے اپنی کتاب سوانح مولانا روم میں محمد افضل الہ آبادی، ولی محمد، مولانا عبدالعلی بحر العلوم اور محمد رضا کی شرحوں کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ ۱۳۴۴ھ میں مرزا محمد نذیر صاحب عرشی نے مفتاح العلوم کے نام سے ایک ضخیم شرح سترہ جلدوں میں تحریر فرمائی اور اس سے پہلے مولانا احمد حسین کانپوری کی شرح بصورتِ حواشی شائع ہوئی اور کلید مثنوی کے نام سے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کئی دفتروں کی شرح شائع ہو چکی ہے۔ نیز مراۃ المثنوی از جناب تلمذ حسین صاحب اور تشبیہات رومی اور حکمت رومی از ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم بھی قابلِ قدر کتابیں شائع ہوئیں۔

مثنوی پڑھنے والوں کے لئے چند مفید باتیں:

موسیقی سے متعلق بعض اہل دل اس نظریہ پر پہنچے ہیں کہ ایک خاص قسم کی موسیقی کے ذریعہ روح اپنی ماہیت اور ماہیتِ حیات و کائنات میں غوطہ زن ہوتی ہے۔ اور موسیقی انسان کو اسی جسمانی واسطہ سے روحانی عالم میں پہنچا دیتی ہے۔ روحانی موسیقی بعض مذاہب میں جزوِ عبادت تک شمار ہوئی ہے اور اس کو غذائے روح قرار دیا گیا ہے۔ مسلمانوں میں سماع کے مسئلہ پر اکابر صوفیاء اور علمانے بہت بحثیں کی ہیں۔ اور جواز و عدم جواز کو ثابت کیا ہے۔ جہاں تک مولانا کا تعلق ہے۔ وہ سماع راست کو جائز اور سماع ناراست کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے۔

بر سماع راست ہر کس چیر نیست — طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست

صحیح سماع پر ہر شخص قادر نہیں ہے — انجیر ہر پرندہ کی خوراک نہیں ہے

سماع راست کی شرائط اکابر صوفیاء کے ملفوظات میں مذکور ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ سننے والا عالی جذبات کا حامل اور سافل جذبات سے عاری ہو اور عالی جذبات کی نشوونما کے لئے روحانی غذا کا طالب ہو، موسیقی اس قسم کی ہو جو حیوانی جذبات کو نہ ابھارے اور روح کو اسفل سے اعلیٰ کی طرف لے جائے۔ مولانا نے مثنوی بانسری کے بیان سے شروع کی ہے اور بانسری کے ذریعہ اسرار و معارف کے جو مضامین پیدا کئے ہیں۔ وہ کسی اور ساز سے پیدا نہ ہو سکتے تھے۔ بانسری کا تعلق روحانیت اور الوہیت سے ہندوؤں کے یہاں بھی مسلم ہے، چنانچہ کرشن جی کے ساتھ بانسری کا تصور اسی حقیقت کو واضح کرتا ہے۔ مولانا نے بھی بانسری کی تشبیہ سے روح کی ماہیت اور اس کے جذبات کو دلنشین اور دلسوز طریقہ پر پیش فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ جس طرح بانسری کے دلسوز نغمے اس بناء پر ہیں کہ وہ اپنی اصل سے جدا ہوگئی ہے۔ اور اس کے نغموں کا سوز و گداز نیستاں سے جدا ہو جانے کی بنیاد پر ہے۔ اسی طرح روحِ انسانی چونکہ روح الارواح، ہستی مطلق سے جدا ہو کر اس عالم شہود میں آئی ہے لہٰذا اس کا اضطراب اور بے چینی بھی اسی بنیاد پر ہے اور جب تک وہ اپنی اصل کی طرف واپس نہ ہو جائے گی اس کو سکون حاصل نہ ہوگا وہ يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً کی منتظر ہے۔ اور جب تک اس کو یہ پیغام نہ مل جائے گا۔ اس کو سکون اور چین

نصیب نہ ہوگا اور وہ بانسری کی طرح اپنے درد و فراق کا اظہار کرتی رہے گی۔ یہی مضمون جو مولانا نے شروع کیا ہے، مولانا کی پوری مثنوی میں پھیلا ہوا ہے۔

وحدت الوجود، وحدت الشہود:

لا الٰہ الا اللہ کے معنی اہل ظاہر کے یہاں تو یہ ہیں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے پرستش اور عبادت صرف اسی کی ہونی چاہیے۔ اس ذاتِ واحد کے علاوہ کسی اور چیز کی پرستش شرک ہے لیکن صوفیاء کے نزدیک لا الٰہ الا اللہ کے معنی لا موجود ○ الا اللہ کے ہیں، یعنی عالمِ وجود میں صرف ذاتِ واحد موجود ہے اس کے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے کسی دوسری چیز کو حقیقی وجود سے متصف کرنا شرک اور کفر ہے، اب اس کے بعد یہ بحث پیدا ہو جاتی ہے کہ ممکنات اور وجودِ کائنات کی وجودِ مطلق وجودِ باری سے کیا نسبت ہے؟ جو صوفیاء وحدت الوجود کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں۔ کہ وجود مطلق ایک ہی ہے جو وجوب، امکان، قدیم، حادث، مجرد، جسمانی، مومن، کافر، طاہر، نجس مختلف مظاہر میں ظاہر ہے۔ لیکن ہر مظہر کا حکم جداگانہ ہے۔ مظاہر میں فرق کرنا لازمی امر ہے۔ اور ہر مظہر پر ایک جداگانہ حکم لگانا ضروری ہے طاہر پر طہارت کا حکم ہے تو نجس پر نجاست کا، کافر کے کچھ احکام ہیں تو مومن کے لئے دوسرے احکام ہیں۔

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی	ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد
اگر تو مراتب کا فرق نہ کریگا تو تو زندیق ہے	وجود کے ہر مرتبہ کا ایک حکم ہے

مولانا بحر العلوم نے وحدت الوجود کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔ تمام موجودات عین ذاتِ حق ہیں۔ ممکنات کے تعینات اور تشخصات محض ایک پردہ ہیں۔ اگر یہ پردہ اٹھ جائے تو سوائے ذات حق کے کوئی وجود نہیں ہے اور یہ عالم امکاں نیست و نابود ہو جائے۔

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید توضیح کرتے ہوئے فرمایا۔ صوفیاء کے نزدیک وجود سے مراد مصدری نہیں معنی ہیں۔ کیونکہ وہ خارج میں موجود نہیں ہیں، معقولات ثانیہ میں سے ہیں جس کا وجود صرف ذہن میں ہوتا ہے بلکہ وجود سے ان کی مراد ما بہ الموجودیت ہے، حضرت حق جل مجدہ اپنے وجود اور ممکنات کے وجود میں غیر کا محتاج نہیں ہے۔ اس کی ذات ہی خود اس کے وجود کی مقتضی ہے اور اسی طرح ممکنات کے وجود کی بھی اس کی ذات ہی مقتضی ہے، ممکنات کا ما بہ الموجودیت کیا ہے؟ ان کے وجود سے ارادۂ الٰہی کا تعلق ہے اور یہ ارادہ اللہ کی صفت ذاتی ہے۔ جس کا مقتضی صرف اس کی ذات ہے لہٰذا ممکنات کا ما بہا الموجودیت ذات حق کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اب حضرت حق تعالیٰ کو ممکنات کا وجود بمعنی ما بہا الموجودیت کہنا بالکل حق اور درست ہے۔

حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیزی میں وحدت الوجود کی تشریح کی ہے فرمایا کہ پہلے وحدت الوجود کے معنی سمجھ لو پھر حقیقت حال سمجھنا۔ وحدت الوجود کے معنی یہ ہیں کہ وجودِ حقیقی (بمعنی ما بہ الموجودیت نہ کہ معنی مصدری) ایک چیز ہے جو واجب میں واجب اور ممکن میں ممکن اور جوہر میں جوہر، عرض میں عرض ہے اور اس کے یہ اختلافات ذات کے اختلافات نہیں ہے۔ جیسا کہ سورج کی شعاعیں پاک اور ناپاک پر پڑتی ہیں اور وہ اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہیں۔ ناپاک نہیں ہیں۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ حق ہے اور کسی طرح بھی شرع کے مخالف نہیں ہے اس لئے کہ اس وجود حقیقی میں سے ہر مرتبہ کا ایک جداگانہ حکم ہے اور شرع

شریف ہر مرتبہ کا حکم بیان کرتی ہے بعض کو ہادی، بعض گمراہ کنندہ، بعض کو واجب الاطاعت، بعض کو واجب العصیان، بعض کو حلال، بعض کو حرام، بعض کو پاک، بعض کو ناپاک قرار دیتی ہے۔ کوتاہ بین سمجھتا ہے کہ یہ ذات کے اختلاف کی وجہ سے ہے حالانکہ یہ قطعاً نہیں ہے کہ بلکہ شئوں اور اعتبارات کا اختلاف ہے۔ قرآن مجید کی چند آیتوں سے بھی اس مسئلہ کی صحت کے اشارات ملتے ہیں۔ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ O أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ۔ عنقریب ہم ان لوگوں کو اپنی نشانیاں اطراف عالم میں دکھائیں گے۔ ان کے اپنے درمیان میں بھی یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا۔ کہ یہ قرآن حق ہے کیا یہ بات کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار ہر چیز کا شاہد ہے یاد رکھو یہ لوگ تو اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہونے کی طرف سے شک میں ہیں۔ سنو! خدا ہر چیز پر حاوی ہے۔ نیز آیت ۵ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وہی شروع سے ہے وہی آخر تک رہے گا وہی ظاہر ہے وہی پوشیدہ ہے صوفیاء کا ایک گروہ ہے جو وحدت الوجود کے قائلوں کی باتوں کو سکر اور استغراق کی حالت پر محمول کرتا ہے اور وحدت الوجود کی واقعیت سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بسا اوقات سالک کو وحدت الوجود کا احساس ہوتا ہے لیکن وہ نفس الامری نہیں ہے جیسا کہ سورج کی روشنی میں تمام ستارے چھپ جاتے ہیں تو دیکھنے والا رف سورج کا وجود سمجھتا ہے۔ اور ستاروں کو معدوم سمجھتا ہے حالانکہ وہ نفس الامر میں موجود اور منور ہوتے ہیں تو یہ لوگ جس کو وحدت الوجود سمجھ گئے ہیں۔ وہ وحدت الشہود ہے ان دونوں نظریوں میں فرق یہ ہے کہ وحدت الوجود کے قائل تو دراصل وجود کی حقیقی تقسیم وجود واجب اور وجود ممکن کے قائل نہیں ہیں، اور وحدت المشہود کے قائل وجودِ ممکنات کے بھی قائل ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ واجب الوجود کے مشاہدہ کے وقت ممکنات کے وجودات مخفی ہو جاتے ہیں۔ وحدت الوجود کے مدعی، وجود حقیقی اور ممکنات کی تشبیہ دریا اور اس کی موجوں اور بلبلوں سے یا رسّی اور اس کی گرہوں سے دیتے ہیں۔

گفتم از وحدت و کثرت سخنے گوئی بہ رمز	گفت موج و کف و گرداب ہمانا دریاست
میں نے کہا وحدت اور اکثرت کی بات اشارہ میں کہدے	اس نے کہا موجیں اور جھاگ اور بھنور، دریا ہی ہیں
اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہیں	حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں
ہے مشتمل نمودِ صور پر وجودِ بحر	یاں کیا دھرا ہے قطرہ موج وحباب میں (غالب)

اور وحدت الشہود کے قائل وجودِ حقیقی اور ممکنات کے وجود کے تشبہ اصل اور اس کے سایہ سے دیتے ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وحدت الوجود الشہود کو چند در چند اشاروں کے ذریعہ ثابت کیا ہے۔ بادشاہ کے دربار میں گانوں کے چودھری کا قصہ نقل کر کے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے اور پٹ بیجنے کی حکایت میں بھی اسی حقیقت کو روشناس کرایا ہے۔

ایک مقام پر شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں مسلکوں کی تطبیق بھی کی ہے اور فرمایا ہے کہ وحدتِ وجودی مرتبہ ذات میں درست ہے اور وحدت المشہو دتعینات کے درجہ میں واجب القبول اور صحیح ہے لہٰذا دونوں باتیں اپنی جگہ صحیح ہیں۔

اب ہم اس مسئلہ پر آپ کو ''رودِ کوثر'' کے حوالے سے شیخ محمد اکرم کی زبانی کچھ باتیں سناتے ہیں تا کہ مسئلہ

کی پوری تنقیح اور توضیح ہو جائے وہ فرماتے ہیں حضرت مجدد سرہندی سے پہلے تمام صوفیاء ہند میں ایک ہی فلسفہ رائج تھا اور وہ تھا ابن العربی کا فلسفۂ وحدت الوجود، بے شک اس کے اخذ و قبول میں مختلف منازل اور مراتب تھے۔ بعض انتہا پسند صوفی تو وحدت الوجود میں اس قدر غلو کرتے تھے کہ وہ قریب قریب دائرہ اسلام سے باہر آ جاتے تھے اور کوئی دسرے اسے فقط اسی حد تک اختیار کرتے تھے جس حد تک اسلام مانع ہو۔ اب پہلی مرتبہ ایک جداگانہ فلسفہ مدون ہوا جو فلسفہ وحدت الوجود کے مقابل ہوا اور یہ فلسفہ وحدت الشہود تھا جو معنوی اعتبار سے وحدت الوجود کی ضد یعنی تثنیۃ الوجود کا فلسفہ کہلا سکتا ہے۔

وحدت الوجود اور وحدت الشہود فلسفے ذاتِ باری اور مخلوقات و ممکنات کے تعلقات کو بیان کرتے ہیں۔ اور ان دونوں فلسفوں کو توحیدِ عینی اور توحید ظلی سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ تذکرہ غوثیہ میں دونوں فلسفوں کے فرق کو ان الفاظ سے سمجھایا گیا ہے۔ وجود یعنی حقیقی ہستی واحد ہے لیکن ایک ظاہر وجود ہے اور ایک باطن، باطن وجود ایک نور ہے جو تمام عالم کے لئے بمنزلہ جان کے ہے اس نور کا باطن کا پرتو ظاہر وجود ہے جو ممکنات کی صورت میں رونما ہے۔ ہر اسم، وصف، فعل جو عالم ظاہر میں ہے۔ ان سب کی اصل وہی وصف باطن ہے اور اس کثرت کی حقیقت وہی وحدتِ صرف ہے جیسے امواج کی حقیقت عین ذات دریا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ کائنات کے جملہ افراد تجلیات حق ہیں۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَشْیَاءَ وَھُوَ عَیْنُھَا اور اس اعتباری کثرت کا وجود اسی حقیقی وحدت سے ہے۔ اَلْحَقُّ مَحْسُوْسٌ وَالْخَلْقُ مَعْقُوْلٌ یہ وحدت الوجود کے فلسفہ کا خلاصہ ہے۔

وحدت الشہود کی تفصیل یہ ہے کہ کائنات کا وجود اور مختلف صفات اور آثار کا ظہور، واحد مطلق کی ذات وصفات کا ظل و عکس ہے۔ جو عدم میں منعکس ہو رہا ہے اور یہ ظل و عکس واحدِ مطلق کا عین نہیں ہے بلکہ محض ایک مثال ہے۔ نواب سر احمد حسین نظام جنگ بہادر نے اپنی کتاب فلسفۂ فقراء میں ان دونوں نظریوں کے فرق کو حسب ذیل نقشہ کی مدد سے نمایا کیا ہے:۔

وحدت الوجود	(ھُوَ الْکُلّ)	وحدت الشہود	ھُوَ الْھَادِیْ
نظریہ	ہمہ اوست	نظریہ	ہمہ از وست
رجحانِ تصوف	سکون کی طرف مائل میں اور وہ جدا نہیں وہ دریا تو میں قطرہ ہوں) وصل	رجحانِ تصوف	جوش کی طرف مائل میں اس کے ساتھ اور وہ میرے ساتھ ہے عشق
اعتقاد۔	میں کون؟ اَنَا الْحَقّ	اعتقاد	میں کون؟ اَنَا عَبْدُہٗ (عاشق)

حقیقت تو یہ ہے کہ اس طرح کے مباحث محض ذوقی اور وجدانی ہیں ان کو دلائل سے ثابت کرنا اور ان کی تشریحات کرنا انتہائی دقت طلب ہیں اسی لئے شریعت نے ان مباحث میں پڑنے سے روکا ہے اور ذات و صفات کے مسائل کو نصوص پر محمول کر کے خارج از بحث قرار دیا ہے۔ اس بحث میں مولانا رومی کا کیا رجحان ہے اور وہ کون سے گروہ کے ترجمان سمجھے جاتے ہیں۔ مولانا کے پڑھنے والوں کو (اس کا فیصلہ کرنا دشوار ہو رہا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

می شناسد ہر کہ اورا منظرست کایں فقانِ ایں سرے ہم زاں سرت

صاحبِ نظر جانتا ہے کہ اس جانب کی آہ وزاری اس جانب ہی ہے

ایک جگہ فرماتے ہیں۔

جملہ معشوق ست و عاشق پردہ
سب کچھ معشوق ہی ہے عاشق ایک پردہ ہے

کسی مقام پر واضح الفاظ میں فرماتے ہیں۔ کہ صرف ذاتِ واحد ہی موجود ہے اور تعدد یا کثرت محض ایک اعتباری چیز ہے۔

گر ہزاراں اندیک کس بیش نیست جز خیالات عدد اندیش نیست
اگر ہزاروں بھی ہیں ایک کے علاوہ کچھ نہیں ہے کثرت اور تعدد محض خیالی ہے
بحر وحدانیست جفت وزوج نیست گوہروما ہیتش غیر موج نیست
صرف وحدانیت کا سمندر ہے جفت اور جوڑا کچھ نہیں اس کی حقیقت اور ماہیت موجوں سے جدا نہیں ہے
نیست اندر بحر شرک پیچ پیچ لیک بالا حول چہ گویم ہیچ ہیچ
سمندر میں کسی چیز کی شرکت نہیں ہے لیکن بھینگے سے میں کیا کہوں

یعنی غیر محدود کثرت کے اندر وجودِ حقیقی ایک ہی ہے، کثرت کو حقیقی سمجھنا، ایسا ہی ہے جیسا کہ بھینگا ایک کو دو دیکھتا ہے۔ انسان کی اس بھینگی آنکھ نے ہی اس کو مشرک بنایا ہے۔ اگر صحیح بینائی ہو تو وحدت کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے۔ یہ اور اس طرح کے بہت سے اشعار پڑھنے والے کو بتاتے ہیں۔ کہ مولانا وحدت الوجود کے داعی ہیں لیکن دوسری طرف اگر غور کیا جائے تو حقیقت اس کے خلاف واضح ہوتی ہے۔

جو لوگ وحدت الوجود کے نظریہ کے قائل ہیں۔ وہ جبر و اختیار کی بحثوں میں جبر کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور جبر یہ فرقہ ہی کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ اور یہاں تک کہہ دیتے ہیں۔

ہر آں کس راکہ مذہب غیر جبرست نبی فرمود کو مانندِ گبرست
جس شخص کا مذہب جبر کے علاوہ ہے نبی نے فرما دیا ہے وہ مجوسی ہے

لیکن مولانا اختیار کے قائل ہیں اور جا بجا جبر کے عقیدے کی تردید کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

سعی، شکرِ نعمت قدرت بُود جبر تو اِنکارِ آں نعمت بود
کوشش، قدرت نے نعمت کا شکریہ ہے جبرا اس نعمت کا کفر ہے
شکر نعمت نعمتت افزوں کند کفرِ نعمت از کفت بیروں کند
نعمت کا شکر نعمت کو بڑھاتا ہے نفر، نعمت سے محروم کر دیتا ہے

جبر تو خفتن بود در رہ مَخسپ
تانہ بینی آں درو درگہ مخسپ

تیرا جبر' سو جانا ہے، راستہ میں نہ سو جب تک اس در اور ربار کو نہ دیکھ لے نہ سو
جبر' خفتن درمیانِ رہزناں مُرغ بے ہنگام کے یا بداماں
جبر' ڈاکوؤں میں سو جانا ہے بے وقت کا مرغا کب بچا ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ صوفیا کی وہ اکثریت جو وحدت الوجود کی قائل ہے وہ جبر کی بھی قائل ہے اور جبر کا نتیجہ جدوجہد

کا ترک اور گوشہ نشینی کے سوا کچھ نہیں۔ اسی بنا پر تصوف پر الزام لگانے والے تصوف کا یہ نتیجہ سمجھنے لگے کہ تصوف کا نتیجہ تعطل اور بیکاری اور دینوی جہد سے دست برداری کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور تصوف مسائلِ زندگی سے ایک راہِ فرار ہے۔

لیکن مولانا جدو جہد اور سعی و عمل کے بہت بڑے داعی ہیں۔

اور کوشش بیہودہ بہ از خفتگی
سو جانے سے سعی لا حاصل بہتر ہے

تک کے قائل ہیں۔

ایک جگہ شیر کی زبانی فرمایا ہے۔

ہست جبری بودن ایں جا طمع خام	پایہ پایہ رفت باید سوئے بام
اس جگہ جبری بننا بیکار لالچ ہے	ایک ایک پٹری کوٹھے کی طرف چڑھنا چاہیے

اللہ تعالیٰ نے ہاتھ پاؤں دے کر کوشش اور سعی کی تلقین کی ہے اگر وہ ان کو بروئے کار نہیں لاتا ہے تو کفرانِ نعمت ہے۔

پائے داری چوں کنی خدرا تو لنگ	دست داری چوں کنی پنہاں تو چنگ
تیرے پیر ہیں اپنے آپ کو تو لنگڑا کیوں بناتا ہے؟	تیرے ہاتھ ہیں پنجہ کو کیوں چھپاتا ہے؟
خواجہ چوں بیلے بدستِ بندہ داد	بے زباں معلوم شداؤرا مراد
آقا نے جب بیلچہ ہاتھ میں دے دیا	اس کا مقصد بغیر کہے معلوم ہو گیا

توکل کا ایک غیر شرعی مفہوم عقیدۂ جبر کا لازمی نتیجہ ہے۔ مولانا اس کے بارے میں فرماتے ہیں۔

گر توکل می کنی درکار کن	کار کن پس تکیہ برجبار کن
اگر توکل کرتا ہے، کام میں کر	کام کر پھر اللہ پر توکل کر
گفت آرے ار توکل رہبرست	ایں سبب ہم سنتِ پیغمبرست
اس نے کہا ہاں اگر توکل راہنما ہے	سبب کو اختیار کرنا بھی پیغمبر کی سنت ہے

گفت پیغمبر با آوازِ بلند
برتوکل زانوے اشتر بہ بند

پیغمبر نے بلند آواز سے فرمایا توکل کے ساتھ اونٹ کا پیر باندھ

رمزِ الکا سب حبیب اللہ شنو
از توکل در سبب کاہل مشو

"کمانے والا اللہ کا دوست ہے" کا اشارہ سن　توکل کی وجہ سے اسباب اختیار کرنے میں سستی نہ کر

در توکل کسب و جہد اولیٰ ترست	تا حبیب حق شوی ایں بہترست
کمانا اور کوشش کرنا توکل کے معاملہ میں بہت بہتر ہے	تا کہ تو اللہ کا سہارا بن جائے یہ اچھا ہے

ایک جگہ فرمایا اسباب کا اختیار کرنا اور زندگی کی جدو جہد میں صبر و استقلال کے ساتھ زندگی کے نشیب و فراز سے دوچار ہونا ہمیشہ سے خاصانِ خدا کا خاصہ رہا ہے۔

سعیِ ابرار و جہادِ مومناں	تابدیں ساعت زآغازِ جہاں
نیکوں کی کوشش اور مومنوں کا جہاد	دنیا کی ابتداء سے اب تک

حق تعالیٰ جہدِ شاں راراست کرد آنچہ دیدنداز جفا و گرم و سرد
اللہ نے ان کی کوشش اور تمام گرم و سرد کو صحیح قرار دیا
جہد وعمل کے سلسلہ میں مولانا کا وہ شعر بھی مشہور ہے جس پر غالب جیسا شاعر سر دھنتا ہے۔
بزیر کنگرۂ کبریاش مردانند فرشتہ صیدو پیمبر شکار ویزداں گیر
اس کی کبریائی کے کنگرہ کے زیر سایہ وہ انسان بھی ہیں فرشتہ اور پیغمبر جن کا شکار اور وہ خدا کو قابو میں کر لینے والے ہیں۔
اور اقبال نے اسی شعر کو اپنے الفاظ میں اس طرح کہا ہے۔
در دشتِ جنون من جبرئیل زبوں صیدے یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ
میرے جنون کے میدان میں جبرئیل معمولی شکار ہیں اے ہمت مردانہ خدا کو قابو میں کر لے
ان حالات میں کسی طرح یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مولانا وحدت الوجود کے اس مفہوم کے قائل تھے جو دوسرے صوفیاء نے اختیار کیا ہے۔
جبر و قدر انسان جو کام کرتا ہے وہ اپنے اختیار سے کرتا ہے یا بصورت جبر اس سے صادر ہوتے ہیں۔ یہ مسئلہ بھی ان مسائل میں سے ہے جن کا فیصلہ کرنا دشوار ترین امر ہے۔ اس مسئلہ کی بنیاد دراصل اس مسئلہ پر ہے کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ یا انسان کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ حکماء کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ انسانی جملہ افعال بھی اللہ کی تخلیق میں انسان کو ان کے صادر کرنے میں کوئی اختیار اور دخل نہیں ہے۔ **وَمَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ** تمہارا چاہنا کچھ نہیں بجز اس کے کہ اللہ چاہے۔ **مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یِشَاءُ لَمْ یَکُنْ** جو اللہ نے چاہا وہ ہوا جو نہ چاہا نہ ہوا۔ **اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ** خلق اور امر صرف اللہ کا ہے **جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ** ہونے والی باتوں پر قلم تقدیر (لکھ کر) خشک ہو چکا ہے۔ **اَلْقَلْبُ بَیْنَ اِصْبَعِیِ الرَّحْمٰنِ یُقَلِّبُھَا کَیْفَ یَشَاءُ** انسانی قلب اللہ کے قبضہ میں ہے۔ جس طرف چاہتا ہے (برائی یا بھلائی) اس کو اس طرف مائل کر دیتا ہے۔ اب ان دلائل کے پیش نظر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ انسان مجبور محض ہے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں انسان کے افعال کے حسن و قبح کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ اور افعال پر جزا و سزا کا ترتب بھی بالکل بے معنی ہو جاتا ہے۔ اگر زید کے ہاتھ میں رعشہ کی اضطراری حرکت ہے تو زید کو اس حرکت کی بنا پر اچھا یا برا کہنا بالکل غیر معقول ہے، انسان کے سر پر پھول برسیں یا پتھر انسان نہ پھولوں کی ستائش کرتا ہے نہ پتھر کی شکایت، حکماء کے اس گروہ کو جبریہ کہا جاتا ہے۔
دوسرا گروہ قدریہ ہے جو تقدیر ازلی کا منکر ہے اور تمام انسانی افعال کا صدور انسان سے بطور کلی اختیار کے تسلیم کرتا ہے اور بندوں کے افعال کا خالق بندوں ہی کو قرار دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں عالم میں دو خالق تسلیم کرنے پڑیں گے۔ ایک خدا اور ایک غیر خدا اور اس ثنویت کو اسلام کسی طرح تسلیم نہیں کر سکتا ہے۔ یزداں اور اہرمن کے تصور کو اسلام نے مٹایا ہے اور خالص توحید کی طرف رہنمائی کی ہے۔ اسی بنیاد پر اس قدر فرقہ کو مجوس ہذہ الامتہ قرار دیا گیا ہے۔
عقلی اعتبار سے غور کیا جائے تو یہ عقیدہ بھی خلاف واقعہ نظر آتا ہے اس لئے کہ انسان کا کسی کام کو کرنا یا کسی کام سے باز رہنا خواہش و ارادہ یا نفرت و اجتناب کی بنیاد پر ہوتا ہے اور انسان کو اپنی قوت ارادی یا قوت

اجتنابی کی تحریک پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ اب ان دونوں قوتوں کی تحریک کا جو نتیجہ بھی ہے وہ غیر اختیاری ہو جاتا ہے۔ اشاعرہ نے ایک درمیانی صورت نکالی یعنی انسان کے افعال کا خالق تو اللہ کو قرار دیا اور کسب کو انسان کا اپنا فعل قرار دیا اور یہ عقیدہ ٹھہرایا کہ افعال خواہ خداوندی ہوں یا بندوں کے سب کا خالق اللہ ہی ہے۔ اب بندوں کے افعال کی برائی، بھلائی یا جزاء وسزا اس بنیاد پر ہے کہ انسان نے اس کا کسب کیا ہے۔ مولانا روم نے اس مسئلہ پر بہت سے مقامات پر بحث کی ہے ایک جگہ تو جبر یہ اور قدر یہ دونوں کو غلط لکھا ہے۔ اور فرمایا کہ اگر دیکھا جائے تو انسان کا جبر مطلق، اختیار مطلق کی بہ نسبت بالکل بداہت کے خلاف ہے۔ بداہۃ نظر آتا ہے۔ کہ انسان اپنے افعال میں صاحب اختیار ہے۔ رہی یہ بات کہ یہ اختیار خدا کا عطا کردہ ہے یہ ایک نظری مسئلہ ہے اور فرمایا قدری کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جو دھویں کو موجود مانتا ہے اور آگ جو اس کی علت ہے اس کا انکار کرتا ہے اور جبری کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دھوئیں کے ہوتے ہوئے اس دھویں کے وجود ہی سے انکار کرتا ہے۔ اب فیصلہ کیا جائے کہ کونسا شخص زیادہ حماقت میں مبتلا ہے۔ مولانا کے زمانہ میں اکثر صوفیاء اور علماء جبر کے قائل تھے۔ امام رازی جیسے فاضل نے اپنی تفسیر میں متعدد جگہ پر دلائل قائم کئے ہیں۔ اور پھر مستقل کتاب لکھ کر جبر کے اثبات کے لئے عقلی و نقلی دلائل پیش کئے ہیں۔ لیکن مولانا روم کا رجحان جبر کے بالکل خلاف ہے۔ **مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَ مَالَمْ یَشَا لَمْ یَکُنْ** کے بارے میں مولانا نے فرمایا۔ یہ حدیث جدوجہد کی ترغیب کے لئے ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی شاہی ملازم سے یہ کہے "جو وزیر چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔" تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وزیر کو خوش رکھنے کی جدوجہد کرنی چاہیے کیونکہ مقصد کا حصول وزیر کی خوشی پر موقوف ہے۔ یہ نہیں ہے کہ مقصد کا حصول ہمارے ہاتھ میں ہے لہٰذا وہ بغیر جدوجہد کے ہمیں حاصل ہو جائے گا۔ اسی طرح اس حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ نجات اور حصول مقاصد تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے کہ جب چاہو حاصل ہو جائے بلکہ اس کے لئے انتہائی جدوجہد کی ضرورت ہے۔

جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ کَائِنٌ کے بارے میں فرماتے ہیں یہ بالکل سچ ہے لیکن اس کے یہ معنیٰ کہ جو کچھ ہونا ہے وہ پہلے ہی دن لوحِ تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔ صحیح نہیں ہیں۔ یہ عوام کی غلطی ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں۔ کہ یہ طے ہو چکا ہے کہ ہر کام کا خاص نتیجہ ہے، یہ طے ہو چکا ہے۔ کہ ہر چیز کا ایک سبب ہے، یہ طے ہو چکا ہے کہ نیکی و بدی یکساں نہیں ہیں۔ یہ طے ہو چکا ہے کہ نیکی کا نتیجہ نیکی کا نتیجہ نیک اور بدی کا بد ہوگا۔

مولانا نے انسان کے اختیار کے ثبوت کے لئے جو دلائل قائم کئے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ہر شخص کے دل میں اختیار کا یقین ہے گو زبانی اس کا انکار کرے اگر اسی شخص کے سر پر چھت ٹوٹ پڑے تو کبھی چھت پر غصہ نہ کرے گا اور اگر کوئی دوسرا شخص اس کے سر پر پتھر مار دے تو اس پر اس کو سخت غصہ آئے گا اور یہ اسی بنیاد پر ہے کہ چھت کو اس نے غیر مختار سمجھا ہے۔ اور اس شخص کو اس نے صاحب اختیار مانا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ کتا بھی اس بات کو سمجھتا ہے۔ کتا پتھر کو نہیں کاٹتا ہے۔ جو پتھر پھینک کر اس کے مارے گا۔ اس کو کاٹے گا۔

(۲) خود انسان کے تمام اقوال و افعال سے اختیار کا ثبوت ہوتا ہے۔ ہم کسی شخص کو کسی کام کے کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ کسی کو کسی کام کے کرنے کی ممانعت کرتے ہیں۔ اپنے کسی فعل پر خود نادم ہوتے ہیں۔ اور کسی فعل پر خوش یہ اس کی دلیل ہے کہ ہم خود اپنے آپ کو اور دوسرے کو صاحب اختیار سمجھتے ہیں۔

(۳) جبر کے ثبوت میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اگر خدا ہمارے افعال پر قادر نہیں ہے تو مجبور ہے اور اگر قادر ہے اور بندہ کو بھی قادر مانا جائے تو ایک فعل کے دو فاعل قرار پاتے ہیں جو باطل ہے۔ مولانا نے اس شبہ کا جواب دیا جو شبہ کا جواب بھی ہے اور بجائے خود بندہ کے اختیار کے لئے دلیل بھی ہے۔ فرمایا جو چیز کسی چیز کی ذاتیات میں سے ہے۔ وہ سلب نہیں ہوتی ہے۔ لوہار کے بسولے میں جبر ہے لوہا کا آلہ بننے کی وجہ سے اس کا جبر سلب نہیں ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اختیار انسان کی ذاتیات میں سے ہے۔ اگر اللہ کا فاعل مانا جائے اور انسان اس کے لئے بمنزلہ آلہ کے ہو تب بھی اس کا اختیار باقی رہے گا۔ انسانی اختیار مسلوب نہ ہوگا۔ اور نہ جبر سے تبدیل ہوگا۔ اگر یہ کہا جائے کہ انسان کا کفر کرنا اللہ کی مرضی سے ہے۔ تو بھی خود یہ ثابت ہو رہا ہے کہ کفر کافر کا فعل اختیاری ہے ورنہ کافر، کافر نہیں۔

(۴) انسان کے تمام افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے ان کا صدر انسان سے ہوتا ہے۔ اللہ کے خالق ہونے کی وجہ بسا اوقات افعالِ عبادت کی نسبت اللہ کی طرف کر دی جاتی ہے ورنہ دراصل وہ بندہ کا فعل ہے مولانا بحرالعلوم نے ایک مقام پر فرمایا ہے ایک فرق بعد الجمع کا مقام ہے۔ جب سالک کی سیر عروج کی طرف ختم ہو جاتی ہے اور اس کا وجود مقام فنا میں پہنچ جاتا ہے تو وہ پھر بشریت کی طرف نزول کرتا ہے اور اپنی ذات کا جلوہ آئینہ حق میں دیکھتا ہے اور اپنے تمام افعال وصفات کو منسوب بسوئے حق دیکھتا ہے۔ اور یہ عرفان کا سب سے بلند مقام ہے۔

مثنوی اور فلسفی مسائل:

مولانا کا مقصد مثنوی میں اگرچہ فلسفی مسائل کو بیان کرنا نہیں ہے ضمناً جو مسائل بیان فرما دیئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

تجاذبِ اجسام:

کائنات کے تمام اجسام ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور اسی تجاذب اور کشش پر نظام کائنات قائم ہے۔ یہی وہ مسئلہ ہے۔ جس کی تفاصیل نیوٹن نے کیں اور یہ نظریہ اس کی طرف منسوب کیا گیا جبکہ مولانا نے سینکڑوں برس قبل یہ نظریہ بیان فرما دیا تھا۔

جملہ اجزاء جہاں زاں حکم پیش جفت جفت و عاشقاں جفتِ خویش

دنیا کے تمام اجزاء جوڑ جوڑ ہیں اور ہر ایک اپنے جوڑے کا عاشق ہے

آسماں گوید زمیں رامر حبا باتوام چوں آہن و آہن رُبا

آسمان زمین کو خوش آمدید کہتا ہے کہ میری تیری مثال لوہے اور مقناطیس کی سی ہے

فرمایا کہ اجرام فلکی کی کشش کی بنیاد پر زمین بیچ میں معلق ہے اور اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے مقناطیس کا ایک گنبد بنایا جائے اور لوہے کا ایک ٹکڑا بیچ میں کر دیا جائے تو وہ معلق ہو کر رہ جائے گا۔

آں حکیمش گفت کز جذب سما از جہات شش بماند اندر ہوا

اس حکیم نے اس سے کہا کہ آسمان کی وجہ شش جہات کی کشش کی وجہ سے زمین فضا میں معلق ہے

چوں ز مقناطیس قبہ ریختہ درمیاں ماند آہنے آو یختہ

جس طرح کو مقناطیس کا گنبد ہو اور اس کے درمیان لوہے کا ٹکڑا لٹکا ہو

تجاذب ذرّات:

اب یہ بات مسلمات میں سمجھ لی گئی ہے کہ اجسام کی ترکیب ذرّات سے ہے اور ان ذرّات میں باہمی کشش اور تجاذب ہے اور تمام اجسام کے ذرّات میں کشش اور تجاذب یکساں نہیں ہے۔ بعض اجسام کے ذرّات میں باہمی کشش بہت بڑھی ہوئی ہے اور بعض میں کم جیسا کہ لوہا اور لکڑی۔ اس مسئلہ کو سینکڑوں سال قبل مولانا نے بیان فرمایا:

میلِ ہر جزئی بہ جزئی می نہد　　زا تحادِ ہر دو تولیدے جہد
ہر جزئی کا ایک جزئی کی طرف میلان ہے　　دونوں کے اتحاد سے پیدائش ہوتی ہے

ان اشعار میں مولانا نے تجاذب کی کیفیت کو عشق سے تعبیر کیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ نباتات کے جو اجزاء ہیں وہ جمادی ہیں۔ لیکن ان میں اور نباتی اجزاء میں کیونکہ کشش ہے لہٰذا وہ جمادی اجزاء نباتیت اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح نباتی اجزاء حیوانی اجزاء بن جاتے ہیں۔ اگر یہ کشش نہ ہو تو عالم میں مرکبات کا فقدان ہو جائے

تجدّدِ امثال:

مولانا بحر العلوم نے ایک مقام پر فرمایا ہے۔ تجدّدِ امثال یہ ہے کہ کائنات کی صورتیں ہر آن تبدیل ہو رہی ہیں۔ ایک صورت زائل ہوتی ہے اور دوسری صورت اس کی جگہ لے لیتی ہے اور ذات اسی طرح باقی رہتی ہے، چونکہ مٹنے والی صورت آنے والی صورت جیسی ہے۔ اس وجہ سے اس تبدیل کا احساس نہیں ہوتا ہے اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلی صورت علیٰ حالہا باقی ہے۔ جدید تحقیقات اس مسئلہ کی تصدیق کرتی ہیں۔ مولانا نے اس مسئلہ کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتے ست
مصطفیٰ فرمود دنیا ساعتے ست

ہر لحظہ تیری موت اور واپسی ہے۔ اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا ایک ساعت کی ہے۔

ہر نفس نوے شود دنیا و ما　　بے خبر از نو شدن اندر بقا
ہر سانس میں دنیا نئی بن رہی ہے　　ہم اس کے نئے بننے سے بے خبر ہیں
عمر ہمچو جوئے نونو می رسد　　مستمرے می نماید در جسد
زندگی نہر کے پانی کی طرح نئی نئی آتی رہتی ہے　　بدن میں مسلسل نظر آتی ہے
شاخِ آتش رابہ جنبانی بساز　　در نظر آتش نماید بس دراز
جلتی لکڑی کو تیزی سے گھماؤ　　تو دیکھنے میں ایک لمبی آگ نظر آئے گی

انسان کی زندگی کی بھی یہی صورت ہے۔ ہر لحہ فنا اور بقا ہے۔ لیکن یہ تبدیلی اس سرعت کے ساتھ ہے کہ زندگی مستقل اور مستمر محسوس ہوتی ہے اور اس کی مثال میں فرمایا کہ نہر کے پانی کی سطح مستقل نظر آتی ہے۔ حالانکہ وہ سطح برابر بدل رہی ہے یا شعلہ کو اگر تیزی سے گھماؤ تو وہ ایک دائرے کی شکل میں نظر آنے لگتا ہے۔ حالانکہ ہر آن وہ شعلہ دائرے میں اپنی جگہ بدل رہا ہے۔ لیکن تم اسے محسوس نہیں کر رہے ہو۔

مسئلہ ارتقاء:

دنیا کی موجودات کو چار قسموں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ جمادات، نباتات، حیوانات، انسان، اب ان میں یہ بحث ہے کہ آیا یہ چاروں قسمیں ابتداء تخلیق سے اسی طرح سے ہوئی ہیں۔ یا ابتداء تخلیق میں صرف ایک چیز پیدا کی گئی تھی پھر اس نے ترقی اور ارتقاء کیا ہے۔ وہ چیز جماد تھی پھر ترقی کر کے نبات بنی پھر ترقی کر کے حیوان بنی اور پھر ترقی کر کے انسان بن گئی۔ یہ آخری نظریہ ڈارون کی طرف منسوب ہے۔ مولانا شبلی کا خیال ہے کہ مولانا بھی ڈارون سے بہت پہلے اسی ارتقاء کے قائل تھے اور اس کے ثبوت کے لئے حسب ذیل اشعار پیش کئے ہیں:۔

آمده اوّل به اقلیمِ جماد وز جمادی در نباتی او فتاد

انسان شروع میں جماد تھا جماد سے نبات بنا

سالہا اندر نباتی عمر کرد وز نباتی یاد نادرید از نبرد

سالوں نبات رہا لیکن نباتی زندگی اسے یاد نہیں ہے

وز نباتی چوں به حیوانی فتاد نامدش حالِ نباتی ہیچ یاد

نبات سے جب حیوان بنا نباتی حالت اس کو یاد نہیں

جز ہماں میلے کہ دارد سوئے آں خاصه در وقتِ بہارِ ضیمراں

ہاں سوائے اس میلان کے جو اس کو نباتات کی طرف ہے خصوصاً موسم بہار میں ضیمران کے کھلنے کے وقت

ہمچو میل کودکاں با مادراں سرِ میل خود نہ داند در لباں

جس طرح کا بچوں کا ماؤں کی طرف میلان ہوتا ہے شیر خوارگی کے زمانہ میں پسلا کچ راز تمہیں جانتا

باز از حیواں سو انسانیش میکشد آں خالقے کہ دانیش

پھر حیوان سے انسان کی جانب اس کو وہ خدا لے جاتا ہے جو اس کو جانتا ہے

ہمچنیں اقلیم تا اقلیم رفت تا شدا کنوں عاقل و دانا وزفت

اسی طرح وہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف چلتا رہا یہاں تک وہ عاقل و دانا اور فربہ بن گیا

مولانا کے یہ اشعار صاف لفظوں میں بتا رہے ہیں۔ کہ مولانا انسان کی ابتدائی خلقت جمادی مانتے ہیں۔ اس سے ترقی کر کے اس نے جسم نباتی اختیار کیا۔ پھر عالم نباتات سے وہ جسم حیوانی بنا اور جسم حیوانی سے اس نے جسم انسانی اختیار کیا اور موسم بہار میں گل و گلزار کی طرف اس کے میلان کو اس کے عالم نباتات سے عالم حیوانات کی طرف منتقل ہونے کی دلیل بتا رہے ہیں۔

وجود کے مراتب:

وجود صرف مادّی ہے یا اس کے مراتب ہیں اور اولیٰ درجہ مادی وجود کا ہے نیز علم کے حصول کا ذریعہ صرف حواس ہیں۔ یا اس کے ماوراء بھی کچھ علم کے اسباب ہیں۔ ان دونوں مسئلوں میں اختلاف چلا آ رہا ہے۔ مادے کے قائل تو یہ کہتے ہیں۔ کہ وجود کا مدار صرف مادّے پر ہے اور مادّی وجود کے علاوہ اور کوئی وجود نہیں ہے، حصول علم کے بارے میں بھی لامحالہ ان کا یہ خیال ہے کہ وہ صرف عقل اور حواس کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اب ظاہر

ہے کہ یہ گروہ نفس یا روح کی مستقل حیثیت تسلیم کر سکتا ہے اور نہ خدا کا قائل ہو سکتا ہے اور نہ حیات بعد الموت کا۔ ان کے نزدیک روح کی کوئی مستقل حیثیت نہیں ہے بلکہ وہ عناصر کی خاص ترکیب کی پیداوار ہے۔ جس طرح ساز کے تاروں کے ایک خاص نظم وضبط سے ایک نغمہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح وجود کے ذرات کی خاص ترتیب عقل وشعور پیدا کر دیتی ز ہے۔ جب ساز ٹوٹ جائے تو نغمہ ناپید ہو جائے گا۔ اہل شرع ماس نظریہ کو الحاد قرار دیتے ہیں۔ مولانا روم نے بھی مثنوی میں جا بجا اس مسئلہ پر اظہار خیال کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ وجود کے مختلف مراتب ہیں اور وجود کا ہر مرتبہ اپنی مخصوص عقل اور اسباب وعلل کا مخصوص نظام رکھتا ہے جیسے جیسے وجود کے مراتب میں ترقی ہوتی ہے۔ ویسے ہی علم اور اس کے ذرائع میں بھی ارتقا ہوتا ہے۔ نباتی وجود اور عقل جمادی وجود عقل سے بالاتر ہے اور نباتات کا شعور جمادات کے شعور سے بڑھا ہوا ہے۔ اسی طرح حیوانات کا شعور نباتی شعور سے زیادہ بہتر اور وسیع ہے اور پھر حیوانات میں بھی عقل وشعور کے مرتب میں تفاوت ہے۔ انسان تمام حیوانات میں بالاتر ہے اور اس کی نوع کے افراد میں بھی عقل وشعور میں۔ بے حد تفاوت ہے۔ ایک طرف جنگلی انسانوں کا شعور ہے۔ دوسری طرف حکماء کے شعور کی بلند پروازی ہے۔ مولانا نے فرمایا انسان کے وجود کا ارتقاء اور اس کی عقل کا ارتقاء اس مرحلہ پر پہنچ کر بھی نہیں رکتا ہے بلکہ حکماء کے علاوہ انبیاء اور اولیاء کا ایک طبقہ ہے جو حکماء کے مقابلہ میں زیادہ کاشفِ اسرار ہے فرماتے ہیں۔

باز غیر از عقل و جانِ آدمی	ہست جانے در نبی دور ولی
عام انسان جان اور عقل کے علاوہ	نبی اور ولی میں ایک اور جان ہے

وحی والہام و نبی:

مولانا وحی والہام میں فرق نہیں کرتے ہیں۔ اور الہامات نیز اس بصیرت کے لئے بھی جو عقل وحس سے ماوراء ہے وحی کا لفظِ استعمال کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ انسان کے حواسِ ظاہری کے علاوہ انسان میں حواس باطنی بھی ہیں جن سے ان باتوں کا انکشاف ہوتا ہے جو حواسِ ظاہری کے ادراک سے باہر ہیں۔

پنج حسے ہست جُزایں پنج حس	آں چو زرِّ سرخ وایں حسہا چومس
ان حواس خمسہ کے علاوہ اور حواسِ خمسہ ہیں	سونا جیسے ہیں اور یہ تابنا ہیں
آئینہ دل چوں شود صافی و پاک	نقشہا بینی بروں ازآب و خاک
دل کا آئینہ جب پاک وصاف ہو جاتا ہے	آب و خاک کے علاوہ وہ اور نقش دیکھتا ہے
پس محلِ وحی گردو گوش جاں	وحی چہ بود گفتن از حسِ نہاں
پھر جان کا کان وحی کا محل بن جاتا ہے	وحی کیا ہے۔ اسی پوشیدہ حس کی گفتگو

اس ادراک کو وحی کہئے یا الہام یہ عقل سے بالاتر حس باطن کا انکشاف ہوتا ہے۔ چونکہ عوام وحی کو انبیاء کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں۔ لہٰذا صوفیاء اس قسم کے انکشافات کو وحی دل کہہ دیتے ہیں۔

از پئے رُو پوشِ عامہ در جہاں وحی دل گوئیداد را صوفیاں

دنیا میں عوام سے چھپانے کے لئے اس کو صوفی دل کی وحی کہہ دیتے ہیں

نبی کا لفظ بھی عام طور پر ایک خاص معنی میں بولا جاتا ہے لیکن مولانا اونچے درجہ کے مصلحین کے لئے بھی لفظ نبی بولتے ہیں۔

فکر کن در راہ نیکو خدمتے تا نبوت یابی تو از امتے

بھلائی کے راستہ میں خدمت کی فکر کر تاکہ امت میں رہتے ہوئے تو نبوت پالے

مولانا کی اصطلاح میں نبی اور وحی کے ایسے عام معنیٰ ہیں جو اصطلاحی نبی اور وحی سے وسیع تر ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

ایں نجوم و طب وحی انبیاء ست عقل و حِس راسوئے بے سوز و کجاست

یہ طب اور نجوم نبیوں کی وحی ہے عقل اور حس کو بے جہت چیز کا راستہ نہیں ملتا ہے

قابل تعلیم فہم ست ایں خرد لیک صاحب وحی تعلیمش دہد

اس عقل میں فہم و تعلیم کو قبول کرنے کی صلاحیت ہے لیکن صاحب وحی اس کو تعلیم دیتا ہے

جملہ حرفتہا یقیں از وحی بود اوّل اوّل عقل اورا بر فزود

یقیناً تمام ہنر ابتداء وحی کے ذریعہ معلوم ہوئے پھر عقل نے ان میں اضافہ کیا ہے

مولانا کا یہ بھی خیال ہے کہ جب دل محلِ وحی ہوتا ہے تو وہ اپنی ملکوتی وقت کو متمثل کر کے پیش کرتا ہے کوئی دوسری شخصیت پیغام رساں نہیں ہوتی ہے۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ جبرئیل کچھ کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ خود نبی کی قوتِ ملکوتی یہ تمثل اختیار کر لیتی ہے۔ جیسا کہ خواب میں انسان دیکھتا ہے کہ دوسرا شخص اس سے ہم کلام ہے حالانکہ خود اس کا قلب دوسرے کو متمثل کر کے پیش کر دیتا ہے۔ مولانا بحر العلوم نے مولانا کے اشعار کی شرح کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا جبرئیل جو رسولوں کے سامنے آتے ہیں اور اللہ کی جانب سے وحی لاتے ہیں وہ ایک جبرئیلیہ حقیقت ہے جو رسولوں کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے اور یہ قوت وہ صورتِ اختیار کر لیتی ہے جو عالمِ مثال میں اس کے لئے پوشیدہ تھی۔ وہ رسولوں کے پاس حاضر ہوتی ہے اور اللہ کا پیغام پہنچاتی ہے۔ تو رسول خود اپنے آپ سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ نہ کسی دوسرے سے تو جو کچھ رسول دیکھتے ہیں۔ وہ انہیں کے خزانہ کی پوشیدہ چیز ہے۔ مولانا کے نزدیک روحِ انسانی کے عروج کے منازل ہیں۔ ایک وہ مقام آتا ہے جہاں روح انسانی کا روح الٰہی سے غایت درجہ کا اتصال ہو جاتا ہے۔

اتصالے بے تکیف بے قیاس ہست ربّ الناس رابا جانِ ناس

اللہ تعالیٰ کا انسانوں سے اتصال ہے جو قیاس اور بیان سے باہر ہے

اس مقام پر پہنچ کر حکمت کا طالب خود حکمت کا منبع بن جاتا ہے اور اس مقام پر پہنچ کر خود انسانی قلب، لوح محفوظ بن جاتا ہے۔

لوحِ حافظ لوحِ محفوظے شود روحِ او از روح محفوظے شود

حافظ کا دل لوحِ محفوظ بن جاتا ہے اس کی روح خدا سے محفوظ ہوتی ہے

اس حالت میں الٰہی کلام اور فرمان خود اس کے دل سے ابھرتا ہے اور یہ احسن التقویم والا انسان جب روحانی بلندیوں پر پہنچتا ہے تو خود اس کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔

وحی چہ بود گفتن از حسِ نہاں　　پس محل وحی گردو گوش جاں

وحی کیا ہے' پوشیدہ جس کی گفتگو　　روح کا کان وحی کا محل بن جاتا ہے

گوشِ جان و چشم جاں جزایں حس ست　　گوش عقل و چشم ظن زاں مفلس ست

روح کے کان اور آنکھ ان حواس کے علاوہ ہیں　　عقل کا کان' اور ظن کی آنکھ ان سے محروم ہے

پنبۂ وسواس بیروں کن زگوش　　تا بگوشت آمداز گردوں خروش

وسوسوں کی روئی کان سے نکال　　تا کہ تیرے کان میں آسمانی آوازیں آئیں

وحی' نبی' جبرئیل اور لوحِ محفوظ کے بارے میں مولانا کے خیالات اجمالی طور پر ہم نے عرض کر دیئے ہیں تا کہ مولانا کا کلام سمجھنے میں سہولت ہو لیکن ظاہر ہے کہ یہ مولانا کے اپنے خیالات ہیں اور باب شرع کو ان میں ردل و قبول کا حق ہے ان میں سے جو چیزیں ظاہر نصوص سے ٹکرائیں وہ یقیناً دوسروں کے لئے لائق قبول نہ ہوں گی۔ بزرگوں کے مکاشفات اسی وقت تک حجت ہیں جب تک کہ وہ اصول شرع کے موافق ہوں۔

بعض اصطلاحیں:

صوفی وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو غیر اللہ سے محفوظ رکھے دل میں کوئی شیطانی خطرہ نہ آنے دے۔ عبادت وریاضت میں اصولِ شرع اور سنت رسول پر قائم رہے۔

ابن الوقت وہ صوفی کہلاتا ہے۔ جو اسرار اور واردات سے مغلوب الحال ہو جائے۔ اسرار کا اظہار کردے خوارق اس سے ظاہر ہو جائیں اور احکام ظاہری کی مخالفت کر بیٹھے۔ ابن الوقت ہی کو قلندر اور رند بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ ابن الوقت اس صوفی کو بھی کہا جاتا ہے جو مقتضائے وقت پر عمل کرے۔ یہ معنیٰ پہلے معنیٰ سے عام ہیں۔ جو اصطلاحی ابن الوقت اور ابوالوقت دونوں کو شامل ہیں۔

ابوالوقت وہ صاحبِ مقام صوفی کہلاتا ہے جو آداب شریعت کا پورا پاس کرے۔ حالات اور واردات میں نفس اور روح پر قابو رکھے۔ خداوندی حکمت کے مقتضیٰ کو سمجھتے ہوئے کرامات اور خوارق پر قابو رکھے۔ ابو الوقت کا مقام ابن الوقت سے بہت اعلیٰ سمجھا جاتا ہے۔

ابدال۔ اولیاء اللہ کی وہ جماعت ہے جو کسی دوسری شخصیت کو اپنی شکل وصورت میں تبدیل کر سکتی ہیں۔ ان کی تعداد سات ہوتی ہے۔ دنیا کی ساتوں اقلیموں میں سے ہر اقلیم کا ان میں ایک قطب ہوتا ہے۔

نقباء۔ اولیاء اللہ کی وہ جماعت کہلاتی ہیں جن میں سے ہر ایک آسمان کے بارہ برجوں میں سے ہر برج سے متعلق ہوتا ہے اور اس برج کے نجوم وکواکب کی تاثیرات سے اس کا تعلق ہوتا ہے۔ ان نقباء کو بھی ابدال کہہ دیا جاتا ہے۔

رجبیوں۔ اولیاء کی وہ جماعت کہلاتی ہے جو رجب کے مہینہ میں اپنی جگہ مقیم رہتی ہے۔ باقی پورے سال عالم میں گشت کرتی رہتی ہے۔ رجب کے پہلے دن ان پر اس قدر بوجھ ہوتا ہے کہ وہ اپنے کسی عضو کو حرکت نہیں دے سکتے ہیں۔ دوسرے دن یہ بوجھ کم ہو جاتا ہے اور تیسرے دن بالکل غائب ہو جاتا ہے۔ ان کو پورے

سال کشف رہتا ہے۔ ان کی تعداد چالیس ہوتی ہے۔

عالمِ خلق یا عالمِ شہود۔ یہ دنیا کہلاتی ہے جہاں اشیاء اپنے مادے اور مقدار کے ساتھ موجود ہیں۔

عالمِ مثال وہ عالم ہے جو عالمِ خلق سے بالا ہے وہاں اشیاء میں مقدار تو ہے مادّہ نہیں ہے۔

عالمِ امر یا عالمِ روح۔ وہ عالم ہے جو عالمِ مثال سے بھی بالا ہے۔ اور وہاں اشیاء بغیر مادّہ اور مقدار کے موجود ہیں۔

واصل بحق۔ وہ اولیاء اللہ کہلاتے ہیں جو مادی خواص سے پاک وصاف ہو کر سراپا روح بن جاتے ہیں۔ اور ان کا اضطراب عشق وصل کے سکون سے بدل جاتا ہے، ان کو سالک واصل بھی کہا جاتا ہے۔ اور سالک طالب وہ ہے جو ابھی اس درجہ تک نہ پہنچا ہو۔

ولی۔ وہ شخص ہے جو اللہ کی ذات وصفات کو پہچانے، ہمیشہ طاعات بجالائے، محرمات سے بچے، لذتوں اور شہوتوں میں منہمک نہ ہو، نجاستوں سے بچتا ہو، فرائض کا تارک نہ ہو، مجنون اور پاگل نہ ہو، شرمگاہ اور بدن کو برہنہ نہ رکھتا ہو۔

اہلِ ارشاد۔ وہ اولیاء اللہ ہیں جن کے سپرد مخلوق کی ہدایت، قلوب کی اصلاح وتربیت اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کی تعلیم ہوتی ہے ان اولیاء میں سے جو اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہوتا ہے وہ قطب الارشاد کہلاتا ہے۔

اہلِ تکوین۔ وہ اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔ جن کے سپرد مخلوق کے معاش کی اصلاح، دنیا کا انتظام، مصائب کا دفع کرنا ہوتا ہے۔ ان میں سے جو اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہوتا ہے وہ قطب التکوین کہلاتا ہے۔

لطائف ستہ۔ روح، نفس، قلب، ستر، خفی، اخفی، سالک اپنے جسم کے ان مقامات کو ذاکر وشاغل بناتا ہے۔

صحو۔ وہ حالت ہے جس میں ظاہری وباطنی احکام میں فرق باقی رہتا ہے۔

سکر۔ وہ کیفیت ہے جس میں مالک کے لئے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز اٹھ جائے۔

انبساط۔ بسط۔ وہ کیفیت ہے جس میں مسلسل وارداتِ غیبی کی وجہ سے روح میں نشاط رہتا ہے۔

انقباض، قبض۔ وہ کیفیت ہے جس میں وارداتِ غیبی کے انقطاع کی وجہ سے روح کو ایک تنگی اور گرفتگی محسوس ہوتی ہے۔

محو اور فنا۔ وہ کیفیت ہے جس میں سالک اپنی ہستی کو مٹادے اس کے بالمقابل اثبات ہے۔

ہشت بہشت۔ خلد، دار السلام، دار القرار، جنتِ عدن، جنت الماوی، جنت النعیم، علیین، فردوس، ہفت دوزخ، سقر، سعیر، نفی، حاطمہ، جحیم، جہنم، ہاویہ

من وسلویٰ۔ بنی اسرائیل کو تیہ کے میدان میں خدا کی جانب سے من جو کہ ترنجبین کی طرح کی ایک چیز تھی اور سلویٰ جو بٹیروں جیسے پرند تھے، کھانے کے لئے عطا ہوئے۔

علمِ احکام۔ وہ علم ہے جو قانونِ کلی کی صورت میں انبیاء اور مرسلین کو دیا جاتا ہے۔

علمِ لدنی۔ وہ علم بھی کہلاتا ہے جو خاص جزئی معاملہ میں کسی کلیہ سے استثنائی طور پر عنایت ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت کو بچہ کے قتل کے سلسلہ میں حاصل ہوا۔

عہدِ الست۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ ازل میں حضرتِ آدم کی ذریت سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ تو سب نے جواب میں کہا تھا۔ بلیٰ' کیوں نہیں۔ اس

قول وقرار کو میثاقِ الست اور عہد الست کہا جاتا ہے۔

قصص:

اصحاب کہف۔ ان بزرگوں کی جماعت میں جو وقیانوس کے زمانہ میں پیغمبرِ وقت پر ایمان لائے تھے۔ اور بادشاہ کے ظلم سے بچنے کے لئے ایک غار میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ خدا کی قدرت سے ان کو ایسی نیند آئی کہ ہزاروں برس گذر گئے۔ اور وہ اسی خواب استراحت میں پڑے ہیں، نہ کھاتے پیتے ہیں نہ جاگتے ہیں' آنکھیں کھلی ہوئیں ہیں اور بظاہر بیدار معلوم ہوتے ہیں۔

ہاروت و ماروت وزہرہ۔ مشہور ہے۔ کہ زہرہ ایک حسین عورت تھی، ہاروت و ماروت جو دو فرشتے تھے وہ اس سے زنا کر بیٹھے جس کی پاداش میں ان دونوں کو بابل کے ایک کنویں میں الٹا لٹکا دیا گیا ہے اور زہرہ اس اسم اعظم کے ذریعہ جو اس نے ان فرشتوں سے سیکھا تھا آسمان پر چڑھ گئی ہے۔ جس کو وہاں مسخ کر کے زہرہ ستارہ بنا دیا گیا ہے۔ حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ قصہ یہود کا من گھڑت ہے۔ جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ امر واقعہ صرف اس قدر ہے۔ جس کو قرآن نے ذکر کیا ہے کہ ہاروت و ماروت کو سحر کی تعلیم دینے کے لئے دنیا میں بھیا گیا تھا۔ جس سے نیک وبد کی آزمائش مقصود تھی۔

اَصْحَابُ لْاُ حدُوْدَ ۔سورہ بروج میں ہے۔ **قُتِلَ اَصْحَابُ الْاُ خْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ وَهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْد** ۔ خندقوں والے ہلاک ہوئے۔ جو آگ کی تھیں' جن میں ایندھن تھا جبکہ وہ خندقوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور جو بدسلوکی مومنوں کے ساتھ کر رہے تھے اس کو دیکھتے تھے حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک لڑکا ایک جادوگر کے پاس جادو سیکھنے جاتا تھا، اس کے راستہ میں ایک خدا رسیدہ راہب کا گرجا گھر تھا۔ یہ لڑکا اس راہب سے مانوس ہو گیا اور اس سے فیض حاصل کرنے لگا۔ ایک روز یہ لڑکا جا رہا اس نے دیکھا کہ لوگ ڈرے ہوئے راستہ پر کھڑے ہیں۔ آگے جانے کی ہمت نہیں کر رہے ہیں۔ اس نے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ایک خونخوار شیر نے راستہ روک رکھا ہے۔ یہ لڑکا آگے بڑھا اور اس نے خدا کا نام لے کر ایک پتھر شیر کے مارا تو شیر ہلاک ہو گیا۔ اس واقعہ سے اس لڑکے کی شہرت ہوئی۔ اور لوگ اس کے گرد جمع ہونے لگے اور مومن بننے لگے۔ ان واقعات کا بادشاہ کو علم ہوا۔ تو وہ بہت برہم ہوا اس لئے کہ وہ خود خدائی کا مدعی تھا اور اس نے لڑکے کو ہلاک کرنے کا حکم دے دیا۔ اس لڑکے کو پہاڑ پر سے پھینکا گیا لیکن وہ ہلاک نہ ہوا، اس کو دریا میں غرق کرنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ غرق نہ ہوا۔ تب اس لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ اگر تو مجھے ہلاک ہی کرنا چاہتا ہے تو صرف ایک تدبیر ہے کہ تو **بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ** کہہ کر میری طرف تیر چلا تو میری موت واقع ہو جائے گی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور لڑکا شہید ہو گیا۔ اس پر جو مجمع تھا وہ سب کا سب مومن ہو گیا۔ بادشاہ نے ان کو ہلاک کرنے کے لئے خندقیں کھدوائیں اور ان میں آگ جلائی اور ان مومنوں کو آگ میں جلوایا۔

لَيْلَةُ التَّعْرِيْسِ ۔ آخری شب کے پڑاؤ والی رات، ۷ھ ہجری میں غزوہ خیبر سے واپسی پر آپ نے وادی القری اور تیماء کا رخ کیا وہاں سے واپسی پر آنحضورؐ اور صحابہ کرامؓ رات بھر مشغول سفر رہے۔ صبح کے قریب پڑ

ڈالا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا کہ وہ نہ سوئیں اور فجر کی نماز کے وقت سب کو جگا دیں۔ لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر بھی نیند کا غلبہ ہو گیا اور سب کی آنکھ جب کھلی جبکہ سورج نکل آیا تھا اور فجر کی نماز قضا ہو گئی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہاں سے فوراً کوچ کرو اور کچھ آگے جا کر پڑاؤ کیا اور نماز پڑھی۔ مولانا نے اپنے اشعار میں اس نیند کو استغراقی کیفیت سے تعبیر کیا ہے۔

حضرت سلیمان اور انگوٹھی مشہور ہے۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک عورت سے نکاح کر لیا جو پوشیدہ طور پر بت پرست تھی۔ اس کی پاداش میں یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ کی وہ انگوٹھی جس کے اثر سے ان کی حکومت جن دانس پر قائم تھی وہ ایک صخر نامی یا سدیو نامی جن نے چرالی اور وہ اس انگوٹھی کے اثر سے حضرت سلیمان کے تخت پر قابض ہو گیا۔ اور حضرت سلیمان روپوش ہو گئے۔ اپنی روپوشی کی حالت میں وہ ایک مچھیرے کے گھر کے کام پر لگ گئے۔ مچھیرے نے اپنی لڑکی کی شادی ان سے کر دی۔ کچھ عرصہ بعد وہ انگوٹھی اس جن کے ہاتھ سے دریا میں گری اور اس کو مچھلی نے نگل لیا۔ وہ مچھلی شکار ہو کر اس مچھیرے کے گھر آ گئی۔ مچھلی کے پیٹ سے انگوٹھی برآمد ہوئی تو حضرت سلیمان نے اپنی انگوٹھی کو پہچان لیا اور اس کی تاثیر سے دوبارہ اپنے تخت سلطنت پر قابض ہو گئے۔ اس روایت کی حیثیت افسانہ سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ نبی پر کسی شیطان یا جن کا اس طرح کا غلبہ ممکن نہیں ہے۔ یہ محض ایک اسرائیلی روایت ہے جو عصمت انبیاء کے شرعی اصول کے بالکل منافی ہے لہٰذا یہ کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

مثنوی کی احادیث اور تفسیر:

حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کلید مثنوی میں فرمایا ہے۔ کہ صوفیاء اور بزرگوں کے کلام میں ایسی احادیث پائی جاتی ہیں۔ جو احادیث کی کتابوں میں نہیں ہیں۔ اور محدثین کے نزدیک ان کا حدیث ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے۔ تو ان بزرگوں کے اس فعل کی دو توجیہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ جس طرح محدثین نے خواب کی حدیث کا اطلاق کر دیا ہے اسی طرح ان بزرگوں نے اپنے کشف وغیرہ کی بناء پر ان کو احادیث کہہ دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ ان احادیث سے جو مقصد ہے وہ دوسرے شرعی دلائل سے ثابت ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ان احادیث کا غیر واقعی ہونا مقصد کے ثبوت کے لئے مضر نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ غیر حدیث کو حدیث کیوں کہہ دیتے ہیں۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان بزرگوں پر حسن ظن غالب رہتا ہے جو کچھ سن لیتے ہیں یا لکھا ہوا دیکھ لیتے ہیں۔ اس پر یقین کر لیتے ہیں۔ ان کو زیادہ چھان بین کی عادت ہوتی ہے نہ مہلت۔ یہ وہ تبصرہ تھا جو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بہر حال مثنوی میں بہت سی احادیث وہ ہیں جو محدثین کی اصطلاح میں کسی طرح بھی حدیث کہلانے کی مستحق نہیں اور ایسی احادیث کو حدیث کہہ کر بیان کر دینے کے معاملہ میں محدثین کا طرز عمل بہت سخت ہے اسی طرح مولانا نے مثنوی میں صحابہ سے متعلق بعض ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے جن کا ذکر صحابہ کے حالات پر مشتمل کتابوں میں کہیں نہیں ملتا ہے، نیز مولانا نے مثنوی میں بعض آیات کی وہ تفسیر کی ہے جو معتبر مفسرین کے نزدیک کسی طرح درست نہیں ہے۔ لہٰذا مثنوی کا مطالعہ کرنے والوں کو ان امور کا لحاظ رکھنا

چاہئے۔اور مثنوی کا مطالعہ تصوف کی کتاب سمجھ کر کرنا چاہئے۔اور تصوف کے مسائل ہی میں اس کو شمع راہ بنانا چاہیے۔مولانا کی بیان کردہ احادیث وتفسیر پر اعتماد کرنا درست نہیں ہے۔

گذارش:

ارادہ نہ تھا کہ مقدمہ اس قدر طویل لکھا جائے لیکن حالات نے مجبور کردیا اور مقدمہ نے کافی طوالت اختیار کرلی اور پھر بھی بعض بحثیں تشنۂ تکمیل رہ گئیں۔

آخر میں میرا اخلاقی فرض ہے کہ میں ان مصنفین اور کتابوں کا ذکر کروں جن سے میں نے اپنے اس مقدمہ یا اصل کتاب میں استفادہ کیا ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ جو مصنفین بقید حیات ہیں۔ خدا ان کو دنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے نوازے اور جو اس جہان فانی سے چلے گئے ہیں۔خدا ان کی مغفرت فرمائے اور اپنی اس کتاب کے ناظرین سے استدعاء اور التجا کرتا ہوں کہ وہ مجھے بھی دعائے خیر سے فراموش نہ فرمادیں۔

جن کتابوں سے میں نے استفادہ کیا وہ حسب ذیل ہیں۔

کلید مثنوی از مولانا اشرف علی تھانوی — مفتاح العلوم از مولانا نذیر صاحب عرشی
مثنوی مطبوعہ مطبع نامی کانپور — ملفوظات رومی از عبدالرشید صاحب تبسم
حکمتِ رومی وتشبیہات رومی از خلیفہ عبدالحکیم
سوانح مولانا روم از مولانا شبلی — نقدِ اقبال از میکش اکبرآبادی
رسالہ از سپہ سالار — مراۃ المثنوی از تلمذ حسین صاحب
رودِ کوثر از شیخ اکرام

بڑی ناسپاس گذاری ہوگی اگر میں ان بزرگوں اور دوستوں کا ذکر نہ کروں جنہوں نے دوران کار میں طرح طرح سے میری مدد کی ہے۔حضرت مولانا ابوالحسن صاحب زید نقشبندی مجددی زادلطفہ نے پورا مقدسہ حرفاً حرفاً ملاحظہ فرما کر اس میں مذکور بحثوں پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔اور مثنوی کے اشعار کے مطالب فہمی میں جگہ جگہ مجھے مدد دی۔عزیز مولانا مکرم احمد امام مسجد فتحپوری بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔انہوں نے کتابت کی تصحیح میں میرا ہاتھ بٹایا۔نیز سید نظام الدین صاحب رامپوری نے میرے پورے کام پر نظر ڈالی اور بھرپور تعاون کیا۔فَلَھُمُ الشُّکْرُ

سجاد حسین
۹ ستمبر ۱۹۷۸ء



قطعہ تاریخ

از جناب قمر سنجلی

۱۹۷۴ء

سیّدی سجاد حسین اے عالمِ شیریں سخن
آپ کے زورِ قلم سے زندہ ہیں کچھ علم و فن
اس زمانے میں کہ ہے اپنی زباں بے دست و پا
قندِ پارس سے ہیں لذت یاب اربابِ وطن
یوں تو ہے یہ ہر زباں کے لفظ و معنیٰ کی امیں
فارسی سے ہے مگر اردو چمن اندر چمن
جملہ تصنیفاتِ سعدی کے تراجم حاشیئے
جامہء اردو سے دی دیوانِ حافظ کو پھبن
اک نئی تخلیق کا ہے اے قمر یہ سالِ طبع
مثنوی روم کا ہے خوب اردو پیرہن



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بشنو از نے۱ چوں حکایت می کند	وز جدائیہا شکایت می کند
بانسری سے سن! کیا بیان کرتی ہے	وز جدائیوں کی (کیا) شکایت کرتی ہے
کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند	از نفرم مرد و زن نالیدہ اند
کہ جب سے مجھے بنسلی سے کاٹا ہے	میرے نالہ سے مرد و عورت (سب) روتے ہیں
سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق	تا بگویم شرح دردِ اشتیاق
میں ایسا سینہ چاہتی ہوں جو جدائی سے پارہ پارہ ہو	تاکہ میں عشق کے درد کی تفصیل سناؤں
ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش	باز جوید روزگارِ وصلِ۲ خویش
جو کوئی اپنی اصل سے دور ہو جاتا ہے	وہ اپنے وصل کا زمانہ پھر تلاش کرتا ہے
من بہر جمعیتے نالاں شدم	جفت خوشحالان و بدحالاں شدم
میں ہر مجمع میں روئی	خوش اوقات اور بد احوال لوگوں کے ساتھ ہی
ہر کسے از ظن خود شد یارِ من	وز درونِ من نہ جست اسرارِ۳ من
ہر شخص اپنے خیال کے مطابق میرا یار بنا	اور میرے اندر سے میرے رازوں کی جستجو نہ کی
سِرِّ من از نالہ من دور نیست	لیک چشم و گوش را آں نور نیست
میرا راز، میرے نالہ سے دور نہیں ہے	لیکن آنکھ اور کان کے لئے وہ نور نہیں ہے

۱ نے۔ بانسری۔ کز کہ از، یہ شعر اور بعد کے پانچ شعر بانسری کا بیان ہیں۔ نیستاں۔ بانس کا جنگل۔ نفیر۔ آہ و زاری، فریاد، شرحہ شرحہ پارہ پارہ۔ شرح۔ تفصیل۔ اشتیاق شوق، عشق۔

۲ وصل خویش۔ روح، عالم ارواح میں بانسری، بنسلی میں لوٹنے کی مشتاق ہے۔ خوشحالاں۔ جو لوگ اپنی حالت سدھارے ہوئے ہیں۔ بدحالاں۔ وہ لوگ جنہوں نے دنیا سے لو لگائی ہے۔

۳ اسرار۔ سِرّ کی جمع بمعنی راز۔ سِرِّ من یعنی میرے نالہ کو سن کر چھپے ہوئے غم کو سمجھ سکتا ہے۔ آں نور وہ نور باطنی جس سے میرا راز دیکھا اور سن سکے۔

تن ز جان و جاں ز تن مستور نیست
بدن، روح سے اور روح، بدن سے چھپی ہوئی نہیں ہے
لیک کس را دیدِ جاں دستور نیست
لیکن کسی کے لئے روح کو دیکھنے کا دستور نہیں ہے

آتش ست ایں بانگِ نائے و نیست باد
بانسری کی یہ آواز آگ ہے، ہوا نہیں ہے
ہر کہ ایں آتش ندارد نیست باد
جس میں یہ آگ نہو، وہ نیست (ونابود) ہو

آتشِ عشق ست کاندر نے فتاد
عشق کی آگ ہے جو بانسری میں لگی ہے
جوششِ عشق ست کاندر مے فتاد
عشق کا جوش ہے جو شراب میں آیا ہے

نے حریفِ ہر کہ از یارے بُرید
بانسری اس کی ساتھی ہے جو یار سے کٹا ہو
پردہائش پردہ ہائے ما درید
اس کے راگوں نے ہمارے دل کے پردے پھاڑ دیئے

ہمچو نے زہرے و تریاقے کہ دید
بانسری جیسا زہر اور تریاق کس نے دیکھا ہے؟
ہمچو نے دمساز و مشتاقے کہ دید
بانسری جیسا ساتھی اور عاشق کس نے دیکھا ہے؟

نے حدیثِ راہِ پُرخوں می کند
بانسری، خطرناک راستہ کی بات کرتی ہے
قصہ ہائے عشقِ مجنوں می کند
مجنوں کے عشق کے قصے بیان کرتی ہے

دو دہاں داریم گویا ہمچو نے
بانسری کی طرح گویا ہم دو منہ رکھتے ہیں
یک دہاں پنہان ست در لبہائے وے
ایک منہ اس کے لبوں میں چھپا ہوا ہے

یک دہاں نالاں شدہ سوئے شما
ایک منہ روتا ہوا تمہاری جانب ہے
ہائے وہوئے در فگندہ در سما
آسمان میں شور وغل مچائے ہوئے ہے

لیک داند ہر کہ او را منظرست
لیکن جسے آنکھ میسّر ہے وہ جانتا ہے
کایں فغانِ ایں سرے ہم زاں سرست
کہ اس سرے کی آہ وفریاد اس ہی جانب کی ہے

دمدمہ ایں نائے از دمہائے اوست
اس بانسری کی آواز اسی کی پھونکوں کی وجہ سے
ہائے وہوئے روح از ہیہائے اوست
روح کا شور وغل مچائے ہوئے ہے

محرم ایں ہوش جز بیہوش نیست
اس ہوش کا رازداں بیہوش کے علاوہ کوئی نہیں ہے
مر زباں را مشتری چوں گوش نیست
زبان کا خریدار کان جیسا کوئی نہیں ہے

گر نبودے نالہ نے را ثمر
بانسری کی فریاد کا اگر کوئی نتیجہ نہ ہوتا
نے جہاں را پُر نہ کردے از شکر
بانسری دنیا کو شکر سے نہ بھرتی

در غمِ ما روزہا بیگاہ شد
ہمارے غم میں بہت سے دن ضائع ہوئے
روزہا با سوزہا ہمراہ شد
بہت سے دن سوزشوں کے ساتھ ختم ہوئے

۱ دستور نیست۔ بدن، روح کا مشاہدہ نہیں کرسکتا۔ نیست باد، بے عشق انسان کی موت بہتر ہے۔ آتش۔ بانسری میں سوزِ عشق ہے اور شراب میں جوشِ عشق حریف ہم پیشہ، دوست، دشمن دونوں معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ پردہ راگ، حجاب زہر ہے۔ بانسری میں زہر بھی ہے اور تریاق بھی۔

۲ تریاق۔ تریاک، وہ دوا جو زہر کو زائل کردیتی ہے۔ حدیث۔ قصہ بات۔ راہِ پرخوں خطرناک راستہ۔ مجنوں قیس عامری (عرب کے مشہور عاشق) کا لقب ہے۔ دو دہاں۔ بانسری کا ایک منہ بانسری بجانے والے کے منہ میں چھپا ہوا ہوتا ہے اس کے دوسرے منہ سے جو آواز برآمد ہوتی ہے دراصل وہ بانسرب بجانے والے ہی کی ہے اسی طرح ہمارے جملہ کم مشیتِ ایزدی کی وجہ سے ہیں۔

۳ ایں فغاں۔ بانسری کے ظاہری سوراخ سے جو فریاد برآمد ہورہی ہے وہ اس سوراخ کی آواز ہے جو بانسری بجانے والے کے منہ میں چھپا ہوا ہے۔ دَمدمہ۔ نقارہ کی آواز دَم۔ پھونک۔ ہائے وہو۔ شوروغل۔ ہیہا۔ ہے کی جمع ہے جو تنبیہ کے لئے بولا جاتا ہے محرم سازداں ہوش دانائی۔ مر حرف بمعنی خاص زاید بھی مستعمل ہوتا ہے۔ مشتری۔ خریدار۔ ثمر۔ پھل، نتیجہ شکر۔ یعنی عشق کی مٹھاس۔ در غم۔ غمِ فراق کا زمانہ بیکار گزرتا ہے اور سوائے سوزشوں کے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔

روزہا[1] گر رفت گو رو باک نیست
دن اگر گزر رہیں تو کہہ دو گزر یں، پروا نہیں ہے

تو بماں اے آنکہ چون تو پاک نیست
اے وہ کہ تجھ جیسا کوئی پاک نہیں ہے، تو رہ!

ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد
جو مچھلی کے علاوہ ہے اس کے پانی سے سیر ہوا

ہر کہ بے روزی است روزش دیر شد
جو بے روزی ہے اس کا وقت ضائع ہوا

در نیابد حال پختہ ہیچ خام
کوئی ناقص، کامل کا حال نہیں معلوم کر سکتا

پس سخن کوتاہ باید والسّلام
پس بات مختصر چاہئے والسلام

بادہ[2] در جوشش گدائے جوش ماست
شراب جوش میں ہمارے جوش کی محتاج ہے

چرخ در گردش اسیر ہوش ماست
آسمان، گردش میں ہمارے ہوش کا قیدی ہے

بادہ از ما مست شد نے ما ازو
خراب، ہم سے مست ہوئی نہ کہ ہم اس سے

قالب از ما ہست شد نے ما ازو
جسم ہماری وجہ سے پیدا ہوا ہے نہ کہ ہم اس کی وجہ سے

بر سماعِ راست ہر کس چیر نیست
سچی بات سننے پر ہر شخص قادر نہیں ہے

طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست
انجیر، ہر حقیر پرندکی خوراک نہیں ہے

بند بگسل باش آزاد اے پسر
اے بیٹا! قید کو توڑ آزاد ہو جا

چند باشی بندِ سیم و بندِ زر
سونے، چاندی کا قیدی کب تک رہے گا؟

گر بریزی بحر را در کوزۂ
اگر تو دریا کو ایک پیالے میں ڈالے

چند گنجد قسمتِ یک روزۂ
کتنا آئے گا؟ ایک دن کا حصہ

کوزۂ چشم حریصاں پُر نشد
حریصوں کی آنکھ کا پیالہ نہ بھرا

تا صدف قانع نہ شد پُر دُر نہ شد
جب تک سیپ نے قناعت نہ کی موتی سے نہ بھرا

ہر کرا[3] جامہ ز عشقے چاک شد
جس کا جامہ عشق کی وجہ سے چاک ہوا

او ز حرص و عیب کلّی پاک شد
وہ حرص اور عیب سے بالکل پاک ہوا

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
خوش رہ، ہمارے اچھے جنون والے عشق!

اے طبیبِ جملہ علّتہائے ما
اے! ہماری تمام بیماریوں کے طبیب

اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے ہمارے تکبر اور عزت طلبی کی دوا!

اے تو افلاطون و جالینوس ما
اے کہ تو ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے!

جسم خاک از عشق بر افلاک شد
خاکی جسم عشق کی وجہ سے آسمانوں پر پہنچا

کوہ در رقص آمد و چالاک شد
پہاڑ، ناچنے لگا اور ہوشیار ہو گیا

---

[1] روزہا۔ محبوب اگر باقی ہے تو ایامِ فراق کی بربادی کی کوئی پرواہ نہیں۔ ماہی۔ مچھلی۔ مراد عاشق ہے جو دریائے عشق سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ دیر شدن۔ ضائع ہونا۔ در نیابد۔ کامل عاشق کے احوال، ناقص نہیں سمجھ سکتا، کمالِ عشق کی باتیں عام لوگوں کو سنانا بیکار ہے۔

[2] بادہ۔ شراب میں وہ جوش کہاں جو عشقِ صادق میں ہے آسمان کی سیر و گردش مشہور ہے لیکن عاشقِ صادق کی سیر اس سے بدرجہا زیادہ ہے بر سماع۔ عاشق اپنے منازل کی سیر کی باتیں عوام کو سنائے تو وہ ان کے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں۔ بند بگسل۔ عشق میں کمال کی راہ یہ ہے کہ انسان ماسوا اللہ کی قید و بند سے آزاد ہو جائے۔ گر بریزی۔ دنیا کی حرص و ہوس کی لغویت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ صدف۔ سیپ، بارش کا ایک قطرہ لے کر منہ بند کر لیتا ہے تب اس میں موتی بنتا ہے۔

[3] ہر کرا۔ جذبۂ عشق سے ہی نفسانی رزائل دور ہوتے ہیں۔ شاد باش۔ جنون عشق سے بہتر کوئی چیز نہیں وہی تمام نفسانی رزائل کا معالج ہے، تکبر اور حبِّ جاہ کی بیماری اسی سے جاتی ہے، وہی ان امراض کا افلاطون اور جالینوس ہے۔ افلاطون۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ کا مشہور حکیم ہے۔ جالینوس روم اور مصر کا مشہور حکیم ہے جس کا مشہور شاگرد بقراط ہے۔ جسم خاک۔ آنحضورؐ اور حضرت عیسیٰ کو آسمانی معراج عشق سے حاصل ہوئی۔ کوہ۔ یعنی کوہ طور کا زلزلہ تجلی عشق کی وجہ سے تھا۔

عشق جان طور آمد عاشقا ۔۔۔ طور مست و خرَّ مُوسیٰ صَعِقاً
اے عاشق! عشق طور کی جان بنا ۔۔۔ طور مست بنا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گرے

سرِ پنہان ست اندر زیر و بم[1] ۔۔۔ فاش اگر گویم جہاں برہم زنم
زیروبم میں راز چھپا ہوا ہے ۔۔۔ صاف صاف بیان کردوں تو دنیا کو درہم برہم کردوں

آنچہ نے می گوید اندر ایں دو باب ۔۔۔ گر بگویم من جہاں گردد خراب
ان دونوں معاملوں میں بانسری جو کچھ کہتی ہے ۔۔۔ اگر میں بیان کر دوں دُنیا تباہ ہو جائے

بالب و مسارِ خود گر جُفتمے ۔۔۔ ہمچو نے من گفتنیہا گُفتمے
اگر میں اپنے یار کے ہونٹ سے ملا ہوا ہوتا ۔۔۔ بانسری کی طرح کہنے کی باتیں کہتا

ہر کہ اُو از ہم زبانے شد جدا ۔۔۔ بے نوا شد گرچہ دارد صد نوا
جو شخص دوست سے جدا ہوا ۔۔۔ بے سہارا بنا، خواہ سو سہارے رکھے

چونکہ گل رفت و گلستاں درگزشت ۔۔۔ نشنوی زیں پس ز بُلبل[2] سرگزشت
جب پھول ختم ہوا اور باغ جاتا رہا ۔۔۔ اس کے بعد تو بُلبل کی سرگزشت نہ سنیگا

چونکہ گل رفت و گلستاں شد خراب ۔۔۔ بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب
جب پھول ختم ہوا اور باغ ویران ہو گیا ۔۔۔ پھول کی خوشبو کس میں تلاش کروں (عرق) گلاب میں

جملہ معشوق ست و عاشق پردۂ ۔۔۔ زندہ معشوق ست و عاشق مردۂ
تمام کائنات معشوق ہے اور عاشق پردہ ہے ۔۔۔ معشوق زندہ ہے اور عاشق مردہ ہے

چوں نہ باشد عشق را پروائے اُو ۔۔۔ اُو چو مُرغے ماند بے پَر، وائے اُو
جب عشق کو اس کی پروا نہ ہو ۔۔۔ وہ بے پر کے پرندے کی طرح ہے اس پر افسوس ہے

پَر و بالِ ما کمندِ[3] عشق اُوست ۔۔۔ مُو کشانش می کند تا کوئے دوست
ہمارے بال و پر اس کے عشق کی کمند ہیں ۔۔۔ اس کے بال کھینچتی ہوئی اس کو دوست کے کوچہ تک لے جاتی ہے

من چہ گویم ہوش دارم پیش و پس ۔۔۔ چوں نہ باشد نورِ یارم ہم نفَس
میں کیا کہوں کہ میں آگے پیچھے کا ہوش رکھتا ہوں ۔۔۔ جب کہ میرے دوست کا نور ساتھی نہ ہو

نورِ اُو در یمن و یُسر و تحت و فوق ۔۔۔ بر سَر و بر گردنم چوں تاج و طوق
اس کا نور دائیں بائیں۔ نیچے اوپر ہے ۔۔۔ تاج اور طوق کی طرح میرے سر اور گردن میں ہے

عشق خواہد کایں سخن بیروں روَد ۔۔۔ آئینہ ات غماز بنود چوں بوَد
عشق چاہتا ہے کہ یہ بات ظاہر ہو ۔۔۔ تیرا آئینہ غماز نہو تو کیوں کر ہو

[1] زیر و بم۔ نیچا، اونچا سُر، بانسری کے سروں میں وحدۃ الوجود کا راز پوشیدہ ہے۔ اگر مسئلہ کو واضح کیا جائے گا تو عوام نہ سمجھیں گے۔ اور گڑ بڑ پھیلے گی۔ دو باب یعنی زیروبم۔ مسار، یار، دوست۔ چشمہ۔ جفت ہوئے۔ نوا۔ سازو سامان۔

[2] سرگزشت۔ بُلبل موسمِ بہار میں اپنے چہچہوں میں اپنے عشق کی داستان سناتی ہے۔ موسمِ خزاں موسمِ فراق ہے اس میں خاموش ہو جاتی ہے۔ از گلاب۔ فراق میں بوئے یار ہی تسلی کا سبب ہوتی ہے۔ جملہ خدا کا ایک ہی وجود ہے جو تمام کائنات میں موجود ہے۔ ممکن کا وجود اس کا محض ایک پردہ ہے۔ چوں نہ باشد، رحمتِ خداوندی جبکہ بندہ کے شاملِ حال نہ ہو تو وہ بندہ بے بال و پر کا پرندہ ہے۔

[3] کمند۔ وہ رسی جس سے شکار پھانسا جاتا ہے۔ یعنی اس کا عشق ہمارے لئے کمند کا کام کرتا ہے۔ من چہ۔ جب تک نورِ خداوندی شاملِ حال نہ ہو انسان مدہوش ہے۔ عشق خواہد۔ عشق خداوندی کا تقاضا ہے کہ ہر قلب پر اس کی تجلی ہو لیکن زنگ آلود دل تجلی کو قبول نہیں کرتا۔ غمّاز وہ آئینہ جس میں عکس پڑتا ہو۔

آئینہ ات دانی چرا غماز نیست ‏ زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست
تو جانتا ہے تیرا آئینہ غماز کیوں نہیں ہے؟ ‏ اس لئے کہ زنگ اس کے چہرے سے علیحدہ نہیں ہے

آئینہ کز[1] زنگ و آلایش جداست ‏ پُر شعاع نورِ خورشید خداست
وہ آئینہ جو زنگ اور میل سے دور ہے ‏ وہ خدا کے نور کے آفتاب کی شعاعوں سے بھرا ہے

رَو، تو زنگار از رُخ اُو پاک کن ‏ بعد ازاں آں نور را ادراک کن
جا، اس کے رخ سے زنگ کو صاف کر ‏ اس کے بعد اس نور کو حاصل کر

ایں حقیقت را شنو از گوشِ دل ‏ تا بروں آئی بکلی ز آب و گِل
اس حقیقت کو دل کے کان سے سن ‏ تاکہ تو پانی اور مٹی سے بالکل نکل آئے

فہم گر دارید جاں را رہ دہید ‏ بعد ازاں از شوق پا در رہ نہید
اگر سمجھ رکھتے ہو تو روح کو راستہ دو ‏ اس کے بعد شوق سے راستہ پر چلو

حکایت عاشق شدنِ بادشاہ بر کنیزک و خریدن اُو
حکایت۔ بادشاہ کا لونڈی پر عاشق ہونا اور اس کا لونڈی کو

آں کنیزک را و بیمار شدن کنیزک و درمان بیماری اُو
خریدنا اور لونڈی کا بیمار ہونا اور اس کی بیماری کا علاج

بشنوید اے دوستاں ایں داستاں ‏ خود حقیقت نقدِ حال ماست آں
اے دوستو! اس قصہ کو سنو ‏ وہ خود ہمارے موجودہ حال کی حقیقت ہے

نقدِ[2] حال خویش را گر لے بریم ‏ ہم ز دنیا ہم ز عُقبیٰ بر خوریم
اگر ہم اپنی موجودہ حالت کا سراغ لگائیں ‏ ہم دنیا سے بھی اور عقبیٰ سے بھی پھل کھائیں

بود شاہے در زمانے پیش ازیں ‏ مُلک شام[3] دُنیا بودش و ہم مُلک دیں
اب سے پہلے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا ‏ (جس کی حکومت ملک دنیا پر بھی تھی اور مُلک دین پر بھی

اتفاقاً شاہ روزے شد سوار ‏ با خواصِ خویش از بہرِ شکار
اتفاقاً! ایک دن بادشاہ سوار ہوا ‏ اپنے خواص کے ساتھ شکار کے لئے

بہر صیدے می شد اُو بر کوہ و دشت ‏ ناگہاں در دامِ عشق اُو صید گشت
پہاڑ اور جنگل میں وہ شکار کے لئے پھر رہا تھا ‏ اچانک وہ عشق کے جال میں شکار ہو گیا

یک کنیزک دید اُو بر شاہ راہ ‏ شد غلام آں کنیزک جانِ شاہ
اس نے راستہ پر ایک لونڈی دیکھی ‏ بادشاہ کی جان اس لونڈی کی غلام بن گئی

---

[1] آئینہ رز زنگ۔ مصفیٰ قلب پر تجلیات رب کا ظہور ہوتا ہے۔ آب و گل۔ یعنی مادّی جسم۔ فہم گر دارید انسان کو پہلے روح کی تربیت کرنی چاہئے۔ اس کے بعد راہ عشق پر گامزن ہو۔

[2] نقدِ حال۔ فی الحال۔ یعنی ہمیں روح کے امراض کے ازالہ کے لئے ایک ایسے ہی طبیب کی ضرورت ہے جیسا کہ لونڈی کا معالج تھا۔ بر خوریم۔ بر: پھل یعنی اگر ہم اپنی اصلاح کر لیں گے تو دنیا اور آخرت کے فائدہ سے بہرہ اندوز ہو سکیں گے۔

[3] مُلک دنیا۔ یعنی وہ دُنیا کی دولت کا مالک تھا اور نیک اعمال بھی تھا۔ خواص۔ خاصہ کی جمع، خدمتگار، نوکر چاکر۔ صید شکار۔ صید شدن۔ عاشق ہو جانا۔ شاہراہ۔ عام راستہ۔

مُرغِ جانش در قفس چوں در لپید
اس کی جان کا پرندہ جب پنجرے میں تڑپا
داد مال و آں کنیزک را خرید
مال دیا اور اُس لونڈی کو خرید لیا

چوں خرید اُورا و برخوردار[1] شد
جب اس نے اس کو خرید لیا اور کامیاب ہو گیا
آں کنیزک از قضا بیمار شد
وہ لونڈی تقدیر سے بیمار ہو گئی

آں یکے خر داشت پالانش نہ بود
ایک شخص کے پاس گدھا تھا اس کا پالان نہ تھا
یافت پالاں گرگ خر را در ربود
اس نے پالان پالیا تو، گدھے کو بھیڑیا لے گیا

کوزہ بودش آب می نامد بدست
اس کے پاس پیالہ تھا، پانی ہاتھ نہ آیا
آب را چوں یافت خود کوزہ شکست
جب پانی پایا خود پیالہ ٹوٹ گیا

شہ طبیباں جمع کرد از چپ و راست
دائیں، بائیں سے بادشاہ نے طبیبوں کو جمع کیا
گفت جانِ ہر دو در دستِ شماست
کہا، دونوں کی جان تمہارے ہاتھ میں ہے

جانِ من سہل ست و جانِ جانم اوست
میری جان معمولی ہے، میری جان کی جان وہ ہے
دردمند و خستہ ام درمانم اوست
میں دُکھی اور زخمی ہوں میرا علاج وہ ہے

ہر کہ درماں کرد مر جانِ مَرا
جس نے میری جان کا علاج کر دیا
بُرد گنجِ دُرّو مر جان مَرا
وہ میرے موتی اور مونگے کا خزانہ لے گیا

جملہ گفتندش کہ جانبازی کنیم
سب نے کہا، ہم جان لڑا دیں گے
فہم گرد[2] آریم و اَنبازی کنیم
خوب غور کریں گے اور مل کر کریں گے

ہر یکے از ما مسیحِ عالم ست
ہم میں سے ہر ایک دنیا کا مسیحا ہے
ہر الم را در کفِ ما مرہم ست
ہمارے پاس ہر درد کا مرہم ہے

گر خدا خواہد نہ گفتند از بَطَر
تکبّر کی وجہ سے، انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا
پس خدا بنمود شاں عجزِ بَشَر
تو خدا نے انسان کی مجبوری ان پر واضح کر دی

ترکِ[3] استثنا مرادم قسوتے ست
انشاء اللہ نہ کہنے سے میری مراد سیہ دلی ہے
نے ہمیں گفتن کہ عارض حالتے ست
یہ بھی نہیں کہنا چاہیئے کیونکہ یہ ایک عارضی حالت ہے

اے بسا نا وردہ استثنا بگفت
بہت سے لوگوں نے انشاء اللہ کہے بغیر بات کہی ہے
جانِ اُو جانِ استثنا ست جُفت
(لیکن) ان کی جان، انشاء اللہ کی روح کے ساتھ ہے

ہر چہ کردند از علاج و از دوا
جس قدر بھی انہوں نے علاج اور دوا کی
گشت رنج افزون و حاجت ناروا
مرض بڑھا اور مقصد لا حاصل رہا

---

[1] برخوردار شدن۔ فائدہ اٹھانا:۔ پالان ۔ وہ گدّا جو گدھے کی کمر پر بیٹھنے کے لئے کسا جاتا ہے۔ ربودن، اچک لینا یعنی اس دنیا میں پوری کامیابی حاصل نہیں ہوتی، بادشاہ نے لونڈی خرید لی لیکن اس کی بیماری کی وجہ سے اس سے لطف اندوز نہ ہوسکا۔ ہر دو۔ معشوق کی موت عاشق کی موت ہے۔ سہل آسان، ناچیز۔ دربان مونگا۔

[2] گرد آوردن جمع کرنا، انبازی۔ شرکت یعنی باہمی مشورے سے علاج کریں گے۔ مسیح حضرت عیسیٰ کا معجزہ تھا کہ ان کے پھونک کے مارنے سے مریض اچھا ہو جاتا تھا۔ عالم۔ جہان الم۔ درد۔ خدا خواہد انشاء اللہ کا ترجمہ ہے۔ بطر۔ تکبر عجز۔ کمزوری، بے بسی۔

[3] استثناء انشاء اللہ کہنا، یعنی محض زبان سے انشاء اللہ کہنا کوئی خاص معنیٰ نہیں رکھتا دل میں یہ یقین ہونا چاہئے کہ ہر کام اللہ کی مشیت سے ہے۔ اگر دل کا یہ عقیدہ پختہ ہے تو زبان، سے نہ کہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ رنج۔ مرض، تکلیف، ناروا۔ یعنی مقصد پورا نہ ہوا۔

آں کنیزک از مرض چوں موئے شد — چشمِ شاہ از اشکِ خوں چوں جوئے شد
وہ لونڈی مرض کی وجہ سے بال جیسی ہو گئی — بادشاہ کی آنکھ، خون کے آنسو سے نہر کی طرح ہو گئی

چوں قضا آید طبیب اَبلہ شود — آں دوا در نفعِ خود گمرہ شود
جب موت آتی ہے طبیب بیوقوف ہو جاتا ہے — وہ دوا اپنا نفع پہنچانے میں گمراہ ہو جاتی ہے

از قضا سرکنگبیں صفرا فزود — روغنِ بادام خشکی مے نمود
تقدیر سے سکنجبین نے صفرا بڑھایا — روغنِ بادام خشکی بڑھاتا تھا

از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت — آب آتش را مدد شد ہمچو نفت
ہیڑ سے قبض ہو گیا، دوست ختم ہوئے — پانی، مٹی کے تیل کی طرح آگ کی مدد بن گیا

سستی دل شد فزون و خواب کم — سوزشِ چشم و دل پُر درد و غم
دل کی سستی بڑھ گئی، نیند کم ہو گئی — آنکھوں میں جلن اور دل درد و غم سے بھر گیا

شربت و ادویہ و اسباب اُو — از طبیباں بُرد یکسر آبِ رُو
شربت اور دواؤں اور اس کے اسباب نے — طبیبوں کی آبرو بالکل ختم کر دی

عاجز شدن طبیباں از معالجۂ کنیزک و ظاہر شدن بر باد شاہ ورُو آور دن اُو بدر گاہ بادشاہ حقیقی

طبیبوں کا علاج سے عاجز آجانا اور بادشاہ کو معلوم ہو جانا اور حقیقی بادشاہ کی طرف اس کا رخ کرنا

شہ چوں عجز آں طبیباں رابدید — پابرہنہ جانب مسجد دوید
بادشاہ نے جب طبیبوں کی بے بسی دیکھی — ننگے پاؤں مسجد کی جانب بھاگا

رفت در مسجد سوئے محراب شد — سجدہ گاہ از اشکِ شاہ پُر آب شد
مسجد میں گیا، محراب کی جانب ہوا — بادشاہ کے آنسوؤں سے سجدے کی جگہ تر ہو گئی

چوں نجویش آمد زغرقابِ فنا — خوش زباں بکشاد در مدح و ثنا
جب وہ فنا کی گہرائی سے نکل کر آپے میں آیا — مدح و ثنا میں خوب زبان کھولی

کاے کمینہ بخششت ملکِ جہاں — من چگویم چوں تو می دانی نہاں
اے! وہ کہ دنیا کی سلطنت تیری معمولی بخشش ہے — میں کیا کہوں؟ تو خود پوشیدہ بات جانتا ہے

حالِ ما و ایں طبیباں سر بسر — پیشِ لطفِ عامِ تو باشد ہدر
ہمارا اور ان طبیبوں کا حال سب کا سب — تیری عام مہربانی کے سامنے بیکار ہے

---

۱ موئے۔ بال۔ جوئے۔ نہر۔ اَبلہ۔ بیوقوف ۔ گمرہ۔ منزل مقصود کے خلاف چلنے والا یعنی دوا نے اپنا فائدہ نہ دیا۔ سرکنگبیں سرکہ اور انگبیں بمعنی شہد سے مل کر بنتا ہے اسی کو سکنجبین بھی کہتے ہیں۔ صفرا بدن کی ایک غلط ہے، سکنجبین کا خاصہ صفرا کو کم کرنا ہے لیکن اس نے اور بڑھا دیا، روغن بادام تری پیدا کرتا ہے۔ لیکن اس نے خشکی پیدا کر دی۔

۲ ہلیلہ۔ ہیڑ۔ یہ قبض کشا ہے لیکن اس نے قبض پیدا کر دیا اور سہولت قضاء حاجت ہونی بند ہو گئی۔ نفت۔ مٹی کے تیل کی طرح کا ایک مادہ ہے جو بہت جلد آگ پکڑ لیتا ہے۔

۳ سستی دل یعنی طبیبوں کے علاج سے امراض میں اور اضافہ ہو گیا۔ اسباب ۔ یعنی مرض کی تشخیص نجویش آمدن۔ ہوش میں آنا۔ غرقاب۔ پانی کی گہرائی۔ محویت، بےخودی کمینہ ادنیٰ ہدر بیکار۔

اے ہمیشہ حاجتِ مارا پناہ ۔۔۔ بارِ۱ دیگر ما غلط کردیم راہ
اے! وہ کہ ہمیشہ ہماری حاجت کی پناہ ہے ۔۔۔ راستہ سے ہم پھر بھٹک گئے

لیک گفتی گرچہ می دانم سِرت ۔۔۔ زود ہم پیدا کنش بر ظاہرت
لیکن تو نے کہا ہے، اگر چہ میں تیرا بھید جانتا ہوں ۔۔۔ تو بھی جلد اس کو اپنی ظاہری حالت کے مطابق بیان کردے

چوں برآورد از میانِ جاں خروش ۔۔۔ اندر آمد بحرِ بخشائش بجوش
جب اس نے تہِ دل سے فریاد کی ۔۔۔ اس کی بخشش کا دریا جوش میں آگیا

درمیانِ گریہ خوابش در ربود ۔۔۔ دید در خواب او کہ پیرے رُو نمود
روتے روتے اس کو نیند آگئی ۔۔۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ ظاہر ہوئے

گفت اے شہ مژدہ۲ حاجاتت رواست ۔۔۔ گر غریبے آمدت فردا ز ماست
بولے اے بادشاہ بشارت ہے تیری حاجتیں پوری ہوئیں ۔۔۔ اگر کل کو کوئی اجنبی شخص آئے تو وہ ہماری طرف سے ہے

چونکہ آید او حکیمِ حاذق ست ۔۔۔ صادقش داں کو امین و صادق ست
جب وہ آئے تو ماہر طبیب ہے ۔۔۔ اس کو سچا جاننا، وہ سچا اور امانتدار ہے

در علاجش سحرِ مطلق را ببیں ۔۔۔ در مزاجش قدرتِ حق را ببیں
اس کے علاج میں پورا جادو دیکھنا ۔۔۔ اس کے مزاج میں خدا کی قدرت دیکھنا

خفتہ بود ایں خواب دید آگاہ شد ۔۔۔ گشتہ مملوکِ کنیزک شاہ شد
وہ سویا ہوا تھا، یہ خواب دیکھا جاگ اٹھا ۔۔۔ لونڈی کا غلام، بادشاہ بن گیا

چوں رسید آں وعدہ گاہ و روز شد ۔۔۔ آفتاب از شرق اختر سوز شد
جب وعدہ کا وقت آگیا اور دن ہو گیا ۔۔۔ سورج مشرق سے، ستاروں کو ختم کرنے والا ہو گیا

بود اندر منظرہ۳ شہ منتظر ۔۔۔ تا ببیند آنچہ بنمودند سِر
بادشاہ جھروکہ میں، منتظر تھا ۔۔۔ تاکہ اس بھید کو دیکھ لے جو اس پر ظاہر کیا ہے

دید شخصے کاملے پُر مایۂ ۔۔۔ آفتابے درمیانِ سایۂ
اس نے ایک شخص، کامل، پُر ہنر دیکھا ۔۔۔ جو اندھیرے میں سورج تھا

می رسید از دور مانندِ ہلال ۔۔۔ نیست بود و ہست بر شکلِ خیال
دور سے، چاند جیسا آرہا تھا ۔۔۔ معدوم اور موجود تھا خیال کی طرح

نیست وش باشد خیال اندر جہاں ۔۔۔ تو جہانے بر خیالے بیں رواں
دنیا میں خیال، معدوم کی طرح ہوتا ہے ۔۔۔ تو دنیا کو بھی خیال کی طرح چلتی پھرتی چیز سمجھ

۱ بار دیگر۔ پہلی غلطی یہ ہوئی کہ طبیبوں پر بھروسہ کیا دوسری یہ ہے کہ تجھ علام الغیوب کو حال سنا رہا ہوں۔ لبیک۔ خدا نے فرمایا "اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ" مجھ سے دعا مانگو میں پوری کروں گا۔ رُونمودن۔ ظاہر ہونا۔

۲ مژدہ۔ خوشخبری۔ حاجات حاجت کی جمع۔ غریب۔ اجنبی۔ مسافر، زماست۔ یعنی وہ ہمارا بھیجا ہوا ہے۔ حاذق ماہر، تجربہ کار۔ کو۔ کہ او۔ سحر مطلق۔ مکمل جادو گشتہ مملوک۔ لونڈی کے غم میں غلاموں کی طرح مجبور محض تھا۔ اب یہ خوشخبری سن کر شاہوں کی طرح غم سے آزاد ہوگیا۔ وعدہ گاہ۔ وعدہ کا وقت۔ اختر سوز سورج کے نکلنے سے تارے روپوش ہوجاتے ہیں۔

۳ منظرہ۔ دریچہ، جھروکہ منتظر انتظار کرنے والا۔ سِر۔ راز، بھید۔ مایہ۔ پونجی۔ پُر مایہ یعنی معرفت کے علوم سے بھرا ہوا۔ ہلال چونکہ وہ شخص عبادت اور ریاضت کی وجہ سے نحیف دلاغر تھا یا وہ عید کے چاند کی طرح تھا۔ خیال۔ کبھی موجود ہوتا ہے۔ کبھی معدوم وش۔ مانند۔ جہانے۔ دنیا کا وجود بھی محض خیالی ہے۔

بر خیالے صلح شان و جنگِ شاں　وز خیالے فخر شان و ننگِ[1] اشاں
ان کی صلح اور لڑائی خیال کے مطابق ہوئی ہے　اُن کا فخر اور ذلت خیال ہی سے ہے

آں خیالاتے کہ دامِ اولیاءست　عکسِ مہ رویانِ بُستان خداست
وہ خیالات، جو اولیاء کے لئے جال ہیں　خدا کے باغ کے حسینوں کا عکس ہیں

آں خیالے راشہ در خواب دید　در رُخِ مہماں ہمی آمد پدید
وہ خیال جو بادشاہ نے خواب میں دیکھا　مہمان کے چہرے پر ظاہر ہوا

نورِ حق ظاہر بُود اندر ولی　نیک بیں باشی اگر اہل دلی
ولی میں اللہ کا نور ظاہر ہوتا ہے　اگر تو صاحب دل ہے، اچھی طرح دیکھ لے گا

آں ولی حق چو پیدا شد ز دور　از سراپایش ہمی می ریخت نور
وہ اللہ کا ولی جب دور سے نظر آیا　اس کے سراپا سے نور برستا تھا

شہ بجائے حاجباں[2] در پیش رفت　پیشِ آں مہمانِ غیب خویش رفت
بادشاہ، دربانوں کی بجائے آگے بڑھا　اپنے غیبی مہمان کے سامنے آیا

ضیفِ غیبی راچو اِستقبال کرد　چوں شکر گوئی کہ پیوست اُو بوَرد
غیبی مہمان کا جب استقبال کیا　گویا شکر، گلاب کی پتی سے پیوستہ ہوئی

ہر دو بحری آشنا آموختہ　ہر دو جاں بیدوختن بردوختہ
دونوں سمندری، تیرنا سیکھے ہوئے　دونوں جانیں بلاۓ، سلی ہوئی

آں یکے لب تشنہ واں دیگر چو آب　آں یکے مخمور واں دیگر شراب
ایک پیاسا اور دوسرا پانی جیسا　ایک مست، دوسرا شراب

گفت معشوقم تو بُودستی نہ آں　لیک کا راز کار خیزد در جہاں
اس نے کہا، میرا معشوق تو تھا نہ وہ　لیکن اس دنیا میں کام سے کام نکلتا ہے

اے[3] مرا تو مصطفیؐ من چوں عمرؓ　از برائے خدمت بندم کمر
اے! تو میرا مصطفیؐ ہے، میں عمرؓ کی طرح ہوں　تیری خدمتگاری کے لئے میں کمر بستہ ہوں

درخواستنِ توفیق رعایت ادب و وَخامتِ بے اَدبی
رعایت ادب کی خواہش اور بے ادبی کی نحوست

از خدا جوئیم توفیق ادب　بے ادب محروم ماند از فضل رب
ہم خدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں　بے ادب خدا کے فضل سے محروم رہا

---

[1] ننگ۔ ذلت۔ خیالات اولیاء اللہ کے خیالات علوم باری کا پرتو ہیں۔ لہٰذا وہ قائم اور ثابت ہیں۔ نورِ حق۔ اللہ کے ولی کو نور سے پہچانا جا سکتا ہے۔ اہل دلی۔ بادشاہ بھی اہل دل تھا لہٰذا اس نے پہچان لیا۔

[2] صاحبان۔ صاحب کی جمع، دربان، ضیف مہمان۔ ورد۔ گلاب کا پھول۔ بحری۔ سمندری آشنا۔ تیراکی۔ ہردو۔ یعنی دونوں ایک جان دو قالب ہو گئے۔ آں یکے دونوں کے اتحاد کا بیان ہے۔ کاراز کار۔ لونڈی کا عشق اس غیبی مہمان کی ملاقات کا سبب بنا۔

[3] اے مرا۔ یعنی میں تیرا ایسا ہی خدمت گار ہوں جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ توفیق ادب مشہور ہے۔ با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب وخامت۔ نحوست۔ بے ادب، گنہگار، عالم کی تباہی کا سبب ہوتا ہے۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد　　بلکہ آتش در ہمہ آفاق ۱ زد
بے ادب نے نہ صرف اپنے آپ کو خراب کیا　　بلکہ اس نے تمام اطراف میں آگ لگا دی

مائدہ از آسماں درمی رسید　　بے شرا و بیع و بے گفت و شنید
خوان، آسمان سے پہنچتا تھا　　بغیر خریدے اور بیچے، اور بغیر کہے سنے

درمیانِ شد خوان وناں از آسماں　　بے ادب گفتند کو سیر و عدس
موسیٰ کی قوم میں سے چند اشخاص　　بے ادب نے کہا لہسن اور مسور کہاں ہے؟

منقطع ۲ شد خوان وناں از آسماں　　ماند رنج زرع و بیل و داسماں
آسمان سے خوان اور روٹی بند ہو گئی　　کھیتی اور کدال اور درانتی کا غم باقی رہ گیا

باز عیسیٰ چوں شفاعت کرد حق　　خواں فرستاد و غنیمت بر طبق
پھر عیسیٰ نے جب سفارش کی، اللہ نے　　خوان اور طباق میں مالِ غنیمت بھیجا

مائدہ از آسماں شد عائدہ　　چونکہ گفت اَنزِل عَلَینَا مائدہ
خوان آسمان سے لوٹنے والا ہوا　　چونکہ اس نے "اتار ہم پر خوان" کہا

باز گستاخاں ادب بگذاشتند　　چوں گدایاں زُلّہ ہا برداشتند
پھر گستاخوں نے ادب چھوڑا　　فقیروں کی طرح بچا کھچا اٹھا رکھا

کرد عیسیٰ لابہ ۳ ایشاں را کہ ایں　　دائم ست و کم نہ گردد از زمیں
عیسیٰ نے ان کی خوشامد کی کہ یہ　　مستقل ہے، اور زمین سے غایب نہ ہو گا

بدگمانی کردن و حرص آوری　　کفر باشد پیش خوان مہتری
بدگمانی اور لالچ کرنا　　شاہی دستر خوان پر نا شکری ہوتی ہے

زاں گدا رُویان نادیدہ ز آز　　آں درِ رحمت برایشاں شد فراز
اُن فقیر صورت، لالچ کے ندیدوں کی وجہ سے　　وہ رحمت کا دروازہ اُن پر بند ہو گیا

نان و خواں از آسماں شد منقطع　　بعد ازاں زاں خواں نشد کس مُنتفع
آسمان سے من و سلویٰ بند ہو گیا　　اس کے بعد اس دستر خوان سے کوئی فائدہ مند نہ ہوا

ابر ناید از پے منع زکات　　وز زنا افتد وبا اندر جہات
زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے ابر نہیں آتا ہے　　اور زنا کاری سے اطراف میں وبا پھیلتی ہے

ہرچہ آید بر تو از ظلماتِ غم　　آں ز بے باکی و گستاخی ست ہم
تجھ پر جو غم کی اندھیریاں آتی ہیں　　وہ بے باکی اور گستاخی کی وجہ سے بھی ہیں

۱ آفاق۔ افق کی جمع ہے آسمان کا کنارہ مراد تمام عالم ہے مائدہ۔ دستر خوان، شراء خریداری بیع۔ فروخت۔ سیر۔ لہسن۔ عدس۔ مسور۔ حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل کے پاس قدرتی طریقہ پر من جو ترنجبین کی طرح کی ایک چیز تھی اور سلویٰ جو بٹیر کی طرح کا پرندہ تھا پہنچتا تھا۔ لیکن انہوں نے بے ادبی سے لہسن اور مسور کی خواہش کرنی شروع کردی۔

۲ منقطع۔ بند۔ زرع کھیتی۔ بیل۔ پھاوڑا، کدال داسماں۔ درانتی۔ شفاعت۔ سفارش۔ غنیمت۔ یعنی من و سلویٰ طبق۔ طباق، بعض حضرات نے طبق بمعنی مطابقت کر کے ترجمہ کیا ہے کہ اللہ نے خوان اور مال غنیمت بھیجا۔ حضرت عیسیٰ کی سفارش کے مطابق طبق زمین کے معنی میں بھی آتا ہے اگر یہ معنی مراد ہوں تو ترجمہ ہو گا خوان اور مال غنیمت زمین پر بھیجا۔ انزل علینا۔ حضرت عیسیٰ کی دعا ہے۔ زلہ۔ بچا ہوا کھانا۔

۳ لابہ۔ خوشامد۔ دائم ہمیشہ باقی رہنے والا۔ درِ رحمت۔ یعنی مائدہ کا اترنا فراز۔ کھلنا، بند ہونا، ابر ناید۔ انسانی گناہوں سے خدا کی رحمتیں منقطع ہو جاتی ہیں اور مصائب نازل ہوتے ہیں۔ بے باکی انسان کی بے ادبی مصائب کا سبب بنتی ہے۔

هر کہ بے باکی کند در راہِ دوست ¹ — رہزنِ مرداں شد و نامرد اُوست
جو شخص دوست کے راستہ میں بے باکی کرتا ہے — مردوں کا رہزن بنا اور وہ نامرد ہے

از ادب پرنور گشت ست ایں فلک — وز ادب معصوم و پاک آمد ملک
یہ آسمان، ادب سے پُر نور بنا — اور ادب سے فرشتے معصوم اور پاک ہوئے

بدز گستاخی کسوفِ آفتاب — شد عزازیلے زِ جرأت ردِّ باب
سورج گرہن گستاخی کی وجہ سے تھا — شیطان گستاخی کی وجہ سے مردود بارگاہ ہوا

ہر کہ گستاخی کند اندر طریق ² — گردد اندر وادیِ حیرت غریق
(سلوک کے) راستہ میں جو گستاخی کرتا ہے — حیرت کی وادی میں ڈوب جاتا ہے

حالِ شاہ و میہماں برگو تمام — زانکہ پایانے ندارد ایں کلام
بادشاہ اور مہمان کا پورا حال کہہ — اس لئے کہ اس کلام کی انتہا نہیں ہے

ملاقات بادشاہ باطبیبِ الٰہی کہ در خوابش

اس خدائی طبیب سے بادشاہ کی ملاقات جس کو اس نے خواب میں دیکھا تھا

دیدہ بود و بشارت بقدوم اُو دادہ شد

اور اس کی تشریف آوری کی اس کو خبر دی گئی تھی

شہ چو پیشِ میہمانِ خویش رفت — شاہ بُود ولیک بس درویش رفت
بادشاہ، جب اپنے مہمان کے سامنے گیا — بادشاہ تھا، لیکن کھل فقیر بن کے گیا

دست بکشاد و کنار انش گرفت — ہمچو عشق اندر دل و جانش گرفت
ہاتھ پھیلائے، اور اس سے معانقہ کیا — عشق کی طرح اس کو دل اور جان میں لیا

دست و پیشانیش بوسیدن گرفت — وز مَقام و راہ پُرسیدن گرفت
اس کے ہاتھ اور پیشانی چومنا شروع کی — مقام اور راستہ کا حال پوچھنا شروع کیا

پُرس پُرساں میکشیدش تابہ صدر — گفت گنجے یافتم اَمّا بہ صبر
پوچھتے پوچھتے اس کو صدر تک لے جا رہا تھا — بولا، مجھے خزانہ مل گیا، لیکن صبر سے

صبر تلخ آمد و لیکن عاقبت ³ — میوۂ شیریں دہد پُر مَنفعت
صبر، کڑوا ہوتا ہے لیکن بالآخر — میٹھا، اور مفید پھل دیتا ہے

گفت اے نورِ حق و دفعِ حَرج — معنیِ الصبر مفتاح الفرج
اسے کہا، اے اللہ کے نور اور تنگی کو دور کرنے والے — "صبر کشادگی کی کنجی ہے" کے مصداق!

---

۱ ہر کہ۔ احکامِ خداوندی میں بے باکی، دوسروں کی تباہی کا سبب بنتی ہے۔ ایں فلک۔ آسمان نے اطاعت کی، چاند اور سورج سے منور ہوا۔ فرشتوں نے آدمؑ کے خلیفہ بنائے جانے پر اطاعت کی، معصوم اور پاک قرار دے گئے۔ گستاخی بدکاروں کو ڈرانے کے لئے سورج گرہن ہوتا ہے۔ عزازیل۔ شیطان نے آدمؑ کو سجدہ نہ کر کے نافرمانی کی، مردود ہو گیا۔

۲ طریق۔ مدارجِ تصوف طے کرنے کا راستہ۔ ایں کلام یعنی ادب کی فضیلتیں اور بے ادبی کی برائیں۔ کناراں۔ کنار کی جمع بمعنیٰ بغل اش سے دونوں مصرعوں میں مہمان مراد ہے۔ مقام۔ مہماں سے وطن اور راستہ کے حالات معلوم کئے جاتے ہیں۔ گنج یعنی طبیب الٰہی۔

۳ عاقبت۔ انجام کار۔ منفعت۔ فائدہ: سعدی نے کہا ہے صبر تلخ است و لیکن بر شیریں دارد۔ دفع بمعنیٰ دافع حرج۔ تنگی مفتاح کنجی۔ فرج۔ کشادگی

اے لقاء تو جواب ہر سوال ❊ مشکل از تو حل شود بے قیل و قال
اے! تیری ملاقات ہر سوال کا جواب ہے ❊ بے شک تجھ سے مشکل ہو حل ہوتی ہے

ترجمانِ ہر چہ مارا در دل ست ❊ دستگیر ہر چہ پایش در گل ست
جو کچھ ہمارے دل میں ہے تو اس کا ترجمان ہے ❊ جس کا پیر دلدل میں پھنسا ہے تو اس کا مددگار ہے

مَرحَبا یا مُجتَبیٰ یا مُرتَضیٰ ❊ اِن تَغِب جاءَ القَضا ضاقَ الفَضا
خوش آمدید! اے پسندیدہ! اے برگزیدہ! ❊ اگر تو غایب ہوا، موت آجائے گی۔ فضا تنگ ہو جائیگی

اَنتَ مَولَی القَومِ مَن لّا یَشتَهِی ❊ قَد رَدیٰ کَلّا لَئِن لَّم یَنتَهِ
تو قوم کا آقا ہے، جو تجھے نہیں چاہتا ❊ وہ بے شک ہلاک ہوا، یقیناً وہ ہرگز نہ رکا

چوں گذشت آں مجلس و خوانِ کرم ❊ دست اُو بگرفت و بُرد اندر حرم
جب وہ مجلس اور خوانِ کرم ختم ہوا ❊ اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور حرم سرا میں لے گیا

بُردنِ بادشاہ طبیب غیبی رابر سرِ بیمار
بادشاہ کا غیبی طبیب کو بیمار کے پاس لے جانا

قصّہٴ رنجور و رنجوری نجواند ❊ بعد ازاں در پیش رنجورش نشاند
بیمار، اور مرض کا حال سنایا ❊ اس کے بعد اس کو بیمار کے سامنے بٹھایا

رنگِ رُو و نبضِ و قارورہ بدید ❊ ہم علاماتش ہم اسبابش شنید
اس نے چہرہ کا رنگ اور نبض اور قارورہ دیکھا ❊ اس کی علامتیں اور اسباب بھی سے

گفت ہر دارُو کہ ایشاں کردہ اند ❊ آں عمارت نیست ویراں کردہ اند
اس نے کہا، جو دوا انہوں نے کی ہے ❊ وہ تعمیر نہیں ہے، انہوں نے ویران کیا ہے

بے خبر بودند از حالِ درون ❊ استعیذ اللہ مما یفترون
وہ، اندرونی حالت سے لا علم تھے ❊ جو انہوں نے غلط بیانی کی ہے اس سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں

دید رنج و کشف شد بروے نہفت[۳] ❊ لیک پنہاں کرد و با سلطاں نگفت
اس نے مرض دیکھا اور راز اس پر کھل گیا ❊ لیکن اسے چھپایا اور بادشاہ سے نہ کہا

رنجش از صفرا واز سودا نہ بود ❊ بوئے ہر ہیزم پدید آید ز دود
اس کا مرض صفرا اور سودا کی وجہ سے نہ تھا ❊ لکڑی کی بو، دھوئیں سے ظاہر ہو جاتی ہے

دید از زاریش کوزارِ دل ست ❊ تن خوش ست واو گرفتارِ دل ست
اُس کی بیماری سے وہ سمجھ گیا کہ وہ دل کی بیمار ہے ❊ بدن ٹھیک ہے اور وہ دل (کی بیماری) میں گرفتار ہے

---

[۱] لقاء ملاقات، بے قیل وقال۔ بلا گفتگو، لاکلام، بے شک ترجمان مطلب بیان کرنے والا۔ پادر گل عاجز، بے بس۔ مرحبا خوش آمدید کے معنی میں ہے آنے والے مہمان کے لئے بولا جاتا ہے۔ مجتبیٰ منتخب مرتضیٰ۔ پسندیدہ فضا کا ہمزہ محذوف ہے، بمعنی کھلا میدان۔ مولیٰ۔ آقا کلا یہ قرآن پاک میں ابو جہل کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ مخالفت سے باز نہ آیا تو ہم اس کو پیشانی سے پکڑ کر گھسیٹینگے اور جہنم میں داخل کر دیں گے۔ اولیاء اللہ کی مخالفت کا انجام بے حد خطرناک ہے۔

[۲] خوانِ کرم۔ مہمانی کا کھانا حرم۔ محلسرائے، زنان خانہ رنجور۔ مریض۔ رنجوری۔ مرض۔ قصہ بخواند۔ حال سنایا۔ قارورہ۔ یعنی وہ شیشی جس میں پیشاب جمع کر کے طبیب کو دکھایا جاتا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعہ مرض کی تشخیص کر سکے۔ عمارت آباد کرنا ویراں کردن اجاڑنا یعنی طبیبوں کے علاج سے مریض کی بربادی ہوئی ہے۔ مما یفترون۔ ان کی غلط بیانی یہی تھی کہ وہ غیر مرض کو مرض بتا رہے تھے۔ کشف شدن ظاہر ہو جاتا ہے۔

[۳] نہفت۔ پوشیدہ۔ نگفت۔ چونکہ طبیب کو ابھی پورا اطمینان نہ ہوا تھا۔ صفرا و سوداء انسان کی ان چار غلطوں میں سے دو ہیں جن سے انسانی بدن بنا ہے جن کے گھٹنے اور بڑھنے سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ ہیزم جلانے کی لکڑی۔ زاری۔ رونا، لاغری۔ زار۔ بیمار

عاشقی پیداست از زاریِ۱ دل　　نیست بیماری چو بیماری دل

دل کی بیماری سے عاشقی ظاہر ہے　　دل کی بیماری جیسی کوئی بیماری نہیں ہے

عِلّت عاشق ز عِلّتہا جداست　　عشق اُصطُرلابِ اسرارِ خداست

عاشق کی بیماری، بیماریوں سے جدا ہے　　عشق، خدا کے بھیدوں کا اصطرلاب ہے

عاشقی گرزیں سر و گرزاں سر ست　　عاقبت ما را بداں شہ رہبر ست

عاشقی خواہ ادھر کی خواہ اُدھر کی ہے　　بالآخر، اس شاہ تک ہماری راہ نما ہے

ہر چہ گویم عشق را شرح و بیاں　　چوں بعشق آیم خجل باشم ازاں

میں عشق کی تعریف اور بیان جو کچھ کرتا ہوں　　جب عشق میں پڑتا ہوں اس سے شرمندہ ہوتا ہوں

گرچہ تفسیرِ زباں روشنگر ست　　لیک عشقِ بے زباں روشنتر ست

اگرچہ زبان کی تشریح روشنی ڈالنے والی ہے　　لیکن بے زبان عشق، زیادہ روشن ہے

چوں۲ قلم اندر نوشتن می شتافت　　چوں بعشق آمد قلم بر خود شگافت

جب قلم لکھنے میں مصروف تھا　　جب عشق پر پہنچا خود قلم چر گیا

چوں سخن در وصفِ ایں حالت رسید　　ہم قلم بشکست و ہم کاغذ درید

جب اس حالت کے بیان کی بات آئی　　قلم ٹوٹ گیا، اور کاغذ بھی پھٹ گیا

عقل در شرحش چو خر در گل بخُفت　　شرحِ عشق و عاشقی ہم عشق گفت

عقل اس کی شرح میں مٹی میں پھنسے گدھے کی طرح سو گئی　　عشق اور عاشقی کی شرح بھی عشق نے ہی کی ہے

آفتاب آمد دلیل آفتاب　　گر دلیلت باید از وے رو متاب

آفتاب کی دلیل، خود آفتاب بنا　　اگر تجھے دلیل درکار ہے تو اس سے منہ نہ موڑ

از وے ار سایہ نشانے می دہد　　شمس ہر دم نورِ جانے می دہد

سایہ، اگر اس کا پتہ دیتا ہے　　سورج، ہر وقت جان کو نور دیتا ہے

سایہ خواب آرد تُرا ہمچوں سمر۳　　چوں برآید شمس انشق القمر

سایہ، قصہ گوئی کی طرح تجھے سلاتا ہے　　سورج جب نکلتا ہے چاند شق ہو جاتا ہے

خود غریبے در جہاں چوں شمس نیست　　شمسِ جاں باقیست کورا امس نیست

دنیا میں سورج جیسا کوئی مسافر نہیں ہے　　روح کا سورج باقی ہے جس کے لیے کل گزشتہ نہیں ہے

شمس در خارج اگرچہ ہست فرد　　مثلِ اُو ہم میتواں تصویر کرد

سورج، اگرچہ خارج میں ایک ہی ہے　　اُس جیسا بھی تصور کیا جا سکتا ہے

---

۱ ازاری دل۔ دل کی بیماری عشق کی علامت ہے یعنی طبیب سمجھ گیا کہ لونڈی مرضِ عشق میں مبتلا ہے۔ عِلّت مرض اصطرلاب ہے۔ ایک آلہ ہے جس سے ستاروں کی گردش آفتاب کی بلندی معلوم کی جاتی ہے۔ سر جانب این سر یعنی عشق مجازی، آں سر۔ یعنی عشق حقیقی، عشق مجازی، عشق حقیقی کا ذریعہ بنتا ہے۔ مولانا جامیؒ نے فرمایا ہے شعر
متاب از عشق رو گرچہ مازی ست
ہر چہ۔ عشق کی حقیقت بیان سے باہر ہے۔ گرچہ اقبال نے کہا ہے شعر:
نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

۲ چوں قلم۔ عشق ایک ذوقی چیز ہے اس کا بیان نہ زبان سے ممکن ہے نہ قلم سے۔ عشق گفت عشق و عاشقی کا بیان زبان و قلم سے ممکن نہیں خود عشق میں مبتلا ہو تو اس کی کیفیت سمجھ سکتا ہے۔ آفتاب آمد۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے وجود کی دلیل خود ان کا وجود ہی ہوتا ہے عشق اور آفتاب ایسی چیزوں میں سے ہیں۔
ار۔ اگر شمس یعنی ذات حق۔ دنیاوی سورج کی پہچان سایہ سے ہوتی ہے۔ اس لئے کہ دنیاوی چیزوں میں ہر چیز کی ضد سے اس کی پہچان ہوتی ہے۔ ذاتِ حق کی پہچان اس نور سے ہوئی جس کا پرتو روح انسانی پر پڑتا ہے۔

۳ سمر۔ قصہ گوئی القمر۔ چاند یہاں ممکنات کا وجود مراد ہے۔ شمس جان۔ ذات حق کے لئے دوام و بقا ہے۔ امس۔ کل گزشتہ یعنی ذاتِ حق زمانہ سے منزہ ہے۔

لیک آں شمسیکہ ازشد مستش اثیر | نبودش در ذہن و در خارج نظیر
لیکن وہ سورج جس سے عالم و بالا مست ہے | اس کی ذہن اور خارج میں کوئی مثال نہیں ہے

در تصوّر ذاتِ اُور گنج کو | تادر آید در تصور مثل اُو
تصور میں اس کی ذات کی گنجائش کہاں ہے | کہ تصور میں اس کی مثال اس کے

شمسِ تبریزی کہ نورِ مطلق ست | آفتاب ست وَزِ اَنوارِ حق ست
شمس تبریزی جو مکمل نور ہے | سورج ہے اور حق کے نوروں میں سے ہے

چوں حدیثِ روئے شمس الدیں رسید | شمسِ چارم آسماں سَر درکشید
جب شمس الدین کے چہرہ کی بات آگئی | چوتھے آسمان کے سورج نہ منہ چھپا لیا

واجب آمد چونکہ بُردم نام اُو | شرح [2] کردن رمزے از انعام اُو
(اب) جبکہ میں نے ان کا نام لیا ہے تو ضروری ہوگیا | اُن کے انعام کی تھوڑی سی شرح کرنا

ایں نفس جاں دامنم برتافتہ ست | بوئے پیراہان یوسف یافتہ ست
اس وقت میری روح مستعد ہو گئی ہے | اس نے یوسف کے لباس کی خوشبو سونگھی ہے

کز برائے حق صحبت سالہا | باز گو حالے ازاں خوش حالہا
برسوں کی صحبت کا حق ادا کرنے کے لئے | اس خوش احوال کا کچھ حال بیان کر

تا زمین و آسماں خنداں شود | عقل وروح ودیدہ صد چنداں شود
تاکہ زمین اور آسمان ہنس پڑیں | عقل، روح اور آنکھیں سو گنا ہو جائیں

گفتم [3] اے دور اوفتادہ از حبیب | ہمچو بیمار یکہ دور ست از طبیب
میں نے کہا اے! دوست سے دور پڑی ہوئی | اس بیمار کی طرح جو طبیب سے دور ہو

لَا تُكَلِّفْنِیْ فَاِنِّیْ فِی الْفَنَا | كَلَّتْ اَفْهَامِیْ وَلَا اُحْصِیْ ثَنَا
مجھے مجبور نہ کر میں فنا میں ہوں | اُس بیمار کی طرح جو طبیب سے دور ہو

كُلُّ شَیْءٍ قَالَهٗ غَیْرُ الْمُفِیْقْ | اِنْ تَكَلَّفْ اَوْ تَصَلَّفْ لَا یَلِیْقْ
مدہوش جو بات بھی کہے | خواہ تکلف کرے یا دراز بیانی مناسب نہیں ہے

ہر چہ می گوید موافق چوں نبود | چو تکلّف نیک ناлائق نمود
جو کچھ وہ کہتا ہے چونکہ وہ مناسب نہیں ہوتا | اور تکلف کی وجہ سے بہت نا مناسب نظر آتا ہے

من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست | شرح آں یار یکہ آنرا یار نیست
میں کیا کہوں؟ میری ایک رگ بھی ہوش میں نہیں ہے | اس یار کی تفصیل جس کا کوئی شریک نہیں ہے

[1] شمس یعنی کائناتی سورج اگرچہ ایک ہے لیکن اس جیسا تصور ہوسکتا ہے۔ مست۔ فریفتہ۔ اثیر۔ بمعنی بلند وعالی۔ نظیر۔ مثال گنج۔ گنجائش کو کجا۔ تادر آمد۔ جبکہ شمسِ حقیقی کی ذات کا تصور ناممکن ہے تو اس کے مثل کا تصور کیسے ہوسکتا ہے۔ شمس تبریزی مولانا رومی کے پیر ہیں۔ ان کے تفصیلی حالات مقدمہ میں ملاحظہ کر لیجئے۔ حدیث، بات، تذکرہ۔ سر درکشیدن۔ منہ چھپالینا۔ چارم۔ چہارم، چوتھا، سورج کو چوتھے آسمان میں مانا جاتا ہے۔

[2] شرح کردن۔ بیان کرنا۔ رمز۔ اشارہ، تھوڑا سا بیان نفَس فار کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے بمعنی سانس، لمحہ، وقت۔ دامن برتافتن۔ دامن سمیٹنا، تیار ہونا۔ پیراہان۔ پیرہن، حضرت یعقوبؑ کو اپنے بیٹے یوسفؑ کے لباس کی خوشبو آئی تھی وہ بے خود ہو گئے تھے۔ تا زمین۔ پیر نے جو اسرارِ تصوف بتائے ہیں، ان کے ذکر سے عالم میں خوشی کی لہر دوڑ جائیگی۔

[3] گفتم میں نے اپنی روح سے کہا تو اپنے محبوب شمس تبریزی سے دور پڑی ہے، گویا مریض طبیب سے دور ہے۔ لا تکلفنی مجھے تکلیف نہ دے۔ فنا میستی۔ افہام۔ فہم کی جمع، سمجھ لا احصی۔ میں شمار نہیں کر سکتا ثنا۔ تعریف۔ غیر المفیق۔ مدہوش تصلف۔ لاف زنی کرنا۔ نالائق۔ مدہوش اگر اپنے ممدوح کی تعریف کرے گا۔ تو وہ نا مناسب ہوگی۔ یار۔ دوسرے مصرع میں دوبار لفظ یار آیا ہے اوّل کے معنی محبوب جس سے مراد ذات حق ہے دوسرے کے معنی مثل اور شریک کے ہیں۔

خود ۱ ثنا گفتن ز من ترک ثناست — کایں دلیل ہستی و ہستی خطاست

میرا تعریف کرنا ہی خود تعریف نہ کرنا ہے — اس لئے کہ یہ وجود کی دلیل ہے اور وجود غلط ہے

شرح ایں ہجران و ایں خونِ جگر — ایں زماں بگزار تا وقتِ دگر

اس فراق اور خونِ جگر کی تفصیل — اب دوسرے وقت کے لئے چھوڑ

قَالَ اَطْعِمْنِیْ فَاِنِّیْ جَائِعٌ — فَاعْتَجِلْ فَالْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ

اس نے کہا مجھے کھلا میں بھوکی ہوں — جلدی کر کیونکہ وقت تیز تلوار ہے

صوفی ابن ۲ الوقت باشد اے رفیق — نیست فردا گفتن از شرطِ طریق

اے دوست! صوفی ابن الوقت ہوتا ہے — کل کا حوالہ دینا طریق (سلوک) کے مناسب نہیں ہے

صوفی ابن الحال باشد در مثال — گرچہ ہر دو فارغ اند از ماہ و سال

مثالاً صوفی ابن الحال ہوتا ہے — اگرچہ دونوں مہینہ اور سال سے بے نیاز ہیں

تو مگر خود مردِ صوفی نیستی — نقد را از نسیہ خیزد نیستی

شاید تو خود صوفی نہیں ہے — نقد کی اُدھار سے تباہی ہوتی ہے

گفتمش پوشیدہ خوشتر سرِّ یار — خود تو در ضمنِ حکایت گوش دار

میں نے اس سے کہا کہ یار کا راز چھپا ہوا اچھا ہوتا ہے — البتہ تو اس کو قصہ کے ضمن میں سُن لے

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں — گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

بہتر یہی ہوتا ہے کہ معشوقوں کا راز — دوسروں کے قصہ میں بیان ہو جائے

گفت مکشوف و برہنہ بے غلول — باز گو رنجم مدہ اے بوالفضول

کھلم کھلا، بے پروا اور بے خیانت کے بات کہہ دے — اے بکواسی! (الجھی ہوئی باتیں کر کے) مجھے نہ ستا

باز گو اسرار و رمز ۳ مرسلیں — آشکارا بہ کہ پنہاں ذکرِ دیں

رسولوں کے راز اور اشارے بتا — دین کا ذکر کھلم کھلا بہتر ہے نہ کہ پوشیدہ

پردہ بردار و برہنہ گو کہ من — می نگنجم با صنم در پیرہن

پردہ اٹھا دے اور بے پردہ کہہ کیونکہ میں — محبوب کے ساتھ پیرہن میں نہیں سما سکتی

گفتم ار عریاں شود اُو در عیاں — نے تو مانی نے کنارہ نے میاں

میں نے کہا، اگر وہ آنکھوں کے سامنے بے پردہ ہوگا — نہ تو رہیگی، نہ کنارہ، نہ وسط

آرزو می خواہ لیک اندازہ خواہ — برنتابد کوہ را یک برگِ کاہ

مراد مانگ، لیکن اندازہ کے مطابق مانگ — گھاس کا ایک تنکا پہاڑ کو برداشت نہیں کر سکتا

---

۱ خودزائد ہے۔ ترک ثنا چونکہ کماحقہ تعریف نہیں کر سکتا ہوں۔ ہستی خطا یں مقام فنا میں ہوں جب اپنی ہستی باقی نہیں رہتی ہے۔ اہل ہجر مراس مسئلہ وحدۃ الوجود ہے جو اہل اللہ کا سرمایہ عشق ہے، سالک اپنے ہر مقام کو ہجر سمجھتا ہے اس لئے کہ سیر کی کوئی حد نہیں ہے۔ جائع۔ بھوکا۔ اعتجل۔ جلدی کر۔ سیف قاطع۔ تیز تلوار۔ وقت کو تیز تلوار اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بھی جلد تلوار کی طرح گزر جاتا ہے۔ اطعمنی یہ پورا جملہ روح کا قول ہے۔ صوفی۔ وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو غیر اللہ سے محفوظ رکھے دل میں کوئی نفسانی خواہش نہ آنے دے۔

۲ ابن الوقت۔ وہ صوفی کہلاتا ہے۔ جو اپنے احوال سے مغلوب ہو جا کہ راز کو ظاہر کرنے لگے اور اضطراری طور پر اس سے کرامات کا ظہور ہونے لگے۔ ایسے صوفی کو رند اور قلندر بھی کہا جاتا ہے۔ نیز ابن الوقت اس صوف کو بھی کہا جاتا ہے۔ جو واردات قلبی پر فوراً عمل کرے۔ اور ابو الوقت وہ صوفی کہلاتا ہے جس کو اپنے احوال پر قابو ہے اسرار کو ضبط کرنے کوئی کرامت ظاہر نہ ہونے دے۔ فرد گفتن۔ یعنی آج کی بات کر کل پر ٹالنا ہر دو یعنی صوفی اور اُس کا حال یعنی قلبی واردات مگر۔ شاید۔ نسیہ۔ ارہا۔ نیستی بربادی۔ ضمن درمیان۔ حدیث دیگراں شعر، جو اہل دل زعشق افسانہ گوینده حدیث بلبل و پروانہ گویند۔

۳ رمز۔ اشارہ۔ مرسلین۔ مرسل کی جمع بمعنی رسول۔ اسرار آمرسلین۔ یعنی وحدۃ الوجود کا راز تمام انبیاء نے لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم دی ہے۔ جس سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صفات تف کمال سے متصف صرف ایک وجودِ باری ہی

آفتابے[1] کز وے ایں عالم فروخت | اند کے گر پیش آید جملہ سوخت
وہ سورج جس سے یہ سارا عالم روشن ہے | اگر تھوڑا سا آگے آجائے تو سب کو جلا دے

تا نگر دو خوں دلِ جانِ جہاں | لب بدوز و دیدہ بر بند ایں زماں
تاکہ دنیا کی جان کا دل تباہ نہ ہو | اب ہونٹ سی لے اور آنکھیں بند کر لے

فتنہ و آشوب و خونریزی مجو | بیش ازیں از شمس تبریزی مجو
فتنہ و فساد اور تباہی کی کوشش نہ کر | اوراس سے زیادہ شمس تبریز کے بارے میں جستجو نہ کر

ایں ندارد آخر آغاز گو | رو تمام ایں حکایت باز گو
اس بات کا اختتام نہیں ہے شروع سے بات کہہ | جا اس تمام قصے کو پھر بیان کر

خلوت طلبیدن طبیب از بادشاہ با آں کنیزک جہت دریافت مرض کنیزک

لونڈی کا مرض معلوم کرنے کے لئے طبیب کا بادشاہ سے لونڈی کے ساتھ تنہائی چاہنا

چوں حکیم ازیں سخن آگاہ شد | وز دروں ہمداستانِ شاہ شد
طبیب، جب اس بات سے باخبر ہو گیا | اور اندر سے بادشاہ کا راز دار ہو گیا

گفت اے شہ خلوتی کن خانہ را | دُور کن ہم خویش و ہم بیگانہ را
بولا، اے بادشاہ! گھر کو خالی کر دے | اپنے اور غیر کو ہٹا دے

کس[2] ندارد گوش در دہلیز ہا | تا پرسم از کنیزک چیز ہا
دہلیزوں میں کوئی کان نہ لگائے | تاکہ میں کنیز سے کچھ باتیں پوچھوں

خانہ خالی کرد شاہ و شد بروں | تا بخواند بر کنیزک اُفسوں
بادشاہ نے گھر خالی کر دیا اور باہر چلا گیا | تاکہ وہ کنیز پر منتر پڑھے

خانہ خالی کرد و یک دیلار نے | جُز طبیب و جُز ہُماں بیمار نے
گھر خالی کر دیا اور کوئی گھر والا نہ رہا | سوائے طبیب، اور سوائے بیمار کے کوئی نہ رہا

نرم[3] نرمک گفت شہر تو کجاست | کہ علاج اہل ہر شہرے جداست
آہستگی و نرمی سے (طبیب نے) کہا تیرا شہر کہاں ہے؟ | کیونکہ ہر شہر والے کا علاج جداگانہ ہے

وندراں شہر از قرابت کیستت | خویش و پیوستگی با چیستت
اور اس شہر میں تیرا رشتہ دار کون ہے؟ | اپنائیت اور تعلق کس سے ہے؟

دست بر نبضش نہاد و یک بیک | باز می پُرسید از جور فلک
ہاتھ اس کی نبض پر رکھا اور ایک ایک | آسمان کے ظلم کا حال پوچھ رہا تھا

ہے۔ برہنہ گو۔ یعنی دوسروں کی حکایتوں کے ضمن میں نہیں۔ ہاضنم۔ محبوب کا پیرہن بھی حقیقی وصال سے ملنا ہے۔ گفتم۔ یعنی میں نے روح سے کہا کہ اگر اس راز کو بالکل کھولا گیا تو تر در ہم برہم ہو جائیگی۔ برنتابد۔ برداشت نہیں کرسکتا۔

(صفحہ ہذا)

[1] آفتابے۔ یعنی حدود سے بڑھ کر وصال وبال بن جاتا ہے۔ اکبرالہ آبادی نے کہاہے۔ شعر

پروانے نے شمع سے لپٹنا چاہا
پہلے تھا نور میں اوراب نار میں ہے

شمس کے انوار کی تاب نہیں، تو معنوی شمس کی کیا تاب ہو گی۔ دردوں۔ باطن ہمداستاں ہم راز، ہمکلام خلوتی۔ جس میں تنہائی ہو۔

[2] کش ندارد۔ رازِ عشق تنہائی میں ہی پوچھا جاسکتا تھا۔ فسوں۔ منتر، یعنی عشق کا جادو۔ دیار گھر میں رہنے والا۔

[3] نرمک۔ کاف تصغیر کا ہے علاج۔ مختلف ممالک کے رہنے والوں کے مختلف مزاج ہوتے ہیں، اسی لئے علاج بھی جداگانہ ہوتا ہے۔ جور۔ ظلم

چوں کسے راخار در پایش خلد　　پائے خود رابر سرِ انو نہد
جب کسی کے پیر میں کانٹا چبھتا ہے　　اپنا پیر ران پر رکھ لیتا ہے

از سرِ سوزن ہمی جوید سَرَش[۱]　　ورنیا بدمی کند بالب تَرَش
اس کا سرا سوئی کی نوک سے تلاش کرتا ہے　　اور اگر نہیں ملتا تو اسے لب سے تر کرتا ہے

خار در پاشد چنین دشوار یاب　　خار در دل چوں بود گوئی جواب
پیر کا کانٹا پانا جب اس قدر دشوار ہے　　دل کے کانٹے کا کیا حال ہوگا؟ جواب دے

خارِ دِل راگر بدیدے ہر خَسے　　کے غما نرا دست بودے بر کسے
دل کا کانٹا اگر ہر شخص دیکھ سکتا　　تو غموں کو کسی پر کب قابو ہوتا؟

کس بزیرِ دُمِ خَر خارے نہد　　خَر نداند دفعِ آں برمی جہد
کوئی گدھے کی دُم کے نیچے کانٹا رکھدیتا ہے　　گدھا اس کو نکالنا نہیں جانتا، کودتا ہے

خرز بہر دفعِ خاراز سوزد درد　　جُفتہ می انداخت صد جازخم کرد
سوزش اور درد کی وجہ سے گدھے نے کانٹے کو دور کرنے کے لئے　　دولتیاں پھینکیں اور اس جگہ زخم کر لئے

آں لکدے کے دفع خارِ اُو کند　　حاذقے باید کہ برمرکز تَند
وہ دولتی اس کا کانٹا کہاں نکال سکتی ہے؟　　ایک ماہر چاہئے جو کانٹے کی جگہ کو سمجھے

بر[۲] جہدواں خار محکم تر کند　　عاقلے باید کہ خارے بر کند
وہ گدھا کودتا ہے اور اس کانٹے کو اور مضبوط کر دیتا ہے　　کوئی عقلمند چاہئے جو کانٹے کو نکالے

آں حکیم خارچیں استاد بود　　دست میزد جا بجا می آزمود
وہ کانٹا نکالنے والا طبیب، استاد تھا　　جا بجا ہاتھ مارتا تھا اور آزماتا تھا

زاں کنیزک برطریق راستاں　　بازمی پرُسید حالِ پاستاں
اس لونڈی سے بچوں کی طرح　　گزشتہ حالات کے بارے میں پوچھتا تھا

با حکیم اُو راز ہامی گفت فاش　　از مقام وخواجگان وشہرتاش[۳]
طبیب سے وہ راز کی باتیں کھل کر کہتی تھی　　مقام، اور آقاؤں اور بستی والوں کے متعلق

سوئے قصہ گفتنش میداد گوش　　سوئے نبض وجنبشش می شت داہوش
وہ اس کی قصہ گوئی پر کان لگائے تھا　　نبض اور اس کی حرکات پر پوری طرح متوجہ تھا

تاکہ نبض از نامِ کہ گردد جہاں　　اُو بُود مقصود جانش در جہاں
تا کہ (یہ جان لے کہ) کس نام پر اس کی نبض پھڑکتی ہے　　دنیا میں اس کا جانی محبوب وہی ہوگا

[۱] سرش۔ کانٹے وسرار وادہ جوب، صدف جواب یہی ہے۔ کہ مرضِ عشق کو سمجھ لینا، آسان کام نہیں ہے خس۔ کمینہ، اصف۔ غمان خلاف قیاس غم کی جمع ہے۔ جہیدن کودنا۔ جھلسنا بجفتہ مداختین۔ رسیاں پھینکنا۔ ممکہ حاذق ماہر تجربہ کار۔ مرکز نشانہ تیزی۔ اردگرد گھومنا

[۲] برجہد اس مصرعہ میں بعض شارحین نے کند کو فتح کاف کندن بمعنی کھود مضارع قرار دیا ہے اس صورت میں برجہ کا فاعل حکیم کو قرار دیا ہے جو ہمیں مناسب نہیں معلوم ہوا ہم نے دوسرے شارحین کی طرح کند کو کاف کے پیش کے ساتھ گردن کا مضارع قرار دے کر ترجمہ کیا ہے۔ اس صورت میں برجہد کا فاعل گدھا ہوگا۔ آں حکیم۔ ان اشعار کا مقصد یہ ہے۔ کہ دل کی بیماریوں کا علاج رہبر کامل ہی کر سکتا ہے۔ فاش کھلم کھلا۔ خواجگان۔ خواجہ کی جمع بمعنی مالک۔ آقا۔

[۳] شہرتاش ہم شہر یعنی ایک شہرتاش کہلائیں گے۔ جستن جیم کے فتحہ ہے، کودنا جہاں رجیم کے زیر کے ساتھ، کودنے والا۔ جہاں دنیا جیم کے صحہ سے۔

دوستانِ شہر خود را بر شُمرد — بعد ازاں شہرِ دگر را نام بُرد
(پہلے) اس نے اپنے شہر کے دوستوں کو گنا — اس کے بعد دوسرے شہر کا نام لیا

گفت چوں بیروں شدی از شہرِ خویش — در کدامیں شہر بودستی تو بیش[۱]
(طبیب نے) کہا جب تو اپنے شہر سے نکلی — زیادہ کس شہر میں رہی تھی

نامِ شہرے گفت وزاں ہم درگزشت — رنگِ رُو و نبضِ اُو دیگر نہ گشت
اُس نے ایک شہر کا نام لیا اور آگے بڑھی — چہرہ کا رنگ اور اُس کی نبض نہ بدلی

خواجگان و شہر ہا ایک بیک — باز گفت از جای واز نان و نمک
آقاؤں اور شہر کا ایک ایک کر کے — نام بتایا پھر مقام اور کھانے پینے کا ذکر کیا

شہر شہر و خانہ خانہ قصّہ کرد — نے رگش جُنبید و نے رُخ گشت زرد
ایک ایک شہر اور ایک ایک گھر کا ذکر کیا — نہ اُس کی نبض پھڑکی ، نہ چہرہ زرد پڑا

نبضِ اُو بر حالِ خود بُد بے گزند — تا پرسید از سمرقندِ چو قند
اُس کی نبض بلا تکلف اپنی حالت پر تھی — یہاں تک کہ (طبیب نے) شکر جیسے سمرقند کا حال پوچھا

آہِ سرد بر کشید اُو ماہ رُو — آب از چشمش رواں شد ہمچو جُو
اس چاند سے مکھڑے والی نے ٹھنڈی آہ بھری — نہر کی طرح اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

گفت بازرگاں[۲] مرا آنجا آورید — خواجۂ زرگر دراں شہرم خرید
بولی، مجھے ایک تاجر وہاں لایا — اُس شہر میں ایک مالدار سُنار نے مجھے خرید لیا

در بر خود داشت شش ماہ و فروخت — چوں بگفت ایں ز آتش غم بر فروخت
اُس نے چھ مہینے اپنے پہلو میں رکھا اور بیچ دیا — جب اُس نے یہ کہا تو رنج کی آگ سے جل اٹھی

نبض جَست و روے سُرخش زرد شد — کز سمرقندی زرگر فرد شد
نبض پھڑکی اور اُس کا لال چہرہ زرد ہو گیا — اس لئے کہ سمرقندی سُنار سے جدا ہو گئی

چوں زِ رنجور آں حکیم ایں راز یافت — اصل آں درد و بلا را باز یافت
اُس طبیب نے جب بیمار سے یہ راز پا لیا — اس درد اور مصیبت کی جڑ معلوم کر لی

گفت کوئے اُو کدام است و گزر[۳] — اُو سرِ پل گفت و کوئے غاتفر
اس (طبیب نے) کہا اس کو کوچہ اور راستہ کونسا ہے؟ — اُس (لونڈی) نے کہا (راستہ) ہر پل اور کوچہ غاتفر ہے

گفت آنکہ آں حکیمِ باصواب — آں کنیزک را کہ رَستی از عذاب
تب اس راستباز، حکیم نے کہا — اُس لونڈی سے کہ تو تکلیف سے نجات پائی

[۱] بیش۔ زیادہ بعض نسخوں میں لفظ پیش ہے جو مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ دیگر گشتن متغیر ہونا۔ مد بود کا مخفف ہے۔ سمرقند۔ ترکستان کا مشہور تاریخی شہر ہے۔

[۲] بازرگاں۔ سوداگر فرد شدن۔ اکیلا ہو جانا۔ یافت۔ طبیب، نبض اور چہرے سے فوراً سمجھ گیا کہ لونڈی اس سنار کے عشق میں مبتلا ہے۔ باز یافتن۔ حاصل کرنا۔

[۳] گزر۔ گزرگاہ، راستہ غاتفر۔ سمرقند کے ایک محلّہ کا نام ہے۔ باصواب۔ صائب الرائے۔ رستن راء کے فتحہ سے، چھوٹنا نجات پانا۔

چونکہ دانستم کہ رنجت چیست زود
چونکہ میں سمجھ گیا ہوں تیرا مرض کیا ہے جلد

در علاجت سحرہا خواہم نمود
تیرے علاج میں جادو دکھاؤں گا

شاد باش وایمن وفارغ کہ من
خوش اور مطمئن اور فارغ البال رہ کہ میں

آں کنم باتو کہ باراں۱ با چمن
تیرے ساتھ وہ کچھ کروں گا جو بارش چمن سے کرتی ہے

من غمِ تو میخورم تو غم مخور
میں تیرا غمخوار ہوں تو غم نہ کر

برتو من مُشفق ترم از صد پدر
سو باپوں سے بڑھکر میں تجھ پر مہربان ہوں

ہاں وہاں ایں راز را باکس مگوی
خبردار، خبردار یہ راز کسی نے کہنا

گرچہ شاہ از تو کند بس جستجوی
اگرچہ بادشاہ بھی تجھ سے دریافت کرے

تاتوانی پیش کس مکشائے راز
حتی الامکان کسی پر راز نہ کھولنا

برکسے ایں دَر مکن زنہار باز
ہرگز کسی پر یہ دروازہ نہ کھولنا

چونکہ اسرارت نہاں دردل شود
جب تیرا رازوں میں چھپا ہو گا

آں مرادت زودتر حاصل شود
تیری وہ مراد بہت جلد تجھ کو حاصل ہو جائیگی

گفت پیغمبر ہر آں کو سر نہفت
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے جس شخص نے اپنا راز چھپایا

زود گردد با مرادِ خویش جُفت
بہت جلد اپنی مراد سے وابستہ ہوا

دانہ۲ چوں اندر زمیں پنہاں شود
دانہ جب زمین میں چھپتا ہے

بعد ازاں سرسبزی بُستاں شود
اس کے بعد باغ کی سرسبزی (کا سبب) بنتا ہے

زرّ و نقرہ گرنہ بودندے نہاں
سونا اور چاندی اگر چھپے نہ ہوتے

پرورش کے یافتندے زیر کاں
تو کان میں پرورش کیسے پاتے

وعدہا و لُطفہائے آں حکیم
اُس طبیب کے وعدوں اور مہربانیوں نے

کرد آں رنجور را ایمن زبیم
اُس بیمار کو خوف سے مطمئن کر دیا

وعدہا باشد حقیقی دلپذیر
سچے وعدے دل پسند ہوتے ہیں۔

وعدہا باشد مجازی تاصہ گیر
(اور) جھوٹے وعدے پریشان کرتے ہیں

وعدۂ اہلِ کرم گنج۳ رواں
اہل کرم کا وعدہ جاری خزانہ ہے

وعدہء نا اہل شد رنج رواں
(اور) نا اہل کا وعدہ عذاب جان ہے

وعد بباید وفا کردن تمام
وعدوں کو پورا کرنا چاہئے

ورنخواہی کرد باشی سرد و خام
اور اگر تو پورا نہ کرے گا، تو سرد اور خام بنے گا

---

۱ باراں باچمن۔ جس طرح بارش چمن کو شاداب اور پُر رونق بنا دیتی ہے اسی طرح میں تجھے ہرا بھرا کردوں گا۔ ہاں۔ حرف تنبیہ ہے۔ چونکہ راز ظاہر ہو جانے پر مخالفوں کو مخالفت کا موقع مل جاتا ہے اور کامیابی دشوار ہو جاتی ہے۔
۲ دانہ۔ زمین میں بیج پوشیدہ ہوتا ہے تب سبز و شاداب ہو کر اُبھرتا ہے زرو۔ اس شعر اور پہلے شعر سے یہ سمجھایا ہے کہ راز کا پوشیدہ رہنا ہی مفید ہے۔ تاسہ۔ اندیشہ، بے قراری۔
۳ گنج رواں۔ قارون کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کا نام بھی ہے۔ سرد و خام جھوٹے وعدے کرنے والا، سرد اور خام کار ہوتا ہے۔

وعدہ کردن راوفا باشد بجاں | تا بہ بینی در قیامت فیض آں
وعدہ کو جان (و دل) سے پورا کرنا ضروری ہے | تاکہ قیامت میں تو اس کا فیض دیکھے

دریافتن آں طبیب الٰہی رنج کنیزک راو بہ شاہ وانمودن

اُس طبیب الٰہی کا لونڈی کے مرض کو معلوم کر لینا اور بادشاہ پر ظاہر کرنا

آں حکیم مہرباں چوں راز یافت | صورتِ رنج کنیزک باز یافت
اُس مہربان طبیب نے جب راز معلوم کر لیا | (اور) لونڈی کے مرض کی صورت کو جان گیا

بعد ازاں برخاست عزم شاہ کرد | شاہ رازاں شمۂ[1] آگاہ کرد
اُس کے بعد وہ اٹھا اور بادشاہ کا قصد کیا | بادشاہ کو اس سے تھوڑا سا آگاہ کر دیا

شاہ گفت اکنوں بگو تدبیر چیست | درچنیں غم موجب تاخیر چیست
بادشاہ نے کہا، بتا اب کیا تدبیر ہے؟ | اس طرح کے غم میں تاخیر کا کیا سبب ہے؟

گفت تدبیر آں بود کاں مرد را | حاضر آریم ازپئے ایں درد را
اس (طبیب) نے کہا، تدبیر یہ ہے کہ اس مرد کو | اس درد کے علاج کے لئے ہم بلائیں

قاصدے بفرست کاخبارش[2] کند | طالب ایں فضل و ایثارش کند
ایک قاصد بھیج جو اُس کو بتائے | (اور) اُس کو اس انعام اور بخشش کا طلب گار بنائے

مردِ زرگر را بخواں زاں شہر دُور | بار و خلعت بدہ اورا غرور
سنار کو اس دور شہر سے بلا کے | نقد اور خلعت سے اس کو لالچ دے

تا شود محبوبِ تو خوشدل بدو | گردد آساں ایں ہمہ مُشکل بدو
تاکہ تیری محبوبہ اس کی بدولت خوش ہو جائے | اور اس کے ذریعہ یہ سب مشکل آسان ہو جائے

چوں بہ بیند سیم و زر آں بے نوا | بہر زر گردد زخان[3] و ماں جُدا
جب وہ تنگدست چاندی اور سونا دیکھے گا | تو سونے کی خاطر گھر بار سے جدا ہو جائے گا

زر خرد راوالہ وشیدا کند | خاصہ مُفلس را کہ خوش رسوا کند
سونا، عقل کو دیوانہ بنا دیتا ہے | خصوصاً مُفلس کو کہ خوب ذلیل کرتا ہے

زر اگرچہ عقل می آرد ولیک | مرد عاقل باید اُورا نیک نیک
سونا، اگرچہ عقل پیدا کرتا ہے لیکن | اس کے لئے عقلمند اور بہت نیک آدمی درکار ہے

فرستادن بادشاہ رسولاں بسمر قند درطلب آں زرگر

بادشاہ کا ایلچیوں کو سمر قند روانہ کرنا، اس سنار کی تلاش میں

---

[1] شمۂ۔ بفتح شین، تھوڑا سا حصہ، طبیب الٰہی نے لونڈی کے عشق کا پورا قصہ سنایا تاکہ بادشاہ کو غیرت نہ آجائے

[2] اخبار۔ مصدر ہے، خبر دینا۔ فضل۔ بزرگی، بخشش۔ ایثار۔ اپنے کو چھوڑ کر دوسرے کو فائدہ پہنچانا۔ خلعت فا کے کسرہ کے ساتھ، وہ پوشاک جو بادشاہ کسی کو بطور انعام دے۔ غرور، غین کے ضمہ کے ساتھ، دھوکا۔ بے نوا۔ تنگدست

[3] خان و ماں۔ گھر بار، والہ۔ عاشق، فریفتہ۔ شیدا۔ عاشق۔ خاصہ۔ خصوصاً۔ خوش۔ بہت خوب۔

چونکہ سلطاں از حکیم آنرا شنید | پندِ اُورا از دل و جاں برگزید
جب بادشاہ نے طبیب سے وہ بات سنی | دل و جان سے اس کی نصیحت کو قبول کیا

گفت فرمانِ ترا فرماں کنم | ہر چہ گوئی آنچناں کن آں کنم
اُس (بادشاہ) نے کہا تیرے فیصلہ کے مطابق حکم | جو تو کہیگا کہ ایسا کر میں ویسا ہی کروں گا

پس فرستاد آں طرف یکدو رسول | حاذقانِ[1] اُو کافیان و بس عدول
پھر ایک دو قاصد اس طرف روانہ کئے | جو ماہر، کار گزار اور بہت نیک تھے

تا سمرقند آمدند آں دو امیر | پیش آں زرگرز شاہنشاہ بشیر
وہ دونوں سردار سمرقند میں آئے | اُس سنار کے پاس بادشاہ کی طرف سے خوشخبری لے کر

کاے لطیف[2] استاد کامل معرفت | فاش اندر شہر ہا از تو صفت
کہ اے نازک کام کرنے والے استاد پوری شناخت والے! | شہروں میں تیری خوبی پھیلی ہوئی ہے

نک فلاں شہ از برائے زرگری | اختیارت کرد زیرا مہتری
اب فلاں بادشاہ نے زیور گھڑنے کے لئے | تجھے چنا ہے کیونکہ تو (زرگری میں) سردار ہے

اینک ایں خلعت بگیر و زرّ و سیم | چوں بیائی خاص باشی و ندیم
اب یہ جوڑا اور سونا، چاندی لے | (اور) جب تو آئیگا، خاص اور ہم نشیں ہو گا

مرد مال و خلعت بسیار دید | غرّہ شد از شہر و فرزنداں برید
مرد نے جب بہت سا مال اور جوڑا خلعت دیکھا | تو فریفتہ ہو گیا (اور) شہر اور اولاد سے جدا ہو گیا

اندر آمد شادماں در راہ مرد | بیخبر کاں شاہ قصد جانش کرد
مرد، خوشی خوشی راستے پر پڑ گیا | (اس سے) بے خبر کہ بادشاہ نے اس کی جان کا ارادہ کیا ہے

اسپ تازی برنشست و شاد تاخت | خونبہائے خویش را خلعت شناخت
عربی گھوڑے پر بیٹھا، اور خوشی خوشی دوڑا | (اور) اپنے خون کے عوض کو شاہی جوڑا سمجھا

اے[3] شدہ اندر سفر با صد رضا | خود بپائے خویش تا سوء القضا
افسوس کہ ہنسی خوشی سفر کرنے والا | اپنے پاؤں سے بری موت کی طرف روانہ ہوا ہے

در خیالش مُلک و عزّ و سروری | گفت عزرائیل رَو، آرے بَری
اُس کے خیال میں تو حکومت دعزت اور سرداری تھی | ملک الموت نے کہا کہ جا ہاں سب چیزیں تو حاصل کرے گا

چوں رسید از راہ آں مردِ غریب | اندر آوردش بہ پیش شہ طبیب
جب وہ مسافر راستہ طے کر کے آ پہنچا | تو طبیب اس کو بادشاہ کے سامنے لایا

---

[1] حاذق۔ ماہر۔ کاف۔ کام میں کفایت کرنے والا کار گزار عدول۔ وہ شخص جس کی گواہی معتبر ہو۔

[2] لطیف۔ مہربان۔ باریک کام کرنے وال۔ فاش۔ مشہور۔ صفت۔ حریف نمک۔ انیک کا مخفف ہے، اکنون، اب۔ زیرا۔ ازیں راک۔ مہتر۔ بڑا، سردار۔ خلعت۔ شاہی جوڑا۔ ندیم ہمنشین، مصاحب عرہ۔ غین کے فتحہ اور کسرہ کے ساتھ، فریفتہ ہونا اسپ تازی۔ عربی گھوڑا جو عمدہ اور قیمتی ہوتا ہے، خونبہا دیت، وہ مال جو مقتول کے بدلے میں مقتول کے بدلے میں مقتول کے وارثوں کو دیا جاتا ہے۔

[3] اے۔ بعض شارحین نے منادیٰ، مخاطب کو بنایا ہے لیکن ہم نے ترجمہ کیا ہے قضا، رضامندی۔ سوء القضاء بری موت ملک۔ پادشاہی۔ عز کہ عزت۔ آرے حرف ایجاب ہے یعنی مساوات نے استہزاء کہا یہ چیزیں تجھے ضرور ملینگی غریب۔ مسافر اجنبی۔

پیش شاہنشاہ بُردش خوش بناز — تابسوز د بر سر شمع ۱ طراز

اُس کو بادشاہ کے سامنے بڑے ناز کے ساتھ لے گیا — تا کہ اس کو طراز کی شمع کے سر پر جلا دے

شاہ دید اُورا وَبس تعظیم کرد — مخزنِ زر رابدو تسلیم کرد

بادشاہ نے اس کو دیکھا اور بہت تعظیم کی — (اور) سونے کا خزانہ اس کے سپرد کر دیا

پس بفرمودش کہ برساز دززر — از سوار وطوق و خلخال و کمر

پھر اس کو حکم دیا کہ سونے سے بنائے — کنگن اور طوق اور پانوں زیب اور پٹکا

ہم زانواع اوانی بیعدد — کانچناں در بزم شاہنشہ سزد

نیز برتنوں کی قسمیں، ان گنت — جو بادشاہ کی مجلس کے لائق ہوں

زر گرفت آں مرد وشد مشغول کار — بے خبر از حالتِ ایں کار زار

اُس مرد نے سونا لیا اور کام پر لگ گیا — وہ اس خراب کام کی حالت سے بے خبر (تھا)

پس حکیمش گفت کاے سلطاں مہ — آں کنیزک را بایں خواجہ بدہ

پھر طبیب نے اس سے کہا اے بڑے بادشاہ! — وہ لونڈی اس سردار (سُنار) کو دے دے

تا کنیزک در وصالش خوش شود — آبِ وصلش دفعِ ایں آتش ۲ شود

تا کہ لونڈی اس کے وصل سے خوش ہو جائے — اور اس کے وصل کا پانی اس آگ کا دافع ہو

شہ بدو بخشید آں مہ روئے را — جُفت کرد آں ہر دو صحبت جوئے را

بادشاہ نے وہ چاند سے مکھڑے اس کو بخش دی — اُن دونوں وصل چاہنے والوں کا نکاح کر دیا

مدّتِ ششماہ میرا ندند کام — تا بصحت آمد آں دختر تمام

چھ مہینہ کی (مدت) تک انہوں نے مقصد برآری کی — یہانتک کہ اس لڑکی کو پوری صحت ہو گئی

بعد ازاں از بہر اُو شربت بساخت — تا بخورد و پیش دختر می گداخت

اس کے بعد اس (طبیب) نے اس کے لئے شربت بنایا — جس کو وہ پیتا اور لڑکی کے سامنے گھلتا تھا

چوں زرنجوری جمال اُو نماند — جانِ دختر در وبال اُو نماند

جب مرض کی وجہ سے اس کا حسن نہ رہا — تو لڑکی کی جان اس کے وبال میں نہ رہی

چونکہ زشت و ناخوش و رُخ زرد شد — اندک اندک در دل اُو سرد ۳ شد

چونکہ، بدصورت اور ناگوارا اور زرد رُو ہو گیا — آہستہ آہستہ اس کے دل میں (عشق) ٹھنڈا ہو گیا

عشقہائے کز پے رنگے بُود — عشق نبود عاقبت ننگے بود

وہ عشق جو رنگ کی خاطر ہوتا ہے — عشق نہیں ہوتا، انجام کا ذلت و رسوائی ہوتی ہے

---

۱ شمع ۔ موم بتی یہاں مراد لونڈی ہے۔ گلزار۔ ملک چین کا ایک حسن خیز شہر ہے۔ مخزن۔ خزانہ بدو۔ باؤ تسلیم سپرد کرنا سوار۔ سین کے کسرہ کے ساتھ، ہاتھ کا کنگن۔ طوق۔ گلے کا زیور ح خلخال پانوں زیب۔ کمر۔ پٹکا، کمر کی پیٹی۔ انواع۔ نوع کی جمع، قسم۔ اوانی۔ آنیہ کی جمع، برتن۔ ضد۔ خواجہ۔ یعنی سُنار

۲ آتش۔ تاہ پر کسرہ اور فتحہ دونوں درست ہیں۔ جفت کردن۔ نکاح کر دینا۔ صحبت جوئے۔ وصل چاہنے والا۔ کام۔ مقصد بساخت۔ یعنی طبیب نے زرگر کے لئے ایک زہر آلود شربت تیار کیا جس کو پی کر وہ گھلنے لگا۔ گداختن۔ گھلنا، پگھلنا، رنجوری۔ مرض۔ وبال۔ مصیبت مراد عشق ہے

۳ سرد شد۔ سچا عشق نہ تھا۔ محض صورت پرستی تھی، صورت بگڑنے سے عشق زایل ہو گیا۔ ننگ۔ شرم عار

کاشکے آں ننگ بودے یکسری — تا نرفتے بروے آں بد داوری
کاش وہ عار (عشق حسن ظاہری) پائیدار ہوتا — تاکہ اس پر یہ ظلم نہ ہوتا

خوں دوید از چشم ہمچوں جوئے اُو — دشمنِ جان وے آمد روئے اُو
اُس کی نہر جیسی آنکھوں سے خون بہنے لگا — (اور) اس کا چہرہ اس کی جان کا دشمن بنا

دشمنِ طاؤس آمد پرّ اُو — اے بسا شہ رابکشتہ فرِّ اُو
مور کے دشمن اُس کے پر ہوئے — (اور) بہت سے شاہوں کو ان کی شان وشوکت نے مارا

چونکہ زرگر از مرض بد حال شد — در گدازش شخصِ اُو چوں نال شد
جب سُنار مرض سے بد حال ہو گیا — (اور) اس کا جسم پگھل کر قلم کے ریشہ کی طرح ہو گیا

گفت من آں آہوم کز ناف من — ریخت آں صیّاد خونِ صاف من
اُس نے کہا، میں وہ ہرن ہوں کہ میری ناف سے — اس صیّاد نے میرا صاف خون بہا دیا

اے من آں روباہ صحراء کز کمیں — سر بُرید ندم برائے پوستیں ۲
اے (مخاطب) میں جنگل کی وہ لومڑی ہوں کہ گھات میں بیٹھ کر — پوستین کے لئے انہوں نے میرا سر کاٹ لیا

اے من آں پیلے کہ زخمِ پلیباں — ریخت خونم از برائے استخواں
میں وہ ہاتھی ہوں کہ پلیبان کے زخم نے — ہڈیوں کی خاطر میرا خون بہا دیا

آنکہ کشتستم پے مادون من — می نداند کہ نخسپد خون من
جس نے مجھے مجھ سے کم تر کی خاطر مار ڈالا — اس کو معلوم نہیں کہ میرا خون رائیگاں نہ جائیگا

بر من ست امروز فردا بروے ست — خون چوں من کس چنیں ضائع کے ست
(مصیبت) آج مجھ پر اور کل اس پر ہے — مجھ جیسے آدمی کا خون یوں رائیگاں کیسے ہوسکتا ہے

گرچہ ۳ دیوار افگند سایہ دراز — باز گردد سوئے او آں سایہ باز
اگرچہ دیوار لمبا سایہ ڈالتی ہے — لیکن وہ سایہ پھر اس کی طرف لوٹتا ہے

ایں جہاں کوہ ست و فعل ما ندا — سوئے ما آید ندا ہا را صدا
یہ دنیا ایک پہاڑ ہے اور ہمارا فعل آواز — آوازوں کی گونج ہماری طرف لوٹتی ہے

ایں بگفت و رفت دردم زیر خاک — آں کنیزک شد ز درد و رنج پاک
یہ کہا اور فوراً زیرِ زمین چلا گیا — وہ لونڈی درد و غم سے نجات پا گئی

زانکہ عشق مُردگاں پائندہ نیست — چونکہ مردہ سوئے ما آیندہ نیست
اس لئے کہ مردوں سے عشق پائیدار نہیں ہے — اس لئے کہ مردہ ہماری طرف واپس آنے والا نہیں ہے

۱ کاشکے۔ حرف تمنا ہے۔ یکسری۔ پائیدار۔ داوری حکومت، انصاف۔ بد داوری۔ ناانصافی، ظلم۔ یعنی عشق مجازی میں بھی اگر پائیداری ہوتی تو وہ ننگ نہ شمار ہوتا۔ روئے۔ او۔ یعنی اس زرگر کی خوبصورتی اس کی ہلاکت کا سبب بنی۔ گدازش حاصل مصدر ہے گداختن کا، پگھلنا، لاغر، ہونا۔ نال۔ قلم کے بیچ کا ریشہ۔ گفت۔ اگلے چار شعر زرگر کا مقولہ ہیں۔ کز ناف من۔ ختن کے ہرن اس لئے مارے جاتے ہیں کہ ان کے نافہ میں سے مشک نکلتا ہے۔ کمین۔ کسی کی گھات میں بیٹھنا۔

۲ پوستین۔ لومڑی کی کھال سے پوستین بنایا جاتا ہے۔ استخوان۔ ہاتھی دانت کی طرح ہاتھی کی ہڈی بھی قیمتی ہوتی ہے۔ مادون کمتر زرگر نے بادشاہ کو کمتر اس لئے کہا کہ وہ کنیزک کا معشوق تھا اور بادشاہ ناکام عاشق۔ نخسپد۔ یعنی میرے خون کا بدلہ لیا جائیگا خون رائیگاں نہ جائیگا۔

۳ گرچہ دیوار۔ مولاناؒ نے جزاء عمل کو دو مثالوں سے سمجھایا گیا ہے۔ کہ گنہگار کا عمل بصورتِ جزاء اس کی طرف لوٹتا ہے۔ ندا۔ پکارنا۔ آواز دینا۔ صدا۔ گونج جو پہاڑ یا کنویں میں انسان کی آواز کے بعد سنائی دیتی ہے۔ دردم۔ فوراً اسی وقت مردگاں۔ یعنی فانی اشیاء کا قائم نہیں رہتا

عشق ازا زنده دررواں و در بصر
زندہ کا عشق روح اور آنکھ (باطن و ظاہر) میں
ہر دمے باشد زغنچہ تازہ تر
ہر وقت غنچہ سے بھی زیادہ تروتازہ رہتا ہے

عشق آں زندہ گزیں کو باقی ست
اس زندہ کا عشق اختیار کر جو سدا رہنے والا ہے
وز شراب جانفزایت ساقی ست
اور جانفزا شراب سے تجھے سیراب کرنے والا ہے

عشق آں بگزیں کہ جملہ انبیا
اُس کا عشق اختیار کر کہ تمام نبیوں نے
یا فتند از عشق اُو کار و کیا
اُس کے عشق سے عزو شرف پایا

تو مگو ما را بداں شہ باز نیست
تو یہ نہ کہہ کہ ہماری رسائی اس بادشاہ تک نہیں ہے
بر کریماں کار ہا دشوار نیست
کریموں پر بڑے کام دشوار نہیں ہوتے

دربیانِ آنکہ کشتن مرد زرگر باشارۂ الٰہی بودنہ نجیال باطل

اس بیان میں کہ سُنار کو مارنا خدائی اشارہ پر تھا، نہ کسی برے خیال سے

کشتن آں مرد بردستِ حکیم
اُس مرد کا، طبیب کے ہاتھ سے ہلاک ہونا
نے پئے امید بود و نے زبیم
نہ کسی امید کی بناء پر تھا، نہ کسی خوف سے

اُو نکشتش از برائے طبع شاہ
اس نے بادشاہ کی خاطر سے اسے قتل نہیں کیا
تا نیامد امر و۲ الہام از الٰہ
جب تک کہ اللہ کی طرف سے حکم اور الہام نہ آیا

آں پسر را کش خضر ببرید حلق
وہ لڑکا خضرؑ نے جس کا گلا کاٹا تھا
سرِ آں را در نیا بد عام خلق
اُس کا بھید عام مخلوق نہیں سمجھ سکتی

آنکہ از حق یابد اُو وحی و خطاب
جو شخص اللہ کی جانب سے وحی اور خطاب پاتا ہے
ہرچہ فرماید بود عین صواب
وہ جو کچھ کہتا ہے بالکل درست ہوتا ہے

آنکہ جاں بخشد اگر بکشد رواست
جو جان عطا کرتا ہے اگر قتل بھی کرے تو جائز ہے
نائب ست و دست اُو دست خداست
وہ (اللہ کا) قائم مقام ہے اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے

ہمچو۳ اسمٰعیل پیشش سر بنہ
حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح اس کے سامنے سر جھکا دے
شاد و خنداں پیش تیغش جاں بدہ
اور ہنسی خوشی اس کی تلوار سے قتل ہو جا

تا بماند جانت خنداں تا ابد
تاکہ تیری روح ہمیشہ خوش رہے
ہمچو جان پاک احمدؐ با احد
جس طرح کہ احمد (مجتبیٰ) کی روح پاک اللہ کے ساتھ

عاشقاں جام فرح آنگہ کشند
عاشق خوشی کا جام اس وقت پیتے ہیں
کہ بدستِ خویش خوباں شاں کُشند
جبکہ معشوق اپنے ہاتھ سے ان کو قتل کرتے ہیں

---

۱ زندہ یعنی خدائے حی و قیوم گزیں۔ اختیار کر۔ صیغہ امر ہے گزیدن مصدر سے۔ جانفزا۔ جان کو بڑھانے والا۔ روح کو قوت دینے والا۔ کیا خداوند کارفرما۔ کار و کیا یافتند یعنی عزو شرف پایا۔ شہ شاہ کا مخفف ہے یعنی اللہ تعالیٰ۔ بر کریماں یعنی حق تعالیٰ کریم و کارساز ہے وہ اپنے فضل و کرم سے کامیاب و باریابی مرحمت فرمائیگا۔ نے پئے۔ یعنی طبیب کا زرگر کو ہلاک کرنا بادشاہ سے لالچ یا خوف کی وجہ سے نہیں تھا۔

۲ امر۔ حکم۔ الہام۔ جو بات خدا کی طرف سے دل میں ڈالی جائے۔ الہ۔ معبود۔ اللہ تعالیٰ۔ خضر حضرت خضر علیہ السلام کو جنہوں نے ایک بچہ کو قتل کیا تھا، قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کی مصلحت یہ تھی کہ بچہ کافر ہوتا اور اس کے کفر کی وجہ سے والدین کے ایمان کو خطرہ تھا۔ نائب قائمقام یعنی جو خدا کے حکم سے قتل کرتا ہے اس کا ہاتھ دراصل خدا کا ہاتھ ہے۔

۳ ہمچو اسمٰعیل حضرت اسمٰعیل سے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے تمہاری قربانی دوں تو فوراً حضرت اسمٰعیل نے سر اطاعت زمین پر رکھ دیا۔ احمد با احد۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم و رضا کی بنا پر مقام قرب حاصل ہوا۔

شاہ[1] آں خوں از پئے شہوت نکرد
وہ خون بادشاہ نے شہوت کی خاطر نہیں کیا

تو رہا کن بد گمانی و نبرد
تو (اس معاملہ میں) بدگمانی اور جھگڑے کو چھوڑ دے

تو گماں کر دی کہ کرد آلودگی
تو نے یہ گمان کیا کہ وہ خواہش نفسانی سے ملوث تھا

در صفا غش کے ہلد پالودگی
(لیکن) صاف میں صفائی کھوٹ کو کب چھوڑتی ہے

بہر آنست ایں ریاضت ویں جفا
یہ محنت اور مشقت تو اس لئے ہے

تا بر آرد کورہ از نقرہ جفا
کہ بھٹی چاندی سے میل کو نکال دے

بہر آنست امتحان نیک و بد
کھرے اور کھوٹے کا امتحان اس لئے ہے

تا بجوشد، بر سر آرد زر[2] زبد
تا کہ وہ جوش میں آئے اور سونا اپنا میل اوپر لے آئے

بگذر از ظن خطا اے بد گماں
اے بدگمان! غلط گمان چھوڑ دے

ان بعض الظن اثم را نجواں
"بے شک بعض گمان گناہ ہیں" کو پڑھ

گر نبودش کار زالہامِ الٰہ
اگر اس کا کام خدا کے الہام سے نہ ہوتا

اُو سگے بودے دَرانندہ نہ شاہ
تو وہ پھاڑ کھانے والا کتا ہوتا، بادشاہ نہ ہوتا

پاک بود از شہوت و حرص و ہوا
وہ شہوت اور حرص و ہوس سے پاک تھا

نیک کرد اُولیک نیک بد نما
اس نے اچھا کیا لیکن اچھا بظاہر بُرا

گر خضر در بحر کشتی را شکست
اگرچہ خضرؑ نے سمندر میں کشتی توڑ دی

صد درستی در شکستِ خضر ہست
(لیکن) خضر کے توڑنے میں سو درستیاں تھیں

وہم موسیٰؑ باہمہ نور و ہنر
باوجود تمام نور و ہنر کے موسیٰؑ کا خیال

شد ازاں محجوب[3] تو بے پَر مپر
اُس تک نہ پہنچا، تو بھی بے پرکی نہ اڑا

آں گل سرخ است تو خونش مخواں
وہ سرخ پھول ہے تو اس کو خون نہ کہہ

مستِ عقل ست او تو مجنونش مداں
وہ عقل سے مست ہے تو اس کو دیوانہ نہ سمجھ

گر بُدے خونِ مسلماں کامِ اُو
اگر مسلمان کا خون بہانا اس کا مقصود ہوتا

کافر گر بُردمے من نامِ اُو
تو میں کافر ہوتا اگر اس کا نام بھی لیتا

می بلرزد عرش از مدح شقی بدگماں
بدبخت (اور سنگدل) کی تعریف سے عرش لرزتا ہے

گرد و زمد حش متقی
اور اس کی تعریف سے پرہیزگار بدگماں ہو جاتا ہے

شاہ بود و شاہ بس آگاہ بود
وہ بادشاہ تھا، اور بہت باخبر بادشاہ تھا

خاص بود و خاصۂ اللہ بود
وہ خاص تھا اور اللہ تعالیٰ کا مخصوص تھا

---

[1] شاہ۔ بادشاہ کا زرگر کو قتل کرانا اشارۂ خداوندی سے تھا۔ غش۔ کھوٹ۔ ہلد۔ حاصل مصدر ہے ہلیدن سے چھوڑنا۔ پالودگی۔ صفائی۔ جفا۔ جیم کے ضمہ کے ساتھ سونے اور چاندی کا میل۔ کورہ بھٹی، جس میں چیزوں کو پگھلایا اور تپایا جاتا ہے۔

[2] زَبد جھاگ، یعنی جس طرح سونا بھٹی میں جا کر نکھرتا ہے اسی طرح انسان کے نفسانی رذائل ریاضت سے دور ہوتے ہیں۔ ظن خطا۔ بدگمانی، اثم گناہ درانندہ۔ پھاڑنے والا۔ نیک بدنما۔ بباطن نیک اور بظاہر برا۔ خضر۔ خضر کے کشتی توڑنے کا واقعہ قرآن میں مذکور ہے جو بظاہر بری بات تھی لیکن اس میں مصلحتیں پوشیدہ تھیں۔

[3] محجوب پردے میں آیا ہوا یعنی حضرت موسیٰ باایں ہمہ نور و ہنر اس مصلحت تک نہ پہنچ سکے جو حضرت خضر کے پیش نظر تھی۔ آں گل اشارہ بادشاہ کی طرف ہے بدے۔ بودے کا مخفف ہے کام۔ مقصد و غرض۔ شقی۔ بدبخت۔ سنگدل۔ متقی۔ پرہیزگار۔ آگاہ یعنی عارف باللہ۔

آں کسے را کش۱ چنیں شاہے کُشد　　سوئے تخت و بہتریں جاہے کشد
وہ آدمی جس کو ایسا بادشاہ قتل کرتا ہے　　اُس کو تخت اور بہترین مرتبہ عنایت فرماتا ہے

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد　　آنچہ در وہمت نیاید آں دہد
وہ آدھی جان لیتا ہے تو سو جانیں دیتا ہے　　(بلکہ) اتنا دیتا ہے کہ جو تیرے خیال میں بھی نہیں آسکتا

قہر خاصے از برائے لُطفِ عام　　شرع می دارد روا بگذار گام
عام مہربانی کے لئے کسی خاص پر قہر　　شریعت جائز رکھتی ہے قدم آگے بڑھا

گر ندیدے سُودِ اُو در قہر اُو　　کے شدے آں لُطفِ مُطلق قہر جُو
اگر (اللہ تعالیٰ) اس کا فائدہ قہر میں نہ دیکھتا　　تو وہ سراپا لطف و کرم قہر کیوں کرتا

طفل می لرزد زنیش احتجام۲　　مادر مشفق دراں غم شاد کام
بچنے لگانے کی تکلیف سے بچہ کو لرزتا ہے　　(لیکن اس کی) مہربان ماں اس تکلیف سے خوش ہوتی ہے

تو قیاس از خویش می گیری ولیک　　دُور دُور اُفتادۂ بنگر تو نیک
تو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے، لیکن　　تو غور کر (حقیقت سے) بہت دور جا پڑا ہے

پیشتر آ تا بگویم قصّہ　　بو کہ یابی از بیانم حصہ
میرے قریب آ، تا کہ تجھے ایک قصہ سناؤں　　ہوسکتا ہے کہ تو میرے بیان سے کچھ حصہ حاصل کرلے

حکایت مرد بقال۳ وطوطی و روغن ریختن طوطی در دُکان

ایک بنیے اور طوطی کا قصہ اور طوطی کا دُکان کے اندر تیل بہانا

بود بقالے مر اُورا طوطیئے　　خوشنوا و سبز و گویا طوطیئے
ایک بنیا تھا اور اس کی ایک طوطی تھی　　جو خوش آواز، سبز رنگ اور بولنے والی طوطی تھی

بر دُکاں بودے نگہبان دُکاں　　نکتہ گفتے با ہمہ سوداگراں
(یہ طوطی) دکان پر دکان کی حفاظت کرتی تھی　　اور تمام سوداگروں سے دلچسپ باتیں کرتی تھی

در خطاب آدمی ناطق بُدے　　در نوائے طوطیاں حاذق بُدے
وہ آدمیوں سے خطاب کرنے میں ان جیسی باتیں کرتی　　اور طوطیوں کے ساتھ تو انہی میں ماہر تھی

خواجہ روزے سوئے خانہ رفتہ بود　　در دُکاں طوطی نگہبانی نمود
مالک ایک دن اپنے گھر کو گیا تھا　　طوطی دُکان کی حفاظت کر رہی تھی

گُربۂ برجست ناگہ در دُکاں　　بہر موشے، طوطیک از بیم جاں
اچانک ایک بلی دکان میں کودی　　ایک چوہے کے لئے اور بیچاری طوطی اپنی جان کے خوف سے

---

۱ کش۔ کہ اش کا مخفف ہے قہر خاصے۔ یعنی اس زرگر کا قتل ظلم نہ تھا اور اگر ظلم مان بھی لیا جائے تو عام مصلحت اور مفاد کے پیش نظر کسی ایک پر ظلم جائز ہے۔ گرندیدے۔ یعنی زرگر کے قتل ہی میں زرگر کا فائدہ تھا۔

۲ احتجام بچنے لگوایا یعنی خونِ فاسد جسم سے نکالنے کے لئے عمل جراحی کرنا، مشفق۔ ہمدرد مہربان تو قیاس الخ۔ یعنی اللہ کے کاموں کو اپنے کاموں پر قیاس نہ کر۔ بو کہ۔ یعنی شاید کہ ممکن ہے۔

۳ بقال۔ سبزی فروش کو کہتے تھے۔ پھر بنیے کے معنی میں مستعمل ہونے لگا ناطق۔ قوت گویائی رکھنے والا۔ حاذق۔ ماہر زیرک و چالاک۔ جستن۔ جیم کے فتح کے ساتھ، کودنا۔ طوطیک۔ کاف تصغیر کا ہے۔

جَست از صدرِ دیکاں بہرِ گریختت	شیشہ ہائے روغنِ گل را بریختت
بھاگنے کے لئے دُکان کی بیچ میں کودی	(اور) روغنِ گل کی شیشیاں بہا دیں
از سوئے خانہ بیامد خواجہ اش	بر دُکاں بنشست فارغ[1] شادو خوش
اُس کا مالک گھر سے (واپس) آیا	(اور) خوش خوش اطمینان سے دُکان پر بیٹھ گیا
دید پُر روغن دکان و جامہ چرب	بر سرش زد، گشت طوطی کل زضرب
(لیکن) دُکان کو تیل سے پُر اور کپڑوں کو چکنا دیکھ کر	اُس کے سر پر ایسی مار لگائی کہ طوطی گنجی ہو گئی
روز کے چندے سخن کوتاہ کرد	مَردِ بقال از ندامت آہ کرد
چند دن تک (طوطی) نے بات کرنی چھوڑ دی	بنئے نے ندامت و افسوس سے آہ کی
ریش برمی کند و می گفت اے دریغ	کافتابِ نعمتم شد زیرِ میغ
(وہ اپنی) داڑھی کو نوچتا اور کہتا تھا ہائے افسوس	میری نعمت کا سورج بدلی میں آ گیا
دستِ من بشکستہ بودے آں زماں	کہ زدم من بر سرِ آں خوش زباں
اُس وقت میرے ہاتھ ٹوٹ گئے ہوتے	جب میں نے اس خوش زبان (طوطی) کے سر پر ضربیں ماری تھیں
ہدیہ ہا می داد ہر درویش[2] را	تا بیابد نُطقِ مُرغِ خویش را
وہ ہر فقیر کو تحفے تقسیم کر رہا تھا	تا کہ اپنی طوطی کی گویائی کو پالے
بعد سہ روز و سہ شب حیران و زار	بر دُکاں بنشستہ بُد نو میدوار
تین دن اور تین رات کے بعد حیران و بدحال	مایوسی کی حالت میں دکان پر بیٹھا تھا
با ہزاراں غصہ و غم گشتہ جُفت	کائے عجب ایں مُرغ کے آید بگفت
ہزاروں رنج اور غم میں مبتلا	ہائے تعجب! یہ طوطی کب بولے گی؟
می نمود آں را ہر گوں شگفت	وز[3] تعجب لب بدنداں می گرفت
ہر قسم کی انوکھی چیزیں اس پرندہ کو دکھاتا تھا	اور پھر تعجب سے اپنے ہونٹ کاٹتا تھا
دمبدم می گفت با اُو ہر سخن	تا کہ باشد کاند آید در سخن
ہر وقت اس سے طرح طرح کی باتیں کرتا تھا	کہ شاید وہ باتیں کرنے لگے
بر اُمیدِ آنکہ مرغ آید بگفت	چشم اُورا با صُوری کرد جُفت
اس امید پر کہ پرندہ بول پڑے	(مختلف قسم کی) تصویریں اسے دکھاتا
ناگہانی جولقی می گذشت	باسرِ بےمیو چو پشت طاس و طشت
اتفاقاً ایک گدڑی پوش ادھر سے گزر رہا تھا	جس کا سر پرات اور طشت کی پشت کی طرح (بالوں سے) صاف تھا

[1] فارغ۔ یعنی بے فکر کل گنجائش جس کے سر پر بال نہ ہوں۔ ضرب، چوٹ، مارنا ، کاف۔ زائد ہے۔ ریش۔ داڑھی کندن۔ اکھاڑنا۔ کھودنا۔ نوچنا۔ میغ۔ ابر۔

[2] درویش۔ دال کے فتح کے ساتھ، بمعنیٰ فقیر، بھکاری اور دال کے ضمہ کے ساتھ اولیاء اللہ کے لئے بولا جاتا ہے۔ نطق گویائی مرغ۔ پرند، مرادطوطی ہے۔ زار۔ عاجز و خوار ذلیل نومیدوار۔ مایوس غمگین۔ شگفتہ۔ عجیب اور انوکھی، شاید وہ ایسی چیز کو دیکھ کر بول پڑے۔

[3] وز تعجب۔ اور جب وہ اس پر بھی نہ بولتی تھی تو تعجب سے ہونٹ کاٹتا تھا۔ گفت۔ گفتگو۔ صورت کی جمع، یعنی شاید تصویریں دیکھ کر بول پڑے۔ جولقی۔ کمل پوش فقیر۔ طاس۔ بڑا تھال۔ طشت۔ تھال۔

طوطی اندر گفت آمد آں زماں | بانگ بر رویش زدہ چوں عاقلاں
طوطی (اس کو دیکھ کر) فوراً بول پڑی | اُس کو پکارا اور عقلمندوں کی طرح (سوال کیا)

کز چہ اے کل با کلاں آمیختی | تو مگر از شیشہ روغن ریختی
اے گنجے! تو گنجوں میں کیوں شامل ہوا؟ | شاید تو نے بھی شیشی سے تیل گرایا ہے

از قیاسش خندہ آمد خلق را | کو چو خود پنداشت صاحب دلق را[۱]
اُس کے اس قیاس سے لوگ ہنس پڑے | کہ اس نے گدڑی والے کو اپنا جیسا سمجھا

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر | گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر
پاک لوگوں کے کام کو اپنے پر قیاس کر | اگرچہ لکھنے میں شیر (درندہ) اور شیر (دودھ) یکساں ہوتا ہے

شیر آں باشد کہ مَرد اوے را خورد | شیر آں باشد کہ مردم را درد
شیر تو وہ ہے جس کو آدمی پیتا ہے | اور شیر وہ ہے جو آدمیوں کو پھاڑتا ہے

جُملہ عالم زیں[۲] سبب گمراہ شد | کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
اس وجہ سے پورا عالم گمراہ ہو گیا | بہت کم کوئی خدا کے اَبدال سے واقف ہوا

اَشقیاء را دیدۂ بینا نہ بُود | نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود
بدبختوں کی دیکھنے والی آنکھ نہ تھی | اچھا، اور برا ان کی آنکھ میں یکساں نظر آیا

ہمسری با انبیاء برداشتند | اولیاء را ہمچو خود پنداشتند
(انہوں نے) نبیوں کے ساتھ برابری کا دعویٰ کھڑا کردیا | اور اولیا کو اپنا جیسا سمجھ لیا

گفتہ اینک ما بشر ایشاں بشر | ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خَور
یہ کہا کہ ہم بھی انسان ہیں اور وہ بھی انسان ہیں | ہم اور وہ سونے اور کھانے کے پابند ہیں

ایں نہ دانستند ایشاں[۳] از عَمیٰ | ہست فرقے درمیاں بے منتہیٰ
اندھے پن سے وہ یہ نہ سمجھے | کہ ان دونوں میں بے انتہاء فرق ہے

ہر دو گوں زنبور خوردا ز یک محل | لیک زیں شد نیش وزاں دیگر عسل
دونوں قسم کی بھڑوں نے ایک ہی جگہ سے کھایا | لیکن اس سے ڈنک اور اس سے شہد بنا

ہر دو گوں آہو گیا خوردند و آب | زیں یکے سرگیں شد وزاں مُشکِ ناب
دونوں قسم کے ہرنوں نے گھاس اور پانی کھایا پیا | اس ایک کا گوبر بنا اور دوسرے کا خالص مُشک

ہر دو نے خوردند از یک آبخور | آں یکے خالی و آں پُر از شکر
دونوں نرسلوں نے ایک گھاٹ سے پانی پیا | لیکن ایک کھوکھلی اور دوسری شکر سے بھری ہوئی ہے

---

۱ دلق۔ گدڑی۔
۲ زیں سبب۔ غلطی کرنیکی وجہ سے۔ ابدال۔ اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت کو کہتے ہیں۔ اشقیاء۔ شقی کی جمع بمعنیٰ بدبخت۔ گفتہ۔ یعنی برابری کے دعوے میں یہ کہتے ہیں۔ اینک۔ ابن اسم اشارہ کاف تصغیر کا ہے۔
۳ عَمیٰ۔ اندھاپن۔ کفر۔ گمراہی۔ منتہیٰ۔ انتہا۔ گوں۔ گونہ، قسم زنبور۔ بھڑ، شہد کی مکھی۔ محل۔ جگہ۔ نیش۔ ڈنک۔ عسل۔ شہد۔ سرگین۔ گوبر، مینگنی۔ ناب۔ خالص

صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں | فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں
اس طرح کی لاکھوں مثالیں تیرے سامنے ہیں | (لیکن) ان میں ستر سالہ راہ کا فرق دکھائی دیتا ہے

ایں خورد[1] گردد پلیدی زو جُدا | واں خورد گردد ہمہ نور خدا
یہ کھاتا ہے تو نجاست اس سے نکلتی ہے | اور وہ جو کچھ کھاتا ہے، سب خدا کا نور بن جاتا ہے

ایں خورد زاید ہمہ بخل و حسد | واں خورد زاید ہمہ نور احد
یہ کھاتا ہے تو سراسر بخل اور حسد پیدا ہوتا ہے | اور وہ کھاتا ہے تو سب خدا کا نور بن جاتا ہے

ایں زمین پاک واں شورست وبد | ایں فرشتہ پاک واں دیوست ودد
یہ پاک زمین ہے، اور وہ شور اور خراب | یہ پاک فرشتہ ہے اور وہ بھوت اور درندہ

ہر دو صورت گر بہم ماند رواست | آب تلخ وآب شیریں را صفات است
دونوں صورتیں اگر ایک جیسی ہیں ٹھیک ہے | نمکین اور شیریں پانی میں صفائی موجود ہے

جز کہ صاحب ذوق نشناسد بیاب | اُو شناسد آب خوش از شورہ آب
سوائے صاحب ذوق کے کوئی نہیں پہچان سکتا ہے، سمجھ لے | کہ وہی میٹھے اور کھاری پانی کو پہچانتا ہے

جز کہ صاحب ذوق نشناسد طُعوم | شہد را نا خوردہ کے داند زموم
صاحب ذوق کے سوا ذائقہ کو کوئی نہیں پہچان سکتا | جس نے شہد نہ چکھا وہ شہد اور موم میں امتیاز کب کر سکتا ہے

سحر را با معجزہ کردہ قیاس | ہر دو را بر مکر پندارد اساس[2]
جادو کو معجزہ پر قیاس کر کے | دونوں کی بنیاد مکر و فریب پر سمجھتا ہے

ساحراں با موسیٰؑ از استیزہ را | برگرفتہ چوں عصائے اُو عصا
جادوگروں نے موسیٰ سے لڑائی کے لئے | ان کی لاٹھی جیسی لاٹھی اٹھائی

زیں عصا[3] تا آں عصا فرقیست ژرف | زیں عمل تا آں عمل راہے شگرف
(لیکن) اس لاٹھی اور اس لاٹھی میں گہرا فرق ہے | اس کام میں اور اُس کام میں بڑا فاصلہ ہے

لعنۃ اللہ ایں عمل را در قفا | رحمۃ اللہ آں عمل را در وفا
اس کام کے پیچھے اللہ کی لعنت ہے | اُس کام میں اللہ کی رحمت شامل حال ہے

کافراں اندر مرے بوزینہ طبع | آفتے آمد درونِ سینہ طبع
کافر لوگ جھگڑا کرنے میں بندر کی خصلت رکھتے ہیں | (اور ان کی یہ خصلت) سینہ میں چھپی ہوئی ایک آفت ہے

ہر چہ مردم می کند بوزینہ ہم | آں کند کز مرد بیند دمبدم
جو کچھ انسان کرتا ہے بندر بھی کرتا ہے | جو انسان سے پے در پے دیکھتا ہے وہ کرتا ہے

---

[1] ایں خورد بہر حال بزرگوں کو اپنے اوپر قیاس نہ کرنا چاہئے۔ بہت سی چیزوں کے کام یکساں ہیں لیکن نتائج جداگانہ ہیں۔ دیو۔ بھوت۔ شیطان۔ دیو۔ بھوت۔ شیطان۔ دد درندہ صفا۔ میٹھا اور کھاری پانی دونوں صاف ہوتے ہیں۔ بیاب یافتن سے امر کا صیغہ ہے۔ صاحب ذوق جو چکھ کر ذائقوں میں فرق کر سکے۔ ناخوردہ جس شخص نے کبھی شہد نہ کھایا ہو وہ موم اور شہد میں کیا فرق کر سکتا ہے۔

[2] اساس۔ بنیاد ساحراں جادوگر۔ استیزہ۔ جھگڑا۔ از۔ زیادہ سے دوسرے نسخے میں "از استیزہا" ہے۔ اس میں از زیادہ نہ ہو گا۔ ژرف۔ گہرا۔ شگف۔ حیرتناک۔ عجیب۔

[3] عصا۔ لاٹھی۔ قفا۔ گدھی۔ پیچھے وفا ۔ وعدہ پورا کرنا، دوستی مرے۔ مراء کا امالہ ہے، جھگڑا کرنا۔ بوزینہ بندر طبع طبیعت۔ دم بدم بندر انسان کے مسلسل حرکات کو دیکھ کر اس کی نقل اتارتا ہے۔

اُو گماں بُردہ کہ من کردم چو اُو ۔ فرق را کے بیند آں استیزہ جو
اُس نے گمان کیا کہ میں نے اس کی طرح کیا ۔ وہ لڑاکا فرق کو کب دیکھتا ہے؟

ایں کنداز امر و آں بہر ستیز ۔ بر سرِ استیزہ رویاں خاک ریز
یہ (مومن) حکم خداوندی سے کرتا ہے اور وہ (کافر) جھگڑے کے لئے ۔ جھگڑا کرنے والوں کے سر پر خاک ڈال

آں منافق با موافق در نماز ۔ از پے استیزہ آید نے نیاز
وہ منافق مومن کے ساتھ، نماز میں ۔ مقابلہ کے لئے آتا ہے نہ کہ نیازمندی کے لئے

در نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ ۔ با منافق مُومناں در بُرد و مات
نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ میں ۔ مُومن، منافق کے ساتھ جیت اور ہار میں ہیں

مُومناں را بُرد باشد عاقبت ۔ بر منافق مات اندر آخرت
انجام کار مومنوں کی جیت ہو گی ۔ آخرت میں منافق کو ہار ہو گی

گرچہ ہر دو بر سرِ یک بازی اند ۔ لیک باہم مروزی و رازی اند
اگرچہ دونوں ایک بازی لگائے ہوئے ہیں ۔ لیکن یہ دونوں مرو اور رے کے باشندوں کی طرح (باہم مختلف) ہیں

ہر یکے سوئے مقامِ خو درَوَد ۔ ہر یکے بروفق نام خود رود
ہر ایک اپنے مقام کی طرف جاتا ہے ۔ ہر ایک اپنے نام کے مطابق کام کرتا ہے

مُومنش۲ خوانیش جانش خوش شود ۔ ور منافق، تندو پُر آتش شود
تو اس کو مومن کہے تو اس کی روح خوش ہوتی ہے ۔ اور اگر منافق کہے تو مشتعل اور آگ سے پُر ہو جاتا ہے

نام آں محبوب از ذاتِ ویست ۔ نام ایں مبغوض ز آفات ویست
اس کا نام اس کی ذات کی وجہ سے پیارا ہے ۔ اور اس کا نام اس کی آفتوں کی وجہ سے موجب بغض وعداوت ہے

میم و واوٗ و میم و نوں تشریف نیست ۔ لفظ مُومن جز پئے تعریف نیست
میم اور واؤ اور میم اور نون میں کوئی شرافت نہیں ۔ لفظ مومن پہچان کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے

گر منافق۳ خوانیش ایں نام دوں ۔ ہمچو کژدم می خلد در اندروں
اگر اس کو منافق کہے تو یہ ذلیل نام ۔ بچھو (کے ڈنک) کی طرح اس کے دل میں چبھتا ہے

گر نہ آں نام اشتقاق دوزخ ست ۔ پس چرا در وے مذاق دوزخ ست
اگر وہ نام دوزخ سے نہیں بنا ہے ۔ پھر اس میں دوزخ کا ذائقہ کیوں ہے؟

زشتی ایں نام بد از حرف نیست ۔ تلخی آں آب بحر از ظرف نیست
برے نام کی برائی حروف کی وجہ سے نہیں ہے ۔ اور اس سمندری پانی کی کڑواہٹ برتن کی وجہ سے نہیں ہے

۱ فرق۔ اصل اور نقل کے فرق کو وہ نہیں سمجھتا۔ آں منافق منافقط مومن کی نماز میں شریک ہوتا ہے لیکن اس کا مقصد عبادت نہیں ہے۔ بلکہ فساد ہے۔ برد۔ جیت۔ مات۔ ہار مقام۔ جائے قیام۔ وفق۔ موافق مطابق

۲ مومن۔ مومن کو مومن کہو تو وہ خوش ہوتا ہے، منافق کو منافق کہو تو وہ چڑتا ہے۔ نام آں۔ لفظ مومن میں مومن کی ذات کی شرافت سے شرافت آئی منافق کے برے حرکات کی وجہ سے یہ لفظ مبغوض بنا۔ مروزی۔ مرو کا رہنے والا۔ رازی۔ رے کا باشندہ مرو خراساں میں ہے اور رے عراق میں، ان دونوں ملکوں میں بہت فاصلہ ہے۔ میم۔ یعنی مومن کے لفظ میں جس قدر حروف ہیں۔ ان میں کوئی ذاتی شرافت نہیں ہے۔ دوسرے اسماء جس طرح مسمیٰ کی شناخت اور پہچان کے لئے ہوتے ہیں۔ یہ بھی ہے اب اس میں شرافت، مومن کے اوصاف کی وجہ سے آئی ہے۔ جو اس کے معنیٰ ہیں۔

۳ منافق۔ اس کے الفاظ میں جو ناگواری ہے وہ بھی معنیٰ کی وجہ سے ہے۔ دوزخ منافق کے معنیٰ ہیں وہ اوصاف ملحوظ ہیں جو اس کو دوزخ میں لے جائیں گے۔ کسی پانی کا شور ہونا برتن کی وجہ سے نہیں ہوتا اسی طرح لفظ معنیٰ کا برتن ہے۔

حرف ظرف آمد درو معنیٰ چو آب
حروف برتن ہیں اور ان میں معنیٰ پانی کی طرح ہیں
بحر[1] معنیٰ عنده ام الکتاب
معنیٰ کا سمندر وہ ہے جس کے پاس ام الکتاب ہے

بحرِ تلخ و بحرِ شیریں ہمعناں
میٹھا اور شور دریا ساتھ ساتھ رواں ہیں
درمیاں شاں برزخ لا یبغیاں
اور ان کے درمیاں ایک آڑ ہے یا ایک دوسرے پر چڑھتے نہیں

دانکہ ایں ہر دوز یک اصلے رواں
جان لے کہ یہ دونوں ایک ہی اصل سے رواں ہیں
در گذرزیں ہر دو رِوتا اصل آں
دونوں سے گزر کر ان کی اصل تک پہنچ جا

زر قلب و زر نیکو در عیار
کھوٹا سونا اور کھرا سونا پرکھنے میں
بے محک ہرگز ندارد اعتبار
بغیر کسوٹی کے ہرگز قابل اعتبار نہیں

ہر کرادر جاں خدا بنہد محک
خدا جس کے دل میں کسوٹی رکھ دیتا ہے
مریقیں راباز داند اُوز شک
بلاشبہ وہ یقین کو شک سے جدا کر لیتا ہے

آنچہ گفت استفت[2] قلبک مصطفیٰ
وہ جو مصطفیٰ نے اپنے دل سے فتویٰ پوچھ فرمایا ہے
آں کسے داند کہ پُر بُو داز وفا
اُس کو وہی جانتا ہے جو وفا داری سے پُر ہے

درد ہانِ زندہ خاشاک ار جہد
زندہ کے منہ میں اگر تنکا گر جائے
آنگہ آرامد کہ بیرونش نہد
تو اس کو چین اسی وقت آتا ہے جب اس کو باہر نکال دے

در ہزاراں لُقمہ یک خاشاک خورد
ہزاروں لقموں میں ایک چھوٹا سا تنکا
چوں در آمد حِسّ زندہ پے بُبرد
جب آیا تو زندہ کی جس نے اس کا پتہ لگا لیا

حِسّ دنیا نرد بانِ ایں جہاں
دنیا کا احساس، اس جہاں کی سیڑھی ہے
حِسّ عقبیٰ نرد بانِ آسماں
اور آخرت کا احساس آسمان کی سیڑھی ہے

صحت ایں حِسّ بجوئید از طبیب
اس حس کی تندرستی طبیب سے معلوم کرو
صحت آں حِسّ بجو بیداز حبیب[3]
اور اس خس کی تندرستی محبوب سے معلوم کرو

صحت ایں حس ز معموری تن
اس حس کی تندرستی بدن کی تندرستی سے ہے
صحت آں حس ز تخریب بدن
اور اس حس کی تندرستی بدن کی شکفتگی سے ہے

شاہ جاں مر جسم راویراں کند
روح کا بادشاہ، جسم کو ویران کرتا ہے
بعد ویرانیش آباداں کند
اور اس کی ویرانی کے بعد اس کو آباد کرتا ہے

اے خنک جانیکہ در عشق مآل
بڑی مبارک ہے وہ جان جس نے عاقبت کی فکر میں
بذل کرد اُو خانماں و مُلک و مال
(اپنا) گھر بار اور ملک و مال خرچ کر ڈالا

[1] بحر معنیٰ۔ تمام اوصاف اور معانی کا منبع حضرت حق کی ذات ہے جس کے پاس ام الکتاب یعنی لوح محفوظ ہے بحر تلخ ذاتِ باری۔ متضاد صفات کی حامل ہے ہر صفت کا مظہر دوسری صفت کے مظہر سے ممتاز ہے۔ اصل۔ صفت رحمۃ اور صفت قہر کا سر چشمہ ذاتِ واحد ہے اور سالک کا مقصد و منتہیٰ ذاتِ وحدہ لا شریک ہے۔ زر۔ سونا۔ قلب۔ کھوٹا عیار۔ پرکھنا۔ محک۔ کسوٹی۔ زر قلب۔ نیکی، بدی کسوٹی پر پرکھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ محک۔ مومن کے دل میں یہ کسوٹی پیدا ہوتی ہے

[2] استفت۔ مفتی سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں دل سے فتویٰ لے لو یہ انہی لوگوں کے لئے حکم ہے جن کے قلوب میں وہ کسوٹی پیدا ہو چکی ہے۔ عوام مفتی کے فتوے پر عمل کریں گے۔ خاشاک تنکا، گھاس پھوس جہد۔ جستن کا فعل مضارع ہے پے بُردن۔ سراغ لگا لینا نردبان۔ سیڑھی۔ عقبیٰ۔ آخرت، دین۔ نردبانِ آسمان یعنی جس طرح حس ظاہری دنیاوی ترقی کا باعث ہے اسی طرح اگر کسی کی باطنی حس بیدار ہے اور مکروہات اور گناہوں سے بچتا ہے اس کو اخروی ترقی اور معراج حاصل ہوتی ہے۔

[3] حبیب۔ یعنی محبوب خدا جو شیخ کامل ہو۔ معموری آباد، آراستگی۔ تخریب۔ تباہی، شکستگی۔ بدن۔ جب ریاضتوں کے ذریعہ انسان بدن کو گھلاتا ہے تو اس کی باطنی حس بیدار ہوتی ہے۔ خنک۔ خوش، مرد

کرد ویراں خانہ بہر گنج زر[1] — وز ہماں گنجش کند معمور تر

سونے کے خزانہ کے لئے اس نے اپنے گھر کو ویران کیا — اور اُسی خزانہ سے پھر اس کو بہت زیادہ آباد کر دیتا ہے

آب رابُبرید و جُو را پاک کرد — بعدازاں در جُو رواں کرد آنجورد

اس نے پانی کو بند کیا اور نہر کو پاک کیا — پھر اس نے نہر میں پینے کا پانی چھوڑ دیا ہے

پوست رابشگافت پیکانرا کشید — پوست نو بعد ازانش بردمید

کھال میں شگاف کیا، تیر کو کھینچا — اس کے بعد نئی کھال اس سے پیدا ہو گئی

قلعہ ویراں کرد و از کافر ستد — بعدازاں برساختش صد بروج وسد

اس نے قلعہ کو ویران کیا اور کافر سے چھینا ہے — اس کے بعد اس پر سینکڑوں برج اور فصیلیں بنائیں ہیں

کار بیچوں را کہ کیفیت نہد — اینکہ گفتم از ضرورت می جہد

یکتا کے کام کی کیفیت کون بیان کرے؟ — یہ جو کچھ میں نے کہا ہے بضرورت کہا ہے

گہ چنیں[2] بنماید و گہ ضد ایں — جز کہ حیرانی نباشد کار دیں

کبھی یوں جلوہ آرا ہوتا ہے اور کبھی اس کے برعکس — دین کا کام حیرت کے بغیر نہیں ہے

کاملاں کز سرّ تحقیق آگہند — بیخود و حیران و مست و والہ اند

اہل کمال جو حقیقت کے راز سے آگاہ ہیں — بے خود، حیران اور مست اور سیر گرداں ہیں

نے چنیں حیراں کہ پشتش سوئے اوست — بل چنیں حیراں و مست و والہ اند

نہ ایسے حیران کہ ان کی پشت اس کی طرف ہو — بلکہ ایسے حیران کہ ان کا چہرہ اس کے سامنے ہے

آں[3] یکے را روئے اُو شد سوئے دوست — ویں یکے را روئے اُو خود روئے اوست

اس ایک کا رخ دوست کی جانب ہوا — اور اس ایک کا اپنا رخ زخود دوست کا رخ ہے

روئے ہر یک می نگر میدار پاس — بُو کہ گردی تو ز خدمت بُو شناس

ہر ایک کے رُخ کو دیکھ اور ادب کر — ہوسکتا ہے کہ تو خدمت سے صاحب معرفت بن جائے

دیدن دانا، عبادت ایں بود — فتح ابواب سعادت ایں بود

عالم کو دیکھنا بھی ایک عبادت ہوتی ہے — اُس نے نیک بختی کے دروازے کھل جاتے ہیں

فرق درمیان محقق و مُدّعی و محِق و مُبطِل

صاحبِ تحقیق اور ڈینگیں مارنے والے اور حق گو اور جھوٹے کے درمیان فرق

چوں بسے ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نشاید داد دست

چونکہ بہت سے شیطان انسانی چہرے کے ہیں — اس لئے ہر ہاتھ میں ہاتھ نہ پکڑانا چاہئے

---

[1] گنج۔ زر۔ یعنی روحانی کیفیات حاصل کرنے کے لئے جسم کو لاغر کیا جاتا ہے۔ آب بُریدن پانی بند کرنا۔ آبخورد۔ گھاٹ، پانی ستدن۔ لینا۔ سدہ دیوار، فصیل، قلعہ کو فتح کرتے ہی ویران کر دیا جاتا ہے، پھر فاتح اس کی تعمیر کرتا ہے اسی طرح جسم کو شیطان کے قبضہ سے نکالنے میں ویران کرنا پڑتا ہے، پھر روح کے ذریعہ اس کی تجدید کی جاتی ہے کار بے چوں۔ خدائے یکتا سے تقرب حاصل کرنے کا بقدر ضرورت بیان کیا گیا ہے۔ ورنہ اس کی پور کیفیات بیان سے باہر ہیں۔

[2] گر چنیں۔ تجلیات رب گونا گوں ہیں سالک ان میں حیران رہتا ہے۔ کاملاں۔ جو رازِ حقیقت سے آگاہ ہیں۔ وہ ہر معاملہ میں قدرت و حکمت کو دیکھ کر حیران اور مست رہتے ہیں۔ حیران حیرانی دو قسم کی ہے ایک تو وہ ہے جو شکوک و شبہات پیدا کرتی ہے۔ دوسری وہ ہے جو محویت پیدا کرتی ہے۔

[3] آں یکے حیرانی کی محویت دو طرح کی ہے ایک میں طالب اور مطلوب متمائز ہوتے ہیں۔ دوسری میں طالب و مطلوب میں امتیاز نہیں رہتا۔ روئے ہر یک۔ دونوں قسم کے حیراں مقربین بارگاہ الٰہی میں جن کی خدمت باعث عرفان الٰہی ہے۔ دیدن۔ شریعت نے عالم کے دیکھنے کو جو عبادت قرار دیا ہے۔ اس سے ایسے ہی بزرگوں کی زیارت مراد ہے جو باعث سعادت ہے۔ چوں۔ بیعت کے لئے شیخ کامل کی جستجو کرنی چاہیے۔ مکاروں اور نقالوں سے بچنا چاہیے۔

زانکہ صیّاد آورد بانگ صفیر — تا فریبد مُرغ را آں مُرغ گیر
شکاری پرندے جیسی آواز اس لئے نکالتا ہے — تاکہ وہ پکڑنے والا، پرندے کو دھوکا دے

بشنود[1] آں مُرغ بانگِ جنسِ خویش — از ہوا آید بیابد دام و نیش
وہ پرندہ اپنے ہم جنس کی آواز سنتا ہے — (اور) فضا سے اترتا ہے تو جال اور ڈنک پاتا ہے

حرفِ درویشاں بُدزدد مردِ دوں — تا بخواند بر سلیمے زاں فسوں
کمینہ آدمی فقراء کے کلمات چرا لیتا ہے — تاکہ کسی بھولے بھالے پر وہ منتر پڑھے

کارِ مرداں روشنی و گرمی ست — کارِ دوناں حیلہ و بیشرمی ست
مردوں کا کام روشنی اور گرمی (پہنچانا) ہے — (اور) کمینوں کا کام دھوکا (دینا) اور بے شرمی ہے

شیرِ پشمیں از برائے گد کنند — بُو مسیلم را لقب احمد کنند
گداگری کے لئے اون کا شیر بناتے ہیں — مسیلمہ (کذاب) کو احمد کا لقب دیتے ہیں

بومسیلم را لقب کذاب[2] ماند — مر محمد را اولو الالباب ماند
مسیلمہ کا لقب "کذاب" رہا — (اور) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا "صاحب عقل" رہا

آں شراب حق ختامش مُشکناب — بادہ را ختمش بود گند و عذاب
وہ حق کی شراب ہے، جس کی مہر خالص مشک کی ہے — (اور) شراب کی مہر گندگی اور عذاب ہے

داستان آں بادشاہ جہود کہ نصرانیاں را میکشت از تعصب

اُس یہودی بادشاہ کا قصہ جو عیسائیوں کو تعصب کی وجہ سے قتل کرتا تھا

بود شاہے در جہوداں ظلم ساز — دشمنِ عیسیٰؑ و نصرانی گداز
یہودیوں میں ایک ظالم بادشاہ تھا — حضرت عیسیٰ کا دشمن اور عیسائیوں کو تباہ کرنے والا

عہدِ عیسیٰؑ بود و نوبت[3] آنِ اُو — جانِ موسیٰؑ اُو و موسیٰ جانِ اُو
حضرت عیسیٰ کا زمانہ تھا اور اس (بادشاہ) کی حکومت تھی — (لیکن) وہ حضرت موسیٰ کی جان اور حضرت موسیٰ اس کی جان تھے

شاہِ اَحول کرد در راہ خدا — آں دو دمساز خدائی را جُدا
بھینگے بادشاہ نے خدا کے راستہ میں — اُن دونوں (حضرت عیسیٰ اور موسیٰ) دوستوں کو جدا کر دیا

گفت اُستاد احولے را کاندر آ — رو بروں آر از وثاق آں شیشہ را
ایک استاد نے بھینگے سے کہا اندر آ — جا گھر میں سے وہ بوتل لے آ

چوں درون خانہ اَحول رفت زود — شیشہ پیش چشم اُو دوی نمود
جب بھینگا فوراً مکان میں گیا — ایک بوتل اس کی نگاہ میں دو نظر آئیں

---

[1] بشنود۔ مکار درویشوں کا روپ بھر کر خلق اللہ کو پھانستے ہیں۔ مردوں یعنی مکار پیر۔ مرداں یعنی کامل بزرگ۔ روشنی نور۔ گرمی۔ یعنی عشق کی گرمی۔ شیر۔ پشمین گداگر اون کا مصنوعی شیر بنا کر اپنی لکڑی پر آویزاں کر لیتے تھے۔ گد۔ گداگری۔ بو مسلیم بوزیادہ ہے۔ اصل مسیلمہ ہے ہا کو ضرورت شعری کی وجہ سے حذف کر دیا ہے۔ اس نے یمامہ کے علاقہ میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اپنے مریدوں کی طاقت سے حکومت قائم کر لی تھی، حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے دورِ خلافت میں شکست دے کر اس کا خاتمہ کیا۔

[2] کذاب۔ بہت جھوٹا۔ اولو۔ ذو کی جمع بمعنیٰ صاحب الباب۔ لب کی جمع بمعنیٰ عقل۔ آں۔ یعنی آنحضور۔ ختام۔ شراب کا ڈھکنا جس کو سربمہر کر دیتے تھے۔ مشکناب۔ خالص مُشک بادہ۔ شراب، مسیلمہ مراد ہے۔ گند۔ بدبو۔ جہود۔ یہود۔ گداز۔ گداختن سے بنا ہے بمعنیٰ جلا دینا، فنا کر دینا۔

[3] نوبت۔ باری یعنی حکومت اُس بادشاہ کی تھی۔ آن۔ وقت، زمانہ۔ احول۔ بھینگا، ایک کو دو دیکھنے والا۔ وثاق گھر۔ شیشہ۔ بوتل دوی نمود بھینگے کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔

گفت احول زاں دو شیشہ تا کدام — پیش تو آرم بکن شرحش[۱] تمام
بھینگے نے کہا اُن دو بوتلوں میں سے کون سی — تمہارے پاس لاؤں، خوب کھول کر بتاؤ

گفت استاد آں دو شیشہ نیست رو — احولی بگذار و افزوں بیں مشو
استاد نے کہا دو بوتلیں نہیں ہیں، چل — بھینگا پن چھوڑ اور زیادہ دیکھنے، والا نہ بن

گفت اے استا مرا طعنہ مزن — گفت استا، زاں دو یک را بر شکن
اس نے کہا، اے استاد مجھے طعنہ نہ دیجئے — استاد نے کہا، تو دونوں میں سے ایک کو توڑ ڈال

چوں یکے بشکست ہر دو شد ز چشم — مرد احول گردد از میلان و خشم
جب اس نے ایک توڑی نگاہ سے دونوں غائب ہوگئیں — انسان محبت اور غصہ سے (بھی) بھینگا بن جاتا ہے

شیشہ یک بود و بچشمش دو نمود — چوں شکست اُو شیشہ را دیگر نبود
بوتل ایک تھی لیکن اس کی دو نظر آئیں — جب اس نے بوتل توڑ دی تو دوسری موجود تھی

خشم و شہوت[۲] مرد را احول کند — ز استقامت روح را مُبدل کند
غصہ اور شہوت انسان کو بھینگا بنا دیتے ہیں — (اور) روح کو راست روی سے پھیر دیتے ہیں

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد — صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد
جب غرض آئی تو ہنر پوشیدہ ہوا — اور دل کے سینکڑوں پردے آنکھ پر پڑ گئے

چوں دہد قاضی بدل رشوت قرار — کے شناسد ظالم از مظلوم زار
جب قاضی دل میں رشوت طے کرے — تو وہ ظالم اور عاجز مظلوم میں کب فرق کر سکے گا!

شاہ از حِقدِ جہودانہ چُناں — گشت احول کالاماں یارب اماں
بادشاہ یہودیت کے کینہ سے ایسا — بھینگا بن گیا کہ الامان والحفیظ

صد ہزاراں مُومن مظلوم کشت — کہ[۳] پناہم دینِ موسیٰ را و پشت
لاکھوں مومن مظلوم مار ڈالے — کہ میں موسیٰ کے دین کی پشت و پناہ ہوں

حکایت وزیر بادشاہ مکر اُو در تفریق ترسایاں
بادشاہ کے وزیر کا قصہ اور عیسائیوں میں تفرقہ پھیلانے کے لئے مکر و فریب

شہ وزیرے داشت رہزن عشوہ دہ — کو بر آب انکر بر بستے گرہ
اُس بادشاہ کا ایک مکار اور رہزن وزیر تھا — جو مکاری سے پانی میں گرہ لگاتا تھا

گفت ترسایاں پناہ جاں کنند — دین خود را از ملک پنہاں کنند
اُس نے کہا نصرانی اپنی جان کی (اس طرح) حفاظت کریں گے — کہ بادشاہ سے اپنے دین کو چھپائیں گے

---

[۱] شرح۔ تفصیل۔ احولی۔ بھینگا پن۔ افزوں۔ زیادہ استا۔ استاد کا مخفف ہے۔ بر شکن۔ بر زیادہ ہے۔ میلاں۔ محبت، طرفداری خشم۔ غصہ، ناراضگی۔ یعنی محبت اور غصہ میں بھی اصل حقیقت نظر نہیں آتی ہے۔

[۲] شہوت خواہش۔ قرار۔ یعنی جب قاضی رشوت لینے کی ٹھان لے تو اس کے ذہن میں ظالم اور مظلوم کا فرق نہیں رہتا۔ حقد۔ کینہ۔

[۳] کہ۔ میں کاف بیانیہ ہے اس کی ہا کا تلفظ نہیں کیا جاتا ہے۔ رہزن۔ ڈاکو، یہاں عیار اور چالاک مراد ہے۔ عشوہ۔ دھرکہ۔ کو کہ او۔ ترسایاں۔ ترسا کی جمع جو عیسائی اور آتش پرست کے لئے بولا جاتا ہے، یہاں عیسائی کے معنیٰ میں ہے۔

با ملک گفت اے شہ اسرار جو
بادشاہ سے کہا، اے طالب اسرار بادشاہ !
کم[1] کُش ایشانرو دست از خوں بشو
اُن کو قتل نہ کر اور ان کو خونریزی چھوڑ دے

کم کُش ایشانرا کہ کشتن سود نیست
ان کو قتل نہ کر کیونکہ قتل کرنا مفید نہیں ہے
دیں ندارد بوئے مشک و عود نیست
مذہب میں خوشبو نہیں ہوتی وہ مُشک اور اگر نہیں ہے

سِرّ پنہاں ست اندر صد غلاف
وہ سو غلافوں میں چھپا ہوا راز ہے
ظاہرش باتست و باطن برخلاف
اُس کا ظاہر تیرے ساتھ ہے اور باطن برخلاف ہے

شاہ گفتش پس بگو تدبیر چیست
بادشاہ نے اس سے کہا، تو بتا کیا تدبیر ہے؟
چارۂ ایں مکر و ایں تزویر چیست
اور اس مکر و فریب کا کیا علاج ہے؟

تا نماند در جہاں نصرانیے
(میں چاہتا ہوں) کہ دنیا میں کوئی عیسائی نہ بچے
نے ہویدا دین و نے پنہانیے
نہ کھلے دین کا اور نہ چھپے دین کا

گفت اے شہ گوش و دستم را ببر
اس نے کہا اے بادشاہ! میرے کان اور ہاتھ کاٹ دے
بینیم بشگاف و لب از حکم مر
اور کڑوے حکم سے میری ناک اور ہونٹ چیر دے

بعد ازاں در زیر دار آور مرا
اس کے بعد مجھے سولی کے نیچے لے آ
تا بخواہد یک شفاعت گر مرا
یہاں تک کہ ایک سفارشی مجھے مانگ لے

بر[2] منادی گاہ کن ایں کار تو
تو یہ کام اعلان گاہ پر کر
بر سر راہے کہ باشد چار سُو
(اور) اس راستہ پر کہ جو چوراہا ہو

آنگہم از خود براں تا شہر دور
اُس وقت مجھے اپنے پاس سے کسی دور شہر میں نکال دے
تا در اندازم در ایشاں صد فتور
تاکہ میں ان میں سو فتور ڈال دوں

چوں شوند آں قوم از من دیں پذیر
جب وہ قوم مجھ سے دین قبول کرنے لگے گی
کار ایشاں سر بسر شوریدہ[3] گیر
تو ان کا کام بالکل ابتر ہو جائے گا

درمیان شاں فتنہ و شور افگنم
ان میں ایسا فتنہ اور شورش پیدا کر دونگا
کاہرمن حیراں بماند در فنم
کہ شیطان بھی میرے فن کو دیکھ کر حیران ہو جائیگا

آنچہ خواہم کرد با نصرانیاں
جو (برتاؤ) میں عیسائیوں سے کروں گا
آں نمی آید کنوں اندر بیاں
اس وقت وہ بیان (بھی) نہیں ہو سکتا

چوں شمارندم امیں و راز داں
جب وہ مجھے امانت دار اور راز دار سمجھ لیں گے (تو میں)
دام دیگر گوں نہم در پیش شاں
ان کے آگے ایک اور قسم کا جال پھیلاؤں گا

[1] کم۔ کبھی کمی کے معنی میں آتا ہے۔ کبھی نفی کے معنی دیتا ہے۔ یہاں نفی کے معنی میں ہے۔ دست از چیزے شستن۔ کسی چیز کو چھوڑ دینا۔ مُشک ہم کے کسرہ اور ضمہ سے پڑھا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو پہچاننا مشکل ہے۔ تزویر۔ حیلہ۔ مکر و فریب۔ ہویدا۔ ظاہر۔ پنہاں۔ پوشیدہ مُر۔ کڑوا۔ دار۔ سولی۔ شفاعت گر سفارشی۔

[2] منادی گاہ۔ وہ جگہ جہاں اعلان عام کیا جاتا ہے۔ چار سو۔ چوک چوراہ۔ براں۔ راندن سے امر کا صیغہ ہے۔ دین پذیر۔ دین کی بات قبول کرنے والا۔

[3] شوریدہ۔ پریشان و خراب۔ اہرمن۔ ایرانیوں کے عقیدہ کے مطابق وہ خدا جو خالق شر ہے۔ ہم اس کا ترجمہ شیطان کرتے ہیں۔ امین۔ امانتدار۔ رازداں۔ بھیدی۔ دگرگوں۔ دوسری طرح

از حیل بفریبم ایشاں راہمہ ۔ واندر ایشاں افگنم صد دمدمہ[۱]
اُن سب کو حیلوں سے فریب دوں گا ۔ اور ان میں سینکڑوں مکر اور فریب پھیلا دونگا

تا بدستِ خویش خونِ خویشتن ۔ برزمیں ریز ند کوتہ شد سخن
یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنا خون ۔ زمین پر بہائیں گے، بات مختصر ہوئی

تلبیس اندیشیدن وزیر بانصاریٰ و مکر او
وزیر کا عیسائیوں کو دھوکہ دینے کی فکر کرنا اور اُس کا مکر

پس بگویم من بسر نصرانیم ۔ اے خدائے راز داں میدانیم
پھر میں کہوں گا، میں پوشیدہ طور پر عیسائی ہوں ۔ اے راز داں خدا! تو مجھے جانتا ہے

شاہ واقف گشت از ایمان من ۔ وز تعصب کرد قصد جان من
بادشاہ میرے ایمان سے واقف ہو گیا ۔ (اور) اس نے تعصب کی وجہ سے میری جان لینے کا تہیہ کرلیا

خواستم تا دیں زشہ پنہاں کنم ۔ آنچہ دینِ اوست ظاہر آں کنم
میں نے چاہا کہ بادشاہ سے اپنا دین چھپاؤں ۔ اور جو اس کا مذہب ہے وہی اپنا مذہب ظاہر کردوں

شاہ بُوئے بُرد از اسرار من ۔ متہم[۲] شد پیش شہ گفتارِ من
بادشاہ نے میرے رازوں کی بُو پا لی ۔ (اور) میری بات بادشاہ کے سامنے جھوٹی ہو گئی

گفت گفت تو چو در ناں سوزن ست ۔ از دِلِ من تا دِلِ تو روزن ست
اُس نے کہا، تیری گفتگو روٹی میں سوئیں کی طرح ہے ۔ (اور) میرے دل سے تیرے دل تک سوراخ ہے

من ازاں روزن بدیدم حالِ تو ۔ حال دیدم کے نیوشم قال تو
میں نے اس سوراخ سے تیرا حال دیکھ لیا ہے ۔ (جب میں نے حال دیکھ لیا تو تیری بات کیوں سنوں؟

گر نبودے جانِ عیسیٰؑ چارہ ام ۔ اُو جہودانہ بکر دے پارہ ام
اگر حضرت عیسیٰؑ کی روح میری مدد گار نہ ہوتی ۔ تو وہ یہودیوں کی طرح کی میرے ٹکڑے ٹکڑے کردیتا

بہر[۳] عیسیٰؑ سر ببازم جان دہم ۔ صد ہزاراں منتش بر خود نہم
حضرت عیسیٰؑ کے لئے میں جان اور سر دوں ۔ ان کے لاکھوں، احسان، جان پر سمجھوں

جان دریغم نیست از عیسیٰؑ ولیک ۔ واقفم بر علم و دینش نیک نیک
حضرت عیسیٰؑ کے لئے جان دینے میں مجھے تامل نہیں ہے لیکن ۔ میں ان کے دین سے خوب خوب واقف ہوں

حیف می آید مرا کاں دین پاک ۔ درمیان جاہلاں گرد دہلاک
مجھے اس پر افسوس آتا ہے کہ یہ پاک زمین ۔ جاہلوں میں پہنچ کر تباہ و برباد ہو

---

[۱] دمدمہ۔ مکروفریب حیل۔ حیلہ کی جمع ہے۔ بسر نصرانیم۔ یعنی بظاہر یہودی پوشیدہ عیسائی ہوں۔ اے خدا۔ یعنی خدا کی قسم کھا کر کہوں گا۔ تعصب اپنے کی بیجا حمایت۔ دین۔ یعنی عیسائیت۔ دین او۔ یعنی یہودیت۔

[۲] متہم۔ تہمت زدہ۔ گفت۔ پہلا گفت فعل ماضی۔ دوسرا گفت حاصل مصدر ہے۔ روزن۔ کھڑکی روشن دل۔ یعنی میں تیرے دل کی بات سے واقف ہوں۔ نیوشیدن۔ سننا۔ قال بات گفتگو۔ جہودانہ یعنی وہ تعصب جو یہودیوں میں ہے۔ پارہ ٹکڑا۔

[۳] بہر عیسیٰ حضرت عیسیٰ کے لئے جان اور سر دینے کی تمنا ہے، اگر یہ سعادت مجھے مل جائے تو ہزار احسان مانوں حیف۔ یعنی جینے کی تمنا اس لئے کہ دین عیسیٰ کی حفاظت اور تبلیغ کردوں۔

شکر یزداں را و عیسیٰ را کہ ما — گشتہ ایم ایں دینِ حق را رہنما

اللہ، اور عیسیٰ کا شکر ہے کہ ہم — اس سچے دین کے راہنما بن گئے ہیں

از جہودی[1] و ز جوداں رستہ ایم — بُز نارے میاں رابستہ ایم

یہودیت، اور یہودیوں سے ہم چھوٹ گئے ہیں — جب سے کہ ہم نے زنار سے اپنی کمر کس لی ہے

دور دورِ عیسیٰ ست اے مردماں — بشنوید اسرار کیشِ اُو بجاں

اے لوگو! یہ عہد تو حضرت عیسیٰ ہی کا عہد ہے — اُن کے مذہب کے اسرار دل و جان سے سنو

کایں شہ بے دین و ظالم بس عدوست — می نہ داند ہیچ دشمن راز دوست

یہ بادشاہ بے دین اور ظالم بہت بڑا دشمن ہے — دوست اور دشمن میں فرق نہیں کرتا

ایں نسق می گفت با نصرانیاں — لیک بودش دل بسوئے شہ کشاں

وہ عیسائیوں سے اس طرح کی باتیں کہتا تھا — لیکن اس کا دل بادشاہ کا گرویدہ تھا

گفت شہ را کائے شہنشہ صبر کن — تا من ایشاں را کنم[2] از بیخ و بُن

بادشاہ سے کہا، جہاں پناہ! ذرا صبر کریں — تاکہ میں ان کی جڑ اور بنیاد اکھاڑ دوں

چوں شمارندم امین و مقتدا — سر نہندم جملہ جویند اہتدا

جب وہ مجھے امانتدار اور پیشوا سمجھ لیں گے — میرے سامنے سب سر جھکا دینگے اور رہنمائی چاہینگے

چوں وزیر ایں مکر را بر شہ شمرد — از دلش اندیشہ را کُلّی ببرد

جب وزیر نے بادشاہ کے سامنے یہ فریب بیان کیا — تو اس کے دل سے فکر کو بالکل دور کر دیا

کرد با وے شاہ آں کاریکہ گفت — خلق حیراں ماند زاں رازِ نہفت

بادشاہ نے اس کے ساتھ وہی کام کیا جو اس نے کہا — (اور) اس چھپے ہوئے بھید سے لوگ بے خبر رہے

کرد رسوائیش میانِ انجمن — تا کہ واقف شد ز حالش مرد و زن

بادشاہ نے اس کو بھری انجمن میں رسوا کیا — یہاں تک کہ مرد اور عورت اس کے حال سے واقف ہو گئے

راند اُورا جانب نصرانیاں — کرد در دعوت[3] شروع اُو بعد ازاں

اُس کو عیسائیوں کی جانب بھگا دیا — اس کے بعد اس نے تبلیغ کا کام شروع کر دیا

چوں چناں دیدند ترسایانش زار — می شدند اندر غمِ اُو اشکبار

عیسائیوں نے جب اس کو ایسا عاجز بدحال دیکھا — تو وہ اس کی حالت زار پر رو پڑے

حالِ عالم ایں چنیں ست اے پسر — از حسد میخزد اینہا سر بسر

اے لڑکے! دنیا کا حال یہی ہے — اور یہ سب باتیں حسد سے پیدا ہوتی ہیں

---

[1] جہودی۔ یہودیت۔ جہودی بادشاہ کے متعلقین یہودی زنار۔ جنیو، وہ دھاگا جس میں عیسائی اپنی گردن میں صلیب ڈالتے ہیں۔ دور۔ عہد، زمانہ یعنی اس وقت لوگ حضرت عیسیٰ کی شریعت کے مکلف ہیں۔ کیش۔ دین، مذہب۔ می نہ داند دشمنی میں اندھا ہے نسق طرز، اسلوب یعنی جو باتیں عیسائیوں سے کہیگا وہ بادشاہ کو سنائیں۔ کشاں۔ مائل

[2] کنم۔ کاف کے فتحہ سے، کندن اکھاڑنا۔ بن۔ جڑ، بنیاد۔ مقتدا۔ جس کی پیروی کی جائے۔ اہتدا۔ ہدایت حاصل کرنا۔ شمرد اس نے گنا، شمار کیا۔ کلی۔ بالکل گفت۔ یعنی بادشاہ نے اس کے ہاتھ، پیر، ناک، کان کاٹ کر عیسائیوں کے علاقہ میں نکلوا دیا۔

[3] دعوت یعنی دین کی تبلیغ زار۔ عاجز، بدحال۔ اشکبار۔ آنسو بہانے والا۔ حال یعنی حسد یہ سب کراتا ہے۔ جو وزیر عیسائیوں کے ساتھ کر رہا تھا۔

جمع آمدن نصاریٰ با وزیر وراز گفتن او بایشاں
وزیر کے پاس عیسائیوں کا جمع ہونا اور اُس کا ان سے راز کہنا

صد ہزاراں مردِ ترسا سوئے اُو
لاکھوں عیسائی اس کی حمایت میں

اندک اندک جمع شد در کوئے او
تھوڑے تھوڑے اس کے کوچہ میں جمع ہو گئے

اُو بیاں می کرد با ایشاں براز
وہ ان سے راز داری کے ساتھ بیان کرتا تھا

سِرّ انگلیون وزُنّار و نماز
انجیل اور رشتہ صلیب اور نماز کے اسرار

اوبیاں می کرد با ایشاں فصیح
وہ ان سے فصاحت کے ساتھ بیان کرتا تھا

دائماً اقوال و افعال مسیح
ہمیشہ حضرت مسیحؑ کے اقوال اور افعال

اُو بظاہر واعظ احکام بود
وہ بظاہر (دین کے) حکموں کا واعظ تھا

لیک در باطن صیغر و دام بود
لیکن بباطن بٹی اور جال (والا معاملہ) تھا

بہرِ ایں معنی صحابہ از رسول
اسی سبب سے صحابہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے

مُلتمِس بودند مکر نفس غول
نفسانی بھوت کے مکر کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے

کو چہ آمیز د ز اغراض نہاں
کہ وہ کیا پوشیدہ طور پر خود غرضیاں ملا دیتا ہے

در عبادتہا و درِ اخلاص جاں
عبادتوں اور دل کے اخلاص میں

فضل طاعت انجستندے ازو
اُن سے عبادت کی فضیلتیں نہ تلاش کرتے

عیب باطن را بجستندے کہ گو
(بلکہ) باطنی عیب کی جستجو کرتے کہ فرمایئے

مُو بمو ذرہ ذرہ مکر نفس
نفس کی مکاری کا بال بال اور ذرہ ذرہ

میشناسیدند چوں گل از کرفس
وہ پہچان لیتے جس طرح پھول کو کرفس سے جدا کیا جا سکتا ہے

گفت زاں فصلے حذیفہ یا حسن
اسی کا کچھ حصہ حضرت حذیفہ نے حضرت حسن کو بتایا

تا بداں شد وعظ و تذکیرش حسن
جس سے انکا وعظ اور بیان خوب ہو گیا

موشگافانِ صحابہ جملہ شاں
تمام نکتہ شناس صحابہ

خیرہ گشتندے دراں وعظ و بیاں
اس وعظ اور بیان سے حیران رہ جاتے تھے

دل بدو دادند ترسایاں تمام
تمام عیسائیوں نے اس کو دل دیدیا

خود چہ باشد قوت تقلید عام
عام تقلید کی قوت (بھی) کیا ہوتی ہے

درد رون سینہ مہرش کاشتند
انہوں نے اپنے سینوں میں اس کی محبت کا بیج بولیا

نائب عیسیٰش می پنداشتند
وہ اس کو حضرت عیسیٰ کا نائب سمجھ رہے تھے

---

۱ ترسا۔ عیسائی۔ انگلیوں انجیل کو کہتے ہیں۔ زنار یعنی اس صلیب کا دھاگا جو عیسائی گلے میں لٹکاتے ہیں۔ احکام۔ عیسوی مذہب کے احکام۔ صفیر۔ وہ آواز جو شکاری، جانوروں کو پھنسانے کے لئے نکالتا ہے۔

۲ ایں معنی۔ شیطانی مکرو فریب۔ غول۔ شیطان چھلاوہ کو۔ کہ او۔ اغراض نفسانی خواہشیں۔ کرفس ایک تیز بدبودار گھاس ہے۔ حذیفہؓ ابن الیمان مشہور صحابی ہیں، جن کو دین کے اسرار حضورؐ سے بہت حاصل ہوئے تھے۔ حسن۔ حسن بصری مراد ہیں۔ اگرچہ یہ حضرت حذیفہؓ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ ان کو بالواسطہ حضرت حذیفہؓ کے علوم پہنچے ہیں۔ امام غزالیؒ نے فرمایا ہے۔ کہ حسن بصری کا کلام انبیاء کے کلام سے مشابہ ہوتا ہے۔

۳ موشگاف۔ نکتہ شناس، محقق خیرہ حیران۔ دل کسے دادن۔ عاشق ہونا، معتقد ہونا۔ تقلید۔ بلا دلیل کسی کی پیروی کرنا۔ دجال۔ ایک جھوٹے کا نام ہے جو قیامت کے قریب رونما ہوگا۔ بہت سے لوگ اس کی شعبدہ بازی سے معتقد ہو کر اس کے پیرو بن جائیں گے۔

اُو بسر دجّال یک[1] چشم لعیں — ایخدا فریادرس نعم المعیں
وہ خفیہ طور پر ملعون کا نا دجال ہے — اے خدا، اچھے مدد گار ہماری فریاد سن

صد ہزاراں دام ودانہ ست ایخدا — ماچو مُرغانِ حریص و بے نوا
اے خدا لاکھوں، جال اور دانے ہیں — اور ہم لالچی بھوکے پرندوں کی طرح ہیں

دمبدم پا بستۂ دام نوایم — ہر یکے گرباز و سیمرغے شویم
ہم ہر وقت ایک نئے جال میں گرفتار ہیں — اگرچہ ہم سب باز اور سیمرغ بن جائیں

می رہانی ہر دمے مارا و باز — سوئے دامے می رویم اے بے نیاز
تو ہمیں ہر وقت چھڑاتا ہے اور پھر — ہم کسی جال کی طرف چل دیتے ہیں اے بے نیاز!

مادریں انبانِ گندم می کنیم — گندم جمع آمدہ گم می کنیم
ہم اس بورے میں گیہوں بھرتے ہیں — جمع شدہ گیہوں کو گم کر دیتے ہیں

می بنیدیشیم آخر ما بہوش — کایں خلل در گندمست از مکر موش
جب ہم عقل سے سوچتے ہیں — تو گیہوؤں میں یہ کمی چوہے کی مکاری سے ہے

موش تا انبان ماحُفرہ زدہ ست — از فنش انبارِ ماوریاں شدہ ست
چوہے نے ہمارے بورے میں سوراخ کرلیا ہے — اس کے مکر سے ہمارا ذخیرہ برباد ہوگیا ہے

اوّل[2] ایجاں دفع شر موش کن — وانگہ اندر جمع گندم جوش کن
اے عزیز! پہلے چوہے کی شرارت کو رفع کر — پھر گیہوں جمع کرنے کی کوشش کر

بشنو از اخبار آں صدر الصدور — لَا صَلٰوۃَ (تم) اِلَّا بِالْحُضُوْرِ
صدروں کے صدر کی یہ حدیث سن لے — کہ کوئی نماز بغیر حضور قلب کے کمل نہیں ہوتی

گرنہ مُوشے دُزد در انبان ماست — گندمِ اعمالِ چل سالہ کجاست
اگر کوئی چوہا ہمارے بورے میں چور نہیں ہے — تو چالیس سالہ اعمال کے گیہوں کہاں ہیں؟

ریزہ ریزہ صدق ہر روز چرا — جمع می ناید دریں انبارِ ما
ہر روز کا ذرا ذرا سا صدق کیوں — ہمارے اس انبار میں جمع نہیں ہوتا ہے؟

بس[3] ستارہ آتش از آہن جہید — ویں دل شوریدہ پذرفت وکشید
آگ کی بہت سی چنگاریاں لوہے سے نکلیں — اور اس دیوانہ دل نے ان کو قبول اور جذب کیا

لیک در ظلمت یکے دزدِ نہاں — مے نہد انگشت براستارگاں
لیکن ایک چھپا ہوا چور اندھیرے میں — چنگاریوں پر انگلی دھر دیتا ہے

---

[1] یک چشم۔ کانا دجال کانا ہوگا۔ لعین۔ ملعون نعم المعین۔ اچھا مددگار سیمرغ۔ کہا جاتا ہے۔ کوئی نادر الوجود پرندہ ہے جو کوہ قاف میں رہتا ہے اس کے پروں میں تیس رنگ ہوتے ہیں۔ انبان تھیلا، بورا، حفرہ۔ گڑھا۔ سوراخ

[2] اوّل۔ یعنی انسان کو پہلے شیطانی وساوس سے نجات حاصل کرنی چاہئے اس کے بعد عبادت کا ذخیرہ کرے۔ لاصلوٰۃ یعنی نماز جب ہی مکمل ہوگی جب دل میں شیطانی وسوسہ کا دخل نہ رہے۔ چل سالہ عموماً چالیس سالہ عمر جوانی کی ہوتی ہے جس میں انسان باطن کی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے۔

[3] ستارہ آتش۔ آگ کی چنگاری۔ جہیدن۔ نکلنا شوریدہ دیوانہ۔ دزد نہاں یعنی شیطان ان شراروں کو بجھا دیتا ہے۔ جو عبادت سے پیدا ہوتے ہیں۔

میکشد استارگان را یک بیک　　تا کہ نفروزد چراغے بر فلک
چنگاریوں کو فوراً بجھا دیتا ہے　　تا کہ آسمان پر کوئی چراغ روشن نہ ہو

چوں عنایاتت شود باما مقیم ۱　　کے بود بیمے زاں دُزد لئیم
جب تیری عنایتیں ہمارے ساتھ ہو جائینگی　　تو اُس کمینہ چور کا ڈر کب ہو سکتا ہے؟

گر ہزاراں دام باشد ہر قدم　　چوں تو بامائی نباشد ہیچ غم
اگر ہر قدم پر ہزاروں جال ہوں　　جب تو ہمارے ساتھ ہے تو کچھ غم نہیں

ہر شبے از دامِ تن ارواح را　　می رہانی می کنی الواح را
روحوں کو بدن کے جال سے ہر شب　　تو رہا کر دیتا ہے، تختیاں اکھاڑ دیتا ہے

می رہند اُرواح ہر شب زیں قفس　　فارغاں بے حاکم و محکوم کس
روحیں ہر شب اس پنجرے (جسم) سے چھوٹ جاتی ہیں　　فارغ البال بغیر افسری اور ماتحتی کے

شب ز زنداں بےخبر زندانیاں　　شب ز دولت بےخبر سلطانیاں
(جس طرح) رات کو قیدی، قید خانہ سے بے خبر ہوتے ہیں　　(اور) رات کو کارکنان، سلطنت سے بے خبر ہوتے ہیں

نے غم و اندیشۂ سُود و زیاں　　نے خیال ایں فلان و آں فلاں
نہ کسی کو فائدہ اور نقصان کا غم اور فکر　　نہ اس فلانے اور اس فلانے کا خیال

حال عارف ایں بُود بیخواب ہم　　گفت یزداں ہم رُقود زیں ۲ مرم
خداشناس کی یہ حالت بغیر نیند کے بھی ہوتی ہے　　خدانے فرمایا ہے "وہ سوئے ہوئے ہیں" اس سے نہ بھاگ

خفتہ از احوال دنیا روز و شب　　چوں قلم در پنجۂ تقلیب رب
وہ دن رات دنیا کے احوال سے غافل ہوتا ہے　　خدا کے دستِ تصرف میں قلم کی طرح ہے

آنکہ اُو پنجہ نہ بیند در رقم　　فعل پندارد بہ جنبش از قلم
(وہ شخص) جو لکھنے میں ہاتھ کو نہیں دیکھتا　　وہ قلم کی حرکت کو اسی کا فعل سمجھتا ہے

تمثیل مرد عارف و تفسیر اللہ یتوفی الانفس حین موتہا
مرد عارف کی مثال اور "اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کر لیتا ہے" کی تفسیر

شمۂ زیں حالِ عارف وانمود　　خلق را ہم خواب حسّی در ربود
عارف کے حال کا کچھ حصہ اللہ نے واضح کر دیا ہے　　کہ لوگوں کو حسی نیند بھی بے خود کر دیتی ہے

رفتہ در صحرائے ۳ بے چوں جان شاں　　روح شاں آسودہ و اَبدان شاں
ان کی جان ایک بے مثال بیابان میں چلی جاتی ہے　　ان کی روح اور ان کے بدن آرام میں ہوتے ہیں

۱ مقیم۔ قائم شامل حال باما ئی۔ تو ہمارے ساتھ ہے۔ الواح۔ لوح کی جمع بمعنی تختہ یعنی جس طرح خدا روحوں کو آزاد کر دیتا ہے اسی طرح ہمیں شیطانی وسوسے سے آزاد کر دے۔ فارغاں۔ ہر طرح کی تکالیف سے آزاد عارف۔ جس کو خدا کی معرفت حاصل ہو گئی ہو۔

۲ ہم رقود وہ سوئے ہوئے ہیں۔ یہ قرآن پاک میں اصحاب کہف کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ اصحاب کہف بزرگوں کی ایک جماعت تھی جو دقیانوس بادشاہ کے زمانہ میں پیغمبر وقت پر ایمان لے آئے تھے۔ بادشاہ کے ظلم کے خوف سے ایک غار میں جا چھپے تھے۔ مرم۔ یعنی اصحاب کہف کے بارے میں اس عقیدہ سے گریز نہ کر۔ چوں قلم۔ اصل کاتب کا پنجہ ہے وہ جس طرح چاہتا ہے قلم چلتا ہے شمہ تھوڑا سا حصہ عارف وہ شخص جس کو خدا کی معرفت حاصل ہو گئی ہو۔

۳ صحرا بے چوں اس سے مراد عالم مثال ہے جس کو عالم برزخ بھی کہتے ہیں۔ عالم جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اس کو عالم اجسام یا عالم شہادت کہا جاتا ہے۔ جو کچھ عالم شہادت میں ہے وہ بلا کسی مادہ کے عالم مثال میں بھی ہے یہی عالم مثال مرنے کے بعد تا قیامت انسان کا مقام ہے۔ خواب میں بھی عالم مثال نظر آتا ہے اس کے علاوہ ایک عالم ارواح ہے جو مادہ کیفیت دونوں سے منزہ ہے۔

فارغاں از حرص وا کباب[1] و حصص — مُرغ و راز دام جَستہ وز قفص

(یہ لوگ) حرص اور جھکاؤ اور پریشانی سے فارغ ہوتے ہیں — اُس پرندہ کی طرح جو جال اور پنجرے سے آزاد ہو گیا ہو

تُرک روز آخر چو با زریں سپر — ہندوئے شب را بہ تیغ افگند سَر

آخر جب دن کے سپاہی نے سنہری ڈھال لگا کر — رات کے چور کا تلوار سے سر کاٹ گرایا

میل ہر جانے بسوئے تن بُود — ہر تنے از روح آبستن بُود

ہر جان کا جسم کی طرف میلان ہوتا ہے — ہر بدن روح سے بار دار ہو جاتا ہے

از صفیرے باز دام اندر کشی — جملہ را در دامِ درد آور کشی

سیٹی کے ذریعہ تو پھر جال بچھا دیتا ہے — سب کو مصیبت کے جال میں پھانس دیتا ہے

چونکہ نور صبحدم سر برزند — کرگس زرّین گردوں پر زند

جب صبح کے وقت کا نور نمودار ہوتا ہے — اور آسمان کا سنہری گدھ اڑنے لگتا ہے

فالق[2] الاصباح اسرافیل وار — جملہ را در صورت آرد زاں دیار

صبح کو پیدا کرنے والا اسرافیل کی طرح — اُن جگہوں سے سب کو صورت میں لاتا ہے

روحہائے مُنبسط را تن کُند — ہر تنے را باز آبستن کُند

منتشر روحوں کو جسم میں لے آتا ہے — ہر جسم کو پھر بار دار کر دیتا ہے

اسپ جاں را می کند عاری ززیں — سِرِّ النوم اخ الموت ست ایں

روح کے گھوڑے کو زین سے ننگا کر دیتا ہے — نیند موت کی بہن ہے کا مطلب بھی ہے

لیک بہر آنکہ روز آیند باز — برنہد بر پائے شاں بند دراز

لیکن اس لئے کہ وہ دن میں واپس آئیں — ان کے پیر میں لمبی رسی باندھ دیتا ہے

تا کہ روزش وا کشد زاں مرغزار[3] — وز چراگاہ آردش در زیر بار

تا کہ اس سبزہ زار سے دن میں واپس لے آئے — اور چراگاہ سے اس کو بوجھ کے نیچے لاتا ہے

کاش چوں اصحاب کہف آں روح را — حفظ کردے یا چو کشتی نوح را

کاش اصحاب کہف کی طرح اس روح کو — محفوظ کر دیتا اس طرح جیسے کشتی نے نوح کی حفاظت کی

تا ازیں طوفانِ بیداری و ہوش — وارہیدے ایں ضمیر و چشم و گوش

تا کہ بیداری اور ہوش کے اس طوفان سے — چھوٹ جاتے یہ دل اور آنکھ اور کان

اے بسا اصحاب کہف اندر جہاں — پہلوئے تو پیش تو ہست ایں زماں

اے (مخاطب) بہت سے اصحاب کہف دنیا کے اندر — تیرے پہلو میں، تیرے سامنے اب بھی موجود ہیں

[1] کباب۔ کسی چیز پر اوندھا گرنا۔ حصص بضحتتین، دوڑنا، سر کے بالوں کا کم ہونا، جو فکر اور پریشانی سے ہوتا ہے۔ ترک۔ ترکستان کا رہنے والا، سپاہی۔ ہندو چور، غلام، ہندوستان کا رہنے والا۔ آبستن۔ حاملہ ہونا، بوجھل ہونا، صفیر۔ شکاری کی سیٹی جس سے شکار مائل ہو جاتا ہے۔ دام دردآور بیداری۔ میں طرح طرح کے دردوں سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ سر بر زدن۔ ظاہر ہونا۔ کرگس۔ گدھ۔ پر زدن۔ اڑنا۔

[2] فالق الاصباح صبح کو رات کی تاریکی سے نکالنے والا اسرافیل۔ اس فرشتہ کا نام ہے جو قیامت کے قریب صور پھونکے گا۔ منبسط۔ آزاد۔ عاری۔ خالی، برہنہ زین۔ کاٹھی۔ سر۔ بھید نوم۔ نیند اخ بھائی برنہد۔ بر زیادہ ہے واکشید۔ زور یا حلیہ کے ذریعہ کھینچنا۔

[3] مرغزار۔ چراگاہ۔ در۔ داز۔ زیر بار۔ جانوروں کو چراگاہ سے واپس لانے کے بعد لادا جاتا ہے۔ کشتی۔ حضرت نوح کی کشتی نے چند روز حفاظت کی۔ طوفان بیداری میں انسان طرح طرح کے مصائب اور افکار سے دو چار ہوتا ہے۔ بسا۔ اصحاب کہف کی طرح کے بہت سے اولیاء اس وقت بھی گرد و پیش میں موجود ہیں۔ لیکن ہمیں بصیرت حاصل نہیں کیا ان کو پہچان سکیں۔

یار با او، غار با او ہم سرود — مُہر بر چشم ست و بر گوش چہ سُود
یار اور غار (دونوں) ان کے ہمساز ہیں — لیکن تیری آنکھ اور کان پر تو مہر ہے، کیا فائدہ

بازِ[1] داں کز چیست ایں رُو پوشہا — ختمِ حق بر چشم ہا و گوش ہا
اب سمجھ لے کہ یہ حجابات کس لئے ہیں؟ — آنکھوں اور کانوں پر خدا کی مہر کس وجہ سے ہے؟

سوال کردن خلیفہ از لیلیٰ و جواب اُو

خلیفہ کا لیلیٰ سے سوال کرنا اور اُس کا جواب

گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی — کز تو مجنوں شد پریشان و غوی
خلیفہ نے لیلیٰ سے کہا کیا تو وہی ہے — کہ تیری وجہ سے مجنوں پریشان اور دیوانہ ہوا ہے

از دگر خوباں تو افزوں نیستی — گفت خامُش چوں تو مجنوں نیستی
تو دوسرے حسینوں سے بڑھ کر تو نہیں ہے — اُس نے کہا خاموش رہ چونکہ تو مجنوں نہیں ہے

دیدۂ مجنوں اگر بودے ترا — ہر دو عالم بے خطر بودے تُرا
اگر تیرے پاس مجنوں کی آنکھ ہوتی — (تو) تیرے لئے دونوں جہاں بے قدر ہوتے

با خودی تو لیک مجنوں بیخود ست — در طریقِ عشق بیداری بَد ست
تو ہوش میں ہے لیکن مجنوں بے ہوش ہے — عشق کی راہ میں بیداری بُری ہے

ہر کہ[2] بیدار ست او در خواب تر — ہست بیداریش از خوابش تبر
جو بیدار ہے، وہ زیادہ نیند (غفلت) میں ہے — اس کی بیداری، نیند سے بدتر ہے

ہر کہ در خواب ست بیداریش بہ — مستِ غفلت عین ہشیاریش بہ
جو خواب (غفلت) میں ہے اُس کا بیدار ہونا بہتر ہے — غفلت کے مدہوش کا عین ہوشیار ہونا بہتر ہے

چوں بحق بیدار نبود جان ما — ہست بیداری چو در بندان ما
جب ہماری جان دا کے معاملہ میں بیدار نہ ہو — تو ہماری بیداری قید خانہ کی بیداری کی طرح ہے

جاں[3] ہمہ روز از لکد کوبِ خیال — وز زیان و سود واز خوفِ زوال
پورے دن جان، خیالات کی پائمال — اور نقصان اور نفع اور زوال کے خوف سے

نے صفا میماندش نے لُطف و فر — نے بسوئے آسماں راہِ سفر
نہ اس میں صفائی رہتی ہے نہ پاکیزگی اور قوت — نہ آسمان کی طرف سفر کا راستہ

خفتہ آں باشد کہ او از ہر خیال — دارد امید و کند با اُو مقال
سویا ہوا وہ ہے جو ہر خیال سے — امید وابستہ کرے اور اُس کے متعلق گفتگو کرے

---

[1] بازاروں۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ بے بصیرتی ہماری معصیت کاری کی وجہ سے ہے۔ کاں۔ کہ آں۔ غوری۔ دیوانہ، گمراہ مجنوں نیستی۔ سعدیؒ نے فرمایا ہے لیلیٰ راز دریچہ چشم مجنوں بایستے نگریست خطر۔ قدر و منزلت۔ باخود ہوشیار۔ بے خود بیہوش۔ مجذوب۔

[2] ہر کہ۔ جو شخص دنیاوی کاروبار میں پھنس ہے اور جاگ رہا ہے اس کی بیداری نیند سے بدتر ہے۔ تبر۔ بدتر خواب۔ خوابِ غفلت میں مبتلا لوگوں کا بیدار ہو جانا۔ بہتر ہے۔ بحق ۔ اللہ کے معاملہ میں بیدار رہنا چاہئے۔

[3] جاں۔ دنیاوی دھندوں میں روح مکدر ہو جاتی ہے۔ اور اس کو عالم بالا کی سیر کا راستہ نہیں ملتا۔ ہر خیال خیالوں میں دنیا میں آباد بیدار غفلت کی نیند میں ہے۔ بمقال۔ گفتگو

نے چنانکہ از خیال آید بحال[1]	آں خیالش گرد اُو را صد و بال
وہ ایسا نہیں ہے کہ خیال سے وجد میں آئے	(بلکہ) اُس کا وہ خیال اس کے لئے سو وبال ہے
دیو را چوں حور بیند اُو بخواب	پس زشہوت ریزد اُو با دیو آب
وہ خواب میں شیطان کو حور دیکھتا ہے	پھر شہوت سے اس سے ہم بستری کرتا ہے
چونکہ تخم نسل در شورہ بریخت	اُو بخویش آمد خیال از وے گریخت
جیسے ہی نسل کا بیج اس نے شور زمین میں ڈالا	وہ بیدار ہوا اور خیال اس سے روانہ ہوا
ضعفِ سر بیند ازاں و تن پلید	آہ ازاں نقش پدید ناپدید
اُس کی وجہ سے سر کی کمزوری محسوس کرتا ہے اور جسم پلید	اُس ظاہری اور معدوم نقش پر افسوس ہے
مُرغ[2] بر بالا پران و سایہ اش	میدَوَد بر خاک پرّاں مُرغ وش
پرندہ اوپر اڑ رہا ہے اور اس کا سایہ	پرندہ کی طرح زمین پر اڑان کر رہا ہے
ابلہے صیّاد آں سایہ شود	میدود چندانکہ بے مایہ شود
بیوقوف اس سایہ کا شکاری بنتا ہے	اتنا دوڑتا ہے کہ بے طاقت ہو جاتا ہے
بے خبر کاں عکس آں مُرغ ہواست	بے خبر کہ اصل آں سایہ کجاست
اس سے غافل ہے کہ وہ ہوا کے پرندہ کا عکس ہے	اور اس سے بے خبر ہے کہ اس سایہ کی اصل کہاں ہے
تیر اندازد بسوئے سایہ اُو	ترکشش خالی شود در جستجو
وہ سایہ کی طرف تیر اندازی کرتا ہے	(اور) جستجو ہی میں اس کا ترکش خالی ہو جاتا ہے
ترکش عمرش تہی شد عمر رفت	از دویدن در شکار سایہ تفت
اُس کی عمر کا ترکش خالی ہوا، عمر (برباد) گئی	سایہ کے شکار میں دوڑنے سے جل بھن گیا
سایہ[3] یزداں چو باشد دایہ اش	وار ہاند از خیال سایہ اش
جب اللہ کا سایہ اس کی دایہ ہو	تو اس کو سایہ کے خیال سے نجات دیدے گا

در تحریض متابعت ولی مرشد
رہنما ولی کی تابعداری کی ترغیب

سایۂ یزداں بُود بندہ خدا	مُردۂ ایں عالم وزندہ خدا
خدا کا بندہ اللہ کا سایہ ہوتا ہے	وہ اس دنیا کا مردہ اور خدا کا زندہ ہوتا ہے
دامن اُو گیر زُوتر بے گماں	تار ہی از آفت آخر زماں
اُس کا دامن شک و شبہ کے بغیر جلد تھام لے	تاکہ آخرت کی مصیبت سے تو چھوٹ جائے

[1] حال۔ وجد کی وہ کیفیت جو سالکوں پر طاری ہوتی ہے۔ دیو۔ شیطان۔ آب یعنی نطفہ، منی تخم نسل۔ نطفہ، منی۔ مخفف۔ سر بدخوابی سے دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔ پدید ہونا پدید خواب میں جو ظاہر ہوا حقیقت میں وہ کچھ نہیں ہے۔

[2] مرغ۔ واہی خیالات کے پیچھے بھاگنے والوں کی دوسری مثال ہے۔ اصل۔ یعنی پرند۔ ترکش۔ تیروں کا تھیلا۔ تفت۔ فعل ماضی تفتن بمعنی سوختن۔

[3] سایہ یزداں۔ یعنی اولیاء اللہ۔ دایہ۔ انا، مراد مرشد کامل ہے۔ سایہ۔ یعنی خیالاتی دنیا۔ تحریض برانگیختہ کرنا۔ بندہ خدا۔ یعنی خدا کا خاص بندہ زوتر۔ زودتر کا مخفف ہے، بہت جلد

کیف مد الظل نقش اولیاست — **کو دلیل نور خورشید خداست**
"کیف مدالظل" اولیاء کا وجود ہے — جو اللہ کے آفتاب کے نور کے رہنما ہیں

اندریں وادی مَرو بے ایں دلیل — **لا احب الافلیں گو چوں خلیل**
اس وادی میں بغیر رہنما کے نہ چل — خلیل اللہ کی طرح کہدے میں ڈوب جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا ہوں

رو ز سایہ آفتابے را بیاب — **دامنِ شہ شمسِ تبریزی بتاب**
جا، سایہ کے ذریعہ آفتاب کو حاصل کر لے — اور شاہ شمس تبریزی کا دامن تھام لے

رہ ندانی جانب ایں سُور و عُرس — **از ضیاء الحق حُسام الدیں پرس**
اس جشن اور شادی کا اگر تجھے رات معلوم نہیں ہے — تو ضیاء الحق حُسام الدین سے پوچھ لے

ور حسد ۲ گیرد ترا در رہ گلو — **در حَسد ابلیس را باشد غُلو**
اگر راستہ میں حسد تیرا گلا دبائے — حَسد میں شیطان کو غُلو ہے

کُو ز آدم ننگ دارِ از حسد — **با سعادت جنگ دارد از حسد**
اس لئے کہ وہ حسد کی وجہ سے آدم سے ذلت محسوس کرتا ہے — اور حسد کی وجہ سے نیک بختی سے جنگ کرتا ہے

عقبہٗ زیں صَعب تر در راہ نیست — **اے خُنک آں کش حسد ہمراہ نیست**
راستہ میں اس سے سخت گھاٹی نہیں ہے — وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جس کے ساتھ حسد نہیں ہے

ایں جسد خانہ حسد آمد بداں — **کز حسد آلودہ گردد خانداں**
یہ جسم حسد کا گھر ہے، سمجھ لے — حسد میں پورا خاندان مبتلا ہو جاتا ہے

خانما ۳ نہا از حسد گردد خراب — **باز شاہی از حسد گردد غُراب**
حسد سے گھرانے تباہ ہو جاتے ہیں — حسد کی وجہ سے شاہی باز (دل) کوا بن جاتا ہے

گر جسد خانہ حسد باشد و لیک — **آں جسد را پاک کرد اللہ نیک**
اگرچہ جسم حسد کا گھر ہو سکتا ہے، لیکن — جسم کو اللہ نے خوب پاک کر دیا ہے

یافت پاکی از جنابِ کبریا — **جسم پُر از کبر و پُر حقد و ریا**
اللہ تعالیٰ کی جناب سے پاکی پالی ہے — اُس جسم نے جو کبر اور کینہ اور ریاکاری سے بھرا ہے

"طہرا بیتی" بیان پاکی ست — **گنج نور ست ار طلسمش خاکی ست**
"تم دونوں میرے گھر کو پاک کرو" پاکی کا بیان ہے — نور کا خزانہ ہے اگرچہ اس کا نقش مٹی کا ہے

چوں کنی با بے حسد مکر و حسد — **زاں حسد دل را سیاہیہا رسد**
جب تو کسی صاف دل کے ساتھ مکر اور حسد کریگا — تو اس حسد سے دل میں سیاہیاں پیدا ہوں گی

---

۱ کیف مدالظل۔ یہ قرآنی آیت کا ٹکڑا ہے اس میں فرمایا گیا ہے اے نبی کیا تم اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتے کہ اس نے کس طرح سایہ کو دراز کیا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔ کہ اس سایہ سے اولیاء اللہ کے وجود کی طرف اشارہ ہے۔ دلیل۔ یعنی مرشد کامل۔ لا احب الافلین۔ حضرت ابراہیم نے ستارے کی الوہیت سے انکار کرتے ہوئے فرمایا تھا میں چھپا جانے والوں کو پسند نہیں کرتا مراد دنیائے ناپائیدار کے تعلقات ہیں۔ شمس تبریزی۔ مولانا رومی کے شیخ ہیں تفصیل حالات مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔ سور سین کے ضمہ سے، مجلس شاہی جشن۔ ضیاء الحق حسام الدین شمس تبریزی سے بیعت تھے پھر مولانا سے مستفیض ہوئے تفصیلی حالات مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

۲ در حسد۔ تو اس حسد کو شیطانی وسوسہ سمجھ اس لئے کہ شیطان کو حسد پیدا کر دینے میں غلو ہے۔ کو۔ کہ او شیطان نے حضرت آدمؑ کی قدر و منزلت دیکھ کر حسد کیا اور یہ کہہ کر وہ مٹی سے بنا ہے اور میں آگ سے، اس حسد کا اظہار کیا تو ہمیشہ کے لئے سعادت محروم ہو گیا۔ عقبہ۔ عین اور قاف کے زبر کے ساتھ پہاڑ کی دشوار گذار گھاٹی۔ صعب۔ دشوار، سخت حسد جسم۔ خاندان۔ یعنی تمام اعضاء انسانی

۳ خانماں۔ مخفف ہے خان و مان کا گھر بار غراب کوا۔ باز پرندوں میں اشرف ہے خور دلیل پرندہ ہے۔ یافت جب انسان ریاضت اور مجاہدہ کرتا ہے یہ نفسانی عیوب زائل ہو جاتے ہیں۔

خاک شو مردانِ ۱حق را زیر پا　　خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما
خاصانِ خدا کے پیر کے نیچے خاک بن جا　　ہماری طرح حسد پر مٹ ڈال

در بیانِ حسد کردن وزیر جہود
یہودی وزیر کے حسد کے بیان میں

آں وزیرک از حسد بودش نژاد　　تا بباطل گوش و بینی باد داد
وہ کمینہ وزیر، حسد سے بنا تھا　　اسی لئے اس نے ناحق کان اور ناک برباد کئے

بر امید آنکہ از نیش حسد　　زہر اُو در جانِ مسکیناں ۲ رسد
اس امید پر کہ حسد کے ڈنک کے ذریعہ　　اُس کا زہر مسکینوں کی جان پر پہنچ جائیگا

ہر کسے کو از حسد بینی کند　　خویش را بے گوش و بے بینی کند
جو شخص حسد کی وجہ سے اپنی ناک کاٹتا ہے　　وہ اپنے آپ کو ہی کان اور بے ناک کا کر لیتا ہے

بینی آں باشد کہ او بوئے برد　　بوئے اورا جانب کوئے برد
ناک تو وہ ہے جو بو سونگھے　　بو اس کی کوچہ کی طرف لے جائے

ہر کہ بُویش نیست بے بینی بُود　　بوئے آں بوئیست کاں دینی بُود
جس میں بو کی صلاحیت نہیں وہ بے ناک کا ہوتا ہے　　اور بو وہ بو ہے جو دین کی ہو

چونکہ بوئے بر دو شکر آں نہ کرد　　کفر نعمت آمد و بینیش خورد
اور جب بُو سونگھی اور اس کا شکر نہ کیا　　تو یہ کفرانِ نعمت ہوا اور (گویا) وہ اس کی ناک کو کھا گیا

شکر کن مر شاکراں را بندہ باش　　پیش ایشاں مردہ ۳ شو پایندہ باش
شکر اور شکر گزاروں کا غلام بن　　ان کے سامنے مردہ بن اور عمرِ دوام حاصل کر

چوں وزیر از رہزنی جامہ مساز　　خلق را تو بر میاور از نماز
وزیر کی طرح رہزنی کا سامان نہ کر　　لوگوں کو نماز سے نہ روک

فہم کردن حاذقانِ نصاریٰ مکر وزیر را
ماہر عیسائیوں کا وزیر کے مکر کو سمجھ جانا

ناصح دیں گشتہ آں کافر وزیر　　کردہ اُو از مکر در لوزینہ سیر
وہ کافر وزیر، دین کا واعظ بن گیا　　اس نے مکر سے بادام کے حلوہ میں لہسن ملا دیا

ہر کہ صاحب ذوق بود از گفت اُو　　لذّتے میدید و تلخی جُفت اُو
جو صاحبِ ذوق تھا وہ اس کی گفتگو سے　　لذّت محسوس کرتا اور اس کے ساتھ کڑواہٹ بھی

---

۱ مردانِ حق اولیاء اللہ خاک شو۔ فرمانبردار بن جا خاک بر سر کن۔ دفع کر۔ وزیرک۔ کاف تصغیر کا ہے نژاد۔ اصل۔ باطل۔ ناحق بادر داد۔ برباد داد۔

۲ مسکیناں۔ یعنی عیسائی بینی کندن۔ انکار کرنا۔ بے گوش۔ یعنی اپنے آپ کو بہرا بناتا ہے۔ کوئے یعنی راہ خدا بوئے۔ بردن پہچاننا، سراغ لگا لینا۔ کفر نعمت۔ احسان فراموشی یعنی ولی کامل کو پہچان کر فائدہ نہ اٹھانا کفران نعمت ہے

۳ مردہ شعو۔ مرید کو شیخ کے سامنے ایسے بن جانا چاہئے جیسا کہ مردہ غسال دینے والے کے لئے۔ از نماز۔ یعنی خدا کی یاد۔ صاحب ذوق۔ یعنی صاحب ذوق لوگ بیان کی لذت بھی محسوس کرتے تھے اور مکاری کی تلخی بھی محسوس کرتے تھے۔

نکتہ با میگفت اُو میختہ | در جُلاب و قند زہرے ریختہ
دو ملے جلے نکتے بیان کرتا تھا | گلاب اور شکر میں زہر ملاتا تھا

ہاں۱ مشو مغرور زاں گفت نکو | زانکہ باشد صد بدی در زیرِ اُو
خبردار! اس بھلی بات سے دھوکے میں نہ پڑنا | اس لئے کہ اس کی تہ میں سو برائیاں ہوتی ہیں

ہر کہ باشد زشت گفتش زشت داں | ہر چہ گوید مُردہ آنرا نیست جاں
جو شخص برا ہو، اس کی گفتگو بُری سمجھ | جو بات مردہ کہے، اس میں جان نہیں ہے

گفت انساں پارۂ انساں بود | پارہ از ناں یقیں ہم ناں بود
انسان کی گفتگو انسان کا ٹکڑا ہوتی ہے | روٹی کا ٹکڑا یقیناً روٹی ہوتا ہے

زاں علی فرمود نقل جاہلاں | بر مزابل ہمچو سبزہ است اے فلاں
اسی لئے حضرت علی نے فرمایا ہے کہ جاہلوں کی بات | اے فلاں، کوڑیوں پر سبزہ کی طرح ہے

بر چُناں سبزہ ہر آنکھو بر نشست | بر نجاست بیشکے بنشستہ است
ایسے سبزہ پر جو شخص بیٹھا | وہ بیش ک نجاست پر بیٹھا ہے

بایدش خود را بشستن از حدث۲ | تا نمازِ فرض ایو نبود عبث
اس کو اپنے آپ کو ناپاکی سے پاک کرنا چاہیے | تاکہ اس کی فرض نماز بیکار نہ ہو جائے

ظاہرش میگفت در رہ چست شو | واز اثر میگفت جاں را سُست شو
اس کا ظاہر کہتا تھا (معرفت کی) راہ میں چُست ہو جا | اور اثر کے اعتبار سے جان کو کہتا تھا سُست ہو جا

ظاہر نقرہ سپید ست و مُنیر | دست و جامہ زاں سیہ گردد ہمچو قیر۳
چاندی کا ظاہر اگرچہ سفید اور روشن ہے | ہاتھ اور کپڑے اس سے سیاہ ہو جاتے ہیں تارکول کی طرح

آتش ار چہ سُرخ رواست از شرر | تو ز فعل اُو سیہ کاری نگر
آگ اگرچہ چنگاریوں کی وجہ سے سرخ رو ہے | لیکن تو اس کے کام کی سیاہ کاری کو دیکھ

برق اگرچہ نور آید در نظر | لیک ہست از خاصیت دُزدِ بصر
بجلی اگرچہ نگاہ کو نور دکھائی دیتی ہے | لیکن خاصیت میں بینائی کو چرانے والی ہے

ہر کہ جز آگاہ و صاحب ذوق بُود | گفتِ اُو در گردن اُو طوق بُود
صاحب ذوق اور باخبر آدمی کے علاوہ جو بھی تھا | اُس (وزیر) کی گفتگو اس کی گردن کا طوق تھی

مدتِ شش سال در ہجران شاہ | شد وزیر اتباع عیسیٰ را پناہ
بادشاہ سے چھ سالہ دوری میں | وزیر، عیسائیوں کی پناہ ہو گیا

۱ ہاں۔ حرف تنبیہ ہے۔ مغرور۔ دھوکے میں مبتلا۔ زشت۔ یعنی برے کی بات بھی بری ہوتی ہے۔ نقل قول، بات۔ مزابل۔ مزبلہ کی جمع، کوڑی۔ کوڑا ڈالنے کی جگہ۔

۲ حدث۔ ناپاکی۔ عبث۔ باطل ظاہرش۔ بظاہر اگرچہ نصیحت کرتا تھا۔ لیکن تاثیر الٹی تھی۔ ظاہر نقرہ۔ یہ تینوں شعر اس مضمون کو واضح کرنے کے لئے ہیں کہ ظاہر کی خوبی باطن کی خوبی کی دلیل نہیں ہے۔

۳ قیر۔ ایک قسم کا سیاہ روغن، تارکول، طوق لوہے کا حلقہ جو قیدیوں کے گلے میں ڈالا جاتا تھا۔ گلے کا زیور۔ ہجراں۔ جدائی اتباع۔ تابع کی جمع۔ پیروی کرنے والے۔ تابعدار

دین و دل را کل بدو بسپرد خلق　　پیش امر و نہی او می مُرد خلق
لوگوں نے دین اور دل بالکل اس کے سپرد کر دیا　　اُس کے حکم اور ممانعت پر لوگ جان دیتے تھے

پیغام شاہ پنہانی بسوئے وزیر پُرتزویر
بادشاہ کا خفیہ پیغام مکار وزیر کے نام

درمیانِ شاہ و اُو پیغام ہا　　شاہ را پنہاں بدو آرام ہا
اُس کے اور بادشاہ کے درمیان پیغامات جاری تھے　　بادشاہ کو خفیہ طور پر ان سے آرام و اطمینان حاصل تھا

آخر الامر از برائے آں مراد　　تا دہد چوں خاک ایشاں را بباد
بالآخر اس مقصد کے لیے　　کہ ان کو خاک کی طرح برباد کر دے

پیش اُو بنوشت شہ کائے مقبلم　　وقت آمد زو د فارغ کن دِلم
اس کو بادشاہ نے لکھا کہ اے میرے اقبال مند　　وقت آ گیا، جلد میرے دل کو فارغ کر

زانتظارم دیدہ و دل بر رہ ست　　زیں غمم آزاد کن گر وقت ہست
انتظار میں میرے دیدہ دل راستہ پر لگے ہیں　　اس غم سے مجھے نجات دے اگر موقع ہے

گفت اینک اندر اں کارم شہا　　کافگنم در دین عیسیٰ فتنہا
اس نے کہا کہ اے بادشاہ میں ابھی اسی کام میں لگا ہوں　　کہ حضرت عیسیٰ کے دین میں فتنے ڈالدوں

قومِ عیسیٰ را بد اندر دار و گیر　　حاکم شاں دہ امیر و دہ امیر
عیساؤں کے انتظام میں　　ان کے بارہ امیر لگے ہوئے تھے

ہر فریقے مر امیرے را تبع　　بندہ گشتہ میر خود را از طمع
ہر فریق ایک امیر کے ماتحت تھا　　جو لالچ سے اپنے امیر کا غلام بنا ہوا تھا

ایں دہ و ویں دو امیر و قوم شاں　　گشتہ بندہ آں وزیر بدنشاں
یہ بارہ حاکم اور ان کی قوم　　اُس بدنشاں وزیر کے غلام بن گئے

اعتماد [۲] جملہ بر گفتارِ او　　اقتدائے جملہ بر رفتار اُو
سب کو اس کی بات پر بھروسہ تھا　　سب اس کی چال کے مقتدی تھے

پیشِ اُو در وقت و ساعت ہر امیر　　جاں بدادے گر بُدو گفتے کہ میر
فوراً ہر امیر اس کے آگے　　جان دیدیتا اگر وہ اس سے کہتا کہ مر جا

چوں زبوں کرد آں جہودک [۳] جملہ را　　فتنہ انگیخت از مکر و دَہا
جب اس کینہ یہودی نے سب کو قابو میں کر لیا　　مکر اور چالاکی سے فتنہ برپا کر دیا

---

[۱] امی مرد خلق۔ یعنی اس کے احکام پر جان دینے لگے۔ آخر الامر۔ بالآخر۔ مقبل۔ اقبال مند۔ بد۔ بود۔ دار و گیر۔ انتظام۔ تبع۔ تابع۔ دہ امیر و دو امیر۔ یعنی دوازدہ سبط نصاریٰ

[۲] اعتماد۔ بھروسہ۔ اقتدار پیروی۔ در وقت و ساعت فوراً۔ میر۔ مردن کا امر ہے زبوں۔ عاجز بے چارہ۔

[۳] جہودک۔ کمینہ یہودی دہا۔ چالاکی

تخلیط وزیر در احکام انجیل و مکر آں
انجیل کے حکموں میں وزیر کا گڑ بڑ کرنا اور اس کی چالاکی

ساخت طوماؔرے بنام ہر یکے — نقش ہر طومار دیگر مسلکے
اُس نے ہر ایک کے نام پر ایک تحریر تیار کی — اور ہر تحریر کی عبادت دوسرے مسلک کی تھی

حکمہائے ہر یکے نوع دگر — ایں خلاف آں زپایاں سر بسر
ہر ایک کے احکام دوسری قسم کے — یہ اوّل سے آخر تک اس کے بالکل خلاف

در یکے راہِ ریاضت راو جوع — رُکن توبہ کردہ شرط رجوع
ایک میں ریاضت اور بھوکا رہنے کو — توبہ کا رکن بنایا اور اللہ کی طرف رجوع کی شرط

در یکے گفتہ ریاضت سُود نیست — اندریں رہ مخلصی جیز جُود نیست
ایک میں کہا کہ ریاضت کا کوئی فائدہ نہیں — اور اس راستہ میں سخاوت کے علاوہ چارہ نہیں

در یکے گفتا کہ جوع وجُودِ تو — شرک باشد از تو تا معبود تو
ایک میں کہا کہ ریاضت کا کوئی فائدہ نہیں — اور اس راستہ میں سخاوت کے علاوہ چارہ نہیں

جُز توکل جُز کہ تسلیم ۲ تمام — در غم وراحت ہمہ مکرست ودام
توکل اور رضا کے علاوہ — غم اور راحت میں سب چالاکی اور جال ہے

در یکے گفتہ کہ واجب خدمت ست — ورنہ اندیشہ توکل تہمت ست
ایک میں کہا، کہ اطاعت ضروری ہے — ورنہ توکل کا خیال تہمت ہے

در یکے گفتہ کہ امر۳ و نہی ہاست — بہر کردن نیست شرح عجز ماست
ایک میں کہا کہ کرنے نہ کرنے کے جو حکم ہیں — کرنیکے لئے نہیں ہیں۔ ہمارے عجز کی تفصیل میں

تا کہ عجز و خود بہ بینیم اندراں — قدرتِ حق را بدانیم آں زماں
تا کہ ہم ان میں عجز دیکھ لیں — اُس وقت خدا کی قدرت کو پہچانیں

در یکے گفتا کہ عجز و خود مبیں — کفر نعمت کردن ست آں عجز بیں
ایک میں کہا کہ اپنے عجز کو نہ دیکھ — خبردار! وہ عجز احسان فراموشی ہے

قدرتِ خود بیں کہ ایں قدرت از وست — قدرت خود نعمت اُوداں کہ ہُوست
اپنی قدرت کو دیکھ یہ قدرت اسی کی دی ہوئی ہے — اپنی قدرت کو اس کا انعام سمجھ کہ وہی وہ ہے

در یکے گفتہ مزیں دو در گزر — بت بود ہر چہ بگنجد در نظر
ایک میں کہا ان دونوں سے گزر جا — بُت ہوگا جو نظر میں سمائیگا (ان دونوں میں ہے)

---

۱ طومار۔ لمبی چوڑی تحریر۔ نقش۔ تحریر۔ ریاضت۔ یعنی عبادات میں محنت کرنا۔ جوع۔ بھوکا رہنا، فاقہ کشی۔ رجوع۔ لوٹنا۔ در یکے یعنی ریاضت سے کوئی فائدہ نہیں، سخاوت کرنا کافی ہے۔ شرک باشد۔ یعنی نجات دہندہ خدا ہے، فاقہ کشی اور سخاوت کو ذریعہ نجات بنانا شرک ہے۔

۲ تسلیم۔ یعنی۔ عبادت و ریاضت ضروری ہے۔ توکل۔ یعنی خدا پر اعتماد کی ضرورت ہے اور اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دینا ذریعہ نجات ہے۔ خدمت یعنی عبادت و اطاعت۔ تہمت است یعنی محض توکل کو ذریعہ نجات سمجھنا نبی پر تہمت کے مترادف ہے کیونکہ نبی نے عبادت کو ضروری قرار دیا ہے۔

۳ امر و نہی۔ یعنی جس قدر خدائی احکام ہیں وہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ بندہ کو اس کا عجز تسلیم کرانے کے لئے ہیں ان پر عمل ناممکن ہے لہٰذا بندہ اپنے آپ کو عاجز تسلیم کرے گا۔ یہ جبر کی تعلیم ہے، عجز و خود مبیں۔ اپنے آپ کو مجبور محض نہ سمجھو ورنہ خدا کی عطا کردہ نعمت قدرت کا کفر ہو گا۔ انسان کی قدرت خدا کا عطیہ ہے، لہٰذا انسان قادر ہے اور اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ دو یعنی جبر اور اختیار کی بحث میں پڑنا اللہ سے بخوب ہونا ہے۔

در یکے گفتہ کہ عجز و قدرتت　　بگذر دو زہرچہ اندر فکرتت
ایک میں کہا، کہ تیرا عجز اور قدرت　　اور جو کچھ تیرے فکر میں ہے (خود بخود) گزر جائیگا

از ہوائے خویش در ہر ملتے　　گشتہ ہر قومے اسیر ذلتے
ہر مذہب میں اپنی خواہش نفسانی ہے　　ہر قوم ذلت میں گرفتار ہوئی ہے

در یکے گفتہ مکش ایں شمع را　　کایں نظر چوں شمع آمد جمع را
ایک میں کہا (عقل کی) اس شمع کو نہ بجھا　　اس لئے کہ یہ غور و فکر شمع محفل ہے

از نظر چوں بگذری واز خیال　　کشتہ باشی نیم شب شمع وصال
خیال اور غور و فکر کو جب تو چھوڑ دے گا　　تو گویا تو نے وصال کی شمع کو آدھی رات میں بجھا دیا

در یکے گفتہ بکش باکے مدار　　تا عوض بینی یکے با صد ہزار
ایک میں کہا، بجھا دے، پروانہ کر　　تاکہ ایک کے بدلے میں لاکھ پائے

کہ زکشتن[۲] شمع جاں افزوں شود　　لیلیت از صبر تو مجنوں شود
اس لئے کہ شمع کے بجھانے سے روح بڑھیگی　　تیرے صبر کی وجہ سے تیری لیلیٰ مجنوں کیب طرح ہوجائیگی

ترک دنیا ہر کہ کرد از زُہد خویش　　بیش آمد پیش اُو دنیا ز پیش
جس نے اپنے زہد کی وجہ سے دنیا کو چھوڑ دیا　　اس کے سامنے دنیا پہلے سے زیادہ آتی ہے

در یکے گفتہ کہ آنچت داد حق　　بر تو شیریں کرد در ایجاد حق
ایک میں کہا، جو کچھ اللہ نے تجھے دیا ہے　　وہ آفرنیش کے وقت اللہ نے تیرے لئے شیریں کر دیا

بر تو آساں کرد و خوش آنرا بگر　　خویشتن را در میفگن در زحیر
تیرے لئے آسان اور خوشگوار کر دیا ہے اس کو لے لے　　اپنے آپ کو پیچش میں مبتلا نہ کر

در یکے گفتہ کہ بگذر زان خود　　کاں قبول[۳] طبع تو ردست و بد
ایک میں کہا، اپنی ملکیت سے دستکش ہو جا　　اس لئے کہ تیری مرغوب طبع چیز مردود اور بری ہے

راہہائے مختلف آساں شدست　　ہر یکے را ملتے چوں جاں شدت
مختلف راستے آسان ہو گئے ہیں　　ہر ایک کے لئے ایک مذہب جان کی طرح بن گیا ہے

گر میسر کردن حق رہ بُدے　　ہر جہود و گبرا زو آگہ بُدے
اگر اللہ کا آسان کر دینا ہی کوئی راستہ ہوتا　　ہر یہودی اور آتش پرست اس سے واقف ہوتا

در یکے گفتہ میسر آں بود　　کہ حیات دل غذائے جاں بود
ایک میں کہا، کہ آسان چیز وہ ہوتی ہے　　جو دل کی زندگی اور جان کی غذا ہوتی ہے

[۱] بگذرد۔ یعنی جبر و قدر کی بحثیں اور جو کچھ انسانی افکار ہیں خود بخود ختم ہو جائیں گے لہٰذا ان کو ترک کرنے کے اہتمام کی ضرورت نہیں ہوا۔ نفسانی خواہش یعنی ان بحثوں کا ترک بھی نفسانی خواہش ہے جو گمراہی کا سبب ہے۔ ایں شمع۔ شمع سے مراد عقل اور غور و فکر ہے، یعنی مذہبی احکام اور عقائد عقلی ہیں انسان کو اپنی عقل سے کام لینا چاہئے۔ بکش یعنی دینی معاملوں میں عقل کو دخل نہ دے اور دیوانگی اختیار کر۔

[۲] کہ زکشتن شمع۔ یعنی دیوانگی اختیار کرنے سے تو خدا کا محبوب بن جائے گا۔ ترک دنیا۔ عقل کو بالائے طاق رکھ کر جو دنیا کو چھوڑیگا دنیا اور زیادہ اس کو ملے گی۔ داد حق۔ خدا نے ازل میں جو کچھ تیرے لئے مقدر کر دیا ہے وہ مل کر رہیگا اس کے لئے کیوں سعی کرتا ہے اور کیوں حلال و حرام کی بحثیں پیدا کرتا ہے آنچت۔ مخفف ہے آنچہ ترا کا ایجاد۔ کسی چیز کو پیدا کرنا۔ خوش۔ پسندیدہ۔ زحیر پیچش، پیچ و تاب۔ آن ملکیت۔

[۳] قبول۔ مقبول۔ رد۔ نامنظور مردود۔ بد یعنی جس چیز کی طرف دل راغب ہو وہ بری اور مردود ہے اس کو اختیار نہ کر۔ راہہا۔ اپنی پسند کی چیز اختیار کرنے سے ہی یہ اختلاف مذاہب پیدا ہوا ہے جو فساد کا سبب گر راہہائے۔ لہٰذا پسندیدگی حقانیت کی دلیل نہیں ہے۔ میسر۔ آسان یعنی آسان چیز بھی درست ہے جس سے دل زندہ ہوتا ہے اور روح کے لئے وہ غذا ہے۔

ہر چہ ذوق طبع باشد چوں گذشت ¹ بر نیارد ہمچو شورہ ریع و کشت
جو چیز طبیعت کے ذوق کے مطابق ہوتی ہے جب گزر جاتی ہے تو شور زمین کی طرح پیداوار اور فصل نہیں دیتی ہے

جُز پشیمانی نبا شد ریع اُو جُز خسارت بیش نار دبیع اُو
اس کی پیداوار شرمندگی کے سوا نہیں ہوتی اور اس کی بیع کا حاصل نقصان کے سوا کچھ نہیں ہوتا

آں میسر بنود اندر عاقبت نام اُو باشد معسر عاقبت
انجام کار وہ آسان نہیں ہوتی اور آخر میں اس کا نام دشوار ہوتا ہے

تو مُعسر از میسر باز داں عاقبت بنگر جمال این و آں
تو دشوار اور آسان کے فرق کو سمجھ ان اور اس کے حسن ے نتیجہ پر نظر رکھ

در یکے گفتہ کہ استادے ² طلب عاقبت بینی نیابی در حسب
ایک میں کہا، کسی استاد کی طلب کر (محض) ذاتی شرافت سے تجھے عاقبت اندیشی حاصل نہیں ہو سکتی

عاقبت دیدند ہرگوں ملتے لا جرم گشتند اسیر زلتے
(بغیر استاد) جس قوم نے انجام کو معلوم کیا لا محالہ لغزش میں گرفتا ہوئی

عاقبت دیدن نباشد دست باف ورنہ کے بودے ز دنیہا اختلاف
آخرت کو سمجھنا (اپنے) ہاتھ کا کام نہیں ہے ورنہ مذہبوں میں اختلاف نہ ہوتا

در یکے گفتہ کہ استا ہم توئی زانکہ استار اشناسا ہم توئی
ایک میں کہا، استاد بھی تو ہی ہے اس لئے کہ استاد کو پہچاننے والا تو ہی ہے

مرد باش و سخرۂ ³ مرداں مشو رو سر خود گیر و سرگرداں مشو
مرد بن اور لوگوں کا بیگاری نہ بن جا، خود اپنی فکر کر اور پریشان نہ ہو

چشم برسرت بدار و از خلاف دور شو تا یابی از حق ائتلاف
اپنی ذاتی رائے قائم کر اور خلاف سے بھاگ، تاکہ تو اللہ کا وصال پا لے

در یکے گفتہ کہ ایں جملہ یکے ست ہر کہ او دو بیند احول مرد کے ست
ایک میں کہا، یہ سب (کائنات) ایک (ذات) ہے جو دو سمجھے وہ کمینہ بھینگا ہے

در یکے گفتہ کہ صد یک چوں بود انیکہ اندیشد مگر مجنوں بود
ایک میں کہا کہ سو ایک کیسے ہو سکتا ہے جو یہ سوچے وہ شاید پاگل ہو

ہر یکے قولے ست ضد یکد گر چوں یکے باشد بگو زہر و شکر
ہر ایک [illegible] دوسرے کی ضد ہے بتا، زہر اور شکر ایک کیسے ہو سکتے ہیں

¹ ذوق۔ طبع۔ آسان اور مزاج کے موافق چیزیں اختیار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے عاقبت۔ انجام کار۔ میسر آسان۔ معسر دشوار گزار عاقبت۔ یعنی آسان کام شروع میں آسان ہے لیکن انجام کے اعتبار سے دشوار ہے۔ ریع کھیتی کا محصول پیداوار تو معسر۔ روح اور عقل جس کام کو آسان سمجھے وہ عین دین ہے۔ عاقبت۔ انجام بنی۔ حسب ماہ اور سین کے فتح سے۔ ذاتی خوبیاں۔ شخصی کمالات

² استاد۔ یعنی شیخ طریقت ہرگوں۔ ہر نوع۔ لا جرم۔ ضرور۔ زلت۔ لغزش خطا دست باف۔ ہاتھ کا کام، آسان کام۔ استا۔ استاد کا مخفف ہے۔ یعنی تو خود استاد ہے کسی شیخ کی کیا ضرورت ہے اس لئے کہ جو شیخ کو شناخت کر سکتا ہے وہ خود آخرت کو بھی سمجھ سکتا ہے۔

³ سخرہ۔ بیگاری۔ سرخود گیر اپنی فکر کر۔ سرگرداں۔ حیران سرباطن، ذاتی رائے۔ ائتلاف۔ اتحاد، وصال این جملہ۔ وجود صرف واحد ہے جو تمام کائنات میں جاری اور ساری ہے۔ صد۔ یعنی کروڑوں کائنات ایک وجود کب بن سکتی ہیں۔ زہر و شکر۔ یعنی ان باتوں میں ایسا ہی اختلاف تھا جیسے زہر اور شکر میں۔

در[1] معانی اختلاف و دو صُور — روز و شب بیں خار و گل سنگ و گوہر
معنوں اور صورتوں میں اختلاف — دن اور رات، کانٹے اور پھول، پتھر اور موتی (کا سا اختلاف) سمجھ

تا ز زہر واز شکر درنگذری — کے تو از گلزارِ وحدت بُو بری
جب تک تو زہر اور شکر سے نہ گزرے گا — وحدت کے چمن کے خوشبو کب سونگھے گا؟

وحدت اندر وحدت ست ایں مثنوی — از سمک رو تا سماک اے معنوی
یہ مثنوی وحدت در وحدت ہے — اے معنیٰ کے طالب! مچھلی سے سماک تک چلا جا

در بیان آنکہ اختلاف در صورتِ روش ست نہ در حقیقت راہ
اس بیان میں کہ رفتار کی صورت میں اختلاف ہے نہ کہ راستہ کی حقیقت میں

زیں نمط زیں نوع[2] دہ طومار و دو — بر نوشت آں دینِ عیسیٰؑ را عدو
اس انداز اور اس قسم کے بارہ لمبے خطوط — اس (حضرت) عیسیٰ کے دین کے دشمن نے لکھے

اُو ز یک رنگی عیسیٰ بُو نداشت — وز مزاج خم عیسیٰ خو نداشت
اس کو حضرت عیسیٰ کی یکرنگی کی خوشبو نہ پہنچی تھی — اور نہ حضرت عیسیٰ کے خم کے مزاج کی عادت رکھتا تھا

جامۂ صد رنگ ازاں خم صفا — سادہ و یک رنگ گشتے چوں ضیا
اُس صفائی کے خم سے صد رنگے کپڑے — نور کی طرح سادہ اور یکرنگ ہو جاتے تھے

نیست یکرنگی کزو خیزد ملال — بل مثال ماہی و آب زلال
ایسی یکرنگی نہیں جس سے طبیعت اکتا جائے — بلکہ اس کی مثال، مچھلی اور صاف پانی کی ہے

گرچہ در خشکی ہزاراں رنگہاست — ماہیاں را با پیوست جنگہاست
اگرچہ خشکی میں ہزاروں رنگ ہیں — لیکن مچھلیوں کو خشکی سے بڑی مخالفت ہے

کیست ماہی چیست دریا در مثل[3] — تابداں ماند خدا عزوجل
کون ہے مچھلی، کیا ہے دریا، مثال دینے میں — کہ اُس سے خدائے عزوجل مُشابہ ہو

صد ہزاراں بحر و ماہی در وجود — سجدہ آرد پیش آں دریائے جُود
موجودات میں سے لاکھوں دریا اور مچھلیاں — اس بحر سخاوت کے سامنے سر بسجود ہیں

چند بارانِ عطا باراں شدہ — تابداں آں بحر دُر افشاں شدہ
بخشش کی بہت سی بارشیں برسیں — یہانتک کہ ان سے وہ سمندر موتی برسانے والا بنا

چند خورشید کرم افروختہ — تا کہ ابر و بحر جود آموختہ
کرم کے بہت سے سورج طلوع ہوئے — تب بادل اور سمندر نے سخاوت سیکھی

---

[1] اور معانی۔ یعنی ان طوماروں کے الفاظ و معانی میں سب سے زیادہ اختلاف تھا۔ تاز زہر یعنی جب تک مختلف مظاہر سے گزر کر ذات واحد تک نہ پہنچیگا تکمیل نہ ہوگی سمک۔ مچھلی۔ ایک فرضی عقیدہ ہے کہ ایک مچھلی ہے اس مچھلی کی پشت پر ایک بیل ہے اس بیل کے سینگوں پر زمین ٹکی ہوئی ہے۔ سماک دو ستارے ہیں جو انتہائی بلندی پر ہیں ایک کو سماک دو ستارے ہیں۔ جو انتہائی بلندی پر ہیں ایک کو سماک راح کہتے ہیں وحدت یعنی اس مثنوی میں وحدت الوجود ہی کا بیان ہے جس کے ذریعہ زمین سے آسمانوں تک کی سیر کی جاتی ہے۔ نمط۔ روش، طرز

[2] نوع۔ قسم۔ عدد۔ یعنی مکار وزیر۔ یکرنگی، ایک رنگ کا ہونا۔ بیو۔ سراغ علامت خم عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ کا مٹکا مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ رنگریزی کا کام کرتے تھے رنگ رنگ کا ایک مٹکا تھا جس میں سے ہر رنگ کا کپڑا رنگ کر نکالدیتے تھے۔ جامہ صد رنگ۔ یعنی مذہبی اختلاف خم صفا۔ یعنی حضرت عیسیٰ کی تعلیما۔ ضیاء نور خیزد۔ پیدا شود۔ ملا۔ اکتا جانا۔ آب زلال۔ صاف پانی یعنی وہ یکرنگی ایسی نہ تھی جس سے انسان اکتائے بلکہ اس کی مثال دریا کی یک رنگی کی سی ہے جس سے مچھلی کبھی نہیں۔ اکتاتی خشکی کوئی زمین کالی ہے کوئی لال کہیں رہتا ہے کہیں سہی۔ کیست۔ کون ہے۔ چیست۔ کیا ہے۔

[3] مثل۔ میم اور ثاء کے فتحہ کے ساتھ مثال مانند و مشابہ۔ عز وہ غالب ہوا جل۔ وہ بزرگ ہوا۔ بارا۔ بارش۔

چند خورشید کرم تاباں شدہ — تابداں آں ذرہ سرگرداں شدہ
کرم کے بہت سے سورج روشن ہوئے — تب ان سے وہ ذرہ چکر کاٹنے والا بنا

پرتو ذاتش زدہ بر ماء وطین — تاشدہ دانہ پذیرا پرندہ زمیں
مٹی اور پانی پر اس کی ذات کی روشنی پڑی — تب زمین دانے کو قبول کرنے والی بنی

خاک امین وہرچہ در وے کاشتی — بے خیانت جنس آں برداشتی
زمین امانتدار اور جو کچھ تو نے اس میں بویا — بغیر کسی خیانت کے اس کی جنس کو اٹھایا

ایں امانت زاں عنایت یافتست — کافتاب عدل بروئے تافتست
(زمین نے) یہ امانداری اس کی مہربانی سے پائی ہے — کیونکہ اس پر انصاف کا سورج چمکا ہے

تانشانِ حق نیاید نو بہار — خاک سبزہ رانسازد آشکار
جب تک موسم بہار اللہ کا حکم بن کر نہیں آتا — مٹی سبزے کو ظاہر نہیں کرتی

آں جوادے کو جمادے رابداد — ایں خبرہا ویں امانت ویں سداد
وہ سخی جس نے جمادات کو دئے — یہ پیغامات اور یہ امانت اور یہ راہ روی

آں[۲] جماد از لطف چوں جاں میشود — زمہر از قہر پنہاں میشود
وہ جماد، مہربانی سے جان کی طرح ہو جاتا ہے — سخت جاڑا خوف سے جھپ جاتا ہے

آں جمادے گشت از فضلش لطیف — کل شی من ظریف ہو ظریف
وہ جمادات اس کی مہربانی سے لطیف ہو گئی — جو چیز خوب کی طرف سے ہوتی ہے خوب ہوتی ہے

ہر جمادے راکند فضلش خبیر — عاقلاں راکردہ قہر او ضریر
اس کا کرم ہر جماد کو با خبر بنا دیتا ہے — اور اس کا قہر عقلمندوں کو اندھا کر دیتا ہے

جان ودل را طاقت ایں جوش نیست — باکہ گویم در جہاں یک گوش نیست
جان اور دل میں اس جوش کی طاقت نہیں ہے — کس سے کہوں؟ دنیا میں کوئی کان نہیں ہے

ہر کجا[۳] گوشے بُد از وے چشم گشت — ہر کجا سنگے بُد از وے یشم گشت
جہاں کہیں کان تھا اس جوش کی وجہ سے آنکھ بنگیا — اور جہاں کہیں پتھر تھا وہ یشب بن گیا

کیمیا سازے ست چہ بُود کیمیا — معجزہ بخشے ست چہ بود سیمیا
وہ کیمیا ساز ہے، کیا کیا ہوتی ہے؟ — معجزہ عنایت کرنے والا ہے، سیمیا کیا ہوتی ہے

ایں ثنا گفتن ز من ترک ثناست — کایں دلیل ہستی وہستی خطاست
میرا یہ تعریف کرنا، تعریف نہ کرنا ہے — اس لئے کہ یہ اپنے وجود کی دلیل ہے اور وجود کا احساس غلطی ہے

---

[۱] دانہ پرندہ۔ پانی اور مٹی پر اس کا کرم ہی زمین کی صلاحیت کا سبب ہے پرتو۔ روشنی۔ ماء۔ پانی طین۔ مٹی عدل انصاف نشاں۔ فرمان، حکم۔ سر بھید، چھپی ہوئی چیز۔ جواد سخی۔ جماد۔ پتھر وغیرہ سداد۔ سین کے کسرہ سے درستی، سچائی، راستی

[۲] آں جماد۔ جمادات اگرچہ بے جان ہیں لیکن عنایت خداوندی سے جان داروں کا سا کام کرنے لگتے ہیں۔ زمہریر۔ سخت جاڑا۔ ظریف خوش طبع۔ فضل کرم مہربانی۔ خبیر۔ باخبر آگاہ قہر۔ غضب، جلال۔ ضریر۔ نابینا۔ ایں جوش۔ قدرت کے کمالات بیان کرتے ہوئے دل میں جو جوش پیدا ہوتا ہے اس کی تاب نہیں ہے۔

[۳] ہر کجا اس جوش سے شنیدہ دیدہ ہو گیا۔ سنگ دل بھی نور سے معمور ہو کر سنگ یشب بنگیا۔ یشم۔ ایک قسم کا قیمتی۔ نورانی پتھر ہے اسی کو سنگ یشب کہتے ہیں۔ کیمیا، وہ فن جس سے قلعی تانبے وغیرہ کو چاندی، سونا بنا دیا جاتا ہے۔ سیمیا، وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے۔

پیش ۱؎ ہست او باید نیست بود — چیست ہستی پیش اُو کور و کبود
اُس کے وجود کے سامنے نیست ہو جانا چاہئے — ہستی کیا ہوتی ہے؟ اس کے سامنے اندھی اور سیاہ پوش ہے

گرنبودے کو راز و بگداختے — گرمی خورشید را بشناختے
اگر اندھی نہ ہوئی اس سے پگھل جاتی — آفتاب کی گرمی کو پہچانتی

ورنبودے اُو کبودار تعزیت — کے فسردے ہمچو یخ ایں ناجیت
اگر وہ (ہستی) تعزیت کی وجہ سے سیاہ پوش نہ ہوتی — تو اس جانب (دنیا) برف کی طرح کیوں ٹھٹھرتی

بیانِ خسارت وزیر دریں خدعہ و مکر
اس مکر و فریب میں وزیر کے خسارہ اٹھانے کا بیان

ہمچوشہ نادان و غافل بُد وزیر — پنجہ میزد با قدیم و ناگزیر ۲؎
وزیر، بادشاہ کی طرح نادان اور غافل تھا — جو واجب الوجود اور قدیم سے پنجہ لڑاتا تھا

ناگزیر جملگاں حی قدیر — لا یزال ولم یزل فرد و بصیر
جو سب کے لئے ضروری ہے زندہ، قادر ہے — ہمیشہ رہیگا، اور ہمیشہ رہا، اکیلا اور تنہا ہے

باچناں قادر خدائے کز عدم — صد چو عالم ہست گرداند بدم
ایسے قادر خدا سے کہ جو عدم سے — اس عالم جیسے سَو عالم ایک دم میں پیدا کر دیتا ہے

صد چو عالم در نظر پیدا کند — چونکہ چشمت را بخود بینا کند
اس عالم جیسے سو عالم ایک نظر میں پیدا کر دے — جب تیری آنکھوں کو اپنے معاملہ میں بینا کر دے

گرجہاں پیشت بزرگ و بے بن ست — پیش قدرت ذرہ میداں کہ نیست
اگرچہ عالم تیرے نزدیک بڑا اور وسیع ہے — سمجھ لے، قدرت کے آگے ایک ذرہ بھی نہیں ہے

ایں جہاں خود حبس جانہائے شماست — ہیں ودیدآنسو کہ صحرائے خداست
یہ عالم تمہاری جانوں کا قید خانہ ہے — خبردار! اس جانب دوڑ جو خدا کا میدان ہے

ایں جہاں محدود آں خود بیحدست — نقش و صورت پیش آں معنی سدست
یہ عالم محدود اور وہ غیر محدود ہے — نقش اور صورت اس معنی کے سامنے آڑ ہیں

صد ہزاراں نیزہ فرعون را — در شکست آں موسیٰ با یک عصا
فرعون کے لاکھوں نیزے — موسیٰ نے ایک لاٹھی سے توڑ دے

صد ہزاراں طب جالینوس بود — پیش عیسیٰ ودمش افسوس بود
جالینوس کی لاکھوں طبیں تھیں — (حضرت) عیسیٰ اور ان کی پھونک کے سامنے بیکار تھیں

۱؎ ہست او حضرت حق کی ذات کے سامنے ممکن ہونے کے باوجود عدم ہے اپنے وجود کا احساس مشاہدہ کا حجاب ہے جس نے آنکھوں کو اندھا اور محرومی کی وجہ سے سیاہ پوش بنا رکھا ہے۔ خورشید آفتاب حق کا مشاہدہ فنا کر ڈالتا ہے تعزیت۔ ماتم پرسی۔ فسردن۔ ٹھٹھرنا رخ۔ برف ناحیت۔ طرف، کنارہ

۲؎ ناگزیر۔ ضروری، واجب الوجود۔ جملگاں۔ جملہ کی جمع۔ حی۔ زندہ لایزال جو ہمیشہ رہیگا۔ لم یزل جو ہمیشہ سے ہے بصیر بیناء اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے باچناں۔ وہ وزیر اس دا سے پنجہ کشی کر رہا ہے تھا جو قادر مطلق ہے۔ ہست۔ موجود بخود بینا کند۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی معرفت عطا فرمادے۔

۳؎ بے بن۔ وسیع و کشادہ حبس۔ قید خانہ۔ ہیں۔ کلمہ بینہ ہے۔ صحرا۔ جنگل مراد عالم بالا ہے۔ سد دیوار آنسو یعنی عالم بالا نقش و صورت۔ یعنی عالم سفلی عالم علوی کے لئے سد راہ ہے۔ جالینوس۔ یونان کا مشہور حکیم ہے جو حضرت عیسیٰ کا ہمعصر تھا افسوس۔ کھیل۔ مذاق

صد ہزاراں دفتر اشعار بود
اشعار کے لاکھوں دیوان تھے

پیش حرف امیش آں عار بود
جو اس کے امی (محمد) کے کلام کے سامنے ہوجب ننگ تھے

باچناں غال خداوندے کسے
ایسے غالب خدا کے آگے کوئی

چوں نمیرد گر نبا شد اُوحے
کیسے نہ مرے اگر وہ کمینہ نہیں ہے!

بس دل چوں کوہ را انگیخت او
پہاڑ جیسے بہت سے دلوں کو اس نے اکھاڑ دیا

مرغ زیرک بادو پا آویخت اُو
چالاک پرندے کو دو پیروں کے ہوتے ہوئے بھی اس نے لٹکایا

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ
عقل اور یہ طبیعت کو تیز کر لینا راہ نہیں ہے

جُز شکستہ می نگیر و فضل شاہ
شاہ کا فضل، عاجز کے سوا کسی کی دستگیری نہیں کرتا

اے بسا گنج آگنانِ گنج گاوٗ
اے (مخاطب) بہت سے گنج گاؤ جیسے خزانے جمع کرنے والے

کاں خیال اندیش را شد ریش گاوٗ
عقلمندوں کے لئے سامان تمسخر بن گئے

گاوٗ کہ بود تا تو ریش اُو شوی
بیل کیا چیز ہے؟ کہ تو اس کی ڈاڑھی بنے

خاک کہ بُود تا حشیش اُو شوی
خاک کیا ہے؟ کہ تو اس کی گھاس بنے

زرّ و نقرہ چیست تا مفتوں شوی
سونا اور چاندی کیا ہے؟ کہ تو اس کا عاشق بنے

چیست صورت تا چنیں مجنوں شوی
صورت کیا ہے؟ کہ تو ایسا پاگل بنے

ایں ترا و باغ تو زندان تست
یہ محل اور باغ تیرا قید خانہ ہے

ملک و مال تو بلائے جان تست
تیرا ملک اور مال تیری جان کے لئے مصیبت ہے

آں جماعت را کہ ایزد مسخ کرد
جس گروہ کو اللہ نے مسخ کیا

آیتِ تصویر شاں را نسخ کرد
ان کی صورت کی پہچان کو مٹا دیا

چوں زنے از کار بد شد روئے زرد
جب عورت بدکاری کی وجہ سے زرد رُو ہوئی

مسخ کرد اُورا خدا و زُہرہ کرد
اس کو خدا نے مسخ کر دیا اور زہرہ بنا دیا

عورتے را زہرہ کردن مسخ بود
عورت کو زہرہ بنا دینا تو مسخ تھا

آب و گل گشتن نہ مسخ ست اے عنود
کیا پانی اور مٹی ہوجانا مسخ نہیں ہے۔ اے سرکش!

روح می بُردت سوئے عرش بریں
روح تو تجھے عرش بریں کی طرف لیجاتی (لیکن)

سوئے آب و گل شدی در اسفلین
تو پانی اور مٹی کی طرف نچلے درجوں میں آ گیا

خویش را تو مسخ کردی زیں سفول
تو نے اپنے آپ کو اس پستی کی وجہ سے مسخ کر لیا

باوجود کہ بُد آں رشکِ عقول
حالانکہ وہ جو عقول عشرہ کے لئے باعث رشک تھا

---

[1] حرف یعنی کلام اللہ۔ امی۔ ام بمعنی ماں کی طرف منسوب ہے وہ بچہ جو سایہ داری سے محروم ہو کر صرف ماں کے زیر سایہ پلا ہو اور علوم مروجہ نہ حاصل کر سکا ہو، آنحضور کو بھی امی کہا جاتا ہے چوں نمیرد۔ اپنے آپ کو فانی نہ سمجھے۔ مرغ زیرک۔ چالاک پرندہ مراد فلسفی ہے۔ فہم و خاطر یعنی فلاسفہ اور حکماء محض عقل کے زور پر معرفت حاصل کرلیں۔ ممکن نہیں ہے اللہ عجز و نیاز سے ہی دستگیری فرماتا ہے گنج آگناں۔ خزانہ بھرنے والے گنج گاوٗ۔ مشہور خزانہ جو جمشید کے زمانہ تھا بہرام کے زمانہ میں ایک کاشتکار کے ہاتھ آیا تھا، اس میں گائے بیل کے طلائی بت بھی تھے اس لئے اس کا نام گنج گاوٗ پڑ گیا تھا۔ خیال اندیش فلسفی۔

[2] ریش گاوٗ۔ بیل کی ڈاڑھی، اس سے احمق، بیوقوف مراد ہوتا ہے حشیش۔ گھاس مفتون۔ فریفتہ۔ مجنون دیوانہ، عاشق سرا و باغ دنیاوی چیزیں۔ راہ طریقت کی رکاوٹیں ہیں۔ کار بد یعنی کام زنا زہرہ ایک ستارے کا نام ہے عوام میں مشہور ہے کہ زہرہ ایک عورت تھی ہاروت و ماروت دو فرشتوں نے اس سے زنا کرلیا اس سزا میں وہ دونوں فرشتے چاہ بابل میں الٹے لٹکا دیئے اور زہرہ عورت نے ان دونوں سے جو اسم اعظم سیکھا تھا اس کے ذریعہ آسمان پر چلی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مسخ کر کے زہرہ ستارہ بنا دیا اس سارے قصے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے یہ محض افسانہ ہے۔ [3] آب و گل

پس تبرازیں مسخ کردن چوں بود
اس سے بدتر مسخ کرنا کیا ہو گا؟
پیش آں مسخ ایں بغایت دوں بُود
بلکہ اس مسخ کے بالمقابل یہ مسخ گرا ہوا ہے

اسپ ہمت سوئے اختر تاختی
تو نے ہمت کا گھوڑا ستاروں کی طرف تو دوڑایا
آدم مسجود رانشناختی
لیکن مسجود آدم کو تو نہ پہچانا

آخر آدم زادہء اے ناخلف
اے ناخلف! آخر تو آدم کی اولاد ہے
چند پنداری تو پستی را شرف
ذلت کو شرافت کب تک سمجھے گا؟

چند گوئی من بگیرم عالمے
کب تک کہیگا؟ میں تمام دنیا کو فتح کردوں گا
ایں جہاں راپُر کنم از خود ہمے
اور اس دنیا کو اپنے سے بھر دوں گا

گر جہاں پُر برف گردد سر بسر
اگر پوری دنیا بالکل برف سے بھر جائے
تاب خور بگدازدش از یک نظر
سورج کی گرمی ایک نظر میں اس کو پگھلا دے

وزر[2] اُو و ِزرچوں اُو صد ہزار
اس (وزیر) کے بوجھ اور اس جیسے لاکھوں کے بوجھ کو
نیست گرداند خدا از یک شرار
خدا ایک چنگاری سے نیست و نابود کر دے

عین آں تخییل را حکمت کند
بعینہٖ ان خیالات کو دانائی بنا دے
عین آں زہراب راشربت شرار
اور اس زہریلے پانی کو شربت بنا دے

در خرابی گنجہا پنہاں کند
ویرانہ میں خزانوں کو محفوظ رکھتا ہے
خار راگل جسمہا را جاں کند
کانٹے کو پھول اور جسموں کو جان بنا دیتا ہے

آں گماں انگیز را سازد یقیں
وہ گمان پیدا کرنے والی بات کو یقین بنا دیتا ہے
مہر و ہارو یاند از اسباب کیں
اور کینہ کے اسباب سے، محبتیں اگا دیتا ہے

پرورَدور آتش ابراہیم را
حضرت ابراہیم کو آگ میں پالدیتا ہے
ایمنی روح سازد بیم را
اور خوف کو روح کے اطمینان کا ذریعہ بنا دیتا ہے

از سبب[3] سازیش من سودائیم
اس کی علت آفرینی سے میں دیوانہ ہوں
وزسبب سوزیش سوفسطائیم
اور اس کی سبب سوزی سے میں سوفسطائی ہوں

درسبب سازیش سرگرداں شدم
اس کی سبب سازی سے میں سرگرداں ہوں
درسبب سوزیش ہم حیراں شدم
اس کی سبب سوزی سے بھی میں حیران ہوں

[1] ہر۔ بدتر۔ آں مسخ صوری مسخ ایں مسخ۔ معنوی مسخ دوں۔ کم تبہ خراب اختر ستارہ مسجود جس کو سجدہ کیا جائے۔ آدم زادہ زادہ آدم خلف۔ نیک فرزند ناخلف۔ بد فرزند شرف بزرگی، بلندی تاب۔ تپش۔ خور۔ سورج

[2] وزر۔ بوجھ گناہ نیست۔ معدوم یعنی خدا کی بخشش سے ناامید نہ ہونا چاہئے۔ تخیل خیالی بات وہمی علوم حکمت دانائی کی بات زہر آب زہر ملا پانی خراب۔ ویرانہ در آتش حضرت ابراہیم کو نمرود نے آگ میں ڈلوایا لیکن وہ آگ باغ بن گئی۔

[3] سبب سازی۔ سبب بنانا۔ علت و معلول کا سلسلہ قائم کرنا یعنی ایک وجود کو کسی دوسرے وجود پر موقوف رکھنا۔ سبب سوزی۔ بلا علت کوئی کام کرنا سوفسطائی۔ حکماء کا ایک گروہ ہے جو کسی حقیقت کو موجود نہیں مانتا، ہر شے کے وجود کو وہمی اور خیالی مانتا ہے۔

مکر کردن وزیر و در خلوت نشستن و شورا فگندن در قوم

وزیر کا مکر کرنا اور تنہائی میں بیٹھنا اور قوم میں شورش پیدا کر دینا

چوں وزیرِ ماکر[1] بد اعتقاد　　دین عیسیٰ را بدل کرد از فساد
جب مکار، بد اعتقاد وزیر نے　　حضرت عیسیٰ کے دین کو فساد ڈالنے کے لئے بدل ڈالا

مکر دیگر آں وزیر از خود بہ بست　　وعظ را بگذشت در خلوت نشست
دوسرا مکر اس وزیر نے اختیار کیا　　وعظ کہنا چھوڑا، تنہائی میں بیٹھ گیا

در مریداں در فگند از شوق سوز　　بود در خلوت چہل پنجاہ روز
مریدوں میں شوق کی سوزش ڈالدی　　چالیس پچاس روز تک تنہائی میں رہا

خلق دیوانہ شدند از شوق اُو　　از فراق حال و قال و ذوق اُو
اس کے شوق سے لوگ دیوانے ہو گئے　　حال اور گفتگو اور اس کے ذوق کی جدائی سے

لابہ و زاری ہمی کردند واُو　　از ریاضت گشتہ در خلوت دوتو
لوگ خوشامد اور عاجزی کرتے تھے اور وہ　　مجاہدہ کی وجہ سے تنہائی میں کبڑا ہو گیا تھا

گفتہ ایشاں بے تو مارا نیست نور　　بے عصاکش چوں بود احوال کور[2]
انہوں نے کہا تیرے بغیر ہمارے لئے روشنی نہیں ہے　　لاٹھی پکڑنیوالے کے بغیر نابینا کا حال کیا ہوگا؟

از سر اکرام واز بہر خدا　　بیش ازیں از خود مکن مارا جدا
از راہ مہربانی اور خدا کے لئے　　اس سے زیادہ ہم کو اپنے سے جدا نہ کر

ماچو طفلانیم و مارا دایہ تو　　برسر ماگستراں سایہ تو
ہم بچوں کی طرح ہیں اور تو ہماری دایہ ہے　　وہی سایہ تو ہمارے اوپر ڈالدے

گفت جانم از محباں دور نیست　　لیک بیروں آمدن دستور[3] نیست
اس نے کہا میری جان دوستوں سے دور نہیں ہے　　لیکن باہر آنے کا میرے لئے حکم نہیں ہے

آں امیراں در شفاعت آمدند　　واں مُریداں در ضراعت آمدند
وہ امیر سفارش کے لئے آئے　　اور وہ مرید عاجزی کرنے لگے

کاینچہ بدبختی ست مارا اے کریم　　از دل ودیں ماندہ ما بے تو یتیم
کہ اے بزرگ! یہ ہماری کیسی بدبختی ہے　　ہم دل اور دین سے تیرے بغیر محروم رہ گئے

تو بہانہ می کنی و ما ز درد　　می زنیم از سوزِ دل دمہائے سرد
تو تو بہانہ کر رہا ہے اور ہم درد سے　　دل کی جلن سے ٹھنڈی آہیں بھر رہے ہیں

ما بگفتار خوشت خو کردہ ایم　　ماز شیر حکمت تو خوردہ ایم
ہمیں تیری میٹھی باتوں کی عادت ہو گئی ہے　　ہم نے تیری دانائی کا دودھ پیا ہے

[1] ماکر۔ مکر کرنے والا۔ حال حالت مستی۔ قال گفتگو ذوق۔ وجدان، روحانی احساس۔ لابہ۔ خوشامد زاری۔ عاجزی۔ دوتو۔ کبڑا۔ خمیدہ، دوہرا۔ عصاکش۔ یعنی اندھے کی لاٹھی پکڑ کر چلنے والا۔

[2] کور نابینا دایہ۔ دودھ پلانیوالی عورت، ماں۔

[3] دستور حکم، اجازت، طریقہ۔ امیراں بارہ سردار ضراعت۔ عاجزی، خوشامد کریم۔ بزرگ۔ یتیم۔ بے باپ کا بچہ محروم دمہائے سرد۔ ٹھنڈے سانس خو۔ عادت۔ شیر۔ دودھ حکمت۔ دانائی خوردہ۔ نوشیدہ

اللہ اللہ ایں جفا باما مکن　　لطف کن امروز را فردا مکن
خدا کے لئے یہ ظلم ہم پر نہ کر　　مہربانی کر، اور آج کو کل پر نہ ٹال

می دہد دِل[1] امر ترا کیں بیدلاں　　بےتو گردن آخر از بے حاصلاں
کیا تیرا دل اس کی اجازت دیتا ہے کہ یہ بیدل　　تیرے بغیر محروموں میں شامل ہو جائیں؟

جملہ در خشکی چو ماہی می طپند　　آب را بکشاز جُو بردار بند
سب ایسے تڑپ رہے ہیں جیسے مچھلی خشکی ہیں　　پانی کھول دے اور نہر سے بند اٹھا دے

ایکہ چونتو در زمانہ نیست کس　　اللہ اللہ خلق رافریاد رس
اے وہ کہ دنیا میں تجھ جیسا کوئی نہیں ہے!　　خدا کے لئے لوگوں کی فریاد سن لے

دفع کردن وزیر مُریدان و اتباع خودرا
وزیر کا اپنے مریدوں اور متبعین کو دفع کرنا

گفت ہاں اے سخرگان گفتگو　　وعظ و گفتار و زبان و گوش جُو
اُس نے کہا، خبردار! اے گفتگو کے پابندو!　　وعظ اور کان، گفتار اور زبان کے تلاش کرنیوالا

پُنبہ اندر گوش حس دوں کنید　　بند حس از چشم خود بیروں کنید
حسی کان کے اندر روئی ٹھونس لو　　اپنی آنکھ سے ظاہری رکاوٹ دور کرو

پُنبہ آں گوش سر گوش سر ست　　تانگردد ایں کر آں باطن کر ست
باطنی کان کی روئی، سر کا کان ہے　　جب تک یہ بہرا نہ ہو باطن بہرا ہے

بےحس و بےگوش و بےفکرت شوید　　تا خطاب ارجعی[2] رابشنوید
بے حس اور بغیر کان کے اور بے فکر ہو جاؤ　　تاکہ ارجعی کے خطاب کو سنو

تا بگفت گوئے بیداری دری　　تو زگفت خواب کے بوئے بری
جب تک تو بیداری کی گفتگو میں ہے　　تو خواب کی گفتگو سے کب خوشبو حاصل کرسکتا ہے

سیر بیرونی ست فعل و قول ما　　سیر باطن ہست بالائے سما
ہمارا فعل اور قول بیرونی سیر ہے　　باطنی سیر آسمانوں پر ہے

حس خشکی دید کز خشکی بزاد　　موسیٰ جان پائے بردر یانہاد
حس نے خشکی دیکھی ہے چونکہ وہ خشکی سے پیدا ہوئی　　جان کے موسیٰ نے دریا پر قدم دھر دیا

سیر جسم خشک بر خشکی فتاد　　سیر جاں پادردل دریا نہاد
خشک جسم کی سیر خشکی پر ہوئی ہے　　جان کی سیر نے دریا کے دل پر دھر دیا ہے

---

[1] دل دادن۔ آمادہ کرنا بیدل۔ عاشق۔ بے حاصل محروم۔ طپیدن۔ تپیدن، تڑپنا، جلنا۔ ہاں۔ کلمہ تنبیہ ہے۔ سخرگان۔ سخرہ کی جمع ہے۔ تابع۔ پنبہ روئی۔ گوش حس ظاہری کان، دوک۔ کمینہ، چشم۔ یعنی قلبی بینائی۔ گوش سر باطنی کان۔ گوش سر۔ ظاہری کان، یعنی جب تک ظاہری کان کھلے ہوئے ہیں، باطنی کان کام نہیں کرتے ہیں۔

[2] ارجعی۔ تو لوٹ آ، قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے یایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ یعنی اے مطمئن جان اپنے پروردگار کی طرف خود خوش ہوتی اور اس کو خوش کرتی لوٹ جا حس یعنی حس ظاہری، چونکہ مٹی سے بنا ہے لہٰذا اس کی سیرگاہ یہی عالم آب وگل ہے۔ روح، ملاء اعلیٰ کی چیز ہے، اس کی سیر بھی ملاء اعلیٰ میں ہوتی ہے، حضرت موسیٰ پیدائش کے بعد دریائے نیل میں بہا دئے گئے تھے۔ دریا۔ یعنی عالم آخرت

چونکہ عمر اندر رہ خشکی گذشت گاہ کوہ وگاہ صحراء گاہ دشت
چونکہ عمر خشکی کے راستہ میں کٹی ہے کبھی پہاڑ، کبھی جنگل اور کبھی بھیدان میں

آب حیواں راکجا خواہی تو یافت موج دریا را کجا خواہی شگافت
تو آبِ حیات کو کب پا سکے گا؟ دریا کی موج کو کب چیر سکیگا؟

موج خاکی فہم ووہم وفکر ماست موج آبی محوسکر است وفناست
خاکی موج ہماری سمجھ، ہمارا وہم اور ہماری سوچ ہے آبی موج محویت اور سکر اور فنا ہے

تادریں سکری ازاں سکری۲ تو دُور تا ازیں مستی ازاں جامے نفور
جب تک تو اس سکر میں ہے اس سکر سے دور ہے جب تک تو اس سے مست ہے اس جام سے نفرت کرنے والا ہے

گفتگوئے ظاہر آمد چوں غبار مدتے خاموش خوکن ہوشدار
ظاہری گفتگو ، غبار کی مانند ہے کچھ مدت چپ رہنے کی عادت ڈال ہوش میں آ

مکرر عرض کر دن مریداں کہ خلوت رابشکن

مریدوں کا مکر عرض کرنا کہ خلوت کو چھوڑیئے

جملہ گفتند اے حکیم رخنہ جُو ایں فریب و ایں جفا باما مگو
سب نے کہا، اے حکیم، خلل انداز یہ فریب اور یہ ظلم، ہمیں نہ سنا

ما اسیرانیم تا کے ایں فریب بیدل وجانیم تا کے ایں عقیب۳
ہم قیدی ہیں، یہ فریب کب تک؟ ہم بے دل اور بے جان ہیں، یہ غصہ کب تک؟

چوں پذیرفتی تو ما رازِ ابتدا مرحمت کن ہمچنیں تا انتہا
تو نے جب ہمیں ابتداء سے قبول کر لیا ہے اسی طرح آخر تک ہم پر رحم کر

ضُعف و عجز و فقرِ ما دانستۂ دردِ مارا ہم دوا دانستۂ
تو نے ہماری کمزوری، عاجزی اور احتیاج جان لی ہے ہمارے درد کی دوا بھی تو نے جان لی ہے

چار پارا قدر طاقت بارنہ برضعیفاں قدر قوت کارنہ
چوپائے پر، طاقت کے مطابق بوجھ لاد کمزوروں پر بقدر قوت کام ڈال

دانہ ہر مرغ اندازہ ویست طعمہ ہر مرغ انجیرے کےست
ہر پرندہ کا دانہ اس کے اندازے کے مطابق ہے ہر پرندہ کی خوراک انجیر کب ہے

طفل راگرناں دہی برجائے شیر طفل مسکیں راازاں ناں مردہ گیر
تو اگر بچے کو دودھ کی بجائے روٹی دے مسکین بچہ کو اس روٹی سے مردہ سمجھ

---

۱ محو۔ مٹا دینا، تصوف کی اصطلاح میں فنا فی الذات کو کہتے ہیں جس کے مقابل اثابت ہے۔ سکر مستی تصوف میں وہ کیفیت مراد ہے، جس میں انوارِ غیبی کے غلبہ سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز ختم ہوجاتا ہے اس کے بالمقابل کیفیت صحو ہے۔

۲ سکر۔ یعنی انوارِ غیبی کے غلبہ کی کیفیت۔ جام۔ یعنی جام معرفت نفوز متنفر۔ غبار یعنی حجاب قلب، حدیث شریف میں ہے، کثرت کلام دل میں قساوت پیدا کرتا ہے۔ رخنہ جو چونکہ ہماری تباہی کو پسند کر رہا ہے اسیر مجت کا قیدی۔

۳ عقیب۔ عتاب کا امالہ ہے۔ غصہ ناراضی۔ چوں وضعداری یہی ہے کہ جب ہمیں خادم بنایا ہے تو خادم بنائے رکھے۔ دانستہ یعنی تجھے معلوم ہے کہ ہماری دوا تیرا قرب ہے۔ چار پا یعنی ہمارے ساتھ اب وہ برتاؤ نہ کر جو ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے دانہ۔ ہر پرندہ کا دانہ اس کی حیثیت کے مطابق ہے۔

چونکہ دندہا بر آرد بعد ازاں — خود بخود گردد دلش جویائے ناں
جب وہ دانت نکال لے گا — تو اس کا دل خود بخود روٹی تلاش کریگا

مرغ[1] نارستہ چوں پراں شود — لقمۂ ہر گربہ دراں شود
جس پرندے کے پر نہ نکلے ہوں جب وہ اڑے گا — ہر درندہ بلی کا لقمہ بن جائے گا

چوں بر آرد پر بپرد او بجود — بے تکلف بے صغیر نیک و بد
جب پر نکال لیگا، وہ خود بخود اڑیگا — اچھی، بری سیٹی کے بغیر، بلا تکلف

دیو را نطق تو خامش می کند — گوش ما را گفت تو ہش می کند
تیری گفتگو، شیطان کی چپ کر دیتی ہے — تیری گفتگو ہمارے کان کو ہوشمند کر دیتی ہے

گوش ما ہوش ست چوں گویا توئی — خشک ما بحر ست چوں دریا توئی
جب تو گویا ہوتا ہے ہمارے کان (ہمہ تن) ہوش ہوتے ہیں — چونکہ تو دریا ہے، ہمارا خشک بھی سمندر ہے

با تو ما را خاک بہتر از فلک — اے سماک[2] از تو منور تا سمک
تیرے ساتھ، ہمارے لئے زمین آسمان سے بہتر ہے — اے وہ ذات کہ تجھ جیسے سماک سے سمک تک روشن ہے

بے تو ما را بر فلک تاریکی ست — با تو اے مہ ایں زمین تاری کے ست
تیرے بغیر ہمارے لئے آسمان پر اندھیرا ہے — اے چاند! تیرے ہوتے ہوئے یہ زمین کب اندھیری ہے؟

با مہ روئے تو شب تاری کے ست — روز را بے نورِ تو تاریکی ست
تیرے چہرہ کے چاند کے ہوتے ہوئے رات کب تاریک ہے؟ — دن، تیرے نور کے بغیر تاریک ہے

با تو بر خاک از فلک بُردیم دست — بر سما ما بے تو چوں خاکیم پست
تیرے ذریعہ زمین پر رہتے ہوئے ہم آسمان پر سبقت لیگئے — تیرے بغیر ہم آسمان پر بھی زمین کی طرح پست ہیں

صورت رفعت بود افلاک را — معنی رفعت روان پاک را
آسمانوں کو ظاہری بلندی حاصل ہے — پاک، روح کو معنوی بلندی حاصل ہے

صورتِ رفعت برائے جسمہاست — جسمہا در پیش معنیٰ اسمہاست
جسموں کی، ظاہری بلندی رہے — جسم، معنی کے سامنے (محض) نام ہیں

اللہ اللہ یک نظر بر ما فگن — لا تقنطنا فقد طال الحزن
اللہ ہم پر ایک نظر ڈالدے — ہمیں مایوس نہ کر غم دراز ہو گیا

جواب گفتن وزیر کہ خلوت رائی شکنم
وزیر کا جواب دینا کہ میں تنہائی نہ چھوڑں گا

---

[1] مرغ۔ تو ہمارے لئے بمنزلہ پروں کے ہے، تیرے بغیر ہماری ہلاکت ہے۔ دلو۔ شیطان۔ نطق گویائی ہش۔ ہوش کا مخفف ہے یعنی ہمارا شیطان سے بچاؤ اور ہمارا ہوش تیری صحبت اور گفتگو پر موقوف ہے

[2] سماک۔ ستارہ کا نام ہے۔ سمک مچھلی۔ تاریکی اندھیرا۔ تاری۔ اندھیرا بردیم دست۔ دست بردن غالب آنا، سبق لے جانا۔ سما۔ آسمان۔ صورت رفعت ظاہری بلندی، معنی رفعت حقیقی بلندی

گفت جحتہائے خود کوتہ کنید　　پندرا ا در جان و در دل رہ کنید

اُس نے کہا اپنی محبتوں کو مختصر کرو　　جان اور دل میں نصیحت کو راستہ دو

گر امینم متہم بنود امین　　گر بگویم آسماں را من زمیں

اگر میں امانتدار ہوں تو امین متہم نہیں ہوتا ہے　　خواہ میں آسمان کو زمین کہوں

گر کمالم با کمال انکار چیست　　ور نیم ایں زحمت و آزار چیست

اگر میں کامل ہوں تو کمال کے ہوتے ہوئے انکار کیا جائے　　اور اگر نہیں ہوں تو یہ زحمت اور تکلیف کیوں ہے؟

من نخواہم شد ازیں خلوت بروں　　زانکہ مشغولم باحوال دروں

میں خلوت سے باہر نہ نکلوں گا　　اس لئے کہ میں باطنی احوال میں مشغول ہوں

لابہ کردن مریداں در خلوت وزیر باردگر
وزیر کی خلوت کے متعلق مریدوں کا دوبارہ خوشامد کرنا

جملہ گفتند اے وزیر انکار نیست　　گفت ما چوں گفتۂ اغیار نیست

سب نے کہا اے وزیر! انکار نہیں ہے　　ہماری بات غیروں کی سی بات نہیں ہے

اشک دیدہ است از فراق تو دواں　　آہ آہ ست از میان جاں رواں

تیری جدائی سے آنکھوں کے آنسو بہہ رہے ہیں　　جان سے آہ آہ نکل رہی ہے

طفل ۲ بادایہ استیزد ولیک　　گرید او گرچہ نہ بد داند نہ نیک

بچہ دایہ سے نہیں لڑتا لیکن　　وہ روتا ہے اگرچہ اچھا برا نہیں جانتا ہے

ما چو چنگیم و تو زخمہ میزنی　　زاری از ما نے تو زاری میکنی

ہم سارنگی کی طرح ہیں اور تو مضراب مارتا ہے　　رونا ہمارا نہیں ہے تو روتا ہے

ما چو شطرنجیم ۳ اندر بُرد و مات　　بُرد و مات ماز ست اے خوش صفات

ہار جیت میں ہم شطرنج کی طرح ہیں　　اے خوش صفات! ہماری ہار جیت تیری طرف سے ہے

ماکہ باشیم اے تو مارا جان جاں　　تا کہ ما باشیم با تو درمیاں

اے وہ کہ تو ہماری جان کی جان ہے ہم کیا ہوتے ہیں؟　　تیرے ہوتے ہوئے درمیان میں ہم کون ہوتے ہیں؟

ما عدمہائیم و ہستی ہائے ما　　تو وجودِ مُطلق فانی نما

ہم اور ہماری ہستیاں معدوم ہیں　　تو فانی نما، وجودِ مطلق ہے

---

۱ پندرا۔ یعنی نصیحت کو دل وجان سے قبول کرلو۔ متہم۔ تہمت، زدہ گفت گفتگو گفتہ۔ کہا ہوا۔ اغیار غیر کی جمع یعنی ہماری یہ باتیں اپنوں کی باتیں ہیں جو آپ کے کمال کے انکار کی وجہ سے نہیں ہیں۔ اشک اگر کمال کا انکار ہوتا تو ہماری یہ حالت کیوں ہوتی۔

۲ طفل یعنی بچہ اپنی اندرونی تکلیف سے روتا ہے ماں کو ستانا مقصود نہیں ہوتا اس لئے ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس سے مقصد آپ کو ستانا نہیں ہے۔ ماچو چنگیم۔ یہاں سے مولانا کا اپنا بیان شروع ہوگیا ہے، اس کا تعلق وزیر کے مریدوں سے نہیں ہے۔ نائے۔ بانسری۔ نوا۔ آواز۔ صدا۔ گونج آوازِ بازگشت۔

۳ شطرنج۔ مشہور کھیل ہے بردو مات۔ ہار جیت۔ تا کہ ما شیم۔ تیرے وجود کے بالمقابل ہمارا وجود معدوت ہے۔ فانی۔ نما۔ یعنی ممکن کا وجود حقیقت میں کچھ نہیں۔ صرف نظر آتا ہے لہٰذا وہ ہستی نما عدم ہے اور واجب کا وجود حقیقی ہے جو نظر نہیں آتا لہٰذا وہ وجودِ مطلق فانی ہے۔

ماہمہ شیران ولے شیر علم ۔۔۔ حملۂ شان از باد باشد دمبدم

ہم سب شیر ہیں لیکن جھنڈے کے شیر ۔۔۔ جس کا مسلسل حملہ ہوا کی وجہ سے ہوتا ہے

حملۂ اشاں پیدا و ناپیداست باد ۔۔۔ آنکہ ناپیداست ہرگز گم مباد

ان کا حملہ نظروں میں ظاہر ہے اور ہوا نظر سے غائب ہے ۔۔۔ وہ ذات جو کہ نظروں سے غائب ہے کبھی (دل سے) گم نہ ہو

بادِ ما و بودِ ما از دادِ تُست ۔۔۔ ہستی ما جملہ از ایجادِ تُست

ہماری ہوا اور ہمارا وجود تیری عطا سے ہے ۔۔۔ ہم سب کی ہستی تیری ایجاد سے ہے

لذّتِ ہستی نمودی نیست را ۔۔۔ عاشق خود کردہ بودی نیست را

تو نے معدوم کو وجود کی لذّت چکھائی ۔۔۔ تو نے معدوم کو اپنا عاشق بنایا تھا

لذّتِ انعامِ خودرا وامگیر ۔۔۔ نقل خمر و جامِ خودرا وامگیر

اپنے انعام کی لذّت کو واپس نہ لے ۔۔۔ شراب کی نقل اور اپنے جام کو واپس نہ لے

ور بگیری کیست جُست و جُو کُند ۔۔۔ نقش با نقّاش چوں نیز و کُند

اور اگر تو لے لے کون ہے جو جستجو کر سکے؟ ۔۔۔ نقش، نقاش کے ساتھ کیا زور آزمائی کرے؟

منگر اندر ما مکن در ما نظر ۔۔۔ اندر اکرام و سخائے خود نگر

ہمیں نہ دیکھ، ہم پر نظر نہ کر ۔۔۔ اپنے اکرام اور سخاوت کو دیکھ

ما نبودیم[۲] و تقاضامان نبود ۔۔۔ لُطفِ تو نا گفتہ مامی شنوُد

نہ ہم تھے نہ ہمارا تقاضا تھا ۔۔۔ تیری مہربانی ہماری ان کہی سنتی تھی

نقش باشد پیش نقّاش و قلم ۔۔۔ عاجز و بستہ چوکودک در شکم

نقش، نقاش اور قلم کے سامنے ہوتا ہے ۔۔۔ عاجز اور مجبور جس طرح بچہ پیٹ میں

پیش قدرت خَلق جملہ بارگہ ۔۔۔ عاجزاں چوں پیشِ سوزن[۳] کارگہ

قدرت کے سامنے، عالم کی تمام مخلوقات ۔۔۔ عاجز ہیں، جس طرح سوئی کے سامنے کڑھائی کا کپڑا

گاہ نقش دیو گہ آدم کُند ۔۔۔ گاہ نقش شادی و گہ غم کُند

کبھی شیطان کا، کبھی آدم کا نقش بناتا ہے ۔۔۔ کبھی خوشی کا اور کبھی غم کا نقش کھینچتا ہے

دست نے تا دست جنباند بدفع ۔۔۔ نطق نے تا دم زند از ضُرّ و نفع

کوئی ہاتھ نہیں، جو روکنے کا ہاتھ ہلائے ۔۔۔ گویائی نہیں جو نفع اور نقصان پر دم مارے

تو ز قرآں باز خواں تفسیرِ بیت ۔۔۔ گفت ایزد ما رَمیتَ اِذ رَمیت

تو قرآن سے (اس) شعر کی تفسیر پڑھ لے ۔۔۔ اللہ نے فرمایا تو نے نہیں پھینکا جب تو نے پھینکا

---

۱ حملہ شاں۔ جھنڈا ہوا سے ہلتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیر حملہ آور ہے۔ لذّتِ ہستی۔ ہم معدوم تھے تو نے وجود کا مزا چکھایا ازل میں ہم سے عہدِ الست لے کر ہم کو شیدا بنا دیا۔ دا۔ باز، واپس۔ نقل۔ وہ میوہ یا نمکین وغیرہ جو شراب کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ نقش۔ ممکنات، واجب کا نقش و نگار ہیں۔

۲ مانبودیم۔ ہمارا وجود بھی نعمت ہے جو بلا مانگے ملی۔ اور ہمیں اشرف المخلوقات بنایا۔ عاجز و بستہ۔ اگر خدا اپنی نعمتیں ہم سے چھین لے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ بارگ۔ عالم، دنیا۔ سوزن۔ سوئی۔

۳ کارگ۔ وہ کپڑا جس پر نقاش بیل۔ بوٹے کاڑھتا ہے۔ دست۔ ہاتھ، طاقت دفع۔ روکنا، دھکیلنا۔ نطق۔ قوتِ گویائی۔ ضُر۔ نقصان۔ بیت۔ یعنی ان اشعار کی تفسیر۔ مارمیت۔ غزوہ بدر میں آنحضور نے ایک مٹھی کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں جس سے وہ بدحواس ہو کر شکست کھا گئے۔

گر بپرّانیم تیر آن کے ز ماست　　ماکمان (۱) و تیراندازش خداست
اگر ہم تیر چلائیں تو وہ ہماری وجہ سے کب ہے؟　　ہم تو کمان ہیں اور تیر چلانے والا خدا ہے

این نہ جبر این معنی جباری ست　　ذکرِ جبّاری برائے زاری ست
جو جبر نہیں ہے، یہ جباری کے معنی ہیں　　جباری کا ذکر (انسان کا) عجز ظاہر کرنے کے لئے ہے

زاریِ ما شد دلیلِ اضطرار (۲)　　خجلتِ ما شد دلیلِ اختیار
ہمارا عجز، اضطرار کی دلیل ہے　　ہماری شرمندگی، اختیار کی دلیل ہے

گر نبودے اختیار این شرم چیست؟　　وین دریغ و خجلت و آزرم چیست؟
اگر اختیار نہ ہوتا، تو یہ شرم کیا ہے؟　　اور یہ افسوس اور شرمندگی اور صلح جوئی کیا ہے؟

زجرِ اُستاداں بشاگرداں چراست؟　　خاطر از تدبیرہا گرداں چراست؟
استادوں کی جھڑکی، شاگردوں کو کیوں ہے؟　　تدبیروں میں طبیعتیں سرگرداں کیوں ہیں؟

ور تو گوئی غافل ست از جبر اُو　　ماہِ حق پنہاں کند در اَبر اُو
اگر تو کہے، وہ جبر سے غافل ہے　　اللہ کا چاند اس کو اپنے ابر میں چھپا دیتا ہے

ہست این را خوش (۳) جواب ار بشنوی　　بگذری از کفر و بر دیں بگروی
اگر تو سنے تو اس کا (بھی) اچھا جواب ہے　　تو کفر سے بچ جائیگا اور دین پر مائل ہو جائیگا

حسرت و زاری کہ در بیماری ست　　وقت بیماری ہمہ بیداری ست
حسرت اور عاجزی جو بیماری میں ہے　　بیماری کا وقت پوری بیداری ہے

آں زماں کہ میشوی بیمار تو　　میکُنی از جرم اِستغفار تو
جس وقت تو بیمار ہوتا ہے　　تو گناہ سے توبہ کرتا ہے

می نماید بر تو زشتیِ گُنہ　　میکُنی نیت کہ باز آیم برہ
تیرے اوپر گناہ کی برائی کھل جاتی ہے　　تو ارادہ کرتا ہے کہ راہِ راست پر لوٹ آؤں گا

عہد و پیماں میکُنی کہ بعد ازیں　　جُز کہ طاعت نبودم کارگزیں
تو عہد اور پیماں کرتا ہے کہ اس کے بعد　　عبادت کے علاوہ کوئی کام نہ کروں گا

پس یقیں گشت آنکہ بیماری ترا　　می بہ بخشد ہوش و بیداری تُرا
لہٰذا یقین ہو گیا کہ تیری بیماری　　تجھے ہوش اور بیداری بخشتی ہے

پس بداں این اصل را اے اصل جُو　　ہر کرا دَرد ست اُو بُرد ست بُو
اے راز کے طالب! اس حقیقت کو سمجھ لے　　جس میں درد ہے اس کو پتہ مل گیا ہے

۱۔ ماکمان۔ ہم محض ایک آلہ ہیں اصل فاعل خدا کی ذات ہے۔ جبر۔ زبردستی، فرقہ جبریہ کا عقیدہ ہے کہ انسان اپنے افعال میں مجبور محض ہے، اسے بالکل اختیار نہیں ہے، اہل سنت کے نزدیک انسان کو اختیار ہے لیکن یہ اختیار خدا کے اختیار کے تابع ہے۔ جبّاری۔ زبردستی دباؤ۔ زاری۔ ضعف۔ ناتوانی۔ برائے۔ یعنی اللہ کی جبّاری سے انسان کا مجبور محض ہونا لازم نہیں آتا۔

۲۔ اضطرار۔ مجبوری۔ خجلت۔ شرمندگی۔ یعنی انسان میں جبر اور اختیار ملا جلا ہے، لہٰذا وہ مضطر بھی ہے اور مختار بھی۔ دریغ۔ افسوس۔ آزرم۔ صلح جوئی۔ شرم چیست۔ اگر انسان مجبور محض ہوتا ہے۔ تو اپنے گناہوں پر کیوں شرماتا۔ زجر۔ جھڑکی۔ خاطر۔ طبیعت، دل۔ گرداں۔ پریشان۔ چراست۔ یعنی اگر شاگرد مجبور محض ہوتا تو استاد اس کو کیوں جھڑکتا۔ گرداں مُدبّروں کا تدبیریں کرنا بھی جبر کے منافی ہے ور۔ یعنی اگر یہ اعتراض ہو کہ مُدبّروں کی سرگردانی اور اُستاد کا جھڑکنا اس بنیاد پر ہے کہ ان کو جبر کا احساس نہیں۔

۳۔ خوش جواب۔ اس کا بہت اچھا جواب ہے جو آئندہ اشعار میں مذکور ہے۔ بگروی۔ گرویدن کا فعل مضارع ہے بمعنی مائل ہونا۔ جھکنا۔ بیداری۔ غفلت کے پردے اٹھ جاتے ہیں۔ استغفار۔ استغفر اللہ پڑھنا۔ یعنی اے اللہ ہمیں معاف کر۔ رہ۔ راہ ہدایت کا راستہ۔ ہوش۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کو اپنے جبر و اختیار کا صحیح ہوش بیماری کے وقت ہو جاتا ہے۔ اصل۔ قاعدہ کلیّہ۔ بو۔ خوشبو

هر کہ اُو بیدارتر پُردرد تر — هر کہ اُو آگاه تر رُخ زرد[1] تر

جو زیادہ ہوشمند ہے وہی زیادہ پر درد ہے — جو زیادہ باخبر ہے اس کا چہرہ زیادہ زرد ہے

گر ز جبرش آگہی زاریت کو — جنبش زنجیر جبّاریت کو

اگر تو اس کے جبر کا معتقد ہے تو تیری عاجزی کہاں ہے — تیری مجبوری کی زنجیر کی جھنکار کہاں ہے؟

بستہ در زنجیر رادی چوں کند — چوب اشکستہ عمادی چوں کند

زنجیر سے جکڑا ہوا، سخاوت کیسے کر سکتا ہے؟ — ٹوٹی ہوئی لکڑی ستون کب بن سکتی ہے؟

کے اسیر حبس[2] آزادی کند — کے گرفتارِ بلا شادی کند

قید خانہ کا قیدی، آزادی کب منا سکتا ہے؟ — مصیبت میں گرفتار، خوشی کب منا سکتا ہے؟

ور تو می بینی کہ پایت بستہ اند — بر تو سَرہنگانِ شہ بنشستہ اند

اگر تو دیکھتا ہے کہ تیرے پیر باندھ دیئے ہیں — تجھ پر بادشاہ کے سپاہی مسلط ہیں

پس تو سَرہنگی مکن با عاجزاں — زانکہ نبُود طبع و خوئے عاجزاں

لہٰذا تو کمزوروں پر سپاہی نہ بن — اس لئے کہ یہ عاجزوں کی طبیعت اور عادت نہیں ہوتی ہے

چوں تو جبر اُو نمی بینی مگو — ور ہمی بینی نشانِ دید کو

جب تو اس کا جبر نہیں دیکھتا ہے، تو قائل نہو — اور تو دیکھتا ہے، تو دیکھنے کی دلیل کہاں ہے؟

اندراں کارے کہ مَیل ستت بداں — قدرتِ خود را ہمی بینی عیاں

جس کام میں تیرا میلان ہوتا ہے اُس میں — تو اپنی قدرت کو کھلا دیکھتا ہے

اندراں کارے کہ میلت نیست و خواست — اندراں جبری شوی کیں از خداست

جس کام میں تیری خواہش اور میلان نہیں ہے — اس میں تو جبری بنتا ہے کہ یہ خدا کی جانب سے ہے

اَنبیا[3] در کار دنیا جبری اند — کافراں در کارِ عقبیٰ جبری اند

انبیاء دنیا کے کام میں جبری ہیں — کافر، آخرت کے کام میں جبری ہیں

اَنبیارا کارِ عقبیٰ اختیار — کافراں را کارِ دنیا اِختیار

انبیاء کے لئے آخرت کے کام اختیاری ہیں — کافروں کے لئے دنیا کے کام اختیاری ہیں

زانکہ ہر مُرغے بسوئے جنس خویش — میرود اُو در پس و جاں پیش پیش

کیونکہ ہر پرندہ اپنی جنس کی طرف — پیچھے پیچھے جاتا ہے اور جان آگے آگے

کافراں چوں جنس سجّین آمدند — سجنِ دنیا را خوش آئین آمدند

کافر چونکہ سجین کی جنس کے ہیں — دنیا کی قید خانہ کے قوانین خوب سمجھتے ہیں

[1] رُخ زَرد۔ چہرے کی زردی خوف کی علامت ہے۔ گر۔ اگر اللہ کی طرف سے جبر ہو تو انسان کو ہر کام سے عاجز ہونا چاہئے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے اور کہیں تو جبر کی آواز ہونی چاہئے۔ رادی۔ سخاوت، راد۔ سخی اسیرِ قیدی۔

[2] حَبس۔ قید خانہ سرہنگ۔ سپاہی۔ سرہنگی سپاہیانہ جبر و تشدد زانکہ۔ مجبور دوسروں پر جبر نہیں کر سکتا اور انسان دوسروں پر جبر و ظلم کرتا ہے۔ خواست۔ خواہش جبری۔ مجبور کیں کہ ایں از خداست۔ یہ انسان کی عادت ہے کہ حسب منشا کاموں میں اپنا اختیار سمجھتا ہے اور جو کام نہ کرنا چاہے اُس میں اپنے آپ کو مجبور ظاہر کرتا ہے۔

[3] اَنبیاء۔ دنیاوی کاموں میں ترک اسباب کرتے ہیں اور کافر آخرت کے کاموں میں اختیار۔ انبیاء آخرت کے کاموں کو اختیاری سمجھتے ہیں اور کافر دنیا کے کاموں کو۔ ہر مرغے۔ پرند اس قدر خوشی سے جاتا ہے کہ خود تو پیچھے ہو جاتا ہے اور اُس کی جان اس سے بھی آگے ہوتی ہے۔ سجّین۔ وہ جگہ جہاں کفّار کے نام محفوظ ہیں، جہنم کی ایک وادی کا بھی نام ہے۔

اَنبیاء چوں جنسِ عِلّیین ابُدند سوئے عِلّییں بجان و دل شدند
انبیاء چونکہ عِلّیین کی جنس کے تھے اس لئے وہ دل و جان سے علّیین کی طرف متوجہ ہوئے

ایخدا بنما تو جاں را آن مقام کاندرو بے حرف میروید کلام
اے خدا! تو جان کو وہ مقام دکھا دے! جہاں بلا حرفوں کے کلام بنتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد لیک ما باز گوئیم آں تمامی قصہ را
اِس بات کی تو کوئی انتہا نہیں ہے لیکن ہم پھر اس باقی قصہ کو سناتے ہیں

نومید کردنِ وزیر مُریداں رادر نقضِ خلوت
وزیر کا مریدوں کو تنہائی چھوڑنے سے نا امید کرنا

آں وزیرا اندروں آواز داد کاے مریداں ازمن ایں معلوم باد
اُس وزیر نے اندر سے آواز دی اے مریدو! میری جانب سے یہ معلوم رہے

کہ مَرا عیسیٰ چنیں پیغام کرد کز ہمہ یاران و خویشاں باش فرد
کہ مجھے حضرت عیسٰی نے ایسا پیغام دیا ہے کہ تمام دوستوں اور اپنوں سے اکیلے رہو

روئے دردیوار کن تنہا نشیں وز وجودِ خویش ہم خلوت گزیں
گوشہ نشین بن، اکیلا بیٹھ اپنے وجود سے بھی تنہائی اختیار کر

بعد ازیں دستوری گفتار نیست بعد ازیں با گفتگویم کار نیست
اس کے بعد بات چیت کا حکم نہیں ہے اس کے بعد بات چیت سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے

اُلوداع اے دوستاں من مُردہ ام رخت بر چارم فلک بَر بُردہ ام
اے دوستو! رخصت، میں مردہ ہوں سامان چوتھے آسمان پر لے جا چکا ہوں

تا بزیر چرخ[2] ناری چوں حَطب می نسوزم درعنا و در عَطب
تا کہ میں آگ کے کرہ کے نیچے، ایندھن کی طرح مشقت اور محنت میں نہ جلوں

پہلوئے عیسیٰ نشینم بعد ازین برفرازِ آسمان چار میں
اِس کے بعد حضرتِ عیسٰی کے پہلو میں بیٹھوں گا چوتھے آسمان کی بلندی پر

ولی عہد ساختنِ وزیر ہریک امیر جُدا جُدا جدا
ولی عہد بنانا وزیر کا ہر سردار کو علیحدہ علیحدہ

وانگہانے آں امیراں را بخواند یک بیک تنہا بہر یک حرف راند
تب اُن امیروں کو بلایا اور ایک ایک کر کے تنہائی میں ہر ایک سے بات کی

[1] علّیین۔ نیکوں کا رجسٹر، جنت کا ایک مقام۔ جان را یعنی روح کو وہ مقام عنایت فرما دے۔ جہاں بلا قال و قیل مکاشفہ سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ چارم چہارم، حضرتِ عیسٰی چوتھے آسمان پر زندہ سلامت ہیں۔

[2] چرخِ ناری۔ آگ کا کرہ جو ہوا کے کرہ سے اوپر ہے۔ حَطَب۔ ایندھن عنا۔ مشقت۔ عطب ہلاکت۔ عیسٰی حضرت عیسٰی چرخِ چہارم پر ہیں فراز۔ وسعت۔ حرف راندن بات کرنا۔

گفت ہر یک را بدینِ عیسوی　　نائبِ[1] حقّ و خلیفہ من توئی
ہر ایک سے کہا کہ عیسوی دین میں　　اللہ کا نائب اور میرا خلیفہ تو ہی ہے

واں امیرانِ دِگر اَتباعِ تو　　کرد عیسیٰ جُملہ را اَشیاعِ تو
اور دوسرے امیر، تیرے تابع ہیں　　حضرت عیسیٰ نے سب کو تیرا پیرو بنا دیا ہے

ہر امیرے کو کشد گردن بگیر　　یا بکُش یا خود ہمیدارش اَسیر
جو امیر سرکشی کرے اس کو گرفتار کر لے　　یا مار ڈال یا اس کو اپنا قیدی بنا لے

لیک تا من زندہ ام ایں رامگو　　تا نمیرم این ریاست رامجو
لیکن جب تک میں زندہ ہوں یہ بات نہ کہنا　　جب تک میں مر نہ جاؤں اس سرداری کی کوشش نہ کرنا

تا نمیرم من تو ایں پیدا مکُن　　دعوئِ شاہی واِستیلاء مکُن
جب تک میں نہ مروں یہ ظاہر نہ کرنا　　بادشاہی اور غلبہ کا دعویٰ نہ کرنا

اینک ایں طومار و احکام مسیح　　یک بیک برخواں تو بر امّت فصیح
اب یہ دفتر اور حضرت مسیح کے احکام　　ایک ایک کر کے صاف طور پر قوم کے سامنے پڑھ دے

ہر امیرے را چنیں گفت اُو جدا　　نیست نائب جز تو در دینِ خدا
ہر امیر سے علیحدہ علیحدہ ایسا ہی کہا　　کہ خدا کے دین میں تیرا سوا کوئی نائب نہیں ہے

ہر یکے را کرد اُو یک یک عزیز[2]　　ہر چہ اُو را گفت ایں را گفت نیز
ہر ایک کو اس نے ایک ایک کر کے معزز بنایا　　جو اس سے کہا اس سے بھی کہا

ہر یکے را اُو یکے طومار داد　　ہر یکے ضدِ دگر بدُ المُراد
ہر ایک کو اس نے ایک دفتر دیدیا　　اور ہر ایک کا مقصد دوسرے کے خلاف تھا

متنِ آں طومار ہابُد مختلف　　ہمچو شکلِ حرفہا با تا الف
ان دفتروں کی عبارتیں باہم مختلف تھیں　　جیسا کہ الف با، تا، کے حروف

حُکمِ ایں طومار ضدِ حُکمِ آں　　پیش ازیں کردیم ایں ضدّ را بیاں
اس دفتر کا حکم اس دفتر کے خلاف تھا　　اور اس اختلاف کو ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں

ضد ہم دیگر زپایاں تا بسر　　شرح دادستیم ایں را اے پسر
سر سے پیر تک ایک دوسرے کی ضد　　اے صاحبزادے، ہم اس کی تفصیل بتا چکے ہیں

کُشتنِ وزیر خود را در خلوت از مُریداں
مریدوں سے تنہائی میں وزیر کا اپنے آپ کو مار ڈالنا

[1] نائب۔ قائم مقام۔ خلیفہ۔ جانشین۔ اَتباع تابع کی جمع، پیرو اشیاع شیعہ کی جمع، طرفدار۔ کشد گردن ۔ سرکشی کرے۔ اسیر۔ قیدی۔ ریاست حکومت۔ پیدا، ظاہر استیلاء غلبہ۔
[2] عزیز۔ معزز، باعزت الف۔ حروف تہجی میں سے ہر ایک کی شکل جدا ہے۔ اے پسر گزشتہ مضامین میں اس کی تشریح کر دی گئی ہے۔

بعد ازاں چل روز دگر در بہ بست — خویش را کُشت ازوجودِ خود برست
اس کے بعد پھر چالیس روز دروازہ بند رکھا — اور اپنے آپ کو قتل کر کے اپنے وجود سے چھٹکارا پایا

چونکہ خلق از مرگِ اُو آگاہ شد — بر سَرِ گورش قیامت[1] گاہ شد
جب لوگ اس کی موت سے آگاہ ہوئے — تو اس کی قبر پر قیامت کا میدان بن گیا

خَلق چندان جمع شد بر گورِ اُو — مُوکنان جامہ داران در شورِ اُو
اس کی قبر پر بے شمار لوگ جمع ہو گئے — بال نوچتے ہوئے، کپڑے پھاڑتے ہوئے اس کے غم میں

کاں عددرا ہم خداداند شمرد — ازعرب وزتُرک وزرومی و کُرد
ان کی تعداد کو خدا ہی گننا جانتا ہے — عرب اور ترک اور رومی اور کرد (سب ہی اُنمیں شامل تھے)

خاکِ اُو کردند برسَر ہائے خویش — دردِ اُو دیدند درمانہائے خویش
اس کی مٹی اپنے سروں پر ڈالی — اور اپنا علاج اس کے درد کو سمجھا

آں خلائق برسر گورش مہے — کردہ خوں را از دو چشم چو[2] رہے
ان لوگوں نے ایک مہینہ تک اس کی قبر پر — اپنی دونوں آنکھوں سے خون بہایا

جُملہ از دردِ فراقش دُرفغان — ہم شہاں وہم کہان وہم مہان
اس کی جدائی کے درد سے سب آہ وزاری میں تھے — بادشاہ بھی، چھوٹے بھی اور بڑے بھی

طلب کردن امّتِ عیسیٰ کہ ولیعہد از شما کدام ست

حضرت عیسیٰ کی امت کا معلوم کرنا کہ تم میں سے، ولی کون ہے؟

بعد ماہے خلق گفتند اے مہان — از امیران کیست بر جایش نشان
ایک مہینہ کے بعد لوگوں نے کہا اے بزرگو! — سرداروں میں سے اس کا قائم مقام کون ہے

تا بجائے اُو شناسیمش امام — تا کہ کارِ ما ازو گردد تمام
تاکہ اس کی جگہ ہم اس کو امام سمجھیں — تاکہ ہمارا کام اس کے ذریعہ مکمل ہو

سرہمہ بر اختیارِ اُونہیم — دست[3] بر داماں و دست اُو زنیم
ہم سب اس کے حکم کی اطاعت کریں — اور اس کے دامن اور ہاتھ کو پکڑ لیں

چونکہ شد خورشید و مارا کرد داغ — چارہ نبُود بر مقامش از چراغ
جبکہ سورج غروب ہو گیا اور ہمیں داغ دے گیا — تو اس کی جگہ چراغ ضروری ہو گیا ہے

چونکہ شد از پیش دیدہ روئے یار — نائبے باید ازو مان یادگار
جب دوست کا چہرہ آنکھوں سے غائب ہو گیا — تو ہمیں اس کا قائم مقام اس کی یادگار چاہئے

---

[1] قیامت گاہ۔ میدان حشر۔ مُو۔ بال کناں کَنْدن، کھودنا، اکھاڑنا درآن دریدن، پھاڑنا کرد۔ کاف کے ضمہ کے ساتھ ایک قوم ہے دَرْدُ۔ تکلیف۔ درماں علاج۔ مہے۔ ایک مہینہ

[2] راہ کردن۔ جاری کرنا کہاں۔ کہ کی جمع، کم رتبہ چھوٹا۔ مہاں۔ مہ کی جمع، بزرگ، بڑا۔ ولی عہد، کسی حاکم کے بعد حاکم ہونے والا۔

[3] دَسْت بَرداماں زدن۔ سہارا پکڑنا۔ دست بردست زدن۔ بیعت کرنا۔ خُورشید۔ یعنی وزیر۔ چارہ۔ علاج تدبیر چراغ سورج کے ڈوبنے پر چراغ جلانا پڑتا ہے۔ ماں۔ مارا۔

چونکہ گُل بگذشت و گُلشن شد خراب　　بوئے گل را از کہ جوئیم از گُلاب

جب فصل گل ختم ہو گئی اور چمن تباہ ہو گیا　　تو پھول کی خوشبو کس سے طلب کریں؟ گلاب سے

حق تعالیٰ چوں نیاید در عیاں　　نائب حقّند این پیغمبران

چونکہ خدا مشاہدہ میں نہیں آتا ہے　　یہ پیغمبر اللہ کے قائم مقام ہیں

نے[1] غلط گفتم کہ نائب یا منوب　　گر دو پنداری قبیح آید نہ خوب

نہیں میں نے نائب غلط کہا بلکہ وہ اصل ہیں　　اور اگر ان کو دو سمجھو گے تو برا ہوگا، اچھا نہ ہوگا

نے دو باشد تا توئی صورت پرست　　پیش اُو یک گشت کز صورت بَرَست

نہیں وہ دو ہیں جب تک تو ظاہر پرست ہے　　جو ظاہر بینی سے گزرا اس کے لئے ایک ہیں

چوں بصورت بنگری چشمت دو است　　تو بنورش در نگر کاں یک تو است

جب تو بظاہر دیکھے گا تو تیری دو آنکھیں ہیں　　تو ان کے اس نور کو دیکھ کر وہ ایک ہی ہے

لا جرم چوں بر یکے افتد بَصَر　　آں یکے بینی دو ناید در نظر

لا محالہ جب ایک چیز پر نظر پڑتی ہے　　تو اس کو تو ایک ہی دیکھے گا، دو نظر نہ آئیں گی

نورِ ہر دو چشم نتواں فرق کرد　　چونکہ بر نورش نظر انداخت مَرد

دونوں آنکھوں کی روشنی میں فرق نہیں کیا جا سکتا　　جب انسان ان کے نور پر نظر ڈالے

در بیانِ آنکہ جُملہ پیغمبراں برحق باند کہ لانُفرّق بینَ احَدٍ مِن رُّسُلِہٖ

اس کا بیان کہ تمام پیغمبر برحق ہیں اس لئے کہ "ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے" (فرمایا گیا ہے)

دہ[2] چراغ ار حاضر آری در مکاں　　ہر یکے باشد بصورت غیر آں

اگر تو دس چراغ ایک جگہ لے آئے　　تو ہر ایک چراغ صورت میں دوسرے سے جدا ہوگا

فرق نتواں کرد نورِ ہر یکے　　چوں بنورش رُوئے آری بیشکے

ہر ایک کے نور میں فرق نہیں کیا جا سکے گا　　بیشک جب تو اس کے نور کی طرف رخ کرے گا

اُطْلُبِ الْمَعْنٰی مِنَ الْفُرْقَانِ وَقُلْ　　لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اٰحَادِ الرُّسُلْ

اس کا مطلب قرآن میں تلاش کر اور کہہ　　کہ ہم رسولوں کی شخصیتوں میں فرق نہیں کرتے ہیں

گر تو صد سیب و صد آبی بشمری　　صد نماید یک شود چوں بفشری

اگر تو سو سیب اور سو ہی گنے　　تو سو نظر آئیں گے لیکن جب ان کو نچوڑے گا تو ایک ہو جائیں گے

در معانی قِسمت و اَعداد نیست　　در معانی تجزیہ و افراد نیست

معانی میں تقسیم اور عدد نہیں ہے　　تجزیہ اور اکائیاں بھی معانی میں نہیں ہیں

---

[1] نے۔ پہلی بات صحیح نہیں ہے کہ میں نے پیغمبر کو نائب کہدیا۔ ہے۔ نے۔ نہیں، یعنی دونوں جداگانہ بھی ہیں۔ صورت پرست۔ ظاہر پرست۔ صورت پرست جو ظاہر بینی سے نکلا۔ چشمت۔ یعنی آنکھیں دو ہیں لیکن ان کی روشنی میں وحدت ہے۔ لا جرم، یقیناً، دونوں آنکھیں جب کسی چیز کو دیکھتی ہیں تو وہ ایک نظر آتی ہے۔

[2] دہ چراغ۔ دس چراغ بظاہر دس ہیں۔ لیکن سب کی روشنی میں وحدت ہے۔ وَقُل۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا۔ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِنْ رُّسُلِہٖ "ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے ہیں" در معانی۔ تعداد الفاظ میں ہے اور معنی میں وحدت ہے اور اصل چیز معنیٰ ہیں۔

اِتحادِ یار بایاران خوش ست
یار کا یاروں سے اتحاد بہتر ہے

پائے معنیٰ گیر صورت سرکش ست
معنیٰ کا اتباع کر، ظاہر تو سرکش ہے

صورتِ ۱ سَرکش گدازان کُن برنج
سرکش ظاہر کو ریاضت سے پگھلا دے

تا بہ بینی زیرِ آں وحدت چو گنج
تاکہ تو اس کے نیچے خزانہ کی طرح وحدت کو دیکھ لے

ورتو نگدازی عنایت ہائے اُو
اور اگر تو نہ پگھلا سکے تو اس کی مہربانیاں

ہم گداز دے دلم مولائے اُو
بھی پگھلا دینگی اے (مخاطب) میرا دل اس کا غلام ہے

اُو نماید ہم بدلہا خویش را
وہ اپنے آپ کو دلوں میں بھی ظاہر کر دیتا ہے

اُو بدوزد خرقۂ درویش را
اور وہ درویش کی گدڑی سی دیتا ہے

مُنبسِط بودیم و یک گوہر ہمہ
ہم بسیط اور بالکل ایک جوہر تھے

بے سَرو بے پا بُدیم آں ۲ سَر ہمہ
ہم بے سر و پا تھے اور وہ ہم سب کا سردار و مربی تھا

یک گہر بودیم ہمچوں آفتاب
ہم سورج کی طرح ایک جوہر تھے

بے کَدَر بودیم و صافی ہمچو آب
ہم میں گدلا پن نہ تھا اور پانی کی طرح صاف تھے

چوں بصورت آمد آں نورِ سَرہ
جب اس خالص نور نے صورت اختیار کی

شد عدد چوں سایہ ہائے کنگرہ
تو وہ کنگرہ کے سایوں کی طرح متعدد بنگیا

کنگرہ ۳ ویراں کنید از منجنق
گوپھن کے ذریعہ کنگرہ کو ڈھا دو

تا رَود فرق از میان ایں فریق
تاکہ اس فریق سے فرق مٹ جائے

۱ صُورَتِ سَرکش۔ یعنی ظاہر پرستی، محنت اور ریاضت کے ذریعہ ختم کر دے۔ وحدت نظر آنے لگیگی۔ ور۔ اگر تیری ریاضت بھی کام نہ کریگی تو اللہ کی مہربانیاں اس منزل پر پہنچا دینگی۔ اوَ۔ قلب مومن، مظہر ذات خداوندی ہے، اپنے جمال سے درویش کے ٹوٹے دل کو جوڑ دیتا ہے۔

۲ آں سَر عالَمِ اَرواح میں سب ایک بسیط جوہر تھے اعضا بھی نہ تھے چُوں بصُورَت۔ جب اس خالص نور کا مظہر کائنات بنی تو اس میں تعدد پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ سورج کی بسیط روشنی مختلف کنگروں پر پڑ کر تعدد کو قبول کر لیتی ہے۔

۳ کنگرہ۔ ریاضت کے ذریعہ مختلف مظاہر سے قطع نظر کر لینے کی طاقت پیدا کر دیتا کہ یہ تعدد اور فرق مٹ جائے۔ مَرے۔ مرا کا امالہ ہے۔ لڑنا جھگڑنا۔ تیغ الماس۔ تیز تلوار۔

در بیان آنکہ انبیاء علیہم السَّلامُ گفتند کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدرِ عُقُولِھِم زیرا کہ نجہند انند انکار کنند وایشاں رازیان دارو

اس بیان میں کہ انبیاء علیہم السلام نے کہا ہے "لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کرو" اس لئے کہ جس کو وہ نہ سمجھیں گے، انکار کر دینگے اور ان کا نقصان ہو گا

قَالَ عَلَیہِ السَّلام اُمِرنَا اَن نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَھُم
آنحضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کو ان کے مرتبوں پر رکھیں

شرح ایں را گفتمے من از مَرے
اس راز کی تفصیل میں زور شور سے بیان کرتا

لیک ترسم تا نہ لغزد خاطرے
لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں کوئی دل لغزش نہ کھا جائے

نکتہا چوں تیغِ اِلماس ست تیز
نکتے، تیز تلوار کی طرح تیز ہیں

گر نداری تو سپر واپس گریز
اگر تیرے پاس ڈھال نہیں ہے واپس بھاگ جا

پیشِ ایں الماس بے اسپر[1] امیا — کز بُریدن تیغ رانبود حَیا
اس تیز تلوار کے سامنے سپر کے بغیر مت آ — اس لئے کہ تلوار کاٹنے سے نہیں شرماتی

زیں سبب من تیغ کردم در غلاف — تا کہ کژ خوانے نخواند بر خِلاف
اسی وجہ سے میں نے تلوار، غلاف میں کر لی ہے — تا کہ کوئی الٹا پڑھنے والا، الٹا نہ پڑھے

آمدیم اندر تمامی داستاں — از وفا داری جمع دوستاں
ہم قصہ کے اختتام پر آگئے — دوستوں کے مجمع کی وفا داری کی وجہ سے

کز پس[2] ایں پیشوا بر خاستند — بر مُقامش نائبے میخواستند
کہ وہ جو اس پیشوا کے بعد اٹھے — اس کی جگہ کوئی قائم مقام چاہتے تھے

مُنازعت کردن اُمراء بایک دیگر
سرداروں کا، ایک دوسرے سے جھگڑا کرنا

یک امیرے زاں امیراں پیشِ رفت — پیشِ آں قومِ وفا اندیش رفت
ان سرداروں میں سے ایک سردار آگے بڑھا — اور اس وفا اندیش قوم کے سامنے گیا

گفت اینک نائب آں مرد من — نائبِ عیسیٰؑ منم اندر زمن
بولا، اب اس مرد کا میں قائم مقام ہوں — اور زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ کا نائب میں ہوں

اینک ایں طومار بُرہانِ من ست — کایں نیابت بعد ازو آنِ من ست
اب! یہ دفتر میری دلیل ہے — کہ یہ قائم مقامی اس کے بعد میری ملکیت ہے

آں امیرِ دیگر آمد از کمیں — دعویٰ اودر خلافت بُد ہمیں
دوسرا سردار اپنی جگہ سے آیا — اور قائم مقامی میں اس کا بھی یہی دعویٰ تھا

از بغل اُو نیز طومارے نمود — تا بر آمد ہر دو را خشم و جُحود
اس نے بھی بغل میں سے دفتر دکھایا — یہاں تک کہ دونوں کو غصہ اور ضد آگئی

آں امیرانِ دگر یک یک قطار — بر کشیدہ تیغہائے آبدار
دوسرے سرداروں نے بھی صف بستہ ہو کر — تیز تلواریں سونت لیں

ہر یکے را تیغ و طومارے بدست — درہم افتادند چوں پیلان مست
ہر ایک کے ہاتھ میں تلوار اور دفتر تھا — اور یہ سب مست ہاتھیوں کی طرح باہم گتھ گئے

ہر امیرے داشت خیل بیکراں — تیغہا را بر کشید نداز میاں
ہر امیر کے پاس ان گنت لشکر تھا — اور انہوں نے تلواریں نیام سے نکال لیں

---

[1] اِسپَر۔ ڈھال۔ کژخواں کج خواں، جو غلط مطلب سمجھے۔
[2] پس ایں پیشوا۔ وزیر کے مرنے کے بعد۔
وفا اندیش۔ وفادار برہاں دلیل۔
آنِ مَن۔ میری ملکیت۔ جحود۔ یعنی ایک دوسرے کی بات کا انکار بیکراں۔ لاتعداد

صد ہزاران مردِ ترسا[1] گشتہ شد　　تاز سَر ہائے بُریدہ پُشتہ شد
لاکھوں عیسائی مارے گئے　　یہاں تک کہ ان کے کٹے ہوئے سروں سے پشتہ بن گیا
خوں رواں شد ہمچو سیل از چپ و راست　　کوہ کوہ اندر ہوا زیں گرد خاست
دائیں، بائیں سے سیلاب کی طرح خون بہ نکلا　　پہاڑ در پہاڑ ہوا میں غبار اڑا
تخمہائے فتنہا کو کشتہ بود　　آفتِ سَر ہائے ایشاں گشتہ بود
فتنوں کے بیج جو اس نے بوئے تھے　　وہ ان کے لئے آفت سر بنگئے
جوز ہا بشکست و آنکو مغز داشت　　بعد کشتن روحِ پاک و نغز داشت
اخروٹ ٹوٹے، اور جس میں گری تھی　　مرنے کے بعد وہ ایک پاکیزہ اور عمدہ روح رکھتا تھا
کُشتن و مُردن کہ بر نقشِ تن ست　　چوں انار و جوز را ابشکستن ست
مارنا اور مرنا جو جسم سے متعلق ہے　　انار اور اخروٹ توڑنے کی طرح ہے
آنچہ شیرین ست آں شد یارِ دانگ　　وانچہ بوسیدہ ست نبوَد غیرِ بانگ
جو میٹھا ہے وہ قیمتی بنا　　اور جو گلا سڑا ہے وہ آواز کے علاوہ کچھ نہیں ہے
آنچہ پُر مغز ست چوں مشک ست پاک　　وانچہ بوسیدہ ست نبود غیرِ خاک
جو گری سے بھرا ہے، مشک کی طرح پاک ہے　　جو گلا، سڑا ہے وہ سوائے خاک کے کچھ نہیں ہے
آنچہ با معنیٰ[2] ست خوش پیدا شود　　وانچہ بےمعنیٰ ست خود رسوا شود
جو پُر حقیقت ہے وہ اچھا ہو جاتا ہے　　اور جو بے حقیقت ہے وہ خود رسوا ہو جاتا ہے
رَو بمعنیٰ کوش اے صورت پَرست　　زانکہ معنیٰ بر تنِ صورت پَر ست
اے صورت کے پجاری جا معنیٰ کی کوشش کر　　اس لئے کہ معنیٰ ظاہر کے جسم کے لئے پَر ہیں
ہمنشینِ اہلِ معنیٰ باش تا　　ہم عطایابی وہم باشی فتیٰ
اہل باطن کا ہمنشیں بن تاکہ　　انعام بھی پائے اور مرد بھی ہے
جانِ بےمعنیٰ دریں تن بیخلاف　　ہست ہمچوں تیغ چوبیں در غلاف
اس بدن میں بے معنیٰ جان، یقیناً　　غلاف میں لکڑی کی تلوار کی طرح ہے
تا غلاف[3] اندر بوَد با قیمت ست　　چوں بروں شد سوختن را آلت ست
جب تک وہ غلافِ میں ہو قیمتی ہے　　جب باہر نکلی جلانے کی چیز ہے
تیغ چوبیں را مبر در کار زار　　بنگر اوّل تا نگر دو کار زار
میدانِ جنگ میں لکڑی کی تلوار نہ لے جا　　پہلے دیکھ لے تاکہ کام خراب نہ ہو

[1] ترسا۔ عیسائی کوہ کوہ۔ یعنی غبار کے پہاڑ ہوا میں اڑنے لگے۔ جوز۔ اخروٹ۔ نغز۔ نادر، عمدہ، عجیب بانگ، آواز یعنی خراب اخروٹ میں ٹوٹنے کی آواز کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

[2] معنیٰ حقیقت، باطنی خوبیاں۔ پر جسم کی پرواز باطنی خوبیوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اہل معنیٰ یعنی اولیاء اللہ۔ فتی۔ نوجوان، عارف باللہ جانِ بے معنیٰ وہ روح جس میں کوئی بزرگی نہ ہو۔

[3] تا غلاف۔ زندگی میں کچھ قدر و قیمت ہوسکتی ہے۔ مرنے کے بعد جہنم کا ایدھن ہے۔ کارزار میدانِ جنگ، خراب کام یعنی میدان حشر میں رہی روح کام کی ثابت ہوگی۔ جو فضائل سے پر ہوگی

گر بُوَد چوبیں بَرو دیگر طلب ۔۔۔ ور بُوَد اِلماس پیش آ با طَرَب
اگر وہ لکڑی کی ہے، جا دوسری لے ۔۔۔ اور اگر تیز تلوار ہے تو خوشی سے سامنے آ

تیغ[۱] در زرّادِ خانہ اولیاست ۔۔۔ دیدنِ ایشاں شمارا کیمیاست
تلوار، اولیاء کے اسلحہ خانہ میں ہے ۔۔۔ ان کا دیدار تمہارے لئے کیمیا ہے

جُملہ دانایان ہمیں گفتہ ہمیں ۔۔۔ ہست دانا رَحمۃٌ لِلعالمین
تمام سمجھداروں نے یہی کہا ہے ۔۔۔ کہ عقل مند دونوں جہان کے لئے رحمت ہے

گرانارے میخری خنداں بخر ۔۔۔ تادہد خندہ زدانہ اُو خبر
اگر تو انار خریدے، کھلا ہوا خرید ۔۔۔ تاکہ کھلا ہونا اس کے دانہ کی بابت بتا دے

اے مُبارک خندہ اش کواز دہاں ۔۔۔ مینماید دِل چو دُر از دُرجِ جاں
اس شخص کی مسکراہٹ بڑی مبارک ہے ۔۔۔ جو موتی جیسا صاف اور ابدار دل جان کی ڈبیہ سے دکھاتا ہے

نامُبارک خندۂ آں لالہ بُود ۔۔۔ کز دہانِ اُو سَوادِ دِل نمود
منحوس ہنسی اس گل لالہ کی تھی ۔۔۔ جس کے منہ سے اس کے دل کی سیاہی ظاہر ہوگئی

نارِ[۲] خنداں باغ راخنداں کند ۔۔۔ صحبت مَردانت از مرداں کند
مسکراتا انار، باغ کو مسکراتا بنا دیتا ہے ۔۔۔ مردوں کی صحبت تجھے مردوں میں سے بنا دیگی

یک زمانے صحبتے با اولیاء ۔۔۔ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
تھوڑی سی دیر، اولیاء کی ہمنشینی ۔۔۔ سو سالہ، بے ریا عبادت سے بہتر ہے

گر تو سنگِ خارہ و مَرمَر شوی ۔۔۔ چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی
اگر تو سنگ خارہ اور سنگ مر مر ہو ۔۔۔ جب صاحب دل کے پاس پہنچے گا تو موتی بن جائے گا

مہرِ پاکاں درمیانِ جاں نشاں ۔۔۔ دل مدہ اِلّا بمہرِ دل خوشاں
پاک لوگوں کی محبت جان میں بٹھالے ۔۔۔ خوش دل لوگوں کی محبت کے علاوہ دل نہ دے

کوئے[۳] نومیدی مَرو کامیدہاست ۔۔۔ سوئے تاریکی مَرو خورشیدہاست
مایوسی کے کوچہ میں نہ جا، کیونکہ امیدیں ہیں ۔۔۔ اندھیرے کی طرف نہ جا، سورج ہیں

دل تُرا در کوئے اہلِ دل کشد ۔۔۔ تن تُرا در حبسِ آب و گِل کشد
دل تجھے اہل دل کے کوچہ کی طرف کھینچتا ہے ۔۔۔ اور جسم تجھے پانی، مٹی کے قید خانہ کی طرف کھینچتا ہے

ہیں غذائے دِل بدہ از ہمدلے ۔۔۔ رَو بجُو اقبال را از مُقبلے
ہاں! کسی دل والے سے لے کر دل کو خوراک دے ۔۔۔ جا! کسی نصیب والے سے نصیب تلاش کر

---

۱ تیغ۔ اگر اپنی روح کو آبدار تلوار کی طرح قیمتی بنانا ہے تو اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کر وہ اکسیر ہے۔ زرّاد خانہ۔ اسلحہ خانہ۔ انارے۔ یعنی شیخ طریقت۔ اس کو بناؤ جس میں آثار نبوت نمایاں ہوں اور اس کا دل موتی کی طرح مصفّیٰ ہو۔

۲ نار۔ انار کا مخفف ہے۔ مرداں یعنی اولیاء اللہ یک زمانے بعض نسخوں میں دوسرا مصرعہ "بہتر از صد سال بودن در تقا" ہے جس کا ترجمہ ہے سو سال تقوے میں گزارنے سے بہتر ہے۔ سنگ خارہ ایک قسم کا سخت پتھر ہے۔ مرمر۔ ایک قسم کا سفید پتھر ہے۔ دل مدہ۔ انسان کو اولیاء اللہ کی محبت کا شیدائی ہونا چاہئے۔

۳ کوئے نا اُمیدی۔ یعنی شیخ کامل کے وجود سے انسان کو مایوس نہ ہونا چاہئے۔ خورشید ہا۔ یعنی اولیاء اللہ۔ اہل دل۔ اہل باطن، اولیاء اللہ آب وَ گل۔ یعنی مادی لذتیں۔ کشد۔ یعنی انسان کی طبیعت کے مختلف تقاضے ہیں۔ ہیں۔ کلمہ تنبیہ ہے۔ ہمدل۔ وہ شخص جس سے دل لگے۔ مقبل اقبال مند

دست ازن در ذیل صاحب دولتے | تاز افضالش بیابی رفعتے
کسی دولت والے کا دامن تھام لے | تاکہ اس کی بزرگی سے تو بلندی پالے
صحبت صالح ترا صالح کند | صحبت طالح ترا طالح کند
نیک کی صحبت تجھے نیک بنائے گی | بدبخت کی صحبت تجھے بدبخت بنائیگی

نعت تعظیم مصطفیٰ کہ در انجیل بود
آنحضورؐ کی تعظیم کی تعریف جو انجیل میں تھی

بود در انجیل نام مصطفیٰ | آن سر پیغمبراں بحر صفا
مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام انجیل میں تھا | جو پیغمبروں کے سردار اور صفا کے سمندر ہیں
بود ذکر یا حلیہ[۲] ہا د شکل او | بود ذکر غزو وصوم واکل او
ان کے حلیہ اور شکل کا ذکر تھا | ان کے جہاد اور روزے اور کھانیکا ذکر تھا
طائفہ نصرانیاں بہر ثواب | چوں رسیدندے بداں نام خطاب
عیسائیوں کی ایک جماعت ثواب کے لئے | جب اس نام اور خطاب پر پہنچے
بوسہ دادندے برآں نام شریف | رو نہادندے بداں وصف لطیف
اس متبرک نام کو بوسہ دیتے | اس پاک تعریف پر منہ رکھدیتے
اندریں قصہ کہ گفتم آں گروہ | ایمن از فتنہ بُد ندواز شکوہ
اس قصہ میں جس گروہ کا میں نے ذکر کیا ہے | وہ خوف و خطر سے بے خوف تھا
ایمن از شرّ امیران ووزیر | در پناہ نام احمد مستجیر[۳]
سرداروں اور وزیر کے شر سے مطمئن | اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کی پناہ میں پناہ گزیں تھا
نسل ایشاں نیز ہم بسیار شد | نور احمد ناصر آمد یار شد
ان کی نسل بھی زیادہ ہو گئی | اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نور ساتھی اور مددگار بن گیا
واں گروہ دیگر از نصرانیاں | نام احمد داشتندے مستہاں
لیکن عیسائیوں کا دوسرا گروہ | احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کی بے حرمتی کرتا تھا
مستہان و خوار گشتند از فتن | از وزیر شوم رائے شوم فن
وہ فتنوں کی وجہ سے ذلیل و خوار ہو گئے | بد رائے اور بدکار وزیر کے
مستہان و خوار گشتند آں فریق | گشتہ محروم از خود شرط طریق
وہ فریق ذلیل اور خوار ہو گیا | اپنے سے بھی محروم ہوا اور مذہب کے آداب سے بھی

---

۱ دست زدن۔ پکڑ لینا۔ ذیل۔ دامن۔ افضال۔ ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ، بزرگی، فضل و کرم۔ رفعت۔ راء کے کسیرہ کے ساتھ بلندی۔ صالح نیک۔ طالح بدبخت۔
۲ حلیہ۔ حاء کے ضمہ سے۔ صورت، خلقت، غزوہ، جنگ، وہ جنگ جس میں آنحضور نے شرکت کی۔ صوم۔ روزہ۔ اکل۔ کھانا طائفہ۔ جماعت، گروہ نام شریف۔ آنحضور کا نام نامی۔ ایمن۔ مامون۔ مطمئن۔ شکوہ خوف، دبدبہ
۳ مستجیر پناہ پکڑنے والا۔ ناصر۔ مددگار۔ مستہان۔ ذلیل، بے قدر۔ فتن۔ فتنہ کی جمع۔ شوم منحوس۔ فن ہنر، پیسہ از خود۔ یعنی فتنوں میں مارے گئے۔ شرط طریق۔ یعنی دین اور مذہب کے آداب۔

هم ا[1]مُخَبَّط دین شاں و حُکمِ شاں | از پئے طومار ہائے کژ بیاں
ان کا مذہب اور ان کا قانون بھی تہ و بالا ہو گیا | کج بیان دفتروں کی وجہ سے

نام احمدؐ چوں چنیں یاری کند | تا کہ نورش چوں مددگاری کند
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام جب اس طرح مدد کرتا ہے | تو ان کا نور کس قدر مدد کر سکتا ہے؟

نام احمدؐ چوں حصارے شد حَصیں | تا چہ باشد ذاتِ آں روح الامیںؑ
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام جب مضبوط قلعہ بنا | تو اس روح الامین کی ذات کس درجہ کی ہو گی

حکایت بادشاہِ جہودِ دیگر کہ در ہلاک دین عیسیٰ جہدمی کرد
ایک دوسرے یہودی بادشاہ کی حکایت جو حضرت عیسیٰ کے دین کی تباہی کی کوشش کرتا تھا

بعد ازیں خونریز درماں ناپذیر | کاندر افتاد از بلائے آں وزیر
اس نا قابل علاج خونریزی کے بعد | جو اس وزیر کی مصیبت کی وجہ سے واقع ہوئی تھی

یک شہِ دیگر ز نسلِ آں جہود | در ہلاکِ قومِ عیسیٰ رُو نمود
اس یہودی کی نسل سے ایک دوسرا بادشاہ | حضرت عیسیٰ کی قوم کی ہلاکت کی طرف متوجہ ہوا

گر خبر خواہی ازیں دیگر خروج | سورہ برخواں [2]والسَّماءِ ذاتِ البُرُوج
اگر تو اس دوسری بغاوت کی خبر چاہتا ہے | تو سورہ والسماء ذات البروج کو پڑھ لے

سُنّتِ [3]بدکز شہِ اوّل بزاد | ایں شہِ دیگر قدم بروے نہاد
برا طریقہ جو پہلے بادشاہ سے پیدا ہوا | اس دوسرے بادشاہ نے اس پر قدم رکھا

ہر کہ اُو بنہاد نا خوش سُنّتے | سوئے اُو نفریں رَوَد ہر ساعتے
جس کسی نے کوئی برا طریقہ ایجاد کیا | اس کی جانب ہر وقت لعنت جاتی ہے

زانکہ ہر چہ ایں کند زانگوں ستم | زاوّلیں جوید خدا بے بیش و کم
اس لئے کہ جو کچھ یہ اس طرح کا یہ ظلم کریگا | بغیر کمی بیشی کے خدا پہلوں سے باز پرس کریگا

نیکواں رفتند و سُنّتہا بماند | وز لئیماں ظلم و لعنتہا بماند
نیک لوگ گزر گئے اور ان کے طریقے رہ گئے | اور کمینوں سے ظلم اور لعنتیں (باقی) رہ گئیں

تا قیامت ہر کہ جنس آں بداں | در وجود آید بُود رویش بداں
قیامت تک ان بروں کی جنس سے جو | وجود میں آتا ہے اس کا رخ ان کی طرف ہوتا ہے

رگ رگ است ایں آبِ شیریں و آبِ شور | در خلائق میرود تا نفخ صور
یہ میٹھا پانی اور کھاری پانی رگ رگ میں ہے | جو لوگوں میں صور پھونکے جانے تک جاری رہیگا

[1] مُخَبَّط۔ الٹ پلٹ، تہ و بالا۔ کژ۔ کج، حصار قلعہ، حَصین، مضبوط روح الامین۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آپ امت کے بر مدبر، اور امانتدار ہیں، حضرت عیسیٰ حضرت جبرئیل۔ عہد کوشش۔ مخروج۔ بغاوت، فتنہ و فساد۔

[2] البروج۔ سورہ بروج کی آیت قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس کی تفصیل مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

[3] سُنّتِ بد۔ جو کوئی بری رسم جاری کرتا ہے۔ تو قیامت تک جو لوگ اس پر عمل کریں گے وہ بھی ان کی برائی میں شریک سمجھا جائیگا اور نیک طریقہ ایجاد کرنیوالے کو قیامت تک عمل کرنیوالوں کی نیکیوں میں شریک سمجھا جائیگا۔
آب شیریں۔ یعنی خوبیاں۔ آب شور۔ یعنی برائیاں۔ نفخ صور۔ یعنی اسرافیل فرشتہ کا بوق بجانا جو قیامت کے قریب ہوگا۔

نیکواں راہست میراث از خوشاب — آنچہ میراث ست اَوْرَثْنَا الْکِتَاب
نیکوں کا ورثہ میٹھا پانی ہے — جو "اورثناء الکتا" کی میراث ہے

شد نیازِ طالباں ار بنگری — شُعلہا از گوہرِ پیغمبری
اگر تو غور کرے تو طالبوں کی نیاز مندی — پیغمبری جوہر کے شعلے ہیں

شُعلہ ہا با گوہراں گرداں بُود — شُعلہ آں جانب رود ہم کاں بُود
شعلے، جواہر کے ساتھ گردش کرتے ہیں — انوار اس جانب جاتے ہیں جہاں وہ ہوتے ہیں

نور روزن گرد خانہ می دَوَد — زانکہ خور بُرجے بہ بُرجے می رَوَد
روشندان کی روشنی گھر کے چاروں طرف دوڑتی ہے — اسلیئے کہ سورج ایک برج سے دوسرے برج میں جاتا ہے

ہر کرا با اخترے پیوستگیست — مَر وُرا با اخترِ خود ہم تگی ست
جس کو کسی ستارے سے وابستگی ہے — اس کی اپنے ستارے کے ساتھ دوڑ ہے

طالعش گر زُہرہ[۲] باشد در طَرَب — مَیلِ کُلّی دارد و عشق و طلب
اگر اس کا پنچھتر زہرہ ہو گا تو عیش و طرب — اور عشق و طلب میں پورا میلان رکھے گا

ور بود مِرّیخی خوں ریز خُو — جنگ و بُہتاں و خصومت جوید اُو
اور اگر وہ مریخ جیسی خونیز عادت والا ہے — تو وہ لڑائی بہتان اور جھگڑے کی جستجو کریگا

اخترا نند از ورائے اختراں — کاحتراق و نحس نبُود اندراں
ستاروں کے پیچھے اور ستارے ہیں — ان میں جلانے کا میلان اور نحوست نہیں ہے

سائراں در آسمان ہائے دگر — غیر ایں ہفت آسمانِ مُشتہر
جو دوسرے آسمانوں میں گردش کر رہے ہیں — ان مشہور سات آسمانوں کے علاوہ

راسخاں در تاب انوارِ خدا — نے بہم پیوستہ نے از ہم جدا
(وہ ستارے) خدا کے انوار کی گرمی میں ثابت قدم ہیں — نہ باہمی جڑے ہوئے ہیں نہ ایک دوسرے سے جدا ہیں

ہر کہ باشد طالعِ اُو زاں نجوم — نفسِ اُو کفّار سوز در [۳]رجوم
جس شخص کا پنچھتر ان ستاروں سے ہو گا — اس کا نفس کفار کو رجوم کے وقت جلا دیگا

خشمِ مِرّیخی نباشد خشمِ اُو — مُنقلب رَو غالب و مغلوب خُو
اس کا غصہ مریخی غصہ نہیں ہو گا — وہ سر جھکا کر چلنے والا، غالب اور مغلوب عادت والا ہے

نورِ غالب ایمن از کسف و غسق — درمیانِ اِصبعَینِ نورِ حق
وہ غالب آنیوالا نور ہے، گہن اور اندھیرے سے محفوظ — اللہ کے نور کی دو انگلیوں کے درمیان

---

۱ نیکواں۔ نیکوں کی جمع، خوشاب میٹھا پانی۔ الکتاب۔ قرآن پاک میں مذکور ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا "پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو ہم نے انتخاب کیا" تو اس آیت میں جس میں میراث کا ذکر ہے یہی اخلاق حسنہ اور عبادات صالحہ مراد ہیں۔ شُعلہا۔ یعنی انوار نبوت۔ گوہران۔ یعنی اولیاء اللہ کاں بود جہاں اولیاء اللہ ہوں گے وہاں ہی انوار نبوت ہونگے۔ نور روزن۔ ازل سے آفتاب نبوت مختلف انبیاء پر ضو فگن ہوتا رہا تو انبیاء کو روشنی ایک ہی جگہ سے حاصل ہوئی اسی لئے اصول دین میں سب متحد ہیں۔ پیوستگی وابستگی۔ ہم تگی۔ مل کر دوڑنا۔

۲ زُہرہ۔ سیارہ کا نام ہے اس سے جس کو مناسبت ہوتی ہے اس آدمی کا عشق و محبت کی طرف میلان ہوتا ہے۔ مرّیخ ستارہ کا نام ہے جس کے اثرات جنگ جوئی اور خونریزی مانے گئے ہیں سیاروں کے لامحالہ اثرات پڑتے ہیں۔ اگر ستاروں کی تاثیرات بقضاء اللہ مانی جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں ان کو موثر حقیقی ماننا کفر ہے۔ اخترانند۔ یعنی اولیاء اللہ ایسے ستارے ہیں۔ جن کی تاثیر میں خیر ہی خیر ہے۔ سائران۔ اولیاء اللہ کی سیران ساتوں آسمانوں سے ورا الورا۔ راسخاں۔ اولیاء اللہ کی صفات بیان فرمائی ہیں۔ نے فلکی ستاروں میں باہمی اتصال اور جدائی سے جو نقائص پیدا ہوتے ہیں اولیاء اللہ ان سے بری ہیں۔

۳ رجوم۔ رجم کی (باقی صفحہ پر)

حق فشاند آں نور رابر جانہا مُقبلاں برداشتہ داما نہا

اللہ تعالیٰ نے اس نور کو روحوں پر نچھاور فرمایا جس سے نصیبہ ور اپنے دامن بھرے ہوئے ہیں

واں ا نُثارِ نور ہر کو یافتہ روئے از غیر خُدا برتافتہ

جس نے اس نور کا نچھاور پا لیا اس نے منہ خدا کے غیر سے موڑ لیا

ہرکرادامانِ عشقے نابُدہ زاں نُثارِ نور بے بہرہ شدہ

جس کے پاس عشق کا دامن نہ تھا وہ اس نور کے نچھار سے بے حصہ رہا

جزوہارارویہا سوئے کل ست بُلبلاں راعشق بارو ئےگُل ست

اجزاء کے رخ، کل کی طرف ہیں بلبلوں کو پھول کے چہرہ سے عشق ہے

گاوٗ رارِنگ از بروں مَردرا ازدروں جُو رنگ سُرخ وزردرا

بیل کا رنگ باہر سے اور انسان کا اندر سے ڈھونڈ، سرخ اور زرد رنگ

رنگہائے نیک از خُمِ صفاست رنگِ زشتاں ازشیاہ۲ آبہ جُفاست

نیک لوگوں کے رنگ صفا کے مٹکے سے ہیں اور بروں کے رنگ، میل کچیل کے سیاہ پانی سے ہیں

صِبْغَۃُ اللہ نام آں رنگِ لطیف لعنۃُ اللہ بوئے ایں رنگِ کثیف

صبغۃ اللہ اس پاک رنگ کا نام ہے لعنۃ اللہ اس گندے رنگ کی بدبو ہے

آنچہ ازدریا بدریامی رَود از ہمان جا کاید آنجامی رَود

جو پانی دریا سے آتا ہے، دریا میں جاتا ہے جس جگہ سے آتا ہے اسی جگہ جاتا ہے

از سَرِ کہ سُیلہائے تیز رَو وز تنِ ماجانِ عشق آمیزرو

پہاڑ کی چوٹی سے تیز رو سیلاب اور ہمارے جسم سے عشق میں ڈوبی ہوئی جان رواں ہوتی ہے

آتش افروختنِ بادشاہ وبُت نہادن پہلوئ آتش کہ

بادشاہ کا، آگ جلانا اور آگ کے پاس بت رکھنا کہ

ہرکہ ایں بُت راسجود کنداز آتش رہائی یابد

جو بت کو سجدہ کرنے گا وہ آگ سے نجات پائے گا

آں جُہودِ سگ بہ بیں چہ رائے کرد پہلوئے آتش بُتے برپائے کرد

دیکھو! اس یہودی کتے نے کیا تدبیر کی آگ کے پاس ایک بت کھڑا کر دیا

کانکہ ایں بُت راسجود آرد برست ورنیار دور دلِ آتش نشست

کہ جو اس بت کو سجدہ کریگا چھوٹ جائیگا اور اگر نہیں کریگا آگ میں بھسم ہو جائیگا

جمع وہ چیز جو پھینک کر ماری جائے فلکی ستاروں سے قدرت کا یہ کام ہے۔ کہ جب شیاطین غیبی باتیں اچکنے کے لئے آسمان کی طرف جاتے ہیں تو ستارے اسپر پھینک کر مارے جاتے ہیں جس کے وہ لگتے ہیں وہ جل بھن جاتا ہے اولیاء اللہ بھی نفس امارہ اور کافروں کے لئے رجوم ہیں۔ غالب یعنی اللہ کی مدد سے وہ غالب ہیں لیکن منکسر المزاجی کی وجہ سے مغلوب نظر آتے ہیں۔ کسف۔ ستارہ کا بے نور ہو جانا۔ گہن۔ غسق۔ رات کی تاریکی اصبعین۔ اصبع کا تثنیہ ہے، انگلی۔

(صفحہ ہذا)

۱ نثار۔ روپیہ پیسہ جو کسی پر صدقہ کر کے نچھاور کر دیا جائے زرد و سرخ جانوروں کا رنگ کھال سے دیکھا جاتا ہے انسانی رنگ سے مراد باطنی اوصاف ہیں۔ خم۔ مٹکا۔

۲ سیاہ آبہ۔ کالا پانی۔ جُفا۔ جیم کے ضمہ سے، میل کچیل، جیم کے فتحہ سے، ظلم وزیادتی۔

۳ صبغۃ اللہ۔ اللہ کا رنگ قرآن پاک میں ہے صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃَ اللّٰہِ کا رنگ، اور کون ہے اللہ سے زیادہ اچھا از روئے رنگ کے "از دریا۔ سمندر کا پانی بخارات بن کر بادل میں تبدیل ہوتا ہے اور پھر برس کر اسی سمندر میں واپس ہو جاتا ہے۔ برپا کرد۔ کھڑا کر دیا۔

چوں سزائے آں بتِ نفس ا۱ونداد ۔ از بتِ نفسش بتے دیگر بزاد
چونکہ اس نے اپنے نفس کے بت کو سزا نہ دی تھی ۔ اس کے نفس کے بت سے ایک دوسرا بت پیدا ہوگیا

مادر بتہا بتِ نفسِ شماست ۔ زانکہ آں بت مار و ایں بت اژدہاست
تمہارا نفس تمام بتوں کی ماں ہے ۔ کیونکہ وہ بت سانپ اور یہ بت اژدہا ہے

آہن و سنگ ست نفس و بت شرار ۔ آں شرار از آب می گیرد قرار
نفس، لوہا اور پتھر ہے اور بت، چنگاری ۔ چنگاری، پانی سے بجھ جاتی ہے

سنگ و آہن زآب کے ساکن شود ۔ آدمی با ایں دو کے ایمن شود
(لیکن) پتھر اور لوہا پانی سے کب ساکن ہو سکتے ہیں ۔ آدمی ان دونوں کے ہوتے ہوئے کب مطمئن ہو سکتا ہے؟

سنگ و آہن در دروں دارند نار ۔ آب را بر نارِشاں نبود گزار
پتھر اور لوہا (اپنے) اندر آگ رکھتے ہیں ۔ پانی کا ان کی آگ پر گزر نہیں ہے

زآب چوں نار بروں کشتہ شود ۔ در درونِ سنگ و آہن کے رود
پانی سے باہر کی آگ بجھ جاتی ہے ۔ (وہ پانی) پتھر اور لوہے کے اندر کب جا سکے گا؟

سنگ و آہن چشمہ نارند و دود ۔ قطرہ ہاشاں کفر و ترسا و جہود
لوہا اور پتھر آگ اور دھوئیں کے چشمے ہیں ۔ کفر اور عیسائیت اور یہودیت اس کے قطرے ہیں

بت سیہ آب ست در کوزہ نہاں ۔ نفس مر آبِ سیہ را چشمہ داں
بت، کوزہ میں چھپا، کالا پانی ہے ۔ نفس کو اس سیاہ پانی کا چشمہ سمجھو

آں بتِ۲ منحوت چوں سیل سیاہ ۔ نفسِ بت گر چشمۂ بر شاہراہ
وہ تراشا ہوا بت کالا سیلاب ہے ۔ بت ساز نفس شارع عام پر چشمہ ہے

بتِ درونِ کوزہ چوں آبِ کدر ۔ نفسِ شومت چشمۂ آں اے مصر
بت، کوزہ میں، گدلا پانی ہے ۔ تیرا بدبخت نفس اسکا چشمہ ہے، اے کج بحث!

صد سبو را بشکند یک پارہ سنگ ۔ وابِ چشمہ میزہاند بے درنگ
پتھر کا ایک ٹکڑا سو گھڑے توڑ دیتا ہے ۔ اور چشمہ کا پانی فوراً اس کو اچھال دیتا ہے

آبِ خم و کوزہ گرفانی شود ۔ آب چشمہ تازہ و باقی بود
مٹکے اور پیالے کا پانی اگر ختم ہو جائے ۔ چشمہ کا پانی تازہ اور باقی رہے گا

بت شکستن سہل باشد نیک سہل ۔ سہل دیدن نفس را جہل ست جہل
بت توڑنا، آسان اور بہت آسان ہوتا ہے ۔ نفس کے معاملہ کو آسان سمجھنا نادانی ہی نادانی ہے

۱ نفس۔ اصل بت انسان کا نفس ہے جو سینکڑوں بتوں کو جنم دیتا ہے۔ آہن۔ لوہے سے لوہا، پتھر سے پتھر ٹکراتا ہے تو چنگاری نکلتی ہے۔ چنگاری کو بجھا دینا ممکن ہے لیکن پتھر کے اندر جو چنگاری پیدا کرنیکا مادہ ہے اس کو نہیں بجھایا جا سکتا اسی طرح نفس کے پیدا کردہ بت فنا کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن نفس کی وہ قوت جو بت پیدا کرتی ہے اس کا ازالہ بہت دشوار ہے اس سے مطمئن نہ ہونا چاہئے۔

۲ بت کی مثال اس سیاہ پانی کی ہے جس کا سرچشمہ نفس انسانی ہے۔ صد سبو۔ گندے پانی کے سو گھڑے ایک پتھر سے توڑے جا سکتے ہیں۔ لیکن چشمہ بند نہیں کیا جا سکتا۔

صورتِ نفس اَر بجوئی اے پسر — قصۂ ۱دوزخ بخواں باہفت دَر
اے بیٹا! اگر تجھے نفس کی تصویر کی جستجو ہے — تو سات دروازے والی دوزخ کا قصہ پڑھ لے

ہر نفس مکرے و در ہر مکر زاں — غرق صد فرعون بافرعونیاں
(اس نفس کے) ہر سانس میں ایک مکر ہے اور اس کے ہر — سو فرعون، فرعونیوں کے ساتھ غرق ہیں

درخدائے موسیٰ ۲ و موسیٰ گریز — آبِ ایمان راز فرعونی مریز
موسیٰ کے خدا، اور موسیٰ کی طرف بھاگ — فرعونیت سے ایمان کی آبروریزی نہ کر

دست را اندر اَحَد واحمد بزن — اے برادر وارہ از بوجہلِ تن
احد اور احمد سے تعلق پیدا کر — اے بھائی! جسم کے ابوجہل سے چھٹکارا حاصل کر

آوردنِ بادشاہ جُہود زنے رابا طفل و انداختنِ اُو طفل را در آتش و بسخن آمدن طفل درمیانِ آتش

یہودی بادشاہ کا ایک عورت کو مع بچے کے لانا اور اس کا بچہ کو آگ میں ڈالنا اور آگ میں سے بچہ کا بولنا

یک زنے باطفل آورد آں جہود — پیشِ آں بُت وآتش اندر شعلہ بود
وہ یہودی ایک عورت کو مع بچے کے لایا — بت کے سامنے، اور آگ شعلہ زن تھی

گفت اے زن پیشِ ایں بُت سجدہ کن — ورنہ در آتش بسوزی بے سخن
بولا، اے عورت! اس بت کے سامنے سجدہ کر — ورنہ لا کلام تو آگ میں جلے گی

بود آں زن پاک دین و مُومنہ — سجدہ آں بُت نہ کرد آں مُوقنہ ۳
وہ عورت پاک دین والی، اور مومنہ تھی — اس یقین والی نے بت کو سجدہ نہ کیا

طفل از و بستید در آتش فگند — زن بترسید و دل از ایماں بکند
اس نے اس سے بچے کو چھینا اور آگ میں ڈال دیا — عورت ڈری اور دل ز کو ایمان سے ہٹایا

خواست تا اُو سجدہ آرد پیشِ بُت — بانگ زد آں طفل کہ اِنّی لَم اَمُتْ
اس نے چاہا کہ وہ بت کے سامنے سجدہ کرے — بچہ چیخا کہ میں مرا نہیں

اندر آمادر کہ من اینجا خوشم — گرچہ درصورت میانِ آتشم
اماں! اندر آجا میں اس جگہ اچھا ہوں — اگرچہ بظاہر آگ میں ہوں

چشم بندست آتش از بہرِ حجیب — رحمتست ایں سَر برآوردہ زجیب
آگ نظر بندی کے لئے ایک پردہ ہے — (ورنہ) یہ ایک رحمت ہے جو رونما ہے

---

۱ قِصّہ دُوزَخ۔ دوزخ کے جس قدر عذاب ہیں وہ دراصل نفس خبیث ہی کے اعمال ہیں تو گویا نفس کی مکمل تصویر دوزخ ہے۔ ہر نفس۔ نفس ہر سانس میں ایک مکر کرتا ہے جس میں سینکڑوں فرعونی شخصیتیں غرق رہتی ہیں۔

۲ موسیٰ۔ فرعون کی مناسبت سے حضرت موسیٰ کا ذکر ہے اَحَد۔ خدا اور رسول کا اتباع ہی ذریعہ نجات ہے۔ ابوجہل کا راستہ ہلاکت کا ہے شعلہ زن۔ لپٹیں مارنیوالی بے سخن۔ لامحالہ، لاکلام۔

۳ مُوقِنَہ۔ مُوْمنہ۔ سُتِید ماضی ہے ستیدن کا، لینا۔ فِگَند۔ آگ میں ڈالدیا۔ دل از چیزے بر کندن۔ کسی چیز کو چھوڑ دینا۔ چشم بند۔ نظر بندی، نظر فریبی۔ حِجیب۔ حجاب کا امالہ ہے، پردہ۔ زِجیب سربر آوردن ظاہر ہونا۔

اندر آ مادر ببیں برہان حق　تا بہ بینی عشرتِ خاصانِ حق
ماں! اندر آ سچائی کی دلیل دیکھ　تا کہ تو خاصانِ خدا کے عیش کو دیکھے

اندر آ و آب بیں آتش ۱مثال　از جہانے کاتش ست آبش مثال
اندر آ اور آگ کی صورت کا، پانی دیکھ　اس دنیا سے جس کا پانی بھی آگ جیسا ہے

اندر آ اسرارِ ابراہیمؑ بیں　کو در آتش یافت وَرد و یاسمیں
اندر آ حضرت ابراہیم کے راز دیکھ　جس نے آگ میں گلاب اور چنبیلی کے پھول پائے

مرگ می دیدم گہِ زادن زتو　سخت خوفم بود افتادن زتو
تجھ سے پیدا ہونے کے وقت مجھے موت نظر آ رہی تھی　تجھ میں سے نکل پڑیگا مجھے بہت ڈر تھا

چوں ۲بزادم رستم از زندانِ تنگ　در جہانے خوش سرائے خوب رنگ
جب میں پیدا ہوا تنگ قید خانہ سے چھوٹا　اچھے مقام اور اچھے رنگ کی دنیا میں (آ گیا)

ایں جہاں را چوں رحم دیدم کنوں　چوں دریں آتش بدیدم ایں سکوں
اب میں اس دنیا کو رحم کی طرح سمجھتا ہوں　جب میں نے اس آگ میں یہ سکون دیکھا

اندریں آتش بدیدم عالمے　ذرّہ ذرّہ اندرو عیسیٰؑ دمے
میں نے اس آگ میں وہ دنیا دیکھی　جس میں ایک ایک ذرہ عیسیٰ کے دم کی طرح ہے

نک جہانے نیست ۳شکلے ہست ذات　واں جہانے ہست شکلے بے ثبات
اب ایک دنیا ہے بظاہر معدوم دراصل موجود　اور وہ دنیا کی موجودہ شکل ناپائیدار ہے

اندر آ مادر بحقِ مادری　بیں کہ ایں آذر ندارد آذری
ماں! اندر آ مادری حقوق کا واسطہ　دیکھ یہ آگ، آگ کی تاثیر نہیں رکھتی ہے

اندر آ مادر کہ اقبال آمدست　اندر آ مادر مدہ دولت ز دست
ماں! اندر آ کہ خوش قسمتی آ گئی ہے　ماں! اندر آ دولت کی ہاتھ سے نہ دے

قدرتِ آں سگ بدیدی اندر آ　تا بہ بینی قدرت و لطف خدا
تو نے اس کتے کی طاقت دیکھ لی، اندر آ　تا کہ تو اللہ کی قدرت اور مہربانی دیکھ لے

من ز رحمت میکشایم پائے تو　کز طرب خود نیستم پروائے تو
میں محبت کی وجہ سے تیرا پیر کھول رہا ہوں　(ورنہ) خوشی کی وجہ سے مجھے تیری پروا نہیں ہے

اندر آ و دیگراں را ہم بخواں　کاندر آتش شاہ بنہاد ست خواں
اندر آ جا، اور دوسروں کو بھی بلا لے　کیونکہ آگ میں شاہ نے دسترخوان بچھا دیا ہے

---

۱ آتش مثال، طاعات بظاہر ناگوار ہیں لیکن ان کا نتیجہ بہت اچھا ہے، گناہ بظاہر میٹھا ہے، درحقیقت بہت تلخ ہے۔ وَرد۔ گلاب کا پھول۔ یاسمین۔ چنبیلی کا پھول۔ زن۔ زتو۔ رحم مادر کی زندگی پسند تھی، پیدا ہونے سے خوف لگتا تھا۔

۲ چوں بزادم۔ پیدا ہونے کے بعد دنیا اچھی لگنے لگی۔ ایں جہاں۔ جیسا کہ پہلے رحم مادر کو اچھا سمجھتا تھا اور دنیا کو برا لیکن پھر دنیا اچھی لگنے لگی اسی طرح دنیا کو چھوڑ کر آگ میں آنے کو برا سمجھا۔ لیکن آگ میں آنے کے بعد تنیا بر لگنے لگ۔ دمے۔ آگ کو مہک سمجھتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ اس کے ذرہ ذرہ میں دم مسیحائی ہے نک۔ اینک۔ اب۔

۳ نیست شکل صورتاً معدوم۔ ہست ذات۔ حقیقۃً۔ موجود بے ثبات بے قیام۔ آذر۔ آگ آذری۔ آگ کی تاثیر۔ اقبال۔ سعادت۔ پائے تو دنیا کے پنجے سے باہر نکال رہا ہوں۔ طرب۔ خوشی مستی۔ شاہ یعنی اللہ تعالیٰ۔

اندر آئید اے ہمہ پروانہ وار	اندر ایں آتش کہ دارد صد بہار
اے لوگو! سب کے سب پروانوں کی طرح اندر آجاؤ	اس آگ میں جس میں سینکڑوں بہاریں ہیں
اندر آئید اے مسلماناں ہمہ	غیر عذب¹ دیں عذاب ست آں ہمہ
اے مسلمانو! سب اندر چلے آؤ	دین کے میٹھے پانی کے علاوہ سب عذاب ہے
اندر آئید و بہ بینید ایں چنیں	سَر دگشتہ آتشِ گرمِ مہیں
اندر آجاؤ اور دیکھو کہ کس طرح	یہ دہکتی ہوئی آگ ٹھنڈی ہو گئی ہے؟
اندر آئید اے ہمہ مست وخراب	اندر آئید اے ہمہ عینِ عتاب
اے مست اور تباہ لوگو! اندر آجاؤ	اے مجسم عتاب، اندر آجاؤ
اندر آئید اندریں بحرِ عمیق²	تا کہ گردد روح صافی و رقیق
اس گہرے سمند میں، اندر آجاؤ	تا کہ روح، صاف اور لطیف بن جائے
مادرش انداخت خود را نزدِ او	دستِ او بگرفت طفلِ مہر جو
اس کی ماں نے اپنے آپ کو اس کے پاس پھینکدیا	محبت کے جویاں بچے نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا
اندر آمد مادرِ آں طفلِ خورد	اندر آتش گوئے دولت را بُبرد
اس چھوٹے بچے کی ماں اندر آگئی	آگ میں اس نے دولت کی بازی جیت لی
مادرش ہم زاں نَسَق گفتن گرفت	دُرّ³ وصفِ لطفِ حق سُفتن گرفت
اس کی ماں نے بھی اسی طرح کہنا شروع کر دیا	اللہ کی مہربانی کے موتیوں کو پرونا شروع کر دیا
بانگ میزد درمیانِ آں گروہ	پُر ہمی شد جانِ خلقاں از شکوہ
اس جماعت میں وہ پکار رہی تھی	لوگوں کی جان عظمت سے پُر ہو رہی تھی
نعرہ میزد خلق را کاے مردماں	اندر آتش بنگرید ایں بوستاں
اس نے لوگوں کو پکارا، اے لوگو!	آگ کے اندر اس باغ کو دیکھو

اندا ختنِ مردماں خود را درآتش از سرِ ذوق

ذوق کی وجہ سے لوگوں کا اپنے آپ کو آگ میں ڈالنا

خلق خود را بعد زاں بیخویشتن	میفگندند اندر آتش مَرد و زن
اس کے بعد بے خود ہو کر لوگ اپنے آپ کو	مرد و عورت، آگ میں ڈال رہے تھے
بے مُوکّل بے کشش از عشقِ دوست	زانکہ شیریں کردنِ ہر تلخ از وست
دوست کے عشق کی وجہ سے کسی کے بلانے اور کشش کے بغیر	اس لئے کہ ہر تلخ کا شیریں کرنا اس کی ہی جانب سے ہے

¹ عَذب۔ شیریں پانی، مُہِین۔ میم اور باء کے کسرہ کے ساتھ، بزرگ تر۔ مَستُ وخَراب۔ جو دنیا کی لذتوں میں مست اور برباد ہیں۔ عین۔ عتاب۔ سخت معتوب بحر سمندر

² عَمِیق۔ گہرا۔ رقیق۔ باریک، لطیف، گوے بردن۔ گیند لیجانا، بازی جیت لینا۔ نسق۔ طرز، ترتیب۔

³ دُرّ۔ موتی۔ سفتن۔ پرونا۔ جان پُرشدن۔ جوش میں آنا بہادری پیدا ہو جانا۔ خلقاں۔ خلق کی جمع۔ مخلوق۔ شکوہ عظمت، دبدبہ، بوستاں باغ بے خویشتن۔ از خود رفتہ مُوکّل وہ شخص جس کو کوئی کام سپرد کیا گیا ہو۔

تا چناں شد کاں عوّانان اخلق را — منع میکردند کاتش درمیا
یہاں تک ہوا کہ وہ سپاہی لوگوں کو — منع کرتے تھے کہ آگ میں نہ آؤ

آں یہودی شد سیہ رُوی و خجل — شد پشیماں زیں سبب بیمار دل
وہ یہودی سیہ رُو اور شرمندہ ہو گیا — دل کا بیمار، اس وجہ سے پشیمان ہو گیا

کاندر آتش خلق عاشق تر شدند — در فنائے جسم صادق تر شدند
کہ لوگ آگ میں گرنے کے اور زیادہ عاشق ہو گئے — جسم کو فنا کرنے میں اور سچے ہو گئے

مکرِ شیطاں ہم درو پیچید شکر — دیو خود را ہم سیہ رُو دید شکر
شکر ہے، شیطان کا مکر اسی کو چمٹ گیا — شکر ہے، شیطان نے اپنے آپ کو بھی کالا منہ دیکھا

آنچہ میمالید بر روئے کساں — جمع شد در چہرہ آں ناکساں۲
(وہ سیاہی) جو وہ لوگوں کے منہ پر ملتا تھا — ان کمینوں کے چہروں پر اکٹھی ہو گئی

آنکہ می درّید جامۂ خلق چست — شد دریدہ آنِ اُو زیشاں درست
جو تیزی سے لوگوں کی جامہ دری کرتا تھا — اس کا جامہ چاک ہو گیا ان کا درست ہو گیا

کژ ماندن دہانِ آں شخص کہ نامِ پیغمبر را بہ تسخُر بُرد
اس شخص کا منہ ٹیڑھا رہ جانا جس نے آنحضور کا نام تمسخر کے ساتھ لیا تھا

آں دہن کژ کرد و از تسخر بخواند — نامِ احمدؐ را دہانش کژ بماند
جس نے منہ ٹیڑھا کیا اور تمسخر سے لیا — احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام اس کا منہ ٹیڑھا رہ گیا

باز آمد کاے محمدؐ عفو کن — اے تُرا اَلطاف و عِلم مِن لَّدُن
واپس آیا کہ اے محمد معاف کر دیجئے — اے (حضرت) آپ کو مہربانیاں اور علم لدنی حاصل ہے

من تُرا افسوس۳ می کردم ز جہل — من بُدم افسوس را منسوب و اہل
میں نے جہالت کی وجہ سے آپ کا مذاق اڑایا — (حالانکہ) تمسخر کے قابل اور مستحق تو میں تھا

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس دَرَد — مَیلش اندر طعنۂ پاکاں بَرَد
جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کی پردہ دری کرے — اس کا میلان پاک لوگوں پر طعنہ زنی میں کر دیتا ہے

وَر خدا خواہد کہ پوشد عیب کس — کم زند در عیب معیوباں نفس
اور اگر خدا چاہتا ہے کہ کسی کی عیب پوشی کرے — تو عیب داروں کے عیب بھی نہیں بیان کرتا

چوں خدا خواہد کہ ماں یاری کند — مَیلِ مارا جانب زاری کند
جب خدا ہماری مدد کرنا چاہتا ہے — تو ہمیں انکساری کی طرف مائل کر دیتا ہے

---

۱ عوّانان۔ عین کا فتحہ، واؤ کی تشدید، سخت گیر۔ مکر شیطان۔ مولانا فرماتے ہیں خدا کا شکر ہے شیطان خود اپنے جال میں پھنس گیا۔
۲ ناکس۔ بے وجود کمینہ کژ ماندن۔ ٹیڑھا ہو جانا۔ جس طرح یہ یہودی بادشاہ اپنے کام سے خود ذلیل ہوا اسی طرح آنحضور کا مذاق اڑانیوالا ذلیل ہوا۔ تسخر تمسخر علم لدنی۔ وہ علم جو براہ راست خدا سے بدون کسی استاد کے واسطہ کے حاصل ہوا ہو۔
۳ افسوس۔ استہزاء، تمسخر۔ اہل قابل صاحب نفس زدن۔ سانس لینا، بات کرنا۔ یاری۔ مدد۔

اے خُنک چشمیکہ اُو گریانِ۱ اُوست | وے ہمایوں دل کہ اُو بریانِ اُوست

بڑی مبارک ہے، وہ آنکھ جو اس کے لئے روتی ہے | اور وہ دل بہت مبارک ہے جو اس کے لئے جل بھن رہا ہے

از پئے ہر گریہ آخر خندہ ایست | مردِ آخر بیں مبارک بندہ ایست

ہر رونے کے بعد بالآخر ہنسی ہے | انجام پر نظر رکھنے والا مبارک انسان ہے

ہر کجا آبِ رواں سبزہ بُوَد | ہر کجا اشکِ رواں رحمت۲ شود

جہاں کہیں آب رواں ہو، سبزہ ہوتا ہے | جہاں کہیں اشک رواں ہو رحمت ہوتی ہے

باش چوں دولاب نالاں چشم تر | تا ز صحنِ جانت بَر روید خضر

رہٹ کی طرح نالاں اور گریاں رہ | تاکہ تیری روح کے صحن سے سبزہ اُگے

مرحمت فرمود سیّد عفو کرد | چوں ز جرأت توبہ کرد آں روئے زرد

سید الکونین نے رحم فرمایا، معاف کر دیا | جب اس شرمندہ نے ہمت کر کے توبہ کی

رحم خواہی رحم کن بر اشکبار | رحم خواہی بر ضعیفاں رحم آر

تو رحم چاہتا ہے تو آنسو بہانے والے پر رحم کر | تو رحم چاہتا ہے تو کمزوروں پر رحم کر

عتاب کردنِ جہود آتش را کہ چرا نمی سوز دو جوابِ اُو

یہودی (بادشاہ) کا آگ پر غصہ کرنا کہ کیوں نہیں جلاتی اور اس کا جواب

رُو بآتش کردِ شہ کائے تند خُو | آں جہاں سوزِ طبیعی خوت کُو

بادشاہ آگ کی طرف متوجہ ہوا کہ اسے بد مزاج | تیری دنیا کو جلانیوالی فطری عادت کہاں ہے؟

چوں نمیسوزی چہ شد خاصیّت | یا ز بختِ ما دگر شد نیّت

تو جلاتی کیوں نہیں، تیری خاصیت کہاں گئی؟ | یا ہمارے نصیب سے تیری نیت بدل گئی

می نہ بخشائی تو بر آتش پَرست | آنکہ نپَرستد ترا چوں اُو بَرست

تو آگ کے پوجنے والے کو بھی نہیں بخشتی ہے | جو تجھے نہیں پوجتا وہ کیوں بچ گیا

ہرگز اے آتش تو صابر نیستی | چوں نسوزی چیست قادر نیستی

اے آگ! تو صبر کرنیوالی ہرگز نہیں ہے | کیوں نہیں جلاتی ہے؟ کیا ہے جو قادر نہیں ہے؟

چشم بندست اے عجب یا ہوش۳ بند | چوں نسوازاند چنین شُعلہ بلند

ہائے تعجب! یہ نظر بندی ہے یا حواس بندی | ایسا بلند شعلہ جلاتا کیوں نہیں ہے؟

جادوئے کردت کسے یا سیمیات | یا خلافِ طبع تو از بخت ماست

کسی نے تجھ پر جادو کیا ہے یا طلسم | یا تیری طبیعت کے خلاف (کام) ہمارے نصیب کی وجہ سے ہے

---

۱ گریاں۔ یعنی اللہ کے خوف سے۔ بریاں۔ یعنی اللہ کی محبت میں۔ آخر خندہ۔ ہر سختی کے بعد راحت ہوتی ہے۔ آخر بین۔ جو شخص انجام پر نظر رکھتا ہے وہ قابلِ مبارکباد ہے۔

۲ رحمت۔ اللہ کے خوف سے تنہائی میں رو پڑنا اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہے۔ خضر۔ سبزہ۔ سیّد۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم روئے زرد۔ شرمندہ، نادم خوت۔ خوئے تو۔ کو۔ کجا می نہ بخشائی۔ تو اپنے پجاریوں کو بھی نہیں بخشتی تو نے ان کو جو کہ تجھے پوجتے نہیں کیوں نہیں جلایا۔ چشم بند۔ نظر بندی

۳ ہوش بند۔ جس سے انسان کے حواس گم ہو جائیں۔ سیمیا۔ وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان اپنی شکل بدل لیتا ہے۔ موہوم چیزوں کو موجود کر کے دکھا دیتا ہے۔

گفت آتش من ہمانم آتشم | اندر آ تا تو ببینی تابشم [1]
آگ نے کہا میں وہی آگ ہوں | اندر آ جا، تاکہ تو میری گرمی دیکھے

طبعِ من دیگر نگشت و عُنصرم | تیغ حقم ہم بدستوری بُرم
میری طبیعت اور اصل نہیں بدلی ہے | میں خدا کی تلوار ہوں اجازت ہی سے کاٹتی ہوں

بردرِ خرگہ سگانِ تُر کمال | چاپلوسی کردہ پیش میہماں
تُرکمانوں کے کتے، خیمہ کے دروازہ پر | مہمان کے آگے خوشامد کرتے ہیں

ور بخرِ گہ بگذرد بیگانہ رُو | حملہ بیند از سگاں شیرانہ اُو
اگر خیمہ کے پاس سے اجنبی گذرتا ہے | تو وہ کتوں سے شیر دل جیسا حملہ دیکھتا ہے

من زسگ کم نیستم در بندگی | کم ز تُر کے نیست حق در زندگی
میں غلامی میں، کتے سے کم نہیں ہوں | اللہ تعالیٰ زندہ ہونے میں کسی تُرک سے کم نہیں ہے

آتش طبعت اگر غمگین کُند | سوزش از امرِ مَلیکِ دیں کند
اگر تیرے، مزاج کی گرمی غمگین کرتی ہے | دین کے مالک کے حکم سے سوزش کرتی ہے

آتش طبعت اگر شادی دہد | اندرو شادی مَلیکِ دیں نہد
اگر تیرے مزاج کی گرمی خوشی دیتی ہے | دین کا مالک، اس میں رکھدیتا ہے

چونکہ غم بینی تو استغفار [2] کُن | غم بامرِ خالق آمد کارکُن
جب تو غم دیکھے، تو توبہ کر | غم، خدا کے حکم سے کام کرتا ہے

چوں بخواہد عینِ غم شادی شود | عینِ بندِ پائے آزادی شود
جب وہ چاہتا ہے عین غم، خوشی بن جاتا ہے | خود بیڑی، آزادی بن جاتی ہے

بادو خاک و آب و آتش بندہ اند | بامن و تو مُردہ باحق زندہ اند
ہوا، مٹی، پانی اور آگ غلام ہیں | میرے اور تیرے اعتبار سے مردہ ہیں لیکن اللہ کے نزدیک زندہ ہیں

پیش حق آتش ہمیشہ در قیام | ہمچو عاشق روز و شب بیجاں مُدام
آگ، اللہ کے سامنے ہمیشہ کھڑی ہے | عاشق کی طرح بے جان، دن اور رات مسلسل

سنگ بر آہن زنی آتش جہد | ہم بامرِ حق قدم بیروں نہد
تو لوہے پر پتھر ماریگا آگ نکلے گی | وہ بھی خدا کے حکم سے باہر نکلتی ہے

آہن و سنگ از ستم برہم مزن | کایں دو میزایند ہمچو مَرد و زن
ظلم کے لوہے اور پتھر کو باہم نہ ٹکرا | اس لئے کہ دونوں مرد اور عورت کی طرح بچے دیتے ہیں

---

[1] تابش۔ تپش۔ عُنصر۔ اصل مادہ۔ دُستور۔ حکم، اجازت۔ بُرَم۔ باکاضمہ بُریدن کا فعل مضارع متکلم ہے۔ خرگہ۔ خیمہ۔ تُرکماں۔ ترکوں کی ایک قوم ہے، ڈاکو۔ آتش طبعت۔ جس طرح ظاہری آگ خدا کے حکم کی پابند ہے اسی طرح باطنی آگ بھی خدا کے حکم کی پابند ہے۔ مَلیک۔ مالک۔ دین۔ بدلہ جزاء۔

[2] استغفار۔ توبہ، غم کا سبب گناہ ہے۔ عینِ غم۔ خدا اسباب کی تاثیرات بدل دیتا ہے۔ باد جس قدر عناصر ہیں خدا کے حکم کے پابند ہیں اور اس کے احکام کو سمجھتے ہیں صرف آگ ہی خدا کے حکم کی پابند نہیں ہے۔ آتش۔ آگ اللہ کے احکام کی منتظر رہتی ہے۔ قدم بیروں نہادن۔ پیدا ہونا۔

سنگ و آہن خود سبب آمد ولیک
پتھر اور لوہا خود سبب ہیں لیکن

تو ببالا تر[۱] نگر اے مردِ نیک
اے نیک مرد! تو زیادہ اونچا دیکھ

کیں سبب را آں سبب آورد پیش
اس لئے کہ اس سبب کو اس سبب نے پیدا کیا ہے

بے سبب کے شد سبب ہرگز زخویش
کوئی سبب بلا کسی سبب کے خود بخود کب ہوا ہے؟

ایں سبب را آں سبب عامل کند
اس سبب کو وہ سبب عمل کرنیوالا بناتا ہے

باز گاہے بے بَرو عاطل کند
پھر کبھی بے بر، اور معطل بنا دیتا ہے

واں سببہا کانبیا را رہبر ست
وہ اسباب جو انبیاء کے رہنما ہیں

آں سببہا زیں سببہا برتر ست
وہ اسباب، ان اسباب سے بالا تر ہیں

ایں سبب را محرم آمد عقلِ ما
اس سبب سے ہماری عقل واقف ہے

واں سببہا راست محرم انبیا
اور ان اسباب کو انبیاء جانتے ہیں

ایں سبب چہ بُو د تبازی گو رَسن
یہ سبب کیا ہوتا ہے؟ عربی میں کہدے راتی

اندریں چہ ایں رَسن آمد بفن
اس کنوئیں میں یہ رسی تدبیر سے آئی ہے

گردش[۲] چرخ ایں رسن را علت ست
گھڑی کی گردش، اسی رسی کی علت ہے

چرخ گرداں را ندیدن زلّت ست
گھڑی گھمانے والے کو نہ دیکھنا غلطی ہے

ایں رسنہائے سببہا در جہاں
دنیا میں ان اسباب کی رسیوں کو

ہاں وہاں زیں چرخِ سَر گرداں مداں
ہرگز ہرگز اس گھومنے والے چرخ (آسمان) کی وجہ سے نہ جاننا

تا نمانی صفر و سَر گرداں چو چرخ
تا کہ تو خالی اور آسمان کی طرح سرگرداں نہ رہے

تا نہ سوزی تو ز بے مغزی چو مرخ[۳]
اور بے عقلی کی وجہ سے مرخ کی طرح نہ جلے

باد و آتش میشوند از امرِ حق
ہوا، اور آگ اللہ کے حکم سے وجود میں آتے ہیں

ہر دو سرمست آمدند از خمرِ حق
اللہ کی شراب سے دونوں مست ہیں

آبِ حلم و آتشِ خشم اے پسر
اے بیٹا، برد باری کا پانی اور غصہ کی آگ

ہم زحق بینی چو بکشائی نظر
بھی تو اللہ کی جانب سے دیکھیگا اگر آنکھ کھولیگا

گر نبودے واقف از حق جانِ باد
ہوا کی جان، اگر اللہ سے واقف نہ ہوئی

فرق کے کردے میانِ قوم عاد
قوم عاد (کے نیک و بد) میں کب فرق کرتی؟

قصۂ ہلاک کردنِ باد قومِ ہُود علیہ السَّلام را

ہوا کا ہود علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے کا قصہ

---

۱ ببالا تر نگر۔ حقیقۃً اللہ تعالیٰ سبب الاسباب ہے یعنی اسباب میں تاثیرات وہی پیدا کرتا ہے۔ آں سبب۔ اللہ تعالیٰ۔ عقل ما۔ عوام کی نگاہ اسباب ظاہری پر رہتی ہے، انبیاء کی نظر مسبب الاسباب پر رہتی ہے۔ رسن۔ ڈول کے کھینچنے کا سبب بظاہر رسی ہے لیکن حقیقی سبب رسی کو کھینچنے والا ہے۔ چہ۔ چاہ، کنواں۔

۲ گردش چرخ۔ فلاسفہ آسمان کو مسبب الاسباب مانتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ اسباب بمنزلہ رسی کے ہیں اور آسمان بمنزلہ گھڑی ہے اور اصل سبب گھیڑ کو گھمانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ چرخ۔ فلاسفہ فلک الافلاک کی گردش کو سبب حقیقی قرار دیتے ہیں۔ صفر۔ خالی۔

۳ مرخ۔ ایک درخت ہے جس سے آگ نکالتے ہیں۔ میشوند۔ وجود میں آتے ہیں۔ خمر۔ یعنی شراب محبت۔ عاد۔ ایک قوم کا نام ہے جس میں حضرت ہود کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا، ان کی سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے ان پر ہوا کو مسلط کیا گیا جس نے ان میں سے کافروں کو ہلاک کر دیا۔

ہُود گردِ مومناں خطّے کشید | نرم میشد باد کانجا میرسید
مومنوں کے چاروں طرف حضرت ہود نے خط کھینچ دیا | جب ہوا اس جگہ پہنچتی، نرم پڑ جاتی
ہر کہ بیروں بُود زاں خط جملہ را | پارہ پارہ می شکست اندر ہوا
جو اس خط کے باہر تھا، سب کو | ہوا اندر سے ٹکڑے ٹکڑے کر رہی تھی
ہمچنین شیبان[۱] راعی می کشید | گرد بر گرد دِرمہ خطّے پدید
اسی طرح (حضرت) شیبان چرواہے کھینچ دیتے تھے | ریوڑ کے چاروں طرف نمایاں خط
چوں بجمعہ میشد او وقتِ نماز | تانیارد گرگ آں جا تُرکتاز
جب نماز کے وقت جمعہ کو جاتے | تاکہ اس جگہ بھیڑیا غارتگری نہ کرے
ہیچ گرگے در نرفتے اندراں | گوسپندے ہم نگشتے زاں نشاں
اس میں کوئی بھیڑیا نہ گھستا | کوئی بکری بھی اس علامت سے باہر نہ نکلتی
بادِ حرصِ گرگ و حرصِ گوسپند | دائرہ مردِ خدا را بود بند
بھیڑیے کی حرص اور بکری کی حرص کی ہوا | (اس) مرد خدا کے دائرہ میں بند تھی
ہمچنیں بادِ اجل باعارفاں | نرم و خوش ہمچو نسیمِ بوستاں
اسی طرح اولیاء اللہ پر موت کی ہوا | باغ کی نسیم کی طرح نرم اور خوشگوار ہے
آتش ابراہیم را دنداں نزد | چوں گزیدہ حق بود چونش گزد
آگ نے (حضرت) ابراہیم کو تکلیف نہیں پہنچائی | جبکہ اللہ کا برگزیدہ ہو وہ کس طرح گزند پہنچاتے!
آتشِ شہوت نسوزد اہلِ دیں | باغیاں را بُردہ تا قعرِ[۲] زمیں
دینداروں کو شہوت کی آگ نہیں جلاتی ہے | سرکشوں کو زمین کی تہ میں لیجاتی ہے
موجِ دریا چوں بامرِ حق بتاخت | اہلِ موسیٰ را ز قبطی واشناخت
دریا کی موج چونکہ خدا کے حکم سے اٹھی | موسیٰ والوں کو قبطی سے پہچان لیا
خاکِ قاروں را چو فرماں در رسید | باز رو تختش بقعرِ خود کشید
قارون کی زمین کو جب حکم پہنچا | اس کو دولت اور تخت کے ساتھ اپنی گہرائی میں کھینچ لیا
آب و گلِ چوں از دمِ عیسیٰ چرید | بال و پر بکشاد مرغے شد پدید
مٹی اور پانی نے جب حضرت عیسیٰ کی پھونک کو چکھا | بال اور پر کھولے اور پرندہ بن گیا
از دہانت چوں برآید حمدِ حق | مرغِ جنت سازدش ربُّ الفلق
جب تیرے منہ سے اللہ کی تعریف نکلتی ہے | صبح کا رب اس کو جنت کا پرندہ بنا دیتا ہے

۱ شَیبان۔ایک ولی کا نام ہے۔ رَاعِی۔ چرواہا۔ رَمَہ۔ ریوڑ۔ پدید۔ ظاہر، نمایاں۔ نشاں۔ یعنی وہ خط جو شیبان نے کھینچا تھا۔ باد۔ چونکہ گزشتہ اشعار میں ہوا کے تابع فرمان ہونے کا ذکر تھا اس جگہ پر لفظ باد ہی استعمال کیا ہے یعنی بھیڑیے کو دائرہ میں داخل ہونے اور بکریوں کو دائرے سے نکلنے کی حرص تھی۔ اَجَل۔ اولیاء اللہ پر موت کے بہتر آثار طاری ہوتے ہیں۔

۲ قَعر۔ گہرائی، یہاں دوزخ مراد ہے۔ دریا فرعون نے حضرت موسیٰ کا تعاقب کیا تو دریائے نیل کی موجوں نے اس کو اور اس کی قوم قبطیوں کو غرق کر دیا۔ قَارُون۔ حضرت موسیٰ کا چچیرا بھائی بہت مالدار تھا۔ حضرت موسیٰ کو اس نے بہت ستایا تو مع خزانوں کے زمین میں دھنسا دیا گیا ہے۔ دَمِ عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ نے چمگادڑ جیسی شکل کا ایک پرندہ گارے سے بنایا اور اس پر دم کیا تو وہ اڑنے لگا۔

هست تسبیحت[1] بجائے آب و گل　　مرغ جنت شد ز نفخ صدق دل
تیرا سبحان اللہ کہنا جو بجائے پانی اور مٹی کے ہے　　دل کی سچائی کی پھونک سے جنت کا پرندہ بنا

کوہِ طور از نورِ موسیٰ شد برقص　　صوفی کامل شد و رست اُوز نقص
کوہِ طور (حضرت) موسیٰ کے نور سے رقص میں آ گیا　　با کمال صوفی بن گیا اور نقص سے بری ہو گیا

چہ عجب[2] گر کوہ صوفی شد عزیز　　جسم موسیٰ از کلوخے بود نیز
اے عزیز! اگر پہاڑ صوفی ہو گیا تو کیا تعجب ہے　　حضرت موسیٰ کا جسم بھی تو مٹی کا ہی تھا

طنز و اِنکار کردن بادشاہ جُہود نصیحت ناصحاں را

یہودی بادشاہ کا نصیحت کرنے والوں کی نصیحت پر طنز اور انکار

این عجائب دید آن شاہ جہُود　　جُز کہ طنز و جُز کہ اِنکارش نبُود
(جب) یہودی بادشاہ نے یہ عجائب دیکھے　　سوائے طنز اور سوائے انکار کے اس سے کچھ نہ ہوا

ناصحاں گفتند از حد مگذراں　　مَرکبِ اسیزہ را چنداں مَراں
نصیحت کرنیوالوں نے کہا، حد سے نہ گزر　　جھگڑے کی سواری کو اس قدر تیز نہ دوڑا

بگذر از کُشتن مکُن این فعلِ بَد　　بعد ازیں آتش مزن در جان خود
قتل کرنا چھوڑ دے، یہ برا کام نہ کر　　اس کے بعد اپنی جان میں آگ نہ لگا

ناصحاں را دست بست و بند کرد　　ظلم را پیوند در پیوند کرد
اس نے نصیحت کرنیوالوں کے ہاتھ باندھے اور قید کر دیا　　ظلم کو پیوند در پیوند کر دیا

بانگ آمد کار چوں اینجا رسید　　پائے دار اے سگ کہ قہر ما رسید
جب کام یہاں تک پہنچا، آواز آئی　　اے کتے! ٹھہر ہمارا قہر آ پہنچا ہے

بعد ازاں آتش چہل گز بر فروخت　　حلقہ گشت و آں جہوداں را بسوخت
اس کے بعد آگ چالیس گز ابھری　　گھیرا ڈالا اور ان یہودیوں کو جلا دیا

اصلِ ایشاں بود ز آتش ز ابتدا　　سوئے اصلِ خویش رفتند انتہا
ان کی اصل شروع ہی سے آگ تھی　　بالآخر اپنی اصل کی طرف چلے گئے

ہم زِ آتش[3] زادہ بودند آں فریق　　جُز وہا را سوئے کُل باشد طریق
وہ لوگ آگ ہی سے پیدا ہوئے تھے　　اور اجزاء کا کل کی طرف راستہ ہوتا ہے

ہم ز آتش زادہ بودند آں خساں　　حرف میراندند از نارودُخاں
وہ کمینے آگ سے پیدا ہوئے تھے　　آگ اور دھویں کی بات کرتے تھے

---

[1] تسبیحت۔ تمہارا سبحان اللہ کہنا بمنزلہ گارے کے پرندہ کے ہے اور صدق دل سے کہنا بمنزلہ دم عیسیٰ کے ہے۔ کوہِ طور۔ حضرت موسیٰ طور پر گئے اور ان کے لئے تجلی رب رونما ہوئی تو طور پہاڑ کو وجد آ گیا اور اس میں صفت انسانی یعنی حرکت وجدی پیدا ہو گئی۔ اور اس کا نقص جمادیت ختم ہو گیا۔

[2] چہ عجب۔ حضرت موسیٰ سرخیل صوفیاء بھی مٹی کے بنے ہوئے تھے اگر مٹی کا پہاڑ صوفی بنگنا تو کیا تعجب ہے۔ ناصحاں ناصح کی جمع۔ نصیحت کرنیوالا۔ اِستیزہ۔ لڑائی۔ جھگڑا در جان خود۔ چونکہ یہ ظلم جہنم میں جلنے کا سبب بنیگا۔

[3] ز آتش۔ یہ بھی شیاطین تھے اور شیطان آگ سے بنا ہے۔ انتہا جبکہ آگ سے بنے تھے آگ میں چلے گئے خس۔ کمینہ۔ حرف راندن بات کرنا۔ دخان۔ دال کے ضمہ کے ساتھ، دھواں

بر جستن آتش

آتشے بودند مومن سوز و بس | سوخت خود آتش مر ایشانرا چو خس
وہ محض مومن سوز، آگ تھے | آگ نے خود ان کو تنکے کی طرح جلا دیا

آنکہ او بودست اُمّ الهاوِیَہ | ہاویہ آمد مر اُورا زاویہ
جو شخص ہاویہ (دوزخ) کی جڑ ہے | ہاویہ ہی اس کا گوشہ بنی

مادرِ فرزند جویائے وے ست | اَصلہا مر فرعہا را درپے ست
بچے کی ماں اپنے بچے کی جویا ہے | جڑیں، شاخوں کے درپے ہیں

آب اندر حوض گر زندانی ست | باد نشفش میکند کار کانی ست
پانی اگرچہ حوض میں بند ہے | ہوا اس کو جذب کرتی ہے کیونکہ وہ عنصری ہے

مے رہاندمی بَرُد تا مِعدنش | اندک اندک تانہ بینی بُردنش
(ہوا) اس کو رہائی دیتی ہے اور اس کے معدن تک لیجاتی ہے | تھوڑا، تھوڑا تا کہ تم اس کے لیجانے کو نہ دیکھو

ویں نفس جانہائے مارا ہمچناں | اندک اندک دُزدد از حبس جہاں
اسی طرح یہ سانس ہماری جانوں کو | دنیا کے قید خانہ سے تھوڑا تھوڑا چراتا ہے

تَا اِلَيْهِ يَصْعَدُ اَطْيَابُ الْكَلِمْ | صَاعِدًا مِّنَّا اِلٰى حَيْثُ عَلِمْ
یہانتک کہ پاک کلمات اس اللہ کی طرف چڑھتے ہیں | ہماری طرف سے اس جگہ تک چڑھتے ہیں جس کو وہ جانتا ہے

تَرْتَقِىْ اَنْفَاسُنَا بِالْاِتِّقَاء | مُتْحَفًا مِّنَّا اِلٰى دَارِ الْبَقَاء
پرہیز گاری کی وجہ سے ہمارے سانس چڑھتے ہیں | ہماری جانب سے بطور تحفہ کے دار البقاء تک

ثُمَّ يَاتِيْنَا مُكَافَاتُ الْمَقَال | ضِعْفُ ذَاكَ رَحْمَةً مِّنْ ذِى الْجَلَال
پھر کلمات کا بدلہ ہمیں ملتا ہے | اس کا دوگنا ذوالجلال کی رحمت سے

ثُمَّ يُلْجِيْنَا[۳] اِلٰى اَمْثَالِهَا | كَىْ يَنَالُ الْعَبْدُ مِمَّا نَالَهَا
پھر وہ ہمیں مجبور کرتا ہے ان جیسوں پر | تاکہ بندہ حاصل کرے وہی جوان سے حاصل کر چکا ہے

هٰكَذَا تَعْرُجُ وَتَنْزِلُ دَائِمًا | ذَا فَلَا زَالَتْ عَلَيْهِ قَائِمًا
اسی طرح وہ چڑھتے اور اترتے ہیں ہمیشہ | یہ، تو وہ اس پر ہمیشہ قائم ہیں

پارسی گوئیم یعنی ایں کشش | زانطرف آمد کہ آمد ایں چشش
ہم فارسی میں کہتے ہیں یعنی یہ کشش | اس طرف سے آئی ہے کہ جس طرف سے یہ ذوق آیا ہے

چشم ہر قومے بسوئے ماندہ است | کانطرف یکروز ذوقے راندہ است
ہر قوم کی نظر اس طرف رہتی ہے | کہ جس طرف ایک دن کوئی مزا حاصل کیا ہے

[۱] خس۔ تنکا۔ ہاویہ دوزخ کے طبقے کا نام ہے، یہ قرآن پاک کی آیت اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَة کا اقتباس ہے یعنی جس کے نیک اعمال ہلکے ہیں ہر سے اس کا ٹھکانا ہاویہ ہے۔ زاویہ۔ کونہ، گوشہ مادر۔ کفار کی ماں جہنم ہے لہٰذا انکو طلب کریگی زندانی، قیدی، نشف۔ چوسنا۔ خشک کر دینا۔ کارکانی ست، کہ ارکانی است، ارکان چاروں عنصروں کو کہا جاتا ہے یعنی پانی بھی عنصر ہے اور ہوا بھی لہٰذا ہوا پانی کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ معدن۔ کان، یہاں پانی کا کرہ مراد ہے۔ جانہا۔ چونکہ روح عالم بالا کی چیز ہے تو سانس کی ہوا اس کو رفتہ رفتہ اس کے اصل مقام پر پہنچا دیتی ہے۔

[۲] اَطْيَاب طیب کی جمع ہے۔ پاکیزہ۔ اَلْكَلِم۔ کاف کا فتحہ اور لام کے کسرہ کے ساتھ کلمۃ کی جمع یعنی کلمات طیبات کا بھی اصل مقام ملا اعلیٰ ہے لہٰذا وہ اپنے مقام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اَنْفَاس۔ نفس نون اور فاء کے فتحہ کے ساتھ کی جمع ہے، سانس۔ مُتْحَف۔ وہ چیز جو تحفہ میں پیش کی جائے۔ دارالبقاء۔ آخرت۔ مکافات بدلہ، معاوضہ۔ مقال۔ گفتگو کلمات طیبات مراد ہیں۔ ضِعْف ضاد کے کسرہ کے ساتھ، دوگنا ذی الجلال مقرب حق۔ يُلْجِيْنَا الجاء سے بنا ہے مجبور کرنا مونث کی ضمیر میں مکافات کی طرف لوٹتی ہیں۔ تعرج کلمات طیبات پر ہے تنزل۔ خدا کی رحمت اترتی ہے۔ علیہ۔ یعنی عروج ونزول۔ چشش۔ چشیدن کا حاصل مصدر ہے۔ چکھنا۔ یعنی انسان کو جس چیز کا ذوق ہوتا ہے اسی کی طرف کھینچتا ہے۔

ذوقِ جنس از جنسِ خود باشد یقیں
یقیناً جنس کو اپنی جنس سے ذوق ہوتا ہے

ذوقِ جزو از کُلِّ خود باشد ببیں
دیکھو جز کا ذوق اپنے کُل سے ہوتا ہے

یا مگر آں ۱؎ قابل جنسے بوَد
یا شاید وہ چیز جنس کو قبول کرنیوالی ہے

چوں بدو پیوست جنسِ اُو شوَد
جب اس جنس سے ملے اسی جنس کی ہو جائے

ہمچو آب و ناں کہ جنسِ ما نبُود
جیسے پانی اور روٹی ہماری جنس کا نہ تھا

گشت جنسِ ما و اندر ما فزُود
ہماری جنس بن گیا اور ہم میں اضافہ کر دیا

نقشِ جنسیت ندارد آب و ناں
پانی اور روٹی جنسیت کی صورت نہیں رکھتے

زاِ عتبارِ آخر آنرا جنس داں
لیکن انجام کے اعتبار سے ان کو جنس سمجھو

ور بغیر جنس باشد ذوق ما
اور اگر غیر جنس سے ہمارا ذوق ہوگا

آں ۲؎ مگر مانند باشد جنس را
وہ شاید ہماری جنس سے مناسبت رکھتا ہو

آنکہ مانندست باشد عاریت
جو مشابہ ہے وہ عارضی ہوتا ہے

عاریت باقی نماند عاقبت
انجام کار عارضی چیز باقی نہیں رہتی

مُرغ را گر ذوق آید از صفیر
پرندہ کو اگر سیٹی سے لطف آتا ہے

چونکہ جنسِ خود نیابد شد نفیر
جب وہ اپنی جنس کو نہیں پاتا، بھاگ جاتا ہے

تشنہ را گر ذوق زید از سَراب
پیاسے کو، اگر سراب سے ذوق آتا ہے

چوں رسد در وے گریزد جوید آب
جب اس میں پہنچتا ہے، بھاگتا ہے، پانی کی جستجو کرتا ہے

مُفلساں گر خوش شوند از زرِ قلب
مفلس اگر کھوٹے سونے سے خوش ہوتے ہیں

لیک آں رُسوا شود در دارِ ضَرب
لیکن وہ ٹکسال میں جا کر بے قدر ہو جاتا ہے

تا زَر اندو دیت از رہ نفگند
خبردار کوئی ملمع ساز تجھے راستہ سے نہ بھٹکا دے

تا خیالِ کژ تُرا چہ نفگند
خبردار کج خیالی تجھے کنوئیں میں نہ گرا دے

از کلیلہ باز جو آں قصہ را
اس قصہ کو کلیلہ دمنہ میں تلاش کر

واندراں قصہ طلب کُن حصہ را
اور اس قصہ میں اپنا حصہ طلب کر

در کلیلہ ۳؎ خواندہ باشی لیک آں
تو نے کلیلہ میں پڑھا ہو گا لیکن وہ

قِشر و افسانہ بُود نے مغزِ جاں
چھلکا اور افسانہ تھا نہ کہ جان کا مغز

قصہ نخچیراں و بیانِ توکّل و ترکِ جہد کردن
شکار کے جانوروں کا قصہ اور توکل اور کوشش ترک کر دینے کا بیان

۱؎ یا مگر۔ دراصل تو ہر ایک کو اپنی جنس سے ذوق ہوتا ہے اور کبھی اس چیز سے بھی ذوق ہوتا ہے جو فی الحال تو ہم جنس نہیں ہے، لیکن بعد میں ہم جنس بنجاتی ہے۔ جیسے روٹی پانی کہ وہ انسان کی جنس میں سے نہیں ہے لیکن انسانی بدن میں جا کر انسان کا جزو بنجاتی ہے۔

۲؎ آں مگر۔ کبھی ذوق اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ چیز حقیقتاً ہم جنس تو نہیں ہے لیکن ہم جنس سے مشابہت رکھتی ہے لیکن یہ ذوق بہت عارضی ہے۔ مُرغ۔ پرندہ شکاری کی سیٹی کی طرف اس وجہ سے کھنچتا ہے کہ وہ اس کے ہم جنس پرندہ کی آواز سے مشابہت رکھتی ہے۔ لیکن فوراً ہی حقیقت کھلنے پر بھاگتا ہے۔ سَراب۔ چمکتا ہوا ریتہ جو دور سے پانی نظر آتا ہے۔ زر قلب کھوٹا سونا۔ دارِ ضرب ٹکسال۔ تا۔ یہاں سے مولانا کا قول شروع ہوتا ہے۔ کژ۔ کج۔

۳؎ کلیلہ دمنہ۔ مشہور کتاب ہے۔ کلیلہ اور دمنہ دو فرضی گیدڑوں کے نام ہیں جنکی زبانی بہت نصیحت آمیز قصے کہانیاں نقل کیگئی ہیں یہ اصل کتاب سنسکرت میں تھی پھر اس کا فارسی ترجمہ ہوا اور پھر خلیفہ ہارون الرشید نے فارسی سے عربی میں منتقل کرائی اب اس کے سنسکرت اور فارسی کے نسخے مفقود میں عربی نسخے سے یہ کتاب دنیا کی مشہور زبانوں میں منتقل ہوئی ہے۔ قشر چھلکا۔ افسانہ کہانی۔ جہد جیم کا فتحہ اور ضمہ دونوں صحیح ہیں۔ کوشش محنت

طائفہ ۱؎ نخچیر در وادی خوش | بودشاں باشیر دائم کشمکش
شکار کے جانوروں کی ایک ٹکڑی، عمدہ وادی میں | اُن کی شیر کے ساتھ مستقل کشمکش رہتی تھی

بسکہ آں شیر از کمیں درمی بود | آں چرا بر جملہ ناخوش گشتہ بود
چونکہ وہ شیر گھات سے اٹھا لیجاتا ہے | وہ چراگاہ سب کے لئے ناگوار ہو گئی تھی

حیلہ کردند آمدند ایشاں بہ شیر | کز وظیفہ ماتُرا دادیم سیر
انہوں نے تدبیر کی، وہ شیر کے پاس آئے | کہ تجھے ہم نے پیٹ بھر کر خوراک دینا منظور کیا ہے

جُز وظیفہ درپئے صیدے میا | تانگردد تلخ برما ایں گیا
راتب کے علاوہ کسی شکار کے پیچھے نہ آ | تاکہ یہ گھاس ہمارے لئے کڑوی نہ بنے

جوابِ شیر نخچیراں راو بیان خاصیّت جہد
شیر کا شکار کو جواب دینا اور کوشش کی خاصیت کا بیان

گفت آرے گروفا بینم نہ مکر | مکر ہادیدم بسے از زید و بکر
اس نے کہا، ہاں اگر میں وفاداری دیکھوں نہ مکاری | زید و بکر کے میں نے بہت مکر دیکھے ہیں

من ہلاکِ ۲؎ قول و فعل مَردُم | من گزیدہ زخمِ مارو کژدُم
میں لوگوں کے قول اور فعل سے تباہ ہوں | میں سانپ اور بچھو کا زخم خوردہ ہوں

نفس ہر دم از درونم در کمیں | از ہمہ مَردم بتر در مکرو کیں
میرے اندر سے نفس ہر وقت گھات میں ہے | مکر اور کینہ میں سب انسانوں سے بدتر ہے

گوشِ من لَا یُلدَغُ المومن شُنید | قولِ پیغمبر بجان و دل گزید
میرے کان نے لا یلدغ المومن سنا ہے | پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قول کو جان و دل سے اختیار کرلیا ہے

باز ترجیح نہادنِ نخچیراں توکل رابر جہدو اکتساب ۳؎
شکاروں کا کوشش اور کمانے پر توکل کو پھر ترجیح دینا

جملہ گفتند اے امیر با خبر | الحذَرُ دَعْ لیس یُغنی عَنْ قَدَر
سب نے کہا اے باخبر سردار! | احتیاط کو چھوڑ وہ تقدیر سے بے نیاز نہیں کرتی ہے

درحَذر شوریدن شورو شرست | رو توکل کن توکل بہتر ست
بچاؤ میں، شورو شر کا برا بگیختہ ہونا ہے | جا، توکل کر، توکل بہتر ہے

با قضا پنجہ مزن اے تندو تیز | تانگیرد ہم قضا با تو ستیز
اے تندو تیز! خدائی فیصلہ کا مقابلہ نہ کر | تاکہ خدائی فیصلہ تجھ سے برسرِ پیکار نہ ہو

۱؎ طائفہ۔ جماعت گروہ، وادی خوش۔ سرسبز میدان۔ نخچیر۔ شکار کرنا، شکارگاہ، شکار کیا ہوا جانور، وہ جانور جس کا شکار کھیلا جاتا ہے۔ کش مکش۔ صیغہ امر و نہی کا مجموعہ ہے جیسے گومگو، کھینچا تانی۔ بسکہ۔ چونکہ۔ کمیں۔ گھات کی جگہ۔ چرا۔ جیم فارسی کے فتحہ کے ساتھ، چریدن سے چراگاہ حیلہ۔ تدبیر، مکر وظیفہ۔ روزینہ، راتب۔ سیر۔ پیٹ بھر کھانا۔ گھاس آرے۔ مجھے منظور ہے، ہاں زید و بکر۔ یعنی عام انسان۔
۲؎ ہلاک۔ برباد، مَردُم۔ لوگ۔ گزیدہ ڈسا ہوا۔ مار۔ سانپ۔ کژدم۔ ٹیڑھی دم والا۔ بچھو۔ نفس۔ یہاں سے مولانا نے نفس اَمّارہ کے مکر کا ذکر شروع کیا ہے۔ لا یلدغ المومن۔ حدیث ہے لَا یُلْدَغُ الْمُؤمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَیْنِ مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جا سکتا۔
۳؎ اکتساب۔ کھانا۔ الحذر پرہیز، بچاؤ۔ چوکنا رہنا۔ احتیاط دع۔ امر کا صیغہ ودع و دعا سے چھوڑنا قدر۔ تقدیر، قضائے الٰہی۔ شوریدن۔ برانگیختہ ہونا۔ فتنہ بپا ہونا۔ شر۔ برائی۔ تدبیر اور دیگر اسباب کو جو کوثر حقیقی سمجھتے ہیں وہ زندیق سمجھے جاتے ہیں۔ مقابلہ کرنا ستیزہ۔ جنگ و جندل

مُردہ ا۔ باید بود پیشِ حُکمِ حق　تانیاید زحمت از رَبُّ الفَلَق
اللہ کے حکم کے سامنے مردہ ہو جانا چاہئے　تاکہ رب الفلق کی جانب سے عذاب نہ آئے

باز ترجیح نہادنِ شیر جہد را بر توکل و تسلیم
شیر کا پھر کوشش کو توکل اور تسلیم پر ترجیح دینا

گفت آرے گر توکل رہبرست　ایں سبب ہم سنت پیغمبرست
اس نے کہا، بیشک اگرچہ توکل راہ نما ہے　یہ سبب (اختیار کرنا) بھی پیغمبر کی سنت ہے

گفت پیغمبرؐ بآواز بلند　بر توکل زانوئے اُشتر بہ بند
پیغمبر نے بلند آواز سے کہا ہے　توکل کے ساتھ اونٹ کے گھٹنے باندھ دو

رَمزِ اَلکاسِ۲ب حَبِیْبُ اللّٰہِ شنو　از توکل در سبب کاہل مشو
الکاسب حبیب اللہ کا نکتہ سنو　توکل کی وجہ سے سبب کے معاملہ میں سُست نہ بنو

در توکل کسب و جہد اولیٰ ترست　تا حبیب حق شوی ایں بہترست
توکل میں کمائی اور کوشش زیادہ بہتر ہے　تاکہ تو اللہ کا محبوب بن جائے، یہ بہتر ہے

رَو توکل کن تو باکسب اے عَمو　جہد می کُن کسب می کُن مُو بمو
اے چچا! جامع کوشش کے توکل کر　کوشش کر، کمائی کر، سر بسر

جَہد کن جِدّ ے نما تا وارَ۳ہی　گر تو از جہدش بمانی اَبلہی
کوشش کر، تن دہی کر تاکہ نجات پائے　اگر تو اس کی کوشش سے باز رہا تو بیوقوف ہے

باز ترجیح نخچیراں توکل را از جَہد و کسب
شکاروں کا توکل کو کوشش اور کمائی پر ترجیح دینا

قوم گفتندش کہ کسب از ضُعفِ خَلق　لقمۂ تزو ویرداں بر قدرِ حَلق
قوم نے اس سے کہا کہ کوشش لوگوں کی کمزوری کی وجہ سے ہے　اور اس کو بقدر حلق فریب کا لقمہ سمجھ

پس بدانکہ کسبہا از ضُعف خاست　در توکل تکیہ بر غیرے خطاست
پس جان لے کہ کوشش ضعف کی وجہ سے پیدا ہوئیں　توکل میں غیر سے بھروسہ غلط ہے

نیست کسبے از توکل خوب تَر　چیست از تسلیم خود محبوب تَر
کوئی کوشش، توکل سے بہتر نہیں ہے　رضا و تسلیم سے زیادہ محبوب کیا چیز ہے؟

بَس گریزند از بلا سوئے بلا　بَس جہند از مار سوئے اژدہا
بہت لوگ ایک مصیبت سے دوسری مصیبت کی طرف بھاگتے ہیں　بہت لوگ سانپ سے اژدھے کی طرف کودتے ہیں

---

۱ مُردَہ بُودَن۔ یعنی سر تسلیم خم کرنا۔ زحمت۔ صدمہ، مار پیٹ، عذاب رَبُّ الْفَلَقِ صبح کی سفیدی پیدا کرنیوالا، اللہ تعالیٰ۔ سبب۔ اسباب کو اختیار کرنا "آنحضور کی سنت ہے۔ بآوازِ بلند۔ علی الاعلان۔ زانوئے اُشتر آنحضور نے فرمایا ہے اعقل وتوکل اونٹ کے رسی باندھ اور خدا پر بھروسہ کر، یعنی حفاظت کے جو اسباب ہیں وہ بھی اختیار کر۔

۲ اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ کسب کرنیوالا اللہ کا محبوب ہے۔ یہ مشہور مقولہ ہے کاہل۔ سست یعنی انسان کو اسباب اختیار کرنے میں سستی نہ کرنی چاہیے۔ درتوکل۔ انسان کا محنت کرنا اور اسباب دنیوی اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ عمو۔ چچا، بزرگ۔ مو بہ مو۔ سر بسر پوری طرح جد۔ جیم کے کسرہ سے، کوشش۔

۳ وَا۔ جِدا۔ رہی رہیدن کا فعل مضارع، چھوٹنا۔ ابلہ، بیوقوف۔ خلق۔ مخلوق، تزویر۔ مکروفریب ضُعف۔ یعنی انسان کو کسب اس لئے کرنا پڑتا ہے کہ اس کے عقیدے میں کمزوری آ گئی ہے خدا پر پورا بھروسہ نہیں کرتا ہے۔ تکیہ۔ بھروسہ تسلیم۔ خدا کے حکم پر سر جھکا دینا۔

حیلہ[1] کرد انسان و حیلش دام بود　　آنکہ جاں پنداشت خوں آشام بود
انسان نے تدبیر کی اور اس کی تدبیر جال تھی　　جس کو جان سمجھا وہ خون پینے والی تھی

در بہ بست و دشمن اندر خانہ بود　　حیلۂ فرعون زیں افسانہ بود
(اس نے) دروازہ بند کرلیا اور دشمن گھر ہی میں تھا　　فرعون کی تدبیر اسی قسم کی تھی

صد ہزاراں طفل کُشت آں کینہ کش　　وانکہ اُو می جُست اندر خانہ اش
اس کینہ والے نے لاکھوں بچے مار ڈالے　　اور جس کو وہ تلاش کرتا تھا اس کے گھر میں تھا

دیدۂ[2] ما چوں بسے عِلّت دروست　　رَو فنا کُن دیدِ خود در دیدِ دوست
جبکہ ہماری نگاہ میں بڑی خرابیاں ہیں　　جا، اپنی صوابدید کو دوست کی صوابدید میں فنا کردے

دیدِ ما را دیدِ اُو نِعمَ العِوَض　　ہست اندر دید اُوکلّی غَرَض
اُس کی صوابدید یہ ہماری صوابدید کا بہترین بدل ہے　　اس کی صوابدید میں تمام مقاصد موجود ہیں

طفل تا گیرا و تا پو یا نہ بُود　　مَرکبش جز گردن بابا نہ بُود
بچہ جب تک پکڑنے والا اور چلنے والا نہ تھا　　بابا کی گردن کے علاوہ اس کی سواری نہ تھی

چوں فضولی کرد و دست و پا نمود　　در عَنا افتاد و در کو رو کبُود
جب اس نے بیکار بات کی اور ہاتھ پیر نکالے　　تو مشقت و مصیبت اور اندھیرے میں پھنس گیا

جانہائے خلق پیش از دست و پا　　می پرید نداز وفا اندر صَفا
لوگوں کی روحیں، ہاتھ پیر سے پہلے　　کمال کی وجہ سے عالم غیب میں پرواز کرتی تھیں

چوں بامر[3] اِہبطوا بندی شدند　　حبسِ خشم و حرص و خورسندی شدند
جب اہبطوا کے حکم سے قیدی بن گئیں　　غصہ اور حرص اور خوشی میں گرفتار ہوگئیں

ما عیالِ حضرتیم و شیر خواہ　　گفت اَلخَلقُ عِیالٌ لِلاِلٰہ
ہم اللہ کے عیال، اور شیر خوار ہیں　　(خدا نے) فرمایا ہے مخلوق اللہ کی عیال ہے

آنکہ اُو از آسماں باراں دہد　　ہم تواند کو برحمت ناں دہد
جو آسمان سے بارش عطا فرماتا ہے　　یہ بھی کرسکتا ہے کہ وہ کرم سے روٹی دیدے

دیگر بار بیان کردنِ شیر ترجیح جہد بر توکل
شیر کا توکل پر کوشش کو دوسری بار ترجیح دینا

گفت شیر آرے ولے ربُّ العِبادْ　　نَردبانے پیش پائے ما نہاد
شیر نے کہا، ہاں لیکن بندوں کے پروردگار نے　　ہمارے پیروں کے پاس سیڑھی رکھدی ہے

---

[1] حیلہ۔ تدبیر۔ دام۔ جال۔ خون آشام۔ خونخوار، فرعون یہ لقب ہے، نام ولید بن مصعب ہے یہ مصر کا ظالم بادشاہ گذرا ہے کاہنوں نے اس کو بتایا تھا کہ بنی اسرائیل کا لڑکا تمہاری سلطنت کے زوال کا باعث ہوگا، اس بناء پر اس نے بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے بچوں کو قتل کرانا شروع کردیا۔ حضرت موسیٰ کو ان کی والدہ نے پیدائش کے بعد دریائے نیل میں ڈالدیا۔ جو بالآخر فرعون کے گھر پہنچ گئے۔ اور وہیں ان کی پرورش ہوئی اور وہی اس کی سلطنت کے زوال کا سبب بنے۔

[2] دید۔ نظر، صوابدید علت۔ بیمار، نقص۔ نعم العوض۔ اچھا بدلہ گیرا۔ گیرندہ پکڑنیوالا۔ پُویا۔ دوڑنے والا، مرکب سواری۔ بابا۔ باپ۔ فضولی۔ غیر ضروری بات، بیہودگی۔ عنا۔ مشقت کور یعنی اندھا پن کبود۔ کالا تاریک جانہائے روحیں عالم ازل میں بغیر ہاتھ پیر کے اڑی پھرتی تھیں۔ صفا۔ عالم بالا چونکہ وہ مادہ سے صاف ہے۔

[3] اہبطوا۔ نیچے اترو، حضرت آدم وحوا اور شیطان کو گندم خوری کے بعد حکم ہوا تھا کہ سرزمین پر اترو۔ عیال۔ بال بچے کنبہ جو لوگ کسی کی سرپرستی میں ہوں۔ آرے۔ ہاں۔ ولے۔ لیکن رب العباد بندوں کا پروردگار۔ نردبان۔ سیڑھی، زینہ۔

پایه پایه[1] رفت باید سوئے بام — هست جبری بودن اینجا طمعِ خام

کوٹھے پر رفتہ رفتہ چڑھنا چاہئے — اس مقام پر جبری ہونا خام خیالی ہے

پائے داری چوں کنی خود را تو لنگ — دست داری چوں کنی پنہاں تو چنگ

تو پیر رکھتا ہے، کیوں اپنے کو لنگڑا بناتا ہے؟ — تو ہاتھ رکھتا ہے، پنجہ کو کیوں چھپاتا ہے؟

خواجه چوں بیلے بدستِ بنده داد — بے زباں معلوم شد اُورا مُراد

آقا نے جب غلام کو بیلچہ تھما دیا — بغیر کچھ کہے اس کا مقصد معلوم ہو گیا

دست ہمچوں بیل اشارتہائے اوست — آخر اندیشی عبارتہائے اوست

بیلچہ کی طرح، ہاتھ اس کے اشارے ہیں — جس کا مطلب انجام بینی ہے

چوں اشارتہاش را بر[2] جاں نہی — در وفائے آں اشارت جاں دہی

جب تو اس کے اشاروں کو دل پر جما لے گا — اور ان اشاروں کو پورا کرنے میں جان دیدے گا

پس اشارتہاش اَسرارت دہد — بار بردار دزتو، کارت دہد

تب اس کے اشارے تجھے راز عطا کریں گے — تیرا بوجھ ہلکا کر دیں گے، تجھے کام دیں گے

حاملی محمول گرداند ترا — قابلی مقبول گرداند ترا

تو بار بردار ہے تو تجھے سوار کردے گا — تو (حکم کو) ماننے والا ہے تو تجھے مقبول بنا دیگا

قابل[3] امرِ وَی قابل شوی — وصل جوئی بعد ازاں واصل شوی

تو اس کے حکم کو قبول کرنیوالا ہے (مبارک ہے) قابل ہوجائیگا — تو وصل کا طالب ہے اس کے بعد وصال والا بن جائیگا

سَعی شکرِ نعمت قدرت بُود — جبرِ تو انکار آں نعمت بُوَد

کوشش، قدرت کی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے — اور تیرا جبری ہونا اس نعمت کا انکار ہے

شکر نعمت نعمتت افزوں کُند — کُفر نعمت از کفت بیروں کُند

نعمت پر شکر ادا کرنا تیری نعمت کو بڑھائیگا — اور نعمت کا کفر (اس کو) تیرے قبضہ سے نکالدیگا

جبر تو خفتن بوَد در رہ مخسپ — تا نہ بینی آں درود رگہ مخسپ

اپنے آپ کو مجبور سمجھنا، سوجانا ہے راستہ میں نہ ہو — جب تک اس در اور درگاہ کو نہ دیکھ لے، نہ سو

ہاں مخسپ اے جبریِ بے اعتبار — جز بزیرِ آں درختِ میوہ دار

اے بے بھروسہ جبری! ہرگز نہ سونا — اس میوہ دار درخت کے نیچے کے سوا

تا کہ شاخ افشاں کند ہر لحظہ باد — بر سَرت دائم بریزد نُقل و زاد

تاکہ ہوا ہر لحظہ شاخ کو ہلائے — (اور) ہمیشہ تیرے لئے نقل و توشہ مہیا کرتی رہے

---

[1] پایہ پایہ۔ درجہ بدرجہ بام۔ کوٹھا، بالا خانہ، جبری۔ مجبور۔ لنگ۔ لنگڑا۔ چنگ چنگل، پنجہ خواجہ، مالک آقا۔ بندہ غلام، نوکر بیل۔ بیلچہ، بے زبان۔ بغیر کہے ہوئے۔ مرادِ آقا کا مطلب یہ ہے کہ زمین کھود جب خدا نے یہ اعضاء دئے ہیں تو اشارہ ہے کہ ہاتھ پیر کو کام میں لا۔

[2] بر جان نہی۔ تو دل پر نقش کر لیگا۔ وفا۔ پورا کرنا۔ اَسرَ ارتْ۔ یعنی جب تم محنت اور ریاضت کرو گے تو مجاہدہ سے کشف شہود ہوگا۔ حامل۔ بوجھ اٹھانیوالا۔ محمول۔ لدا ہوا یعنی اب تو تم پر اعمال کا بار ہوگا کل کو یہی اعمال باعث راحت ہوں گے۔

[3] قابل۔ قبول کرنیوالا۔ مقبول۔ یعنی مقبول بارگاہ امروئی۔ یعنی امر وے ہستی قدرت۔ اختیار، جبر۔ مجبور ہونا بے بسی، بے اختیاری، دَرود درگہ یعنی جب تو جناب باری میں پہنچ جائے، اور تجھے مشاہدہ حق میسر ہو جائے۔ ہاں کلمہ تنبیہ ہے۔ جبری وہ شخص جو عقیدہ جبر کا قائل ہو، انسان کو مجبور محض سمجھتا ہو۔ بے اعتبار" اپنے منافع کے لئے تو بھاگا پھرتا ہے اور عبادات وطاعات میں اپنے آپ کو مجبور سمجھتا ہے درخت یعنی وصول الی اللہ کا درخت۔ افشاں۔ جھاڑنا۔ نقل۔ وہ چیزیں جو شراب کے ساتھ کھائی جاتی ہیں۔ زاد و توشہ۔

جبر خفتن درمیان رہزناں | مُرغ بے ہنگام کے یابد اماں
خود کو مجبور سمجھنا، ڈاکوؤں کے درمیان سو جانا ہے | بے وقت اذان دینے والا مرغ کب بچتا ہے؟
ور اشارتہاش را بینی زنی | مَرد پنداری وچوں بنی زنی
اگر اس کے اشاروں پر تو ناک چڑھائے گا | تو اپنے آپ کو مرد سمجھتا ہے اور جب غور کریگا تو عورت ہے
آں قدر عقلے کہ داری گم شود | سَر کہ عقل ازوے پَرّد دُم شود
تو جس قدر عقل رکھتا ہے، وہ گم ہو جائیگی | جس سر سے عقل اڑ جائے وہ دم بن جاتا ہے
زانکہ بے شکری بُود شوم وشُنار | می بردنا شُکر را در قَعرِ نار
چونکہ ناشکری، منحوس اور نا مبارک ہوتی ہے | ناشکرے کو جہنم کے گڑھے میں لیجاتی ہے
گر توکل میکُنی درکار۲ کُن | کسب کن پس تکیہ بر جبّار کُن
اگر تو توکل کرتا ہے کاروبار میں کر | کما، اور پھر اللہ پر بھروسہ کر
تکیہ بر جبّار کن تا وارہی | ورنہ اُفتی در بلا و گمرہی
خدا پر بھروسہ کرتا کہ نجات پائے | ورنہ مصیبت اور گمراہی میں مبتلا ہو جائیگا

باز ترجیح نہادن نخچیراں توکل را بر جہد

شکاروں کا توکل کو کوشش پر پھر ترجیح دینا

جُملہ باوے بانگ ہا برداشتند | کاں حریصاں کیں سببہا کاشتند
سب اس پر چیخ پڑے | کہ جن حریصوں نے یہ اسباب بوے ہیں
صد ہزار اندر ہزاراں مرد و زن | پس چرا محروم ماند اندر زمن
لاکھوں، لاکھ مرد اور عورت | زمانہ میں کیوں محروم رہے؟
صد ہزاراں قرن۳ ز آغازِ جہاں | ہمچو اژدر ہا کشادہ صد دہاں
ابتداء آفرینش سے لاکھوں صدیاں | اژدھوں کی طرح سینکڑوں منہ کھولے ہوئے
مکرہا کردند آں دانا گروہ | کہ زبُن برکندہ شد زاں مکر کوہ
ان عقلمندوں نے ایسی چالاکیاں کیں | کہ ان کی چالاکیوں سے پہاڑ جڑ سے اکھڑ گیا
کردہ مکر و حیلہ آں قوم خبیث | گر زما باور نداری ایں حدیث
اس خبیث قوم نے چالاکی اور تدبیر کی | اگر ہماری اس بات پر تجھے یقین نہیں آتا
کرد وصف مکرشاں راذُوالجلال | لِتَزُوْلَ مِنْہُ اَقْلَالُ الْجِبَال
اللہ نے ان کے مکر کا بیان فرمایا ہے | اس سے پہاڑ کی چوٹیاں ہٹ جاتی ہیں

---

۱ رہزناں۔ یعنی شیاطین مُرغ۔ جو مرغ بے وقت اذان دیتا تھا۔ اس کو ذبح کر لیا جاتا تھا بینی زدن۔ ناک چڑھانا۔ زنی۔ تو عورت ہے۔ عقلے۔ قوت عقلیہ کو اگر کام میں نہ لایا جائے گا وہ بیکار ہو جائے گی۔ دُم یعنی بدترین عضو۔ شوم منحوس شُنار شین کے ضمہ کے ساتھ، نا مبارک قعر۔ گہرائی۔ نار۔ آگ یعنی نعمت کا کفران عذاب کا سبب ہے۔

۲ کار۔ یعنی کام میں لگ کر توکل کرنا چاہئے۔ جبّار اللہ تعالیٰ...... تکیہ۔ خدا پر بھروسہ ضروری ہے ورنہ انسان مصائب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حریصاں یعنی حریص انسان اسباب اختیار کرنا مفید ہوتا تو لاکھوں انسان جنہوں نے اسباب اختیار کئے محروم کیوں ہوئے

۳ قرن۔ صدی۔ صد ہزاراں، لاکھوں، اژدہا۔ اژدھے، پیٹ بھرنے پر اژدہا سو جاتا ہے ورنہ زبان لٹکائے پھرتا ہے۔ زبن۔ اس مصرع میں قوم عاد کی سنگتراشی کا بیان نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو آئندہ اشعار میں بیان کیا گیا ہے مکر و حیلہ۔ فریب، مکاری خبیث۔ ناپاک، بداعتقاد مراد وہی لوگ ہیں جو اسباب کو حقیقی موثر مانتے ہیں۔ وصف۔ بیان تعریف اقلال قلۃ کی جمع پہاڑ کی چوٹی۔ جبال جبل کی جمع، پہاڑ۔

جُز کہ آں قسمت کہ رفت اندر ازل
سوائے اس حصہ کے جو ازل میں مقرر ہوا ہے

روئے ننمود از سگالِ اوازعمل
غور وفکر اور عمل سے (کچھ) نہ ملا

جُملہ افتادند از تدبیر و کار
سب ، تدبیر اور کام سے عاجز آ گئے

ماند کار و حکمہائے کردگار
اللہ کا کام اور اس کے احکام باقی رہے

کسب جُز نامے مداں اے نامدار
اے نامدار ! کوشش کو برائے نام سمجھ

جہد جز وہمے مپندار اے عیار
اے ہوشیار کوشش کو وہم کے سوا کچھ نہ سمجھ

نگریستنِ عزرائیل علیہ السلام بر مردے وگریختن اُو درسرائے سلیمان علیہ السّلام و تقریر ترجیح توکّل بر جُہد و کوشش

عزرائیل علیہ السلام کا ایک شخص کو گھورنا اور اس کا سلیمان علیہ السلام کے گھر کی طرف بھاگنا اور توکل کی مشقت اور کوشش پر ترجیح کی تقریر

سادہ مردے چاشتگاہے دررسید
ایک بھولا آدمی دن چڑھے آیا

درسَرا عدلِ سلیمانی درووید
اور حضرت سلیمان کی عدالت میں دوڑا

رُویش ازغم زرد و ہردولب کبود[۲]
غم سے اس کا چہرہ زرد اور دونوں ہونٹ نیلے تھے

پس سلیماں گفت اے خواجہ چہ بُود
حضرت سلیمان نے پوچھا اے صاحب کیا ہوا؟

گفت عزرائیلؑ در من ایں چنیں
اس نے کہا، عزرائیل (علیہ السلام) نے مجھ پر ایسی

یک نظر انداخت پراز خشم وکیں
ایک نظر ڈالی جو غصہ اور کینہ سے بھری ہوئی تھی

گفت ہین اکنوں چہ میخواہی بخواہ
انہوں نے کہا اب جو کچھ چاہتا ہے بیان کر

گفت فرما باد را اے جاں پناہ
اس نے کہا، اے جاں پناہ ! ہوا کو حکم دیجئے

تا مرا زینجا بہندستاں برد
تا کہ مجھے اس جگہ سے ہندوستان لیجائے

بُو کہ بندہ کانطرف شد[۳] جاں برد
ہوسکتا ہے، بندہ اس طرف چلاجائے تو جان بچالے

پس سلیماں کرد بر باد ایں برات
تو حضرت سلیمان نے ہوا کو یہ حکم دیا

بُرد باد اُورا بسوئے سومنات
ہوا اس کو سومنات کی طرف لے گئی

باد را فرمود تا اُورا اشتاب
ہوا کو حکم دیا اور وہ فوراً اس کو

بُرد سوئے خاکِ ہندوستان براب
پانی پر (سوار) کرکے ہندوستان کی سرزمین کی طرف لےگئی

نک زدرویشی گریزانند خلق
اب ! افلاس سے لوگ بھاگتے ہیں

لقمۂ حرص واَمل زانند خلق
اس لئے لوگ حرص اور خواہش کا لقمہ ہیں

---

۱ سگال۔ غور وفکر، سوچ عمل، کسب، کاروبار، افتادند رہ گئے، عاجز آ گئے۔ کردگار کام کا مالک، اللہ تعالیٰ سادہ بھولا بھالا چاشتگاہ ایک پہر دن چڑھے کا وقت سرائے عدل، عدالت، محکمہ، سُلیمان، نبی جو حضرت داؤد علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں جن کو نبوت کے ساتھ دنیا کی عظیم الشان سلطنت بھی ملی تھی، انسانوں کے علاوہ جنوں پر بھی حکمراں تھے۔

۲ کبود۔ نیلا۔ خواجہ مالک آقا، بزرگ ۔ عزرائیل ملک الموت۔ کین۔ کینہ ہیں۔ کلمہ تنبیہ ہے۔ باد ہوا بھی حضرت سلیمان کے تابع تھی۔ بو، بود ہوسکتا ہے ممکن ہے۔

۳ جاں بُرد، بچ جائے، زندہ رہے۔ برات تحریری حکم، شاہی حکم سومنات علاقہ گجرات کا ایک شہر ہے جس کا مندر دنیا میں مشہور ہے، جس کو سلطان محمود نے منہدم کردیا تھا اور اب حکومت ہند نے اس کی دوبارہ تعمیر کرائی ہے۔ نک ۔ اینک کا مخفف ہے، اب ۔ گریزیدن۔ بھاگنا، بچنا، آرزو۔ زانند ۔ ازاں اند۔

ترسِ اِدْرویشی مثالِ آں ہراس — حرص و کوشش را تو ہندوستاں شناس
افلاس کا ڈر، اس خوف کی مثال ہے — حرص اور کوشش کو تو ہندوستان سمجھ

روزِ دیگر وقتِ دیوان و لِقا — شہ سلیماں گفت عزرائیلؑ را
دوسرے دن دربار اور ملاقات کے وقت — حضرت سلیمان نے عزرائیل علیہ السلام سے کہا

کاں مسلماں را بخشم از چہ سبب — بنگریدی باز گوائے پیکِ رَب
اس مسلمان کو غصہ سے کس وجہ سے — تو نے دیکھا؟ اے اللہ کے قاصد! بتا

اے عجب ایں کردہ باشی بہرِ آں — تا شود آوارہ اُواز خانماں
تعجب ہے! یہ تو نے اس لئے کیا — تاکہ وہ گھر بار سے آوارہ ہو جائے

گفتش اے شاہِ جہانِ[۲] بے زوال — فہم کژ کردو نمود اُور اخیال
حضرت عزرائیل نے ان سے کہا کہ اے لازوال جہاں کے بادشاہ — اس نے غلط سمجھا اور اس کو خیال نے غصہ دکھایا

کہ مَرا فرمود حق کامروز ہاں — جان اُورا تو بہندوستاں ستاں
اس لئے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ آج ہی — اس کی جان ہندوستان میں نکال لے

دیدمش اینجا و بس حیراں شدم — در تفکّر رفتہ سَرگرداں شدم
میں نے اس کو یہاں دیکھا تو بہت حیران ہوا — میں فکر میں ڈوب کر پریشان ہوا

از عجب گفتم گر اُورا صد پرست — اُو بہندوستاں شدن دُور اندرست
تعجب ہے میں نے کہا کہ اگر اس کے سو پر ہوں — اس کا ہندوستان پہنچنا دور از قیاس ہے

چوں بامرِ حق بہندوستاں شدم — دیدمش آنجا و جانش بستدم
میں جب اللہ کے حکم سے ہندوستان پہنچا — میں نے اس کو وہاں دیکھا اور اس کی جان نکال لی

تو ہمہ کارِ جہاں راہم چنیں — کن قیاس و چشم بکشاو ببیں
(اے مخاطب) تو دنیا کے تمام کاموں کو اس پر — قیاس کر لے، اور آنکھ کھول اور دیکھ

از کہ[۳] بگریزیم از خود ایں مُحال — از کہ برتابیم از حق ایں وبال
ہم کس سے بھاگیں؟ اپنے آپ سے؟ یہ ناممکن ہے — ہم کس سے سرتابی کریں؟ خدا سے! یہ تو تباہی ہے

باز ترجیح نہادنِ شیر جَہد را بر توکل و فوائدِ جَہد بیان کردن
شیر کا پھر توکل پر کوشش کو ترجیح دینا اور کوشش کے فائدے سے بیان کرنا

شیر گفت آرے ولیکن ہم ببیں — جَہد ہائے انبیا و مُرسلیں
شیر نے کہا درست ہے، لیکن یہ بھی تو دیکھ — انبیاء اور رسولوں کی کوششیں

---

۱ تَرسِ۔ یعنی افلاس کے ڈر سے لوگ توکل کو ترک کرتے ہیں پھر بھی محروم رہتے ہیں جیسا کہ وہ شخص وہاں سے ہندوستان کی طرف بھاگا لیکن وہاں بھی نہ بچا۔ دِیوَان و لِقَا یعنی دربارِ عام جس میں لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے۔

۲ جہانِ بے زَوال۔ عالم آخرت، حضرت سلیمان نبی بھی تھے، لہٰذا ان کو شاہ آخرت کہا ہے۔ کژ۔ ج، ٹیڑھا۔ ہاں کلمہ تنبیہ ہے۔ ستاں۔ ستاندن کا امر ہے، لینا۔ صد پر یعنی اگر اس شخص کے سو پر بھی لگ جائیں گے۔

۳ از کہ۔ تقدیر سے بھاگنا ایسا ہے جیسا کہ خود انسان اپنے آپ سے بھاگے جو ناممکن ہے۔ انبیاؑ مُرسلین رسولوں اور نبیوں نے بھی اسباب دینوی اختیار کئے ہیں۔ اور جدوجہد کی ہے۔

سعیِ ابرار[1] و جہادِ مومناں | تا بدیں ساعت ز آغازِ جہاں
نیکوں کی کوشش، مومنوں کا جہاد | ابتداء آفرینش سے اب تک

حق تعالیٰ جہد شاں را راست کرد | آنچہ دید نداز جفا و گرم و سرد
اللہ نے ان کی کوشش درست کر دی | جو کچھ انہوں نے ظلم اور گرم و سرد دیکھا

حیلہ ہا شاں جملہ حال آمد لطیف | کُلّ شَیءٍ مِنْ ظَرِیفٌ ھُو ظَرِیْف
بہر حال انکی تدبیریں، پاکیزہ ثابت ہوئیں | بھلے کی ہر شے بھلی ہوتی ہے

دامہا شاں مرغ گردونی گرفت | نقصہا[2] شاں جملہ افزونی گرفت
ان کے جالوں نے آسمانی پرندے پکڑے | ان کی تمام کمیوں نے، ترقیاں حاصل کر لیں

جہد میکن تا توانی اے کیا | در طریقِ انبیاؤ اولیاء
اے عقلمند! جس قدر بھی ہو سکے کوشش کر | انبیاء اور اولیاء کے طریقہ پر

با قضا پنجہ زدن نبود جہاد | زانکہ ایں راہم قضا بر ما نہاد
جہاد، تقدیر الٰہی کا مقابلہ نہیں ہے | اس لئے کہ یہ بھی تقدیر الٰہی نے ہم پر رکھا ہے

کافرم من گر زیاں کر دست کس | در رہِ ایمان و طاعت یک نفس
میں کافر ہوں، اگر کسی نے نقصان اٹھایا ہو | ایمان اور اطاعت کے راستہ میں تھوڑی دیر کے لئے بھی

سر شکستہ نیست ہمیں سر را مبند | یک دو روزے جہد کن باقی بخند
(تیرا) سر پھٹا ہوا نہیں ہے، خبر دار سر کو نہ باندھ | ایک دو روز کوشش کر لے پھر آرام اٹھا

بد محالے[3] جست کو دنیا بجست | نیک حالے جست کو عقبیٰ بجست
جس نے دنیا کی جستجو کی اس نے باطل کی جستجو کی | جس نے آخرت کی جستجو کی اس نے اچھی حالت کی جستجو کی

مکر ہا در کارِ دنیا باردست | مکر ہا در ترکِ دنیا واردست
دنیاوی کام میں تدبیر کرنا بیکار ہے | دنیا چھوڑنے میں تدبیر کرنا منقول ہے

مکر آں باشد کہ زنداں حفرہ کرد | آنکہ حفرہ بست ایں مکریست سرد
تدبیر یہ ہے کہ قید خانہ میں سرنگ لگا دی | جس نے سرنگ بند کر دی یہ غلط تدبیر ہے

ایں جہاں زندان و ما زندانیاں | حفرہ کن زندان و خود وا رہاں
یہ دنیا قید خانہ ہے، اور ہم قیدی ہیں | قید خانہ میں سرنگ لگا دے اور اپنے آپ کو چھڑا لے

چیست دنیا از خدا غافل بدن | نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
دنیا کیا ہے؟ اللہ سے غافل ہونا | نہ کہ ساز و سامان اور چاندی اور بچے، بیوی

[1] ابرار۔ بر کی جمع ہے نیک آدمی راست کرد۔ ان کو غلبہ دیا اور طرح طرح سے ان کی مدد کی۔ حیلہ۔ تدبیر، جملہ حال، بہر حال لطیف۔ پاکیزہ ظریف، نیک، بھلا خوش طبع، دام، جال۔ گردونی۔ آسمانی۔

[2] نقص۔ کمی۔ افزونی زیادتی، بڑھوتی۔ کیا۔ دانا، پہلوان، بادشاہ قضا۔ انسان کی کوشش بھی تقدیر الٰہی کے ماتحت ہے۔ یک نفس۔ تھوڑی دیر۔ سر شکستہ۔ معذور تو معذور ہے لیکن تندرست معذور نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔

[3] محال۔ باطل ناممکن بارد۔ ٹھنڈا بے اثر۔ وارد قرآن و حدیث میں منقول ہے۔ مکر، قیدی کی رہائی کی یہ تدبیر ہے کہ وہ قید خانہ میں سرنگ لگا کر نکل بھاگے، دنیا مومن کا قید خانہ ہے، بدن۔ بودن۔ قماش۔ ساز و سامان۔ نقرہ، چاندی۔

مال را کز بہر دیں باشی حمول[۱] | نعم مال "صالح" خواندش رسول
وہ مال دین کے لئے تو جس کا بار بردار ہو | اس کو (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) نے بہترین اچھا مال فرمایا ہے

آب در کشتی ہلاکِ کشتی ست | آب اندر زیرِ کشتی پُشتی ست
کشتی میں پانی بھرنا، کشتی کی تباہی ہے | کشتی کے نیچے پانی کا ہونا کشتی کے لئے مددگار ہے

چونکہ مال و مُلک را از دل براند | زاں سلیماں خویش جُز مسکیں نخواند
چونکہ مال اور ملک کو دل سے نکالدیا تھا | اس لئے (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) نے اپنے آپ کو مسکین کے علاوہ کچھ نہ کہا

کوزۂ سر بستہ اندر آبِ زفت | از دلِ پُر باد فوق آب رفت
سر بندھا پیالہ، گہرے پانی میں گیا | اور ہوا سے پیٹ بھرا ہونے کی وجہ سے پانی پر تیرا

بادِ درویشی چو در باطن بُود | بر سرِ آبِ جہاں ساکن بُود
جب دل میں فقیری کی ہوا بھری ہو گی | دنیا کے پانی کے اوپر پر سکون ہو گا

آب نتواند مرُو را غوطہ داد | کش دل از نفخِ[۲] الٰہی گشت شاد
پانی اس کو غوطہ نہیں دے سکتا ہے | کیونکہ اس کا دل خدائی پھونک سے مسرور ہو گیا ہے

گرچہ جملہ ایں جہاں ملکِ وے ست | مُلک در چشمِ دلِ او لاشی ست
خواہ یہ تمام دنیا اس کی ملک ہو | سلطنت اس کے دل کی نگاہ میں ہیچ ہے

پس دہانِ دل ببند و مُہر کُن | پُر کنش از بادگیرِ مِن لدُن
پس دل کا دہانہ بند کر، اور مہر لگا | من لدن کے دریچہ سے اس کو بھر لے

جُہد حق ست و دوا حق ست و درد | مُنکر اندر نفیِ جُہدش جُہد کرد
کوشش حق ہے، اور دوا کرنا حق ہے اور درد حق ہے | منکر اپنی کوشش کی نفی میں کوشاں ہے

کسب کُن سعی نما و جُہد کُن | تا بدانی سِرِّ علمِ من لدُن
کما، کوشش کر، اور جدوجہد کر | تاکہ تو علم من لدن کا راز سمجھ لے

گرچہ[۳] ایں جملہ جہاں پُر جُہد شد | جُہد کے در کام جاہل شہد شد
اگر چہ یہ تمام دنیا جدوجہد سے پُر ہو رہی ہے | جاہل کے منہ میں جدوجہد کب شیریں ہوتی ہے

مقرر شدن ترجیح جہد بر توکل
کوشش کی توکل پر ترجیح ثابت ہو جانا

زیں نمط بسیار بُرہان گفت شیر | کز جواب آں جبریاں گشتند سیر
شیر نے اس طریقہ پر بہت سے دلائل بیان کئے | جن کے جواب سے وہ جبر کے قائل خاموش ہو گئے

۱ حمول۔ باربردار، بوجھ اٹھانیوالا۔ آب اندر اندر زیادہ ہے۔ پُشتی۔ مدد، سہارا، بُراند، دور کر دیا، مسکین، غریب، خاکسار، رفت۔ موٹا، سخت، فوق۔ اوپر۔ باطن۔ اندر، قلب۔ ساکن۔ ٹھہرا ہوا۔ کش۔ کہ اش۔

۲ نفخ۔ پھونک۔ دے یعنی وہ ش۔ص جس کے قلب میں درویشی ہے۔ لاشی۔ ناچیز۔ بادگیر۔ روشندان، دریچہ۔ من لدُن۔ پاس سے، یعنی وہ علم جو۔ خدا کی جانب سے براہ راست حاصل ہو جس کو علم لدنی کہا جاتا ہے۔ منکر جدوجہد کا منکر اس انکار میں خود جدوجہد کرتا ہے۔ لدُن۔ علم لدنی وہ علم ہے جو براہ راست جناب باری سے حاصل ہو جیسا کہ آیت "وعلمناہ من لدنا علما" میں فرمایا گیا ہے اور اس کو ہم نے اپنے پاس علم دیا۔"

۳ گرچہ۔ یعنی تمام دنیا عالم اسباب ہے لیکن جاہل یعنی اس عقیدہ پر یقین نہ رکھنے والا اس کو نہیں سمجھتا ہے۔ نمط۔ طرز، طریقہ، برہان۔ دلیل جبریاں۔ یعنی وہ جانور جو جبر کے قائل تھے۔ سیر پیٹ بھرا، خاموش

روبہ او خرگوش و آہو و شغال[1] جبر را بگذاشتند و قیل و قال
لومڑی، خرگوش، ہرن اور گیدڑ نے جبر (کے عقیدے) کو اور بحثا بحثی کو چھوڑ دیا

عہد ہا کردند با شیرِ ژیاں کاں دریں بیعت نیفتد در زیاں
غضبناک شیر سے انہوں نے عہد کئے کہ اس قول و قرار میں وہ نقصان میں نہ رہیگا

قِسمِ ہر روزش بیاید بے ضرر حاجتش نبُود تقاضائے دِگر
ہر روز اس کو حصہ بے ضرر پہنچیگا اس کو دوبارہ تقاضا کرنیکی حاجت نہ ہوگی

عہد چوں بستند و رفتند آں زماں سوئے مَرعیٰ ایمن از شیرِ ژیاں
جب انہوں نے عہد لے لیا اس وقت وہ روانہ ہوئے چراگاہ کی طرف غضبناک شیر سے مطمئن ہو کر

جُملہ بنشستند یکجا آں وُحوش[2] اوفتادہ درمیان جُملہ جوش
وہ وحشی جانور اکٹھے ہو کر بیٹھے سب میں جوش پھیلا ہوا تھا

ہر کسے تدبیر و رائے می زدند ہر کسے در خونِ ہر یک می شدند
ہر ایک اپنی تدبیر اور رائے لڑاتا تھا ہر ایک دوسرے کے خون کے درپے ہوتا تھا

عاقبت شد اتفاقِ جملہ شاں تا بیاید قرعہ اندر میاں
بالآخر ان سب کا اتفاق ہو گیا تاکہ درمیان میں قرعہ اندازی ہو

قُرعہ بر ہر کو زند اُو طُعمہ است بے سخن شیرِ ژیان را لقمہ است
جس پر قرعہ نکلے وہ خوراک ہے بلا عذر وہ تند شیر کا لقمہ ہے

ہم بریں کردند آں جُملہ قرار قُرعہ آمد سَربَسر را اِختیار
سب نے اس پر اتفاق کر لیا قرعہ، سب کو پسند آ گیا

قرعہ بر ہر کو فتادے روز روز سوئے آں شیر اُو دویدے ہمچو یوز
ہر روز جس پر قرعہ نکلتا وہ چیتے کی طرح اس شیر کی طرف دوڑ جاتا ہے

انکار کردن نخچیراں بر خرگوش در تاخیر رفتن بر شیر
خرگوش کے شیر کے پاس جانے میں تاخیر پر شکاروں کی ناپسندیدگی

چوں بخرگوش آمد ایں ساغر بدور بانگ زد خرگوش کاخر چند جور
جب یہ ساغر دور میں خرگوش کے پاس آیا تو خرگوش چیخا آخر ظلم کب تک؟

قوم گفتندش کہ چندیں گاہ ما جاں فدا کردیم در عہد و وفا
قوم نے اس سے کہا اتنی مرتبہ ہم نے عہد اور وفا کی خاطر قربان کی ہے

---

[1] رُوبَہ۔ لومڑی۔ آہُو۔ ہرن۔ شِغَال۔ گیدڑ۔ قِیل و قَال۔ گفتگو بحث مباحثہ۔ ژیاں۔ غضبناک بَیعَت، عہد قرار معاملہ زِیَاں نقصان۔ قِسم۔ حصہ۔ بے ضَرر۔ بلا تکلیف مرعیٰ۔ چراگاہ۔

[2] وُحُوش۔ وحشی کی جمع الجمع جنگلی جانور عاقبت۔ انجام کار۔ قُرعہ۔ پانسہ۔ طُعمَہ۔ خوراک۔ روز روز۔ روز بروز۔ یوز۔ چیتا۔ ساغر جام شراب۔ دور۔ چکر بانگ۔ آواز۔

تو مجو بد نامیِ ما اے عَنُود[1] — تا نرنجد شیر رَو تو زود زود
اے جھگڑالو! تو ہماری بدنامی نہ چاہ — تاکہ شیر خفا نہیں ہو، جلد جلد جا

جواب گفتن خرگوش نخچیراں را و مُہلت خواستن
خرگوش کا شکاروں کو جواب دینا اور مہلت چاہنا

گفت اے یاراں مرا مُہلت دہید — تا بمکرم از بلا ایمن شوید
اس نے کہا اے یارو! مجھے مہلت دو — تاکہ تم میری تدبیر کی وجہ سے مصیبت سے بے خوف ہو جاؤ

تا اماں یا بد زِ مکرم جانِ تاں — ماند ایں میراث فرزندانِ تاں
میری تدبیر ہے تمہاری جان امان پالے — یہ (جنگل) تمہاری اولاد کی میراث بنا رہے

ہر پمیبر اُمّتاں را در جہاں — ہمچنیں تا مخلصی میخواند شاں
ہر پیغمبر، امتیوں کو دنیا میں — اسی طرح ان کو نجات کی طرف بلاتا رہا ہے

کز فلک راہِ بروں[2] شو دیدہ بُود — در نظر چوں مردُمک پیچیدہ بُود
اس لئے کہ وہ آسمان سے باہر نکلنے کا راستہ دیکھ چکے تھے — وہ نگاہ میں پتلی کی طرح پوشیدہ تھے

مَردمش چوں مُردمک دیدند خُرد — در بزرگی مردُمک کس رہ نبرد
انسانوں نے پتلی کی طرح ان کو چھوٹا سمجھا — پتلی کی بڑائی کا کسی کو پتہ نہ چلا

اِعتراضِ نخچیراں بر سخنِ خرگوش
شکاروں کا خرگوش کی بات پر اعتراض

قوم گفتندش کہ اے خرگوش[3] دار — خویش را اندازہ خرگوش دار
قوم نے اس سے کہا اے گدھے سن — اپنے آپ کو خرگوش کے رتبے میں رکھ

ہیں چہ لاف ست ایں کہ از تو مہتراں — در نیاوردند اندر خاطر آں
خبردار! یہ کیا بکواس ہے کہ تجھ سے بڑے — دل میں بھی یہ نہیں لائے

معجبی یا خود قضا ماں در پے ست — ورنہ ایں دم لائق چوں تو کے ست
تو خود پسند ہے، یہ ہماری قضا ہمارے درپے ہے — ورنہ یہ دعویٰ تجھ جیسے کے کب مناسب ہے

گفت اے یاراں حقم الہام داد — مَر ضعیفے را قوی رائے فتاد
اس نے کہا اے دوستو! مجھے خدا نے الہام کیا ہے — ایک کمزور کی سمجھ میں مضبوط رائے آ گئی ہے

آنچہ حق آموخت مرزنبور را — آں نباشد شیر را و گور را
اللہ نے جو کچھ شہد کی مکھی کو سکھا دیا ہے — وہ شیر اور گور خر کو میسر نہیں ہے

---

[1] عَنُود۔ جھگڑالو، ضدی مکر۔ حیلہ، تدبیر۔ ایمن بے خوف میراث۔ ورثہ، ترکہ۔ ہر پیمبر۔ یعنی میں جس طرح نجات کی کوشش کر رہا ہوں ہر نبی نے اپنی امت کی نجات کی کوشش کی ہے۔

[2] بیرون شو۔ باہر نکلنے والا۔ مردمک۔ آنکھ کی پتلی پیچیدہ۔ ملا جلا، مخلوط، چھپا ہوا، خرد۔ چھوٹا، پتلی ایک چھوٹی سی چیز ہے۔ لیکن اس میں اتنی طاقت ہے کہ بحر و بر کو اپنے اندر سے سیتی یہی حال انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ گدھا، بیوقوف۔

[3] گوشدار۔ سن۔ لاف۔ گپ۔ نجی۔ مہتراں۔ بزرگ خاطر۔ حسب۔ معجب۔ خود پسند۔ متکبر فضائل موت۔ دم۔ دعویٰ الہام غیبی اشارہ۔ فتاد۔ یعنی زنبور۔ شہد کی مکھی۔ گور خر جنگلی گدھا۔

خانہا سازد پُر از حلوائے ۱تَر
وہ تر حلوے سے بھرے ہوئے خانے بناتی ہے
حق بروآں علم رابکشود در
اللہ نے اس علم کا دروازہ اس پر کھولدیا ہے

آنچہ حق آموخت کرمِ پیلہ را
جو کچھ اللہ نے ریشم کے کیڑے کو سکھا دیا ہے
ہیچ پلے داند آنگوں حیلہ را؟
اس طرح کی تدبیر کوئی ہاتھی جانتا ہے؟

آدمِ خاکی زحق آموخت علم
مٹی کے آدم نے اللہ سے علم سکھا
تا بہفتم آسماں افروخت علم
علم نے ساتواں آسمان تک روشن کر دیا

نام و ناموسِ مَلک را در شکست
فرشتوں کی عزت و آبرو کو شکست دیدی
کوری آنکس کہ باحق در شک ست
اس شخص کے اندھے پن نے جو اللہ کے معاملہ میں شک کرتا ہے

زاہدِ ششصد ۲ہزاراں سالہ را
چھ لاکھ برس کے زاہد کے
پوز بندے ساخت آں گوسالہ را
مچکا چڑھا دیا، اس بچھڑے کے

تانتاند شیرِ علمِ دیں کشید
تاکہ علم دین کا دودھ نہ پی سکے
تانگردد گردِ آں قصر مَشید
تاکہ اس مضبوط قلعہ کے چکر نہ کاٹے

علمہائے اہل حس شد پوز بند
اہل حس کے علوم، مچکا بن گئے
تانگیرد شیرا زاں علمِ بلند
تاکہ وہ اعلیٰ علم کے دود کو نہ پی سکیں

قطرۂ دل را یکے گوہر فتاد
قطرۂ دل کو ایسا گوہر عطا ہوا
کاں بدر یاہا و گردوں ہانداں
جو دریاؤں اور آسمانوں کو نہ دیا

چند صورت آخرائے صورت پرست
اے صورت کے پجاری! آخر صورت (پرستی) کب تک؟
جانِ بیمعنیت از صورت نَرَست
تیری بے معنی جان نے صورت سے رہائی نہ پائی

اَحمد ۳و بوجہل دُر بت خانہ رفت
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابوجہل بت خانے میں گئے
زیں شدن تا آں شدن فرقیست زفت
ان کے جانے اور اس کے جانے میں گہرا فرق ہے

ایں درآید سَر نہند آں رُا بتاں
یہ اندر آتے ہیں تو بت ان کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں
واں درآید سَر نہد چوں اُمتاں
وہ اندر آتا ہے تو پجاریوں کی طرح ماتھا ٹیکتا ہے

نقش بر دیوار مثلِ آدم ست
دیوار کی تصویر آدمی جیسی ہے
بنگر اندر صورتِ اُو چہ کم ست
غور کر اس کی صورت میں کیا چیز کم ہے؟

جاں کم ست آں صورت بیتاب را
اس بے طاقت تصویر میں جان کم ہے
رَو بجو آں گوہرِ نایاب را
جا، اس نایاب گوہر کو تلاش کر

---

۱ خَلوۂ تَر۔ نرم ولذیذ حلوہ، یہاں شہد مراد ہے کرم پیلہ۔ ریشم کا کیڑا۔ پیل۔ ہاتھی۔ آنگوں۔ اس قسم کا حیلہ۔ تدبیر نام و ناموس۔ فرشتوں نے حضرت آدمؑ کی خلافت پر اعتراض کیا، حضرت آدمؑ کے علم کی وجہ سے پھر ان کو آدمؑ کی خلافت تسلیم کرنی پڑی۔

۲ ششصد ہزاراں چھ لاکھ مشہور ہے کہ شیطان نے ملعون ہونے سے قبل۔ چھ لاکھ سال عبادت کی تھی۔ پوز بند وہ جالی جو گائے کے بچے کے منہ پر چڑھا دیجاتی ہے تاکہ وہ بےوقت گائے کا دودھ نہ پی سکے۔ گوسالہ بچھڑا۔ یہاں شیطان مراد ہے۔ نتانَد۔ نتواند کا مخفف ہے۔ قصر۔ محل۔ مَشید، چونہ گچ لگا ہوا، مضبوط۔ اہل حس، وہ عقلاء، جو مشاہدہ ہی کو دلیل وجود مانتے ہیں۔ اور باطنی دوسری علوم کے مخالف ہیں۔ قطرہ دل امانت الٰہی کا بار آسمانوں، زمینوں، اور پہاڑوں نے برداشت کرنے سے انکار کر دیا صرف انسان کا قلب اس کا متحمل ہوا۔

۳ اَحمد یعنی۔ آنحضورؐ اور ابوجہل کی صورت تو یکساں ہی تھی لیکن باطنی اوصاف اور معنویت کا کتنا بڑا فرق تھا، آنحضورؐ فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تھے تو بت اوندھے منہ گرے۔ نقش۔ یہ دوسری مثال ہے جس کے ذریعہ باطنی اوصاف کے فرق کو سمجھایا ہے بیتاب۔ بے طاقت۔ صورت۔ تصویر۔ نایاب۔ جو ہاتھ نہ لگے۔

شد سَرِ شیران عالم جُملہ پَست | چوں سگِ اصحابِ ا را دادند دست
دنیا کے تمام شیروں کا سر جھک گیا | جب (قضا و قدر) نے اصحاب کہف کے کتے کو غلبہ دیا

چہ زیانستش ازاں نقشِ نفور | چونکہ جانش غرق شد در بحرِ نور
اس قابل نفرت صورت سے اس کو کیا نقصان ہے | جبکہ اس کی روح نور کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ہے

وصفِ صورت نیست اندر خامہا | عالِم و عادِل بود در نامہا
قلموں میں صورت کی تعریف (لکھنے کا رواج) نہیں ہے | خطوں میں، عالم عادل (لکھا) ہوتا ہے

عالِم و عادل ہمہ معنیٰ ست و بس | کش نیابی در مکانِ پیش و پس
عالم اور عادل سب معنیٰ ہیں فقط | جن کو تو آگے اور پیچھے کسی جگہ نہیں پائے گا

میزند بر تَن ز سوئے لامکاں ۲ | می نگنجد در فلک خورشیدِ جاں
یہ لامکاں سے جسم پردارد ہوتے ہیں | جان کا سورج، آسمان میں نہیں سما سکتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد ہوش دار | گوش سوئے قصۂ خرگوش دار
واضح ہو، یہ بات انتہاء نہیں رکھتی ہے | خرگوش کے قصہ کی طرف کان لگائے رکھو

گوشِ خر بفروش و دیگر گوش خر | کیں سخن را در نیابد گوشِ خر
گدھے کے کان فروخت کردے دوسرے کان خرید لے | اس لئے کہ اس بات کو گدھے کے کان نہیں سن سکتے

ذکر دانشِ خرگوش و بیان فضیلت و منافع دانش

خرگوش کی عقلمندی کا ذکر اور عقلمندی کی فضیلت اور نفعوں کا بیان

رَو تو روبہ بازیِ خرگوش بیں | مکر و شیر اندازیِ خرگوش بیں
چلیے، خرگوش کی چالاکی دیکھ | خرگوش کا مکر اور شیر کو پچھاڑنا، دیکھ

خاتمِ ۳ مُلکِ سلیمان ست عِلم | جُملہ عالَم صورت و جان ست علم
علم حضرت سلیمان کے ملک کی انگوٹھی ہے | تمام دنیا صورت اور علم جان ہے

آدمی را زیں ہنر بیچارہ گشت | خَلقِ دریاہا و خَلقِ کوہ و دشت
اس ہنر کی وجہ سے آدمی کے لئے فرمانبردار ہوگئی | پہاڑ، جنگل اور دریا کی مخلوق

زو پلنگ و شیر ترساں ہمچو موش | زو شدہ پنہاں بدشت و کُہ وُحوش
اس سے تیندوا اور شیر بھی، چوہے کی طرح خوفزدہ ہیں | اس سے وحشی جانور، جنگل اور پہاڑ میں چھپ گئے

زو پری و دیو ساحلہا گرفت | ہر یکے در جائے پنہاں جا گرفت
اس سے پری اور دیو نے سمندر کا کنارہ پکڑا | ہر ایک نے پوشیدہ مقام میں جگہ بنا لی

---

۱ اصحاب۔ یعنی اصحاب کہف۔ اس شعر میں بھی معنوی اوصاف کی بنیاد پر فوقیت کو سمجھایا ہے۔ زیاں۔ نقصان۔ نقش۔ ظاہری صورت۔ نفور۔ قابل نفرت۔ وصف صورت یعنی ظاہری حسن قابل تحریر نہیں ہے۔ انسان کی باطنی خوبیوں کو تحریر میں لایا جاتا ہے۔ کش۔ کہ اش یعنی یہ معنوی خوبیاں مکان و زمان کے ساتھ مقید نہیں ہوتی ہیں۔

۲ لامکاں۔ عالم قدس یعنی ان باطنی خوبیوں کا نزول عالم قدس سے ہوتا ہے۔ خورشیدِ جان روح کی وسعتیں لامحدود ہیں۔ پایاں۔ خاتمہ انتہاء گوش دار۔ کان لگاؤ ہوشدار ہوش رکھ، خوب، سمجھ، خر گدھا، بیوقوف، خر خریدن کا امر ہے۔ روبہ بازی مکر و فریب ہیں۔ دیدن سے امر کا صیغہ ہے۔ شیر اندازی شیر کو مغلوب کرنا۔

۳ خاتم۔ انگوٹھی۔ مہر مشہور ہے کہ حضرت سلیمان کے پاس انگوٹھی تھی جس کی وجہ سے تمام عالم ان کے لئے مسخر ہو گیا تھا۔ آدمی۔ انسان علم ہی کی بدولت بحر و بر پر حکمران ہے۔ پلنگ تیندوا چیتے کو فارسی میں یوز کہتے ہیں۔ کہ۔ کوہ کا مخفف ہے۔ زو۔ از او۔ ساحل، سمندر کا کنارہ۔

آدمی را دشمن پنہاں بسے ست — آدمی با حذرِ[1] عاقل کسے ست
آدمی کے چھپے ہوئے دشمن بہت ہیں — محتاط آدمی، سمجھدار انسان ہے

خَلقِ خوب و زشت ہست از ما نہاں — میزند بر دل بہر دم کوب شاں
اچھی اور بری مخلوق ہم سے چھپی ہوئی موجود ہے — ان کی چوٹ ہر وقت دل پر لگتی ہے

بہر غسل ار در روی در جوئبار — بر تو آسیبے زند در آب خار
تو اگر نہر میں غسل کے لئے جائے گا — تو کانٹا، پانی میں تجھے تکلیف پہنچائے گا

گرچہ پنہاں خار در آب ست پست — چونکہ در تو میخلد دانی کہ ہست
اگرچہ کانٹا پانی کے نیچے چھپا ہوا ہے — چونکہ تیرے چبھا ہے تو جانتا ہے کہ موجود ہے

خار خارِ حس ہا و وسوسہ — از ہزاراں کس بُوَد نے یک کسہ
حواس اور وسوسہ کے کانٹے — ہزاروں اشخاص کی جانب سے ہیں نہ کہ ایک شخص کی (جانب سے)

باش[2] تا حِسہائے تو مُبدل شود — تا بہ بینی شاں و مُشکل حل شود
ٹھہر تاکہ تیرے حواس تبدیل ہو جائیں — تاکہ تو ان کو دیکھ لے اور مشکل حل ہو جائے

تا سخنہائے کیاں رد کردہٗ — تا کیاں را سَرورِ خود کردہٗ
تاکہ (معلوم ہو جائے) کن ہستیوں کی باتوں کو تو نے رد کیا ہے — اور کن کو تو نے اپنا سردار بنایا ہے؟

باز جُستن نخچیراں سِرّ و اندیشہ خرگوش را
پھر شکاروں کا خرگوش کی تدبیر اور راز کو معلوم کرنا

بعد ازاں گفتند کاے خرگوش چُست — در میاں نہ آنچہ در ادراک تست
پھر انہوں نے کہا اے چالاک خرگوش! — سامنے رکھدے جو تیری سمجھ میں آیا ہے

اے کہ با شیرے تو در پیچیدہٗ — باز گو رائے کہ اندیشیدہٗ
اے وہ! کہ شیر سے تو بھڑا ہے — بتا، تو نے کیا تدبیر سوچی ہے؟

مشورت ادراک و ہُشیاری دہد — عقلہا[3] مر عقل را یاری دہد
مشورہ، عقل اور سمجھ عطا کرتا ہے — عقلیں، عقل کی مدد کرتی ہیں

گفت پیغمبر بکن اے رائے زن — مشورت کا لمُستَشارُ مؤتَمَن
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے اے رائے زنی کرنے والے — مشورہ کر اس لئے کہ مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے

قول پیغمبر بجاں باید شنود — باز گو تا چیست مقصودِ تو زود
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قول کو دل و جان سے سننا چاہئے — تو جلدی بتا، تیرا مقصد کیا ہے؟

---

[1] حذر۔ بچنا، پرہیز کرنا، احتیاط۔ خَلقِ خوب۔ اچھی مخلوق، فرشتے۔ زشت۔ برا، یعنی شیاطین۔ کوب۔ چوٹ، صدمہ، اوپر کے اشعار میں انسان کے غلبہ کو بتایا گیا تھا۔ اب یہ سمجھایا ہے کہ انسان کو باوجود غلبہ کے پرخطر اور شیاطین کے مکر سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ جُوئبار۔ نہر۔ آسیب۔ صدمہ۔ پست۔ نیچے والی۔ بعض چیزیں نظروں سے غائب ہیں لیکن ان کے اثرات سے انکا وجود معلوم ہو جاتا ہے۔ خار خار لفظوں کی تکرار کثرت کے معنی دیتی ہے۔

[2] باش۔ یعنی ریاضت اور مجاہدہ سے حواس باطنی پیدا ہوتے ہیں تو نظروں سے غائب چیزیں مشاہدہ میں آجاتی ہیں۔ کِیاں۔ کیا کی جمع، بزرگ، دانا۔ کِیاں۔ استفہام جمع کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ سَرور۔ سردار کاے۔ کہ اے چُست۔ چالاک۔ نہ۔ نہادن سے امر کا صیغہ ہے۔ ادراک۔ عقل۔ سمجھ۔

[3] عقلہا۔ یعنی مشورہ دینے والوں کی عقلیں۔ عقل۔ یعنی مشورہ لینے والے کی عقل۔ یاری۔ مدد بکن۔ مفعول دوسرے مصرع میں مشورت ہے۔ المستشار۔ جس سے مشورہ لیا جائے۔ موتمن۔ جس کے پاس امانت رکھی جائے۔

پوشیدہ داشتن خرگوش راز را از نخچیران
خرگوش کا شکاروں سے راز کو پوشیدہ رکھنا

گفت ہر رازے نشاید باز گفت　　جُفت[1] طاق آید گہے گہ طاق جُفت
اس نے کہا ہر راز کہنے کے لائق نہیں ہوتا　　کبھی جفت، طاق آتا ہے کبھی طاق جفت آتا ہے

از صفا گردم زنی با آئینہ　　تیرہ گردوز و دبا ما آئینہ
اگر تو آئینہ پر پھونک مارے تو صفائی کی وجہ سے　　وہ بہت جلد ہمارے لئے اندھا ہو جائیگا

در بیانِ ایں سہ کم جُنباں لبت　　از ذِہاب[2] و از ذہب وز مذہبت
ان تین چیزوں کے بیان میں لب کشائی نہ کر　　سفر اور سونا اور اپنی منزل مقصود کے بارے میں

کیں سہ را خصم ست بسیار و عدو　　در کمینت ایستد چوں داند او
اس لئے کو ان تینوں کے مخالف اور دشمن بہت ہیں　　تیری گھات میں رہیگا جب وہ جان جائیگا

ور برانی بایکے گوئی اَلْوَدَاع　　کُلُّ سِرٍّ جَاوَزَ الِاثْنَیْن شَاع
اگر تم نے ایک سے کہدیا تو الوداع کہدو　　ہر راز جو دو (لب) سے گزرا مشہور ہوا

گر دو سہ پرندہ رابندی بہم　　بر زمیں مانند محبوس از الم
اگر تو دو تین پرندوں کو اس میں باندھ دے　　تکلیف کی وجہ سے زمین پر مقید رہیں گے

مشورت[3] دارند سرِ پوشیدہ خوب　　در کنایت باغلط افگن مشوب
چھپے ہوئے راز کا مشورہ بہتر سمجھتے ہیں　　کنایۃً جو غلطی میں مبتلا کرنے والی بات سے مخلوط ہو

مشورت کردے پیمبر بستہ سَر　　گفت ایشانش جواب و بے خبر
پیغبر (صلی اللہ علیہ وسلم) سر بستہ مشورہ کرتے　　اور وہ ان کو بے خبری میں جواب دیدیتے

در مثالے بستہ گفتے رائے را　　تا نداند خصم از سَر پائے را
رائے کو کسی مثال سے وابستہ کر کے فرما دیتے　　تاکہ مخالف سر، پیر نہ سمجھ سکے

اُو جوابِ خویش بگرفتے ازو　　وز سوالش می نبردے غیر بو
وہ اس سے اپنا جواب نکال لیتے　　ان کے سوال کی غیر کو بو بھی نہ لگتی

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد　　سوئے خرگوشِ دلاوَر تا چہ کرد
اس بات کا خاتمہ نہیں، لوٹ　　بہادر خرگوش کی جانب کہ اس نے کیا کیا!

قصہ مکر کردن خرگوش با شیر و بسر بُردن
خرگوش کا شیر کے ساتھ چالاکی کرنے اور انجام کو پہنچنے کا قصہ

---

[1] جُفت۔ جوڑ۔ طاق۔ اکیلا، بعض کھیلوں میں ہار جیت اس بات پر ہوتی ہے کہ جس چیز کے ذریعہ کھیلا جاتا ہے۔ وہ جوڑ نکلتی ہے یا بے جوڑ، یعنی انسان جیتنے کی آرزو کرتا ہے اور ہار نیکا پانسا آجاتا ہے۔ الصَّفَا۔ آئینہ صاف چیز ہے۔ لیکن اس پر اگر پھونک مار دیجائے تو دھندلا ہو جاتا ہے، اسی طرح دوست کا سینہ صاف ہوتا ہے، اگر اس سے راز کہدیا جاتا ہے تو اس کے دل میں طرح طرح کے خیالات گھومنے لگتے ہیں۔ جو اکثر مفید نہیں ہوتے۔

[2] ذِہاب۔ سفر۔ ذہب سونا، یعنی مال و دولت مذہب۔ اس سے منزل مراد ہے، جہاں انسان جا رہا ہے، دین مراد لینا مناسب نہیں ہے۔ الوداع رخصت کرنا، یعنی اگر تم نے اپنا راز کسی ایک سے بھی کہدیا تو اس کو الوداع کہدو اب وہ راز، راز نہیں رہیگا۔ الاثنین۔ دونوں ہونٹ مراد ہیں۔ پرندہ۔ راز کی مثال پرندہ کی سی ہے اگر بندھے پڑے رہینگے تو ٹھہرینگے۔

[3] مَشْوَرَتْ۔ مشورہ ایسے طور پر کرو جس میں دوسرے پر بات نہ کھلے وہ مغالطہ میں پڑا رہے اور تمہیں مشورہ بھی مل جائے۔ مشوب ملا ہوا۔ بے خبر۔ صحابہ کو صحیح بات کا پتہ نہ لگتا تھا۔ اور مشورہ بھی ہو جاتا تھا۔ در مثالے کوئی مثال دیکر مشورہ کر لیتے تھے۔ بَاز گرد۔ واپس چل۔ دلاور۔ بہادر۔

حاصل آں خرگوش رائے خود نگفت
الحاصل، اس خرگوش نے اپنی رائے نہ بتائی

مکر اندیشید با خود طاق و جُفت
جوڑ توڑ کر کے خود تدبیر سوچ لی

با وُحوش از نیک و بد نکشاد راز
وحشی جانوروں پر اچھے برے کا راز نہ کھولا

سِرِّ خود با جان خود میراند باز
اپنا راز اپنے آپ سے کہتا رہا

ساعتے[۱] تا خیر کرد اندر شدن
جانے میں ایک گھنٹہ تاخیر کی

بعد ازاں شد پیش شیرِ پنجہ زن
اس کے بعد پنجہ زن شیر کے سامنے گیا

زاں سبب کاندر شدن اُو ماند دیر
اس سبب سے کہ جانے میں دیر تک توقف کیا

خاک را میکند و میغرید شیر
شیر زمین کو کھود رہا تھا اور غرا رہا تھا

گفت من گفتم کہ عہد آں خساں
اس نے کہا میں نے کہا تھا کہ ان کمینوں کا عہد

خام باشد خام زشت و زنا رساں
کچا ہو گا اور برا اور نا مکمل ہو گا

دَمدمہ ایشاں مرا[۲] از خر فگند
ان کے مکر نے مجھے مار ڈالا

چند بفریبد مرا ایں دہر چند
یہ زمانہ مجھے آخر کتنا فریب دے گا؟

سخت درماند اُمیر سُست ریش
بیوقوف حاکم بہت عاجز رہتا ہے

چوں نہ پس بیند نہ پیش از احمقیش
جب اپنی بیوقوفی سے نہ آگا دیکھے نہ پچھا

راہ ہموارست و زیرش دامہا
راستہ صاف ہے اور اس کے نیچے جال ہیں

قحطِ معنیٰ درمیانِ نامہا
لفظوں میں معنی کا قحط ہے

لفظہا[۳] و نامہاں چوں دامہاست
لفظ اور نام جالوں کی طرح ہیں

لفظِ شیریں ریگ آبِ عمرِ ماست
میٹھا لفظ ہماری عمر کے پانی کا ریت ہے

عمر چوں آب ست وقت اُو را چو جو
عمر پانی کی طرح ہے اس کے لئے وقت بمنزلہ نہر کے ہے

خُلق باطن ریگ جوئے عُمرِ تو
باطنی اخلاق، تیری عمر کی نہر کا ریت ہیں

آں یکے ریگے کہ جُوشد آب ازو
وہ ریت جس سے پانی اُبلے

سخت کمیاب ست رو آں را بجو
بہت کمیاب ہے، جا، اس کو تلاش کر

ہست آں ریگ اے پسر مَردِ خدا
اے بیٹا، وہ ریت مردِ خدا ہے

کو بحق پیوست واز خود شد جدا
جو اللہ سے جڑا اور اپنے سے جدا ہوا

آبِ عذبِ دیں ہمی جُوشد ازو
دین کا میٹھا پانی اس سے اُبلتا ہے

طالباں را زاں حیات ست و نمو
طلبگاروں کی اس سے زندگی اور نشوونما ہے

---

[۱] سَاعتے۔ گھنٹہ۔ تھوڑی دیر۔ شدن۔ جانا، پنجہ زن پنجہ مارنے والا۔ وا۔ جدا، اکثر کسی فعل کے ساتھ ملا کر مستعمل ہوتا ہے۔ میکَند کندن، کھودنا، غُرِیدن، غرانا، دہاڑنا، خساں۔ یعنی شکاری جانور، خام۔ کچا۔ زِشت۔ برا نارساں، ناتمام۔ دمدمہ مکر و فریب۔

[۲] از خر افگندن۔ دور کر دینا، ہلاک کر دینا۔ چند۔ تا چند، کب تک دہر۔ زمانہ۔ مراد اہل زمانہ ہیں۔ درماندن۔ عاجز رہنا۔ سُست ریش۔ بیوقوف ۔ احمقی۔ حماقت ہموار۔ صاف، برابر۔ دام۔ جال۔ قحط۔ کال۔

[۳] لفظہا۔ یعنی جھوٹے پیروں کے بڑے بڑے القاب بہت میٹھے ہیں لیکن یہ مرید کی زندگی کو برباد کرتے ہیں۔ جو نہر خلق باطن۔ یعنی شیخ کے باطنی احوال ۔ ریگے۔ شیخ کامل کی تلاش کر۔ مَردِ خُدا۔ خدا رسیدہ۔ عذب۔ شیریں۔ حیات۔ زندگی۔ نمو۔ بڑھنا۔

غیر مردِ حق ا چو ریگِ خشک داں　کاب عمرت را خورَد اُو ہر زماں
جو مردِ خدا نہیں اس کو خشک ریت سمجھ　جو ہر وقت تیری زندگی کا پانی چوس رہا ہے

طالبِ حکمت شواز مردِ حکیم　تا ازو گردی تو بینا و علیم
مرد دانا سے، دانائی کا طالب بن　تاکہ تو اس سے صاحب بصیرت اور عالم ہے

مَنبعِ حکمت شودِ حکمت طلب　فارغ آید اُوز تحصیل و سبب
دانائی کا طالب، دانائی کا چشمہ بن جاتا ہے　وہ تحصیل علم اور سبب (ظاہری) سے بے نیاز ہو جاتا ہے

لوحِ حافظ لوحِ محفوظے شود　عقل اُو از روح محظوظے ۲ شود
حافظ کی لوح، لوح محفوظ بنجاتی ہے　اس کی عقل روح سے بہرہ یاب ہو جاتی ہے

چوں مُعلِم بود عقلش زابتدا　بعد ازاں شد عقل شاگردے ورا
عقل، شروع میں جو اس کی استاد تھی　اس کے بعد عقل اس کی شاگرد بن گئی

عقل چوں جبریل گوید احمدا　گر یکے گے نہم سوزدمَرا
جبرئیل (علیہ السلام) کی طرح عقل کہتی ہے اے احمد!　اگر ایک قدم بڑھاؤں) تجلی مجھے جلا دے گی

تو مَرا بگذار زیں پس پیش راں　حد من ایں بود اے سلطانِ جہاں
مجھے پیچھے چھوڑ دیجئے اور آپ آگے جایئے　اے جہاں کے بادشاہ! میری یہ سرحد تھی

ہر کہ ماند از کاہلی بے شُکر وصَبر　اُو ہمی داند کہ گیرد پائے جبر
جو شخص سستی کی وجہ سے بے شکر اور بے صبر رہا　وہ سمجھتا ہے کہ اس نے جبر کا پایہ تھاما ہے

ہر کہ جبر آورد خود رنجور کرد　تاہماں رنجوریش در گور کرد
جس نے جبر اختیار کیا اس نے خود کو بیمار بنا لیا　یہاں تک کہ اس کو اسی بیماری نے قبر میں پہنچا دیا

گفت پیغمبر کہ رنجوری بہ لاغ ۳　رنج آرد تا بمیرد چوں چراغ
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ مذاق کی بیماری　مرض پیدا کر دیتی ہے یہاں تک کہ (مریض) چراغ کی طرح بجھ جاتا ہے

جبر چہ بُود بستن اِشکستہ را　یا بہ پیوستن رگِ بگسستہ را
جبر کیا ہے؟ ٹوٹے ہوئے کو باندھنا　یا ٹوٹی رگ کو جوڑنا

چوں دریں رہ پائے خود بشکستۂ　بر کہ میخندی چہ پا را بستۂ
جب تو نے اس راہ میں اپنے پیر کو نہیں توڑا ہے　کس پر ہنستا ہے، پاؤں کو کیوں باندھا ہے؟

وانکہ پایش در رہِ کوشش شکست　در رسید اُو را بُراق و بر نشست
جس نے کوشش کی راہ میں اپنے پیر کو توڑا　اس کے لئے بُراق پہنچا اور وہ سوار ہوا

ا غیر مردِ حق۔ یعنی مکار پیر وہ ریت ہے جو تیری عمر برباد کر رہا ہے۔ مردِ حکیم۔ شیخ کامل۔ منبع۔ شیخ کامل کی تربیت سے مرید، علوم اور حکمتوں کا سرچشمہ بنجاتا ہے۔ اس کو مدرسہ میں جانے اور اسبابِ تحصیل علم اختیار کرنیکی ضرورت نہیں رہتی اس کو علم لدنی حاصل ہو جاتا ہے۔ لوح۔ تختی۔ حافظ۔ حفظ کرنیوالا۔
لوح محفوظ۔ وہ غیبی دفتر جس میں اللہ کی قدرت کے تمام احوال جو گزر گئے یا آنیوالے ہیں درج ہیں۔ ذوح۔ جان۔ روح۔ الہام۔
۲ محظوظ۔ حصہ پانے والا۔ شاگرد۔ یعنی جب اسرار الٰہی حاصل ہو جاتے ہیں تو عقل ان سے روشنی حاصل کرتی ہے۔ ان سے روشنی حاصل کرتی ہے۔ گام۔ قدم۔ معراج میں حضرت جبرئیل نے آنحضور سے کہا تھا، اگر یکسر موئے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم کاہلی۔ یعنی اپنی کوتاہی اور بے عملی کو جبر سمجھتا ہے۔ رَنجور۔ بیمار، یعنی کاہلی کو جبر سمجھنا ایسی بیماری ہے جو اس کو در گور کر دیگی۔
۳ لاغ ہنسی مذاق۔ رنج۔ مَرَض۔ جبر۔ لغت میں ٹوٹے کو جوڑنے کے معنی میں ہے اسی لئے جبیرہ وہ پٹی کہلاتی ہے جو ٹوٹی ہڈی پر جوڑنیکے لئے باندھی جاتی ہے۔ لہٰذا پہلے طلب میں پیر توڑو۔ اس کے بعد جبر کا عقیدہ اختیار کرو۔ اشکستہ۔ الف زیادہ ہے۔ براق۔ وہ سواری جو آنحضور کو معراج میں ملی تھی، یعنی مجاہدہ کے بعد جذب الٰہی کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

حاملِ ۱ دیں بود اُو محمول شد　　قابلِ فرماں بُد اُو مقبول شد
وہ دین کا بوجھ اٹھانیوالا تھا (اب) سوار بن گیا　　اللہ کے فرمان کو قبول کرنیوالا تھا، مقبول (بارگاہ) ہو گیا

تاکنوں فرماں پذیرفتے زشاہ　　بعد ازیں فرماں رساند بر سپاہ
اب تک بادشاہ کا فرمان مانتا تھا　　اس کے بعد سپاہیوں کا فرماں روا ہو گیا

تاکنوں اختر اثر کردے درو　　بعد ازاں باشد امیر اختر اُو
اب تک ستارہ اس میں اثر کرتا تھا　　اس کے بعد وہ ستارے کا حاکم ہو گا

گر ترا اِشکال آید در نظر　　پس تو شک داری در اِنْشَقَّ الْقَمَرَ
اگر تجھ کو اس میں اشکال نظر آتا ہے　　تو تو انشق القمر میں شک رکھتا ہے

تازہ کُن ایماں نہ از گفتِ زباں　　اے ہَوا را تازہ کردہ در نہاں
ایمان کو تازہ کر لے، نہ صرف زبانی　　اے وہ شخص جس نے اپنے اندر خواہش کو تازہ کیا ہے

تا ہَوا تازہ است ایماں تازہ نیست　　چوں ہَوا جز قفل ۲ آں دروازہ نیست
جب تک خواہش تازہ ہے، ایمان نہیں ہے　　خواہش کے علاوہ اس دروازہ کا کوئی قفل نہیں ہے

کردۂ تاویل حرفِ بِکر را　　خویش را تاویل کن نے ذِکر را
تو نے اچھوتے حرف میں تاویل کی ہے　　اپنے آپ کو بدل، قرآن میں تاویل نہ کر

فکر تو تاویل کردہ ذکر ۳ را　　ذِکر زامان و بگرداں فکر را
تیرے فکر نے قرآن میں تاویل کی ہے　　قرآن کو اپنی حالت پر رہنے دے فکر میں تبدیلی کر

بر ہَوا تاویل قرآں میکنی　　پست و کژ شد از تو معنیٔ سنی
خواہش کے مطابق تو قرآن کی تاویل کرتا ہے　　تیری وجہ سے روشن معنیٰ پست اور کج ہو گئے ہیں

زیافت	تاویل	رکیک	مگس
مکھی کی	رکیک	تاویل کا	بودا پن

مانَد احوالت بداں طُرفہ مگس　　کو ہمی پنداشت خود را ہست کس
تیرے احوال اس عجیب مکھی کی طرح ہیں　　جو اپنے آپ کو کچھ سمجھتی تھی

از خودی سَرمست گشتہ بے شراب　　ذرّۂ خود را شمردہ آفتاب
جو بغیر پئے۔ تکبر کی وجہ سے مست ہو گئی تھی　　جس نے اپنے ذرہ کو آفتاب سمجھ لیا تھا

وصفِ بازاں راشنیدہ در زماں　　گفتہ من عنقائے وقتم بیگماں
اس کے زمانہ میں بازوں کی تعریف سنی تھی　　بولی بے شک میں اپنے وقت کا عنقاء ہوں

۱ حاملؔ۔ مجاہدہ میں دین کے احکام کا حامل تھا۔ اب جذب الٰہی، وصول الی اللہ کا سبب ہو گیا ہے۔ تاکنوںؔ۔ یعنی فرمانبرداری کے بعد فرماں روائی کا مقام ملتا ہے۔ امیر اخترؔ۔ بطور کرامت ستاروں پر حکمرانی کرتا ہے۔ انشق القمرؔ۔ شق قمر کا معجزہ اس کی دلیل ہے۔ گُفتؔ۔ گفتگو نہاںؔ۔ باطن۔ ہَواؔ۔ خواہش نفسانی۔
۲ قفلؔ۔ تالا۔ یعنی جب تک انسان پر خواہش نفسانی کا غلبہ ہے۔ اس پر علوم ربانی کا دروازہ نہیں کھلے گا۔ تاویلؔ۔ پھیرنا، بدلنا، عبارت کی ظاہری مراد کو چھوڑ کر کوئی محتمل معنیٰ مراد لینا۔ بِکرؔ۔ با کے کسرہ سے، کنوارا، کنواری محفوظ، قرآن کو بکر اس لئے کہا ہے کہ وہ شیطانوں کے تصرف سے محفوظ ہے۔
۳ ذِکرؔ۔ قرآن مجید۔ ماںؔ۔ صیغہ امر ہے ماندن، بمعنیٰ گذاشتن کا۔ گرداںؔ۔ پھیر دے۔ کژؔ۔ ٹیڑھا۔ سَنیؔ۔ روشن۔ ماندنؔ۔ ماستن کا مضارع ہے۔ مشابہ ہونا۔ طرفہؔ۔ عجیب۔ نادر۔ خودیؔ۔ خود پسندی، تکبر۔ بازاںؔ۔ باز کی جمع۔ عنقاءؔ۔ عین کے فتحہ کے ساتھ کوئی خوبصورت پرندہ تھا جواب معدوم ہو گیا ہے۔ معدوم کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ قِصّہ مگس و اندیشہ کردن

آں مگس بَر برگِ کاہ و بولِ خر
وہ مکھی گھاس کے تنکے اور گدھے کے پیشاب پر

ہمچو کشتی باں ہمی اَفراشت اِسَر[1]
ملاح کی طرح شیخی بگھارتی تھی

گفت من کشتیِ دریا خواندہ ام
بولی میں نے دریا کی کشتی کے بارے میں پڑھا ہے

مدّتے در فکرِ آں می ماندہ ام
ایک مدت تک میں اس کی فکر میں رہی ہوں

اینک ایں دریا وایں کشتی و من
یہ دریا اور یہ کشتی ہے اور میں ہوں

مَردِ کشتیباں و اہلِ رائے وفن
کشتی بان اور صاحب تدبیر و فن ہوں

برسَرِ دریا ہمی راند اُو عَمَد
دریا پر وہ چپو چلا رہی تھی

مینمودش انیقدر بیروں زحد
اور وہ اس کو لا محدود نظر آتا تھا

بود بے حد آں چمیں نسبت بدو
اس کے اعتبار سے وہ پیشاب لا محدود تھا

آں نظر کو بیند آنرا راست[2] کو
اس کی وہ نگاہ کہاں تھی کہ اس کو صحیح طور پر دیکھتی

عالَمش چنداں بود کش بنیش ست
اُس کا عالم بھی اتنا ہی ہے جسقدر اس کی نگاہ ہے

چشم چندیں بحر ہم چندینش ست
جتنی اس کی آنکھ ہے، اتنا ہی اس کا دریا ہے

صاحب تاویل باطل چوں مگس
باطل تاویل کرنیوالا، مکھی کی طرح ہے

وہم اُو بولِ خرو تصویر خسَ
اس کا خیال گدھے کا پیشاب اور تنکے کی صورت ہے

گر مگس تاویل بگذارد برائے
اگر مکھی رائے کی وجہ سے تاویل کرنا چھوڑ دے

آں مگس را بخت گرداند ہُمائے
تو نصیبہ اس مکھی کو ہما بنا دے

آں مگس نبود کشِ ایں غیرت[3] بُود
وہ مکھی نہیں ہے جس میں یہ غیرت ہو (کہ باطل تاویل نہ کرے)

روحِ اُونے درخورِ صورت بُود
اس کی روح اس کی صورت کے موافق نہیں ہوتی ہے

ہمچو آں خرگوش کو بر شیر زد
اس خرگوش کی طرح جس نے شیر پر حملہ کیا

رُوحِ اُو کے بُود اندر خورِ قد
اُس کی روح قد کے مطابق کب تھی؟

رنجیدنِ شیر ازدیر آمدنِ خرگوش
خرگوش کے دیر میں آنے سے شیر کا رنجیدہ ہونا

شیر میگفت از سَرِ تیزی و خشم
شیر، تندی اور غصہ سے کہہ رہا تھا

کز رہِ گوشم عدو بربست چشم
دشمن نے میرے کان کے راستہ سے آنکھیں بند کر دیں

مکر ہائے جبریانم بستہ کرد
جبر کا عقیدہ رکھنے والوں کے مکر نے مجھے مجبور کر دیا

تیغِ چوبین شاں تنم راختہ کرد
ان کی لکڑی کی تلوار نے میرے جسم کو زخمی کر دیا

---

[1] سَرفَراشتن۔ شیخی بگھارنا۔ خواندہ ام۔ یعنی کتابوں میں ذکر پڑھا ہے۔ عمد۔ چپو، یعنی وہ لکڑی جس کے ذریعہ کشتی چلائی جاتی ہے۔ چمیں۔ پیشاب، پاخانہ یہاں پیشاب مراد ہے۔

[2] راست۔ ٹھیک۔ بنش۔ نگاہ۔ چندیں۔ اتنی ہی۔ تاویل باطل۔ غلط معنیٰ، یعنی زیغ میں مبتلا لوگ جو قرآن کی غلط تاویل کرتے ہیں ان کے خیالات گدھے کے پیشاب اور تنکے کی طرح ہیں اور وہ خود مکھی جیسے ہیں۔ ہما۔ ایک پرندہ ہے جو بہت مبارک سمجھا جاتا ہے، مشہور ہے کہ جس کے سر پر سے وہ گزر جائے بادشاہ ہو جاتا ہے۔

[3] غیرت۔ یعنی دین کی ایسی غیرت ہو کہ تاویل باطل نہ کرے۔ روح او۔ یعنی اس کی رُوح بلند ہوتی ہے، خواہ صورت اور علم ظاہری۔ اتنا بلند نہو ہمچو۔ خرگوش کا قد تو چھوٹا تھا، لیکن اس کی روح بلند تھی۔ گوزرہ گوشم، یعنی دشمن نے ایسی باتیں سنائیں کہ میں عقل کا اندھا ہو گیا۔ جَبریاں۔ جبر کا قائل، مراد شکاری جانور ہیں، چوبیں لکڑی کی، جانوروں کے دلائل کو لکڑی کی تلوار قرار دیا ہے۔

زیں سپس ما من نشنوم آں دمدمہ
اس کے بعد میں اس مکر کو نہ سنوں گا

بانگ دیوان ست وغولاں آں ہمہ
وہ سب شیطانوں اور بھوتوں کی آواز ہے

بردراں اے دل تو ایشاں را مایست
اے دل! تو ان کو پھاڑ ڈال، نہ رک

پوست شاں برکن کہ غیر پوست نیست
ان کی چمڑی ادھیڑ دے وہ چھلکے کے سوا کچھ نہیں ہیں

پوست چہ بود گفتہائے رنگ رنگ
چھلکا کیا ہوتا ہے؟ رنگا رنگ باتیں

چوں زرہ برآب کش نبود درنگ
جیسے پانی کی زرہ کہ وہ تھوڑی دیر بھی باقی نہیں رہتی

ایں سخن چوں پوست معنی مغز داں
یہ بات چھلکے کی طرح ہے، معنی کو مغز سمجھ

ایں سخن چوں نقش معنی ہمچو جاں
یہ بات صورت کی طرح ہے اور معنی جان کی طرح ہیں

پوست باشد مغز بد را عیب پوش
چھلکا، خراب گری کا عیب پوش ہوتا ہے

مغز نیکو راز غیرت غیب پوش
اچھی گری کے لئے غیرت کی وجہ سے غائب رکھ کر پوشیدہ رکھنے والا ہوتا ہے

چوں ز باد ستت قلم دفتر ز آب
جب تیرا قلم ہوا کا ہے اور دفتر پانی کا

ہر چہ بنویسی فنا گردد شتاب [۲]
تو جو کچھ لکھیگا وہ جلد فنا ہو جائیگا

نقش آب ست ار وفا خواہی ازاں
وہ نقش برآب ہے اگر تو اس سے وفا چاہیگا

باز گردی دستہائے خود گزاں
اپنے ہاتھ کو کاٹتا ہوا (پشیمان) واپس لوٹیگا

باد در مردم ہوا و آرزو ست
انسانوں میں ہوا، خواہش اور آرزو ہے

چوں ہوا بگذاشتی پیغام ہوست
جب تونے خواہش کو ترک کیا (بس یہی) اللہ کا پیغام ہے

خوش بود پیغامہائے کردگار
خدا کے پیغام مبارک ہوتے ہیں

کو ز سر تا پائے باشد پائدار
جو سر سے پیر تک پائیدار ہوتے ہیں

خطبہ شاہاں بگردد واں کیا [۳]
بادشاہوں کے خطبے اور ان کی سرداری بدل جاتی ہے

جز کیا و خطبہ ہائے انبیا
بخلاف نبیوں کے قصوں اور سرداری کے

زانکہ بوش بادشاہاں از ہواست
اس لئے کہ بادشاہوں کی کروفر خواہش نفسانی سے ہے

بارنامہ انبیا از کبریاست
انبیاء کی عزت خدا کی جانب سے ہے

از درمہا نام شاہاں برکنند
بادشاہوں کے نام، سکوں سے مٹا دیتے ہیں

نام احمد تا قیامت میزنند
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام قیامت تک منقش کرتے رہیں گے

نام احمد نام جملہ انبیاست
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام تمام انبیاء کا نام ہے

چونکہ صد آمد نود ہم پیش ماست
جب سو آئے تو نوے بھی ہمارے سامنے ہے

---

۱ سپس۔ بعد پیچھے۔ دیواں دیو کی جمع ہے۔ غول۔ چھلاوا۔ بردراں۔ بر زیادہ ہے دراں، درانیدن بمعنی پھاڑنا سے بنا ہے۔ پوست۔ کھال، چھلکا۔ زرہ یعنی وہ لہریں جو بشکل زرہ پانی پر پیدا ہوتی ہیں ان کا بقا چند منٹ کا ہوتا ہے۔ پوست۔ چھلکا عیب کو چھپاتا ہے اور عمدہ مغز کو نظروں سے پوشیدہ رکھنے کا بھی کام کرتا ہے۔

۲ شتاب۔ جلدی، یعنی نقش برآب جلد فنا ہو جاتا ہے۔ نقش برآب ناپائیدار چیز۔ گزاں۔ گزیدن بمعنی کاٹنا سے بنا ہے۔ ہوا خواہش نفسانی۔ ہو۔ باری تعالیٰ کی ذات کا اسم ہے۔ خوش۔ اچھا۔ کردگار۔ کرنیوالا، کام کا مالک۔

۳ کیا۔ پہلوان اس شعر میں بمعنی ملکیت اور سرداری بولا گیا ہے۔ بوش۔ باء کے فتحہ کے ساتھ کرو فر، شان و شوکت بارنامہ۔ تجمل، تفاخر۔ کبریا۔ اللہ تعالیٰ۔ برکنند۔ نکال ڈالتے ہیں۔ میزنند۔ منقش کرتے ہیں۔ صد سو۔ نود۔ نون اور واؤ کے فتحہ کے ساتھ نناوے یعنی آنحضور انبیاء کا مجموعہ ہیں لہٰذا جیسا کہ سو کے ضمن میں ننانوے کا عدد موجود ہے اسی طرح آنحضور کے نام میں تمام انبیاء کا نام آجاتا ہے۔

این سخن پایاں ندارد اے پسر　　قصۂ خرگوش گو د شیرِ نر
اے بیٹا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے　　خرگوش اور نر شیر کا قصہ سنا

ہم در بیان مکر خرگوش و تاخیر اُو در رفتن پیش شیر
یہ بیان بھی خرگوش کی چالاکی اور اس کا شیر کے سامنے دیر سے جانیکا ہے

در شدن[1] خرگوش بس تاخیر کرد　　مکر رابا خویشتن تقریر کرد
خرگوش نے جانے میں بہت دیر کی　　اور اپنی حیلہ سازی کو ثابت کیا

در رہ آمد بعد تاخیرِ دراز　　تا بگوشِ شیر گوید یک دو راز
بہت دیر کے بعد راستہ پر پڑا　　تاکہ شیر کے کان میں ایک دو راز کہے

تا چہ عالمہاست در سودائے عقل　　تا چہ با پہناست ایں دریائے عقل
دیکھ! عقل کے فکر میں کیا عالم ہیں　　دیکھ! یہ عقل کا دریا کسقدر وسیع ہے

بحرِ بے پایاں[2] بُود عقل بشر　　بحر را غوّاص باید اے پسر
انسان کی عقل لا محدود سمندر ہے　　اے بیٹا! سمندر کے لئے غوطہ خور چاہیے

صورتِ ما اندریں بحرِ عذاب　　میدود چوں کاسہا بر روئے آب
ہماری صورتیں اس شیریں سمندر میں　　اس طرح دوڑ رہی ہیں جس طرح پانی کی سطح پر پیالے

تا نشد پُر بر سَرِ دریاست طشت　　چونکہ پُر شد طشت در وے غرق گشت
جب تک بھرا نہیں، طشت دریا کے اوپر ہے　　جب طشت بھرا اس میں غرق ہوا

عقل پنہان ست و ظاہر عالمے　　صورتِ ما موج یا از وے نمے
عقل مستور ہے اور عالم ظاہر ہے　　ہماری صورت موج یا اس کی نمی ہے

ہر چہ صورت می وسیلت سازدش　　زاں وسیلت بحر دور اندازدش
جو موجود (متعین) ہے صورت اس کو وسیلہ بنالیتی ہے　　اس وسیلہ کی وجہ سے سمندر اس کو دور پھینکدیتا ہے

تا نہ بیند دل، دہندہ راز را　　تا نہ بیند تیر، دور[3] انداز را
جب تک دل، راز عطا کرنیوالے کو نہ دیکھ لے　　جب تک کہ تیر دور سے پھینکنے والے کو نہ دیکھ لے

اسپ خود را یاوہ داند وز ستیز　　میدواند اسپ خود در راہ تیز
اپنے گھوڑے کو گم شدہ سمجھتا ہے اور جھگڑے کی وجہ سے　　اپنے گھوڑے کو تیز دوڑاتا ہے

اسپ خود را یاوہ داند آں جواد　　واسپ خود اُو را کشاں کردہ چو باد
وہ جوانمرد، اپنے گھوڑے کو گم شدہ سمجھتا ہے　　اور گھوڑا اس کو ہوا کی طرح اڑائے لئے جا رہا ہے

[1] شُدَن۔ ہونا، جانا، تاخیر۔ دیر لگانا، تقریر۔ بیان کرنا، ثابت کرنا۔ تا کلمۂ تنبیہ ہے۔ چہ تفخیم کے لئے ہے۔ عَقل۔ یعنی وہ قوت شعور جو حیوانات میں بھی ہے۔ بحر۔ سمندر۔

[2] بے پایاں۔ لامحدود غوّاص۔ غوطہ خور۔ صورت یعنی جسم انسانی۔ عَذَاب۔ شیریں، بحر عذاب سے مراد دریائے عقل روح ہے۔ تانشد پُر۔ جب تک اجسام روحانیت سے پر نہیں ہوتے ہیں۔ ان پر مادیت کا غلبہ رہتا ہے۔ عقل۔ دریائے عقل اگرچہ نظروں سے غائب ہے، لیکن جسم اسی کی ایک موج ہے۔ ہر چہ۔ مظاہر پرست جو تعینات کو وسیلہ بناتے ہیں دریائے وحدت سے دور جا پڑتے ہیں۔ دہندہ راز۔ رہنمائے کامل۔

[3] دور انداز۔ دور پھینکنے والا۔ یاوہ۔ بیہودہ، آوارہ، گم۔ سُتیز۔ جنگ، جھگڑا، اسپ خود را۔ یعنی جب تک انسان کو روح کا مشاہدہ اور اس سے توسل حاصل نہیں ہوتا تو وہ سمجھتا ہے کہ روح غیر موجود ہے تو اس کی مثال اس شہسوار کی ہے جو گھوڑے پر سوار ہو اور اپنے گھوڑے کو گم شدہ سمجھ رہا ہو۔ جواد۔ سخی۔

دُر فغان و جُستجو آں خیرہ[۱] سَر
وہ حیران فریاد اور جستجو میں ہے

ہر طرف پُرسان و جویاں دَر بَدر
ہر جانب پوچھنے والا اور در بدر تلاش کرنیوالا ہے

کانکہ دُزدید اسپ ما را کو و کیست
جس شخص نے ہمارا گھوڑا چرایا ہے کہاں ہے کون ہے؟

ایں کہ زیرِ رانِ تُست ایخواجہ چیست
اے صاحب! یہ جو آپ کی ران تلے ہے یہ کیا ہے

آرے ایں سپ است لیک آں اسپ کو
ہاں، یہ گھوڑا ہے لیکن وہ گھوڑا کہاں ہے؟

باخود آ اے شہسوار اسپ جو
اے گھوڑے کی جستجو کرنیوالے شہسوار ہوش میں آ

وصفہا را مُستَمِع گوید براز
سننے والا، اس کی نشانیاں چپکے سے بتاتا ہے

تا شناسد مَرد اسپِ خویش باز
تاکہ وہ اپنے گھوڑے کو پھر پہچان لے

جاں ز پیدائی و نزدیکی ست گم
جان، نمایاں اور قریب ہونیکی وجہ سے گم ہے

چوں شود پُر آب و لب خشکے[۲] چو خم
جس طرح مٹکا پانی سے بھرا ہو اور کنارے خشک ہوں

دردرونِ خود بیفزا درد را
اپنے اندر درد کو بڑھا

تا بہ بینی سبز و سرخ و زرد را
تاکہ سبز، سرخ اور زرد کو دیکھے

کے بہ بینی سرخ و سبز و بُور را
تو سرخ اور سبز اور گلابی کو کب دیکھ سکیگا؟

تا نہ بینی پیش ازیں سہ نور را
جب تک ان تین سے پہلے، نور کو نہ دیکھ لیگا

لیک چوں در رنگ گمشد ہوشِ تو
لیکن چونکہ تیرے ہوش رنگ میں گم ہو گئے ہیں

شد ز نور آں رنگہا رُو پوشِ تو
تو وہ رنگ، نور کی وجہ سے تیرے رو پوش بنگئے ہیں

چونکہ شب آں رنگہا مستور[۳] بُود
چونکہ وہ رنگ رات کو چھپے ہوئے تھے

پس بدیدی دیدِ رنگ از نور بُود
لہذا تو نے دیکھ لیا رنگ کا دیکھنا نور کی وجہ سے تھا

نیست دیدِ رنگ بے نورِ بروں
رنگ کا دیکھنا، بیرونی روشنی کے بغیر نہیں ہوتا

ہم چنیں رنگِ خیالِ اندروں
یہی حال اندرونی خیال کے رنگ کا ہے

ایں بروں از آفتاب و از سُہاست
یہ باہر کی روشنی آفتاب اور سہا کی وجہ سے ہے

واں دروں از عکسِ انوارِ عُلاست
وہ باطنی روشنی عالم بالا کے انوار کے عکس سے ہے

نورِ نورِ چشم خود نورِ دل ست
خود بینائی کا نور، دل کا نور ہے

نورِ چشم از نورِ دلہا حاصل ست
بینائی کا نور دلوں کے نور سے حاصل ہوتا ہے

باز نورِ نورِ دل نورِ خداست
پھر دل کی بصیرت کا نور خدا کا نور ہے

کو ز نورِ عقل و حس پاک و جداست
جو عقل اور حس کے نور سے پاک اور جدا ہے

۱۔ خیرہ سَر۔ بدمزاج، حیران کو۔ کجا۔ کیست۔ کہ است آرے ہاں۔ وہ شہسوار اپنے گھوڑے سے اسقدر غافل ہے کہ اس کی علامتیں بیان کردینے کے بعد بھی اس کو نہیں پہچانتا مستمع سننے والا۔ پیدائی ظاہر ہونا۔

۲۔ خُم۔ مٹکا۔ یعنی روح، انتہائی نزدیکی اور ظہور کی وجہ سے مخفی ہوگئی ہے۔ کسی چیز کا انتہائی بدیہی ہونا اس کے مخفی ہونے کا سبب بنجاتا ہے اس لئے کہ ہر چیز اپنی انتہاء کو پہنچ کر اپنی ضد کی طرف منتقل ہو جاتی ہے جیسا کہ خوشی کی زیادتی رونے کا سبب بنجاتی ہے۔ سبز و سُرخ۔ صوفیاء کے نزدیک لطائف غیب مختلف رنگوں کے ہیں۔ بُور۔ گلابی سرخ مائل بسیاہی۔ نور نور باطن جب تک پیدا نہ ہوگا، لطائف غیبیہ کے رنگ نظر نہ آئیں گے۔ ہُوش۔ عقل۔ رُو پوش۔ نقاب، حجاب۔

۳۔ مستُور۔ پُوشیدہ۔ نیست۔ ظاہری رنگ دن کی روشنی کے بغیر نظر نہیں آتے، اسی طرح باطنی رنگ بغیر باطنی نور کے نظر نہیں آتے۔ بروں ظاہری روشنی آفتاب اور سہا ستارے کی وجہ سے اور نور باطنی عالم بالا ہے انوار کا عکس ہے۔ نور۔ یعنی بصارت چشم، بصیرت قلبی کا فیض ہے۔ باز۔ یعنی بصیرت قلبی خدا کے نور کا فیض ہے جو عقل و حس سے ایک جدا چیز ہے۔

شب نہ بُد[۱] انور وندیدی رنگ را
رات کو نور تھا اور تو نے رنگ نہ دیکھا
پس بضد نور پیدا شد ترا
پس ضد (شب کی تاریکی) کی وجہ سے وہ نور نمایاں ہوگیا

شب ندیدی رنگ کاں بے نور بود
رات کو تو نے رنگ نہ دیکھا کیونکہ وہ بے نور تھی
رنگ چہ بوَدُ مُہرہَ کور و کبود
رنگ کیا ہوتا ہے، ایک اندھا، نیلا منکا

کہ نظر بر نور بُود آنگہ بر رنگ
کیونکہ نور پر نظر تھی پھر رنگ پر
ضّد بضدّ پیدا بُود چوں روم و زنگ
ایک مقابل دوسرے مقابل سے واضح ہوتا ہے جیسے رومی اور حبشی

دیدنِ نورست آنگہ دید رنگ
پہلے نور کا نظر آنا ہے پھر رنگ کا دیکھنا
ویں بضدِّ نور دانی بے درنگ
(اور) اس کو تو نور کی ضد سے بغیر تاخیر سمجھتا ہے

پس بضدِّ[۲] نور دانستی تو نور
پس نور کی ضد سے تو نور کو پہچانا
ضّدِ ضدّ را می نماید در صُدور
ضد، ضد کو سینوں میں واضح کر دیتی ہے

رنج و غم را حق پے آں آفرید
اللہ تعالیٰ نے رنج کو اس لئے پیدا فرمایا ہے
تا بدیں ضد خوشدلی آید پدید
تاکہ اس ضد سے خوشدلی واضح ہو جائے

پس نہانیہا بضدّ پیدا شود
پس پوشیدہ چیزیں ضد سے واضح ہوتی ہیں
چونکہ حق را نیست ضد پنہاں بود
اللہ تعالیٰ کی چونکہ کوئی ضد نہیں ہے وہ پوشیدہ ہے

نورِ حق را نیست ضدے در وجود
اللہ کے نور کی بھی ضد وجود میں نہیں ہے
تا بضدِّ اُو را تواں پیدا نمود
تاکہ ضد سے اس کو پہچانا جا سکے

لا جَرَمْ اَبصَارُنا لا تُدْرِکُہٗ
یقیناً ہماری نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں
وَہُوَ یُدْرِکُ بیں از موسیٰ وکُہ
اور وہ ادراک کرلیتا ہے حضرت موسیٰ اور پہاڑ کے قصہ کو دیکھ

صورت از[۳] معنیٰ چوں شیر از بیشہ داں
صورت کی نسبت معنی سے ایسی ہے جیسے شیر کی نسبت کچھار سے
یا چو آوازِ و سخن زاندیشہ داں
یا جیسے بات اور آواز کی نسبت خیال سے ہے

ایں سخن و آواز از اندیشہ خاست
یہ بات اور آواز خیال سے پیدا ہوئی
تو ندانی بحرِ اندیشہ کجاست
تجھے یہ معلوم بھی نہیں کہ خیال کا سمندر کہاں ہے؟

لیک چوں موجِ سخن دیدی لطیف
لیکن جب تو نے بات کی موج کو پاکیزہ پایا
بحرِ دانی کہ ہم باشد شریف
اس کے سمندر کے متعلق بھی تو نے سمجھ لیا کہ وہ بھی شاندار ہوگا

چوں ز دانش موجِ اندیشہ بتافت
جب عقل سے خیال کی موج اٹھی
از سخن و آوازِ اُو صورت بساخت
اس نے بات اور آواز کی صورت اختیار کر لی

---

۱ نہ بُد۔ نہ بُود۔ ضد مخالف، مقابل۔ پیدا ظاہر، نمایاں یعنی نور کا احساس ہمیں اس کی ضد رات کی وجہ سے ہوا۔ مہرہ منکا۔ ہار کا دانہ کُور۔ اندھا کبُود۔ نیلا، سیاہ رنگ، یعنی نور کے بدون کوئی رنگ نظر نہیں آتا۔

۲ ضِد۔ مشہور مقولہ ہے۔ چیزیں اپنی نقیضوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ رنج۔ خوشی کی وضاحت رنج و غم کے ذریعہ ہوتی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ند اور ضد نہیں ہے لہٰذا وہ نگاہوں سے مخفی ہے۔ لا جرم۔ لا محالہ یقیناً۔ اَبصار۔ بصر کی جمع بینائی۔ ادراک۔ کسی چیز کی حقیقت معلوم کر لینا، کسی چیز کا احاطہ کر لینا۔ موسیٰ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھنے کی خواہش کی تو فرمایا گیا کہ تم دیکھ نہیں سکتے ذراسی تجلی دکھائی تو پہاڑ پاش پاش ہوگیا اور حضرت موسیٰ بیہوش ہوگئے۔

۳ صُورت۔ صورت اور معنیٰ کی نسبت ایسی ہے جیسا کہ شیر اور اس کی کچھار یا آواز اور خیالات کی ظاہر ہے کہ کچھار اور خیال ایک پائیدار چیز ہے اس کی نسبت سے شیر اور آواز جلد فنا ہونیوالی چیزیں ہیں۔ لطیف۔ پاکیزہ نازک۔ شریف بزرگ شاندار

از سخن ۱ صورت بزاد و باز مرد | موج خود را باز اندر بحر برد
بات سے صورت پیدا ہوئی اور پھر مر گئی | موج اپنے آپ کو پھر سمندر میں لے گئی

صورت از بے صورتے آمد برون | باز شد کہ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُون
صورت ایک بے صورت سے پیدا ہوئی | پھر لوٹ گئی کہ ہم اسی طرف لوٹنے والے ہیں

پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتے ست | مصطفیٰ فرمودہ دُنیا ساعتے ست
پس تیرے لئے ہر لحظہ موت اور واپسی ہے | آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ایک گھڑی (وقت) ہے

فکرِ ما تیرے ست از ہُو در ہَوا | در ہوا کے پاید آید تا خدا
ہمارا خیال ایک تیر ہے جو اللہ کی جانب سے ہوا میں ہے | ہوا میں کب تک ٹھہرے؟ خدا کی طرف لوٹتا ہے

ہر نفس ۲ نو می شود دنیا و ما | بے خبر از نَو شدن اندر بقا
ہر دم دنیا نئی ہو جاتی ہے اور ہم | زندگی میں اس کے لئے ہونے سے بے خبر ہیں

عمر ہمچوں جوئے نو نو میرسد | مُستمرے می نماید در جَسَد
نہر کی طرح تیری تیری عمر نئی نئی آتی رہتی ہے | جو جسم میں لگا تار نظر آتی ہے

آں ز تیزی مستمر شکل آمدست | چوں شرر کش تیز جُنبانی بدست
تیزی کی وجہ سے وہ لگاتار شکل بنی ہے | اس انگارے کی طرح جس کو تو ہاتھ سے تیز گھمائے

شاخ آتش ۳ از بجنبانی بساز | در نظر آتش نماید بس دراز
اگر تو جلتی لکڑی کو کوشش سے گھمائے | تو وہ بہت لمبی آگ نظر آئے گی

ایں درازی مُدّت از تیزیِ صُنع | مینماید سُرعت انگیزی صُنع
ایجاد کی تیزی سے یہ بقاء کا طول | اللہ تعالیٰ کی ایجاد کی تیزی کو ظاہر کرتا ہے

طالب ایں سِرّ اگر علّامہ ایست | نک حُسام الدیں کہ سامی نامہ ایست
اس راز کا طالب اگر کوئی علامہ ہے | اب حسام الدین ہے، جو متبرک کتاب ہے

وصفِ او از شرح مستغنی بُوَد | رَو حکایت گو کہ بے گہ میشود
اس کی تعریف شرح سے بے نیاز ہے | چل قصہ بیان کر کہ بے وقت ہوا جاتا ہے

رسیدنِ خرگوش بہ شیر و خشم شیر بروے
خرگوش کا شیر کے پاس پہنچنا اور شیر کا اس پر غصہ کرنا

شیر اندر آتش و در خشم و شور | دیدکاں خرگوش می آید ز دور
شیر نے آگ اور غصہ اور شور میں | دیکھا کہ وہ خرگوش دور سے چلا آ رہا ہے

---

۱ اَزسُخن۔ آواز نکلتی ہے اور فنا ہو جاتی ہے جس طرح دریا کی موج اٹھتی ہے اور پھر دریا میں فنا ہو جاتی ہے، صُورَت یعنی کلام اور آواز۔ بے صُورَت۔ یعنی خیال۔ اور عقل۔ اِنّا اِلَیۡہِ۔ یعنی ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتی ہے، رَجعَت واپسی، دوبارہ زندہ ہونا۔ سَاعَت۔ گھڑی، وقت کا تھوڑا سا حصہ۔ ساعتے یعنی اس دنیا میں تجدد امثال ہوتا ہے ہر آن ایک چیز فنا ہوتی ہے اور اس جیسی ہی اس کے قائم مقام بنجاتی ہے۔ ہو۔ اسم ذات باری ہے اس کو بعض صاحبان نے اسم اعظم بھی قرار دیا ہے۔

۲ ہر نَفَس صرف آواز اور کلام میں ہی نہیں دنیا کی ہر چیز میں تجدد امثال ہو رہا ہے۔ جُو۔ نہر۔ مُستَمِر، لگاتار، مسلسل دائم۔ ہمیشہ رہنے والا۔ جَسَد۔ جسم، بدن۔ نو نیاء یعنی نہر کا پانی ہر آن بدل رہا ہے لیکن نظر میں ایک ہی پانی ہے اسی طرح عمر کی حالت ہے۔ شرر چنگاری، شعلہ۔ کُش۔ کہ اُس۔ جنبانی۔ جنبانیدن۔ ہلانا کا مضارع مخاطب ہے۔

۳ شَاخِ آتش۔ جلتی لکڑی سَاز۔ بناوٹ کوشش ایک انگارے کو تیزی سے گھماؤ گے تو وہ شعلہ جوالہ نظر آئیگا درازی مدت۔ زندگی کی طوالت۔ صنع پیدا کرنا۔ ایجاد کرنا۔ علامہ۔ بڑا عالم۔ نک۔ اینک کا مخفف ہے۔ سَامی بُزرگ۔ نامہ کتاب۔ حسام الدین۔ ضیاء الحق۔ مولانا رومی کے خلیفہ اعظم میں مثنوی لکھنے کے محرک بھی ہوگے ہیں مستغنی بے نیاز۔ بیگہ۔ بے وقت

میدَوَد بے دہشت و گستاخ اُو — خشمگین و تند تیز و ترش رُو
بے خوف، دلیرانہ وہ دوڑ رہا ہے — غضبناک، تند اور تیز اور منہ بگاڑے

کز شکستہ[1] آمدن تہمت بُود — وز دلیری دفع ہر ریبت بُود
اس لئے کہ انکسار سے آنا وجہ تہمت ہے — اور دلیری سے ہر تہمت کا دفعیہ ہوتا ہے

چوں رسید اُو پیشتر نزدیکِ صف — بانگ برزد شیر ہاں اے ناخلف
جب وہ صف کے نزدیک آگے پہنچا — شیر چیخا کہ ہاں اے ناخلف!

من کہ گاواں راز ہم بدریدہ ام — من کہ گوشِ شیرِ نر مالیدہ ام
میں جس نے گایوں کو چیرا ہے — میں جس نے نر شیروں کی گوشمالی کی ہے

نیم[2] خرگوشے چہ باشد کو چنیں — امرِ ما را افگند اُو بر زمیں
ناقص خرگوش کیا ہوتا ہے کہ اس طرح — وہ ہمارے حکم کو نیچے ڈال دے

ترکِ خواب و غفلت خرگوش کُن — غرّہ ایں شیر اے خرگوش کُن
غفلت اور خوابِ خرگوش چھوڑ دے — اے گدھے! اس شیر کی گرج سن

عذر گفتنِ خرگوش بہ شیر از تاخیر ولابہ کردن

تاخیر کی وجہ سے خرگوش کا شیر سے معذرت اور خوشامد کرنا

گفت خرگوش الاماں عذر ریم ہست — گر دہد عفو خداوندیت دست
خرگوش نے کہا جان کی بخشش، میرا ایک عذر ہے — اگر تیری مالکانہ خطا بخشی دستگیری کرے

باز گویم چوں تو دستوری دہی — تو خداوندی و شاہ و من رہی
گر تو اجازت دے تو میں کہوں — تو مالک اور بادشاہ ہے اور میں غلام ہوں

گفت چہ عذر اے قصورِ[3] ابلہاں — ایں زماں آیند در پیشِ شہاں
اس نے کہا اے بیوقوفوں میں سے کمترین! کیا عذر ہے! — بادشاہوں کے سامنے اس وقت آتے ہیں؟

مُرغِ بے وقتی سرت باید برید — عُذرِ احمق را نمی باید شنید
تو بے وقت کا مرغ ہے تیرا سر قلم کرنا چاہئے — احمق کے عذر کو نہ سننا چاہئے

عُذرِ احمق بدتر از جُرمش بُوَد — عُذرِ ناداں زہرِ ہر دانش شود
احمق کا عذر، اس کے جرم سے بھی بدتر ہوتا ہے — نا سمجھ کا عذر، ہر عقل کا زہر ہوتا ہے

عُذرت اے خرگوش از دانش تہی — من کہ خرگوشم کہ در گوشم نہی
اے بے عقل خرگوش! تیرا عذر — میں گدھے کا کان نہیں ہوں کہ تو (عذر) سناتا ہے

[1] شکستہ۔ بدحال، انکسار۔ تہمت۔ الزام۔ ریبت۔ شک و شبہ، یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے۔ ہاں۔ حرف تنبیہ ہے۔ ناخلف۔ وہ شخص جو بزرگوں کا صحیح جانشین نہو۔
[2] نیم۔ آدھا، ناچیز، ناقص، خوابِ خرگوش، کچھوے اور خرگوش کی مشہور کہانی کی طرف اشارہ ہے۔ غرہ۔ گرج۔ خر۔ گدھا۔ لابہ۔ خوشامد، چاپلوسی۔ الاماں۔ جان بخشی۔ عذریم میرا عذر۔ دست دادن۔ دستگیری کرنا۔ دستوری۔ اجازت۔ رہی۔ چلام، خادم۔
[3] قُصُورَ ابلہاں۔ بیوقوفوں میں سے سب سے کم، حقیر مرغ بے وقت۔ مُرغِ بے ہنگام وہ مرغ جو بے وقت اذان دے ایسے مرغ کو ذبح کر دیا جاتا ہے کہ تا کہ غیر وقت میں صبح صادق کا دھوکہ نہ لگے۔ خرگوش گوش۔ خر از دانش تہی۔ عقل سے خالی، بے عقل

میدَوَد بے دہشت و گستاخ اُو خشمگین و تند تیز و ترش رُو
بے خوف ، دلیرانہ وہ دوڑ رہا ہے غضبناک ، تند اور تیز اور منہ بگاڑے

کز شکستہ[1] آمدن تہمت بُود وز دلیری دفع ہر ریبت بُود
اس لئے کہ انکسار سے آنا وجہ تہمت ہے اور دلیری سے ہر تہمت کا دفعیہ ہوتا ہے

چوں رسید اُو پیشتر نزدیکِ صف بانگ برزد شیر ہاں اے ناخلف
جب وہ صف کے نزدیک آگے پہنچا شیر چیخا کہ ہاں اے نا خلف !

من کہ گاواں راز ہم بدریدہ ام من کہ گوشِ شیرِ نر مالیدہ ام
میں جس نے گایوں کو چیرا ہے میں جس نے نر شیروں کی گوشمالی کی ہے

نیم[2] خرگوشے چہ باشد کو چنیں امرِ مارا افگند اُو بر زمیں
ناقص خرگوش کیا ہوتا ہے کہ اس طرح وہ ہمارے حکم کو نیچے ڈال دے

ترکِ خواب و غفلتِ خرگوش کُن غرہ ایں شیر اے خرگوش کُن
غفلت اور خوابِ خرگوش چھوڑ دے اے گدھے! اس شیر کی گرج سن

عذر گفتنِ خرگوش بہ شیر از تاخیر ولابہ کردن
تاخیر کی وجہ سے خرگوش کا شیر سے معذرت اور خوشامد کرنا

گفت خرگوش الاماں عذریم ہست گر دہد عفو خداوندیت دست
خرگوش نے کہا جان کی بخشش، میرا ایک عذر ہے اگر تیری مالکانہ خطا بخشی دستگیری کرے

باز گویم چوں تو دستوری دہی تو خداوندی و شاہ و من رہی
گر تو اجازت دے تو میں کہوں تو مالک اور بادشاہ ہے اور میں غلام ہوں

گفت چہ عذر اے قصورِ[3] ابلہاں ایں زماں آیند در پیشِ شہاں
اس نے کہا اے بیوقوفوں میں سے کمترین! کیا عذر ہے! بادشاہوں کے سامنے اس وقت آتے ہیں؟

مرغِ بے وقتی سَرت باید برید عذرِ احمق رانمی باید شنید
تو بے وقت کا مرغ ہے تیرا سر قلم کرنا چاہئے احمق کے عذر کو نہ سننا چاہئے

عذرِ احمق بدتر از جُرمش بُوَد عذرِ ناداں زہرِ ہر دانش شود
احمق کا عذر، اس کے جرم سے بھی بدتر ہوتا ہے نا سمجھ کا عذر ، ہر عقل کا زہر ہوتا ہے

عذرت اے خرگوش از دانش تہی من کہ خرگوشم کہ در گوشم نہی
اے بے عقل خرگوش ! تیرا عذر میں گدھے کا کان نہیں ہوں کہ تو (عذر) سناتا ہے

---

[1] شکستہ۔ بدحال، انکسار تُہمت۔ الزام۔ رَیبت۔ شک وشبہ، یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے۔ ہاں۔ حرف تنبیہ ہے۔ نا خلف۔ وہ شخص جو بزرگوں کا صحیح جانشین نہو۔

[2] نیم۔ آدھا، ناچیز، ناقص، خواب خرگوش، کچھوے اور خرگوش کی مشہور کہانی کی طرف اشارہ ہے۔ غرہ۔ گرج۔ خر۔ گدھا۔ لابہ۔ خوشامد، چاپلوسی۔ الاماں۔ جان بخشی۔ عذریم میرا عذر۔ دست دادن۔ دستگیری کرنا۔ دستوری۔ اجازت۔ رہی۔ چلام، خادم۔

[3] قصورَ ابلہاں۔ بیوقوفوں میں سے سب سے کم، حقیر مرغ بے وقت۔ مُرغِ بے ہنگام وہ مرغ جو بے وقت اذان دے ایسے مرغ کو ذبح کر دیا جاتا ہے کہ تاکہ غیر وقت میں صبح صادق کا دھوکہ نہ لگے۔ خرگوش گوش۔ عَرازدانش تہی۔ عقل سے خالی، بے عقل

گفت اے شہ ناکسے[1] را کس شمار
اس نے کہا، اے شاہ! نالائق کو لایق سمجھ کر
عذرِ استم دیدگاں را گوش دار
مظلوموں کا عذر سن لے

خاص از بہرِ زکوٰۃ جاہِ خود
خاص طور پر، اپنے مرتبہ کے صدقہ میں
گمرہے را تو مراں از راہِ خود
ایک گمراہ کو اپنے راستہ سے نہ ہٹا

بحر کو آبے بہر جُو می دہد
وہ دریا جو ہر نہر کو پانی دیتا ہے
ہر خسے را بر سَر و رُو[2] می نہد
اور ہر تنکے کو سر اور منہ پر رکھتا ہے

کم نخواہد گشت دریا زیں کرم
اُس کرم کی وجہ سے دریا کم نہوگا
از کرم دریا نگردد بیش و کم
کرم کی وجہ سے، دریا کا کچھ گھٹتا بڑھتا نہیں ہے

گفت دارم من کرم بر جائے اُو
اس نے کہا میں اس کے موقع پر کرم کرتا ہوں
جامۂ ہر کس بُرم بالائے اُو
ہر شخص کا کپڑا اس کے قد کے مطابق تراشا ہوں

گفت بشنو گر نباشد جائے لُطف
اس نے کہا سن لے، اگر مہربانی کا موقع نہوگا
سَر نہادم پیش اژدرہائے عنف
میں سختی کے اژدھے کے سامنے سر دھرتا ہوں

من بوقتِ چاشت در راہ آمدم
میں چاشت کے وقت راستہ پر پڑا
با رفیقِ خود سوئے شاہ آمدم
اپنے ساتھی کے ساتھ شاہ کی جانب آنے لگا

با من از بہرِ تو خرگوشے دگر
تیرے لئے، میرے ساتھ ایک دوسرا خرگوش
جُفت و ہمرہ کردہ بودند آں نفر
اس جماعت نے ساتھ کر دیا تھا

شیرے اندر راہ قصد بندہ کرد
راستہ میں ایک شیر نے بندے کا قصد کیا
قصدِ ہر دو ہمرہِ آئندہ کرد
(بلکہ) ہم دونوں ساتھ آنے والوں کی طرف جھپٹا

گفتمش ما بندۂ شاہنشہیم
میں نے اس سے کہا ہم بادشاہ کے غلام ہیں
خواجہ[3] تاشانِ کہ آں درگہیم
ہم دونوں اس درگاہ کے ادنیٰ حاضر باش ہیں

گفت شاہنشہ کہ باشد شرم دار
اس نے کہا، شہنشاہ کون ہوتا ہے، شرم کر
پیش من تو نامِ ہر ناکس میار
میرے سامنے تو کسی نالائق کا نام نہ لے

ہم ترا و ہم شہت را بردَرم
تجھے اور تیرے بادشاہ کو بھی پھاڑ ڈالوں گا
گر تو با یارت بگردی از بَرم
اگر تو اپنے ساتھی کے ساتھ میرے سامنے سے گیا

گفتمش بگذار تا بارِ دگر
میں نے اس سے کہا، چھوڑ دے تاکہ ایک بار
روئے شہ بینم، بَرم از تو خبر
بادشاہ کا چہرہ دیکھ لوں اور تیری اطلاع کر دوں

---

[1] ناکس۔ نالائق۔ اِستم، ستم، ظلم، الف زیادہ ہے۔ اِستم دیدگاں۔ مظلوم لوگ۔ جاہ رتبہ۔ گمراہ۔ یعنی خرگوش۔ بحر دریا، سمندر جو۔ نہر۔ خس۔ تنکا، کمینہ

[2] بر سر و رو نہادن۔ عزت کرنا۔ کرم۔ احسان بر جا۔ موقع پر۔ بُرم۔ بُریدن۔ بمعنی قطع کرنا، سے ہے۔ اژدرہا۔ جمع اژدہا۔ عُنف۔ عین کے ضمہ کے ساتھ، سختی، درشتی چاشت۔ ایک پہر دن چڑھے۔ رفیق۔ سفر کا ساتھی۔ شاہ یعنی شیر جُفت۔ جوڑا، جوڑی دار نفر۔ جماعت، مراد شکاری جانور ہیں۔ بندہ۔ غلام یعنی خرگوش۔

[3] خواجہ تاش۔ ایک آقا کے اگر چند نوکر ہوں تو ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلائیگا۔ ناکس۔ نالائق۔ بر دَرم۔ بر زیادہ ہے، درم دریدن کا واحد متکلم ہے۔ گردی۔ گردیدن سے مخاطب کا صیغہ ہے۔

گفت ہمرہ را گرو[1] نہ پیشِ من — ورنہ قربانی تو اندر کیشِ من
اس نے کہا، ساتھی کو میرے پاس گروی رکھ دے — ورنہ تو میرے مذہب میں قربان ہے

لابہ کردیمش بسے سودے نہ کرد — یارِ من بستد مرا بگذاشت فرد
میں نے اس کی بہت خوشامد کی، فائدہ نہ دیا — میرے یار کو پکڑ لیا، مجھے اکیلا چھوڑ دیا

ماند آں ہمرہ گرو در پیش او — خوں رواں شد از دلِ بیہوش او
وہ ساتھی اس کے پاس گروی رہ گیا — اس کے مدہوش دل سے خون بہنے لگا

یارم از زفتی[2] سہ چنداں بُد کہ من — ہم بلطف و ہم بخوبی ہم بہ تن
میرا یار میرے اعتبار سے تگنا تھا — پاکیزگی میں بھی اور خوبی میں بھی اور بدن میں بھی

بعد ازیں زاں شیر آں رہ بستہ شد — حالِ ما ایں بود با تو گفتہ شد
اس کے بعد اس شیر کی وجہ سے راستہ بند ہوگیا — ہمارا حال یہ تھا تجھ سے کہدیا گیا

از وظیفہ بعد ازیں امید بُر — حق ہمی گویم ترا الحقُّ مُر
اس کے بعد روزینے سے امید منقطع کر لے — تجھ سے سچ کہتا ہوں سچی بات کڑوی ہوتی ہے

گر وظیفہ بایدت رہ پاک کن — ہیں بیا و دفع آں بیباک کن
اگر تجھے روزینہ چاہئے تو راستہ صاف کر دے — ہاں آ اور اس بے شرم کو دفع کر دے

جواب گفتن شیر خرگوش را و رواں شدن با او
شیر کا خرگوش کو جواب دینا اور اس کے ساتھ روانہ ہونا

گفت بسم اللہ بیا تا او کجاست — پیش رو شو گر ہمی گوئی تو راست
اس نے کہا بسم اللہ، آ، میں دیکھوں وہ کہاں ہے — اگر تو سچ کہتا ہے تو آگے آگے چل

تا سزائے او و صد[3] چوں او دہم — ور دروغ ست ایں سزائے تو دہم
تاکہ اس کو (بلکہ) اس جیسے سو کو سزا دوں — اور اگر یہ جھوٹ ہے، تجھے سزا دوں

اندر آمد چوں قلاوزے بہ پیش — تا برد او را بسوئے دامِ خویش
وہ رہبر کی طرح آگے آیا — تاکہ اس کو اپنے جال کی جانب لے جاتے

سوئے چاہے کو نشانش کردہ بود — چاہِ مَغ را دامِ جانش کردہ بود
ایک کنوئیں کی جانب جس کا اس نے پہلے پتہ لگالیا تھا — گہرے کنویں کو اس کی جان کا جال بنا رکھا تھا

میشدند ایں ہر دو تا نزدیک چاہ — اینت خرگوشے چو آب زیر کاہ
دونوں کنوئیں کے نزدیک تک جا پہنچے — واہ واہ خرگوش، گویا گھاس کے نیچے کا پانی ہے

[1] گرِو۔ گروی۔ کیش۔ مذہب، دین، لابہ، خوشامد، چاپلوسی۔ فرد۔ اکیلا۔ ہمرہ۔ یعنی دوسرا خرگوش، زَفتی۔ فربہی۔ موٹاپاج۔

[2] چنداں تگنا۔ بُد۔ بود کا مخفف ہے۔ گت۔ کہ ترا۔ وظیفہ۔ روزینہ الحقُّ مر سچی بات کڑوی ہے۔ بیباک۔ بے پروا۔

[3] صَد۔ سو۔ دُروغ۔ جھوٹ، قلاوز۔ بدرقہ، رہبر، پیشرو۔ تا۔ سببیہ ہے۔ دَام۔ جال۔ مغ۔ میم کے فتحہ کے ساتھ، گہرا۔ اینت۔ الف کے کسرہ اور نون غنہ کے ساتھ، واہ واہ آب زیرکاہ۔ مکر اور دھوکے میں ضرب المثال ہے، ناواقف آدمی اس پر گھاس سمجھ کر قدم رکھتا ہے اور ڈوبتا ہے۔

آب کا ہے راز ہاموں[1] می بَرد　　آب کوہے را عجب چوں میبَرد

پانی ایک تنکے کو جنگل سے بہالیجاتا ہے　　تعجب ہے، پانی ایک پہاڑ کو کس طرح بہائے لئے جارہا ہے

دامِ مکرو اُوکمندِ شیر بود　　طُرفہ خرگوشے کہ شیرے رار بود

اس کے مکر کا جال شیر کا پھندا تھا　　عجب خرگوش تھا کہ شیر کو اچک لے گیا

موسیٰ فرعون راتا رُودِ نیل　　میکشد بالشکر و جمع ثقیل

ایک موسیٰ فرعون کو دریائے نیل تک　　لشکر اور بھاری مجمع کے ساتھ لیجا رہے ہیں

پشّہٖ نمرود [2] را بانیم پَر　　میشگافد میرودتا مغزِ سَر

مچھر، آدھے پر کے ساتھ نمرود کو　　شگاف دیتا ہے اور سر کے بھیجے تک جاتا ہے

حال آں کو قولِ دشمن راشنود　　بیں جزائے آنکہ شد یارِ حسود

(یہ ہے) اس کی حالت جس نے دشمن کی بات سنی　　دیکھ، اس کی سزا جو دشمن کا دوست بنا

حالِ فرعونے کہ ہاماں راشنود　　حالِ نمرودیکہ شیطاں راستود

یہی حال اس فرعون کا ہے جس نے ہامان کی شنوائی کی　　اور یہی حال اس نمرود کا ہے جس نے شیطان کی تعریف کی

دشمن ارچہ دوستانہ گویدت　　دام داں گرچہ زدانہ گویدت

دشمن اگرچہ تجھ سے دوستانہ بات کرے　　جال سمجھ اگرچہ وہ تجھ سے دانہ کہے

گرتُرا قندے دہدآں زہرداں　　گربتو لُطفے کندآں قہر داں

اگر تجھے شکر دے، اس کو زہر سمجھ　　اگر تجھ پر مہربانی کرے اس کو قہر سمجھ

چوں قضا آید نہ بینی [3] غیر پوست　　دشمناں رابز نشناسی ز دوست

جب قضا آتی ہے چھلکے کے علاوہ تو کچھ نہ دیکھے گا　　دشمنوں اور دوستوں میں امتیاز نہ کر سکے گا

چوں چنیں شد ابتہال آغاز کن　　نالہ و تسبیح و روزہ ساز کن

جب ایسا ہو گڑ گڑانا شروع کر دے　　زاری اور تسبیح اور روزے کا سامان کر

نالہ میکُن کاے تو علّامُ الغُیوب　　زیرِ سنگِ مکرِ بد مارا مکوب

رو کہ اے (خدا) تو جو غیب کا جاننے والا ہے　　ہمیں بُرے مکر کے پتھر کے نیچے نہ کچل

یا کریمَ العَفوِ ستّارَ العُیوب　　انتقام از ما مکش اندر ذُنُوب

اے معافی کے داتا عیبوں کی پردہ پوشی کرنیوالے　　گناہوں کا ہم سے بدلہ نہ لے

آنچہ درکون ست ز اشیا ہرچہ ہست　　وانما جانرا بہر حالت کہ ہست

موجودات میں سے جو چیزیں بھی دنیا میں ہیں　　دل اس حالت میں ظاہر کردے جس پردہ ہیں

---

[1] ہامُون۔ جنگل۔ کوہ۔ یعنی شیر۔ موسیٰ۔ یعنی خرگوش۔ فرعون۔ یعنی شیر، ولید بن منصب جو فرعون کے لقب سے مشہور ہے، حضرت موسیٰ کے تعاقب میں نیل میں غرق ہوگیا تھا۔ جمع۔ مجمع۔ ثقیل۔ بھاری

[2] نمرُود۔ ایک بادشاہ کا لقب ہے۔ جو بابل عراق، کے علاقہ کا حاکم تھا اور خدائی کا مدعی تھا اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا۔ خدا نے اس کو ایک مچھر کے ذریعہ ہلاک کیا، مچھر اس کے دماغ میں گھس گیا، جو اس کی موت کا سبب بنا۔ حُسُود۔ حسد کرنیوالا۔ ہامان۔ فرعون مصر کے وزیر کا نام جس نے گمراہ کیا تھا۔ ستُود۔ نمرود شیطان کا مداح اور اس کا پجاری تھا۔ دام داں۔ یعنی اس کی بات کو الٹا سمجھ، قند، شکر۔ لطف مہربانی۔

[3] غیرِ پُوست یعنی انسان اصل معاملہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ ابتہال۔ گڑ گڑانا۔ ساز کُن۔ سامان کر۔ علام الغیوب۔ غیب کی باتوں کا جاننے والا۔ مکوب۔ کوفتن، کوٹنا سے نہی کا صیغہ ہے۔ کریم۔ جوانمرد، سخی، گناہ بخشنے والا۔ ذنوب۔ ذنب کی جمع ہے، گناہ۔ کون۔ دنیا جہان۔ وا آشکادہ ظاہر نما نمودن۔ دکھنا سے امر کا صیغہ ہے۔

گرسگی کردیم اے شیر آفریں | شیر رامگمار برمازیں کمیں
اے شیر کو پیدا کرنے والے! اگرچہ ہم نے کتا پن کیا ہے | اس گھات کی جگہ سے شیر کو ہم پر مسلط نہ کر

آب خوش راصورتِ آتش مدہ | اندر آتش صورت آبی مَنِہ
اچھے پانی کو، آگ کی صورت میں نمایاں نہ کر | آگ میں پانی کی صورت نہ رکھ

از شرابِ قہر چوں مستی دِہی | نیستہارا صورتِ ہستی دہی
قہر کی شراب سے جب تو مست کر دیتا ہے | معدوم چیزوں کو موجودگی صورت دیدیتا ہے

چیست مستی بندِ چشم از دیدِ چشم | تانماید سَنگ گوہر پشم یشم
مستی کیا ہے؟ آنکھ کا آنکھ کے دیکھنے سے بند ہونا | یہانتک کہ پتھر، موتی اور اُون، یشب نظر آئے

چیست مستی حسہا مبدل شدن | چوب گز اندر نظر صندل شدن
مستی کیا ہے؟ حسوں کا بدل جانا | جھاؤ کی لکڑی کا نگاہ میں صندل ہو جانا

قصہ سلیمان علیہ السّلام وہُدہُد وبیان آنکہ چوں قضا آید چشمہا بستہ شود
حضرت سلیمان علیہ السلام اور ہُد ہُد کا قصہ اور اس بیان کہ جب قضا آتی ہے آنکھیں بند ہو جاتی ہیں

چوں سلیمانؑ راسَرا پَردہ زدند | جملہ مُرغانش بخدمت آمدند
جب حضرت سلیمانؑ کا خیمہ لگایا گیا | تمام پرندے خدمت میں حاضر ہوئے

ہمزبانِ و محرمِ خود یافتند | پیش اُویک یک بجان بشتافتند
اُن کو اپنا ہم زبان اور محرم پایا | ایک ایک کر کے دل وجان سے ان کے سامنے دوڑائے

جُملہ مُرغاں ترک کردہ چیک چیک | با سلیمانؑ گشتہ اَفصَح مِن اَخِیک
تمام پرندوں نے چیں چیں چھوڑ کر | حضرت سلیمانؑ کے ساتھ تیرے بھائی سے بھی زیادہ فصیح ہو گئے

ہمزبانی خویشی و پیوندی ست | مَرد بانا محرماں چوں بندی ست
ہمزبانی، قرابت اور رشتہ داری ہے | انسان، نا محرموں کے ساتھ قیدی جیسا ہے

اے بسا ہندو وتُرک ہمزباں | اے بسا دو تُرک چوں بیگانگاں
اے (مخاطب) بہت سے ہندو اور ترک ہمزبان (محرم ہیں) | اے (مخاطب) دو ترک بیگانوں کی طرح ہیں

پس زبانِ محرمی خود دیگرست | ہم دلی از ہم زبانی بہترست
محرمی کی زبان دوسری ہے | ہم دلی، ہم زبانی سے بہتر ہے

غیرِ نُطق و غیرِ ایماء وسجِل | صد ہزاراں ترجماں خیزد زدِل
بغیر بولے اور بغیر اشارے اور لکھنے کے | دل سے لاکھوں ترجمان پیدا ہو جاتے ہیں

۱؎ سگی۔ کتاپن۔ مَگمار۔ گماشتن بمعنی مقرر کرنا سے نہی کا صیغہ ہے۔ کمین۔ گھات کی جگہ۔ آب خوش یعنی جو حقیقت ہے وہ ہم پر واضح کر دے۔ نفس کی خواہش کی وجہ سے ہم مضر چیز کو مفید نہ سمجھیں۔ مستی۔ دیوانگی نیستہا۔ غیر موجود چیزیں ہستی۔ وجود، موجودگی۔

۲؎ بندِ چشم۔ بستگی چشم۔ پشم۔ اون۔ یشم۔ سبز رنگ کا قیمتی پتھر ہے جس کو عربی میں یشب کہتے ہیں۔ گز۔ جھاؤ، کپڑا وغیرہ ناپنے کا آلہ۔ سلیمان مشہور نبی ہیں۔ جن کی حکومت جن وانس پر تھی اور وہ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ سراپردہ خیمہ۔ محرم۔ میم اور راء کا فتحہ ہے، واقف کار، ہمراز دار۔

۳؎ چیک چیک۔ پرندوں کا چہچہانا۔ اَفصح زیادہ خوش گفتار۔ من اَخِیک۔ تیرے بھائی سے خویش۔ قرابت۔ پیوندی رشتہ داری۔ بندی قیدی، گرفتار۔ ہندو۔ ہندوستانی۔ تُرک۔ ترکستان۔ ترک۔ ترکستان کا رہنے والا جو خوش رنگ ہوتا ہے محرمی ہمراز ہونا۔ ہمدلی۔ قلبی یگانگت۔ نطق، گویائی ایما، اشارہ۔ سجِل سین اور جیم کے کسرہ اور لام کی تشدید کے ساتھ تحریر، کتاب، صحیفہ۔

جملہ مُرغاں ہر یکے اَسرارِ خود | از ہنر و از دانش و از کارِ خود
تمام پرندوں میں سے ایک اپنے راز | ہنر اور عقل اور اپنے کام
باسلیماں یک بیک وا می نمود | از برائے عَرضہ خود را می ستود
(حضرت) سلیمان علیہ السلام سے ایک ایک کر کے ظاہر کر رہا تھا | پیش کرنے کے لئے اپنی تعریف کرتا تھا
از تکبرّ نے واز ہستیِ خویش | بہرِ آں تارہ دہد اُورا بہ پیش
نہ تکبر سے، اور نہ اپنی خودی سے | اس لئے کہ وہ اپنی پیشی کا راستہ دیدیں
چوں بباید بُردہٗ را خواجہ | عُرضہ دار داز ہنر دیباجہ
جب کسی غلام کے پاس کوئی آقا آتا ہے | وہ ہنر کا رخسار پیش کرتا ہے
چونکہ دار داز خریداریش ننگ ۲ | خود کند بیمار و کرّ و شَلّ و لنگ
جب وہ اس کی خریداری کو ذلت سمجھتا ہے | اپنے آپ کو بیمار اور بہرا اور لولا اور لنگڑا بنالیتا ہے
نوبتِ ہُد ہُد رسید و پیشہ اش | واں بیان صَنعت و اندیشہ اش
ہُد ہُد اور اس کے پیشے کی باری آئی | تو اس کی کاریگری اور تدبیر کا بیان ہوا
گفت اے شہ یک ہُنر کاں کہتر ست | باز گویم گفتِ کوتہ بہتر ست
اس نے کہا اے شاہ! ایک ہُنر جو چھوٹا ہے | کہتا ہوں، مختصر بات بہتر ہے
گفت بر گو تا کدام ست آں ہُنر | گفت من آنگہ کہ باشم اوجِ بَر
انہوں نے کہا، کہہ وہ ہنر کونسا ہے؟ | اس نے کہا جس وقت میں بلندی پر ہوتا ہوں
بنگرم از اَوج ۳ با چشمِ یقین | می بہ بینم آب در قعرِ زمیں
بلندی سے یقین کی آنکھ سے دیکھتا ہوں | زمین کی گہرائی میں پانی کو دیکھ لیتا ہوں
تا کجایست و چہ عمقستش چہ رنگ | از چہ میجوشد زخا کے یا زسنگ
کہ کہاں ہے اس کی کتنی گہرائی ہے کیا رنگ ہے؟ | کس چیز میں سے اُبل رہا ہے مٹی سے یا پتھر سے؟
اے سلیمانؑ بہر لشکر گاہ را | در سفر میدار ایں آگاہ را
اے سلیمانؑ! فوجی کیمپ کے لئے | سفر میں اس باخبر کو ساتھ رکھ
پس سلیمانؑ گفت ما را شو رفیق | در بیاباں ہائے بے آب اے شفیق
پس (حضرت) سلیمانؑ نے کہا، ہمارا سفر کا ساتھی بنجا | اے مہربان! بے آب جنگلوں میں
تا بیابی بہر لشکر آب را | در سفر سقا شوی اَصحاب را
تا کہ تو لشکر کے لئے پانی دریافت کرے | ساتھیوں کے لئے، سفر میں سقا بنجائے

۱ اَسرَار ۔ سر کی جمع ، راز ۔ کار ۔ خود پیشہ ۔ عَرضہ ۔ عین کے فتحہ کے ساتھ، پیش کرنا ۔ ہستی ۔ خودی، غرور ۔ بُردہ ۔ غلام ۔ خواجہ ۔ مالک آقا ۔ دیباچہ چہرہ، رخسار، کتاب کا شروع ۔
۲ ننگ ۔ شرم، ذلت، کر ۔ بہرا ۔ شَل ۔ لنجا جس کے ہاتھ پیر بیکار ہو گئے ہوں ۔ لنگ ۔ لنگڑا ۔ ہُد ہُد ۔ کھٹ کھٹ بڑھیا ۔ صَنعت ہنر کاریگری، اندیشہ خیالات ۔ کوتہ ۔ کوتاہ مختصر ۔
۳ اَوج ۔ بلندی ۔ قَعر ۔ گہرائی ۔ عمیق ۔ گہرا ۔ لشکر گاہ ۔ فوجی کیمپ ۔ آگاہ واقف، تجربہ کار ۔ رَفیق سفر کا ساتھی، ساتھی ۔ شفیق، مہربان ۔ سقا ۔ پانی پلانیوالا ۔ اصحاب ۔ یعنی شکر والے ۔

همرهِ ما باشی وهم پیشوا　　تا کنی تو آب پیدا بهرِ ما
ہمارا ساتھی اور نیز پیشرو بن　　تاکہ تو ہمارے لئے پانی مہیا کر دے

باش همراهِ من اندر روز و شب　　تا نه بیند از عَطَش[۱] لشکر تعب
دن رات ہمارے ساتھ رہ　　تاکہ لشکر، پیاس سے تکلیف نہ اٹھائے

بعد ازاں هُد هُد بدو همراه بود　　زانکه از آبِ نهاں آگاه بود
اُس کے بعد ہُد ہُد ان کے ساتھ تھا　　اس لئے کہ وہ چھپے پانی سے باخبر تھا

طعنه زدن زاغ درد عوی هُد هُد
کوے کا ہُد ہُد کے دعوے میں طعنہ زنی کرنا

زاغ چوں بشنود آمد از حسد　　با سلیمانؑ گفت گو کژ گفت و بد
جب کوے نے سنا، حسد کی وجہ سے آیا　　(حضرت) سلیمانؑ سے کہا کہ اس نے غلط اور غیر مناسب کہا ہے

از ادب نه بُود به پیشِ شه مَقال　　خاصه خود لافِ در[۲]وغین و مُحال
بادشاہ کے سامنے بات کرنا خلاف ادب ہے　　خصوصاً جھوٹی شیخی اور نا ممکن (بات)

گر مرا اُورا ایں نظر بودے مُدام　　چوں ندیدے زیرِ مشتِ خاک دام
اگر اس کی ہمیشہ یہ نظر ہوتی　　ایک مٹھی مٹی کے نیچے جال کیوں نہ دیکھ لیتا

چوں گرفتار آمدے در دام اُو　　چوں قفس اندر شدے ناکام اُو
جال میں وہ کیوں پھنستا　　ناکام ہو کر وہ کیوں پنجرے میں ہوتا

پس سلیمانؑ گفت کاے هُد هُد رواست　　کز تو در اوّل قدح ایں دُرد خاست
پھر حضرت سلیمان نے کہا اے ہدہد کیا مناسب ہے؟　　تیرے پہلے ہی پیالے میں یہ تلچھٹ نکلے

چوں نمائی مست خویش اے خورده دوغ　　پیشِ من لافے زنی آنگه دروغ
اے چھاچھ پئے ہوئے! اپنے آپ کو مست کیوں دکھاتا ہے　　میرے سامنے شیخی مارتا ہے وہ بھی جھوٹ

جواب گفتن هُد هُد مر سلیمانؑ را دریں طعنه
اس طعنہ کے بارے میں ہُد ہُد کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو جواب دینا

گفت اے شه برمنِ عُور و گدا　　قولِ دشمن مشنوا ز بهرِ خدا
اُس نے کہا، اے شاہ! مجھ ننگے اور فقیر کے خلاف　　خدا کے لئے دشمن کی بات نہ سن

گر بُطلان ست دعویٰ کردنم　　من نهادم سَر ببُراز گردنم
اگر میرا دعویٰ کرنا غلطی سے ہے　　میں نے سر رکھ دیا (اس کو) گردن سے قطع کر دے

---

۱ عَطَش۔ پیاس۔ تَعَب۔ رنج، تھکن۔ بدو۔ اصل میں باد تھا۔ الف کو دال سے بدل لیا جاتا ہے۔ زَاغ کوا۔ کو۔ کہ او۔ کژ۔ کج، غلط مَقَال ۔ گفتگو۔ خود زیادہ ہے۔ لاف۔ گپ، شیخی کی بات۔

۲ دُرُوغین۔ دروغ، جھوٹ یا اور نون نسبت کا ہے جیسے زریں، بلوریں میں ہے مُحَال۔ ناممکن، باطل۔ مُدام۔ ہمیشہ دام جال۔ قفس پنجرا۔ قدح قاف اور دال کے فتحہ کے ساتھ، پیالہ۔ دُرد۔ دال کے ضمہ کے ساتھ تلچھٹ، گاد۔ دُوغ۔ مکھن نکالا ہوا دودھ، چھاچھ۔ لاف گپ۔ دروغ جھوٹ عور۔ عین کے ضمہ کے ساتھ، برہنہ، ننگا سر نهادن۔ سر رکھنا، اطاعت کرنا۔

زاغ گو حُکمِ اِخدا را منکر ست ۔ گر ہزاراں عقل دارد کافر ست
کوا جو کہ خدا کی قضا کا منکر ہے ۔ اگر لاکھ عقل رکھتا ہو، کافر ہے

در تو تا کافے بود از کافراں ۔ جائے گند و شہوتی چوں کافراں
اگر تجھ میں کافروں کا ایک کاف ہو ۔ تو گندگی اور شہوت کا مقام ہے، شرمگاہ کی طرح

من بینم دام را اندر ہوا ۔ گر نپوشد چشم عقلم را قضا
میں ہوا میں سے جال کو دیکھتا ہوں ۔ اگر میری عقل کی آنکھ کو قضا بند نہ کر دے

چوں قضا آید شود دانش نجواب ۔ مہ سیہ گرد دبگیرد آفتاب
جب قضا آتی ہے، عقل سو جاتی ہے ۔ چاند کالا ہو جاتا ہے، سورج گرہن ہو جاتا ہے

از قضا ایں تعبیہ۲ کے نادر ست ۔ از قضاداں کو قضا را منکر ست
قضا سے یہ چھپانا کب نئی بات ہے؟ ۔ یہ بھی قضا سے سمجھ کہ وہ قضا کا منکر ہے

قصہ آدم علیہ السلام و بستنَ قضا نظرِ اُورا از مراعاتِ
حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ اور قضا کا ان کی آنکھ کو بند کر دینا صاف ممانعت کی نگاہ داشت ہے

صریح نہی و ترکِ نہی و تاویل
اور ممانعت کو ترک کرنا اور تاویل کرنا

بُوالبَشر کو عَلَّم الاَسماء بِگ ست ۔ صد ہزاراں عِلمش اندر ہر رگ ست
انسانوں کا باپ جو علم الاسماء کا سردار ہے ۔ جس کی ہر رگ میں لاکھوں علم ہیں

اسمِ ہر چیزے چناں کاں چیز ہست ۔ تا بپایاں جانِ اُورا داد دست
ہر چیز کا نام جس طرح وہ چیز ہے ۔ آخر تک ان کی جان کو حاصل ہو گیا

ہر لقب کو داد آں مُبدَّل نشد ۔ آنکہ چستش خواند اُو کاہل نشد
جو لقب اس نے دیا وہ نہ بدلا ۔ جس کو اس نے چست کہا وہ ست نہ ہوا

ہر کرا اُو مُقبِل ۳ و آزاد خواند ۔ اُو عزیز و خُرم و دلشاد ماند
جس کو اس نے با اقبال اور آزاد کہا ۔ وہ باعزت اور خوش اور مسرور رہا

ہر کہ آخرِ مومن ست اول بدید ۔ ہر کہ آخرِ کافر اُورا شد پدید
جو آخر میں مومن ہے، شروع میں دیکھ لیا ۔ جو آخر میں کافر ہے وہ اس پر ظاہر ہو گیا

ہر کہ آخر بیں بُوَد اُو مومن ست ۔ ہر کہ آخر بیں بُوَد او بیدن ست
جو آخرت کو دیکھے وہ مومن ہے ۔ جو چراگاہ پر نظر رکھے، بے دین ہے

۱ خُلم۔ یعنی کوا تقدیر اور قضاء الٰہی کا انکار کنندہ ہے۔ کافر۔ اللہ کی قضاء قدر کا منکر کافر ہے کافے۔ یعنی کفر یہ عقیدوں میں سے ایک کا ماننے والا بھی کافر ہے۔ کاف ران۔ شرمگاہ۔ نخواب شُدن۔ سو جانا۔ گرفتن آفتاب۔ سورج کا گرہن میں آجانا۔

۲ تعبیہ۔ آراستہ کرنا، چھپا دینا۔ نادر۔ عجیب، انوکھا۔ ابو البشر انسانوں کے باپ آدم علیہ السلام۔ بک بیگ کا مخفف ہے۔ سردار، بہادر پایاں۔ انجام، خاتمہ، دست دادن۔ حاصل ہونا۔ ہر لقب۔ حضرت آدم کو صرف ناموں کی تعلیم نہیں دی گئی تھی بلکہ ان خواہش کی حقیقتیں بتادی گئیں تھیں تو جس چیز کو جو لقب آدم علیہ السلام نے دیا اس میں تبدیلی نہ آئی۔ مقبل۔

۳ با اقبال۔ خوش نصیب۔ عزیز۔ باعزت ہر کہ۔ ایمان اور کفر کا مدار انسان کے آخری احوال پر ہے۔ آخر بین۔ آخرت کی طرف نظر رکھنے والا۔ آخر چوپایوں کے چارہ کھانے کی جگہ۔ بیدن بے دین کا مخفف ہے۔

اسمِ ہر چیزے تو از دانا شنو　　رمزِ ا وسرِّ عَلَّم الاسماء شنو
تو ہر چیز کا نام عقلمند سے سُن　　علم الاسماء کا اشارہ اور راز سن

اسم ہر چیزے برِ ما ظاہرش　　اسمِ ہر چیزے برِ خالق سِرش
ہمارے نزدیک ہر چیز کا نام اس کے ظاہر پر ہے　　اللہ کے نزدیک ہر چیز کا نام اس کے باطن پر ہے

نزدِ موسیٰ نامِ چوبش بُد عصا　　نزدِ خالق بودنامش اژدہا
موسیٰ (علیہ السلام) کے نزدیک انکی لکڑی کا نام عصا تھا　　اللہ کے نزدیک اس کا نام اژدہا تھا

بُد عُمر رانام اینجابُت پرست　　لیک مومن بودنامش دَرالَست
اس جگہ عمر کا نام بت پرست تھا　　لیکن ازل میں اس کا نام مومن تھا

آنکہ بُد نزدیکِ مانامش مَنی　　پیشِ حق ایں نقش بُد کہ بامنی
وہ جس کا نام ہمارے نزدیک منی تھا　　اللہ کے سامنے وہ صورت تھی جیسا کہ تو میرے سامنے ہے

صورتے بُد ایں مَنی اندر عدم　　پیشِ حق موجود نے بیش و نہ کم
عدم میں یہ منی ایک صورت تھی　　جو خدا کے سامنے بغیر کمی بیشی کے موجود تھی

حاصل آں آمد حقیقت نامِ ما　　پیشِ حضرت کاں بود۲ انجامِ ما
الحاصل ہمارا نام وہی حقیقت بنا　　جو اللہ کے سامنے ہمارا انجام تھا

مَرد را بر عاقبت نامے نہند　　نے براں کو عاریت نامے نہند
انسان کا انجام کے اعتبار سے نام رکھتے ہیں　　نہ اس پر جو چند روز کے لئے رکھتے ہیں

چشمِ آدمؑ کو بنورِ پاک دید　　جانو سِرِّ نامہا گشتش پدید
حضرت آدمؑ کی آنکھ نے پاک نور کے ذریعہ دیکھا　　ناموں کی حقیقت اور راز ان پر ظاہر ہو گیا

چوں مَلَک انوارِ حق بروے بیافت　　در سجود افتادہ و در خدمت شتافت
جب فرشتوں نے اللہ کے انوار ان پر پائے　　سر بسجود ہوئے اور خدمت کے لئے دوڑے

چوں ملائک نورِ حق دیدند از و　　جُملہ افتادند در سجدہ برو
جب فرشتوں نے ان سے اللہ کے نور کا مشاہدہ کیا　　سب ان کے سامنے سجدے میں گر گئے

مدحِ ایں آدم کہ نامش می برم　　گر ستایم تا قیامت قاصرم
جس آدم کا میں نام لے رہا ہوں ان کی تعریف سے　　اگر میں قیامت تک مدح کروں تو قاصر رہوں

ایں ہمہ دانست و چوں آمد قضا　　دانشِ یک نَہی شدے بر و خطا
وہ یہ سب جان گئے اور جب قضا آئی　　ایک ممانعت کی سمجھ میں ان سے غلطی ہوئی

---

۱ رمز۔ اشارہ۔ سِرّ۔ راز۔ برِ ما۔ انسان کسی چیز کے ظاہر کو دیکھ کر اس کا نام لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت کے اعتبار سے اس کا نام لیتا ہے۔ چُوبش۔ حضرت موسیٰ کا عصا بظاہر لکڑی تھا۔ لیکن حقیقت میں سانپ تھا۔ یومِ اَلَست۔ یوم میثاق، وہ دن جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کا سب سے اقرار کرایا تھا۔ منیٰ۔ انسان کا نطفہ انجام کے اعتبار سے انسانی صورت اختیار کرتا ہے۔ اللہ کے یہاں منی یہی صورت اختیار کئے ہوئے موجود ہے۔

۲ انجام۔ یعنی جو جس چیز کا انجام ہے اس اعتبار سے اللہ کے یہاں اس کا نام ہے عاقبت۔ انجام، خاتمہ۔ عاریت۔ مانگی ہوئی چیز۔ چُون مَلَک۔ ملک کا تعلق دوسرے مصرع سے ہے یعنی ملک در سجود افتاد۔

۳ آدمؑ۔ یعنی ان کی تعریف قیامت تک ممکن نہیں ہے دانش۔ عقل۔ قضا حکم الٰہی، فیصلہ خداوندی نہی۔ ممانعت، حکم امتناعی۔

کاے عجب نہی از پئے تحریم[1] بود	یا بتا ویلے بُدو توہیم بود
تعجب ہے! ممانعت حرام ہونیکی وجہ سے بھی	یا کسی تاویل کی وجہ سے تھی اور وہم میں ڈالنا تھا
دردش تاویل چوں ترجیح یافت	طبع در حیرت سوئے گندم شتافت
ان کے دل میں جب تاویل نے ترجیح حاصل کرلی	طبیعت، حیرانی میں گیہوں کی طرف دوڑ پڑی
باغباں راخار چوں در پائے رفت	دُزد فرصت یافت کالا بُرد تفت
جب باغباں کے پیر میں کانٹا چبھ گیا	چور نے موقع پالیا، تیزی سے سامان لے بھاگا
چوں زحیرت رُست باز آمد براہ	دیدہ بُردہ دُزد رخت از کارگاہ
جب حیرت سے انہیں چھٹکارا ملا، راستہ پر آئے	دیکھا، کارخانے سے چور سامان لے بھاگا
رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا گفت و آہ	یعنی ظلمت آمد و گم گشت راہ
"ہمارے رب ہم نے ظلم کیا" کہا اور آہ کی	یعنی اندھیرا چھا گیا اور راستہ گم ہو گیا
ایں قضا ابرے بُود خورشید پوش	شیر واژدرہا بود زو ہمچو موش
یہ قضا سورج کو چھپا لینے والا ابر ہے	اس سے شیر اور اژدہا، چوہے کی طرح بنجاتا ہے
من اگر دامے نہ بینم گاہِ حُکم	من نہ تنہا جاہلم در راہِ حُکم
اگر میں قضا کے وقت جال نہیں دیکھتا ہوں	میں ہی تنہا قضا کے راستہ میں بےخبر نہیں ہوں
اے خُنک آں کونکو کاری کند	زور را بگذارد و زاری کند
اے (مخاطب) قابل مبارکباد ہے وہ شخص جو نیکی کرے	زور کو چھوڑ دے اور عاجزی کرے
گر قضا پوشید سیہ ہمچوں شبت	ہم قضا دستت بگیر و عاقبت
اگر قضا سیاہ بنکر تجھے رات کی طرح ڈھانپ لے	بالآخر قضا ہی تیری دستگیری کرے گی
گر قضا صد بار قصدِ جاں کند	ہم قضا جانت دہد درماں کند
اگر قضا سو بار تیری جان لینا چاہے	قضا ہی تیری جاں بخشی کرے گی، علاج کریگی
ایں قضا صد بار اگر راہت زند	بر فرازِ چرخ خرگا[3] ہت زند
یہ قضا اگر سو بار تجھے لوٹتی ہے	آسمان کی وسعت پر تیرا خیمہ گاڑتی ہے
از کرم داں اینکہ می ترساندت	تا بملکِ ایمنی بنشاندت
کرم سمجھ یہ کہ قضا تجھے ڈراتی ہے	تاکہ امن کی سرزمین میں تجھے بٹھا دے
چوں بترساند ترا آگہ شوی	ورنہ ترساند ترا گمرہ شوی
جب تجھے ڈراتی ہے تو باخبر ہو جاتا ہے	اگر تجھے نہ ڈرائے تو گمراہ ہو جائے

[1] تحریم۔ حرام قرار دینا۔ تاویل۔ کلام کو ظاہری مفہوم سے پھیر کر کسی معنی پر محمول کرنا جس کا احتمال صحیح ہو۔ توہیم۔ وہم دلانا۔ ترجیح یافت۔ حضرت آدمؑ سمجھے کہ ممانعت صرف وقتی تھی۔ کالا۔ سامان تفت۔ گرم فرصت۔ موقع پانا، یعنی جس طرح پیر میں کانٹا چبھنے پر چور کو موقع مل جاتا ہے اسی طرح حضرت آدمؑ کی حیرانی سے شیطان کو موقع دیدیا۔ بُرد۔ یعنی حضرت آدمؑ سمجھے کہ ممانعت تحریم کی وجہ سے تھی۔ دُزد۔ چور۔ کارگاہ کارخانہ ربنا انا ظلمنا۔ اے ہمارے رب بیشک ہم نے ظلم کیا یہ دعا آخر تک حضرت آدم نے پڑھی تھی۔ قضا۔ خداوندی قضا وقدر۔ چمکدار کو بےنور اور بہادروں کو بزدل بنادیتی ہے۔

[2] حُکم۔ یعنی قضا۔ خداوندی اے خنک۔ اوپر ہُدہُد کی تقریر تھی اب مولانا کا مقولہ شروع ہوا۔ گر قضا۔ اگر تقدیر سے مصائب آئیں تو اس کی تدبیر دعاء و استغفار ہے۔ درماں۔ علاج۔

[3] خرگاہ۔ خیمہ۔ کرم داں۔ اللہ کی جانب سے مصائب تنبیہات ہیں، تاکہ انسان غفلت سے بیدار ہو جائے ورنہ امن و اطمینان کی زندگی بسا اوقات غفلت کا سبب بنجاتی ہے۔

این سخن پایاں۱ ندارد گشت دیر — گوش کن تو قصہ خرگوش و شیر
اس بات کی انتہا نہیں ہے، دیر ہو گئی — شیر اور خرگوش کا قصہ سن

پائے واپس کشیدنِ خرگوش از شیر چوں نزدیک چاہ آمد
کنویں کے پاس آکر خرگوش کا شیر سے پیچھے ہٹنا

شیر با خرگوش چوں ہمراہ شد — پُر غضب پُر کینہ و بدخواہ شد
شیر جب خرگوش کے ساتھ ہو گیا — غضبناک، کینہ سے پُر اور دشمن ہو رہا تھا

بود پیشا پیش خرگوش دلیر — ناگہاں پارا کشید از پیش شیر
بہادر خرگوش اس کے آگے تھا — اچانک، شیر کے آگے سے پیچھے کو ہٹا

چونکہ نزدِ چاہ آمد شیر دید — کز رہ آں خرگوش ماند و پا کشید
جب شیر کنویں کے پاس پہنچا، دیکھا — کہ خرگوش پیچھے رہ گیا اور ہٹ گیا

گفت پا واپس کشیدی تو چرا — پائے را واپس مکش پیش اندر آ
اس (شیر) نے کہا تو پیچھے کیوں ہٹا؟ — پیچھے کو نہ ہٹ، آگے آ

گفت کو پایم کہ دست و پائے رفت — جانِ من لرزید و دِل از جائے رفت
اس نے کہا، خرگوش کہاں ہیں میرے ہاتھ پیر ختم ہو گئے — روح کانپ رہی ہے دل دھڑک رہا ہے

رنگِ رویم را نمی بینی چو زر — زاندروں خود میدہد رنگم خبر
میرے چہرے کا رنگ نہیں دیکھ رہا ہے، سونے کا سا — میرا رنگ اندرونی حالت کی خبر دے رہا ہے

حق چو سیما را مُعَرِّف۲ خواندہ است — چشمِ عارف سوئے سیما ماندہ است
جب اللہ نے پیشانی کو حال بتانیوالا فرمایا ہے — پہچاننے والے کی نگاہ، پیشانی پر پڑتی ہے

رنگ و بُو غمّاز آمد چوں جرس — از فرس آگہ کند بانگ فرس
رنگ اور بو، گھڑیال کی طرح چغلخور ہے — گھوڑے کی آواز گھوڑے کی خبر دیدیتی ہے

بانگ ہر چیزے رساند زو خبر — تا بدانی بانگِ خراز بانگِ در
ہر چیز کی آواز اس کی خبر دیدیتی ہے — گدھے کی آواز کو دروازے کی آواز سے جدا سمجھ

گفت۳ پیغمبر بہ تمییز کساں — مَرْءُ مَخْفِیٌّ لَدیٰ طَیِّ اللِّسَان
انسانوں کو پہچاننے کے سلسلہ میں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا — انسان زبان بند رکھنے کے وقت کو پوشیدہ ہے

رنگِ رُو از حالِ دل دارد نشاں — رحمتم کن مہرِ من در دِل نِشاں
چہرہ کا رنگ، دل کی حالت کی علامت ہے — مجھ پر رحم کر، دل میں میری محبت بٹھا

---

۱ پایاں۔ خاتمہ انجام۔ پُر غضب۔ یعنی خرگوش کے بتائے ہوئے دوسرے شیر پر غضبناک ہو رہا تھا پا کشیدن۔ پیچھے ہٹنا۔ ٹھہرنا پیشا پیش، الف زیادہ ہے۔ کو۔ کجا، کہاں۔ دست و پا رفتن، بدحواس ہو جانا۔ از جائے رفتن۔ گھبرا جانا۔ سیماء۔ نشان، علامت، پیشانی۔

۲ مُعَرِّف۔ بتانیوالا۔ عارف پہچاننے والا، قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے تعرفہم بسیماہم تو ان کو پیشانی سے پہچانتا ہے۔ غمّاز۔ اشارہ کرنیوالا۔ چغلخور۔ جرس۔ گھڑیال۔ در دروازہ۔ بعض نسخوں میں زر ہے جوزرہ بمعنی چیونٹی کی جمع ہے۔

۳ گفت۔ حدیث ہے المرء مخبوء فی لسانہ لا فی طیلسانہ انسان اپنی زبان میں چھپا ہوا ہے چادر میں نہیں۔ در دل۔ یعنی در دل خود۔ نشاں۔ علامت نشاندن بمعنی بٹھانا سے امر کا صیغہ ہے۔

رنگ اروئے سُرخ دارد بانگ شُکر
سرخ چہرے کی رنگت، شکر کی صدا رکھتی ہے

رنگِ روئے زرد دارد صبرُ و نکر
زرد چہرے کی رنگت، صبر اور تکلیف (کی علامت) رکھتی ہے

درمن آمد انچہ دروے گشت مات
مجھ میں وہ چیز آ گئی جس میں مات کھا گئے

آدمی و جانور جامد نبات
انسان اور جانور، جمادات اور نباتات

درمن آمد آنکہ دست و پا برَد
مجھ میں وہ چیز آ گئی، جو حواس باختہ کر دیتی ہے

رنگِ رُو وقوت و سیما برَد
چہرے کا رنگ اور طاقت اور نشانی ختم کر دیتی ہے

آنکہ درہر چہ در آید بشکند
مجھ میں وہ چیز آ گئی جو جس چیز میں آ جائے اس کو شکستہ کر دے

ہر درخت از بیخ و بُن اُو بر کند
درخت کو جڑ اور بنیاد سے اکھاڑ دے

ایں خود اجزایند کلیات ازو
یہ چھوٹی چیزیں ہیں لیکن بڑی چیزیں ان کی وجہ سے

زرد کردہ رنگ و فاسد کردہ بُو
رنگت زرد کئے ہوئے ہیں اور بُو بگاڑے ہوئے ہیں

تاجہاں گہ صابرست و گہ شکور
یہانتک کہ دنیا کبھی صابر ہے اور کبھی شکر گزار

بُوستاں گہ حُلّہ پوشد گاہ عُور
باغ کبھی جوڑا پہنتا ہے، کبھی ننگا ہے

آفتابے کُو بر آید نارگوں
سورج جو آگ کی طرح برآمد ہوتا ہے

ساعتے دیگر شود اُو سرنگوں
دوسرے وقت وہ اوندھا ہو جاتا ہے

اختران تافتہ بر چار۲ طاق
چار گوشہ خیمہ (آسمان) پر چمکنے والے یہ ستارے

لحظہ لحظہ مُبتلائے اِحتراق
دم بدم جلنے میں مبتلا ہیں

ماہ کو افزوز اختر درجمال
چاند جو حسن میں ستاروں سے بڑھا ہوا ہے

شد زرنجِ دِق اُو ہمچوں ہلال
دِق کے مرض کی وجہ سے ہلال کی طرح ہے

ایں زمین با سکون و با ادب
یہ پُر سکون اور با ادب زمین

اندرآرد زلزلہ اش درلرز وتب
زلزلہ اس کو جاڑے بخار میں مبتلا کر دیتا ہے

اے بسا کہ زیں بلائے مُردہ ریگ۳
اے (مخاطب) بہت سے پہاڑ اس ذلیل مصیبت سے

گشتہ است اندر جہاں اُوخوردہ ریگ
دنیا میں وہ باریک ریتہ بنگئے ہیں

ایں ہوا باروح آمد مقترِن
یہ ہوا، جو روح سے وابستہ ہے

چوں قضا آید وبا گشت و عفِن
جب قضا آتی ہے تو وبا اور گندی بنجاتی ہے

آبِ خوش کوروح راہمشیرہ شد
خوشگوار پانی اگرچہ روح کا بھائی بن گیا ہے

درغدیرے زرد و تلخ و تیرہ شد
لیکن گڑھے میں زرد اور کڑوا اور گدلا ہو گیا

---

۱ رَنگ۔ چہرے کی سرخی سے دل کی شکر گزاری کا پتہ چلتا ہے اور چہرے کی زردی دل کی تکلیف کی علامت ہے۔ بانگِ، آواز۔ نکر۔ عذاب، تکلیف۔ مَات۔ شکستخورد جَامِد۔ جمادات یعنی اینٹ پتھر وغیرہ۔ نَبَات۔ یعنی نباتات اگنے والی چیزیں درخت گھاس وغیرہ۔ سِیمَا۔ علامت آنکہ۔ یعنی موت کا تصور اجزاء۔ یعنی چھوٹی مخلوق کلیات۔ یعنی بڑی مخلوقات جیسے آسمان، زمین، صابر صبر کرنیوالا شکور شکر کرنے والا حلہ۔ پوشاک شاہانہ لباس۔ عُور۔ برہنہ نَار۔ آگ۔ سَرنگوں۔ اوندھا یعنی غروب کے وقت۔

۲ چَارطَاق۔ ایک قسم کا چار گوشہ خیمہ۔ احتراق جل جانا، اہل نجوم کی اصطلاح میں کسی ستارے کا سورج کے برج میں آ کر اپنی شعاعوں کو کھو دینا۔ مَاہ۔ چاند چودھویں رات میں مکمل ہوتا ہے۔ پھر بشکل ہلال ایسا ہو جاتا ہے، جیسا کہ دق زدہ مریض ایں زمین [illegible] ساکن اور باادب [illegible] میں ایسی ہو جاتی ہے جیسے جاڑے بخار میں مبتلا مریض کہ۔ کوہ کا مخفف ہے۔ پہاڑ

۳ مردہ ریگ۔ مردے کا مال، ناچیز، خوردہ۔ باریک۔ ہوا۔ ہوا پر مدار زندگی ہے، قضا آتی ہے تو یہی موت اور وباء عام کا سبب بنجاتی ہے۔ مقترن۔ ملنے والا نزدیک۔ وبا۔ پھیلنے والا عام مرض۔ عفن۔ متعفین۔ سڑا ہوا بدبُو دار۔ ہمشیرَہ۔ بھائی بہن۔ دو بچے جنہوں نے ایک ماں کا دودھ پیا ہے۔ غدیر۔ حوض، تالاب۔ تیرہ۔ گدلا۔ مکدّر۔

آتشے گو باد دارد در بُروت [۱] | ہم یکے بادے برو خوانَد تموت
آگ جو نہایت سرکش اور مغرور ہے | یکا یک اس پر ہوا "تو مرے" پڑھ دیتی ہے

خاک گو شد مایۂ گُل در بہار | ناگہاں بادے بر آرد زو دَمار
مٹی جو موسم بہار میں پھولوں کا سرمایا ہے | اچانک ہوا اس کو تباہ کر دیتی ہے

حالِ دریا ز اضطراب و جوشِ اُو | فہم کن تبدیلہائے ہوشِ اُو
دریا کا حال اس کے اضطراب و جوش ہے | سمجھ لے۔ یہی اس کے ہوش کی تبدیلی ہے

چرخِ سرگرداں کہ اندر جستجو ست | حالِ اُو چوں حالِ فرزندانِ اوست
سرگرداں آسماں جو جستجو میں ہے | اس کی حالت اُس کے فرزندوں جیسی ہے

گہ حضیض و گہ میانہ گاہ اَوج | اندر واز سعد و نحسے فوج فوج
کبھی حضیض اور کبھی اوسط کبھی اوج | اس میں فوج در فوج سعد اور نحس ہیں

گہ شرف [۲] گاہے صعود و گہ فرح | گہ وبال و گہ ہبوط و گہ ترح
کبھی شرف کبھی صعود اور کبھی فرح | کبھی وبال اور کبھی ہبوط اور کبھی ترح

از خودت اے جزو ز کلہا مختلط | فہم می کن حالتِ ہر مُنبسط
اپنے سے، اے جزو جو کل سے ملا جلا ہے | ہر مفرد کی حالت کو سمجھ لے

چوں نصیب مہتراں [۳] درد ست و رنج | کہتراں را کے تواند بود گنج
جب بڑوں کا حصہ درد اور رنج ہے | تو چھوٹوں کو کب خزانہ مل سکتا ہے

چونکہ کُلیّات را رنج ست و درد | جزوِ ایشاں چوں نباشد روے زرد
جب کلیات کو رنج اور درد ہے | تو ان کا جزو کیوں زرد چہرہ نہوگا

خاصہ جزوے کو ز اَضداد ست جمع | ز آب و خاک و آتش و باد ست جمع
خصوصاً وہ جزو جو اضداد کا مجموعہ ہے | پانی اور مٹی اور آگ اور ہوا کا مجموعہ ہے

ایں عجب نبود کہ پیش از گرگ جَست | ایں عجب کہ میش دل در گرگ بَست
یہ تعجب کی بات نہوگی کہ بھیڑ بھیڑیئے سے چھوٹ بھاگی | یہ تعجب ہے کہ بھیڑ نے بھیڑیئے سے دل لگا لیا

زندگانی آشتیِ ضدّ ہاست | مرگ آں کاندر میان شاں جنگ خاست
زندگی، مخالف چیزوں کا باہمی تعلق ہے | موت یہ ہے کہ ان کے درمیان جنگ شروع ہوگئی

صُلحِ اَضداد ست ایں عمرِ جہاں | جنگِ اَضداد ست عمرِ جاوداں
اس دنیا کی زندگی، مخالف چیزوں کی صلح ہے | مخالف چیزوں کی لڑائی، ابدی زندگی ہے

[۱] بُروت۔ مونچھ، باز، در بروت داشتن، مغرور ہونا، اس سرکش آگ کو ہوا کا ایک جھونکا بجھا دیتا ہے۔ دَمار۔ ہلاکت، تباہی، اضطراب۔ دَریا۔ دریا کا موجیں مارنا۔ تبدیل ہوش۔ حواس باختگی۔ فرزنداں یعنی عناصر اربعہ۔ آگ، پانی، ہوا، مٹی اور موالید ثلاثہ یعنی حیوانات اور نباتات اور جمادات، جن کے تغیرات کا بیان ہو چکا ہے۔ حضیض۔ ساتوں سیارے ایک دائرہ پر حرکت کرتے ہیں، اس دائرہ کا مرکز فلک الافلاک کے مرکز سے اوپر ہے، اس دائرہ پر ایک نقطہ فلک الافلاک کے مرکز سے بہت قریب ہے اس کو حضیض کہتے ہیں اور ایک نقطہ بہت زیادہ بعید ہے اس کو اوج کہتے ہیں۔ اور اس دائرہ کے محیط پر دو نقطے میں جن کا فاصلہ فلک الافلاک کے مرکز سے یکساں ہے جن کو اوس کہتے ہیں، مولانا نے انہی کو میانہ کہا ہے۔ سَعد، سعادت، نیک بختی، نحس نحوست، بدبختی۔

[۲] شَرَف۔ شرافت۔ ہر ستارے کا ایک اصل برج ہے کہ ستارہ حرکت کرتا ہوا جب اس برج میں داخل ہوتا ہے تو وہ برج اس کا خانہ شرف کہلاتا ہے آفتاب کے لئے برج حمل خانہ شرف ہے۔ اس کے مقابل وبال ہے۔ یعنی ستارے کا خانہ شرف چھوڑ کر انتہائی دوری یعنی ساتویں برج میں داخل ہو جانا - آفتاب کا بروج دلو میں پہنچنا وبال کہلائے گا۔ صُعود۔ اوپر چڑھنا اس کی ضد ہُبوط ہے۔ نیچے اترنا کسی ستارے کا بروج شرف سے نکلکر بالمقابل بل برج میں آجانا۔ مثلاً آفتاب۔ کا برج میزان میں آجانا فرح خوشی، ہر ستارے کا ایک خاص خانہ خانہ فرح کہلاتا ہے مثلاً عطارد کے لئے حمل کو خانہ فرح قرار دیا گیا ہے۔ تَرَح۔ رنج۔ (باقی صفحہ)

زندگانی ۱ آشتیِ دشمناں — مرگ وارفتن باصلِ خویش داں

زندگی، دشمنوں کی صلح ہے — موت کو اپنی اصل کی طرف لوٹنا سمجھو

صلحِ دشمن وار باشد عاریت — دل بسوئے جنگ تازد عاقبت

دشمنوں کی صلح عارضی ہوتی ہے — بالآخر لڑائی کی طرف ان کے دل دوڑتے ہیں

روز کے چند از برائے مصلحت — باہمند اندر وفا و مرحمت

چند دن کے لئے از راہِ مصلحت — وفا اور محبت میں لے جلے ہیں

عاقبت ہر یک بجوہر بازگشت — ہر یکے با جنسِ خود اَنباز گشت

بالآخر ہر ایک اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا — ہر ایک اپنی جنس کا ساتھی بن گیا

لُطفِ باری ایں پلنگ و رنگ را — اِلف داد و بُرد زیشاں جنگ را

خدا کی مہربانی ہے کہ اس تیندوے اور پہاڑی بکرے کو — محبت عطا فرمادی، اور ان کی مخالفت ختم کر دی

لُطفِ حق ایں شیر او گور ۲ را — اِلف دادست ایں دو ضد را در وفا

اللہ کا کرم ہے کہ شیر اور گورخر — دو مخالفوں کو وفا داری میں الفت عطا کر دی

چوں جہاں رنجور و زندانی بُوَد — چہ عجب رنجور گر فانی بُوَد

جب دنیا بیمار اور قیدی ہو — تو کیا تعجب ہے اگر بیمار فانی ہو

پُرسیدنِ شیر سببِ پائے واپس کشیدن خرگوش را و جوابِ اُو

شیر کا خرگوش سے رکنے کا سبب پوچھنا اور اس کا جواب

خواند بر شیر اُو ازیں رُو پندہا — گفت من پس ماندہ ام زیں بندہا

اس نے شیر کو اس قسم کی نصیحتیں سنائیں — بولا میں ان رکاوٹوں کی وجہ سے پیچھے رہا ہوں

شیر گفتش تو زاَسبابِ مَرض — ایں سبب گو خاص کانیستم غرض

شیر نے اس سے کہا مرض کے اسباب میں سے — خاص سبب بتا کہ میرا مقصد یہ ہے

پائے را واپس کشیدی تو چرا — میدہی بازیچہٗ واہی مرا

تو پیچھے کیوں ہٹا — (کیا) تو مجھے سست اور بیہودہ دھوکا دے رہا ہے

گفت آں شیر اندریں چہ ساکن ست — اندریں قلعہ زآفات ایمن ست

خرگوش نے کہا وہ شیر اس کنویں میں مقیم ہے — وہ اس قلعہ میں آفتوں سے محفوظ ہے

یارِ من بستاندہ از من چاہ بُرد — برگرفتش ازرہ و بے راہ بُرد

میرے دوست (خرگوش) کو مجھ سے الگ کر کے کنویں میں لے گیا — راستہ چلتے اس کو پکڑ لیا اور غلط راستہ پر لے گیا

کسی ستارے کا خانہ فرح کو چھوڑ کر ساتویں خانہ میں پہنچ جانا جیسا کہ عطارد کا میزان میں پہنچنا۔ مُختَلط۔ ملا جلا۔ مُرَکَّب۔ مُنْبَسِط۔ بسیط، مفرد۔ جُزو۔ یعنی انسان عناصر اربعہ کا جزو ہے اور عناصر اربعہ جو کلیات ہیں یہ ان سے مل کر بنا ہے۔

۳ مہتراں۔ یعنی عناصر اربعہ جنکے تغیرات کا ذکر آچکا ہے۔ کہتراں یعنی وہ چیزیں جو ان سے بنی ہیں۔ گنج۔ خزانہ، خوشی روئے زرد۔ یعنی تغیر کی وجہ سے۔ میش۔ بھیڑ گرگ۔ بھیڑیا۔

(صفحہ ہذا)

۱ زَندَگانی۔ شعر۔
زندگی کیا ہے عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے انہی اجزاء کا پریشاں ہونا

آشتی۔ صلح، دوستی عمر جاوداں۔ ابدی زندگی، آخرت کی زندگی۔ صُلح، حقیقی دشمنوں کی صلح بالکل عارضی ہو گی وہ پھر دشمنی پر اتر آئیں گے روز کے۔ کاف تصغیر کا ہے۔ باہمند۔ باہم اند عاقبت۔ بالآخر۔ جوہر اصل۔ اَنباز۔ شریک، پلنگ، تیندوا۔ رنگ پہاڑی بکرا۔ الف ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ، الفت محبت کور۔

۲ گورخر۔ فانی فنا ہونیوالا۔ بند۔ قید خیال، حیلہ، بازیچہ۔ دھوکا چکمہ۔ واہی سست، فضول۔ چہ۔ چاہ کا مخفف ہے، کنواں۔ ایمن۔ مطمئن بے راہ۔ غلط جو راستہ صحیح نہ ہو

قعرِ چہ[1] بگزید ہر کو عاقل ست | زانکہ در خلوت صفاہائے دل ست
جو سمجھدار ہے اس نے کنویں (جیسی گہرائی اختیار کرلی) | اس لئے کہ تنہائی میں دل کی صفائیاں ہیں
ظلمتِ چہ بہ کہ ظلمت ہائے خلق | سر نہ بُرد آں کس کہ گیرد پائے خلق
مخلوق کی سیہ کاریوں سے کنویں کا اندھیرا بہتر ہے | جو شخص لوگوں کے پاؤں پکڑے سر نہیں بچا سکتا
گفت پیش آ زخم اُو را قاہر ست | تو ببیں کاں شیر در چہ حاضر ست
اُس نے کہا آگے آ میرا اس پر زخم لگانا قہر ڈھانے والا ہے | تو دیکھ لے کہ وہ شیر کنویں میں موجود ہے
گفت من سوزیدہ ام زاں آتشی | تو مگر اندر بر خویشم کشی
اس نے کہا، میں اس آتش مزاج سے جلا ہوا ہوں | ہاں، اگر تو مجھے اپنی بغل میں لے لے
تا بہ پُشتِ تو من اے کانِ[2] کرم | چشم بکشایم بچہ در بنگرم
تاکہ اے کرم کی کان! تیری مدد سے | میں آنکھ کھولوں، کنویں میں دیکھوں
من بہ پشتِ تو توانم آمدن | کہ نگہدارم دراں چہ بے رسن
میں تیری مدد سے (آگے) آسکتا ہوں | تاکہ بلا رسی کے اس کنویں میں نگاہ ڈالوں

نظر کردنِ شیر درچاہ و دیدنِ عکس خود را و عکس آں خرگوش
شیر کا کنویں میں جھانکنا اور اپنے اور اس خرگوش کے عکس کو دیکھنا

چونکہ شیر اندر برِ خویشش کشید | در پناہِ شیر تاچہ می دوید
جب شیر نے اس کو اپنی بغل میں لے لیا | شیر کی حفاظت میں وہ کنویں تک دوڑا
چونکہ در چہ بنگرید ند اندر آب | اندر آب از شیر و اُو در تافت تاب
جب انہوں نے کنویں کے پانی میں دیکھا | پانی میں، شیر اور اس کی جھلک دکھائی دی
شیر عکسِ خویش دید از آب تفت | شکلِ شیر و در برش خرگوش زفت
شیر نے گرم مزاجی میں پانی میں اپنا عکس دیکھا | شیر کی شکل اور اس کی بغل میں موٹا خرگوش
چونکہ خصم خویش را در آب دید | مرُو را بگذاشت اندر چہ دوید
جب اس نے پانی میں اپنے دشمن کو دیکھا | اس کو چھوڑ دیا، اور کنویں میں دوڑ گیا
درفتاد اندر چہے کو کندہ[3] بود | زانکہ ظلمہ بر سرش آئندہ بود
اس کنویں میں جا گرا جو اس نے کھودا تھا | کیونکہ ظلم اس کے سر پڑنے والا تھا
چاہ مُظلم گشت ظلمِ ظالماں | ایں چنیں گفتند جملہ عالماں
ظالموں کا ظلم اندھیرا کنواں تھا | تمام عالموں نے یہی کہا ہے

[1] قعر۔ گہرائی یعنی گوشۂ تنہائی میں دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ عقلمندی کا کام ہے۔ انسانوں سے زیادہ اختلاط کرنے سے دل میں تاریکی پیدا ہوتی ہے جو کہ غفلت کا سبب ہے اور غافل ہلاک ہو جاتا ہے۔ زخم چوٹ، حملہ۔ قاہر۔ غالب زبردست کاں۔ کہ آن سوزیدہ۔ سوختہ۔ آتشی آتش مزاج۔ بر۔ بغل گود پشت۔ مدد، اعانت۔

[2] کانِ کرم۔ بخشش کی کان۔ بچہ۔ درچاہ۔ تانم۔ توانم، درتافت۔ چمکا۔ تاب۔ چمک، عکس او۔ یعنی خرگوش۔ دید۔ دیکھا، سمجھا۔ تفت۔ گرم۔ زفت۔ فربہ، موٹا۔

[3] کندہ بود۔ کھودا تھا۔ شیر نے کنواں تو نہ کھودا تھا لیکن چونکہ وہ اپنے مظالم کی وجہ سے گرا تو "چاہ کن راچاہ درپیش" کے اعتبار سے گویا اس نے ہی کھودا تھا۔ مظلم تاریک۔ ظلم ظالماں ظالموں کے ظلم کا نتیجہ ان کے لئے اندھا کنواں ہوتا ہے۔

ہر کہ ظالم تر چہش[1] با ہولِ تر　　　عدل فرمودست بدتر را بتر
جو زیادہ ظالم ہے، اس کا کنواں زیادہ خوفناک ہے　　　انصاف نے فرمایا ہے بدتر کو بدتر

اے کہ تو از ظلم چاہے میکَنی　　　از برائے خویش دامے می تنی
اے وہ کہ تو ظلم کر کے کنواں کھودتا ہے　　　خود اپنے لئے جال تنتا ہے

بر ضعیفاں گر تو ظلمے میکُنی　　　داں کہ اندر قعرِ چاہِ بے بُنی
اگر تو کمزوروں پر ظلم کرتا ہے　　　سمجھ لے کہ تو اتھاہ کنویں کی گہرائی میں ہے

گردِ خود چوں کرمِ پیلہ بر متن　　　بہرِ خود چہ میکَنی اندازہ کُن
ریشم کے کیڑے کی طرح اپنے چاروں طرف نہ تن　　　تو اپنے لئے کنواں کھود رہا ہے، اندازے سے کھود

مَر ضعیفاں را تو بے خصمے مداں　　　از نُبے اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللہ بخواں
تو کمزوروں کو بے حمایتی نہ سمجھ　　　قرآن سے اذا جاء نصر اللہ کو پڑھ لے

گر تو پیلی خصم تو از تو رمید　　　نک جزا[2] طیراً ابابیلت رسید
اگر تو ہاتھی ہے تیرا مد مقابل تجھ سے بھاگ گیا　　　(دیکھ) طیر اًبابیل کی سزا تیرے پاس پہنچ گئی ہے

گر ضعیفے درز میں خواہد اماں　　　غُلغُل افتد در سپاہِ آسماں
اگر کوئی کمزور زمین میں امان کا خواہاں ہوتا ہے　　　آسمان کے سپاہیوں میں شور مچ جاتا ہے

گر بدندانش گزی پُرخوں کُنی　　　دردِ دندانت بگیرد چوں کُنی
اگر تو اسے دانتوں سے کاٹ کر لہولہان کر دیگا　　　تجھے دانتوں کا درد آ پکڑیگا تو تو کیا کریگا

شیر خود را دید در چہ[3] وز غلو　　　خویش را نشاخت آندم از عدو
شیر نے اپنے آپ کو کنویں میں دیکھا اور غلو کی وجہ سے　　　اپنی ذات اور دشمن میں اس وقت امتیاز نہ کر سکا

عکس خود را اوعدوِ خویش دید　　　لاجَرَم بر خویش شمشیرے کشید
اُس نے اپنے عکس کو اپنا دشمن سمجھا　　　لا محالہ اپنے اوپر تلوار سونت لی

اے بسا ظلمے کہ بینی درکساں　　　خوئے تو باشد درایشاں اے فلاں
اے ظالم! ظلم (کی صفت) جو لوگوں میں دیکھتا ہے　　　اے فلاں! وہ اکثر تیری ہی خصلت ان میں ہوتی ہے

اندر ایشاں تافتہ ہستی تو　　　از نفاق و ظلم و بد مستیٔ تو
ان میں تیری ہستی نمایاں ہو رہی ہے　　　تیرے نفاق اور تیرے ظلم اور تیری بد مستی ہے

آں توئی واں زخم بر خود میزنی　　　بر خود آں دم تارِ لعنت می تنی
وہ تو ہی ہے اور وہ زخم تو اپنے آپ پر لگا رہا ہے　　　اور تو اس وقت اپنے اوپر لعنت کے تار تن رہا ہے

---

[1] چہش۔ چاہ او۔ بَتر بدتر۔ می تَنی۔ تو تنتا ہے قَعر۔ گہرائی۔ بے بن۔ بے تھاہ کرم پیلہ۔ ریشم کا کیڑا۔ اندازہ کُن۔ اندازے سے کھود۔ خصم۔ دشمن، یہاں حمایتی مراد ہے۔ نُبے۔ نون کے ضمہ باء کے کسرہ اور یائے مجہول کے ساتھ، قرآن مجید مراد ہے اذا جاء نصر اللہ۔ جب اللہ کی مدد آئی، یہ سورۃ نصر کی آیت ہے، اس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان مظلوموں کے لیے ایک وقت وہ آیگا جب فوج در فوج ہوں گے اور ظالموں کو ظلم کا بدلہ چکھادیں گے۔ پیلی۔ پیل، ہاتھی یا خطاب کی ہے۔ رمید۔ بھاگ گیا۔ نک۔ اینک۔ دیکھ۔

[2] طیراً اَبابِیل۔ سورۃ فیل میں مذکور ہے۔ کہ ابرہہ نامی بادشاہ بیت اللہ کو ڈھانے کے لئے ایک بہت بڑے ہاتھی پر سوار ہو کر مع لشکر کے مکہ پر حملہ آور ہوا جس کا اہل مکہ تو مقابلہ نہ کر سکے خدا نے پرندوں کی ایک جماعت بھیجی جن کے پنجوں اور چونچوں میں کنکریاں تھیں۔ ان کنکریوں کے ذریعہ یہ لشکر تباہ کر دیا گیا۔ سپاہِ آسمان۔ آسمانی فرشتے مظلوم کی مدد کے لئے دوڑ پڑتے ہیں۔ گزی گزیدن کاٹنا کا صیغہ مخاطب ہے۔ بگیرد۔ عارض گردد پکڑیگا۔

[3] چہ چاہ کا مخفف ہے کنواں وز۔ از غلو۔ زیادتی، حد سے تجاوز کرنا۔ خویش اپنے عکس پر حملہ کرتا ہے۔ خود اپنے اوپر حملہ کرتا ہے اے بسا۔ یعنی اکثر اوقات انسان دوسرے کو ظالم سمجھتا ہے، حالانکہ وہ خود اس کا عکس ہے جو دوسرے میں دیکھ رہا ہے۔ لہٰذا۔ دوسروں میں نفاق ظلم اور تکبر جو نظر آتا ہے دراصل وہ خود اس کی صفات ہیں، جو دوسرے میں منعکس ہو رہی ہیں۔

درخود۱ ایں بدرانمی بنی عیاں
تو اس بدی کو اپنے اندر نمایاں نہیں پاتا ہے
ورنہ دشمن بودۂ خود را بجاں
ورنہ تو خود اپنی جان کا دشمن بنا ہوا ہے

حَملہ برخود میکُنی اے سادہ مَرد
اے بیوقوف! تو اپنے اوپر حملہ کرتا ہے
ہمچوں آں شیرے کہ برخود حملہ کرد
اُس شیر کی طرح جس نے اپنے اوپر حملہ کیا

چوں بقعرِ خوئے خود اندر رسی
جب تو اپنی عادت کی گہرائی پر پہنچے گا
پس بدانی کزتو بُود آں ناکسی
پھر تو جانے گا کہ وہ نالائقی تیری ہی تھی

شیر رادر قعر پیداشد کہ بود
شیر کو گہرائی میں جا کر معلوم ہوا کہ
نقشِ اُو آں کش دگر کس می نمود
وہ اس کا اپنا ہی عکس تھا جو دوسرے کا نظر آ رہا تھا

ہرکہ دندانِ ضعیفے میکَنَد
جو کسی کمزور پر ظلم کرتا ہے
کارِ آں شیرِ غلط بیں میکند
وہ اس غلط بیں شیر کا کام کرتا ہے

اے بدیدہ خالِ بد بررُوئے عَم
اے چچا کے چہرے پر، بدنما، تل دیکھنے والے!
عکسِ خالِ تُست آں ازعَم مَرم
وہ تیرے تل کا عکس ہے، چچا سے نفرت نہ کر

مُومناں آئینہ یکدیگراند
مومن، ایک دوسرے کا آئینہ ہے
ایں [2] خبررا از پیمبر آوَرند
یہ حدیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیان کی ہے

پیشِ چشمت داشتی شیشہ کبُود
تو نے اپنی آنکھوں پر اندھا چشمہ لگایا ہے
زاں سبب عالم کبودت می نمُود
اس وجہ سے تجھے دنیا تاریک نظر آ رہی ہے

گرنہ کوری ایں کبودی داں زخویش
اگر تو اندھا نہیں ہے، تو یہ تاریکی اپنی طرف سے سمجھ
خویش رابد گو مگوکس راتو پیش
اپنے آپ کو برا کہہ، آئندہ کسی کو برا نہ کہہ

مُومن ار ینظر [3] بنُورِ اللہ نبُود
اگر مومن "ینظر بنور اللہ" نہیں تھا
عیبِ مومن رابرہنہ چوں نمُود
تو اس نے مومن کا عیب صاف کیسے بتا دیا

چونکہ تو ینظر بنار اللہ بُدی
چونکہ تو ینظر بنار اللہ تھا
نیکوئی راندیدی ازبدی
(اس لئے) نیکی کو بدی سے پہچان سکا

اندک اندک آب برآتش بزن
آگ پر تھوڑا تھوڑا پانی چھڑک
تا شود نارتو نور اے بُو الحُزَنَ
اے غمگین! تاکہ تیری آگ نور بن جائے

تو بزن یَارَبَّنَا آبِ طہور
اے ہمارے رب تو پاک پانی چھڑک
تاشود ایں نارِ عالمَ جملہ نور
تاکہ یہ دنیا کی آگ سب نور بن جائے

[1] دَرخُود۔ اپنے عیب تمہیں نظر نہیں آ رہے ہیں، ورنہ خود اپنے جانی دشمن ہوتے۔ سَادَہ مرد بیوقوف۔ قَعر۔ گہرائی نَاکَسِی۔ نالائقی، کوتاہی، گناہ پیدا، ظاہر۔ دَندَاں کَندَن۔ دانت اکھاڑنا، تکلیف پہنچانا۔ خال تل۔ عَم۔ چچا۔ مرم۔ رمیدن، بھاگنا سے نہی کا صیغہ ہے۔

[2] خَبَر۔ حدیث، حدیث شریف ہے "المومن مراۃ المومن" ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے یعنی جس طرح ایک شخص آئینہ میں دیکھکر اپنی اصلاح کرتا ہے۔ اسی طرح ایک مومن دوسرے مومن کو دیکھ کر اپنی اصلاح کرسکتا ہے، یہ ان لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے جو صحیح معنی میں مسلم میں لوگوں کو چاہئے کہ ان کے حالات دیکھ کر اپنی اصلاح کریں۔ پہلے اشعار میں غلط نکتہ چینیوں کا بیان تھا کہ ان کو اپنے عیوب دوسروں میں نظر آتے ہیں۔ کبُود۔ کالا، تاریک یعنی اگر تمہاری آنکھوں پر غفلت کی پٹی بندھی ہوئی ہے تو تم المُومنُ مراۃُ المومن سے فائدہ نہ اٹھا سکو گے۔

[3] ینظر بنُورِ اللہ۔ وہ دیکھتا ہے خدا کے نور کے ذریعہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤمِنِ فَاِنَّهٗ يَنظُرُ بِنُورِ اللّٰهِ۔ مومن کی فراست سے ڈرتے رہو وہ اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھتا ہے تمہارے سارے عیوب تاڑ لیگا۔ ینظر بنار اللہ اللہ کی آگ کے ذریعہ دیکھتا ہے۔ آگ سے مراد صفات نفسانیہ ہیں۔ بُدی۔ بودی بود الحُزَن۔ غم کا باپ، غمگین۔ آب یعنی کسی بزرگ کی صحبت کا فیضان۔ آب زَدَن۔ پانی چھڑکنا۔ طہور۔ پاک کردینے والا۔

کوہ و دریا جملہ در فرمان تست	آب و آتش اے خداوند آنِ تست
پہاڑ اور دریا سب تیرے حکم کے ماتحت ہیں	اے خدا ! پانی اور آگ تیری ملکیت ہے
گر تو خواہی آتش آبِ خوش شود	ورنخواہی آب ہم آتش شود
اگر تو چاہے، آگ عمدہ پانی بن جائے	اگر نہ چاہے تو پانی بھی آگ بن جائے
بے طلب تو ایں طلب ماں دادۂ	بیشمار و عدّ عطا بنہادۂ
بغیر مانگے تو نے ہمیں مرادیں دی ہیں	ان گنت اور بے شمار تو نے انعام فرمائے ہیں
با طلب چوں ندہی اے حیّ ودود	کز تو آمد جملگی جود و وجود
اے حی و ودود ! تو مانگنے پر کیوں نہ دیگا؟	جبکہ تمام بخشش اور ہستی تیری ہی طرف سے ہے
در عدم کے بود مارا خود طلب	بے سبب کردی عطا ہائے عجب
عدم میں کب ہمارا مطالبہ تھا	تو نے بغیر مانگے عجیب نعمتیں عطا فرمائیں
جان و ناں داری و عمرِ جاوداں	سائر نعمت کہ ناید در بیاں
جان، رزق اور ابدی زندگی، عطا فرمائی	اور باقی نعمتیں جنکا بیان نا ممکن ہے
بے شمار وحد عطا ہا دادۂ	بابِ رحمت برہمہ بکشادۂ
تو نے ان گنت اور بے حد نعمتیں عطا فرمائیں	تو نے سب پر رحمت کا دروازہ کھولا ہے
ایں طلب در ما ہم از ایجادِ تست	رستن از بیداد یارب دادِ تست
یہ ہمارا مانگنا بھی تیری ہی ایجاد ہے	اے خدا! ظلم سے نجات پانا، تیری عطا ہے
بے طلب ہم میدہی گنجِ نہاں	رائیگاں بخشیدۂ جان جہاں
تو بغیر مانگے پوشیدہ خزانے دیدیتا ہے	تو نے دنیا کو جان مفت بخشی ہے
ھٰکَذَا اَنْعِمْ اِلٰی دَارِ السَّلَام	بِالنَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی خَیْرِ الْاَنَام
جنت میں جانے تک اسی طرح انعام فرماتا رہ	سرورِ کائنات نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں

مژدہ بُردن خرگوش سوئے نخچیراں کہ شیر در چاہ افتادہ

خرگوش کا شکاروں کے پاس خوشخبری لے جانا کہ شیر کنویں میں گر گیا ہے

چونکہ خرگوش از رہائی شاد گشت	سوئے نخچیراں رواں شد تا بدشت
خرگوش جب رہائی سے خوش ہوا	جنگل میں شکاروں کی طرف روانہ ہوا
شیر را چوں دید محوِ ظلمِ خویش	سوئے قومِ خود دوید اُو پیش پیش
اس نے جب شیر کو اپنے ظلم میں مبتلا دیکھا	بہت تیز اپنی قوم کی طرف بھاگا

۱ آن۔ مُلکیت۔ آتش۔ یعنی تکلیف کے اسباب آب۔ یعنی راحت کے اسباب۔
۲ طلَب۔ درخواست ماں۔ مارا۔ عد۔ شمار۔ حی۔ زندہ۔ وَدُود۔ دوست رکھنے والا یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ جاوداں۔ ابدی سائر۔ بقیہ۔ ناید۔ نیاید
۳ ایجاد وجود میں لانا۔ داد۔ انصاف، بخشش بیداد ظلم، رائیگاں مُفت، بلا عوض۔ دارالسلام جنت۔ انام۔ مخلوق، کائنات

شیر راچوں دید گشتہ ظلمِ خود ‌‌ ‌ میدویداو شادمان ۱ و بارشد

جب اس نے شیر کو اپنے ظلم سے ہلاک ہوتا دیکھ لیا ‌ وہ خوش خوش، سیدھے راستہ دوڑ رہا تھا

شیر راچوں دید دَر چہ گشتہ زار ‌ چرخ میزد شادماں تا مُرغزار

جب اس نے شیر کی بُری حالت میں کنوئیں کے اندر دیکھ لیا ‌ تو چراگاہ میں خوشی سے قلا بازیاں کھاتا تھا

دست میزد چوں رہید از دستِ مرگ ‌ سبز ورقصاں درہوا چوں شاخ وبرگ

جب موت کے پنجے سے چھوٹا، تالیاں بجاتا تھا ‌ جس طرح شاخ اور پتے ہوا میں سبز اور رقصاں ہوتے ہیں

شاخ وبرگ از حبسِ خاک آزاد شد ‌ سَر بر آوُرد و حریفِ باد شد

شاخ اور پتے مٹی کی قید سے آزاد ہوئے ‌ تو سر ابھارا اور ہوا کے دوست ہو گئے

برگہاں چوں شاخ رابشگافتند ‌ تا بہ بالائے درخت اشتافتند

پتوں نے جب شاخ کو چیرا ‌ یہاں تک کہ درخت کے اوپر تک چڑھ گئے

بازبانِ شَطأهٗ شکر خدا ‌ می سراید ہر بروبر گے جدا

''شطاہ'' کی زبان سے خدا کا شکر ‌ ہر برگ و بار الگ الگ ادا کر رہا ہے

بے زباں ہر بارو برگ وشاخہا ‌ می ستاید شکر و تسبیح خدا

ہر پھل اور پتا اور شاخیں بغیر زبان کے ‌ شکر و خدا کی تسبیح کا راگ گاتے ہیں

کہ بپرورد اصل مارا ذو العطاء ۲ ‌ تا درخت اِستَغلَظَ آمد فاستوی

عطا کرنے والے نے ہماری جڑ کی پرورش کی ‌ یہانتک کہ درخت موٹا ہو گیا، پھر سیدھا ہو گیا

جانہائے بستہ اندر آب و گِل ‌ چوں رہند از آب وگلہا شاد دل

پانی اور مٹی میں مقید، جانیں ‌ جب پانی اور مٹی سے خوشی کے ساتھ رہا ہوجاتی ہیں

درہوائے عشقِ حق رقصاں شدند ‌ ہمچو قرصِ بدر بے نقصاں شدند

اللہ کے عشق کی ہوا میں ناچتی ہیں ‌ چودھویں رات کے چاند کی طرح بے نقصان ہوجاتی ہیں

جسم ۳ شاں در رقص وجانہا خود مپرس ‌ وانکہ گردد جان ازانہا خود مپرس

انکے جسم رقص کرتے ہیں جانوں کے متعلق تو نہ پوچھ ‌ اور جو (مجسم) جان بنجاتے ہیں ان کے بارے میں بھی نہ پوچھ

شیر را خرگوش درزنداں نشاند ‌ ننگ شیرے کوز خرگوشے بماند

شیر کو خرگوش نے قید خانہ میں ڈال دیا ‌ شیر کیلئے شرمناک بات ہے کہ وہ ایک خرگوش سے عاجز ہوگیا

درچنیں ننگی وانگہ اے عجب ‌ فخر دیں خواہی کہ گویندت لقب

تو ایسے ہی ننگ میں (مبتلا) ہے اور پھر تعجب ہے ‌ تو چاہتا ہے کہ تجھے فخر دیں کا لقب دیں

۱ شَادُماں۔ خوش۔ رُشد۔ راء کے ضمہ اور شین کے سکون اور راء کے فتحہ کے ساتھ دونوں طریقہ پر صحیح ہے، رَاستی، سچائی، ہدایت۔ زَار۔ خراب۔ چرخ زَدَن۔ قلا بازیاں کھانا، دَست زَدَن۔ تالیاں بجانا۔ در ہوا۔ اس کا تعلق شاخ و برگ سے ہے۔ حَبس، قید۔ حَرِیف۔ مقابل، ساتھی۔ بَرسَر آوَردَن۔ ظاہر ہونا۔ پھوٹ نکلنا۔ اِشتافتند۔ الف زیادہ ہے۔ شطأہ۔ سبز شاخ جو سب سے پہلے زمین سے نکلتی ہے۔ بَر۔ پھل۔ تسبیح کائنات کی ہر چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے۔

۲ ذُوالعِطَاء، عطا والا یہ اللہ کی صفت ہے، استغلظ موٹا ہوا۔ اِستَوٰی سیدھا ہوا یہ قرآن پاک کی آیت فاستغلظ واستوی کی طرف اشارہ ہے، یعنی خدا کی قدرت سے ایک چھوٹے بیج سے پودا نکلتا ہے پھر وہ موٹا ہوتا ہے اور سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔ بَستَہ۔ مُقید۔ آب و گل۔ جسم عنصری قرص۔ ٹکیا۔ بدر۔ چودھویں رات کا مکمل چاند یعنی جس طرح نباتات زمین کی قید سے نکل کر لہلہاتی ہیں اسی طرح نیک لوگوں کی روحیں جسم عنصری کی قید سے آزاد ہو کر خوشی میں رقص کرتی ہیں۔

۳ جِسم شَاں۔ نیک لوگوں کے جسم بھی برے اخلاق سے صفائی کے بعد رقص کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کی جان کا تو پوچھنا کیا کہ کسقدر کرتی ہے وَانکہ۔ وہ لوگ جو مجسم روح بنجاتے ہیں اور زندگی میں علائق جسمانی سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ انکا تو کیا ہی پوچھنا ہے ننگ جو شیر خرگوش سے مات کھا جائے اس کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے، ننگی تو شیر ہے اور تیرا نفس خرگوش اگر تو اس سے مار کھا گیا تو یہی ننگ اور ذلت تیرے لئے ہے فخر دین ممکن ہے اس سے امام فخر الدین رازی مراد ہوں۔

اے تو شیری در تگِ ۱ ایں چاہ دہر — نفسِ چوں خرگوش خوں ریزد بقہر

(غافل) تو زمانہ کے اس کنویں کی گہرائی میں شیر کی طرح ہے — تیرا نفس خرگوش کی طرح ہے جو قہر سے تیرا خون بہاتا ہے

نفسِ خرگوشت بصحراء در چرا — تو بقعرِ ایں چہِ چونِ و چرا

تیرا خرگوش (صفت) نفس جنگل کے اندر چرنے میں مشغول ہے — اور تو چوں چرا کے اس کنویں کی گہرائی میں ہے

سوئے نخچیراں دوید آں شیر گیر — کابشروا یا قوم اِذْ جاء البشیر

وہ شیر کو پھانسنے والا، شکاروں کی طرف دوڑا — کہ اے قوم خوشخبری حاصل کرو جبکہ خوشخبری دینے والا آ گیا

مژدہ مژدہ اے گروہِ عیش ساز — کاں سگِ دوزخ بدوزخ رفت باز

مبارک، مبارک اے عیش منانیوالے گروہ — وہ دوزخ کا کتا پھر دوزخ میں چلا گیا

مژدہ مژدہ کاں عدوے جانہا — کند قہر خالِقش دندانہا

مبارک، مبارک کہ وہ جانوں کا دشمن — اللہ کے قہر نے اس کے دانت توڑ دے

مژدہ مژدہ کز قضا ظالم بچاہ — او فتاد از عدل و لطفِ بادشاہ

مبارک مبارک کہ تقدیر سے ظالم کنویں میں — گر گیا، خدا کے انصاف اور مہربانی سے

آنکہ از پنجہ بسے سرہا بکوفت — ہمچو خس جاروب مرگش ہم بروفت

وہ جس نے پنجے سے بہت سے سر توڑ ڈالے — موت کی جھاڑو نے اس کو بھی کوڑے کی طرح جھاڑ دیا

آنکہ ۲ جز ظلمش دگر کارے نبود — آہِ مظلومش گرفت و کوفت زود

جس کو ظلم کے سوا دوسرا کام نہ تھا — مظلوم کی آہ نے اس کو پکڑ لیا اور فوراً تباہ کر دیا

گردنش بشکست و مغزش بردرید — جانِ ما از قیدِ محنت وارہید

اس کی گردن توڑ دی اور اس کا مغز پھاڑ دیا — ہماری جان مشقت کی قید سے رہائی پا گئی

گم شد و نابود شد از فضلِ حق — بر مہم دشمن شمارا شد سبق

اللہ کی مہربانی سے وہ گم اور نابود ہو گیا — اور عظیم دشمن سے تمہیں سبق مل گیا

جمع شدن نخچیراں نزدِ خرگوش و ثنا و مدح گفتن اورا

شکاروں کا خرگوش کے پاس جمع ہونا اور اس کی مدح و ثنا کرنا

جمع گشتند آں زماں جملہ وحوش — شاد و خنداں از طرب در ذوق و جوش

اس وقت سب وحشی جمع ہو گئے — ذوق و جوش اور مسرت کے عالم میں ہنسی خوشی

حلقہ کردند او چو شمع درمیاں — سجدہ کردندش ہمہ صحرائیاں

انہوں نے حلقہ کر لیا، وہ شمع کی طرح درمیان میں تھا — اور تمام صحرائی جانوروں نے اس کی تعظیم کی

۱ تگ۔ کنویں کی تلی۔ چرا۔ چرنا۔ چون و چرا۔ سوال جواب، شک وشبہ۔ دنداں کندن۔ تکلیف پہنچانا۔ بادشاہ اللہ تعالیٰ۔

۲ جز۔ سوا۔ زود جلد بر۔ زیادہ ہے۔ قید محنت۔ شیر کی وجہ سے جس مشقوں میں ہم جکڑے ہوئے تھے۔ وحوش۔ یعنی جنگلی جانور۔ طرب مستی۔ صحرائیاں۔ جنگلی جانور۔

تو فرشتہ آسمانی یا پری — یا تو عزرائیل ۱؎ شیرانِ نری
تو آسمانی فرشتہ ہے یا پری ہے — یا تو نر شیروں کا ملک الموت ہے

ہر چہ ہستی جانِ ما قربانِ تست — دستبرُ دِ دست و بازویت درست
تو جو کچھ بھی ہے ہماری جان تجھ پر قربان ہے — تیرے دست و بازو کا غلبہ درست ہے

راندِ حق ایں آب را در جوئے تو — آفریں بر دست و بر بازوئے تو
اللہ نے یہ پانی تیری نہر میں بہایا — تیرے دست و بازو کو شاباش ہے

باز گو تا قصہ درمانہا شود — باز گو تا مرہم جانہا شود
پھر کہو تاکہ یہ قصہ (ہمارے درد کا) علاج بنجائے — پھر کہو تاکہ جانوں کا مرہم بن جائے

باز گو تا چوں سگالیدی بمکر — آں عواں را چوں بمالیدی بمکر
یہ تو کہو کہ تو نے یہ تدبیر کس طرح سوچی — اُس ظالم کو چالاکی سے تو نے کیسے پامال کیا

باز گو کز ظلمِ آں استم ۲؎ نما — صد ہزاراں زخم دارد جان ما
پھر کہو، کیونکہ اس ظالم کے ظلم سے — ہماری جان میں ہزاروں زخم ہیں

باز گو آں قصہ کاں شادی فزاست — روحِ ما را قوت و دل را جانفزاست
پھر سنا، کیونکہ وہ قصہ خوشی بڑھانیوالا ہے — ہماری روح کے لئے غذا اور دل کے لئے جان کو بڑھانے والا ہے

گفت تائیدِ خدا بود اے مہاں — ورنہ خرگوشے چہ باشد در جہاں
اس نے کہا اے بزرگو! خدا کی تائید تھی — ورنہ خرگوش دنیا میں کیا چیز ہے

قوتم بخشید و دل را نور داد — نورِ دل مَر دست و پا را زور داد
اس نے مجھے قوت عطا فرمائی اور دل کو نور دیا — دل کے نور نے ہاتھ اور پیر کو طاقت دیدی

پند دادن خرگوش نخچیران را کہ از مُردنِ خصم شاد مشوید
خرگوش کا شکاروں کو نصیحت کرنا کہ دشمن کے مرنے پر خوش نہو

از برِ حق میرسد تفضیل ہا — باز ہم از حق رسد تبدیل ہا
فضیلتیں اللہ کی جانب سے ملتی ہیں — پھر خدا کی جانب سے ہی تبدیلیاں ہو جاتی ہیں

جملہ فضلِ اوست دانید ایں چنیں — سجدہ اش از جان و دل آرید ہیں
یہ سمجھو کہ سب اس کا فضل ہے — ہاں، جان اور دل سے اس کا سجدہ بجا لاؤ

حق ۳؎ بدور نوبت ایں تائید را — می نماید اہل ظن و دید را
باری باری سے اللہ تعالیٰ نے یہ تائید — دکھا دیتا ہے اہلِ گمان اور اہل مشاہدہ کو

۱؎ عزرائیل۔ مَلَکُ المَوتِ دَستبُرد۔ غلبہ۔ آر در جود۔ دولت، حکومت، کامیابی سے کنایہ ہے۔ سَگالِیدَن سُوچنا۔ مَکر۔ حِیلہ، تدبیر۔ عوان۔ ظالم۔ مَالِیدَن۔ پامال کرنا، ملیامیٹ کرنا۔

۲؎ اِستم۔ الف زیادہ ہے قوت۔ روزی۔ غذا، تائید۔ مدد مہاں۔ مہ کی جمع، سردار۔ خرگوشے یا تحقیر کی ہے۔ از برحق۔ عزت، ذلت سب من جانب اللہ ہے اور دنیا کی کسی حالت کو قرار نہیں ہے۔

۳؎ دَور۔ چکر، باری۔ نوبَت۔ باری۔ اہل ظن۔ ناقص لوگ جو مشاہدہ کے درجہ کو نہیں پہنچے اہل دید۔ وہ کاملین جو مقام مشاہدہ تک پہنچ چکے ہیں۔

ہیں بمُلکِ نوبتی[۱] شادی مکُن
خبردار! باری والی سلطنت پر خوش نہ ہو

اے تو بستہ نوبت آزادی مکُن
اے مخاطب تو باری سے وابستہ ہے (اظہار) آزادی نہ کر

آنکہ مُلکش برتراز نوبت تنند
جس کی سلطنت باری سے بالاتر قائم کرتے ہیں

برتراز ہفت انجمش نوبت زنند
اس کا نقارہ سات ستاروں سے اوپر بجاتے ہیں

بَرتراز نوبت مُلوکِ با قیند
باری سے بلند، وہ باقی رہنے والے بادشاہ ہیں

دورِ دائم رو حہارا سا قیند
جو دائمی دور کے ساتھ روح کے ساقی ہیں

چوں بنوبت می دہند ایں دولت
جب تجھے یہ سلطنت باری سے دیتے ہیں

از چہ شدپُر باد آخر سَبلت
تو کس وجہ سے تیری مونچھوں میں ہوا بھری؟

تَرکِ ایں شُرب را بگوئی یکدوروز
ایک دو روز اگر تو اس شراب کو چھوڑ دے

تر کُنی اندر شرابِ خُلد پوز
جنت کی شراب سے منہ تر کرے

یکدوروزے چہ کہ دُنیا ساعتے ست
ایک دو روز کیا بلکہ دنیا ایک ساعت ہے

ہر کہ ترکش کرد اندر راحتے ست
جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ راحت میں ہے

معنّی التَّرک رَاحت[۲] گوش کُن
"چھوڑنا راحت ہے" کا مطلب سمجھ لے

بعد ازاں جامِ بقا را نوش کُن
اس کے بعد بقا کا پیالہ پی

باسگاں بگذار ایں مُردار را
اس مردار کو کتوں کے لئے چھوڑ دے

خُرد بشکن شیشہ پندار را
غرور کے شیشے کو چوڑرا چورا کر دے

تفسیر "رَجَعنَا مِنَ الجِهَادِ الاَصغَرِ اِلَى الجِهَادِ الاَكبَرِ"

"ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹتے ہیں" کی تفسیر

اے شہاں کُشتیم ما خصم بروں[۳]
اے بزرگو! ہم نے باہر کے دشمن کو مار ڈالا

ماند خصمے زاں تبرد راندروں
لیکن اس سے زیادہ بدتر دشمن باطن میں بچارہ گیا

کُشتن ایں کارِ عقل وہوش نیست
اس دشمن کو مارنا عقل و ہوش کا کام نہیں ہے

شیرِ باطن سخرۂ خرگوش نیست
باطن کا شیر خرگوش کے قابو کا نہیں ہے

دوزخ ست ایں نفس دوزخ اژدہاست
یہ نفس دوزخ ہے اور دوزخ اژدہا ہے

کو بدریا ہا نگرددکم و کاست
کہ وہ دریاؤں سے بھی کم نہیں ہوتا

ہفت دریار ادر آشامد ہنوز
سات سمندروں کو پی لے، پھر بھی

کم نہ گردد سوزشِ آں خلق سوز
اس مخلوق سوز کی جلن کم نہ ہو

---

[۱] مُلکِ نوبتی۔ وہ سلطنت جو باری باری خاندانوں اور افراد میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ نوبت۔ زنند۔ نقارہ بجاتے ہیں۔ انجم۔ نجم کی جمع ہے ستارہ ساقی اند۔ یعنی انپی روح کو محبت الٰہی کی شراب سے سیراب کرتے رہتے ہیں۔ سبلت۔ پہلے تینوں حرفوں پر فتحہ ہے فارسی والے باء کو ساکن کر دیتے ہیں۔ سبلت پر باد شدن۔ مونچھوں میں ہوا بھرنا کبرو غرور سے کنایہ ہے۔ شُرب۔ یعنی شراب پینا۔ پوز۔ مونہہ۔ یکدوروز۔ یعنی دنیاوی زندگی میں ساعت۔ گھڑی۔

[۲] راحت۔ مشہور مقولہ ہے "اَلدُّنیَا سَاعَةٌ وَتَرکُهَا رَاحَةٌ" دنیا ایک گھڑی ہے اس کا چھوڑنا راحت ہے۔ باسگاں۔ مشہور مقولہ ہے ہے" الدنیا جیفة وطالبہا کلاب دنیا ایک مردار جانور ہے اور اس کے طلبگار کتے ہیں۔ جہاد اصغر یعنی کافر سے جہاد کرنا۔ الجہاد الاکبر۔ یعنی نفس امارہ سے جہاد کرنا۔

[۳] برُوں۔ یعنی ظاہری دشمن خصم اندروں۔ نفس امارہ جو باطن میں ہے۔ سخرہ بیگار۔ بدریا۔ یعنی اس اژدھے کی پیاس سات سمندر پی جانے سے بھی نہ بجھےگی۔ ہفت دریا۔ یعنی کل مخلوق۔ آشامیدن۔ پینا۔

سنگہا ۱ و کافرانِ سنگدل / اندر آیند اندر و خوار و خجل
پتھر اور سنگدل کافر / اس میں ذلیل اور شرمندہ ہو کر داخل ہونگے

ہم نگردد ساکن از چندیں غذا / تاز حق آید مراُورا ایں ندا
اسقدر خوراک سے بھی اس کو سکون نہوگا / یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کو یہ ندا آئیگی

سیر گشتی سیر گوید نے ہنوز / اینت آتش اینت تابش اینت سوز
تیرا خوب پیٹ بھر گیا وہ کہے گی ابھی نہیں / زہے آگ، زہے تابش، زہے جلن

عالمے را لقمہ کرد و در کشید / معدہ اش نعرہ زناں ہل من مزید
اُس نے دنیا بھر کو لقمہ بنایا اور نگل گئی / اُس کا معدہ نعرہ لگا رہا ہے کیا کچھ اور ہے

حق قدم بروے نہد از لامکاں / آنکہ اُو ساکن شود از کُن فکاں
اللہ تعالیٰ اس پر لامکاں سے قدم رکھ دیگا / اُس وقت ''وہ کُن فکان'' سے ساکن ہو جائیگی

چونکہ جُزو دوزخ ست ایں نفسِ ما / طبع کُل دارد ہمیشہ جُزو ۲ ہا
چونکہ ہمارا یہ نفس دوزخ کا حصہ ہے / اور اجزاء ہمیشہ کل کی طبیعت رکھتے ہیں

ایں قدم حق را بُود کورا کُشد / غیر حق کو کہ کمانِ او کشد
یہ اللہ تعالیٰ ہی کا قدم ہوگا جو اس کی پیاس بجھائے گا / سوائے اللہ تعالیٰ کے کون ہے جو اس کی کمان کو کھینچے

در کماں ننہند اِلّا تیر راست / ایں کماں را باژگوں کژ تیرہاست
کمان میں سیدھا تیر ہی رکھتے ہیں / اس کمان کے الٹے ٹیڑھے تیر ہیں

راست شو چوں تیر وارِہ از کماں / کز کماں ہر راست بجہد بیگماں
تیر کی طرح سیدھا ہو جا، کمان سے چھوٹ جا / اس لئے کہ کمان سے یقیناً ہر سیدھا تیر چھوٹ جاتا ہے

چونکہ واگشتم ز پیکارِ بروں / روئے آوردم بہ پیکارِ دروں
چونکہ میں ظاہری جنگ سے فارغ ہو گیا ہوں / باطنی جنگ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں

قَدْ رَجَعْنَا مِنْ جِہَادِ الاصْغَرِیْم / بانبی اندر جہادِ اکبریم
ہم ''واپس ہوئے چھوٹے جہاد سے'' کے مصداق ہیں / نبی کے سہارے جہاد اکبر میں (لگے) ہیں

قوتے خواہم زحق دریا ۳ شگاف / تا بسوزن برکنم ایں کوہِ قاف
خدا تعالیٰ میں سمندر کو چاک کر دینے والی قوت چاہتا ہوں / تاکہ اس کوہ قاف کو سوئی سے اکھاڑ دوں

سہل شیرے داں کہ صفہا بشکند / شیر آنست آں کہ خود را بشکند
وہ شیر (بنا) آسان سمجھ جو کہ صفیں پھاڑ دے / شیر وہی ہے جو خود کو شکست دیدے

---

۱ سنگہا۔ قرآن پاک میں ہے۔ ''وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ'' جہنم کی خوراک انسان اور پتھر ہوں گے۔ سیر گشتی۔ قرآن پاک میں ہے، اللہ تعالیٰ جہنم سے دریافت فرمائیں گے۔ ''ھَلِ امْتَلَئْتِ'' کیا تیرا پیٹ بھر گیا وہ کہیگی ''ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ'' کیا کچھ اور ہے۔ حق قدم حدیث میں آیا ہے کہ جہنم کا پیٹ نہ بھریگا تب اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھدیں گے اس پر وہ کہیگی کافی ہے کافی ہے کُن فکان۔ ہو جا وہ ہو گیا۔ قرآن پاک میں ہے ''اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ'' اس کی شان تو یہ ہے کہ وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو کہتا ہے ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔

۲ جُزو ہا۔ لہٰذا نفس کی پیاس بھی محض رب کی تجلی سے بجھ سکتی ہے۔ راست۔ سیدھا۔ باژگوں واژگوں۔ الٹا۔ کژ۔ ٹیڑھا، کژ کماں۔ کمان سے ٹیڑھا تیر نہیں چلتا سیدھا تیر خوب چلتا ہے۔ بانبی۔ نبی کے سہارے یعنی ان کی سنت کی پیروی کر کے بعض نسخوں میں بابتے ہے۔ یعنی نفس کے بت کے ساتھ جہاد اکبر کر رہے ہیں۔

۳ شگافتن پھاڑنا۔ برکنم میں کھود لوں۔ کوہ قاف۔ بلندی اور عظمت میں مشہور تھا۔ تا بسوزن۔ انسان کی اپنی قوت سوئی جیسی ہے اور نفس بمنزلہ کوہ قاف کے ہے تو سوئی سے کوہ قاف اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت سے اکھاڑا جا سکتا ہے۔

تا شود شیر خدا از عونِ اُو   وَارہد از نفس و از فرعونِ ۱ اُو
تا کہ اللہ کی مدد سے اللہ کا شیر بنجائے   نفس اور اُس کے فرعون سے نجات پائے

آمدن رسُولِ قیصرِ روم بنزدِ عمر رضی اللہ عنہ برسالت
قیصر روم کے ایلچی کا پیغام لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا

در بیانِ ایں شنو یک قصہ   تا بَری از سِرِّ گفتم حصّہ
اس سلسلہ میں ایک قصہ سن لے   تا کہ تو میری بات کے راز کا ایک حصہ پالے

بَر عمرؓ آمد ز قیصر یک رسول   در مدینہ از بیابانِ نَغول
قیصر کا ایک ایلی (حضرت) عمرؓ کے پاس آیا   دورو دراز جنگل سے، مدینہ میں

گفت کُو قصرِ خلیفہ اے حشم   تا من اسپ و رخت را آنجا کشم
بولا! اے متعلقین خلیفہ کا محل کہاں ہے؟   تا کہ میں گھوڑا اور سامان وہاں لے جاؤں

قوم گفتندش کہ اُورا قصر نیست   مر عمرؓ را قصر جانِ روشنے ست
لوگوں نے کہا، ان کا کوئی محل نہیں ہے   عمرؓ کا محل تو ان کی روشن جان ہے

گرچہ از میری وُرا آوازہ ایست   ہمچو دُرویشاں مَراورا کازہ ایست
گرچہ ان کی سرداری کی شہرت ہے   لیکن فقیروں جیسی ان کی جھونپڑی ہے

اے برادر چوں بہ بینی قصرِ اُو   چونکہ در چشم دلت رُستست مُو
اے بھائی! تو اس کا محل کیسے دیکھ سکتا ہے؟   جبکہ تیرے دل کی آنکھ میں پڑوال اگا ہے

چشم دل از مُوئے ۲ علت پاک آر   وانگہاں دیدارِ قصرش چشم دار
دل کی آنکھ کو پڑوال سے صاف کر لے   پھر اس کے محل کے دیکھنے کی امید کر

ہر کرا ہست از ہوسہا جانِ پاک   زود بیند حضرت و ایوانِ پاک
جس کی جان ہوسوں سے پاک ہے   وہ دربار اور پاک محل جلد دیکھ لیگا

چوں محمدؐ پاک شد از نار و دود   ہر کجا رُو کرد وَجہُ اللہ بود
جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آگ اور دھوئیں سے پاک ہوگئے   جس طرف بھی رخ کیا خدا کی ذات تھی

چوں رفیقی وسوسہ بدخواہ را   کے بہ بینی ثَم وَجہُ اللہ را
جبکہ تو دشمن وسوسہ کا دوست ہے   اللہ کی ذات کو کب دیکھ سکتا ہے؟

ہر کرا باشد ز سینہ فتحِ ۳ باب   اُو زہر ذرہ بہ بیند آفتاب
جس کسی کے سینہ کا دروازہ کھل جائے   وہ ہر ذرہ میں آفتاب دیکھے گا

---

۱ فرعَون۔ انسان کا نفس پر غلبہ ایسا ہی ہے جیسا کہ موسیٰ کا فرعون پر غلبہ۔ اسی مناسبت سے دریا شگاف۔ قوت کی دعا کی ہے۔ اِس۔ یعنی نفس پر غلبہ۔ قیصر شاہان روم کا لقب ہے۔ کہ نَغول عمیق، دراز۔ قصر محل ایوان۔ حشم۔ نوکر چاکر، عوام۔ رَخت۔ سامان کشم۔ بَرَم۔ میری۔ سرداری۔ ورا۔ اُورا۔ آوازہ۔ شہرہ۔ کازہ۔ جھونپڑیا۔

۲ مُوئے عِلّت۔ بیماری کا بال، یعنی آنکھ میں جو پڑوال پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت دربار، کچہری ایوان محل، قلعہ، نار، آگ یعنی خواہشات نفسانی۔ دُود۔ دھواں یعنی خواہشات نفسانی کے اثرات۔ وَجہُ اللہ اللہ کا چہرہ، اللہ کی ذات یہ قرآن پاک کی آیت اَینَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجہُ اللہ "تم جدھر کو رخ کرو وہاں اللہ کی ذات موجود ہے" کی طرف اشارہ ہے۔

۳ فتح۔ کشائش۔ باب۔ دروازہ۔ حق اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ دوسری چیزوں کی عظمت ختم کر دیتا ہے۔ جیسے ستارے چاند کے مشاہدہ کے وقت بے وقعت ہو جاتے ہیں۔

حق پدیدست از میانِ دیگراں ——— ہمچو ماہ اندر میانِ اختراں
دوسروں کے درمیان اللہ اس طرح روشن ہے ——— جیسا کہ ستاروں میں چاند

دو ۱ سرِ انگشت بر دو چشم نہ ——— ہیچ بینی از جہاں انصاف دہ
دو انگلیوں کے سرے دونوں آنکھوں پر رکھ ——— انصاف کر، دنیا کا تجھے کچھ نظر آتا ہے

ورنہ بینی ایں جہاں معدوم نیست ——— عیب جز انگشت نفسِ شوم نیست
اگر تو نہیں دیکھتا ہے یہ دنیا تو معدوم نہیں ہے ——— منحوس نفس کی انگلی کے علاوہ کوئی عیب نہیں ہے

تو ز چشم انگشت را بردار ہیں ——— وانگہانے ہر چہ میخواہی ببیں
خبردار! آنکھ سے انگلی ہٹا لے ——— پھر تو جو کچھ چاہتا ہے، دیکھ

نوح را گفتند امت کو ثواب ——— گفت اُو زانسوئے وَاسْتَغْشَوْا ثیاب
"امت نے نوح (علیہ السلام) سے کہا ثواب کہاں ——— اس نے کہا واستغشو اثیابھم کے اس طرف ہے

رُو و ۲ سر در جامہا پیچیدہ اید ——— لاجَرَم با دیدہ و نا دیدہ اید
تم نے منہ اور سر کپڑوں میں لپیٹ رکھا ہے ——— لامحالہ آنکھ والے ہو کر (بھی) نابینا بنے ہو

آدمی دیدست باقی پوست ست ——— دید آنست آنکہ دیدِ دوست ست
آدمی تو بینائی ہے، باقی کھال ہے ——— دید تو دراصل محبوب کی دید ہے

چونکہ دیدِ دوست نہ بُوَد کور بہ ——— دوست کو باقی نباشد دور بہ
جبکہ دوست کا دیدار نہ ہو اندھا ہونا اچھا ہے ——— جو دوست باقی رہنے والا نہ ہو اس کا دور ہونا اچھا یہ ہے

چوں رسولِ روم ایں الفاظ تَر ——— در سماع آورد، شد مشتاق تر
جب روم کے ایلچی نے یہ تر وتازہ لفظ ——— سنے، تو وہ زیادہ مشتاق ہو گیا

دیدہ را بر جُستنِ ۳ عُمَرؓ گذاشت ——— رخت را و اسپ را ضائع گذاشت
آنکھیں حضرت عمرؓ کے ڈھونڈنے پر لگا دیں ——— سامان اور گھوڑے کو بغیر حفاظت کے چھوڑ دیا

ہر طرف اندر پئے آں مردِ کار ——— میشدے پرسانِ اُو دیوانہ وار
اُس مردکار کی تلاش میں ہر طرف ——— دیوانوں کی طرح پوچھتا پھرتا

کایں چنیں مَردے بُوَد اندر جہاں ——— وز جہاں مانندِ جاں باشد نہاں
کہ ایسا آدمی بھی دنیا میں ہو گا ——— جو جان کی طرح دنیا سے پوشیدہ ہو

جُست اُو را تاش چوں بندہ بُوَد ——— لاجَرَم جوئندہ یابندہ بُوَد
ان کو ڈھونڈا تاکہ انکا غلام جیسا ہو جائے ——— لامحالہ تلاش کرنیوالا، پالینے والا ہوتا ہے

۱ دُوسَرِ اَنگشت۔ اگر کوئی شخص آنکھیں بند کر لے تو دنیا کی کوئی چیز اس کو نظر نہ آئے گی لیکن چیزیں معدوم نہیں ہیں اسی طرح دل کی آنکھیں اگر بند ہوں تو مشاہدہ حق نہوگا لیکن وہ موجود ہے اِستَغشَوا ثِیَابَھُم۔ انہوں نے اپنے کپڑے اپنے اوپر ڈھانپ لئے۔ قرآن پاک میں یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا حال بیان کیا گیا ہے کہ ان کی دعوت پر انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے اوپر کپڑے اوڑھ لئے تاکہ نہ ان کی بات سن سکیں نہ ان کو دیکھ سکیں، حضرت نوح کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تک تمہارا کفر ہے ثواب کہاں نظر آئیگا۔

۲ رُو۔ منہ۔ جامَہ۔ کپڑا۔ لاجَرَم۔ لامحالہ۔ دِیدَہ آنکھ۔ آدمی۔ یعنی اگر آدمی حقیقت کا ادراک نہ کرے وہ آدمی کہلانے کا مستحق نہیں ہے اور ادراک بھی محبوب حقیقی سے متعلق ہو۔ کُور بہ۔ یعنی اس آدمی کا اندھا ہونا اچھا ہے جو محبوب کا دیدار نہ کرے اور قابل محبت فانی کائنات نہیں ہے۔ تَر۔ پُر مغز تازہ۔

۳ عُمَرّ۔ صحیح تلفظ عین کے ضمہ اور میم کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ لیکن ضرورتِ شعری کی وجہ سے میم مشدد کر دیا گیا ہے۔ ضائع۔ گم بے حفاظت۔ جاں۔ روح کے فضائل معنوی ہیں تو وہ ادراک سے بالاتر ہیں۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے فضائل۔ تاش۔ تاکہ اُورا۔

یافتنِ رسُولِ قیصرِ روم عمرؓ راخفتہ در زیرِ درختِ خُرما
قیصرِ روم کے ایلچی کا حضرت عمرؓ کو کھجور کے درخت کے نیچے سوتا ہوا پانا

دید اعرابی[۱] زنے اُورا دخیل ؎ گفت عمرؓ نک بزیرآں نخیل
ایک بدو عورت نے اس کو اجنبی دیکھ کر ؎ کہا یہ عمرؓ اس کھجور کے نیچے ہیں

زیرِ خرما بُن زَخلقاں اُوجدا ؎ زیرِ سایہ خفتہ بیں سایہ خدا
کھجور کے درخت کے نیچے مخلوق سے جدا ؎ خدا کے سایہ کو سایہ میں سوتا دیکھ

آمد اُوآنجاوُاز دورایستاد ؎ مُرعمرؓ رادیدو درلرزہ فتاد
وہ اس جگہ آیا اور دور کھڑا ہو گیا ؎ (حضرت) عمرؓ کو دیکھا اور کپکپی میں مبتلا ہو گیا

ھیبتے زاں خُفتہ آمد بررسول ؎ حالتے خوش کرد برجانش نزول
ایلچی پر اس سوتے ہوئے کی ہیبت طاری ہو گئی ؎ ایک اچھی حالت اس کی جان پر نازل ہو گئی

مِہر و ہیبت ہست ضد یک دگر ؎ ایں دو ضدرا جمع دید اندر جگر
محبت اور ہیبت ایک دوسرے کی ضد ہیں ؎ ان دو ضدوں کو اس نے اپنے جگر میں جمع دیکھا

گفت با خود من شہاںرا دیدہ ام ؎ پیشِ سلطاناں خوش وبگزیدہ[۲] ام
اپنے سے بولا میں نے بادشاہوں کو دیکھا ہے ؎ میں بادشاہوں کے سامنے مطمئن و برگزیدہ رہتا ہوں

از شہانم ہیبت و ترسے نبُود ؎ ہیبت ایں مَرد ہوشم در ربُود
بادشاہوں کی مجھ پر کوئی ہیبت اور خوف نہ تھا ؎ اس شخص کی ہیبت نے میرے حواس گم کر دئے

رفتہ ام دربیشہ شیرو پلنگ ؎ روئے من زایشاں نگردانید رنگ
میں شیر اور تیندوے کی جھاڑی میں گیا ہوں ؎ میرے چہرے کا ان سے رنگ نہیں بدلا

بس شدم من درمصاف وکارزار ؎ ہمچو شیر آندم کہ باشد کارزار
میں بہت سے معرکوں اور جنگوں میں گیا ہوں ؎ شیر کی طرح، جبکہ کام سخت ہو

بس کہ خوردم بس زدم زخمِ گراں ؎ دل قوی تربودہ ام ازدیگراں
بہت سے بھاری زخم کھائے اور بہت سے لگائے ؎ اور دوسروں سے قوی دل رہا ہوں

بےسلاح ایں مردِ خفتہ برزمیں ؎ من بہفت[۳] اَندام لرزاں چیست ایں
یہ شخص بغیر ہتھیاروں کے زمین پر سویا پڑا ہے ؎ میں ساتوں، اعضا سے لرز رہا ہوں یہ کیا ہے؟

ہیبتِ حق ست ایں ازخلق نیست ؎ ہیبتِ ایں مَردِ صاحب دلق نیست
یہ خدا کی ہیبت ہے، مخلوق کی نہیں ہے ؎ اس گدڑی پوش انسان کی ہیبت نہیں ہے

---

۱ اعرابی۔ بدو۔ دخیل۔ اجنبی۔ خرما بن۔ کھجور کا درخت۔ خلقاں۔ خلق کی جمع، مخلوق۔ سایہ خدا منصف حاکم خدا کا سایہ ہے نزول یعنی ایلچی کے دل میں ایک عجیب خوشکن کیفیت پیدا ہوئی۔ مہر۔ یعنی ایلچی کے دل میں حضرت عمر کی محبت بھی پیدا ہوئی اور خوف بھی۔ باخود۔ اپنے دل میں۔

۲ بگزیدہ۔ برگزیدہ۔ بیشہ۔ درندے کے رہنے کی جھاڑ۔ پلنگ۔ تیندوا۔ مصاف۔ صف بندی کی جگہ، کارزار۔ کام کی جگہ۔ کارزار۔ کام کی جگہ۔ زار۔ خراب سلاح۔ ہتھیار۔

۳ ہفت اندام۔ سات اعضاء سر۔ سینہ۔ پشت دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں دلق۔ گدڑی۔ صاحب دلق کملی والا فقیر۔

ہر کہ[1] ترسید از حق و تقویٰ گزید | ترسد از وے جن و انس ہر کہ دید
جو اللہ (تعالیٰ) سے ڈرا اور اس نے تقویٰ اختیار کیا | اس سے جن اور انسان اور جو بھی اس کو دیکھے ڈرتا

اندریں فکرت بحرمت دست بست | بعد یک ساعت عمر از جائے جست
اسی فکر میں وہ ادب سے دست بستہ ہوا | ایک گھنٹہ بعد (حضرت) عمرؓ جگہ سے اٹھے

کرد خدمت مر عمرؓ را و سلام | گفت پیغمبرؐ سلام آنگہ کلام
اُس نے (حضرت) عمرؓ کی تعظیم کی اور سلام کیا | پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے پہلے سلام پھر کلام

پس علیکش گفت و اُورا پیش خواند | ایمنش کرد و بنزدِ خود نشاند
پھر (حضرت عمرؓ نے) اس کو وعلیک کہا اور آگے بلایا | اُس کو مطمئن کیا اور اپنے پاس بٹھایا

ہر کہ ترسد مر ورا ایمن کنند | مردِ دل ترسندہ را ساکن کنند
جو ڈرتا ہے اس کو مطمئن کرتے ہیں | جس کا دل ڈرے اس کو تسکین دیتے ہیں

لا تخافوا ہست نُزلِ خائفاں | ہست درخور از برائے خائف آں
ڈرنیوالوں کی مہمانی کا کھانا "نہ ڈرو" ہے | اور اس سے ڈرنے والوں کے لائق (خوشخبری) ہے

آنکہ خوفش نیست چوں گوئی مترس | درس چہ دہی نیست اُو محتاج درس
جس کو ڈر نہ ہو اس کو "نہ ڈر" تو کیسے کہے گا؟ | سبق کیا سکھاتا ہے وہ سبق کا ضرورتمند نہیں ہے

خاطرِ[2] ویرانش را آباد کرد | آں دل از جارفتہ را دلشاد کرد
اس کی برباد طبیعت کو آباد کر دیا | اُس گھبرائے ہوئے کو خوش کر دیا

سخن گفتن عمرؓ با رسولِ قیصر روم و سوالِ رسولِ قیصرِ روم با عمرؓ

حضرت عمرؓ کا قیصر روم کے ایلچی سے بات کرنا اور روم کے ایلچی کا حضرت عمرؓ سے سوال کرنا

بعد ازاں گفتش سخنہائے دقیق | در صفاتِ پاکِ حق نِعم الرَّفیق
اُس کے بعد انہوں نے اس سے باریک باتیں کیں | اللہ پاک کی صفات کے بارے میں جو بہترین رفیق ہے

وز نوازشہائے حق اَبدال را | تا بداند اُو مقام و حال را
اور اولیاء پر اللہ تعالیٰ کی نوازشوں کے بارے میں | تاکہ وہ مقام اور حال کو سمجھ جائے

حال چوں[3] جلوہ ست زاں زیبا عروس | ویں مقام آں خلوت آمد باعروس
حال، گویا اس حسین دلہن کا جلوہ ہے | اور مقام، دلہن کے ساتھ خلوت ہے

جلوہ بیند شاہ و غیرِ شاہ نیز | وقتِ خلوت نیست جز شاہِ عزیز
جلوہ تو شاہ اور شاہ کے غلام (بھی) دیکھتے ہیں | لیکن خلوت کے وقت باعزت بادشاہ کے سوا کوئی نہیں ہوتا ہے

---

[1] ہر کہ۔ شعر
تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ
جست۔ یعنی سو کر اٹھے۔ خدمت۔ ادب، تعظیم۔ پیغمبر۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ السَّلامُ قَبلَ الکَلامِ سلام، بات چیت سے پہلے ہے علیک، یعنی وعلیکم السلام ہر کہ۔ یعنی جو شخص خدا سے ڈرتا ہے۔ اس کو طمانیت حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر کسی چیز کا اس کو خوف نہیں رہتا۔ ہے۔ نُزل۔ مہمانی کا کھانا۔ درخور۔ لائق۔ خائف۔ خوفزدہ

[2] خاطرِ ویران۔ شکستہ۔ دل۔ دل از جارفتہ۔ گھبرایا ہوا۔ دقیق۔ باریک نعم الرفیق۔ اچھا ساتھی۔ ابدال۔ اولیاء اللہ کی ایک مخصوص جماعت ہے یہاں مطلقاً اولیاء اللہ مراد ہیں مقام۔ وہ باطنی کیفیت ہے جو شریعت پر عمل کرنے اور کسب و ریاضت سے حاصل ہوتی ہے حال۔ وہ قلبی کیفیت ہے جو بلا کسب کے پیدا ہوتی ہے جیسے شوق استغراق چنانچہ مشہور مقولہ ہے۔ المقامات مکاسب والاحوال مواہب یعنی مقامات، کسب سے حاصل کئے جاتے ہیں اور احوال خدا کی دین ہیں۔

[3] جلوہ۔ نمائش۔ حسن۔ ناز و کرشمہ دکھانا۔ زیبا۔ خوبصورت۔ عروس۔ دلہن۔ دولہا۔ مقام۔ ایک مستقل کیفیت ہے لہٰذا اس کو دلہن کے ساتھ خلوت سے تشبیہ دی ہے اور حال ایک زوال پذیر کیفیت ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کو جلوہ قرار دیا ہے۔

جلوۂ کرد عام وخاصاں را عروس　　خلوت اندر شاہ باشد باعروس
دُلہن عوام اور خواص کو جلوہ دکھاتی ہے　　دُلہن کے ساتھ خلوت میں (صرف) بادشاہ ہوتا ہے

ہست بسیار اہلِ حال از صوفیاں　　نادِرست اہل مقام اندر میاں
صوفیوں میں اہلِ حال بہت ہیں　　اُن میں صاحب مقام کم ہیں

از منازلہائے جانش یاد داد　　وز سفر ہائے رَوانش یاد داد
اُس کو جان کی منزلیں بتلائیں　　اور اُس کو روح کے سفر یاد دلائے

وز زمانے کز زماں خالی بُدست　　وز مقام قُدس کا جلالی شدست
اُس زمانہ کی یاد دلائی جو (قید) زماں سے خالی تھا　　اور اُس مقام قُدس کی جو جلالی ہے

وز ہوائے کاندر و سیمرغ رُوح　　پیش ازیں دیدست پروازِ فتُوح
اور اس ہوا کی جس میں روح کے سیمرغ نے　　اس سے پہلے خوشی کی پرواز دیکھی ہے

ہر یکے پروازش از آفاق بیش　　وز امید و نہمت مشتاق بیش
اُس کی ہر ایک پرواز عالم سے بڑھی ہوئی تھی　　مشتاق کی امید اور قصد سے بڑھی ہوئی تھی

چوں ۲ عمرؓ اغیار رُو را یار یافت　　جانِ اُورا طالب اَسرار یافت
جب (حضرت) عمرؓ نے بیگانہ صورت کو یار پایا　　اور اس کی طبیعت کو اسرار کا طالب پایا

شیخ کامل بود و طالِب مُشتہی　　مَردِ چابک بود و مَرکب درگہی
شیخ کامل تھا، اور طالب پُر شوق　　سوار ہوشیار تھا اور سواری تیار

دید آں مُرشد کہ او ارشاد داشت　　تخم پاک اندر زمین پاک کاشت
مرشد نے دیکھا کہ وہ استعداد رکھتا ہے　　پاک بیج پاک زمین میں بو دیا

مَرد گفتش کاے امیر المومنین　　جاں زبالا چوں درآمد بر زمیں
(اُس) شخص نے انسے کہا، اے امیر المومنین　　روح (عالم) بالا سے زمین پر کیوں آ گئی؟

مُرغ بے اندازہ چوں شد در قفس　　گفت حق بر جاں فسوں خواند و قصص ۳
لا تعداد پرندے پنجرے میں کیسے آ گئے　　اُنہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے روح پر افسوں اور افسانے پڑھدئے

بر عدمہا کاں ندارد چشم و گوش　　چوں فسوں خواند ہمی آید بجوش
وہ معدوم جو آنکھ اور کان نہیں رکھتے　　جب وہ ان پر افسوں پڑھتا ہے وہ جوش میں آجاتے ہیں

از فسونِ اُو عدمہا زو دزود　　خوش معلق میزند سوئے وجود
اُس کے افسوں سے معدوم چیزیں جلد جلد　　وجود کی جانب قلا بازیاں کھاتی ہیں

---

۱ جلوہ۔ یعنی اہل حال کے آثار ہر کس وناکس پر ظاہر ہو جاتے ہیں، صاحب مقام کی کیفیت عوام سے پوشیدہ رہتی ہے۔ منازِلہائے۔ روح کی منزلیں یہی ہیں کہ وہ پہلے مجرد تھی۔ پھر عالم مثال میں آئی پھر عالم خلق یعنی ناسوت میں آئی اس کے بعد جسم سے جدا ہو کر عالم برزخ میں جائیگی پھر حشر میں اس جسم سے متعلق ہو جائے گی۔ وز زماں۔ زمانہ مخلوق اور حادث ہے۔ اس سے پہلے ایک ایسی حالت تھی جو زمانہ سے خالی تھی۔ مَقام قدس۔ عالم جبروت یعنی مرتبہ صفات الٰہیہ۔ فتوح کشائش۔ اُمنگ، شوق آفاق۔ اطراف عالم نہمت۔ خواہش، حرص

۲ چُوں عُمر۔ یہ شرط ہے جزاء تیسرے شعر کا دوسرا مصرع ہے مشتہی شائق چابک۔ چالاک۔ دَرگہی۔ درگاہ میں حاضر۔ ارشاد کا مگاری، صلاحیت۔ مَرد۔ یعنی ایلچی۔ امیر المومنین ایمان والوں کے سردار یعنی حضرت عمرؓ بالا۔ یعنی عالم اَمر۔ زمین۔ یعنی عالم خلق۔ بے اَندازہ۔ روح مادہ پاک ہے۔ لہٰذا اس کو بیمقدار کہا ہے قفس۔ پنجرا، یعنی جسم انسانی فسون افسون۔

۳ قَصص۔ قصہ کی جمع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو کلمہ۔ "کُن" ہو جا فرما دیا جواب کا مطلب یہ ہے کہ روح کا عالم خلق میں آنا۔ اس کا اختیاری فعل نہیں ہے۔ عدمہا یعنی معدوم۔ چیز یں معلق وزن۔ قلابازی کھاتا اُچھلنا کودنا۔ سوال کردن رسول از امیر المومنین۔

باز بر موجود افسونے چو خواند
زود اُورا درعدم دوا سپہ[1] راند
پھر جب موجود پر اُس نے افسوں پڑھا
جلد اُس کو عدم میں تیز دوڑا دیا

گفت با جسم آیتے تا جاں شد اُو
گفت با خورشید تا رخشاں شد اُو
جسم کو کوئی آیت سنا دی، تو وہ جان بنگیا
سورج سے کہا، تو وہ چمکدار ہو گیا

باز در گوشش دمد نکتہ مخُوف
در رُخ خورشید اُفتد صد کُسوف
پھر اس کے کان میں کوئی خوفناک نکتہ پھونک دیا
تو سورج کے رخ میں سو گرہن آ گئے

گفت در گوش گُل و خنداںش کرد
گفت با لعل خوش و تاباںش کرد
پھول کے کان میں کچھ کہا، اُس کو شگفتہ کر دیا
خوبصورت لعل سے کچھ کہا اور اُس کو چمکدار بنا دیا

تا بگوشِ خاک حق چہ خواندہ است
کو مُراقب گشت و خاموش ماندہ است
(معلوم نہیں) زمین کے کان میں کیا پھونک دیا ہے؟
کہ وہ منتظر اور خاموش ہو گئی ہے

تا بگوشِ ابر آں گویا چہ خواند
کُو چو مَشک از دیدۂ خود آب راند
(نہ معلوم) اس بولنے والے نے ابر کے کان میں کیا کہا ہے؟
کہ اُسے مشک کی طرح اسی آنکھ سے پانی بہا دیا

در تردّد ہر کہ اُو آشفتہ است
حق بگوشِ اُو مُعمّا گفتہ است
جو شخص تردد میں پریشان ہے
اللہ تعالیٰ نے اس کے کان میں کوئی معما کہا ہے

تا کند محبوسش اندر دو گماں
آں کُنم کُو گفت یا خود ضدّ آں
تا کہ اس کو دوگمانوں میں مبتلا کر دے
وہ کروں جو (فلاں نے) کہا یا اس کی ضد

ہم زحق ترجیح[2] یابد یک طرف
زاں دو یک را برگزیند زاں کنف
پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جانب کا رجحان پایا ہے
اُس طرف سے دونوں میں سے ایک کو اختیار کرتا ہے

گر نخواہی در تردد ہوشِ جاں
کم فشار ایں پنبہ اندر گوشِ جاں
اگر تو جان کے ہوش کو تردد میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا ہے
اس روئی کو جان کے کان میں نہ ٹھونس

پنبہ وسواس بیروں کُن ز گوش
تا بگوشت[3] آید از گردوں خروش
وسوسہ کی روئی کو کان سے نکال دے
تا کہ آسمان سے آواز تیرے کان میں آئے

تا کُنی فہم آں معما ہاش را
تا کُنی اِدراک رمز و فاش را؟
تا کہ تو اس کے ان معموں کو سمجھ لے
تا کہ تو واضح بات اور اشاروں کا ادراک کر سکے

پس محلِ وحی گردد گوشِ جاں
وحی چہ بُود گفتن از حسِّ نہاں
پھر جان کا کان وحی کی جگہ بنجاتا ہے
وحی کیا ہوتی ہے؟ پوشیدہ حس کی گفتگو ہے

---

[1] دَوا سپہ۔ تیز رفتار، جو باری باری دو گھوڑوں سے سفر کریگا جلد منزل مقصود پر پہنچ جائیگا۔ جسم جسم۔ جسم کا زندہ ہونا اور سورج کا چمکنا اس کے حکم سے ہے۔ کُسُوف۔ گرہن، حدیث میں ہے کہ چاند اور سورج کا گرہن کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ اللہ کی آیتیں یعنی علامتیں ہیں جن سے اللہ اپنے بندوں کو تنبیہ کرتا ہے۔ مُراقب مراقبہ کرنیوالا، منتظر، گردن جھکانے والا۔ گُویا۔ گفتن سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ تَرَدُّد۔ کسی کام کے کرنے نہ کرنے کا فیصلہ نہ کرسکنا۔ مُعَمَّہ۔ اندھا بنایا ہوا، چھپایا ہوا، وہ کلام جس کا مطلب پوشیدہ کر دیا گیا ہو۔ محبوس۔ پابند قیدی۔ کُو۔ کہ او۔

[2] ترجیح۔ دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنا۔ طرف۔ شق، فریق، جانب۔ کنف۔ کنارہ، طرف ہوشِ جاں۔ روحانی زندگی۔ وسواس۔ یعنی مشاغل دنیوی۔

[3] تا بگوشت۔ یعنی انسان جب دنیاوی مشاغل چھوڑ دیتا ہے۔ اس کو ملاء اعلیٰ سے مناسبت ہو جاتی ہے۔ وحی۔ اس سے مراد الہام ہے جو غیر نبی کی بھی ہوتا ہے۔

گوشِ جان و چشمِ جاں جُز این حس ست[1] — گوشِ عقل و چشمِ ظن زاں مُفلس ست

جان کے کان اور آنکھ اس حس کے علاوہ ہیں — عقل کا کان اور گمان کی آنکھ اس سے خالی ہے

لفظِ جبرم عشق را بے صبر کرد — وانکہ عاشق نیست حَبسِ جبر کرد

جبر کے لفظ نے میرے عشق کو بے قرار کر دیا — جو عاشق نہیں ہے اس کو جبر کا قیدی بنا دیا

ایں معیت باحق ست و جبر نیست — ایں تجلّیِ مہ ست ایں ابر نیست

یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معیت ہے اور جبر نہیں ہے — یہ چاند کی تجلی ہے، ابر نہیں ہے

ور بُوَد ایں جبر جبرِ عامہ نیست — جبرِ آں امارہ خود کامہ نیست

اگر یہ جبر ہے تو عوام کا جبر نہیں ہے — خود غرض (نفس) امارہ کا جبر نہیں ہے

جبر را ایشاں شناسند اے پسر — کہ خدا بکشاد شاں در دل بصر

اے بیٹا! جبر کو وہی پہچانتے ہیں — جن کے دل کی آنکھ خدا نے کھول دی ہے

غیب و آئندہ بر ایشاں گشت فاش — ذکرِ ماضی پیشِ ایشاں گشت لاش

غیب اور آنیوالی چیزیں ان پر منکشف ہوگئی ہیں — گزشتہ کی یاد تو ان کے لئے کچھ بھی نہیں

اختیار و جبرِ ایشاں دیگر ست[2] — قطرہا اندر صدفہا گوہر ست

ان کا اختیار اور جبر دوسرا ہی ہے — صدفوں میں قطرے گوہر ہیں

ہست بیروں قطرۂ خورد و بزرگ — در صدف دُرہائے خورد ستُرگ

باہر وہ چھوٹے اور بڑے قطرے ہیں — لیکن صدف میں وہ چھوٹے اور بڑے موتی ہیں

طبعِ ناف آہوست آں قوم را — از بروں خوں وز دروں شاں مُشکہا

اس قوم کی طبیعت ہرن کا نافہ ہے — باہر خون ہے اور ان کے اندر مُشک ہے

تو مگو کیں[3] نافہ بیروں خوں بُوَد — چوں بُوَد در ناف نا مُشکے چوں شود

تو نہ کہہ کہ یہ نافہ باہر خون ہوتا ہے — جب ناف میں جاتا ہے مُشک کیوں بنجاتا ہے

تو مگو کایں مس بروں بُد محتقر — در دلِ اکسیر چوں گشت ست زر

تو نہ کہہ کہ یہ تانبا باہر ناچیز تھا — اکسیر کے دل میں پہنچ کر سونا کیسے بنگیا؟

اختیار و جبر در تو بُد خیال — چوں در ایشاں رفت شد نور جلال

اختیار اور جبر تجھ میں ایک خیال تھا — جب ان میں پہنچا تو نورِ جلال بن گیا

نان چوں در سُفرہ است او باشد جماد — در تنِ مردم شود اُو روحِ شاد

روٹی جب تک دسترخوان میں ہے وہ بے روح ہے — انسان کے جسم میں پہنچ کر وہ بشاش روح بنجاتی ہے

---

[1] گُوش جَاں۔ روح کے کان اور آنکھ جسم کے کان اور آنکھ کے علاوہ ہیں نیز وہ عقل کے کان اور گمان کی آنکھ سے بھی جداگانہ ہیں۔ جَبر۔ یعنی جب یہ بات سمجھ میں آگئی کہ مطلق اختیار صرف ذات باری کو حاصل ہے تو میرے عشق میں اور اضافہ ہوگیا جو عبادت اور ریاضت کے اضافہ کا متقاضی ہے۔ جو لوگ عشق سے خالی ہیں وہ جبر کے معنی مجبورِ محض کے لیکر عبادات کو ترک کر بیٹھے ہیں۔ مَعیت با حق جب ذاتِ باری سے تعلق قائم ہو جاتا ہے تو وہ اس کو ہی متصرف حقیقی سمجھتا ہے لیکن اس کو جبر کہنا غلطی ہے۔ عامہ۔ عام لوگ۔ امّارَہ یعنی وہ نفس جو برائی پر آمادہ کرتا رہتا ہے۔ خود کامَہ۔ خود غرض۔ نیسْت۔ یعنی اگر کوئی اللہ کے کامل اختیار کو جبر کے ساتھ تعبیر کردے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ آئندَہ مستقبل۔ فَاش۔ ظاہر۔ لاش۔ لاشی غیر موجود۔

[2] دیگر ست۔ عارفین کا جبر مزید عشق و اطاعت کا سبب ہے عوام کو جو جبر کے معنی لیتے ہیں وہ شرعی احکام کے معطل ہو جانیکا باعث ہے۔ قطرہا۔ جبر محمود اور جبر مذموم کو چند مثالوں سے سمجھایا ہے۔ پہلی مثال پانی کے قطروں کی ہے کہ وہ صدف سے باہر معمولی قطرات ہیں صدف میں پہنچ کر قیمتی موتی بنجاتے ہیں۔ اسی طرح عارفین میں جبر کی کیفیت موجب خیر ہے۔ سترگ موٹا۔

[3] تو مگو۔ دوسری مثال نافہ کی ہے کہ وہ باہر خون ہے ہرن کی ناف میں پہونچ کر مشک بنجاتا ہے۔ مس۔ تیسری مثال تانبے کی ہے جو اکسیر میں داخل ہوکر خالص سونا بنجاتا ہے۔ بد خیال۔ عوام میں جبر کے معنی محض ایک خیال ہیں عارفین میں وہ نور بنجاتا ہے۔ نان۔ چوتھی مثال روٹی کی ہے دسترخوان میں وہ ایک بے جان چیز ہے انسانی بدن میں پہنچ کر وہ روح بنجاتی ہے۔

در دِل سُفرہ[۱] نگشتہ مستحیل
مستحیلش جاں کند از سلسبیل
دستر خوان میں وہ متغیر نہیں ہوتی ہے
روح اُس کو سلسبیل کے ذریعہ متغیر کرتی ہے

قوتِ جان ست ایں اے راست خواں
تا چہ باشد قوتِ آں جانِ جاں
اے سچی بات پڑھنے والے! یہ روح کی طاقت ہے
تو روح کی روح کی کیا طاقت ہوگی؟

نان ست قُوتِ تن ولیکن درنگر
تا چہ قُوتِ جانش باشد اے پسر
اے بیٹا! روٹی بدن کی غذا ہے، لیکن غور کر
اس کی روح کی غذا کیا ہو گی؟

گوشت پارہ آدمی از زورِ جاں
می شگافد کوہ را با بحر و کاں
آدمی جو گوشت کا ٹکڑا ہے، جان کے زور سے
پہاڑ کو مع سمندر اور کان کے پھاڑ دیتا ہے

زورِ جانِ کوہکن شقِّ الحجر
زورِ جانِ جاں در اِنْشَقَّ الْقَمَر
کوہکن کی جان کے زور نے پتھر پھاڑا
جان کی جان کا زور انشق القمر میں ہے

گر کشاید دِل سَرِ اَنبانِ راز
جاں بسوئے عرش سازد ترکتاز
اگر دل راز کے تھیلے کا منہ کھولدے
جان، عرش کی جانب دوڑ جائے

گر زباں گوید ز اسرارِ نہاں
آتش[۲] افروزد بسوزد ایں جہاں
اگر زبان چھپے راز کہدے
آگ لگا دے (اور) اس جہان کو جلا دے

اضافت کردن آدم علیہ السّلام زلّت خود را نجویش کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا
حضرت آدم علیہ السلام کا اپنی لغزش کو اپنی طرف منسوب کرنا کہ اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا

واضافت کردن ابلیس بحق تعالیٰ کہ رَبِّ بِمَا اَغْوَيْتَنِي
اور شیطان کا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا کہ اے میرے رب مجھے تو نے کیوں گمراہ کیا

فعلِ حق و فعلِ ما ہر دو ببیں
فعلِ ما را ہست داں پیداست ایں
اللہ کے فعل اور ہمارے فعل دونوں کو دیکھ
ہمارے فعل کو تو موجود سمجھ، یہ ظاہر ہے

گر نباشد فعلِ خلق اندر میاں
پس مگو کس را چرا کردی چناں
اگر مخلوق کا فعل موجود نہو
تو کسی کو نہ کہہ کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟

خلقِ حق اَفعالِ ما را موجد ست
فعلِ ما آثارِ خلقِ ایزد ست
اللہ کی آفرینش ہمارے افعال کی موجد ہے
ہمارے فعل اللہ کی آفرینش کے نتیجے ہیں

لیک ہست ایں فعلِ ما مختارِ[۳] ما
زو جزا گہ مارِ ما گہ یارِ ما
لیکن ہمارا یہ فعل ہمارے اختیار میں ہے
اس کی جزا کبھی ہمارے سانپ ہے اور کبھی ہماری دوست ہے

---

۱ سُفرہ۔ دستر خوان۔ مُستحیل متغیر ہو جانیوالا۔ جاں۔ روح حیوانی۔ سَلسبیل۔ جنت کا چشمہ ہے۔ یہاں بدن کی قوت محللہ مراد ہے جانِ جاں روح انسانی، کیونکہ وہ روح حیوانی جسم سے متعلق ہے۔ نَانَ۔ روٹی روح حیوانی کی غذا ہے روح انسانی کی غذا علوم و معارف ہیں کوہکن۔ پہاڑ کھودنے والا، فرہاد جو شیریں کا عاشق تھا جس نے شیریں سے وصال کے شوق میں پہاڑ کھوڈ ڈالا تھا لیکن نامُراد مرا۔ اِنْشَقَّ الْقَمَر۔ چاند پھٹ گیا، آنحضورؐ کے معجزۂ شق القمر کی طرف اشارہ ہے کہ روح انسانی کی طاقت یہ کام کر ڈالتی ہے۔ انبان۔ تھیلا۔ ترکتاز۔ لوٹ مار۔

۲ آتش اَفْرُوزَد۔ پوشیدہ اسرار کے بیان کو عوام نہ سمجھیں گے تو عالم کے فساد کا سبب بنجائے گا۔ رَبَّنا ظَلَمْنا۔ اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا قرآن پاک میں یہ حضرت آدم کا قول نقل کیا گیا ہے اس میں انہوں نے اپنی خطا کو اپنی طرف منسوب کیا۔ رَبِّ بِمَا اَغْوَيْتَنِي اے رب تو نے مجھے کس سبب سے گمراہ کیا یہ قرآن نے شیطان کا قول نقل کیا ہے اس میں شیطان نے گمراہ کرنیکی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی ہے۔

۳ مختار۔ پسند کرنیوالا پسندیدہ۔ مَار۔ سانپ یعنی جزا بصورت عذاب ہوگی۔ یار۔ دوست۔ یعنی جزاء ہمارے لئے پسندیدہ ہوگی۔

زانکہ[۱] ناطق حرف بیند یا غرض　　کے شود یک دم محیطِ دو عَرض
اسلئے کہ بولنے والا یا حرفوں کو دیکھتا ہے، یا مطلب کو　　ایکدم دو حالتوں پر کیسے حاوی ہو سکتا ہے؟

گر بمعنیٰ رفت شد غافل زحرف　　پیش وپسِ یکدم نہ بیند ہیچ طرف
اگر معنیٰ کی طرف گیا، حروف سے غافل ہوا　　کوئی آنکھ ایکدم آگے اور پیچھے نہیں دیکھ سکتی

آں زماں کہ پیش بینی آں زماں　　تو پس خود کے بہ بینی این بداں
جس وقت تو آگے دیکھتا ہے، اس وقت　　تو اپنے پیچھے کب دیکھ سکتا ہے، یہ سمجھ لے

چوں محیطِ حرف و معنیٰ نیست جاں　　چوں بُوَد جان خالق ایں ہر دو آں
جب ایک جان حروف اور معنیٰ پر حاوی نہیں ہوسکتی ہے　　تو جان دونوں کی خالق کیسے ہو سکتی ہے؟

حق محیطِ جملہ آمد اے پسر　　واندارد کارش از کارِ دگر
اے بیٹا! اللہ سب پر حاوی ہے　　اس کو ایک کام دوسرے کام سے نہیں روکتا ہے

گفت ایزد جانِ ما را مست کرد　　چوں نداند آنکہ را خود ہست کرد
اللہ کے قول نے ہماری جان کو مست کر دیا　　جس کو اس نے پیدا کیا ہے وہ اس کو کیوں نہ جانیگا؟

گفتِ شیطان کہ بِمَا اَغْوَیْتَنِیْ　　کرد فعلِ خود نہاں دیو دنی
شیطان نے کہا کہ مجھے کیوں گمراہ کیا؟　　کمینے شیطان نے اپنے فعل کو چھپا لیا

گفت آدم[۲] کہ ظَلَمْنَا نَفْسَنَا　　او زفعلِ خود نبُد غافل چو ما
آدم (علیہ السلام) نے کہا ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا　　وہ اپنے فعل سے ہماری طرح غافل نہ تھے

درگنہ اُو از ادب پنہانش کرد　　زاں گنہ برخود زدن اُو بر بخورد
انہوں نے گناہ (کے معاملہ) پر ادب کی وجہ سے اس اللہ کے فعل کو چھپایا　　اپنے اوپر گناہ لے لینے سے انہوں نے پھل کھایا

بعدِ توبہ گفتش اے آدم نہ من　　آفریدم در تو آں جُرم و محن
توبہ کے بعد اسے کہا اے آدم! کیا میں نے نہیں　　پیدا کیا تھا تجھ میں وہ جرم اور مصیبتیں

نے کہ تقدیر و قضائے من بُداں[۳]　　چوں بوقتِ عذر کردی آں نہاں
کیا وہ میری تقدیر اور قضا نہ تھی؟　　تو نے عذر کے وقت اس کو کیوں چھپایا؟

گفت ترسیدم ادب نگذاشتم　　گفت من ہم پاس آنت داشتم
حضرت آدمؑ نے کہا میں ڈرا، ادب کو نہ چھوڑا　　(اللہ تعالیٰ) نے فرمایا میں نے بھی تیرے لئے اس کا لحاظ رکھا

ہر کہ آرد حُرمت اُو حرمت بَرد　　ہر کہ آرد قند لوزینہ خورَد
جو شخص تعظیم کرتا ہے عزت پاتا ہے　　جو شخص شکر لاتا ہے وہ بادامی حلوہ کھاتا ہے

---

[۱] زانکہ۔ لانّہٗ۔ یہ ثابت فرمارہے ہیں کہ انسان اپنے احوال کا خود خالق نہیں ہے بلکہ انسان کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے اسلئے کہ خالق کا اپنی مخلوق پر علمی احاطہ ضروری ہے ورنہ وہ اس کو کیسے پیدا کرسکیگا اور انسان کو اپنے افعال کا ہر طرح سے علم ہو ایسا نہیں ہے لہٰذا انسان کو اپنے افعال کا خالق قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ ناطق۔ بولنے والا۔ غرض مطلب، مفہوم۔ یکدم۔ ایک آن میں۔ محیط۔ احاطہ کرنیوالا، گھیر لینے والا۔ عرض حالت۔ طرف۔ آنکھ ہر دُو آں۔ یعنی حروف اور مطلب۔ واندارد "لَا یَشْغَلُہٗ شَانٌ عَنْ شَانٍ" اللہ تعالیٰ کو ایک حالت دوسری حالت سے غافل نہیں بناتی ہے۔ گفت قول یعنی کلمہ کن دیو۔ شیطان۔ دنی۔ کمینہ فعل خود۔ یعنی اپنے کسب کو۔

[۲] آدم۔ حضرت آدمؑ نے ظلم کی اپنی طرف نسبت کسب کے اعتبار سے کی ورنہ اس کا خلق اللہ کی طرف منسوب تھا جس کو ادباً ذکر نہیں کیا۔ شعر۔

گناہ گرچہ نبود اختیارِ ما حافظ
تو در طریقِ ادب کوش و گو گناہِ من ست

برخود زدن۔ اپنے اوپر لگا لینا۔ اپنے ذمہ لازم کر لینا۔ برخوردن۔ پھل پانا، نتیجہ حاصل کرنا۔ آفریدم۔ میں نے پیدا کیا۔ محن۔ محنت کی جمع ہے یعنی احکام کی پابندی میں جو مشقتیں ہیں۔

[۳] بُدان۔ بود آن۔ یعنی آدمؑ کا گندم کھا لینا۔ نہاں۔ یعنی تو نے عذر کے وقت یہ کیوں نہیں کہا کہ تقدیر کے مطابق میں نے گندم کھایا ہے۔ ترسیدم یعنی بے ادبی سے۔ گفت یعنی خدا نے فرمایا ہے۔ برائے تو کے معنیٰ میں ہے۔ حُرمت۔ عزت۔ احترام۔ لوزینہ۔ بادام کا حلوہ۔

طیبات ۱ از بہر کہ للطیبین　یار را خوش کُن مرنجاں و ببیں
پاک چیزیں کس کے لئے ہیں پاک لوگوں کے لئے　دوست کو خوش رکھ، رنجیدہ نہ کر اور دیکھ

تمثیل

یک مثال اے دل پئے فرقے بیار　تابدانی جبر را از اختیار
اے دل! ایک مثال فرق کرنے کے لئے لا　تاکہ تو جبر کو اختیار سے جدا سمجھ سکے

دست کو لرزاں بُوَد از ارتعاش　وانکہ دستے راتو لرزانی زجاش
وہ ہاتھ جو رعشہ سے ہل رہا ہے　اور وہ ہاتھ جس کو تو جگہ سے ہلا رہا ہے

ہر دو جنبش آفریدہ حق شناس　لیک نتواں کرد این با آں قیاس
دونوں حرکتوں کو اللہ کی پیدا کردہ سمجھ　لیکن اس کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے

زاں پشیمانی کہ لرزانیدیش　چوں پشیماں نیست مردِ مُرتعش
اُس سے تو شرمندہ ہے جس کو تو نے ہلایا ہے　رعشہ والا انسان کیوں شرمندہ نہیں ہے؟

مُرتعش را کے پشیماں دیدۂ　بر چنیں جبرے چہ بَر چسپیدۂ
رعشہ والے کو تو نے کب شرمندہ دیکھا ہے؟　اس قسم کے جبر کو تو کیوں چپٹا ہوا ہے؟

بحث عقل است ایں چہ عقل آں حیلہ گر　تا ضعیفے ۲ رہ برد آنجا مگر
یہ عقلی بحث ہے، عقل کیا ہے، حیلہ گر ہے　شاید کوئی کمزور (اس کے ذریعہ) اُس مقام تک پہنچ جائے

بحثِ عقلی گر دُرو مرجاں بُوَد　آں دگر باشد کہ بحثِ جاں بُوَد
عقلی بحث، خواہ موتی اور مونگا ہو　روحانی بحث دوسری ہی چیز ہے

بحثِ جاں اندر مقامے دیگرست　بادۂ جاں را قوامے دیگرست
روحانی بحث کا مقام دوسرا ہے　روحانی شراب کا قوام ہی دوسرا ہے

آں زماں کہ بحثِ عقل ساز بُود　ایں عمرؓ با بُو الحکم ہمراز بُود
جس زمانہ میں عقلی بحث مہیا تھی　یہ (حضرت) عمرؓ ابو جہل کے ساتھ ہمراز تھے

چوں عمر از عقل آمد سوئے جاں　بُو۳ الحکم بُوجہل شد در بحثِ آں
عمر جب عقل سے روح کی طرف آئے　انکی بحث میں بو الحکم ابو جہل بن گیا

سوئے عقل و سوئے حس اُو کامل ست　گرچہ خود نسبت بجاں اُو جاہل ست
عقل اور حواس کے اعتبار سے وہ پورا ہے　اگرچہ روح کے اعتبار سے وہ جاہل ہے

---

۱ طیبات۔ پاک چیزیں، پاک عورتیں۔ طیبین۔ پاک لوگ۔ یار۔ یعنی خدائے تعالیٰ۔ فرقے۔ یعنی جبر اور اختیار میں امتیاز کرنے کے لئے۔ ارتعاش۔ لرزہ، رعشہ کا مرض۔ از جاش از جاش۔ از جائے او۔ ہر دو۔ ہاتھ کی دونوں قسم کی حرکت اللہ کی پیدا کردہ ہے۔ لیکن دونوں میں فرق ہے۔ ایک جبری ہے ایک اختیار ہے۔ مرتعش حرکتِ اضطراری کی وجہ سے انسان کبھی شرمندگی محسوس نہیں کرتا، اختیاری ناشائستہ حرکت سے شرمندہ ہوتا ہے۔ بحث یعنی جبر و اختیار کا فرق سمجھانے کے لئے جو ہم نے پہلے تقریر کی یہ عقلی بحث ہے لیکن عقل بیچاری خود کیا چیز ہے جو اُس کی بحث قابل قدر ہو۔ یہ تو محض عوام روحانیت سے خالی لوگوں کے لئے ایک راہ نمائی کی تدبیر ہے۔

۲ ضعیف۔ یعنی وہ لوگ جنکو وہبی علوم حاصل نہیں ہیں۔ دُر۔ موتی۔ مرجان۔ مونگا۔ یعنی عقلی بحث خواہ کیسی حسین ہو روحانی بحث کا مقام حاصل نہیں کر سکتی۔ مقام۔ رُوحانی بحث کا مرتبہ وحی الہام کا مرتبہ ہے۔ بادۂ شراب قوام۔ کسی چیز کے تحقیقی اجزاء ساز بُودن۔ سامان ہونا۔

۳ بوالحکم عمرو بن ہشام کی پہلی کنیت ہے اس کے بعد اس کی کنیت ابو جہل مشہور ہوگئی۔ رشتہ میں آنحضور کا چچا تھا لیکن دشمنی میں سب سے آگے تھا جنگ بدر میں ملا گیا سوئے عقل۔ ابو جہل کے عقل و حواس میں کوئی کمی نہ تھی لیکن روحانیت سے بالکل خالی تھا۔

بحثِ عقلی و حسی اثر داں یا سبب[1] — بحثِ جانی یا عجب یا بو العجب
عقلی اور حسی بحث کو اثر یا سبب سمجھ — روحانی، بحث یا عجیب ہے، یا اس سے بھی بڑھ کر ہے

ضوءِ جاں آمد نماند اے مستضی — لازم[2] و ملزوم و نافی مقتضی
اے روشنی کے طالب! روح کا نور جب آیا — لازم اور ملزوم اور نافی مقتضی نہ رہے

زانکہ بینا را کہ نورش بازغ ست — از عصا و از عصا کش فارغ ست
اسلئے کہ وہ بینا جس کی روشنی چمک رہی ہے — لاٹھی اور لاٹھی پکڑنے والے سے بے نیاز ہے

تفسیر آیۃ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وبیانِ آں

"وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو" آیت کی تفسیر اور اُس کا بیان

بارِ دیگر ما بقصّہ آمدیم — ما ازیں قصّہ بروں خود کے شدیم
ہم پھر قصہ کی طرف لوٹتے ہیں — ہم اس قصہ سے باہر ہی کب نکلے ہیں؟

گر بجہل[3] آئیم آں زندانِ اُوست — ور بعلم آئیم آں ایوانِ اُوست
اگر ہم جہل میں مبتلا ہیں تو وہ اس کا قید خانہ ہے — اگر علم سے بہرہ ور ہوں، وہ اس کا محل ہے

گر بخواب آئیم مستانِ وئیم — ور بہ بیداری بدستانِ وئیم
اگر ہم سو جائیں تو ہم اُس کے مست ہیں — اگر بیدار ہیں تو اُس کے داستاں گو ہیں

ور بگرئیم ابر پُر زرقِ وئیم — ور بخندیم آں زماں برقِ وئیم
اگر ہم روئیں تو اس کا صاف پانی بھرا ابر ہیں — اگر ہم ہنسیں تو اس وقت ہم اس کی بجلی ہیں

ور بخشم و جنگ عکسِ قہرِ اوست — ور بصلح و عذر عکسِ مہرِ اوست
اگر غصہ اور لڑائی میں ہیں تو اس کے قہر کے پرتو ہیں — اگر صلح اور معذرت میں ہیں تو اس کی مہر کا پرتو ہیں

ما کہ ایم اندر جہانِ پیچ پیچ — چوں الف اُو خود کہ دارد ہیچ ہیچ
اس پیچ در پیچ دنیا میں ہم کیا ہیں؟ — الف کی طرح ہیں جس کے پاس کچھ نہیں ہے

چوں الف گر تو مجرد می شوی — اندریں رہ مردِ مفرد می شوی
اگر الف کی طرح تو خالی ہو جائے — تو اس راستہ میں تو یگانہ انسان بنجائے

جہد کن تا ترکِ غیرِ حق کنی — دل ازیں دنیائے فانی بر کنی
کوشش کرتا کہ تو ماسوی اللہ کو ترک کرے — اس فانی دنیا سے دل کو ہٹا لے

ایں سخن را نیست پایاں اے پسر — از رسولِ روم بر گو و زعمرؓ
اے بیٹا! اس بات کی انتہا نہیں ہے — روم کے ایلچی اور حضرت عمرؓ کی بات کر

[1] اَثر۔ یعنی اثر سے موثر پر استدلال جیسے دھوئیں سے آگ کے وجود پر استدلال جس کو دلیل انی کہتے ہیں۔ سبب۔ یعنی علت سے معلول کے وجود پر استدلال جس کو دلیل لمی کہتے ہیں۔ جیسے سورج کے نکلنے سے دن کے وجود پر استدلال عَجب۔ عجیب۔ بُو العجب۔ عجیب کا باپ یعنی بہت زیادہ تعجب خیز۔ مستضی روشنی حاصل کرنے والا۔

[2] لَازِم وَمَلزُوم۔ یعنی لازم کے وجود سے ملزوم کے وجود پر یا ملزوم کے وجود سے لازم کے وجود۔ استدلال۔ نافی مقتضی یعنی نافی کے وجود سے منفی کے وجود پر یا مقتضی کے وجود سے مقتضا کے وجود پر، استدلال بازغ۔ چمکنے والا۔ فارغ۔ یعنی عقلی بحث اندھے کی لاٹھی ہے جو اس کی رہنمائی کرتی ہے، سا کے کو اس اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

[3] جہل۔ نادانی، یہ خدا کا قید خانہ ہے۔ علم۔ ی یعنی قرب الٰہی یہ اس کے دربار میں باریابی کا سب ہے۔ دستان۔ داستان ابر۔ بادل زرق۔ صاف پانی۔ برق۔ بجلی۔ ور بخشم۔ غرضیکہ جملہ صفات انسانی اللہ کی شانوں کا مظہر ہیں۔ الف۔ یعنی جو ہر چیز سے خالی ہے نہ اس پر نقطہ ہے نہ حرکت مجرد۔ خالی۔ مرد مفرد یگانہ انسان بے مثال۔

سوال کردنِ رسولِ روم از عمرؓ سبب ابتلائے اَرواح با ایں آب و گل جسم

روم کے ایلچی کا حضرت عمرؓ کے روحوں کے اس آب و گل کے جسم میں مبتلا ہونیکا سبب پُوچھنا

از عمرؓ چوں آں رسول ایں راشنید[1] — روشنئ درویش آمد پدید
اس ایلچی نے (حضرت) عمرؓ سے جب یہ سنا — اس کے دل میں ایک روشنی پیدا ہو گئی

محو شد پیشش سوال و ہم جواب — گشت فارغ از خطا و از صواب
سوال اور جواب بھی اس کے سامنے مٹ گیا — صحیح اور غلط سے بے نیاز ہو گیا

اصل را دریافت بگذشت از فروغ — بہرِ حکمت کرد در پرسشِ شروع
اُس نے اصل معلوم کر لی فروع کو چھوڑ دیا — حکمت کی بات پوچھنی شروع کر دی

با عمر گفت اُو چہ حِکمت بُود و سرّ — حبس ایں صافی دریں خاکِ کدِر
(حضرت) عمرؓ سے بولا کیا حکمت اور کیا راز تھا؟ — اس مصفیٰ چیز کو اس مکدر مٹی میں قید کرنیکا

آبِ صافی در گلے پنہاں شدہ — جانِ صافی بستۂ ابداں شدہ
صاف پانی، مٹی میں چھپا ہوا ہے — مصفیٰ روح جسموں سے وابستہ ہو گئی

فائدہ فرما کہ ایں حِکمت چہ بود — مُرغ را اندر قفس کردن چہ سُود
فرمائیے یہ کیا حکمت تھی؟ — پرندہ کو پنجرے میں بند کرنیکا کیا فائدہ ہے

گفت تو بحثے شگرفے می کُنی — معنیٔ را بندِ حرفے می کُنی
حضرت عمرؓ نے کہا تو عجیب بحث کر رہا ہے — معنیٰ کو لفظوں میں قید کر رہا ہے

حبس[2] کردی معنی آزاد را — بندِ حرفے کردۂ تو باد را
آزاد معنیٰ کو تو نے قید کر دیا — آواز کو بھی تو نے لفظوں کا پابند کر دیا

از برائے فائدہ ایں کردۂ — تو کہ خود از فائدہ در پردۂ
تو نے فائدہ کے لئے یہ کیا ہے — حالانکہ تو خود فائدہ سے حجاب میں ہے

آنکہ از وے فائدہ زائیدہ شد — چوں نہ بیند آنچہ ما را دیدہ شد
جس ذات سے وہ فائدہ پیدا ہوا ہے — وہ اس کو کیوں نہ دیکھے گا جس کو ہم نے دیکھا ہے

صد ہزاراں فائدہ است و ہر یکے — صد ہزاراں پیش آں یک اند کے
لاکھوں فائدے ہیں — اور ان میں سے ایک کے سامنے لاکھوں فائدے کم ہیں

آں دمِ نُطقش کہ جانِ جانہاست — چوں بُود خالی زمعنیٔ گوئے راست
اس کی گویائی کا افسوں جو جانوں کی جان ہے — معنیٰ سے کب خالی ہو گا؟ سچ کہنا

---

[1] ایں راشنید۔ یعنی حضرت عمرؓ نے روح کے بارے میں جو تقریر کی تھی۔ محو شد۔ یعنی سوال جواب ختم ہو گئے اور اس کو شرح صدر ہو گیا۔ اصل یعنی اس کو معلوم ہو گیا۔ کہ اشیاء کے وجود کا اصل سبب کلمہ کن ہے۔ فروع۔ یعنی اشیاء کے وجود کے جزوی اسباب۔ حکمت۔ یعنی اللہ کے افعال کی حکمتیں گفت۔ اس نے دریافت کیا کہ روح کو جو جسم میں مقید کرنے کی کیا حکمت ہے آب صافی یعنی روح گل یعنی انسانی جسم مرغ یعنی روح۔ قفس یعنی انسانی بدن، شگرف۔ شین کے کسرہ اور گاف کے فتحہ کے ساتھ، عجیب، عظیم۔

[2] حبس۔ قید کرنا۔ باد ہوا۔ یعنی آواز انسان معنیٰ اور آواز جیسی آزاد چیز کو لفظوں میں مقید کرتا ہے تو اس میں لامحالہ کوئی نہ کوئی حکمت اور فائدہ پیش نظر ہوتا ہے۔ آنکہ۔ جو ذات فائدوں کی خالق ہے اس کے افعال میں کوئی نہ کوئی فائدہ کیوں مضمر نہو گا۔ صد ہزاراں۔ روح کو مقید کرنے میں لاکھوں فائدے ہیں اور اس میں سے ہر ایک ہمارے لاکھ فائدوں سے بڑھا ہوا ہے۔ دم نقطش یعنی کلمہ کن۔ جان جانہا۔ تمام جانداروں کی جان کا اصلی سبب ہے۔ معنیٰ۔ یعنی افادیت۔

آں دمِ نطقت[1] کہ جزوِ جزوہاست　　فائدہ شد کل کُل خالی چراست
تیری گویائی جو جزوں کا جزو ہے　　مفید ہوئی تو کل کا کل خالی کیوں ہے؟

تو کہ جُزوی کارِ تو با فائدہ است　　پس چرا در طعنِ کُل آری تو دست
تو جو کہ ایک جزو ہے، تیرا کام با فائدہ ہے　　پھر تو کل پر طعنہ زنی کیلئے کیوں آمادہ ہوتا ہے؟

گفت را گر فائدہ نبود مگو　　ور بود ہل اعتراض و شکر جو
بولنے میں اگر فائدہ نہو تو نہ بول　　اگر ہو تو اعتراض چھوڑ دے اور شکریہ ادا کر

شکرِ حق چوں طوق ہر گردن بود　　نے جدال و رُو ترش کردن بود
اللہ کا شکر ہو گردن میں طوق کی طرح ہونا چاہئے　　نہ کہ جھگڑا اور منہ بگاڑنا

گر ترش رو بودن آمد شکر و بس　　ہمچو سرکہ شکر گوئے نیست کس
اگر ترش رو ہونا ہی صرف شکر ہے　　تو سرکہ کا سا شکر گذار کوئی نہیں ہے

سرکہ را گر راہ باید در جگر　　گو بشو سرکنگبیں اُوّاز شکر
اگر سرکہ کو جگر میں جانے کا راستہ چاہیے　　کہدو، شکر سے ملکر سکنجبین بنے

معنی[2] اندر شعر جز با خبط نیست　　چوں فلاسنگ ست آنرا ضبط نیست
شعر میں معنیٰ بیان کرنا بغیر گڑبڑ (ممکن) نہیں ہے　　جنگل کے پتھروں کی طرح بیان کا ضبط کرنا ممکن نہیں ہے

در بیان حدیث مَنْ اَرَادَاَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللہِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ اَھْلِ التَّصَوُّفِ

حدیث، جو اللہ کے ساتھ بیٹھنے کا قصد کرے وہ اہلِ تصوف کے ساتھ بیٹھے" کا بیان

آں رسول اینجا رسید و شاہ شد　　والِہ اندر قدرتُ اللہ شد
وہ ایلچی اس جگہ پہنچ کر شاہ بنگیا　　اللہ کی قدرت کا فریفتہ ہو گیا

آں رسول از خود بشد زیں یکدو جام　　نے رسالت یاد ماندش نے پیام
وہ ایلچی ان ایک دو جام سے بیخود ہو گیا　　نہ اس کو سفارت یاد رہی نہ پیغام

سیل چوں آمد بدریا بحر گشت　　دانہ چوں آمد بمزرع کشت گشت
سیلاب دریا میں پہنچا، دریا بن گیا　　دانہ جب کھیت میں پہنچا، کھیتی بنگیا

سیل چوں آمد بدریا محو گشت　　میغ[3] پیشِ تیغ شمسی ضحو گشت
سیلاب جب دریا میں پہنچا فنا ہو گیا　　ابر، سورج کی تلوار کے آگے دھوپ بنگیا

چوں تعلق یافت ناں بابوالبشر　　نانِ مردہ زندہ گشت و باخبر
روٹی کا تعلق جب (حضرت) آدمؑ سے ہوا　　مُردہ روٹی، زندہ اور باخبر ہو گئی

---

[1] دمِ نطقت۔ یعنی انسان کا کلام جو حادث ہے۔ جب وہ فائدے سے خالی نہیں ہے تو کُل کل۔ یعنی کلام قدیم کلمہ کن فائدے سے کیسے خالی ہو سکتا ہے تو کہ جب انسان کا کام فائدہ سے خالی نہیں ہوتا ہے تو کل یعنی ذات باری کے کام پر بےفائدہ ہونیکے طعنہ کا کیا موقع ہے۔ گُفت۔ تیرا کلام جو تو نے سوال میں کیا ہے اگر مفید ہے تو مدعیٰ ثابت ہو گیا۔ یعنی کلام باری بھی مفید ہوگا جیسا کہ اوپر کے اشعار میں بتایا گیا اور اگر یہ تیرا کلام غیر مفید ہے تو ایسا کلام ہی نہ کرنا چاہئے لہٰذا تجھے یہ سوال ترک کر دینا چاہئے نیز یہ مطلب بھی ہے کہ غیر مفید سوال کرنا درست نہیں ہے مفید سوال بھی بشکل اعتراض نہونا چاہئے بلکہ شکر گوئی کے طریقہ پر ہونا چاہئے۔ شکرِ حق۔ انسانوں کا شکر گزار ہونا۔ اللہ کا شکر گزار ہونا ہے۔ نے جدال۔ لڑائی اور جھگڑے کے طریقہ پر سوالات کرنا شکر گزاری کا طریقہ نہیں ہے۔ سرکہ۔ اگر ترشروئی شکریہ ادا کرنیکا طریقہ ہو تو پھر سرکہ سے زیادہ شکر گزار کون ہوگا۔ آز شکر۔ اگر جگر تک مقبولیت کی خواہش ہے تو سرکہ کو شکر میں ملا کر سکنجبین بنالو

[2] معنیٰ۔ اس موضوع کی وضاحت شعروں کے ذریعہ نہیں ہو سکتی شعر میں معنیٰ توڑ پھوڑ کر سموئے جاتے ہیں۔ معنیٰ ایک وسیع چیز ہے۔ حدیث یعنی اولیاء اللہ کا قول ہے۔ اینجا۔ قدرت الٰہی کی معرفت شاہ یعنی عارف باللہ دنیا سے مستغنی۔ والِہ حیران، دیوانہ۔ سیل۔ فیض صحبت کی ایک مثال ہے یعنی۔ سیلاب کا پانی دریا میں ملکر دریا بنجاتا ہے اسی طرح وہ ایلچی حضرت عمرؓ جیسے عارف باللہ کی صحبت میں عرف باللہ بنگیا۔ دانہ۔ یہ فیض صحبت کی دوسری مثال ہے۔

[3] فیض صحبت کی تیسری مثال ہے باخبر۔ زندہ کا جز زندہ اور باخبر کا جز باخبر ہو گیا یہ چوتھی مثال۔

مُوم۱ او ہیزم چوں فدائے نار شد — ذاتِ ظلمانی اُو انوار شد

موم اور سوختہ لکڑی جب آگ پر قربان ہوئی — اس کی تاریک ذات انوار بنگئی

سنگِ سُرمہ چونکہ شد در دیدگاں — سنگِ بینائی شد اینجا دیدہ باں

سرمہ کا پتھر جب آنکھوں میں پہنچا — بینائی کا پتھر اور آنکھ کا نگہبان بنگیا

اے خنک آں مرد کز خود رُستہ شُد — در وجودِ زندۂ پیوستہ شُد

بہت ہی قابل مبارکباد ہے وہ شخص جو خودی سے نکل گیا — اور کسی زندہ کے وجود سے وابستہ ہو گیا

وائے آں زندہ کہ بامُردہ نشست — مُردہ گشت و زندگی از وے بجَست

افسوس ہے اس زندہ پر جو مردے کا ہم نشین ہوا — مردہ ہو گیا اور زندگی اس سے نکل بھاگی

چوں تو در قرآنِ حق بگریختی — بارَ وانِ انبیاء آمیختی

جب تو سچے قرآن کی پناہ میں آ گیا — انبیاء کی روح سے گھل مل گیا

ہست قرآں حالہائے انبیاء — ماہیانِ بحر پاکِ کبریا

قرآن میں انبیاء کے احوال ہیں — جو اللہ کے پاک دریا کی مچھلیاں ہیں

ور بخوانی ونہ قرآن پذیر — اَنبیاء۲ و اولیاء را دیدہ گیر

اگر تو پڑھتا ہے اور تو قرآن پر عمل کرنیوالا نہیں ہے — انبیاء اور اولیاء کا دیدار سمجھ

وَر پذیرائی چو برخوانی قصص — مُرغِ جانت تنگ آید در قفص

اگر تو عمل پیرا ہے، جب قصے پڑھے — تو تیری جان کا پرند پنجرے میں تنگ ہو جائے

مُرغ کو اندر قفس زندانی ست — می نجوید رَستن از نادانی ست

جو پرند پنجرے میں قیدی ہے — چھٹکارا نہ چاہے تو نادانی ہے

روحہائے کز قفسہا رستہ اند — انبیاء۳ و رہبر شائستہ اند

جو روحیں پنجروں سے آزاد ہو گئی ہیں — انبیاء اور شائستہ مرشد ہیں

از بُروں آواز شاں آید برِیں — کہ رہِ رَستن تُرا اینست ایں

باہر سے ان کی آواز اس طرح آتی ہے — کہ تیرے چھٹکارے کا راستہ یہی ہے یہی ہے

ما بدیں رستیم زیں تنگیں قفص — غیر ایں رہ نیست چارہ ایں قفص

ہم اس تنگ پنجرے سے اسی (راستہ) سے چھوٹے ہیں — اس راستے کے علاوہ اس پنجرے سے (چھٹنے) کی کوئی تدبیر نہیں ہے

خویش را رنجور سازو زار زار — تا ترا بیروں کنند از اشتہار

اپنے آپ کو رنجور و زار و نزار بنا لے — تاکہ تجھے شہرت سے نکال لائیں

۱ مُوم۔ یہ بھی فیض صحبت سے تبدیلی کی ایک مثال ہے۔ سنگ سُرمہ۔ یعنی ناقص کامل کی صحبت سے کمال حاصل کرلیتا ہے۔ زندہ یعنی مردِ خدا اولی اللہ جو زندہ دل ہے۔ زندہ یعنی وہ شخص جس میں صلاحیت تھی۔ مُردہ۔ یعنی مردہ دل، ناقص پیر۔ گریختن بھاگنا۔ در گریختن۔ پناہ پکڑنا۔ قرآن۔ یعنی اگر روئی کامل میسر نہ آئے تو قرآن سے فیض حاصل کرنا چاہئے۔ قرآن پذیر۔ یعنی قرآنی احکام کا عامل۔

۲ انبیاء اولیاء یعنی انبیاء اور اولیاء کی تعلیمات پر عمل کرنا جس طرح مفید ہے اسی طرح انکی زیارت بھی مفید ہے اسی طرح قرآنی تعلیمات پر عمل کرنا بھی مفید ہے۔ اور محض زبانی تلاوت بھی مفید ہے۔ قفص۔ یعنی دنیا، قرآنی تعلیمات پر عمل آخرت کی طرف متوجہ کر دیگا۔ دنیا سے دل گھبرانے لگیگا۔ مُرغ۔ روح کو آزاد کرنیکی ترکیب قرآن خوانی ہے۔ اگر اس پر کوئی عمل نہ کرے تو نادانی ہے۔

۳ انبیاء اور کامل مرشد کی روحیں قفس سے آزاد ہیں۔ بُروں۔ یعنی عالم بالا، ان بزرگوں کی روحیں عام انسانوں کو درسِ عبرت دے رہی ہیں اور روح کی آزادی کا طریقہ بتا رہی ہیں۔ قفص۔ سین اور صاد دونوں سے صحیح ہیں۔ رنجور۔ بیمار۔ منکسر المزاج انسان کا کبر و غرور اس راہ پر چلنے میں رکاوٹ ہے۔

کاشتہارِ ۱ خلق بندِ محکم ست	در رہِ ایں از بندِ آہن کے کم ست
مخلوق میں شہرت، مضبوط بیڑی ہے	راہ میں یہ لوہے کی بیڑی سے کیا کم ہے
یک حکایت بشنوا اے زیبا رفیق	تا بدانی شرطِ ایں بحرِ عمیق
اے اچھے ساتھی! ایک قصہ سن لے	تاکہ اس گہرے سمندر کی موافق ہوا کو تو سمجھ لے
بشنوا کنوں داستانے در مثال	تا شوی واقف بر اَسرارِ مقال
اب ایک قصہ بطور مثال کے سن لے	تاکہ بات کے رازوں سے تو باخبر ہو جائے

قصۂ باز رگاں کہ بہندوستان بتجارت میرفت و پیغام دادنِ طوطیِ محبوس بطوطیانِ ہندوستان

ایک سوداگر کا قصہ جو ہندوستان کو تجارت کے لئے جا رہا تھا اور ایک قیدی طوطی کا ہندوستان کی طوطیوں کو پیغام دینا

بود باز رگانے اُورا طوطے	در قفس محبوس زیبا طوطے
ایک سوداگر کے پاس ایک طوطی تھی	ایک خوبصورت طوطی جو پنجرے میں قیدی تھی
چونکہ باز رگاں سفر را ساز کرد	سوئے ہندوستاں شدن آغاز کرد
جب سوداگر نے سفر کا سامان کیا	اور ہندوستان کی طرف روانگی کا آغاز کیا
ہر غلام و ہر کنیزک ۲ راز جُود	گفت بہر تو چہ آرم گوئے زود
ہر غلام اور لونڈی کو بطور بخشش کے	کہا، جلد بتا، تیرے لئے کیا لاؤں؟
ہر یکے از وے مُرادے خواست کرد	جملہ را وعدہ بداد آں نیک مرد
ہر ایک نے اس سے اپنی ایک خواہش ظاہر کی	اس نیک مرد نے سب سے وعدہ کیا
گفت طوطی را چہ خواہی اَرمغاں	کآرمت از خطہ ہندوستاں
اس نے طوطی سے کہا تو کیا سوغات چاہتی ہے	جو تیرے لئے ہندوستان سے لاؤں؟
گفتش آں طوطی کہ آنجا طوطیاں	چوں بہ بینی کُن ز حالِ من بیاں
اُس طوطی نے اس سے کہا وہاں طوطیاں ہیں	جب تو دیکھے، میرا حال بیان کر دینا
کہ فلاں طوطی کہ مُشتاقِ شماست	از قضائے آسماں در حبسِ ماست
کہ فلاں طوطی جو تمہاری مشتاق ہے	آسمانی فیصلہ کے مطابق وہ ہماری قید میں ہے
بر شما کرد اُو سلام و داد خواست	وز شما چارہ رہِ ارشاد خواست
اُس نے تمہیں سلام کہا ہے اور انصاف کی درخواست کی ہے	اور تم سے راستہ کی تدبیر اور رہنمائی چاہی ہے

۱ اِشتہار۔ مال و دولت کے ذریعہ شہرت طلبی۔ شرط سمندر کی ہوا جو جہاز کے موافق ہو۔ بحر عمیق۔ گہرا سمندر۔ اَسرَار اِسر کی جمع، راز۔ مقال، قول۔ بات، قصہ۔ پہلے سمجھایا گیا ہے کہ واصل بحق ہونیکا طریقہ فنا ہے، شہرت مانع بنتی ہے اس قصہ اور حکایت کا خلاصہ یہی ہے کہ ایک طوطی نے مردہ بنکر دوسری طوطی کو تعلیم اور قفس سے رہائی کا راستہ بتایا، مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا کی یہی تفسیر ہے، بَازَرگان۔ تاجر، سوداگر زیبا۔ خوبصورت۔

۲ کنیزک۔ لونڈی جُود۔ سخاوت۔ نیک مرد یعنی سوداگر ارمُغاں۔ تحفہ، سوغات۔ خطہ ملک، علاقہ حبس۔ قید۔ داد۔ انصاف۔ چارہ رہ۔ یعنی راہِ نجات کی تدبیر۔ ارشاد رہنمائی۔

گفت میشاید کہ من در اِشتیاق ۔ جاں دہم اینجا بمیرم در فراق
اس نے کہا ہے کیا یہ مناسب ہے کہ میں شوق میں ۔ اس جگہ جان دیدوں اور فراق میں مر جاؤں

ایں روا باشد کہ من در بند سخت ۔ گہ شما بر سبزہ گاہے بر درخت
کیا یہ جائز ہو گا کہ میں سخت قید میں ہوں ۔ اور تم کبھی سبزہ پر اور کبھی درخت پر؟

ایں چنیں باشد وفا اے دوستاں ۔ من دریں حَبس و شما در بُوستاں[۱]
اے دوستو! وفا ایسی ہی ہوتی ہے ۔ میں اس قید میں رہوں اور تم باغ میں؟

یاد آرید اے مِہاں زیں مُرغِ زار ۔ یک صبوحے درمیانِ مرغزار
اے صاحبان! اس تباہ حال پرند کو یاد کر لو ۔ کسی صبح کو سبزہ زار میں

یاد آرید از مُحِبّتہائے ما ۔ حقِّ مجلسہا و صُحبتہائے ما
ہماری محبتوں کو یاد کرو ۔ ہماری ہمنشینیوں اور صحبتوں کے حق کو (یاد کرو)

یاد یاراں یار را میموں[۲] بُود ۔ خاصہ کاں لیلیٰ و ایں مجنوں بُود
دوستوں کی یاد دوست کے لئے مبارک ہوتی ہے ۔ خصوصاً جبکہ وہ لیلیٰ اور یہ مجنوں ہو

اے حریفاں با بُتِ موزونِ خود ۔ من قدحہا می خورم از خونِ خود
اے دوستو (تم) اپنے حسین محبوب کے ساتھ جام نوش کر رہے ہو ۔ میں اپنے خون کے پیالے پی رہی ہوں

یک قدح مے نوش کن بر یادِ من ۔ گر ہمی خواہی کہ بدہی دادِ من
میری یاد میں ایک پیالہ شراب کا پی ۔ اگر میرے حق میں انصاف کرنا چاہتا ہے

یا بیادِ ایں فتادہ خاک بیز ۔ چونکہ خوردی جُرعہ بر خاک ریز
یا اس افتادہ خاک چھاننے والے کی یاد میں ۔ جب تو پئے، ایک گھونٹ زمین پر بہا دے

اے عجب آں عہد و آں سوگند کو ۔ وعدہ ہائے آں لب چوں قند کو
ہائے تعجب! وہ عہد اور قسمیں کہاں گئیں؟ ۔ اس شکر جیسے ہونٹ کے وعدے کہاں گئے؟

گر فراق بندہ از بد بندگی ست ۔ چوں تو با بد بد کُنی پس فرق چیست
اگر بندہ سے جدائی اس کی بندگی کی کوتاہی کی وجہ سے ہے ۔ جب تو برے کیساتھ برا کرے تو فرق کیا ہے؟

اے بدی کہ تو کُنی در خشم و جنگ ۔ با[۳] طرب تر از سماع بانگ چنگ
اے (خدا) تو جو برائی غصہ اور لڑائی میں کرتا ہے ۔ سارنگی کی آواز کے سننے سے بھی زیادہ خوشگوار ہے

اے جفائے تو ز دولت خوب تر ۔ و انتقامِ تو ز جاں محبوب تر
اے (خدا) تیرا ظلم دنیا کی دولت سے بہتر ہے ۔ اور تیرا انتقام جان سے زیادہ پیارا ہے

---

۱ بُوستاں ۔ باغ ۔ مِہاں ۔ مِہ کی جمع، سردار، صَبوح ۔ صبح کی شراب ۔ مَرغزار ۔ چمن ۔
۲ میموں ۔ مبارک ۔ خاصہ ۔ یعنی خصوصاً جب عشق و محبت ایسا ہو جیسا لیلیٰ اور مجنوں میں تھا ۔ قدح ۔ پیالہ جام ۔ سوگند قسم جُرعہ ۔ گھونٹ ۔ فرق ۔ چیست ۔ عمر خیام نے کہا ہے ۔ (شعر)

ناکردہ گناہ در جہاں کیست بگو
آنکس کہ گنہ نکرد چوں زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی پس
فرق میانِ من و تو چیست بگو

۳ طَرَب ۔ مستی ۔ سماع ۔ سننا ۔ چنگ ۔ سارنگی ۔ انتقام ۔ بدلہ لینا ۔

نارِ تو این ست نورت چوں بُوَد ماتم ایں تا خود کہ سُورت چوں بُوَد
تیری آگ یہ ہے تو تیرا انور کیسا ہو گا؟ تیرا غم ایسا ہے تو تیری شادی کیسی ہو گی؟

از حلاوتہا کہ دار د جورِ تو وز لطافت کس نیابد غورِ تو
تیرا ظلم جو شیر ینیاں رکھتا ہے اور لطافت کوئی شخص تیری گہرائی کو نہیں پا سکتا ہے

فی المثل جورت اگر عُریاں شود گر جہاں گریان بُوَد خنداں شود
بالفرض اگر تیرا ظلم منکشف ہو جائے عالم اگر رورہا ہو تو ہنسنے لگے

نالم و ترسم کہ اُو باور کند وز ترحم جور را کمتر کند
میں روتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ وہ یقین کر لے اور رحم کھا کر ظلم کو گھٹا دے

عاشقم بر قہر و بر لطفش بجِدّ اے عجب من عاشق ایں ہر دو ۲ ضد
میں اس کے قہر اور مہربانی پر واقعۃً عاشق ہوں تعجب ہے میں ان دو مخالف چیزوں کا عاشق ہوں

عشق من بر مصدر ایں ہر دو شُد چوں نباشد عشق کز وے نیست بُد
میرا عشق ان دونوں کے منبع سے ہے عشق کیوں نہو اس سے چارہ نہیں ہے

واللہ ار زیں خار در بُستاں شوم ہمچو بلبل زیں سبب ناլاں شوم
اللہ اگر اس خار سے (ہٹ کر) باغ میں چلا جاؤں اس وجہ سے بُلبل کی طرح نالہ کروں

ایں عجب بُلبل کہ بکشاید دہاں تا خورد اُو خار را با گلستاں
یہ عجب بلبل ہے کہ منہ پھیلائی ہے تا کہ گلستاں کو مع کانٹے کے نگل لے

ایں نہ بُلبل ایں نہنگ آتش ست جُملہ ناخوش ہا ز عشق اُو را خوش ست
یہ بُلبل نہیں ہے (بلکہ) یہ آگ کا مگرمچھ ہے عشق کی وجہ سے تمام ناگواریاں اس کو گوارہ ہیں

عاشقِ کُل ست و خود کُل ست اُو عاشقِ خویش ست و عشقِ خویش جُو
وہ کل کا عاشق ہے اور وہ خود کل ہے اپنے آپ کا عاشق ہے اور اپنے عشق کا جویاں ہے

صفتِ اُولیِ اَجنحہ ۳ طیورِ عقلِ الٰہی
عقول الٰہی کے پردار پرندوں کا ذکر

قصّہ طوطی جاں زینساں بُوَد کو کسے کو محرم مُرغاں بُوَد
جان کی طوطی کا حال اس طرح کا ہے وہ کہاں ہے جو ان پرندوں کا محرم ہو

کو یکے مُرغے ضعیفے بے گناہ و اندرونِ اُو سلیماں با سپاہ
جو کہ ایک پرند کمزور بے گناہ ہے جس کے اندر (حضرت) سلیمانؑ کے سپاہیوں کے ساتھ ہیں

۱ نار۔ یعنی۔ سزا۔ نور۔ یعنی ثواب۔ ماتم۔ رنج کی مجلس سور۔ شادی کی محفل۔ لطافت۔ باریکی۔ نزاکت غور۔ گہرائی۔ عریاں۔ منکشف، ننگا، ایک مومن کی تکالیف اس کے لئے کفارۂ سیات ہوتی ہے تو انجام کے اعتبار سے یہ مصائب خوشی کا سبب ہیں۔ باور کند۔ یقین کر لے کہ میرا رونا مصیبت کے ازالہ کے لئے ہے اور رحم کھا کر ستانا چھوڑ دے۔ جِد۔ جیم کے کسرہ کے ساتھ کوشش، واقعۃً۔

۲ ضد۔ مخالف۔ متباین مصدر۔ نکلنے کی جگہ۔ یعنی ذات باری تعالیٰ جس سے قہر اور مہر کا صدور ہوتا ہے۔ خار۔ یعنی قہر ترین سبب یعنی قہر کے مہر میں تبدیل ہونیکی وجہ سے عجب بلبل۔ یعنی عاشق صادق کے لئے دوست کی جانب سے قہر اور مہر میں یکساں لذت ہے کل۔ یعنی ذات باری جو جامع الصفات ہے۔ عاشق خویش است۔ ہم اسی کل کے جزو ہیں۔ لہٰذا کل سے عشق گویا بنے سے عشق ہے۔ عراقی نے کہا ہے۔ شعر
ظاہر و باطن توئی
طالب و مطلوب تو
وان دیگر فامیت
اندر ہر زبان اندختہ

۳ اجنحہ۔ جناح کی جمع۔ بازو، طائر کی جمع۔ پرند۔ عقول۔ یعنی مجرد روحیں۔ کو کجا، کہ او محرم۔ راز دار مرغ۔ یعنی۔ روح جس کا جسم عنصری ریاضوں سے کمزور ہو گیا ہے اور سموم سے اس میں حضرت سلیمانؑ اور ان کی لشکر کی قوت ہے۔

چوں بنالد زار بے شکر و گلہ | افتدا ندر ہفت گردوں غلغلہ
جب وہ بغیر شکر اور شکوے کے خوب روتا ہے | تو ساتوں آسمانوں میں شور مچ جاتا ہے

ہر دَمش صد نامہ صد پیک از خدا | یا رَبے زو شصت لبیّک از خدا
اس کے پاس ہر وقت سو پیام سو قاصد خدا کی جانب سے آتے ہیں | اس کی طرف سے ایک یا رب ہوتا ہے خدا ساٹھ مرتبہ لبیک کہتا ہے

زلت اُو بہ زطاعت پیشِ حق | پیش کفرش[۲] جملہ ایماں ہا خلق
اس کی لغزش خدا کے نزدیک اطاعت سے بہتر ہے | اس کے کفر کے بالمقابل تمام ایمان پرانے ہیں

ہر دمے اُورا یکے معراجِ خاص | بر سَرِ تاجش نہد حق تاجِ خاص
اُس کو ہر لحظہ ایک خاص معراج ہوتی ہے | اس کے تاج پر اللہ تعالیٰ نے ایک خاص تاج رکھ دیتا ہے

صورتش بر خاک و جاں در لامکاں | لا مکانے فوقِ وہمِ سالکاں
اس کا جسم زمین پر ہے اور روح لامکان میں ہے | وہ لا مکاں جو سالکوں کے تصور سے بالا ہے

لا مکانے کہ در وہم آیدت | ہر دَمے در وے خیالے زایدت
وہ ایسا لامکاں نہیں ہے جو تیرے تصور میں آئے | ہر لحظہ اس کے بارے میں تیرا ایک خیال پیدا ہو

بل مکان و لا مکاں در حکمِ اُو | ہمچو در حکمِ بہشتی چار جُو
بلکہ مکان اور لا مکان اس کے حکم میں ہیں | جیسے بہشتی کے حکم میں چار نہریں

شرح ایں کوتہ کُن و رُخ زیں بتاب | دَم مزن و اللہُ اَعلَم بِالصّواب
اس بات کی شرح مختصر کردے اور اس سے رخ موڑ لے | دم نہ مار، اللہ ہی بہتر جانتا ہے

باز میگردیم ازیں اے دوستاں | سوئے مُرغ و تاجر ہندوستاں
اے دوستو! ہم یہاں سے پلٹتے ہیں | پرندے اور ہندوستان کے تاجر کے قصے کی طرف

دیدنِ خواجہ در دشت طوطیاں را و پیغام رسانیدن
سوداگر کا جنگل میں طوطیوں کا دیکھنا اور پیام پہنچانا

مرد بازرگاں پذیرفت ایں پیام | کو رساند سوئے جنس[۳] ازوے سلام
سوداگر نے یہ پیغام قبول کر لیا | کہ وہ اس کے ہم جنس کو اس کا سلام پہنچا دیگا

چونکہ تا اقصائے ہندوستاں رسید | در بیاباں طوطی چندے بدید
جب وہ ہندوستان کے حدود میں پہنچا | اس نے جنگل میں چند طوطیاں دیکھیں

مَرکب استانید و پس آواز داد | آں سلام و آں امانت باز داد
سواری روکی اور پھر آواز دی | وہ سلام اور وہ امانت پہنچا دی

---

[۱] نالد۔ یعنی جب ایسی روح دردِ فراق سے نالاں ہوتی ہے تو ملائکہ متاثر ہوتے ہیں۔ ہر دَمش ایسی روح سے اللہ تعالیٰ کے نامہ و پیام جاری رہتے ہیں وہ ایک بار یا رب کہتی ہے تو جناب باری کی طرف سے متعدد بار لبیک کی آواز آتی ہے پیک۔ قاصد۔ شصت۔ ساٹھ۔ لبیک۔ میں حاضر ہوں۔ خدا کی طرف جب اس کی نسبت ہو تو دعا قبول کرینگی معنی میں ہوگا زلت۔ لغزش توبہ اور استغفار کا سبب بنتی ہے تو مراتب اور بڑھ جاتے ہیں۔ خَلَق۔ خاء اور لام کے فتحہ کے ساتھ، پرانا۔

[۲] کفر۔ یعنی خلاف شریعت بات جیسے بعض اولیاء اللہ کا کلمۂ سبحانی ما اعظم شانی میری ذات پاک ہے، میری شان کس قدر بڑی ہے، معراج یعنی درجات کی ترقی۔ صُورَت۔ جسم۔ لامکاں وہ جگہ جو مکان و زمان سے منزہ ہے۔ سالکاں علماء ظاہر۔ چار جُو۔ چار نہریں جو بہشت میں جنتیوں کے حکم کے تابع ہوں گی۔ پانی کی نہر۔ شہد کی نہر، دودھ کی نہر۔ شراب کی نہر۔

[۳] سوئے جنس یعنی دوسری طوطیں۔ اقصائے ہند۔ ہندوستان کی سرحد۔ مَرکب سواری۔ امانت یعنی طوطی کا پیغام۔

طوطئے از طوطیاں لرزید و پس — اُوفتاد و زود بگسستش نفس
طوطیوں میں سے ایک طوطی کانپنے لگی اور پھر — گر پڑی اور بہت جلد اس کا دم ٹوٹ گیا

شد پشیماں خواجہ[۱] از گفتِ خبر — گفت رفتم در ہلاکِ جانور
خبر پہنچانے سے خواجہ پریشان ہوا — اور بولا میں ایک جاندار کی ہلاکت کے درپے ہوا

ایں مگر خویش ست با آں طوطیک — ایں مگر دو جسم بُود و روح یک
شاید یہ طوطی اس طوطی کی رشتہ دار ہے — شاید یہ دو جسم اور ایک جان تھے

ایں چرا کردم چرا دادم پیام — سوختم بیچارہ را زیں گفتِ خام
میں نے یہ کیوں کیا؟ کیوں پیغام پہنچایا؟ — اس فضول بات سے میں نے بیچاری کو جلا ڈالا

ایں زباں چو سنگ و فم آہن وش ست — آنچہ بجہد از زباں چوں آتش ست
یہ زبان پتھر کی طرح ہے اور منہ لوہا جیسا ہے — جو زبان سے نکلتا ہے آگ کی طرح ہے

سنگ و آہن را مزن بر ہم گزاف — گہ ز روئے نقل و گہ از روئے لاف
خواہ مخواہ پتھر اور لوہے کو نہ ٹکرا — کبھی نقل کے طور پر اور کبھی شیخی ہے

زانکہ تاریکی ست ہر سُو پنبہ زار — درمیانِ پُنبہ چوں باشد شرار
کیونکہ اندھیرا ہے ہر جانب روئی ہے — شعلہ روئی میں کیسے رک سکتا ہے؟

ظالم آں قومیکہ چشماں دوختند — وز سخنہا عالَمے را سوختند
وہ لوگ ظالم ہیں جنہوں نے آنکھیں سی لیں — اور باتوں سے جہاں کو جلا ڈالا

عالمے را یک سخن ویراں کُند — روبہانِ مردہ را شیراں کُند
ایک بات، جہان کو ویران کر دیتی ہے — مردہ لومڑیوں کو شیر بنا دیتی ہے

جانہا در اصلِ[۲] خود عیسیٰ دم اند — یک زماں زخم اند و دیگر مرہم اند
روحیں اپنی اصل میں (حضرت) عیسیٰ کا سا دم رکھتی ہیں — ایک وقت زخم ہیں اور دوسرے وقت مرہم ہیں

گر حجاب از جانہا بر خاستے — گفت ہر جانے مسیح آساستے
اگر روحوں سے پردہ اٹھ جائے — تو ہر روح کی بات مسیح جیسی ہے

گر سخن خواہی کہ گوئی چوں شکر — صبر کن زیں حرص و ایں حلوا مخور
اگر تو شکر جیسی بات کہنا چاہتا ہے — (تب بھی) اس حرص سے صبر کر اور یہ حلوا نہ کھا

صبر[۳] باشد مشتہائے زیرکاں — ہست حلوا آرزوئے کودکاں
عقلمندوں کو صبر مرغوب ہوتا ہے — حلوا کھانے کی آرزو تو بچوں کو ہوتی ہے

[۱] خواجہ۔ یعنی سوداگر۔ سنگ پتھر۔ فم۔ منہ۔ گزاف۔ بیہودہ بات۔ لاف شیخی۔ تاریکی۔ یعنی دلوں کی تاریکی۔ پُنبہ۔ روئی۔ شرار۔ یعنی اسرار توحید تاریک دل عوام کے سامنے بیان کرنا تباہی اور بربادی کا سبب ہے چشماں۔ یعنی وہ لوگ جو دل کے اندھے ہیں۔ اور مدعی ہیں غلط انداز سے اسرار کی باتیں کر کے عالم میں فساد برپا کرتے ہیں۔ روبہانِ۔ مردہ مردہ لومڑیاں یعنی وہ لوگ جو دین کی باتوں پر اعتراض کرنیکے عادی ہیں۔

[۲] اصل۔ فطرت۔ عیسیٰ دم۔ وہ لوگ جنکی پھونک میں وہ اثر ہو جو حضرت عیسیٰ کے دم کردینے میں تھا کہ بیمار اچھے ہو جاتے تھے گفت۔ گفتار۔ بات آسا۔ مانند۔ گر۔ روح سے جسمانی حجاب رفع کرنیکی ترکیب ہے حلوا۔ یعنی جسمانی لذت کی باتیں۔

[۳] صبر۔ صاد کے فتحہ سے ضبطِ نفس، کسرِ خواہش اور صاد کے کسرہ سے بمعنی ایلوا جو ایک کڑوی دوا ہے۔ مُشتہیٰ۔ وہ چیز جسکو دل چاہے۔

ہر کہ ا صبر آورد گردوں بر رود
جو صبر اختیار کر لیتا ہے آسمان سے بلند ہو جاتا ہے

ہر کہ حلوا خورد واپس تر رود
جس نے حلوا کھایا وہ لوٹ جاتا ہے

تفسیرِ قولِ شیخ فرید الدین عطارؒ قُدِّسَ سِرُّہٗ
شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ کے قول کی تفسیر

تو صاحب نفسی اے عاقل میان خاک خوں میخور
اے عقلمند! تو صاحب دل ہے مٹی میں خون پیے جا

کہ صاحب دل اگر زہرے خورد آں انگبیں باشد
اس لئے کہ صاحب دل اگر زہر کھاتا ہے وہ شہد بنجاتا ہے

صاحب دل را ندارد آں زیاں
صاحب دل کو نقصان نہیں پہنچتا ہے

گر خورد اُو زہر قاتل را عیاں
اگرچہ وہ صاف طور پر قاتل زہر کھائے

زانکہ صحت یافت وز پرہیز رست
اسلئے کہ صحتیاب ہوگیا ہے اور پرہیز سے نجات پاگیا ہے

طالب مسکیں میانِ تپ درست
اور مسکین طالب بخار میں مبتلا ہے

گفت پیغمبر کہ اے طالب جَری
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ (اے گستاخ مرید)

ہاں مکن با ہیچ مطلوبے مَری
کسی مرشد کی کبھی برابری نہ کر

گفت احمدؐ گر نمی خواہی زَلَل
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے اگر تو نقصان کا خواہشمند نہیں ہے۔

ہیں مکن با ہیچ مطلوبے ۲ جَدَل
ہرگز کسی مرشد سے جھگڑا نہ کر

ورتو نمرودی ست آتش در مرو
اگر تو نمرود ہے تو آگ میں نہ جا

رفت خواہی اوّل ابراہیم شو
اگر جانا چاہتا ہے تو پہلے ابراہیم بن

چوں نئی سباح ۳ نے دریائے
جبکہ تو نہ تیراک ہے نہ دریائی

در میفگتن خویش از خود رائیے
خود سری سے اپنے آپ کو دریا میں نہ ڈال

اُو ز قعر بحر گوہر آورد
وہ دریا کی گہرائی سے موتی لاتا ہے

از زیانہا سُود بر سَر آوَرَد
نقصانوں سے فائدہ اٹھاتا ہے

کاملے گر خاک گیرد زر شود
کامل انسان اگر خاک لے لے سونا ہو جائے

ناقص ار زر برد خاکستر شود
ناقص اگر سونا لے لے خاک ہو جائے

دستِ ناقص دستِ شیطان وست دیو
ناقص کا ہاتھ، شیطان اور بھوت کا ہاتھ ہے

زانکہ اندر دام تلبیس ست و ریو
کیونکہ وہ دھوکے اور مکر کے جال میں ہے

چوں قبول حق بُود آں مرد راست
سچا انسان چونکہ اللہ کا مقبول ہوتا ہے اس لئے

دست اُو در کارہا دست خداست
کاموں میں اس کا ہاتھ، خدا کا ہاتھ ہے

---

۱ ہر کہ۔ صبر کرنیوالوں کے مراتب بلند ہوتے ہیں اور لذائذ جسمانی سے انسان کے مراتب کا تنزل ہوتا ہے۔ تو صاحب نفسی۔ یعنی ناقص لوگوں کے لئے جو باتیں مضر ہیں درجہ کمال پر پہنچ کر مضر نہیں رہتی ہیں۔ آں۔ یعنی زہر۔ عیاں۔ برملا، کھلم کھلا۔ زانکہ بہت سی چیزیں مریض کے لئے مضر ہوتی ہیں، صحت یاب ہونے پر وہ مضر نہیں رہتیں بلکہ مفید ہوتی ہی۔ طالب جو علم معرفت کے ابتدائی مراحل طے کر رہا ہے۔ مَری۔ لڑائی جھگڑا۔ مطلوب۔ یعنی مرشد کامل احمد۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کوئی حدیث نہیں ہے مفہوم ایک درجہ میں صحیح ہے۔ زَلَل۔ لغزش۔ جدل جھگڑا، بحث۔

۲ مطلوب۔ یعنی مرشد راہنما۔ نمرود وہی ظالم بادشاہ ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دہکتی آگ میں ڈلوایا تھا اور اللہ کے فضل و کرم سے وہ آگ ان کے لئے گلزار بنگئی تھی یعنی نمرودی صفات ہیں تو آگ، آگ ہے اور اگر تم اپنے اندر ابراہیمی صفات پیدا کر لو تو تمہارے لئے آگ گلزار ہے۔

۳ سباح۔ تیراک، یعنی کسی کمالات۔ دریائی۔ دریا کا رہنے والا، یعنی جسمیں وہی کمالات ہوں۔ از زیانہا۔ یعنی ناقص جو چیزیں اور باتیں مضر ہیں کامل ان سے نفع اندوز ہوتا ہے۔ ناقص۔ وہ پیر جو معرفت سے خالی ہیں۔ تلبیس۔ دھوکہ دینا۔ ریو۔ مکر و فریب۔ قبول۔ مقبول۔ مرد راست۔ مراد است مبارک شیخ۔

جہل آید پیش اُو دانش شود
اس کے سامنے جہل بھی آتا ہے، تو عقل بنجاتا ہے

جہل شد علمیکہ در ناقص رود
جو علم ناقص میں چلا جائے وہ جہل بنجاتا ہے

ہرچہ گیرد عِلّتی [1] عِلّت شود
بیمار جو لیتا ہے، بیماری بنجاتی ہے

کفر گیرد کاملے مِلّت شود
کامل انسان کفر اختیار کرتا ہے دین بنجاتا ہے

اے مِرے کردہ پیادہ باسوار
اے پیدل! تو سوار سے لڑتا ہے

سر نخواہی بُرد اکنوں پائے دار
سنبھل کہ تو اب سر سالم نہ لیجائے گا

تعظیم کردنِ ساحراں موسیٰؑ راکہ اوّل تو عصا بینداز
جادوگروں کا موسیٰ (علیہ السلام) کی تعظیم کرنا کہ پہلے آپ لاٹھی ڈالئے

ساحراں در عہد فرعون لعیں
ملعون فرعون کے زمانہ میں جادوگروں نے

چوں مِرے کردند باموسیٰؑ زکیں
کینہ وری کی وجہ سے جب (حضرت) موسیٰؑ سے جھگڑا کیا

لیک موسیٰؑ رامُقدّم داشتند
لیکن (حضرت) موسیٰ کو آگے کیا

ساحراں اُورا مکرّم [2] داشتند
جادوگروں نے ان کو معزز مانا

زانکہ گفتندش کہ فرماں آنِ تُست
اسلئے کہ انہوں نے انسے کہا کہ آپ صاحب فرمان ہیں

گرتو میخواہی عَصا بفگن نُخست
اگر آپ چاہیں تو پہلے عصا ڈالیں

گفت نے اوّل شما اے ساحراں
انہوں نے فرمایا اے جادو گرو! نہیں پہلے تم

افگنید آں مکر را اندر میاں
وہ شعبدہ دکھاؤ

ایں قدر تعظیم دیں شاں راخرید
دین کی اسقدر تعظیم نے ہی انہیں خرید لیا

وزمِرے آں دست و پاہاشاں بُرید
اور مقابلہ بازی میں انکے ہاتھ اور پیر کاٹ دئے

ساحراں چوں قدرِ اُو بشناختند
جادوگروں نے جب ان کا مرتبہ پہچان لیا

دست و پا در جُرم آں در باختند
اس جرم میں ہاتھ اور پیر ہار بیٹھے

لقمہ ونکتہ ست کامل [3] را حلال
نوالہ اور نکتہ کامل کے لئے حلال ہے

تو نۂ کامل مخور، می باش لال
تو کامل نہیں ہے، نہ کھا، گونگا بنجا

تو چو گوشی اُو زباں نے جنس تو
تو کان کی طرح ہے اور وہ زبان جو تیری جنس نہیں ہے

گوشہارا حق بفرمود اَنصِتُوا
کانوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ خاموشی سے سنو

کودک اوّل چوں بزاید شیر نوش
بچہ جب دودھ پیتا پیدا ہوتا ہے

مُدّتے خامُش بُود اُو جملہ گوش
ہمہ تن کان بنکر ایک مدت تک چپ رہتا ہے

---

[1] عِلّتی۔ بیمار۔ علت۔ بیماری۔ مِلّت۔ دین، شریعت۔ پیادہ پیدل، یعنی مردِ ناقص۔ [illegible] یعنی مردِ کامل۔ پا [illegible] ثابت قدم رہنا سا[illegible] شعبدہ باز۔ مر[illegible] مراء کا۔ جھگڑا مقابلہ، اختلاف مقدم۔ آگے۔

[2] مکرم۔ با عزت، معزز۔ آن۔ ملکیت۔ عصا۔ لاٹھی۔ مکر یعنی جادوگری، شعبدہ بازی ایں قدر۔ ساحروں نے حضرت موسیٰ کی تعظیم بھی کی اور انسے مقابلہ بھی کیا، تعظیم کے نتیجہ میں تو وہ خود مومن ہو گئے اور مقابلہ کی گستاخی کی وجہ سے انجام کار ان کے ہاتھ پیر کٹے۔ ساحراں۔ ساحر جب حضرت موسیٰ کے معتقد ہو گئے تو اپنی گستاخی کی بخوشی سزا بھگتنے پر آمادہ ہو گئے ورنہ کسی حیلہ سے فرعون سے نجات پا سکتے تھے۔

[3] کامل یعنی تکمیل مراتب کے بعد لذائذ کا استعمال اور تصوف کے باریک مسائل کا بیان جائز ہے۔ سالک کے لئے ترک لذائذ ضروری ہے اور اس کو مسائل تصوف پر کلام کرنیکی اجازت نہیں ہے۔ لال۔ گونگا۔ تو ناقص، کا کام سننا ہے لہٰذا وہ بمنزلہ کان کے ہے کامل کا کام تعلیم دینا ہے لہٰذا وہ بمنزلہ زبان کے ہے۔ اُو یعنی۔ مرد کامل۔ کودک۔ بچہ۔ ایک عرصہ تک سنتا ہے پھر بولتا ہے۔

مُدّتے می بایدش لَب دوختن　　از سخن گویاں سخن آموختن

اُس کو ایک مدت تک ہونٹ سینے چاہئیں　　بات کرنیوالوں سے بات سیکھنی چاہئے

تانیا ۱ موزدنگوید صد یکے　　وَر بگوید حشو گوید بے شکے

جب تک سیکھ نہیں لیتا سو میں سے ایک بھی نہیں کہتا ہے　　اگر بولتا ہے تو بلاشبہ بیکار بولتا ہے

وَرنباشد گوش تی تی می کند　　خویشتن را گنگِ گیتی می کند

اگر کان نہوں تو تی تی کرتا ہے　　اپنے کو تمام عمر کے لئے گونگا بنا لیتا ہے

کرِّ اصلی کش نبوَد آغاز گوش　　لال باشد کے کُند در نُطق جوش

مادر زاد بہرا جس کے شروع سے کان نہوں　　گونگا ہوتا ہے بولنے کی ہمت کب کرتا ہے

زانکہ اوّل سمع ۲ باید نُطق را　　سوئے مَنطِق از رہِ سمع اندرا

اس لئے کہ بولنے کے لئے پہلے سننا چاہیے　　بولنے کی جانب سننے کے راستہ سے اندر آ

اُدْخُلوا الْاَبْیَاتَ مِنْ اَبْوَابِھَا　　وَاطْلُبُوا الْاَرْزَاقَ مِنْ اَسْبَابِھَا

گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو　　رزقوں کو ان کے ذرائع سے تلاش کرو

نُطق کاں موقوفِ راہِ سمع نیست　　جُز کہ نُطقِ خالقِ بے طمع نیست

وہ گویائی جو سننے کی راہ پر موقوف نہیں ہے　　بے نیاز، اللہ تعالیٰ کی گویائی کے علاوہ نہیں ہے

مُبدِع ۳ ست و تابعِ اُستاد نہ　　مُسنِدِ جملہ وُرا اِسناد نہ

وہ موجود ہے اور کسی استاد کے تابع نہیں ہے　　سب کو سہارا دینے والا ہے اس کو سہارے کی ضرورت نہیں ہے

باقیاں ہم در حرف ہم و در مقال　　تابعِ اُستاد و محتاجِ مثال

باقی سب ہی دستکاریوں اور گفتگو میں　　استاد کے تابع اور مثال کے محتاج ہیں

زیں سخن گر نیستی بیگانۂ　　دلق و اشکے گیر در ویرانۂ

اگر تو اس بات سے نا آشنا نہیں ہے　　کسی ویرانے میں گدڑی اور اشکباری اختیار کر

زانکہ آدمؑ زاں عتاب از اشک رست　　اشکِ تر باشد دمِ توبہ پرست

اسلئے کہ آدم (علیہ السلام) اس عتاب سے آنسوں سے بچے　　اشکِ تر توبہ کرنے والے کیلئے ایک (موثر) تدبیر ہے

بہرِ گریہ آدمؑ آمد بر زمیں　　تا بوَد گریاں و نالانِ و حزیں

آدم (علیہ السلام) رونے کے لئے زمین پر آئے　　تاکہ روئیں اور چائیں اور غمگین ہوں

آدمؑ از فردوس و از بالائے ہفت　　پائے ماچاں از برائے عذر رفت

آدم (علیہ السلام) جنت اور سات آسمانوں پر سے　　ایک پیر پر کن پکڑی کرتے ہوئے عذر کیلئے چلے

---

۱ تانیاموزد۔ بچہ جب تک تعلیم مکمل نہیں کر لیتا ہے اس وقت تک خاموشی سے سنتا ہے۔ اور اگر بولتا بھی ہے تو غلط سلط بول جاتا ہے۔ ورنباشد جو مادر زاد بہرا ہوتا ہے۔ وہ گونگا بھی ہوتا ہے اس کو بولنا نہیں آتا۔ تی تی۔ یعنی گونگے کی تتلاہٹ گنگ۔ گونگا۔ گیتی۔ زمانہ۔ دت العمر۔ کرِ اصلی۔ مادرزاد بہرا۔ لال گونگا۔

۲ سمع۔ سننا۔ نُطق گویائی۔ منطِق بولی گفتگو، اندر آ یعنی تقاضائے فطرت یہی ہے کہ پہلے سنو اور جب خوب سیکھ جاؤ تب بولو۔ اُدخُلو۔ یعنی ہر کام کو اس کے طریقہ کے مطابق کرنا چاہئے۔ نُطق خدا کی گویائی سننے کی محتاج نہیں ہے، انسان کی گویائی لامحالہ سننے کے بعد ہے۔

۳ مُبدِع۔ ایجاد کرنیوالا تابع۔ پیروی کرنیوالا مُسنِد۔ سہارا دینے والا۔ اسنادِ، ٹیک، سہارا، حرف۔ حا کے کسرہ اور راء کے فتحہ کے ساتھ حرفہ کی جمع ہے، پیشہ، دستکاری۔ دلق۔ باطن کی تکمیل کا یہ طریقہ ہے کہ گدڑی پہنکر ویرانے میں آہ و زاری کرو۔ عتاب غصہ۔ حضرت آدمؑ کو ان کی آہ وزاری اور اشکباری نے نجات دلائی تھی اور ان کی توبہ قبول ہوئی ت۰ی پائے۔ ماچاں۔ فقراء میں ایک سزا کی نوعیت ہے جب کسی سے کوئی قصور ہو جاتا ہے تو اس کو ایک پیر پر جوتیوں میں کھڑا کیا جاتا ہے اور کان پکڑوائے جاتے ہیں۔

گر ز پشتِ آدمی وز صُلب او | در طلب می باش ہم در طلبِ[1] او
اگر تو آدم (علیہ السلام) کی پشت اور ان کی کمر سے ہے | جستجو میں رہ نیز انکی جماعت میں

زاتش دل و آب دیدہ نقل ساز | بُوستاں از ابر و خورشید ست تاز
دل کی آگ اور آنکھ کے پانی سے چبینا تیار کر | باغ ابر اور آفتاب سے تازہ ہے

تو چہ دانی ذوق آب اے شیشہ دل | زانکہ ہمچوں خرشدی تو پا بہ گل
اے نازک دل! تو آنسوؤں کا ذوق کیا جانے | اس لئے کہ تو گدھے کی طرح دھنسا ہوا ہے

تو چہ دانی ذوقِ آب دیدگاں | عاشق نانی تو چوں نادیدگاں
تو آنکھوں کے آنسوؤں کا ذوق کیا جانے | تو ندیدوں کی طرح روٹی کا عاشق ہے

گر تو ایں انباں[2] زناں خالی کنی | پُر ز گوہر ہائے اجلالی کنی
اگر تو اس تھیلے کو روٹی سے خالی کر لے | انوار کے موتیوں سے پُر کر لے

طفلِ جاں از شیر شیطاں باز کن | بعد از آنش با مَلک انباز کن
جان کے بچے کو شیطان کے دودھ سے روک | اس کے بعد اس کو فرشتوں کا ساتھی بنا لے

تا تو تاریک و ملول و تیرہٗ | داں کہ با دیو لعیں ہمشیرہٗ
جب تک تو تاریک، رنجیدہ اور سیاہ ہے | سمجھ لے کہ ملعون شیطان کا دودھ شریک بھائی ہے

لقمہٗ کاں نورِ افزود و کمال | آں بوَد آوردہ از کسب حَلال
جس لقمہ نے نور اور کمال بڑھایا ہے | وہ حلال کمائی سے حاصل کیا ہوا ہوتا ہے

روغنے کاید چراغ ما کُشد | آب خوانش چوں چراغے را کشد
وہ تیل جو آتے ہی ہمارا چراغ بجھا دے | چونکہ وہ چراغ کو گل کرتا ہے اس کو پانی کہو

علم و حِکمت زاید از لقمہ حلال | عشق و رقت[3] زاید از لقمہ حلال
حلال لقمہ سے علم اور دانائی پیدا ہوتی ہے | عشق اور دل کی نرمی حلال لقمہ سے پیدا ہوتی ہے

چوں زلقمہ تو حسد بینی دوام | جہل و غفلت زاید آنرا داں حرام
جب تو دیکھے کہ لقمہ سے ہمیشہ حسد اور مکر | جہل اور غفلت پیدا ہوتی ہے تو اس کو حرام سمجھ

ہیچ گندم کاری و جو بر دہد | دیدۂ اسپے کہ کرّہ خر دہد
کبھی (ایسا ہوا ہے) کہ تو نے گیہوں بوئے اور جو پیدا ہوئے | تو نے دیکھا ہے کہ گھوڑی نے گدھے کا بچہ جنا ہو؟

لقمہ تخم ست و برش اندیشہا | لقمہ بحر و گوہرش اندیشہا
لقمہ بیج ہے اور اس کا پھل خیالات ہیں | لقمہ سمندر ہے اور اس کے موتی خیالات ہیں

[1] طلبٗ۔ جماعت تا کے ساتھ بھی مستعمل ہے صُلبٗ۔ پشت۔ نقل۔ چبینا۔ ابر۔ یعنی جس طرح باغ کا نشو ونما اور تازگی ابر کے پانی اور آفتاب کی گرمی سے ہے اسی طرح انسانی کی تر و تازگی آب دیدہ اور عشق کی گرمی سے ہے۔ گل۔ مٹی۔

[2] انباں۔ تھیلہ یعنی پیٹ۔ گوہر اجلالی۔ انوارِ معرفت۔ مَلک۔ فرشتہ انباز۔ شریک۔ کسب حلال۔ جائز کمائی۔ روغنے۔ یعنی جو تیل چراغ بجھائے وہ تیل نہیں بلکہ پانی ہے

[3] رقت۔ یعنی قلب کی نرمی۔ کاری۔ کاشتن۔ بمعنی بونا کا صیغہ واحد مخاطب ہے۔ بر۔ پھل۔ کرّہ۔ کاف کے ضمہ سے، گھوڑے یا گدھے کا بچہ۔

زاید از لقمہ[1] حلال اندر دہاں | میل خدمت عزم رفتن آں جہاں
منہ میں حلال لقمہ سے پیدا ہوتا ہے | عبادت کا رجحان (اور) اس جہاں (آخرت) میں جانے کا پختہ ارادہ

زاید از لقمہ حلال اے مہ حضور | در دل پاکِ تو و در دیدہ نور
اے سردار! حلال لقمہ سے حضوری پیدا ہوتی ہے | تیرے پاک دل اور آنکھوں میں نور (پیدا ہوتا ہے)

ایں سخن پایاں ندارد اے کیا | بحث بازرگان و طوطی کن بپا
اے بزرگ! اس بات کی کوئی انتہا نہیں ہے | سوداگر اور طوطی کی بحث شروع کر

باز گفتن بازرگاں طوطی آنچہ در ہندوستاں دیدہ بود
سوداگر کا پھر طوطی سے کہنا جو کچھ اس نے ہندوستان میں دیکھا تھا

کرد بازرگاں تجارت را تمام | باز آمد سوئے منزل[2] شادکام
سوداگر نے تجارت مکمل کر لی | اور وطن کی طرف خوشی سے لوٹا

ہر غلامے را بیاورد ارمغاں | ہر کنیزک را بہ بخشید اونشاں
ہر غلام کے لئے سوغات لایا | اس نے ہر کنیز کو ایک نشانی دی

گفت طوطی ارمغانِ بندہ کو | آنچہ دیدی آنچہ گفتی باز گو
طوطی بولی بندی کا تحفہ کہاں ہے؟ | جو تو نے دیکھا اور جو کہا وہ بھی بیان کر

گفت نے من خود[3] پشیمانم از اں | دستِ خود خایاں و انگشتاں گزاں
وہ بولا نہیں میں اس سے خود شرمندہ ہوں | اپنے ہاتھ کو چبا رہا ہوں اور انگلیوں کو کاٹتا ہوں

کہ چرا پیغامِ خامے از گزاف | بُردم از بیدانشی و از نشاف
کہ کیوں لغویت سے بیکار پیغام | میں لے گیا، بے عقلی اور غلطی سے؟

گفت اے خواجہ پشیمانی ز چیست | چیست ایں کیں خشم و غم را مقتضی ست
اس نے کہا اے خواجہ! کس بات سے شرمندگی ہے؟ | کونسی بات ہے جو غصہ اور غم کی متقاضی ہے

گفت، گفتم آں شکایتہائے تو | با گروہِ طوطیاں ہمتائے تو
اس نے کہا میں نے تیری شکایتیں بتائیں | تیری ہم جنس طوطیوں کو

آں یکے طوطی ز دردت بوئے برد | زہرہ اش بدرید و لرزید و بمرد
ایک طوطی کو تیرے درد کا احساس ہوا | اس کا پتہ پھٹا کپکپائی اور مر گئی

من پشیماں گشتم ایں گفتن چہ بود | لیک چوں گفتم پشیمانی چہ سود
میں شرمندہ ہوا کہ یہ کیا کہنے کی بات تھی | لیکن جب کہہ چکا تو شرمندگی سے کیا فائدہ؟

[1] لقمہ۔ یعنی انسان جس طرح کی غذا کھائیگا۔ ویسے ہی خیالات پیدا ہوں گے۔ خدمت۔ اطاعت۔ بندگی۔ مہ سردار حضور دل کی توجہ، محویت۔ کیا۔ بزرگ، بڑا،

[2] منزل۔ وطن شادکام با مقصد خوش۔ ارمغاں۔ تحفہ۔ نشان۔ علامت، نشانی۔

[3] پشیماں۔ شرمندہ خایاں۔ چباتا ہوا۔ گزاں کاٹتا ہوا۔ نشاف۔ بے عقلی غلطی کیں۔ کہ ایں مقتضی باعث، موجب ہمتا۔ برابر، ہم جنس بوئے بردن معلوم کر لینا۔ محسوس کرنا، زہرہ۔ زاء کے فتحہ کے ساتھ پتہ جگر۔

نکتہ اکاں جست ناگہ از زباں　　ہمچو تیرے داں کہ جست آں از کماں
جو بات اچانک زبان سے نکل گئی　　اس کو اس تیر جیسا سمجھ جو کمان سے نکل جائے

وانگردد از رہ آں تیر اے پسر　　بند باید کرد سیلے را ز سر
اے بیٹا! وہ تیر راستہ سے واپس نہیں آ سکتا　　سیلاب کو ابتدا ہی سے بند کرنا چاہیے

چوں گذشت از سر جہانے را گرفت　　گر جہاں ویراں کند نبود شگفت
جب پانی سر سے گزر گیا اس نے دنیا کو گھیر لیا　　اگر دنیا کو ویران کر دے تو کوئی تعجب نہوگا

فعل را در غیب اثرہا زادنی ست　　واں مَوالیدش بحکمِ خلق نیست
غیب میں فعل کے آثار پیدا ہونیوالے ہیں　　اور اُس کے وہ نتیجے مخلوق کے حکم سے نہیں ہیں

بے شریکے جملہ مخلوق خداست　　آں موالید ارچہ نسبت شاں بماست
بغیر شرکت یہ سب خدا کے پیدا کردہ ہیں　　تمام نتیجے اگرچہ انکی نسبت ہماری طرف ہے

زید پرانید تیرے سوئے عمر　　عَمر را بگرفت تیرش ہمچو نمر
زید نے عمرو کی طرف تیر چلایا　　اور اس کے تیر نے عمرو کو تیندوے کی طرح دبوچ لیا

مُدّتِ سالے ہمی زاید درد　　دَرد ہا را آفریند حق نہ مرد
سال بھر درد ہوتا رہا　　دردوں کو خدا پیدا کرتا ہے، نہ کہ انسان

زیدِ رامی آں دم ار مُرد از وَجل　　دَرد ہا می زاید آنجا تا ۲ اَجل
اگر تیر چلانیوالا زید خوف سے اسی وقت مر گیا　　اس جگہ مرنے تک درد پیدا ہوتے رہینگے

زاں مَوالید وجع چوں مُرد اوُ　　زید را ز اوّل سبب قتّال گو
جب وہ درد کے ان نتیجوں سے مر گیا　　زید کو ابتدائی سبب کی وجہ سے قاتل کہو

آں وجعہا را بدو منسوب دار　　گرچہ ہست آں جملہ صُنع کردگار
ان دردوں کو اس کی طرف منسوب کر　　اگرچہ وہ سب اللہ کی کار فرمائی ہے

ہمچنیں کسب و دم و دام جماع　　آں موالید ست حق ار مُستطاع
اسی طرح کمائی اور تدبیر اور جال اور ہمبستری　　وہ سب کام اللہ کے پیدا کردہ اور مقدور ہیں

بستہ درہائے مَوالید از سبب　　چوں پشیماں شد ولی از دستِ رب
سبب سے نتیجوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں　　خدا کے ہاتھ سے، جب ولی شرمندہ ہوتا ہے

اولیاء ۳ را ہست قدرت از الٰہ　　تیر جستہ باز آرندش ز راہ
اللہ کی جانب سے اولیاء کو قدرت حاصل ہے　　(کردہ) چھوٹے ہوئے تیر کو راستہ سے واپس لے آتے ہیں

---

۱ نُکتَۃ۔ بات۔ سیل۔ بہاؤ شگفت۔ عجب۔ فعل۔ یعنی ہر انسان نے عمل کا عالم غیب میں اثر و نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ زادنی۔ پیدا ہونے کے لائق موالید۔ مولود کی جمع ہے۔ نتیجہ۔ اثر بے شریک خدا کی صفت ہے۔ نمر تیندوا، فہد، ان دونوں شعروں میں خدا کے افعال کی بندوں کی طرف مجازاً منسوب کئے جانیکی مثال ذکر کی ہے۔ رَامِی۔ تیرانداز وجل۔ خوف

۲ تا اَجل۔ یعنی عمرو کے مرنے تک، تو معلوم ہوا کہ درد کا خالق اللہ ہے۔ نہ کہ زید ورنہ زید کے مرنے پر درد ختم ہو جاتا، دم۔ مکر، تدبیر۔ مُستطاع، مقدور۔ ولی۔ یعنی اللہ کا دوست جب کبھی اپنے کسی فعل پر شرمندہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سبب سے پیدا ہونیوالے نتائج کے دروازے بند کر دیتے ہیں اور اس سبب پر نتائج مرتب نہیں ہوتے ہیں۔

۳ اولیاء ولی کی جمع ہے ولی وہ شخص ہے جس میں یہ تین باتیں ہوں اللہ کی ذات و صفات کی معرفت طاعات کی بجا آوری محرمات سے اجتناب تیر جَستہ کمان سے چلے ہوئے تیر کو واپس کر سکتے ہیں۔ اولیاء کی کرامت حق ہے۔

گفتہ نا گفتہ کُند از فتحِ باب[1] تا ازاں نے سیخ سوزو نے کباب
دروازہ کھلا ہوا ہونیکی وجہ سے وہ کہے ہوئے کو نہ کہا ہوا کردے تاکہ اس سے سیخ جلے نہ کباب

از ہمہ دلہا کہ آں نکتہ شنید آں سخن را کرد محو نا پدید
ان تمام دلوں سے جنہوں نے وہ بات سنی ہے اس بات کو محو اور نابود کر دے

گرت بُرہاں باید و حُجت مہا از نُبے خواں آیۃ او نُنْسِہَا
اے بزرگ! اگر تجھے حجت اور دلیل چاہیئے قرآن میں سے آیت اوننسہا پڑھ لے

آیۃ اَنْسَوْکُم ذِکرِیْ بخواں قوّتِ نسیان نہادن شاں بداں
انسوکم ذکری آیت پڑھ لے اوران میں بھلانے کی قوت پیدا کئے جانے کو سمجھ لے

چوں بہ تذکیر و بہ نسیاں قادرند بر ہمہ دلہائے خلقاں قاہرند
چونکہ وہ یاد دلانے اور بھلانے پر قادر ہیں تمام مخلوق کے دلوں پر حاکم ہیں

چوں بہ نسیاں بست اُو راہ نظر کار نتواں کرد ور باشد ہنر
جب اس نے بھلا دینے کے ذریعہ غور و فکر کی راہ بند کردی کام نہیں کر سکتا ہے خواہ ہنر موجود ہو

خُذْتُمُو سُخْرِیتہ اَھْلَ السُّمُوْ از نُبے خوانید تا اَنْسَوْکُم
مرتبہ والوں کو تم نے مذاق بنایا انسوکم تک قرآن میں پڑھو

صاحبِ دہ بادشاہِ جسمہاست صاحبِ دل شاہ دلہائے شماست
شہر کا حاکم جسموں کا بادشاہ ہے تمہارے دلوں کا بادشاہ اہل دل ہے

فرع[2] دیدآ ور عمل بے ہیچ شک پس نباشد مردم اِلَّا مَرْدُمک
بلاشک عمل دیکھنے کی شاخ ہے تو انسانی پتلی کی سوا کچھ نہوگا

مَردُمش چوں مَردمک دیدند خُرد در بزرگیِ مَردمک کس پۓ نبرد
لوگوں نے اس کو پتلی کی طرح حقیر سمجھا پتلی کی بڑائی کا کسی نے پتہ نہ لگایا

من تمام ایں را نیارم گفت زاں منع می آید ز صاحب مَرکزاں
میں ان کو پورا نہیں بتا سکتا کیونکہ مرکز والوں کی طرف سے اس کی ممانعت ہوئی ہے

چوں فراموشیِ خَلق و یادِ شاں با وے ست و میرسد فریادِ شاں
چونکہ لوگوں کی بھول اور ان کی یاد اُس سے متعلق ہے اور وہ انکی فریاد کو پہنچتا ہے

صد ہزاراں نیک و بد را آں بہی[3] می کُند ہر دم ز دلہا شاں تہی
وہ باکمال لاکھوں اچھے اور برے (خیالات رات کو) انکے دلوں سے ہر دم نکالتا ہے

---

[1] فتح باب۔ اولیاء پر اللہ کے قرب کا دروازہ کھلا ہوا ہوتا ہے۔ گرت۔ اگر ترا۔ مہا۔ اے مہ، اے سردار۔ نُبے۔ قرآن مجید او ننسہا۔ قرآن پاک میں ہے۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ آیَۃٍ اَوْ نُنْسِھَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِنْھَا نہیں منسوخ کرتے ہیں ہم کسی آیت کو یا بھلاتے ہیں۔ اس کو مگر یہ کہ لاتے ہیں بہتر اس سے خذتمو قرآن پاک میں ہے فَاتَّخَذْتُمُوْھُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰی اَنْسَوْکُمْ ذِکْرِیْ یعنی تم نے ان نیک لوگوں کا مذاق اڑایا تو انہوں نے تمہارے دلوں سے میری یاد بھلادی صاحب دہ دنیاوی بادشہ جسموں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ دلوں پر فرماں روائی کرتے ہیں۔

[2] فرع۔ شاخ یعنی علم کے بعد عمل ہے، اور علم کا ذریعہ آنکھ ہے تو انسان دراصل پتلی کا نام ہے لیکن لوگ اس کو ایک چھوٹی چیز سمجھتے ہیں۔ یہی حال اولیاء اللہ کا ہے بظاہر وہ معمولی انسان ہیں لیکن ان کے کارنامے عظیم الشان ہیں۔ صاحب مرکز۔ یعنی بڑے اولیاء اللہ۔

[3] بہی۔ با، کا فتحہ با کماں یعنی بزرگ رات کے اوقات میں متعلقین کے خیالات پر تصرف کرتے ہیں۔

روز۱ دلہا را ازاں پُر میکنُد　　آں صدفہا را پُراز دُر میکند
دن میں دلوں کو ان (خیالات) سے پر کرتا ہے　　ان سیپوں کو موتیوں سے پر کرتا ہے

آں ہمہ اندیشہ پیشا نہا　　می شناسند از ہدایت جانہا
تمام گذشتہ خیالات کو　　(اولیاء کی) روحیں پہچان لیتی ہیں اللہ کی رہنمائی کی وجہ سے

پیشہٗ و فرہنگِ تو آید بتو　　تا درِ اَسباب بکشاید بتو
تیرا پیشہ اور عقل تیرے پاس آجاتے ہیں　　تاکہ تجھ پر اسباب کا دروازہ کھول دیں

پیشہٗ زرگر بآ ہنگر نشُد　　خوئے ایں خوشخو بداں منکر نشُد
سنار کا پیشہ، لوہار کے لئے نہیں ہوتا ہے　　اس خوش اخلاق کی عادت اس منکر کی طرف نہیں جاتی ہے

پیشہا و خُلقہا ۲ ہمچوں جہیز　　سوئے خصم آیند روزِ رُستخیز
پیشے اور اخلاق سامانِ سفر کی طرح　　قیامت کے دن مالک کی طرف آئیں گے

صورتے کاں برنہادت غالب ست　　ہم براں تصویر حشرت واجب ست
وہ صورت جو تیرے وجود پر غالب ہے　　اسی صورت پر تیرا حشر ضروری ہے

پیشہا و خُلقہا از بعدِ خواب　　واپس آید ہم بخصم خود شتاب
پیشے اور اخلاق سونے کے بعد　　اپنے مالک کی طرف فوراً لوٹ آتے ہیں

پیشہا ۳ واندیشہا در وقتِ صبح　　ہم بدانجا شد کہ بُود آں حُسن وقبح
پیشے اور خیالات صبح کے وقت　　اسی جگہ پہنچ جاتے ہیں جہاں وہ حسن اور قبح کا سبب تھے

چوں کبوتر ہائے پیک از شہر ہا　　سوئے شہرِ خویش آرد بہر ہا
نامہ بری کے کبوتروں کی طرح، شہروں سے　　اپنے شہر کی جانب (نامہ و پیام کے) حصے لاتے ہیں

ہرچہ بینی سوئے اصلِ خود رود　　جزو سوئے کُلّ خود راجع شود
تو جس چیز کو دیکھیگا اپنی اصل کی طرف جاتی ہے　　جزو اپنے کل کی طرف لوٹتا ہے

شنیدنِ آں طوطی حرکت آں طوطی را و مُردن او ونوحہٗ خواجہ براُو

طوطی کا اُس طوطی کی حرکت کو سُننا اور اس کا مر جانا اور مالک کا اس پر رونا

چوں شنید آں مرغ کاں طوطی چہ کرد　　ہم بلرزید و فتاد و گشت سَرد
جب اس پرندے نے سنا کہ اس طوطی نے کیا کیا　　وہ بھی کپکپایا اور گرا اور ٹھنڈا ہو گیا

خواجہ چوں دیدش فتادہ ایں چنیں　　بر جہید و زد کُلہ را برزمیں
مالک نے جب اس کو اس طرح پڑا ہوا دیکھا　　تڑپ گیا اور ٹوپی زمین پر پٹخ دی

۱ رُوز۔ دن میں اپنی توجہ کے ذریعہ دلوں میں بہترین خیالات پیدا کر کے دلوں کے سیپوں کو موتیوں سے پر کرتے ہیں۔ آں ہَمہ۔ شیخ اپنی قوتِ باطنی سے مرید کے پہلے خیالات اور وساوس کو جان جاتا ہے۔ دَرِ اَسباب۔ پیشہ اور ہنر کمائی کا ذریعہ اور سبب ہے ۲ خُلق۔ اخلاق۔ جہیز سامانِ سفر۔ خصم۔ یعنی وہ شخص جس کے وہ اخلاق نہیں۔ رُوزِ رُستخیز۔ روز قیامت۔ نہاد۔ طبیعت۔ ۳ پیشہا۔ صبح ہوتے ہی وہ پیشے اور خیالات۔ ان اشخاص تک پہنچ جاتے ہیں۔ جن کے لئے وہ اچھائی یا برائی کا سبب ہوتے ہیں۔ بہر۔ حصہ یعنی وہ نامہ بر کبوتر اپنے حصہ کی خبریں لے کر اپنے شہر کو لوٹتے ہیں۔ گشت۔ سَرد۔ مر کر ٹھنڈا ہو گیا۔

چوں بدیں رنگ وبدیں حالش بدید
جب اُس کو اس حالت اور اس رنگ میں دیکھا
خواجہ بر جست و گریباں را درید
مالک تڑپا اور گریباں چاک کر لیا

گفت اے طوطیِ خوبِ خوش جبیں
بولا کہ اے حسین اور اچھی پیشانی والی طوطی
ہے چہ بودت ایں چرا گشتی چنیں
ہائے، تجھے یہ کیا ہوا، تو ایسی کیوں ہو گئی؟

اے دریغا مُرغِ خوش آوازِ من
ہائے افسوس! میرے خوش الحان پرندے
اے دریغا ہمدم و ہمرازِ من
ہائے افسوس! میرے ساتھی اور میرے ہمراز

اے دریغا مُرغِ خوش الحانِ من
ہائے افسوس! میرے خوش آواز پرند
راحِ روح و روضۂ [۱]رضوانِ من
میری روح کی راحت اور میری جنت

گر سلیمانؑ را چنیں مرغے بُدے
اگر (حضرت) سلیمانؑ کے پاس ایسا پرند ہوتا
کے دِگر مشغول آں مُرغاں شدے
وہ پھر کب ان پرندوں میں مصروف ہوتے؟

اے دریغا مُرغ کارزاں یافتم
ہائے افسوس! پرند جس کو میں نے ستا خریدا
زود رُواز روے اُو برتافتم
بہت جلد میں نے اس کے دیدار سے منہ موڑ لیا

اے زُباں تو بس زیانی مَر مَرا
اے زبان! تو سراسر میرا نقصان ہے
چوں توئی گویا چہ گویم مَر تُرا
تو ہی چونکہ بات کرنیوالی ہے تجھے کیا کہوں؟

اے زُباں ہم [۲]آتش و ہم خرمنی
اے زبان! تو آگ بھی ہے اور خرمن بھی
چند ایں آتش دریں خرمن زنی
کب تک اس خرمن میں تو آگ لگاتی رہے گی؟

درنہاں جاں از تو افغاں میکُند
پوشیدہ طور پر جان تجھے فریاد کرتی ہے
گرچہ ہرچہ گوئیش آں میکُند
اگر چہ تو اس سے جو کہتی ہے وہ وہی کرتی ہے

اے زُباں ہم گنجِ بے پایاں توئی
اے زبان! بے شمار خزانہ تو ہے
اے زُباں ہم رنجِ بے درماں توئی
اے زبان! لا علاج مرض بھی تو ہے

ہم [۳]صفیر و خُدعۂ مُرغاں توئی
سیٹی بجانیوالی اور پرندوں کے لئے دھوکے کا سبب تو ہے
ہم انیسِ وحشتِ ہجراں توئی
ہجر کی وحشت میں محبت بھری بھی تو ہے

ہم خفیر و رہبرِ یاراں توئی
دوستوں کی رہبر اور قاصد بھی تو ہے
ہم بلیسِ وِظلمتِ کفراں توئی
شیطان اور کفر کی تاریکی بھی تو ہے

چند امانم میدہی اے بے اماں
اے بے امان! تو مجھے کب امن دیگی؟
اے تو زِہ کردہ بکینِ من کماں
اے کہ تو نے میری دشمنی میں کمان پر چلہ چڑھا رکھا ہے

---

[۱] رِضواں۔ داروغہ جنت کا نام ہے۔ سلیمانؑ۔ حضرت سلیمانؑ پرندوں کی بولی سمجھتے تھے۔ اسی لئے پرندوں سے دلچسپی رکھتے تھے۔ دریغا۔ حسرت، افسوس، اس میں الف ندبہ کا ہے۔ اے زبان، یعنی میری زبان سے مجھے یہ نقصان پہنچا۔ نزہ مرنے والی طوطی کا قصہ سناتی نہ میری طوطی مرتی لیکن میں زبان کا شکوہ کیا کروں، جبکہ یہ شکوہ بھی زبان ہی ادا کر رہی ہے۔

[۲] ہم آتش زبان ذخیرہ کرتی ہے اور زبان ہی اس کو تباہ کرتی ہے۔ درنہاں۔ انسان کی تباہی زبان کی بدولت ہوتی ہے، زبان دے کر انسان کو بسا اوقات خلافِ مزاج کام کرنا پڑتا ہے۔ گنج۔ زبان خزانے بھی جمع کرتی ہے اور لا علاج مصائب میں بھی مبتلا کرتی ہے۔

[۳] صفیر۔ سیٹی۔ خُدعہ دھوکے کی چیز۔ خفیر۔ رہبر انیس محبت کرنیوالا۔ یعنی زبان ہی سیٹی بجا کر پرندوں کے دھوکے کا سبب بنتی ہے اور وہ اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ کر آکر جال میں پھنس جاتے ہیں اور یہی زبان تنہائی میں مونس اور غمخوار بنتی ہے۔ خفیر رہنما، نگہبان، قاصد۔ بلیس۔ ابلیس۔ مخفف ہے، شیطان۔

نک پرا نیدهٔ مُرغِ ا[1] مرا — در چراگاهِ ستم کم کُن چَرا

اب تو نے میرے پرندے کو اڑا دیا ہے — ظلم کی چراگاہ میں چرنا کم کر دے

یا جوابِ من بگویا داد ده — یا مَرا اَسبابِ شادی یاد ده

یا میرا جواب دے یا انصاف کر — یا مجھے خوشی کے اسباب یاد دلا

اے دریغا نورِ ظلمت سوزِ من — اے دریغا صبحِ روز افروزِ من

ہائے افسوس! میرے اندھیرے کو ختم کرنیوالے نور — ہائے افسوس! میرے دن کو روشن کرنیوالی صبح

اے دریغا مُرغِ خوش پروازِ من — زانتہاء پرّیدتا آغازِ من

ہائے افسوس! میرے خوش پرواز پرند — انتہاء سے میری ابتداء تک تلف ہو گیا

عاشقِ رنج ست ناداں[2] تا ابد — خیز ولا اُقسم بخوان تا فی کبَدْ

نادان (انسان) ہمیشہ رنج کا خوگر ہے — اٹھ، اور لا اقسم کوفی کبد تک پڑھ لے

از کبد فارغ شدم با روئے تو — وز زَبَد صافی بُدم در جوئے تو

تیرے چہرے کی وجہ سے میں رنج سے خالی ہوا — میں تیری نہر میں میل سے صاف تھا

اے دریغا ہا خیالِ دیدن ست — وز[3] وجودِ نقدِ خود بیریدن ست

ہائے افسوس! دیدار کا خیال ہے — اپنے موجودہ وجود سے جدا ہونا ہے

غیرتِ حق بُود با حق چارہ نیست — کو دلے کز حُکمِ حق صد پارہ نیست

اللہ کی غیرت تھی اور اللہ کے سامنے چارہ نہیں ہے — کونسا دل ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے سو ٹکڑے نہیں ہے؟

غیرت آں باشد کہ اُو غیرِ ہمہ است — آنکہ افزوں از بیان و دمدمہ است

غیرت یہ ہے کہ وہ سب سے غیر ہے — جو کہ بیان اور مکرو حیلہ سے بالا تر ہے

اے دریغا اشکِ من دریا بدے — تا نثارِ دلبرِ زیبا شُدے

ہائے افسوس! میرے آنسو دریا ہوتے — تاکہ حسین معشوق پر نثار ہوتے

طوطیِ من مُرغِ زیرک سارِ من — ترجمانِ فکرت و اَسرارِ من

میری طوطی بھرے عقلمند پرند — میرے فکر اور رازوں کے ترجمان

ہر چہ روزی دادو ناداد آمدم — اُوز اوّل گفت تا یاد آمدم

اس نے مجھے عطا کیا ہیں ناشکرا ثابت ہوا — پہلے وہ بولی یہانتک کہ مجھے (خدا) یاد آیا

طوطیٔ کاید زوحی آوازِ اُو — پیش ز آغازِ وجود آغازِ اُو

وہ طوطی (روح) جس کی آواز وحی سے ہے — وجود کی ابتداء سے پہلے اس کی ابتداء ہے

---

[1] مُرغِ مَرا۔ یعنی سوداگر کی طوطی۔ شادی خوشی۔ پرید، تلف ہوگیا، زایل ہوگیا، اس کا فاعل لطف وعیش مقدر ہے۔

[2] نادان۔ یعنی انسان فی کبد۔ سورۂ لَا اُقسِم میں فرمایا گیا ہے۔ ''لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدْ'' ہم نے انسان کو رنج اور سختی میں پیدا کیا ہے۔ از کبد۔ یعنی اے طوطی تجھے دیکھ میرا رنج وغم ہٹ جاتا تھا یا اس شعر سے عالم ارواح اور اس سے جدائی کا تذکرہ شروع کیا ہے اس صورتمیں روئے تو سے مراد دیدارِ خداوندی ہے۔

[3] وزوجود۔ اب دیدار جب ہی ہو گا۔ جب روح جسد عنصری سے جدا ہو جائیگی۔ غیرت۔ اللہ نے یہ چاہا کہ اس کو پہچانا جائے لہٰذا ہمیں عالم عنصری میں پیدا فرما دیا۔ آنکہ۔ یعنی اس کی غیریت کا بیان ناممکن ہے۔ دلبر۔ یعنی مردہ طوطی اس شعر سے پھر طوطی کا نوحہ شروع کیا ہے۔ زیرک۔ ذہین، سمجھدار۔ سار۔ مثل، مانند، مینا۔ ہرچہ۔ یہ طوطی اللہ کا ایک عطیہ تھی۔ جس کا میں شکر نہ ادا کر سکا وہ صبح اٹھ کر اللہ کی یاد میں لگ جاتی تھی اس کی وجہ سے مجھے بھی خدا کی یاد آ جاتی تھی۔ اس طوطئے یہاں سے طوطی کے قصے سے روح کا بیان شروع کیا ہے۔ روح کا ملہم اور جسم سے پہلے مخلوق ہونا مشہور ہے

اندرونِ تُست آں طوطی نہاں　　عکسِ[۱] اُورا دیدہ تو براین و آں
وہ طوطی تیرے اندر پوشیدہ ہے　　تو اس پر اور اس پر اُس کا عکس دیکھتا ہے

می بَرد شادیت راتو شاد ازُو　　می پذیری ظلم راچوں دا دازُو
وہ (عکس) تیری خوشی برباد کررہا ہے تو اس سے خوش ہے　　تو اس کے ظلم کو انصاف کی طرح قبول کررہا ہے

ایکہ جاں از بہرِتن می سوختی　　سوختی جاں راوتن افروختی
اے وہ کہ تو نے جان کو جسم کے لئے جلا دیا ہے　　تو نے جان کو جلا دیا اور جسم کو روشن کیا

سوختم من سوختہ خواہد کسے　　تاز من آتش زند اندر خسے
میں جل چکا ہوں، کوئی جلنا چاہے　　تو مجھ سے پھونس میں آگ لگا لے

سوختہ چوں قابلِ آتش بُوَد　　سوختہ بِستاں کہ آتش کش بُوَد
جلا ہوا آگ کے قابل کب ہو سکتا ہے؟　　ایسا جلا ہوا لے جو آگ کو قبول کرنیوالا ہو

اے دریغا اے دریغا اے دریغ　　کانچناں ماہے[۲] نہاں شدزیر میغ
ہائے افسوس، ہائے افسوس، ہائے افسوس　　ایسا چاند ابر کے نیچے چھپ گیا

چوں زنم دم کاتشِ دل تیز شد　　شیرِ ہجر آشفتہ و خونریز شد
کیسے دم ماروں کیونکہ دل کی آگ تیز ہوگئی ہے　　ہجر کا شیر غضبناک اور خونریز ہو گیا ہے

آنکہ اُو ہشیار خود تُند ست ومست　　چوں بُوَد چوں اُو قدح گیرد بدست
وہ جو کہ ہوش کی حالت میں تند اور مست ہے　　اس کا کیا حال ہوگا جب وہ ہاتھ میں پیالہ تھام لے

شیرِ[۳] مستے کز صفت بیروں بُوَد　　از بسیطِ مرغزار افزوں بُوَد
وہ مست شیر جو اپنے آپے سے باہر ہو　　وہ جنگل کے میدان سے بڑھ جاتا ہے

قافیہ اندیشم و دلدارِ من　　گویدم مندیش جُز دیدارِ من
میں قافیہ کی فکر میں ہوں اور میرا محبوب　　مجھ سے کہتا ہے، سوائے میرے دیدار کے کچھ نہ سوچ

خوش نشیں اے قافیہ اندیشِ من　　قافیہ دولت توئی در پیش من
اے میرے قافیہ سوچنے والے! آرام سے بیٹھ　　تو میرے روبرو خوش نصیبی کے ہم معنی ہے

حرف چہ بُوَد تا تو اندیشی ازاں　　صوت چہ بُوَد خارِ دیوارِ رزاں
حرف کیا ہوتا ہے جو تو اس کی فکر میں ہے　　آواز کیا ہوتی ہے، انگور کی ٹٹی کا کانٹا

حرف وصوت وگفت رابرہم زنم　　تا کہ بے ایں ہرسہ با توَ دم زنم
حرف اور آواز اور بولی کو میں مٹا دیتا ہوں　　تا کہ ان تینوں کے بغیر تجھے بات کروں

۱؎ عکسِ۔ یعنی تم روح کو نہیں دیکھ سکتے ہو اس کے آثار جو جسم پر طاری ہیں۔ انکو دیکھتے ہو۔ می برد۔ یعنی روح کے عکس میں مشغولیت باعث رنج ہے، روح میں مشغول ہونا چاہیئے۔ ایکہ۔ انسان تن پروری میں لگتا ہے اور روح کو فنا کرتا ہے۔ سوختم۔ میں عشق الٰہی میں اپنے جسم کو جلا چکا ہوں اگر کوئی عشق کی آگ میں جلنا چاہے مجھ سے آگ لے لے۔ سوختہ۔ جو شخص روح کو بالکل فنا کر چکا ہو اس میں آتش عشق نہیں لگتی ایسا شخص تلاش کرو جو اس آگ کو قبول کر سکے۔

۲؎ ماہے۔ یعنی روح۔ میغ۔ یعنی جسم۔ چوں زنم۔ عشق الٰہی کا بیان ممکن نہیں رہا۔ آنکہ۔ یعنی میں صحو کی حالت میں بھی عشق کے بیان پر قادر نہیں مستی کی حالت کیا بیان کرسکوں گا۔

۳؎ شیرِ مستے۔ یہ خود مولانا نے اپنی حالت بیان کی ہے۔ قافیہ۔ میں جب شعر کا قافیہ تلاش کرتا ہوں تو محبوب کا تقاضہ ہوتا ہے کہ میرے دیدار کے علاوہ کچھ تلاش نہ کر قافیہ۔ پیچھے آنیوالا، مترادف یعنی قافیہ کی تلاش میں مشاہدہ کی دولت حاصل نہ رہیگی۔ رزاں۔ رز کی جمع۔ انگور۔ دیوار۔ یعنی ٹٹی جس پر انگور کی بیل چڑھتی ہے۔ حرف اور آواز چونکہ معانی کے حامل ہوتے ہیں تو ان کو انگور کی ٹٹی قرار دیا ہے، جو انگوروں کو قائم رکھتی ہے۔ حرف۔ یعنی کلام لفظی کو چھوڑ کر کلام نفسی کے ذریعہ ہم کلام ہوتا ہوں۔ جو حروف وغیرہ سے منزہ ہوتا ہے۔

آں دمے[1] کز آدمش کردم نہاں　　باتو گویم اے تو اسرارِ جہاں

وہ بات جو آدمؑ سے میں نے پوشیدہ رکھی　　اے اسرارِ جہاں ! تجھ سے میں کہونگا

آں دمے راکہ نگفتم با خلیلؑ　　واں دمے راکہ نداند جبرئیلؑ

وہ بات جو میں نے خلیلؑ سے نہ کہی　　اور وہ بات جو جبرئیل (بھی) نہیں جانتا

آں دمے کز وے مسیحاؑ دم نزد　　حق زغیرت نیز بے ماہم نزد

وہ بات جو مسیحاؑ نے نہ کہی　　اللہ نے غیرت کی وجہ سے (بغیر فنا حاصل کئے ہوئے سے) نہ کہی

ماچہ باشد در لغت اثبات و نفی　　من نہ اثباتم منم بے ذات و نفی

(لفظ) ما کیا ہے لغت میں اثبات اور نفی (کے معنی میں) ہے　　میں اثبات نہیں ہوں، میں بے ذات ہوں اور نفی

من کسی[2] درنا کسی دریافتم　　پس کسی درنا کسی در تافتم

میں نے ہستی فنا میں پائی　　اس لئے ہستی کو فنا میں لپیٹ دیا

بندکُن چوں سَیل سیلانی کُند　　ورنہ رُسوائی وویرانی کُند

بند باندھ لے جب سیلاب طغیانی پر آئے　　ورنہ خرابی اور بربادی کر دے گا

من چہ غم دارم کہ ویرانی بوَد　　زیرِ ویراں گنجِ سلطانی بوَد

میں کیا غم کروں کہ ویرانی ہو گی　　شاہی خزانہ ویرانہ میں ہی ہوتا ہے

غرقِ[3] حق خواہد کہ باشد غرق تر　　ہمچوں موجِ بحرؔ جاں زیروزیر

اللہ میں ڈوبا ہوا چاہتا ہے کہ زیادہ ڈوب جائے　　سمندر کی موج کی طرح جان زیروزبر ہو جائے

زیرِ دریا خوشتر آید زبر　　تیرِ اُو دلکش تیر آید یا سپر

دریا کے نیچے بہتر ہو گا یا دریا کے اوپر　　اس کا تیر زیادہ پسندیدہ ہو گا یا ڈھال

پس زبونِ وسوسہ باشی دلا　　گر طرب راباز دانی از بلا

اے دل تو وسوسہ کا مارا ہوا ہو گا　　اگر تو نے خوشی اور مصیبت میں فرق کیا

گر مُرادت رامذاق شکرّ ست　　بیمرادی نے مُرادِ دلبرست

اگر تیری مراد میں شکر کا ذائقہ ہے　　کیا بے مرادی محبوب کی مراد نہیں ہے؟

ہر ستارہ اش خونبہائے صد ہلال　　خُونِ عالم ریختن اُورا حَلال

اس کا ہر ستارہ سو چاندوں کا خون بہا ہے　　عالم کا خون بہانا اس کے لئے درست ہے

مابہاو خونبہا را یافتیم　　جانبِ جاں باختن بشتافتیم

ہم نے قیمت اور خون بہا پا لیا ہے　　ہم جان کی بازی ہارنے کی طرف دوڑے ہیں

---

[1] آں دَمے۔ قرآن پاک میں ہے۔ فَاَوحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوحٰی "پھر اللہ نے آنحضور کو وحی کی جو بھی کی" اس آیت میں ان اسرار کی طرف اشارہ ہے جو بغیر حضرت جبرئیلؑ کی وساطت کے حضور کو بتائے گئے اور چونکہ وہ اسرار طریقہ محمدیہ سے متعلق تھے دوسرے انبیاء سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا لہٰذا وہ اسرار ان کو نہیں بتائے گئے۔ یا۔ لفظِ ما عربی۔ میں دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے ایک نفی جس کو ما نافیہ کہتے ہیں۔ دوسرے ما موصلہ جو اثبات کے معنی دیتا ہے لیکن جب میں اپنے لئے لفظِ ما بولوں تو نفی کے معنی ہوں گے۔ اس لئے کہ میں اپنی ذات کو فنا کر چکا ہوں اور نفی محض ہوں۔

[2] کسی۔ ہستی۔ نا کسی۔ نیستی، فنا۔ تافتن۔ بٹنا۔ موڑنا۔ سیلان۔ طغیانی۔ ویرانی، بربادی۔ من، مولانا اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ تجلی بے حجاب کے سوال سے باز آ وہ اس عالم میں بربادی کا سبب ہوگی جیسا کہ کوہ طور کے ساتھ ہوا من چہ غم۔ مولانا فرماتے ہیں مجھے ویرانی کا غم نہیں ہے۔ ویرانہ میں خزانہ ملتا ہے۔

[3] غرق۔ جو شخص مقام شہود تک پہنچ گیا وہ تو اور بھی قرب کا متمنی ہوگا اور چاہیگا کہ جسد عنصری کا حجاب جلد رفع ہو جائے۔ زیر۔ عشق میں فانی مزید فنا چاہیگا کسی طرح اپنی بقا پسند نہ کریگا۔ گرطرب فانی کو عتاب اور لطف میں یکساں لطف آتا ہے۔ گر مُرادت۔ عاشق صادق مراد اور بے مرادی کو منشا۔ باری سمجھ کر دونوں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ ہلال۔ یعنی عاشق خمیدہ کمر۔ بہا۔ قیمت۔ خون۔ بہا خون کی قیمت۔ ہر ستارہ یعنی تجلیات باری

جملہ شاہاں پستِ اپستِ خویش را
تمام بادشاہ اپنے آگے جھکنے والے کے سامنے جھکے ہیں
جملہ مستاں مست مست خویش را
اپنے عاشق کے تمام عاشق، عاشق ہوتے ہیں

جملہ شاہاں بَردۂ بَردہ خود اند
تمام بادشاہ اپنے غلام کے غلام ہیں
جملہ خلقاں مُردۂ مُردہ خود اند
تمام لوگ اپنے مردہ کے لئے مردہ ہیں

می شود صیاد مُرغاں راشکار
شکاری، پرندوں کا شکار بنتا ہے
تا کُند ناگاہ ایشاں راشکار
تاکہ اچانک ان کا شکار کرے

دلبراں ۲ بر بیدلاں فتنہ بجاں
معشوق، عاشقوں پر دل سے عاشق ہوتے ہیں
جملہ معشوقاں شکارِ عاشقاں
تمام معشوق، عاشقوں کا شکار ہوتے ہیں

ہر کہ عاشق دیدیش معشوق داں
جس کو تو عاشق دیکھے، اس کو معشوق سمجھ
کُو بہ نسبت ہست ہم این و ہم آں
کیونکہ نسبت کی وجہ سے وہ یہ بھی ہے اور وہ بھی ہے

تشنگاں گر آب جویند از جہاں
اگرچہ دنیا میں پیاسے پانی تلاش کرتے ہیں
آب ہم جوید بعالم تشنگاں
پانی بھی دنیا میں پیاسوں کو تلاش کرتا ہے

چونکہ عاشق اُوست تو خاموش باش
جبکہ وہ عاشق ہے، تو چپ رہ
اُو چو گوشت مید ہد تو گوش باش
جب اس نے تجھے کان دئے ہیں تو ہمہ تن کان بنجا

اے حیاتِ عاشقاں در مُردگی
اے (طالب!) عاشقوں کی زندگی مرنے میں ہے
دل نیابی جُز کہ در دلبردگی
دل گم کئے بغیر، تو دل نہ پائے گا

من دلش جُستہ بصد ناز و ۳ دلال
میں نے سو ناز و انداز سے اس کی دلجوئی کی
اُو بہانہ کردہ با من از ملال
اس نے ناراضی کی وجہ سے مجھ سے بہانہ کر دیا

مَنَش جُستہ با نیاز و بے ملال
میں نے عاجزی سے کسی ملال کے بغیر اس کی جستجو کی
اُو بہانہ کردہ از ناز و دلال
اس نے ناز و انداز کی وجہ سے ٹال دیا

گفتم آخر غرقِ تست ایں عقل و جاں
میں نے کہا یہ عقل اور جان آخر تجھ میں غرق ہے
گفت رَو رَو بر من ایں افسوں مخواں
بولا۔ جا' جا مجھ پر جادو نہ چلا

من ندانم آنچہ اندیشیدۂ
مجھے معلوم نہیں تو نے کیا سوچ رکھا ہے؟
اے دو دیدہ دوست را چوں دیدۂ
اے دوئی والے تو نے دوست کو کیا سمجھ رکھا ہے

اے گرانجاں خوار دیدستی مُرا
اے پست ہمت! تو نے مجھے بے قدر سمجھا
زانکہ بس ارزاں خریدستی مُرا
اس لئے کہ تو نے مجھے سستا خریدا ہے

۱ پَست۔ جھکنے والا۔ مَست، عاشق یعنی جب اطاعت کمال کو پہنچ جاتی ہے تو آقا اس کی بات پر سر تسلیم خم کرنے لگتا ہے۔ اور عاشق اپنے عاشقوں سے عشق کرنے لگتا ہے۔ بَردَہ۔ غلام، مسخر، تابع۔ مردہ۔ بے جان جملہ یعنی بادشاہ اپنے فرمانبرداروں کے فرمانبردار بنجاتے ہیں اور جس غلام نے مولیٰ کی مرضی میں اپنے آپ کو فنا کر دیا ہو مولیٰ اس کے لئے فنا ہوتا ہے۔ میشود۔ شکاری شوق میں خود شکار بنتا ہے۔ پھر کہیں شکار اس کے ہاتھ لگتا ہے۔
۲ دلبر۔ معشوق۔ فتنہ بجاں۔ کسی پر مرنے والا۔ ہر کہ۔ عاشق صادق، معشوق کے دل میں گھر کر لیتا ہے اس اعتبار سے وہ معشوق بنجاتا ہے۔ آب جویند نہروں اور دریاؤں میں پانی بہ کر پیاسوں کی تلاش کرتا ہے چونکہ عاشقِ اُوست جب حضرت حق خود مہربان ہوگئے ہیں اور رؤف و رحیم ہیں تو اب تو ہمہ تن گوش بنجا اور آہ و فریاد چھوڑ دے۔ اے۔ عاشق کی زندگی موت میں مضمر ہے جب تک تو دل کو محبت میں فنا نہ کردیگا تو وہ حقیقی دل نہ ہوگا۔ دل جستن دل جوئی کرنا۔
۳ ناز و دلال۔ ناز و انداز بہانہ کردن۔ ٹال دینا۔ ملال۔ ناراضی یعنی میں دیدار کا طالب ہوا اس نے فردائے قیامت پر ٹالدیا۔ ایں افسوں۔ یعنی جان و دل کی زاری دکھا کر دیدار کا طالب نہ بن جب تک تجھے جان و دل کا خیال ہے دیدار کا مستحق نہیں ہے۔ دو دیدہ۔ دو دیکھنے والے چونکہ اس نے اپنے جان اوروں کی طرف بھی نظر کی اور محبوب کی طرف بھی۔ گرانجاں۔ کاہل۔ پست ہمت۔ خوار۔ بے قدر

ہر کہ اُو ارزاں۱ خرد ارزاں دہد | گوہرے طفلے بقُرص ناں دہد
جو سستا خریدتا ہے، سستا دے ڈالتا ہے | ایک بچہ موتی ایک روٹی کی ٹکیا میں دیدیتا ہے

غرقِ عشقے شو کہ غرق ست اندریں | عشقہائے اوّلین و آخریں
عشق میں ڈوب جا کہ اس میں غرق ہیں | اگلے پچھلوں کے عشق

مجملش گفتم نکردم من بیاں | ورنہ ہم افہام سوزد ہم زباں
میں نے اس کو مجملاً بتایا، میں نے تفصیل نہیں کی | ورنہ عقلیں جل جائیں اور زبان بھی

من چو لَب گویم لَب دریا بوَد | من چو لاَ گویم مُراد اِلاّ بُوَد
میں جب لب کہتا ہوں (مطلب) لب دریا ہوتا ہے | میں جب لا کہتا ہوں تو الا مراد ہوتا ہے

من زشیرینی۲ نشیم رُو تُرش | من زبسیاری گفتارم خمش
میں مٹھاس سے ترش رو ہو کر بیٹھ جاتا ہوں | میں اپنی باتوں کی کثرت کی وجہ سے چپ ہو جاتا ہوں

تا کہ شیرینی ما از دو جہاں | در حجابِ رو تُرش باشد نہاں
تاکہ ہماری مٹھاس دونوں جہان میں | ترشروئی کے پردہ میں پوشیدہ رہے

تا کہ در ہر گوش ناید ایں سخن | یک ہمی گویم زصد سِرِّ لدُن
تاکہ ہر کان میں یہ بات نہ آئے | "علم لدنی" کے سو رازوں میں سے ایک کہدیتا ہوں

تفسیرِ قولِ حکیم سنائی رَوَّحَ اللّٰہُ رُوْحَہٗ

حکیم سنائی کے قول کی تفسیر خدا انکی روح کو راحت دے

بہرچہ از راہ وامانی چہ کفر آں حرف و چہ ایماں
جس چیز کی وجہ سے تو راستہ سے بھٹک جائے وہ کلمۂ کفر ہوا تو کیا اور ایمان ہوا تو کیا

بہرچہ از دوست دورافتی چہ زشت آں نقش وچہ زیبا
جس سے تم دوست سے دور ہو جاؤ وہ نقش بُرا ہو تو کیا اچھا ہو تو کیا

وَفِیْ مَعْنٰی قَوْلِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامِ اِنَّ سَعْدًا۳ اَلْغَیُوْرُ وَاَنَا اَغْیَرُ مِنْہُ

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے معنی کہ سعدؓ بیشک غیرتمند ہے اور میں اس سے بھی زیادہ غیرتمند ہوں

وَاللّٰہُ اَغْیَرُ مِنِّیْ وَمِنْ غَیْرَتِہٖ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَاظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ

اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرتمند ہے اور اللہ نے اپنی غیرت کی وجہ سے تمام کھلی اور ڈھکی بدکاریوں کو حرام قرار دیا ہے

جملہ عالم زاں غیور آمد کہ حق | بُرد در غیرت بریں عالم سَبق
تمام دنیا اس لئے غیرتمندی کہ اللہ تعالیٰ | غیرت میں اس دنیا پر سبقت لے گیا ہے

---

۱ ارزاں۔ چونکہ اس کے دریائے کرم سے دوست اور دشمن سیراب ہو رہے ہیں۔ طفلے۔ بچے کو جب مفت موتی ملجاتا ہے۔ وہ ایک روٹی کے ٹکڑے میں فروخت کرڈالتا ہے۔ غرقِ عشقے۔ یہاں سے مولانا کا مقولہ ہے۔

۲ شیرینی۔ یعنی اسرار معرفت کی مٹھاس۔ رُوترش یعنی خاموش، یعنی اسرار معرفت سے واقفیت کے باوجود اپنے آپ کو لاعلم ظاہر کرتا ہوں کیونکہ ہر آدمی کے سامنے وہ مضامین بیان نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ حکیم۔ سنائی۔ غزنین کے رہنے والے تھے ابتداء شاعری کی پھر فقر اور تجرید اختیار کرلی آپکا شمار مشہور اولیاء اللہ میں ہے ۵۴۶ھ میں وفات پائی۔ تصوف میں آپکی "حدیقۃ الحقیقۃ" کتاب بہت مشہور ہے۔ مولانا روم نے اپنی مثنوی میں کئی جگہ اس کتاب سے اقتباس کیا ہے۔ حکیم سنائی کے مقولہ کا خلاصہ یہ ہے کہ طاعت بھی جناب قدس سے دوری کا سبب بنے تو وہ معصیت ہی ہے مثلاً کوئی فرض عین جہاد چھوڑ کر نفلی حج کیلئے جائے۔

۳ سعد بن عُبادہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مشہور صحابی ہیں۔ حد قذف کے سلسلہ میں انہوں نے عرض کیا تھا کہ اگر بیوی کو زنا کرتے ہوئے دیکھوں گا تو فوراً قتل کردونگا چار گواہ لانیکی مجھ میں تاب نہ رہیگی اس پر آنحضور نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ مولانا نے اسرار کے بیان کا ترک غیرت خداوندی کی وجہ سے کیا ہے۔ لہٰذا اب غیرت خداوندی کا بیان شروع کردیا ہے۔ جملہ عالم۔ عالم صفات باری کا مظہر ہے تو مخلوق کی غیرت غیرت حق کا پرتو ہے۔

اُو اچو جان ست و جہاں چوں کالبَد ۔۔۔ کالبَد از جان پذیرد نیک و بد

وہ جان کی طرح ہے اور دنیا جسم کی طرح ۔۔۔ جسم، جان سے نیکی اور بدی قبول کرتا ہے

ہر کہ محرابِ نمازش گشت عَین ۔۔۔ سوائے ایماں رفتنش می داں تو شَین

جس کی نماز کی محراب ذات ہو ۔۔۔ اس کا ایمان کی طرف جانا تو عیب سمجھ

ہر کہ شد مَر شاہ را اُو جامہ دار ۔۔۔ ہست خسراں بہر شاہش اِتجار

جو بادشاہ کا مہتمم توشہ خانہ ہو ۔۔۔ اُس کا بادشاہ کے لئے تجارت کرنا ٹوٹے کی بات ہے

ہر کہ با سُلطاں شود اُو ہمنشیں ۔۔۔ بر درش بِشستن بود حیف و غبیں

جو بادشاہ کا ہمنشیں ہو ۔۔۔ اُس کا دروازہ پر بیٹھنا قابلِ افسوس اور نقصان کی بات ہے

دست ۲ بوسش چوں رسید از بادشاہ ۔۔۔ گر گزیند بوسِ پا باشد گناہ

جب اس کو بادشاہ کی دست بوسی حاصل ہو گئی ۔۔۔ اگر پابوسی اختیار کرے تو گناہ ہو گا

چوں بیابی دست گرد پا مگرد ۔۔۔ ہست سَر بازی نشانِ مَردِ مَردِ

جب تو ہاتھ پالے، پیر کے چکر نہ کاٹ ۔۔۔ سر دینا بڑے بہادر کی علامت ہے

گرچہ سَر بر پا نہادن خدمت ست ۔۔۔ پیشِ آں خدمت خطا و زلّت ست

اگرچہ پیروں پر سر رکھدینا خدمت ہے ۔۔۔ (لیکن) اس خدمت کے مقابلہ میں غلطی اور لغزش ہے

شاہ را غیرت بُوَد بر ہر کہ اُو ۔۔۔ بُو گزیند بعد ازاں کہ دید رُو

بادشاہ کو اس پر غیرت آئے گی جو ۔۔۔ خوشبو اختیار کرے جبکہ چہرے دیکھ لیا ہے

غیرتِ حق بر مثَل گندم بُوَد ۔۔۔ کاہِ خرمن غیرتِ مَردم بُوَد

اللہ کی غیرت، گیہوں جیسی ہے ۔۔۔ انسانوں کی غیرت بھو سے کی طرح ہے

اصلِ غیر تہا بدانید از اِلٰہ ۔۔۔ آنِ خلقاں فرعِ حق بے اِشتباہ

غیرتوں کی جڑ خدا سے سمجھو ۔۔۔ بلاشبہ مخلوق کی غیرت خدا کی غیرت کی شاخ ہے

شرح ۳ ایں بگذارم و گیرم گِلہ ۔۔۔ از جفائے آں نگارے دہ دلہ

اس کی شرح چھوڑتا ہوں، شکوہ شروع کرتا ہوں ۔۔۔ اُس دس دل والے محبوب کی جفا کا

نالم ایرانا لہا خوش آیدش ۔۔۔ از دو عالم نالہ و غم بایدش

اس لئے روتا ہوں کہ اس کو رونا اچھا لگتا ہے ۔۔۔ دونوں جہاں کی جانب سے اس کو رونا پسند آتا ہے

چوں ننالم تلخ از دَستانِ اُو ۔۔۔ چوں نیم در حلقۂ مَستانِ اُو

اس کے ناز و انداز کی وجہ سے کڑوے آنسو کیوں نہ بہاؤ ۔۔۔ اُس کے عاشقوں کے حلقے میں کیوں نہ داخل ہوں

---

۱ اُو۔ جسم حرکات و سکنات میں روح کے تابع ہے۔ اسی طرح کائنات کے احوال مشیتِ باری کے تابع ہیں۔ محراب نماز۔ مرکز توجہ۔ عین۔ یعنی ذاتِ باری ایمان۔ یعنی مشاہدہ سے تنزل اختیار کرکے دلائل سے یقین حاصل کرنا غیرت رب کا سبب ہے شین۔ عیب۔ جامہ دار۔ بخشی، مہتمم توشہ خانہ ہو کر کپڑے کا تاجر بنے۔ نشستن۔ بِشستن۔ بیٹھنا کا مخفف ہے۔ حَیف۔ ظلم، افسوس۔ غَبین۔ زیاں کار، یہ غیرت کی تیسری مثال ہے۔

۲ دَست بُوسش۔ یعنی اعلیٰ مرتبہ چھوڑ کر ادنیٰ مرتبہ اختیار کرنا بھی غیرت کا سبب ہے۔ پیش آں۔ یعنی دست بوسی کے مقابلہ میں یہ خدمت کا ادنیٰ درجہ ہے شاہ رَا غیرَت۔ یہ بھی غیرت کی بات ہے کہ دیدار کا موقع ہو تو اس کو چھوڑ کر خوشبو سونگھنے پر اکتفاء کر لے۔ غیرت حق۔ یعنی اصل غیرت حق ہے اور انسانوں کی غیرت بھوسے کی طرح بے قدر ہے۔

۳ شرح ایں۔ یعنی غیرت حق کی تفصیل۔ گِلہ۔ شکوہ، نِگار معشوق۔ دہ دلہ۔ چونکہ حضرت حق کی شون مختلف ہیں لہٰذا اس کو دہ دلہ کہا ہے۔ ایرانا۔ زیرا حدیث شریف میں آیا ہے۔ اللہ کو دو قطرے بہت محبوب ہیں ایک وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے آنکھ سے نہ پڑے ایک وہ خون کا قطرہ جو جہاد میں ٹپک جائے۔ تلخ نالیدن۔ نہایت درد سے رونا۔ دستاں۔ مکر و فریب، ناز و انداز۔ مستاں۔ عشاق۔

چوں نباشم ہمچو شب[1] بے روز اُو | بے وصالِ روئے روز افروزِ اُو
اس کے دن کے بغیر میں رات کی طرح کیوں نہ ہو جاؤں | اس کے دن کو روشن کرنیوالے چہرے کے وصال کے بغیر

ناخوشِ اُو خوش بوَد در جانِ من | جاں فدائے یارِ دل رنجانِ من
اس کی جانب سے ناگوار، میری جان کو گوارا ہے | دل دکھانے والے یار پر میری جان قربان ہے

عاشقم بر رنجِ خویش و درد خویش | بہرِ خوشنودیِ شاہِ فردِ خویش
میں اپنے رنج اور اپنے درد کا عاشق ہوں | اپنے بے مثال شاہ کی خوشنودی کے لئے

خاکِ غم را سرمہ سازم بہرِ چشم | تاز گوہر پُر شود دو بحرِ چشم
میں غم کی خاک کا آنکھوں کے لئے سرمہ بناتا ہوں | تاکہ آنکھوں کے دونوں سمندر موتیوں سے بھر جائیں

اشک کاں از بہرِ اُو بارند خَلق | گوہر ست و اشک پندارند خلق
لوگ جو آنسو اس کے لئے بہاتے ہیں | موتی ہیں، لوگ ان کو آنسو سمجھتے ہیں

من ز جانِ جاں شکایت میکنم | من نیم شاکی روایت[2] میکنم
میں جان جاناں کی شکایت کرتا ہوں | میں شاکی نہیں ہوں، بیان کر رہا ہوں

دل ہمی گوید اُز و رنجیدہ اَم | وز نفاقِ سُست میخندیدہ ام
دل کہتا ہے میں اس سے رنجیدہ ہوں | کمزور نفاق سے میں ہنستا ہوں

راستی کن[3] اے تو فخرِ راستاں | اے تو صدر و من درت را آستاں
اے وہ ذات کے تو سچوں کا فخر ہے! سیدھا چل | اے وہ کہ تو صدر ہے اور میں تیرے در کی دہلیز ہوں

آستانِ و صدر در معنیٰ کجاست | ما و من کو آں طرف کو یارِ ماست
حقیقتاً آستاں اور صدر کہاں ہے؟ | جہاں ہمارا یار ہے وہاں "ما و من" کہاں ہے؟

اے رہیدہ جانِ تو از ما و من | اے لطیفہ روح اندر مرد و زن
اے وہ کہ تیری ذات "ما و من" سے آزاد ہے | اے! مرد اور عورت میں لطیفہ روح

مرد و زن چوں یک شوند آں یک توئی | چونکہ یکہا محو شد آں نک توئی
مرد و زن جب ایک ہو جائیں وہ ایک تو ہی ہے | جب سب مٹ جائیں اب تو وہی ہے

ایں من و ما بہر آں بر ساختی | تا تو با خود نردِ خدمت باختی
اس "من و ما" کو تو نے اس لئے بنایا ہے | تاکہ تو خدمت کی بازی کھیلے

تا تو ما و تو زیک جوہر شوی | عاقبت محض چناں دلبر شوی
جب تو "ما و تو" ایک جوہر بنجائے گا | بالآخر اسی طرح خالص دلبر ہو جائے گا

---

[1] شب۔ رات۔ یعنی سیاہ بختی۔ روز۔ یعنی دن کی طرح روشن ہے، نا خوش معشوق، عاشق کے درد سے اس لئے خوش ہے کہ وہ درد تقاضائے عشق ہے۔ لہٰذا اس کی خوشی کی خاطر ہم اپنے درد اور رنج سے خوش ہیں۔ اشک یعنی جو آنسو محبوب کی یاد میں بہے وہ موتی ہے۔

[2] روایت۔ یعنی میں اپنے درد کا جو بیان کرتا ہوں وہ بصورت شکایت ضرور ہے لیکن دراصل وہ شکایت نہیں بلکہ ایک واقعہ کو نقل کرنا ہے۔ دل۔ یعنی دل، محبوب سے رنجیدہ ہونیکا اظہار کرتا ہے میں اس کے اس نفاق پر ہنستا ہوں اس لئے کہ وہ دل دراصل خوشی محسوس کر رہا ہے۔

[3] راستی کن۔ یعنی مجھے ناز و کرشمہ نہ دکھا تو صدر مجلس ہے میں آستاں جیسا پامال ہوں لہٰذا مجھ پر ظلم کرنا تیری شایان شان نہیں ہے۔ آستاں۔ چونکہ پہلے شعر میں محبوب کو صدر اور اپنے آپکو آستاں کہا تو اس سے دوئی کی بو آئی جو فنا کے خلاف ہے لہٰذا اب اس کا تدارک کیا ہے۔ اے۔ ذاتِ حق واحد ہے یہ ممکنات اس کے عارضی تعینات ہیں وہی ذات واحد لطیفہ روح ہے جو مرد و زن کے عارضی جسم کو قائم کئے ہوئے۔ نک۔ اینک کا مخفف ہے، اب یہ ہے خدمت۔ دنیاوی کاروبار۔ من و ما۔ یعنی جملہ مخلوقات۔

تا من و تو باہمہ یک جاں شوند
جب "من وتو" سب ایک جان ہو جائینگے
عاقبت [1] مُستغرقِ جاناں شوند
انجام کار جاناں میں فنا ہو جائینگے

ایں ہمہ ہست و بیا اے امرِ کُن
یہ سب کچھ ہے، اور آجا اے حاکم
اے منزّہَ ازبیان و از سخن
اے وہ (ذات) جو بیان اور کلام سے پاک ہے

چشم [2] جسمانی تنا ند دیدنت
جسمانی آنکھ تجھے نہیں دیکھ سکتی ہے
درخیال آردغم وخندیدنت
تجھے خیال میں لا سکتا ہے غم اور ہنسنا؟

دل کہ اُو بستہ غم وخندیدن ست
وہ دل جو غم اور ہنسی سے وابستہ ہے
تو بگوئے لائق آں دیدن ست
تو بتا وہ دیدار کے قابل ہے؟

آنکہ اُو بستہ غم و خندہ بوَد
جو غم اور ہنسی سے مقید ہو
اُو بدیں دو عاریت زندہ بوَد
وہ ان دونوں عارضی چیزوں سے زندہ رہتا ہے

باغ سبزِ عشق کو بے منتہاست
عشق کا سبز باغ جو دائمی ہے
جُز غم وشادی دروبس میوہاست
اس میں غم اور خوشی کے علاوہ بہت سے میوے ہیں

عاشقی زیں ہر دو [3] حالت برترست
عاشق ان دونوں حالتوں سے بلند و بالا ہے
بے بہار و بے خزاں سبز و ترست
(وہ) بے بہار اور بے خزاں سبز اور تر ہے

دہ زکوٰۃِ روئے خود اے خوبرو
اے (محبوب) خوبرو اپنے مکھڑے کی زکوٰۃ عطا کر
شرحِ جانِ شَرحہ شَرحہ بازگو
پارہ پارہ جان کی شرح پھر کر دے

کز کرشمہ غمزۂ غمازۂ
چغل[illegible] ناز کے [illegible] سے
بردلم بنہاد داغِ تازۂ
اس نے میرے دل پر تازہ داغ لگا دیا ہے

من حلالش کردم [illegible] خونم بریخت
میں نے اس کے لئے حلال [illegible] یا اگر وہ میرا خون بہائے
من ہمی گفتم حلال اُو میگریخت
میں حلال حلال کہتا رہا وہ گریز کرتا رہا

چوں گریزانی زنالہ خاکیاں
خاکساروں کے نالہ سے تو کیوں گریزاں ہے؟
غم چہ ریزی بردلِ غمناکیاں
غمگینوں کے دل پر کیوں غم پاشی کرتا ہے؟

اے کہ ہر صبحیکہ از مشرق بتافت
اے محبوب! ہر صبح جو مشرق سے نمودار ہوئی
ہمچو چشمہ مشرقت در جوش یافت
اس نے مشرق سے سورج کی طرح تجھے تاباں پایا

چہ بہانہ میدہی شیدات را
اپنے عاشق سے تو کیوں بہانے کرتا ہے
اے بہانہ شکر لبہات را
اے وہ (محبوب) جس کے ہونٹوں کی شکر کی کوئی قیمت نہیں ہے

---

[1] عاقبت۔ یعنی یہ ممکنات کے عارضی تعینات۔ ختم ہو جائیں گے۔ تو وہی ذاتِ واحد قیوم باقی رہجائیگی۔ امرِ کُن۔ امر کنندہ، حاکم یعنی بیشک ذاتِ واجب الوجود ممکنات کے حجاب میں محجوب ہے لیکن میری تمنا یہی ہے کہ بیان وسخن سے گزر کر اس کی ذات کا مشاہدہ کرلوں۔

[2] چشم جسمانی۔ اب مضمون سابق سے گریز کرتے ہیں کہ یہ تمنا غلط ہے یہ ہماری جسمانی آنکھ کب مشاہدہ کرسکتی ہے اور جب تک ہم غم وشادی کے پابند ہیں، ہم پر مادی عوارض طاری ہیں کیسے مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ دل۔ یعنی وہ دل جو طبعی کیفیتوں کا مقید ہے وہ دیدار ہی نہیں کر سکتا۔ عاریت۔ مانگی ہوئی چیز جو چندروز اپنے پاس رہتی ہے۔ یعنی غم وخندہ۔ بے منتہا۔ لافانی یعنی جب انسان میں لافانی صفات پیدا ہو جائیں گی تب وہ دیدارالٰہی کے قابل ہوگا۔

[3] دو حالت یعنی خزاں اور بہار، باغِ عشق کی تروتازگی لافانی ہے۔ شرح جاں۔ یعنی یہ بتا کہ ہماری روح کو کب دیدار میسر آئیگا۔ شرحہ شرحہ۔ ٹکڑے ٹکڑے۔ غمزہ۔ آنکھ کا اشارہ غماز۔ چغلخور۔ غمزہ کو غماز اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ دل کی بات ظاہر کر دیتا ہے۔ داغ تازہ۔ یعنی نئی تجلی حلال۔ یعنی میں یہی کہتا رہا کہ میرا خون بہانا حلال ہے مگر وہ۔ خونریزی پر آمادہ نہوا بلکہ گریز کر گیا۔ چشمۂ مشرق۔ آفتاب۔ بہانہ۔ قیمت نہیں ہے۔

اے جہان ۱؎ کہنہ راتو جانِ نو
اے (محبوب) پرانی دنیا کی تو تازہ جان ہے
از تنِ بیجان و دل اَفغاں شنَو
بے جان اور بے دل جسم کی فریاد سُن لے

شرح گل بگذار از بہر خدا
(اے دل) خدا کے لئے پھول کی تشریح چھوڑ
شرح بُلبل گو کہ شداز گل جدا
اُس بُلبل کی تفصیل بتا جو پھول سے جدا ہوگئی ہے

از غم و شادی نباشد جوشِ ما
غم اور خوشی سے ہمارا جوش (وابستہ) نہیں ہے
با خیال و وہم نبوَد ہوشِ ما
ہمارا ہوش خیال اور وہم سے (وابستہ) نہیں ہے

حالتِ دیگر بوَد کاں نادرست
ایک دوسری ہی حالت ہے جو کمیاب ہے
تو مشو مُنکر کہ حق بس قادرست
تو منکر نہ بن اللہ بہت قدرت والا ہے

تو قیاس از حالتِ ۲؎ انساں مکُن
تو انسان کی حالت پر قیاس نہ کر
منزل اندر جَور و در احساں مکُن
ظلم و احسان میں ٹکاؤ نہ کر

جَور و احساں رنج و شادی حادِث است
ظلم اور احسان، رنج اور خوشی سب نو پیدا ہیں
حادثاں میرند و حق شاں وارِث است
نو پیدا چیزیں فنا ہو جاتی ہیں اور اللہ انکا وارث ہے

صبح شد اے صبح راپُشت و پناہ
اے صبح کی پشت و پناہ! صبح ہو گئی
عُذر مخدومی حُسام الدین بخواہ
میرے مخدوم حسام الدین سے معذرت کر

عذر خواہِ عقل کُل و جاں توئی
عقل کل اور جان سے معذرت چاہنے والا تو ہی ہے
جانِ جان و تابشِ مرجاں توئی
جان کی جان اور مونگے کی چمک تو ہی ہے

تافت نورِ صبحِ ما از نورِ تو
ہماری صبح کا نور تیرے نور سے چمک اٹھا
در صبوحی با مئے منصور ۳؎ تو
صبح کی شراب نوشی کے وقت، تیری منصور شراب کے ذریعہ

دادۂ حق چوں چنیں دارد مرا
اللہ کی عطا جب مجھے ایسا بنائے رکھتی ہے
بادہ کہ بوَد تا طرب آرد مرا
شراب کیا ہوتی ہے جو مجھے مست کرے؟

بادہ در جوشش گدائے جوشِ ماست
شراب، جوش میں ہمارے جوش کی بھکاری ہے
چرخ در گردش فدائے ہوشِ ماست
آسمان گردش میں ہمارے ہوش پر قربان ہے

بادہ از ما مست شد نے ما ازو
شراب ہم سے مست ہوئی ہے، نہ کہ ہم اس سے
قالب از ما ہست شد نے ما ازو
جسم ہماری وجہ سے پیدا ہوا ہے نہ کہ ہم اس کی وجہ سے

ما چوز نبوریم و قالب ہا چو موم
ہم شہد کی مکھی کی طرح ہیں اور جسم موم کی طرح
خانہ خانہ کردہ قالب را چو موم
اُس نے جسم کو موم کی طرح خانہ خانہ بنا رکھا ہے

۱؎ جہانِ کُہنہ۔ دنیا میں چونکہ تغیرات ہیں اسلئے اس کو کہنہ کہا ہے۔ جانِ نو۔ حضرت حق، قیوم ہے لہٰذا وہ عالم کیلئے بمنزلہ جان ہے اور ہر روز اس کی ایک شان کا ظہور ہوتا ہے۔ شرح گل۔ یعنی محبوب کے دیدار کی باتیں ختم کر کے اب عاشق کی مجبوری کا حال سنا۔

۲؎ حالتِ انسان۔ یعنی عشق مجازی کی لذت اور تکلیف محبوب کے قہر اور مہر پر موقوف ہے۔ عشق حقیقی کو عشقِ مجازی پر قیاس نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ اس کی کیفیات عوارض سے وابستہ ہیں جو فانی ہیں اور عشق حقیقی کا تعلق ذات باری سے ہے جو حی و قیوم ہے۔ صبح شد۔ یعنی تجلیات کی محویت میں سحر ہو گئی اور مثنوی لکھنے میں تاخیر ہوئی لہٰذا اے عشق تجھے حسام الدین سے عذر خواہی کرنی چاہیے۔ جنکی فرمائش اور اصرار پر مثنوی لکھنی شروع کی گئی ہے۔ حسام الدین مولانا کے خاص مرید ہیں جن کا ذکر مولانا بڑی تعظیم سے کرتے ہیں۔ توئی۔ یعنی عشق، عقل، جان، مرجان، یعنی مونگا، مراد مولانا حسام الدین، نورِ تو۔ نورِ عشق۔ صبوحی۔ صبح کی شراب۔

۳؎ منصور۔ یعنی خدائی مدد سے بہرہ یاب۔ دادہ حق یعنی عشق الٰہی۔ بادہ۔ انگوری شراب یعنی انگوری شراب کا جوش ہماری مستی کے جوش کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ نیز ہمارے وجد اور حال کی گردش آسمان کی گردش سے بڑھی ہوئی ہے۔ ما چوز نبوریم۔ اس شعر میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ اسے مراد انسان اور قالبہائے دیگر مخلوقات مراد ہوں۔ خانہ خانہ کردہ۔ یعنی اپنے تصرف میں لایا۔

بس درازست ایں حدیث ایخواجہ گو | تا چہ شد احوال آں مردِ۱ نکو
یہ قصہ دراز ہے اے صاحب! بتایئے | اس نیک مرد کے کیا احوال ہوئے؟

رجوع بحکایت خواجۂ تاجر
خواجہ سوداگر کی حکایت کی طرف رجوع

خواجہ اندر آتش و درد و حنین | صد پراگندہ ہمی گفت ایں چنیں
خواجہ، آگ اور درد اور رونے کی حالت میں | اسی طرح کی سینکڑوں بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا

گہ تناقض گاہ نازو گہ نیاز | گاہ سودائے حقیقت گہ مجاز
کبھی متضاد باتیں، کبھی ناز اور کبھی نیاز | کبھی حقیقی پاگل پن اور کبھی بناوٹی

مردِ غرقہ گشتہ جانے میکند | دست را در ہر گیا ہے میزند
ڈوبنے والا، جان توڑتا ہے | ہر تنکے پر ہاتھ مارتا ہے

تا کدامیں دست گیرد در خطر | دست و پائے میزند از بیم سَر
تا کہ خطرے میں اس کی کوئی دستگیری کرے | سر کے ڈر سے ہاتھ پیر مارتا ہے

دوست دارد دوست ایں آشفتگی | کوششِ بیہودہ بہ از خفتگی
اس پریشان حالی کو دوست پسند کرتا ہے | سونے سے لا حاصل کوشش بہتر ہے

آنکہ اُو شاہ ست او بیکار نیست | نالہ۲ از وئے طُرفہ کو بیمار نیست
جو شاہ ہے وہ (بھی) بیکار نہیں ہے | جو بیمار نہیں ہے اس کی آہ وزاری عجیب بات ہے

بہر ایں فرمودہ رحمٰن اے اپسر | کُلَّ یَوْمٍ ہُوَ فِیْ شَان اے پسر
اے بیٹا! رحمٰن نے اس لئے فرمایا ہے | اے بیٹا! وہ ہر روز کسی کام میں ہے

اندریں رہ می تراش۳ و می خراش | تادم آخر دمے فارغ مباش
اس راستہ میں کانٹ چھانٹ کرتے رہو | آخری سانس تک کسی وقت خالی نہ رہو

تادم آخر دمے آخر بُوَد | کہ عنایت با تو صاحب سِر بُوَد
مرتے دم تک کوئی وقت ضرور ہو گا | کہ عنایت (خداوندی) تیری ہمراز ہو گی

ہر کہ میکوشید گر مرد و زن ست | گوش و چشم شاہِ جاں بر روزن ست
جو بھی کوشش کرتا ہے، خواہ مرد ہو یا عورت | جان کے مالک کے کان اور آنکھیں جھرکے پر لگی ہیں

ایں سخن پایاں ندارد اے عَمُو | قِصّۂ طوطی و خواجہ بازگو
اے چچا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے | طوطی اور خواجہ کا قصہ سنا

---

۱ مردِ نکو۔ یعنی سوداگر حنین۔ رونے کی آواز۔ گیا ہے، مشہور ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ بیم سر۔ موت کا ڈر۔ دوست۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو کوشش اور سعی پسند ہے اگرچہ نتیجہ اس نے اپنے قبضۂ قدرت میں رکھا ہے۔ شاہ ست۔ یعنی اللہ تعالیٰ باوجود تمام بے نیازیوں اور صمدیت کے مصروف کار ہے۔

۲ نالہ۔ بدونِ بیماری کے آہ وزاری جس طرح باعث تعجب ہے اسی طرح حضرت حق کی بے نیازی کے باوجود مشغولیت باعث تعجب ہے۔ رحمٰن۔ اللہ کا اسم ہے نیز سورۂ رحمٰن بھی مراد ہو سکتی ہے۔ چونکہ یہ آیت اسی سورہ کی ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ ہُوَ فِی شان یعنی صفات ذات جن کا وہ اظہار کرتا رہتا ہے۔ کسی کو مارتا ہے کسی کو رزق دیتا ہے کسی کو حیات بخشتا ہے۔

۳ تراش و خراش۔ تراشیدن۔ بمعنی کاٹنا۔ اور خراشیدن بمعنی چھلنا سے امر کے صیغے ہیں یہاں کوشش اور سعی مراد ہے۔ آخر۔ دو جگہ ہے پہلے کے معنی پچھلا اور دوسرے کے معنی یقیناً ہیں۔ ہر کہ۔ قرآن میں ہے "لَا اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی" میں تم میں سے کسی کام کرنیوالے کے کام ضائع نہ کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت گوش۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر شخص کے کام سننے اور دیکھنے والا ہے۔

بیروں انداختن خواجہ طوطی مُردہ را از قفس و پَریدنِ آں
خواجہ کا مردہ طوطی کو پنجرے سے باہر پھینکنا اور اس کا اڑ جانا

بعد ازانش از قفس بیروں فگند — طوطیک پرّید تا شاخِ بلند
اُس کے بعد اُس کو پنجرے سے باہر پھینکا — طوطی بلند شاخ پر اڑ گئی

طوطیِ مُردہ چناں پرواز کرد — کافتاب از شرق تُرکی[۱] تاز کرد
مردہ طوطی نے اس طرح اڑان بھری — جیسے سورج مشرق سے دوڑ دھوپ کرتا ہے

خواجہ حیراں گشت اندر کارِ مرغ — بے خبر ناگہ بدید اَسرارِ مُرغ
پرندے کے کام سے خواجہ حیران ہو گیا — اچانک، بے خبر اس نے پرندے کے راز دیکھے

روئے بالا کرد و گفت اے عندلیب — از بیانِ حالِ خود ماں دِہ نصیب
اوپر منہ اٹھایا اور بولا اے بلبل! — اپنے حال کے بیان سے ہمیں حصہ دے

اُو چہ کرد آنجا کہ تو آموختی — چشمِ ما از مکرِ خود بر دوختی
اُس نے وہاں کیا کیا جو تو نے سیکھ لیا — اپنی تدبیر سے تو نے ہماری آنکھیں بند کر دیں

ساختی مکرے و ما را سوختی — سوختی ما را او خود افروختی
تو نے مکر کیا اور ہمیں جلا ڈالا — ہمیں جلا دیا اور خود کو روشن کر لیا

گفت طوطی کو بفعلم پند داد — کہ رہا کُن نطق و آواز و گشاد
طوطی نے کہا کہ اُس نے عمل سے مجھے نصیحت کی — کہ بول چال اور خوشی کو ترک کر دے

زانکہ آوازت[۲] تُرا در بند کرد — خویش اُو مُردہ پئے ایں پند کرد
کیونکہ تیری آواز نے تجھے قید کرایا — اُس نے اس نصیحت کیلئے اپنے آپ کو مردہ بنا لیا

یعنی اے مُطرب شدہ با عام و خاص — مُردہ شو چوں من کہ تا یابی خَلاص
یعنی اے خاص و عام کو مست کرنیوالے — میری طرح مردہ بنجا تاکہ نجات پائے

دانہ باشی مرغگانت بر چنند — غنچہ باشی کودکانت بر کنند
دانہ بنے گا تو پرندے تجے چگ لیں گے — کلی بنے گا تو بچے تجھے نوچ لیں گے

دانہ پنہاں کُن بکلی دام شو — غُنچہ پنہاں کُن گیاہِ بام شو
دانے کو چھپا، بالکل جال بنجا — کلی کو چھپا لے محل کا سبزہ بنجا

ہر کہ داد اُو حُسن خود را در مزاد — صد قضائے بد سوئے اُو رُو نہاد
جس نے اپنے حُسن کو بڑھایا — سینکڑوں آفتوں نے اس کا رخ کیا

---

۱ تُرکی تاز۔ ترکتاز یعنی ترکوں کی طرح دوڑ دھوپ کرنا عندلیب۔ بلبل۔ نصیب۔ حصہ۔ بفعل پند دادن۔ عملی طور پر نصیحت کرنا۔ رہا کردن چھوڑنا۔ گشاد۔ انبساط خوشی۔

۲ آوازت۔ طوطی کی خوش الحانی گرفتاری کا سبب بنتی ہے۔ ایں پند۔ پہلے گزرا ہے کہ تاجر کی طوطی نے جنگل کی طوطی سے اپنی نجات کی راہنمائی چاہی تھی تو جنگل کی طوطی نے مر کر اس کو تعلیم دی کہ خاموشی نجات کا سبب ہے۔

۳ یعنی۔ مر کر اس نے یہ سمجھایا تھا کہ مر کر تیری خوش بیانی ختم ہو گی تو تجھے نجات ملیگی۔ دانہ باشی۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنی انسان کی نمود اس کی تباہی ہے۔ مزاد۔ زیادتی۔ قضا۔ آفت۔ رُو نہادن۔ متوجہ ہونا۔

چشمہا و خشمہا و رشکہا　　برسرش بارد چو آب از مشکہا
آنکھیں اور غصے اور رشک　　اُس پر اس طرح برس پڑینگے جیسے مشک سے پانی

دشمناں اُورا ز غیرت مَیدرند　　دوستاں ہم روزگارش[1] میبرند
دشمن، حسد سے اسے پھاڑ ڈالیں گے　　دوست بھی اس کا وقت ضائع کریں گے

آنکہ غافل بُود از کشتِ بہار　　اُوچہ داند قیمت ایں روزگار
جو موسم بہار کی کھیتی سے غافل ہو.　　وہ اس وقت کی قیمت کیا جانے

در پناہِ لُطفِ حق باید گریخت　　کو ہزاراں لطف بر اَرواح ریخت
اللہ کی مہربانی کی پناہ میں آنا چاہئے　　جس نے روحوں پر ہزاروں مہربانیاں برسائی ہیں

تا پناہے یابی آنگہ چہ[2] پناہ　　آب و آتش مَرترا گردد سپاہ
اس وقت تک کہ تو پناہ حاصل کرلے اور پناہ بھی کیسی　　کہ پانی اور آگ تیرے سپاہی بنجائیں

نوحؑ و موسیٰؑ را نہ دریا یار شد　　نے بر اَعداشاں بکیں قہار شد
کیا نوح اور موسیٰ (علیہما السلام) پر دریا مہربان نہیں ہوا؟　　کیا ان کے دشمنوں پر اس نے قہر نہیں ڈھایا؟

آتش ابراہیم را نے قلعہ بود　　تا بر آورُد از دلِ نمرود[3] دُود
کیا آگ ابراہیم (علیہ السلام) کے لئے قلعہ نہیں بنی؟　　یہانتک کہ نمرود کے دل سے دھواں اٹھا دیا

کوہ یحییٰؑ را نہ سوئے خویش خواند　　قاصد انش را بزخم سنگ راند
کیا پہاڑ نے (یحییٰ علیہ السلام) کو اپنی طرف نہیں بلایا؟　　اور ان کا قصد کرنیوالوں کو پتھر مار کر بھگایا؟

گفت اے یحییٰ بیا در من گریز　　تا پناہت باشم از شمشیر تیز
اس نے کہا اے یحییٰ! آ مجھ میں بھاگ آ　　تاکہ تیز تلوار سے تیری پناہ بنوں

وداع کردن طوطی خواجہ را و پند دادن و پریدن
طوطی کا خواجہ کو رخصت کرنا اور نصیحت کرنا اور اڑ جانا

یک دو پندش داد طوطی بے نفاق　　بعد ازاں گفتش سلام الفراق
طوطی نے اس کو مخلصانہ دو ایک نصیحتیں کیں　　اس کے بعد اس نے کہا، سلام ہے، الفراق

اَلوداع اے خواجہ کردی مرحمت　　کردی آزادم ز قید و مظلمت
الوداع اے خواجہ! تو نے کرم کیا　　مجھے قید اور تاریکی سے آزاد کر دیا

اَلوداع اے خواجہ رفتم تا وطن　　ہم شوی آزاد روزے ہمچو من
اے خواجہ الوداع، میں وطن کو جاتی ہوں　　تو بھی میری طرح کسی دن آزاد ہو جائے

---

[1] روزگارش می برند۔ اوقات ضائع کرینگے۔ کِشت۔ کھیتی۔ بہار۔ موسم بہار۔ اُوچہ داند۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اگر یہاں بیج نہ بوؤ گے تو آخرت میں نہ کاٹ سکو گے۔ در پناہ حق۔ انسانوں سے خلوت اختیار کر کے اللہ سے دوستی جوڑنی چاہئے۔

[2] چہ پناہ۔ خدا کی پناہ۔ وہ پناہ ہے جس نے ذریعہ کائنات خادم بنجاتی ہے۔ شعر
تو ہم گردن از حکم داور مپیچ　　کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ
نوح و موسیٰ۔ طوفان آیا جو حضرت نوح کی نجات اور دشمنوں کی تباہی کا سبب بنا۔ دریائے نیل نے فرعون کو ڈبودیا حضرت موسیٰ کو نجات دلائی۔ قلعہ۔ یعنی پناہ گاہ۔ دود از دل برآوردن۔ حسرت زدہ بنانا مجرم کرنا۔

[3] نمرود۔ وہی ظالم بادشاہ ہے جس نے حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈلوایا تھا۔ یحییٰ۔ مشہور ہے کہ حضرت یحییٰ کو قوم نے جب قتل کرنیکا ارادہ کیا تو ایک پہاڑ نے ان کو اپنے اندر پناہ دی اور جب قوم انکے تعاقب میں پہنچی تو اسی پہاڑ کے پتھروں نے اس قوم کو ہلاک کر دیا۔ وداع کردن۔ رخصت کرنا۔ الوداع الفراق۔ یہ دونوں کلمے جدائی کے وقت بولے جاتے ہیں۔ مظلمت۔ اندھیرا۔ آزاد۔ یعنی دینوی علائق کے پنجرے سے۔

خواجہ گفتش فِی اَمَانِ اللہ برو | مر مرا اکنوں نمودی راہِ نو
خواجہ نے اس سے کہا فی امان اللہ جا | تو نے مجھے اب نئی راہ دکھا دی

سوئے ہندوستانِ اصلی رُو نہاد | بعدِ شدّت از فرح دل گشت شاد
اصلی وطن ہندوستان کی طرف اس نے رخ کیا | سختی کے بعد خوشی سے اس کا دل خوش ہو گیا

خواجہ با خود گفت ایں پندِ من ست | راہ اُو گیرم کہ ایں رہ روشن ست
خواجہ نے اپنے آپ سے کہا یہ میرے لئے نصیحت ہے | اس کا راستہ اختیار کروں گا، یہ راستہ واضح ہے

جانِ من کمتر ز طوطی کے بُود | جاں چنیں باید کہ نیکو پے بُوَد
میری جان طوطی سے کیا کم ہے | ایسی جان چاہئے جو نیک قدم ہو

مضرتِ تعظیم خلق وَ انگشت نما شدن
لوگوں کی تعظیم اور شہرت کی مضرت

تن قفس شکل ست وزاں شد خار جاں | از فریب داخلاں و خار جاں
جسم پنجرے کی طرح ہے اسی وجہ سے جان کیلئے کانٹا ہے | اندرونی اور بیرونی لوگوں کے مکر کی وجہ سے

اینش گوید من شوم ہمرازِ تو | وانش گوید نے منم اَنبازِ تو
یہ اس کو کہتا ہے میں تیرا ہمراز ہوں | اور وہ اس سے کہتا ہے نہیں میں تمہارا ساتھی ہوں

اینش[2] گوید نیست چوں تو در وجود | در کمال و فضل و در احسان و جُود
یہ اس سے کہتا ہے تجھ جیسا کوئی موجود نہیں ہے | کمال اور فضل اور احسان اور سخاوت میں

آنش گوید ہر دو عالم آنِ تست | جملہ جانہائے ما طفیلِ جانِ تست
وہ اس سے کہتا ہے دونوں جہاں تیری ملکیت ہے | ہم سب کی جانیں تیری جان کی طفیلی ہیں

اینش گوید گاہ عیش وَ خُرمی | آنش گوید گاہِ نوش و ہمدمی
یہ اس سے کہتا ہے دونوں جہاں تیری ملکیت ہے | وہ اس سے کہتا، پینے پلانے اور یاری دوستی کا وقت ہے

اُو چو بیند خلق را سر مستِ خویش | از تکبر میرَوَد از دستِ خویش
وہ جب لوگوں کو اپنا شیدائی دیکھتا ہے | تکبر کی وجہ سے آپے سے باہر ہو جاتا ہے

اُو نداند کہ ہزاراں را چو اُو | دیو افگندست اندر آب جو
وہ نہیں سمجھتا کہ اس جیسے ہزاروں کو | شیطان نے نہر کے پانی میں پھینک دیا ہے

لطف و سالوسِ جہاں خوش لقمہ بست | کمترش خور کو پُر آتش لقمہ ایست
دنیا کی مہربانی اور مکاری مزیدار نوالہ ہے | اس کو نہ کھا کیونکہ وہ آگ بھرا ہے

---

[1] فی امان اللہ۔ اللہ کی حفاظت میں یہ کلمہ بھی رخصت کرتے وقت بولا جاتا ہے۔ اصلی۔ وطن محذوف کی صفت ہے۔ فرح۔ خوشی۔ انگشت۔ نما شدن۔ مشہور ہونا۔
[2] اینش۔ جلوت کی جو مضرتیں ہیں ان کا بیان ہے شعر:
دل کے یاروں سے ہوا شوقِ گناہ
آدمی کا آدمی شیطان ہے
انباز۔ شریک۔ ساتھی۔ جود سخاوت۔ دیو۔ شیطان۔ سالوس۔ مکر و فریب۔

آتشش پنہاں و ذوقش آشکار ‏ دُودِ اُو ظاہر شود پایانِ کار

اس کی آگ ڈھکی ہوئی ہے اور مزا کھلا ہوا ہے ‏ اُس کا دھواں آخر میں ظاہر ہوتا ہے

تو مگوتا مدح رامن کے خرم ‏ از طمع می گوید اُو من پے بَرم

تو یہ نہ کہہ خوشامد کا میں کب خریدار ہوں؟ ‏ مجھے معلوم ہے وہ لالچ کی وجہ سے کہہ رہا ہے

مادحت گرہجو گوید برملا ‏ روزہا سوز د دلت زاں سوزہا

تیری تعریف کرنیوالا، اگر کھلم کھلا برائی کرے ‏ اُن سوزشوں سے تیرا دل عرصہ تک جلیگا

گرچہ دانی کوز حرماں گفت آں ‏ کاں طمع کہ داشت از تو شد زیاں

اگرچہ تو جانتا ہے کہ اُس نے محرومی کی وجہ سے وہ کہا ہے ‏ کیونکہ وہ لالچ جو اس کو تجھ سے تھا، نہ ملا

آں اثر میماندت در اندروں۲ ‏ در مدیح ایں حالتے ہست آزموں

اُس کا اثر تجھ میں رہیگا ‏ تعریف میں (بھی) یہ [illegible] معیار ہے

آں اثر ہم روزہا باقی بوَد ‏ مایۂ کبر و خداع جاں شود

وہ اثر بھی عرصہ تک باقی رہتا ہے ‏ جو جان کے تکبر اور دھوکے کا سرمایا یہ بنتا ہے

نیک بنماید چو شیریں ست مدح ‏ بد نماید زانکہ تلخ افتاد قدح

تعریف چونکہ میٹھی ہے، اچھی لگتی ہے ‏ برائی چونکہ کڑوی ہے بری لگتی ہے

ہمچو مطبوخ ست و حب کاں را خوری ‏ تا بدیرے شورش و رنج اندری

(وہ برائی) مسہل اور گولی کی طرح ہے جو تو کھاتا ہے ‏ جس کی شورش اور تکلیف دیر تک تجھ میں رہتی ہے

ور خوری حلوہ ابُوَد ذوقش دمے ‏ ایں اثر چوں آں نمی پاید ہمے

اگر تو حلوا کھائے اس کا مزا تھوڑی دیر رہتا ہے ‏ اس کا اثر بھی اس کے اثر کی طرح پائیدار نہیں ہے

چوں نمی پاید ہمی ماند نہاں ‏ ہر ضدے۳ را تو بضدِ آں بداں

چونکہ (حلوے کا ذائقہ منہ میں) نہیں ٹھہرتا ہے چھپ رہتا ہے ‏ ہر ایک ضد کو دوسری ضد سے پہچان لے

چوں شکر ماند نہاں تاثیرِ اُو ‏ بعد چندے دُمّل آرد نیش جو

چونکہ شکر کی تاثیر پوشیدہ رہتی ہے ‏ چند دن بعد قابلِ نشتر پھوڑا پیدا کردیتی ہے

ور حب و مطبوخ خوردی اے ظریف ‏ اندروں شد پاک ز اخلاطِ کثیف

اے خوش مزاج! اگر تو گولی اور مسہل پئے ‏ گندے مواد سے تیرا باطن پاک ہو جائے

نفس از بس مدحہا فرعون شد ‏ کُن ذلیل النفس ہوناً لا تسُد

نفس تعریفوں سے فرعون بنگیا ‏ تو منکسر مزاج خاکسار بنجا، سرداری نہ چاہ

---

۱ آتشش۔ مدح سرائی۔ سے انسان ابتداً لطف اندوز ہوتا ہے۔ لیکن انجام تباہی ہے۔ تو مگو۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ لوگوں کی غلط مدح سرائی سے ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مولانا اس کی تردید کرتے ہیں کہ ضرور اثر ہوتا ہے جو تمہارے لئے غیر محسوس ہے۔ گرچہ دانی۔ یعنی تم خود سمجھتے ہو کہ چونکہ تم نے اسے محروم کیا ہے اس لئے برائی کر رہا ہے لیکن اس کی برائی سے متاثر ہوتے ہو۔

۲ اَندرُوں۔ باطن، قلب، مدیح۔ مدح، تعریف خداع۔ مکرو فریب۔ قدح، عیب جوئی، طعنہ زنی۔ مطبوخ۔ پکا ہوا یعنی مسہل کی دوا جو پکا کر پلائی جاتی ہے۔ حب۔ گولی۔ تابدیرے۔ مسہل کا اثر سارے دن رہتا ہے۔ پیٹ میں مروڑ ہوتا رہتا ہے اور دست آتے رہتے ہیں۔ ایں۔ حلوے کا ذائقہ آں۔ مسہل کا اثر

۳ ہرضدے۔ ایک ضد کو دوسری ضد سے پہچانا جاتا ہے۔ جب کڑوی دوا کا اثر دیر تک رہتا ہے تو شکر کا بھی اثر دیرپا ہوگا۔ چوں شکر۔ شکر کا اندرونی اثر یہ ہوگا کہ اس سے پھوڑے پیدا ہونگے جن پر شگاف لگانیکی ضرورت پڑیگی۔ ظریف۔ خوش مزاج اَخلاط۔ خلط کی جمع ہے۔ جسم کا مادہ۔ کثیف۔ گندا گاڑھا۔ ذلیل النفس۔ منکسر مزاج۔ ھون۔ خاکساری۔ لا تُسُدّ۔ سردار نہ بن، سیادت کا فعل نہی ہے

تا توانی بندہ شو سُلطاں مباش — زخم کش چوں گوئے ۱ شو چوگاں مباش
جب تک ہو سکے خادم بن، بادشاہ نہ بن — گیند کی طرح چوٹ برداشت کرنیوالا بن بلا نہ بن

ورنہ چوں لُطفت نماند ویں جمال — از تو آید آں حریفاں را ملال
ورنہ جب تیری مہربانی اور حُسن نہ رہیگا — اُن دوستوں کے تجھ سے دل بھر جائینگے

آں جماعت کِت ہمی دادند ریو — چوں ببینندت بگویندت کہ دیو
وہی لوگ جو تجھے دھوکا دیتے تھے — جب تجھے دیکھیں گے تجھے بھوت کہیں گے

جُملہ گویندت چو بینندت بدر — مُردہ از گورِ خود بر کردہ سر
جب تجھے دروازہ پر دیکھیں گے سب تجھے کہیں گے — مردہ اپنی قبر سے نکل آیا ہے

ہمچو ۲ امرد کہ خدا نامش کُنند — تا بداں سالوس در دامش کُنند
امرد (لڑکے) کی طرح کہ اس کو خدا کہتے ہیں — تا کہ اس مکاری سے اس کو جال میں پھانس لیں

چوں بہ بدنامی برآید ریش اُو — دیو را ننگ آید از تفتیش اُو
جب بدنامی کے ساتھ اُس کی داڑھی نکل آئی — اُس کے احوال معلوم کرنے سے شیطان کو (بھی) ذلت محسوس ہوتی ہے

دیو سوئے آدمی شد بہرِ شر — سوئے تو ناید کہ از دیوی بتر
شیطان شر پھیلانے آدمی کی طرف آتا ہے — تیری جانب نہیں آتا، کیونکہ تو شیطان سے بدتر ہے

تا تو بُودی آدمی دیو از پیت — میدوید و میچشانید از مَیت
جب تک تو آدمی تھا شیطان تیرے پیچھے — دوڑتا تھا اور تجھے شراب پلاتا تھا

چوں شُدی در خوئے دیوی اُستوار — میگریزد از تو دیوا ے نابکار
جب تو شیطنت میں پختہ کار ہو گیا — اے نالائق! شیطان تجھ سے بھاگتا ہے

آنکہ اندر دامنت آویخت اُو — چوں چنیں گشتی زتو بگریخت اُو
جو تیرے دامن سے چمٹا ہوا تھا — جب تو ایسا ہو گیا وہ تجھ سے بھاگ گیا

تفسیر مَاشَآءَ ۳ اللّٰہُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ

جو اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا کی تفسیر

اینہمہ گفتیم لیک اندر بسیج — بے عنایاتِ خدا ہیچیم ہیچ
یہ سب کچھ ہم نے کہا لیکن ارادہ میں — خدا کی عنایتوں کے بغیر ہم ہیچ در ہیچ ہیں

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق — گر ملک باشد سیہ ہستیش ورق
اللہ اور اللہ کے مخصوص بندوں کی عنایتوں کے بغیر — اگر فرشتہ (بھی) ہے تو اس نامۂ اعمال سیاہ ہے

۱ گُوی۔ گیند۔ گیند بلے کی چوٹ کھاتی ہے۔ چوگاں۔ بلّا۔ گیند پر ضرب لگاتا ہے، ورنہ وہی خوشامدی تجھ سے بھاگیں گے۔ کِت۔ کہ ترا۔ ریو۔ فریب، دھوکا۔ دیو۔ شیطان۔ بھوت، بدر۔ بر در۔ دروازہ پر۔

۲ اَمرد۔ نوخیز لڑکا۔ خدا یعنی اس کے چاہنے والے اس کو دل و جان کا مالک بتاتے تھے۔ بدنامی۔ عاشقوں کی صحبت کی وجہ سے۔ دیوی بتر تو شیطان سے بھی بڑا شیطان ہے۔ از پیت۔ از پئے تو۔ میت۔ ترا مے چشانید۔ آنکہ۔ شعر
بوقتِ تنگدستی آشنا بیگانہ می گردد
صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ می گردد

۳ ماشاءاللہ۔ جو اللہ نے چاہا، اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ کہ خدا کی مشیت اور ارادہ سے اس کی مراد جدا نہیں ہو سکتی جو خدا چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ بسیج۔ بروزن سریش۔ قصد و ارادہ۔ ہیچ۔ ناچیز۔ خاصانِ حق۔ انبیاء اور مرسلین۔ ورق۔ نامۂ اعمال۔

اے خدا اے قادرِ بیچون او چند — از تو پیدا شد چنیں قصرِ بلند
اے خدا! اے قدرت والے کیفیت اور کمیت سے پاک — اس قدر بلند محل تجھ سے بنا ہے

واقفی بر حالِ بیرون و دروں — بے کم و بے بیش و بے چندی و چوں
تو ظاہری اور باطنی حالت سے واقف ہے — تو بلا کمی اور زیادتی کے اور کمیت اور کیفیت کے ہے

اے خدا اے فضلِ تو حاجت روا — با تو یادِ ہیچ کس نبوَد روا
اے خدا! اے وہ ذات کی تیری عنایت حاجت روا ہے — تیرے سامنے کسی کی یاد درست نہیں ہے

ایں قدر اِرشاد تو بخشیدۂ — تا بدیں بس عیبہا پوشیدۂ
اسقدر رہنمائی تو نے بخشی ہے — جس سے تو نے بہت سے عیب ڈھک دیے ہیں

قطرۂ[۲] دانش کہ بخشیدی زپیش — متّصل گرداں بدریاہائے خویش
پہلے سے تو نے جو علم کا قطرہ بخشا ہے — اس کو اپنے دریاؤں سے ملا دے

قطرۂ علم ست اندر جانِ من — وار ہانش از ہَوا وز خاکِ تن
میری جان میں علم کا ایک قطرہ ہے — اس کو خواہش اور جسم کی مٹی سے بچا دے

پیش ازیں کیں خاکہا خسفش کند — پیش ازیں کیں بادہا نشفش کند
اس سے پہلے کہ یہ مٹیاں اس کو دھنسا لیں — اس سے پہلے کہ یہ ہوائیں اس کو سکھائیں

گر چہ چوں نشفش کند تو قادری — کِش ازیشاں وَاستانی وَ آخری
اگر چہ تو اس پر قادر ہے کہ جب وہ اس کو سکھائیں — کہ اس کو تو انسے واپس لے لے

قطرہ کو در ہوا شد یا کہ ریخت — از خزینہ قدرتِ تو کے گریخت
وہ قطرہ جو ہوا میں اڑ گیا یا بہہ گیا — تیری قدرت کے خزانے سے کب بھاگ سکتا ہے

گر در آید در عدم یا صد عدم — چوں بخوانیش اُو کند از سر قدم
اگر وہ عدم یا سو عدموں میں بھی آجائے — جب تو اُسے بُلائے وہ سر کے بل آئے

صد ہزاراں[۳] ضد ضدرا می کُشد — باز شاں فضلِ تو بیروں می کشد
لاکھوں متضاد چیزیں متضاد چیزوں کو فنا کرتی ہیں — پھر تیرا فضل ان کو باہر نکال لاتا ہے

از عدمہا سوئے ہستی ہر زماں — ہست یارب کارواں در کارواں
ہر وقت عدموں سے وجود کی طرف — اے خدا! قافلہ در قافلہ (رواں) ہے

خاصہ ہر شب جملہ اَفکار و عقول — نیست گردد غرق و در بحرِ نغول
خصوصاً ہر رات تمام فکریں اور عقلیں — نیند کے سمندر میں غرق ہو کر معدوم ہو جاتی ہیں

---

۱ بیچوں وہ ذات جس کی حقیقت دریافت نہ کیجا سکے۔ چند۔ مقدار۔ قصرِ بلند۔ آسمان۔ رَوا۔ برلانے والا، جائز۔ ارشاد، رہنمائی ہدایت۔

۲ قطرۂ دانش۔ انسان کا علم اللہ کے علم کی نسبت سے سمندروں کے اعتبار سے ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ خسف۔ زمین کا کسی چیز کو اپنے اندر دھنسا لینا۔ نشف۔ خشک کرنا۔ کش۔ کہ اورا۔ استاندن۔ واپس لینا۔ واخریدن۔ اپنی چیز کو واپس خرید لینا۔

۳ صد ہزاراں۔ دنیا میں تنازع للبقاء کا عمل جاری ہے اشیاء فنا ہو جاتی ہیں۔ قدرت پھر انکو پیدا کرتی ہے۔ خاصہ۔ جس طرح موجوداتِ خارجی معدوم سے موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح خیالات کا بھی حال ہے۔ نغول۔ بفتحتین ژرف۔ گہرا۔

باز وقت صبح چوں اللّٰہیاں
پھر صبح کو خدا پرستوں کی طرح

بر زنند از بحر سر چوں ماہیاں
مچھلیوں کی طرح سمندر سے سر ابھارتی ہیں

در خزاں ۱ ایں صد ہزاراں شاخ و برگ
خزاں (کے موسم) میں لاکھوں شاخیں اور پتے

از ہزیمت رفتہ در دریائے مرگ
شکست کھا کر موت کے دریا میں چلے جاتے ہیں

زاغ پوشیدہ سیہ چوں نوحہ گر
کوے نے نوحہ گر کی طرح سیاہ لباس پہنا ہے

در گلستاں نوحہ کردہ بر خضر
باغ میں سبزہ پر نوحہ کرتا ہے

باز فرماں آید از سالارِ دہ
پھر رب العالمین کی جانب سے حکم آتا ہے

مر عدم را کانچہ خوردی بازدہ
عدم کیلئے کہ جو کچھ تو نے کھایا ہے واپس دے

آنچہ خوردی وادہ اے مرگِ سیاہ
اے کالی موت! جو تو نے کھایا ہے، واپس دے

از نبات و ورد واز برگ و گیاہ
پودے اور گلاب اور پتے اور گھاس

اے برادر عقل یک دم باخود آر
اے بھائی! تھوڑی دیر ہوش سنبھال

دمبدم در تو خزاں ست و بہار
تجھ میں (بھی) ہر وقت خزاں اور بہار ہے

اے برادر یک از خود دور شو
اے بھائی! تھوڑی دیر کیلئے خودی چھوڑ دے

باخود آ و غرق بحرِ نور شو
ہوش میں آ اور نور کے سمندر میں ڈوب جا

باغ دل را سبز و تر و تازہ بیں
دل کے باغ کو سبز اور تروتازہ دیکھ

پُر ز غنچہ و ورد سرو و یاسمیں
غنچہ اور گلاب اور سرو اور چنبیلی سے

زانبہی برگ پنہاں گشتہ شاخ
پتوں کی کثرت سے شاخیں ڈھکی ہوئی ہیں

زانبہی گل نہاں صحرا و کاخ
پھولوں کی کثرت سے جنگل اور محل ڈھکے ہوئے ہیں

ایں ۲ سخنہائیکہ از عقل کُل ست
یہ باتیں جو عقل کل کی جانب سے ہیں

بوئے آں گلزار سرو و سنبل ست
سرو اور سنبل کے چمن کی خوشبو ہیں

بوئے گل دیدی کہ آنجا گل نبود
جس جگہ پھول نہ تھا تو نے پھول کی خوشبو سونگھی ہے

جوشِ مُل دیدی کہ آنجا مل نبود
تو نے شراب کا نشہ اس جگہ دیکھا ہے جہاں شراب نہ تھی؟

بو قلا ۳ وزست و رہبر مرترا
خوشبو تیری راہنما اور رہبر ہے

مے بردتا خلد و کوثر مرترا
تجھے جنت اور کوثر تک لیجائے گی

بُو دوائے چشم باشد نور ساز
خوشبو نور پیدا کرنیوالی آنکھ کی دوا ہے

شد ز بوئے دیدۂ یعقوبؑ باز
خوشبو سے (حضرت) یعقوبؑ کی آنکھیں کھل گئیں

---

۱ درخزاں۔ موسم خزاں میں شاخیں اور پتے فنا ہوجاتے ہیں۔ اور کوے گویا ان پر نوحہ گری کرتے ہیں اور قدرت پھر ان کو پیدا کر دیتی ہے۔ سالار دہ رب العالمین۔ نبات۔ زمین سے اُگنے والی چیزیں۔ ورد۔ پھول۔ گلاب۔ اے برادر۔ انسان کے نفس میں خزاں یہ ہے کہ تعلقات کونیہ سے وہ متعلق ہو اور بہار یہ ہے کہ معارف وجدانیہ سے سرفراز ہو۔

۲ ایں سخنہائے۔ یہ مضامین جو سمجھائے جا رہے ہیں یہ اسی باطنی گلزار کی مہک ہے عقل کل یعنی ذات باری تعالیٰ۔ مل۔ شراب۔ جوش گل۔ مستی۔ مل نبود۔ یعنی شراب کے بغیر مستی ممکن نہیں اور گل کے بغیر خوشبو ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا ان مضامین میں جوش اور خوشبو لامحالہ باطنی شراب اور باطنی گلزار کا فیض ہے۔

۳ بو۔ خوشبو۔ باطنی گلزار کی خوشبو جنت اور کوثر کی رہنمائی کرتی ہے۔ قلاوز۔ بدرقہ، جو شخص لشکر کے آگے راہنمائی کے لئے چلتا ہے۔ خلد۔ جنت۔ کوثر۔ جنت میں ایک نہر ہے۔ نور ساز نور افزا۔ یعقوب حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں روتے اندھے ہو گئے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے کی خوشبو سے پھر بینا ہو گئے۔

بوئے بد مر دیدہ را تاری کند
بدبو آنکھ کو تاریک کرتی ہے

بوئے یوسفؑ دیدہ را یاری کند
یوسف (علیہ السلام) کی خوشبو آنکھ کی مدد کرتی ہے

تو کہ یوسفؑ نیستی[1] یعقوبؑ باش
تو جب یوسفؑ نہیں ہے، یعقوبؑ بنجا

ہمچو اُو با گریہ و آشوب باش
اُس کی طرح رونے اور مصیبت میں رہ

چوں تو شیریں نیستی فرہاد باش
جب تو شیریں نہیں ہے فرہاد بن

چوں نہ لیلیٰ تو مجنوں گرد فاش
جب تو لیلیٰ نہیں ہے تو کھلا مجنوں بنجا

تفسیر قول حکیم سنائی قدّس سرّہ
حکیم سنائی قدس سرہ کے قول کی تفسیر

ناز را روئے بباید ہمچو ورد
ناز کرنیکے لئے گلاب جیسا چہرہ چاہئے

چوں نداری گردِ بد خوئی مگرد
جب تو نہیں رکھتا ہے، بدمزاجی کے قریب نہ جا

عیب[2] باشد چشم نابینا و باز
عیب ہے، اندھی آنکھ اور کھلی ہوئی

زشت باشد روئے نازیبا و ناز
بری بات ہے بدصورت چہرہ اور ناز

بشنو ایں پند از حکیم غزنوی
حکیم غزنوی سے یہ نصیحت سن لے

تا بیابی در تنِ کہنہ نوی
تاکہ پرانے جسم میں نیا پن پائے

ایں رُباعی را شنو از جان و دل
جان و دل سے اس رباعی کو سن لے

تا بکلّی بیروں شوی از آب و گل
تاکہ تو بالکلیہ آب و گل سے نکل جائے

پندِ اُو را از دل و جان گوش کُن
اس کی نصیحت کو دل و جان سے سن

ہوش را جاں ساز و جاں را ہوش کُن
ہوش کو جان بنا اور جان کو ہوش بنا لے

آں حکیم غزنوی شیخ کبیر
اُس بڑے شیخ حکیم غزنوی نے

گفتہ است ایں پند نیکو یاد گیر
کہا ہے، اس نصیحت کو اچھی طرح یاد کر لے

پیش[3] یوسف نازش و خوبی مکُن
یوسف کے سامنے ناز اور نخرے نہ کر

جز نیاز و آہِ یعقوبی مکُن
سوائے عاجزی اور یعقوبی آہ کے (کچھ) نہ کر

معنے مُردن زطوطی بُد نیاز
طوطی کے مرنے کا مطلب عاجزی تھا

در نیاز و فقر خود را مُردہ سلز
عاجزی اور احتیاج میں اپنے آپ کو مردہ جانئے

تا دَمِ عیسیٰ ترا زندہ کُند
تاکہ (حضرت) عیسیٰ کا دم تجھے زندہ کر دے

ہمچو خویشت خوب و فرخندہ کُند
اپنی طرح تجھے نیک اور مبارک بنا دے

---

[1] نیستی۔ یعنی اگر تم مطلوب نہیں ہو تو طالب ہی بنو۔ چوں تو۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ مطلوب نہیں ہو تو طالب ہی بنجاؤ۔ ورد۔ گلاب کا پھول۔

[2] عیب۔ اندھی آنکھ سے کوئی غمزے کرے تو وہ عیب ہوگا۔ غزنوی۔ یعنی حکیم سنائی۔ آب و گل۔ یعنی جسد عنصری ہوش را۔ یعنی مطالب سمجھنے میں پورے ہوش و حواس سے کام لو۔

[3] پیش یوسف۔ یعنی مطلوب کے سامنے غمزہ و ناز مناسب نہیں ہے عاجزی اور آہ و زاری سے کام لے۔ معنی یعنی طوطی کا مرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نیاز سے کام لے اور مطلوب کے سامنے اپنے آپ کو مردہ بنا لے۔ دم عیسیٰ۔ یعنی مطلوب کا فیض تجھے زندہ کردیگا۔

در بہاراں اِ کے شود سَر سبز سنگ	خاک شوتا گل بروَید رنگ رنگ
پتھر (موسم) بہار میں کب سر سبز ہوتا ہے	مٹی بنجا تا کہ رنگ برنگ کے پھول اگیں
سالہا تو سنگ بودی دلخراش	آزموں رایک زمانے خاک باش
تو سالوں دلخراش پتھر رہا ہے	آزمائش کے طور پر تھوڑ دیر کیلئے خاک بنجا
درمیانِ ایں شنو یک داستاں	تابدانی اِعتقادِ راستاں
اس بیان میں ایک داستان سن لے	تا کہ تجھے راست بازوں کا عقیدہ معلوم ہو جائے

داستانِ پیر چنگی کہ در عہد عُمر از بہر خداوند تعالیٰ

سارنگی بجانیوالے بوڑھے کا قصہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں

درگورستاں در روزِ بینوائی چنگ میزد

فاقہ کے روز اللہ واسطے سارنگی بجاتا تھا ہے

ایں شنیدستی کہ در عہدِ عمرؓ	بُود چنگی مُطربے باکروفر
تو نے یہ سنا ہے کہ (حضرت) عمرؓ کے زمانہ میں	ایک سارنگی بجانیوالا گویا شان وشوکت سے تھا
بُلبل از آواز اُو بے خود شدے	یک طرب ز آواز خوبش صد شدے ۲
بلبل اس کی آواز سے مست ہو جاتی	اس کی حسین آواز سے ایک مستی سو بستیاں بجائیں
مجلس و مجمع دَمش آراستے	وز نوائے اُو قیامت خاستے
اُس کی آواز مجلس اور مجمع کو آراستہ کر دیتی	اور اس کی آواز سے قیامت برپا ہو جاتی
ہمچو اسرافیلؑ کا وازش بفن	مُردگاں ۳ راجاں در آرد در بدن
وہ (حضرت) اسرافیلؑ جیسا تھا کہ اس کی آواز فن کے ذریعہ	مُردوں کے بدن میں جان ڈالدیتی
یار سائل بُود اسرافیل را	کز سَماعش پَر بُرستی فیل را
یا وہ (حضرت) اسرافیلؑ کا ہم آواز تھا	کہ اس کے سننے سے ہاتھی کے پر لگجاتے
سازد اسرافیلؑ روزے نالہ را	جاں دہد بوسیدۂ صد سالہ را
(حضرت) اسرافیلؑ ایک روز نالہ کا ساز وسامان کرینگے	سو سال کے پرانے (جسم) کو جان عطا کرینگے
اولیاء را در دروں ہم نغمہاست	طالباں را زاں حیات بے بہاست
اولیاء کے اندر (بھی) نغمے ہیں	انسے طالبوں کو انمول زندگی حاصل ہوتی ہے
نشنود آں نغمہا را گوشِ حس	کز ستمہا گوشِ حس باشد نجس
ان نغموں کو حسّی کان نہیں سنتے ہیں	اس لئے کہ (دنیا کی) باتوں سے حسّی کان ناپاک ہوجاتے ہیں

۱ دربہاراں۔ موسم بہار میں پتھر پر سبزہ نہیں اُگتا مٹی اور خاک پر سبزہ اُگتا ہے تو پتھر نہ بن خاکسار بن سالہا۔ تعلقات دنیوی سے تو سنگ بن گیا ہے۔ راستاں راست باز لوگ۔ چنگی۔ چنگ، سارنگی، یا نسبت کی ہے، سارنگی بجانیوالا، مُطرب۔ مستی پیدا کرنیوالا، گویا۔ کروفر۔ شان وشوکت۔

۲ صد شُدے۔ یعنی اس کی آواز سے مستی سو گنا بڑھ جاتی تھی۔ دم۔ آواز، سَرُ وُدَ۔ نول آواز، موسیقی کے ایک مقام کا نام ہے اسرافیل۔ ایک فرشتہ کا نام ہے جو قیامت کے قریب صور پھونکے گا جس سے تمام نظام کائنات درہم برہم ہوجائیگا انسان بیہوش ہوجائیں گے۔ پھر چالیس سال کے بعد وہ دوسرا صور پھونکے گا تو تمام کائنات اصلی حالت پر آجائیگی۔ فن۔ تدبیر، حیلہ۔

۳ مُردگاں۔ مردے۔ رسائل۔ رسیلہ کی جمع، ہمزباں، ہم آواز۔ پر رُستن۔ پر نکل آنا یعنی مست ہو جانا۔ نالہ۔ یعنی صور پھنکنا۔ دروں۔ باطن۔ نغمہ۔ نرم اور شیریں آواز جمع بناتے وقت آخری حرف گر جائیگا اور جمع نغمہا آئیگی۔ بے بہا انمول۔ گوش حس۔ کان نجس۔ ناپاک

نشنود نغمہ پری را آدمی — کو بود ز اسرارِ پریاں اعجمی
پری کا نغمہ آدمی نہیں سنتا — کیونکہ وہ پریوں کے راز سے نابلد ہے

گرچہ ہم نغمہ پری زیں عالم ست — نغمۂ دل برتر از ہر دو دم ست
اگرچہ پری کا نغمہ بھی اسی عالم کا ہے — لیکن دل کا نغمہ دونوں نغموں سے بلند ہے

کہ پری و آدمی زندانی اند — ہر دو در زندانِ ایں نادانی اند
اس لئے کہ پری اور آدمی قیدی ہیں — دونوں اسی نادانی کے قید خانہ میں ہیں

سورۂ رحمٰں بخواں اے مبتدی — تا شوی بر سرِّ پریاں مہتدی
اے نو آموز! سورۃ الرحمٰن پڑھ — تاکہ تو پریوں کے بھید سے واقف ہو جائے

معشر[۲] الجن سورۂ رحمٰن بخواں — تستطیعوا تنفذوا را باز داں
سورۃ الرحمٰن کی "معشر الجن" پڑھ — تستطیعوا (اور) تنفذوا کو سمجھ

نغمہائے اندرونِ اولیاء — اولاً گوید کہ اے اجزاءِ لا
اولیاء کے باطن نغمے — پہلے کہتے ہیں اے معدوم کے جزو!

ہیں ز لائے نفی سرہا بر زنید — ایں خیال و وہم بیروں افگنید
خبردار! عدم کے لا سے نکلو — اس خیال اور وہم کو نکال پھینکو

اے ہمہ پوشیدہ در کون و فساد — جانِ[۳] باقی تاں نروئید و نزاد
اے بالکلیہ کون اور فساد میں ڈوبے ہوؤ — تمہاری باقی (رہنے والی) روح نہ اُگی نہ پیدا ہوئی

کار ایشاں ست زانسوئے پرے — گر ددت روشن چو جوئی رہبرے
ان (اولیاء کا کام اس سے بھی آگے کا ہے — جب تو رہبر تلاش کریگا تجھ پر کھلیگا

گر بگویم شمۂ زاں نغمہا — جانہا سر بر زنند از دخمہا
اگر میں ان نغموں کا تھوڑا سا بیان کر دوں — تو روحیں قبروں سے نکل پڑیں

گوش را نزدیک کن کاں دور نیست — لیک نقل آں بتو دستور نیست
کان کو قریب کر وہ دور نہیں ہیں — لیکن ان کو تجھ سے نقل کرنیکا دستور نہیں ہے

ہیں کہ اسرافیل وقتند اولیاء — مردہ را زیشاں حیات ست و نما
خبردار اولیاء وقت کے اسرافیل ہیں — مردے کی ان سے زندگی اور نشوونما

جانہائے مردہ اندر گورِ تن — بر جہد ز آوازِ شاں اندر کفن
جسم کی قبر میں مردہ جانیں — انکی آواز سے کفن میں تڑپنے لگتی ہیں

---

[۱] کو کہ او۔ عجمی۔ گونگا۔ کسی زبان سے ناواقف۔ دودم۔ یعنی پری اور گویے کا نغمہ۔ زندانی۔ قیدی، نادانی، غفلت، یعنی تعلقات، دنیوی۔ مبتدی۔ ابجد پڑھنے والا، نو آموز۔ مہتدی ہدایت یافتہ، واقف کار۔

[۲] معشر۔ گروہ۔ رحمٰن سورۂ الرحمٰن میں جن اور پری کا ذکر ہے اس میں انسانوں کے ساتھ جنوں کو بھی خطاب کیا گیا ہے اسی سورت میں فرمایا گیا ہے۔ یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا۔ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطَانٍ۔ اے جن اور انسانوں کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ تم آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ (اور ہم سے بچ جاؤ) تو نکل جاؤ۔ نہ نکلو گے مگر زور سے۔ لا۔ نفی کا کلمہ ہے یعنی ظاہری ہستی جو کالعدم ہے۔ ایں خیال۔ یعنی خودی کا خیال۔ کون و فساد۔ بننا اور بگڑنا۔ یعنی عالم فنا۔

[۳] جان باقی۔ روح حقیقی رہبر۔ شیخ کامل۔ سر بر زدن۔ نکل پڑنا۔ دخمہ۔ مجوسیوں کا قبرستان۔ دستور۔ یعنی وہ نغمے خود سنو انکے سنانیکا دستور نہیں ہے۔ اولیاء۔ اولیاء اللہ بھی وہی کام کرتے ہیں جو اسرافیل کرینگے۔ انکے صور سے مردے زندہ ہو جائیں گے اولیاء بھی مردہ دلوں کو زندگی عطا کرتے ہیں۔ جانہائے اولیاء اللہ کے نغمے مردہ دلوں کو زندگی عطا کر دیتے ہیں۔

گویدا ایں آوازِ آوا ہا جداست | زندہ کردن کارِ آوازِ خداست
وہ کہتی ہے یہ آواز، آوازوں سے جداگانہ ہے | زندہ کرنا خدا کی آواز کا کام ہے

چوں زصوتِ اولیاء آگاہ شوند | از طرب گویند چوں بارہ شوند
جب وہ اولیاء کی آواز سے واقف ہو جاتی ہیں | جب راستہ پر چل پڑتی ہیں تو خوش ہو کر کہتی ہیں

ما بمُردیم و بکلّی کاستیم | بانگِ حق آمد ہمہ بر خاستیم
ہم مر گئے تھے اور بالکل مضمحل ہو گئے تھے | خدا کی آواز آئی، ہم سب اٹھ کھڑے ہوئے

بانگِ حق اندر حجاب و بے جیب | آں دہد کو داد مریم راز جیب
اللہ کی آواز پردے میں اور بے پردہ | وہ چیز عطا کرتی ہے جو اس نے جیب سے مریم کو دی

اے فناتاں نیست کردہ زیر پوست | باز گردید از عدم زآوازِ دوست
اے لوگو! تمہیں فنا نے کھال کے اندر نابود کر دیا ہے | دوست کی آواز پر عدم سے واپس آ جاؤ

مطلق آں آواز از شہ بوَد | گرچہ از حلقوم عبداللہ[۲] بوَد
وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے | اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو

گفت اُورا من زبان و چشم تو | من حواس و من رضا و خشم تو
اس کو خدا نے کہہ دیا ہے میں تیری زبان اور آنکھ ہوں | میں تیرے حواس اور تیری رضا اور ناراضی ہوں

رَو کہ بی یسمعُ و بی یبصرُ توئی | سِرّ توئی چہ جائے صاحبِ سِرّ توئی
جا! بی یسمع و بی یبصر تو ہے | تو راز چہ جائیکہ تو صاحب راز ہو

بیان حدیث "مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ"

حدیث "جو شخص اللہ کے لئے ہو گیا اللہ اس کے لئے ہو گیا" کا بیان

چون شُدی مَن کانَ للہ از وَلَہ | من تُرا باشم کہ کانَ اللہُ لَہ
جب تو عشق کی وجہ سے من کان للہ بنا | میں تیرا ہو گیا کیونکہ کان اللہ لہ ہے

گہ توئی گویم تُرا[۳] گاہے منم | ہرچہ گویم آفتابِ روشنم
کبھی تجھے تو ہے کبھی میں ہوں کہتا ہوں | جو کچھ بھی کہتا ہوں میں روشن آفتاب (ہی) ہوں

ہر کجا تابم زِ مشکاتِ دَمے | حل شد آنجا مُشکلاتِ عالمے
جس جگہ تھوڑی دیر کیلئے تیرے طاقچہ سے چمک جاتا ہوں | اس جگہ دنیا کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں

ہر کجا تاریکی آمدنا سزا | از فروغِ ما بوَد شمس الضُحیٰ
جس جگہ نا مناسب تاریکی آتی ہے | ہماری تجلی سے شمس الضحیٰ بنجاتی ہے

---

۱ گوید۔ جب ان روحوں اور دلوں کو زندگی ملجاتی ہے تو وہ اولیاء کے نغموں کی آواز کو خدا کی آواز سمجھتے ہیں اسلئے زندہ کر دینا۔ خدا کی آواز کی تاثیر ہے۔ صوت۔ آواز، نغمہ۔ بارہ۔ رو براہ، راہ پر چلنے والا۔ بکلّی۔ بالکل کاستن۔ گھٹنا، مضمحل ہونا، بانگ، آواز۔ یعنی اولیاء کے نغمے۔ حجاب۔ پردہ۔ جیب، حجاب کالملہ ہے یعنی وہ آواز جو خدا کی براہ راست ہے بالواسطہ رسولوں کی ہے۔ مریم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا مبارک نام ہے، خدا کی آواز نے انکو حضرت عیسیٰ جیسا اولوالعزم پیغمبر عطا فرما دیا۔ فنا۔ یعنی فانی دنیا کے تعلقات۔ مُطلق۔ یعنی اس سے قطع نظر کہ وہ کس کے حلقوم سے آرہی ہے۔

۲ عبداللہ۔ یعنی انبیاء اور اولیاء۔ حواس۔ حاسہ کی جمع۔ رضا۔ خوشنودی۔ خشم۔ غصہ۔ ناراضی حدیث شریف میں ہے میں جب بندہ سے محبت کرتا ہوں تو اس کا کان بنجاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے اس کا ہاتھ بنجاتا ہوں۔ جس سے وہ پکڑتا ہے۔ بی یسمع۔ میرے ذریعہ سے سنتا ہے بی یبصر۔ میرے ذریعہ سے دیکھتا ہے۔ سر۔ یعنی اب وہ صرف راز داں نہیں ہے بلکہ مجسم راز ہے۔ من کان۔ حدیث میں آیا ہے جو شخص خدا کا ہو گیا خدا اس کا ہو گیا۔ ولہ۔ عشق

۳ گہ۔ یعنی ایسے بندہ کو تو کہہ کر پکاروں یا میں کہکر پکاروں مقصد میری اپنی ذات ہوتی ہے اب من و تو کا قصہ ختم ہو جاتا ہے اور ذات باری سے وحدت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر کجا۔ جب کسی ولی میں تجلی۔ رب ظاہر ہو جاتی ہے اس سے عالم کی مشکلات حل ہو جاتی۔ فروغ۔ روشنی شمس الضحیٰ چاشت کے وقت کا سورج۔

ظلمتے ۱ را کا فتابش بر نداشت　　از دم ما گردد آں ظلمت چو چاشت
جس تاریکی کو سورج نہ اٹھا سکا　　ہمارے دم سے وہ تاریکی چاشت بنجاتی ہے

آدمے را او بخویش اسما نمود　　دیگراں راز آدم اسما می کشود
آدم پر اس نے اپنی جانب سے ناموں کا اظہار کیا　　دوسروں پر آدم کے ذریعہ نام منکشف ہو گئے

آب خواہ از جو بجو یا از سبو　　کیں سبو را ہم مدد باشد زجو
پانی خواہ نہر سے لے یا مٹکے سے　　مٹکے کی مدد بھی تو نہر سے ہے

نور خواہ از مہ طلب خواہی زخور　　نور مہ ہم زآفتاب ست اے پسر
روشنی چاند سے طلب کر یا سورج سے　　اے بیٹا! چاند کی روشنی بھی سورج سے ہے

مقتبس شو زود چوں یابی نجوم　　گفت پیغمبر کہ اصحابی ۲ نجوم
جلد روشنی حاصل کر لے جب تو ستارے پالے　　پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے صحابہ ستارے ہیں

خواہ زآدم گیر نورش خواہ ازو　　خواہ از خم گیر مے خواہ از کدو
اس کا نور آدم سے لے یا اس سے لے　　شراب خواہ مٹکے سے پی یا کدو سے

کیں کدو باخم بہ پیوست ست سخت　　نے چو تو شاد آں کدوائے نیک بخت
یہ کدو مٹکے سے سخت جڑا ہوا ہے　　اے نیک بخت! تیری طرح وہ کدو بے نیاز نہیں ہے

گفت طوبیٰ ۳ من رانی مصطفیٰ　　والذی یبصر لمن وجہی یری
مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا خوشخبری ہے اس کیلئے جس نے مجھے دیکھا　　اور جو اسکو دیکھے جس نے میرا چہرہ دیکھا

چوں چراغے نور شمع را کشید　　ہر کہ دید آں را یقیں آں شمع دید
جب چراغ نے شمع کی روشنی حاصل کر لی　　جس نے اس کو دیکھا یقیناً اُس نے شمع کو دیکھا

ہمچنیں تا صد چراغ ار نقل شد　　دیدن آخر لقائے اصل بد
اسی طرح اگر وہ سو چراغوں میں منتقل ہوئی　　آخری کا دیکھنا، اصل کی ملاقات تھی

خواہ از نور پسیں بستاں تو آں　　ہیچ فرقے نیست خواہ از شمع داں
خواہ آخری روشنی سے تو وہ لے　　کوئی فرق نہیں خواہ شمع سے سمجھ لے

خواہ نور از اولیں بستاں بجاں　　خواہ از نور پسیں فرقے مداں
خواہ پہلے والے سے تو دل و جان سے روشنی لے　　خواہ آخری روشنی سے، کوئی فرق نہ سمجھ

خواہ بیں نور از چراغ آخریں　　خواہ بیں نورش ز شمع غابریں
خواہ روشنی آخری چراغ کی دیکھے　　خواہ اُس کی روشنی گزرے ہوؤں کی سمجھ

---

۱ ظلمت۔ تاریکی، چاشت ایک پہر چڑھے دن کا وقت آدمے۔ حضرت آدمؑ کو دنیا کی چیزوں کے نام سکھائے پھر فرمایا دوسروں کو یہ نام بتا دو تو یہ فیض حضرت آدمؑ کے واسطہ سے خدا ہی کا کام ہے۔ آب۔ چند مثالیں دیکر سمجھایا گیا ہے کہ واسطہ درمیان میں آجانے سے حقیقت نہیں بدلتی ہے پانی نہر ہی کا ہے خواہ مٹکے سے لے کر پیا جائے۔ نور۔ چاند کی روشنی۔ سورج ہی کی روشنی ہے نجوم۔ ستارے۔

۲ اصحابی کنجوم میرے صحابہ ستارے جیسے ہیں جس سے ہدایت حاصل کروگے ہدایت پاجاؤ گے۔ یہ حدیث شریف ہے۔ ایں کدو۔ یعنی اولیاء اللہ کا ذات باری سے اتحاد ہے کدو۔ کدو کو خشک کر کے اس کے اندر سے گودا نکالکر اسمیں شراب بھر لیتے تھے۔

۳ من رانی۔ حدیث شریف ہے "طوبیٰ لمن رانی او رای من رانی" خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا یا اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا، صحابہ میں بالواسطہ حضور کا نور تھا چوں چراغے۔ جو چراغ شمع سے روشن ہوا ہے، اس چراغ کو دیکھنا گویا کہ شمع کو دیکھنا ہے۔ صد چراغ۔ بیعت میں اگر چند واسطے بھی ہوں تو نور اصل سے ہی حاصل ہوا ہے لہٰذا شیخ طریقت سے بیعت آنحضور سے بیعت ہے خواہ۔ غرضیکہ جو روشنی منتقل ہوتی چلی آ رہی ہے اس سے فیض حاصل اصل ہی سے فیض حاصل کرنا ہے۔ غابرین۔ غابر کی جمع بمعنی گذشتہ و آئندہ یہاں گذشتہ کے معنی میں ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در معنی حدیث اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِکُمْ نَفَحَاتٌ[1] اَلَا فَتَعَرَّضُوْا

اس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ تمہارے رب کی تمہارے زمانہ میں خوشبو میں ہیں، آگاہ، ان سے وابستہ ہو جاؤ!

گفت پیغمبرؐ کہ نفحتہائے حق　　اندریں ایام می آرد سبق
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ اللہ کی خوشبوئیں　　اس زمانہ میں آگے بڑھی ہیں

گوشِ ہُش داریدایں اوقات را　　در ربائید ایں چنیں نفحات را
ان اوقات میں ہوش کے کان لگائے رکھو　　اس طرح کی خوشبوئیں حاصل کر لو

نفحہ[2] آمد شمارا دید و رفت　　ہر کرامی خواست جاں بخشید و رفت
خوشبو آئی، اس نے تمہیں دیکھا اور چل دی　　جس نے چاہا اس نے اس کو جان بخش دی اور چلی گئی

نفحہٴ دیگر رسید آگاہ باش　　تا ازیں ہم وَ انمانی خواجہ تاش
خبردار! دوسری خوشبو آئی　　اے پیر بھائی! اس سے بھی محروم نہ رہنا

جانِ آتش یافت زاں آتش کُشے[3]　　جانِ مردہ یافت از وے جُنبشے
جہنمی جان نے اس سے آگ کو بجھانے والا پا لیا　　مردہ جان نے اس سے زندگی پا لی

جانِ ناری یافت از وے اِنطفا　　مُردہ پوشید از بقائے اُوقبا
جہنمی جان نے اس سے بجھاؤ حاصل کر لیا　　مُردے نے اس کے وجود سے قبا پہن لی

---

[1] نفحات۔ نفحہ کی جمع، خوشبو۔ مہک، سبق پیش قدمی آگے بڑھنا، ہش۔ ہوش کا مخفف ہے، اوقات، وقت کی جمع وقت صوفیاء کی اصطلاح میں وہ وقت ہے، جس میں وارداتِ غیبی کا دل پر نزول ہوتا ہے۔

[2] نفحہ آمد۔ یعنی آنحضورؐ کے دم مبارک کی خوشبو۔ ہر کرا خواست۔ ہر کہ اورا میخواست۔ نفحہ دیگر اولیاء اللہ کے دم مبارک کی خوشبو۔ واماندن۔ محروم رہنا، خواجہ تاش۔ ایک آقا کے غلاموں میں سے ہر ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلاتا ہے۔ یہاں پیر بھائی مراد ہے۔ جانِ آتش ۔ وہ جان جو آگ کے لائق ہو۔

[3] آتش کشے۔ اگر کشے کے کاف پر زبر بڑھا جائے تو معنیٰ ہوں گے آگ کو کھینچنے والا یعنی جلا دینے والا تو پہلے مصرع کا مطلب ہوگا۔ جن بدنصیبوں نے اس خوشبو سے فائدہ نہ اٹھایا وہ مزید تباہی میں مبتلا ہوئے اور اگر کشے کے کاف پر پیش پڑھا جائے تو معنی ہوں گے آگ کو بجھا دینے والا تو مصرع کا مطلب ہوگا کہ ان گنہگاروں نے ایسی چیز حاصل کر لی جس سے ان کے گناہ معاف ہو گئے۔ مردہ۔ یعنی جن کے دل مردہ ہو گئے تھے جنبش۔ حرکت، زندگی ناری۔ دوزخی۔ انطفا۔ بجھ جانا، بےنور ہو جانا۔ مردہ شعر۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

تازگی و جنبشِ طوبیٰ[1] است ایں — ہمچو جنبش ہائے خلقاں نیست ایں

یہ طوبیٰ کی تازگی اور جنبش ہے — یہ مخلوق کی جنبشوں کی طرح نہیں ہے

گر در افتد در زمین و آسماں — زہرۂ شاں آب گردد در زماں

اگر وہ زمین اور آسمان پر آپڑے — فوراً ان کا پتہ پانی ہو جائے

خود زبیم ایں دمِ بے منتہا — باز خواں فابین[2] ان یحملنہا

اس بے انتہا ہوا کے خوف سے — پڑھ فابین ان یحملنہا

ورنہ خود اشفقن منہا چوں بدے — گرنہ از بیمش دل کہ خوں شدے

ورنہ اشفقن منہا کیوں ہوتا؟ — اگر اس کے خوف سے پہاڑ کا دل خوں نہ بنتا

دوش دیگر گونہ ایں میداد دست — لقمۂ چندے در آمد در بہ بست

کل، یہ عجیب طرح سے حاصل ہو رہا تھا — چند لقمے آگئے، دروازہ بند ہو گیا

بہر لقمہ گشت لقمانے گرو — وقت لقمان ست اے لقمہ برو

لقمہ کی وجہ سے لقمان گروی ہو گیا — اے لقمے، جا! لقمان کا وقت ہے

از ہوائے لقمہ ایں خار خار — از کفِ لقماں بروں آرید خار

لقمہ کی خواہش میں یہ بے قراری — لقمان کے تلوے سے کانٹا نکال دو

در کفِ او خار و سایش نیز نیست — لیک تاں از حرص آں تمیز نیست

اُس کے تلوے میں کانٹا اور اُس کا اثر بھی نہیں ہے — لیکن تجھے حرص کی وجہ سے تمیز نہیں ہے

خار داں آں را کہ خرما دیدۂ — زانکہ بس ناں[3] کور و بس نادیدۂ

جس کو تو نے چھوارا سمجھا ہے اس کو کانٹا سمجھ — کیونکہ تو بہت نا شکرا اور نذیدہ ہے

جانِ لقماں کہ گلستانِ خداست — پائے جانش بستۂ خارے چراست

لقمان کی جان، جو خدا کا باغ ہے — اس کی جان کا پاؤں کانٹے سے کیوں وابستہ ہے

اشتر آمد ایں وجودِ خار خوار — مصطفیٰ زادے بریں اشتر سوار

کانٹے خور وجود اونٹ ہے — مصطفیٰ زادہ اس اونٹ پر سوار ہے

اشترا تنگ گلے بر پشتِ تست — کز نسیمش در تو صد گلزار رست

اے اونٹ! پھولوں کی گٹھری تیری پیٹھ پر ہے — جس کی خوشبو سے تجھ میں سو گلزار اگے ہیں

میلِ تو سوئے مغیلاں ست و ریگ — تا چہ گل چینی ز خارا مردہ ریگ

تیرا میلان کیکر اور ریت کی طرف ہے — اے حقیر! تو کانٹے سے کیا پھول چنے گا

[1] طوبیٰ۔ خوشخبری، جنت کے ایک درخت کا نام ہے، میرے نزدیک شعر کا مطلب یہ ہے کہ اولیاء کے نفحات سے جو زندگی اور تازگی میسر آجاتی ہے وہ شجر طوبیٰ کی سی تازگی اور زندگی ہی ممکنات کی سی عارضی تازگی نہیں ہے۔ در افتد۔ یعنی وہ نفحہ اور تجلی زمین اور آسمان برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ دم۔

[2] نفحہ۔ فابین قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا وَاَشْفَقْنَ مِنْہَا ہم نے امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی۔ انہوں نے انکار کیا کہ وہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے۔ اس یعنی نفحات اور تجلیات۔ لقمہ۔ یعنی نفسانی لذت۔ لقمان۔ مشہور دانا بزرگ گذرے ہیں بعض انکو نبی مانتے ہیں۔ یہاں مراد روح ہے۔ خار خار۔ تردد۔ پریشانی۔ سایہ یعنی کانٹے کا نشان۔ خرما۔ چھوارا۔ کھجور یعنی لذت نفس کو تو مفید سمجھتا ہے حالانکہ وہ مہلک ہے۔

[3] ناں۔ کور۔ ناشکرا! نادیدہ حریص، بھوکا۔ لقمان۔ روح اور جان پر چونکہ وحی الٰہی کا نزول ہوتا ہے اسلئے اس کو لقمان قرار دیا ہے۔ خدا یعنی نفسانی خواہش۔ اشتر اونٹ یہاں جسم انسانی مراد ہے۔ خار خوار۔ اونٹ ببول وغیرہ کے کانٹے کھاتا ہے۔ مصطفیٰ زادہ روح کو شرافت کی وجہ سے مصطفیٰ زادہ کہا ہے۔ تنگ تا کے ضمہ کے ساتھ بورا گٹھری نسیم ہلکی خوشگوار ہوا مغیلاں کیکر کا درخت اونٹ ریگستان میں خوش رہتا ہے اور کیکر کے کانٹے اسے مرغوب ہیں۔ مردہ ریگ۔ حقیر ناچیز

اے بگشتہ زیں طلب ہر کُو بکُو ۔۔۔ چند گوئی آں گلستاں ا کُو و کُو

اے اس طلب میں کوچہ بکوچہ گھومنے والے! ۔۔۔ کب تک کہے گا، وہ چمن کہاں ہے کہاں ہے؟

پیش ازاں کیں خارِ پا بیروں کُنی ۔۔۔ چشم تاریک ست جولاں چوں کُنی

اس سے پہلے کہ تو پاؤں کے اس کانٹے کو نکالے ۔۔۔ آنکھیں اندھی ہیں، تو کیونکر دوڑ سکتا ہے؟

آدمی کُومی نگنجد در جہاں ۔۔۔ در سَرِ خارے ہمی گردد نہاں

وہ انسان جو دنیا میں نہیں ساتا ۔۔۔ ایک کانٹے کے پیچھے چھپ جاتا ہے

مصطفیٰ آمد کہ سازد ہمدمی ۔۔۔ کَلِّمِینِی یَا حُمَیْرَا کَلِّمِی

مصطفیٰ آئے کہ ہم کلامی کریں ۔۔۔ اے حمیرا! مجھ سے بات کر، بات کر

اے حُمیرا آتش اندر نہ تو نعل ۲ ۔۔۔ تا ز نعلِ تو شود ایں کوہ نعل

اے حمیرا! نعل آگ میں ڈال ۔۔۔ تا کہ تیرے نعل کی وجہ سے یہ پہاڑ نعل بنجائے

ایں حُمیرا لفظِ تانیث ست و جاں ۔۔۔ نام تانیثش نہند ایں تازیاں

یہ حمیرا مونث لفظ ہے اور جان ۔۔۔ اہل عرب اس کا نام مونث رکھتے ہیں

لیک از تانیث جاں را باک نیست ۔۔۔ روح را با مرد و زن اِشراک نیست

لیکن جان کو مونث ہونے کی کوئی پروا نہیں ہے ۔۔۔ روح کی مرد و عورت سے کوئی شرکت نہیں ہے

از مؤنث و ز مذکر برتَرست ۔۔۔ ایں نہ آں جان ست کز خشک و تَرست

وہ مذکر اور مونث سے بالا ہے ۔۔۔ یہ وہ جان نہیں ہے جو خشک اور تر سے ہے

ایں نہ آں جانست کافزاید ز ناں ۔۔۔ یا گہے باشد چنیں گاہے چُناں

یہ وہ جان نہیں ہے جو روٹی سے بڑھتی ہے ۔۔۔ یا کبھی ایسی اور کبھی ویسی ہوتی ہے

خوش کنندہ است و خوش و عینِ خوشی ۔۔۔ بے خوشی نبوُد خوشی اے مُرتشی ۳

خوش کرنیوالی ہے اور خوش ہے اور مجسم خوشی ہے ۔۔۔ اے روشت خور! خوشی بغیر خوشی کے نہیں ہے

مُرتشی راہست از رشوت خوشی ۔۔۔ صد خوشی یابی چو دست اندر کشی

رشوت خور کو رشوت سے خوشی ہوتی ہے ۔۔۔ تو اگر رشوت سے دست کش ہوجائے سو خوشیاں پائے

چوں تو شیریں از شکر باشی بوُد ۔۔۔ کاں شکر گاہے ز تو غائب شود

اگر تو شکر کی وجہ سے میٹھا ہے تو ہوسکتا ہے ۔۔۔ کہ وہ شکر کبھی تجھ سے غائب ہو جائے

چوں شکر گردی ز تاثیرِ وفا ۔۔۔ پس شکر کے از شکر گردد جُدا

جب وفا کی تاثیر سے تو خود شکر بن جائے ۔۔۔ تو شکر، مٹھاس سے کب جدا ہوتی ہے؟

---

۱ گُلستاں یعنی علم و معرفت کا باغیچہ۔ کو۔ کوچہ۔ کو کجا۔ آدمی روح لا مکانی چیز ہے دو عالم کی وسعتیں اس کیلئے تنگ ہیں لیکن لذت نفس سے وہ غائب ہو جاتی ہے۔ ہمدمی، ہمکلامی۔ حمیرا، حمراء کی تصغیر ہے بمعنی سرخ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب ہے۔ یہاں مصطفیٰ سے مراد مرد عارف اور حمیرا سے مراد روح ہے۔ یعنی عارف کامل اپنی روح سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اے حمیرا۔ مرد عارف کہتا ہے اے روح عشق الٰہی میں بچین کر دے تا کہ یہ جسم بے قرار ہو جائے۔ نعل

۲ در آتش نہادن۔ یہ کوئی عمل ہے، نعل کو کچھ پڑھکر آگ میں ڈالدیا جاتا ہے تو معمول بے چین ہو جاتا ہے لہٰذا اس کی معنی بیقرار کر دینا ہو گئے ہیں۔ کوہ۔ یعنی بدن، حمیرا، مونث کا صیغہ ہے اور عربی میں روح یعنی نفس کو مونث مانا جاتا ہے لہٰذا لفظ حمیرا سے روح مراد لینا مناسب ہے۔ باک۔ خوف، خطرہ اِشراک۔ شرکت۔ ایں یعنی اس روح سے روح حیوانی مراد نہیں ہے جسکی پرورش خشک اور تر غذا وں سے ہوتی ہے۔

۳ مُرتشی رشوت خور روح کے مراتب عشق تین ہیں۔ ایک تو یہ کہ روح عشق کو خوش کرنیوالی ہو دوسرے یہ کہ عشق ہی خود خوش ہو تیسرے یہ کہ عین خوشی بنجائے۔ صد خوشی اگر انسان لذت نفس کی رشوت خوری چھوڑ دے تو صدہا مسرتیں حاصل ہوں۔ وفا۔ عشق میں وفا کے ذریعہ عین شکر بنجاؤ گے تو شرینی لازوال ہوگی۔

زہرِ محض ست آں کہ باشد بے وفا[1] | ھَبْ لَنَا یَا رَبَّنَا نِعمَ الوَریٰ
جو بے وفا ہے، وہ خالص زہر ہے | اے ہمارے پروردگار ہمیں اچھی مخلوق عطا فرمادے

عاشق از حق چوں غذا یابد رحیق | عقل آنجا گم شود گم اے رفیق
عاشق جب اللہ کی جانب سے شراب کی غذا پالیتا ہے | اے دوست! عقل اس جگہ بالکل بیکار ہوجاتی ہے

عقلِ جزوی عشق را منکر بُوَد | گرچہ بنماید کہ صاحب سِرّ بُوَد
تھوڑی عقل عشق کی منکر ہوتی ہے | اگرچہ (بظاہر) نظر آتا ہے کہ ارزاں ہوگی

زیرک و داناست لمّا نیست نیست | تا فرشتہ لا نشد اہرمنے[2] ست
وہ عقلمند اور سمجھدار ہے لیکن (صاحب) فنا نہیں ہے | جب تک فرشتہ نیست نہ ہوجائے شیطان ہے

اُو بقول و فعل یارِ ما بُود | چوں بحکمِ حال آئی لا شود
وہ قول اور فعل میں ہماری دوست ہے | جب تو عالم حال کے ماتحت آجائےگا معدوم ہوگی

لا بُوَد اُو چوں نشد از ہست نیست | زانکہ طوعاً لا نشد کرہاً بسے ست
وہ کچھ نہیں ہے جبکہ ہست سے نیست نہ ہو | جبکہ وہ خوشی سے نیست نہ بنی تو مجبوریاں بہت ہیں

جاں کمال ست و ندائے اُو کمال | مصطفیٰ گویاں اَرِحنا یا بلالُ
جان کمال ہے، اور اس کی آواز کمال ہے | مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں اے بلال ہمیں راحت پہنچا

اے بلال افراز بانگِ سَلسلت | زاں دَمے کاندم دمیدم وردلت
اے بلال! اپنی حسین آواز بلند کر | اُس فیض سے جو میں نے تیرے دل میں پھونکا ہے

اے بلال ایں گُلبنت راجاں سُپار | خیز بُلبل وار جاں می کن نُثار
اے بلال! اپنے اس بوٹے میں جان ڈال | اُٹھ، بلبل کی طرح جان نچھاور کر

زاں دمے کادم ازو مدہوش شد | ہوشِ اہلِ آسماں بے ہوش شد
اُس آواز سے جس سے آدم مدہوش ہوگئے | آسمان والوں کے ہوش بے ہوش ہوئے

مُصطفیٰ بے ہوش شد زاں خوب صوت[3] | شد نمازش از شبِ تعریس فوت
مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس حسین آواز سے مدہوش ہوئے | لیلۃ تعریس میں ان کی نماز فوت ہوگئی

سَر ازاں خوابِ مبارک برنداشت | تا نمازِ صبحدم آمد بچاشت
بابرکت نیند سے سر نہ اٹھایا | یہاںتک کہ صبح کی نماز کے بعد چاشت کا وقت آگیا

در شبِ تعریس پیش آں عَروس | یافت جانِ پاکِ ایشاں دستبوس
شب تعریس میں، اس دلہن کے سامنے | آپ کی پاک روح نے دست بوسی کی

[1] بیوفا۔ عشق میں بیوفائی زہر ہے۔ نِعْمَ الْوَرٰی۔ اچھی مخلوق جو عشق میں وفادار ہے۔ رحیق۔ شراب کا نام ہے۔ عقل یعنی عقل فلسفی۔ عقل جزوی ناقص عقل، وجود باری پر تو دلائل قائم کرکے واقف اسرار ہونا ظاہر کرتی ہے لیکن عشق کے عجائب کی منکر ہے۔ زیرک دانا، ہوشیار۔ نیست نابود فنا۔ لانیست۔ اہر

[2] اہرمن۔ دیو، شیطان۔ یار۔ یعنی بات چیت اور کاموں میں عقل رہنمائی کرتی ہے۔ حال کیفیت باطن ذوق معرفت، طوعاً خوشی سے کرہاً جبراً۔ کمال۔ یعنی عین کمال۔ افراز۔ بلند کر۔ سلسل۔ خوشگوار، شیریں پانی۔ دم۔ آواز دمیدن پھونکنا۔ گلبن۔ بوٹا، سرخ پھولوں کا درخت زاں دمے وحی الٰہی سے حضرت آدمؑ مدہوش ہوگئے تھے۔

[3] خوبصورت حسین آواز یعنی حضرت بلالؓ کی اذان تعریس آدھی شب میں پڑاؤ کرنا غزوہ بنی المصطلق سے واپسی پر آنحضورؐ کی صبح کی نماز قضا ہوگئی تھی۔ نماز صبح دم نماز صبحدم نماز فجر یعنی آنحضورؐ کی نیند دراصل ایک استغراقی کیفیت تھی جس کی وجہ سے بروقت حضورؐ نماز نہ پڑھ سکے تھے۔ عروس۔ دولہا، دلہن دست بوس۔ ہاتھ چومنا۔

عشقِ ۱ او جاں ہر دو نہانند و ستیر — گر عروسش خواندہ ام عیبے مگیر

معشوق اور جان دونوں پوشیدہ اور مستور ہیں — اگر میں نے اس کو دلہن کہہ دیا ہے عیب گیری نہ کر

از ملالِ یار خامُش گردمے — گر ہم اُو مہلت بدادے یکدمے

یار کے ملال میں چپ ہو جاتا — اگر تھوڑی دیر کے لئے (بھی) وہ مجھے مہلت دیتا

لیک می گوید بگو ہیں عیب نیست — جُز تقاضائے قضائے غیب نیست

لیکن وہ کہتا ہے، کہہ خبردار عیب نہیں ہے — (یہ کلمات) غیب کے تقاضے کے بغیر نہیں ہیں

عیب باشد کو نہ بیند جز کہ عیب — عیب کے بیند روانِ پاکِ غیب

(یہ کلمات) عیب ہونگے اس کیلئے جو عیب کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا ہے — عالم غیب کی پاک روح عیب کب دیکھتی ہے؟!

عیب شد نسبت بمخلوقِ جہول — نے بہ نسبت با خداوندِ قبول

جاہل مخلوق کے اعتبار سے عیب ہو گا — مقبول بارگاہ (مخلص) کی نسبت سے عیب نہ ہو گا

کفر ۲ ہم نسبت بخالق حکمت ست — چوں بما نسبت کُنی کفر آفت ست

اللہ کے اعتبار سے کفر بھی حکمت ہے — جب تو ہمارا اعتبار کرے کفر، مصیبت ہے

ور یکے عیبے بود با صد صفات — بر مثالِ چوب باشد در نبات

اگر سو خوبیوں کے ساتھ ایک عیب ہو — تو وہ مصری میں لکڑی کی طرح ہو گا

در ترازو ہر دو را یکساں کشند — زانکہ آں ہر دو چو جسم و جاں خوشند

ترازو میں دونوں کو یکساں رکھتے ہیں — اس لئے وہ دونوں جسم اور اچھی جان کی طرح ہیں

پس بزرگاں ایں نہ گفتند از گزاف — جسمِ پاکاں عین جاں افتاد صاف

تو بزرگوں نے یہ خواہ مخواہ نہیں کہا — پاک لوگوں کا جسم جان کی طرح مصفی ہے

گفتِ شاں و فعلِ شان و ذکرِ شاں — جملہ جانِ مطلق آمد بے نشاں

ان کا قول اور ان کا فعل اور اُن کا ذکر — سب بے نشان، مطلق جان ہیں

جانِ دشمن ۳ دارِ شاں جسمے ست صِرف — چوں زیاد از نرد اُو اسمے ست صرف

ان کے دشمن کی جان صرف جسم ہے — جیسے نرد کا زیاد کہ وہ صرف نام ہے

آں بخاک اندر شد و کُل خاک شد — ایں نمک اندر شد و کُل پاک شد

وہ خاک میں ملا اور پورا خاک ہو گیا — یہ نمک میں گیا اور سب پاک ہو گیا

آں نمک کز وے محمد املح ست — زاں حدیث با نمک اُو افصح ست

وہ نمک جس سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ملیح تر ہوئے — اُس نمکین بات سے وہ فصیح تر ہوئے

---

۱ عُشق۔ یعنی معشوق۔ ستیر۔ مستور چھپا ہوا۔ گر عروسش۔ جس طرح دلہن پردہ میں ہوتی ہے۔ اسی طرح عشق اور جان بھی پوشیدہ ہے۔ از ملال۔ یعنی میں ذاتِ حق کو عروس کہنے سے باز بھی آجاتا لیکن غلبہ حال کی وجہ سے کہنے پر مجبور ہوں۔ قضائے غیب یعنی یہ کلمات غیبی اشارے سے میں نے کہے ہیں۔ عیب۔ یعنی کلمات کہنا انہیں کے نزدیک عیب ہوگا جنکو عیب کے سوا کچھ نظر نہیں آتا ہے۔ جہول۔ نادان۔ خداوند قبول۔ صاحبِ قبولیت مقبول۔ یعنی بعض کلمات جاہل کہیں تو عیب شمار ہوگا اور اگر وہی کلمات صاحب حال کہے تو اس کے اعتبار سے وہ عیب نہیں ہے۔

۲ کُفر ہم۔ یعنی نسبت کے بدل جانے سے کلمات اور اقوال کا حکم بدل جاتا ہے مثلاً کفر ہے اللہ کی طرف اس کے خلق کی نسبت عین حکمت ہے ہماری نسبت سے وہ انتہائی خراب بات اور عیب ہے۔ ور یکے۔ یعنی میں نے حضرت حق کے بارے میں بہت سی باتوں کا ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے مجھ میں خوبیاں گنی جائینگی اگر ایک لفظ عروس کہہ دینا میرا عیب بھی ہے تو گرفت نہ کرو شکر کے ساتھ تنکا بھی اسی بھاؤ تل جاتا ہے۔ پس بزرگاں۔ یعنی جب برائی اور بھلائی نسبتی ہے تو جسم عوام کے اعتبار سے روح سے کم درجہ کی چیز ہے لیکن بزرگوں کے اعتبار سے جسم انکی روح کی طرح پاک و صاف ہے۔ گفت شان۔ پاک لوگوں کے جو افعال جسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ بھی بمنزلہ روح کے ہیں۔

۳ دشمن دار۔ دشمنی رکھنے والا۔ زیاد۔ نرد کی سات بازیوں میں سے ایک بازی کا نام ہے اس (باقی صفحہ پر) کے ہر نقش میں ایک خال زیادہ کر دیتے ہیں۔ جس کو خالِ زیادہ کہتے ہیں۔ اس بازی کا کوئی۔ اس

آں نمک باقی ست از میراث اُو | باتو اند آں وارثانِ اُو بجُو
آپ کی میراث کا وہ نمک باقی ہے | آپ کے وہ وارث تیرے ساتھ ہیں، تلاش کر لے

پیشِ تو بِشستہ ترا خود پیش کو | پیشِ ہستت جانِ پیش اندیش کو
تیرے آگے بیٹھے ہیں خود تجھے آگا ب میسر ہے؟ | تیرے وجود کے سامنے آگے سوچنے والی جان کہاں ہے؟

گر تو[۲] خود را پیش و پس داری گماں | بستۂ جسمی و محرومی زجاں
اگر تو اپنے لئے آگے پیچھے کا گمان رکھتا ہے | تو تو جسم کا پابند ہے اور جان سے محروم ہے

زیر و بالا پیش و پس صفِ تن ست | بے جہتہا ذاتِ جانِ روشن ست
نیچا اور اونچا، آگاہ اور پیچھا جسم کی صفتیں ہیں | پاک جان، بغیر سمتوں کے ہے

برکشا از نورِ پاکِ شہ نظر | تانہ پنداری تو چوں کوتہ نظر
شاہ کے پاک نور سے نظر کر | تاکہ کوتاہ نظر کی طرح تو یہ نہ خیال کر

کہ ہمینی در غم و شادی و بس | اے عدم گو مر عدم را پیش و پس
کہ تو صرف غمی اور خوشی کے لئے ہے اور بس | اے معدوم! معدوم کا آگا پیچھا کہاں ہے؟

از وجود و از عدم گر بگذری[۳] | از حیاتِ جاودانی برخوری
تو اگر وجود اور عدم سے گزر جائے | تو ابدی زندگی حاصل کر لے

روزِ باران ست میرو تا بہ شب | نے ازیں باراں ازاں بارانِ رب
بارش کا دن ہے، رات تک چلا چل | اس بارش سے نہیں، خدا کی بارش سے

ہست باراں، جز ایں باراں بداں | می نمی بیند وُ را جز چشمِ جاں
سمجھ لے! اس بارش کے علاوہ اور بارش بھی ہے | جس کو صرف جان کی آنکھ دیکھتی ہے

چشمِ جاں را باز کن نیکو نگر | تا ازاں باراں عیاں بینی خضر
جان کی آنکھ کھول! اچھی طرح دیکھ | تاکہ اس بارش کا سبزہ صاب دیکھے

سوال کردن عائشہؓ از پیغمبر علیہ السلام کہ باراں شدو
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، کا پیغمبر علیہ السلام سے سوال کرنا کہ بارش ہوئی اور آپ

جامۂ مُبارک تو ترنگشت و جوابِ آں
کے بابرکت کپڑے نہ بھیگے اور اس کا جواب

مصطفیٰ روزے بگورستاں برفت | باجنازہ یارے ازیاراں برفت
مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک روز قبرستان تشریف لے گئے | دوستوں میں سے ایک دوست کے جنازے کیساتھ تشریف لے گئے

نتیجہ بر آمد نہیں ہوتا ہے اگرچہ نام زیاد ہے لیکن یہ نام ہی نام ہے۔ آں۔ اولیاء کا دشمن نفس لذتوں کی خاک میں بلا مجسم خاک بن گا۔ ایں۔ یعنی کامل شخص محبت چاشنی میں غرق ہو کر پاک ہو گیا۔ ملح۔ ملیح تر۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا میرے بھائی یوسف ملیح تھے۔ اور میں فصیح ہوں۔ ایک جگہ فرمایا میں عرب میں سب سے فصیح ہوں علاوہ ازیں میں قریشی ہوں یعنی حضورؐ کے جسم اور زبان میں ملاحت تھی جس سے ملح اور فصح قرار پا گئے

(باقی صفحہ پر)

[۱] از میراث اُو۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا علماء انبیاء کے وارث ہیں یعنی آپ کی معرفت کی چاشنی اور ملاحت علماء اور اولیاء میں منتقل ہوئی ہے جواب بھی دنیا میں موجود ہیں۔ پیش تو۔ وہ وارثان نبی موجود ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے وجود میں روح کو گم کئے ہوئے ہیں انکو احساس نہیں ہے جب تک انسان اپنی ہستی کو فنا نہیں کرتا اس کو پیش بیں روح میسر نہیں آتی۔ گر تو۔ اگر انسان کو اپنے آگے پیچھے کا خیال ہے تو وہ جسمانی صفات میں الجھا ہوا ہے اور روح کی لذتوں سے محروم ہے۔ زیر و بالا۔ یہ سب صفات جسم کی ہیں روح ان سے پاک ہے۔ نور پاک۔ حقیقی معرفت حاصل ہو جانے پر انسان غم اور خوشی وغیرہ جسمانی صفات سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

[۲] بگزری۔ دست بردار شوی۔ حیاتِ جاودانی۔ ابدی زندگی۔ برخوری۔ پھل کھائے روزِ باراں۔ یعنی الٰہی فیوض برس رہے ہیں۔ ایسی حالت میں گھر میں بیٹھا رہنا مناسب نہیں یہاں سے نفع اندوز ہونا چاہئے چشمِ جاں۔ فیوض کی بارش کا روح کی آنکھ ادراک کر سکتی ہے خضر سبزہ۔ یار۔ یعنی صحابی۔

خاک را در گورِ اُو آگندہ کرد　　زیرِ خاک آں دانہ اش۱ را زندہ کرد
ان کی قبر میں مٹی بھر دی　　مٹی کے نیچے ان کے دانہ کو زندہ کر دیا

ایں درختانند ہمچوں خاکیاں　　دست ہا بر کردہ اندر از خاکداں
مٹی میں دفن کئے ہوؤں کی مانند یہ درخت (بھی) ہیں　　جو مٹی سے ہاتھ باہر نکالے ہوئے ہیں

سوئے خَلقاں صد اشارت میکنند　　وانکہ گوشستش عبارت میکنند
لوگوں کی طرف سو اشارے کر رہے ہیں　　جن کے کان ہیں ان کے لئے تقریر کر رہے ہیں

تیز گوشاں رازِ ایشاں بشنوند　　غافلاں آواز ہا رانشنوند
تیز کان والے اُن کا راز سُنتے ہیں　　غافل لوگ آوازوں کو نہیں سنتے ہیں

با زبانِ سبز و با دستِ دراز　　از ضمیرِ خاک میگویند راز
سبز زبان سے اور لمبے ہاتھ سے　　خاک میں چھپے ہوئے راز بتا رہے ہیں

ہمچو۲ بطاں سَر فرو بُردہ بآب　　گشتہ طاؤساں و بودہ چوں غراب
بطخوں کی طرح پانی میں غوطہ مارے ہوئے　　مور بن گئے اور کوے کی طرح

در زمستاں شاں اگر محبوس کرد　　آں غراباں را خدا طاؤس کرد
جاڑوں میں اگر ان کو قید کیا　　ان کووں کو اللہ تعالیٰ نے مور بنا دیا

در زمستاں شاں اگرچہ داد مرگ　　زندہ شاں کرد از بہار و داد برگ
جاڑوں میں اگرچہ ان کو مارا　　ان کو بہار سے زندہ کر دیا اور پتے دیدیئے

مُنکراں گویند ہست ایں خود قدیم　　ایں چرا بندیم بر ربِّ کریم
منکر کہتے ہیں یہ قدیم ہیں　　رب کریم سے ان کا تعلق کیوں کریں؟

جملہ پندارند کیں خود دائم ست　　وز قدیم ایں جملہ عالم قائم ست
سب یقین کرتے ہیں کہ یہ ہمیشہ سے ہے　　اور ہمیشہ سے یہ تمام عالم قائم ہے

کوریِ۳ ایشاں درونِ دوستاں　　حق برویانید باغ وُ بوستاں
(یہ عقیدہ) اُن کے اندھے پن سے ہے دوستوں کے دل میں　　اللہ (تعالیٰ) نے باغ اور بُوستاں اُگا دیا ہے

ہر گلُے کاندر درون بویا بوُد　　آں گُل از اَسرارِ کُل گویا بوُد
جو پھول، اپنے اندر سے خوشبو دے رہا ہو　　وہ پھول تمام اسرار کا پتہ دیتا ہے

بوئے ایشاں رغمِ اَنفِ منکراں　　گِردِ عالَم می رَوَد پردہ دَراں
ان کی خوشبو منکروں کی ذلت کے ساتھ　　پردہ دری کرتے ہوئے دنیا کا چکر کاٹتی ہے

۱ دانہ اش۔ یعنی دینوی موت کے بعد اس کو برزخی زندگی نصیب ہو گئی۔ خاکیاں۔ مٹی سے پیدا ہونیوالے اور مر کر مٹی میں مدفون ہونیوالے۔ بر کردن۔ نکالنا۔ خاکداں۔ دنیا۔ عبارت تقریر۔ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کائنات کی ہر چیز خدا کی تسبیح پڑھتی ہے تم نہیں سمجھتے ہو۔ زبان سبز یعنی پتے۔ دست دراز یعنی شاخیں۔ ضمیر۔ دل کی بات۔

۲ ہمچو۔ درختوں کی ۳ حالتوں کو تین پرندوں سے تشبیہ دی ہے درخت موسم خزاں میں ہریالی ختم ہو کر کالے کوے کی طرح ہو جاتے ہیں، رطوبت کو حاصل کرنے میں گویا وہ بطخیں ہیں جو پانی میں غوطہ لگا کر غذا حاصل کرتی ہیں موسم بہار میں پھول پتیاں نکلنے کے بعد وہ مور بن جاتے ہیں۔ منکران۔ یعنی دہریہ جو وجود باری کے منکر ہیں اور فلاسفہ جو خدا کو صانع اور مختار نہیں مانتے ہیں۔ ایں۔ یعنی کائنات قدیم ہے خدا سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

۳ کوری۔ اندھا پن۔ رویانیدن۔ روئیدن کا متعدی مصدر ہے یعنی اولیاء اللہ کے سینے علوم معرفت سے باغ و بہار ہیں۔ اس کے گل اور بوٹے کی خوشبو سے منکر اسطرح پریشان ہوتے ہیں۔ جیسے گوبر کا کیڑا خوشبو سے یا کمزور دماغ والا ڈھول کی آواز سے بویا۔ خوشبو دینے والا۔ گویا۔ بولنے والس

۱

منکراں ہمچو جُعل ازاں بوئے گُل	یا چو نازک مغز از بانگ دُہل
اُس کے پھول کی خوشبو سے منکر گبرونڈے کیطرح ہیں	یا ایسے جیسے ڈھول کی آواز سے نازک دماغ
خویشتن مشغول می سازند و غرق	چشم می دوزند از لمعانِ برق
اپنے آپ کو مشغول اور غرق کرتے ہیں	بجلی کی چمک سے آنکھیں سی لیتے ہیں
چشم می دوزند و آنجا چشم ۲ نے	چشم آں باشد کہ بیند مامنے
آنکھیں سی لیتے ہیں اور اُن کی آنکھیں ہی نہیں ہیں	آنکھ تو وہ ہے جو جائے پناہ کو دیکھ لے
چوں زگورستاں پیمبرؐ بازگشت	سوئے صدیقہ شد و ہمراز گشت
جب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) قبرستان سے لوٹے	صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی طرف گئے اور ہمراز بنے
چشم صدّیقہ چو بر رُویش فتاد	پیش آمد دست بروے می نہاد
صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی نظر جب آپ کے چہرے پر پڑی	آگے بڑھیں اور آپ پر ہاتھ رکھا
بر عِمامہ بر رُخ و بر مُوئے اُو	بر گریباں و بر بازوئے اُو
عمامہ پر اور آپ کے چہرے اور بالوں پر	گریبان پر اور جسم پر اور آپ کے بازو پر
گفت پیغمبرؐ چہ می جوئی شتاب	گفت باراں آمد امروز از سحاب
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جلد جلد کیا دیکھتی ہو؟	بولیں آج بادل سے بارش برسی ہے
جامہایت می بجویم در طلب	ترنمی بیم زباراں اے عجب
جُستجو میں آپ کے کپڑے چھوتی ہوں	تعجب ہے! بارش سے تر نہیں دیکھتی ہوں
گفت چہ بر سر فگندی از اِزار	گفت کردم آں ردائے تو خمار ۳
فرمایا سر پر کونسا کپڑا اوڑھا تھا؟	بولیں آپ کی چادر کو دوپٹہ بنایا تھا
گفت بہر آں نمود اے پاک جیب	چشمِ پاکت را خدا بارانِ غیب
فرمایا، اے پاک دل! اسی لئے دکھائی	خدا نے تیری پاک آنکھ کو غیبی بارش
نیست آں باراں ازیں ابرِ شما	ہست ابرِ دیگر و دیگر سما
وہ بارش تمہارے اس ابر کی نہیں ہے	وہ دوسرا ابر اور دوسرا آسمان ہے
ایں چنیں باراں ز ابرِ دیگرست	رحمتِ حق در نزولش مضمرست
اس طرح کی بارش دوسرے ابر کی ہے	جس کے نازل ہونے میں خدا کی رحمت پوشیدہ ہے
بشنو از قولِ سنائیؒ در رُموز	معنی تا واقف آئی بر کُنوز
اشارات کے بارے میں سنائیؒ کے قول کے	ایک معنی سن، تاکہ تو خزانوں سے واقف ہو جائے

۱ جُعل۔ گبرڈنڈا، گوبر کی گولیاں بنا کر لڑھکانے والا کیڑا۔ دُہل۔ ڈھول۔ مشغول یعنی منکرین جو محض عقلی غلط دلائل میں اپنے آپ کو مصروف کئے ہوئے ہیں۔ اور صحیح دلائل کی روشنی سے آنکھوں کو بند کئے ہوئے ہیں۔

۲ چشم نے دراصل ان کے آنکھ ہی نہیں ہے آنکھ تو وہی ہے جو صحیح دیکھے۔ بازگشت۔ واپس آئے۔ صدیقہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے۔ ہمراز۔ راز کی باتیں کرنے والا۔ عِمامہ۔ عین کے کسرہ سے پگڑی، بَر۔ پہلو، بغل۔ سحاب۔ ابر۔ ازار۔ تہ بند۔ لنگی۔ رِداء چادر

۳ خمار۔ اوڑھنی جیب گریبان سینہ دل سماء آسمان۔ مضمر۔ پوشیدہ سنائی۔ مشہور حکیم، شاعر بزرگ ہیں۔ رمُوز۔ رمز کی جمع اشارہ کُنوز کنز کی جمع خزانہ۔

گر تو بکشائی زباطن دیدۂ زودیابی سرمہ بگزیدہ

اگر تو باطن کی آنکھیں کھول لے بہت جلد پسندیدہ سرمہ حاصل کر لے

تفسیر بیتِ حکیم سنائی رَوَّحَ اللّٰہُ رُوحَہٗ

حکیم سنائی (خدا ان کی روح کو راحت پہنچائے) کے شعر کی تفسیر

آسمانہاست درولایتِ ۱ جاں کارفرمائے آسمانِ جہاں

روح کی اقلیم میں آسمان ہیں جو دنیا کے آسمان میں کار فرما ہیں

دررہ روح پست وبالاہاست کوہہائے بلند ودریاہاست

روح کے راستہ میں پستی اور بلندیاں ہیں اونچے پہاڑ اور دریا ہیں

پیر دانا اندریں رَمزے کہ گفت درحقیقت زیں صدف دُرّے بُسفت

دانا بزرگ نے اس سلسلہ میں جو اشارہ کیا حقیقتاً اس سیپ کا موتی پرو دیا

غیب راابرے وآبے دیگرست آسمان و آفتابے دیگرست

عالم غیب کا ابر اور پانی دوسرا ہے آسمان اور آفتاب دوسرا ہے

نایدآں اِلّا کہ برخاصاں پدید باقیاں فِی لَبْسٍ مِنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ

وہ صرف خاصانِ (خدا) پر ظاہر ہوتا ہے باقی لوگ اس نئی مخلوق سے شبہ میں ہیں

ہست باراں ازپئے پروردگی ہست باراں ازپئے پژمردگی

ایک بارش پرورش کے لئے ہے ایک بارش مرجھانے کے لئے ہے

نفع بارانِ بہاراں بُوالعجب ۲ باغ رابارنِ پائیزی چُوتب

موسم بہار کی بارش کا نفع تعجب خیز ہے خزاں کے بارش باغ کے لئے بخار کی طرح ہے

باغ را بارانِ نیسانی طرَب باز بارانِ خزانی ہمچو تَب

نیساں کی بارش باغ کی مستی ہے پھر خزاں کی بارش بخار کی طرح ہے

آں بہاری ناز پروردش کُند ویں خزانی ناخوش وزردش کُند

موسم بہار کی بارش اس کی ناز پروری کرتی ہے یہ خزاں کی بارش اس کو خراب اور زرد کر دیتی ہے

ہمچنیں سرماو بادو آفتاب برتفاوت داں وسررشتہ بیاب

اسی طرح جاڑا اور ہوا اور سورج جداگانہ سمجھ، اور اصول کو سمجھ لے

ہمچنیں درغیب اَنواع ست ایں درزیانو سُود و دررنج و غبیں

اسی طرح (عالم غیب میں اس کی قسمیں ہیں نفع اور نقصان، تکلیف اور ٹوٹے میں

---

۱ ولایتِ جان۔ عالم روح پیردانا حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ۔ رمز۔ اشارہ۔ صدف۔ سیپ۔ دُر موتی۔ فی لَبْسٍ۔ یہ آیت حشر کے منکروں کے بارے میں ہے مولانا نے امورغیبیہ پر شبہ کرنے والوں کے لئے استعمال کر دی ہے۔ ہست باراں۔ یعنی غیبی بارش کی بھی دو قسمیں ہیں، مضراور مفید

۲ بُوالعَجَب۔ بہت تعجب خیز۔ پائیز۔ خزاں۔ نیساں۔ وہ دن جب آفتاب برج حمل میں ہوتا ہے۔ ایام بہار، تپ۔ بخار۔ تفاوت۔ فرق سررشتہ۔ بات کا سرا، کھوج انواع۔ نوع کی جمع، قسم زیاں۔ نقصان سُود۔ نفع غبین۔ فاترالعقل، ٹوٹے میں پڑا ہوا

ایں دم ابدال[1] باشد زاں بہار　در دل و جاں روید از وے سبزہ زار
ابدال کا کلام اسی بہار سے ہوتا ہے　اس سے دل و جان میں سبزہ اُگتا ہے

فعلِ بارانِ بہاری با درخت　آید از انفاسِ شاں اے نیک بخت
موسم بہار کی بارش کا درختوں سے جو معاملہ ہے　اے نیک بخت! ان کے سانسوں سے حاصل ہوتا ہے

گر درختِ خشک باشد در مکاں　عیبِ آں زبادِ جاں افزاید آں
اگر کسی جگہ کوئی خشک درخت ہو　اس کا وہ عیب روحانی ہوا سے بڑھ جاتا ہے

باد کارِ خویش کرد و بَروزید　آنکہ جانے داشت بر جانش گزید
ہوا نے اپنا کام کیا اور چلی گئی　جسمیں جان تھی اس نے اس کو اپنی جان پر ترجیح دی

وانکہ جامد بود خود واقف نشد　وائے اُو جانے کہ اُو عارف نشد
اور جو پتھر تھا واقف نہ ہوا　اُس جان پر افسوس جو پہچاننے والی نہ بنی

در معنیِ حدیث کہ اِغْتَنِمُوا بَرْدَ الرَّبِيعِ[2] فَاِنَّهٗ يَعْمَلُ بِاَبْدَانِكُمْ كَمَا يَعْمَلُ بِاَشْجَارِكُمْ وَاجْتَنِبُوا بَرْدَ الْخَرِيفِ فَاِنَّهٗ يَعْمَلُ بِاَبْدَانِكُمْ كَمَا يَعْمَلُ بِاَشْجَارِكُمْ

اس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ موسم ربیع کی سردی کو غنیمت سمجھو وہ تمہارے بدنوں پر وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر اور موسم خریف کی سردی سے بچو وہ تمہارے جسموں پر وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر

قولِ پیغمبر شنو اے جانِ من　دور کن از خویشتن انکار و ظن
اے جانِ من پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات سن　انکار اور گمان اپنے سے دور کر

گفت پیغمبر ز سرمائے بہار　تن مپوشانید یاراں زینہار
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا موسم بہار کے جاڑے سے　یارو! ہرگز بدن نہ ڈھکو

زانکہ با جانِ شما آں می کند　کاں بہاراں با درختاں میکند
اس لئے کہ وہ تمہاری جان کے ساتھ وہی کرتا ہے　جو موسم بہار درختوں کے ساتھ کرتا ہے

بس غنیمت باشد آں سرمائے[3] او　در جہاں بر عارفان وقت جو
اُس کی سردی غنیمت ہوتی ہے　دنیا میں، وقت کے تلاش کرنیوالے عارفوں پر

در بہاراں جامہ از تن بر کنید　تن برہنہ جانبِ گلشن روید
(موسم) بہار میں کپڑے اُتار دو　ننگے بدن، باغ کی طرف چلو

---

[1] دَم۔ سانس۔ کلام۔ اَبدَال۔ اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت ہے یعنی اولیاء کے انفاس بہار کا کام کرتے ہیں۔ اور دلوں میں سبزہ اگاتے ہیں۔ انفاس۔ نفس کی جمع سانس۔ گردرخت۔ یعنی بزرگوں کے انفاس سے بدبختیوں کی بدبختی میں اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ وہ ان انفاس کے منکر ہو جائیں۔ باد۔ اولیاء کی بادِ بہاری اصلاح عوام کا کام کر جاتی ہے اور جو اس سے مستفید ہوں اولیاء ان پر جان نثار کرتے ہیں۔ جامد۔ جن کے دل پتھر کے ہو گئے ہیں۔ اور نا قابل اصلاح ہیں۔

[2] ربیع۔ موسم بہار خریف۔ موسم خزاں۔ سرمائے بہار یعنی غیبی فیوض و برکات۔ بادرختاں۔ جس طرح موسم بہار کی بارش سے درخت سرسبز و شاداب ہوتے ہیں۔ فیوض غیبیہ سے روح تازہ ہوتی ہے۔

[3] سرمائے اُو یعنی فیوض و برکات وقت یعنی وہ وقت جس میں غیبی واردات کا قلب پر نزول ہو۔

لیک بگریزید از بادِ خزاں | کاں کند کاں کرد با باغ و رزاں ا
لیکن باد خزاں سے بچو | اسلئے کہ وہی کریگی جو اس نے باغ اور انگوروں کیساتھ کیا

راویاں ایں را بظاہر بُردہ اند | ہم براں صورت قناعت کردہ اند
روایت کرنیوالوں نے اس کو ظاہری معنی پر محمول کیا | اور انہوں نے انہی معنی پر قناعت کر لی

بے خبر بودند از سرآں گروہ | کوہ را دیدہ ندیدہ کاں بکوہ
یہ جماعت، راز سے بے خبر تھی | پہاڑ کو دیکھا، پہاڑ میں کان کو نہ دیکھا

آں خزاں نزدِ خدا نفس و ہواست | عقل و جاں عین بہارست و بقاست
وہ خزاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک نفس اور خواہش ہے | عقل اور روح عین بہار اور بقا ہے

گر ترا عقلے ست جُزوی در نہاں | کاملُ العقلے بجو اندر جہاں
اگر تجھ میں ناقص عقل ہے | دنیا میں مکمل عقل والا تلاش کر لے

جزو تو از کُلِّ اُو کُلّی شود | عقلِ کُل بر نفس چوں غُلّے ۲ شود
تیری ناقص (عقل) اس کی کامل (عقل) سے کامل ہوجائیگی | کامل عقل نفس کے لئے طوق بن جائے گی

پس بتاویل ایں بوُد کانفاسِ پاک | چوں بہارست و حیاتِ برگ و تاک
(اس حدیث کے معنی) تاویل کیساتھ یہ ہونگے کہ پاک سانس | (موسم) بہار کی طرح ہیں اور پتوں اور انگور کی حیات ہیں

از حدیثِ اولیاء نرم و درشت | تن مپوشاں زانکہ دینت راست پشت
اولیاء کی نرم اور سخت بات سے | پہلوتہی نہ کر کیونکہ وہ تیرے دین کی پشت و پناہ میں

گرم گوید سَرد گوید خوش بگیر | تاز گرم و سرد بجہی وز سَعیر
گرم کہیں سرد کہیں خوشی سے تسلیم کر | تاکہ گرم اور سرد اور جہنم سے نجات پالے

گرم و سَردش نو بہارِ ۳ زندگی ست | مایۂ صدق و یقین و بندگی ست
ان کا گرم و سرد (کہنا) زندگی کی نو بہار ہے | صدق اور یقین کا بندگی کا سرمایہ ہے

زانکہ زاں بُستانِ جانہا زندہ است | زاں جواہر بحرِ دل آگندہ است
اسلئے کہ ان سے جانوں کا باغ تر و تازہ ہے | ان جواہر سے دل کا سمندر پر ہے

بر دلِ عاقل ہزاراں غم بود | گر ز باغِ دل خلالے کم بود
عقلمند کے دل پر ہزاروں غم چھا جاتے ہیں | اگر دل کے باغ سے ایک تنکا کم ہو جاتا ہے



۱ رزاں۔ رز کی جمع، انگور، خزاں کی ہوا سے چیزیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ راویاں۔ راوی کی جمع حدیث نقل کرنے والا یعنی عام طور پر روایت کرنیوالوں نے اس حدیث کے ظاہری معنی لئے ہیں۔ سرراز یہاں پر عالم غیب کی باد بہار اور خزاں مراد ہے۔ کان۔ معدن ہوا۔ خواہش نفسانی تُقا۔ تقویٰ، پرہیزگاری۔ گر ترا۔ یعنی اگر یہ مضامین غیب تیری سمجھ میں نہیں آتے تو کسی شیخ کامل کا دامن پکڑ لے پھر سمجھ میں آجائینگے۔ کل او۔ یعنی شیخ کامل کی مکمل عقل۔

۲ غُل۔ گردن کا طوق یعنی اس کی بیعت تجھے ہوا و حرص سے روک دے گی۔ تاویل۔ کسی عبارت سے ظاہری معنی مراد نہ لینا۔ حیات۔ زندگی۔ تاک۔ انگور، نرم و درخت۔ پیاری اور تلخ نصیحتیں۔ پُشت۔ یعنی پشت پناہ۔ گرم و سرد گفتن۔ سخت وست کہنا۔ گرم و سرد مصائب سعیر۔ جہنم۔

۳ نو بہار۔ بارش کی ٹھنڈک اور سورج کی گرمی سبزہ زار پیدا کرتی ہے اسی طرح شیخ کی گرم و سرد نصیحتیں ایمان کی تازگی کا سبب ہیں۔ بُستان جاں۔ روحانی باغ۔ بحر۔ سمندر آگندہ پر۔

پُرسیدنِ عائشہ رضی اللہ عنہا از مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنا

کہ سِرِّ باران امروز چہ بود

کہ آج کی بارش کا کیا راز تھا؟

پس سُوالش کردہ صدیقہ ازصدق — باخشوع و باادب از جوشِ عشق

صدیقہ (رضی اللہ عنہا) نے سچائی سے آپ سے سوال کیا — محبت کے جوش سے عاجزی اور ادب کے ساتھ

کائے خلاصہ ہستیٔ زُبدہ وجود — حِکمتِ بارانِ امروزی چہ بود

اے ہستی کے خلاصہ اور وجود کے برگزیدہ! — آج کی بارش میں کیا حکمت تھی؟

ایں زبارانہائے رحمت ہاست یا — بہر تہدیدات وعدلِ کبریا

یہ رحمتوں کی بارشوں میں سے ہے، یا — دھمکیوں اور خدا کے انصاف کے لئے ہے

ایں ازاں لُطف و بہاریات بُوَد — یازپائیزیٔ پُر آفات بُوَد

یہ (بارش) مہربانی اور موسمِ بہار کی بارشوں میں سے تھی — یا آفتوں بھری خزاں کی بارش تھی

گفت ایں از بہرِ تسکین غم ست — کز مصیبت بر نژادِ آدمؑ ست

فرمایا کہ یہ اس غم کی تسکین کے لئے ہے — جو آدمؑ کی نسل پر مصیبت کی وجہ سے ہے

گر براں آتش بماندے آدمی — بس خرابی او فتادے و کمی

اگر آدمی اس آگ میں رہتا — بہت خرابی اور کمی واقع ہو جاتی

ایں۲ جہاں ویراں شدے اندر زماں — حرصہا بیروں شدے از مردماں

یہ دنیا فوراً ویران ہو جاتی — انسانوں میں سے حرص نکل جاتی

اُستنِ ایں عالم اے جاں غفلت ست — ہوشیاری ایں جہاں را آفت ست

اے جان! اس عالم کا ستون غفلت ہے — ہوشیاری اس عالم کی آفت ہے

ہوشیاری زاں جہان ست وچو آں — غالب آید پست گردد ایں جہاں

ہوشیاری اس عالم کی ہے اور جب وہ — غالب آ جائے تو یہ عالم پست ہو جاتا ہے

ہوشیاری آفتاب و حرص یخ — ہوشیاری آب و ایں عالم وسخ

ہوشیاری سورج ہے اور حرص برف ہے — ہوشیاری پانی ہے اور یہ عالم میل ہے

زاں۳ جہاں اندک ترشح می رسد — تانہ خیزد زیں جہاں حرص وحسد

اس عالم سے تھوڑی سی رستی رہتی ہے — تاکہ اس عالم سے حرص اور حسد ختم نہ ہو جائے

---

۱ صدق۔ سچائی خشوع۔ عاجزی خلاصہ ہستی۔ مخلوقات کے کمالات کا جامع ۔ زُبدہ مکھن۔ برگزیدہ تہدید۔ دھمکی۔ عدل۔ انصاف لُطف۔ مہربانی بہاریات۔ سامانِ بہار۔ پائیزی۔ خزانی تسکین۔ ساکن کرنا، نژاد، نسل، اولاد، گر یعنی اگر انسان کو غم سے بالکل سکون نہ ملے تو مشاغل زندگی میں بہت خلل پڑ جائے۔

۲ ایں جہاں۔ انسان غم کی مایوسیوں میں پڑا رہتا اور حرص کی وجہ سے جو کوشش ہے وہ ختم ہو جاتی اور دنیا ویران ہو جاتی اُستن۔ ستون۔ غفلت۔ لا پروائی۔ ہوشیاری احساس۔ آفت۔ مشہور مقولہ۔ لَوْلَا الْحَمْقَاءُ لَخَرِبَتِ الدُّنْیَا اگر احمق نہ ہوتے تو دنیا تباہ ہو جاتی۔ ہوشیاری۔ آخرت کا پورا احساس ہو جائے تو پھر دنیا بے حقیقت نظر آنے لگے ہوشیاری کا سورج حرص کے برف کو پگھلا دے اور یہ دنیا جو میل کچیل ہے ہوشیاری کا پانی اس کو دھو ڈالے۔

۳ زاں۔ جہاں۔ عالم آخرت سے اس دنیا میں تھوڑا تھوڑا ترشح ہوتا ہے تاکہ لوگ غفلت میں مبتلا رہ کر حرص و حسد کی بنیاد پر دنیا کا کاروبار کرتے رہیں۔ اگر غفلت زیادہ بڑھ جائے تو ہر انسان سکر میں مبتلا ہو جائے اور دنیا سے اچھی اور بری صفات کا خاتمہ ہو جائے

گر ترشح بیشتر گردد ز غیب | نے ہنر ماند دریں عالم نہ عیب
اگر غیب سے یہ رساؤ زیادہ بڑھ جائے | اس عالم میں نہ ہنر رہے نہ عیب

ایں ندارد حد سوئے آغاز رو | سوئے قصہ مرد چنگی باز رو
اس کا خاتمہ نہیں ہے شروع کی طرف چل | سارنگی بجانے والے کے قصہ کی طرف واپس چل

بقیۂ قصۂ پیر چنگی و بیانِ مخلصِ آں
سارنگی بجانے والے بوڑھے کے قصہ کا بقیہ اور اس کا خلاصہ

مطربے[1] کزوے جہاں شد پُر طرب | رُستہ ز آوازش خیالاتِ عجب
وہ گویا جس سے، عالم مستی سے بھرا ہوا تھا | اس کی آواز سے عجیب خیالات پیدا ہوتے تھے

از نوایش مرغ دل پرّاں شدے | وز صدایش ہوش جاں حیراں شدے
اس کی آواز سے مرغ دل اچھلنے لگتا تھا | اس کی صدا سے جان کا ہوش حیران ہو جاتا تھا

چوں برآمد روزگارش پیر شد | باز جانش از عجز پشہ گیر شد
جب اس کی عمر ڈھل گئی اور بوڑھا ہو گیا | اس کی جان کا باز، عاجزی سے مچھر کا شکاری بنگیا

باز چہ[2] گر پیل باشد بیگماں | پشہ اش سازد ضعیف و ناتواں
باز کیا، اگر ہاتھی بھی ہوتو بلاشبہ | مچھر اس کو کمزور اور بے طاقت بنا دے

پشتِ اُو خم گشت ہمچوں پشتِ خم | ابرواں بر چشم ہمچوں پارِ دُم
اس کی کمر مٹکے کی طرح ٹیڑھی ہو گئی | آنکھ پر ابرو میں دُمچی کی طرح ہو گئیں

گشت آوازِ لطیف و جانفزاش | ناخوش و مکروہ و زشت و دلخراش
اس کی پاکیزہ اور جان کو بڑھانیوالی آواز | خراب اور مکروہ اور بری اور دلخراش ہو گئی

آں نوا کہ رشکِ زُہرہ آمدہ | ہمچوں آوازِ خرِ پیرے شدہ
وہ آواز جو زہرہ کے لئے باعث رشک تھی | بوڑھے گدھے کی آواز کی طرح ہو گئی

خود کدامیں خوش کہ آں ناخوش نشد | یا کدامیں سقف کاں مفرش نشد
کونسا خوش ہے جو ناخوش نہ ہوا ہو | یا کونسی چھت ہے جو پامال نہ ہوئی ہو؟

غیرِ آوازِ عزیزاں در صدور | کہ بُوَد از عکسِ دَمِ شاں نفخ صور[3]
(اللہ کے) پیاروں کی آواز کے علاوہ جو سینوں میں ہے | کہ صور کا پھکنا بھی ان کی آواز کی گونج ہے

آں درونے کیں درونہا مست از دست | نیستے کیں ہستہا مان ہست از دست
وہ باطن کہ یہ باطن اس سے مست ہیں | وہ فانی کہ ہمارے وجود اس سے (قائم) ہیں

---

[1] مُطرب اس گوئے کی آواز مستی اور عجیب خیالات پیدا کر دیتی تھی۔ انسانوں کے دل دھڑکنے لگتے تھے۔ اور مدہوشی کا عالم چھا جاتا تھا۔ پشہ گیر۔ مچھر کا شکار کرنے والا۔ یعنی وہ گویا انتہائی کمزور ہو گیا۔

[2] باز چہ۔ یعنی باز ہی نہیں ہاتھی بھی اپنی ناتوانی کے وقت مچھروں سے عاجز آ جاتا ہے۔ خم۔ مٹکا۔ پار دم دُمچی لطیف نازک، پاکیزہ۔ جانفزا۔ جان کو بڑھانیوالا۔ زشت۔ برا۔ دل خراش۔ دل کو چھیلنے والا۔ زہرہ۔ ایک ستارہ کا نام ہے جس کو اہل نجوم گانے بجانے والی عورت کی ہمشکل تصور کرتے ہیں۔ اور اس کو رقاصہ فلک کہتے ہیں۔ خر۔ گدھا، گدھے کی آواز کو بدترین سمجھا، گیا ہے۔ سقف۔ چھت۔ مفرش۔ پامال۔ نشد۔ مشہور ہے ہر کمالے راز والے۔ عزیزاں۔ یعنی اولیاء اللہ جو اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔ صُدور۔ صدر کی جمع، سینہ

[3] نفخ صور۔ دوسری مرتبہ صور پھونکنے پر مردے زندہ ہو جائینگے آں درونے ۔ یعنی اولیاء کے باطن کی وجہ سے بہت سے باطن مست ہیں۔ وہ فنا ہونے والے ضرور ہیں۔ لیکن ہمارے وجود ان کے وجود سے قائم ہیں۔

کہربائے فکرِ دہر آوازِ اُوست — لذّتِ الہام ووحی ورازِ اُوست
اُس کی آواز زمانے کی فکر کے لئے کہربا ہے — الہام اور وحی اور راز کی وہ لذت ہے

چونکہ مُطرب پیرتر گشت وضعیف — شد ز بے کسبی رہینِ یک رغیف
چونکہ گویا بہت بوڑھا اور کمزور ہو گیا — بلا کمائی کے ایک روٹی کا مرہون (منت) ہو گیا

گفت عمر و مہلتم دادی بسے — لُطفہا کردی خدایا باخسے
اُس نے کہا (اے خدا) تونے مجھے عمر اور بہت مہلت دی — اے خدا! تو نے ایک کمینہ پر مہربانیاں کیں

معصیت ورزیدہ ام ہفتاد سال — باز نگرفتی زمن روزے نوال
میں نے ستر سال گناہ کئے — تونے مجھ سے ایک دن (بھی) عطا واپس نہ چھینی

نیست کسب امروز مہمانِ توام — چنگ بہرِ تو زنم کانِ توام
کمائی نہیں ہے اب میں تیرا مہمان ہوں — تیرے لئے سارنگی بجاؤں گا کیونکہ تیرا غلام ہوں

چنگ را برداشت شد اللہ جوئے — سوئے گورستانِ یثرب آہ جوئے
سارنگی اٹھائی، اللہ (تعالیٰ) کی طلب میں روانہ ہوا — مدینہ کے قبرستان کی جانب آہیں بھرتا ہوا

گفت خواہم از حق ابریشم بہا — کُو بہ نیکوئی پذیرد قلب ہا
بولا، اللہ (تعالیٰ) سے سارنگی (بجانے کا) انعام چاہوں گا — کیونکہ وہ کھوٹے سکے (بھی) عمدگی کیساتھ قبول کرتا ہے

چنگ زد بسیار و گریاں سر نہاد — چنگ بالیں کرد و بر گورے فتاد
سارنگی بہت بجائی، اور روتے ہوئے سر رکھدیا — سارنگی کا تکیہ بنایا اور ایک قبر پر گر پڑا

خواب بُردش مُرغِ جاں از حبس رستِ — چنگ و چنگی را رہا کرد و بجست
اس کو نیند آ گئی، جان کا پرندہ قید سے چھوٹ گیا — سارنگی اور سارنگی باز کو چھوڑا اور چل دیا

گشت آزاد از تن و رنجِ جہاں — در جہانِ سادہ وصحرائے[۲] جاں
جسم سے اور دنیا کی تکلیف سے آزاد ہوا — سادہ عالم میں اور روح کے میدان میں (جا پہنچا)

جانِ اُو آنجا سرایاں ماجرا — کاندریں جا گر بماندندے مَرا!
اس کی روح اس جگہ (یہ) قصہ گانے لگی — کہ کاش مجھے اس جگہ رہنے دیتے!

خوش بُدے جانم ازیں باغ و بہار — مستِ ایں صحرا غیب لالہ زار
اس باغ و بہار سے میری جان خوش ہوتی — اس لالہ زار غیبی میدان سے مست (ہوتی)

بے پر و بے پا سفر می کردمے — بے لب و دنداں شکر میخوردمے
میں بغیر پر اور پیر کے سفر کرتی — بغیر ہونٹ اور دانتوں کے شکر کھاتی

---

[۱] کہرُبا۔ ایک پتھر ہے جس میں تنکوں کے لئے کشش ہوتی ہے۔ بے کسی۔ نہ کما سکنا۔ رہین۔ گروی، محتاج، رغیف۔ روٹی۔ گفت۔ یعنی گویئے نے خدا سے یہ دعا کی خس۔ تنکا، کمینہ، ہفتاد ستر گویئے کی عمر ستر سال کی تھی۔ نوال بخشش۔ کسب۔ کمائی کان کہ آن۔ اللہ جوئے جوئندہ خدا، یثرب۔ مدینہ طیبہ کا پرانا نام ہے۔ ابریشم بہا۔ سارنگی بجانے کا انعام، سارنگی کے تار ریشم سے بھی بنائے جاتے تھے۔ قلب کھوٹا سکہ۔ فتاد یعنی لیٹ گیا۔ خواب۔ نیند میں اس کی روح آزاد ہوگئی۔

[۲] صحرائے جاں۔ عالم ارواح مرا۔ یہ تمام باتیں گویئے کی روح نے کہیں جن میں عالم روح کی کیفیات کا ذکر ہے

ذکر و فکرے فارغ از رنج دماغ　　کردمے با ساکنانِ چرخ لاغ[1]

ذہنی الجھن سے فارغ ہو کر ذکر و فکر (میں مشغولیت ہوتی)　　آسمان میں بسنے والوں کے ساتھ خوشی مناتی

چشم بستہ عالَمے می دیدمے　　وَرد و ریحاں بے کفے میچیدمے

آنکھیں بند کر کے ہیں عالم کو دیکھتی　　ہاتھ لگائے بغیر، گلاب و ریحان چنتی

مُرغ آبی غرقِ دریائے عَسل　　عینِ ایوّبی شراب و مغتسل

پانی کا پرندہ شہد کے دریا میں ڈوبا ہوا　　حضرت ایوب (علیہ السلام) کا چشمہ جو پینے اور نہانے کا تھا

کہ بدو ایوبؑ از پا تا بفرق　　پاک شد از رنجہا چوں نورِ شرق

کہ جس کے ذریعہ حضرت ایوبؑ پیر سے سر کی مانگ تک　　نورِ مشرق کی طرح تکلیفوں سے پاک ہوئے

گر بُودے ایں چرخ دہ چندے کہ ہست　　نیست نزد آں جہاں جُز تنگ و پست

اگر یہ آسمان موجودہ حالت سے دس گناہ ہو　　اس جہاں کے مقابلہ میں تنگ اور پست کے سوا کچھ نہیں ہے

مثنوی[2] در حجم گر بُودے چو چرخ　　در نگنجیدے دریں زاں نیم بَرخ

مثنوی (معنوی) اگر جسامت میں آسمان کی طرح ہوتی　　اس میں اس (عالم کے بیان) کا آدھا ٹکڑا بھی نہ سماتا

کاں زمین و آسمانِ بس فراخ　　کرد از تنگی دلم را شاخ شاخ

اس بہت وسیع آسمان اور زمین نے　　تنگی کی وجہ سے میرے دل کو پارہ پارہ کر دیا ہے

ویں جہانے کاندریں خوابم نمود　　از کشایش پرّ و بالم را کشود

اور یہ عالم جو اس نیند میں مجھے نظر آیا　　اس نے وسعت کی وجہ سے میرے بال و پر کھول دئے ہیں

ایں جہان و راہش ار پیدا بُدے　　کم کسے یک لحظۂ اینجا بُدے

یہ عالم اور اس کا راستہ اگر نظر آتا　　کوئی ایک لمحہ کے لئے بھی اس جگہ نہ ہوتا

اَمر می آمد کہ ہیں طامع مشو　　چوں ز پایت خار بیروں شد برو

حکم ہوتا تھا کہ خبردار، لالچی نہ بن　　جبکہ تیرے پیر سے کانٹا نکل گیا، جا

مول[3] مولے میزد آنجا جانِ اُو　　در فضائے رحمت و احسانِ اُو

اس کی جان اس جگہ ٹھیر و ٹھیرو کہتی تھی　　اس کے احسان اور رحمت کی فضا میں

در خواب گفتن ہاتف با عمرؓ کہ چندیں زر از بیت المال

غیبی آواز کا نیند میں حضرت عمرؓ سے کہنا کہ اس قدر روپیہ بیت المال سے

باآں مَرد دِہ کہ در گورستان خُفتہ اَست

اس شخص کو دے دو جو قبرستان میں سویا ہوا ہے

---

[1] لاغ۔ خوشی و مسرت ہنسی کھیل۔ ورد۔ گلاب کا پھول، پھول۔ ریحان۔ ہر خوشبو دار پودا عسل۔ شہد۔ عَین۔ چشمہ۔ ایّوبی۔ حضرت ایوبؑ کا جسم جب گل سڑ گیا اور اس میں کیڑے پڑ گئے تو ان کی دعا سے خدا نے ایک چشمہ پیدا کیا اور ان کو حکم دیا کہ اس کا پانی پیو اور اسی سے نہاؤ چنانچہ چند روز میں ان کا تمام جسم اچھا ہو گیا۔ شراب۔ ہر پینے کی چیز مغتسل۔ نہانے کا پانی۔ فرق۔ سر کے بالوں کی مانگ۔ رَنجہا۔ بیماریاں۔

[2] مثنوی۔ یعنی یہ مثنوی جس میں عالم ارواح کی باتیں ذکر کی جا رہی ہیں۔ حجم موٹائی۔ برخ۔ پارہ ٹکڑا۔ بس بہت، بکثرت شاخ شاخ پاش پاش، پارہ پارہ پیدا۔ ظاہر بُدے، بودے۔ کم یعنی نہیں۔ خار یعنی غفلت۔ مُول

[3] میم کے ضمہ کے ساتھ بمعنیٰ باش، تو بہ، ناز و غمزہ، دوسرے مُول میں یا زیادہ ہے، تکرار اصرار کے لئے ہے ہاتِف۔ غیبی آواز بیت المال شاہی خزانہ۔

آں زماں حق بر عمرؓ خوابے گماشت — تا کہ خویش۱ از خواب نتوانست داشت
اسوقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ پر نیند طاری کر دی — یہاںتک کہ نیند کی وجہ سے اپنے آپ کو نہ سنبھال سکے

در عجب افتاد کیں معہود نیست — ویں ز غیب افتاد بے مقصود نیست
تعجب کیا کہ یہ عادت نہیں ہے — یہ غیب سے آئی ہے بلا مقصد نہیں ہے

سر نہاد و خواب بُردش خواب دید — کامدش از حق ندا جانش شنید
سر رکھا اور ان کو نیند آ گئی، خواب دیکھا — انکو اللہ تعالیٰ کی آواز آئی جو ان کے جان نے سنی

آں ندائے کاصل ہر بانگ و نواست — خود ندا آنست وایں باقی صداست
وہ آواز، جوہر آواز اور صدا کی اصل ہے — وہی آواز ہے اور یہ سب گونج ہے

تُرک ۲ و کُرد و پارسی گو و عرب — فہم کردہ آں ندا بے گوش و لب
ترک اور کرد اور فارسی بولنے والے اور عرب — بغیر کان اور ہونٹ کے اس آواز کو سن چکے ہیں

خود چہ جائے تُرک و تاجیک ست و زنگ — فہم کردست ایں ندا را چوب و سنگ
ترک اور تاجیک اور حبشی پر منحصر نہیں ہے — اس آواز کو تو لکڑی اور پتھر نے سنا ہے

ہر دَمے از وے ہمی آید اَلَست — جوہر و اعراض ۳ می گردند مَست
ہر وقت اس کی جانب سے الست (کی آواز) آتی ہے — جس سے جوہر اور عرض مست ہو جاتے ہیں

گر نمی آید بلے زیشاں و لے — آمدن شاں از عدم باشد بلے
اگر چہ انکی جانب سے "بلیٰ" نہیں نکلتا ہے لیکن — ان کا عدم سے آنا "بلیٰ" ہے

آنچہ من گفتم ز فہم چوب و سنگ — در بیانش قصۂ بشنو بے درنگ
وہ جو میں نے لکڑی اور پتھر کے سمجھنے کی بات کہی ہے — اس کے بیان میں فوری طور پر ایک قصہ سن لے

آنچہ گفتم ز آشنائی سنگ و چوب — در بیانش قصہ ہُشدار خوب
میں نے پتھر اور لکڑی کی سمجھ بوجھ کی جو بات کہی ہو — اس کے بیان میں ایک قصہ ہے خوب غور کر

نالیدن ستون ۴ حنّانہ از فراق پیغمبر علیہ السلام کہ جماعت انبوہ شدند و گفتند کہ ما روئے مبارک ترا چوں بر آں نشستہ نمی بینیم و منبر ساختن و شنیدن رسول خدا نالۂ ستوں را بصریح و مکالمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با آں

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کی وجہ سے حنانہ ستون کے رونے کا قصہ. جبکہ ایک مجمع جمع ہوا اور انہوں نے کہا کہ جب آپ اس پر بیٹھتے ہیں ہم آپ کا چہرہ مبارک نہیں دیکھ پاتے اور منبر کا بنانا اور رسول خدا کا ستون کا رونا صاف سننا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے گفتگو

---

۱ خویش۔ داشتن اپنے آپ کو قابو میں رکھنا معہود۔ عادت کے مطابق بے مقصود۔ بلا وجہ جانش شنید۔ چونکہ وہ غیبی آواز تھی۔ اصل۔ جڑ۔ ندا۔ آواز۔ ندا آنست چونکہ وہ کلمہ کن کی آواز تھی جس سے تمام کائنات وجود میں آئی ہے۔ صدا گونج، آواز بازگشت۔ تُرک

۲ ترکستان کی مشہور جنگجو قوم ہے۔ کرد کردستان کے بسنے والے پارسی گو فارسی بولنے والے بے گوش و لب چونکہ وہ اللہ کی آواز ہے اور وہ لب سے منزہ ہے اس کو دل سنتا ہے کان کی ضرورت نہیں ہے۔ تاجیک۔ ایک قوم کا نام ہے۔ اور وہ عربی النسل جو عجم میں پیدا ہوا ہو۔ زنگ۔ حبشہ۔ الست یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں" یہ خدا نے ازل میں روحوں کو خطاب کر کے فرمایا جس پر روحوں نے "بلیٰ" ہاں کہا یہ عہد الست کہلاتا ہے۔ جوہر۔ وہ موجودات جو خود قائم ہیں جیسے انسان فرشتے وغیرہ وغیرہ۔

۳ اعراض۔ غرض کی جمع جو اپنے وجود میں دوسرے موجود کا محتاج ہو جیسے رنگ وغیرہ وغیرہ۔ آمدن۔ یعنی کائنات اگرچہ زبان سے بلیٰ نہیں کہتی لیکن اس کا وجود میں آنا بلیٰ کہنے کے مترادف ہے آنچہ یعنی میں نے یہ بات کہی کہ پتھر اور لکڑی بھی روحانی کلام کو سنتے ہیں اس سلسلہ میں استوانہ حنانہ کا قصہ سن لو

۴ حنّانہ۔ بہت رونے والا مسجد نبوی میں شروع میں ایک کھجور کا تنہ گاڑ دیا گیا جس پر آنحضور ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے منبر بنا لیا گیا۔ تو آنحضور کی جدائی پر وہ کھجور کا تنہ رونے لگا۔ حضور نے منبر سے اتر کر اس کو پیار کیا تو وہ چپ ہوا پھر اس کو مسجد کی قبلی دیوار میں چنوا دیا۔

اُستنِ[1] حنّانہ در ہجرِ رسُول | نالہ میز و ہمچو اَربابِ عقول
حنانہ ستون رسول کی جدائی میں | سمجھداروں کی طرح روتا تھا

درمیانِ مجلسِ وعظ آنچناں | کز وے آگاہ گشت ہم پیر و جواں
وعظ کی مجلس کے دوران اس طرح (رویا) | کہ اُس سے بوڑھے اور جوان واقف ہو گئے

در تحیرؔ ماندا اَصحابِؓ رسولؐ | کز چہ می نالد ستوں باعرض وطول
رسولؐ کے صحابہؓ حیرت میں پڑ گئے | کہ ستون لمبائی اور چوڑائی کیساتھ کیوں کرتا ہے

گفت پیغمبرؐ چہ خواہی اے سُتوں | گفت جانم از فراقت گشت خوں
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے ستون تو کیا چاہتا ہے | بولا کہ میری جان آپ کے فراق سے خون ہو گئی ہے

از فراقِ تو مرا چوں سوخت جاں | چوں نالم بے تو اے جانِ جہاں
چونکہ میری جان آپ کی جدائی میں جل گئی ہے | اے جانِ عالم! آپ کے بغیر میں کیوں نہ رووں

مسندت[2] من بودم از من تاختی | بر سرِ منبر تو مَسند ساختی
میں آپ کی مسند تھا، آپ مجھ سے دُور ہو گئے | اور منبر پر آپ نے مسند بنا لی

پس رسولش گفت کاے نیکو درخت | اے شدہ باسِرّ تو ہمراز بخت
تو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے بھلے درخت! | اے وہ کہ تیرے باطن کو خوش نصیبی حاصل ہے!

گر ہمی خواہی ترا نخلے کنند | شرقی و غربی زِتو میوہ چنند
اگر تو چاہتا ہے تجھے کھجور بنا دیں | مشرق اور مغرب کے لوگ تیرا میوہ چنیں

یا دراں عالم حقت سَروے کند | تا تر و تازہ بمانی تا ابد
یا اس جہاں میں اللہ (تعالیٰ) تجھے سرو بنا دے | تاکہ تو ہمیشہ تر و تازہ رہے

گفت آنخواہم کہ دائم شد بقاش[3] | بشنو اے غافل کم از چوبے مباش
بولا میں وہ چاہتا ہوں کہ جس کی بقا دائمی ہو | اے غافل سن! تو لکڑی سے کم نہ بن

آں سُتوں را دفن کرداند زمیں | کہ چو مَردم حشر گردد یومِ دیں
اس ستون کو زمین میں دفن کر دیا | جو انسانوں کی طرح قیامت میں اٹھایا جائیگا

تابدانی ہر کرا یزداں بخواند | از ہمہ کارِ جہاں بیکار ماند
تاکہ تو سمجھ جائے کہ جس کو خدا نے پکار لیا | وہ دنیا کے تمام کاموں سے بیکار ہو گیا

ہر کہ را باشد زیزداں کاروبار | یافت بار آنجا و بیروں شد زکار
جس کا خدا (تعالیٰ) سے کاروبار ہوتا ہے | وہ وہاں باریاب ہو جاتا ہے اور دنیا کے کام کا نہیں رہتا

[1] اُستن۔ ستون۔ اَربابِ عقول۔ عقل والے۔ تحیر۔ حیرانی۔ عرض۔ چوڑائی۔ طول۔ لمبائی۔
[2] مسند۔ وہ چیزیں جس پر ٹیک لگائی جائے۔ تاختن۔ بھاگنا، گریز کرنا۔ سر۔ باطن۔ ہمراز ساتھی، رفیق، نخل۔ کھجور، چنند۔ چینند کا مخفف ہے۔ سرو۔ مشہور درخت ہے۔
[3] بقاش۔ بقائے او۔ بشنو یعنی لکڑی نے حیاتِ ابدی کی خواہش کی انسان کو اس سے کم سمجھدار نہونا چاہئے۔ حشر قبر سے اٹھایا جانا۔ یوم دین۔ بدلے کا دن قیامت۔ تابدانی۔ استوانہ حنانہ کو دفن کرنا، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو خدا کا ہو گیا دنیا کے دھندے سے بیکار ہو گیا۔ بار۔ دخل

وانکہ اُورا نبُو د از اَسرار[1] داد
وہ شخص جس کو اسرار کی بخشش نہ ہو
کے کُند تصدیق اُونالہ جماد
وہ بے جان کے رونے کی کب تصدیق کرتا ہے؟

گو یدآرے نے زدل بہرِ وفاق
موافقت کی خاطر ہاں (زباں سے) کہہ دیگا نہ کہ دل سے
تانگو یندش کہ ہست اہلِ نفاق
تا کہ اُس کو لوگ منافق نہ کہیں

گر نبُدے واقفانِ اَمرِ کُن
اگر امر کن کے واقف کار نہ ہوتے
در جہاں رُوگشتہ بودے ایں سخن
تو دنیا میں یہ بات مانی نہ جاتی

صد ہزاراں زاہلِ تقلید[2] و نشاں
لاکھوں مقلدوں اور لکیر کے فقیروں کو
افگنند شاں نیم وہمے درگماں
آدھا وہم (پورے) وہم میں مبتلا کر دیتا ہے

کہ بظن تقلید و اِستدلالِ شاں
اس لئے کہ انکی تقلید اور ان کا استدلال ظن پر
قائم ست و جملہ پرّ و بالِ شاں
قائم ہے اور اُن کے سب بال و پر (ظنیات ہیں)

شُبہ می انگیز دآں شیطانِ دُوں
وہ کمینہ شیطان، شبہ پیدا کر دیتا ہے
درفتند ایں جملہ کوراں سرنگوں
جس سے یہ سب اندھے اوندھے گر جاتے ہیں

پائے استدلالیاں چوبیں بوُد
(عقلی) دلائل والوں کا پیر لکڑی کا ہوتا ہے
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بوُد
(اور) لکڑی کا پیر بہت کمزور ہوتا ہے

غیر آں قطب[3] زمانِ دیدہ ور
سوائے اس قطب دوراں صاحب بصیرت کے
کز ثباتش کوہ گردد خیرہ سر
کہ اس کے جماؤ سے پہاڑ حیران ہو جاتا ہے

پائے نابینا عصا باشد عَصا
اندھے کا پیر لاٹھی ہوتی ہے لاٹھی
تانیفتد سَرنگوں اُو بر حَصا
تا کہ وہ کنکریوں پر سر کے بل نہ گرے

آں سوارے کُو سپہ راشد ظفر
وہ سوار جو سپاہیوں کی فتح (کا باعث) ہے
اہلِ دل را کیست سُلطانِ بصر
دینداروں کے لئے کون ہے؟ فرمانروائے بصیرت ہے

باعَصا کوراں اگر رہ دیدہ اند
اندھوں نے اگر لاٹھی سے راستہ ٹٹول لیا ہے
در پناہِ خَلقِ روشن دیدہ اند
تو روشن چشم مخلوق کی پناہ میں ہیں

گر نہ بینایاں بُدندے وشہاں
اگر آنکھوں والے اور شاہ نہ ہوتے
جُملہ کوراں خود بمُردندے عیاں
تمام اندھے صاف مر جاتے

نے زکوراں کشت[4] آید نے درود
اندھوں سے نہ بونا آئے نہ کاٹنا
نے عمارت نے تجارتہا وسُود
نہ تعمیر کرنا، نہ تجارت اور نہ نفع

---

[1] اَسرار۔ علومِ باطن۔ داد۔ حصہ۔ جماد۔ وہ چیز جس میں حس و حرکت نہ ہو۔ آرے۔ ہاں تصدیق کا کلمہ ہے۔ اہلِ نفاق۔ منافق۔ روگشتہ۔ یعنی یہ بات کوئی تسلیم نہ کرتا۔

[2] اہل تقلید و نشاں۔ یعنی فلاسفہ۔ ظن۔ وہ علم ہے جو شک ڈالنے سے زائل ہو جاتا ہے۔ دوں۔ کمینہ۔ کوراں۔ کور کی جمع، اندھا، اِستدلال۔ یعنی عقلی دلیل سے کام لینا۔ چوبیں۔ لکڑی کی چیز۔ بے تمکیں۔ کمزور پائے استدلال آن اس کے بعد بعض نسخوں میں یہ شعر بھی ہے۔
گر باستدلال کارِ دیں بُدے
فخر رازی راز دار دیں بُدے
یعنی اگر دین کے تمام مسائل کا مدار عقلی دلیل پر ہوتا تو فخر رازی دین کے سب سے بڑے رازداں ہوتے۔

[3] قُطبؒ۔ صاحب۔ ارشاد۔ ولی۔ دیدہ ور۔ صاحب بصیرت۔ ثبات۔ ثابت قدمی۔ خیرہ سر حیران۔ عصا۔ لاٹھی۔ حصات کنکری۔ ظفر فتح، کامیابی۔ سلطانِ بصر۔ فرمانروائے بصیرت۔ بینایاں صاحب بصیرت یعنی اولیاء اللہ۔ شہاں۔ شاہ کی جمع یعنی ولی اللہ۔ کوران۔ یعنی عوام الناس۔

[4] کِشت۔ فصل بونا۔ درود۔ فصل کاٹنا۔ عمارت تعمیر یعنی جس طرح اندھے اپنی ضروریات میں دوسروں کے محتاج ہیں اسی طرح عوام الشیخ کامل کی رہبری کے محتاج ہیں۔

گر نبودے ا رحمت وافضال شاں
اگر ان کی مہربانیاں اور شفقت نہ ہوتی

در شکستے چوبِ استدلال شاں
ان کے استدلال کی لاٹھی ٹوٹ جاتی

ایں عصا چہ بُوَد قیاسات ودلیل
یہ لاٹھی کیا ہے، قیاس اور دلیل

آں عصا کہ دادشاں بینا جلیل
یہ وہ لاٹھی ہے جو ان کو (خدا) بصیر و جلیل نے دی ہے

اُو عصاتاں دادتا پیش آمدید
اس نے تمہیں لاٹھی دی تاکہ آگے بڑھو

آں عصا از خشم ہم بروے زدید
غصہ سے وہ لاٹھی تم نے اس پردے ماری

چوں ۲ عصا شد آلتِ جنگ ونفیر
جب لاٹھی جنگ اور بھگدڑ کا ذریعہ ہو گئی

آں عصا را خورد بشکن اے ضریر
اے اندھے! اس لاٹھی کا چورا چورا کر دے

حلقہ کوراں بچہ کار اندرید
تم اندھوں کے حلقہ میں کیوں ہو؟

دیدباں را در میانہ آورید
کسی صاحب بصیرت کو درمیان میں لاؤ

دامنِ اُوگیر کو دادت عَصا
اُس کا دامن پکڑ جس نے تجھے لاٹھی دی ہے

درنگر کا دمؑ چہا دید از عصیٰ
غور کر آدم (علیہ السلام) نے نافرمانی سے کیا دیکھا؟

چوں عصا شد مار و اُستن باخبر
لاٹھی سانپ کیسے بنی اور ستون کیسے باخبر ہوا؟

مُعجزہ موسیٰؑ و احمدؐ درنگر
(حضرت) موسیٰ اور (حضرت) احمد علیہما السلام کے معجزے پر غور کر

از عصا ماری واز اُستن حنیں
لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ستون کا رونا

پنج نوبت میزنند از بہرِ دیں
دین کے لئے پانچ وقت نقارہ پیٹتے ہیں

گر نہ نامعقول ۳ بودے ایں مزہ
اگر یہ مزہ عقل میں نہ آنے والا نہ ہوتا

کے بُدے حاجت بچندیں معجزہ
تو اس قدر معجزوں کی کب ضرورت پڑتی؟

ہرچہ معقول ست عقلت میجرد
جو عقل میں آنیوالی بات ہوتی ہے تیری عقل اس کو قبول کر لیتی ہے

بے بیان معجزہ بے جزر و مد
بغیر معجزہ کے ظہور کے اور بغیر ردّ و کد کے

ایں طریقِ نکر نا معقول بیں
اس انوکھے اور عقل میں نہ آنیوالے طریقہ کو دیکھ

در دل ہر مُقبلے مُقبول بیں
ہر با نصیب مقبول (شخص) کے دل میں دیکھ

آں چناں کز بیم آدم دیو ۴ ودَو
جس طرح آدمی کے ڈر سے جن اور درندے

در جزائر در رمیدند از حسد
حسد کی وجہ سے جزیروں میں بھاگ گئے

ہم زبیم مُعجزاتِ انبیا
نبیوں کے معجزوں کے خوف سے بھی

سر کشیدہ مُنکراں زیرِ گیا
منکروں نے گھاس کے نیچے سر چھپ لیا

---

۱ گر نبُوَے۔ اگر بزرگوں کی توجہ نہ ہو تو محض استدلال سے علوم معرفت حاصل نہیں ہو سکتے ہیں۔ ایں عصا۔ اللہ تعالیٰ نے ان فلاسفہ کو قوتِ استدلال اسلئے دی تھی کہ انبیاء کو پہچانیں لیکن انہوں نے الٹا کام لیا اور ان دلائل سے انکار کا کام لینا شروع کر دیا۔

۲ چُوں عَصَا۔ جب دلائل مقصد کے خلاف استعمال ہوں تو ان دلائل کو ترک کر دینا چاہے حلقہ۔ جماعت۔ دیدبان۔ صاحب بصیرت، یعنی شیخ کامل۔ عصی۔ اُس نے نافرمانی کی، حضرت آدمؑ کے بارے میں قرآن پاک میں ہے فَعَصٰی آدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو بھٹک گئے۔ ماری۔ مار شدی۔ حنین۔ گریہ زاری۔ بہرویں۔ معجزات کے ذریعہ دین کے غلبہ کا اظہار ہوتا ہے۔

۳ نامعقول۔ الٰہیات کی بحثیں محض دلائل عقلیہ سے طے نہیں ہو سکتی ہیں لا محالہ وحی پر اعتماد کرنا ضروری ہے۔ معقول یعنی جو چیز عام انسانوں کی عقل کے مطابق ہو۔ میجرد۔ قبول می کند۔ بیان۔ اظہار۔ جزر سمندر کے پانی کا سمٹاؤ۔ مد۔ سمندر کے پانی کا چڑھاؤ۔ نکر۔ انوکھا۔ مُقبل۔ با نصیب مُقبول۔ خدا رسیدہ، یعنی علومِ اخروی کا ادراک عام عقلوں سے بالا تر ہے ان کا ادراک کشف اور ذوق سے ہوتا ہے۔

۴ دیو۔ جن شیطان۔ دو۔ درندہ۔ جزیرہ۔ زمین کا وہ ٹکڑا جو چاروں طرف سمندر سے گھرا ہوا ہو۔ زیر گیا۔ یعنی مولانا کے دور کے ملحد اپنے آپ کو ظاہر نہ کرتے تھے بلکہ صوفیاء کے لباس میں چھپے رہتے تھے۔

تابناموس ۱ مسلمانی زیند — در تسلس تاندانی کہ کیند

تا کہ مسلمانی کی عزت کے ساتھ زندہ رہیں — مکاری میں تا کہ تو یہ نہ سمجھ سکے کہ وہ کون ہیں

ہمچو قلاّ باں برآں نقدِ تباہ — نقرہ می مالندو نامِ پادشاہ

کھوٹے سکے بنانیوالوں کی طرح اُس خراب سکّہ پر — چاندی اور بادشاہ کا نام چڑھاتے ہیں

ظاہراً الفاظِ توحید و شرع — باطنِ آں ہمچو درناں تخم ضرع

بظاہر توحید اور شریعت کے الفاظ ہیں — باطن ان کا ایسا ہے جیسے روٹی میں ضرع کے بیج

فلسفی رازہرہ نے تادم زند — دم زند دینِ حقش برہم زند

فلسفی کی مجال نہیں کہ دم مارے — دم مارے تو سچا دین اس کو پٹخ دے

دست و پائے اُو جماد۲ و جانِ اُو — ہرچہ گوید آں دو در فرمانِ اُو

اُسکے ہاتھ اور پیر جماد ہیں اور اس کی روح — جو کچھ کہتی ہے وہ دونوں اس کے حکم میں ہیں

با زباں گرچہ کہ تہمت می نہند — دست و پاہاشاں گواہی می دہند

زبان سے اگرچہ وہ تہمت دھرتے ہیں — ان کے ہاتھ اور پیر گواہی دیتے ہیں

اِظہارِ معجزہ۳ پیغمبر علیہ السلام و بسخن آمدنِ سنگریزہ در دستِ ابوجہل

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معجزہ ظاہر کرنا اور سنگریزوں کا ابو جہل کے ہاتھ میں بات کرنا

وگواہی دادن برسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور گواہی دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر

سنگہا اندر کف بُوجہل بُود — گفت اے احمد بگو ایں چیست زود

سنگ ریزے ابو جہل کی مٹھی میں تھے — بولا اے احمد جلد بتا یہ کیا ہے

گر رسولی۴ چیست در دستم نہاں — چوں خبرداری زرازِ آسماں

اگر تو رسول ہے میرے ہاتھ میں کیا چھپا ہے؟ — جبکہ آسمان کے راز کا تو خبردار ہے

گفت چوں خواہی بگویم کانچہاست — یا بگویند آنکہ ما حقیم و راست

فرمایا تو کیا چاہتا ہے میں بتاؤں کہ وہ کیا ہے؟ — یا وہ کہیں کہ ہم برحق اور سچے ہیں

گفت بُوجہل آں دُوم نادرترست — گفت آرے حق ازاں قادرترست

ابوجہل نے کہا دوسری بات یا وہ انوکھی ہے — فرمایا ہاں (اللہ تعالیٰ) اس سے زیادہ پر قادر ہے

گفت شش پارہ حجر در دست تُست — بشنو از ہریک تو تسبیح دُرست

فرمایا تیرے ہاتھ میں پتھر کے چھ ٹکڑے ہیں — اور ہر ایک سے تو صحیح تسبیح سُن لے

---

۱ ناموس۔ عزت و آبرو۔ قاعدہ قانون۔ تسلس۔ سالوس سے بنا ہے۔ مکر فریب۔ کرنا۔ زیند۔ زیستن کا مضارع ہے۔ کیند۔ کدام اند۔ قلاب۔ کھوٹے سکے بنانے والا۔ تباہ۔ کھوٹا خراب۔ ضرع۔ ایک زہریلی کڑوی گھاس ہے۔

۲ جماد۔ یعنی اُنمیں کوئی عقل اور سمجھ نہیں ہے۔ دو ہاتھ اور پیر۔ بازبان۔ یعنی فلسفی یہ کہتے رہتے ہیں کہ جمادات میں شعور نہیں وہ کیسے کسی کا حکم مان سکتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پیر خود ان کے خلاف گواہی دیتے ہیں۔ کہ ان میں بھی شعور نہیں ہے لیکن روح کے حکم کو مانتے ہیں۔

۳ معجزہ۔ اس معجزہ کا تذکرہ حدیث کی معتبر کتابوں میں نہیں ہے۔ مولانا کا منشا یہ ہے کہ نداءِ غیبی کو جس طرح نباتات سنتی ہیں جس کو استونِ حنانہ کے واقعہ نے ثابت کیا اسی طرح جمادات بھی سنتی ہیں۔ ابو جہل۔ اسلامی دور سے پہلے اس کو ابوالحکم کہا جاتا تھا۔ آنحضورؐ کی انتہائی دشمنی میں جو حماقتیں کیں اس کی وجہ سے اسلامی دور میں اس کو ابوجہل کہا گیا۔

۴ گر رسولی۔ جب تم آسمانوں کے راز بتاتے ہو تو یہ قریب کی چیز ہے۔ اس کو ضرور بتا دینا چاہئے۔ گفت۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں بتاؤں کہ تیری مٹھی میں کیا ہے یا جو چیز مٹھی میں ہو وہ بتائے کہ میں کون ہوں۔ دوم۔ یعنی مٹھی کی چیز تمہارے بارے میں شہادت دے۔

از میانِ مُشتِ اُو ہر پارہ سنگ　　در شہادت گفتن آمد بے درنگ
اُس کی مٹھی میں ہر سنگریزے نے　　فوراً (کلمہ) شہادت پڑھنا شروع کر دیا

لا اِلٰہ[1] گفت و اِلاّ اللہ گفت　　گوہرِ احمد رسول اللہ سُفت
لاالہ کہا اور الا اللہ کہا　　احمد رسول اللہ کا موتی[1] پر دیا

چوں شنید از سنگہا بُو جہل ایں　　زد ز خشم آں سنگہا را بر زمیں
ابو جہل نے جب پتھروں سے یہ سُنا　　غصہ سے اُن پتھروں کو زمین پر دے مارا

گفت نبوَد مثلِ تو ساحر دِگر　　ساحِراں را سَر توئی و تاجِ سَر
بولا تجھ جیسا کوئی دوسرا جادو گر نہ ہو گا　　تو ساحروں کا سردار اور سرتاج ہے

چوں بدید آں معجزہ بُوجہل تفت　　گشت در خشم و بسوئے خانہ رفت
جب ابو جہل نے وہ معجزہ دیکھا جل گیا　　غصہ میں بھر گیا اور گھر کی طرف چلا گیا

رہ گرفت و رفت از پیشِ رسولؐ　　او فتاد اندر چہ آں زشتِ سفول
راستہ لیا، اور رسولؐ کے سامنے سے چلا گیا　　وہ بدبخت پست فطرت کنویں میں جا گرا

معجزہ را دید و شد بد بخت و رفت　　سوئے کفر و زندقہ شد تیز رفت
مُعجزہ دیکھا اور مزید بدبخت اور سخت ہو گیا　　کفر اور بے دینی کی طرف تیز رو ہو گیا

خاک بر فرقش کہ بُد کور و لعیں　　چشمِ اُو ابلیس آمد خاک[2] بیں
اُس کے سر پر خاک، کیونکہ اندھا اور ملعون تھا　　اُس کی آنکھ خاک کو دیکھنے والا شیطان ثابت ہوئی

ایں سخن را نیست پایاں اے عمو　　قصّۂ آں پیر چنگی باز گو
اے چچا! اس بات کا اختتام نہیں ہے　　سارنگی نواز بوڑھے کا قصہ پھر سنا

باز گرد و حالِ مُطرب گوش دار　　زانکہ عاجز گشت مُطرب ز انتظار
واپس لوٹ اور گویئے کا حال سُن　　اس لئے کہ گویا انتظار میں عاجز آ گیا

بقیہ قصّۂ پیرک چنگی و پیغام رسانیدن بأو

حقیر بوڑھے سارنگی نواز کا بقیہ قصہ اور اس کا پیغام پہنچانا

بانگ آمد مر عمرؓ را کاے عمرؓ　　بندۂ ما را ز حاجت باز خر
عمر (رضی اللہ عنہ) کو آواز آئی، اے عمرؓ　　ہمارے ایک بندہ کو ضرورت سے نجات دلا

بندۂ داریم خاص و مُحترم　　سوئے گورستاں تو رنجہ کُن قدم
ہمارا ایک خاص اور محترم بندہ ہے　　قبرستان کی جانب جا

---

[1] لاالٰہ۔ یعنی خدا کی وحدانیت کی گواہی دی۔ پھر آنحضور کی رسالت کی گواہی دی۔ ساحر۔ جادوگر۔ تَفت۔ تاء کے فتحہ کے ساتھ۔ گرم غضبناک۔ خشم۔ غصہ۔ زشت۔ بدبخت۔ شقی۔ بر اسفول۔ پست۔ فطرت، کمینہ۔ زفت۔ زا کے فتحہ کے ساتھ، سخت، درشت۔ زَندَقہ بے دینی۔ تیز رفت۔ تیز رفتار۔ فرق۔ سر کے بالوں کی مانگ۔ بد۔ بود کا مخفف ہے۔

[2] خاک بیں۔ شیطان نے حضرت آدمؑ کے پتلے کو مٹی کا خیال کیا، باطنی اوصاب کو نہ دیکھا۔ کاے۔ کہ اے باز خریدن۔ نجات دلانا۔ چھڑا لینا۔ محترم۔ معزز۔ قدم۔ رنجہ کن۔ تشریف لے جایئے۔

اے عمرؓ بَرجہ زبیتُ المالِ اعام ۱ — ہفتصد دینار. برکف نہ تمام

اے عمرؓ! اٹھ، عام بیت المال سے — پورے سات سو دینار ہاتھ میں لے

پیش اُو بَر کائے تو مارا اختیار — ایں قدر بِستاں کنوں معذور دار

اس کے سامنے لیجا کہ اے ہمارے برگزیدہ! — اتنا لے لے، اب معذور سمجھ

ایں قدر از بہر ابریشم بہا — خرج کُن چوں خرج شد ایں جابیا

یہ مقدار، جو سارنگی کا انعام ہے — خرچ کر، جب خرچ ہو جائے اس جگہ آ جانا

پس عمرؓ زاں ہیبتِ آواز جست — تا میاں را بہرِ ایں خدمت بہ بست

تو عمر (رضی اللہ عنہ) اس آواز کی ہیبت سے اٹھ کھڑے ہوئے — اور اس خدمت کے لئے کمر بستہ ہو گئے

سوئے گورستاں عمرؓ بنہاد رُو — در بغل ہمیاں دواں در جُستجو

عمر (رضی اللہ عنہ) نے قبرستان کا رخ کیا — ہمیانی بغل میں تھی جستجو میں دوڑ رہے تھے

گردِ گورستاں دواں شد اُو بسے — غیرِ آں پیر اُو ندید آنجا کسے

قبرستان کے چاروں طرف بہت دوڑے — اس بوڑھے کے علاوہ کسی کو نہ دیکھا

گفت ایں نبوُد دِگر بارہ دوید — ماندہ گشت و غیرِ آں پیر اُو ندید

کہا، یہ نہ ہو گا، پھر دوڑے — تھک گئے اور اس بوڑھے کے سوا نہ دیکھا

گفت حق فرمود مارا بندہ ایست — صافی و شائستہ و فرخندہ ایست

کہا، اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے ہمارا ایک بندہ ہے — پاک، شائستہ اور با برکت ہے

پیر چنگی کے بُود خاصِ خدا — حبذا اے سِرِّ پنہاں حبذا

بوڑھا، سارنگی نواز خدا کا خاص کب ہو گا؟ — واہ واہ، اے پوشیدہ راز واہ واہ

بارِ دیگر گردِ گورستاں بگست — ہمچوں آں شیرِ شکاری گردِ دشت

پھر قبرستان کا چکر لگایا — جیسے شکاری شیر، جنگل کے گرد (چکر لگاتا ہے)

چوں ۲ یقیں گشتش کہ غیرِ نیست — گفت در ظلمت دلِ روشن بے ست

جب انکو یقین ہو گیا کہ بوڑھے کے علاوہ کوئی نہیں ہے — بولے، بہت سے روشن دل اندھیرے میں ہوتے ہیں

آمد و با صد ادب آنجا نشست — بر عُمرؓ عطسہ فتاد و پیر جَست

آئے اور بہت ادب سے وہاں بیٹھے — عمر (رضی اللہ عنہ) کو چھینک آئی اور بوڑھا اٹھ بیٹھا

مر عُمرؓ را دید ماند اندر شگفت — عزمِ رفتن کرد و لرزیدن گرفت

عمر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا اور حیران ہو گیا — چل دینے کا ارادہ کیا اور کانپنے لگا

---

۱ بَیتُ المَال۔ شاہی خزانہ جو عوام کے لئے ہوتا ہے۔ بَرجہ۔ جہ امر ہے جہیدن کا، کودنا، بر زیادہ ہے۔ تمام۔ مکمل۔ بر۔ بردن کا امر ہے۔ اختیار۔ برگزیدہ ابریشم بہا۔ سارنگی بجانے کا انعام میان۔ بستن۔ کمر کسنا۔ کسی کام کے لئے تیار ہو جانا۔ ہمیاں۔ نقد کی تھیلی۔ صافی۔ پاک۔ شائستہ۔ لائق۔ مہذب فرخندہ۔ مبارک۔ حبذا۔ تعریف کا کلمہ ہے واہ واہ سبحان اللہ۔

۲ چوں۔ تلاش کے بعد کو سارنگی نواز کے علاوہ نہ ملا تو سمجھے وہی چھپا ہوا بزرگ ہے۔ انجا۔ یعنی بوڑھے کے پاس۔ عطسہ۔ چھینک۔ جَست۔ وہ سویا ہوا تھا چھینک کی آواز سے اٹھ بیٹھا۔ شگفت۔ حیرت، تعجب۔ لَرزِیدَن۔ کانپنا لرزنا۔

گفت در باطن[1] خدایا از تو داد　　مُحتسب بر پیر کے چنگی فتاد
دل میں بولا اے خدا تیری دُہائی ہے۔　　ناچیز سارنگی نواز پر محتسب آپڑا

چوں نظر اندر رخِ آں پیر کرد　　دید اُورا شرمسار وروئے زرد
جب اس بوڑھے کے چہرے پر نظر کی　　اس کو شرمندہ اور زرد رُو دیکھا

پس عُمرؓ گفتش مترس از من مرم　　کِت بشارتہائے حق آوردہ ام
عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس سے کہا خوف نہ کر مجھ سے نہ بھاگ　　کیونکہ میں تو تیرے لئے خدا کی جانب سے خوشخبریاں لایا ہوں

چند یزداں مدحتِ خوئے تو کرد　　تا عمرؓ را عاشقِ رُوئے تو کرد
اللہ (تعالیٰ) نے تیری خصلت کی اس قدر تعریف کی　　کہ عمرؓ کو تیرے چہرے کا عاشق بنا دیا

پیشِ من بنشیں ومہجوری مساز　　تا بگوشت گویم از اِقبال راز
میرے سامنے بیٹھ اور جدائی نہ کر　　تاکہ تیرے کان میں تیری اقبالمندی کا راز کہوں

حق سلامت میکندمی پُرسدت　　چونی از رنج وغمانِ بے حدت
اللہ (تعالیٰ) نے تجھے سلام کہا اور تجھ سے دریافت کیا ہے　　کہ بے حد غموں اور تکلیفوں میں تیرا کیا حال ہے؟

نک قُراضہ چند ابریشم بہا　　خرج کُن ایں راو بازایں جابیا
یہ ہے کچھ تھوڑا سا سارنگی بجانے کا انعام!　　اس کو خرچ کر اور پھر اس جگہ آجانا

پیر لرزاں گشت چوں ایں راشنید　　دست می[2] خائید و برخود می طپید
جب یہ سُنا تو بوڑھا کانپ گیا　　ہاتھ کاٹتا تھا اور تڑپتا تھا

بانگ می زدکاے خدائے بینظیر　　بسکہ از شرم آب شد بیچارہ پیر
چلاتا تھا کہ اے بے مثال خدا!　　بیچارہ بوڑھا شرم سے پانی پانی ہو گیا

چوں بسے بگریست وزحد رفت درد　　چنگ راز دبرزمیں و خُرد کرد
جب بہت رویا اور درد حد سے بڑھ گیا　　سارنگی کو زمین پر دے مارا اور ریزہ ریزہ کر دیا

گفت اے بودہ حجابم ازالٰہ　　اے مرا تو راہ زن از شاہراہ
بولا اے (سارنگی) تو ہی خدا سے میرا پردہ تھی　　اے سارنگی تو ہی میرے لئے شاہراہ سے راہزن تھی

اے بخوردہ خونِ من ہفتاد سال　　اے زتورویم سیہ پیشِ کمال
اے (سارنگی) تو نے ہی ستر سال میرا خون پیا　　اے (سارنگی) تیری وجہ سے میرا منہ اہل کمال کے سامنے کالا تھا

اے خدائے با عطائے باوفا　　رحم کُن بر عمرِ رفتہ در جفا
اے خدا تو ہی عطا والا اور باوفا ہے　　اُس زندگی پر رحم کر دے جو ظلم میں بسر ہوئی

---

[1] باطن۔ دل۔ داد۔ فریاد دہائی۔ مُحتسب۔ اسلامی دور میں ایک شخص مقرر کیا جاتا تھا جو لوگوں کی نگرانی رکھتا تھا اور بدکاروں کو سزا دیتا تھا۔ مرم۔ رمیدن سے نہی کا صیغہ ہے نہ بھاگ۔ کِت۔ کہ ترا۔ کہ برائے تو۔ بشارت، خوشخبری چندا۔ اسقدر۔ مدحت۔ تعریف خوئے خصلت، عادت مہجوری۔ جدائی۔ اقبال۔ خوش نصیبی۔ سلامت میکند۔ ترا سلام می کندمی پُرسدت۔ تُرا می پُرسد۔ چونی۔ چگونہ ہستی نک۔ اینک کا مخفف ہے، اب قُراضہ۔ ریزگاری کترن۔ ابریشم بہا۔ سارنگی بجانے کا انعام۔

[2] خائیدن۔ چبانا۔ برخود طپیدن۔ لوٹنا، مضطرب، ہو جانا۔ آب شدن پسینہ میں ڈوب جانا۔ شرمندہ ہونا خُرد کرد ریزہ ریزہ کر دیا۔ حجاب۔ پردہ، رکاوٹ راہزن۔ ڈاکو شاہراہ۔ آبادراستہ کمال۔ اہل کمال۔ جفا ظلم۔

داد حق عمرے کہ ہر روزے ازاں　　　کس نداند قیمتِ آں در جہاں

اللہ (تعالیٰ) نے جو عمر دی ہے اس کے ہر دن کی قیمت　　　اس کی قیمت دنیا میں کوئی نہیں جانتا ہے

خرج کردم عمرِ خود را دمبدم　　　در دمیدم جملہ را در زیر و بم

میں نے اپنی عمر کا لمحہ لمحہ خرچ کر دیا　　　اور زیروبم میں سب کو پھونک دیا

آہ کز یادِ رَہ و پردہ عراق　　　رفت از یادم دمِ تلخ فراق

افسوس! رہ اور پردہ عراق کی یاد میں　　　میں موت کی تلخ وقت کو بھول گیا

وائے کز تَریِ زیر۲ افگندِ خُرد　　　خشک شد کشت دل من دل بمُرد

ہائے! نا چیز زیر افگند خرد کی تری سے　　　میرے دل کی کھیتی خشک ہوگئی میرا دل مُردہ ہوگیا

وائے کز آوازِ ایں بست و چہار　　　کارواں بگذشت بیگہ شد نہار

ہائے! اس چوبیس کی آواز کی وجہ سے　　　قافلہ چلا گیا، دن بے وقت ہو گیا

اے خدا فریاد ازیں فریاد خواہ　　　داد خواہم نے زکس زیں داد خواہ

اے خدا! اسی فریادی سے، فریاد ہے　　　انصاف چاہتا ہوں اور کسی سے نہیں اسی دادخواہ سے

دادِ خود را چوں ندام دَر جہاں　　　عمر شد ہفتاد سال از من جہاں

چونکہ میں نے خود اپنے آپ سے اس جہان میں انصاف نہ کیا　　　میری ستر سال کی عمر (بیکار) گزر گئی

دادِ خود از کس نیابم جز مگر　　　زانکہ اُو از من بمن نزدیک تر

اپنا انصاف کسی سے نہ حاصل کر سکونگا سوائے　　　اُس کے جو خود میری ذات سے زیادہ مجھ سے قریب ہے

کیں منی۳ از وے رسد دم دم مرا　　　پس وُ را بینم چو ایں شد گم مرا

اسلئے کہ یہ ہستی لمحہ بہ لمحہ مجھے اس سے مل رہی ہے　　　جب یہ مجھ سے گم ہوگئی ہے تو میں اس کو دیکھ رہا ہوں

ہمچو آنکو باتو باشد زر شمر　　　سوئے اُو داری نہ سوئے خود نظر

جیسے وہ شخص جو تجھے روپے گن کر دے رہا ہو　　　تو اُس کی طرف دیکھتا ہے نہ کہ اپنی جانب

ہمچنیں در گریہ و در نالہ اُو　　　می شمرد ے جُرمِ چندیں سالہ اُو

اسی طرح رو رو کر اور چلا چلا کر　　　وہ اپنے سالہا سال کے گناہ گن رہا تھا

گردانیدن عمر رضی اللہ عنہ نظر اُو از مقامِ گریہ کہ ہستی ست بمقامِ استغراق

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کا اس کو مقام گریہ سے جو کہ ہستی ہے مقام استغراق کی طرف پھیر دینا

---

۱ داد۔ یعنی خدا نے جو عمر عطا کی ہے اس کے دنوں کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا اور انسان انکو ضائع کرتا ہے۔ زیر و بم۔ موسیقی میں آوازوں کے نام ہیں۔ زیر ہلکا سر بم۔ بھاری سُر۔ رَہ۔ راہ کا مخفف ہے، موسیقی میں سر جمانے کو کہتے ہیں۔ پردۂ عراق ایک راگ کا نام ہے۔ دم تلخ فراق۔ موت کا کڑوا وقت۔ تری۔ رونق، راء کو ضرورتِ شعری کی وجہ سے مشدد کردیا ہے۔

۲ زیر افگند حرف موسیقی کے مشہور چوبیس راگوں میں سے ایک راگ کا نام ہے۔ بست و چہار۔ یعنی چوبیس راگنیاں بے گہ۔ بے وقت۔ نہار۔ دن۔ اے خدا۔ یعنی میں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے اے خدا میں اس کی تجھ سے داد فریاد چاہتا ہوں۔ دادِ خود۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ گناہ اور کفر سے خود انسان اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ نزدیک تر قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ ہم انسان سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

۳ منی۔ خودی، ہستی، صوفیاء کے نزدیک تجدد امثال ہے یعنی انسان کا ہر آن ایک وجود فنا ہوتا ہے اور اللہ کی جانب سے اسی آن میں اس جیسا دوسرا وجود عطا ہوتا ہے گم۔ یعنی جب اپنی ہستی کو فنا کرونگا۔ تو دیدار میسر آئے گا۔ مقام گریہ جب انسان اپنے گناہوں کا احساس کر کے روتا ہے تو اس کی اپنی طرف نظر ہوتی ہے اس لئے وہ مقام ہستی ہے جسمیں اپنے وجود کا دھیان رہتا ہے۔ اور مقام استغراق میں انسان اپنے اور ماسویٰ اللہ کے وجود سے غافل ہوکر صرف بحر وحدت میں غرق ہوجاتا ہے

پس عمرؓ گفتش کہ ایں زاریِ تو
حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس سے فرمایا کہ یہ تیرا رونا

ہست ہم آثارِ ہُشیاریِ تو
بھی تیرے ہوش کی علامت ہے

بعد ازاں اُو را ازاں حالت براند[1]
اس کے بعد اس کو اس حالت سے ہٹایا

زاعتذارش سوئے اِستغراق خواند
اس کو عذر خواہی سے استغراق کی طرف بلایا

ہست ہُشیاری زیادِ ماضٰی
گزشتہ کی یاد سے ہوشیاری پیدا ہوتی ہے

ماضی و مستقبلت پردہ خدا
تیرا ماضی اور مستقبل خدا سے پردہ ہے

آتشے برزن بہر دو تا بکے
دونوں کو جلا دے، کب تک

پُرگرہ باشی ازیں ہر دو چونے
تو ان دونوں سے نے کی طرح پُر گرہ رہے گا

تا گرہ با نے بود ہمراز نیست
جب تک بانسری میں گرہ ہے ہمراز نہیں ہے

ہمنشینِ آں لَب و آواز نیست
اس لب اور آواز کی ساتھی نہیں ہے

چوں بطوفِ خود بطوفی مُرتدی
جب تک تو خودی کے چکر کے ساتھ طواف کرتا ہے مرتد ہے

چوں نجانہ آمدی ہم باخودی
جب تو خانہ (کعبہ) میں آیا تب بھی خودی میں ہے

اے[2] خبرہات از خبردِہ بے خبر
اے (مخاطب) تیری خبریں خبر دینے والے سے غیر متعلق ہیں

توبہ، تو از گناہِ تو بتر
تیری توبہ، تیرے گناہ سے بدتر ہے

راہِ فانی گشتہ راہِ دیگرست
فنا شدہ کا راستہ دوسرا ہی راستہ ہے

زانکہ ہُشیاری گناہ دیگرست
اس لئے کہ ہُشیاری ایک دوسرا گناہ ہے

اے تو از حالِ گزشتہ توبہ جُو
اے تو! کہ گزشتہ حالت سے توبہ کرنیوالا ہے

کے کُنی توبہ ازیں توبہ بگو
بتا اس توبہ سے کب توبہ کرے گا؟

گاہ بانگِ زیر را قِبلہ کُنی
کبھی تو نرم آواز کو قبلہ بناتا ہے

گاہ گریہ زار را قُبلہ زنی
کبھی پھوٹ پھوٹ کر رونے کو بوسہ لیتا ہے

چونکہ[3] فاروق آئینہ اَسرار شد
چونکہ (عمر) فاروقؓ اسرار کا آئینہ ہو گئے

جانِ پیر از اندروں بیدار شد
بوڑھے کی جان باطن سے بیدار ہو گئی

ہمچو جاں بے گریہ و بے خندہ شد
وہ (بوڑھا) روح کی طرح گریہ اور خندہ سے آزاد ہو گیا

جانش رفت و جانِ دیگر زندہ شد
اسکی (ایک) جان چلی گئی دوسری جان زندہ ہو گئی

حیرتے آمد درونش آں زماں
اس کے باطن میں اسوقت ایک حیرت پیدا ہوئی

کہ بروں شد از زمین و آسمان
جس سے وہ زمین اور آسمان سے باہر ہو گیا

---

[1] براند۔ یعنی مقام ہستی سے مقام استغراق میں پہنچا دیا۔ ہست۔ گزشتہ واقعات کی یاد خودی ہے، گزشتہ اور آئندہ کی فکر خدا سے حجاب ہے۔ آتشے۔ گزشتہ اور آئندہ کی یاد کو نرسل کی گرہوں سے تعبیر کیا ہے جو حجاب ہیں۔ بانسری کی جب گرہیں صاف کردی جاتی ہیں تب وہ بجانیوالے کی ہمراز بنتی ہے۔ چوں۔ خودی کے ساتھ طواف کعبہ شرک ہے

[2] اے۔ جو اپنے ماضی اور مستقبل کی فکر میں ہے وہ واقعات پیدا کرنے والے غافل ہے۔ ایسے شخص کی اپنے واقعات سے توبہ، گناہ سے بدتر ہے۔ فانی مقام فنا میں انسان سب کچھ فراموش کر دیتا ہے۔ اے تو جسمیں خودی باقی ہے اور اس حالت میں توبہ کرتا ہے اُسکو اس توبہ سے توبہ کرنی چاہئے گاہ۔ گویئے کو خطاب ہے تو کبھی نغمہ میں مشغول تھا اب گریہ وزاری کی خودی میں مشغول ہے۔

[3] چونکہ۔ حضرت عمرؓ کے رخ انور سے اسرار الٰہی نمایاں تھے انکو دیکھ کر بوڑھے کی روح بیدار ہو گئی۔ ہمچو۔ اب وہ مجسم روح تھا۔ روح گریہ اور خندہ سے منزہ ہے۔ اب بوڑھے کی روح حیوانی فنا ہو چکی تھی اور اس کو روح مجرد حاصل ہو گئی تھی حیرت۔ یہ ایک کیفت ہے جو استغراق کا لازمہ ہے۔ درُوں۔ باطن۔

جُستجوئے ماورائے جُستجو ۔۔۔ من۱ نمیدانم تو میدانی بگوی

جُستجو کے علاوہ ایک جُستجو (تھی) ۔۔۔ میں نہیں جانتا، تو جانتا ہے تو بتا

جُستجوئے از ورائے حال وقال ۔۔۔ غَرقہ گشتہ در جمالِ ذُوالجلال

ایک جُستجو (کے ساتھ) جو حال وقال سے ماورا تھی ۔۔۔ وہ ذوالجلال کے جمال میں مستغرق ہو گیا

غرقۂ نے کہ خلاصی باشدش ۔۔۔ یا بجز دریا کسے بشناسدش

وہ مستغرق نہیں کہ جس کو چھٹکارا حاصل ہو ۔۔۔ یا دریا کے علاوہ اس کو کوئی پہچان سکے

عقل جزو از کُلِ گویا نیستے ۔۔۔ گر تقاضا بر تقاضا نیستے

جزوی عقل (عقل) کل کے بارے میں نہ بتا سکتی ۔۔۔ اگر تقاضہ پر تقاضہ نہ ہوتا

چوں۲ تقاضا بر تقاضا می رسد ۔۔۔ موجِ آں دریا بدینجا می رسد

چونکہ تقاضہ پر تقاضہ ہو رہا ہے ۔۔۔ اُس دریا کی موج اس جگہ تک پہنچتی ہے

چونکہ قصہ حالِ پیر اینجا رسید ۔۔۔ پیر و جانش رُوئے در دریا کشید

جبکہ بوڑھے کے حال کا معاملہ یہاں تک پہنچا ۔۔۔ بوڑھا اور اُس کی جان دریا میں ڈوب گئی

پیر دامن رازِ گفت و گو فشاند ۔۔۔ نیم گفتہ در دہان اُو بماند

بوڑھے نے گفتگو سے دامن جھاڑا ۔۔۔ آدھی بات کہی (آدھی) اس کے منہ میں رہ گئی

از پئے ایں عیش وعشرت ساختن ۔۔۔ صد ہزاراں جاں بشاید باختن

اس عیش و عشرت کے حاصل کرنے کیلئے ۔۔۔ لاکھوں جانیں قربان کر دینی چاہئیں

در شکارِ بیشۂ جاں باز باش ۔۔۔ ہمچو خورشیدِ جہاں جاں باز باش

روح کی جھاڑی کے شکار میں باز بنجا ۔۔۔ دنیا کے سورج کی طرح جانباز بن جا

جاں فشاں۳ اُفتاد خورشیدِ بلند ۔۔۔ ہر دمے تی می شود پُر می کنند

اونچا آفتاب جان چھڑکنے والا واقع ہوا ہے ۔۔۔ ہر سانس میں خالی ہوتا ہے اور وہ بھر دیتے ہیں

در وجودِ آدمی جان ورَواں ۔۔۔ میرسد از غیب چوں آبِ رَواں

انسان کے جسم میں جان اور روح ۔۔۔ جاری پانی کی طرح غیب سے پہنچتی رہتی ہے

ہر زماں از غیب نو نو می رسد ۔۔۔ وز جہانِ تن بروں شو می رسد

غیب سے ہر وقت نئی نئی پہنچتی رہتی ہے ۔۔۔ اور دنیا سے چل (کی آواز) آتی رہتی ہے

جانفشاں اے آفتابِ معنوی ۔۔۔ مر جہانِ کُہنہ را بنما نوی

اے روحانی سورج! جانفشانی کر ۔۔۔ پُرانی دنیا کو تو نئی (دنیا) بنا دے

۱ مَن۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنی اس کی جستجو کسی نہ تھی بلکہ انجذابی تھی جس کی کیفیت واضح نہیں کیجا سکتی۔ ذوالجلال۔ اللہ تعالیٰ۔ خلاصی۔ نجات۔ دریا۔ یعنی دریائے وحدت۔ عقل جزو۔ انسان عارف۔ کُل یعنی ذاتِ حق گویا۔ بولنےوالا۔

۲ چُوں۔ یعنی جو کچھ ذات باری کے متعلق کہا گیا ہے تقاضہائے غیبی کی بنا پر کہا گیا ہے۔ اینجَاء۔ یعنی مقامِ حیرت دامن فشاندن۔ ترک کر دینا۔ نیم گفتہ۔ آدھی بات عیش و عشرت۔ یعنی جو جان دیکر بوڑھے کو حاصل ہو جائے بیشۂ جَان۔ عَالم رُوح۔ باز۔ مشہور شکاری پرندہ ہے۔ جانباز سورج اپنی روشنی ہر وقت دوسروں پر نچھاور کرتا رہتا ہے۔

۳ جاں فشاں۔ جان کو صرف کرنیوالا۔ تی۔ تہی کا مخفف ہے، خالی پُرمی۔ کنَند۔ عالمِ غیب سے اس کو روشنی عطا ہوتی رہتی ہے۔ آبِ رواں دریا کی سطح جو آپ کو نظر آتی ہے ہر آن اسمیں سے سامنے کا پانی گزرتا رہتا ہے اور نیا پانی اس کی جگہ لیتا رہتا ہے۔ یہی حال صوفیاء کے نزدیک روح انسانی کا ہے۔ وَز جہانِ۔ تن بُروں شو۔ جسم کی دنیا سے نکل جا۔ یہ غیبی آواز آتی ہے۔ آفتابِ معنوی روحانی سورج سے یعنی شیخ کامل۔ نَوِی۔ نیا۔

تفسیر دعاے آں دو فرشتہ کہ ہر روز بر سر بازار مُنادی کنند کہ اَللّٰھُم

ان دو فرشتوں کی دعاء کی تفسیر جو کہ ہر روز بر سر بازار اعلان کرتے ہیں کہ اے اللہ ہر

اَعْطِ کُلَّ مُنفِقٍ خَلفًا وَ کُلَّ مُمْسِکٍ تلفًا و بیان آنکہ

خرچ کرنیوالوں کو اچھا بدل اور ہر بخیل کو تباہی عطا فرما اور اس کا بیان کہ خرچ

مُنفِق مجاہدِ راہ حق ست نہ مُسرِف راہِ ہوا

کرنے والا اللہ کے راستہ کا مجاہد ہے نہ کہ خواہشات میں اڑنے والا

گفت پیغمبر کہ دائم[1] بہر پند — دو فرشتہ خوش مُنادی می کنند

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ نصیحت کیلئے ہمیشہ — دو فرشتے عمدہ منادی کرتے ہیں

کاے خدایا مُمسکاں را در جہاں — تو مَدہ اِلّا زیاں اندر زیاں

کہ اے خدا! دنیا میں بخیلوں کو — تو نہ عطا فرما مگر تباہی در تباہی

اے خدایا مُنفقاں رادِہ خَلَف — اے خدایا مُمسکاں را دِہ تلف

اے خدا! خرچ کرنیوالوں کو اچھا بدلہ دے — اے خدا! بخیلوں کو تباہ کر دے

مُنفِق و مُمسِک محل بیں بہ بُوَد — چوں محل باشد مؤثرمی شوَد

موقع دیکھکر خرچ کرنیوالے اور نہ خرچ کرنیوالے اچھے ہوتے ہیں — جب موقع ہوتا ہے تو اثر کرتا ہے

اے بسا اِمساک[2] کز اِنفاق بہ — مالِ حق راجز بامرِ حق مَدِہ

اے (مخاطب) بہت سی جگہوں پر خرچ نہ کرنا خرچ کرنیسے بہتر ہے — اللہ کے مال کو اللہ کے حکم کے بغیر خرچ نہ کر

تا عوض یابی تو گنجِ بیکراں — تا نباشی از عُدادِ کافراں

تاکہ تو لا تعداد کو خزانہ بدلے میں پالے — تاکہ تو کافروں کی شمار میں نہ آئے

کاشُتراں قرباں ہمی کردند تا — چیرہ گردد تیغ شاں بر مصطفیٰ

جوکہ اونٹوں کی قربانی کرتے تھے تاکہ — انکی تلوار مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر غالب آجائے

امرِ حق را باز داں از واصلے — امرِ حق را درنیابد ہر دلے

اللہ (تعالیٰ) کا حکم کسی پہنچے ہوئے سے معلوم کر لے — ہر دل خدا کے حکم کو معلوم نہیں کر سکتا

چوں غلامے باغی کو عدل کرد — مالِ شہ بر باغیاں اُو بذل کرد

اس باغی غلام کی طرح جس نے انصاف کیا — اُس نے بادشاہ کا مال باغیوں پر خرچ کر دیا

طرفہ تر کانرا ہمی پنداشت عدل — کز سخاوت کردہ ام ایثار و بذل

زیادہ عجیب یہ ہے کہ اسنے اس کو انصاف سمجھا — کہ میں نے سخاوت کی وجہ سے فائدہ رسانی کی اور خرچ کیا

---

[1] دَائم۔ ہمیشہ۔ پند۔ نصیحت۔ مُنادِی۔ پکارنیوالا۔ مُمسِک۔ بخیل۔ زیاں۔ تباہی نقصان۔ مُنفِق۔ خرچ کرنے والا۔ خَلَف۔ قائم مقام۔ مُنفِق و مُمسِک یعنی موقع پر خرچ کرنے والا اور بے موقع۔ نہ خرچ کرنے والا بہتر ہوتا ہے۔

[2] اِمسَاک۔ روکنا۔ بخل کرنا۔ اَنفاق۔ خرچ کرنا۔ بیکراں۔ لامحدود۔ عُداد۔ شمار۔ چیرہ۔ غالب، واصل۔ یعنی واصل بحق عدل انصاف۔ بذل۔ خرچ کرنا، طرفہ۔ عجیب۔ ایثار۔ کسی فائدہ کے معاملہ میں اپنے اوپر دوسرے کو ترجیح دینا۔

بندہ پندارد کہ اُو خود عدل کرد　مالِ شہ را بر مساکیں بذل کرد
غلام سمجھتا ہے کہ اُس نے انصاف کیا　بادشاہ کا مال مسکینوں پر خرچ کیا

عدل ایں باغی و دادش پیش شاہ　چہ فزاید دوری و روئے سیاہ
بادشاہ کے روبرو اس باغی کا انصاف اور عطا　کیا بڑھائے گا؟ دوری اور سیاہ روئی

در نبے[1] انذار اہلِ غفلت ست　کاں ہمہ انفاقہاشاں حسرت ست
قرآن میں غافلوں کے لئے دھمکی ہے　کہ ان کی یہ سب فضولخرچیاں حسرت (کا سبب) ہیں

قربانی کردن سردارانِ عرب با مّید قبول افتادن

عرب کے سرداروں کا قبولیت کی امید پر قربانی کرنا

سرورانِ مکہؔ در حرب رسول　بودشاں قرباں بُامّیدِ قبول
رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑائی میں مکہ کے سرداروں کی　قربانی قبولیت کی امید پر تھی

بہرِ ایں مُومن ہمی گوید زبیم　در نماز اِھدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ
اسی سبب سے، مومن خوف سے کہتا ہے　نماز میں (اے خدا) سیدھے راستہ کی رہنمائی کر

آں درم دادن سخی[2] را لائق ست　جاں سپردن خود سخائے عاشق ست
روپیہ خرچ کرنا، سخی کے لئے مناسب ہے　عاشق کی سخاوت، جان سپرد کر دینا ہے

ناں دہی از بہرِ حق نانت دہند　جاں دہی از بہرِ حق جانت دہند
اگر تو خدا کیلئے روٹی دیگا، تجھے روٹی دینگے　تو خدا کے لئے جان دیگا، تو تجھے جان دینگے

گر بریزد برگہائے ایں چنار　برگ بے برگیش بخشد کردگار
اگر اس چنار کے پتے جھڑ جائیں　خدا اس کی بے سامانی کو سامان سے بدلدیتا ہے

گر نماند[3] از جود در دستِ تو مال　کے کُند فضلِ الٰہت پائمال
اگر سخاوت کیوجہ سے تیرے ہاتھ میں مال نہ رہا　تو خدا کی مہربانی تجھے برباد کب کریگی؟

ہر کہ کارد گردد انبارش تہی　لیکنش اندر مزرعہ باشد بہی
جو بوتا ہے اس کا ڈھیر خالی ہو جاتا ہے　لیکن اس کی کھیتی میں خوبی ہوتی ہے

وانکہ در انبار ماند و صرفہ کرد　اُسپش و موش حوادثہاش خورد
اور جس نے ڈھیر میں رہنے دیا اور بخل کیا　اُس کو حوادث کے گھن اور چوہے نے کھایا

ایں جہاں نفی ست در اثبات جو　صورتت صفرست در معنات جو
یہ جہاں عدم ہے، وجود میں (مقصد) تلاش کی　تیرا جسم صفر ہے، معنیٰ میں (مقصد) ڈھونڈ

---

[1] نبے۔ نون کے ضمة با کے کسرہ اور یائے مجہول کے ساتھ فارسی لفظ ہے بمعنی قرآن مجید۔ انذار۔ ڈرانا۔ حسرت یعنی یہی فضولخرچی باعث۔ حسرت اور افسوس بنے گی۔ سرور۔ سردار حرب۔ جنگ قرباں۔ قربانی۔ بہر ایں یعنی خرچ کے مصرف میں غلطی کے ڈر سے۔

[2] سخی یعنی سخی کا کام اللہ (تعالیٰ) کے دربار میں مال و دولت پیش کرنا ہے اور عاشق کا کام جان پیش کرنا ہے نان۔ روٹی، خیرات کرنے سے رزق کی فراخی ہوگی جان قربان کرنیسے ابدی زندگی ملے گی۔ چنار۔ درخت پت جھڑ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پتے دیتے ہیں۔ تم جان قربان کروگے تو اللہ جان عطا فرمادینگے۔

[3] گر نماند۔ اللہ کی راہ میں اگر مال خرچ ہوگا تو اللہ کا فضل کبھی ذلیل نہ ہونے دیگا۔ ہر کہ۔ خدا کی راہ میں دینا ایسا ہے جیسے غلہ بونا فی الحال تو اُس سے ڈھیر میں کمی آئے گی لیکن انجام میں کئی گناہ حاصل ہوگا۔ وانکہ۔ اگر کوئی تخم ریزی نہ کریگا اور غلہ کو جمع رکھے گا وہ بجائے بڑھنے کے تباہ ہوجائیگا۔ نفی۔ بُود معدُوم۔ صفر۔ خالی۔ معنات معنی تو۔

جانِ ۱ شور و تلخ پیشِ تیغ بَر — جان چوں دریائے شیریں رابخر
کھاری اور کڑوی جان کو تلوار کے سامنے کر دے — میٹھے دریا جیسی جان خرید لے

ورنمی تانی شدن زیں آستاں — گوش کن بارے زمن ایں داستاں
اگر تو اس آستانہ سے نہیں جا سکتا ہے — تو ذرا یہ قصہ مجھ سے سن لے

قصّۂ آں خلیفہ کہ درکرم از حاتمِ طائی گزشتہ بود
اس خلیفہ کا قصہ جو سخاوت میں حاتم طائی سے بڑھا ہوا تھا

یک خلیفہ بود درایّامِ پیش — کردہ حاتم راگدائے جودِ خویش
پہلے زمانہ میں ایک خلیفہ تھا — جس نے حاتم کو بھی اپنی بخشش کا فقیر بنایا تھا

رایتِ ۲ اِکرام وجُود اَفراشتہ — فقر و حاجت از جہاں برداشتہ
جس نے اکرام اور سخاوت کا جھنڈا بلند کر رکھا تھا — افلاس اور احتیاج کو دنیا سے اٹھا دیا تھا

بحر وکاں از بخشش صاف آمدہ — دادِ اُو از قاف تا قاف آمدہ
سمندر اور کانیں اس کی بخشش کی وجہ سے خالی ہو گئے — اس کی بخشش قاف سے قاف تک تھی

درجہانِ خاک اَبر و آب بُود — مظہرِ بخشائشِ وہّاب ۳ بُود
خاکدان (دنیا) میں ابر اور پانی تھا — وہ وہاب (اللہ تعالیٰ) کی بخشش کا مظہر تھا

از عطایش بحر وکاں در زلزلہ — سوئے جودش قافلہ در قافلہ
اس کی عطا سے سمندر اور کانیں ہلچل میں تھیں — اس کی عطا کی طرف (انسانوں کے) قافلے در قافلے تھے

قبلۂ حاجت درو دروازہ اش — رفتہ در عالم بجود آوازہ اش
اس کا در اور دروازہ حاجتوں کا قبلہ تھا — سخاوت میں اس کا شہرہ عالم میں تھا

ہم عجم ہم روم ہم تُرک وعرب — ماندہ از جُود وسخایش در عجب
عجم بھی روم بھی تُرک اور عرب بھی — اس کی بخشش اور عطا سے تعجب میں تھے

آبِ حیواں بُود دریائے کرم — زندہ گشتہ ہم عرب زو ہم عجم
وہ آب حیات اور دریائے کرم تھا — اسکی وجہ سے عرب اور عجم میں بھی جان پڑ گئی تھی

اندر ایام چنیں سلطانِ داد — بشنوا کنوں داستانے باکشاد
اس جیسے دادو دہش کے بادشاہ کے زمانہ میں — اب خوشی سے ایک قصہ سن

قصّۂ اَعرابیِ درویش و ماجرا کردن زن با اُواز فقر و درویشی
ایک فقیر بدو کا قصہ اور اس کی بیوی کا اس سے جھگڑا کرنا فقر اور افلاس کے بارے میں

---

۱ جان شُور۔ یعنی عارضی زندگی کی بجائے حیات ابدی حاصل کر لے۔ تانی۔ توانی کا مخفف، تو استطاع سکنا۔ خلیفہ قائم مقام بادشاہ کو رسول کا نائب سمجھا جاتا تھا اس لئے اس کو خلیفہ کہا جاتا تھا۔ حاتم بنو طے قبیلہ کے مشہور سخی سردار کا نام ہے۔ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے قبل وفات پا گیا تھا۔ اس کے صاحبزادے عدی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تھے۔

۲ رایت۔ جھنڈا۔ بحر۔ سمندر کان۔ معدن۔ صاف آمدہ۔ یعنی اس نے سمندر کے موتی اور کانوں کا سارا چاندی سونے سے خالی ہوگئی تھیں قاف۔ ایک پہاڑ ہے جس کے بارے میں یہ تخیل تھا کہ وہ دنیا کے چاروں طرف گھوما ہوا ہے لہٰذا قاف تا قاف کے معنی سارے عالم کے لئے جاتے تھے۔ خاک۔ دنیا۔

۳ وہّاب۔ بہت زیادہ دینے والا یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے قبلہ۔ کعبہ یعنی مرکز۔ توجہات۔ قبلہ حاجت۔ وہ شخص جس کی طرف لوگ ضروریات میں متوجہ ہوں۔ آب حیواں کوئی چشمہ ہے جس کا پانی پینے سے ابدی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ ایام۔ زمانہ۔ داستان۔ قصہ۔ گشاد فرحت، خوشی

یک شب اعرابی زنے۱ مر شوئے را — گفت و از حد برد گفت و گوئے را

ایک رات، بدو عورت نے، شوہر سے — کہا، اور گفتگو حد سے بڑھا دی

کیں ہمہ فقر و جفا ما می کشیم — جملہ عالم در خوشی ما ناخوشیم

کہ ہم یہ سب محتاجی اور سختیاں جھیلتے ہیں — ساری دنیا خوش ہے اور ہم ناخوش ہیں

نانِ ماں نے، ناں خورش ماں درد و رشک — کوزہ ماں نے آبِ ماں از دیدہ اشک

ہمارے لئے روٹی نہیں ہے ہمارا سالن درد و رشک ہے — ہمارے پاس پیالہ نہیں ہے ہمارا پانی آنکھ کے آنسو ہیں

جامۂ ما روز تابِ آفتاب — شب نہالین و لحاف از ماہتاب

ہمارا لباس دن میں سورج کی دھوپ ہے — رات میں ہمارا بچھونا اور لحاف چاندنی ہے

قرصِ مہ را قرصِ ناں پنداشتہ — دست سوئے آسماں برداشتہ

ہم نے چاند کی ٹکیا کو روٹی کی ٹکیا سمجھا ہے — اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں

ننگ درویشاں ز درویشیِ ما — روز شب از روزی اندیشیِ ما

ہماری فقیری فقیروں کیلئے (باعث) ذلت ہے — روزی کی فکر میں ہمارا دن رات ہے

خویش و بیگانہ شدہ از ما رماں۲ — بر مثالِ سامری از مردماں

اپنا اور پرایا ہم سے گریزاں ہے — جیسا کہ سامری انسانوں سے

گر بخواہم از کسے یکمشت نسک — مر مرا گوید خمش کن مرگ و جسک

اگر میں کسی سے ایک مٹھی مسور مانگوں — (تو وہ) مجھ سے کہتا ہے کہ چپ ہو جا غم کھائے جا اور مرجا

مر عرب را فخرِ غزو است۳ و عطا — در عرب ما ہمچو خط اندر خطا

عرب کیلئے خصوصاً جنگ اور بخشش (موجب) فخر ہے — عرب میں ہم ایسے ہیں جیسے خط میں حرف غلط

چہ غزا ما بے غذا خود کشتہ ایم — یا بشمشیر عدم سر گشتہ ایم

کہاں کی جنگ ہم بغیر غذا کے مردہ ہیں — یا موت کی تلوار سے پریشان ہیں

چہ خطا ما بے خطا در آتشیم — چہ دوا ما در دو غم را مفرشیم

کیسی خطا، ہم بلا قصور کے، آگ میں ہیں — دوا کیسی؟ ہم تو درد و غم سے پامال ہیں

چہ عطا ما بر گدائی مے تنیم — مر مگس را در ہوا رگ می زنیم

کیسی بخشش ہم بھیک مانگنے پر آمادہ ہیں — ہوا میں مکھی کے نشتر مارتے ہیں

گر کسے مہماں رسد گر من منم — شب بخسپد دلقِ اورا بر کنم

اگر کوئی مہمان پہنچ جائے اگر میں، میں ہوں — رات کو سوئے تو اس کی گدڑی اتار لوں

---

۱ اعرابی زنے۔ بدوی عورت۔ شوئے۔ شوہر۔ ماں۔ ہمارا۔ ناں۔ خورش۔ سالن۔ رشک۔ حسد۔ قرص۔ ٹکیا۔ دست۔ یعنی ہم نے جو آسمان کیطرف دعا کیلئے ہاتھ اٹھا رکھے ہیں گویا چاند کو روٹی کی ٹکیا سمجھ رکھا ہے۔ ننگ۔ یعنی ہم اس قدر مفلس ہیں کہ ہمارے اس افلاس سے فقیر بھی شرما جاتے ہیں، روزی کی فکر میں ہمارا دن بھی شب تاریک ہے۔

۲ رماں۔ اسم حالیہ ہے۔ رمیدن سے بمعنیٰ بھاگنا سامری وہ شخص جس نے حضرت موسیٰ کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کو گئوسالہ پرستی میں لگا دیا تھا۔ پھر حضرت موسیٰ کی اس کو بددعا لگی تو اس کا یہ حال ہو گیا کہ اگر اس کو کوئی چھوئے تو دونوں کو بخار چڑھ جاتا تھا اسلئے وہ لوگوں سے بچتا پھرتا تھا۔ نُسک۔ نون کا فتحہ اور سین کا سکون، مسور۔ خمش۔ خاموش ہو جا۔ کن مرگ۔ مر جا۔ جسک۔ رنج و بلا یعنی جسک بکن۔

۳ غزو۔ جنگ، جہاد، خط اندر۔ اندر خط خطا یعنی غلط حرف سر گشتہ۔ حیران، پریشان مفرش۔ فرش، پامال۔ گدائی۔ بھکاری پن۔ مگس یعنی تا کہ اس سے روزی حاصل کریں۔ من منم۔ یعنی میں اپنی اصلیت پر آجاؤں۔ دلق۔ گدڑی۔

زیں نمط ۱ زیں ماجراو گفتگو | بُرد از حدِّ عبارت پیشِ شو
اس طور پر یہ قصہ اور گفتگو | بیان سے بڑھی ہوئی، شوہر سے کرتی

کز عناو فقر ما گشتیم خوار | سوختیم از اِضطراب و اضطرار
کہ مشقت اور افلاس سے ہم ذلیل ہو گئے ہیں | پریشانی اور مجبوری سے ہم جل گئے ہیں

تا بکے ما ایں چنیں خواری کشیم | غرقہ اندر بحرِ ژرفِ آتشیم
ہم کب تک اس طرح کی ذلت برداشت کریں؟ | آگ کے گہرے سمندر میں ہم غرق ہیں

تا کہ ار روزے درآید میہماں | شرمسار یہا بریم از وے بجاں
اگر کسی روز اچانک کوئی مہمان آجائے | ہمیں انتہائی شرمندگی اٹھانی پڑے

لیک مہماں گرد آید بے ثبوت | دانکہ کفشِ مہماں سازیم قوت
لیکن اگر کوئی مہمان بلا تحقیق آجائے | سمجھ لے کہ ہم مہمان کا جوتہ بیچ کھائیں گے

مغرور ۲ شدنِ مریدان محتاج و تشبیہ بمُدّعیانِ مزوِّر

ضرورت مند مریدوں کا دھوکا کھانا اور بناوٹی مدعیوں سے شبہ میں

وایشاں را شیخ واصل پنداشتن و نقد را از نقل ندانستن و نیافتن

پڑنا اور ان کو پہنچا ہوا بزرگ سمجھنا اور کھرے کو نقلی سے نہ پہچاننا اور نہ پانا

بہرِ ایں گفتند دانایاں بفن | میہمانِ مُحسناں باید شدن
اسی لئے فن کے سمجھداروں نے کہا ہے | محسنوں کا مہمان بننا چاہیے

تو مرید و میہمانِ آں کسی | کو ستاند حاصلت را از خسی
تو ایسے شخص کا مہمان اور مرید ہے۔ | جو تیری کمائی کمینہ پن سے وصول کر لے

نیست چیرہ ۳ چوں ترا چیرہ کند | نور ندہد مر ترا تیرہ کند
وہ قابو پانیوالا نہیں ہے کہ تجھے قابو پانیوالا بنائے | روشنی نہ دے گا، تجھے تاریک بنا دیگا

چوں ورا نورے نہ بُد اندر قراں | نور کے یابند از وے دیگراں
جبکہ اس کے باطن میں نور نہیں ہے | تو اس سے دوسرے کب روشنی حاصل کر سکتے ہیں؟

ہمچو اعمش کو کند داروئے چشم | چہ کشد در چشم ہا اِلّا کہ یشم
اس چندھے کی طرح جو آنکھ کا علاج کرے | آنکھوں میں سوئے (سنگ) یشم کے اور کیا لگائیگا

۱ نمط۔ طور، طریقہ شوئے۔ شوہر۔ عنا۔ رنج و مشقت۔ غرقہ۔ ڈوبا ہوا۔ ژرف۔ گہرا بے ثبوت۔ یعنی ہماری حقیقت معلوم کئے بغیر سازیم قوت یعنی ہم اس کے جوتے بیچ کھائیں۔

۲ مغرور۔ دھوکہ میں مبتلا۔ مُدّعی۔ بزرگی کا جھوٹا دعویدار۔ مزوّر۔ دھوکے باز شیخ واصل۔ وہ بزرگ جو اللہ تعالیٰ تک پہنچا ہوا ہو۔ نقل۔ نقلی۔ سکہ۔ مُحسنا۔ بخشش کرنیوالے حاصلت۔ تیری کمائی۔ خسی کمینہ پن۔

۳ چیرہ۔ غالب یعنی مشکلات پر قابو پانے والا۔ تیرہ۔ تاریک۔ بُد۔ نہ بُود۔ اَعمش۔ چندھا، جس کی آنکھیں مریض ہوں، پانی بہتا ہو۔ یشم۔ ایک پتھر ہے۔ بعض نسخوں میں پشم بمعنیٰ اون ہے۔

حالِ ما این ست در فقر و عنا[1] | ہیچ مہمانے مبا مغرورِ ما
افلاس اور مشقت میں ہمارا یہ حال ہے | کوئی مہمان ہم سے دھوکا نہ کھائے

قحطِ دہ سال ارندیدی در صُوَر | چشمہا بکشا و اندر ما نگر
اگر تو نے مجسم دس سالہ قحط نہ دیکھا ہو | تو آنکھیں کھول اور ہمیں دیکھ لے

ظاہرِ ماچوں درونِ مُدّعی | در دلش ظلمت زبانش شعشعی
ہمارا ظاہر مُدّعی کے باطن کی طرح ہے | اس کے دل میں تاریکی ہے اور اس کی زبان چمکیلی تیز و طرار

از خدا نے بوئے اُو را نے اثر | دعوتش افزوں زشیثؑ و بوالبشر[2]
اُس میں خدا کی نہ بو ہے نہ اثر | اس کی دعوت شیثؑ اور ابوالبشرؑ سے بڑھی ہوئی ہے

دیو ننمودہ وُرا ہم نقشِ خویش | اُوہمی گوید ز اَبدالیم بیش
شیطان نے (بھی) اس کو اپنی صورت نہیں دکھائی | وہ یہ کہتا ہے کہ میں ابدال سے بھی بڑھا ہوا ہوں

حرفِ درویشاں بُدزدیدہ بسے | تا گماں آید کہ ہست اُو خود کسے
درویشوں کی بہت سی باتیں چُرالی ہیں | تاکہ یہ گمان ہو کہ وہ بھی کچھ ہے

خُردہ گیر و در سخن بر بایزید[3] | ننگ دارو از درونِ اُو یزید
باتوں میں (حضرت) بایزیدؒ کی عیب گیری کرتا ہے | اس کے باطن سے یزید کو (بھی) شرم آتی ہے

ہر کہ داند مرو را چوں بایزیدؒ | روزِ محشر حشر گردد با یزید
جو اس کو (حضرت) بایزیدؒ کی طرح سمجھتا ہے | قیامت کے دن اُس کا حشر یزید کے ساتھ ہوگا

بے نوا از نان و خوانِ آسماں | پیشِ اُو نند اخت حق یک اُستخواں
آسمان کی روٹی اور خوان سے بے سر و سامان ہے | اللہ (تعالیٰ) نے اس کے سامنے ایک ہڈی (بھی) نہیں ڈالی ہے

اُو ندا کردہ کہ خواں بنہادہ ام | نائب حقم خلیفہ زادہ ام
اس نے منادی کی ہے کہ میں نے دستر خوان بچھا رکھا ہے | میں اللہ (تعالیٰ) کا نائب اور خلیفہ زادہ ہوں

اَلصلا سادہ دلانِ پیچ پیچ | تا خورید از خوانِ جُودم ہیچ ہیچ
اے پیچ در پیچ احمقو! صلائے عام ہے | میری بخشش کے خوان سے کھاؤ (حالانکہ) ہیچ در ہیچ ہے

سالہا بر وعدۂ فردا کساں | گردِ آں در گشتہ فردا نارساں
کل کے وعدہ پر لوگ سالوں | اس دروازہ کے گرد چکر کھاتے رہے اور کل آنے والی نہیں ہے

دیر باید تا کہ سِرِّ آدمی | آشکارا گردد از بیش و کمی
کافی وقت چاہیے کہ انسان کا بھید | کمی اور بیشی میں واضح ہو

[1] عنا۔ رنج و مشقت۔ مبا۔ مباد کا مخفف ہے۔ در صور۔ یعنی صورتوں میں مجسم۔ شعشعی۔ روشن چمکدار اثر۔ نشان۔ شیث۔ حضرت آدم علیہ السلام۔ کے بیٹے جو نبی تھے۔

[2] بوالبشر۔ انسانوں کے باپ یعنی آدم علیہ السلام دیو۔ شیطان۔ ابدال۔ اولیاء کی ایک جماعت ہے۔ خُردہ' عیب۔ ننگ، ذلت۔ شرم۔ یزید۔ ابن معاویہؓ جس کے دورِ حکومت میں حضرت حسینؓ شہید ہوئے۔

[3] بایزید۔ بسطامی مشہور بزرگ ہیں۔ نانِ خوانِ آسمان۔ غیبی، روحانی غذا میں۔ اُستخواں۔ یعنی معمولی غذا۔ الصلا کھانا کھانے کے لئے پکارنا سادہ دلان۔ بیوقوف لوگ۔ پیچ پیچ۔ یہ مولانا کا قول ہے۔ فردا۔ یعنی کل کا وعدہ۔ سِر۔ راز۔ باطنی حالت

زیرِ دیوارِ بدن گنجیست[۱] یا | خانۂ مورست و مار و اژدہا
جسم کی دیوار کے نیچے خزانہ ہے یا | چیونٹی اور سانپ اور اژدھے کا بھٹ ہے
چونکہ پیدا گشت کو چیزے نبوُد | عمرِ طالب رفتہ آگاہی چہ سُود
جب معلوم ہوا کہ وہ کچھ نہ تھا | تو مرید کی عمر گزر گئی اب معلوم ہونے سے کیا فائدہ

دربیانِ آنکہ نادر افتد کہ مُریدے در مُدّعیِ مزوّر اعتقاد بصدق بندد کہ اُوکیست وبدیں اعتقاد بمقامے برسد کہ شیخش بخواب ندیدہ باشد و آب و آتش اُورا گزند نہ کُندو شیخش راگزند کُندو لیکن نادِر[۲] نادِر باشد

اس بات کا بیان کہ کم ہوتا ہے کہ کوئی مرید جھوٹے مُدعی کا سچائی سے معتقد ہو جائے کہ وہ کچھ ہے اور اس اعتقاد کے ذریعہ وہ ایسے مقام پر پہنچ جائے کہ اس کے پیر نے خواب میں بھی دیکھا ہو اور پانی اور آگ اس کو نقصان نہ پہنچائے اور اس کے پیر کو نقصان پہنچا دے لیکن نادر تو نادر ہی ہوتا ہے

لیک نادرِ طالب آید کز فروغ | در حقِ اُونافع آید آں دروغ
لیکن نادر ہے کہ مرید کو روشنی کیوجہ سے | اس کے حق میں وہ جھوٹ مفید ہو جائے
اُو بقصدِ نیک خود جائے رسد | گرچہ جاں پنداشت آں آمد جسد
وہ اپنے نیک ارادہ کی وجہ سے ایک مقام تک پہنچ جاتا ہے | اگرچہ جس کو اس نے جان جانا تھا جسم ثابت ہوا
مرُ وُرا رُومی نماید حالہا | کہ ندیدآں ہیچ شیخش سالہا
اس کے لئے ایسے احوال رونما ہوتے ہیں | کہ اس کے ناچیز پیر نے سالوں (بھی) نہیں دیکھے
چوں تحرّی دردلِ شب قبلہ را | قبلہ نے واں نمازِ اُو رَوا[۳]
جیسا کہ آدھی رات میں قبلہ کی انکل کرنا | ادھر قبلہ نہیں ہے (لیکن) اس کی نماز درست ہوگئی
مُدّعی را قحطِ جاں اندر سرست | لیک مارا قحطِ ناں برظاہرست
مدعی کے باطن میں روح کا قحط ہے | لیکن ہمارے ظاہر پر روٹی کا قحط ہے
ماچرا چوں مُدّعی پنہاں کُنیم | بہر ناموسِ مزوّر جاں کُنیم
مدعی کی طرح ہم کیوں چھپائیں | جھوٹی آبرو کے لئے جان دیں

صبر فرمودنِ اعرابی زن خود را و فضیلتِ صبر گفتن

بدو کا اپنی بیوی کو صبر کا حکم دینا اور صبر کی فضیلت بیان کرنا

---

۱ گنجیست۔ یعنی معارف الٰہیہ کا خزانہ مور۔ چیونٹی مار۔ سانپ یعنی برے اخلاق پیدا ظاہر طالب۔ مُرید
۲ نادر کمیاب۔ فروغ۔ روشنی۔ گرچہ۔ یعنی مرید نے پیر کو مجسم روح سمجھا وہ جسم محض نکلا۔ تحری صحیح بات کی جستجو کرنا۔ دلِ شب۔ آدھی رات۔
۳ روا۔ درست یعنی قبلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں اگر انکل سے نماز پڑھی اور وہ قبلہ رو نہ تھا تب بھی نماز درست ہو جائیگی۔ مُدّعی بناوٹی پیر یعنی بناوٹی پیر کی طرح ہمیں اپنے افلاس کو چھپانے کی ضرورت نہیں ہے اور جھوٹی آبرو کے لئے جان کھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔

شوئے گفتش چند جوئی دخل اوکشت — خود چہ ماند از عمر افزوں تر گذشت

شوہر نے اس سے کہا تو آمدنی اور پیداوار کی کب تک جستجو کریگی؟ — خود زندگی کتنی رہی ہے زیادہ تو گزر گئی ہے

عاقل اندر بیش و نقصاں ننگرد — زانکہ ہر دو ہمچو سیلی بگذرد

سمجھدار کمی بیشی کو نہیں دیکھتا ہے — اس لئے کہ دونوں بہاؤ کی طرح گزر جاتے ہیں

خواہ صاف و خواہ سیلِ تیرہ رو — چوں نمی پاید دمے از وے مگو

خواہ صاف ہو یا بہاؤ کی گدلی رو ہو — جبکہ وہ ٹھہرنے والی نہیں ہے اس کا کچھ ذکر نہ کر

اندریں عالم ہزاراں جانور — میزید خوش عیش بے زیر و زبر

اس دنیا میں ہزاروں جاندار — بغیر کسی تردد کیا آرام سے جی رہے ہیں

شکر می گوید خدا را فاختہ — بر درخت و برگِ شب نا ساختہ

فاختہ، اللہ (تعالیٰ) کا شکر ادا کرتی ہے — درخت پر حالانکہ اسنے رات کا کچھ سامان نہیں کیا ہے

حمد می گوید خدارا عندلیب [۲] — کاعتمادِ رزق بر تست اے مجیب

بلبل، خدا کی تعریف کرتی ہے — کہ اے قبول کرنے والے! رزق کا تجھ پر بھروسہ ہے

باز دستِ شاہ را کردہ نوید — از ہمہ مردار ببریدہ امید

باز نے، بادشاہ کے ہاتھ کو دعوت نامہ بنا کر — تمام مرداروں سے امید منقطع کر لی

ہمچنیں از پشہ گیری تا بہ پیل — شد عیال اللہ و حق نعم المعیل

اسی طرح مچھر سے لے کر ہاتھی تک — سب اللہ (تعالیٰ) کا کنبہ ہیں اور اللہ (تعالیٰ) بہترین پرورش کرنیوالا ہے

ایں [۳] ہمہ غمہا کہ اندر سینہ ہاست — از غبار و گرد بادِ بودِ ماست

یہ سب غم جو سینوں میں ہیں — ہماری ہستی کے غبار اور بگولے ہیں

ایں غمانِ بیخ کن چوں داس ماست — ایں چنیں شد و انچناں وسواسِ ماست

یہ جڑ کھودنے والے غم ہمارے لئے درانتی کی طرح ہیں — اسطرح ہوگیا، اس طرح ہوگیا، ہمارے وسوسے ہیں

دانکہ ہر رنجے ز مردن پارہ ایست — جزو مرگ از خود براں گر چارہ ایست

سمجھ لے کہ ہر غم موت کا ایک ٹکڑا ہے — اگر کوئی تدبیر ہے تو موت کے حصہ کو اپنے سے دفع کردے

چوں ز جزو مرگ نتوانی گریخت — دانکہ کلش بر سرت خواہند ریخت

جب تو موت کے حصہ سے نہیں بھاگ سکتا ہے — سمجھ لے کہ اس کے کل کو تجھ پر طاری کر دینگے

جزوِ مرگ ار گشت شیریں مر ترا — دانکہ شیریں میکند کل را خدا

اگر موت کا جزو تیرے لئے میٹھا ہو گیا ہے — سمجھ لے کہ خدا کل کو میٹھا کر دے گا

---

[۱] دخل۔ آمدنی۔ کشت۔ کھیتی، پیداوار۔ بگذرد۔ دنیا میں نہ راحت کو بقائے نہ رنج کو۔ خوش عیش آرام کی زندگی۔ زیر و زبر فکر و تردد۔ برگِ شب۔ رات کا سامان۔

[۲] عندلیب۔ بلبل۔ ہزار داستاں، مجیب۔ دعا کو قبول کرنیوالا یعنی اللہ تعالیٰ۔ باز۔ باز کو ہاتھ پر بٹھایا جاتا ہے۔ نوید۔ دعوت نامہ، خوشخبری۔ مردار۔ باز کی اصل خوراک مردوں کی ہڈیاں ہیں۔ پشہ۔ مچھر۔ پیل۔ ہاتھی۔ عیال۔ وہ لوگ جن کے اخراجات ذمہ ہوں۔ معیل۔ عیاں کو پالنے والا۔

[۳] ایں۔ یعنی یہ غم ہماری موہوم ہستی کے اثرات ہیں۔ غماں۔ غم کی جمع ہے۔ داس۔ کھیتی وغیرہ کاٹنے کی درانتی۔ دانکہ رنج و غم موت کے اجزاء ہیں اور موت سے مفر نہیں ہے تو ان سے بھی مفر نہیں ہے

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں۔
کل۔ یعنی موت

دردہا از مرگ می آید رسول[1] از رسولش رُو مگرداں اے فضول
درد، موت کے قاصد ہیں اے بیوقوف! قاصد سے منہ نہ موڑ

ہر کہ شیریں می زید اُو تلخ مُرد ہر کہ اُو تن را پرستد جاں نبرد
جو شخص خوشگوار زندگی بسر کرتا ہے وہ تلخ موت مرتا ہے جو شخص تن پروری کرتا ہے جان نہ بچا سکیگا

گوسفنداں راز صحرا می کشند آنکہ فربہ تر مر اُورا می کشند
بکری کو جنگل سے لاتے ہیں جو زیادہ موٹی ہوتی ہے اس کو ذبح کرتے ہیں

شب گذشت و صبح آمد اے قمر چند گیری ایں فسانہ راز سر[2]
اے چاند! رات گزر گئی اور صبح ہو گئی تو اس قصہ کو کب تک دُہرائے گی؟

تو جواں بُودی و قانع تر بُدی زر طلب گشتی خود اوّل زر بُدی
تو جوان تھی تو زیادہ صابر تھی تو زر کی طلبگار بن گئی پہلے تو خود زر تھی

رز بُدی پُر میوہ چوں کاسد شدی وقت میوہ پختنت فاسد شدی
تو میوے سے بھری انگور کی بیل تھی کیوں خراب ہوگئی میوہ پکنے کے وقت تو سڑ گئی

میوہ ات باید کہ شیریں تر شود چوں[3] رسن تاباں نہ واپس تر رود
چاہیے تھا کہ تیرا میوہ اور زیادہ میٹھا تھا نہ کہ بٹی ہوئی رسی کی طرح بل اترنے لگے

جُفتِ مائی جُفت باید ہم صفت تا بر آید کارہا بر مصلحت
تو میرا جوڑا ہے جوڑے کو یکساں ہونا چاہیے تاکہ مصلحت کے مطابق کام چلیں

جُفت باید بر مثالِ ہمدگر در دو جُفت کفش و موزہ درنگر
جوڑے کو ایک دوسرے کی طرح ہونا چاہیے جوتے اور موزے دونوں کے جوڑے کو دیکھ

گر یکے کفش از دو تنگ آید بپا ہر دو جُفتش کار ناید مر ترا
دونوں میں سے اگر ایک جوتہ پیر میں تنگ آئے تو پورا جوڑا ہی تیرے کام میں نہیں آتا

جُفت در یک خرد و آں دیگر بزرگ جُفت شیر بیشہ دیدی ہیچ گرگ
جوڑے میں سے ایک پاؤں میں چھوٹا اور دوسرا بڑا تو نے دیکھا ہی کہ جنگل کے شیر کا جوڑا بھیڑیا ہو

راست ناید بر شتر جُفتِ جوال آں یکے خالی و آں پُر مال مال
بوروں کا جوڑا، اونٹ پر ٹھیک نہیں ہو سکتا کہ انمیں سے ایک خالی ہو اور دوسرا مال سے بھرا ہوا

من روم سوئے قناعت دل قوی تو چرا سوئے شناعت می روی
میں جرأت سے قناعت کی طرف جاتا ہوں تو برائی کی طرف کیوں جاتی ہے؟

[1] رَسول قاصد پیغامبر ہر کہ جو مصائب جھیلنے کا عادی نہیں ہے موت کے وقت اس کو بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ گوسفند۔ بکری، یعنی موٹی بکری کی موت جلد آتی ہے۔ اے قمر۔ چاند کہہ کر بیوی کو خطاب کیا ہے۔

[2] از سر گفتن۔ تکرار کرنا۔ قانع۔ صابر۔ زر بُدی۔ یعنی استغناء کی وجہ سے تو خود بمنزلہ سونے کے تھی۔ رز۔ انگور۔ انگور کی بیل۔ کاسد۔ کھوٹا فاسد۔ خراب

[3] چوں رسن۔ جس رسی کو الٹا بل دیا جائے چھوڑنے سے فوراً اس کے بل اتر جاتے ہیں۔ جُفت۔ جوڑا، نر مادہ۔ گر یکے۔ ایک موزہ یا جوتہ اگر پیر میں تنگ ہو تو دوسرا بھی بیکار ہے بیشہ جھاڑی گرگ۔ بھیڑیا یعنی شیر اور بھیڑیئے سے جوڑا نہیں بنتا ہے۔ راست۔ ٹھیک۔ جوال گون، تھیلا، قناعت، تھوڑے پر صبر کرنا شناعت برائی۔

مَردِ قانع از سَرِ اخلاص و سوز[1] زیں نَسَق می گفت با زن تا بروز

صابر مرا خلوص اور دل (سوزی) سے دن نکلتے تک اسی طرح پر بیوی سے کہتا رہا

نصیحت کردن زن شوہر را کہ سخن افزوں از قدم و مقامِ خود مگو کہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ کہ ایں سخنہا اگرچہ راست ست امّا مقامِ توکل ترا نیست وایں سخن گفتن فوق مقام و معاملہ خود ترا زیاں[2] دارد و کبر مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ باشد

بیوی کا شوہر کو نصیحت کرنا کہ اپنی بساط اور مقام سے بڑھ کر بات کر کیونکہ (فرمایا گیا ہے) جو تم نہیں کرتے ہو وہ کہتے کیوں ہو، اس لئے کہ یہ باتیں اگرچہ سچی ہیں لیکن تجھے توکل کا مقام حاصل نہیں ہے اور یہ بات کہنا مقام اور معاملہ سے بڑھ کر تیرے نقصان کا باعث ہے اور اللہ کے نزدیک بڑی موجب عذاب ہے (کا مصداق) ہو گی

زن بروزد بانگ کاے ناموس کیش من فسونِ تو نخواہم خورد بیش

عورت اس پر چیخی کہ اے عزت کے شیدائی اب میں زیادہ تیرے فریب میں نہ آؤں گی

تُرّہات از دعویٰ و دعوت مگو رَو سخن از کبر و از نخوت مگو

دعوے اور دعوت کی بکواس نہ کر جا، تکبر اور غرور کی بات نہ کر

چند حرفِ طُمطُراق و کاروبار کار و حالِ خود ببین و شرم دار

دنیا داری اور کروفر کی باتیں کبتک؟ اپنا کام اور حال دیکھ اور شرم کر

نخوت و دعویٰ و کبر و تُرّہات دُور کُن از دل کہ تا یابی نجات

تکبر اور دعویٰ اور غرور اور بکواس دل سے نکال دے تاکہ تو نجات پائے

کِبر زِشت و از گدایاں زشت تر روزِ[3] سَرد و برف وانگہ جامہ تر

تکبر برا ہے اور مفلسوں سے اور زیادہ برا ہے ٹھنڈا دن اور برف اور پھر کپڑے بھیگے ہوئے

چند آخر دعویٰ و بادِ بروت اے ترا خانہ چو بَیْتُ الْعَنکَبُوْتِ

دعویٰ اور مونچھوں کا تاؤ کب تک؟ اے وہ کہ تیرا گھر مکڑی کے جالے کی طرح ہے

از قناعت کے تو جاں افروختی از قنا عتہا تو نام آموختی

تو نے قناعت سے کب روح روشن کی ہے؟ تو نے قناعتوں کا نام سیکھ لیا ہے

---

[1] سُوز۔ یعنی سوزِ دل مقتاقرآن پاک میں ہے کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ۔ اللہ کے نزدیک یہ بات بڑی موجب عذاب ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں ہو۔

[2] زیاں۔ نقصان۔ ناموس۔ عزت کیش۔ طریقہ فسوں۔ مکرو فریب۔ ترہات جھوٹی بناوٹی باتیں۔ طمطراق۔ شان وشوکت۔ نخوت تکبر زشت۔ برا

[3] روزِ سَرد یعنی مفلسی اور محتاجی اور پھر غرور ایسا ہے جیسے جاڑے کا زمانہ پھر برف باری اور کپڑے بھی گیلے ہوں۔ یعنی مصیبت بالائے مصیبت ہے بادِ بروت۔ مونچھ کی ہوا یعنی تکبر بیتُ العنکبوت مکڑی کا جالا، جو کمزوری میں ضرب المثل ہے۔

گفت ۱ پیغمبر قناعت چیست گنج — گنج را تو وا نمیدانی زرنج

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا قناعت کیا ہیں؟ خزانہ ہے — تو رنج اور گنج میں فرق نہیں سمجھتا ہے

ایں قناعت نیست جُز گنجِ رواں — تو مزن لاف اے غم و رنج رواں

یہ قناعت تو گنج رواں ہی ہے — اے چلتے پھرتے رنج و غم تو ڈینگیں نہ مار

تو مخوانم جُفت و کمتر زن بغل ۲ — جُفتِ انصافم نیمَ جُفتِ دغل

تو مجھے بیوی نہ کہہ اور شوہر ہونے کا اظہار نہ کر — میں انصاف کی (بنیاد پر) بیوی ہوں نہ کہ مکاری کی بیوی

چوں قدم با شاہ و با بگ می زنی — چوں مگس را در ہوا رگ می زنی

تو بادشاہ اور سردار کے ساتھ کیوں ہمسری کرتا ہے؟ — اُڑتی مکھی کے کیوں نشتر مارتا ہے

باسگاں زیں استخواں در چالشی — چوں نے اِشکم تہی در نالشی

تو ہڈی پر کتوں سے چھینا چھپٹی کرتا ہے — تو خالی پیٹ بانسری کی طرح آہ و فریاد کرتا ہے

سوئے ما منگر بخواری سُست سُست — تا نگویم آنچہ در رگ ہائے تُست

میری جانب حقارت اور ذلت کی نگاہ سے نہ دیکھ — تاکہ تیری رگ رگ کا حال نہ کہہ ڈالوں

عقلِ خود را از منِ افزوں دیدۂ — تو منِ کم عقل را چوں ۳ دیدۂ

تو نے اپنی عقل کو میری عقل سے بڑا سمجھا ہے — تو نے مجھ کم عقل کو کیوں پسند کیا ہے؟

ہمچو گُرگِ زشت اندر ما مجِہ — اے زننگِ عقلِ تو بے عقل بہ

بدمزاج، بھیڑئے کی طرح مجھ پر نہ جھپٹ — تیری قابل شرم عقل سے بے عقل ہونا اچھا ہے

چونکہ عقلِ تو عقیلہ مردم ست — آں نہ عقل ست بلکہ مار و کژدم ست

چونکہ تیری عقل انسانوں کے لئے پھندا ہے — یہ عقل نہیں ہے بلکہ سانپ اور بچھو ہے

خصمِ ظلم و مکرِ تو اللہ باد — دستِ عقلِ تو زما کوتاہ باد

تیرے ظلم اور مکر کو اللہ سمجھے — (خدا کرے) تیری عقل کی دست درازی ہم پر نہ ہو

ہم تو ماری ہم فسوں گر اے عجب — مارگیر و ماری اے ننگِ عرب

ہائے تعجب! تو سانپ بھی ہے اور منتر پڑھنے والا بھی — اے عرب کے لئے باعث ذلت تو سانپ بھی ہے اور سپیرا بھی

زاغ اگر زشتی خود بشناختے — ہمچو برف از رنج و غم بگداختے

کوا اگر اپنی بد صورتی کو پہچان لیتا — رنج اور غم سے برف کی طرح پگھل جاتا

مردِ افسوں گر بخواند چوں عدو — اُو فسوں بر مار و مارا افسوں برو

منتر پڑھنے والا دشمن کی طرح پڑھتا ہے — وہ سانپ پر منتر اور سانپ اس پر منتر (پڑھتا ہے)

۱ گفت پیغمبر۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلْقَنَاعَةُ کَنْزٌ لَا یَنْفَدُ قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا ہے گنج رواں۔ قارون کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کا نام ہے مخواں۔ نہ بلا

۲ بغل زدن۔ جوڑے پن کو ظاہر کرنا دو کبوتروں کا مل کر پرواز کرنا جوڑا ہونے کی نشانی ہے۔ دغل۔ کھوٹ مکر۔ قدم زدن۔ برابری کرنا۔ بگ بیگ کا مخفف ہے، سردار مگس۔ مکھی۔ رگ زدن۔ خون نکالنا۔ چالش۔ حملہ، چھینا چھپٹی۔ اشکم۔ شکم ہمزہ زیادہ ہے۔ نالش رونا۔ چیخنا، فریاد، خواری۔ ذلت۔ سُست سُست نگریستن۔ ذلت سے دیکھنا۔

۳ چوں دیدۂ جوڑے کے لئے مجھے کیوں پسند کیا ہے۔ عقیلہ۔ رسی یعنی تو اپنی عقل کے ذریعہ لوگوں کو پھانستا ہے۔ ہم تو۔ تو انسانوں کو تباہ کرتا ہے تو تو سانپ ہے، لوگوں کو پھنساتا ہے تو تو سپیرا ہے۔ زشتی۔ خود یعنی اپنی بدصورتی۔ مرد سپیرا اگر سانپ پر منتر پڑھتا ہے تو سانپ بھی اس پر منتر پڑھتا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ سپیرا سانپ پکڑنے کے شوق میں مبتلا ہے۔

گر نبودے اِ دامِ اُو افسونِ مار | کے فسونِ مار را گشتے شکار
اگر سانپ کا منتر اس کے لئے جال نہ ہوتا | تو وہ سانپ کے منتر کا شکار کب بنتا؟

مردِ افسوں گر زحرصِ کسب و کار | در نیابد آں زماں افسونِ مار
منتر پڑھنے والا، کمائی اور کام کی حرص کیوجہ سے | اسوقت سانپ کے منتر کو محسوس نہیں کرتا ہے

مار گویدا ے فسوں گر ہین و ہیں | آنِ خود دیدی فسونِ من ببیں
سانپ کہتا ہے، اے سپیرے! خوب دیکھ لے | تو نے اپنا منتر دیکھا، میرا منتر (بھی) دیکھ لے

تو بنامِ ۲ حق فریبی مَر مرا | تا کُنی رُسوائے شور و شر مرا
تو اللہ کے نام کے ذریعہ مجھے پھانستا ہے | تاکہ تو مجھے شورو شر سے رسوا کرے

نامِ حقم بست نے آں رائے تو | نامِ حق را دام کردی وائے تو
مجھے اللہ کے نام نے باندھا نہ کہ تیری رائے نے | تو نے اللہ کے نام کو جال بنایا، تجھ پر افسوس ہے

نامِ حق بستاند از تو دادِ من | من بنامِ حق سپردم جان و تن
اللہ (تعالیٰ) کا نام تجھ سے مجھے انصاف دلائیگا | میں نے اللہ کے نام پر جان اور جسم کا سپرد کر دیا ہے

تا بزخمِ من رگِ جانت بُرد | یا تُرا چوں من بز ندانے ۳ بَرد
تاکہ وہ میرے زخم کے بدلے تیری جان کی رگ کاٹ دے | یا تجھے میری طرح قید خانہ میں ڈالدے

زن ازیں گونہ خشِن گفتار ہا | خواند بر شوئے خود آں طومار ہا
عورت اس قسم کی سخت باتیں | دفتر در دفتر شوہر کو سُناتی رہی

۱ گر نبودے۔ سانپ نے جو منتر پڑھا ہے وہ سپیرے کے لئے جال ہے۔ آنِ خود۔ یعنی اپنا منتر۔
۲ نامِ حق۔ منتر میں اللہ کے نام استعمال ہوتے ہیں۔ شوروشر۔ یعنی سانپ کا تماشہ دیکھنے والوں کا۔ نامِ حق۔ چونکہ سپیرے نے اللہ کے ناموں کا غلط کاموں کے لئے استعمال کیا ہے۔
۳ زندانے۔ یعنی جس طرح سپیرے نے قید کیا ہے۔ خشِن۔ سخت، ناگوار طومار۔ دفتر۔ مستمع۔ سننے والا۔ بوالحزن۔ غموں کا باپ یعنی بہت غمگین، مالداروں کو حشر میں بہت غم اٹھانے پڑینگے۔

نصیحت کردنِ مرد زن را کہ در فقیراں بخواری
مرد کا عورت کو نصیحت کرنا کہ فقیروں کو ذلت سے نہ دیکھ اور اللہ

منگرو در کارِ حق بگمانِ کمال نگر و طعنہ مزن در
کے معاملہ کے کمال کے گمان سے نظر کر اور اپنے افلاس کی وجہ

فقر و فقیراں از بے نوائی خویشتن
سے فقر اور فقیروں پر طعنہ زنی نہ کر

مرد چوں ایں طعنہ ہا از زن شنُفت | مستمع شد بعد ازیں بیں تا چہ گفت
مرد نے جب یہ طعنے عورت کے سنے | سنتا رہا، اس کے بعد دیکھ کیا کہا؟

گفت اے زن تو زنی یا بوالحزن | فقر فخر آمد مرا طعنہ مزن
بولا، اے بیوی! تو عورت ہے یا مجسم غم | مجھے طعنہ نہ دے فقر (باعث) فخر ہے

مال و زر سر را بُوَد ہمچوں کلاہ[۱] | کل بُوَد آں کز کلہ سازد پناہ
مال و زر ایسے ہیں جیسے سر کی ٹوپی | جو شخص ٹوپی کی پناہ پکڑتا ہے، گنجا ہوتا ہے
آنکہ زُلف و جَعد رعنا باشدش | چوں کلاہش رفت خوشتر آیدش
جس کی زلف حسین، اور گھونگریالے بال ہوں | جب اس کی ٹوپی نہ ہو تو اور زیادہ حسین ہوتا ہے
مردِ حق باشد بمانندِ بَصر | پس برہنہ بہ کہ پوشیدہ بَصر
مردِ خدا بینائی کی طرح ہے | پس بینائی کھلی اچھی ہے یا ڈھکی ہوئی؟
وقت عُرضہ[۲] کردن آں بَردہ فروش | بر کند از بندہ جامہ عیب پوش
غلام فروش دکھاتے وقت | غلام کے عیب چھپانیوالے کپڑے اتار دیتا ہے
وَر بود عیبے برہنہ اش کے کُند | بل بجامہ خدعہٗ بادے کُند
اگر کوئی عیب ہو، اس کو ننگا کب کریگا؟ | بلکہ کپڑوں کے ذریعہ اس کو دھوکا دیگا
گویدایں شرمندہ اَست از نیک و بد | از برہنہ کردن اُواز تو رمد
کہے گا، یہ اچھے برے سے شرماتا ہے | ننگا کرنے سے تیرے پاس سے بھاگ جائیگا
خواجہ در عیب ست غرقہ تا بگوش | خواجہ را مال ست و مالش عیب پوش
آقا کانوں تک عیب میں ڈوبا ہوا ہے | (لیکن) آقا کے پاس مال ہے اور اس کا مال عیب کو چھپانیوالا ہے
کز طمع عیبش نہ بیند طامعے | گشت دلہا را طمعہا جامعے
لالچی لالچ کی وجہ سے اس کے عیب نہیں دیکھتا ہے | لالچ دلوں کو جوڑنے والا بن گیا ہے
ور گدا گوید سخن چوں زَرّ کاں[۳] | رہ نیا بد کالہٗ اُو در دُکاں
اگر فقیر کان کے سونے کی سی بات کہے | اس کا سامان دُکان میں راہ یاب نہیں ہوتا ہے
کار درویشی ورائے فہم تُست | سُوئے درویشاں تو منگر سُست سُست
درویشی کا معاملہ تیری سمجھ سے اونچا ہے | تو ذلّت سے درویشوں کو نہ دیکھ
زانکہ درویشی ورائے کارہاست | دَمبدم از حق مر ایشانرا عطاست
کیونکہ درویشی دنیوی کاموں سے جداگانہ چیز ہے | ان (درویشوں) کیلئے اللہ کی طرف سے ہر وقت بخشش ہے
بلکہ درویشاں ورائے مُلک و مال | روزیِ دارند ژرف از ذوالجلال
بلکہ درویش ملک اور مال کے علاوہ | اللہ سے ایک بھاری روزی پاتے ہیں
حق تعالیٰ عادِل ست و عادلاں | کے کُنند اِستمگری بر بے دلاں
اللہ تعالیٰ عادل ہے، اور عادل | کمزوروں پر کب ظلم کرتے ہیں؟

[۱] کلاہ۔ ٹوپی۔ کل گنجا۔ کلہ کلاہ کا مخفف ہے۔ جعد۔ گھنگریالے بال۔ رَعنا۔ حسین، خوبصورت۔
[۲] عُرضہ کردن پیش کرنا۔ بَردہ۔ غلام، لونڈی۔ خُدعہ۔ دھوکا۔ دے یعنی خریدار۔ خواجہ۔ آقا۔ طامع لالچی۔ دلہا۔ یعنی لالچی اور مالدار کے دل۔ جامع۔ اکٹھا کرنے والا۔
[۳] زرِ کان۔ خالص سونا۔ جو کان سے برآمد ہوا ہے۔ کالہ۔ سامان۔ دُکان، یعنی سننے والے کا کان۔ فہم۔ سمجھ، عقل۔ کارہا۔ دنیا کے معاملے ذوالجلال اللہ تعالیٰ۔ استمگری۔ ستمگری، ہمزہ زیادہ ہے۔

آں یکے را نعمت و کالا دہند — ویں دگر را بر سرِ آتش[1] نہند
ایک کو نعمت اور سامان دیں — دوسرے کو آگ پر رکھیں

آتشش سوزد کہ دارد ایں گماں — بر خدائے خالقِ ہر دو جہاں
اس کو آگ جلائے جو یہ گماں کرے — دونوں جہان کے خالق کے بارے میں

"فقر فخری" نز گزاف ست و مجاز — صد ہزاراں عز پنہان ست و ناز
"فقر میرا فخر ہے" نہ گپ ہے نہ مجاز — لاکھوں عزتیں اور ناز پوشیدہ ہیں

از غضب بر من لقبہا راندۂ — مارخوی و مار گیرم خواند
تو نے غصہ سے میرے بہت نام دھرے — تو نے مجھے سانپ جیسی خصلت والا اور سپیرا بتایا

گر بگیرم مار و دندانش کنم — تا کِشش از سر کوفتن ایمن کنم
اگر میں سانپ پکڑتا ہوں اور اس کے دانت اکھاڑ دیتا ہوں — تو اس لئے کہ اس کو سر کچلنے سے محفوظ کر دوں

زانکہ آں دانداں عدوئے جانِ اوست — من عدو را می کنم زیں علم دوست
چونکہ دانت اس کی جان کے دشمن ہیں — میں دشمن کو اس علم کے ذریعہ دوست بناتا ہوں

از طمع ہرگز نخوانم من فسوں — ایں طمع را کردہ ام من سرنگوں
میں لالچ کی وجہ سے منتر نہیں پڑھتا ہوں — میں نے تو لالچ کو اندھے منہ کر دیا ہے

حاش للہ طمع من از خلق نیست — از قناعت در دلِ من عالمے ست
خدا کی قسم مجھے لوگوں سے لالچ نہیں ہے — میرے دل میں قناعت کا ایک جہان ہے

از سرِ[2] امرود بن بینی چناں — زاں فرود آ تا نماند آں گماں
تو امرود کے درخت سے ایسا دیکھتی ہے — اس سے اترا تا کہ وہ گمان نہ رہے

چونکہ[3] برگردی و سرگشتہ شوی — خانہ را گردندہ بینی و آں توئی
جب تو گھومے اور سر چکرانے لگے — تو گھر کو گھومتا دیکھے گا حالانکہ گھومنے والا تو ہی ہے

دَر بیانِ آنکہ جُنبیدنِ ہر کسے ازانجاست کہ ویست
اس بیان میں کہ ہر چیز کا حرکت کرتے نظر آنا اس لئے ہے کہ وہ

ہر کسے را از چُنبرہ وجودِ خود بیند تا بہ کبود آفتاب را
ہر چیز کو اپنے وجود کے حلقہ سے دیکھتا ہے یہاں تک کہ نیلے رنگ کے

کبود نماید سُرخ سُرخ نماید چوں تابہا از رنگ
ذریعہ سورج کو نیلا اور سُرخ کے ذریعہ سُرخ دکھاتا ہے جب چمک رنگ سے

---

[1] آتش۔ یعنی مُفلس کی آگ۔ آتشش سوزد۔ یعنی جو خدا کے بارے میں یہ خیال کرے کہ غنی باعث رحمت اور فقر باعث عذاب ہے خدا اس کو برباد کر دے۔ الفقر فخری۔ حدیث صحیح بات ہے اور اپنے حقیقی معنی میں ہے۔ لقبہا۔ یعنی بیوی نے جو سپیرا کہا۔ ایمن۔ مطمئن۔ عدو۔ سانپ کو اس کے دانتوں کی وجہ سے مارا جاتا ہے۔ زیں علم۔ منتر۔ ایں طمع یعنی میں نے لالچ کو دل سے نکالدیا ہے۔ قناعت۔ تھوڑے پر صبر کرنا

[2] سَرِ امرود۔ مولانا نے دفتر چہارم میں ایک قصہ نقل کیا ہے کہ ایک بدکار عورت نے اپنے شوہر کیساتھ یہ فریب کیا کہ اس کو باغ میں لے گئی اور ایک امرود کے درخت کے نیچے لیجا کر بولی کہ تو نیچے رہ میں اوپر سے امرودوں کی شوہر نیچے رہا وہ اوپر سے امرود دینے لگی پھر تھوڑی دیر بعد شور مچانے لگی کہ تو بدفعلی کیوں کرا رہا ہے وہ مرد حیران ہوا اور انکار کیا تو بولی اچھا تو اوپر چڑھ کر امرود توڑ کر مجھے دے اور خود نیچے اتر آئی۔ جب وہ امرود توڑ کر دے رہا تھا اس نے اپنے ایک یار کو بلا لیا اور اس سے زنا میں مصروف ہو گئی۔ شوہر اوپر سے چیخا کہ یہ کیا حرکت ہے تو کہنے لگی کچھ نہیں ہاں یہ اس پیڑ کا اثر ہے کہ جو اس پر چڑھا ہوتا ہے اس کو نیچے کا آدمی بدفعلی کراتا نظر آتا ہے۔ مولانا نے اسی قصہ کیطرف اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔ بُن۔ بوٹا۔ پودا

[3] چُونکہ۔ جس شخص کا سر گھومتا ہے اس کو ہر چیز گھومتی نظر آتی ہے۔ چنبرہ۔ حلقہ۔ کبود۔ نیلا۔ دربیان۔ اس عنوان کا خلاصہ یہ ہے کہ اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ ہر انسان اپنے اوپر دوسرے کو قیاس کرتا ہے برے کو سب بُرے اور اچھے کو اچھے نظر آتے ہیں۔

بیروں آید و سفید شود از ہمہ تابہائے دیگر راست
صاف ہو جاتی ہے اور سفید ہو جاتی ہے تو تمام دوسری روشنیوں سے زیادہ صحیح
گوتر باشد
دکھانے والی ہوتی ہے

دید احمدؐ را ابو جہل و بگفت | زشت نقشی کز بنی ہاشم شگفت
ابو جہل نے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا اور کہا | تو بدصورت ہے جو بنی ہاشم میں پیدا ہوا ہے

گفت احمدؐ مر ورا کہ راستی | راست گفتی گرچہ کارا[1] فزاستی
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ تو سچا ہے | تو نے سچ کہا ہے اگرچہ بیہودہ گو ہے

دید صدیق[2] نقش بگفت اے آفتاب | اے ز شرقی نے زغربی خوش بتاب
حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) نے انکو دیکھا تو کہا اے آفتاب! | اے وہ کہ جو نہ مشرقی ہے نہ مغربی خوب روشن ہو

گفت احمدؐ راست گفتی اے عزیز | اے رہیدہ تو ز دنیائے نچیز
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا اے عزیز! تو نے سچ کہا | اے وہ! کہ جو نا چیز دنیا سے آزاد ہے

حاضراں گفتند کاے صدرُ الورا | راست گو گفتی تو دو ضد گو[3] را چرا
حاضرین نے کہا، کہ اے سرورِ عالمؐ! | آپ نے دو متضاد باتیں کہنے والوں کو سچا کیوں کہا؟

گفت من آئینہ ام مصقولِ دست | تُرک و ہندو در من آں بیند کہ ہست
فرمایا میں ہاتھ کا منجھا ہوا آئینہ ہوں | تُرک اور ہندوستانی مجھ میں وہی دیکھتا ہے جو وہ خود ہے

ہر کرا آئینہ باشد پیشِ رُو | زشت و خوبِ خویش را بیند دُرو
جس کے منہ کے سامنے آئینہ ہو | اپنے اچھے اور برے کو اس میں دیکھے گا

اے زن ارطمّاع می بینی مرا | زیں تحرّیِ زنانہ بر تر آ
اے بیوی! اگر تو مجھے لالچی سمجھتی ہے | تو اس زنانہ اٹکل سے باہر نکل

آں طمع را مانَد و رحمت بُوَد | کو طمع آنجا کہ آں نعمت بُوَد
وہ (فقر) لالچ کے مشابہ ہے اور رحمت ہوتا ہے | جہاں یہ نعمت ہو وہاں لالچ کہاں؟

امتحاں کُن فقر را روزے دو تو | تا بفقر اندر غِنا بینی دو تو
تو دو دن فقر کو آزمالے | تا کہ فقر کے ذریعے تجھے دوگنی غنا نظر آئے

صبر کُن با فقر و بگذار ایں مَلال | زانکہ در فقرست عِزِّ ذُوالجلال
فقر پر صبر کر لے اور اس رنج کو ترک کر دے | کیونکہ فقر میں خدا داد عزت ہے

[1] کارافزاء ضرورت سے زیادہ کام کرنے والا۔
[2] صدیق۔ حضرت ابو بکرؓ کا لقب ہے۔ نے زغربی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف مشرق والوں کے لئے ہیں۔ نہ مغرب والوں کے لئے بلکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ نچیز۔ ناچیز۔ کائے۔ کہ اے۔ صدر لوریٰ۔ مخلوق کے سردار۔
[3] ضد گو۔ خلاف بولنے والا، مصقول۔ منجھا ہوا۔ تُرک۔ یعنی گورا۔ ہندو یعنی کالا۔ تحرّی۔ اٹکل کرنا۔ آں لوگوں کو مسخر کرنا آں۔ نعمت یعنی رحمت خداوندی۔ دو تو۔ دگنا۔

سِرکہ[۱] مفروش و ہزاراں جاں ببین — از قناعت غرقِ بحرِ انگبیں
ترش روئی نہ کر اور دیکھ ہزاروں جانیں — قناعت کی وجہ سے شہد کے سمندروں میں ڈوبی ہوئی ہیں

صد ہزاراں جان تلخی کش نگر — ہمچو گل آغشتہ اندر گل شکر
تلخی برداشت کرنیوالی لاکھوں جانوں کو دیکھ — گلقند میں پھولوں کی طرح لت پت ہیں

اے دریغا مر ترا گنجا بُدے — تا ز جانم شرحِ دل پیدا شُدے
ہائے افسوس! تجھ میں اگر گنجائش ہوتی — تو میری جان سے دل کی شرح ظاہر ہوتی

ایں سخنِ شیرست در پستانِ جاں — بے کشندہ خوش نمیگرد د رواں
یہ باتیں جان کے پستان میں دودھ ہیں — چوسنے والے کے بغیر اچھی طرح جاری نہیں ہوتی ہیں

مستمع چوں تشنہ و جویندہ شد — واعظ ار مُردہ[۲] بُوَد گویندہ شد
سننے والا جب پیاسا اور طلبگار ہو — وعظ کہنے والا اگر مردہ (بھی) ہو تو بولنے لگتا ہے

مُستمع چوں تازہ آید بے مَلال — صد زباں گردد بگفتن گنگ و لال
سُننے والا جب تازہ دم اور بے تکان ہو — سینکڑوں گونگی زبانیں بولنے لگتی ہیں

چونکہ نا محرم در آید از درم — پردہ در پنہاں شوند اہلِ حَرم
جب دروازے سے کوئی نا محرم آتا ہے — مستورات پردے میں چھپ جاتی ہیں

ور در آید محرمے دور از گزند — بر گشایند آں ستیراں روئے بند
اور اگر کوئی محرم آتا ہے' خدا اس کو سلامت رکھے — تو مستورات نقاب اٹھا دیتی ہے

ہر چہ[۳] را خوب و خوش و زیبا کنند — از برائے دیدۂ بینا کنند
جس چیز کو اچھا اور عمدہ اور حسین بناتے ہیں — دیکھنے والی آنکھ کے لئے بناتے ہیں

کے بُوَد آوازِ چنگ از زیر و بم — از برائے گوش بے حسِ اصم
سارنگی کی زیر و بم کی آواز کب ہوتی ہے؟ — بہرے، بے حس کے کان کے لئے

مُشک را حق بیہدہ خوشدم نکرد — بہر شم کرد و پئے اخشم نکرد
اللہ تعالیٰ نے مُشک کو خوشبو دار بیکار نہیں بنایا — سونگھنے کیلئے بنایا ہے بےحس ناک والے کیلئے نہیں بنایا

نائے را حق بیہدہ خوشدم نکرد — بہرِ اِنس آمد پئے اَہرم نکرد
اللہ تعالیٰ نے بانسری کو خوش آواز بیکار نہیں بنایا — انسان کیلئے بنی ہے شیطان کیلئے نہیں بنی

حق زمین و آسماں بر ساختہ است — درمیاں بس نور و نار افروختہ است
اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بنایا ہے — درمیان میں نور اور نار کو روشن کیا ہے

[۱] سِرکہ مفروش۔ ترشروئی نہ کر۔ قَناعت۔ تھوڑے پر صبر کرنا۔ انگبین۔ شہد آغشتن۔ آلودہ ہونا۔ گلشکر۔ گلقند۔ گنجا۔ گنجائش کا مخفف ہے۔ ایں سخن۔ یعنی اسرارِ معرفت شیخ پر اسیوقت وارد ہوتے ہیں۔ جب کوئی طالب صادق ہو۔

[۲] مُردہ بُود۔ یعنی شیخ کی طبیعت حاضر نہ بھی ہو واردات شروع ہو جاتی ہیں۔ گنگ۔ گونگا۔ لال۔ گونگا۔ نامحرم۔ اجنبی۔ یعنی وہ شخص جو اسرار سننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ اہلِ حَرم۔ زنانہ خانہ۔ یعنی اسرار معرفت۔ ستیراں۔ مستورات یعنی اسرارِ معرفت۔ روئے۔ بند۔ نقاب۔

[۳] ہرچہ۔ یعنی اسرار اہل معرفت کے لئے ہیں۔ اصم۔ بہرہ۔ شم سونگھنا۔ اخشم۔ جس کی ناک میں حس نہ ہو۔ خوشدم۔ خوش آواز۔ انس۔ انسان۔ اہرم۔ شیطان۔ دبو۔ نور و نار۔ خیر و شر۔

ایں زمیں را از برائے خاکیاں
آسماں را مسکنِ افلاکیاں

اس زمین کو خاک والوں کے لئے
آسمان کو آسمان والوں کے رہنے کی جگہ (بنایا)

مردِ سفلی[1] دشمنِ بالا بُوَد
مشتریِ ہر مکاں پیدا بُوَد

نیچے رہنے والا انسان اوپر کا مخالف ہوتا ہے
ہر مکان کا خریدار پیدا ہو جاتا ہے

اے ستیرہ ہیچ تو برخاستی
خویشتن را بہر کورآ راستی

اے پردہ نشین! کبھی تو تیار ہوئی ہو ہے
اپنے آپ کو اندھے کے لئے تو نے آراستہ کیا ہے

گر جہاں را پُر درِ مکنوں[2] کنم
روزیِ تو چوں نباشد چوں کنم

اگر میں دنیا کو اچھوتے موتیوں سے بھر دوں
تب بھی تیرا حصہ نہ ہو تو میں کیا کروں؟

ترک جنگ و رہزنی اے زن بگو
وَر نمیگوئی بترکِ من بگو

اے بیوی ڈکیتی اور جنگ ترک کر دے
اگر نہیں چھوڑتی ہے تو مجھے چھوڑ دے

مر مرا چہ جائے جنگ نیک و بد
کایں دلم از صلحہا ہم می رمد

نیک و بد کی لڑائی کا میرے لئے کیا موقع ہے؟
اس لئے کہ میرا دل تو صلح سے بھی بھاگتا ہے

بر سرِ ایں ریشہا نیشم مزن
زخمہا بر جانِ بے خویشم مزن

میرے ان زخموں پر ڈنک نہ مار
میری بے خود جان پر زخم نہ لگا

گر خمش گردی وگرنہ آں کنم
کہ ہمیں دم ترکِ خان و ماں کنم

اگر تو چپ ہوتی ہے تو خیر ورنہ میں یہ کروں گا
کہ ابھی گھر بار چھوڑ دوں گا

پا تہی گشتن بہ است از کفش[3] تنگ
رنج غربت بہ کہ اندر خانہ جنگ

تنگ جوتے سے پیر کا ننگا ہونا بہتر ہے
خانہ جنگی سے، سفر کی تکلیف بہتر ہے

مُراعات کردن زن شوئے را و اِستغفار نمودن از گفتہ خود

عورت کا مرد کی رعایت کرا اور اپنے کہے ہوئے سے توبہ کرنا

زن چو دید اُورا کہ تند و توسن ست
گشت گریاں گریہ خود دامِ زن ست

جب عورت نے اس کو دیکھا کہ تند اور تیز ہے
رونے لگی، رونا تو خود عورت کا جال ہے

گفت از تو کے چنیں پنداشتم
از تو من اُمیدِ دیگر داشتم

بولی، میں تمہیں ایسا نہ خیال کرتی تھی
تم سے تو مجھے اور ہی توقع تھی

---

[1] سفلی۔ نچلے درجہ کا دشمن۔ مخالف۔ مُشتری خریدار۔ ستیرہ۔ مستورہ، پردہ نشین۔ کور اندھا۔

[2] دُرِ مکنوں سیپ میں چھپا ہوا موتی جو نہایت آبدار ہوتا ہے۔ مرا یعنی جنگ و جدل تو در کنار صلح کی بھی میرے دل میں گنجائش نہیں، علائق دنیوی ختم کر چکا ہوں۔ نیش۔ ڈنک۔ بے خویش۔ کمزور، بے طاقت خان و مان۔ گھربار۔

[3] کفش۔ جوتا۔ غربت۔ مسافرت، بے وطنی مراعات۔ رعایت برتنا۔ استغفار معافی چاہنا۔ توسن۔ سین کے فتحہ کے ساتھ، سرکش گھوڑا۔ دام۔ جال۔ دیگر۔ یعنی جو تو نے کہا اس کے خلاف۔

زن درآمد از طریقِ نیستی ۱ | گفت من خاکِ شمایم نے ستی
عورت خاکساری سے پیش آئی | بولی، میں تمہاری خاک ہوں، بیوی نہیں ہوں

جسم و جانم ہر چہ ہستم آنِ تُست | حُکم و فرماں جملگی فرمانِ تُست
میرا جسم اور جان جو کچھ بھی ہے تیری ملک ہے | حکم اور فرمان سب تیرا (حق) ہے

گر ز درویشی دلم از صبر جست | بہرِ خویشم نیست ایں بہرِ تو است
اگر فقیری سے میرا دل اُکھڑا | یہ اپنے لئے نہیں (بلکہ) تیرے لئے ہے

تو مرا در دردہا بودی دوا | من نمی خواہم کہ باشی بے نوا
تو میرے دردوں کی دوا رہا ہے | میں نہیں چاہتی کہ تو بے سرو سامان رہے

جانِ تو کز بہرِ خویشم نیست ایں | از برائے تُست ایں بانگ و حنیں
تیری جان کی قسم! یہ اپنے لئے نہیں ہے | یہ رونا اور چیخنا تیرے لئے ہے

خویشِ من واللہ کے بہرِ خویشِ تو | ہر نفس خواہد کہ میرد پیشِ تو
خدا کی قسم میری ہستی تیرے لئے ہے | وہ ہر وقت چاہتی ہے کہ تجھ پر قربان ہو جائے

کاش ۲ جانت کش روانِ من فدے | از ضمیرِ جانِ من واقف شُدے
کاش تیری وہ جان جس پر میری جان فدا ہے | میری جان کے دل کی بات سے واقف ہو جاتی ہے

چوں تو با من ایں چنیں بودی بظن | ہم ز جان بیزار گشتم ہم ز تن
جبکہ تیرا گمان میرے ساتھ یہ ہے | میں جسم و جان سے بیزار ہو گئی ہوں

خاک را بر سیم و زر کردیم چوں | تو چنینی ۳ با من اے جان را سکوں
میں نے چاندی، سونے پر خاک ڈالی، جبکہ | تیرا میرے ساتھ یہ معاملہ ہے اے سکون دل!

تو کہ در جان و دلم جامی کُنی | زیں قدر از من تبرّامی کنی
تو جو کہ میرے دل و جان میں جگہ بنائے ہوئے ہے | مجھ سے اسقدر (اظہار) بیزاری کر رہا ہے

تو تبرّا کُن کہ ہستت دستگاہ | اے تبرّائے ترا جاں عذر خواہ
تو بیزار ہو جا، کیونکہ تجھے اختیار ہے | اے (وہ کہ) تیری بیزاری سے میری جان معافی چاہتی ہے

یاد می کُن آں زمانے را کہ من | چوں صنم بُو دم تو بُودی چوں شمن
وہ وقت بھی یاد کرے کہ .... میں | بُت کی طرح تھی اور تو پجاری کی طرح تھا

بندہ بر وفقِ تو دل افروخت ست | ہر چہ گوئی پخت گویم سوخت ست
بندی نے تیری موافقت کیلئے دل منور کرلیا ہے | جس کو تو کہے گا پک گیا میں کہونگی جل گیا ہے

---

۱ نیستی۔ خاکساری۔ ستی۔ نیک عورت آن۔ ملکیت۔ جملگی تمام بہرِ تو تیرے لئے۔ جانِ تو تیری جان کی قسم۔ بانگ چیخ وپکار۔ حنیں۔ رونا۔ خویش من۔ میری ہستی۔ ہر نفس ہردم

۲ کاش۔ تو کہ جس پر میری جان قربان ہے میرے دل کی بات سے واقف ہو جاتا اور میرے ظاہیر الفاظ سے برانہ مانتا۔ چوں۔ تو نے بدگمانی سے سمجھا کہ میں محض اپنے آرام کے لئے زر کی طالب ہوں۔ لہٰذا میں جینے سے بیزار ہوں۔

۳ تو چنینی۔ یعنی جب تیرا میرے بارے میں یہ خیال ہے۔ تبرّا۔ اظہار بیزاری۔ دستگاہ۔ قدرت، قابو۔ صنم۔ بت۔ شمن۔ شین اور میم کے فتحہ کے ساتھ، بت پرست ہر چہ۔ یعنی تجھ سے ایک قدم آگے بڑھ کر تائید کرونگی۔

من سپاناخ[1] توام ہرچم پزی — یا بہ ترشی یا بہ شیریں می سزی
میں تیرے لئے پالک کا ساگ ہوں جس چیز میں تو چاہے مجھے پکالے — کھٹائی میں یا مٹھائی میں تیرے لئے مناسب ہے

کفر گفتم نک بایماں آمدم — پیشِ حُکمت از سَرِ جاں آمدم
میں نے کفر بکا اب میں ایمان لے آئی ہوں — تیرے حکم کے سامنے جان سے حاضر ہوں

خوئے شاہانہ ترانشناختم — پیشِ تو گستاخ خر[2] درتاختم
تیرے شاہانہ مزاج کہ میں نہ پہچانی — تیرے سامنے بے باکی سے میں نے سواری ہانکی

چوں زعفوِ تو چراغے ساختم — توبہ کردم اِعتراض انداختم
اب تیرے عفو کو میں نے چراغ بنا لیا — میں نے توبہ کر لی، اعتراض کو چھوڑ دیا

می نہم پیشِ تو شمشیر و کفن — می کشم پیشِ تو گردن رابزن
میں تیرے سامنے تلوار اور کفن رکھتی ہوں — تیرے سامنے گردن جھکاتی ہوں مجھے مار ڈال

از فراقِ تلخ می گوئی سخن — ہرچہ خواہی کُن ولیکن ایں مکُن
تو کڑوے فراق کی بات کرتا ہے — جو چاہے کر، لیکن یہ نہ کر

درتو از من عُذر خواہے ہست سرّ — باتو بے من اُو شفیعے مستمرِ[3]
میرے بارے میں تجھ میں عذرخواہی کرنیوالی ایک پوشیدہ چیز ہے — جو میری عدم موجودگی میں ہمیشہ تجھ سے سفارش کرنیوالی ہے

عذر خواہم در درونت خلقِ تُست — زاعتمادِ اُو دِل من جُرم جُست
میرا عذرخواہ تیرے اندر ہے، وہ تیرا اخلاق ہے — اس کے بھروسہ پر میرے دل نے جرم کیا ہے

رحم کُن پنہاں زخود اے خشمگیں — اے کہ خُلقت بہ زصد من انگبیں
اے غضبناک! اپنی طرف سے چپکے سے رحم کردے — اے وہ کہ تیرا اخلاق سو من شہد سے بہتر ہے

زیں نَسَق می گفت بالطف وکشاد — درمیانِ گریہ بر رُو اوفتاد
اس طور پر نرمی سے اور دل کھولکر وہ کہہ رہی تھی — روتے روتے منہ کے بل گر پڑی

گریہ چوں از حد گزشت وہائے ہائے — از حنینش مرد را شُد دل زجائے
جب اس کا رونا اور ہائے ہائے کرنا حد سے بڑھ گیا — اس کے رونے سے مرد کا دل پگھل گیا

چوں قرارش ماند وصبرش بجائے — زانکہ بے گریہ بُد اُو خود دلربائے
اس کا صبر و قرار کس طرح باقی رہتا — اس لئے کہ وہ تو روئے بغیر (ہی) دلربا تھی

ازاں باراں یکے برقے پدید — زو شرارے بر دِل مردے جہید
اُس بارش سے ایک بجلی چمکی — اور اس کی ایک چنگاری مرد کے دل پر آ گری

---

[1] سپاناخ۔ پالک کا ساگ۔ ہرچم۔ بہرچہ مرا۔ پزی۔ پختن بمعنی پکانا کا مضارع مخاطب ہے۔ می سزی۔ ترا سزاوار است۔

[2] خر۔ گدھا، سواری تاختن۔ دوڑانا چراغ۔ یعنی مشعل راہ۔ ایں مکن۔ جدائی نہ کر۔ سر۔ باطن۔

[3] مستمر۔ ہمیشہ شفیع۔ سفارشی خُلق۔ اخلاق حسنہ انگبیں۔ شہد۔ نسق۔ طرز طریق کُشاد۔ کُشایش دل حنین۔ رونا۔ دل از جاشدن۔ رحم آنا۔ شرار۔ چنگاری۔

زانکہ بندہ[1] اُروئے خوبش بُود مَرد — چوں بُود چوں بندگی آزاد کرد
اس لئے کہ مرد اس کے حسین چہرہ کا غلام تھا — کیا ہو گا جب آزاد غلامی کرنے لگے؟

آنکہ از کبرش دلت لرزاں بُود — چوں شوی چوں پیشِ تو گریاں شود
وہ جس کے تکبر سے تیرا دل لرزتا ہو — تیرا کیا حال ہوگا اگر وہ تیرے سامنے رونے لگے

آنکہ از نازش دل و جان خوں بود — چونکہ آید در نیاز اُو چوں بُود
وہ جس کے ناز سے دل اور جان خون ہوں — جب وہ نیاز مندی کرنے لگے تو کیا ہو گا؟

آنکہ در جَور و جفایش دامِ ماست — عُذرِ ما چہ بُود چو اُو در عذر خاست
وہ جو ظلم و ستم میں ہمارے لئے جال ہے — اگر وہ عذرخواہی کرنے لگے تو ہمارا کیا عذر ہوگا؟

آنکہ جز خونریزیش کارے نبُود — چوں نہد گردن زہے سودا و سُود
وہ جس کا خونریزی کے علاوہ کوئی کام نہ تھا — جب وہ گردن جھکا دے تو کتنا اچھا سودا اور نفع ہے

آنکہ جز گردن کشی ناید ازو — خوش درآید با تو چوں باشد بگو
وہ جس کو تکبر کے سوا کچھ نہ آتا ہو — تجھ سے اچھی طرح پیش آئے تو بتا کیا ہوگا؟

زُیِّنَ[2] لِلنَّاسِ حق آراستہ است — زانکہ حق آراست چوں تانند رَست
"زین للناس" کو خدا نے آراستہ کیا ہے — جسکو خدا نے آراستہ کیا ہو اس سے چھٹکارا کیسے ہوسکتا ہے؟

چوں پے یَسْکُنْ اِلَیْهَاش آفرید — کے تواند آدمؑ از حوّا برید
جب اس کو یسکن الیها کیلئے پیدا فرمایا ہے — تو آدمؑ حوا سے کیسے جدا ہو سکتے ہیں؟

رُستم[3] زال ار بود وز حمزہ بیش — ہست در فرماں اسیرِ زالِ خویش
اگر رستم زال ہو اور (حضرت) حمزہؓ سے بھی بڑھا ہوا — وہ اپنی بوڑھی (بیوی) کے حُکم کا قیدی ہے

آنکہ عالم مستِ گفتش آمدے — کلّمینی یا حُمیرا میزدے
وہ ذات جس کی گفتگو سے عالم مست ہو جاتا — فرماتی تھی کہ اے حمیرا! مجھ سے بات کر

آب غالب شد بر آتش از نہیب — آتشش جوشد چو باشد در حجیب
بڑائی کی وجہ سے پانی آگ پر غالب ہے — پردے میں ہو تو وہ آگ سے جوش کھانے لگتا ہے

چونکہ دیگے حائل آمد ہر دو را — نیست کرد آں آب را کردش ہوا
جب دیگ دونوں میں حائل ہو گئی — اس (آگ) نے پانی کو معدوم کردیا اس کو ہوا بنا دیا

ظاہراً بر زن چو آب ار غالبی — باطناً مغلوب و زن را طالبی
اگرچہ بظاہر تو عورت پر پانی کی طرح غالب ہے — در پردہ تو مغلوب اور عورت کا شیدائی ہے

[1] بَندَہ۔ غلام۔ بندگی غلام۔ آزاد یعنی محبوب جو آزاد آقا کی طرح ہوتا ہے۔ نیاز۔ عاجزی۔ آنکہ در جَورِ۔ محبوب کا جور و جفا عاشق کا جال ہے تو معشوق کی عذر خواہی کے بعد عاشق کا کیا حال ہوگا۔ زہے سودا۔ یعنی جب معشوق فرمانبرداری کرنے لگے تو پھر سبحان اللہ۔

[2] زُیِّنَ۔ قرآن پاک کی آیت ہے زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ الخ لوگوں کو مرغوب چیزوں یعنی بیویوں کی دلبستگی بھلی معلوم ہوتی ہے یَسْکُنُ اِلَیْهَا وہ اس سے سکون حاصل کرے حضرت آدمؑ اور حوا کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ حوا کو اس لئے پیدا کیا تاکہ آدمؑ اس سے سکون حاصل کریں۔

[3] رستم زال۔ یعنی زال کا بیٹا رستم۔ زال۔ بوڑھی یہاں بیوی مراد ہے۔ حمزہ۔ ایک مشہور پہلوان بھی ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے چھوٹے چچا کا نام بھی ہے جن کی شجاعت ضرب المثل ہے۔ حُمیرا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے۔ نہیب۔ عظمت، رعب۔ حائل۔ آڑ۔ ہر دو۔ آگ پانی باطناً چونکہ تعلق خاطر ہے۔

این چنیں خاصیتے۱ در آدمی ست | مہر حیواں را کم ست آں از کمی ست
یہ انسان کی خصوصیت ہے | حیوان میں محبت کم ہے یہ نقصان کیوجہ سے ہے

دَر بیانِ حدیث اِنَّھُنَّ یَغْلِبْنَ الْعَاقِلَ وَیَغْلِبُھُنَّ الْجَاھِلُ

اس حدیث کے بیان میں کہ بیشک وہ عورتیں عقلمند پر غالب ہیں اور جاہل انپر غالب ہے

گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلاں | غالب آید سخت بر صاحبدلاں
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ عورت عقلمندوں | اور صاحب دلوں پر بہت غالب ہے

باز برزن جاہلاں چیرہ شوند | زانکہ ایشاں تُند و بس خیرہ روند
پھر جاہل لوگ عورت پر غالب ہو جاتے ہیں | کیونکہ وہ بدمزاجی اور اکڑپن سے چلتے ہیں

کم بودشاں رقّت ولُطف و وِداد۲ | زانکہ حیوانی ست غالب برنہاد
ان میں نرمی، مہربانی اور محبت کم ہوتی ہے | کیونکہ ان کی طبیعت پر حیوانیت غالب ہے

مِہر و رقّت وصفِ انسانی بُود | خشم و شہوت وصفِ حیوانی بُود
محبت اور نرمی انسانی وصف ہوتا ہے | غصہ اور شہوت حیوانی وصف ہوتا ہے

پرتوِ حق ست آں معشوق نیست | خالق ست آں گوئیا مخلوق نیست
وہ اللہ (تعالیٰ) کا عکس ہے، معشوق نہیں ہے | گویا وہ خالق ہے، مخلوق نہیں ہے

تسلیم کردنِ مَرد خودرا بانچہ التماس زن بُود از طلبِ مَعیشت و آں اِعتراض را اِشارہٗ حق دانستن

مرد کا عورت کی درخواست کو قبول کرنا جو روزگار کے بارے میں تھی اور اس اعتراض کو اللہ کا اشارہ جاننا

بنزدِ عقلِ ہر دانندہٗ ہست | کہ باگردندہ گردانندہٗ ہست
ہر عقلمند کے نزدیک یہ (مسلم) ہے | کہ گھومنے والے کے ساتھ گھمانے والا ہے

ازاں چرخہ کہ گرداند زنِ پیر | قیاسِ چرخِ۳ گرداں راہمی گیر
اس چرخ کی طرح جس کو بوڑھی گھمارہی ہے | گھومنے والے آسمان کو قیاس کر لو

مرد ازاں گفتن پشیماں شد چناں | کز عَوانی ساعتِ مُردن عَواں
مرد اُس گفتگو سے ایسا شرمندہ ہوا | جیسے ظالم مرتے وقت ظلم سے

گفت خصمِ جانِ جاں چوں آمدم | بر سَرِ جاں من لکدہا چوں زدم
بولا، جانِ جاں کا میں مد مقابل کیوں بنا؟ | میں نے اپنی جان سے بدسلوکی کیوں کی؟

---

۱ خاصیتے۔ یعنی انس و محبت انسان کا خاصہ ہے۔ از کمی۔ یعنی حیوان کی خلقت انسان سے ناقص ہے۔ حدیث۔ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ حدیث کی مشہور کتابوں میں نہیں ہے۔ تُند۔ بدمزاج۔ خیرہ۔ بیہودہ۔ رقت۔ دل کی نرمی۔

۲ وِداد۔ محبت۔ پرتو۔ روشنی، عکس، شعاع۔ خالق، عورت، مرد کو جنم دیتی ہے اور تربیت کرتی ہے۔ التماس، درخواست کرنا۔ معیشت۔ روزگار۔

۳ چرخ گرداں۔ آسمان۔ عَوان۔ عین کا فتحہ اور واؤ کا تشدید ہے لیکن یہاں بلا تشدید پڑھا جائے ظالم سخت گیر۔ عوانی میں یار مصدری ہے۔ خصم۔ دشمن۔ مخالف۔ جانِ جاں محبوب۔ لکد۔ لاتیں مارنا، بدسلوکی کرنا۔

چوں قضا آید نماند فہم و رائے | کس نمی داند قضا را جز خدائے
جب قضا آتی ہے عقل اور سمجھ نہیں رہتی ہے | خدا کے علاوہ قضا کو کوئی نہیں جانتا ہے

چوں قضا آید فرو پوشد بَصَر | تا نداند عقلِ ما با رازِ سَر
جب قضا آتی ہے آنکھیں بند کر دیتی ہے | تاکہ ہماری عقل سر پیر کو نہ سمجھ سکے

زاں امام المتقیں۱ داد ایں خبر | گفت اِذَا جَاءَ الْقَضَاءُ عَمِیَ الْبَصَر
اسی لئے متقیوں کے امام نے یہ خبر دی ہے | فرمایا جب قضا آتی ہے آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں"

چوں قضا بگذشت خود را می خورد | پردہ بدریدہ گریباں می درد
جب قضا گذر جاتی ہے انسان اپنے آپ کو کاٹتا ہے | پردہ چاک کر کے گریبان چاک کرتا ہے

مَرد گفت اے زن پشیماں می شوم | گر بُدم کافر مسلماں می شوم
مرد نے کہا اے بیوی میں شرمندہ ہوں | اگر میں کافر تھا تو مسلمان ہوتا ہوں

من گنہگارم تو اَم رحمے بکُن | بر مکَن یکبار گیم از بیخ و بُن
میں خطا دار ہوں تو مجھ پر رحم کر | ایک بارگی میری بیخ کنی نہ کر

کافرِ پیرار پشیماں می شود | چونکہ عُذر آرد مسلماں می شود
بوڑھا کافر اگر شرمندہ ہوتا ہے | جب عذر کرتا ہے تو مسلمان ہو جاتا ہے

من گنہگارم تو اَم رحمے بکُن | عذرِ من بپذیرد بشنو ایں سخن
میں خطاوار ہوں تو مجھ پر رحم کر | میرا عذر قبول کر لے اور یہ بات سن

حضرت۲ پُر رحمت ست و پُر کرم | عاشقِ اُوہم وجود وہم عدم
رحمت اور کرم سے بھرا دربار ہے | وجود اور عدم (دونوں) اس کے عاشق ہیں

کفر و ایماں عاشقِ آں کبریا | مِس و نقرہ بندۂ آں کیمیا
کفر اور ایمان اس کبریا کے عاشق ہیں | تانبا اور چاندی اس کیمیا کے غلام ہیں

دَر بیانِ آنکہ موسیٰؑ و فرعون ہر دو مسخرِ یک تمشیت انچنانکہ زہر و پا زہر و ظلمت و نور وخلوتِ فرعون باحق تعالیٰ

اس بیان میں کہ موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون دونوں ایک ہی مشیت کے تابع ہیں جیسا کہ زہر اور تریاق اور تاریکی اور روشنی اور فرعون کے اللہ تعالیٰ سے خلوت

---

۱ امام المتقین۔ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ می خورد۔ یعنی افسوس میں ہاتھوں کو کاٹتا ہے۔ پردہ۔ یعنی غفلت کا پردہ مکن۔ کندن۔ بمعنی اکھاڑنا سے نہی کا صیغہ ہے۔

۲ حضرت۔ یعنی دربارِ خداوندی۔ وجود یعنی وجود اور عدم دونوں اس کے حکم کے تابع ہیں۔ مس۔ تانبا۔ مسخر۔ تابع۔ تمشیت۔ مشیت۔ خداوندی پا زہر۔ تریاق۔

موسیٰؑ و فرعون معنٰے را رہی ۱ ظاہر آں رہ دارد و ایں بے رہی

موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون ایک حقیقت کے تابع ہیں بظاہر وہ راستہ پر ہے اور یہ بے راہ

روز موسیٰؑ پیش حق نالاں شدہ نیم شب فرعون ہم گریاں شدہ

موسیٰ (علیہ السلام) دن میں (بھی) اللہ کے سامنے روتے تھے آدھی رات کو فرعون بھی رویا

کایں چہ غُلّ ست اے خدا بر گردنم ورنہ غُل باشد کہ گوید من منم

کہ اے خدا! میری گردن میں یہ کیسا طوق ہے اگر طوق نہ ہو تو "میں میں ہوں" کون کہے؟

زانکہ موسیٰؑ را تو مہ رُو کردہٗ ماہِ جانم را سیہ رُو کردہٗ

جس سے تو نے موسیٰ (علیہ السلام) کو چاند کی شکل کر دیا ہے میری جان کے چاند کو سیہ رو کر دیا ہے

زانکہ موسیٰؑ را منوّر کردہٗ مر مرا زاں ہست مکدّر کردہٗ

جس سے تو نے موسیٰ (علیہ السلام) کو روشن کر دیا ہے اسی سے مجھے غبار آلود کر دیا ہے

بہتر از ماہے نمود استارہ ام چوں خسوف آمد چہ باشد چارہ ام

میرا ستارہ چاند سے بہتر معلوم ہوتا تھا جب گرہن لگیا میں کیا کروں

نوبتم گر ربّ و سلطاں می زنند مہ گرفت ۲ و خلق پنگاں می زنند

اگر لوگ میرے رب اور سلطان ہونے کا ڈنکا بجاتے ہیں تو چاند گرہن میں ڈگیا، لوگ تھالی بجاتے ہیں

میزنند آں طاس و غوغا می کنند ماہ را زاں زخمہ رسوا می کنند

لوگ طشت بجاتے ہیں اور شور مچاتے ہیں چاند کو اس ڈنکے سے رسوا کرتے ہیں

من کہ فرعونم ۳ ز خلق اے وائے من زخم طاس آں ربی الاعلائے من

میں جو کہ فرعون ہوں ہائے افسوس مخلوق کی جانب سے ڈنکے کی چوٹ میرے "ربی الاعلیٰ" پر

خواجہ تاشانیم امّا تیشہ ات می شگافد شاخ را در بیشہ ات

ہم ایک آقا کے غلام ہیں لیکن تیرا کلہاڑا تیرے جنگل میں شاخ میں شگاف لگاتا ہے

باز شاخے را مُوصّل می کند شاخِ دیگر را مُعطّل می کند

پھر ایک شاخ پر پیوند چڑھا دیتا ہے اور دوسری شاخ کو بیکار کر دیتا ہے

شاخ را بر تیشہ دستے ہست نے ہیچ شاخ از دستِ تیشہ رَست نے

شاخ کو کلہاڑے پر قابو ہے نہیں کوئی شاخ کلہاڑے سے بچی نہیں

حقِ آں قدرت کہ آں تیشہ تُراست از کرم کُن ایں کژیہا را تو راست

اُس قدرت کے طفیل جو کہ تیرا کلہاڑا ہے کرم کر کے ان کجیوں کو تو سیدھا کر دے

---

۱ رَہی۔ غلام۔ بے رہی۔ گمراہی یعنی نکوکار اور خطا کار دونوں اپنے اختیار کے ساتھ تابع فرمان ہیں۔ کایں۔ کہ ایں۔ مخمل۔ طوق، یعنی اَناسیت کا طوق۔ من منم۔ یعنی انانیت کا دعویٰ۔ مہ رُو۔ چاند کی سی شکل۔ والا مُکدّر۔ میلا۔ اِستارہ۔ ستارہ الف زیادہ ہے۔ خسوف۔ چاند گرہن۔ نوبت۔ زدن۔ نقارہ۔ پیٹنا۔

۲ مہ گرفت۔ چاند گرہن میں ہے۔ پنگاں۔ تھالی، بعض قومیں چاند گرہن کے وقت تھالیاں بجاتی اور ڈھول پیٹتی ہیں تا کہ چاند گرہن سے نکل جائے۔ ملاش طشلا۔ غُوغا۔ شور و غل۔ زَخمہ وہ چھلا جو انگلی میں پہن کر ستار بجایا جاتا ہے۔ مِضراب

۳ فرعون۔ شاہانِ مصر کا لقب تھا۔ حضرت موسیٰ کے زمانے کے فرعون کا نام مصعب بن ولید تھا لہٰذا فرعون سے مراد شاہ مصر ہے۔ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں۔ یہ فرعون کا مقولہ ہے۔ خواجہ تاش۔ ایک آقا کے دو غلام ہوں۔ تو ہر ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلائیگا۔ تیشہ طبر۔ کلہاڑا۔ بیشہ۔ جنگل مُوصل۔ پیوند نے۔ یعنی شاخ کا کلہاڑے پر کوئی بس نہیں ہے۔ حق یعنی تجق آں قدرت۔ کژی۔ کجی راست۔ سیدھا۔

باز با خود گفته فرعون اے عجب | من نہ در یا ربنا۱ام جملہ شب
پھر فرعون اپنے دل میں کہتا' ہائے تعجب | کیا میں تمام رات یا ربنا میں نہیں ہوتا ہوں؟
در نہاں خاکی و موزوں می شوم | چون بموسیٰؑ می رسم چوں می شوم
تنہائی میں متواضع اور معتدل ہو جاتا ہوں | جب موسیٰ کے سامنے پہنچتا ہوں، کیسا ہو جاتا ہوں؟
رنگِ زرِّ قلب دہ تو می شود | پیشِ آتش چوں سیہ رُومی شود
کھوٹے سونے کا رنگ دس گنا ہوتا ہے | آگ کے سامنے کیسا کالا منہ ہو جاتا ہے
نے کہ قلب و قالبم در حُکمِ اُوست | لحظۂ مغزم کُند یک لحظہ پوست
کیا ایسا نہیں ہے کہ ہمارا قلب اور جسم اسکے تابع ہیں؟ | ایک لحظہ میں ہمیں گودا بنا دیتا ہے ایک لحظہ میں چھلکا
لحظۂ ماہم۲ کُند لحظۂ سیاہ | خود چہ باشد کارِ ایں غیر اِلہ
ایک لحظہ میں ہمیں چاند بنا دیتا ہے ایک لحظہ میں کالا | خدا کے علاوہ یہ کس کا کام ہو سکتا ہے؟
سبز گردم چونکہ گوید کِشت باش | زرد گردم چونکہ گوید زِشت باش
جب وہ کہے کھیتی بن جائیں سبز ہو جاؤں | جب وہ کہے بدصورت بنجا، میں زرد ہو جاؤں
پیشِ چوگانہائے حُکمِ کُن فکان | میدویم اندر مکان و لا مکان
''کن فکان'' کے حکم کے بلے کے آگے | ہم مکان اور لا مکان میں دوڑ رہے ہیں
چونکہ بے رنگے اسیرِ رنگ شد | مُوسیٰ با مُوسیٰ در جنگ شد
جب بے رنگ، رنگ کا پابند ہو گیا | ایک موسیٰ کا دوسرے موسیٰ سے اختلاف ہو گیا
چوں بہ بیرنگی شدی کاں داشتی | موسیٰؑ و فرعون دارند۳ آشتی
جب تو اس بے رنگی میں آ جائے جو تو رکھتا تھا | (معلوم ہوگا کہ) موسیٰ اور فرعون (باہمی) صلح رکھتے ہیں
گر تُرا آید بریں گفتہ سوال | رنگ کے خالی بود از قیل و قال
اگر تو میری اس گفتگو پر سوال کرے | رنگ قیل و قال سے کب خالی ہو سکتا ہے؟
اے عجب کایں رنگ از بیرنگ خاست | رنگ با بیرنگ چوں در جنگ خاست
تعجب ہے، یہ رنگ بے رنگ سے پیدا ہوا | رنگ بے رنگ سے کیوں مختلف ہوا؟
اصلِ روغن ز آب افزوں می شود | عاقبت با آب ضد چوں می شود
تیل کا بیج، پانی سے بڑھتا ہے | انجام کار، پانی کے مخالف کیوں ہوتا ہے؟
چونکہ روغن را ز آب اسرشتہ اند | آب با روغن چرا ضد گشتہ اند
جبکہ تیل کو پانی سے تیار کیا ہے | تو پانی اور تیل میں کیوں تضاد ہے؟

۱ یا ربنا۔ اے ہمارے پروردگار یعنی تمام رات خدا کو پکارتا ہوں۔ خاکی۔ منکسر المزاج۔ موزوں مرسل۔ رنگ۔ مولانا فرماتے ہیں فرعون کی عادتیں طبع شدہ تھیں حضرت موسیٰ کی آتش کے سامنے انکا سنہرا رنگ سیاہ پڑ جاتا تھا۔ کہ۔ بلکہ۔ قلب۔ روح۔ قالب۔ جسم فرعون کی بات کا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ سب مشیت کے تابع ہیں۔ وہ جس کے ساتھ جو معاملہ چاہتا ہے کرتا ہے۔

۲ ماہم کند۔ مرا ماہ کند۔ کشت۔ کھیتی۔ زشت۔ برا۔ کن فکان۔ ہوجا، پس ہو گیا قرآن پاک میں ہے۔ جب خدا کسی بات کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو اس کو حکم دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ بے رنگ وجودِ مطلق۔ اسیرِ رنگ یعنی وجودِ مطلق۔ جب تعین کی قید میں آتا ہے اور وہ وجود صفت امکاں کے ساتھ متصف ہو جاتا ہے۔ موسیٰ۔ یہاں مراد مطلقا نبی ہے۔

۳ دارند آشتی۔ یعنی جو کچھ اختلافات ہیں وہ تعینات کی وجہ سے ہیں وجودِ مطلق کا تقاضہ آشتی اور صلح ہے۔ قیل وقال۔ یعنی اختلافات۔ اے عجب۔ یعنی جب وجودِ مطلق ہی کے سب تعینات ہیں تو وجود مطلق کے خواص محنت میں کیسے بدل گئے۔ اصل۔ اس اشکال کا جواب ہے کہ روغن پانی سے نشو و نما پاتی ہے لیکن پانی اور تیل میں بیر ہے۔

چوں گُل[1] از خارست وخار از گل چرا — ہر دو در جنگ اند واندر ماجرا
جب پھول کانٹے سے اور کانٹا پھول سے ہے کیوں؟ — دونوں جنگ میں (مبتلا) ہیں اور بحث وتمحیص میں؟

یا نہ جنگ ست ایں برائے حکمت ست — ہمچو جنگِ خرفروشاں صنعت ست
یا یہ جنگ نہیں ہے، بلکہ مصلحت کیلئے ہے — دلالوں کی جنگ کی طرح مصنوعی ہے

یا نہ این ست ونہ آں حیرانی ست — گنج باید گنج در ویرانی ست
یا نہ یہ ہے اور نہ وہ، حیرانی ہے — خزانہ چاہئے اور خزانہ ویرانی میں ہے

آنچہ تو گنجش تو ہم می کنی — زاں تو ہم گنج راگم می کنی
جس کو تو خزانہ سمجھ رہا ہے — اس وہم سے تو خزانہ گم کر رہا ہے

چوں عمارت[2] داں تو وہم ورایہائے — گنج نبود در عمارت جایہائے
وہم اور تدبیر کو تو آبادی کی طرح سمجھ — آبادیوں میں خزانہ نہیں ہوتا ہے

در عمارت ہستی و جنگے بود — نیست را از ہستہا ننگے بود
عمارت میں ہستی اور اختلاف ہوتا ہے — فانی کو ہستیوں سے نفرت ہوتی ہے

نے کہ ہست از نیستی فریاد کرد — بلکہ نیست آں ہست را واداد کرد
(یہ بات) نہیں ہے کہ ہست نے نیستی سے نفرت کی — بلکہ نیست نے اس ہست کو رد کر دیا ہے

تو مگو کہ من گریزانم زنیست — بلکہ اُو از تو گریزانست بایست
تو یہ نہ کہہ کہ میں نیست سے گریز کرتا ہوں — بلکہ وہ تجھ سے گریز کرتا ہے ٹھہر

ظاہراً میخواندت اُو سوئے خود — وز دروں می راندت با چوبِ[3] رد
بظاہر وہ تجھے اپنی طرف بلاتا ہے — لیکن باطن میں تجھے ہکانے کی لکڑی سے بھگاتا ہے

قومے اندر آتشِ سوزاں چو ورد — قومے اندر گلستاں با رنج و درد
ایک قوم جلانیوالی آگ میں پھولوں کی طرح ہے — (اور) ایک قوم باغ میں رنج اور درد میں ہے

نعلہائے باژگونہ است اے سلیم — نفرتِ فرعون را داں از کلیم
اے سلیم! یہ الٹے نعل ہیں — فرعون کی نفرت کو موسیٰ (علیہ السلام) کی جانب سے سمجھ

سببِ حرمانِ اَشقیاء از دو جہاں کہ خَسِرُ الدُّنیَا والآخِرَۃ

بدبخت لوگوں کے دو جہاں سے محروم رہنے کا سبب جنھوں نے دنیا اور آخرت میں خسارہ اٹھایا

آں حکیمک اعتقادے کردہ است — کآسماں بیضہ زمیں چوں زردہ است
اس فلسفی نے اعتقاد کیا ہے — کہ آسمان انڈے کی طرح اور زمین زردی کیطرح ہے

---

[1] چوں گل۔ یہ دوسرا جواب ہے یعنی گل اور خار دونوں کا نشو ونما ایک درخت سے ہے پھر بھی دونوں میں تضاد ہے۔ یا نہ جنگ تیسری بات یہ ہے کہ انمیں حقیقی اختلاف نہیں ہے بلکہ مصلحت کی وجہ سے بناوٹی اختلاف ہے۔ حیرانی۔ اوراک اور احساس کا تعطل۔ گنج۔ خزانہ۔ یہاں استغراق فی الحق مراد ہے۔ ویرانی۔ حیرت۔ مجاہدہ۔ گنجش۔ گنج سے مراد دنیوی لذتیں ہیں۔

[2] عمارت۔ آبادی یعنی وہم اور خیالات آبادی کی طرح ہیں، خزانہ ویرانہ میں ملتا ہے۔ آبادی میں نہیں ہوتا۔ نیست۔ یعنی فانی فی اللہ ہستہا۔ یعنی دنیادار مدعیانِ ہستی۔ فریاد کردن۔ شاکی ہونا، نفرت کرنا۔ داد و واپس نیست۔ صاحب فنا۔ راندن۔ ہانکنا ہٹانا۔

[3] چوب رد۔ وہ ڈنڈا جو بلی کتے کو بھگانے کے لئے بنا لیا جاتا ہے۔ قومے۔ یعنی اہل اللہ وَرْد۔ گلاب کا پھول۔ نعلہائے باژگونہ۔ چور جوتوں میں الٹے نعل جڑوا لیتے ہیں۔ تاکہ کھوجی انکی آمد کو رفت سمجھ لے۔ یعنی دراصل تو اہل اللہ کو اہل دنیا سے نفرت ہوتی ہے لیکن نظر یہ آتا ہے کہ دنیا دار انکو ذلیل سمجھ رہے ہیں۔ کلیم۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ حکیمک۔ فلسفی کاف تصغیر کا ہے۔ زردہ انڈے کی زردی۔

گفت سائل چوں بماند ایں خاکداں[۱]
سوال کرنیوالے نے کہا کہ یہ زمین کس طرح ٹھہری ہوئی ہے؟
درمیانِ ایں محیطِ آسماں
اس احاطہ کرنے والے آسمان کے درمیان میں

ہمچو قندیلے معلّق در ہوا
ہوا میں ایک معلق قندیل کی طرح
نے براسفل می رود نے بر عُلا
(جو) نہ نیچے جاتی ہے نہ اوپر

آں حکیمش گفت کز جذبِ سما
اُس فلسفی نے کہا کہ آسمان کی کشش ہے
از جہاتِ شش بماند اندر ہوا
شش جہات سے، ہوا میں ہے

چوں زِ مقناطیس قبّہ ریختہ
جیسے مقناطیس سے ڈھلا ہوا قبہ
درمیان ماند آہنے آویختہ
لٹکا ہوا لوہا (اُس کے) درمیان رہتا ہے

آں دِگر گفت آسمانِ با صفا[۲]
دوسرے نے کہا مصفّٰی آسمان
کے کشد در خود زمینِ تیرہ را
تاریک زمین کو اپنی طرف کب کھینچے گا؟

بلکہ دفعش می کند از شش جہات
بلکہ اُس کو چھ جانبوں سے دفع کرتا ہے
تا بماند درمیانِ عاصفات
تاکہ تیز ہواؤں کے درمیان میں رہے

پس ز دفعِ خاطرِ اہلِ کمال
اہلِ کمال کی طبیعت کے دفع کرنے کی وجہ سے
جانِ فرعوناں بماند اندر ضلال
فرعونوں کی جان گمراہی میں پڑی رہی

پس ز دفعِ ایں جہان و آں جہاں
پس اس جہان اور اس جہان کے دفع کرنے کیوجہ سے
ماندہ اند ایں بیرہاں بے این و آں
یہ گمراہ بغیر اس کے اور بغیر اس کے رہے

سرکشی از بندگانِ ذوالجلال
اللہ کے بندوں سے تو سرکشی اس لئے کرتا ہے
زانکہ دارند از وجودِ تو ملال
کیونکہ وہ تیرے وجود سے رنجیدہ ہیں

کہربا[۳] دارند و چوں پیدا کنند
ان کے پاس کہربا ہے جب وہ اس کو ظاہر کرتے ہیں
کاہِ ہستی تُرا شیدا کنند
تیرے وجود کے تنکے کو عاشق بنا لیتے ہیں

کہربائے خویش چوں پنہاں کنند
اپنے کہربا کو جب وہ چھپا لیتے ہیں
زود تسلیم تُرا طغیاں کنند
فوراً تیری اطاعت کو سرکشی بنا دیتے ہیں

آنچناں کہ مرتبہ حیوانی ست
جس طرح حیوانی مرتبہ ہے
کو اسیر و سغبۂ انسانی ست
کہ وہ انسان کا قیدی اور فرمانبردار ہے

مرتبہ انساں بدستِ اولیا
انسان کا مرتبہ اولیاء کے ہاتھ میں ہے
سغبہ چوں حیواں شناسش اے کیا
حیوان کی طرح فرمانبردار سمجھ، اے عقلمند!

[۱] خاکداں۔ زمین۔ محیط۔ احاطہ کرنیوالا۔ معلّق۔ لٹکا ہوا۔ اسفل۔ نیچے کی چیز۔ عُلا۔ بلندی۔ جذب۔ کشش۔ سما۔ آسمان۔ شش جہات۔ دایاں بایاں اوپر نیچے۔ آگاہ پیچھا مقناطیس۔ میم اور طاء کا کسرہ ہے۔ ایک پتھر ہے جو لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ قبہ۔ گنبد۔ ریختہ۔ ڈھلا ہوا۔

[۲] باصفا۔ صاف و شفاف تیرہ غبار آلود کدورت۔ دفع۔ دور کرنا۔ شش جہات۔ چھ طرفیں۔ عاصفات۔ عاصفہ کی جمع تیز ہوا۔ خاطر۔ قلب۔ اہل کمال یعنی اولیاء اللہ۔ ضلال گمراہی۔ ایں جہاں دنیا۔ آں جہاں۔ آخرت۔ بیرہاں۔ گمراہاں۔ ذوالجلال اللہ تعالیٰ۔ ملال۔ رنج۔

[۳] کہربا۔ کاہ ربا، وہ پتھر جو تنکے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کاہ۔ تنکا۔ تسلیم۔ مان لینا۔ طغیان۔ سرکشی، انکار، اسیر۔ قید۔ سغبہ۔ سین کے فتح کے ساتھ، مطیع مغلوب۔ فریفتہ۔

بندۂ خود خواند احمدؐ در رشاد — جملہ عالم را بخواں قُل یَا عِبَادِ ا
قرآن میں احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنا بندہ کہہ کر پکارا ہے — تمام جہان کو "قل یا عبد" پڑھ لے

عقلِ تو ہمچوں شُتر باں تو شُتر — می کشاند ہر طرف در حُکمِ مُر
تو اونٹ ہے اور عقل شتربان کی طرح ہے — سخت حکم سے ہر طرف کھینچتی ہے

عقلِ عقلند اولیا و عقلہا — بر مِثالِ اُشتراں تا اِنتہا
اولیاء عق لکی عقل ہیں اور عقلیں — آخر تک اونٹوں کی طرح ہیں

اندر ایشاں بنگر آخر ز اِعتبار — یک قلاوز ست و جانِ صد ہزار
ان کو عبرت کی نگاہ سے دیکھ — ایک رہنما ہے اور لاکھوں جانیں ہیں

چہ قلاوُز چہ اُشتر باں بیاب — دیدۂ کاں دیدہ بیند آفتاب
رہنما کیا اور شتربان کیا، حاصل کر — وہ آنکھ جو آنکھ آفتاب کو دیکھ سکے

نک جہاں در شب بماندہ میخ دوز — منتظر موقوفِ خورشید ست و روز
یہ دنیا تاریکی میں ہے، بیکار — منتظر اور سورج اور دن پر موقوف ہے

اینت خورشیدے نہاں در ذرۂ — شیرِ نر در پوستینِ برّہ
حیرت ذرہ میں سورج پوشیدہ ہے — بکری کے بچہ کی کھال میں شیر نر ہے

اِینت۲ دریائے نہاں در زیرِ کاہ — پا بر ایں کہ ہیں مَنہ با اِشتباہ
حیرت، گھاس کے نیچے چھپا دریا ہے — خبردار شبہ میں اس گھاس پر پاؤں نہ رکھنا

اِشتباہے و گمانے در دروں — رحمتِ حق ست بہرِ رہنموں
باطن میں حُسن ظن اور گمان — رہنمائی کے لئے اللہ کی رحمت ہے

ہر پیمبر فرد آمد در جہاں — فرد بُود و صد جہانش در نہاں
ہر پیغمبر دنیا میں تنہا آیا — تنہا تھا اور اس میں سَو جہان چھپے ہوئے تھے

عالمِ کبریٰ۳ بقدرت سُحرہ کرد — کرد خود را در کہیں نقشے نورد
قدرت سے عالم کبریٰ کو مسخر کر لیا — معمولی نقش میں اپنے آپ کو لپیٹ دیا

اَبلہانش فرد دیدند و ضعیف — کے ضعیف ست آنکہ باشہ شد حریف
بیوقوفوں نے اس کو اکیلا اور کمزور سمجھا — وہ کمزور کب ہو گا جو شاہ کا مصاحب ہو

اَبلہاں گفتند مردے بیش نیست — وائے آنکو عاقبت اندیش نیست
بیوقوفوں نے کہا ایک انسان سے زیادہ نہیں ہے — اس پر افسوس ہے جو عاقبت اندیش نہیں ہے

۱ قُل یَا عِبَادِی کہہ دو ائے میرے بندو، عام مفسرین یا عبادی کو اللہ کا مقولہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن مولانا نے یہاں جو تفسیر کی ہے اس کے اعتبار سے یا عبادی کو آنحضورؐ کا مقولہ بتایا ہے۔ مر۔ کڑوا۔ سخت۔ عقل عقلند یعنی اولیاء لوگوں کی عقل کے لئے بمنزلہ عقل کے ہیں۔ اعتبار۔ عبرت اور سبق حاصل کرنا۔ قلاوز۔ رہبر۔ صد ہزار۔ لاکھ۔ چہ۔ یعنی اولیاء کو قلاوز اور شتربان جیسا سمجھنا غلط ہے بلکہ وہ آفتاب ہیں۔ نک اینک کا مخفف ہے۔ میخ دوز۔ ساکن، بیکار۔ منتظر یعنی اولیاء کے بغیر دنیا میں اندھیرا ہے دنیا اپنی روشنی کے لئے ان کے وجود کی منتظر ہے جس طرح رات اپنے منور ہونے میں سورج کی منتظر رہتی ہے۔

۲ اینت۔ اینک یہ خورشید۔ یعنی روح ذرہ یعنی جسم انسان زیر کاہ۔ جس دریا کی سطح پر گھاس ہو وہاں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان گھاس سمجھ کر قدم دھرتا ہے نیچے گہرا پانی پیتا ہے۔ کہ۔ کاہ۔ اشتباہ۔ فقراء کے ساتھ حسن ظن قائم رکھنے سے رہنما مل جاتا ہے۔ ہر پیمبر یعنی پیغمبر و حاصل پوری ایک امت ہوتا ہے۔

۳ عالمِ کبریٰ۔ جہاں۔ عالم صغریٰ۔ انسان کو کہا جاتا ہے نقشے۔ یعنی پیغمبر انسان کی صورت میں رونما ہوتا ہے لیکن کائنات پر اس کا تصرف ہوتا ہے۔ ابلہاں ابلہ کی جمع بیوقوف فرد۔ اکیلا۔ حریف۔ مقرب۔ مقابل۔ مردے بیش نیست یعنی ایک انسان سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں ہے عاقبت۔ اندیش انجام کو سوچنے والا۔

عاقبت دیدن بُوَد از کاملی[1] دور بودن ہر نفس از جاہلی
کامل ہوناظ انجام پر نظر رکھنا ہے ہر وقت جہالت سے دور رہنا ہے

بشنوا کنوں قصہ صالح رواں بگذراز صورت طلب معنے دراں
اب (حضرت) صالح کا مشہور قصہ سن الفاظ سے گزر جا، ان میں معنیٰ طلب کر

زانکہ صورت بیں نہ بیند عاقبت[2] عاقبت بینی بیابی عافیت
کیونکہ ظاہر میں انجام کو نہیں دیکھتا ہے تو انجام پر نظر کرے گا تو عافیت کو پالیگا

حقیر دیدنِ خصمانِ صالح ناقہ راچوں حق تعالیٰ خواہد لشکرے
دشمنوں کا حضرت صالح کی اونٹنی کو حقیر سمجھنا جب خدا چاہتا ہے کہ کسی لشکر کو
راہلاک گرداند درنظر ایشاں خصمانِ راحقیر نماید وَیُقَلِّلُکُمْ
ہلاک کرے، ان کی نگاہ میں دشمنوں کو حقیر دکھاتا ہے اور وہ تم کو ان
فِیْ اَعْیُنِہِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰہُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا
کی نظر میں کم دکھاتا تھا تاکہ اس کام کو سر انجام دے جو کرنا چاہتا ہے

ناقۂ صالح بصورت بُد شتر پے بریدندش بجہل آں قوم مُر
(حضرت) صالح کی اونٹنی بظاہر ایک اونٹنی تھی اس سخت قوم نے جہالت سے اس کی کونچیں کاٹ دیں

از برائے آبِ جُو خصمش شُدند آب کوروناں کورایشاں بُدند
وہ نہر کے پانی کی وجہ سے اس کے دشمن ہو گئے وہ پانی اور روٹی کے احسان فراموش ہو گئے

ناقۃ اللہ آب خورداز جوئے میغ آب حق راداشتند از حق دریغ
اللہ کی اونٹنی نے ابر کی نہر سے پانی پیا انہوں نے اللہ کا پانی، اللہ سے روکا

ناقۂ[3] صالح چو جسم صالحاں شد کمینے در ہلاکِ طالحاں
(حضرت) صالح کی اونٹنی کی مثال نیکوں کے جسم کی سی ہے (جو) بد بختوں کی ہلاکت کی کمین گاہ بنی

تا براں اُمت زُحکم مرگ و درد نَاقَۃُ اللّٰہِ وَسُقْیَاھَا چہ کرد
دیکھ لو! کہ اس قوم پر موت اور درد کے ذریعہ اللہ کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے نے کیا کیا

شحنۂ قہر خدا از ایشاں بجُست خونبہائے اُشترے شہرے دُرست
خدا کے قہر کے داروغہ نے ان سے طلب کیا اونٹنی کے خون کے بدلے میں ایک پورا شہر

روحِ صالح بر مثالِ اُشتر یست نفسِ گمرہ مرد راچوں پے بَریست
روح جو بمنزلہ (حضرت) صالح کے ہے اونٹ جیسی چیز پر (سوار) ہے اور گمراہ نفس اس کی کونچیں کاٹنے والے کیطرح ہے

---

[1] کاملی وجاہلی۔ میں یاء مصدری ہے۔ صالح قوم ثمود کے نبی تھے انکے کیلئے بطور معجزہ ایک اونٹنی پتھر سے پیدا کر دیگئی جس کو قوم نے اس ضد میں مار ڈالا کہ وہ تالاب کا بیشتر پانی پی لیتی تھی اسپر قوم ثمود پر زلزلہ کا عذاب آیا۔ اور وہ تباہ ہو گئی۔ رواں۔ جاری مشہور۔ صورت ظاہری حیثیت۔ لفظی پہلو۔

[2] عاقبت۔ انجام کار۔ خصمان۔ خصم کی جمع مخالف وَیُقَلِّلُکُمْ۔ یہ آیت جنگ بدر سے متعلق نازل ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قدرت نے مشرکین کی نظروں میں مسلمانوں کو قلیل کر کے دکھایا تا کہ وہ جنگ پر آمادہ ہوں اور قدرت مسلمانوں کے ہاتھ سے ان کا خاتمہ کرادے۔ پے بریدن۔ ایڑی کے اوپر سے پیر کے رگ پٹھے کاٹ دینا تاکہ چلنے کے قابل نہ رہے۔ مُر۔ کڑوا۔ آب کوروناں کور۔ احسان فراموش۔ جوئے میغ یعنی اس تالاب اور نہریں قدرتی پانی تھا۔ میغ۔ ابر۔ آب حق۔ قدرتی پانی۔

[3] ناقہ یعنی نیک لوگوں کو ستانا ہلاکت کا باعث ہے حضرت صالح کی اونٹنی کو ستا کر قوم ثمود ہلاک ہوئی۔ نَاقَۃَ اللّٰہِ وَسُقْیَاھَا۔ یہ سورۂ شمس کی آیت ہے جسمیں کہا گیا ہے کہ اللہ کے رسول نے انسے کہا کہ اللہ کے اونٹنی کو نہ ستانا اور نہ اس کا پانی بند کرنا لیکن انہوں نے نہ مانا تو خدا نے انکو ہلاک کر دیا شحنہ۔ کوتوال۔ خونبہا۔ خون کا عوض۔ روح صالح یعنی انسان میں روح کو حضرت صالح کی طرح اور جسم کو بمنزلہ انکی اونٹنی کے سمجھو اور نفس انسانی گویا قدار ہے۔ جس نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا تھا۔

روحِ ہمچو صالح و تن ناقہ است | روح اندر وصلِ اُو تن در فاقہ است
روح بمنزلہ (حضرت) صالح ہے اور جسم اونٹنی ہے | روح وصل (کی خوشی) میں ہے اور جسم فاقہ میں ہے

روحِ صالح قابلِ آفات نیست | زخم بر ناقہ بُوَد بر ذات نیست
روح جو بمنزلہ صالح ہے مصائب کو قبول کرنیوالی نہیں ہے | زخم اونٹنی پر ہو گا ذات پر نہیں ہے

روحِ صالح قابلِ آزار نیست | نورِ یزداں سُغبۂ کفار نیست
روح (جو بمنزلہ) صالح ہے تکالیف کو قبول کرنیوالی نہیں ہے | اللہ کا نور کافروں کا تر لقمہ نہیں ہے

حق ازاں پیوست با جسمے نہاں | تاش آزارند و بینند امتحاں
اللہ تعالیٰ نے اس کو جسم سے پوشیدہ طور پر پیوست کر دیا ہے | تا کہ وہ اس کو ستائیں اور آزمائش میں پڑیں

بے خبر کآزارِ ایں آزارِ اُوست | آبِ ایں خم متّصل با آبِ جُوست
(وہ) اس سے بے خبر ہیں کہ اس (روح) کا ستانا اس اللہ کا ستانا ہے | اس مٹکے کا پانی نہر کے پانی سے وابستہ ہے

زاں[۲] تعلق کرد با جسمش اِلٰہ | تا کہ گردد جُملہ عالم را پناہ
اس کو اللہ نے جسم سے اس لئے متعلق کیا | تا کہ وہ تمام دنیا کے لئے پناہ بنے

کس نیابد بر دلِ ایشاں ظفر | بر صدف آید ضرر نے بر گہر
ان کے دل پر کوئی فتح نہیں پاتا ہے | ضرر سیپ کو پہنچتا ہے نہ کہ موتی کو

ناقۂ جسمِ ولی را بندہ باش | تا شوی با روحِ صالح خواجہ تاش[۳]
ولی کے جسم کی اونٹنی کا غلام بن جا | تا کہ روح صالح کے ساتھ تجھے ہمخواجگی حاصل ہو

گفت صالح چونکہ کردید ایں حسد | بعد سہ روز از خدا نقمت رسد
(حضرت) صالح نے فرمایا کہ چونکہ تم نے یہ حسد برتا | تین دن کے بعد خدا کا عذاب آئے گا

بعدِ سہ روزِ دگر از جاں ستاں | آتشے آید کہ دارد سہ نشاں
اگلے تین دن بعد جان لینے والے (اللہ) کیجانب سے | ایک آگ آئے گی جس کی تین علامتیں ہیں

رنگ روئے جملہ تاں گردد دِگر | رنگ رنگِ مختلف اندر نظر
تم سب کے چہروں کا رنگ دگر گوں ہو جائیگا | جو دیکھنے میں مختلف رنگ کے ہوں گے

روزِ اوّل روئے تاں چوں زعفراں | در دوم رُو سرخ ہمچوں ارغواں
پہلے دن تمہارے چہرے زعفران جیسے ہوں گے | دوسرے دن چہرے ارغواں کی طرح سرخ ہونگے

در سوم گردد ہمہ رُو ہا سیاہ | بعد ازاں اندر رسد قہرِ اِلٰہ
تیسرے دن سب چہرے سیاہ ہو جائیں گے | اس کے بعد اللہ کا عذاب آجائے گا

---

۱ وصل۔ یعنی وہ واصل بحق ہے اور مسرور ہے۔ تن۔ یعنی جسم پر مصائب آتے ہیں۔ ذات۔ یعنی روح سُغبہ۔ چکنی چیز۔ امتحان یعنی شریر لوگ نیکوں کے جسم کو ستاتے ہیں تو عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ایں۔ یعنی روح اُو یعنی اللہ تعالیٰ۔ آب۔ یعنی روح کی نسبت اللہ تعالیٰ سے وہی ہے جو مٹکے کے پانی کی نہر کے پانی سے ہے۔

۲ زاں۔ انبیاء اور اولیاء کی روح کو جسموں سے اس لئے بھی متعلق کیا گیا ہے۔ کہ وہ عالم کی پناہ بنیں۔ ظفر فتح۔ صَدف۔ سیپ۔ گہرے موتی جسم یعنی جو بمنزلہ ناقہ کے ہے۔ روح یعنی جو بمنزلہ حضرت صالح کے ہے۔

۳ خواجہ تاش۔ ایک آقا کے دو غلام ہر ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلائیگا۔ حسد۔ یعنی انکو اونٹنی کے پانی پینے سے جلن پیدا ہوئی۔ نقمت۔ عذاب۔ جاں ستاں۔ جان کو لینے والا یعنی اللہ تعالیٰ نشاں۔ علامت۔ تاں۔ جمع مخاطب کی ضمیر ہے۔ ارغواں۔ گل بابونہ جو نہایت سرخ ہوتا ہے۔

گر نشاں خواہید از من زیں وعید[1] — کرّہ ناقہ بسوئے کُہ دوید

اگر تم مجھ سے اس دھمکی کی علامت چاہتے ہو — اونٹنی کا بچہ پہاڑ کی جانب بھاگا جا رہا ہے

گر تو انیدش گرفتن چارہ ہست — ورنہ خود مُرغِ امید از دام جَست

اگر اس کو پکڑ سکو تو (یہ) تدبیر ہے — ورنہ امید کا پرندہ جال سے نکل گیا ہے

چوں شنیدند ایں ازو جملہ بہ تگ — در پئے اُشتر دویدندے چو سگ

جب انہوں نے ان سے یہ سنا سب دوڑ کر — اونٹ (کے بچے) کے پیچھے کتے کی طرح بھاگے

کس نتانست اندراں کرہ رسید — رفت و در کُہسار ہاشُد ناپدید

کوئی شخص اس بچہ تک نہ پہنچ سکا — وہ چلا گیا اور پہاڑوں میں غائب ہو گیا

ہمچو روحِ پاک کُو از ننگ[2] تن — میگریزد جانب ربّ المِنَن

پاک روح کی طرح جو کہ جسم کی نفرت سے — خدا کی جانب بھاگتی ہے

گفت دیدید ایں قضا مُبرم شدست — صورتِ اُمیّد را گردن زدست

فرمایا، تم نے دیکھ لیا یہ فیصلہ قطعی ہو گیا ہے — جس نے امید کی صورت معدوم کر دی ہے

کرّۂ ناقہ چہ باشد خاطرش — کہ بجا آرید احسان و برش

اونٹنی کا بچہ کس کی مثال ہے اس کے دل کی — کہ جس کے ساتھ احسان اور خدمت بجا لاؤ

گر بجا[3] آید دِلش رَستید ازاں — ورنہ نومید و ساعد ہا گزاں

اگر اس کا دل صاف ہو جائے اس (عذاب) سے چھوٹ گئے — ورنہ نا امید اور حسرت زدہ رہو گے

چوں شنیدند آں وعیدِ مُنکدِر — چشم بنہادند آں را منتظر

جب انہوں نے ہولناک دھمکی سنی — سراپا انتظار بن کر انتظار کرنے لگے

روزِ اوّل رُوئے خود دیدند زرد — میزدند از نا اُمیدی آہِ سرد

پہلے دن اپنے چہروں کو زرد دیکھا — اور نا امیدی سے ٹھنڈی آہیں بھریں

سرخ شد رُوئے ہمہ روزِ دوم — نوبتِ اُمید و توبہ گشت گم

دوسرے دن سب کے چہرے سرخ ہو گئے — امید اور توبہ کا وقت ختم ہو گیا

شد سیہ روزِ سوم رُوئے ہمہ — حُکمِ صالح راست شد بے مَلحَمہ

تیسرے دن سب کے چہرے سیاہ ہو گئے — (حضرت) صالح کو حکم بلا اختلاف صحیح ثابت ہوا

چوں ہمہ در نا اُمیدی سَر زدند — ہمچو اُشتر در دو زانو آمدند

جب سب نا امیدی میں مبتلا ہو گئے — اونٹ کی طرح گھٹنوں کے بل آ گئے

---

[1] وَعید۔ بری بات کا وعدہ۔ کرّہ۔ چوپائے۔ کا بچہ۔ کہ کوہ کا مخفف ہے، پہاڑ چارہ ہست۔ یعنی عذاب سے بچنے کی تدبیر ہے۔ تک دوڑ دویدندے۔ یاء زیادہ ہے ماضی مطلق کا صیغہ ہے۔ نتانست۔ نتوانست۔ کہسار۔ کوہستان۔

[2] ننگ۔ عیب۔ ذلت مِنَن۔ منت کی جمع ہے، احسان۔ قضا۔ فیصلہ خداوندی مُبرَم۔ محکم، قطعی۔ گردن زدن۔ مار ڈالنا۔ کرہ یعنی حضرت صالحؑ کی اونٹنی کے بچہ کی مثال ایک ولی کے دل کو سمجھو جس کی خدمت اور احسانمندی تمہارے لئے ضروری ہے اگر اونٹنی کا بچہ انسے راضی ہو جاتا تو عذاب الٰہی سے نجات پا جاتے ہیں اسی طرح اگر ولی کے دل کو خوش رکھو گے نجات پا جاؤ گے ورنہ حسرت اور افسوس سے دوچار ہو گے۔

[3] دل بجا آمدن۔ طبیعت کا بحال ہو جانا، مطمئن ہو جانا۔ ساعد۔ کلائی مُنکدِر۔ مکدر۔ چشم نہادن۔ انتظار کرنا۔ حکم۔ فیصلہ۔ ملحمہ۔ معرکہ، اختلاف۔

در نُبے ۱ آورد جبریلِ اَمیں
شرح ایں زانو زدن را جاثمیں
قرآں میں جبریلؑ امین لائے ہیں
گھٹنوں کے بل بیٹھنے کے کی شرح جاثمین

زانو آں دم زن کہ تعلیمت کُنند
وزچنیں زانو زدن بیمت کُنند
تو دوزانو اس وقت بیٹھ، جب تجھے پڑھائیں
اور اس طرح دوزانوں بیٹھ جائے تجھے ڈرائیں

مُنتظر گشتند زخمِ قہر را
قہر آمد نیست کرداں شہر را
قہر کی چوٹ کے منتظر ہو گئے
قہر ٹوٹا (اور) اُس شہر کو نیست و نابود کر دیا

صالحؑ از خلوت ۲ بسوئے شہر رفت
شہر دید اندر میانِ دو دوتفت
(حضرت) صالحؑ خلوت سے شہر کی جانب گئے
شہر کو دھوئیں اور سوختگی میں دیکھا

نالہ از اَجزائے ایشاں می شنید
نوحہ پیدا، نوحہ گویاں ناپدید
ان کے اجزاء سے وہ نالہ سنتے تھے
رونا موجود تھا رونے والے معدوم تھے

زاستخوانہا شاں شنید اُو نالہا
اَشکِ خوں از جانِ شاں چوں ژالہا
انہوں نے ان کی ہڈیوں سے رونا سُنا
انکی جانوں سے خون کے آنسواولوں کی طرح (دیکھے)

گریہ چوں از حد گزشت وہائے ہائے
گریہ ہائے جانفزائے دلربائے
رونا اور ہائے ہائے جب حد سے گزر گیا
وہ رونا جو جانفزا اور دلربا تھا

صالحؑ آں بشنید و گریہ ساز کرد
نوحہ بر نوحہ گراں آغاز کرد
(حضرت) صالحؑ نے وہ سنا اور رونا شروع کر دیا
رونے والوں پر رونا شروع کر دیا

گفت اے قومِ بباطل زیستہ
وزشما من پیشِ حق بگریستہ
فرمایا، اے باطل میں زندگی بسر کرنیوالی قوم!
اور تم سے میں خدا کے سامنے نالاں رہا ہوں

حق بگفتہ صبر کُن بر جورِ شاں
پند شاں دہ بس نماند از دورِ شاں
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ان کے ظلم پر صبر کر
انکو نصیحت کر، ان کا دور زیادہ نہیں رہا ہے

من ۳ بگفتہ پند شد بند از جفا
شیرِ پند از مہر جوشد وز صفا
میں نے عرض کیا نصیحت جور و جفا کی وجہ سے بند ہوگئی
نصیحت کا دودھ محبت اور صاف دلی سے جوش میں آتا ہے

بسکہ کردید از جفا بر جائے من
شیرِ پند افسرُد دور رگہائے من
میرے بارے میں تم نے بہت ظلم کئے
نصیحت کا دودھ میری رگوں میں ٹھٹھر گیا

حق مرا گفتہ تُرا لُطفے دہم
بر سرِ آں زخمہا مَرہم نہم
اللہ (تعالیٰ) نے مجھ سے فرمایا تجھے (صفت) لطف عطا کرونگا
ان زخموں پر مرہم رکھ دوں گا

---

۱ نُبے۔ قرآن پاک۔ جاثمیں۔ سینہ کے بل اوندھے ہو جانیوالے۔ قرآن پاک میں قوم ثمود کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ فَاَصْبَحُوْا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِیْنَ "پس ہو گئے وہ اپنے گھروں میں اوندھے۔ زانو۔ انسان کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے استاد اور پیر کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھنا چاہیے۔ بیم۔ ناامیدی۔

۲ خَلْوَتْ۔ خاء کے فتحہ کے ساتھ، تنہائی۔ دُود۔ دھواں۔ تفْتْ۔ گرمی جانفزا۔ جان کو بڑھانے والا۔ چونکہ ان کا رونا باعث عبرت تھا جس کی وجہ سے روحانی ترقی ہوتی ہے اس لئے اس کو جانفزا کہا ہے۔ بس۔ بہت دور۔ زمانہ۔

۳ من بگفتہ۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا نصیحت کے جذبات تو محبت سے ابھرتے ہیں۔ بسکہ۔ ان لوگوں نے مجھ پر ظلم کئے تو نصیحت کا دودھ خشک ہو گیا ہے۔ لُطفے وہم۔ خدا نے فرمایا ہم تجھ میں اپنی صفت لطف ودیعت کردینگے۔ آں زخمہا انکی ایذا رسانی کے زخم۔

صاف کردہ حق دلم راچوں سما ؎۱
اللہ (تعالیٰ) نے میرے دل کو آسمان کی طرح صاف کردیا

روفتہ از خاطرم جورِ شما
تمہارے ظلم کو میری طبیعت سے جھاڑ دیا

در نصیحت من شدہ بارِ دگر
میں دوبارہ نصیحت میں لگ گیا ہوں

گفتہ امثال و سخنہا چوں شکر
شکر جیسی باتیں اور مثالیں کہنے لگا

شیرِ تازہ از شکر انگیختہ
شکر سے، تازہ دودھ نکالا

شیر و شہدے باشکر آمیختہ
دودھ اور شہد کو شکر سے ملایا

درشما چوں زہر گشتہ ایں سخن
اس بات نے تم میں زہر کا کام کیا

زانکہ زہرستاں بُدید از بیخ و بُن
اس لئے کہ تم جڑ اور بنیاد سے سراپا زہر تھے

چوں شوم غمگیں کہ غم شد سرنگوں
میں غمگین کیوں ہوں جبکہ غم اوندھا ہو گیا؟

غم شما بودید اے قومِ حَروں
اے سرکش قوم! غم تو تم تھے

ہیچ کس بر مرگِ غم نوحہ کند
غم کے ختم ہو جانے پر کوئی روتا ہے؟

ریشِ سَر چوں شُد کسے مُو بر کَند ؎۲
جب سر کا زخم اچھا ہو جائے کون بال اکھاڑتا ہے؟

رو بخود کرد و بگفت اے نوحہ گر
اپنی طرف رخ کیا اور کہا اے نوحہ گر!

نوحہ ات را می نیرزند ایں نفر
یہ لوگ تیرے نوحے کے لائق نہیں ہیں

کژ مخواں اے راست خوانندہ مُبین
اے قرآن مُبین کے صحیح پڑھنے والے! غلط نہ پڑھ

کَیْفَ اٰسٰی خَلْفَ قَوْمٍ کَافِرِیْنَ
میں کافروں کی قوم پر کس طرح غمخواری کروں؟

باز اندر چشمِ خود اُو گریہ یافت
پھر ان (صالحؑ) نے اپنی آنکھ میں رونا محسوس کیا

رحمتِ بے عِلّتے بروے بتافت
بے علت رحمت نے ان پر تجلی کی

قطرہ می بارید و حیراں گشتہ بُود
قطرے ٹپک رہے تھے اور وہ (صالحؑ) حیران تھے

قطرۂ بے علت از دریائے جُود ؎۳
وہ قطرے جو بخشش کے دریا سے کسی وجہ کے بغیر آ رہے تھے

عقل اُو می گفت کہ ایں گریہ ز چیست
ان کی عقل کہتی تھی کہ یہ رونا کس وجہ سے ہے؟

بر چنیں افسوسیاں شاید گریست
ایسے ظالموں پر رونا چاہئے؟

بر چہ می گریی بگو بر فعلِ شاں
کس چیز پر روتے ہو؟ بتاؤ ان کے کاموں پر

بر سپاہِ کینہ بد نعلِ شاں
ان کی پر کینہ شریر فوج پر

بر دلِ تاریک پُر زنگارِ شاں
ان کے زنگ آلود تاریک دل پر

بر زبانِ زہر ہمچوں مارِ شاں
ان کی سانپ جیسی زہر آلود زبان پر

؎۱ سما۔ آسمان کی صفائی ضرب المثل ہے۔ روفتن۔ جھاڑو دینا، صاف کردینا۔ شیر۔ دودھ یعنی نصیحت۔ شکر۔ یعنی میٹھی باتیں۔ زہرستان۔ زہر کی جگہ۔ بُدید۔ بودید۔ سرنگوں، اوندھا، مغلوب۔ حَرون۔ سرکش۔ مرگ غم۔ زوال غم۔ ریش۔ زخم۔

؎۲ مُو بر کندن۔ بال نوچنا، اظہار غم کرنا۔ رُو بخود کرد۔ یعنی اپنے آپ کو مخاطب کیا۔ نفر۔ جماعت۔ کژ۔ کج۔ ٹیڑھا۔ کَیف۔ اٰسیٰ۔ قرآن میں حضرت شعیبؑ کا مقولہ منقول ہے کہ میں کافروں کی ہلاکت پر کیسے غم کروں۔ آیت میں علیٰ قوم سے مولانا نے خلف قوم۔ فرمایا ہے یعنی مجھ کو غم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ باز۔ حضرت صالحؑ نے اپنے آپ کو تسلی دی لیکن پھر بھی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ رحمت بے علت۔ خدا کی رحمت بلا علت اور بغیر غرض کے ہوتی ہے۔ حیران۔ حضرت صالحؑ حیران تھے۔ کہ آنکھوں سے آنسو کیوں بہے جاتے ہیں۔

؎۳ دریائے جُود۔ یعنی رحمت خداوندی۔ افسوس۔ ظلم۔ افسوسیاں، ظلم کرنیوالے۔ بر چہ۔ نیچے کے متعدد شعر عقل کا مقولہ ہیں۔ سپاہِ کینہ۔ یعنی قوم کا ہر فرد مجسم کینہ تھا اور پوری قوم کینہ کے سپاہی تھے۔ بدنعل۔ وہ گھوڑا جو نعلبندی کے وقت شرارت کرے۔

بَر دَمؑ و دندانِ سگسارانہ شاں — بر دہان و چشم کژدم ا خانہ شاں
ان کے کتوں جیسے دانتوں اور سانس پر — اُن کے منہ اور آنکھ پر جو بچھوؤں کا گھر تھے

بر ستیز و تسخر و افسوسِ شاں — شُکر کُن چوں کرد حق محبوس شاں
ان کی جنگجوئی اور تمسخر اور ظلم پر — اللہ (تعالیٰ) کا شکر کرو جبکہ اللہ نے انکو گرفتار کرلیا ہے

دستِ شاں کژ پائے شاں کژ چشم کژ — مہرِ شاں کژ صلحِ شاں کژ خشم کژ
ان کے ہاتھ کج، ان کے پیر کج، آنکھیں کج — ان کی محبت کج ان کی دوستی کج غصہ کج

از پئے تقلید و از آیاتِ نقل — پانہادہ بر سرِ ایں پیرِ عقل
تقلید اور منقول کہانیوں کی وجہ سے — اس عاقل شیخ کے سر کو پامال کر رکھا تھا

پیر خر نے ۲ جملہ گشتہ پیرِ خَر — از زبان و چشم و گوشے ہمدگر
پیر کے خریدار نہیں تھے سب بوڑھے گدھے ہوگئے تھے — ایک دوسرے کی زبان اور آنکھ اور کان کیوجہ سے

از بہشت آورد یزداں بندگاں — تا نماید شاں سَقَر پروردگاں
اللہ (تعالیٰ) اپنے بندوں کو بہشت سے (اسلئے) باہر لایا — تاکہ انہیں دوزخیوں (کے انجام) کو دکھائے

در معنیٔ آیت مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ

اس آیت کے معنی کے بیان میں چلائے دو دریا ملکر چلنے والے ان دونوں میں ہے ایک پردہ جو ایکدوسرے پر زیادتی نہ کرے

اہلِ نار و خُلد را بیں ہمدُکاں — درمیانِ شاں برزخ لّا یَبْغِیَان
جہنمیوں اور جنتیوں کو ہمنشیں دیکھ — انکے بیچ میں پردہ ہے ایکدوسرے سے خلط ملط نہیں ہیں

اہلِ نار و اہلِ نور آمیختہ — درمیانِ شاں کوہِ قاف انگیختہ
ناری اور نوری ملے جلے ہیں — ان کے درمیان کوہ قاف کھڑا ہے

اہلِ نار و نور باہم درمیاں — درمیانِ شاں بحرِ ژرفِ ۳ بیکراں
ناری اور نوری آپس میں متحد ہیں — ان کے درمیان ناپیدا کنار گہرا سمندر ہے

ہمچو درکاں خاک و زر کرد اختلاط — درمیانِ شاں صد بیابان و رِباط
جس طرح معدن میں مٹی اور سونا باہم ملے ہوئے ہیں — ان کے درمیان سینکڑوں جنگل اور سرائے ہیں

ہمچنانکہ عِقد در دُرّ و شَبہ — مختلط چوں میہمانِ یکشبہ
جس طرح کہ ہار میں موتی اور پوتھ — ایک رات کے مہمان کیطرح ملے جلے ہوئے ہیں

صالح و طالح بصورت مشتبہ — دیدہ بکشا بُوکہ گردی منتبہ
نیک اور بدصورت میں ملے جلے ہیں — آنکھ کھول ہو سکتا ہے تو آگاہ ہو جائے

---

۱ کژدم خانہ۔ بچھو کے سوراخ۔ یعنی انکی آنکھوں اور منہ سے زہر آلود نظریں اور باتیں نکلتی تھیں۔ ستیز۔ جنگ وجدل۔ تسخر۔ تمسخر محبوس۔ یعنی گرفتار عذاب۔ دست۔ یعنی انکے جملہ اعضاء میں کجی تھی کوئی عضو صحیح کام نہ کرتا تھا۔ تقلید۔ یعنی آباؤ اجداد کی تبلیغ۔ آیاتِ نقل۔ یعنی جو غلط باتیں اپنے بڑوں سے سنی تھیں۔ پیر عقل۔ حضرت صالحؑ۔

۲ پیر خر نے۔ یعنی وہ پیر کے خریدار نہ تھے۔ پیرِ خَر۔ بوڑھا گدھا جس کی بے عقلی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ از زبان۔ یعنی ایک نے دوسرے کو اپنی زبان اور آنکھ کے ذریعہ اور زیادہ حماقتوں میں مبتلا کر دیا تھا۔ سقر۔ دوزخ، انبیاءؑ کی بعثت اسلئے بھی ہوئی ہے کہ وہ کافروں کا حسرتناک انجام دیکھیں۔ مرج۔ یعنی دو سمندروں کی طرح دوزخی اور بہشتی ملے جلے ہیں اور امتیاز اوصاف سے ہے۔ ہمدکاں۔ ہمنشیں، پڑوسی۔ برزخ۔ پردۂ حائل۔ بحر۔ سمندر۔

۳ ژرف۔ گہرا۔ رباط، سرائے عقد۔ ہار۔ عِقد وَر۔ دَر عقد۔ شب۔ کانچ کا موتی، پوتھ میہمانِ یکشبہ۔ جو صرف ایک رات کا مہمان ہے اور اہلِ خانہ سے ملا جلا ہوا ہے لیکن اگلے روز ہی جدا ہو جائے گا۔ طالح۔ بد بخت۔ بُو۔ بود کا مخفف منتبہ آگاہ۔

بحر رانیمیش شیریں چوں شکر
سمندر کا آدھا شکر جیسا میٹھا

طعم شیریں رنگ روشن چوں قمر
میٹھا مزا، رنگ چاند جیسا چمکدار

نیم ۱ دیگر تلخ ہمچوں زہرِ مار
دوسرا آدھا، سانپ کے زہر کی طرح کڑوا

طعم تلخ ورنگ مُظلم قیر وار
مزا کڑوا اور رنگ روغنِ قیر کی طرح کالا

ہر دو برہم میزنند از تحت واوج
دونوں آپس میں اوپر اور نیچے سے ٹکراتے ہیں

بر مثالِ آبِ دریا موج موج
موج در موج دریا کے پانی کی طرح

صورتِ برہم زدن از چشمِ تنگ
تنگ نظری کی وجہ سے ایک دوسرے سے بھڑنا

اِختلاطِ جانہا در صلح و جنگ
صلح اور جنگ میں روحوں کا شامل ہونا ہے

مَوجہائے ۲ صلح برہم میزنند
(نوری) صلح کی موجوں کو ابھارتے ہیں

کینہ ہا از سینہ ہا برمی کنند
سینوں سے کینوں کو نکالتے ہیں

مَوجہائے جنگ بر شکلِ دگر
(ناریوں کی) جنگ کی موجیں (اسکے) برعکس

مہر ہا رامی کُند زیرو زبر
محبتوں کو تہ و بالا کرتی ہیں

مِہر تلخاں رابشیریں می کشد
محبت، کڑووں کو مٹھاس کی طرف کھینچتی ہے

زانکہ اصلِ مہر ہا باشد رَشد
اس لئے کہ محبتوں کی اصل راہ روی ہے

قہر شیریں را بہ تلخی می بَرد
عداوت، میٹھے کو تلخ بناتی ہے

تلخ باشیریں کجا اندر خورد
کڑوا، میٹھے سے کب مناسبت رکھتا ہے

تلخ وشیریں زیں نظر ناید پدید
کڑوا اور میٹھا اس نگاہ سے نظر نہیں آتا ہے

از دریچہ ۳ عاقبت تانند دید
انجام کے دریچہ سے دیکھ سکتے ہیں

چشمِ آخر بیں تو اند دید راست
انجام پر نظر رکھنے والی آنکھ صحیح دیکھ سکتی ہے

چشمِ اوّل بیں غرور ست وخطاست
ابتداء کو دیکھنے والی آنکھ دھوکا اور غلط ہے

اے بسا شیریں کہ چوں شکر بود
(اے مخاطب) بہت سی چیزیں شکر جیسی ہوتی ہیں

لیک زہر اندر شکر مُضمر بود
لیکن شکر میں زہر چھپا ہوا ہوتا ہے

آنکہ زیرک تر بود بشناسدش
جو زیادہ سمجھدار ہوتا ہے اس کو پہچانتا ہے

چونکہ دیداز دورش اندر کشمکش
جبکہ دور سے اس کو کشمکش میں دیکھتا ہے

وآں دگر درپیش رُوبوئے بُرد
اور وہ (دوسرا) سامنے آنے پر سونگھ لیتا ہے

وآں دگر چوں دست بنہد کر درد
اور وہ (تیسرا) جب ہاتھ رکھتا ہے رد کر دیتا ہے

۱ نیم۔ آدھا۔ زہر مار۔ سانپ کا زہر۔ قیر۔ ایک کالا روغن ہے۔ ہر دو یعنی ناری اور نوری لوگوں میں ٹکراؤ ہوتا رہتا ہے۔ لیکن دونوں اپنی اپنی حالت پر رہتے ہیں۔ چونکہ یہ کیفیت ازلی ہے۔ جسم۔ یعنی یہ جسموں کی کشمکش دراصل روحوں کی کشمکش ہے۔

۲ موجہائے صلح۔ یعنی نوری یہ کوشش کرتے ہیں کہ حق کیطرف سے ناریوں میں کینہ نہ ہے محبت پیدا ہو جائے۔ مَوجہائے۔ جنگ، ناری اسکے کوشاں رہتے ہیں کہ عداوت پھیلے محبت کا غلبہ نہو سکے۔ تلخاں۔ یعنی ناری۔ اندر خوردن۔ موافقت کرنا۔ زیں نظر۔ یعنی ظاہر بیں نظر۔ پدید ظاہر

۳ دریچہ عاقبت یعنی انجام کی آنکھ کا دریچہ۔ غرور۔ دھوکا۔ مضمر۔ پوشیدہ۔ آنکہ زیرک۔ یعنی سمجھدار آدمی فوراً ہی اس ملمع سازی کو سمجھ جاتا ہے۔ مدّعیٔ فقراء کو پہچاننے میں انسانوں کے مختلف مراتب ہیں۔ جن کو مولانا نے ان اشعار میں سمجھایا ہے۔ بُوئے بُرد یعنی بعض لوگ مصنوعی پیر کو جب سمجھتے ہیں جب بالکل اس کے سامنے پہنچیں اور بعض جب سمجھتے ہیں جب ہاتھ میں ہاتھ پکڑا دیں۔

وآں دگر بشناسدش تا بُو کند[۱] — وآں دگر چوں بَرلب و دنداں نہد

اور وہ (چوتھا) اس کو جب پہچانتا ہے جب سونگھتا ہے — اور وہ (پانچواں) جب ہونٹ اور دانت پر رکھتا ہے (چباتا ہے)

پس لبش ردّش کُند پیش از گلو — گرچہ نعرہ میزند شیطاں کلُوا

تو حلق سے پہلے ہی اس کے ہونٹ اس کو رد کردیتے ہیں — اگرچہ شیطان نعرہ لگاتا ہے کہ کھا جاؤ

وآں دگررا در گلو پیدا کُند — وآں دگر رادر بدن رُسوا کند

اور وہ (چھٹا) حلق میں پہنچنے پر معلوم کرلیتا ہے — اور اس (ساتویں) کو بدن میں پہنچ کر شرمندہ کرتا ہے

وآں دگر رادر حَدث سوزش کُند — دَمبدم زخم جگر دوزش دہد

اور اس (آٹھویں) کے پاخانہ پھرنے میں جلن پیدا کرتا ہے — پے در پے اسمیں جگر دوز زخم پیدا کرتا ہے

وآں دگر رابعدِ ایّام و شہور — وآں دگر رابعدِ مرگ اندر قبور

اور وہ (نواں) دنوں اور مہینوں کے بعد — اور اس (دسویں) کو مرنے کے بعد قبر میں

ور دہندش مُہلت اندر قعرِ گور[۲] — لا بُد آں پیدا شود یوم النُّشُور

اور اگر اس کو قبر کے گڑھے میں مہلت دیدیتے ہیں — لا محالہ وہ حشر کے دن ظاہر ہوتا ہے

ہر نبات و شکرے رادر جہاں — مُہلتے پیداست از دورِ زماں

ہر مصری اور شکر کے لئے دنیا میں — رفتار زمانہ سے ایک وقت درکار ہے

سالہا باید کہ تا از آفتاب — لعل یابد رنگ و رخشانی و تاب

سالوں چاہئیں تاکہ سورج سے — لعل رنگ اور چمک اور روشنی حاصل کرے

پنج سال و ہفت باید تا خت در — یابد از میوہ رسَانی فرّ و بخت

پانچ اور سات سال درکار ہیں تاکہ درخت — پھل دینے کی وجہ سے شان وشوکت اور نصیبہ حاصل کرے

باز ترہ در دو ماہ اندر رسد — باز تا سالے گلِ اَحمر رسَد

پھر سبزی دو مہینے میں تیار ہو جاتی ہے — اور گلاب کا پھول ایک سال میں آتا ہے

بہر ایں فرمود حق عَزَّ وجل — سُورَۃُ الاَنعام در ذکرِ اجل

اسی لئے اللہ عزوجل نے ذکر فرمایا ہے — سورۂ انعام کو مدت کے بارے میں

ایں[۳] شنیدی مُو بمویت گوش باد — آب حیوانست خوردی نوش باد

تو نے یہ سنا خدا کرے تیرا رواں رواں کان بنجائے — جو تو نے پیا آب حیات ہے خدا کرے تریاق ثابت ہو

آبِ حیواں خواں مخواں ایں راسخن — روحِ نو بیں در تنِ حرفِ کُہن

اس کو آب حیات کہہ، بات نہ کہہ — پرانے حرفوں کے قالب میں نئی روح دیکھ

۱؎ بُو کُند۔ بعض جب سمجھتے ہیں جب انکی میل جول ہوتا ہے۔ لب و دنداں۔ بعض جب سمجھتے ہیں۔ جب برت لیتے ہیں۔ پیش۔ از گلو۔ یعنی اس مصنوعی پیر کی تعلیمات کو حلق تک نہیں پہنچنے دیتے ہیں۔ در گلو بعض جب سمجھتے ہیں جب وہ تعلیمات خلق تک پہنچ جاتی ہیں۔ در بدن۔ بعض کو جب احساس ہوتا ہے جب اس کی زہریلی تعلیمات کا بدن پر اثر پڑتا ہے۔ در حَدَث۔ خراب غذا کا اثر بسا اوقات پاخانہ پھرتے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ ایام۔ یعنی زندگی میں بد اثرات کو محسوس کر لیتے ہیں۔

۲؎ قعرِ گور۔ قبر کا گڑھا۔ یعنی بعض اشخاص کو ان بری تعلیمات کا احساس قبر میں جا کر ہوتا ہے۔ یوم النشور حشر کا دن۔ غرضیکہ بدعقیدہ پیروں کی تعلیمات کا مضر اثر محسوس کرنیمیں انسانوں میں بہت تفاوت ہے اور ہر انسان کیلئے انکو محسوس کرنیمیں ایک وقت لگتا ہے اللہ کی جانب سے ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے اس وقت سے پہلے اس کام کی تکمیل نہیں ہوتی۔ ہر نبات۔ اللہ نے ہر چیز کی تکمیل کی ایک میعاد مقرر فرمادی ہے۔ لعل۔ آفتاب لعل کی ہزاروں برس تربیت کرتا ہے تب اس کا رنگ و روپ نکھرتا ہے۔ درخت۔ پھلدار درخت میں پھل۔ پانچ سات سال میں آتا ہے۔ ترہ۔ سبزی اجل۔ سورہ انعام میں ہے ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰی اَجَلًا وہی جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک معیاد ٹھہرادی۔

۳؎ ایں شنیدی۔ یعنی یہ بات کہ اللہ نے ہر چیز کی ایک میعاد مقرر فرمادی ہے۔ اور یہ کہ اشرار اور ابرار بظاہر مشتبہ ہیں لیکن حقیقت میں نظر میں ممتاز ہیں۔ مو بو۔ بال بال مراد جسم کا ہر حصہ۔ نوش۔ شہد، تریاق۔ ایں را سخن۔ یعنی یہ بات کہ ہر چیز کے لئے منجانب ایک معیاد مقرر ہے جسمیں وہ کمال کو پہنچتی ہے کوئی معمولی بات نہیں اگر اس کو اچھی طرح سمجھ کر عمل پیرا ہو تو حیات ابدی مل جاتی ہے۔

نکتۂ دیگر تو بشنو اے رفیق
اے دوست! تو ایک دوسرا نکتہ سن

ہمچو جاں[1] او سخت پیدا و دقیق
جو روح کی طرح بالکل ظاہر بھی ہے اور باریک بھی ہے

در مقامے ہست ایں ہم زہرِ مار
ایک جگہ یہ سانپ کا زہر ہے

از تصاریفِ خدائے خوشگوار
خدا کے تصرفات سے جو خوشگوار (بنانیوالا) ہے

در مقامے زہر[2] و در جائے دوا
ایک جگہ زہر ہے اور ایک جگہ دوا ہے

در مقامے کفر و در جائے روا
ایک جگہ کفر ہے اور ایک جگہ جائز ہے

در مقامے خار و در جائے چو گل
ایک جگہ کانٹا ہے اور ایک جگہ پھول جیسا ہے

در مقامے سرکہ در جائے چو مُل
ایک جگہ سرکہ ہے اور ایک جگہ شراب جیسا ہے

در مقامے خوف و در جائے رجا
ایک جگہ خوف ہے اور ایک جگہ امید ہے

در مقامے بخل و در جائے سخا
ایک جگہ بخل ہے اور ایک جگہ سخاوت ہے

در مقامے فقر و در جائے غنا
ایک جگہ فقر ہے اور ایک جگہ غنا ہے

در مقامے قہر و در جائے رضا
ایک جگہ قہر ہے اور ایک جگہ خوشنودی ہے

در مقامے جور[3] و در جائے وفا
ایک جگہ ظلم ہے اور ایک جگہ وفا ہے

در مقامے منع ور جائے عطا
ایک جگہ منع کرنا ہے اور ایک جگہ بخشش ہے

در مقامے دُردو در جائے صَفا
ایک جگہ تلچھٹ ہے اور ایک جگہ صاف ہے

در مقامے خاک و جائے کیمیا
ایک جگہ خاک ہے اور ایک جگہ کیمیا ہے

در مقامے عیب و در جائے ہُنر
ایک جگہ عیب ہے اور جگہ ہنر ہے

در مقامے سنگ و در جائے گہر
ایک جگہ پتھر ہے اور ایک جگہ موتی ہے

در مقامے حنظل و جائے شکر
ایک جگہ اندر رائن ہے اور ایک جگہ شکر ہے

در مقامے خشک و در جائے مطر
ایک جگہ خشکی ہے اور ایک جگہ بارش ہے

در مقامے ظلم و جائے محض عدل
ایک جگہ ظلم ہے اور ایک جگہ خالص عدل ہے

در مقامے جہل و جائے عین عقل
ایک جگہ جہل ہے اور ایک جگہ پوری عقل ہے

گر چہ ایں جا او گزندِ جاں بود
اگرچہ اس جگہ، وہ جان کا نقصان ہے

چوں بدانجا در رسد درماں بود
جب اس جگہ پہنچے تو علاج ہے

آب در غورہ تُرش باشد و لیک
رس کچے انگور میں کھٹا ہوتا ہے لیکن

چوں بانگوری رسد شیریں و نیک
جب پختگی پر آتا ہے تو میٹھا اور عمدہ ہوتا ہے

---

[1] ہمچو جان۔ جس طرح روح، ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی اسی طرح یہ نکتہ ہے یعنی اگرچہ منجانب اللہ ہر چیز کیلئے میعاد کا مقرر ہونا آب حیات ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس مسئلہ کے متضاد پہلو اور اثرات ہیں جن کو مولانا نے نیچے کے تیرہ شعروں میں واضح کیا ہے۔ زہر مار۔ جو لوگ میعاد و قدر کے معاملہ میں اسباب کو مؤثر بالذات اور اللہ کا غیر سمجھتے ہیں۔ وہ ہلاک ہوتے ہیں۔ خوشگوار۔ یہ مسئلہ ان کیلئے خوشگوار ہے جو اسباب کی کثرت میں وحدت حق کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

[2] زہر۔ ان لوگوں کیلئے ہے جو اسباب کی کثرت کو غیر حق سمجھ بیٹھتے ہیں۔ دوا۔ ان لوگوں کیلئے ہیں جو کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ خوف یعنی۔ یہی مسئلہ خوف کا سبب ہے اور اسی سے امید وابستہ ہے نیز دل اس کے سمجھنے میں کبھی بخل سے کام لیتا ہے کبھی سخا سے کام لیتا ہے۔ فقر۔ یعنی دولت ایمان سے تہی دست بنا دیتا ہے۔ کبھی ایمان سے مالا مال کر دیتا ہے کبھی قہر خداوندی کا سبب بنتا ہے کبھی رضائے الٰہی کا سبب بنجاتا ہے۔

[3] جور۔ جبکہ اس مسئلہ کو غلط طور پر انسان سمجھتے تو یہی ظلم ہے صحیح سمجھے تو اپنے ساتھ وفاداری ہے۔ حصول۔ سعادت سے مانع بھی ہے اور سعادت عطا بھی کرتا ہے۔ درد۔ تلچھٹ۔ صفا۔ یعنی صاف شراب۔ حنظل۔ اندرائن۔

ایں جا۔ یعنی جبکہ اس کو صحیح طور پر نہ سمجھے۔ غورہ۔ کچا انگور معنی محل کے بدلنے سے چیزوں کے خواص اور تاثیرات بدل جاتی ہیں۔

باز درخُم اُو شوَد تلخ و حرام [1] | درمقامے سَر کگے نِعمَ الاِدَام
پھر مٹکے میں وہ کڑوا اور حرام بن جاتا ہے | سرکہ کے مقام پر وہ بہترین سالن ہے

ایں چُنیں باشد تفاوت در امور | مردِ کامل ایں شناسد در ظہور
اسی طرح معاملات میں فرق ہوتا ہے | کامل انسان اس کو خوب پہچانتا ہے

دربیانِ آنکہ اُنچہ ولیِ کامل کُند مریداں رانشاید گستاخی کردن وہماں فعل کردن کہ حلوا طبیب رازیاں ندارد و مریض رازیاں داردوسرما وبرف انگور رسیدہ رازیاں ندارد امّا غورہ رازیاں داردکہ در راہ است و نارسیدہ لِیَغفِرَلَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ صَدَقَ اللّٰہُ

اس بات کے بیان میں جو ولی کامل کرے مریدوں کے لئے گستاخی کرنا اور وہ کام کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ حلوا طبیب کو مضر نہیں ہے اور مریض کو نقصان پہنچاتا ہے اور جاڑا اور برف پکے انگور کو نقصان نہیں پہنچاتا ہے لیکن کچے انگوروں کو نقصان پہنچا دیتا ہے کیونکہ ابھی راہ میں ہیں اور پختہ نہیں ہیں تاکہ اللہ بخشدے تیرے اگلے پچھلے گناہ اللہ نے سچ فرمایا

گرولی زہرے خورَد نوشے شود | وَرخورَد طالِب سیہ ہوشے شود
اگر ولی زہر کھائے تریاق ہو جائے | اگر طالب کھائے تو بے ہوش ہو جائے

رَبِّ ہَب [2] لِی از سلیماں آمدست | کہ مَدِہ غیرِمرا ایں مُلک ودست
"ربِّ ھب لی" (حضرت) سلیمانؑ سے منقول ہے | کہ میرے سوا کسی کو یہ سلطنت اور غلبہ نہ عطا کر

تومکُن باغیرِ من ایں لُطف وجود | ایں حسد را مانَد امّا آں نبود
میرے غیر پر تو یہ مہربانی اور عطا نہ فرما | یہ حسد سے مشابہ ہے لیکن یہ حسد نہیں تھا

نکتہ لَا یَنبَغِی میخواں بجاں | سِرِّ مَن بَعدِی زبُخلِ اُومداں
"لا ینبغی" کا نکتہ غور سے پڑھ | "من بعدی" کا راز انکے بخل کیوجہ سے نہ سمجھ

بلکہ اندر مُلک دید اُوصد خطر | مُو بمُو [3] مُلک جہاں بُد بیم سَر
بلکہ سلطنت میں انہوں نے سو خطرے محسوس کئے | پوری دنیا کی سلطنت جان کا خطرہ تھی

بیمِ سَر یا بیمِ سِرّ یا بیم دیں | اِمتحانے نیست مارا مثل ایں
جان کا خطرہ یا روحانی خوف یا دین کا خوف | ہمارے لئے اس جیسی کوئی آزمائش نہیں ہے

[1] حرام۔ جب شیرہ انگور خمر بنجائے۔ تو حرام ہے سرکہ بنجائے تو بہترین سالن ہے۔ لِیَغفِرلَکَ۔ بعض مباحات کاملوں کے لئے مفید ہیں۔ لیکن ناقصوں کیلئے مضر ہوتے ہیں۔ حضور کا وہ مقام تھا جسمیں کسی مباح سے تلذذ اور نفع اندوزی نقصان کا سبب نہیں بن سکتی تھی۔

[2] رَبِّ هَب لِی مُلکًا لَّا یَنبَغِی لِاَحَدٍ مِّن بَعدِی یہ حضرت سلیمانؑ کی دعا ہے جو قرآن میں منقول ہے یعنی اے خدا میری جیسی سلطنت میرے بعد اور کسی کو نہ دینا۔ مولاناؒ آیت کا مطلب یہ سمجھا رہے ہیں۔ یہ دعا حسد پر مبنی نہ تھی بلکہ حضرت سلیمانؑ یہ سمجھتے تھے کہ اس عظیم الشان سلطنت کا بار میں تو اٹھا سکتا ہوں۔ کوئی دوسرا انہیں اٹھا سکے گا اس کے لئے اس قسم کی سلطنت مضر ہوگی تو یہ فرمانا دوسروں پر شفقت کی وجہ سے تھا نہ کہ حسد کی وجہ سے۔

[3] مُو بمُو۔ بال بال، یعنی مکمل۔ بیم۔ سر۔ جان کا خوف۔ بیم سِرّ۔ یعنی روح کے لئے خطرہ۔ بیم دیں۔ یعنی دین کے لئے خطرہ۔

پس سلیمانؑ ہمتے باید کہ او | بگذرد زیں صد ہزاراں رنگ وبُو[1]
پس کوئی سلیمانؑ جیسی ہمت والا چاہئے کہ جو | ان لاکھوں رنگ و بو سے (بچکر) نکل جائے

باچناں قوّت کہ اُورا بُود ہم | موجِ آں مُلکش فرومی بست دم
اس قوت کے ہوتے ہوئے جو انکو حاصل تھی | اس سلطنت کی موجیں ان کا سانس گھونٹتی تھیں

خواں وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّهٖ | چوں بماند از تخت ومُلک خود تہی
القینا علی کرسیہ پڑھ | کس طرح اپنے تخت وسلطنت سے خالی ہوگئی

چوں برو بنشست زیں اندوہ گرد | برہمہ شاہانِ عالم رحم کرد
جب ان پر اس غم کی گرد بیٹھی | دنیا کے تمام بادشاہوں پر ترس کھایا

شد شفیع وگفت ایں مُلک ولوا[2] | باکمالے دہ کہ دادی مَر مرا
سفارشی بن گئے اور کہا یہ سلطنت اور جھنڈا | اس کمال کے ساتھ عنایت فرما جو تو نے مجھے دیا ہے

ہر کرا بدہی و بکُنی آں کرم | اُو سلیمان ست وآنکس ہم منم
جس کو تو عطا کرے اور وہ کرم کرے | وہ سلیمان ہے اور وہ میں ہی ہوں

اونباشد بعدی اُوباشد معی | خود معی چہ بُود منم بے مُدّعی
وہ میرے بعد نہ ہوگا وہ میرے ساتھ ہوگا | میرے ساتھ ہونا کیا ہوتا ہے وہ میں ہی ہوں بغیر کسی دعویدار کے

شرح ایں فرض ست گفتن لیک من | باز میگردم بقصہ مردوزن
اس کی تشریح کرنا ضروری ہے لیکن میں | پھر مرد اور عورت کے قصہ کیطرف لوٹتا ہوں

مخلص ماجرائے عرب و جُفت اُو در فقر و شکایت

اعرابی اور اُس کی بیوی کے فقر اور شکایت کے قصہ کا خلاصہ

ماجرائے مردوزن را مخلَصے | باز می جوید روانِ مخلصے
مرد اور عورت کے قصہ کے خلاصے کو | ایک مخلص کی روح تلاش کر رہی ہے

ماجرائے مَردوزن اُفتاد نقل | ایں مثالِ[3] نفسِ خودمی دان وعقل
مرد اور عورت کا قصہ ایک مثال واقع ہوا ہے | اس کو اپنے نفس اور عقل کی مثال سمجھ

ایں زن ومَردے کہ نفس ست وخرد | نیک بایست ست بہرِ نیک و بد
یہ عورت اور مرد جو کہ نفس اور عقل ہے | نیک اور بد کے لئے ضروری ہے

ویں دو پابستہ دریں خاکی سرا | روز وشب در جنگ واندر ماجرا
یہ دونوں اس عالم سفلی کے پابند ہیں | دن رات، جنگ اور بحث میں ہیں

[1] رنگ وبُو۔ یعنی سلطنت کے گونا گوں مسائل۔ اُورا۔ یعنی حضرت سلیمانؑ میں اس عظیم سلطنت کے بار کے تحمل کی قوت تھی لیکن پھر بھی وہ خلل انداز ہوئی۔ اَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّهٖ جَسَدًا۔ ہم نے ڈالدیا اس کی کرسی پر ایک جسم، یہ آیت حضرت سلیمانؑ کے قصہ میں مذکور ہے۔ جس کی تفسیر بعض مفسرین نے یہ کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے لاعلمی میں ایک مشرکہ عورت سے نکاح کرلیا جس کی پاداش میں انکی وہ انگوٹھی صخر نامی جن لے گیا جس میں ان کی سلطنت کا راز مضمر تھا اور آپ کے تخت سلطنت پر قابض ہوگیا چند روز بعد وہ انگوٹھی پھر حضرت سلیمانؑ کے ہاتھ آئی تب تخت سلطنت پر دوبارہ قابض ہوئے۔

[2] لوا۔ جھنڈا۔ کمالے۔ تاکہ وہ اس کمال کے ذریعہ غلطی کی تلافی کرسکے۔ بعدی۔ مولانا نے اسکے معنی یہ لئے ہیں کہ وہ مجھ سے کم تر نہ ہو۔ معی۔ میرے ساتھ یعنی کمالات میں مجھ جیسا ہو۔ مخلَص۔ میم اور لام کے فتحہ کے ساتھ، خلاصہ میم کے ضمہ اور لام کے کسرہ کے ساتھ خالص محبت والا دوست

[3] ایں مثال یعنی عورت سے مراد نفس اور مرد سے مراد عقل۔ بے بایستہ۔ مقید۔ خاکی سرا۔ دنیا۔ ماجرا جھگڑا۔

زن ہمی خواہد حویج[1] خانقاہ ⁂ یعنی آبِ رُو و نان و خوان و جاہ
عورت گھر کی ضروریات چاہتی ہے ⁂ یعنی آبرو اور روٹی اور خوان اور عزت

نفس ہمچوں زن پئے چارہ گری ⁂ گاہ خاکی گاہ جوید سَروری
نفس عورت کی طرح تدبیر کے درپے ہے ⁂ کبھی عاجزی کرتا ہے کبھی بڑائی چاہتا ہے

عقل خود زیں فکرہا آگاہ نیست ⁂ در دماغش جز غمِ اللہ نیست
عقل، ان افکار سے واقف نہیں ہے ⁂ اس کے دماغ میں اللہ کے غم کے سوا کچھ نہیں ہے

گرچہ سِرِّ قصہ ایں دانہ است و دام ⁂ صورتِ قصہ شنوا کنوں تمام
اگرچہ قصہ کا راز یہ دانہ ہے، اور جال ⁂ قصہ کا ظاہر ہے اب پورا قصہ سن

گر بیانِ معنوی کامل شدے ⁂ خَلقِ عالم عاطِل و باطِل بُدے
اگر باطن کا بیان مکمل ہو جائے ⁂ عالم کی پیدائش بیکار اور باطل ہو جائے

گر محبت فکرت و معنے ستے ⁂ صورتِ صوم و نمازت نیستے
اگر محبت، فکر اور باطنی معاملہ ہوتا ⁂ تو تیری نماز اور روزے کی صورت معدوم ہو جاتی

ہدیہ[2] ہائے دوستاں باہم دِگر ⁂ نیست اندر دوستی اِلّا صُوَر
دوستوں کے ایک دوسرے کو تحفے ⁂ دوستی میں محض صورتیں ہیں

تا گواہی دادہ باشد ہدیہ ہا ⁂ بر محبّت ہائے مُضمَر در خِفا
تاکہ تحفے گواہی دیں ⁂ اندر چھپی ہوئی محبتوں پر

زانکہ احساں ہائے ظاہر شاہد اند ⁂ بر محبت ہائے سِرّ اے اَرجمند
کیونکہ ظاہری احسانات گواہ ہیں ⁂ اے گرامی قدر! چھپی ہوئی محبتوں پر

شاہدت[3] گہ راست باشد گہ دروغ ⁂ مَست گاہے از مے و گاہے ز دوغ
تیرا گواہ کبھی سچا ہوتا ہے کبھی جھوٹا ⁂ مست کبھی شراب سے اور کبھی چھاچھ سے

دوغ خوردہ مستئ پیدا کند ⁂ ہائے وہوئے و سَر گرانیہا کند
چھاچھ پینے والا مستی ظاہر کرتا ہے ⁂ ہائے وہُو اور نشہ دکھاتا ہے

آں مُرائی در صلوٰۃ و در صیام ⁂ می نماید جد و جہدے بس تمام
ریاکار نماز اور روزے میں ⁂ پوری جدوجہد ظاہر کرتا ہے

تا گماں آید کہ اُو مستِ وِلاست ⁂ چوں حقیقت بنگری غرقِ ریاست
تاکہ گمان ہو جائے کہ وہ دوستی سے مست ہے ⁂ جب تو اصلیت دیکھے گا تو وہ ریاکاری میں غرق ہے

[1] حویج۔ حوائج کا اختصار ہے۔ خانقاہ۔ گھر۔ خاکی۔ عاجزی۔ سَروَری۔ سرداری گرچہ۔ یعنی اس قصہ کی حقیقت بمنزلہ دانہ کے ہے اور قصہ کی صورت جال ہے۔ معنوی۔ باطنی۔ عاطِل۔ بیکار، عبث۔ باطِل۔ لغو۔ گر محبت۔ اگر محبتِ خداوندی محض ایک باطنی معاملہ ہوتا تو پھر نماز روزہ کی فرضیت کی ضرورت نہ ہوتی، حالانکہ یہ بھی شریعت میں ضروری ہیں۔

[2] ہدیہ ہائے۔ دوستوں میں باہمی تحفوں کا لین دین قلبی محبت کے گواہ ہیں جو دل میں چھپی ہوئی ہے۔ مضمر۔ پوشیدہ۔ خفا۔ باطن۔ احسانہائے۔ ظاہر۔ ظاہری احسانات۔ چھپی ہوئی محبت کے گواہ ہوتے ہیں۔ ارجمند۔ بوزن۔ نقشبند، صاحب مرتبہ عزیز۔

[3] شاہد۔ لیکن گواہ ہمیشہ سچا ہی نہیں ہوتا جو ظاہری مستی دکھاتا ہے کبھی وہ حقیقتاً مست ہوتا ہے کبھی اس کی مستی بناوٹی ہوتی ہے۔ دوغ۔ مٹھا، چھاچھ۔ مُرائی۔ ریاکار یعنی ریاکار کی نماز اور روزہ جھوٹے گواہ ہیں۔ اس کا دل محبتِ خداوندی سے خالی ہوتا ہے۔ ولا دوستی۔ ریا۔ دکھاوا۔

حاصل افعالِ[۱] برونی رہبر ست — تا نشاں باشد بر آنچہ مُضمر ست

الحاصل ، ظاہری افعال رہبر ہیں — تا کہ اس چیز کی علامت بنیں جو پوشیدہ ہے

راہبر گہ حق بود گاہے غلط — گہ گزیدہ باشد و گاہے سَقط

رہبر، کبھی صحیح ہوتا ہے، کبھی غلط ہوتا ہے — کبھی برگزیدہ ہوتا ہے کبھی ناکارہ ہوتا ہے

یارب آں تمیز دہ مارا بخواست — تا شناسیم آں نشانِ کژ ز راست

اے خدا! درخواست پر ہمیں وہ تمیز عطا کردے — کہ ہم غلط علامت کو صحیح علامت سے جدا سمجھ سکیں

حس را تمیز دانی چوں شود — زانکہ حس یَنظُرُ بنورِ اللہ بوَد

تجھے معلوم ہے حس کو تمیز کیسے حاصل ہوتی ہے؟ — جبکہ حس "وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے" بنجائے

ور اثر نبود سبب ہم مُظہر ست — ہمچو خویشی کز محبت مخبر ست

اگر اثر نہ پایا جائے سبب بھی ظاہر کرنیوالا ہے — جیسے رشتہ داری' جو محبت کی خبر دینے والی ہے

نبود[۲] آنکہ نورِ حقش شد امام — مَر اثر ہا یا سبب ہا را غلام

جس شخص کیلئے اللہ کا نور امام بنجائے وہ نہیں رہتا — آثار اور اسباب کا غلام

چونکہ نور اللہ در آید در مشام — مَر اثر رایا سبب را نبود غلام

جب اللہ کا نر دماغ میں سما جاتا ہے — وہ اثر یا سبب کا غلام نہیں رہتا

تا محبت دردروں شعلہ زند — زفت گردو وز اثر فارغ کند

جب باطن میں محبت شعلہ زن ہوتی ہے — تو قوی ہوجاتی ہے اور اثر سے فارغ کردیتی ہے

حاجتش نبوُد پئے اعلامِ مہر — چوں محبت نورِ خود زد بر سپہر

محبت کے ظاہر کرنے کیلئے اس کو کوئی ضرورت نہیں رہتی ہے — جبکہ محبت اپنا نور آسمان پر پہنچا دیتی ہے

ہست تفصیلات تا گردد تمام — ایں سخن لیکن بجُو تو والسلام

بہت تفصیلات ہیں کہ پوری ہو — یہ بات، لیکن تو خود تلاش کرلے والسلام

گرچہ[۳] شد معنیٰ دریں صورت پدید — صورت از معنیٰ قریب ست و بعید

اگرچہ معنیٰ اس صورت میں ظاہر ہوئے ہیں — (لیکن) صورت معنے سے قریب (بھی ہے اور دور) بھی ہے

در دلالت ہمچو آبند و درخت — چوں بماہیت روی دور اند سخت

دلالت کرنے میں پانی اور درخت کیطرح ہیں — تو اگر حقیقت پر غور کریگا (ایکدوسرے سے) بہت دور ہیں

دانہ بیں کز آب و خاک و آفتاب — چوں درختے گشت در عالم شتاب

دانہ کو دیکھ پانی اور مٹی اور سورج کیوجہ سے — کیسے بہت جلد دنیا میں درخت بن گیا

---

[۱] افعال۔ برونی۔ ظاہری افعال۔ گزیدہ۔ برگزیدہ، یعنی سچا راہبر۔ سقط۔ بیکار نا کارہ۔ بخواست۔ یعنی ہماری درخواست ہے۔ نشان۔ علامت یعنی ظاہری اعمال۔ حس۔ یعنی عملِ حقیقی اور ریاکاری میں انسان جب فرق کرسکتا ہے۔ جب اسکو اللہ اپنا نور عطا فرمائے۔ ور اثر یعنی ظاہری اعمال کے علاوہ اور اسباب بھی محبت کا پتہ دیتے ہیں۔ مثلاً رشتہ داری ہے، اگر ظاہری لین دین نہ ہو تو بھی رشتہ داری یہ بتاتی ہے کہ باہمی محبت ہے۔ مظہر۔ ظاہر کرنیوالا۔ مخبر خبر دینے والا۔

[۲] نبود۔ یعنی جب نور خداوندی دل میں سما جاتا ہے۔ تو اعمالِ ظاہری بتقاضائے محبت صادر ہوتے ہیں، ثواب و عذاب یا اظہارِ عبودیت انکا مقصود نہیں ہوتا ہے۔ تا محبت جب کسی کے باطن میں محبت کی آگ لگی ہوتی ہے اور وہ محبت توانائی حاصل کر لیتی ہے تو بغیر علامتوں کے بھی پہچانی جاتی ہے۔ اعلام۔ بتانا۔ لیکن بجُو تو۔ اس مضمون کی تفصیلات بہت ہیں تو خود تلاش کرلے۔

[۳] گرچہ یعنی۔ محبت کا ظہور بصورتِ اعمال ہوتا ہے لیکن محبت اور علامت میں بہت مناسبت بھی ہے اور دونوں ایکدوسرے سے جدا بھی ہیں۔ در دلالت۔ درخت کی سبزی پانی کے وجود کو بتاتی ہے لیکن پانی اور درخت دو۔ جداگانہ حقیقتیں ہیں۔ دانہ۔ درخت بیج مٹی، پانی اور سورج کی گرمی سے بنتا ہے لیکن ان سب کی حقیقتیں ایکدوسرے سے جدا ہیں۔

ور بما ہیت بگردانی نظر | دور دور انداین ہمہ از یک دِگر
اگر تو حقیقت پر نظر ڈالے | ایک دوسرے سے بہت دور ہیں

ترکِ ماہیات و خاصیات گو | شرح کُن اَقوالِ آں دو رزق جو
ماہیتوں اور خاصیتوں (کے بیان) کو چھوڑ | ان دونوں رزق کے طلبگاروں کی باتوں کی تفصیل بتا

باز گو از ماجرائے مرد و زن | زانکہ انجامے ندارد ایں سخن
مرد اور عورت کا قصہ پھر سنا | اس لئے کہ اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

دل نہادن مرد عرب برالتماس [۱] دلبر خویش و سوگند خوردن کہ مرا دریں تسلیم حیلتے وامتحانے نیست

اعرابی کا اپنی محبوبہ کی بات پر راضی ہو جانا اور قسم کھانا کہ اس رضا مندی سے میرا مقصد کوئی حیلہ اور آزمائش نہیں ہے

مَرد گفت اکنوں گذشتم از خِلاف | حُکم داری تیغ بَرکش از غِلاف
مرد نے کہا اب میں خلاف سے باز آیا | تجھے حکم دینے کا حق ہے تلوار نیام سے نکال لے

ہر چہ گوئی مَر تُرا فرماں بَرم | وَر بدو نیک آید آنرا ننگرم
جو تو کہے گی تیرا حکم بجا لاؤں گا | اگر اچھائی برائی آئیگی اس کو نظر انداز کرونگا

در وجودِ تو شوم من مُنعَدِم [۲] | چوں محبّم حُبّ یعمی و یصِم
میں تیرے وجود میں فنا ہو جاؤں گا | جبکہ میں عاشق ہوں محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے

گفت زن آہنگ بِرّم می کُنی | یا بحیلت کشفِ سِرّم می کُنی
عورت نے کہا تو میرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کر رہا ہے | یا چالاکی سے میرا راز کھول رہا ہے

گفت وَاللّٰہُ عَالِمُ السِّرِّ الْخَفِی | کافرید از خاک آدمؑ راصفی
اسنے کہا (اللہ تعالیٰ) چھپے ہوئے بھیدوں کا جاننے والا ہے | جس نے برگزیدہ آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے پیدا ہے

در سہ گز قالب کہ وادش وانمود | آنچہ در اَرواح و در اَلواح [۳] بُود
تین گز کے جسم میں انکو دیا، ظاہر فرما دیں | وہ تمام چیزیں جو روحوں اور تختیوں میں تھیں

یاد دادش لوحِ محفوظِ وجود | تابدانست آنچہ در اَلواح بُود
ان کو وجود کی لوح محفوظ یاد کرا دی | یہانتک کہ وہ ان تمام باتوں کو جان گئے جو تختیوں میں تھیں

تا ابد ہر چہ کہ از پس بود و پیش | درس کرد از عَلَّمَ الْاَسْمَاءِ خویش
ابدتک جو ماضی اور مستقبل میں تھا | اپنے اسماء کی تعلیم کے ذریعہ ان کو پڑھا دیا

---

[۱] التماس۔ گزارش۔ دلبر۔ معشوق۔ سوگند۔ قسم۔ گذشتم از خلاف میں نے اختلاف چھوڑ دیا حکمداری تجھے حکم دینے کا اختیار ہے۔ تیغ یعنی تلوار چلائے تو گردن حاضر ہے۔

[۲] مُنعدم۔ محو، فنا۔ محبم۔ محب ہستم۔ یعمی۔ اندھا کر دیتا ہے۔ یصم۔ بہرا کر دیتا ہے۔ بر۔ احسان، سلوک۔ حیلت۔ تدبیر کشف۔ سر۔ راز کھولنا۔ آفریدن۔ پیدا کرنا۔ صفی۔ برگزیدہ منتخب قالب۔ یعنی جسم آدمؑ

[۳] الواح۔ لوح کی جمع ہے۔ تختی، الواح سے لوحِ محفوظ مراد ہے یا دیگر لوحیں مراد ہیں۔ ابد۔ ختم نہ ہونے والا مستقبل زمانہ۔

تا ملک بیخود شد از تدریسِ اُو　　قُدسِ دیگر یافت از تقدیسِ ا۱ُو

اس علم کی تعلیم سے فرشتے مدہوش ہو گئے　　ان فرشتوں نے (اللہ کی) پاکی بیان کر کے دوسری پاکیزگی حاصل کرلی

آں کشادِ شاں کز آدمؑ رُو نمود　　در کشادِ آسمانہا شاں نبود

وہ انکشافات جو انکو (حضرت) آدمؑ سے حاصل ہوئے　　وہ آسمانوں کے انکشافات میں انکو حاصل نہ تھے

در فضائے عرصہ آں پاک جاں　　تنگ آمد عرصہ ہفت آسماں

اس پاک جان کے میدان کی وسعت (کے مقابلہ) میں　　ساتوں آسمانوں کا میدان تنگ ہو گیا

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است　　من نگنجم ہیچ در بالا و پست

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے　　میں اوپر نیچے (کہیں) نہیں سما سکتا ہوں

در زمین و آسمان و عرش نیز　　من نگنجم ایں یقیں داں اے عزیز

زمین اور آسمان اور عرش میں بھی　　میں نہیں سما سکتا ہوں اے پیارے! یقین کر

در دلِ مُومن بگنجم اے عجب　　گر مرا جوئی دراں دلہا طلب

تعجب ہے، مومن کے دل میں سما جاتا ہوں　　اگر میری تلاش کرے ان دلوں میں تلاش کر

گفت۲ فَادْخُلْ فِیْ عِبَادِیْ تَلْتَقِیْ　　جَنَّةً مِنْ رُؤْيَتِیْ یَا مُتَّقِیْ

(اللہ تعالیٰ) نے فرمایا میرے بندوں میں داخل ہو جا تو پا لیگا　　میرے دیدار کی جنت اے پرہیز گار!

عرش ۳با آں نور و پہنائیِ خویش　　چوں بدید اُو را برفت از جائے خویش

عرش نے باوجود اپنے نور اور وسعت کے　　جب اس کو دیکھا، بے قرار ہو گیا

خود بزرگی عرش باشد بس پدید　　لیک صورت کیست چوں معنیٰ رسید

عرش کی بڑائی بہت واضح ہے　　لیکن صورت کیا چیز ہے، جب معنیٰ آ پہنچیں؟

ہر ملک می گفت مارا پیش ازیں　　اُلفتے می بُود بر روئے زمیں

ہر فرشتہ کہتا تھا، ہمیں اس سے پہلے　　روئے زمین سے محبت تھی

تخم خدمت در زمیں می کاشتیم　　زاں تعلّق ما عجب می داشتیم

ہم نے زمین میں خدمت کے بیج بوئے تھے　　اس تعلق سے ہم متعجب تھے

کایں تعلّق چیست با ایں خاکداں　　چوں سرشتِ ما بُدست از آسماں

کہ اس زمین سے یہ تعلق کیسا ہے؟　　جبکہ ہمارا خمیر آسمان سے ہے

اِلفِ ایں اَنْوار با ظلمات چیست　　چوں تواند نور با ظلمات زیست

ان نوروں کو تاریکیوں سے محبت کیوں ہے؟　　نور تاریکیوں کیساتھ کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟

---

۱ تقدیس۔ یعنی فرشتوں نے کہا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا "اے خدا تیری ذات پاک ہے ہمیں بجز اسکے کچھ معلوم نہیں جو تو نے ہمیں بتا دیا ہے۔ آں کشاد۔ جو معلومات فرشتوں کو آدمؑ سے حاصل ہوئیں وہ آسمانوں سے حاصل نہ تھیں۔ در فضائے۔ اسماء کی تعلیم کے بعد آدمؑ کی وسعتوں میں آسمانوں میں گنجائش نہ تھی۔ گفت۔ پیغمبر۔ حدیث قدسی ہے "لَا يَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰكِنْ يَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ" مجھے نہ میری زمین سما سکتی ہے نہ میرا آسمان ہاں میرے مومن بندے کا دل سما سکتا ہے۔

۲ گفت۔ قرآن پاک میں ہے "فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ" "پس داخل ہو ہمارے بندوں میں اور داخل ہو جا ہماری جنت میں" مولانا نے اس آیت کا مطلب یہ لیا ہے کہ مومن کے دل میں سما کر دیدار کی جنت میں پہنچ جا، یعنی قلب مومن میں اللہ کی روایت میسر آ سکتی ہیں۔

۳ با۔ باوجود۔ پہنا وسعت۔ از جا رفتن۔ بیقرار ہونا۔ صورت۔ یعنی مادی چیز۔ معنیٰ۔ یعنی روحانی چیز۔ خاکداں۔ زمین۔ الف۔ اُلفت، محبت، یعنی ملائک۔ ظلمات۔ یعنی دنیا کی چیزیں۔

آدما آں الِف از بُوئے تو بُود — زانکہ جسمت راز میں بُد تار و پُود[۱]

اے آدم! وہ محبت تیری خوشبو کیوجہ سے تھی — کیونکہ تیرے جسم کا تانا بانا زمین تھی

جسمِ خاکت را ازیں جایافتند — نورِ پاکت را در آنجا تافتند

تیرے خاکی جسم کو اس جگہ سے حاصل کیا — تیرے پاک نور کو اس جگہ چمکایا

ایں کہ جانِ ما زروحت یافت ست — پیش پیش از خاک آں می تافت ست

یہ جو کچھ ہماری جان نے تیری روح سے حاصل کیا ہے — پہلے پہلے زمین سے چمکا ہے

در زمیں بُودیم و غافِل از زمیں — غافِل از گنجے کہ در وے بُد دفیں

ہم زمین پر تھے اور زمین سے غافل تھے — اس خزانہ سے غافل تھے جو اسمیں مدفون تھا

چوں سفر فرمود ما را ازاں مقام — تلخ شدُ ما را ازاں تحویل کام

جب ہمیں اس جگہ سے سفر کرنیکا حکم فرمایا — اس تبدیلی سے ہمارا حلق کڑوا ہو گیا

تاکہ حجتہا ہمی گفتیم ما — کہ بجائے ما کہ آید اے خدا

یہاں تک کہ ہم نے حجتیں کیں — کہ اے خدا! ہماری جگہ کون آئیگا؟

نورِ ایں تسبیح و ایں تہلیل را — می فروشی[۲] بہرِ قال و قیل را

اس تسبیح اور تہلیل کے نور کو — تو لڑائی، جھگڑے سے تبدیل کرتا ہے

حِلمِ حق گسترد بہرِ ما بِساط — کہ بگوئید از طریقِ انبساط

اللہ (تعالیٰ) کے حلم نے ہمیں موقع دیا — کہ کھل کر کہو

ہر چہ آید بر زباں تاں بے حذر — ہمچو طفلانِ یگانہ با پدر

بلا خوف، جو تمہاری زبان پر آئے — جیسے بے تکلف بچے اپنے باپ سے

ماہمی دانیم خود رازِ شما — لیک می خواہیم آوازِ شما

خود ہم تمہارے راز کو جانتے ہیں — لیکن تمہاری آواز (میں) سننا چاہتے ہیں

زانکہ ایں دمہاچہ[۳] گر نالائق ست — رحمتِ من بر غضب ہم سابق ست

اسلئے کہ یہ معمولی باتیں اگرچہ مناسب نہیں ہے — (لیکن) میری رحمت، غصہ پر سبقت رکھتی ہے

از پئے اظہارِ ایں سبق اے ملک — در تو بنہم داعیہ اشکال و شک

اے فرشتو! اس سبقت کے اظہار کیلئے — میں تم میں اشکال اور شک کا داعیہ پیدا کر رہا ہوں

تا بگوئی و نگیرم بر تو من — منکرِ حلمم نیارد دم زدن

تاکہ تم کہو اور میں تم پر گرفت نہ کروں — میری بردباری کا منکر دم نہ مار سکے

۱ تار و پود۔ تانا، بانا۔ جسم خاکت۔ یعنی آدمؑ کا جسم تو خاکی ہے۔ اس میں نورِ علم آسمانی ہے۔ ایں کہ یعنی علم کا نور۔ چوں سفر۔ اللہ نے فرشتوں کو زمین سے منتقل ہونیکا حکم دیا تو فرشتوں پر یہ حکم بھاری پڑا حجتہائے۔ یعنی فرشتوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ تو زمین میں ہماری جگہ انسانوں کو بسانا چاہتا ہے۔ جو زمین میں فتنہ وفساد برپا کردینگے۔

۲ می فروشی۔ یعنی فرشتوں نے کہا کہ ہم توروئے زمین پر تیری تسبیح وتہلیل کرتے ہیں تو انسانوں کو آباد کریگا تو وہ تسبیح وتہلیل کے بجائے فتنہ وفساد کرینگے۔ حلم۔ بردباری۔ گستردن۔ بچھانا۔ بساط بچھونا۔ بساط گستردن۔ موقع دینا۔ انبساط۔ خوشی۔ کشائش دل۔ بے عذر۔ بلا خوف۔ آواز شما۔ یعنی تمہاری زبان اور آواز سے ہم سننا چاہتے ہیں۔

۳ دمہا۔ چہ تصغیر کیلئے ہے یعنی ادنیٰ باتیں رحمت۔ حدیث قدسی ہے۔ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ میری رحمت میرے غصہ سے آگے ہے۔ سبق سبقت داعیہ۔ جذبہ تا بگوئی یعنی تاکہ فرشتے اعتراض کریں اور میں گرفت نہ کروں اور میرے حلم کا ثبوت ہو جائے۔ اور انکے لئے انکار کا موقع نہ رہے۔

صد پدر[1] صد مادر اندر حلمِ ما
سو باپ اور سو مائیں ہمارے حلم میں

ہر نفس زاید در اُفتد در فنا
ہر لمحہ پیدا ہو کر فنا ہو رہی ہیں

حلمِ ایشاں کفِ بحرِ حلمِ ماست
ان کا حلم ہمارے حلم کے سمندر کا جھاگ ہے

کف رَوَدْ آید ولے دریا بجاست
جھاگ تو آتے جاتے ہیں لیکن دریا اپنی جگہ پر ہے

خود چہ گویم پیشِ آں دُر ایں صدف
میں کیا بتاؤ' اس موتی کے سامنے یہ سیپ

نیست اِلّا کفِ کفِ کفِ کف
جھاگ ہی جھاگ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے

حقِّ آں کف حقِّ آں دریائے صاف
اس جھاگ کی قسم اور اس صاف دریا کی قسم

کامتحانی نیست ایں گفت و نہ لاف
یہ گفتگو نہ آزمائش ہے، نہ بکواس

از سرِ مہر و صفا ہست و خضوع
محبت اور خلوص اور عاجزی کی وجہ سے ہے

حقِّ آنکس کہ بدو دارم رُجوع[2]
اس ذات کی قسم جس کی طرف مجھے لوٹنا ہے

گر بہ پیشت امتحان ست ایں ہوس
اگر تیرے نزدیک یہ خواہش آزمائش کیلئے ہے

اِمتحاں را اِمتحاں کُن یک نفس
تھوڑی دیر کیلئے آزمائش کو آزمالے

سِرِ مپوشاں تا پدید آید سِرم
راز کو نہ چھپا، تاکہ میرا راز (بھی) ظاہر ہو جائے

امر کُن تو ہر چہ بروے قادِرم
جو میں کر سکتا ہوں اس کا حکم دے

دل مپوشاں تا پدید آید دلم
دل (کی بات) نہ چھپا تاکہ میرے دل (کی بات) ظاہر ہو جائے

تا قبول آید ہر انچہ قابلم
تاکہ جس بات کے میں قابل ہوں اس کو قبول کروں

چہ کنم در دستِ من چہ چارہ است
کیا کروں میرے قابو میں کیا تدبیر ہے؟

در نگر تا جانِ من چہ کارہ است
غور کر لے، میں کس کام کا ہوں

تعیین کردنِ زن طریقِ طلبِ روزی شوئے خود را و قبول کردنِ اُو

عورت کا اپنے شوہر کے لئے روزی طلب کرنے کا راستہ متعین کرنا اور اس کا قبول کر لینا

گفت زن نک آفتابے تافت ست
عورت نے کہا، یہ آفتاب چمکا ہے

عالَمے زو رُوشنائی یافت ست
(اور) دنیا نے اس سے روشنی پائی ہے

نائبِ رحماں خلیفہ کردگار
خدا کا قائم مقام، اللہ کا خلیفہ

شہر[3] بغداد ست اے زو چوں بہار
بغداد شہر اس کی وجہ سے (موسم) بہار جیسا ہے

---

[1] صد پدر یعنی سینکڑوں ماں باپ کی بردباری اللہ کی بردباری کے سامنے ہیچ در ہیچ ہے۔ کف۔ جھاگ، سمندر کے مقابلہ میں جھاگ بے حقیقت چیز ہوتی ہے۔ دُر۔ یعنی حلم بردباری تعالیٰ صدف۔ یعنی ماں باپ کی بردباری۔ گفت۔ گفتگو۔ لاف۔ گپ بکواس حق آں کف۔ یہ مقولہ بدو کا شروع ہوا ہے بیوی نے کہا تھا کہ تیرا اظہارِ محبت امتحان کے لئے ہے یا حقیقت پر مبنی ہے اسکے جواب میں کہا ہے کہ میری باتیں محبت پر مبنی ہیں۔ امتحانی اور آزمائشی نہیں ہیں۔

[2] رجوع۔ واپسی یعنی مرنے کے بعد۔ صفا۔ خلوص۔ خضوع۔ عاجزی، انکساری، ہوس۔ یعنی صلح کی خواہش، سرراز قادر۔ قدرت والا۔ چہ کنم۔ اب جبکہ تو روزی کمانے کو کہتی ہے تو بتا کس طرح کماؤں نک۔ اینک اب۔ آفتاب۔ یعنی خلیفہ وقت

[3] بغداد۔ عراق کا مشہور شہر ہے اصل میں باغ داد تھا اس باغ میں بیٹھ کر نوشیرواں انصاف کیا کرتا تھا۔

گر بہ[1] پیوندی ایداں شہ، شہ شوی — سوئے ہر ادبار تا کے می روی
اگر تو اس بادشاہ سے وابستہ ہو جائیگا بادشاہ بنجائیگا — ہر نحوست کی طرف کب تک چلے گا؟

ہمنشینی مُقبلاں چوں کیمیاست — چوں نظر شاں کیمیائے خود کجاست
نصیبۃ ور لوگوں کی مصاحبت کیمیا ہے — ان کی نظر جیسی ، کیمیا (بھی) کب ہے؟

چشم احمدؐ برابو بکرؓ ے زدہ — اُوز یک تصدیق صِدّیقے شدہ
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نگاہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) پر پڑی — وہ ایک تصدیق سے صدیق ہو گئے

گفت من شہ را پذیرا چوں شوم — بے بہانہ سُوئے اُو من چوں روم
اس نے کہا بادشاہ کے یہاں میں مقبول کس طرح ہو سکتا ہوں؟ — ذریعہ کے بغیر میں اس کے پاس کیسے جاؤں؟

نسبتے باید مرایا حیلتے — ہیچ پیشہ راست شد بے آلتے
مجھے کوئی تعلق یا تدبیر چاہیے — کوئی پیشہ بغیر اوزار کے چلا ہے؟

ہمچو مجنونے کہ بشنید از یکے — کہ مرض آمد بہ لیلےٰ اندکے
مجنوں کی طرح، کہ جب اس نے کسی سے سنا — کہ لیلےٰ کسی قدر بیمار ہے

گفت آوہ بے بہانہ چوں روم — ور بمانم از عیادت چوں شوم
بولا ، افسوس! بغیر بہانہ کے کیسے جاؤں؟ — اگر مزاج پرسی سے رہ جاؤں تو میرا کیا حال ہوگا؟

لَیْتَنِیْ کُنْتُ طبیبًا حَاذِقًا — کُنْتُ اَمْشِیْ نَحْوَ لَیْلٰی شَائِقًا
کاش میں ماہر طبیب ہوتا — لیلےٰ کے پاس شوق سے جاتا

قُلْ تَعَالَوْا گفت حق مارا بداں — تا بُوَد شرم[2] اِشکنی مارا نشاں
اللہ (تعالیٰ) نے "قل تعالوا" ہمارے لئے اسی لئے فرمایا ہے — تا کہ ہماری شرم ٹوٹنے کا نشان بن جائے

شب پراں را گر نظر و آلت بُدے — روز شاں جولان و خوش حالت بُدے
چمگادڑوں کے لئے اگر نظر اور ذریعہ ہوتا — دن میں ان کی گردش اور اچھی حالت ہوتی

گفت چوں شاہ کرم میداں رود — عینِ ہر بے آلتی آلت شود
بولی، جب شاہ کرم میدان میں نکلتا ہے — ہر بے سرو سامانی ذریعہ بن جاتی ہے

زانکہ آلت دعویٰ ست و ہستی ست — کار در بے آلتی و پستی ست
کیونکہ سامان تو دعویٰ اور انانیت ہے — (اصل) کام بے سرو سامانی اور ذلت ہے

گفت کے بے[3] آلتی سودا کنم — تا نہ من بے آلتی پیدا کنم
(شوہر نے) کہا کہ بے سروسامانی کا میں کب خیال کر سکتا ہوں؟ — جب تک میں بے سروسامانی پیدا نہ کر لوں

---

[1] پیوندی۔ پیوستن کا فعل مضارع مخاطب ہے۔ شہ۔ یعنی خلیفہ۔ شہ یعنی مالدار۔ ادبار۔ بدبختی۔ چوں۔ یعنی شاہوں کی نظر کیمیا سے بڑھ کر ہے۔ یک تصدیق۔ یعنی معراج کے واقعہ کی تصدیق۔ صِدّیق بہت سچ بولنے والا بہت زیادہ تصدیق کرنے والا۔ یہ حضرت ابو بکرؓ کا لقب ہے۔ پذیرا۔ مقبول۔ بہانہ۔ حیلہ۔ مجنوں قیس عامری کا لقب ہے۔ عیادت۔ بیمار کی مزاج پرسی کرنا۔ قُلْ تَعَالَوْا قرآن پاک کی آیت ہے۔ "اے نبی کہدے چلے آؤ"۔

[2] شرم اِشکنی۔ شرم کو توڑنا یعنی اللہ تعالیٰ نے چلے آؤ فرما کر بغیر حیلہ جانے میں جو شرم تھی اس کو توڑا ہے۔ شاہ کرم بخشش والا بادشاہ۔ عین بے آلتی یعنی بے سرو سامانی کامیابی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ زانکہ۔ ساز و سامان میں انانیت ہے جس سے محرومی ہوتی ہے بے سرو سامانی اور عاجزی سے سوال میں کامیابی ہوتی ہے۔

[3] بے آلتی بے سرو سامانی، سودا۔ خیال، شوق یعنی اتنا خلوص ہو جائے کہ تحفہ کی ضرورت نہ رہے۔

پس گواہے۱ بایدم بر مفلسی — تاشہم رحمے کند در مفلسی
مفلسی پر میرا کوئی گواہ ہونا چاہیے — تا کہ بادشاہ مفلسی میں مجھ پر رحم کرے

تو گواہی غیر گفت و گو و رنگ — وانما تا رحم آرد شاہِ شنگ
(اے مخاطب) تو (بھی) گفتگو اور وضع کے علاوہ کوئی گواہی — پیش کرتا کہ محبوب بادشاہ تجھ پر رحم کرے

کایں گواہی کش زگفت و رنگ بُد — نزد آں قاضی القضاۃ آں جرح شد
اسلئے کہ گواہی جو گفتگو اور وضع کی تھی — احکم الحاکمین کے سامنے مجروح ہو گئی ہے

پس گواہے۲ ز اندروں می بایدم — نے گواہی بروں می بایدم
مجھے کوئی باطنی گواہ درکار ہے — ظاہری گواہی کی مجھے ضرورت نہیں ہے

صدق می باید گواہِ حالِ اُو — تا بتابد نورِ اُو بے قالِ اُو
سچائی اس کے حال کی گواہ ہونی چاہیے — تاکہ اُس کا نور اس کی گفتگو کے بغیر چمک جائے

ہدیہ بردن آں عرب سبوئے آبِ باراں از میانِ بادیہ سوئے بغداد بنزدِ خلیفہ و پنداشت کہ آنجا قحط آب ست

اس بدوی کا جنگل سے بارش کے پانی کا مٹکا ہدیہ میں لے جانا خلیفہ بغداد کے پاس اور اس نے خیال کیا کہ وہاں پانی کا قحط ہے

گفت زن صدق آں بُود کز بودِ خویش — پاک برخیزی تو از مجہودِ خویش
عورت نے کہا کہ سچائی یہ ہے کہ اپنے وجود سے — اپنی کوشش سے بالکل علیحدہ ہو جا

آبِ باران ست مارا در سبو — مِلکت و سرمایۂ و اَسبابِ تو
ٹھیلا میں ہمارا بارش کا پانی ہے — جو تیری ملکیت اور سرمایہ اور اسباب ہے

ایں سبوئے آب را بردار و رو — ہدیہ سازو پیشِ شاہنشاہ شو
پانی کی یہ ٹھلیا اٹھا اور جا — تحفہ قرار دے اور بادشاہ کے پاس پہنچ جا

گو کہ مارا غیر زیں اَسباب نیست — در مفازہ۳ ہیچ بہ زیں آب نیست
کہنا ہمارے پاس اس سامان کے علاوہ کچھ نہیں ہے — جنگل میں اس سے اچھا پانی نہیں ہے

گر خزانہ اش پُر زدُرّو گوہر ست — ایں چنیں آبش نباشد نادِرست
اگرچہ اس کا خزانہ موتیوں اور جواہر سے بھرا ہوا ہے — اس کے پاس ایسا پانی نہ ہوگا (یہ) کمیاب ہے

چیست آں کوزہ تنِ محصورِ ما — اندر اُو آب ایں حواسِ شورِ ما
وہ ٹھلیا کیا ہے؟ ہمارا گھرا ہوا بدن ہے — اس میں پانی ہمارے نمکین حواس ہیں

۱ گواہے۔ صدق اور اخلاص کی کوئی علامت ہونی چاہئے تو گواہی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ خدا کے سامنے جانیکے لئے بھی اخلاص کی گواہی کی ضرورت ہے اگر دل میں اخلاص نہ ہوگا محض ظاہری گفتگو سے کام نہ چلیگا۔

۲ پس گواہے۔ شوہر نے کہا باطنی گواہ کی ضرورت ہے۔ صِدق آں بود۔ عورت نے شوہر سے کہا اپنی ہستی اور اپنی جدوجہد سے بردار ہو جانا ہی سچائی ہے۔ سبو۔ ٹھلیا۔ مِلکت۔ مملوک تو۔

۳ مفازہ۔ جنگل۔ فاخر۔ قیمتی، قابلِ فخر۔ نادر۔ کمیاب۔ چیست آں کوزہ۔ یہاں سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ یعنی جس طرح بدو اپنی ٹھلیا شاہ بغداد کی خدمت میں پیش کرنیکے لئے چلا ہمیں بھی اپنے بدن کی ٹھلیا دربارِ خداوندی میں پیش کرنی ہے۔

اے خداوندا ایں خُم و کوزہ مرا	در پذیر از فضلِ اللّٰہُ اِشْتَریٰ
اے خدا! میرے اس مٹکے اور کوزے کو	"اللہ اشتریٰ" کی مہربانی سے قبول فرمالے
کوزۂ با پنج لُولہ پنج حِس	پاک دار ایں آب را از ہر نجس
پانچ ٹوٹیوں کا کوزہ (جو) پانچ حواس ہیں	اس پانی کو ہر قسم کی نجاست سے پاک رکھ
تا شود زیں کوزہ مَنفذ سوئے بحر	تا بگیرد کوزۂ من خُوئے بحر
تاکہ اس کوزہ کا راستہ سمندر کی جانب ہو جائے	تاکہ میرا کوزہ سمندر کی خصلت اختیار کرلے
تا چو ہدیہ پیشِ سلطانش بَری	پاک بیند باشدش شہ مُشتری ۲
تاکہ ہدیہ میں جب تو اس کو بادشاہ کے سامنے لیجائے	اسکو وہ پاک دیکھے ہوسکتا ہے کہ بادشاہ اس کا خریدار بنجائے
بے نہایت گردد آبش بعد ازاں	پُر شود از کوزۂ من صد جہاں
اس کے بعد اس کا پانی لا انتہا ہو جائے گا	میرے کوزے سے سو جہان بھر جائے گے
لُولہا بربندو پُر دارش زخم	گفت غُضُّوا عَنْ ہَوَیٰ اَبْصَارَکُم
اس کی ٹوٹنیاں بند کردے اور اس کو مٹکے سے بھرا رکھ	فرمایا ہے' خواہش نفسانی سے اپنی نگاہیں نیچی رکھ
ریشِ اُوپُر باد کیں ہدیہ کراست	لائقِ چوں تو شہے اینست راست
وہ مغرور تھا کہ یہ تحفہ کس کو میسر ہے؟	تجھ جیسے بادشاہ کے لائق ہے یہ درست ہے
آں نمی دانست کانجا برگذر	ہست جاری دجلہ ہمچوں شکر
اس کو یہ خبر نہ تھی کہ وہاں راستہ پر	شکر جیسا دجلہ بہہ رہا ہے
درمیانِ شہر چوں دریا رواں	پرز کشتیہا وشَستِ ۳ ماہیاں
شہر کے درمیان سمندر کی طرح جاری ہے	کشتیوں اور مچھلی پکڑنے کے کانٹوں سے پُر ہے
رَو برِ سُلطان و کاروبار بیں	حُسنِ تَجرِیْ تَحْتَہَا الْاَنْہَارُ بیں
بادشاہ کے پاس جا، اور کاروبار دیکھ	"تجری تحتھا الانھار" کا حسن دیکھ
ایں چنیں حسہا وَاِدراکاتِ ما	قطرۂ باشد دراں بحرِ صَفا
اسی طرح ہماری معلومات اور احساسات	اس صاف سمندر میں ایک قطرہ ہیں
بازجوی و باز بیں و بازیاب	از کہ اَزمَنْ عِندَہٗ اُمُّ الْکِتٰب
طلب کر اور مشاہدہ کر اور حاصل کر	کس سے؟ اس ذات سے جسکے پاس لوحِ محفوظ ہے

درنمد دوختنِ زن سبوئے آب را و مُہر بروے نہادن
عورت کا ٹھلیا کو نمدہ میں سینا اور اس پر مہر لگانا

---

۱ اللّٰہُ اشْتَریٰ۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَریٰ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ "خدانے مومنین سے ان کی جانیں اور مال خرید لیا ہے بعوض جنت کے"۔ لُولہ۔ ٹونٹی، یعنی بدن کی ٹھلیا میں پانچ حواس بمنزلہ پانچ ٹوٹیوں کے ہیں ان حوس کے ذریعہ اندر گندگی نہ پہنچنی چاہیے۔ منفذ۔ سوراخ۔ بحر یعنی وحدت کا سمندر خُوئے بحر حدیث شریف میں ہے اللہ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔

۲ مُشتریٰ۔ خریدار۔ ریش او پرباد۔ بدو کو گھمنڈ تھا کہ ایسا تحفہ کسی کو میسر نہ آیا ہوگا۔ اور یہ عجیب تحفہ یقیناً بادشاہ کے لائق ہے۔ گذر۔ گذرگاہ۔ راستہ۔ دَجلہ۔ دال کے فتحہ کے ساتھ عراق، کا مشہور دریا ہے جس کے دونوں طرف شہر بغداد آباد ہے۔

۳ شست۔ شین کے فتحہ سے نشتر، مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ تَجرِی تَحتَہَا الْاَنْہَارُ نہریں اسکے نیچے جاری ہیں۔ قرآن میں یہ جنت کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ بحر صفا علوم الٰہی کا سمندر باز جُو۔ علوم الٰہی کا طالب بن وہ تجھے خدا سے حاصل ہونگے۔

مَرد گفت آرے سَبُو رَا سَر بِبَند[1] — ہیں کہ ایں ہدیہ است ما را سُودمند

مرد نے کہا، ہاں ٹھلیا کا منہ بند کر دے — یقیناً یہ تحفہ ہمارے لئے مفید ہے

درنمد در دوز تو ایں کوزہ را — تا گُشاید شہ بہدیہ روزہ را

تو اس کوزہ کو نمدے میں سی دے — تا کہ بادشاہ تحفہ سے روزہ کشائی کرے

کایں چنیں اندر ہمہ آفاق نیست — جُز رحیق و مایہ اَذواق نیست

اس طرح کا تحفہ دنیا میں نہیں ہے — (یہ) عمدہ شراب اور لذتوں کے سرمایہ کے سوا کچھ نہیں ہے

زانکہ ایشاں زابہائے تلخ و شور — دائماً پُر علّت اند و نیم کور

اس لئے کہ یہ لوگ کڑوے اور نمکین پانی کی وجہ سے — ہمیشہ بیمار اور آدھے اندھے ہیں

مُرغ کاب[2] شور باشد مسکنش — اُو چہ داند جائے آبِ روشنش

جس پرندہ کی جائے رہائش کھاری پانی ہو — وہ اپنے صاف پانی کی جگہ کیا جانے؟

ایکہ اندر چشمۂ شورست جات — تو چہ دانی شطِّ جیحون و فُرات

اے وہ کہ تیری جگہ کھاری چشمہ ہے! — تو جیحوں اور فرات (دریا) کے کنارے کو کیا جانے؟

اے تو نارستہ ازیں فانی رباط — تو چہ دانی صحو و سُکر و انبساط

اے وہ کہ تو اس فانی سرائے سے نہیں چھوٹا! — تو صحو اور سکر اور انبساط کو کیا جانے؟

وَر بدانی نَقلت از اب و جدست — پیشِ تو ایں نامہا چوں ابجدست

اگر تو جانتا (بھی) ہے تو باوا دادا سے سنا سنایا ہے — تیرے سامنے یہ نام حروف تہجی کی طرح ہیں

ابجد[3] و ہوّز چہ فاش ست و پدید — بر ہمہ طفلان و معنیٰ بس بعید

ابجد اور ہوز کس قدر واضح اور ظاہر ہیں — تمام بچوں پر، اور معنیٰ کس قدر دور ہیں

پس سبُو برداشت آں مردِ عرب — در سفر شد می کشیدش روز و شب

اس بدو مرد نے ٹھلیا اٹھائی — سفر میں (روانہ) ہو گیا، دن رات اس کو اٹھاتا تھا

بر سبُو لرزاں بُد از آفاتِ دہر — ہم کشیدش از بیاباں تا بشہر

زمانے کی آفتوں سے ٹھلیا کے بارے میں خوفزدہ تھا — اس کو جنگل سے شہر کی طرف لئے جاتا تھا

زن مُصلّیٰ باز کردہ از نیاز — رَبِّ سَلِّمْ وِرد کردہ در نماز

عورت نے عاجزی سے مصلّے بچھایا — نماز میں "اے خدا اس کو سلامت رکھ" کی دعا شروع کر دی

کہ نگہدار آبِ ما را از خساں — یارب ایں گوہر بداں دریا رساں

کہ ہمارے پانی کو کمینوں سے محفوظ رکھ — اے خدا! یہ موتی اس دریا تک پہنچا دے

---

[1] سَر بہ بند۔ منہ بند کر دے ہیں۔ کلمہ تنبیہ ہے۔ دوز۔ سی دے۔ رَحیق۔ شراب۔ اذواق۔ ذوق کی جمع ہے۔ مزہ، لطف۔ زانکہ۔ اعرابی (بدوی) کو یہ غلط فہمی اس لئے تھی کہ لوگ جنگل میں عموماً شور اور تلخ پانی پی کر بیمار رہتے ہیں۔ اور کمزور ہو جاتے ہیں۔

[2] آب شور۔ کھلا پانی جات جائے۔ تو شط۔ کنارہ جیحون، ایران کا مشہور دریا۔ فُرات۔ عراق کا مشہور دریا۔ جو کوفہ کے قریب سے گزرتا ہے۔ رَباط۔ سرائے یعنی دنیا۔ صَحو وسُکر و انبساط، روحانی کیفیتیں جو سالک کو پیش آتی ہیں۔ اب۔ باپ۔ جد۔ دادا۔

[3] ابجد۔ بچوں کو حروف تہجی کے حقائق کا کوئی علم نہیں وہ صرف رٹ لیتے ہیں نہ انکو یہ معلوم ہے کہ انہی ابجد ہوز کی ترتیب سے اعداد کے ذریعہ تاریخیں۔ نکالی جاتی ہیں نہ یہ معلوم کہ یہی حروف تعویذات اور طلسمات میں کام آتے ہیں نہ یہ معلوم کہ انہی حروف سے اسماء باری بنے ہیں۔ جن کی تاثیرات غیر متناہی ہیں نہ یہ معلوم کہ ان حروف تہجی کو ملا کر جو آٹھ کلمات بنائے گئے ہیں۔ انمیں حضرت آدمؑ کے واقعات کی پوری تاریخ ہے وغیرہ۔ مصلّیٰ۔ جائے نماز۔ رَبِّ سَلِّم۔ اے خدا اس ٹھلیا کو سلامت رکھنا۔ خساں۔ یعنی چور، ڈاکو۔ گوہر۔ یعنی ٹھلیا دریا۔ یعنی خلیفہ۔

گرچہ شُویم آگہ است پُرفن ست — لیک گوہر را ہزاراں دشمن ست
اگرچہ میرا شوہر باخبر اور صاحب تدبیر ہے — لیکن موتی کے ہزاروں دشمن ہیں

خود چہ باشد گوہر، آبِ کوثر[۱] است — قطرۂ زاں آب کاصلِ گوہر ست
موتی کیا ہو گا (حوض) کوثر کا پانی ہے — اس پانی کا قطرہ ہے جو اصل میں گوہر ہے

از دعا ہائے زن وزاریِ اُو — وزغمِ مَرد وگرداں باریِ اُو
عورت کی دعاؤں اور اس کی عاجزی سے — مرد کے غم اور اس کی جفا کشی سے

سالم از دُزداں واز آسیبِ سنگ — بُرد تا دارُالخِلافۃ بے دِرنگ
چوروں اور پتھر کے صدمہ سے سالم — بلا توقف دارالخلافہ تک لے گیا

دید درگاہے پُراز اِنعامہا — اہلِ حاجت گستریدہ دامہا
انعاموں سے بھرا ایک دربار دیکھا — ضرورت مندوں نے جال بچھا رکھے ہیں

دَمبدم ہر سُوئے صاحب حاجتے — یافتہ زاں دَر عطا و خِلعتے[۲]
لحہ بہ لحہ ہر جانب ضرورتمند — اس در سے عطا اور خلعت پا رہے ہیں

بہرِ گبر و مومن و زیبا و زِشت — ہمچو خورشید و مَطر بل چوں بہشت
کافر اور مومن اور اچھے اور برے کیلئے (وہ دربار) — سورج اور بارش کی طرح بلکہ بہشت کی طرح تھا

دید قومے در نظر آراستہ — قومِ دیگر مُنتظر برخاستہ
ایک قوم کو دیکھا جو سامنے آراستہ تھی — دوسری قوم منتظر کھڑی تھی

خاص و عامہ از سلیمانؑ تا بمور — زندہ گشتہ چوں جہاں از نفخ صور
خاص اور عام (حضرت) سلیمانؑ سے لیکر چیونٹی تک — جی اٹھے جیسے کہ دنیا صور پھونکنے سے

اہلِ صورت در جواہر تافتہ — اہلِ معنیٰ بحرِ معنیٰ یافتہ
اہلِ ظاہر جواہر میں لدے ہوئے تھے — اہلِ باطن نے حقیقت کا سمندر پایا تھا

آنکہ بے ہمّت چہ باہمّت شُدہ — وانکہ باہمّت چہ بانعمت شُدہ
جو بے ہمت تھا کس قدر باہمت ہو گیا — جو باہمت تھا کس قدر نعمت والا ہو گیا

بانگ می آمد کہ اے طالب بیا — جُود محتاجِ گدایاں چوں گدا
آواز آتی تھی کہ اے طلبگار! آجا — سخاوت کو سائلوں کی ضرورت ہے جیسے کہ سائل کو سخاوت کی

دربیانِ[۳] آنکہ چنانکہ گدا عاشقِ کریم ست کریم ہم عاشقِ گدا ست

اس کا بیان کہ جس طرح فقیر، سخی کا عاشق ہے سخی بھی فقیر کا عاشق ہے

---

[۱] کوثر۔ جنت کا چشمہ ہے۔ اصل گوہر۔ یعنی موتی اسی پانی کی قطرات سے بنتے ہیں۔ گراں باری۔ بوجھ اٹھانا جفاکشی۔ آسیب۔ صدمہ۔ دارالخلافۃ۔ خلیفۃ المسلمین کے رہنے کا شہر۔ درنگ۔ تاخیر درگاہ۔ دربار۔ دامہا۔ جال یعنی انعام حاصل کرنے کے وسائل وذرائع۔

[۲] خلعت۔ شاہی لباس۔ گبر۔ آتش پرست، کافر، مطر۔ بارش، مینہ۔ در نظر بادشاہ کے سامنے سلیمان۔ یعنی امراء مور یعنی غرباء نفخ صور۔ صور پھونکنا جس سے تمام مردے زندہ ہو جائیں گے جود یعنی اس کی سخاوت بھکاریوں کو اس طرح تلاش کرتی تھی جس طرح بھکاری بخشش اور عطا کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔

[۳] دربیان۔ سخیوں کی سخاوت کا وجود اور ظہور فقراء کے وجود سے ہے لہٰذا سخی اپنی سخاوت کیلئے فقراء کے محتاج ہیں جیسا کہ توبہ کا وجود توبہ کرنیوالے سے ہے۔ گدا۔ فقیر۔ بھکاری۔

اگر گدا را صبر پیش بُوَد کریم بر درِ اُو آید واگر کریم را صبر بُوَد گدا

اگر فقیر کا صبر بڑھا ہوا ہے تو کریم اس کے دروازے پر آجاتا ہے اور سخی کو صبر ہو تو فقیر اس کے

بر درِ او آید امّا صبر کمالِ گدا و نقصانِ کریم ست

دروازے پر آتا ہے لیکن صبر کرنا فقیر کا کمال ہے اور سخی کا عیب ہے

جُود محتاج ست و خواہد طالبے ہمچنانکہ توبہ خواہد تائبے

سخاوت ضرورتمند ہے اور کوئی طلبگار چاہتی ہے جس طرح توبہ، توبہ کرنے والے کو چاہتی ہے

جُود می جوید گدایان وضعاف[1] ہمچو خوباں کائینہ جویند صاف

سخاوت' فقیروں اور کمزوروں کو تلاش کرتی ہے جیسے حسین صاف آئینہ تلاش کرتے ہیں

رُوئے خوباں ز آئینہ زیبا شود رُوئے احساں از گدا پیدا شود

حسینوں کا چہرہ، آئینہ سے حسین بنتا ہے احسان کا چہرہ فقیر سے رُونما ہوتا ہے

چوں گدا آئینہ جود ست ہاں دم بُوَد بر رُوئے آئینہ زیاں

جبکہ فقیر، سخاوت کا آئینہ ہے، خبردار پھونک مارنا، آئینہ کے چہرے کی بربادی ہے

پس ازیں فرمود حق دَر والضحیٰ[2] بانگ کم زن اے محمدؐ بر گدا

اسلیئے (اللہ تعالیٰ) نے سورہ والضحیٰ میں فرمایا ہے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فقیر کو نہ جھڑک

آں یکے جُودش گدا آرد پدیدویں دِگر بخشد گدایاں را مزید

ایک وہ ہے جس کی سخاوت کو فقیر رونما کرتا ہے اور یہ دوسرا وہ ہے جو فقیر کو زیادہ دیتا ہے

پس گدایاں آئینہ جُودِ حق اند وانکہ باحق اند جُودِ مطلق اند

فقیراء (اللہ تعالیٰ) کی سخاوت کے آئینہ ہیں اور جو لوگ اللہ سے وابستہ ہیں وہ مجسم سخاوت ہیں

وانکہ[3] جُز ایں دو بُوَد خود مُردہ است اُو بریں در نیست نقشِ پردہ است

اور جو ان دونوں کے علاوہ ہے وہ مُردہ ہے وہ اس دروازے پر نہیں ہے پردے کا نقش ہے

فرق درمیانِ آنکہ دُرویش ست بخدا و تشنۂ خدا و آنکہ

فرق اس شخص میں جو اللہ کا بھکاری اور اس کا پیاسا ہے اور اس شخص

دَرویش ست از خدا و تشنہ اَست بغیر

میں جو خدا سے بے پروا اور غیر کا پیاسا ہے

لیک دُرویشے کہ اُو تشنہ خدا ست ہست دائم از خدا لیش کار راست

لیکن وہ فقیر جو اللہ (تعالیٰ) کا پیاسا ہے اس کا کام ہمیشہ خدا کی جانب سے درست ہے

---

[1] ضعاف۔ ضعیف کی جمع ہے کمزور، فقیر۔ خوباں۔ خوب کی جمع ہے، حسین، خوبصورت۔ زیبا۔ خوبصورت پیدا، ظہور۔

[2] والضحیٰ۔ سورہ والضحیٰ میں آنحضورؐ کو کہا گیا ہے "وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْھَرْ" اور سائل کو نہ جھڑک۔ آں یکے۔ ایک سخی کی سخاوت کو بھکاری رونما کرتا ہے۔ دوسری قسم سخی کی یہ ہے کہ سائل کو بغیر مانگے دوگنا دیتا ہے۔ پس گدایاں۔ فقیر کی ایک قسم تو وہ ہے، جو صبر کرتی ہے اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتی وہ تو اللہ کی صفتِ جود کی مظہر ہے اور جو فقراء ایسے ہیں کہ اللہ نے ان کے دل غنی کردیئے ہیں۔ وہ جُودِ مطلق ہیں جو اللہ کی صفتِ جود اختیار کر چکے ہیں۔

[3] وانکہ۔ تیسری قسم فقیر کی وہ ہے جو دستِ سوال دراز کرتا ہے وہ اللہ کے در پر نہیں ہے بلکہ دروازہ کے پردے کا نقش ہے جو دروازہ سے باہر ہوتا ہے۔ تشنہ۔ پیاسا۔ دائم۔ ہمیشہ۔

لیک درویشے کہ تشنہ غیر شد
لیکن وہ فقیر جو غیر کا پیاسا ہوا

اُو حقیر وابلہ[1] و بے خیر شد
وہ ذلیل اور بیوقوف ہے اور بھلائی سے خالی ہوا

نقشِ دُرویش ست اُو نے اہلِ جاں
وہ صرف فقیر کی تصویر ہے، جاندار نہیں ہے

نقشِ سگ را تو میند از استخواں
کتے کی تصویر کو ہڈی نہ ڈال

فقرِ لُقمہ دارد اُو نے فقرِ حق
وہ لقمہ کی فقیری رکھتا ہے نہ کہ اللہ (تعالیٰ) کی فقیری

پیشِ نقشِ مُردۂ کم نہ طبق
مردے کی تصویر کے سامنے طباق نہ رکھ

ماہیِ خاکی بُود درویشِ ناں
روٹی کا فقیر، مٹی کی مچھلی ہوتا ہے

شکلِ ماہی لیک از دریا رماں
مچھلی کی شکل ہے لیکن دریا سے بے تعلق ہے

نقشِ ماہی کے بُود درویشِ آب
مچھلی کی تصویر، پانی کی فقیر کب ہوتی ہے؟

آں زبے آبی نمیگر دو خراب
وہ پانی نہ ہونے سے تباہ نہیں ہوتی ہے

مُرغِ خانہ است اُو نہ سیمرغِ[2] ہوا
وہ گھریلو پرندہ ہے نہ کہ ہوا کا سیمرغ

لُوت نوشد اُو نہ نوشد از خدا
لذیذ کھانے کھاتا ہے خدا سے فیض حاصل نہیں کرتا ہے

عاشقِ حق ست اُو بہرِ نوال
وہ عطیہ کی خاطر اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے

نیست جانش عاشقِ حُسن و جمال
اس کی جان حسن و جمال کی عاشق نہیں ہے

گر تو ہم می کُند اُو عشقِ ذات
اگر وہ ذاتِ (خداوندی) کے عشق کا خیال کرتا ہے

ذات نبُود وہمِ اسماء وصفات
اسماء اور صفات کا خیال ذات (خداوندی) نہیں ہوتا ہے

وہم مخلوق[3] ست و مولود آمدست
خیال، مخلوق ہے اور پیدا شدہ ہے

حق نہ زائید ست اُو لم یُولَدُ ست
حق (تعالےٰ) پیدا نہیں ہوا ہے وہ "لم یولد" ہے

عاشقِ تصویرِ وہمِ خویشتن
اپنے وہم کی تصویر کا عاشق

کے بُوَد از عاشقانِ ذُوالمنن
اللہ (تعالیٰ) کے عاشقوں میں سے کب ہوسکتا ہے؟

عاشقِ آں وہم گر صادق بُوَد
اس خیال کا عاشق بھی اگر سچا ہو

آں مجازش تا حقیقت می کشد
وہ مجاز اس کو حقیقت تک پہنچا دیتا ہے

شرح میخواہد بیانِ ایں سخن
اِس بات کا بیان تفصیل چاہتا ہے

لیک می ترسم زافہامِ کُہن
لیکن میں پرانے خیالات سے ڈرتا ہوں

فہم ہائے کہنۂ کوتہ نظر
کوتاہ نظر لوگوں کی بوسیدہ عقلیں

صد خیالِ بَد درآرد در فکر
تخیل میں سینکڑوں برے خیالات لائینگی

---

[1] ابلہ۔ بیوقوف۔ اہل جان۔ جاندار استخوان۔ یعنی ایسے فقیر کے سامنے معرفت خداوندی کے نکتے بیان کرنا بے سود ہے۔ طبق۔ یعنی معرفتِ خداوندی کے علوم کا طبق۔

[2] سیمرغ۔ ایک فرضی پرندہ ہے جس میں تیس رنگ کے پر فرض کئے گئے ہیں۔ لُوت۔ لذیذ کھانے، نوال۔ عطیہ۔ توہم۔ وہم کرنا۔ اسماء یعنی اسماءِ الٰہی۔ صفات۔ یعنی صفاتِ خداوندی

[3] مخلوق۔ پیدا کیا ہوا، مولود، جنا ہوا۔ لم یُولَدْ۔ وہ جنا نہیں گیا۔ تصویر وہم۔ خیالی صورت۔ ذُوالمنن۔ احسانات والا، حق تعالیٰ صادق سچا، مجاز، غیر اصلی۔ حقیقت۔ یعنی اللہ (تعالیٰ) کا عشق۔ افہام۔ فہم کی جمع، سمجھ، عقل۔ کہن پرانا۔

بر سماعِ راست ہر کس چیر نیست | لقمہ ہر مرغکے انجیر نیست
سچی بات سننے پر ہر شخص قادر نہیں ہے | ہر پرندے کی خوراک انجیر نہیں ہے

خاصہ مرغِ مُردۂ پوسیدۂ | پُر خیالِ اعمیٔ بے دیدۂ
خاص طور پر مُردہ سڑا ہوا پرندہ | اندھا، اندھے پن کے خیالات سے بھرا ہوا

نقشِ ماہی را چہ دریا و چہ خاک | رنگِ ہندو۲ را چہ صابون و چہ زاک
مچھلی کی تصویر کے لئے کیا دریا اور کیا خشکی | ہندوستانی کے رنگ کیلئے کیا صابون اور کیا پھٹکری

نقش اگر غمگیں نگاری بر ورق | او ندارد از غم و شادی سبق
اگر کاغذ پر تو کوئی غمگین تصویر بنائے | اس کو خوشی اور غم سے کوئی واسطہ نہ ہو گا

صورتش غمگین و او فارغ ازاں | صورتش خندان و او زاں بے نشاں
اس کی صورت غمگین ہے اور وہ غم سے خالی ہے | اس کی صورت ہنستی ہے اور وہ اس (ہنسی) سے خالی ہے

ویں غم و شادی کہ اندر دل خفی ست | پیشِ آں شادی و غم جز نقش نیست
یہ غم اور خوشی جو دل میں چھپی ہوئی ہے | اس خوشی اور غم کے سامنے سوائے نقش کے کچھ نہیں ہے

صورتِ خندانِ نقش از بہرِ تست | تا ازاں صورت شود معنیٰ درست
تصویر کی ہنستی ہوئی صورت تیرے لئے ہے | تاکہ اس صورت سے، باطن درست ہو جائے

صورتِ غمگینِ نقش از بہرِ ماست | تا کہ ما را یاد آید راہِ راست
غمگین تصویر کی صورت، ہمارے لئے ہے | تاکہ ہمیں سیدھا راستہ یاد آجائے

نقشہائے کاندریں حماہاست | از برونِ جامہ۳ کن چوں جامہاست
وہ تصویریں جو ان حماموں میں ہیں | جامہ کن (حمام کے درجے) سے باہر کپڑوں جیسی ہیں

تا برونی جامہا بینی و بس | جامہ بیروں کن درآ اے ہمنفس
جب تک تو (جامہ کن سے) باہر ہے کپڑے دیکھتا ہے | اے ساتھی! کپڑے اتار، اندر آجا

زانکہ با جامہ درآں سو راہ نیست | تن ز جان و جاں ز تن آگاہ نیست
اسلئے کہ کپڑوں کے ہوتے ہوئے اس جانب راستہ نہیں ہے | جسم کو جان اور جان کو جسم کی خبر نہیں ہے

باز می گردم سوئے قصہ عرب | از بیانِ سرّ و رازِ بوالعجب
میں بدوی کے قصہ کی طرف لوٹتا ہوں | سر اور عجیب راز کے بیان سے



۱ راست۔ سچی بات۔ چیر۔ غالب۔ طعمہ۔ خوراک۔ مرغک۔ حقیر پرندہ۔ خاصہ۔ خصوصاً۔ اعمٰی۔ اندھا۔ بے دیدہ۔ کور چشم نقش ماہی مچھلی کی تصویر کیلئے دریا اور خشکی یکساں ہے چونکہ وہ اصلی نہیں ہے لہٰذا وہ اپنی اصلی حیات کی جویاں نہیں ہے۔ مزورین اور غلط مدعیان تصوف کا بھی حال ہے

۲ ہندو۔ ہندوستان کا رہنے والا جو عموماً کالے ہوتے ہیں۔ ان کیلئے صابون اور پھٹکری یکساں ہے ان کی سیاہی دور نہ ہو گی۔ زاک۔ پھٹکری نقش۔ یعنی تصویر میں جو کیفیات ظاہر کیجاتی ہیں۔ وہ حقیقت سے دور ہوتی ہیں محض صورت رنج و غم کی ہوتی ہے۔ حقیقت غیر موجود ہوتی ہے۔ خفی۔ پوشیدہ نقش۔ تصویر۔ یعنی اولیاء اللہ پر جو قبض اور بسط کی کیفیت طاری ہوتی ہے اس کے بالمقابل عام انسانوں کا غم اور خوشی ہیچ ہے۔ صورت۔ یعنی یہ ظاہری غم اور خوشی اس لئے ہے کہ تو اہل اللہ کے غم اور خوشی کی طرف رہنمائی حاصل کرے۔ معنیٰ باطن۔ حماہا۔ غسلخانے۔ یعنی دنیا جسمیں محض نقوش ہیں جو حقیقت سے خالی ہیں۔

۳ جامہ کن۔ حمام کا وہ درجہ کہلاتا ہے۔ جہاں کپڑے اتارے جاتے ہیں۔ ان اشعار میں مولانا تنبیہ کی ہے کہ انسان ظاہر سے نکلکر ہی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے کپڑوں سے مراد بدن کے آثار اور خصوصیات میں جبتک انسان انکو ترک نہ کریگا حقیقت تک نہ پہنچ سکیگا۔ جامہ بیروں کن۔ یعنی مقتضیات۔ جسمانی سے معریٰ ہو کر حمام حقیقت میں داخل ہو

پیشِ آمدنِ نقیبان و دربانانِ خلیفہ از بہرِ اِکرامِ اَعرابی و پذیرفتنِ ہدیہ اُو را

بدوی کے اعزاز کے لئے خلیفہ کے دربانوں اور نقیبوں کا آگے بڑھنا اور اس کے ہدیہ کو قبول کر لینا

آں عرابی[1] از بیابانِ بعید　　بردرِ دارُالخلافہ چوں رسید
وہ بدوی دور کے جنگل سے　　جب دارالحکومت کے دروازہ پر پہنچا

پس نقیباں پیشِ اَعرابی شدند　　بس گلابِ لُطف بررویش زدند
تو نقیب بدوی کے پاس آئے　　(اور انہوں نے) مہربانی کا گلاب اس کے چہرے پر چھڑکا

حاجت اُو فہمِ شاں شد بے مقال[2]　　کارِ ایشاں بُد عطا پیش از سوال
بغیر گفتگو کے اس کی حاجت انکی سمجھ میں آ گئی　　ان کا کام سوال سے پہلے عطا کرنا تھا

پس بدو گفتند یا وَجہَ العَرَب　　از کجائی چونی ازرنج و تَعَب
انہوں نے اس سے کہا کہ اے عرب کے سردار!　　تو کہاں سے آیا ہے تکلیف اور تھکن سے تیرا کیا حال ہے؟

گفت وَجہم گر مَرا وَجہے دہید　　بے وجوہم چوں پسِ پشتم نہید
اسنے کہا میں سردار ہوں اگر مجھے ذریعہ معاش دیدو　　(اور) اگر مجھے پس پشت ڈالو تو میں بے حقیقت ہوں

اے کہ در رُوتاں نشانِ مہتری[3]　　فرِّتاں خوشتر ز زرِّ جعفری
اے (نقیبو) تمہارے چہروں پر سرداری کا نشان ہے　　تمہاری شان و شوکت جعفری سونے سے زیادہ خوشنما ہے

اے کہ یک دیدارتاں دیدارہا　　اے نثارِ دیدتاں دینارہا
اے (نقیبو) تمہارا ایک دیدار بہت سے دیدار ہیں　　اے (نقیبو) تمہارے دیدار پر اشرفیاں نچھاور ہیں

اے ہمہ یَنظُرُ بنورِ اللہِ شدہ　　از برِ حق بہرِ بخشش آمدہ
اے (نقیبو) جو سب کے سب اللہ کے نور سے دیکھنے لگے ہو　　اللہ تعالیٰ کے پاس سے انعام دینے کے لئے آئے ہو

تازنید آں کیمیا ہائے نظر　　برسَرِ مِسہائے اشخاصِ بشر
تاکہ وہ کیمیا اثر نگاہیں ڈالو　　انسانوں کے وجود کے تانبے پر

من غریبم از بیاباں آمدم　　بر اُمیدِ لُطفِ سُلطاں آمدم
میں مسافر ہوں جنگل سے آیا ہوں　　بادشاہ کی مہربانی کی اُمید پر آیا ہوں

بوئے لُطفِ اُو بیاباں ہا گرفت　　ذرّہ ہائے ریگ ہم جانہا گرفت
اسکی مہربانی کی خوشبو جنگلوں میں پھیل گئی ہے　　ریت کے ذرّوں میں بھی جانیں پڑ گئی ہیں

---

[1] عرابی۔ اعرابی۔ دارالخلافہ خَلیفۃُ المسلمین کا شہر۔ نقیباں۔ نقیب کی جمع ہے، چوبدار۔

[2] بے مَقال۔ بلا گفتگو۔ وَجہُ العَرَب۔ عرب کا چہرہ یعنی سردار۔ کجائی۔ از کجا ہستی چونی۔ چوں ہستی تَعَب۔ تھکن۔ روتاں۔ روئے شما۔

[3] مِہتری۔ سرداری۔ فرّ۔ جاہ و اقبال۔ جَعفر۔ زرد رنگ کا ایک پھول ہے۔ ایک کیمیا گر کا نام ہے اور جعفر برمکی بنی عباس کا مشہور وزیر تھا۔ یَنظُرُ بِنورِ اللہِ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ حدیث میں ہے۔ اِتَّقُوا مِن فَراسَۃِ المُؤمِنِ فَاِنَّہٗ یَنظُرُ بِنُورِ اللّٰہِ، مومن کی فراست سے ڈرتے رہو وہ اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھتا ہے۔ مِس۔ تانبا۔ اَشخاص۔ وجود۔ غریب۔ اجنبی۔ مسافر

تابد ۱ اینجا بہرِ دینار آمدم　　چوں رسیدم مستِ دیدار آمدم

میں یہاں دینار کے لئے آیا　　جب پہنچا تو دیدار سے مست ہو گیا

بہرِ ناں شخصے سوئے نانبا دوید　　دادجاں چوں حُسنِ نانبا را بدید

ایک شخص روٹی کے لئے نانبائی کی جانب دوڑا　　جب نان بائی کا حُسن دیکھا جان دیدی

بہرِ فرجہ شُد یکے تا گلُستاں　　فُرجہ اُوشد جمالِ باغباں

ایک شخص تفریح کے لئے باغ میں گیا　　باغبان کا حُسن اس کی تفریح کا سبب بنگیا

ہمچو اعرابی کہ آب از چہ کشید　　آبِ حیواں از رُخِ یوسفؑ چشید

اس بدوی کیطرح جس نے کنویں سے پانی کھینچا　　(حضرت) یوسفؑ کے رخ سے آب حیات پی لیا

رفت موسیٰؑ کاتشے آرد بدست　　آتشے دید اُو کہ از آتش برست

موسیٰ (علیہ السلام) گئے تا کہ آگ لائیں　　انہوں نے آگ دیکھی جسکی بدولت آگ سے کنارہ کش ہوگئے

جَست ۲ عیسیٰ تا رہد از دشمناں　　بُردش آں جَستَن بچارم آسماں

(حضرت) عیسیٰ دشمنوں (کے زغہ) سے کودے تاکہ نجات حاصل کریں　　وہ کودنا ان کو چوتھے آسمان پر لے گیا

دامِ آدمؑ خوشۂ گندم شُدہ　　تا وجودش خوشۂ مَردُم شُدہ

(حضرت) آدمؑ کا جال گیہوں کی بال بنی　　یہانتک کہ ان کا وجود انسانوں کا گچھا بن گیا

باز آمد سُوئے دام از بہرِ خور　　ساعدِ شہ یافت واقبال و فر

باز، کھانے کے لئے جال کی جانب آیا　　اس کو بادشاہ کی کلائی پر جگہ اور شان وشوکت ملی

طفل شد مکتب پَے کسبِ ہُنر　　بر اُمید ۳ مُرغ یا لُطفِ پدر

بچہ، ہنر حاصل کرنے مکتب میں گیا　　باپ کی مہربانی یا کسی چڑیا کی امید پر

پس زمکتب آں یکے صدرے شُدہ　　ماہیانہ دادہ و بدرے شدہ

پھر مکتب سے وہ صدر ہو گیا　　ماہواری (فیس) دی اور چاند ہوگیا

آمدہ عبّاسؓ حرب از بہرِ کیں　　بہرِ قمعِ احمدؐ و اِستیزِ دین

عباس (رضی اللہ عنہ) کینہ پروری سے جنگ کیلئے آئے　　احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیخ کنی اور دین سے لڑنے کیلئے

گشت دیں را تا قیامت پُشت و رُو　　دَر خلافت اُو و فرزندانِ اُو

قیامت تک کیلئے دین کے پشت و پناہ بن گئے　　خلافت کے معاملہ میں وہ اور ان کی اولاد

آمدہ عمرؓ بقصدِ مصطفیٰؐ　　تیغ در کف بستہ بس میثاقہا

(حضرت) عمرؓ آنحضورؐ کے قتل کے ارادہ سے آئے　　تلوار ہاتھ میں لے کر بہت سے عہد کر کے

---

۱ تابد اینجا۔ مولانا نے اس شعر سے یہ بیان فرمایا ہے کہ بسااوقات انسان ایک معمولی مقصد کا ارادہ کرتا ہے۔ اور اس کو ایک اعلیٰ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ آئندہ بہت سے اشعار میں مختلف واقعات پیش فرما کر اسی مضمون کو بیان کیا ہے۔ نانبا۔ نانبائی۔ فُرجہ۔ فا کے ضمہ کے کیساتھ، کشادگی، تفریح۔ اعرابی۔ وہ مسافر مراد ہے جس نے چاہ کنعاں میں پانی کیلئے ڈول ڈالا اور وہاں حضرت یوسفؑ کو دیکھ لیا۔ رفت موسیٰ۔ حضرت موسیٰ کوہ طور پر آگ لینے گئے تھے وہاں تجلی رب کا مشاہدہ ہوگیا۔

۲ جست عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ دشمنوں کے نرغے سے نکلنے کے لئے کودے اور وہاں سے چوتھے آسمان پر پہنچ گئے۔ حضرت عیسیٰ کا چوتھے آسمان پر ہونا عوام کا خیال ہے وہ دوسرے آسمان پر ہیں۔ آدمؑ حضرت آدمؑ نے گیہوں کھالیا اور وہیں اس کا سبب بنا کہ انکی نسل سے سینکڑوں انبیاء اور رسول پیدا ہوئے۔ باز۔ باز دانہ خوری کے ارادہ سے جال میں پھنستا ہے اور وہی اس کے عروج کا سبب ہو جاتا ہے۔ کہ اس کو بادشاہ کے ہاتھ پر بیٹھنا نصیب ہوتا ہے۔

۳ برامید مرغ۔ باپ بچہ کو معمولی چڑیا کا لالچ دیکر مدرسہ بھیجتا ہے اور بچہ اسی کیوجہ سے مکتب سے صدر صدود ہو کر نکلتا ہے عباسؓ۔ آنحضورؐ کے چچا مخالفت کیلئے میدان میں آئے وہاں گرفتار ہو کر مسلمان ہوئے اور انکی نسل کو خلافت ملی۔ پُشت۔ یعنی مددگار۔ رو۔ سردار فرزندان۔ او حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اولاد سات آٹھ سو سال تک بغداد میں خلافت پر متمکن رہی۔ عمر۔ میم پر تشدید ضرورت۔ شعری کیوجہ سے ہے۔ میثاقہا۔ میثاق۔ عہد و پیمان۔ حضرت عمرؓ نے ابو جہل وغیرہ سے آنحضورؐ کو قتل کرنے کا عہد کیا تھا۔

گشتہ اندر شرع امیر المومنین[۱] پیشوا و مقتدائے اہلِ دیں
شریعت میں امیر المومنین بنے دینداروں کے پیشوا اور مقتدا بنے

آں علف کش سوئے ویرانہا شدہ بے خبر بر گنج ناگہ پا زدہ
وہ گھسیارا جنگلوں کی جانب چلا اچانک بیخبری میں اس کا پاؤں خزانہ پر پڑ گیا

تشنہ آمد سوئے جوئے آب[۲] در دید اندر جوئے خود عکس قمر
پیاسا، نہر کی طرف آیا، پانی میں نہر کے اندر اس نے چاند کا عکس دیکھ لیا

من بریں در طالبِ چیز آمدم صدر گشتم چوں بدہلیز آمدم
میں اس دروازہ پر ایک چیز کا طالب بنکر آیا جب دہلیز پر پہنچا، صدر بن گیا

آب آوردم بتحفہ بہرِ ناں بوئے نانم بُرد تا صدرِ[۳] جہاں
روٹی کی خاطر میں پانی کا تحفہ لایا روٹی کی تمنا مجھے دنیا کے صدر کے پاس لے آئی

ناں بروں راند آدمی را از بہشت ناں مرا اندر بہشتے در سرشت
روٹی نے انسان کو جنت سے نکالا مجھے روٹی نے جنت سے وابستہ کر دیا

رستم از آب و زناں ہمچوں ملک بے غرض گردم بریں در چوں فلک
فرشتے کیطرح میں روٹی اور پانی سے نجات پا گیا ہوں میں اس آسمان جیسے در کا بغیر کسی غرض کے طواف کرتا ہوں

در بیانِ آنکہ عاشقِ دنیا بر مثالِ عاشقِ دیواریست کہ برو

اس کا بیان کہ دنیا کے عاشق کی مثال اس دیوار کے عاشق جیسی ہے جس پر

آفتاب تافتہ و جہد نکرد تا فہم کند کہ ایں تاب از دیوار نیست
سورج چمکا ہو اور، اسنے یہ سمجھنے کی کوشش نہ کی کہ یہ روشنی دیوار کی نہیں ہے

از آفتاب ہست در آسمانِ چہارم لا جرم کُلّی دل بر دیوار
سورج کی ہے جو چوتھے آسمان میں ہے، لا محالہ وہ بالکلیہ دیوار پر عاشق ہو گیا

نہاد وچوں پرتوِ آفتاب بآفتاب پیوست اُو محروم ماند
اور جب سورج کی روشنی سورج سے جا ملی تو وہ محروم رہ گیا

وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ
اور آڑ کردی گئی ان میں ان کی مراد میں

بے غرض نبود بگردش در جہاں غیرِ جسم و غیرِ جانِ عاشقاں
دنیا میں گردش بے غرض نہیں ہوتی ہے سوائے عاشقوں کے جسم اور جان کے

---

[۱] امیر المومنین۔ حضرت عمرؓ ابتداء خلیفۂ خلیفۂ رسول اللہ کہلاتے تھے پھر امیر المومنین لقب پڑ گیا۔ مُقتدا۔ وہ جس کی لوگ پیروی کریں۔ علاف کش۔ گھسیارا۔ گنج۔ خزانہ۔

[۲] آب در۔ در آب' یہاں تک یہی مضمون ہے کہ انسان بسا اوقات معمولی چیز کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو اعلیٰ چیز حاصل ہو جاتی ہے۔

[۳] صدرِ جہاں۔ یعنی بادشاہ۔ ناں۔ یعنی گیہوں نے حضرت آدمؑ کو جنت سے نکالا۔ سرشت۔ ملا دیا۔ در۔ زیادہ ہے۔ بے غرض۔ مخلصانہ۔ رُستم یعنی میں اس دربار میں دنیا طلبی کے لئے آیا تھا اور اب میں دنیا سے بے نیاز ہو گیا ہوں چونکہ میں روحانی دولت سے مالا مال ہو گیا ہوں۔

عاشقانِ کل نہ ایں عُشاقِ جُزو — ماند از کل آنکہ شد مشتاق جزو

کل کے عاشق نہ کہ یہ جزو کے عاشق — جو جزو کا عاشق ہوا وہ کل سے (دور) رہ گیا

چونکہ جُزوے عاشقِ جُزوے شود — زود معشوقش بکُلِّ خود رود

جب کوئی جزؤ کسی جزو کا عاشق ہو — اسکا معشوق بہت جلد اپنے کل کیطرف چلا جاتا ہے

ریش ۲ گاوٗ و بندۂ غیر آمد اُو — غَرقہ شد کف در ضعیفے در زد اُو

وہ بے وقوف اور غیر کا غلام بنا — وہ ڈوبا، اس نے کمزور پر ہاتھ مارا

نیست حاکم تا کُند تیمارِ اُو — کارِ خواجہ خود کُند یا کارِ اُو

معشوق حاکم نہیں ہے تاکہ اپنے اختیار سے اس عاشق کی مزاج پرسی کرے — وہ (معشوق) آقا کا کام کرے یا اُس (عاشق) کا؟

فازنِ بالحُرَّہ پۓ ایں شد مَثَل — فاسرِقِ الدُّرَّہ بدیں شد مُنتقل

آزاد عورت سے زنا کر، یہ مثل اسی لئے بنی ہے — موتی کی چوری کر، اسی لئے منقول ہوا ہے

بندہ ۳ سوئے خواجہ شُد اُو ماند زار — بوئے گُل شُد سوئے گُل اُو ماند خار

غلام اپنے آقا کیطرف روانہ ہوا وہ عاجز رہ گیا — پھول کی خوشبو پھول میں گئی وہ کانٹا رہ گیا

ہمچوں آں ابلہ کہ تابِ آفتاب — دِید بر دیوار و حیراں شد شتاب

اس احمق کی طرح جس نے سورج کی روشنی — دیوار پر دیکھی اور فوراً حیران ہو گیا

عاشقِ دیوار شد کایں باضیاست — بے خبر کاں عکسِ خورشیدِ سَماست

دیوار کا عاشق بن گیا کہ یہ پر نور ہے — یہ معلوم نہیں کہ یہ آسمان کے سورج کا عکس ہے

چوں باصلِ خویش پیوست آں ضیا — دید دیوارِ سیہ ماندہ بجا

جب وہ روشنی اپنی اصل سے جا ملی — دیکھا کالی دیوار اپنی جگہ پر کھڑی ہے

اُو بماندہ دور از مطلوبِ خویش — سعیِ ضائع، رنجِ باطل پائے ریش

وہ اپنے مطلوب سے دور رہ گیا — محنت برباد، تکلیف اکارت، پیر زخمی

ہمچو صیادے کہ گیرد سایۂ — سایہ کے گردد وُرا سرمایۂ

(مجاز کا عاشق) اس شکاری کیطرح ہے جو سایہ کو پکڑے — سایہ اُس کا سرمایہ کب بن سکتا ہے؟

سایہ مُرغے گرفتہ مَردِ سخت — مُرغ حیراں گشتہ بر شاخِ درخت

شکاری نے پرندے کے سایہ کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا — پرندہ درخت کی شاخ پر حیران تھا

کایں مُدَمَّغ بر کہ می خندد عجب — اینت باطل اینت پوشیدہ سبب

یہ بیہودہ دماغ تعجب ہے کس پر ہنستا ہے؟ — عجب! باطل ہے، عجب، سبب پوشیدہ ہے

---

۱ عاشقاں۔ عاشق محبت کے تقاضے سے کام کرتا ہے اس کی کوئی غرض نہیں ہوتی ہے۔ کُل۔ ذاتِ خداوندی، جزو مخلوق۔ عُشاق۔ عاشق کی جمع ہے چونکہ۔ یعنی جب مخلوق کسی مخلوق پر عاشق ہو۔ بکُلِّ خود یعنی ممکنات فنا ہو کر ذات احدیت میں مل جاتے ہیں۔

۲ ریش گاؤ۔ یعنی احمق۔ غَرقہ شد۔ ڈوب گیا۔ کف مثل مشہور ہے ڈوبتا ہوا تنکے کا سہارا پکڑنا چاہتا ہے

اِزن۔ امر کا صیغہ ہے زنا کر۔ حرہ۔ آزاد عورت۔ اسرق امر کا صیغہ ہے چوری کر۔ دُرّہ۔ موتی۔ منتقل۔ منقول یعنی انسان جو بھی کرے بلند ہمتی سے کرے

ہر گنا ہے کہ کنی در شب آدینہ بکن
تا کہ از صدر نشینان جہنم باشی

۳ بندہ۔ یعنی معشوق جب اپنے مالک سے جاملیگا تو یہ عاشق عاجز اور محروم رہ جائیگا لہذا مخلوق سے عشق بیوقوفی ہے خالق سے عشق کرنا چاہئے۔ ابلہ۔ بیوقوف۔ تاب۔ روشنی چمک۔ شتاب۔ جلد۔ کایں۔ کہ ایں۔ ضیا۔ روشنی۔ سما۔ آسمان۔ سعی۔ کوشش۔ ریش۔ زخمی۔ مُدَمَّغ۔ بیدماغ۔ اینت۔ اینک، دیکھ۔ حیرت، عجب۔

ورتو گوئی! جُزو پیوستہ گُل ست
خارمی خورخار پیوستہ گُل ست
اگر تو کہے جزو کل سے وابستہ ہے
کانٹا کھالے، کانٹا، پھول سے ملا ہوا ہے

جُزویک رُونیست پیوستہ بگُل
ورنہ خود باطل بُدے بعثِ رُسُل
جزو پوری طرح کل سے جڑا ہوا نہیں ہے
ورنہ رسولوں کی بعثت بیکار ہوتی

چوں رسولاں ازپئے پیوستن اند
پس چہ پیوندند شاں چوں یک تن اند
جبکہ رسول ملانے کے لئے ہیں
وہ کس چیز کو ملائیں گے جب ایک ہی ہیں

ایں سخن پایاں ندارد اے غلام ۲
زانکہ جرّے سخت دارد ایں کلام
اے لڑکے! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
اس لئے کہ یہ بات بہت کشش رکھتی ہے

شرح کُن حالِ عرب اے بانظام
روز بے گہ شُد حکایت کُن تمام
اے منتظم! بدوی کے حال کی تفصیل بتا
دن بے وقت ہو گیا، کہانی ختم کر

سپردنِ عرب ہدیۂ خود بغلامانِ خلیفہ و شرح آں
بدوی کا اپنے تحفہ کو خلیفہ کے نوکروں کے سپرد کرنا اور اس کی تفصیل

بانقیباں حالِ خُود را آں عرب
چوں بگفت اُو دید ہنگامِ طلب
بدوی نے اپنی حالت نقیبوں سے
جب کہی، اور اس نے سوال کا موقع دیکھا

آں سَبوئے آب را در پیش داشت
تخمِ خدمت را در آنحضرت بکاشت
وہ پانی کی ٹھلیا پیش کر دی
(اور) اس دربار میں خدمت کا بیج بو دیا

گفت ایں ہدیہ بداں سلطاں برید
سائلِ شہ راز حاجت و اخرید
بولا، یہ تحفہ بادشاہ کے پاس لے جاؤ
بادشاہ کے بھکاری کو حاجت سے نجات دلاؤ

آبِ شیریں و سَبوئے سبز و نو
زآبِ بارانی کہ جمع آمد بہ گو
میٹھا پانی ہے، ٹھلیا سبز اور نئی ہے
بارش کا پانی ہے جو گڑھے میں جمع ہو گیا تھا

خندہ می آمد نقیباں را ازاں
لیک پذر فتند آنرا ہمچوں جاں
نقیبوں کو اُس پر ہنسی آرہی تھی
لیکن انہوں نے جان کی طرح اس کو قبول کر لیا

زانکہ لُطفِ شاہِ خوبِ باخبر
کردہ بود اندر ہمہ ارکاں ۳ اثر
اس لئے کہ اچھے باخبر بادشاہ کی مہربانی
سب کارکنوں میں اثر کئے ہوئے تی

خوئے شاہاں در رعیّت جا کند
چرخِ اخضر خاک را خضرا کند
بادشاہوں کی عادت رعایا میں گھر کر لیتی ہے
سبز آسمانزمین کو سر سبز کر دیتا ہے

---

۱ ورتو گوئی۔ یعنی جزو کل کا عین ہے تو جزو پر عاشق ہونا کل پر عاشق ہونا ہے۔ ورنہ اگر جزو کا کل سے بالکلیہ اتصال ہوتا تو رسولوں کو بھیجنا بیکار ہوتا اسلئے کہ رسولوں کی بعثت کا مقصد مخلوق کو خالق سے وابستہ کرنا ہی ہے۔
۲ غلام۔ لڑکا۔ جرّ۔ کشش، طوالت۔ بیگہ۔ بے گاہ ہنگام وقت، طلب۔ سوال حضرت دربار۔ حاجت۔ ضرورت محتاجی، واخریدن، چھڑانا نجات دلانا۔ گو۔ زمین کا گڑھا پذرفتہ۔ پذیرفتہ زانکہ مشہور ہے کہ رعایا بادشاہ کی عادت اختیار کرتی ہے۔
۳ ارکان رکن کی جمع ہے کارکن۔ جا کردن۔ گھر کر لینا۔ اخضر۔ مذکر سبز۔ خضرا۔ مونث سبز، آسمان کی سبزی سے زمین کا سبز ہونا شاعرانہ تخیل ہے۔

شہ چوں حوضے داں حَشَم اِ چوں لُولہا — آب از لُولہ رود در گولہا
بادشاہ کو حوض اور خادموں کو ٹونٹیاں سمجھ — پانی ٹونٹیوں کے ذریعہ نالیوں میں جاتا ہے

چونکہ آبِ جملہ از حوضے ست پاک — ہر یکے آبے دہد خوش ذوقناک
جبکہ سب کا پانی پاک حوض کا ہے — ہر ایک (ٹونٹی) خوش ذائقہ پانی دیتی ہے

ور دراں حوض آبِ شورست و پلید — ہر یکے لُولہ ہماں آرد پدید
اگر اس حوض میں کھارا اور ناپاک پانی ہے — ہر ٹونٹی سے وہی پانی نکلے گا

زانکہ پیوست ست ہر لُولہ بحوض — خوض کُن در معنئ ایں حرف خوض
کیونکہ ہر ٹونٹی حوض سے وابستہ ہے — ان حرفوں کے معنیٰ میں خوب غور کرے

لُطفِ شاہنشاہ جانِ بے وطن — چوں اثر کردست اندر کُلِّ تن
بے وطن جان کے بادشاہ کی مہربانی نے — پورے دبن میں کیا اثر کیا ہے!

لُطفِ عقل و خوش نہادِ خوش نسب — چوں ہمہ تن را در آرد در ادب
پاک طبیعت پاک نسب، عقل کی لطافت — کس طرح تمام بدن کو مہذب کر دیتی ہے

عشقِ شنگِ بے قرارِ بے سکوں — چوں در آرد کُلِّ تن ۲ را در جنوں
شوخ، بے چین، بے قرار عشق — کس طرح سارے بدن کو جنون میں مبتلا کر دیتا ہے

لُطفِ آبِ بحر کو چوں کوثر ست — سنگریزش جملہ دُرّ و گوہر ست
اس دریا کی لطافت کو دیکھ جو کوثر کی طرح ہے — اسکے سنگریزے سب موتی اور گوہر ہیں

ہر ہُنر کا ستابداں معروف شد — جانِ شاگردش بداں موصوف شُد
جس ہنر میں استاد مشہور ہوتا ہے — اسکے شاگرد کی جان اسی سے موصوف ہوتی ہے

پیشِ استادِ اصولی ہم اصول — خواند آں شاگردِ چُستِ با وصول
اصولی استاد کے سامنے اصول — پڑھتا ہے مستعد اور کامیاب شاگرد

پیشِ اُستادِ فقیہ ۳ آں فقہ خواں — فقہ خواند نے اصول و نے بیاں
فقہ کا پڑھنے والا، فقیہ استاد کے سامنے — فقہ پڑھتا ہے نہ (علم) اصول اور نہ (علم) بیان

پیشِ استادے کہ اُو نحوی بُوَد — جانِ شاگردش از و نحوی شود
اس استاد کے سامنے جو نحوی ہو — شاگرد کی جان اس سے نحوی بنجاتی ہے

باز اُستادے کہ آں محوِ رہ ست — جانِ شاگردش از و محوِ شہ ست
پھر وہ استاد جو راہِ (خدا) میں محو ہے — اسکے شاگردوں کی جان شاہ میں محو ہو جاتی ہے

ا حَشَم۔ حاء اور شین کے فتحہ کیساتھ، نوکر چاکر۔ لُولَہ۔ ٹونٹی، نل۔ گول۔ نالی، چہ بچہ۔ ذوق۔ ذائقہ آب شور۔ کھاری پانی ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ یعنی جیسا راجہ ویسی ہی پرجا۔ جان۔ روح، چونکہ وہ تمام بدن پر حکمرانی کرتی ہے اسلئے اس کو شہنشاہ کہا ہے، اور چونکہ وہ اس عالم کی چیز نہیں ہے لہٰذا اس کو دنیا کے اعتبار سے بے وطن کہا ہے روح کو بدن کے ساتھ وہی نسبت ہے جو شاہ کی رعایا سے۔

۲ تن۔ جسم۔ اُستا۔ استاد کا مخفف ہے۔ معروف۔ مشہور۔ موصوف۔ مُتّصِف۔ اصولی۔ علم اصول کا ماہر، علم اصول وہ کہلاتا ہے جس میں کسی علم کے قواعد کلی بیان کئے گئے ہوں جیسے علم اصولِ فقہ وغیرہ۔ چست۔ ہوشیار۔ باوصول۔ فارغ التحصیل، یعنی جس طرح رعایا بادشاہ کے اوصاف قبول کرتی ہے۔ اور اعضاء روح کے اثرات سے متاثر ہوتے ہیں، اسی طرح شاگرد میں استاد کے اوصاف منتقل ہوتے ہیں۔

۳ فقیہ۔ علم فقہ کا ماہر۔ فقہ۔ دانائی وہ علم جس میں شرع کے عملی احکام بیان کئے گئے ہیں۔ بیان وہ علم ہے جسمیں ایک معنی کو مختلف انداز سے بیان کرنا بتایا جاتا ہے۔ نحوی جو علم نحو کا ماہر ہو۔ رہ طریقت سلوک شہ یعنی اللہ تعالیٰ۔

زیں ہمہ انواعِ[1] دانش روزِ مرگ　　دانشِ فقر ست سازِ راہ برگ

علم کی ان قسموں میں سے مرنے کے دن (آخرت کے)　　راستہ کا سازو سامان علم فقر ہی ہے

ماجرائے مردِ نحوی در کشتی با کشتیبان و جواب دادن او

ملاح کے ساتھ کشتی میں نحوی کا قصہ اور اس کا جواب دینا

آں یکے نحوی بہ کشتی در نشست　　رُو بکشتیباں نہاد آں خود پرست

ایک نحوی کشتی میں سوار ہوا　　اس متکبر نے ملاح کا رخ کیا

گفت ہیچ از نحو خواندی گفت لا　　گفت نیم عمرِ تو شد در فنا

بولا، تو نے کچھ نحو پڑھی ہے؟ اسنے کہا نہیں　　اس نے کہا، تیری آدھی عمر برباد ہوئی

دل شکستہ گشت کشتیباں زتاب　　لیک آندم گشت خاموش از جواب

رنج سے ملاح کا دل ٹوٹ گیا　　لیکن اس وقت جواب سے خاموش رہا

باد کشتی را بگر دابے فگند　　گفت کشتیباں بداں نحوی بلند

ہوا نے کشتی کو بھنور میں ڈال دیا　　ملاح نے بلند آواز سے نحوی سے کہا

ہیچ دانی آشنا کردن بگو　　گفت نے از من تو سبّاحی مجو

تو کچھ تیرنا جانتا ہے بتا　　اس نے کہا تو مجھ سے تیراکی کی امید نہ کر

گفت کُلِّ عمرت اے نحوی فناست　　زانکہ کشتی غرقِ ایں گردابہاست[2]

اس نے کہا، اے نحوی! تیری ساری عمر برباد ہے　　اسلئے کہ کشتی ان بھنوروں میں ڈوب رہی ہے

محو می باید نہ نحو ایں جا بداں　　گر تو محوی بے خطر در آب راں

اس جگہ محویت چاہئے نہ کہ نحو، سمجھ لے　　اگر تو محو ہے بے خطر سمندر میں کود جا

آبِ دریا مُردہ را بر سَر نہد　　ور بود زندہ ز دریا کے رَہد

دریا کا پانی مردے کو سر پر اٹھا لیتا ہے　　اگر زندہ ہو تو دریا سے کب بچ سکتا ہے؟

گر بمردی تو زاوصافِ بشر　　بحرِ اسرارت نہد بر فرقِ[3] سَر

اگر تو بشری خصلتوں سے مُردہ ہو جائے　　اسرار کا سمندر تجھے سر پر اٹھالے گا

اے کہ خلقا نرا تو خرمی خواندۂ　　ایں زماں چوں خر بریں یخ ماندہ

اے (وہ) کہ مخلوق کو تو نے گدھا کہا ہے　　تو اب گدھے کی طرح اس برف میں پھنسا ہے

گر تو علامہ زمانی در جہاں　　نک فنائے ایں جہاں بیں ایں زماں

اگر تو دنیا میں علامہ زماں ہے　　اب دنیا کے فنا ہونے کو دیکھ

---

[1] انواعِ دانش۔ علم کی قسمیں۔ دانش فقر۔ علم تصوف۔ ساز۔ سامان۔ برگ۔ توشہ۔ خود پرست۔ متکبر۔ لا۔ نہیں، گرداب۔ بھنور۔ آشنا کردن۔ تیرنا۔ سباحی۔ تیراکی۔

[2] گرداب۔ بھنور۔ محو۔ فنا، استغراق، ان اشعار سے مولانا کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح سمندر میں جان بچانے کے لئے تیراکی کی ضرورت ہے اور نحو بیکار ہے اسی طرح بحرِ طریقت میں صرف فنائیت کام دیگی۔ اپنے جسمانی خصائل کو فنا کردو تب نجات ہو گی۔ محوی۔ محو ہستی۔ راں۔ چل۔ برسر نہد۔ یعنی مردہ انسان پانی کے اوپر آجاتا ہے۔

[3] فرق۔ سر کے بالوں کی مانگ اے۔ جو شخص رسمی علوم کی بنیاد پر دوسروں کو گدھا سمجھتا ہے خود بری حالت میں ہو گا۔ علامہ بہت بڑا عالم۔

مَردِ نحوی را ازاں دردو ختیم	تاشما را نحوِ محو آموختیم
نحوی انسان کا قصہ ہم نے اسلئے منسلک کر دیا ہے	تاکہ تمہیں فنا کا طریقہ سکھا دیں
فقہِ فقہ و نحو نحوِ صرفِ صرف	در کم آمد یابی اے یارِ شگرف
فقہ کا فقہ اور نحو کی نحو اور صرف کی صرف	اے بھلے یار! تو فنا میں پائے گا
آں سبوئے آب دانشہائے ماست	واں خلیفہ دجلۂ علمِ خداست
وہ پانی کی ٹھلیا، ہمارے علوم ہیں	اور وہ خلیفہ خدا کے علم کا دجلہ ہے
ماسبوہا پُر بدجلہ می بریم	گرنہ خرْدانیم خودرا ما خریم
ہم ٹھلیاں بھر کر دجلہ کی طرف لیجا رہے ہیں	اگر ہم اپنے آپ کو گدھا نہ سمجھیں تو گدھے ہیں
بارے اعرابی [2] بداں معذور بود	کوزِ دجلہ غافل و بس دور بود
اب سمجھ لے کہ وہ بدوی تو اس بارے میں	کیونکہ وہ دجلہ سے غافل اور بہت دور تھا
گرزِ دجلہ باخبر بودے چوما	اونبردے آں سبورا جا بجا
اگر وہ ہماری طرح دجلہ سے باخبر ہوتا	تو وہ ٹھلیا کو منزل بمنزل نہ لے جاتا
بلکہ از دجلہ اگر واقف بُدے	آں سبو بر سرِ سنگے زدے
بلکہ اگر دلجہ سے واقف ہوتا	تو وہ ٹھلیا کو پتھر پر مار دیتا ہے
آں سبوئے تنگ پُر ناموس و [3] ننگ	شد حجابِ بحر برزن آں بسنگ
وہ مختصر ٹھلیا، شرم اور ذلت سے بھری ہوئی	وہ سمندر (علوم معرفت) کا حجاب بنگئی اسکو پتھر پر پٹخ دیا

قبول کردنِ خلیفہ ہدیہ راوعطا فرمودن با کمالِ بے نیازی ازاں ہدیہ

خلیفہ کا ہدیہ کو قبول کرنا اور بخشش کرنا اس ہدیہ سے پوری بے نیازی کے باوجود

چوں خلیفہ دیدو احوالش شنید	آں سبو را پُر زِ زر کردو مزید
جب خلیفہ نے (اسکو) دیکھا اور اس کے حالات سنے	اس ٹھلیا کو اشرفیوں سے بھر دیا بلکہ اور زیادہ دیا
آں عرب راکرد از فاقہ خلاص	داد بخششہا و خلعتہائے خاص
اس بدوی کو فاقہ (کشی) سے نجات دی	(اسکو) بخششیں اور خاص شاہی جوڑے دیئے
پس نقیبے رالفرمود آں قباد	آں جہانِ بخشش و آں بحر داد
پھر اس عالیجاہ بادشاہ نے نقیب کو حکم دیا	اس جہانِ بخشش اور عطا کے سمندر نے

[1] ذوختم۔ یعنی میں نے یہاں نحوی کا قصہ ذکر کیا ہے نحو۔ طریقہ۔ فقہ فقہ علم فقہ کا مغز۔ کم آمد۔ فنا شگراف، عمدہ پسندیدہ۔ ما۔ یعنی ہم اگر اپنے علوم رسمی پر نازاں ہوں تو ہماری حماقت ہے ہمارے علوم کی علوم خداوندی کے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو ٹھلیا کے پانی کی دجلہ کے اعتبار سے تھی۔

[2] اعرابی۔ بدو دجلہ سے واقف نہ تھا اس لئے ایک گھڑا پانی لیکر بغداد کو چلا۔ اگر وہ دجلہ سے واقف ہوتا تو کبھی بادشاہ کی خدمت میں بغداد جا کر ایک گھڑا پانی پیش نہ کرتا۔ اسی طرح اگر ہم اللہ کے علوم کے دریا سے واقف ہو جائیں تو اپنے مختصر سے علم کا مشکیزہ پیش کرنے کی جرات نہ کریں۔

[3] ناموس و ننگ۔ شرم و عار۔ زن۔ زدن۔ بمعنی مارنا سے صیغہ امر ہے۔ زر۔ سونا، اشرفیاں۔ مزید۔ یعنی مزید برآں۔ خلعت۔ وہ کپڑے جو بادشاہ اپنے اتار کر کسی کو دیدے۔ وہ کپڑے جو بادشاہ کسی کو عطا کرے۔ قباد۔ ایک مشہور بادشاہ کا نام ہے ہر بادشاہ کو بھی کہدیا جاتا ہے۔

کایں سبو پرزر بدست او دہید — چونکہ وَاگرد دسوئے دِجلش بَرید
کہ اس ٹھلیا کو اشرفیوں سے بھر کر اس کو دیدو — جب واپس لوٹے تو اس کو دجلہ کیجانب لیجاؤ

از رہِ خُسک آمدست واں سفر — از رہِ دِجلش بودنزدیک تر
وہ خشکی کے راستہ سے آیا ہے اور سفر — دِجلہ کے راستہ سے اس کیلئے زیادہ قریب ہو گا

چوں بکشتی در نشیند رنج راہ [1] — خود فراموشش شودآں جایگاہ
جب وہ کشتی میں بیٹھے گا، راستہ کی تکلیف — اس جگہ وہ بھول جائے گا

ہمچناں کردند و دادندش سبو — پُر زرو بُردند تا دجلہ دو تو
انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس کو ٹھلیا دیدی — اشرفیوں سے بھری ہوئی اور اس کو دوبالا (لطف کیساتھ) دجلہ کیطرف لیگئے

چوں بکشتی درنشست و دِجلہ دید — سجدہ می کرداز حیا وِی خمید
جب وہ کشتی میں بیٹھا اور اس نے دجلہ دیکھا — شرم سے سجدہ کرتا تھا اور جھکتا تھا

کاے عجب لُطف آں شہِ وہّاب را — واں عجب تر کو سِتد آں آب را
کہ تعجب ہے اس لکھ بخش بادشاہ کی مہربانی پر — اور اس پر زیادہ تعجب ہے کہ وہ پانی (کاہدیہ) قبول کرلیتا ہے

چوں پذیرفت ازمن آں دریائے جُود — آنچناں نقدِ دَغل رازوُد زُود
اس دریائے سخا نے کیسے قبول کر لیا؟ — بہت جلد اس جیسے کھوٹے سکے کو

کُلِ عالَم راسبوداں اے پسر — پُرشدہ از لُطف وخوبی تابسر
اے بیٹا! پوری دنیا کو ٹھلیا سمجھ — جو لُطف اور خوبی سے کناروں تک بھری ہوئی ہیں

قطرۂ از دِجلۂ خوبیِ اُوست — کاں نمی گنجد زپُری زیرِ پوست
(یہ ٹھلیا) اسکی خوبی کے دجلہ کی ایک بوند ہے — جو اپنے پُر ہونے پر پھولا نہیں سماتا ہے

گنجِ مخفی [2] بُدزپُرّی چاک کرد — خاک راتاباں تراز افلاک کرد
چھپا ہوا خزانہ تھا جو فراوانی کی وجہ سے پھٹ پڑا — جس نے خاک کو افلاک سے بھی زیادہ روشن کر دیا

گنجِ مخفی بُدز پُرّی جوش کرد — خاک راسُلطانِ اطلس پوش کرد
وہ چھپا ہوا خزانہ تھا فراوانی کیوجہ سے اسنے جوش مارا — مٹی کو اطلس پوش بادشاہ بنا دیا

وربدیدے قطرہ از دِجلہ خدا — آں سَبورا [3] اُوفنا کردے فنا
اگر (کوئی) خدا کے دجلہ کا ایک قطرہ دیکھ لیتا — اُس ٹھلیا کو وہ بالکل فنا کر دیتا

آنکہ دیدندش ہمیشہ بے خودند — بیخودانہ برسَبو سنگے زدند
جنہوں نے اس کو دیکھا ہے وہ ہمیشہ بیخود ہیں — انہوں نے بیخودوں کی طرح ٹھلیا پر پتھر مار دیا ہے

---

[1] رنج راہ۔ راستہ کی مشقت۔ دوتو۔ یعنی دوگنے لُطف کیساتھ، دولت بھی ملی اور دِجلہ کی سیر بھی ہوئی۔ سجدہ می کرد۔ یعنی حیا سے اوندھا ہوا جا رہا تھا۔ کاے۔ کہ اے۔ وہاب۔ بہت زیادہ عطا کرنیوالا۔ پذیرفتن۔ قبول کرنا۔ جبس۔ دَغل۔ کھوٹا۔ تابسر۔ لبریز۔ یہاں سے پھر اسی مضمون کا اعادہ ہے کہ ہمارے علوم ہیچ ہیں۔ پری۔ راء پر تشدید ضرورت کیوجہ سے ہے۔ زیرپوست۔ نگنجیدن۔ پھولا نہ سمانا۔

[2] گنجِ مخفی۔ چھپا ہوا خزانہ یہ ایک غیر صحیح حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ کُنتُ کَنزًا مَخفِیًّا فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاوٴں" یعنی کائنات کی پیدائش معرفت خداوندی کیلئے ہے۔ خاک را۔ یعنی انسان کو اللہ نے اپنی صفات سے موصوف بنایا ہے۔

[3] آں سبو۔ یعنی انسانی علوم کی ٹھلیا۔ آنکہ۔ جن لوگوں پر علم باری کی حقیقت منکشف ہو گئی ہے انہوں نے اپنے حقیر علم کو خیرباد کہدیا ہے۔

اے ا زغیرت بر سبو سنگے زدہ
اے وہ جس نے غیرت سے ٹھلیا پر پتھر مارا ہے

آں سبوز اشکست کامل تر شدہ
وہ ٹھلیا ٹوٹنے سے اور مکمل ہو گئی ہے

خم شکستہ آب ازو ناریختہ
ٹھلیا ٹوٹ گئی اس کا پانی نہیں بہا

صد درستی زیں شکست انگیختہ
اس شکستگی سے سینکڑوں درستیاں پیدا ہو گئی ہیں

جزو جزو خم برقص ست و بحال
ٹھلیا کا ٹکڑا ٹکڑا رقص اور حال میں ہے

عقل جزوی رانمودہ ایں محال
ناقص عقل کو یہ ناممکن نظر آتا ہے

نے سبو پیدا دریں حالت نہ آب
اس حالت میں اس کے سامنے نہ ٹھلیا ہے نہ پانی

خوش ببیں واللہ اعلم بالصواب
اچھی طرح سمجھ لے اور اللہ (تعالیٰ) بہتر جانتا ہے

چوں ۲ درِ معنیٰ زنی بازت کنند
تو جب معنیٰ کا دروازہ کھٹکھائیگا تیرے لئے کھولدینگے

پرّ فکرت زن کہ شہبازت کنند
فکر کا پر پھڑ پھڑا تجھے شہباز بنا دیں گے

پر فکرت شد گل آلود و گراں
تیرے فکر کا پر مٹی میں سن گیا ہے اور بھاری ہو گیا ہے

زانکہ گل خواری ترا گل شد چوناں
کیونکہ تو مٹی کھانیوالا ہے تیرے لئے مٹی روٹی کیطرح ہوگئی ہے

ناں گلِ ست و گوشت کمتر خور ازیں
روٹی اور گوشت مٹی ہے اس کو کم کھا

تانمانی ہمچو گل اندر زمیں
تاکہ مٹی کی طرح تو زمین میں نہ رہ جائے

خاک می خوردیم عمرے در غذا
ہم غذا میں تمام عمر مٹی کھاتے رہے

خاک مارا خورد آخر در جزا
آخر کار بدلہ میں مٹی نے ہمیں کھا لیا

چوں گرسنہ می شوی سگ میشوی
جب تو بھوکا ہوتا ہے، کتا بن جاتا ہے

تند و بد پیوند و بدرگ می شوی
تو بدمزاج، بد اخلاق، بد خصلت ہو جاتا ہے

چوں ۳ شدی تو سیر مردارے شدی
جب تیرا پیٹ بھر جاتا ہے تو مردہ ہو جاتا ہے

بے خبر چوں نقش دیوارے شدی
دیوار کی تصویر کی طرح بے خبر ہو جاتا ہے

پس دمے مردار دیگر دم سگی
پس ایک وقت تو مردار ہے اور دوسرے وقت تو کتا ہے

چوں کنی در راہِ شیراں خوش تگی
تو شیروں کے راستہ میں کب خوش رفتار ہو سکتا ہے؟

آلتِ اشکارِ خود جز سگ مداں
اپنے شکار کے ذریعہ کو کتے کے سوا کچھ نہ سمجھ

کمترک انداز سگ را استخواں
کتے کو ہڈی کم ڈال

زانکہ سگ چوں سیر شد سرکش شود
اسلئے کہ کتے کا جب پیٹ بھر جاتا ہے وہ سرکش ہو جاتا ہے

کے سوئے صید و شکارے خوش دود
پھر صید اور شکار کی طرف اچھی طرح کب دوڑتا ہے

---

۱ اے زغیرت۔ مقام فنا میں پہنچ کر انسان کو کمال حاصل ہوتا ہے۔ خم شکستہ۔ یعنی مقام فنا میں پہنچکر رگ رگ میں محبت کا نور سرایت کر جاتا ہے اور جزو جزو رقص اور حال میں ہوتا ہے اور کمالِ ذاتی بھی فنا نہیں ہوتا ہے۔ نے سبو۔ اس مقام پر پہنچ کر اس کو اپنے بدن کا ہوش رہتا ہے نہ اپنے ذاتی کمالات کا۔

۲ چوں در معنیٰ۔ اگر تو علوم الٰہی کا طالب ہے تو کوشش کر کہ خدا تیری مدد کرے گا۔ پر فکرت۔ چونکہ تو نے عالم سفلی کو اپنی خوراک بنالیا ہے لہٰذا تو علوم عالیہ سے محروم ہو گیا ہے۔ ناں۔ انسانی خوراک سب مٹی کی پیداوار ہے اس کی کثرت اس کو مٹی میں ملا دیتی ہے۔ چوں۔ انسان جب بھوکا ہوتا ہے تو اس میں درندگی آ جاتی ہے۔

۳ چوں شدی سیر۔ بسیار خوری انسان میں مردنی پیدا کر دیتی ہے۔ پس۔ لہٰذا شکم سیری اور انتہائی بھوک دونوں مضر ہیں۔ راہِ شیراں یعنی ایسی دو حالتوں میں راہِ سلوک کیسے طے کر سکتے ہو۔ الت۔ ذریعہ۔ اشکار الف زیادہ ہے۔ کمترک۔ کاف تصغیر کا ہے۔ سگ۔ یعنی قوائے حیوانی۔

آں عرب را بے نوائی[۱] می کشید	تابداں درگاہ وآں دولت رسید
اس بدوی کو بے سرو سامانی کھینچ لائی	یہاں تک کہ وہ اس درگاہ اور اس دولت تک پہنچ گیا
درحکایت گفتہ ام احسانِ شاہ	درحقِ آں بے نوائے بے پناہ
میں نے قصہ میں بادشاہ کے احسان کا ذکر کیا ہے	(جو) اس بے نوا اور بے پناہ کے حق میں (کیا گیا)
ہرچہ گوید مردِ عاشق بُوئے عشق	از دہانش می جہد درکوئے عشق
عاشق انسان جو کچھ کہتا ہے عشق کی خوشبو	عشق کے کوچہ میں اس کے منہ سے مہک جاتی ہے
گر بگوید[۲] فقہ فقر آید ہمہ	بُوئے فقر آید ازاں خوش دمدمہ
اگر وہ فقر کی بات کرتا ہے سب فقر ہوتا ہے	اس خوش گفتاری سے فقر کی خوشبو آتی ہے
وَربگوید کفر آید بُوئے دیں	آید از گفتِ شکش بُوئے یقیں
اگر وہ کفر (کی بات) کہتا ہے دین کی خوشبو آتی ہے	اسکے شک کی بات سے بھی یقین کی خوشبو آتی ہے
وربگوید کژ نماید راستی	اے کژی کہ راست را آراستی
اگر ٹیڑھی بات کہے تو سیدھی نظر آئے	اے کجی (تو خوب ہے) کہ تو نے سیدھی بات کو آراستہ کردیا ہے
کف کژ کز بحر صافی خاست ست	اصلِ صاف آں فرع را آراست ست
ٹیڑھا جھاگ جو صاف دریا سے پیدا ہوتا ہے	صاف اصل نے اس فرع کو آراستہ کر دیا ہے
آں کفش را صافی و محقوق داں	ہمچو دُشنامِ لبِ معشوق داں
اس کے اُس جھاگ کو صاف اور صحیح سمجھ	معشوق کے منہ کی گالی کی طرح سمجھ
گشت ایں دُشنامِ نامطلوب[۳] اُو	خوش زبہرِ عارضِ محبوب اُو
اس کی ناپسندیدہ گالی (بھی)	اس کے محبوب چہرے کی وجہ سے اچھی ہے
از شکر گر شکلِ نانے می پزی	طعمِ قند آید نہ ناں چوں می مزی
اگر تو شکر سے روٹی پکائے گا	جب تو چکھے گا، اسمیں شکر کا مزا آئیگا نہ کہ روٹی کا
وَر بُتِ زرّیں بیابد مُومنے	کے ہلد اُورا پئے سجدہ کُنے
اگر کوئی مومن سونے کا بُت پالے	اس کو سجدہ کرنے والے کیلئے کب چھوڑے گا
چوں بیابد مُومنے زرّیں وثن	کے ہلد آں رابرائے ہر شمن
جب کوئی مومن سونے کا بُت پالے گا	اس کو پجاری کے لئے کب چھوڑے گا
بلکہ گیرد اندر آتش افگند	صورتِ عاریتش راشکند
بلکہ اس کو لے کر آگ میں ڈال دے گا	اس کی عارضی ہیئت کو توڑ دے گا

۱ بے نوائی۔ بے سرو سامانی۔ درگاہ۔ یعنی خلیفہ کا دربار۔ دولت رسید۔ تو بھی بے نوائی اختیار کریگا تو دربار خداوندی میں جا پہنچے گا۔ بے پناہ یعنی بدو۔ ہرچہ گوید۔ یعنی بدو خلیفہ کے قصہ سے ان احسانات الٰہیہ کیطرف اشارہ ہے جو ہر وقت بندوں پر مبذول ہوتے رہتے ہیں۔ ہرچہ۔ یعنی ہم تو عشق الٰہی میں مبتلا ہیں ہمارے قصے اور کہانیوں سے بھی مضامین عشق کی بو آتی ہے۔

۲ گر بگوید۔ عارف اگر فقہ کا مسئلہ بھی بیان کرتا ہے تو چونکہ مقصد رضائے الٰہی ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ علم فقر و تصوف بنجاتا ہے۔ ور بگوید۔ بظاہر اس کا نامناسب کلام بھی عین دین ہوتا ہے۔ کژ۔ وہ کلام جو عوام کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ بحر صافی صاف دریا۔ فرع۔ شاخ۔ محقوق ٹھیک، درست۔

۳ نامطلوب۔ ناپسندیدہ۔ عارض۔ رخسار۔ اولیاء اللہ کا جملہ کلام چونکہ عشق پر مبنی ہوتا ہے لہٰذا وہ صحیح ہوتا ہے۔ پزی پختن بمعنی پکانا سے فعل مضارع مخاطب ہے۔ مزی۔ مزیدن بمعنی چکھنا سے فعل مضارع مخاطب ہے۔ گربت۔ اوپر یہ بیان تھا کہ اہل عرفان کے بظاہر برے کلمات بھی بباطن مفید ہوتے ہیں۔ اور اعتبار باطن کا ہے ظاہر کا نہیں ہے شکر کی روٹی کا ظاہر روٹی ہے لیکن باطن شکر ہے۔ اسی طرح بت کا ظاہر برا ہے لیکن باطن سونا ہے لہٰذا مومن اس کو اٹھالیگا۔ ہلد۔ ہلیدن بمعنی چھوڑنا ہے فعل مضارع ہے۔ وثن۔ بت مورتی۔ شمن۔ بت پرست عاریت مانگی ہوئی۔ عارضی۔

تانماند بر ذہب¹ نقشِ وثن | زانکہ صورت مانع ست راہزن
تاکہ سونے پر بُت کی صورت نہ باقی رہے | اس لئے کہ صورت مانع اور رہزن بنی ہے

ذاتِ زرّش دادِ ربّانیت ست | نقشِ بُت برنقدِ زر عاریت ست
اس کا اصل سونا خدا کی دین ہے | نقد سونے پر بُت کی تصویر عارضی ہے

بہر کیکے تو گلیمے را مسوز | در صُداع ہر مگس مگذار روز
پسو کی وجہ سے تو گدڑی کو نہ جلا | ہر مکھی کی دردسری کی وجہ سے ان کو باہر نکلنا نہ چھوڑ

بُت پرستی گر بمانی در صُور | صورتش بگذار و در² معنیٰ نگر
اگر تو صورتوں میں (لگا) رہا تو بُت پرست ہے | صورت سے گزرجا اور معنیٰ کو دیکھ

مردِ حجّی ہمرہی حاجی طلب | خواہ ہندو خواہ تُرک ویا عرب
(اگر) تو حج کا جوانمرد ہے تو حاجی کو اپنا ہمسفر بنا | خواہ ہندوستانی ہو خواہ ترکی یا عرب ہو

منگر اندر نقش واندر رنگ اُو | بنگر اندر عزم و در آہنگِ اُو
تصویر اور اس کے رنگ کو نہ دیکھ | اس کے ارادے اور قصد کو دیکھ

گر سیاہ ست وہم آہنگ تو ست | تو سفیدش خواں کہ ہمرنگِ تو ست
اگر وہ کالا ہے اور تیرا ہم خیال ہے | تو اس کو گورا سمجھ، کیونکہ وہ تیرا ہمرنگ ہے

ورسپید ست و وُرا آہنگ نیست | زو ببر کز دل مر اُورا رنگ نیست
اگر وہ سفید ہے اور تیرا ہم خیال نہیں ہے | اس سے تعلق نہ رکھ کیونکہ وہ دل سے ہمرنگ نہیں ہے

ایں حکایت گفتہ شدُ زیرو زبر | ہمچو فکرِ عاشقاں بے پاوٌ سر
یہ قصہ بغیر ترتیب کہہ دیا گیا ہے | جیسا کہ عاشقوں کا خیال بے سروپا ہوتا ہے

سَر ندارد چوں ازل بُود ست پیش | پا ندارد با ابد³ بُود ست خویش
(عاشق کے خیال کا) سرانہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ ازل سے بھی پہلے کا ہے | (وہ) انتہا نہیں رکھتا ہے (اسلئے کہ) ابد سے وابستہ ہے

بلکہ چوں آب ست وہر قطرہ ازاں | ہم سَر ست و پا وہم بے ہر دواں
بلکہ وہ پانی کی طرح ہے اور اُس کا ہر قطرہ | سر اور پیر بھی رکھتا ہے اور بغیر سروپا بھی ہے

حاش للہ ایں حکایت نیست ہیں | نقد حالِ ما وُ تُست ایں خوش ببیں
خدا بچائے، خبردار یہ کہانی نہیں ہے | یہ ہمارا اور تیرا موجود حال ہے، غور کر

پیشِ ہر صوفی کہ اُو با فر بُوَد | ہرچہ آں ماضی ست لایُذکر بُوَد
ہر اُس صوفی کے لئے جو شان وشوکت والا ہے | جو گزر گیا ہے وہ نا قابلِ ذکر ہوتا ہے

¹ ذہب۔ سونا۔ دادِ ربانیت۔ خدا داد کیک۔ کاف کے فتحہ کے ساتھ، پسو گلیم۔ گدڑی۔ صداع۔ دردِ سَر۔ مگس۔ مکھی لہٰذا اولیاءاللہ کی بات بظاہر اگر ناگوار بھی ہے تو اس کی وجہ سے حقیقت سے کنارہ کش نہ ہوجانا۔ بُت پرستی۔ بُت پرست ہستی۔

² در معنیٰ۔ لہٰذا بزرگوں کے ظاہر الفاظ سے درگزر کر کے معنیٰ تک پہنچو۔ صور۔ صورت کی جمع ہے۔ مردِ حجی مردِ حجی۔ مردِ حج ہستی۔ نقش۔ شکل وصورت۔ رنگ۔ کالا، گورا۔ آہنگ قصہ لہٰذا اعتبار باطن کا ہے نہ کہ ظاہر کا۔ حکایت۔ بدو کا قصہ زیرو زبر۔ غیر مرتب۔ سر۔ ابتداء یا انتہا۔ ازل۔ زمانہ ماضی کی ہمیشگی۔

³ ابد۔ زمانہ مستقبل کی جانب کی ہمیشگی، عاشق کا تعلق چونکہ ذاتِ خداوندی سے ہے جو ازلی اور ابدی ہے لہٰذا اس کے معاملہ کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ قطرہ۔ اگر قطرے کو دریا سے علیحدہ کرلو تو اس کی انتہا اور ابتدا ہے اور اگر علیحدہ نہ کرو تو قطرہ کی اپنی نہ انتہا ہے نہ ابتداء یہی حال عاشق کے احوال کا ہے۔ نقد حال یعنی بدو اور اس کی بیوی کا قصہ دراصل خود ہمارا قصہ ہے۔ فر۔ یعنی تصوف کی شان و شوکت۔

چوں بُود فکرش ہمہ مشغولِ [1] حال — ناید اندر ذہنِ اُو فکرِ مآل

جبکہ اُس کا فکر پوری طرح حال میں مشغول ہوتا ہے — اُس کے ذہن میں انجام کا فکر (بھی) نہیں آتا ہے

ہم عرب ماہم سبو ماہم مَلک — جُملہ مَا یُوفَکُ عَنْهُ مَنْ اُفِکْ

بدو بھی ہم ہیں اور ٹھلیا بھی ہم ہیں اور بادشاہ بھی — سب وہی ہے جس سے باز رہا وہی جو پھیرا گیا

عقل راشوداں وزن ایں نفس وطبع — ایں دو ظلمانی و مُنکر عقل شمع

عقل کو شوہر اور نفس اور طبیعت کو عورت (سمجھ) — یہ دونوں تاریک اور مُنکر ہیں، عقل شمع ہے

بشنو اکنوں اصلِ انکار از چہ خاست — زانکہ کُل را گونہ گونہ جزوہاست

اب سن، انکار کی بنیاد کیسے پڑی؟ — اس لئے کہ کل کے مختلف قسم کے اجزا ہیں

جزو کل [2] نے جزو ہا نسبت بکُل — نے چو بوئے گُل کہ باشد جزوِ گُل

(حقیقی) جزو اور کل نہیں جزو کی کل کیساتھ نسبت (تابع ہوتے ہیں) — لیکن (بھی) نہیں ہے جیسے کہ پھول کی خوشبو پھول کا جزو ہوتی ہے

لُطفِ سبزہ جزوِ لُطفِ گُل بُود — بانگ قمری جزو آں بُلبل بُود

(بلکہ اسطرح سے ہے جیسے) سبزہ کا لطف پھول کے لطف کا جزو ہوتا ہے — (جیسے) قمری کی آواز بلبل کا جزو (تابع ہونیکی حیثیت سے ہوتی ہے)

گر شوم مشغولِ اشکال و جواب — تشنگاں را کے توانم و ادآب

اگر میں اعتراض اور جواب میں مشغول ہو جاؤں — (تو) پیاسوں کو کب سیراب کر سکوں گا؟

گر تو اِشکالی بکُلّی و حرج — صبر کُن کہ الصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجْ

اگر تو مجسم اشکال اور تنگی ہے — (تو) صبر کر کشادگی کی کنجی ہے

احتما کُن [3] احتما زاندیشہا — زانکہ شیر انند دراں بیشہا

وسوسوں سے بہت پرہیز کر — اس لئے کہ ان جھاڑیوں میں شیر چھپے ہیں

احتماہا بردواہا سَرورست — زانکہ خاریدن فزونی گر ست

پرہیز دواؤں سے بہتر ہے — اس لئے کہ کھجانا، خارش کی زیادتی (کی علامت) ہے

احتما اصل دوا آمد یقیں — احتما کُن قُوّتِ جانت ببیں

پرہیز یقیناً دوا کی جڑ ہے — پرہیز کر (پھر) اپنی روح کی طاقت دیکھ

احتماہا مَرد واہارا سَرست — ہضمِ داروُ علّتِ نودیگرست

پرہیز دوا کی اصل ہے — دوا کا ہضم ہو جانا، دوسری نئی بیماری ہے

قابلِ ایں گفتہا شو گوش دار — تا کہ از زَر سازمت من گوشوار

ان باتوں کو قبول کرنے والا بن توجہ سے سن — تا کہ میں تیرے لئے سونے کے آویزے بناؤں

---

[1] مشغولِ حال۔ چونکہ واردات میں مصروف ہوتا ہے۔ فکرِ مآل۔ عاشق رضا و تسلیم کی وجہ سے انجام سے بھی بے فکر ہوتا ہے۔ ہم عرب ما۔ یعنی بدو اور ٹھلیا اور بادشاہ کی عطا کا جو قصہ ہم نے نقل کیا ہے وہ ایک مثال ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ کی ہے۔ ہم وہ عبادتیں اور تحفے پیش کرتے ہیں۔ جنکی اس کے یہاں کمی نہیں ہے وہ پھر بھی قبول فرماتا ہے۔ ان باتوں کا وہی انکار کریگا جو راندہ درگاہ ہوگا۔ عقل راشو۔ عقل کو بمنزلہ شوہر کے سمجھو اور نفس اور طبیعت انسانی کو بمنزلہ عورت کو سمجھو اور دونوں کے مکالمہ کو عقل اور نفس کا مکالمہ سمجھو۔ بشنو۔ دولت۔ باطنی ایک حقیقت ہے۔ لیکن طبائع مختلف ہیں اسلئے کچھ انکار کرتی ہیں کچھ اقرار کرتی ہیں۔

[2] جزو کل۔ یعنی ہم بار بار رب العزت کو کل سے اور انسانوں کو جزو سے تعبیر کرتے آرہے ہیں لیکن اس سے مراد حقیقی جزئیت اور کلیت نہیں ہے۔ اللہ اجزاء سے منزہ ہے نیز وہ نسبت بھی مراد نہیں ہے جو خوشبو اور پھول میں ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ حادث صفات سے پاک ہے بلکہ جزو اور کل سے یہاں مراد تابع اور متبوع ہے۔ گر شوم۔ جو نسبت میں نے بیان کی اسمیں بھی اشکالات ہیں لیکن اگر اسطرح کے اشکال اور جواب کے درپے ہو جاؤنگا تو حقائق بیان نہ کر سکونگا صبر کن۔ صبر سے ذوق اور وجدان پیدا ہوگا۔ جس سے سب اشکالات حل ہو جائینگے

[3] احتما کن۔ وساوس سے بچنا ضروری ہے وساس راہ طریقت کے درندے ہیں۔ اصل دوا سے بھی زیادہ ضروری پرہیز ہوتا ہے۔ گر۔ بکاف فارسی مفتوح کھداج۔ خارش۔ قوت پھر روح میں ایسی طاقت پیدا ہو جائیگی جو تمام مشکلات کو رفع کر دیگی۔ ہضم۔ مثلاً اگر مسہل پیا جائے اور بد پرہیزی کیوجہ سے وہ ہضم ہو جائے تو اور نئے امراض پیدا ہونگے گفتہا۔ مسائل تصوف سمجھنے کی قابلیت پیدا کرو پھر تمہارا مرتبہ کائنات سے بلند ہو جائیگا۔

گوشوارہ چہ کہ کانِ زر شوی | تا بماہ و تا ثریا بر شوی
آویزہ کیا ہوتا ہے، بلکہ سونے کی کان بنجائے گا | یہانتک کہ چاند اور ثریا سے بھی بالا تر ہو جائیگا

اولاً ۱ بشنو کہ خلقِ مختلف | مختلف جانند از یا تا الف
پہلے سن لے کہ مختلف مخلوق | الف سے یا تک مختلف حقیقتیں ہیں

در حروفِ مختلف شور و شکے ست | گرچہ از یک رُو ز سرتاپا یکے ست
مختلف حروف (تہجی) میں (اختلاف کا) شور اور شک ہے | اگرچہ ایک اعتبار سے سر سے پیر تک ایک ہیں

از یکے رُو ضدّ و دیگر متحدّ | از یکے رُو ہزل و از یکروئے جِدّ
ایک پہلو سے (ایک دوسرے کے) مخالف دوسرے (پہلو سے) متحد ہیں | (جیسا کہ کوئی جملہ) ایک پہلو سے مذاق دوسرے (پہلو) سے مقصود ہو

پس ۲ قیامت روزِ عرضِ اکبر ست | عرضِ اُو خواہد کہ بازیب و فر ست
قیامت (کا دن) بڑی پیشی کا دن ہے | پیشی وہ چاہے گا جو شان و شوکت سے ہے

ہر کہ چوں ہندو بد و سودائی ست | روزِ عرضش نوبتِ رسوائی ست
جو کوئی ہندو کی طرح برا اور سودائی ہے | اس کے لئے پیشی کا دن رسوائی کا وقت ہے

چوں ندارد روئے ہمچوں آفتاب | اُو نخواہد جز شب ہمچوں نقاب
جو شخص آفتاب جیسا چہرہ نہ رکھتا ہو | وہ نقاب کی طرح رات کے سوا کچھ نہ چاہے گا

برگِ یک گُل چوں ندارد خارِ اُو | شد بہاراں دشمنِ اسرارِ اُو
جبکہ اس کا کانٹا پھول کی ایک پتی (بھی) نہ رکھتا ہو | موسم بہار اس کے چھپے ہوئے رازوں کا دشمن ہوگا

وانکہ ۳ سرتاپا گُل ست و سوسن ست | پس بہار اُورا دو چشمِ روشن ست
جو شخص سر سے پیر تک گل اور سوسن ہے | موسم بہار اس کے لئے دو روشن آنکھیں ہیں

خارِ بے معنیٰ خزاں خواہد خزاں | تا زند پہلوئے خود با گلستاں
بے حقیقت کانٹا، خزاں ہی خزاں چاہتا ہے | تاکہ گلستاں کا مقابلہ کر سکے

تا بپوشد حُسنِ آن و ننگِ ایں | تا نہ بینی ننگ آن و رنگِ ایں
تاکہ وہ (خزاں) اس کا حسن اور اس کا عیب ڈھک دے | تاکہ تو اس کا عیب اور اس کا رنگ نہ دیکھ سکے

پس خزاں اُورا بہار ست و حیات | یک نماید سنگ و یاقوتِ زکات
اس کے لئے خزاں بہار اور زندگی ہے | جو پتھر اور قیمتی یاقوت کو یکساں دکھاتی ہے

باغباں ہم داند آں را در خزاں | لیک دیدِ یک بہ از دیدِ جہاں
باغباں بھی اس کو موسم خزاں میں جانتا ہے | لیکن ایک کا دیکھنا دنیا کے دیکھنے سے بہتر ہے

۱ اولاً بشنو۔ چونکہ انسان باوجود انسان ہونیکے مختلف طبائع رکھتے ہیں اسلئے بعض طبائع میں اشکالات پیدا ہوتے ہیں۔ در حروف۔ انسانوں کے طبائع کا اختلاف ایسا ہی ہے جیسے حروف تہجی میں اختلاف ہے حالانکہ سب حروف تہجی ہی ہیں۔ از یکے رو۔ جیسا کہ بعض جملے ہوتے ہیں۔ کہ جملہ ایک ہی ہے اور مذاق میں اس کے کچھ معنی ہیں اور جب حقیقت کے طور پر وہ بولا جائے تو دوسرے معنی ہوتے ہیں۔

۲ پس قیامت۔ اختلاف کے اسباب کو سمجھنے سے زیادہ ضروری ہے کہ اس اختلاف کے نتائج پر غور کیا جائے جو قیامت میں ظاہر ہونگے۔ ہر کہ۔ جو لوگ شکوک و شبہ سے اپنے منہ کالے کئے ہوئے ہیں۔ پیشی کے دن انکی بہت رسوائی ہو گی۔ چوں ندارد۔ معارف الٰہیہ سے جن کے چہرے منور نہ ہونگے وہ منہ چھپائیں گے برگ۔ جس کانٹے میں پھول کی ایک پتی بھی نہ ہو وہ موسم بہار میں اور زیادہ رسوا ہوتا ہے جبکہ دوسرے کانٹے دار درخت پھولوں سے لدھ جاتے ہیں۔

۳ وانکہ جو شخص نیک اعمال سے مزین ہوگا قیامت کے دن وہ نہایت مسرور ہوگا۔ خار۔ بد اعمال دوسروں کو بھی بد اعمال دیکھنے کا خواہشمند ہوگا۔ پس بد اعمال چاہیگا کہ پیشی کا وقت نہ آئے تا کہ اچھے اور برے کی تمیز نہ ہو سکے۔ باغباں۔ یعنی شیخ کامل اس کی بداعمالی کو جانتا ہے بد اعمال کو چاہئے کہ اس شیخ کے سامنے اپنے مخفی احوال بیان کر کے اصلاح کرالے تا کہ قیامت کے دن۔ بیشمار مجمع اسکے عیوب کو نہ دیکھ سکے۔

خود[۱] جہاں آں یک کس ست آگہ است ہر ستارہ بر فلک جزوِ مہ است
وہ ایک شخص خود جہان ہے اور باخبر ہے آسمان پر ہر ستارہ چاند کا جزو ہے

خود جہاں آں یک کس ست و باقیاں جملہ اتباع و طفیل اند اے فلاں
جہاں وہی ایک شخص ہے اور باقی سب تابع اور طفیلی ہیں اے فلاں!

اُو جہانِ کامل ست و مُفرد ست نسخہِ کُلِّ وجود اُورا بدست
وہ پورا جہان ہے اور اکیلا ہے وجودِکل کا نسخہ (جو حقیقت انسانیہ ہی) اس کے ہاتھ میں ہے

پس ہمی گویند ہر نقش و نِگار مُژدہ مُژدہ نک ہمی آید بہار
ہر نقش و نگار یہ کہتا ہے خوشخبری ہو خوشخبری اب بہار آتی ہے

تا بُوَد تاباں شگوفہ چوں زرہ تا کُنند آں میوہ ہا پیدا گرہ
تاکہ شگوفے زرہ کی طرح چمکیں تاکہ میوے گچھے پیدا کریں

چوں[۲] شگوفہ ریخت میوہ سَر کُند چونکہ تن بشکست جاں سَر برزند
جب شگوفہ جھڑا، میوہ نکلا جب جسم ختم ہوا روح ظاہر ہوئی

میوہ معنیٰ و شگوفہ صورتش آں شگوفہ مژدہ میوہ نعمتش
میوہ، معنیٰ ہے اور شگوفہ اس کی صورت ہے شگوفہ خوشخبری ہے، میوہ اس کی نعمت ہے

چوں شگوفہ ریخت میوہ شد پدید چونکہ آں کم شُد شُد ایں اندر مزید
جب شگوفہ جھڑا میوہ رونما ہوا جب شگوفہ گھٹا تو یہ (میوہ) بڑھا

تا کہ ناں نشکست قوت کے دہد ناشکستہ خوشہا کے مے دہد
جب تک روٹی نہ ٹوٹے طاقت کب دیتی ہیں؟ نہ ٹوٹے ہوئے خوشے شراب کب بناتے ہیں

تا ہلیلہ نشکند با ادویہ کے شود خود صحت افزا دریہ
جب تک ہیڑ دواؤں میں نہ کُٹے پھیپھڑے میں صحت افزا کب ہوتی ہے؟

در صفت[۳] پیرو مُطاوعت کردن با اُو
پیر کی تعریف اور اس کی تابعداری کرنے کا بیان

اے ضیاء الحق حُسام الدیں بگیر یک دو کاغذ بر فزا در وصفِ پیر
اے ضیاء الحق حسام الدین! لے پیر کے بیان میں ایک دو کاغذ اور بڑھا لے

گرچہ جسمِ نازک ست و بس نزار بَر نمی آید جہاں رابے تو کار
گرچہ تیرا جسم نازک اور بہت لاغر ہے (لیکن) دنیا کا کام تیرے بغیر نہیں نکلتا ہے

[۱] خود۔ شیخ کامل خود ایک عالم ہے۔ ہر ستارہ یعنی دوسرے نیک لوگ اس کے اجزاء ہیں۔ باقیاں۔ باقی کی جمع ہے۔ اتباع۔ تابع کی جمع ہے۔ اُو جہان۔ شیخ کامل اگرچہ ایک شخص ہے لیکن مکمل ایک جہان ہے وہ چاند ہے دوسرے ستارے ہیں۔ نسخہ کل وجود حقیقت انسانیہ کو تندرست رکھنے کا نسخہ اس کے پاس ہوتا ہے۔ پس۔ کائنات اپنے ذاتی ہونے کی وجہ سے قیامت کا پیغام دے رہی ہے۔ تابود۔ تاکہ جیسے زرہ کے حلقے چمکتے ہیں۔ اسی طرح شگوفے چمک جائیں اور پھل آجائیں۔ یہ پیغام بہار اسی لئے ہے۔

[۲] چوں شگوفہ۔ شگوفہ کی پتیاں جھڑ جانے پر اندر سے پھل نمودار ہوتا ہے۔ چوں۔ روح کا جسم سے تعلق منقطع ہونے پر اس کے آثار اور قوی ہوجاتے ہیں۔ تو قیامت میں یہ آثار خوب ظاہر ہوں گے۔ شگوفہ، پھل کی آمد کا پیغام دیتا ہے۔ آں شگوفہ۔ ایں۔ پھل۔ تاکہ۔ روٹی کے ٹوٹ کر جب نوالے بنتے ہیں تو وہ بدن کو قوت پہنچاتی ہے۔ انگور ٹوٹنے کے بعد شراب بنتا ہے۔ اسی طرح ہیڑ کے فائدے جب ہیں جب اس کو کوٹ کر دواؤں میں ملا دیا جائے۔ اسیطرح ریاضت اور مجاہدہ سے بدن کو جبتک پامال نہ کروگے فائدہ نہ اٹھا سکوگے۔ ریہ۔ پھیپھڑا۔

[۳] درصفت۔ اس سے پہلے کہا تھا۔ کہ ریاضت ضروری ہے اب بتاتے ہیں کہ ریاضت پیر کی رہنمائی میں ہونی چاہئے۔ ضیاء الحق مولانا کے مخصوص مرید میں ہیں جن کی فرمائش پر اس مثنوی کی تکمیل اس طور پر ہوئی کہ مولانا بولتے تھے اور وہ لکھتے تھے بس۔ بہت نزار۔ لاغر، یعنی ریاضت کیوجہ سے بر نمی آید۔ لیکن تمہارے بغیر کام بھی نہیں چلتا لہٰذا تمہیں تکلیف دینی پڑتی ہے۔

گرچہ جسمِ نازکت راز ورنیست ۔۔ لیک بے خورشید مارا نور نیست [1]

اگرچہ تیرے نازک جسم میں طاقت نہیں ہے ۔۔ لیکن سورج کے بغیر ہمارے لئے روشنی نہیں ہے

گرچہ مصباح و زُجاجہ گشتۂ ۔۔ لیک سَرخیلِ دل و سَر رشتۂ

اگرچہ تو چراغ، اور قندیل بن گیا ہے ۔۔ لیکن (اہل) دل کا پیشوا اور آغاز کار ہے

چوں سَر رشتہ بدست و کامِ تُست ۔۔ دُرّہائے عقدِ دل ز انعامِ تُست

جبکہ آغاز کا تیرے ہاتھ میں اور منشا کے مطابق ہے ۔۔ دل کے ہار کے موتی تیرا انعام ہیں

بر نویس اَحوالِ پیرِ راہ داں ۔۔ پیر را بگزیں و عَینِ راہ داں

واقفِ راہ پیر کے احوال تحریر کر ۔۔ پیر (کا دامن) تھام لے اور حقیقی راستہ پالے

پیر تابستاں و خَلقاں تیر ماہ ۔۔ خَلق مانندِ شب اندو پیر ماہ

پیر، موسم بہار ہے اور مخلوق خزاں ہے ۔۔ مخلوق رات جیسی ہے اور پیر چاند ہے

کردہ ام بختِ جواں را نام [2] پیر ۔۔ کوز حق پیرست نہ از ایّام پیر

میں نے جواں بخت کو پیر کہا ہے ۔۔ کیونکہ وہ خدا کی جانب سے پیر ہے عمر کیوجہ سے پیر نہیں ہے

اُوچناں پیرست کش آغاز نیست ۔۔ باچناں دُرِّیتیم انباز نیست

وہ ایسا پیر ہے جس کی ابتداء نہیں ہے ۔۔ اور ایسے یکتا موتی کا (کوئی) شریک نہیں

خود قوی تر می بُود خمرِ کہُن ۔۔ خاصہ آں خمریکہ باشد مِن لَّدُن

پرانی شراب خود زیادہ طاقتور ہوتی ہے ۔۔ خصوصاً وہ شراب جو علم لدنی کی ہو

خود [3] قوی تر می شود خمرِ قدیم ۔۔ آں کہُن تر بہتر اے شیخ علیم

پرانی شراب خود زیادہ قوی ہوتی ہے ۔۔ اے دانا شیخ! جس قدر زیادہ پرانی ہو بہتر ہے

پیر رابگزیں کے بے پیر ایں سفر ۔۔ ہست بس پُر آفت و خوف و خطر

پیر (کا توسل) اختیار کر، یہ سفر بغیر پیر کے ۔۔ آفت اور خوف و خطر سے بہت پُر ہے

آں رہے کہ بارہا تو رفتۂ ۔۔ بے قلاوز اندر آں آشفتۂ

جس راستہ پر تو بارہا چلا ہے ۔۔ بغیر رہنما کے تو اُس میں پریشان ہے

پس رہے راکہ ندیدستی تو ہیچ ۔۔ ہیں مَرو تنہا ز رہبر سَر مپیچ

پھر وہ راستہ جو تو نے کبھی نہیں دیکھا ہے ۔۔ خبردار! تنہا نہ جا (اور) رہبر سے انحراف نہ کر

ہرکہ اُو بے مُرشدے در راہ شد ۔۔ اُو زغولاں گمرہ و در چاہ شد

جو شخص بغیر پیر کے راستہ پر چلا ۔۔ وہ شیطانوں کیوجہ سے گمراہ اور ہلاک ہوا

---

[1] مارانورنیست۔ ضیاء الحق مرید ہیں۔ لیکن مولانا انکی محبت میں ایسے الفاظ ذکر کر جاتے ہیں جو پیر کے لئے بولے جاتے ہیں۔ مصباح۔ چراغ۔ زُجاجہ۔ قندیل۔ سَرخیل۔ افسر، پیشوا۔ سَر رِشتہ۔ ڈور کا سرا، باعث۔ کام مقصد۔ عقد، ہار یعنی مثنوی راہ، سلوک، تابستان۔ موسم گرما جو موسم بہار ہوتا ہے تیرماہ موسم خزاں۔

[2] نام پیر۔ بوڑھے کو کہتے ہیں اور بزرگی چونکہ اکثر بڑھاپے میں آتی ہے۔ میں لہٰذا پیر اور شیخ بزرگ کے معنیٰ میں بولا جانے لگا۔ مولانا نے فرمایا کہ ضیاء الحق عمر کے اعتبار سے پیر نہیں ہیں۔ بلکہ جوان ہیں اور بزرگی کے اعتبار سے پیر ہیں۔ آغازِ نیست۔ پیری پیغمبری کا پرتو ہے اور حضورؐ نے فرمایا ہے میں اس وقت پیغمبر تھا جبکہ حضرت آدمؑ کا صرف پُتلا بنا تھا۔ دُرِّیتیم۔ خُدر یکتا۔ انباز۔ شریک، نظیر

[3] خود قوی تر، پیر کا بڑھاپا کمزوری کی دلیل نہیں ہے بلکہ کہنہ شراب کی طرح اس کی روحانی قوت اور تیز ہو جاتی ہے۔ مِن لَّدُنْ۔ یعنی من عنداللہ اللہ کی جانب سے علم لَدُنی۔ گزیں۔ گزیدن بمعنیٰ اختیار کرنا سے صیغہ امر ہے۔ خوف و خطر یعنی وساوس شیطانی کے خطرے قلاوز۔ رہبر۔ آشفتن۔ پریشان ہونا۔ غول۔ چھلاوہ، شیطان۔ درچاہ شدن۔ ہلاک ہونا۔

گر نباشد سایۂ پیر اے فضول — بس ترا سرگشتہ دارد بانگ ِ غول ۱
اے مہمل ! اگر پیر کا سایہ نہ ہو — شیطان کی آواز تجھے بہت پریشان کرے گی

غولت از رہ افگند اندر گزند — از تو داہی تر دریں رہ بس بُدند
شیطان تجھے گمراہ کر کے نقصان پہنچا دیگا — تجھ سے زیادہ چالاک اس راستہ میں بہت سے (گمراہ) ہوئے ہیں

از نبی بشنو ضلالِ رہرواں — کہ چہ شاں کرد آں ابلیس بدرواں
راستہ چلنے والوں کی گمراہی قرآن سے سُن — کہ ان کے ساتھ بدذات شیطان نے کیا کیا ہے؟

صد ہزاراں سالہ رہ از جادہ دور — بُردشاں و کردشاں زادبار عُور
سیدھے راستہ سے لاکھوں سال کی مسافت پر دور — انہیں لے گیا اور بدبختی کی وجہ سے انکو ننگا کر دیا

استخوانہاشاں ببین وموئے شاں — عبرتے گیرومراں خرسوئے شاں
ان کی ہڈیاں اور بال دیکھ لے — عبرت حاصل کر، اور ان کا راستہ نہ اختیار کر

گردن خر گیرو سوئے راہ کش — سُوئے رہبانان درہ دانانِ خوش
گدھے کی گردن پکڑ لے اور (اسکو) راستہ کی طرف کھینچ — (سیدھے) راستہ والوں اور راستہ کو خوب جاننے والوں کی طرف

ہیں مہل خر راو دست از وے مدار — زانکہ عشق اوست سوئے سبزہ زار
خبردار ! گدھے کو نہ چھوڑ اور اس کو آزاد نہ کر — اس لئے کہ اس کا عشق سبزہ زار سے ہے

گر یکے دم تو بغفلت وا ہلیش ۲ — اُورود فرسنگہا سوئے حشیش
اگر تو غفلت سے اس کو تھوڑی دیر کیلئے بھی آزاد چھوڑ دیگا — وہ میلوں گاس کی جانب چلا جائے گا

دشمنِ راہ است خرمست علف — اے بسا خربندہ راکردہ تلف
گھاس کا عاشق گدھا، راستہ کا دشمن ہے — بہت سے اناڑیوں کو اس نے ہلاک کیا ہے

گرندانی رہ ہرانچہ خر بخواست — عکسِ آں کن خود بُوَد آں راہ راست
اگر تو راستہ نہیں جانتا ہے تو جو گدھا چاہے — اس کے بر خلاف کر وہی سیدھا راستہ ہو گا

شَاوِرُوْهُنَّ پس آنکہ خَالِفُوْا — اِنَّ مَنْ لَمْ يَعْصِهِنَّ تَالِفْ ۳
ان (عورتوں) سے مشورہ کرو پھر خلاف کرو — جو شخص انکے خلاف نہیں کرتا ہے ہلاک ہو جانیوالا ہے

باہواو آرزوکم باش دوست — چوں يُضِلُّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ اوست
خواہش نفسانی اور آرزو سے دوستی نہ کر — کیونکہ وہی ہے جو تجھے (اللہ تعالیٰ) کے راستے سے گمراہ کرتی ہے

ایں ہوارا نشکند اندر جہاں — ہیچ چیزے ہمچو سایہ ہمرہاں
دنیا میں خواہش نفسانی کو پامال نہیں کرتی — کوئی چیز جیسا کہ ساتھیوں کا سایہ

۱ بانگ۔ شیطانی وساوس کی آواز۔ داہی۔ چالاک، یعنی تجھ سے زیادہ عقلمند بغیر پیر کے گمراہ ہوئے ہیں۔ نبی۔ قرآن مجید، یعنی قرآن مجید میں بہت سی قوموں کے قصے مذکور ہیں جنکو شیطان نے گمراہ کر دیا۔ ادبار۔ بدبختی، نحوست، عور۔ ننگا، یعنی نیک اعمال سے خالی۔ خرسوئے کے راندن۔ کسی کی طرف مائل ہونا، اس کے راستہ پر چلنا، یعنی ان ہلاک شدگان سے عبرت حاصل کرو انکا راستہ نہ اختیار کرو۔ خر گدھا یعنی نفس۔ رہبانان۔ جمع ہے رہبان کی، بان علامت ہے اسم فاعل کی، جیسے فیلبان، ہراگیر، راہ داں، راستہ سے واقف، مہل۔ نہ چھوڑ، ہلیدن سے نہی کا صیغہ ہے۔

۲ واہلیش۔ شین مفعول کی ضمیر ہے۔ وا بمعنی کشادہ۔ ہلی۔ ہلیدن کا فعل مضارع ہے۔ فرسنگ۔ فرسخ جو تین میل کا ہوتا ہے۔ حشیش۔ گھاس۔ علف۔ گھاس چارہ۔ خربندہ۔ اناڑی سوار جو سواری کے تابع ہوتا ہے۔ خر۔ یعنی نفس انسانی۔ شاوِرُوهن۔ ان عورتوں سے مشورہ کرو یہ حدیث ثابت نہیں ہے البتہ "طَاعَةُ النِّسَاءِ نَدَامَةٌ" عورت کی اطاعت ندامت کا باعث ہے حدیث صحیح ہے۔

۳ تالف اسم فاعل ہے، ہلاک ہونیوالا۔ چوں۔ قرآن میں ہے وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ اور نہ اتباع کر خواہش نفسانی کا ورنہ وہ تجھے اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیگی۔ ہمرہاں۔ ساتھ چلنے والے یعنی مرشد کامل مرشد کامل مرید کا راہنما ہوتا ہے پیر کی رہنمائی لا محالہ ضروری ہے بصورت مجبوری نفس کی خواہش کے خلاف عمل کرتے رہنا چاہیے۔

وصیت کردنِ رسولِ خدا مر علیؓ راکہ چوں ہر کسے بنوعِ طاعتے تقرب بحق جوید تو تقرب جو بصحبتِ عاقل و بندۂ خاص تا از ایشاں ہمہ پیش قدم باشی قال[1] النبی صلی اللہ علیہ وسلم

رسولِ خدا کا (حضرت) علیؓ کو وصیت کرنا کہ جب ہر شخص اللہ کا تقرب کسی قسم کی اطاعت کے ذریعہ ڈھونڈتا ہے تو عقلمند اور خاص بندے کی صحبت کے ذریعہ تقرب چاہ تاکہ ان سب سے آگے بڑھ جائے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ

اِذَا تَقَرَّبَ النَّاسُ اِلٰی خَالِقِھِمْ بِاَنْوَاعِ الْبِرِّ فَتَقَرَّبْ اِلَی اللّٰہِ بِالْعَقْلِ وَالسِّرِّ تَسْبِقُھُمْ بِالدَّرَجَاتِ وَالزُّلْفٰی عِنْدَ النَّاسِ فِی الدُّنْیَا وَعِنْدَ اللّٰہِ فِی الْاٰخِرَۃِ

اپنے خالق کا تقرب مختلف نیکیوں کے ذریعہ چاہیں تو اللہ کا عقل، اور اسرارِ الٰہی کے ذریعہ تقرب چاہ، درجوں میں سب سے بڑھ جائے گا دنیا میں لوگوں کے نزدیک اور آخرت میں اللہ کے نزدیک

گفت پیغمبر علیؓ راکاے علیؓ　　شیرِ حقی پہلوانی پُردلی
(حضرت) علیؓ سے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے علیؓ! تو اللہ کا شیر ہے بہادر ہے دلیر ہے

لیک برشیری مکن ہم اعتمید　　اندر آدر سایہ نخلِ اُمید
لیکن تو شیری پر بھروسہ نہ کر نخلِ امید کے سایہ میں آجا

ہر کسے گر طاعتے پیش آورند　　بہرِ قربِ حضرتِ بیچون و چند
ہر شخص اگر عبادت پیش کرے بے مثال اور بے نظیر کے دربار کی قربت کیلئے

تو تقرب جو بعقل و سِرِ خویش　　نے چو ایشاں بر کمال و برِّ خویش
تو اپنی عقل اور محبت کے ذریعہ سے نزدیکی حاصل کر نہ کہ ان کی طرح اپنے کمال اور نیکی (کی بنیاد) پر

تودرآ در سایہ آں عاقلے[2]　　کِش نتاند بُرد از راہ ناقلے
تو اس عقلمند کے سایہ میں آجا جس کو راستہ سے کوئی ہٹانے والا نہ ہٹا سکے

پس تقرب جو بدو سوئے آلہ　　سر مپیچ از طاعتِ اُو ہیچ گاہ
اس کے ذریعہ اللہ کا قرب طلب کر کسی وقت (بھی) اسکی فرمان برداری سے منہ نہ موڑ

زانکہ اُوہر خار راگلشن کند　　دیدۂ ہر کور را روشن کند
اس لئے کہ وہ ہر کانٹے کو پھول بنا دیتا ہے ہر اندھی آنکھ کو روشنی عطا کر دیتا ہے

---

[1] قَالَ النَّبِی - یہ حدیث ان الفاظ سے حدیث کے ذخیرے میں نہیں ہے مضمون صحیح ہے۔ شیرِ حقی۔ حضرت علیؓ کا لقب اسد اللہ ہے۔ پہلوان۔ بہادر افسر۔ پُردل۔ مضبوط دل والا۔ اعتمید۔ اعتماد کا امالہ ہے بھروسہ نخل امید۔ یعنی مرشد۔ تقرب۔ قریب ہونا، عقل یعنی معرفتِ الٰہی سر یعنی محبت بر نیک عمل۔

[2] عاقل۔ یعنی مردِ عارف نتاند۔ نتواند کا مخفف ہے۔ ناقل نقل کرنے والا۔ زانکہ شیخ کامل اس انسان کو جو اعمالِ حسنہ سے خالی ہے نیک عمل بنا دیتا ہے۔ روشن کند یعنی قلبی بصیرت عطا کر دیتا ہے۔

ظلِ اُو اندر زمیں چوں کوہِ قاف [1]　روحِ اُو سیمرغ بس عالی طواف

اس کا سایہ زمین پر کوہ قاف کی طرح ہے　اُس کی روح اونچا چکر لگانے والا سیمرغ ہے

دست گیرد بندۂ خاصِ الٰہ　طالباں را می بردتا پیشگاہ

اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ دستگیری کرتا ہے　(وہ) طالبوں کو (اللہ تعالیٰ کی) درگاہ تک لیجاتا ہے

گر بگویم تا قیامت مت نعت اُو　ہیچ آں را غایت و مقطع مجو

اگر میں قیامت تک اُس کی تعریف کروں　اُس کی انتہا اور خاتمہ کی امید نہ کر

آفتابِ رُوح نے آنِ فلک　کہ زنورش زندہ اند انس و مَلَک

(وہ) روح کا سورج ہے آسمان کیطرف منسوب نہیں ہے　اس کے نور سے انسان اور فرشتے زندہ ہیں

در بشر رُوپوش گشت ست آفتاب　فہم کن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابُ

سورج انسان (کے جسم) میں رُوپوش ہے　سمجھ لے، اور اللہ (تعالیٰ) بہتر جانتا ہے

یا علیؓ از جملۂ طاعاتِ راہ　بر گزیں تو سایۂ خاصِ الٰہ

اے علیؓ! راہِ (حق) کی تمام اطاعتوں میں سے　(اللہ تعالیٰ) کے مخصوص (بندہ) کے سایہ کو اختیار کر

ہر کسے در طاعتے بگر یختند　خویشتن را مخلصے انگیختند

ہر شخص ایک اطاعت کی پناہ لے رہا ہے　(اور) اپنے لئے نجات کی جگہ نکال رہا ہے

تو برو در سایۂ عاقل گریز　تا رہی زاں دشمنِ پنہاں ستیز

تو جا عقل مند کے سایہ کی پناہ لے　تاکہ چھپ کر لڑنے والے دشمن سے نجات پالے

از ہمہ طاعات اینت لائقِ ست　سبق یابی بر ہر آں کو سابق ست

تیرے لئے یہ تمام اطاعتوں سے زیادہ مناسب ہے　ہر آگے بڑھنے والے سے تو سبقت لے جائیگا

چوں گرفتی پیر ہیں تسلیم شو　ہمچو [2] موسیٰؑ زیرِ حکمِ خضرؑ رو

جب پیر بنا لے خبردار! سر اطاعت رکھدے　موسیٰ (علیہ السلام) کیطرح (حضرت خضرؑ کے حکم کے تحت چل

صبر کن بر کارِ خضرؑ اے بے نفاق　تا نہ گوید خضرؑ رو ہٰذا فراق

اے مخلص! خضرؑ کے کام پر صبر کر　تاکہ خضرؑ یہ نہ کہہ دے کہ جا یہ جدائی ہے

گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن　گر بہ طفلے [3] را کُشد تو مُو مکن

خواہ وہ (خضرؑ) کشتی توڑ دے تو اعتراض نہ کر　خواہ وہ بچے کو مار ڈالے تو رنج نہ کر

دستِ اُو را حق چو دستِ خویش خواند　تا یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ براند

جب خدا نے اس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے　یہانتک کہ "اللہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ پر ہے" فرمایا ہے

---

[1] کوہِ قاف۔ شاعرانہ تخیل کے اعتبار سے کوہِ قاف پوری دنیا کو گھیرے ہوئے ہے یعنی شیخ کامل کا سایہ پورے عالم پر ہوتا ہے۔ سیمرغ۔ فرضی پرندہ ہے جس کے پروں میں تیس خوشنما رنگ ہیں دستگیرد۔ مردِ عارف دستگیری کرتا ہے پیشگاہ یعنی دربارِ خداوندی غایت۔ انتہا۔ مقطع۔ خاتمہ آن۔ ملکیت۔ آفتاب۔ یعنی شیخ کامل کی روح خاص الٰہ۔ اللہ کا مخصوص بندہ۔ مخلص۔ نجات کی جگہ۔ پنہاں ستیز۔ شیطان چھپا ہوا دشمن ہے۔ اینت۔ ایں برائے تو۔

[2] ہمچو موسیٰ۔ حضرت موسیٰ جب خضرؑ سے تعلیم حاصل کرنے لگے تو بالکلیہ ان کے حکم کے تابع بن گئے تھے۔ ہذا فراق جب حضرت موسیٰ سے صبر نہ ہوا تو حضرت خضرؑ نے ان سے کہدیا اب جدا ہو جاؤ۔ کشتی۔ حضرت خضرؑ نے اُس کشتی میں سوراخ کر دیا جسمیں سوار ہوئے تھے۔

[3] طفلے۔ حضرت خضرؑ نے معصوم بچہ کو مار ڈالا تھا۔ مُو کندن۔ بال نوچنا، رنجیدہ ہونا، یَدُ اللّٰہ۔ شجرہ رضوان کے نیچے جب آنحضورؐ نے صحابہؓ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت لی تھی اس کے بارے میں قرآن نے کہا ہے کہ وہ نبی کا ہاتھ نہ تھا بلکہ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر تھا۔

دستِ حق میراندش اِزندش کُند — زندہ چہ بُود جانِ پایندش کُند
اللہ (تعالیٰ) کا ہاتھ کو اس کو مارتا ہے تو اس کو زندہ کرتا ہے — زندہ کیا ہوتا ہے، اس کو ابدی زندگی عطا کرتا ہے

یار باید راہ را تنہا مَرَو — از سَرِ خود اندریں صحرا مشو
کوئی راستہ کا یار چاہئے تنہا نہ جا — اس جنگل میں تنہا نہ جا

ہر کہ تنہا نادِراِیں راہ رابُرید — ہم بعونِ ہمّتِ مَرداں رسید
(ایسا) کم ہے کہ تنا کسی نے یہ راستہ طے کیا ہو — وہ بھی بزرگوں کی باطنی توجہ کی وجہ سے پہنچا ہوگا

دستِ پیراز غائباں کوتاہ نیست — دستِ اُوجُز قبضۂ اللہ نیست
پیر کا ہاتھ غیر حاضر لوگوں سے (بھی) کوتاہ نہیں ہے — اس کا ہاتھ اللہ (تعالیٰ) ہی کا ہاتھ ہے

غائباں راچوں چنیں خلعت دہند — حاضراں از غائباں لاشک بہند
جب وہ غیر حاضر لوگوں کو ایسا انعام دیتے ہیں — تو لامحالہ حاضر لوگ، غیر حاضروں سے بہتر ہیں

غائباں ۲ راچوں نوالہ می دہند — پیشِ مہماں تاچہ نعمتہا نہند
جب وہ غیر حاضر لوگوں کو لُقمہ دیتے ہیں — تو مہمان کے سامنے کیا کیا نعمتیں رکھتے ہونگے؟

کُو کسے کُو پیشِ شہ بندد کمر — باکسے کُو ہست از بیرونِ در
کجا وہ شخص جو بادشاہ کے سامنے کمر کسے ہوئے ہو — اس شخص کے مقابلہ میں جو دروازہ سے باہر ہو

فرق بسیارست ناید در حساب — آں زِاہلِ کشف واِیں زاہلِ حجاب
بہت فرق ہے جو حساب میں نہیں آتا ہے — وہ اہلِ کشف میں سے ہے یہ اہلِ حجاب میں سے ہے

جہد آں کُن تا رہے یابی دروں — ورنہ مانی حلقہ واراز در برُوں
وہ کوشش کرتا کہ اندر کا راستہ پالے — ورنہ زنجیر کی طرح دروازہ سے باہر رہ جائے گا

چوں گزیدی پیر نازک ۳ دل مباش — سُست و ریزندہ چو آب وگل مباش
جب تو نے پیر بنا لیا تو نازک دل نہ بن — گارے کی طرح سُست اور بکھرنے والا نہ بن

نرم گوید سخت گوید خُوش بگیر — تا کُند بر جملہ میرانت امیر
(پیر) نرم بات کہے (یا) سخت کہے خوشی سے قبول کر — تا کہ تجھے تمام سرداروں کا سردار بنا دے

وَر بہر زخمے تو پُر کینہ شوی — پس کجا بے صیقل آئینہ شوی
اگر ہر تکلیف پر تو غصہ سے بھرے گا — تو بغیر مانجھے کس طرح صاف ہو گا؟

قصّہ کبودی زدن قزوینی بر شانہ گاہ و پشیمان شدنِ اُو بزخم سُوزن

ایک قزوینی کا کندھے پر گدوانا اور زخمِ سوزن کی وجہ سے شرمندہ ہونے کا قصہ

۱ میراندش۔ حضرت خضرؑ نے جس بچہ کو مارا وہ اس کی موت نہ تھی بلکہ اس کی حیات جاودانی تھی۔ ہر کہ تنہا۔ بغیر شیخ کامل کے کسی کو شاذ و نادر کوئی مرتبہ حاصل ہوا ہے تو وہ بھی دراصل کسی بزرگ کی روح کا تصرف ہے۔ دستِ پیر شیخ کا ہاتھ دراصل اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔

۲ غائبانرا.........شیخ کا فیض اگرچہ غائبانہ بھی پہنچتا ہے لیکن جن کو قرب حاصل ہوتا ہے۔ وہ یقیناً بہتر ہیں۔ کو کسے۔ جو لوگ شاہی دربار کے حاضر باش ہوتے ہیں۔ وہ یقیناً ان سے افضل ہوتے ہیں۔ جو دربار تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اہلِ کشف جنکو شیخ کی صحبت نصیب ہوتی ہے وہ اہلِ کشف ہوتے ہیں۔ اہلِ حجاب۔ جو لوگ مجلس سے غیر حاضر ہیں ان کو علومِ الٰہی کا کشف حاصل نہیں ہوتا ہے۔ حلقہ۔ زنجیر، زنجیر مکان سے باہر رہتی ہے۔

۳ نازک دل۔ وہ شخص جو معمولی سی بات پر رنجیدہ ہو جائے نرم۔ شیخ کی ہر بات کو تسلیم کرنا ضروری ہے خواہ ناگوار ہو یا گوارا۔ زخم۔ یعنی مجاہدہ کی تکالیف برداشت کئے بغیر آئینۂ دل پر صیقل نہیں چڑھتی ہے۔ کبودی زدن، بدن کو گدوانا، قزوینی، قزوین کا رہنے والا جو عراق کا ایک شہر ہے۔

ایں حکایت بشنو از صاحب بیاں	در طریق و عادتِ قزوینیاں
بیان کرنے والے سے یہ قصہ سن	جو قزوینیوں کی عادت اور رسم کے بارے میں ہے
برتن و دست و کتفہائے بے درنگ	میزنند از صورتِ شیر و پلنگ
جسم، ہاتھ اور کاندھے پر بلا تردد	شیر اور تیندوے کی تصویر گدواتے ہیں
بر چناں صورت پیاپے بے گزند	از سرِ سوزن کبودیہا زنند
اس طرح کی تصویر پر پے در پے بلا تکلف	سوئی کی نوک سے گودتے ہیں
سوئے دَلّاک[1] بشُد قزوینئے	کہ کبودم زن بِستاں شیرنیئے
ایک قزوینی، نائی کے پاس گیا	کہ میرے گود دے (اور) شیرینی لے لے
گفت چہ صورت زنم اے پہلواں	گفت برزن صورتِ شیر ژیاں
اُس نے کہا اے پہلوان! کیا تصویر بناؤں؟	کہا، غضبناک شیر کی تصویر بنا دے
طالعم[2] شیرست و نقشِ شیر زن	جَہد کُن رنگ کبودی سیر زن
میرا طالع اسد ہے، شیر کی تصویر بنا دے	کوشش کر، دل بھر کے گود دے
گفت بر چہ موضعت صورت زنم	گفت بر شانہ گہم زن آں رقم
اس نے کہا، تیرے کس جگہ تصویر بناؤں؟	کہا میرے کندھے پر نقش کر دے
تا شود پشتم قوی در رزم[3] و بزم	با چنیں شیر ژیاں در عزم و حزم
تاکہ رزم اور بزم میں میری کمر مضبوط ہو جائے	ایسے خوفناک شیر کی وجہ سے پختہ کاری اور پختہ ارادہ میں
چونکہ اُو سوزن فرد بُردن گرفت	دردِ آں در شانہ گہ مسکن گرفت
اُس نے جب سوئیاں چبھانی شروع کیں	اس کی تکلیف کندھے میں ہونے لگی
پہلواں در نالہ آمد کائے سَنی	مُر مَرا کُشتی چہ صورت می زنی
پہلوان نے رونا شروع کر دیا کہ اے بھلے مانس!	تو نے تو مجھے مار ڈالا، کیا تصویر بنا رہا ہے؟
گفت آخر شیر فرمودی مرا	گفت از چہ عضو کردی اِبتدا
اس نے کہا، تو نے شیر بنانے کے لئے کہا ہے	کہا، کس عضو سے تو نے شروع کیا ہے؟
گفت از دُمگاہ آغازیدہ ام	گفت دُم بگذار اے دو دیدہ ام
اس نے کہا میں دم کی طرف سے شروع کیا ہے	کہا، اے نور چشم! دم بنانی چھوڑ دے
از دُم و دُمگاہِ شیرم دَم گرفت	دُم گہ اُو دم گہم محکم گرفت
دُم اور دم کی جگہ سے شیر نے میرا سانس گھونٹ دیا	اُس کی دم کی جگہ نے میرے سانس لینے کی جگہ کو دبا دیا

[1] دلّاک۔ حجام۔ نائی، شیرنی، یعنی گود نے اجرت، پہلواں۔ جوانمرد، سپاہی، شیر ژیاں۔ غضبناک شیر، برزن۔ برز بادہ ہے۔
[2] طالع۔ پچھتر، کسی کی پیدائش کے وقت بارہ برجوں میں سے جو برجِ مشرق سے نمودار ہو وہ پیدا ہونے والے کا طالع کہلاتا ہے۔ شیر۔ یعنی برج اسد۔ سیر زن۔ یعنی پوری طرح گود۔ موضع۔ مقام۔ شانہ۔ کندھا۔ رقم۔ نشان۔
[3] رزم۔ جنگ، بزم مجلس نشاط۔ عزم، پختہ ارادہ حزم۔ ہوشیاری، فرو بردن۔ گاڑنا۔ مسکن۔ جگہ، سنی۔ اچھا روشن، دُمگاہ۔ دم کی جگہ، دم گرفت، سانس رک گیا۔ دَم گہ۔ سانس کی جگہ۔ محکم، مضبوط

شیر بے دُم باش گو اے شیر ساز
بے دُم کا شیر سہی، اے شیر بنانے والے!
کہ دلم سستی گرفت از زخم گاز[۱]
اوزار کے زخم نے میرا دل نڈھال کر دیا ہے

جانب دیگر گرفت آں شخص زخم
وہ شخص دوسری جانب زخم کرنے لگا
بے محابا و مواساتے ورحم
بے دھڑک اور بغیر ہمدردی اور رحم کے

بانگ زد اُو کایں چہ اندام ست ازو
وہ چیخا ، یہ اُس کا کونسا عضو ہے؟
گفت اُو گوش ست اے مردِ نکو
اُس نے کہا، اے نیک مرد! یہ کان ہے

گفت تا گوشش نباشد اے ہُمام
اس نے کہا، اے سردار! اس کا کان نہ ہو
گوش را بگذار و کوتہ کُن کلام
کان کو چھوڑ دے، اور قصہ مختصر کر

جانبِ دیگر خَلش آغاز کرد
اس نے دوسری جانب چُبھانا شروع کیا
باز قزوینی فغاں را ساز کرد
پھر قزوینی نے شور کرنا شروع کر دیا

کایں سُوم جانب چہ اندام ست نیز
کہ یہ تیسری جانب کونسا عضو ہے؟
گفت اینست اِشکمِ[۲] شیر اے عزیز
اُس نے کہا، اے پیارے! یہ شیر کا پیٹ ہے

گفت تا اِشکم نباشد شیر را
اُس نے کہا، شیر کا پیٹ بھی نہو
خود چہ اِشکم می باید شیر را
شیر کو پیٹ کی کیا ضرورت ہے

گشت افزوں درد کم زن زخمہا
درد بہت بڑھ گیا، زخم کم کر
اِشکمے چہ شیر را بہرِ خدا
شیر کے لئے پیٹ کی کیا ضرورت ہے؟ خدا کے لئے

خیرہ شد دَلّاک بس حیراں بماند
نائی متعجب ہوا اور حیران رہ گیا
تا بدیر انگشت در دنداں بماند
دیر تک انگلی دانتوں میں دبائے رہا

بر زمیں زد سوزن آندم اوستاد
اس وقت استاد نے سوئی زمین پر پھینکدی
گفت در عالم کسے را ایں فتاد
بولا، دنیا میں کسی کو ایسا بھی پیش آیا ہو گا؟

شیرِ بے دُم و سَر و اِشکم کہ دید
بے دم، سر اور پیٹ کا شیر کس نے دیکھا ہے؟
ایں چنیں شیرے خدا خود نافرید
ایسا شیر تو خدا نے کوئی پیدا ہی نہیں کیا ہے

چوں نداری طاقتِ سوزن زدن
جب تو سوئی چُبھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے
از چنیں شیرِ[۳] ژیاں بس دَم مزن
ایسے خوفناک شیر کے بارے میں بات نہ کر

اے برادر صبر کُن بر دردِ نیش
اے بھائی! سوئی کے درد پر صبر کر
تا رہی از نیشِ نفسِ گبرِ خویش
تاکہ تو اپنے بے دین نفس کے ڈنک سے نجات پائے

---

[۱] گاز۔ قینچی، جراحی کا اوزار۔ مُحابا۔ مروت، لحاظ۔ مواسات۔ غمخواری، معاونت۔ اندام۔ عضو۔ ہُمام۔ سردار، بزرگ۔ خلش۔ چبھن۔ فغاں۔ فریاد۔

[۲] اِشکم۔ شکم۔ الف زائد ہے۔ خیرہ۔ حیران۔ سرگشتہ۔ پریشان۔ نافرید۔ نہ آفرید۔ سوزن زدن یعنی گودنے کے لئے سوئی چبھانا۔

[۳] شیر ژیاں۔ غضبناک شیر۔ رہی۔ تو نجات پائے، رہیدن سے واحد مخاطب مضارع ہے۔ گبر۔ آتش پرست، یہاں مطلقاً کافر مراد ہے۔ یہ مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنی انسان اگر مجاہدوں اور ریاضتوں کی تکلیف برداشت کر لیتا ہے۔ تو پھر نفس امارہ سے بچ جاتا ہے ورنہ اسی طرح محروم رہتا ہے۔ جیسا کہ قزوینی محروم رہا۔

کاں گروہیکہ رہید ند از وجود | چرخ و مہر و ماہ شاں آرد سجود
اسلئے کہ جو لوگ اپنے وجود سے آزاد ہو گئے ہیں | آسمان اور سورج، چاند ان کو سجدہ کرتا ہے
ہر کہ مُرد اندر تنِ اُو نفسِ گبر | مَرُورا[۱] فرماں بَرد خورشید و ابَر
جن کے بدن میں بے دین نفس مر گیا ہے | سورج اور ابر ان کا حکم مانتا ہے
چوں دلش آموخت صبر افروختن | آفتاب اُورا نیارد سوختن
جب اس کا دل صبر کو روشن کرنا سیکھ جاتا ہے | سورج اس کو نہیں جلا سکتا
گفت حق در آفتاب منتجم | ذکرِ تزّاور کذا عَن کہفہِم
روشن سورج کے بارے میں اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے | اُن کے غار سے بچ کر نکل جاتا ہے
خفتگانے[۲] کز خدا بُد کارِ شاں | مَیل کردے آفتاب از غارِ شاں
وہ سونے والے جن کا معاملہ خدا سے تھا | سورج ان کے غار سے کترا جاتا تھا
خار جملہ لُطف چوں گُل می شود | پیشِ جزوے کو سوئے گُل می شود
کانٹا پھول کی طرح پُر لطف ہو جاتا ہے | اُس جزو کے سامنے جو کل سے وابستہ ہوتا ہے
چیست تعظیم خدا افراشتن | خویشتن را خوار و خاکی داشتن
خدا کی عظمت کو ظاہر کرنا کیا ہے؟ | اپنے آپ کو ذلیل اور مٹی بنا لینا ہے
چیست توحیدِ خدا آموختن | خویشتن را پیشِ واحد سوختن
اللہ (تعالیٰ) کی وحدانیت سیکھنا کیا ہے؟ | اپنے آپ کو "واحد" کے سامنے فنا کر دینا ہے
گرہمی[۳] خواہی کہ بفروزی چو روز | ہستیِ ہمچوں شبِ خود را بسوز
اگر تو چاہتا ہے کہ دن کی طرح منور ہو جائے | (تو) اپنی رات جیسی ہستی کو جلا ڈال
ہستیت در ہستِ آں ہستی نواز | ہمچو مس در کیمیا اندر گداز
وہ وجود عطا کرنے والے کے وجود میں اپنے وجود کو | تانبے کی طرح کیمیا میں پگھلا دے
در من و ما سخت کردستی تو دست | ہست ایں جملہ خرابی از دو ہست
"من وما" کو تو نے مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے | دو وجودوں کی وجہ سے یہ ساری خرابی ہے

رفتنِ گرگ و روباہ درخدمت شیر بشکار

بھیڑیئے اور لومڑی کا شیر کے ساتھ شکار کو جانا

شیر و گرگ و رُوبہے بہر شکار | رفتہ بودند از طلب در کوہسار
شیر اور بھیڑیا اور لومڑی شکار کے لئے | جستجو کرتے ہوئے پہاڑ میں پہنچ گئے تھے

---

۱ مرورا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ سَخَّرَ لَکُمْ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ "اللہ نے تمہارے تابع فرمان بنادیا ہے ان چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں" تزاور۔ قرآن پاک میں اصحاب کہف کے قصہ میں فرمایا گیا ہے۔ "جب آفتاب نکلتا ہے تو دائیں جانب سے بچکر نکل جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں جانب سے کترا جاتا ہے۔ یعنی سورج کی تپش ان کو نہیں پہنچتی ہے۔ منجم، روشن۔ کہف۔ غار۔

۲ خفتگانے۔ یعنی اصحاب، کہف جو غار میں سوئے ہوئے تھے۔ خار۔ یعنی جو لوگ ذاتِ واحد میں اپنے آپ کو فنا کر دیتے ہیں انکے لئے کانٹے پھول بن جاتے ہیں چیست۔ یعنی توحید یہی ہے کہ ذات احد میں اپنے آپ کو فنا کر دے۔

۳ گر۔ اگر تو منور ہونا چاہتا ہے تو اپنی ذات کو فنا کر دے ہستیت۔ اپنی ہستی کو خدا کی ہستی میں پگھلا دے۔ دو ہست۔ دو ہستیاں۔ رفتن گرگ۔ اس قصہ سے مقصود یہی ہے کہ بھیڑیئے نے شیر کے مقابلہ میں انانیت اختیار کی اور دوئی کو ختم نہ کیا تو خود فنا ہو گیا لہٰذا انسان کی بھی دوئی مٹانے میں ہی نجات ہے۔

ہر سہ باہم اندراں صحرائے ژرف ۱ ۔ صید ہا گیرند بسیار شگرف
(تا کہ) تینوں مل کر گھنے جنگل میں بہت، اور عمدہ (قسم کا) شکار کریں

تا بہ پُشتِ ہمدِ گر بر صید ہا ۔ سخت بر بند ند بارو قید ہا
تا کہ ایک دوسرے کی مدد سے شکاروں پر سخت دباؤ ڈالیں، اور گرفت میں لائیں

گرچہ زاں ایشاں شیر نر را ننگ بُود ۔ لیک کرد اکرام و ہمراہی نمود
یہ وہ بہادر شیر کے لئے موجب عار تھے لیکن اس نے عزت افزائی کی اور ساتھ ہو گیا

ایں چنیں شہ را ز لشکر زحمت ست ۔ لیک ہمرہ شد جماعت رحمت ست
اس جیسے بادشاہ کو لشکر سے تکلیف ہوتی ہے لیکن ساتھ ہو گیا، (اس لئے کہ) جماعت رحمت ہے

ایں چنیں مہ را ز اختر ننگہاست ۔ اُو میانِ اختراں بہرِ سخاست
اسی طرح چاند کو ستاروں سے شرم آتی ہے (لیکن) وہ از راہِ کرم ستاروں کے درمیان ہے

امرِ ۲ شَاوِرْھُم پیمبر را رسید ۔ گرچہ رائے نیست رایش را مزید
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان سے "مشورہ کر" کا حکم ملا ہے اگر چہ کوئی رائے اس کی رائے سے بڑھ کر نہیں ہے

در ترازو جو رفیقِ زر شدست ۔ نے ازانکہ جو چو زر جوہر شدست
ترازو میں جو سونے کا ساتھی بن گیا ہے اس لئے نہیں کہ جو سونے کی طرح جوہر بنگیا ہے

رُوح قالب را کنوں ہمرہ شدست ۔ مُدّتے سگ حارسِ ۳ در گہ شدست
اب روح جسم کے ساتھ ہو گئی ہے مدّت تک کتا دربار کا محافظ رہا ہے

چونکہ رفتند ایں جماعت سوئے کوہ ۔ در رکابِ شیر بافرّ و شکوہ
جب یہ جماعت پہاڑ پر گئی شان و شوکت سے شیر کے ساتھ

گاوِ کوہی و بز و خرگوش زفت ۔ یافتند و کارِ ایشاں پیش رفت
پہاڑی گائے اور بکوا اور موٹا خرگوش انہوں نے پکڑ لیا اور ان کا کام چل گیا

ہر کہ باشد در پئے شیرِ حراب ۔ کم نیابد روز و شب اُو را کباب
جو کوئی جنگجو شیر کے ساتھ ہو اُس کے لئے دن رات میں کباب کی کمی نہوگی

چوں ز کہ در بیشہ آوردند شاں ۔ کُشتہ و مجروح اندر خوں کشاں
جب پہاڑ سے انہیں جنگل میں لائے مُردہ اور زخمی، خون میں لتھڑے ہوئے

گرگ و روبہ را طمع بود اندراں ۔ کہ رَود قسمت بعدلِ خُسرواں
اُن میں بھیڑیئے اور لومڑی کی خواہش تھی کہ شاہی اِنصاف سے تقسیم ہو

---

۱ ژرف۔ گہرا۔ شگرف۔ اچھا۔ پُشت۔ مدد۔ بار۔ مدد، دباؤ اور گرفت۔ ننگ، شرم و عار۔ اکرام۔ عزت کرنا جماعت "یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَةِ" جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ ایں چنیں۔ ان مثالوں کا مقصد یہ ہے کہ کاملین اگر ناقصین کو ساتھ لگا لیتے ہیں۔ تو اس سے ناقصین کو مغرور نہ ہونا چاہیئے بلکہ ناقصین کو شکر گزار ہونا چاہئے کہ وہ اپنا نقصان کر کے ان کا بھلا کر رہے ہیں۔

۲ امر۔ قرآن پاک میں ہے اے پیغمبر جنگ کے بارے میں ان سے مشورہ لیجئے پھر جب آپ پختہ ارادہ کرلیں تو خدا پر بھروسہ کریں۔ در ترازو۔ جو کہ یہ شرافت سونے کے ساتھ ہونے کی وجہ سے حاصل ہوگئی ہے۔ روح۔ جسم کو روح کے ساتھ رہنے سے یا جو کو سونے کے ساتھ تل جانے سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ جسم اور جو کو ذاتی فضیلت حاصل ہوگئی ہے۔ جسم کو روح کی معیت سے فائدہ پہنچا۔

۳ حارِس۔ نگہبان۔ گاوِ کوہی نیل گائے۔ بز۔ بکری۔ زفت۔ موٹا فربہ ہر کہ۔ اسی طرح اولیاء کیساتھ رہنے سے نعمتیں حاصل ہوتی ہیں، حراب۔ جنگ۔ کہ۔ کوہ کا مخفف ہے۔ بیشہ۔ جھاڑی جنگل خسرو۔ بادشاہ، خاء کا ضمہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں۔ کسرہ اولیٰ ہے۔

عکسِ طمعِ ہر دو شاں بر شیر زد | شیر دانست آں طمع ہا را سَند[1]

شیر پر اُن دونوں کے لالچ کا عکس پڑا | شیر ان لالچوں کے ثبوت کو جان گیا

ہر کہ باشد شیرِ اَسرار و امیر | اُو بداند ہرچہ اندیشد ضمیر

جو شخص اسرار (کے میدان) کا شیر اور سردار ہو | وہ جان جاتا ہے جو کچھ دل سوچتا ہے

ہیں نگہدارا اے دلِ اندیشہ خُو | دل زاندیشہ بدی در پیشِ اُو

خبردار! اے وسوسوں کے عادی دل! محفوظ رکھ | دل کو اس کے سامنے برے خیال سے

داند[2] اُو خر را ہمی راند خموش | در رُخت خندد برائے رُوئے پوش

وہ جانتا ہے (پھر بھی) کام چلاتا ہے | پردہ پوشی کے لئے تیرے سامنے مُسکراتا ہے

شیر چوں دانست آں وسواسِ شاں | وانگفت و داشت آں دم پاسِ شاں

شیر کو جب ان کے وسوسے معلوم ہو گئے | کھل کر نہ بتایا اور اُن سے رعایت برتی

لیک باخود گفت بنمایم سزا | مر شمارا اے خسیسانِ گدا

لیکن اس نے دل میں کہا (ابھی) سزا دیتا ہوں | تمہیں اے کمینے فقیرو!

مر شمارا بس نیامد رائے من | ظنّ تاں اینست در اعطائے من

تمہارے لئے میری رائے کافی نہ ہوئی | میری بخشش میں تمہارا یہ خیال ہے

اے وجودِ رائے تاں از رائے من[3] | از عطا ہائے جہاں آرائے من

خبردار! تمہاری رائے کا وجود میری رائے سے ہے | میری دنیا کو سجانے والی عطاؤں کی وجہ سے ہے

نقش با نقّاش چہ اسگالد دِگر | چوں سِگالِش اُوش بخشید و نظر

نقش، نقاش کو کیا سوجھائے | جبکہ اس کی سوچ و نگاہ اسی کی بخشی ہوئی ہے

ایں چنیں ظنِّ خسیسانہ بمن | مَر شمارا بود ننگانِ زمن

مجھ پر ایسے کمینہ پن کا گمان ہے | تمہارا تھا، تم زمانے کیلئے (باعث) عار ہو

ظَانِّیْنَ بِاللّٰہِ ظَنَّ السَّوْءِ را | گر نہ بُرّم سَر بود عینِ خطا

خدا کے ساتھ بدگمانی کرنیوالوں کا | اگر میں سر نہ قلم کروں تو غلطی ہے

وا رہانم چرخ را از ننگِ تاں | تا بماند در جہاں ایں داستاں

تمہارے (وجود کی) ذلت سے آسمان کو نجات دلاؤں گا | تاکہ یہ قصہ دنیا میں (مثال بنا) رہے

شیر با ایں فکر میزد خندہ فاش | بر تبسم ہائے شیر ایمن مباش

شیر اس خیال میں بظاہر ہنستا تھا | شیر کی مسکراہٹوں پر مطمئن نہ ہو جانا

[1] سند۔ ثبوت۔ ضمیر۔ دل لہٰذا مرید کو شیخ کے متعلق دل میں وسوسے نہ لانے چاہئیں ورنہ شیخ انکو جان لیگا ہیں۔ شیخ اپنے مرید کے چھپے ہوئے خیالات کو سمجھ جاتا ہے لہٰذا اس کی مجلس میں برے خیالات دل میں نہ لانے چاہیں۔

[2] داند اُو۔ یعنی وہ جانتا ہے۔ لیکن ظاہر نہیں کرتا ہے۔ خر راندن خموش۔ سوار کا گدھے کی خواہش کے مطابق سفر کرنا، کام چلانا، دوسرے کی خواہش کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لینا۔ دررُخت۔ تیرے سامنے مسکراتا ہے تاکہ تو کچھ نہ سمجھ سکے۔ خسیس۔ کمینہ۔ رائے من۔ میری رائے پر تمہیں اعتماد نہیں ہے۔ بلکہ تم اپنے آپ کو حصہ دار سمجھتے ہو۔

[3] رائے من۔ تمہارے رائے اور تمہارا وجود میری رائے کے تابع ہے۔ نقش۔ نقش، نقاش کی دین ہے نقش نقاش کو کیا بتائے گا۔ ننگانِ زمن۔ تمہارا وجود دنیا کے لئے عار کا سبب ہے۔ تا بماند۔ تاکہ تمہاری سزا دوسروں کے لئے عبرت کا سبب بنے۔ خندہ ہنسی۔ فاش۔ ظاہر، کھلا ہوا۔

مالِ دنیا شد تبسّم[1] ہائے حق ‏ ‏ ‏ کرد مارا مست و مغرور و خَلَق

دنیا کی دولت اللہ (تعالیٰ) کی مسکراہٹیں ہیں ‏ ‏ ‏ جنہوں نے ہمیں مست اور مغرور اور بوسیدہ بنا دیا ہے

فقر و رنجوری بہشت ست اے سَنَد ‏ ‏ ‏ کاں تبسّم دامِ خود را بر کَنَد

اے سردار! فقیری اور بیماری بہشت ہے ‏ ‏ ‏ کیونکہ اس کی وجہ سے مسکراہٹ اپنا جال اکھاڑ لیتی ہے

اِمتحان کردنِ شیر گرگ را و گفتن کہ ایں صَید ہارا قِسمت کُن

شیر کا بھیڑیئے کو آزمانا، اور کہنا کہ ان شکاروں کو تقسیم کر دے

گفت شیر اے گرگ ایں را بخش کُن ‏ ‏ ‏ معدلت را نو کُن اے گرگِ کہن

شیر نے کہا، اے بھیڑیئے! اس کو تقسیم کر دے ‏ ‏ ‏ اے پرانے بھیڑیئے! انصاف (کی رسم) تازہ کر

نائب[2] من باش در قسمت گری ‏ ‏ ‏ تا پدید آید کہ تو چہ گوہری

تقسیم کرنے میں میرا قائم مقام بن جا ‏ ‏ ‏ تاکہ معلوم ہو جائے کہ تجھ میں کیا جوہر ہے؟

گفت اے شہ گاوِ وحشی بخشِ تست ‏ ‏ ‏ آں بزرگ و تو بزرگ و زفت و چست

(بھیڑیا) بولا اے شاہ! نیل گائے تیرا حصہ ہے ‏ ‏ ‏ یہ بھی بڑی ہے اور تو بھی بڑا، اور عظیم اور شہ زور ہے

بُز مرا کہ بُز میانہ است و وسط ‏ ‏ ‏ روبہا! خرگوش بستاں بے غلط

بکری میری ہے کیونکہ بکری درمیانی اور متوسط (چیز) ہے ‏ ‏ ‏ اور لومڑی! تو خرگوش کے لئے بلا غلطی کے

شیر گفت اے گرگ چوں گفتی بگو ‏ ‏ ‏ چونکہ من باشم تو گوئی ما و تو

شیر نے کہا، او بھڑیئے! تو کیا بکتا ہے بتا؟ ‏ ‏ ‏ جبکہ میں موجود ہوں تو میرے تیرے کی کیا بات کرتا ہے؟

گرگ خود چہ سگ بُوَد کہ خویش دید ‏ ‏ ‏ پیشِ چوں من شیرِ بے مثل و ندید

بھیڑیا کیا کتا ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے ‏ ‏ ‏ مجھ جیسے بے مثل اور انوکھے شیر کے ہوتے ہوئے

گفت پیش آ اے خرے کو خود خرید[3] ‏ ‏ ‏ پیشش آمد پنجہ زد اُو را درید

اس نے کہا، او خود پسند گدھے! آگے آ ‏ ‏ ‏ وہ آگے آیا، اس نے پنجہ مارا، اُس کو پھاڑ ڈالا

چوں ندیدش مغز و تدبیرش رشید ‏ ‏ ‏ در سیاست پوستش از سر کشید

جب (شیر نے) اس میں مغز اور بھلی تدبیر نہ دیکھی ‏ ‏ ‏ سزا میں اس کی کھال کھینچ لی

گفت چوں دیدِ منت از خود نبُرد ‏ ‏ ‏ ایں چنیں جاں را بباید زار مُرد

(شیر نے) کہا، جب میرا دیدار تیری خودی نہ مٹا سکا ‏ ‏ ‏ ایسی جان کو ذلیل ہو کر مر جانا چاہئے

چوں نگشتی فانی اندر پیشِ من ‏ ‏ ‏ فرض آمد مر ترا گردن زدن

تو جب میرے سامنے فانی نہ ہوا ‏ ‏ ‏ تجھے قتل کر دینا ضروری ہوا

---

[1] تبسّم۔ مُسکراہٹ۔ ایمن۔ مطمئن۔ مالِ دنیا۔ یعنی دنیا کی دولت بظاہر تو نعمت ہے لیکن مصائب کا سبب ہے لہٰذا اس کو اللہ تعالیٰ کا زہر خند سمجھو، خَلَق۔ بوسیدہ سَنَد۔ سردار۔ دام۔ یعنی اگر فقر اختیار کر لوگے تو اس زہر خند سے بچ جاؤ گے۔ قسمت۔ تقسیم۔ بخش کُن تقسیم کر دے۔ مَعْدَلت۔ انصاف۔ گرگِ کہُن۔ پرانا بھیڑیا تجربہ کار۔

[2] نائب۔ قائم مقام۔ گوہر۔ اصل ونسل۔ وَسَط۔ درمیانہ، بستاں۔ ستاندن بمعنیٰ لینا کا صیغہ امر ہے۔ ماو تو، تو تو، میں میں خویش دِید۔ خود بینی۔ ندید۔ جس کی مثال نہ دیکھی گئی ہو خر۔ یعنی احمق۔

[3] خود خرید۔ یعنی اپنی قدر و قیمت لگاتا ہے مغز۔ قابلیت جوہر۔ رشید۔ ٹھیک، دوست سیاست۔ سزا۔ پوست از سرِ کشیدن۔ کھال کھینچ لینا، مار ڈالنا۔ دِیدِ مَنَت۔ یعنی دیدار من ترا۔ از خود بردن۔ بے خود کر دینا۔ زار مُردن۔ ذلیل موت مرنا۔

گرچہ غالب دارم اندر بذل فضل[۱] گاہ گاہے ہم کنم از عدل فضل
اگرچہ عنایت فرمائی کو میں غالب رکھتا ہوں (لیکن) کبھی کبھی انصاف کو ترجیح دیدیتا ہوں

کُلُّ شَیٍٔ ھَالِکٌ جز وجہ او چوں نہ در وجہ اُو ہستی مجو
سوائے اس کی ذات کے ہر چیز فنا ہو جانیوالی ہے جب تو اس کی ذات میں نہیں (سمایا) ہے ہستی کی امید نہ رکھ

ہر کہ اندر وجہ ما باشد فنا کُلُّ شَیٍٔ ھَالِکٌ نبُود جزا
جو ہماری ذات میں فنا ہو جائے اس کی سزا کل شی ء ھالک نہیں ہوتی ہے

زانکہ در[۲] اِلّا ست اُو از لا گذشت ہر کہ در اِلّا ست اُو فانی نگشت
اس لئے کہ وہ الا میں ہے، لا سے گزر گیا جو شخص "الا" میں داخل ہے فانی نہ ہوا

ہر کہ بر در اُو من و ما می زند رَدِّ باب ست اُو و بر لا می تند
جو دروازے پر "میں اور "تو کا اعلان کرے وہ دروازے سے مردود ہے اور "لا" (کے حجاب) میں مقیم ہے

قصہ آں کس کہ در یارے بکوفت اُواز دروں گفت تو کیستی

اس شخص کا قصہ کو جس نے دوست کے دروازے پر دستک دی، اس نے اندر سے پوچھا کہ کون

گفت مَنم گفت چوں توئی دَر نمی کشایم کہ ہیچ کس را از
ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں ہوں، اس نے جواب دیا کہ تو ہے میں دروازہ نہیں کھولوں گا

یاراں نمی شناسم کہ "اُو من" گوید برد
کیونکہ میں اس کو دوست نہیں سمجھتا جو اپنے آپ کو میں کہے واپس ہو جا

آں یکے آمد درِ یارے بزَد گفت یارش کیستی کیں دَر مزد
ایک شخص آیا، دوست کا دروازہ کھٹکھٹایا اس کے دوست نے کہا تو کون ہے "اس دروازہ کو نہ کھٹکھٹا

گفت من گفتش برو ہنگام نیست بر چنیں خوانے مقام خام[۳] نیست
اسنے کہا میں تو اسنے اس سے کہا جاؤ (ملاقات کا) وقت نہیں ہے ایسے خوان پر کچے کی جگہ نہیں ہے

خام را جز آتشِ ہجر و فراق کہ پزد کہ وَا رہاند از نفاق
کچے کو سوائے ہجر اور جدائی کی آگ کے کون پختہ بنا سکتا ہے تاکہ اس کو نفاق سے نجات دے

چوں توئی تو ہنوز از تو نرفت سوختن باید تُرا دَر نارِ تُفت
جبکہ تیری خودی ابھی تک تجھ میں سے نہیں گئی ہے تجھے دہکتی آگ میں جلا دینا چاہیے

پشیمان شدنِ آں گوینده کہ منم و غربت و ریاضت و

اس "میں" کہنے والے کا شرمندہ ہونا اور ایک سال تک بے وطنی

---

۱. بذلِ فضل یعنی رحم و کرم سے کام لیتا ہوں۔ گاہ۔ کبھی رحم و کرم پر انصاف کو ترجیح دیتا ہوں اور جو انصاف کا تقاضا ہوتا ہے وہی کرتا ہوں کُلُّ شَیٍٔ۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ در وجہ او۔ جو شخص اپنی ذات کو ذات باری میں فنا کردے گا وہی بچے گا ورنہ ہلاک ہو جائیگا کیونکہ صرف اس کی ذات فنا سے بچی ہے۔

۲. در الّا۔ یعنی اس کی ذات ہلاکت سے مستثنیٰ رہنے والی چیز میں داخل ہے۔ از لا یعنی ہلاک ہونیوالی چیز نہ رہی۔ فانی۔ یعنی وہ ذات احد میں داخل ہو گیا جس کے لئے فنا نہیں ہے من و ما۔ یعنی اس کے دروازے پر دوئی ختم ہونی چاہیے۔ ورنہ مردود بارگاہ ہو گا اور ہلاک ہو جائے گا۔ قصہ۔ جب تک دو دوستوں میں "میں" اور "تو" کا معاملہ ہے "میں" یکتائی نہیں ہے اور نہ حقیقی دوستی ہے۔ من۔ یعنی اسنے اپنے وجود کو دوست کے وجود سے جدا سمجھا۔

۳. خام۔ یعنی جو دوئی کا قائل ہے اور دوستی میں کچا ہے۔ نفاق۔ یعنی دوئی، تو کی تو۔ یعنی تیرا "تو" ہونا۔ تفت۔ تند و تیز یعنی تاکہ دوستی میں پختہ ہو جائے پشیمان۔ یعنی وہ دوست شرمندہ ہوا اور ریاضت اور مجاہدوں سے اس نے دوئی کو ختم کیا پھر دروازہ پر واپس آیا۔

غرامتِ یک ساں کشیدن و باز گشتن مُستغفر بر
اور محنت اور مشقت برداشت کرنا اور معافی کے لئے دروازے پر واپس آنا

درِخانہ و پُرسیدنِ صاحب خانہ کہ کیست بر دَروجواب
اور صاحبِ خانہ کا دریافت کرنا دروازے پر کون ہے؟ اور اس کا جواب

گفتنِ آں کہ توئی بَر درونفیِ منیِ خود
میں کہنا کہ دروازے پر تو ہی ہے اور اپنے وجود کا انکار کرنا

رفت آں مسکین وسالے درسفر | درفراقِ دوست سوزیداز شَرَار[1]
وہ بیچارا چلا گیا اور ایک سال تک سفر میں | دوست کے فراق میں چنگاریوں سے جلتا رہا

پُختہ گشت آں سوختہ پس بازگشت | باز گردِ خانہ اَنباز گشت
وہ (آتش فراق سے) جلا ہوا پختہ ہو گیا پھر لوٹا | دوبارہ دوست کے گھر کی طرف روانہ ہوا

حَلقہ زَد بَر در بصد تَرس و ادب | تانہ بَجہد بے ادب لفظے زلب
نہایت خوف اور ادب سے دروازہ کھٹکھٹایا | تاکہ منہ سے کوئی بے ادبی کا لفظ نہ نکلے

بانگ زدیارش کہ بردرکیست آں | گفت بردَرہم توئی اے دِلستاں
اُسکے دوست نے آواز دی، دروازہ پر کون ہے؟ | اس نے کہا اے دوست! دروازہ پر بھی تو ہی ہے

گفت اکنوں چوں منی اے من درآ | نیست گنجائے دومن در یک سرا
اس نے کہا، اب "تو" "میں" ہے تو اے "میں" اندر آجا | ایک گھر میں دو "میں" کی گنجائش نہیں ہے

چوں یکے باشد ہمہ نبُود دوئی | ہم منی بر خیز د آنجا ہم توئی
جب سب ایک ہو جائیں دوئی نہیں رہتی ہے | وہاں "میں" اور "تو" ختم ہو جاتا ہے

نیست سوزن راسَرِ رشتہ دوتا[2] | چونکہ یکتائی دریں سوزن درآ
سوئی میں دو دھاگے نہیں ہوتے | جب تو ایک بن گیا ہے، سوئی میں آجا

رِشتہ راباشد بسوزن ارتباط | نیست درخور باجَمل سَمُّ الخِیَاط
دھاگے اور سوئی میں مناسبت ہے | سوئی کا نکوا، اونٹ کے مناسب نہیں ہے

کے شود[3] باریک ہستیِ جَمل | جز بمقراض ریاضیات و عمل
اونٹ کا وجود باریک نہیں ہو سکتا ہے | عمل اور ریاضتوں کی قینچی کے بغیر

دستِ حق بایدمَر آں رااے فلاں | کاں بُود بر ہر مُحالے کُن فکاں
اے فلاں! اس کام کے لئے خدا کا ہاتھ چاہیے | کیونکہ وہ ہر ناممکن پر "کن فکان" ہوتا ہے

---

[1] شرر۔ چنگاری یعنی جدائی کی آگ۔ انباز۔ شریک، دوست ترس۔ خوف ہم توئی۔ یعنی دروازہ پر تو ہی ہے میں اپنے وجود کو ختم کر چکا ہوں اور دوئی مٹا چکا ہوں۔ چوں منی۔ یعنی اب جبکہ "تو" "میں" بن گیا ہے اور دوئی ختم ہو گئی ہے۔ گنجا۔ گنجائش۔

[2] دوتا۔ دوہروں کا دھاگا سوئی کے نکوے میں نہیں آتا ہے۔ خ یکتائی۔ جب دونوں کو ملا کر ایک کر دیا جائے تو سوئیں کے نکوے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ارتباط تعلق درخور۔ لائق۔ جمل اونٹ، سم الخیاط۔ سوئی کا سوراخ قرآن پاک میں ہے کافر جنت میں نہ جائیں گے جب تک اونٹ سوئی کے نکوے میں نہ داخل ہو جائے۔

[3] کے شود۔ موٹا نفس ریاضتوں کی ذریعہ ہی سے دبلا بنایا جا سکتا ہے۔ تب ہی وہ سلوک کے تنگ مقامات سے گزر سکتا ہے۔ مقراض۔ قینچی۔ دستِ خود یعنی نفس انسان کو کسی قابل نہ بنانے کیے لئے دستِ قدرت ہی کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے ہر ناممکن بھی ممکن ہے۔ کن فکان۔ یعنی حضرتِ حق کا "کن" کا حکم ہر محال اور ناممکن کو موجود کر دیتا ہے۔

ہر مُحال از دستِ اُو ممکن شود — ہر حَرُون از بیمِ اُو ساکن شود

ہر نا ممکن اس کے ہاتھ سے ممکن ہو جاتا ہے — اس کے خوف سے ہر سرکش ساکن ہو جاتا ہے

اکمۂ[1] و ابرص چہ باشد مُردہ نیز — زندہ گردد از فسونِ آں عزیز

نابینا اور کوڑھی کیا ہوتا ہے، مردہ بھی — اس غالب کے منتر سے زندہ ہو جاتا ہے

واں عدم کز مُردہ مُردہ تر بُود — در کفِ ایجادِ اُو مُضطر بُود

وہ عدم جو مردے سے بھی زیادہ مردہ ہوتا ہے — اس کے ایجاد کے ہاتھ میں بے اختیار ہوتا ہے

کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ بخواں — مَر وُرا بے کار و بے فعلے مداں

"کل یوم ھو فی شان" کو پڑھ — اس کو بیکار اور بغیر کام کے نہ سمجھ

کمتریں کاریش ہر روز ست آں — کو سہ لشکر را کُنَد ایں سُو رواں

اس کا معمولی کام ہر روز یہ ہوتا ہے — کہ وہ تین لشکر اس طرف روانہ کرتا ہے

لشکرے زِ اَصلاب[2] سوئے اُمہات — بہرِ آں تا در رحم روید نبات

ایک لشکر (باپوں کی) پشت سے ماؤں کیجانب — تا کہ وہ رحم میں اُگے

لشکرے زِ اَرحام سوئے خاکداں — تا ز نر و مادہ پُر گردد جہاں

ایک لشکر ماؤں کے رحموں سے دنیا کیطرف — تا کہ دنیا نر اور مادہ سے بھری رہے

لشکرے از خاکداں سوئے اجل — تا ببیند ہر کسے حسنِ عمل

ایک لشکر دنیا سے موت کی جانب — تا کہ ہر شخص اچھے عمل کو دیکھے

باز بیشک پیش ازانہا می رسد — آنچہ از حق سوئے جانہا می رسد

پھر بیشک ان (تینوں لشکروں سے) پہلے پہنچتی ہے — وہ چیز (شہوت جماع) جو اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے روحوں میں آتی ہے

وانچہ از جانہا بدلہا می رسد — وانچہ از دلہا بگلہا می رسد

وہ چیز (شہوت جماع) جو روحوں سے دلوں میں پہنچتی ہے — اور وہ جو دلوں سے جسموں میں پہنچتی ہے

اینست لشکر ہائے حق بیحد و مَر — از پئے ایں گفت ذکری[3] لِلبَشَر

دیکھو! اللہ (تعالیٰ) کے لشکر بیحد وحساب ہیں — اسی لئے فرمایا ہے "ذکری للبشر"

ایں سخن پایاں ندارد ہیں بتاز — سوئے آں دو یار پاک و پاکباز

ہاں، اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، چل — ان دو پاکباز اور پاک دوستوں کے قصہ کیجانب

خواندنِ آں یار یارِ خودرا پس از تربیت یافتن

اس دوست کا دوست کو تربیت پانے کے بعد بُلانا

[1] اَکمَہ۔ پیدائشی اندھا۔ ابرص۔ کوڑھی۔ فسوں۔ منتر، یہاں کلمہ کن مراد ہے۔ عزیز۔ اللہ تعالیٰ۔ عدم۔ معدوم چیز مردے سے بھی زیادہ مردہ ہے لیکن کلمہ کن سے موجود ہو جاتی ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ہر دن وہ کسی کام میں ہے۔

[2] اصلاب۔ صلب کی جمع ہے، کمر کی ہڈی۔ اُمّہات۔ ام کی جمع ہے، ماں۔ رحم۔ بچہ دان۔ نبات۔ زمین سے اُگنے والی چیزیں۔ خاکداں۔ زمین۔ اجل موت۔ باز۔ یعنی ان تین لشکروں کے علاوہ ایک طاقت ہے جو اللہ کی جانب سے بدن انسانی میں پیدا کی جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان جماع پر قادر ہو جاتا ہے۔

[3] ذِکرٰی لِلبَشَر۔ سورہ مدثر میں ہے۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ یعنی پروردگار کے لشکروں کو سوائے پروردگار کے اور کوئی نہیں جانتا ہے اور یہ انسان کے لئے عبرت ہیں۔

گفت یارش کاندر آ اے جملہ من [1] — نے مخالف چوں گل و خارِ چمن

دوست نے اس سے کہا اے میرے سب، تو اندر آجا — (اب ہم) چمن کے پھول اور کانٹے کی طرح مخالف نہیں ہیں

رشتہ یکتا شد غلط کم شد کنوں — گر دوتا بینی حروفِ کاف ونوں

دھاگا اکہرا ہو گیا، اب (دوئی کی) غلطی ختم ہو گئی ہے — اگر چہ تو حرف کاف اور نون کے دو عدد دیکھتا ہے

کاف ونوں ہمچوں کمند آمد جذوب — تا کشاند مر عدم را در خطوب

کاف اور نون (ملکر) کمند کی طرح کھینچنے والے بنائے ہیں — تا کہ عدم کو بڑے کاموں کی طرف کھینچ کر لائیں

پس دو تا باید کمند اندر صور [2] — گرچہ یکتا باشد آں دو در اثر

بظاہر کمند دوہری ہونی چاہیے — اگر چہ نتیجہ میں دونوں مل کر گہرے ہو جائیں

گر دو پا گر چار پارہ را برد — ہمچو مقراض دو پا یک تا برد

خواہ دو پایہ ہو یا چار پایہ جب راستہ چلتا ہے — دو پاؤوں والی قینچی کی طرح ایک راستہ قطع کرتا ہے

آں دو انباز ان گازر را ببیں — ہست در ظاہر خلافِ آن وایں

ان دو شریک دھوبیوں کو دیکھ — بظاہر یہ اور وہ مخالف ہیں

آں یکے کرپاس در جوی زند — واں دگر انباز خشکش می کند

ایک کپڑے کو نہر میں ڈالتا ہے — دوسرا شریک اس کو خشک کرتا ہے

باز او آں خشک را تر می کند — گوئیا زاستیزہ ضد برمی تند

پھر وہ اس خشک کو تر کر دیتا ہے — گویا جھگڑے کی وجہ سے مخالف کام کرتا ہے

لیک آں دو [3] ضدِّ استیزہ نما — یکدل و یک کار باشد اے فتا

لیکن دونوں مخالف بظاہر جھگڑا کرنے والے — اے نوجوان! ایک دل اور ایک کام میں ہیں

ہر نبی و ہر ولی را مسلکے ست — لیک تا حق می برد جملہ یکے ست

ہر نبی اور ہر ولی کا ایک (الگ) راستہ ہے — لیکن اللہ (تعالیٰ) تک پہنچانے میں سب ایک ہیں

روئے درہم کشیدن از سخن بہ سبب ملالتِ مستمعان

سننے والوں کی بے توجہی کی وجہ سے بات کرنے سے روگردانی کرنا

چونکہ جمعِ مستمع را خواب برد — سنگہائے آسیا را آب برد

چونکہ سننے والوں کی مجمع کو نیند آ گئی ہے — (اللہ تعالیٰ نے) چکی کے پاٹوں کو چلانیوالا پانی بند کر دیا

رفتنِ ایں آب فوقِ آسیاست — رفتنش در آسیا بہرِ شماست

اس پانی (یعنی اسرار) کی آمد چکی (ہونٹ) سے اوپر (دل میں) ہے — چکی (ہونٹوں) میں جاری ہونا تمہارے لئے ہے

---

[1] جملہ من۔ یعنی تو میرا مجموعہ ہے غلط۔ یعنی دوئی۔ کاف ونون۔ یعنی کلمہ کن کے کاف اور نون۔ جذوب۔ جذب کرنیوالا۔ کشاند۔ کشاندن بمعنی، کشیدن سے مضارع ہے۔ خطوب۔ خاء کے فتحہ کے ساتھ خطب بمعنی امر عظیم کی جمع ہے۔ پس دوتا۔ پہلے اشعار میں یکتائی کا بیان تھا اب سمجھاتے ہیں۔ کہ یکتائی سے دو وجودوں کا ایک ہونا مراد نہیں ہے بلکہ عمل کی یکسانیت مراد ہے۔ جانور کے پیر متعدد ہیں کام ایک ہے قینچی کے پر دو ہیں۔ عمل ایک ہے، دو دھوبی کام کرتے ہیں کام، ایک ہے۔

[2] صور۔ صورت کی جمع ہے اثر۔ نتیجہ، مقراض۔ قینچی۔ گازر۔ دھوبی، انباز، شریک۔ کرپاس۔ سوتی کپڑا۔ جو۔ نہر۔ استیزہ۔ جنگ۔

[3] دو ضد۔ دونوں دھوبی جو ایک دوسرے کے مخالف کام کرتے ہیں۔ مسلک۔ مذہب مشرب۔ ملالت، تنگدلی۔ مستمعان سننے والے مولانا کو مثنوی کا املاء کرانے میں کچھ انقباض ہوا جس کی وجہ سننے والوں کی غفلت تھی۔ آسیا۔ چکی۔ فوق آسیا۔ یعنی دل آسیا۔ یعنی ہونٹ۔

چوں شمارا حاجتِ طاحوں[1] نماند
جب تمہیں چکی ہونٹوں کے کلام کی ضرورت نہ رہی

آب را در جُوئے اصلی باز راند
پانی کو اصلی نہر (دل) کی جانب پھر جاری کر دیا

ناطقہ سوئے دہان تعلیم راست
(قوت گویائی) منہ میں تمہاری تعلیم کے لئے ہے

ورنہ خود آں آب راجُوئے جُدا است
ورنہ اس پانی کی نہر علیحدہ (دل میں) ہے

می رود بے بانگ و بے تکرار ہا
وہ (پانی) جاری ہے بغیر شور اور نزاع کے

تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ تاگلزار ہا
ان چمنوں تک جن کے نیچے نہریں ہیں

اے خدا جاں را تو بنما آں مقام
اے خدا! روح کو وہ مقام دکھا دے

کاندرو بے حرف می روید کلام
جس میں بغیر حروف کے کلام پیدا ہوتا ہے

تا کہ سازد جانِ پاک از سر قدم
تاکہ پاک روح سر کے بل جائے

سوئے عرصہ دُور پہنائے عدم
اس میدان کی جانب جو وسیع اور معدوم ہے

عرصۂ بس باکشاد و بافضا
وہ میدان (عالم غیب) جو وسیع اور پُر فضا ہے

ویں خیال[2] وہست یابد زو نوا
یہ عالم (مثال) اور (عالم) شہود اس سے سازوسامان پاتا ہے

تنگ تر آمد خیالات از عدم
(عالم) مثال عدم (عالم غیب) سے چھوٹا ہے

زاں سبب باشد خیال اسبابِ غم
اسی وجہ سے (عالم) مثال غم کا سبب بنتا ہے

باز[3] ہستی تنگ تر بود از خیال
پھر (عالم) شہود (عالم) مثال سے چھوٹا ہے

زاں شود در وے قمر ہمچوں ہلال
اسی وجہ سے اُس میں قمر ہلال جیسا بن جاتا ہے

باز ہستی جہانِ حس و رنگ
پھر حس و رنگ کے جہاں کا وجود

تنگ تر آمد کہ زندانے ست تنگ
بہت تنگ ہے بلکہ وہ تو تنگ قید خانہ ہے

علّتِ تنگی ست ترکیب و عدد
مرکب اور معدود ہونا تنگی کا سبب ہے

جانب ترکیب حس ہا می کشد
حواس مرکب کی جانب کشش کرتے ہیں

زانسوئے حسِ عالمِ توحید داں
عالم توحید حس سے پرے سمجھ

گر یکے خواہی بداں جانب براں
اگر تو (عالم) توحید کی خواہش رکھتا ہے اس جانب قدم بڑھا

امرِ کُن یک فعل بُود نون کاف و
''کن'' کا امر ایک فعل تھا اور نون اور کاف

در سخن افتاد و معنیٰ بود صاف
لفظوں میں آیا ورنہ مدلول اور (لفظوں) سے پاک تھا

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
اس بات کا آخر نہیں ہے واپس لوٹ

تاچہ شُد احوالِ گرگ اندر نبرد
معرکے میں بھیڑیئے کا کیا حال ہوا؟

---

[1] طاحون۔ چکی۔ جوئے اصلی۔ یعنی دل۔ ناطقہ قوت گویائی۔ ورنہ یعنی اسرار خداوندی کی اصلی جگہ قلب ہے۔ بانگ۔ آواز۔ تکرار۔ بحث۔ انہار۔ نہر کی جمع ہے۔ اے خدا یعنی وہ مقام عطا فرما دے جہاں الہام ہو۔ عرصہ۔ میدان دور۔ وسیع۔ عدم یعنی عالم غیب۔

[2] خیال۔ یعنی عالم مثال۔ ہست یعنی عالم شہادت۔ نوا۔ سامانِ خیالات یعنی عالم مثال۔ عدم یعنی عالم غیب۔ غم عموماً غم کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ واقعہ کی پوری حکمت منکشف نہ ہو، عالم مثال میں عالم غیب کے اعتبار سے روح کو انکشاف تام حاصل نہیں ہوتا ہے اسلئے اس کو کچھ پہنچتا ہے۔

[3] باز ہستی۔ یعنی عالم شہود عالم مثال کے اعتبار سے تنگ ہے اسی لئے غم میں چاند جیسے چہرے ہلال جیسے بنجاتے ہیں۔ علتِ تنگی یعنی عالم ناسوت کی تنگی اس کے مادی ہونے کیوجہ سے ہے مادی ہونے کی وجہ سے وہ محدود اور مرکب بن گیا ہے۔ حس۔ یعنی عالم مثال اور عالم شہادت عالم توحید۔ عالم غیب جس میں پہنچ کر توحید کا پورا انکشاف ہو جاتا ہے۔ کن یعنی لفظ کن پہلے کلام نفسی تھا جو حروف اور آواز سے منزہ تھا پھر کلام لفظی بن گیا۔ نبرد۔ جنگ۔

ادب کردن شیر گرگ را بجہت بے ادبی او

شیر کا بھیڑیئے کو اس کی بے ادبی پر سزا دینا

گرگ را بر کند سر آں سرفراز ۱؎ — تا نماند دوسری و امتیاز

اس معزز (شیر) نے بھیڑیئے کا سر توڑ ڈالا — تاکہ دوسری سرداری اور امتیاز نہ رہے

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ست اے گرگ پیر — چوں نبود مُردہ ۲؎ در پیشِ امیر

اے بوڑھے بھیڑیئے! "ہم نے انسے بدلہ لے لیا" ہے — جبکہ تو حاکم کے سامنے مُردہ نہ بنا

بعد ازاں رُو شیر با رُوباہ کرد — گفت ایں را بخش کُن از بہرِ خورد

اس کے بعد شیر نے لومڑی کا رخ کیا — بولا، اس کو کھانے کے لئے تقسیم کر دے

سجدہ کرد و گفت کایں گاوِ سمین — چاشت خوردت باشد اے شاہِ مہین

(لومڑی نے) سجدہ کیا اور کہا یہ موٹی نیل گائے — اے بڑے بادشاہ! تیرا ناشتہ ہے

واں بُزاز بہرِ میانہ روز را — یخنیے باشد شہِ فیروز را

اور وہ بکری دوپہر کے لئے — فیروز مند بادشاہ کے لئے یخنی ہو گی

واں دِگر خرگوش بہرِ شام ہم — شبچرہ اے شاہ با لُطف و کرم

اور وہ دوسرا خرگوش شام کے لئے — نقل ہے، اے مہربان خوش مزاج بادشاہ!

گفت اے رُوبہ تو عدل فروختی — ایں چنیں قسمت زِ کہ آموختی

(شیر نے) کہا اے لومڑی! تو نے انصاف کو روشن کر دیا — اس طرح کی تقسیم تو نے کس سے سیکھی ہے؟

از کجا آموختی ایں اے بزرگ — گفت اے شاہِ جہاں از حالِ گرگ

اے بزرگ! تو نے یہ (انصاف) کہاں سے سیکھا ہے؟ — اُس نے کہا اے دنیا کے بادشاہ! بھیڑیئے کے حال سے

گفت چوں در عشقِ ما گشتی گرو — ہر سہ را بر گیر و بستان و برو

(شیر نے) کہا جب تو ہماری محبت میں رہن ہے — تینوں کو لے لے اور قبضہ کر اور چل دے

رُوبہا چوں جملگی ما را شدی — چونت آزاریم چوں تو ما شدی

اے لومڑی! جب تو جسم ہمارے لئے ہو گئی ہے — جبکہ تو "ہم" ہو گئی ہے، تجھے ہم کیسے ستا سکتے ہیں؟

ما تُرا و جُملہ اشکاراں ۳؎ تُرا — پائے بر گردونِ ہفتم نہ برآ

ہم تیرے ہیں، اور سب شکار تیرے ہیں — ساتویں آسمان پر پیر رکھ، جلوہ گر ہو

چوں گرفتی عبرت از گرگِ دَنی — پس تو رُوبہ نیستی شیرِ منی

جبکہ تو نے کمینہ بھیڑیئے سے عبرت حاصل کر لی ہے — تو لومڑی نہیں ہے بلکہ میرا شیر ہے

۱؎ سر فراز۔ سردار دوسری۔ دوسرا ہوں کی رقابت۔ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لے لیا، یہ قوم فرعون کے بارے میں قرآن میں فرمایا گیا ہے۔

۲؎ مُردہ۔ فانی۔ امیر۔ حاکم۔ سمین۔ موٹا۔ چاشت خورد۔ ناشتہ۔ مہین۔ بزرگ۔ میانہ روز۔ دوپہر۔ فیروز۔ فتحمند شب چرہ۔ رات کا کھانا۔ افروختن۔ روشن کرنا کسی کام کو عمدگی سے کرنا حالِ گرگ۔ بھیڑیئے کا انجام

۳؎ اشکار۔ شکار۔ پائے بر گردوں نہادن۔ خ عالی مرتبہ بن جانا۔ برآمدن۔ جلوہ گر ہونا۔ غیرت دوسرے کے انجام کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرنا۔ دَنی۔ کمینہ۔ شیرِ منی۔ شیر من ہستی۔

عاقل ۱ آں باشد کہ عبرت گیرد از | مرگِ یاراں و زبلائے محترز
عقلمند وہ ہے جو عبرت حاصل کر لے | دوستوں کی موت اور قابل احتراز مصیبت سے
رُوبہ آندم برزباں صد شکر راند | کہ مرا شیر از پسِ آں گرگ خواند
اس وقت لومڑی نے زبان سے سینکڑوں شکر ادا کئے | کہ شیر نے مجھے بھیڑیئے کے بعد بُلایا
گر مَرا اوّل بفرمودے کہ تو | بخش کُن ایں را کہ جاں بردے ازو
اگر مجھے شروع میں کہہ دیتا کہ تو | اس کو تقسیم کر دے تو اس سے کون جان بچاتا؟

مقصودِ حکایت در فضیلت آخر زمانیاں

آخری زمانہ میں پیدا ہونے والوں کی فضیلت کا بیان اس حکایت کا مقصد ہے

پس سپاس اُورا کہ مارا در جہاں | کرد پیدا از پسِ پیشیاں
اس (خدا) کا شکر ہے کہ اُس نے دینا میں ہمیں | اگلوں کے بعد پیدا فرمایا ہے
تا شنیدیم آں سیاستہائے حق | بر قُرونِ ۲ ماضیہ اندر سَبق
یہانتک کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی ان سزاؤں کو سن لیا | جو گزشتہ زمانوں میں اگلے لوگوں کو دی گئیں
تا کہ ما از حالِ آں گرگانِ پیش | ہمچو رُوبہ پاسِ خود داریم بیش
تاکہ اگلے زمانہ کے بھیڑیوں کے حال سے | لومڑی کی طرح ہم خوب اپنی حفاظت کر لیں
اُمّتِ مرحومہ زیں رُو خواند ماں | آں رسولِ حق و صادق در بیاں
اسی وجہ سے ہمیں امت مرحومہ فرمایا ہے | احادیث میں سچے، برحق رسولؐ نے
اُستخواں و پشمِ آں گرگاں عیاں | بنگرید و پند گیرید اے مِہاں
ان بھیڑیوں کی ہڈیاں اور بال خوب | دیکھو اور اے بزرگو! نصیحت حاصل کرو
عاقل از سر بنہد مستی و باد | چوں شنید انجام فرعوناں ۳ و عاد
عقلمند انسان تکبر اور مستی کو دماغ سے نکال دیتا ہے | جب وہ فرعونوں اور قومِ عاد کا قصہ سنتا ہے
ورنہ بنہد دیگراں از حالِ او | عبرتے گیرند واز اِضلالِ اُو
اور اگر انانیت غرور کبر سے نہ نکالے گا تو دوسرے لوگ اس کے حال سے | اور اُس کی گمراہی سے عبرت حاصل کریں گے

تہدید کردنِ نوح علیہ السلام مرقوم را کہ بامَن مپیچید کہ

حضرت نوحؑ کا قوم کو ڈرانا کہ مجھ سے نہ اُلجھو میں تو خدا

مَن روئے پوشم خدارا پس باخدامی پیچیدنہ بامَن
کا نقاب ہوں، تو تم خدا سے الجھ رہے ہو نہ کہ مجھ سے

---

۱ عاقل آں باشد۔ اس قصہ کا منشا یہ ہے کہ جو اپنے آپ کو ذات حق میں فنا کر دیگا نجات پا جائیگا اور انسان کو چاہیئے کہ دوسروں سے عبرت حاصل کرے۔ محترز۔ بچنے کی چیز۔ رُوبہ۔ لومڑی اس بات پر شکر گزار ہوئی کہ شیر نے اس کو پہلے نہ طلب کیا تھا ورنہ وہ بھیڑیئے کے انجام سے عبرت نہ حاصل کر سکتی۔ سپاس۔ شکر۔ پیشیاں پہلے لوگ سیاست سزا۔

۲ قرون۔ قرن کی جمع ہے، زمانہ کی صدی سبق۔ درس یعنی قرآن کا درس، گرگان۔ یعنی بھیڑیا صفت انسان امت مرحومہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ایسی امت قرار دیا ہے، جس پر خدا کی رحمت ہے اور اس نے ہمیں دوسری امتوں کے بعد پیدا کیا ہے۔ تاکہ عبرت حاصل کریں۔ استخواں۔ قرآن نے بار بار فرمایا ہے کہ پہلی قوموں کے منکرین سے عبرت حاصل کرو۔ مِہاں۔ مِہ کی جمع ہے۔ سردار۔

۳ فرعوناں۔ شاہانِ مصر۔ عاد مشہور قوم ہے جو اللہ کے عذاب سے ہلاک ہوئی، لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ ان قوموں کے انجام سے سبق حاصل کرے۔ اضلال۔ بہکانا، گمراہ کرنا۔

تہدید کردن ۴ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ فنائیت کے بعد ذات احد کے ساتھ افعال میں اسقدر وحدت ہو جاتی ہے کہ انسانی فعل اللہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

گفت نوحؑ اندر نصیحت قوم را ❊ در پذیرید از خدا آخر عطا
(حضرت) نوحؑ نے نصیحت میں قوم سے کہا ❊ خدا کی عطا کو قبول کر لو

بنگرید اے سرکشاں من من نیم ❊ من ز جاں مُردم بجاناں می زیم
اے سرکشو! غور کرو میں میں نہیں ہوں ❊ میں (اپنی) جان (کے اعتبار) سے مردہ ہوں محبوب کے ذریعہ زندہ ہوں

چوں ز جاں مُردم بجاناں زندہ ام ❊ نیست مَرگم تا ابد پایندہ ام
جبکہ (اپنی) جان (کے اعتبار) سے مردہ ہوں محبوب کے ذریعہ زندہ ہوں ❊ میرے لئے موت نہیں ہے میں ابد تک زندہ ہوں

چوں بمردم از حواساتِ بشر ❊ حق مرا شد سمع و اِدراک و بصر
چونکہ میں بشری حواس (کے اعتبار) سے مُردہ ہوں ❊ اللہ (تعالیٰ) میرا کان اور احساس اور بینائی بنگیا ہے

چونکہ من من نیستم ایں دَم ز ہوست[2] ❊ پیش ایں دَم ہر کہ دَم زد کافر اوست
چونکہ میں میں نہیں ہوں یہ کلام اس کی جانب سے ہے ❊ اس گفتگو کے مقابلہ میں جو بات کریگا وہ کافر ہے

ہست اندر نقشِ ایں رُوباہ شیر ❊ سوئے ایں رُوبہ نشاید شد دلیر
لومڑی کی اس صورت (نوح) میں شیر (ذات احد ہے) ❊ اس لومڑی (نوح) کے مقابلہ میں دلیر نہ ہونا چاہئے

گر ز روئے صورتش می نگروی ❊ غُرّشِ شیراں ازوی نشنوی
اگر تو اس کی صورت کے اعتبار گرویدہ نہیں ہوتا ہے ❊ تو کیا شیروں جیسی گرج بھی اس سے نہیں سُن رہا ہے؟

گر نبودے نوحؑ را از حق یدے ❊ پس جہانے را چساں برہم زدے
اگر (حضرت) نوحؑ کی مدد اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے نہ ہوتی ❊ تو وہ (طوفان کے ذریعہ) دنیا کو کیسے درہم برہم کردیتے؟

صد ہزاراں شیر بُود اندر تنے ❊ ہر دو عالم را ہمی دید ارزنے[3]
(حضرت نوحؑ کے) ایک جسم میں لاکھوں شیر تھے ❊ دونوں عالم کو وہ چینا کا ایک دانہ سمجھتے تھے

اُو بروں رفتہ بُد از ما و منے ❊ اُو چو آتش بود عالم خرمنے
وہ ما اور من سے کنارہ کش ہو گئے تھے ❊ وہ آگ کی طرح اور دنیا کھلیان کی طرح تھی

چونکہ خرمن پاسِ عُشرِ او نداشت ❊ اُو چناں شعلہ براں خرمن گماشت
چونکہ کھلیان نے انکے دسوانس کی رعایت نہ کی ❊ انہوں نے اس کھلیان پر آگ کا شعلہ مسلط کردیا

ہر کہ اُو در پیشِ ایں شیرِ نہاں ❊ بےادب چوں گرگ بکشاید دہاں
جو شخص اس چھپے ہوئے شیر کے سامنے ❊ بھیڑیے کی طرح بے ادبی سے زبان کھولیگا

ہمچو گرگ آں شیر بر دراندش ❊ فانتقمنا منہم برخواندش
وہ شیر بھیڑیے کی طرح اس کو پھاڑ ڈالے گا ❊ "ہم نے ان سے بدلہ لے لیا" اس پر پڑھ دیگا

[1] ز جاں مردم۔ یعنی میں فنا ہو چکا ہوں۔ اب میری بقاء اللہ کے ذریعہ ہے۔ جاناں یعنی اللہ تعالیٰ۔ تا ابد۔ اب مجھے ابدی زندگی مل گئی ہے۔ حواسات۔ حواس کی جمع ہے۔ دَم۔ یعنی کلام۔ دَم زدن۔ اعتراض کرنا۔ سمع۔ قوت سماعت۔ ادراک۔ معلوم کرنا۔ بصر۔ قوتِ بینائی۔

[2] ھو۔ اللہ کا اسم ذات ہے۔ غرش۔ آواز کی گرج۔ ید۔ ہاتھ، طاقت برہم زدن۔ تہ وبالا کر دینا۔

[3] ارزن۔ ایک اناج ہے جس کا دانہ بہت چھوٹا ہوتا ہے جس کو چینا کہتے ہیں۔ ماومن۔ یعنی غرور اور خودی۔ خرمن۔ غلہ کا کھلیان۔ پاس۔ لحاظ، رعایت۔ عُشر۔ دسواں، حصہ، اناج کی پیداوار کا دسواں۔ جو بطور زکوۃ ادا کیا جاتا ہے۔ دریدن ودرانیدن۔ پھاڑ ڈالنا۔ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ۔ قرآن پاک میں ایک معذب قوم کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ جب انہوں نے نافرمانی کی تو ہم نے ان سے بدلہ لے لیا۔

زخم یابد ہمچو گرگ از دستِ شیر
وہ بھیڑیئے کی طرح شیر کے ہاتھ سے زخم کھائے گا
پیشِ شیر ابلہ[1] بُود کُو شُد دلیر
احمق ہے جو شیر کے سامنے دلیر بنے

کاشکے آں زخم بر جسم آمدے
کاش وہ زخم جسم پر لگتا
تا دل و ایماں سلامت ماندے
تاکہ دل اور ایمان سالم رہتے

قُوتم بگست چوں اینجا رسید
یہاں پہنچ کر میری طاقت نے جواب دیدیا
چوں توانم کردن ایں سِرّ را پدید
میں اس راز کو کس طرح ظاہر کروں؟

لیک ہم رمزے بگویم باشما
لیکن تمہیں ایک اشارہ کرتا ہوں
بُو کہ دریابید و گردید آشنا
شاید تم سمجھ جاؤ اور واقف ہو جاؤ

ہمچو آں رُوباہ کم[2] اِشکم کُنید
اس لومڑی کی طرح کم کھاؤ
پیشِ اُو رُوباہ بازی کم کنید
اس کے سامنے حیلہ بازی نہ کرو

جملہ ماومن بہ پیشِ اُو نہید
ما اور ''من'' کو تمام تر اس کے سامنے چھوڑ دو
مالکِ اُوست مُلک اُورا دہید
مُلک کا مالک وہ ہے، سلطنت اس کے سپرد کر دو

چوں فقیر آئید اندر راہِ راست
سیدھے راستہ میں فقیر بن کر آجاؤ
شیر و صیدِ شیر خود آنِ شماست
شیر اور شیر کا شکار تمہارا مال ہے

زانکہ اُو پاک ست و سُبحاں وصف اوست
اس لئے کہ وہ یکتا ہے اور پاک ہونا اس کی صفت ہے
بے نیاز ست اُو ز مغزِ نغز و پوست
وہ اچھے مغز اور چھلکے سے بے نیاز ہے

ہر شکار و[3] ہر کراماتے کہ ہست
ہر شکار اور ہر نعمت جو بھی ہے
از برائے بندگانِ آں شہ است
اس شاہ کے غلاموں کے لیے ہے

گفت اَلَیسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
اسنے فرمایا ہے، کیا خدا اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں ہے؟
تا نہ گردد بندہ ہر سُو حِیلہ جُو
تاکہ بندہ ہر جانب بھٹکتا نہ پھرے

ہر کہ اُو بر حق توکل می کند
جو اللہ (تعالیٰ) پر بھروسہ کرتا ہے
او بجائے خود تفضّل می کند
وہ خود اپنے ساتھ بھلائی کرتا ہے

نیست شہ را طمع بہرِ خلق ساخت
اللہ (تعالیٰ) کو کوئی لالچ نہیں ہے مخلوق کیلئے بنائی ہے
[4] اینہمہ دولت خُنک آں کُو شناخت
یہ سب دولت، خوش قسمت ہے وہ جو یہ سمجھا

آنکہ دولت آفرید و دوسرا
جس نے دولت اور دونوں جہاں پیدا کئے ہیں
مُلک و دولتہا چہ کار آید وُرا
مُلک اور دولتیں اس کے کس کام آئیں گی؟

[1] ابلہ۔ بے وقوف۔ دلیر۔ بہادر، گستاخ۔ قوتم یعنی ایک انسان کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے اس کی وضاحت نازک مسئلہ ہے۔ رمزے۔ جبکہ ایک بندہ فنافی اللہ ہو جاتا ہے۔ تو وہ صفات رب کا حامل بن جاتا ہے۔

[2] کم اشکم۔ فنائیت حاصل کرنے کا طریقہ ریاضت اور مجاہدہ ہے جس میں قلت خوراک بھی داخل ہے۔ روباہ بازی۔ چالاکی، حیلہ بازی۔ ماومن۔ یعنی خودی۔ چوں۔ جب تم صفات نفسانیہ سے پاک ہو جاؤ گے تو تمہیں معیت حاصل ہو جائے گی۔ سبحان۔ بے عیب۔ مغز۔ گودا۔ پوست۔ چھلکا۔ نغز۔ اچھا۔

[3] شکار۔ یعنی ظاہری نعمت کرامات یعنی باطنی نعمت۔ می کُند چونکہ توکل کے ذریعہ نعمتوں کا مستحق بن جاتا ہے۔ شہ یعنی اللہ تعالیٰ۔

[4] اینہمہ۔ قرآن پاک میں ہے۔ "خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا" اے انسانوں تمہارے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ سب کچھ جو زمین میں ہے۔ دوسرا۔ دونوں جہاں۔

پیشِ سُبحاں ۱ پس نگہدارید دل — تانگر دید از گمانِ بَد خجل
(اللہ) پاک ذات کے سامنے، دل کی حفاظت رکھو — تاکہ بدگمانی کر کے شرمندہ نہ ہونا پڑے

کُو بہ بیند سِر و فکر و جُستجو — ہمچو اندر شِیرِ خالص تارِ مُو
وہ راز اور فکر اور طلب کو اسطرح دیکھ لیتا ہے — جس طرح خالص دودھ میں بال

آنکہ اُو بے نقش وسَادہ سینہ شُد — نقشہائے غیب را آئینہ شُد
جو شخص بے نقش اور صاف سینہ والا ہو جاتا ہے — وہ غیب کے نقوش کا آئینہ ہو جاتا ہے

سِرِ مارا بیگماں مُوقن شود — زانکہ مُومن آئینہ مُومن شود
بلا شبہ وہ ہمارے راز کا یقین کرنیوالا ہو جائے گا — اس لئے کہ مومن، مومن کا آئینہ بن جاتا ہے

مومنے اُو مومنی تو بیگماں — درمیانِ ہر دو فرقے بیکراں
بلا شبہ وہ بھی مومن ہے تو بھی مومن ہے — (لیکن) دونوں میں بے انتہا فرق ہے

چوں زند اُو نقدِ ما را بر محک ۲ — پس یقیں را باز داند اُو ز شک
جب وہ ہمارے نقد کو کسوٹی پر رگڑتا ہے — تو وہ یقین کو شک سے جدا کر لیتا ہے

چوں شود جانش محکّ نقدہا — پس بہ بیند نقد راو قُلب را
جب اس کی جان نقدوں کی کسوٹی بنجاتی ہے — تو وہ کھرے اور کھوٹے کو سمجھ جاتا ہے

نشاندن پادشاہاں صوفیاں راپیش روئے خود تا چشم شاں روشن شود

بادشاہوں کا صوفیوں کو اپنے سامنے بٹھانا تاکہ ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں

بادشاہاں راچنیں عادت بُود — ایں شنیدہ باشی ار یادت بُود
بادشاہوں کی یہ عادت ہوتی ہے — تو نے یہ سنا ہو گا، اگر تجھے یاد ہو

دستِ چپ شاں پہلواناں ایستند — زانکہ دلِ پہلوئے چپ باشد بہ بند
ان کے بائیں ہاتھ پر پہلوان کھڑے ہوتے ہیں — کیونکہ دل بائیں جانب رکھا ہوتا ہے

مشرف واہلِ قلم بردستِ راست — زانکہ علم ثبت وخط آں دستِ راست
محاسب اور اہل قلم دائیں ہاتھ پر (ہوتے ہیں) — کیونکہ درج کرنے اور لکھنے کا علم دائیں ہاتھ کا ہے

صوفیاں راپیش رُو موضع دہند — کآئینہ جانند وز آئینہ ۳ بہند
صوفیوں کو سامنے جگہ دیتے ہیں — کیونکہ وہ روح کا آئینہ ہیں اور ظاہری آئینہ سے بہتر ہیں

حاجباں ایں صوفیا نند اے پسر — سادہ و آزادہ وافگندہ سر
اے بیٹا! یہ صوفی دربان ہیں — سادہ ہیں، آزاد ہیں اور سر جھکائے ہوئے ہیں

---

۱ سُبحاں۔ یعنی شیخ کامل۔ خجل۔ شرمندہ۔ مو۔ بال۔ آنکہ۔ جو شخص ما سوا اللہ اور وساوس کے نقش سے دل کو صاف کر لیتا ہے۔ اس کے دل پر اسرارِ غیبی کا نزول ہونے لگتا ہے لہٰذا وہ دوسرے کے دل کے وساوس کو جان لیتا ہے۔ زانکہ۔ حدیث شریف میں ہے "اَلْمُؤمِنُ مِرْآۃُ الْمُؤمِنْ" ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔ یعنی مومن کامل کے قلب پر دوسرے مومن کے وسوسوں کا عکس پڑتا ہے۔ نقد۔ چاندی، سونا یعنی دل کے دعوے۔

۲ محک۔ کسوٹی۔ پس وہ اچھے اور برے خیالات میں فرق کر لیتا ہے۔ قلب۔ کھوٹا۔ پہلواناں۔ یعنی فوجی افسر۔ دل۔ انسان کا دل سینہ میں بائیں جانب ہے۔ مُشرف۔ محاسب اعلیٰ۔ ثبت۔ درج کرنا، لکھنا۔

۳ وز آئینہ۔ یعنی صوفیا عام آئینوں سے بہت افضل ہیں، آئینہ سامنے رکھا جاتا ہے۔ اس لئے صوفیا کو سامنے بٹھایا جاتا ہے۔ حاجب۔ دربان یعنی صوفیاء اللہ کے دربار کے دربان ہیں۔ سادہ یعنی انکے دل علائق دنیوی سے آزاد ہیں۔

سینہ ہا[1] صیقل زدہ از ذکر و فکر ‏ تا پذیرد آئینہ دل نقش بکر

(ان کے) سینے ذکر و فکر......... سے منجھے ہوئے ہیں ‏ تاکہ دل کا آئینہ نئے نقش قبول کر لے

ہر کہ اُو از اصلِ فطرت خوب زاد ‏ آئینہ در پیشِ اُو باید نہاد

جو شخص اصل پیدائش سے حسین پیدا ہوا ہے ‏ آئینہ اس کے سامنے رکھنا چاہیے

عاشقِ آئینہ باشد رُوئے خوب ‏ صیقلِ جاں آمد از تقوَی الْقُلُوْب

خوبصورت ہی آئینہ کا عاشق ہوتا ہے ‏ روح کی صیقل دلوں کی تقوے سے حاصل ہوتی ہے

ہر کہ دارد رُوئے خوبِ بانظام[2] ‏ طالبِ آئینہ باشد والسّلام

جو شخص خوبصورت اور موزوں چہرہ رکھتا ہے ‏ وہ آئینہ کا طالب ہوتا ہے والسلام

بشنو اکنوں یک مثالِ معنوی ‏ تا تو دیگر قولِ صورت نشنوی

اب ایک با معنیٰ مثال سن لے ‏ تاکہ تو پھر ظاہری بات نہ سنے

آمدنِ آشنائے از سفر بدیدن حضرت یوسف علیہ السّلام

ایک دوست کا حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار کے لئے سفر سے آنا

آمد از آفاق یارے مہرباں ‏ یوسفؑ صدیق راشد میہماں

ایک مہربان دوست دور سے آیا ‏ (حضرت) یوسف صدیق کا مہمان بنا

کآشنا بُودند وقتِ کودکی ‏ بر وِسادہ آشنائی مُتکی

کیونکہ بچپن سے آپس میں آشنا تھے ‏ (اور) دوستی کے تکیہ پر تکیہ لگائے ہوئے تھے

یاد دادش جورِ اخوان و حَسد ‏ گفت آں زنجیر بود و ما اَسد

اسنے (حضرت) یوسف کو بھائیوں کا ظلم اور حسد یاد دلایا ‏ فرمایا وہ زنجیر تھی اور ہم شیر ہیں

عار[3] نبُود شیر را از سلسلہ ‏ نیست مارا از قضائے حق گلہ

شیر کو زنجیر سے کوئی عار نہیں ہوتی ہے ‏ ہمیں اللہ (تعالیٰ) کے فیصلہ کا کوئی گلہ نہیں ہے

شیر را بر گردن ار زنجیر بُود ‏ بر ہمہ زنجیر ساراں میر بُود

اگرچہ شیر کی گردن میں زنجیر تھی ‏ (لیکن) وہ تمام قیدیوں کا سردار تھا

گفت چوں بودی تو در زندان و چاہ ‏ گفت ہمچوں در مُحاق و کاست ماہ

اسنے کہا قید خانہ اور کنویں میں آپ کا کیا حال تھا؟ ‏ انہوں نے کہا جیسا کہ چاند (کا حال) زوال اور گھٹاؤ میں

در مُحاق ار ماہِ نو گردد دوتا ‏ نے در آخر بدر گردد بر سَما

اگرچہ نیا چاند (ہلال) گھٹاؤ میں دوہرا ہو جاتا ہے ‏ کیا آخر میں وہ آسمان پر بدر (کامل) نہیں بنجاتا ہے؟

[1] سینہ ہا۔ ابتدا میں چیز کو مانجھتے ہیں پھر عمدہ نقش و نگار بنائے جاتے ہیں۔ صوفیاء نے دل کو مانج لیا ہے، لہٰذا ان کے قلوب پر علوم الٰہی منکشف ہوتے ہیں۔ بکر۔ تازہ، غیر مستعمل ہر کہ او یعنی اولیاء اللہ کی صحبت سے پاک فطرت مستفید ہوتے ہیں۔ تقوَی الْقُلُوْب جو دل سے متقی ہیں۔ انکی روح کی صیقل ہو جاتی ہے۔

[2] بانظام۔ یعنی جنکے چہرے موزوں خدو خال کے ہیں۔ معنوی حقیقی قول صورت و بات جو حقیقت پر مبنی نہو آمدن۔ پہلے یہ بتا چکے ہیں کہ اولیاء اللہ کی مثال آئینہ کی ہے اور آئینہ وہی پسند کرتا ہے جو خوبصورت ہو اور اپنے حسن کو سنوارنا چاہتا ہو۔ اسی بات کو واضح کرنے کیلئے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ حضرت یوسفؑ چونکہ حسین و جمیل تھے اس لئے ان کے دست نے انکو آئینہ پیش کیا۔ وِسادہ۔ تکیہ۔ مُتکی۔ تکیہ لگانے والا۔ یاد دادش۔ حضرت یوسفؑ کو انکے بھائیوں نے رشک و حسد کیوجہ سے کنویں میں گرا دیا تھا یہ بات اسنے انکو یاد دلائی اِخوان۔ اخ کی جمع بمعنیٰ بھائی۔

[3] عار۔ ذلت، یعنی شیر بہر حال شیر رہتا ہے۔ زنجیر سار۔ زنجیر والا۔ میر۔ امیر، حاکم۔ مُحاق۔ چاند کے گھٹاؤ کا زمانہ۔ کاست۔ گھٹاؤ۔ دوتا۔ دوہرا، چاند شروع ماہ میں دوہری کمر کا ہوتا ہے۔ بدر چودھویں کا چاند یعنی بزرگوں کا ابتلاء مزید بزرگی کا سبب بنجاتا ہے۔ سما۔ آسمان۔

گرچہ دُر دانہ[1] بہاوں کوفتند | نور چشم و دل از وافروختند
موتی کو اگرچہ باون میں کوٹا | (لیکن) اس سے آنکھوں اور دل کیلئے نور کا سامان کیا
گندمے راز یرِ خاک انداختند | پس زخاکش خوشہا رساختند
گیہوں کو مٹی کے نیچے ڈالا | پھر اس زمین سے گیہوں کے خوشے بنے
بارِ دیگر کوفتندش زآسیا | قیمتش افزود وناں شد جانفزا
پھر اس کو چکی میں پیسا | تو اس کی قیمت بڑھ گئی اور وہ جان کو بڑھانے والی روٹی بن گئی
باز ناں رازیرِ دنداں کوفتند | گشت عقل وفہم جانِ ہوشمند
پھر روٹی کو دانتوں میں دبایا | تو وہ عقلمند کی عقل وفہم اور جان بن گئی
باز آں جاں چونکہ محو[2] عشق گشت | یُعجبُ الزُّرَّاعَ آمد بعد کشت
پھر وہ جان جب عشق میں فنا ہوئی | تو وہ کاشت کے بعد کسانوں کو حیرت میں ڈالنے والی بنی
باز آں جاں چوں بحق اُو محو شد | باز ماند از سُکر وسُوئے صحو شد
پھر وہ جان جب (اللہ) تعالیٰ میں فنا ہوئی | تو مستی سے ہٹ کر ہوش کی جانب آگئی
عالمے راز آں صلاح[3] آمد ثمر | قومِ دیگر را فلاحِ منتظر
ایک عالم کو اس سے نیکی کا پھل ملا | دوسری قوم کو متوقع فلاح حاصل ہوئی
ایں سخن پایاں نہ دارد باز گرد | تاکہ بایوسفؑ چہ کرد آں نیک مرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ | کہ اس نیک انسان نے (حضرت) یوسفؑ کیساتھ کیا کیا

طلب کردن یوسف علیہ السّلام ارمُغان ازاں مرد بعد از مقالات
(حضرت) یوسف علیہ السلام کا اس مرد سے گفتگو کے بعد سوغات طلب کرنا

بعد قصہ گفتنش گفت اے فلاں | ہیں چہ آوری تو مارا ارُمغاں
اس کو قصہ سنانے کے بعد (حضرت یوسفؑ نے) فرمایا اے فلاں! | ہاں، تو ہمارے لئے کیا سوغات لایا ہے
دیدنِ یاراں تہیدست اے کیا | ہست بے گندم شدن درآسیا
اے عقلمند! دوستوں کی زیارت خالی ہاتھ | بغیر گیہوں کے آٹے کی چکی پر جانا ہے
بردرِ یاراں تہیدست آمدن | ہست بے گندم سوئے طاحول شدن
دوستوں کے دروازے پر خالی ہاتھ آنا | بغیر گیہوں کے چکی کی طرف جانا ہے
حق تعالیٰ خلق را گوید بحشر | ارمغاں کواز برائے روزِ نشر
اللہ تعالیٰ حشر میں مخلوق سے فرمائے گا | نشر کے دن کے لئے تحفہ کہاں ہے؟

[1] دردانہ۔ موتی۔ باون۔ اوکھلی۔ گزند۔ نقصان۔ آسیا۔ چکی۔ جانفزا۔ جان کو بڑھانے والا۔ ہوشمند۔ عقلمند
[2] محو۔ فنا۔ یعجب۔ تعجب میں ڈالتی ہے۔ زراع۔ زارع کی جمع ہے۔ کاشتکار۔ کشت۔ کھیتی۔ سکر۔ نشہ بیہوشی۔ صحو۔ ہوش میں آنا۔
[3] صلاح۔ بہتری۔ ثمر۔ پھل۔ فلاح۔ نجات، بہبودی۔ منتظر۔ متوقع۔ ارمغان۔ تحفہ، سوغات۔ طوحون۔ چکی۔ حشر نشر۔ قیامت۔

جئتمونا و فرادیٰ ا بے نوا ۔۔۔ ہم بدانساں کہ خلقناکم کذا
تم ہمارے پاس تنہا بے ساز و سامان کے آئے ۔۔۔ ویسے ہی جیسے کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا

ہین چہ آوردید دستاویز را ۔۔۔ ار مغانِ روزِ رستاخیز را
خبردار! کیا سند لائے ہو ۔۔۔ قیامت کے دن کے لئے تحفہ

یا امیدِ بازگشتن تاں نبود ۔۔۔ وعدۂ امروز تاں باطل نمود
یا تمہیں واپس لوٹنے کی امید نہ تھی ۔۔۔ (اور) آج کا وعدہ تمہیں غلط نظر آیا تھا

وعدۂ مہمانیش را منکری ۔۔۔ پس ز مطبخ خاک و خاکستر خوری
اس کی مہمانی کے وعدہ کا تو منکر ہے ۔۔۔ (اسلئے اس کے) باورچیخانہ سے تو خاک اور راکھ کھائیگا

ورنہ منکر چنیں دست تہی ۔۔۔ بر درِ آں دوست چوں پا می نہی
اور اگر تو منکر نہیں ہے تو اس طرح خالی ہاتھ ۔۔۔ اس دوست کے دروازہ پر قدم کیوں رکھتا ہے؟

اندکے صرفہ بکن از خواب۲ و خور ۔۔۔ ار مغاں بہرِ ملاقاتش ببر
سونے اور کھانے میں تھوڑی سی کمی کر ۔۔۔ اس کی ملاقات کے لئے سوغات لے جا

شو قلیل النوم مما یھجعون ۔۔۔ باش در اسحار از یستغفرون
سونے میں کم نیند والا بن جا ۔۔۔ صبح کے وقت توبہ کرنے والوں میں سے ہو جا

اندکے جنبش بکن ہمچو جنیں ۔۔۔ تا بہ بخشندت حواسِ نور بیں
ماں کے پیٹ کے بچہ کی طرح تھوڑی سی حرکت کر ۔۔۔ تاکہ تجھے نور دیکھنے والے حواس عطا کر دیں

چوں بیابی آں حواسِ دور بیں ۔۔۔ پا نہی بالائے چرخ ہفتمیں
جب تو وہ دور دیکھنے والے حواس حاصل کرلے گا ۔۔۔ ساتویں آسمان پر قدم رکھے گا

وز جہاں۳ چوں رحم بیروں می روی ۔۔۔ از زمیں در عرصۂ واسع شوی
جب دنیا سے جو (ماں کے) رحم کی طرح ہے تو باہر جائیگا ۔۔۔ (اور) زمین سے ایک وسیع میدان میں پہنچے گا

آنکہ ارض اللہ واسع گفتہ اند ۔۔۔ عرصۂ داں کانبیا در رفتہ اند
وہ (میدان) جس کو اللہ کی وسیع زمین کہا گیا ہے ۔۔۔ وہ وہ میدان ہے جہاں انبیاء گئے ہیں

دل نگردد تنگ زاں عرصہ فراخ ۔۔۔ نخلِ تر آنجا نہ گردد خشک شاخ
اس وسیع میدان سے دل کبھی نہیں گھبراتا ہے ۔۔۔ تر کھجور وہاں کبھی خشک شاخ نہیں بنی ہے

حاملی تو مر حواست را کنوں ۔۔۔ کند و ماندہ می شوی و سرنگوں
اب کہ تو اپنے حواس کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے ۔۔۔ سست اور تھکا ہوا اور اوندھا ہو جاتا ہے

---

۱ فرادیٰ۔ فردہ کی جمع ہے، تنہا اکیلا جانیوالا، دستاویز۔ سند۔ رستاخیز۔ قیامت۔ وعدۂ امروز۔ یعنی قیامت۔ منکر انکار کرنے والا۔ خاکستر۔ راکھ۔ تہی۔ خالی۔ صرفہ۔ کفایت شعاری کی۔

۲ خواب و خور، سونا اور کھانا۔ مما یھجعون۔ قرآن پاک میں مومنین کی حالت بیان کی ہے وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے اور صبح کو استغفار کرتے ہیں۔ اندکے اب اللہ کے دربار میں تحفہ لے جانے کی تدبیر بتاتے ہیں۔ جنین۔ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہو، بچہ ماں کے پیٹ سے حرکت کی وجہ سے باہر آتا ہے تو اس کو حواس عطا ہوتے ہیں۔ چوں جب تو بھی ریاضت کرے گا تو تجھے باطنی حواس مل جائینگے۔

۳ وز جہاں۔ یہ دنیا ماں کے رحم کی طرح تنگ ہے اور عالم ارواح وسیع تر ہے۔ عرصہ یعنی عالم ارواح یا عالم مثال۔ حاملی۔ بیداری میں انسان پر اس کے حواس مسلط ہوتے ہیں اور انسان انکی سواری بنتا ہے، سواری تھکتی ہے سوار آرام سے رہتا ہے۔

چونکہ محمولی ا؎ نہ حامل وقتِ خواب | ماندگی رفت و شدی بے پیچ و تاب
نیند کے وقت تو سوار ہوتا ہے نہ کہ سواری | تھکن جاتی رہتی ہے اور تو آرام سے ہو جاتا ہے

چاشنۂ داں تو حالِ خواب را | پیشِ محمولیِ حالِ اولیاء
نیند کی حالت کو تو ایک نمونہ سمجھ | اولیاء کے سوار ہونے کی حالت کا

اولیاء ۲؎ اصحابِ کہف اندائے عنود | در قیام و در تقلّب ھُمْ رُقُود
اے سرکش! اولیاء اصحاب کہف ہیں | جو قیام اور چلنے پھرنے کی حالت میں بھی سوئے ہوئے ہیں

می کشد شاں بے تکلّف در فعال | بے خبر ذَاتَ الْیَمِیْن ذَاتَ الشِّمَال
انکو (اللہ تعالیٰ) افعال میں بلا تکلف کھینچتا ہے | دائیں بائیں جانب جبکہ وہ بے خبر ہیں

چیست آں ذاتُ الیمین فعلِ حسن | چیست آں ذاتُ الشمال اشغالِ تن
ذات الیمین کیا ہے؟ اچھے کام | ذات الشمال کیا ہے؟ جسمانی مصروفیت

گر تو ۳؎ بینی شاں بدشواری دروں | نیست شاں خوفٌ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ
اگر تو ان کو کسی دشواری میں دیکھے | تو ان کو کوئی خوف نہیں ہے نہ وہ غمگین ہوتے ہیں

می رود ایں ہر دو از مردم پدید | بے خبر زیں ہر دو ایشاں در مزید
یہ دونوں کام انسانوں سے ظاہر ہوتے ہیں | جبکہ وہ ان سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں

می رود ایں ہر دو کار از انبیاء | بے خبر زیں ہر دو ایشاں چوں صدا
یہ دونوں کام (بیداری میں) انبیاء سے ظاہر ہوتے ہیں | وہ صدائے بازگشت کی طرح دونوں سے بے خبر ہوتے ہیں

گر صدایت بشنواند خیر و شر | ذاتِ کُہ باشد زہر دو بے خبر
اگر پہاڑ کی آواز بازگشت تجھے بری بھلی آواز سنائے | پہاڑ دونوں سے بے خبر ہے

گفتنِ مہمان یوسف علیہ السلام را کہ ارمغاں بہرِ تو آئینہ آوردہ ام تا چوں در آں نگری مرا یاد آری

مہمان کا یوسف علیہ السلام سے کہنا کہ تمہارے لئے سوغان میں آئینہ لایا ہوں تاکہ جب آپ اس میں دیکھیں مجھے یاد کریں

گفت یوسفؑ ہیں بیاور ارمغاں | اُوز شرمِ ایں تقاضا در فغاں
(حضرت) یوسف نے فرمایا ہاں تحفہ لا | وہ اس تقاضہ کی شرم سے آہیں بھرنے لگا

گفت من چند ارمغاں جستم ترا | ارمغانے در نظر نامد مرا
بولا میں نے آپ کے لیے چند تحفے ڈھونڈے | کوئی تحفہ میری نگاہ میں نہ جچا

۱؎ محمولی۔ جس وقت انسان سویا ہوا ہوتا ہے حواس پر سوار ہوتا ہے اور حواس اسکو لئے پھرتے ہیں۔ تو انسان کو تھکن نہیں ہوتی ہے۔ چاشنی۔ نمونہ اولیاء اللہ بھی حواس کے محمول ہوتے ہیں۔ اختیار اور ارادہ کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور یہ حالت ان کی مستقل ہوتی ہے۔

۲؎ اولیاء اولیاء کی مثال بالکل اصحاب کہف کی سی ہے جو غار میں بے خود لیٹے تھے اور قدرت انکو کروٹیں دلاتی تھی می کشد۔ اصحاب کہف کے ارادے کے بغیر اللہ تعالیٰ ان سے افعال صادر کراتا تھا۔ ذاتُ الیمین۔ قرآن پاک میں اصحاف کہف کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ وَنُقَلِّبُھُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ "ہم ان کو دائیں بائیں پلٹ رہے ہیں"۔ اس آیت میں ذات الیمین سے روحانی مشغولیت اور ذات الشمال سے جسمانی مشغولیت مراد ہے۔

۳؎ گر تو بینی۔ اولیاء پر تکالیف ظاہری ہوتی ہیں۔ نفس الامر میں ان پر نہ خوف طاری ہوتا ہے۔ نہ غم می رود اولیاء سے افعال کا صدور بغیر ارادہ ہونے لگتا ہے۔ ہر دو کار۔ یعنی روحانی اور جسمانی مشغولیت، گر صدایت اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسا کہ صدائے بازگشت پہاڑ سے صادر ہوتی ہے۔ اور اس میں پہاڑ کے کسی ارادہ کو دخل نہیں ہوتا۔

حبۂ ارا جانب کاں چوں برم — قطرۂ را سوئے عُمّاں چوں برم
ایک حبّہ کو کان کی طرف کیسے لے جاؤں؟ — ایک قطرہ کو عمان (دریا) کی طرف کیسے لے جاؤں؟

زیرہ رامن سوئے کرِماں آورم — گر بہ پیشِ تو دل و جاں آورم
(گویا) میں زیرے کو کرمان لے جاؤں — اگر آپ کے سامنے دل و جان (بھی) رکھ دوں

نیست تخمے کاندریں ۲ انبار نیست — غیرِ حُسنِ تو کہ اُورا یار نیست
کوئی بیج نہیں ہے جو اس ڈھیر میں نہ ہو — آپ کے حُسن کے سوا کہ اس کا ثانی نہیں ہے

لائق آں دیدم کہ من آئینہ — پیشِ تو آرم چو نُورِ سینۂ
میں نے یہ مناسب سمجھا کہ ایک آئینہ — آپ کو پیش کروں جو سینہ کے نور کی طرح ہو

تا بہ بینی رُوئے خوبِ خود دراں — اے تو چوں خورشید و شمعِ آسماں
تاکہ آپ اپنا حسین چہرہ اس میں دیکھیں — آپ کہ آسمان کے سورج اور شمع (چاند) کی طرح ہیں

آئینہ آوردمت اے روشنی — تا چو بینی رُوئے خود یادم کنی
اے نور! میں آپ کے لئے آئینہ لایا ہوں — تاکہ جب آپ اپنا چہرہ دیکھیں تو مجھے یاد کر لیا کریں

آئینہ بیروں کشید اُو از بغل — خوب را آئینہ باشد مُشتغل
اُس نے بغل سے آئینہ نکالا — خوبصورت کے لئے آئینہ ایک مشغلہ ہوتا ہے

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی — نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی
ہستی کا آئینہ کیا ہوتا ہے؟ فنا — فنا اختیار کر اگر تو بے وقوف نہیں ہے

ہستی اندر نیستی بتواں نمُود — مالداراں بر فقیر آرند جُود
ہستی کو فنا میں دیکھا جا سکتا ہے — مالدار، فقیر پر سخاوت کرتے ہیں

آئینہ صافی ناں خود گرسنہ است — سوختہ ہم آئینہ آتش زنہ است
بھوکا خود روٹی کا صاف آئینہ ہے — سوختہ چقماق کا آئینہ ہے

نیستی و نقص ہر جائیکہ خاست — آئینہ ۳ خوبی جملہ پیشہا ست
فنا اور نقص جس جگہ پیدا ہوا — تمام خوبیوں کے حسن کا مظہر ہے

بہر آنکہ نیستی پالودگی ست — وانچہ ایں ہستی ہمہ آلودگی ست
اس لئے کہ فنا، صفائی ہے — اور یہ ہستی جو کچھ ہے سراسر آلودگی ہے

چونکہ جامہ چُست دوزیدہ بُود — مظہرِ فرہنگِ درزی کے شود
جبکہ کپڑا (پہلے سے) صحیح سلام ہوا ہو — وہ درزی کی عقلمندی کا مظہر کب بنے گا؟

۱ حبّہ۔ ایک رائی کے برابر وزن۔ عُمّان۔ یمن میں سمندر کے کنارے ایک شہر کا نام ہے۔ اس شہر کی نسبت سے اس سمندر کو عمان کہدیا جاتا ہے۔ زیرہ۔ گرم مصالحوں میں جو زیرہ پڑتا ہے وہ کرمان کا مشہور ہے جو کہ فارس کا ایک شہر ہے اس کو زیرہ کرمانی کہا جاتا ہے۔

۲ انبار۔ ڈھیر۔ یار۔ دوست، مثال۔ اے تو حضرت یوسفؑ کا حسن مشہور ہے۔ اسی لئے ان کو آسمان کی شمع اور سورج کہا ہے۔ خوب را۔ یعنی حسین چہرے والا آئینہ میں مشغول ہو جاتا ہے۔ آئینہ ہستی یعنی فنا فی اللہ ہونے سے بقا باللہ حاصل ہوتا ہے۔ ہستی۔ یعنی وجود، بقا باللہ، نیستی۔ فناء یعنی ما سوا اللہ سے انقطاع۔ جود۔ سخاوت۔ یعنی غیر اللہ سے تہیدست ہو جاؤ گے۔ تو عطا ملے گی۔

۳ آئینہ۔ یعنی مظہر۔ سوختہ۔ وہ چیز جس کو سلگا کر لکڑیوں میں رکھتے ہیں۔ تاکہ لکڑیاں آگ پکڑ لیں۔ گرسنہ۔ بھوکا۔ آتش زنہ چقماق جس کو رگڑ کر آگ نکالی جاتی ہے۔ نیستی۔ و نقص۔ یعنی غیر اللہ کے تعلقات کی فنا اور کمی۔ پالودگی۔ صفائی آلودگی۔ صفائی۔ آلودگی۔ آلائش۔ جامہ چُست۔ بدن کے مطابق کپڑا۔ فرہنگ۔ عقل، دانش، دوزیدہ، سلا ہوا

تا تراشیدہ ہمی باید جذوع [1] | تا دُروگر اصل سازد یا فُروع
درختوں کے تنے بغیر کٹے ہوئے ہونے چاہئیں | تاکہ بڑھئی چھوٹی بڑی چیزیں بنا سکے

خواجۂ اِشکستہ بند آنجا رَوَد | کہ دَر آنجا پایٔ اِشکستہ بوَد
ہڈی جوڑنے کا ماہر اس جگہ جائے گا | جس جگہ کوئی ٹوٹے ہوئے پیر والا ہوگا

کے شود چوں نیست رنجور و نزار | آں جمال وَصنعت طب آشکار
جب کوئی مریض اور بیمار نہ ہو، کب ہوسکتا ہے | طب کی کاریگری اور حسن کا اظہار؟

خواریؔ ودوُنیِ مِسہا بَر مَلا | گر نباشاد کے نماید کیمیَا
تانبے کی ذلت اور کم درجہ ہونا کھلا ہوا | اگر نہ ہو تو کیمیا کیا دکھائے گی؟

نَقصہا [2] آئینہ وصفِ کمال | واں حقارت آئینہ عزّ وَ جلال
ہر قسم کا نقص، وصف کمال کا آئینہ ہے | اور ذلت، عزت اور جلال کا آئینہ ہے

زانکہ ضد را ضد کند پیدا یقیں | زانکہ با سرکہ پدیدست انگبیں
ضد، ضد کو خوب واضح کرتی ہے | سرکہ کے مقابلہ میں شہد بہت واضح ہو جاتا ہے

ہر کہ نقصِ خویش را دید و شناخت | اندر استکمالِ خود دواسپہ تاخت
جس نے اپنے نقص کو دیکھ لیا اور پہچان لیا | وہ اپنی تکمیل میں تیز دوڑا ہے

زاں نمی پرّد بسُوئے ذُوالجلال | کو گمانے می بَرد خود را کمال
اسی وجہ سے وہ شخص ذوالجلال کی طرف پرواز نہیں کرتا | جو اپنے کمال کا گمان رکھتا ہے

عِلّتے بَدتر زپندارِ [3] کمال | نیست اندر جانت اے مغرورِ ضال
کمال کے گھمنڈ سے زیادہ بدتر بیماری | تیری روح میں اور کوئی نہیں ہے اے گمراہ مغرور!

از دل واز دیدہ ات بس خوں رَوَد | تاز تو ایں معجبی بیروں رَوَد
تیرے دل اور آنکھ سے بہت خون بہے | تاکہ یہ تکبر تجھ سے نکلے

عِلّتِ ابلیس اَنَا خَیرٌ بدُست | ویں مرض در نفسِ ہر مخلوق ہست
شیطان کی بیماری "میں بہتر ہوں" تھی | یہ مرض ہر مخلوق کے نفس میں موجود ہے

گرچہ خود را بس شکستہ بیند اُو | آب صافی داں وسرگیں زیر جو
اگرچہ وہ اپنے آپ کو بہت متواضع خیال کرتا ہے | صاف پانی سمجھ اور نہر کی تہ میں گوبر ہے

چوں بشورانی وُرا در امتحاں | آب سرگیں رنگ گردد در زماں
جب تو اس کو بطور امتحان ہلائے گا | فوراً پانی، گوبر کے رنگ کا ہو جائے گا

[1] جُذوع۔ جذع کی جمع ہے، تنہ درخت، دروگر، درودگر، بڑھئی۔ اصل۔ جڑ، بڑی چیز، فرع، شاخ چھوٹی چیز، اشکستہ بند ٹوٹی ہڈی جوڑنے والا، رنجور۔ بیمار۔ نزار۔ لاغر، کمزور خواری ذلت، ناچیز ہونا، دونی۔ ادنیٰ درجہ کا ہونا۔

[2] نقصہائے۔ نقایص کمال حاصل کرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ یعنی نیستی اور فنا سے بقائے دوام حاصل ہو جاتا ہے۔ ضدُ مشہور مقولہ ہے اَلْاَشْیَاءُ تُعْرَفُ بِاَضْدَادِھَا یعنی کسی چیز کی شناخت اس کی ضد کے ذریعہ ہوتی ہے۔ استکمال۔ پورا کرنا۔ دُواسپہ۔ بہت تیز۔ ذوالجلال، اللہ تعالیٰ۔ علت بیماری۔

[3] پندار۔ غرور، گھمنڈ ضال۔ گمراہ مُعجبی۔ غرور، تکبیر خود پسندی، اَنَا خَیرٌ من، بہتر ہوں، یہ دعویٰ شیطان نے حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں کیا تھا۔ شکستہ۔ متواضع سرگیں۔ گوبر، جُو۔ نہر شورانیدن۔ ہلانا، حرکت دینا۔

در تگِ[1] جُو هست سرگین اے فتیٰ — گرچہ جُو صافی نماید مَر تُرا
اے نوجوان! نہر کی تہ میں گوبر ہے — اگرچہ تجھے نہر صاف نظر آرہی ہے

هست پیر راه دانِ پُر فِطَن — باغہائے نفس وتن را جوئے کن
سمجھدار راہ (طریقت) سے واقف پیر — جسم اور نفس کے باغوں کی نہر کو صاف کرنیوالا ہے

جوئے خود را کے تواند پاک کرد — نافِع از عِلمِ خدا شد عِلمِ مَرد
نہر اپنے آپ کو خود کب پاک کر سکتی ہے؟ — پیر کا علم خداوندی علم کی وجہ سے مفید بنگیا ہے

آبِ جُو سرگیں نتاند[2] پاک کرد — جہلِ نفسش را نروبد عِلمِ مَرد
نہر کا پانی گوبر کو صاف نہیں کر سکتا ہے — انسان کا علم اس کے نفس کے جہل کو صاف نہیں کر سکتا ہے

کے تراشد تیغ دستہ خویش را — رو بجرّاحے سپار ایں ریش را
تلوار اپنے دستہ کو کب تراش سکتی ہے؟ — جا، اس زخم کو جراح کے سپرد کر

بر سَرِ ہر ریش جمع آمد مگس — تا نہ بیند قیحِ ریش خویش کس
ہر زخم پر مکھیاں جمع ہو گئی ہیں — تاکہ کوئی شخص اپنے زخم کی پیپ کو نہ دیکھ سکے

واں مگس اندیشہا و آمالِ تو — ریشِ تو آں ظلمتِ احوالِ تو
وہ مکھیاں تیرے خیالات اور امیدیں ہیں — تیرے احوال کی تاریکی تیرا زخم ہے

ور نہد مرہم بر آں ریشِ تو پیر — آں زماں ساکن شود درد و نفیر
اگر تیرے اس زخم پر پیر مرہم لگا دے — اس وقت تیرے درد اور آہوں کو سکون ہو جائیگا

تا نہ[3] پنداری کہ صِحّت یافت ست — پر توِ مَرہم درانجا تافت ست
ہرگز نہ سمجھ لینا کہ صحت حاصل ہو گئی ہے — (ابھی) مرہم کا سایہ اس پر پڑا ہے

ہیں ز مَرہم سَر مکش اے پُشت ریش — واں ز پرتو داں مداں از اصلِ خویش
اے زخمی کمر والے! خبردار مرہم سے منہ نہ موڑ — اس (آرام) کو (عارضی) اثر سمجھ اصل (صحت) نہ جان

ایں سخن پایاں ندارد اے جواں — بشنو اکنوں قصّہ در ضمنِ آں
اے جوان! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے — اس کے ضمن میں ایک قصہ سن لے

مُرتَد شدنِ کاتبِ وحی بسبب آنکہ پر توِ وحی بروے زَد

وحی کے کاتب کا مرتد ہو جانا اس لئے کہ وحی کا پر تو اس پر پڑا

آں آیہ را پیش پیغمبرؐ خواند و گفت من محلِّ وحیم
اس نے آیت پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے پڑھی اور بولا مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے

---

[1] تگ، کنویں کی گہرائی۔ ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنے معائب کا علاج خود نہیں کر سکتا ہے کسی شیخ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ فتیٰ، جوان۔ فِطَن۔ فاء اور طاء کا فتحہ، دانائی جوئے کن نہر کھودنے والا۔

[2] نتاند۔ نتواند، نروبد، پاک نہیں کرتا۔ روفتن کا فعل مضارع منفی ہے۔ اندیشہائے، خیالات، آمال۔ امل کی جمع، امید، ور نہد، شیخ کامل کے معالجہ سے ہی مرض دور ہو سکیگا۔

[3] تا نہ پنداری شیخ کی صحبت سے اگر کچھ سکون ملے تو اپنی صحت کی غلط فہمی کی بنا پر اس کی صحبت کو ترک نہ کرے ہیں۔ عارضی سکون کو مرہم کا اثر سمجھو، زخم باقی ہے۔ کاتب وحی۔ یہ عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح کا قصہ ہے۔ اس قصہ سے یہ سمجھایا ہے کہ بغیر کمال کمال کے دھوکے سے کیا نقصان ہوتا ہے۔

پیش از عثمانؓ یکے نساخ[۱] بود گو بہ نسخ وحی جدّے می نمود
حضرت عثمانؓ سے پہلے ایک کاتب وحی تھا جو وحی کے لکھنے میں سرگرم رہتا تھا

چوں نبی از وحی فرمودے سَبَق اُو ہماں را وا نوشتے در ورق
جب نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) وحی کا سبق پڑھاتے وہ اس کو ورق پر لکھ لیتا

پرتوِ آں وحی بروے تافتے اُو درونِ خویش حکمت یافتے
وحی کا پرتو اس پر پڑا (اور) اس نے اپنے اندر دانائی محسوس کی

عینِ آں حکمت بفرمودے رسولِ زیں قدر گمراہ شد آں بُو الفُضول
بعینہ اس دانائی کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (لکھنے کا) حکم فرمایا (لیکن) وہ نالائق اس کے باوجود گمراہ ہو گیا

کانچہ می گوید رسولِؐ مستنیر[۲] مَر مرا ہست آں حقیقت در ضمیر
کہ روشن (ضمیر) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ فرماتے ہیں وہ حقیقت تو میرے دل میں ہے

پرتوِ اندیشہ اش زد بر رُسول قہرِ حق آورد بر جانش نُزول
اس کے خیال کا عکس رسول پر پڑا اللہ (تعالیٰ) کا قہر اس کی جان پر نازل ہوا

پرتو اُونا گہش در دل بتافت در درونِ خویشتن حرفے نیافت
اس کا عکس اس کے دل پر نمودار ہوا اس نے اپنے دل میں (حکمت کا) ایک حرف بھی نہ پایا

ہم زنَسّاخی بر آمد ہم زدیں شد عدوّے مصطفیؐ و دیں بکیں
کتابت سے بھی بر طرف ہوا اور دین سے بھی کینہ وری سے مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دین کا دشمن بن گیا

مُصطفیٰ فرمود کاے گبرِ عنود[۳] چوں سیہ گشتی اگر نور از تو بود
مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے سرکش گمراہ! تو کیسے سیاہ (دل) ہو گیا اگر نور تیرے (دل کا) تھا

گر تو یَنبُوعِ الٰہی بُودۂ ایں چنیں آبِ سیہ نکشودۂ
اگر تو اللہ (کے نور) کا چشمہ ہوتا تو ایسا سیاہ پانی تجھ سے نہ بہتا

اندروں می سوختش ہم زیں سبب او نیارد توبہ کردن اے عجب
اس وجہ سے اس کا دل جلتا تھا (لیکن) تعجب ہے وہ توبہ نہ کر سکتا تھا

تا کہ ناموسش بہ پیشِ این و آں نشکند بربست ایں اُو را دہاں
تا کہ اس کے اور اس کے سامنے اس کی آبرو خراب نہ ہو اس نے اس کا منہ بند کر دیا

آہ می کرد و نبودش آہ سُود چوں در آمد تیغ سَر را در ربود
آہ کرتا تھا اور آہ کرنا اس کو مفید نہ تھا جب (قضا کی) تلوار آئی اس نے سر قلم کر دیا

---

۱ نَسّاخ لکھنے والا۔ جد۔ کوشش۔ گمراہ۔ سورہ مومنون کی آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ الخ کا نزول ہوا اس کے آخر میں فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو لکھوا رہے تھے تو اس کی زبان پر آنحضورؐ کے بولنے سے پہلے ہی فتبارک اللہ احسن الخالقین جاری ہو گیا۔ آنحضورؐ نے فرمایا ٹھیک ہے یہ لکھ لو۔ اس سے اس کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے حالانکہ یہ حضورؐ کے پرتو کا اثر تھا۔

۲ مستنیر۔ روشن ضمیر۔ دل بو الفُضُول۔ بیکار اور لغو انسان۔ پرتو۔ آنحضورؐ کو جب اس کی حالت منکشف ہو گئی تو خدا کا قہر اس پر نازل ہو گیا۔ پرتو آں۔ یعنی قہر الٰہی کا عکس حرفے نیافت۔ یعنی وحی کے آثار اس کے دل سے فنا ہو گئے۔ نساخی۔ کتابت۔ کیں۔ کینہ۔

۳ عنود۔ جھگڑا لو۔ ینبوع۔ چشمہ۔ نیارست۔ نتوانست۔ دہان بربستن۔ خاموش ہو جانا۔ اس شعر کیجھ سے بعض شارحین کا خیال ہے کہ یہ کاتب وحی جو مرتد ہو گیا تھا۔ وہ مسلیمہ کذاب ہے اسلئے کہ عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح فتح مکہ میں مسلمان ہو گیا ہے اور مسلیمہ حالت کفر میں حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں مارا گیا ہے۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ مسلیمہ کسی زمانہ میں کاتب وحی رہا ہو۔

کردہ[۱] حق ناموس را صد من حدید ———— اے بسا بستہ بہ بندِ ناپدید
اللہ (تعالیٰ) نے آبرو (کے خیال) کو سو من کا لوہا بنا دیا ہے ———— اے (مخاطب) بہت سے انسان اس چھپی ہوئی بیڑی میں بندھے ہوئے ہیں

کبر و کفر آنساں بہ بست آں راہ را ———— کو نیارد کرد ظاہر آہ را
اس طرح تکبر اور کفر نے اس راستہ کو بند کر دیا ہے ———— کہ وہ افسوس (بھی) ظاہر نہیں کر سکتا ہے

گفت اغلالاً فہم بہ مقمحون ———— نیست آں اغلال مارا از بروں
اللہ (تعالیٰ نے) فرمایا طوق ہیں پس وہ انکی وجہ سے منہ کو اونچا کئے ہوئے ہیں ———— ہمارے وہ طوق بیرونی نہیں ہیں

خلفہم سداً فاغشیناہم ———— می نہ بیند بند را پیش و پس او
انکے پیچھے ایک دیوار ہے پھر ہم نے انکو ڈھانپ دیا ہے ———— وہ اس دیوار کو نہیں دیکھتا ہے جو اس کے آگے اور پیچھے ہے

رنگِ[۲] صحرا دارد آں سدّ یکہ خاست ———— او نمید اند کہ آں سدِّ قضاست
وہ دیوار جو پیدا ہوئی ہے صحرا جیسی ہے ———— وہ نہیں جانتا کہ وہ قضاء (الٰہی) کی دیوار ہے

شاہدِ تو سدِّ روئے شاہد ست ———— مرشدِ تو سدِّ گفتِ مرشد ست
تیرا معشوق، معشوق کے چہرے کی دیوار ہے ———— تیرا مرشد، مرشد کی گفتگو کے لئے دیوار ہے

اے بسا کفار را سودائے دیں ———— بندِ شاں ناموس و کبر و آن و ایں
اے (مخاطب) بہت سے کافر ہیں جن کو دین کی لگن ہے ———— ان کی بیڑی شرم اور تکبر اور یہ اور وہ ہے

بندِ پنہاں لیک از آہن بتر ———— بند آہن را کند پارہ تبر
(یہ) بند پوشیدہ ہے لیکن لوہے سے بھی بدتر ہے ———— لوہے کے بند کو کدال توڑ دیتی ہے

بندِ آہن را تواں کردن جدا ———— بندِ غیبی را نداند کس دوا
لوہے کے بند کو جدا کیا جا سکتا ہے ———— غیبی بند کی کوئی دوا نہیں جانتا ہے

مرد را زنبور گر نیشے زند ———— طبع او آں لحظہ بر دفعے تند
اگر انسان کے بھڑ ڈنک مارتی ہے ———— اس کی طبیعت اسی وقت اس کو دفع کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے

زخم[۳] نیش اما چو از ہستی تست ———— غم قوی باشد نگردد درد سست
لیکن اگر تیرے تکبر کے ڈنک کا زخم ہے ———— (تو) غم زیادہ ہو گا درد کم نہ ہو گا

شرح ایں از سینہ بیروں می جہد ———— لیک می ترسم کہ نومیدی دہد
اس کی تفصیل سینہ سے باہر آ رہی ہے ———— لیکن میں ڈرتا ہوں کہ مایوسی پیدا نہ کر دے

نے مشو نومید خود را شاد کن ———— پیشِ آں فریاد رس فریاد کن
نہیں نا امید نہ ہو اپنے آپ کو خوش رکھ ———— اس فریاد سننے والے کے سامنے فریاد کر

---

۱ کردہ حق۔ انسان بسا اوقات اپنے گناہ کے اعتراف اور توبہ سے اسلئے رکتا ہے کہ وہ اس کی بے آبروئی کا سبب بنتی ہے۔ اور یہ ایک ایسی بیڑی اور بند ہے جو اس کو نظر بھی نہیں آتا ہے۔ آں راہ۔ یعنی توبہ کا راستہ۔ اغلالاً۔ سورۂ یٰسین میں ہے۔ انا جعلنا فی اعناقہم اغلالاً لہم مقمحون وجعلنا من بین ایدیہم سداً ومن خلفہم سداً فاغشیناہم فہم لا یبصرون "بیشک ہم نے کر دیئے ہیں انکی گردنوں میں طوق تو وہ منہ اٹھائے ہوئے ہیں اور کر دی ہے ہم نے ان کے سامنے دیوار اور انکے پیچھے دیوار پھر ہم نے انکو اوپر سے ڈھانپ دیا ہے پس وہ نہیں دیکھتے ہیں۔"

۲ رنگ۔ یعنی جس طرح صحرا میں کوئی ابھار نہیں ہوتا اور نہ وہاں کوئی آڑ ہوتی ہے وہ دیوار بھی ایسی ہی ہے۔ شاہد تو۔ دنیا کی محبوب چیزیں انسان کو محبوب حقیقی کے دیدار سے مانع آتی ہیں۔ مرشد تو۔ یعنی تو نے جس باطل چیز کو رہنما سمجھ لیا ہے۔ بند پنہاں۔ یعنی دیوار سے یہ مخفی دیوار مراد ہے جو لوہے کی دیوار سے بھی زیادہ سخت ہے مرد را۔ یعنی نظر آنیوالی مضر چیز کی فوراً طبیعت مدافعت کرتی ہے

۳ زخم۔ بیرونی دشمن کا مقابلہ آسان ہوتا ہے۔ اندرونی دشمن زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ شرح ایں۔ یعنی اس کی تفصیل کی کہ کبر اور ناموس غیبی بند ہیں جس کی علت قضائے الٰہی ہے اس کی تفصیل مایوسی پیدا کر دے گی۔

کاے مُحبِّ ا عفو از ما عفو کُن ‌ ‌ اے طبیبِ رنجِ ناسورِ کُہن

اے معافی کو پسند کرنیوالے! ہمیں معاف فرمادے ‌ ‌ اے پرانے ناسور کی تکلیف کے طبیب

عکسِ حکمت آں شقی را یاوہ کرد ‌ ‌ خود مبیں تا بر نیارد از تو گرد

حکمت کے عکس نے اس بدبخت کو گمراہ کر دیا ‌ ‌ خود پسند نہ بن، تاکہ تو برباد نہ ہو

اے برادر بر تو حکمت جاریہ است ‌ ‌ آں ز ابدال ست و بر تو عاریہ است

اے بھائی! تیرے (دل) پر جو حکمت جاری ہے ‌ ‌ وہ ابدال کی ہے اور تیرے پاس عارضی ہے

گرچہ در خود خانہ نورے یافت ست ‌ ‌ آں ز ہمسایہ مُنوّر تافت ست

گھر، اپنے اندر اگرچہ روشنی محسوس کر رہا ہے ‌ ‌ (لیکن) وہ روشن پڑوسی کی وجہ سے چمک رہا ہے

شکر کُن غرّہ مشو بینی مکُن ‌ ‌ گوش دار و ہیچ خود بینی مکُن

شکر کر، گھمنڈ نہ کر، انکار نہ کر ‌ ‌ سن، اور کبھی تکبر نہ کر

صد دریغ و درد کایں عاریتے۲ ‌ ‌ مُعجباں را دور کرد از اُمّتے

افسوس، صد افسوس کہ اس عارضی چیز نے ‌ ‌ متکبروں کو امت سے دور کر دیا

من غلامِ آنکہ اُو در ہر رَباط ‌ ‌ خویش را وصل نداند بر سماط

میں اس شخص کا غلام ہوں جو ہر منزل میں ‌ ‌ اپنے آپ کو دستر خوان پر پہنچ جانیوالا نہ سمجھے

بس رَباطے کہ بباید تَرک کرد ‌ ‌ تا بمَسکن در رسد یک روز مرد

بہت سی منزلوں سے گزرنا ہو گا ‌ ‌ پھر کسی دن انسان مسکن تک پہنچے گا

گرچہ آہن سُرخ شد اُو سُرخ نیست ‌ ‌ پرتوِ عاریتِ آتش زنے ست

اگرچہ لوہا سرخ ہو گیا (لیکن) وہ سرخ نہیں ہے ‌ ‌ (وہ) آتش زن کا مانگا ہوا عکس ہے

گر شود۳ پُر نُور روزن یا سَرا ‌ ‌ تو مداں روشن مگر خورشید را

اگر روشن دان یا گھر نور سے بھر جائے ‌ ‌ تو صرف سورج کو روشن سمجھ

در و دیوار گوید روشنم ‌ ‌ پرتوِ غیرے ندارم ایں منم

اگر در و دیوار کہے کہ میں روشن ہوں ‌ ‌ مجھ پر غیر کا کوئی عکس نہیں ہے میں خود (روشن) ہوں

پس بگوید آفتاب اے نارشید ‌ ‌ چونکہ من غائب شوم آید پدید

تو سورج کہے گا کہ اے گمراہ! ‌ ‌ جب میں غائب ہو جاؤں گا تو پتہ چلے گا

سبز ہا گویند ما سبز از خودیم ‌ ‌ شاد و خندانیم و بس زیبا خدیم

(اگر) سبزے کہیں ہم خود بخود سبز ہیں ‌ ‌ شاد اور خنداں ہیں اور بہت خوبصورت ہیں

---

۱ مُحِبّ۔ دوست۔ رنج۔ مرض۔ عکسِ حکمت۔ یعنی مرشد کے کمالات کا پرتو جو مرید پر پڑے۔ شقی۔ کوئی خاص شخص مراد نہیں ہے۔ جاریہ۔ رواں۔ اَبدال۔ اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت ہے۔ غرّہ۔ مغرور بینی کُندن۔ انکار کرنا گوش داشتن۔ توجہ سے سننا۔

۲ عاریۃ۔ عارضی علم و کمال۔ مُعجبان۔ معجب کی جمع ہے متکبر۔ اُمّت یعنی امت محمدیہ من۔ میں اس شخص کا معتقد ہوں جو کسی مقام کو بھی مقام کمال نہ سمجھے رباط۔ سرائے، منزل سماط دستر خوان۔ بس۔ سالک بہت سی منزلیں طے کر کے مقام قرب تک پہنچتا ہے۔ گرچہ۔ مقصد یہ ہے کہ بہت سی چیزوں کے اوصاف اپنے نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ دوسرے کے عکس اور پرتو ہوتے ہیں۔ اس کی ایک مثال گرچہ در خانہ نورے دی تھی دوسری مثال یہ ہے کہ لوہے کی سرخی اپنی نہیں ہے بلکہ آگ کا پرتو ہے۔

۳ گر شود۔ یہ تیسری مثال ہے کہ گھر میں نور اپنا نہیں ہوتا ہے بلکہ سورج کا پرتو ہوتا ہے۔ سبزہا۔ یہ چوتھی مثال ہے کہ سبزہ کی تری و تازگی اپنی نہیں ہے بلکہ موسم بہار کی عطا کردہ ہے۔

فصلِ تابستاں بگوید کاے اُمم — خویش را بینید چوں من بگذرم

(تو) موسم بہار کہے گا اے مخلوق! — اپنے آپ کو اس وقت دیکھنا جب میں گذر جاؤں

تن[1] ہمی نازد بخوبیّ و جمال — روح پنہاں کردہ فرّ و پرّ و بال

حسن اور جمال پر جسم ناز کرتا ہے — روح نے اپنی شان و شوکت اور بال و پر چھپا رکھے ہیں

گویدش کاے مزبلہ تو کیستی — یک دو روز از پرتوِ من زیستی

وہ (روح) اس (بدن) کو کہتی ہے اے کوڑی تو کیا ہے؟ — کچھ دن تو میرے عکس سے جی لیا ہے

غنج و نازت می نگنجد در جہاں — باش تا کہ من شوم از تو جہاں

عالم میں تیرا کرشمہ اور ناز نہیں سماتا ہے — ٹھہر جا، یہانتک کہ میں تجھ سے رخصت ہو جاؤں

گرم دارانت ترا گورے کنند[2] — کش کشانت در تگِ گورا فگنند

تیرے دوست تیرے لئے قبر کھودیں گے — کشاں کشاں تجھے قبر کے گڑھے میں پھینکیں گے

تا کہ چوں در گور یارانت کنند — طعمۂ موران و مارانت کنند

جب تیرے دوست تجھے قبر میں دفن کر دینگے — تجھے چیونٹیوں اور سانپوں کی خوراک بنا دینگے

بنی از گندِ تو گیرد آں کسے — کہ بہ پیشِ تو ہمی مُردے بسے

تیری بدبو سے (وہ بھی) ناک بند کرے گا — جو اکثر تجھ پر جان قربان کرتا تھا

پرتوِ روح ست نطق و چشم و گوش — پرتوِ آتش بُود در آب جوش

گویائی اور آنکھ، کان، روح کا اثر ہے — پانی میں جوش آنا آگ کا اثر ہوتا ہے

آں چنانکہ پرتوِ جاں بر تن ست — پرتوِ ابدال بر جانِ من ست

جس طرح روح کا پرتو جسم پر ہے — ابدال کا پرتو میری روح پر ہے

جانِ جاں چوں واکشد[3] پا را ز جاں — جاں چناں گردد کہ بیجاں تن بداں

جانِ جاں جب جان سے اپنا قدم پیچھے ہٹا لے — تو سمجھ لے کہ جان، بے جان جسم کی طرح ہو جائیگی

سر ازاں رُومی نہم من بر زمیں — تا گواہ من بُوَد در یوم دیں

میں اسی وجہ سے زمین پر چہرہ رکھتا ہوں — تا کہ وہ قیامت کے دن میری گواہ ہو

یومِ دیں کہ زُلزِلَتْ زِلْزَالَهَا — ایں زماں باشد گواہِ حالہا

قیامت کے دن جبکہ زمین کو زلزلہ آ جائیگا — اس وقت وہ حالتوں کی گواہ ہو گی

کو تُحَدِّثُ جهرتاً اَخْبَارَهَا — در سخن آید زمین و خارہا

کیونکہ وہ علی الاعلان اپنی خبریں سنائے گی — زمین اور اس کا خار و خس بولنے لگے گا

---

[1] تن۔ یہ پانچویں مثال ہے بدن کی تمام خوبیاں روح کی وجہ سے ہیں۔ زیبا۔ خوبصورت۔ خد۔ رخسارہ۔ فر۔ شان وشوکت۔ پرّ وبال۔ ساز وسامان۔ مزبلہ۔ کوڑی، غنج، ناز و ادا۔ جہان۔ عالم۔ جہاں۔ کودنے والا جستن سے اسم فاعل ہے۔ گرم داراں۔ محبت کی گرم جوشی دکھانے والے ترا۔ برائے تو۔

[2] کنند۔ کھودینگے، کندن کا فعل مضارع۔ کش کشاں۔ کھینچتے کھینچتے تگ۔ تہ، گہرائی۔ طعمہ۔ خوراک۔ موراں۔ مور کی جمع ہے چیونٹی ماراں۔ مار کی جمع ہے۔ سانپ بنی گرفتن۔ ناک بند کرنا۔ گند۔ بدبو۔ برکسے مردن۔ کسی پر قربان ہونا۔ جانِ جاں۔ یعنی مرشد کامل۔

[3] پاکشیدن پیچھے ہٹنا۔ بداں۔ تو جان۔ دانستن سے امر کا صیغہ ہے۔ یوم دیں۔ یوم قیامت۔ زلزلت سورۃ الزلزال میں کہا گیا ہے جب زمین بڑے زور سے ہلائی جائے گی اور زمین اپنے خزانے نکال کر پھینک دے گی اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے اس دن تمام خبریں بتا دے گی۔

فلسفی را گوید[1] ز معقولاتِ دُوں — عقل از دہلیزمی ماند بروں

فلسفی کمتر درجہ کی معقولات کی باتیں کرتا ہے — (اُس کی) عقل چوکھٹ سے باہر رہتی ہے

فلسفی مُنکِر شود در فکر و ظن — گو برو سَر را بداں دیوار زن

فکر اور ظن میں (رہ کر) فلسفی منکر ہوتا ہے — کہدے کہ جا، اس دیوار سے سر پھوڑ

نُطقِ آب و نُطقِ خاک و نُطقِ گِل — ہست محسوسِ حواسِ اہلِ دل

پانی کا بولنا اور مٹی کا بولنا اور گارے کا بولنا — اہلِ دل کے حواس کا محسوس ہے

فلسفی کو منکرِ حنّانہ است — از حواسِ انبیاء بیگانہ است

فلسفی جو (اسطوانہ) حنانہ (کے رونے کا منکر) ہے — وہ نبیوں کے حواس سے بے خبر ہے

گوید[2] اُو کہ پرتوِ سودائے خَلق — بس خیالات آوَرَد در رائے خَلق

وہ (فلسفی) کہتا ہے کہ انسانوں کی سوداویت کا اثر — لوگوں کی رائے میں بہت سے خیالات (فاسد) پیدا کرتا ہے

بلکہ عکسِ آں فساد و کفرِ اُو — آں خیالِ مُنکرے رازد بُرو

اس کے فساد اور کفر کا پرتو ہے — جس نے یہ برا خیال اس پر مسلط کردیا ہے

فلسفی مَر دیورا مُنکِر شود — درہماندم سخرۂ دیوے بُود

فلسفی، شیطان کا منکر بنتا ہے — (اور) اسی وقت شیطان کا محکوم ہو جاتا ہے

گر ندیدی دیورا خود رابہ بیں — بے جنوں نبوُد کبودی بر جبیں

اگر تو نے شیطان کو نہیں دیکھا ہے، اپنے آپ کو دیکھ لے — جنون کے بغیر پیشانی پر نیلاہٹ نہیں ہوتی ہے

ہر کرا[3] در دل شک و پیچانی ست — در جہاں اُو فلسفی پنہانی ست

جس کے دل میں شک اور کجی ہے — وہ دنیا میں چھپا فلسفی ہے

مینماید اعتقاد اُو گاہ گاہ — آں رگِ فلسف کُند رویش تباہ

وہ کبھی کبھی اعتقاد کو ظاہر کرتا ہے — فلسفہ کی وہ رگ اس کا روسیاہ کرتی ہے

اَلحَذَر رائے مُوْمناں کو در شماست — در شما بس عالَمِ بے منتہاست

دوڑو، اے مومنو! کہ وہ تمہارے اندر ہے — تم میں (فاسد خیالات کا) بے انتہا جہان ہے

جملہ ہفتاد و دو ملت در تو ست — وہ کہ آں روزے برآرد از تو دست

سب بہتر فرقے تجھ میں ہیں — افسوس! کہ کسی دن وہ ہاتھ پیر نکالیں

ہر کہ اُو را برگِ ایں ایماں بُود — ہمچو برگ از بیمِ اُو لرزاں بُود

جس شخص کے پاس اس ایمان کا ساز و سامان ہوگا — وہ پتے کی طرح اس کے ڈر سے لرزاں ہوگا

---

[1] فلسفی۔ فلاسفہ جمادات کے کلام کے منکر ہیں۔ لہٰذا مولانا ان کی تردید کر رہے ہیں۔ نُطق۔ جمادات اور نباتات کا کلام اہل دل سنتے ہیں۔ حَنّانہ۔ رونے والا، وہ ستون کہلاتا ہے۔ جس کے سہارے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے خطبہ دیا کرتے تھے، منبر بنجانے پر جب آپ نے اس کا سہارا لینا چھوڑا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا بیگانہ، نا آشنا۔

[2] گوید۔ فلسفی جمادات اور نباتات کے کلام کے اعتقاد کو مجنونانہ خیال سے تعبیر کرتا ہے۔ دیورا۔ فلسفی شیطان کا انکار کرتا ہے۔ حالانکہ اسی شیطان کی اطاعت میں حقائق کا انکار کرتا ہے۔ گر ندیدی۔ فلسفی نے اگر شیطان کو نہیں دیکھا ہے۔ تو خود اپنے آپ کو دیکھ لے اسمیں شیطان کے اثرات موجود ہیں۔ جنوں کو بھی اس کے اثرات سے پہچانا جاتا ہے۔

[3] ہر کرا۔ فلسفی کسی گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر کج فہم فلسفی ہی ہوتا ہے۔ اے مومناں۔ ایک شخص جو مومنین کے زمرے میں داخل ہے۔ وہ بھی فلسفی ہوسکتا ہے۔ ایک مومن کے دل میں فاسد خیالات آسکتے ہیں۔ لہٰذا بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ جملہ۔ بہتر گمراہ فرقوں کے اعتقادات انسان کے دل میں چھپے ہوئے ہیں، مومن کا کام یہ ہے کہ انکا نشوونما نہ ہونے دے۔ ہر کہ او۔ ایماندار کا کام ہے کہ وہ بد خیالات کے خوف سے ہمیشہ لرزتا ہے۔

بر بلیس ۱ ددیوزاں خندیدهٔ — کہ تو خود رانیک مردم دیدهٔ
ابلیس اور شیطان پر تو اس لئے ہنستا ہے — کہ تو نے اپنے آپ کو نیک انسان سمجھا ہے

چوں کُند جاں باز گونہ پوستیں — چند واویلا برآید زاہل دیں
جب چھپے ہوئے احوال ظاہر ہوں گے — دیندار لوگ کس قدر واویلا کریں گے

بر دُکاں ہر زرنما خنداں شدست — زانکہ سنگِ امتحان پنہاں شدست
دُکان پر ہر سونا دکھانے والا ہنس رہا ہے — اس لئے کہ کسوٹی غائب ہو گئی ہے

پردہ ۲ اے ستّار از ما بر مگیر — باش اندر امتحاں مارا مجیر
اے پردہ پوش! ہمارا پردہ نہ اٹھا — امتحان میں ہمیں پناہ دینے والا بن جا

قلب پہلوی زند باز رُبہ شب — انتظارِ روزمی دارد ذہب
رات میں کھوٹا سونا (کھرے) سونے کی برابری کرتا ہے — (کھرا) سونا دن کا انتظار کرتا ہے

باز بانِ حال زر گوید کہ باش — اے مزوّر تابر آید روزِ فاش
زبان حال سے (کھرا) سونا کہتا ہے، ٹھہر — اے دھوکہ باز! جب تک کہ دن چڑھے

صد ہزاراں سال ابلیس لعیں — بود زابدال و امیر المومنین
ابلیس لعین لاکھوں سال — ابدال میں سے، اور مومنین (فرشتوں) کا سردار رہا

پنجہ زد با آدم از نازیکہ داشت — گشت رسوا ہمچو سرگیں وقت چاشت
تکبر کی وجہ سے حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں آگیا — اس طرح رسوا ہوا جیسے دن چڑھے گوبر

پنجہ با مرداں مزن اے بو الہوس — برتراز سلطاں چہ می رانی فرس
اے بوالہوس! مردانِ خدا کا مقابلہ نہ کر — بادشاہ سے آگے گھوڑا کیوں دوڑاتا ہے؟

دعا کردن بلعم ۳ با عور کہ موسیٰ علیہ السلام راوقومش را ازیں شہر کہ حصار دادہ اند بے مراد باز گرداں و مستجاب شدن دُعائش

بلعم با عور کا دعا کرنا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اس شہر سے جس کا انہوں نے محاصرہ کر رکھا ہے ناکام واپس کر دے اور اس کی دعا کا مقبول ہونا

بلعمِ با عور را خلقِ جہاں — سغبہ شد مانندِ عیسیٰ زماں
بلعم با عور پر دنیا کی مخلوق — فریفتہ ہوگئی جس طرح عیسیٰ علیہ السلام پر ان کے زمانہ میں

---

۱ بر بلیس۔ شیطان کا مذاق وہ اڑاتا ہے جو اپنے آپ کو بڑا پارسا سمجھتا ہے۔ چوں کند لیکن انسان کے جب مخفی احوال کھلتے ہیں تو اس کے معتقد واویلا کرنے لگتے ہیں۔ پوستین باز گونہ کردن۔ پوستین کو الٹ دینا یعنی مخفی احوال کا ظاہر ہو جانا اور ظاہری حالت کا ختم ہو جانا۔ برِ دُکاں۔ جب تک کسوٹی پر نہیں کیا جاتا کھرا کھوٹا یکساں معلوم ہوتا ہے۔

۲ پردہ۔ جبکہ یہ ثابت ہوگیا کہ ہر انسان میں مخفی عیوب ہیں تو اب مولانا دعا کرتے ہیں۔ باکسے پہلو زدن۔ مقابلہ کرنا صد ہزاراں۔ شیطان۔ مردود ہونے سے قبل بڑا ولی اللہ اور فرشتوں کا سردار تھا۔ پنجہ زدن۔ مقابلہ کرنا، مخالف ہو جانا، برتر۔ بادشاہ کی سواری سے اپنی سواری آگے بڑھانا حد سے تجاوز کرنا ہے۔

۳ بلعم باعور۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ کا ایک مشہور عبادت گزار تھا جو کنعان یا شہر جبارین کا رہنے والا تھا۔ حضرت موسیٰ نے جب کنعان پر چڑھائی کی تو اہل شہر نے اس سے اصرار کیا کہ وہ موسیٰ کی پسپائی کی دعا کرے اصرار کے بعد وہ راضی ہوگیا اس پر اس کا دین و ایمان بھی گیا اور حضرت موسیٰ کا کچھ نہ بگڑا تب اسنے سازش کر کے موسیٰ کی قوم میں زنا کی رسم جاری کردی، شمعون نامی سردار زنا کر بیٹھا جس سے طاعون کی وبا پھیلی اور ہزاروں آدمی ہلاک ہو گئے۔ اشعار بالا میں بزرگوں سے مقابلہ کرنے کی نصیحت تھی بلعم کے قصہ کے ذریعہ سے اس کے انجام بد سے ڈرانا مقصود ہے۔ سغبہ۔ فریفتہ، گرویدہ۔

سجدہ ناوردند کس را دونِ او　　صحتِ ۱ رنجور بود افسونِ او
وہ اس کے علاوہ کسی کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کرتے　　اس کا دم کرنا بیمار کی صحت تھی

پنجہ زد با موسیٰ از کبر و کمال　　آنچناں شد کہ شنیدستی تو حال
کمال اور غرور کی وجہ سے سامنے (حضرت) موسیٰ کا مقابلہ کیا　　اس کا وہ حال ہوا جو تو نے سنا

صد ہزار ابلیس و بلعم در جہاں　　ہمچنیں بودست پیدا و نہاں
لاکھوں شیطان اور بلعم دنیا میں　　ایسے ہی ہوئے ہیں جو مشہور اور غیر مشہور ہیں

ایں دو را مشہور گردانید اِلٰہ　　تا کہ باشند ایں دو بر باقی گواہ
ان دو کو خدا نے مشہور کر دیا　　تاکہ یہ دونوں باقی کے لئے گواہ بنیں

رہزناں را در بیاباں چوں کشند　　یکدو تن را سوئے دِہ زاں شاں کشند
ڈاکوؤں کو جب جنگل میں قتل کر دیتے ہیں　　انمیں سے ایک دو (کی نعش) گاؤں میں کھینچکر لاتے ہیں

تا ببیند اہلِ دِہ گیرند پند　　رویتِ ایشاں بود شاں ہیچو ۲ بند
تاکہ گاؤں والے دیکھیں، نصیحت پکڑیں　　ان کا دیکھنا ان کے لئے بندش بنتا ہے

ایں دو دُزد آویخت بَردارِ بُلند　　ورنہ اندر دہر بس دُزداں بُدند
ان دو چوروں کو (اللہ تعالیٰ نے) اونچی سولی پر لٹکا دیا　　ورنہ دنیا میں بہت سے چور تھے

ایں دو را پرچم بسوئے شہر بُرد　　کُشتگانِ قہر را نتواں شمرد
ان دونوں کو پرچم شہر کی طرف لایا ہے　　(ورنہ) قہر (خدا) کے مارے ہوئے شمار نہیں کئے جاسکتے

نازنینی تو ولے در حدِ خویش　　اللہ اللہ پا منہ از حد تو بیش
تو نازنین لیکن اپنی حد میں (رہ)　　خدا کے لئے حد سے آگے قدم نہ رکھ

گر زنی بر نازنیں تر از خودت　　در تگِ ہفتم زمیں زیر آردت
اگر تو اپنے سے زیادہ نازنین پر حملہ کرے گا　　وہ تجھے ساتویں زمین کے نیچے گہرائی میں اتار دیگا

قصۂ عاد و ثمود از بہرِ چیست　　تا بدانی انبیاء را نازِ کیست
عاد اور ثمود کا قصہ (قرآن میں) کس لئے ہے؟　　(اسلئے ہے) تاکہ تو جان لے انبیاء کا کس پر ناز ہے

ایں نشانِ خسف ۳ و قذف و صاعقہ　　شُد بیانِ عزِ نفسِ ناطقہ
یہ دھنسنے اور سنگباری اور کڑک کی علامت　　نفس ناطقہ کی عزت کے اظہار کے لئے ہے

جملہ حیواں را پئے انساں بکش　　جملہ انساں را بکش از بہرِ ہُش
تمام حیوانات انسان کے لئے مارے جاسکتے ہیں　　ہوشمند (انسانِ کامل) کیلئے سب انسان مارے جاسکتے ہیں

۱ صحت۔ بلعم باعور کے دم کرنے سے بیمار اچھے ہوجاتے تھے۔ حال۔ بلعم کی زبان کتے کی طرح باہر نکلی رہتی تھی۔ ایں دو۔ یعنی شیطان اور بلعم باعور۔ گواہ۔ تاکہ لوگ ان کے حالات کو دیکھ کر اور سنکر عبرت حاصل کریں۔

۲ ہیچو بند۔ گانو والے ڈاکوؤں کی نعشیں دیکھ کر جرائم سے باز رہتے ہیں۔ پرچم۔ بانوں کا گچھا جو جھنڈے کے سر پر باندھا جاتا تھا۔ گرزنی۔ اپنے سے بڑے سے مقابلہ ہلاکت کا باعث ہے۔ ناز کیست۔ یعنی انبیاء کو خدا پر ناز ہوتا ہے۔

۳ خسف۔ زمین میں دھنسنا۔ قارون زمین میں دھنسلیا گیا۔ قذف۔ سنگباری، قوم لوط کو سنگسار کردیا گیا تھا۔ صاعقہ۔ بجلی کی کڑک قوم ثمود پر بجلی گری تھی۔ نفس ناطقہ۔ یعنی انبیاء کرام۔ جملہ حیواں۔ جس طرح حیوانات کو انسانوں کے لئے ذبح کیا جاسکتا ہے اسی طرح انبیاء کی خاطر نافرمانوں کو قتل کرادیا جاتا ہے۔

ہُش چہ باشد عقلِ کل۱ اے ہوشمند | عقلِ جزوی ہُش بود لمّا نژند
اے عقلمند! ہوش کیا ہے؟ عقلِ کامل! | جزوی عقل رکھنے والا بھی (صاحبِ) ہوش ہوتا ہے لیکن افسردہ

جملہ حیواناتِ وحشی زِ آدمی | باشد از حیوانِ اُنسی در کمی
آدمی سے وحشت کرنے والے سب حیوان | مانوس جانوروں سے کم درجہ میں ہوتے ہیں

خونِ آنہا خلق را باشد سبیل | زانکہ وا وحشی انداز عقلِ جلیل
ان کا خون لوگوں کے لئے حلال ہے | کیونکہ وہ بڑی عقل (انسان) سے وحشی ہیں

خونِ ایشاں خلق را باشد روا | زانکہ انساں را نیند ایشاں سزا
ان کا خون لوگوں کے لئے روا ہے | کیونکہ انسان سے ان کو مناسبت نہیں ہے

عزّتِ وحشی بداں ساقط شدست | کہ مر انساں را مخالف آمدست
وحشی (جانور) کی عزت اسی وجہ سے جاتی رہی | کہ وہ انسان کا مخالف ہے

پس چہ عزت باشدت اے نادرہ۲ | چوں شدی تو حمر مُستَنفِرہ
اے احمق! تیری عزت کیا رہے گی؟ | جب تو بھڑکنے والے گدھوں (میں سے) بنگیا

خر نشاید کُشت از بہرِ صَلاح | چوں شود وحشی شود خونش مُباح
مصلحت کیوجہ سے گدھے کو ذبح نہیں کیا جاتا ہے | جب وحشی (گورخر) ہوجاتا ہے تو اس کا خون حلال ہوجاتا ہے

گرچہ خر را دانشِ زاجر نبوُد | ہیچ معذورش نمیدارد و دُود
اگرچہ گدھے میں روکنے والی عقل نہیں ہے | پھر بھی خدا اس کو معذور نہیں رکھتا ہے

پس چو وحشی شد از اں دَم آدمی | کے بود معذور اے یار سمی۳
پھر جب انسان اس (انبیاء کی) گفتگو سے وحشی ہوجائے | اے عالی قدر دوست! وہ کب معذور ہو گا؟

لا جرَمَ کُفّار را شد خوں مباح | ہمچو وحشی پیش نشاب و رِماح
لا محالہ کفار کا خون مباح ہو گیا | وحشی (جانور) کی طرح تیروں اور نیزوں کے سامنے

جفت و فرزندانِ شاں جملہ سبیل | زانکہ بے عقل اند و مردود و ذلیل
ان کی بیویاں اور اولاد سب مباح ہو گئے | اس لئے کہ وہ (دین سے) بے عقل ہیں اور مردود و ذلیل ہیں

باز عقلے کو رَمَد از عقلِ عقل | کرد از عقلی بحیوانات نقل
پھر وہ عقل جو (انبیاء کی) عقلِ کل سے وحشت کرتی ہے | عقلمندی سے حیوانات کی طرف منتقل ہو جاتی ہے

بشنوا کنوں دربیانِ ایں سخن | قصہ از جان و نیکو گوش کُن
اب اس سلسلہ میں ایک قصہ سن | دل و جان سے اور اچھی طرح سن

۱ عقل کل۔ مکمل عقل، یعنی انبیاء عقل جزوی ناقص عقل والا عوام، نژند۔ ضعیف، کمزور حیوانات حیواناتِ وحشی۔ جنگلی جانور، حیوان انسی۔ پالتو جانور، سبیل۔ حلال یعنی شکاری ان کا شکار کر لیتے ہیں عقل جلیل بڑی عقل یعنی انسان۔ سزا۔ مناسبت، لائق

۲ نادرہ۔ احمق۔ حمر مستنفرہ۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔ "وہ کفار حق سے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح گورخر شیر سے" صلاح۔ گدھے سے بار برداری کا فائدہ ہے۔ مباح۔ جائز زاجر۔ منع کرنے والا، بے وُدود۔ دوست رکھنے والا، اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ دم۔ سانس، انبیاء کا کلام

۳ سمی۔ بلند، عالی قدر، نشاب۔ نشابہ کی جمع ہے، تیر، رماح۔ رمح کی جمع ہے، نیزہ۔ جُفت۔ بیوی، جوڑا۔ سبیل۔ مباح۔ عقلِ عقل یعنی انبیاء عقلی عقلمندی۔ نقل منتقل

اعتماد کردنِ ہاروت ۱ و ماروت بر عصمتِ خویش و امیریِ دنیا خواستن و در فتنہ اُفتادن

ہاروت اور ماروت کا اپنی پاکدامنی پر گھمنڈ کرنا اور دنیا کی سرداری چاہنا اور فتنہ میں پھنس جانا

ہمچو ہاروت و چو ماروتِ شہیر۲ — از بَطَر خوردند زہر آلود تیر
مشہور ہاروت اور ماروت جیسوں نے — تکبر کی وجہ سے زہر آلود تیر کھایا ہے

اعتماد بے بودشاں بر قُدسِ خویش — چیست بر شیر اعتمادِ گاوْ میش
ان کو اپنے تقدس پر گھمنڈ تھا — شیر (قضائے الٰہی) پر بھینس (انسان) کو کیا اطمینان ہو سکتا ہے

گرچہ اُو با شیر صد چارہ کُند — شیخ شاخش شیر نر پارہ کُند
اگرچہ وہ شیر کے مقابلہ میں سو تدبیریں کرے — نر شیر اس کے جوڑ جوڑ کے ٹکڑے کر دے گا

گر شود پُر شاخ ہمچو خار پُشت — شیر خواہد گاوْ را نا چار کُشت
خواہ وہ سینگوں سے ساہی کی طرح بھری ہو — لا محالہ شیر گائے کو مار ڈالے گا

گرچہ صَرصَر۳ بس درختاں می کَند — با گیاہ پست احساں می کُند
اگرچہ آندھی بہت سے درختوں کو اکھاڑ دیتی ہے — (لیکن) چھوٹی گھاس پر احسان کرتی ہے

بر ضعیفیِّ گیاہ آں بادِ تُند — رحم کرد اے دل تو از قوّت مُلند
گھاس کی کمزوری پر، تیز ہوا نے — رحم کیا اے دل! تو قوت کے بارے میں نہ غرا

تیشہ را ز انبوہیِ شاخِ درخت — کے ہراس آید بَبُرّ د لخت لخت
درخت کی شاخ کے گھنے پن سے کلہاڑا — کب ڈرتا ہے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے

لیک بر برگے نکوبد خویش را — جُز کہ بر نیشے نکوبد نیش را
لیکن پتے پر اپنے آپ کو نہیں مارتا ہے — سوائے سخت کی اپنی دھار نہیں چلاتا ہے

شُعلہ را ز انبوہیِ ہیزم چہ غم — کے رَمَد قصّاب ز انبوہِ غنم
سوختے کے گٹھرے گھنے پن سے آگ کو کیا ڈر ہے — بکریوں کے ریوڑ سے قصاب کب بھاگتا ہے؟

پیشِ معنیٰ چیست صورت بس زبوں — چرخ را معنیش می دارد نگوں
معنیٰ (مؤثر) کے سامنے صورت (متاثر) کی کیا حقیقت ہے بہت عاجز — آسماں کو اس کا معنیٰ (مؤثر) اوندھا رکھتا ہے

تو قیاس از چرخِ دولابی بگیر — گردشش از چیست از عقلِ مُنیر
تو (کنویں کی) گھری پر قیاس کر لے — اس کی گردش کس کی وجہ سے ہے؟ روشن عقل کی وجہ سے

۱ ہاروت و ماروت۔ مشہور ہے کہ یہ دو فرشتے تھے جن کو اپنی عبادت پر بڑا گھمنڈ پیدا ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ قہر خداوندی میں مبتلا ہوتے۔ یہ قصہ محض ایک افسانہ ہے جس کو مولانا نے عبرت کے لئے نقل کر دیا ہے۔ جس کا خلاصہ خود اعتمادی اور گھمنڈ کے انجام بد کو واضح کرتا ہے۔

۲ شہیر۔ مشہور۔ بطر۔ تکبر و غرور۔ اعتماد۔ بھروسہ۔ قُدس۔ پاکبازی۔ گاوْمیش۔ بھینس۔ شاخ شا۔ ایک ایک عضو۔ پارہ۔ ٹکڑا۔ شاخ سینگ خار پشت۔ بلی کی برابر ایک جنگلی جانور ہے جس کے تمام بدن پر تیروں جیسے کانٹے ہوتے ہیں جن کو وہ اپنی مدافعت میں کھڑا کر لیتا ہے۔ گاوْ یعنی بھینس۔ گرچہ۔ قضا سے صرف زاری اور دعا کے ذریعہ بچا جا سکتا ہے۔

۳ صرصر۔ آندھی۔ مَلُند۔ نہی کا صیغہ ہے۔ لندیدن بوزن۔ جنبیدن۔ غرانا، بکارنا۔ تیشہ۔ کلہاڑا۔ ہراس۔ خوف لخت لخت۔ ریزہ ریزہ۔ نیش۔ سخت، دھار، ڈنک انوی۔ کثرت۔ ہیزم۔ ایندھن قصاب۔ قصائی۔ غنم۔ بکریاں۔ معنیٰ یعنی مؤثر جو کائنات میں تصرف کر رہا ہے۔ صورت یعنی کائنات چرخ دولابی گھڑی جس پر رسی ڈالکر ڈول کھینچا جاتا ہے۔ عقل منیر یعنی انسانی عقل۔

گردشِ ایں قالبِ ۱ ہمچوں سپر
ڈھال جیسے اس جسم کی گردش
ہست از روحِ مستّر اے پسر
اے صاحبزادے! چھپی ہوئی روح کی وجہ سے ہے

گردشِ ایں باد از معنی اوست
اس ہوا کی گردش اس (اللہ تعالیٰ) کے اثر سے ہے
ہمچوں چرخے کو اسیرِ آبِ جوست
اس پن چکی کی طرح جو نہر کے پانی کی پابند ہے

جزر و مدّ و دخل و خرجِ ایں نفس
اس سانس کا اتار اور چڑھاؤ، اندر جانا اور باہر نکلنا
از کہ باشد جز ز جانِ پُر ہوس
سوائے پُر ہوس روح کے کس کی وجہ سے ہے؟

گاہ جیمش می کند گہ حاؤ دال
وہ (روح) اس (سانس) کو کبھی جیم بناتی ہے کبھی حا اور دال
گاہ صلحش می کند گاہے جدال
کبھی اس کو (باعثِ) صلح بنا دیتی ہے کبھی لڑائی کا (سبب)

گہ یمینش می برد گاہے یسار
کبھی اس کو داہنی طرف لیجاتی ہے، کبھی بائیں طرف
گہ گلستاں ۲ می کند گاہیش خار
کبھی اس کو چمن بنا دیتی ہے، کبھی کانٹا

ہمچناں ایں آب را یزدانِ پاک
اسی طرح اللہ پاک نے پانی کو
کرد بر فرعون خونِ سہمناک
فرعون پر خوفناک خون بنا دیا

ہمچنیں ایں باد را یزدانِ ما
اسی طرح ہمارے اللہ نے اس ہوا کو
کردہ بُد بر عاد ہمچوں اژدہا
قوم عاد پر اژدھے کی طرح بنا دیا تھا

باز ہم ایں باد را بر مُومناں
پھر اسی ہوا کو مومنوں پر
کردہ بُد صلح و مراعات و اماں
صلح اور رعایت اور امن بنا دیا تھا

گفت المعنیٰ ہُوَ اللہ شیخِ دیں
دین کے شیخ نے فرمایا ہے معنیٰ وہ اللہ ہی ہے
بحرِ معنیہاست ربُّ العالمیں
معانی کا سمندر رب العالمین ہے

جملہ اطباقِ زمین و آسماں
زمین اور آسمان کے سارے طبقے
ہمچو خاشا کے دراں بحرِ رواں
اس جاری سمندر میں تنکے کی طرح ہیں

حملہا و رقصِ خاشاک اندر آب
پانی کے اندر تنکے کے حملے اور رقص
ہم ز آب آمد بوقتِ اضطراب
پانی کے موجزن ہونے کے وقت پانی کی وجہ سے ہوتے ہیں

چونکہ ساکن خواہدش کرد از مِرا
چونکہ کشمکش سے اس کو سکون دینا چاہتا ہے
سُوئے ساحل افگند خاشاک را
(اسلئے) تنکے کو ساحل پر پھینک دیتا ہے

چوں کشد از ساحلش در موجگاہ
پھر جب اس کو ساحل سے موجوں کی جگہ لائیگا
آں کند آں موج کاتش با گیاہ
وہ موج اس کیساتھ وہ کریگی جو آگ گھاس سے کرتی ہے

۱ قالب۔ جسم مستّر۔ مستور چرخ یعنی پن چکی۔ پُر ہوس۔ ہوسناک، گاہ۔ روح انسان کے سانس کو مختلف حرفوں کی آواز میں منہ سے خارج کرتی ہے۔ گاہ صلحش۔ کبھی ایسے اچھے الفاظ نکالتی ہے جو باہمی دوستی اور صلح کا سبب بنتے ہیں اور کبھی ایسے الفاظ نکالتی ہے جن سے دشمنی پیدا ہوتی ہے۔

۲ گلستاں یعنی وہ کلام جو باغ کیطرح باعثِ تفریح ہو۔ خار۔ یعنی ایسا کلام جو کانٹے کی طرح چبھے۔ فرعون۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کیلئے پانی کو ہلاکت کا سبب بنا دیا۔ عاد۔ قوم عاد پر ہوا مسلط کر دی جس نے اژدھوں کی طرح ان کو تباہ کر دیا۔ بر مومناں۔ غزوہ احزاب میں ہوا ہی مسلمانوں کی فتحمندی کا سبب بنی تھی۔ شیخ دین۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ۔ المعنیٰ ہو اللہ یعنی موثر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہی اور تمام اسباب کا وہی مرجع ہے۔

۳ جملہ۔ اس بحر رواں یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے آسمانوں اور زمینوں کی حقیقت تنکے سے زیادہ نہیں ہے۔ جس طرح ایک سمندر تنکے پر اثر انداز ہے اسی طرح حضرت حق زمینوں اور آسمانوں پر اثر انداز ہے۔ اطباق۔ طبقات۔ آں کند۔ یعنی جب قیامت میں کائنات کو دوبارہ وجود میں لائیگا اسقدر جلد اُمیں تاثیر کریگا جیسا کہ آگ پھونس میں تاثیر کرتی ہے۔

ایں حدیث آخر ندارد بازراں　　جانبِ ہاروت و ماروت اے جواں
اس بات کا آخر نہیں ہے، پھر چل　　اے جوان! ہاروت و ماروت (کے قصہ) کی جانب

بقیۂ قصّۂ ہاروت و ماروت و نکال ۱ و عقوبتِ ایشاں
ہاروت اور ماروت اور ان کی سزا اور عذاب کے قصہ کا بقیہ

چوں گناہ و فسقِ خلقانِ جہاں　　می شُدے روشن بایشاں آں زماں
جب دنیا کی مخلوق کی بدکاری اور گنا　　ان پر واضح ہوتا، اس وقت

دست خائیدن گرفتندے زخشم　　لیک عیبِ خود ندیدندے بچشم
وہ غصہ سے ہاتھ چبانا شروع کر دیتے　　لیکن آنکھوں سے اپنا عیب نہ دیکھتے

خویش در آئینہ دید آں زشت مَرد　　رُو بگردانید ازاں و خشم کرد
بدصورت نے اپنے آپ کو آئینہ میں دیکھا　　اس سے منہ پھیر لیا اور اس پر غصہ کیا

خویش بیں چوں از کسے جُرمے بدید　　آتشے دروے زدوزخ شد پدید
خود میں جب کسی کا کوئی گناہ دیکھتا ہے　　اس میں دوزخ کی آگ نمودار ہو جاتی ہے

حمیتِ ۲ دیں خواند اُو آں کبر را　　ننگرد درخویش نفسِ گبر را
اس تکبر کو وہ دین کی حفاظت بتاتا ہے　　اپنے اندر بے دین نفس کو نہیں دیکھتا ہے

حمیتِ دیں رانشانے دیگرست　　کہ ازاں آتش جہانے اخضرست
دینی حمیت کی علامت تو دوسری ہے　　کہ اس آگ سے تو دنیا سرسبز ہوتی ہے

گفت حق شاں گر شمارو شنگرید ۳　　درسیہ کاراں مُغفّل منگرید
اللہ (تعالیٰ) نے ان (ہاروت و ماروت) سے فرمایا اگر تم نورانی ہو　　سیاہ کاروں کو غفلت سے نہ دیکھو

شُکر گوئید اے سیاہ و چاکراں　　رَستہ ایداز شہوت و از مثل آں
اے سپاہیو اور خادمو! شکر ادا کرو　　کہ شہوت اور اس جیسی چیز سے بچے ہوئے ہو

گرازاں معنیٰ نہم من برشما　　مَر شمارا پیش نپذیرد سَما
اگر وہ معنیٰ (شہوت) میں تم میں رکھدوں　　تمہیں آسمان نہ قبول کرے

عِصمتے کہ مَر شمارا درتن ست　　آں زعکسِ عِصمت وحفظِ من ست
وہ پاکدامنی جو تمہارے جسم میں ہے　　وہ میرے بچانے اور حفاظت کرنیکا اثر ہے

آں زمن بینید نز خودبین وہیں　　تا نچر بد برشما دیو لعیں
اس (عصمت) کو میری جانب سے سمجھو نہ کہ اپنی جانب سے خبردار خبردار　　تاکہ تم پر لعین شیطان غالب نہ آجائے

---

۱ نکال۔ عذاب۔ عقوبت۔ سزا۔ دست خائیدن۔ ہاتھ چبانا۔ یعنی افسوس کرنا۔ خشم۔ غصہ۔ زشت مرد۔ بدصورت آدمی خویش بیں۔ خود پسند، متکبر۔

۲ حمیت۔ بوزن خدمت۔ حفاظت کرنا پرہیز کرنا اور اگر حاء کا فتحہ میم کا کسرہ اور یا کو مشدد پڑھا جائے تو غیرت مندی کے معنیٰ میں ہوگا۔ گبر بے دین، سرکش۔ اخضر۔ سرسبز یعنی دین کی غیرت سے جو غصہ آتا ہے وہ دنیا کی سرسبزی کا باعث ہوتا ہے۔

۳ روشنگر۔ نورانی۔ سیکار۔ گنہگار۔ مغفل۔ غافل۔ سپاہ و چاکراں۔ فرشتے اللہ کے سپاہی اور خدام دربار ہیں مثل آں۔ بعض نسخوں میں اس کی بجائے چاک راں ہے ران کا شگاف یعنی عورت کی شرم گاہ معنیٰ۔ یعنی شہوت سما۔ آسمان۔ عصمت پاکدامنی بچاو زمن۔ از من۔ چر بد۔ چربیدن، غالب آجانا۔

آنچنانکہ[1] کاتبِ وحیِ رسول — دید در خود حکمت و نورِ وصول

جیسا کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وحی کے کاتب نے — اپنے اندر حکمت اور وصول (الی اللہ) کے روشنی دیکھی

خویش را ہم لحنِ مرغانِ خدا — می شمرد آں بُد صفیرے چوں صدا

اپنے آپ کو طائرانِ قدس کا ہم نوا — سمجھا، (حالانکہ) وہ صدائے بازگشت کی طرح کی آواز تھی

لحنِ مرغاں را اگر واصف[2] شوی — بر ضمیرِ مرغ کے واقف شوی

اگر تو پرندوں کی بولی بولے — پرندہ کے دل سے تو کب واقف ہو سکتا ہے؟

گر بیاموزی صفیرے بُلبلے — تو چہ دانی کُو چہ گوید با گلے

اگر تو بلبل کی چہچہاہٹ سیکھ لے — تو کیا جانے کہ وہ پھول سے کیا کہتی ہے؟

ور بدانی از قیاس واز گماں — باشد آں بر عکسِ آں اے ناتواں

اگر تو قیاس اور گمان سے سمجھ بھی لے — (تو) اے ناتواں! وہ اس کے برعکس ہو گا

باشد آں بے شک و بے شبہ گماں — چوں زلبِ جُنباں گمانہائے کراں

وہ یقیناً (محض) گمان ہو گا — جیسا کہ بہرے کا گمان ہونٹ ہلانیوالوں کے بارے میں

بعیادت رفتنِ کر بخانۂ ہمسایۂ بیمار و رنجیدنِ بیمار

ایک بہرے کا بیمار پڑوسی کے گھر مزاج پرسی کے لئے جانا اور بیمار کا رنجیدہ ہونا

آں کرے را گفت افزوں[3] مایۂ — کہ تُرا رنجور شد ہمسایۂ

ایک ذی حیثیت آدمی نے بہرے سے کہا — کہ تیرا پڑوسی بیمار ہو گیا ہے

گفت با خود کر کہ با گوشِ گراں — من چہ دریابم زگفتِ آں جواں

بہرے نے اپنے دل میں کہا کہ بہرے کانوں سے — میں اس نوجوان کی گفتگو کیا سمجھوں گا

خاصہ رنجور و ضعیف آواز شُد — لیک باید رفت آنجا نیست بُد

خصوصاً (جبکہ وہ) بیمار اور کمزور آواز والا ہو گیا ہے — لیکن وہاں جانا ہی چاہیئے، کوئی چارہ نہیں ہے

چوں بہ بینم کاں لبش جُنباں شود — من قیاسے گیرم آنرا ہم زخود

جب میں دیکھونگا کہ اس کے ہونٹ ہلتے ہیں — میں خودبخود اس سے قیاس کر لوں گا

چونکہ گویم چونی اے محنت کشم — او بخواہد گفت نیکم یا خوشم

جب میں کہوں گا اے میرے مصیبت زدہ دوست تو کیسا ہے؟ — وہ کہے گا اچھا ہوں یا خوش ہوں

من بگویم شُکر چہ خوردی ابا — اُو بگوید شُربتے یاماش با

میں کہوں گا (اللہ کا) شکر ہے، بابا کیا کھایا ہے؟ — وہ یا شوربا کہے گا یا اڑد کا شوربا

---

[1] آنچنانکہ۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنی پرتو کو اپنی ذاتی صفت سمجھنا غلط ہے کاتب۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ وصول۔ یعنی خدا رسیدہ لحن، آواز مرغانِ خدا۔ انبیاء جن کا طائر روح قدس باری کے قریب رہتا ہے۔ صفیر۔ سیٹی، پرندہ کی آواز۔ صدا گونج۔

[2] واصف۔ صاحب وصف۔ ضمیر۔ باطن، دل ور بدانی۔ اگر اٹکل سے پچھ سمجھو گے تو وہ حقیقت کے خلاف ہو گا کراں۔ کر کی جمع، بہرا بہرے دوسروں کے ہونٹوں کی حرکات سے کچھ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جو عموماً صحیح نہیں ہوتا ہے۔ اسی مضمون کو اس قصہ سے واضح کیا ہے۔

[3] افزوں مایہ۔ معزز آدمی، متمول۔ رنجور۔ بیمار۔ کر۔ بہرا۔ گوشِ گراں۔ اونچا سننے والا کان۔ خاصہ۔ خصوصاً نیست بد۔ کوئی چارہ نہیں ہے۔ ابا۔ ہم نے اب بمعنی باپ سمجھ کر ترجمہ کیا ہے۔ شربت۔ شوربا۔ ماش با۔ اڑد کی دال کا شوربا۔

من بگویم صحّ نوشت ا کیست آں — از طبیباں پیشِ تو گوید فلاں
میں کہونگا تیرا پینا مناسب ہوا، وہ کون ہے؟ — طبیبوں میں سے تیرا معالج وہ کہے گا فلاں

من بگویم بس مبارک پاست اُو — چونکہ اُو آید شود کارت نکو
میں کہوں گا وہ بہت مبارک قدم ہے — چونکہ وہ آتا ہے، تیرا کام اچھا ہو جائے گا

پائے اُورا آزمودستیم ما — ہر کجا شدمی شود حاجت روا
ہم نے اس کا قدم آزمایا ہے — جہاں پہنچتا ہے، حاجت روا بن جاتا ہے

ایں جواباتِ قیاسی راست کرد — پیشِ آں رنجور شد آں نیک مرد
ان قیاسی جوابوں کو اس نے ٹھیک کر لیا — (پھر) وہ نیک انسان، بیمار کے پاس گیا

گوئیا رنجو را خاطر ۲ زکرُ — اندکے رنجیدہ بُود اے پُر ہُنر
گویا بیمار کا دل بہرے سے — کچھ رنجیدہ تھا، اے ہنر مند!

کردر آمد پیشِ رنجور و نشست — برسَرِ اُو خوش ہمی مالید دست
بہرا، بیمار کے پاس پہنچا اور بیٹھ گیا — اس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرنے لگا

گفت چونی؟ گفت مردم گفت شکر — شد ازو رنجور پُر آزار و نکر
اسنے کہا تو کیسا ہے؟ (بیمار نے) کہا میں تو مرگیا اسنے کہا شکر ہے — اس سے بیمار، تکلیف اور ناگواری سے بھر گیا

کایں چہ شکرست اُوعدوّ ماشدست — کرقیاسے کردو آں کژ آمدست
کہ یہ کیسا شکر ہے وہ ہمارا دشمن ہوا ہے — بہرے نے اٹکل لگائی اور وہ ٹیڑھی لگی

بعدازاں گفتش چہ خوردی گفت زہر — گفت نُوشت ۳ بادا افزوں گشت قہر
اسکے بعد اس سے کہا، تو نے کیا کھایا ہے اسنے کہا زہر! — اس نے کہا مبارک ہو، اس کا غصہ اور بڑھا

بعدازاں گفت از طبیباں کیست اُو — کہ بیاید اُو بچارہ پیشِ تُو
اسکے بعد اس نے کہا، طبیبوں میں سے کون ہے — جو تیرے پاس علاج کے لئے آتا ہے؟

گفت عزرائیل می آید برو — گفت پایش بس مبارک شاد شو
(بیمار نے) کہا، ملک الموت آتا ہے جا — اس نے کہا اس کے قدم بہت مبارک ہیں، خوش ہو جا

ایں زماں از نزد اورایم برت — گفتم اُورا تا کہ گردو غمخورت
میں تیرے پاس ابھی اس کے پاس سے آیا ہوں — میں نے اس کو کہا ہے کہ تیری خبر گیری کرے

کر بروں آمد از انجا شاد ماں — شُکر کِش کردم مراعات ایں زماں
بہرا اس جگہ سے خوش خوش لوٹا — (اللہ کا) شکر ہے کہ میں نے اس وقت اس کا حق ادا کردیا ہے

---

۱ صحّ نوشت۔ تیرا پینا درست ہوا۔ مبارک پا۔ مبارک قدم۔ حاجت روا۔ ضرورت کو پورا کرنے والا۔ راست کردن۔ صحیح کر لینا۔
۲ خاطر۔ دل مزاج چونی۔ چساں ہستی شکر یعنی اللہ کا شکر ہے نکر۔ ناگواری، بدست بودہ است۔ کژ۔ کج، ٹیڑھا۔
۳ نوشت باد۔ تجھے مبارک ہو۔ قہر یعنی بیمار کا غصہ چارہ علاج، تدبیر عزرائیل۔ موت کے فرشتے کا نام ہے برت۔ یعنی تیرے پاس۔ کِش کہ اش۔ مراعات لحاظ مروت۔

خود گمانش از کری[1] معکوس بُود — کہ زیانِ محض راپنداشت سُود

بہرے پن کی وجہ سے اس کا گمان الٹا تھا — کہ خالص نقصان کو وہ نفع سمجھا

رُد بِرہ می گفت با خود از عَما — شکر کہ کردم عیادت جار را

وہ راستہ میں اندھے پن سے، اپنے دل میں سوچ رہا تھا — (خدا) کا شکر ہے کہ میں نے پڑوسی کی عیادت کر لی

گفت رنجوراِیں عدُوِ جانِ ماست — ماندانستیم کُو کانِ جفاست

(لیکن) مریض نے کہا یہ تو ہماری جان کا دشمن ہے — ہم نہ سمجھے تھے کہ وہ تو ظلم کی کان ہے

خاطرِ رنجور جویاں صد سَقط — تاکہ پیغامش کُند از ہر نمَط

مریض کا دل سینکڑوں بری باتیں سوچ رہا تھا — تاکہ اس کو ہر طرح کا پیغام بھیجے

چوں کسے کُو خوردہ باشد آشِ[2] بَد — می بشوراند دلش تاقے کُند

اس شخص کی طرح جس نے خراب حریرہ پیا ہو — اس کا دل متلا رہا ہو، تاکہ قے کر ڈالے

کظمِ غیظ اینست آنرا قے مکن — تابیابی در جزا شیریں سخن

غصہ کو گھونٹنا یہی ہے کہ اس کو نہ اگل — تاکہ بدلے میں میٹھی بات حاصل ہو

چوں نبُودش صبرمی پیچید اُو — کایں سگِ ملعون کُز گفتار کُو

چونکہ اس میں صبر (کا مادہ) نہ تھا وہ بل کھا رہا تھا — کہ یہ ملعون کتا، بکواس کرنے والا کہاں ہے؟

تا بریزم بروے آنچہ گفتہ بُود — کاں زماں شیرِ ضمیرم خفتہ بود

تاکہ اس پر پلٹ دوں جو اس نے کہا ہے — کیونکہ اس وقت میرے اندر کا شر سو رہا تھا

چوں عیادت بہرِ دل آرامی ست — ایں عیادت نیست دشمن کامی ست

جبکہ بیمار پرسی دل کو آرام پہنچانے کے لئے ہے — یہ تو بیمار پُرسی نہیں ہے، عداوت ہے

تابہ بیند دشمنِ خود رانزار[3] — تابگیرد خاطرِ زشتش، قرار

تاکہ اپنے دشمن کو بد حال دیکھے — تاکہ اس کی بری طبیعت کو سکون ہو

بس کساں کایشاں عبادتہا کنند — دل برضواں و ثواب آں نہند

بہت انسان ہیں جو عبادت کرتے ہیں — اور (اللہ تعالیٰ کی) خوشنودی اور اس کے ثواب کی امید کرتے ہیں

خود حقیقت معصیت باشد خفی — بس کدر کانرا تو پنداری صفی

(لیکن) وہ چھپی ہوئی گنہگاری ہوتی ہے — بہت سے گدلے پانی ہوتے ہیں جن کو تو صاف پانی سمجھتا ہے

ہمچوں آں کرکُو ہمی پنداشت ست — کونکوئی کرد واں خود بد بُدست

اس بہرے کی طرح جس نے یقین کیا ہے — کہ اس نے بھلائی کی (حالانکہ) وہ برائی تھی

---

[1] از کری۔ بہرے پن کی وجہ سے اس کے سب قیاس الٹے ہوئے اور مضر پڑے۔ روبرہ۔ روئے خود براہ آوردہ عما۔ اندھا پن۔ کان۔ معدن جفا۔ ظلم۔ سقط۔ بری بھلی باتیں نمط۔ طرز، طریقہ۔

[2] آش، حریرہ۔ بد۔ بدبودار شورانیدن۔ بے چین ہونا۔ کظم، غصہ کو پی جانا۔ غیظ۔ غصہ، غضب۔ کو۔ کہاں۔ دشمن کام۔ دشمن کے مقصد کے مطابق، یعنی تباہ و برباد۔

[3] نزار۔ بدحال۔ خاطر زشت بد باطنی، بس کساں۔ یہاں سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ انسان اپنے بہت سے اعمال کو صحیح سمجھتا ہے۔ حالانکہ وہ غلط ہوتے ہیں۔ رضوان۔ رضامندی دل برچیزے نہادن۔ کسی چیز کا امیدوار ہونا۔ کر۔ بہرا کو۔ کہ او۔

اُو نشستہ خوش کہ خدمت کردہ ام | حقِّ ہمسایہ [1] بجا آوردہ ام
وہ خوش ہو بیٹھا کہ میں نے خدمت کی ہے | (اور) پڑوسی کا حق ادا کیا ہے

بہرِ خود اُو آتشے افروختہ ست | دردلِ رنجور و خود راسوختہ ست
اس نے (تو) اپنے لئے آگ بھڑکا دی ہے | بیمار کے دل میں، اور اپنے آپ کو پھونک دیا ہے

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ اَوْقَدْتُمُوْ | اِنَّکُمْ فِی الْمَعْصِیَۃِ اِزْ دَدْتُمُوْ
اُس آگ سے بچو جو تم نے بھڑکائی | تم نے تو گنہگاری میں ترقی کی ہے

گفت پیغمبر بیک صاحب ریا | صَلِّ اِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ یَافَتٰی
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک ریا کار سے فرمایا | اے نوجوان! نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی ہے

از برائے چارہ ایں خوفہا | آمد اندر ہر نمازے اِھْدِنَا [2]
ان ہی اندیشوں کے علاج کے لئے | ہر نماز میں "اے اللہ ہماری رہنمائی فرما آیا ہے

کیں نمازم رامیا میز اے خدا | با نمازِ ضَالِّین و اہلِ ریا
کہ اے اللہ! میری اس نماز کو نہ ملا | گمراہوں اور ریا کاروں کی نماز کے ساتھ

از قیاسے کہ بکرد آں کر چنیں | صحبتِ [3] دہ سال باطل شد بدیں
اس اٹکل کی وجہ سے جو اس بہرے نے کی | دس سال کی دوستی ٹوٹ گئی

خواجہ پندارد کہ طاعت می کُند | بیخبر کز معصیت جاں می کَند
جناب سمجھ رہے ہیں کہ عبادت کرتے ہیں | اس سے بیخبر ہیں کہ گناہ کیوجہ سے جان کوہلاک کر رہے ہیں

رو قیاسِ خویشتن را ترک کُن | کز قیاست تو شود ریش کُہن
جاء اپنا قیاس چھوڑ | کیونکہ تیرے قیاس کی وجہ سے زخم پرانا بن جائیگا

خاصہ اے خواجہ قیاسِ حسِّ دوں | اندر آں وحی کہ ہست از حد فزوں
اے صاحب! خصوصاوہ قیاس جوناقص حس کے ذریعہ ہو | اس وحی میں جو (تیری) حد سے آگے ہے

گوشِ حسِّ تو بحرفِ ار درخورست | داں کہ گوشِ غیب گیرِ تو کرست
تیرے حس کا کان اگر حرفوں کے لائق ہے (بھی) | (تو) سمجھ لے کہ تیرا غیب کو سننے والا کان بہرا ہے

[1] ہمسایہ۔ پڑوسی۔ فاتقوا پس۔ بچو۔ النار۔ آگ۔ الّتی۔ جس کو۔ اَوْقَدْتُمْ۔ تم نے بھڑکایا۔ انکم۔ بیشک تم۔ فِی الْمَعْصِیَۃِ۔ گناہ میں۔ اِزْدَدْتُمْ۔ تم بڑھ گئے۔ گفت پیغمبر۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور اس نے رکوع سجدہ ٹھیک کئے بغیر نماز پڑھی اور پھر آنحضور کو سلام کیا۔ آنحضور نے فرمایا جاؤ تم نے نماز نہیں پڑھی دوبارہ پڑھو تین بار ایسا ہی ہوا پھر آنحضور نے اس کو صحیح نماز کا طریقہ بتلایا۔ یہ روایت اس شخص کے بارے میں ہے جس نے تعدیل ارکان نہیں کی تھی۔ اس کو ریاکار فرمانا ثابت نہیں ہے۔

[2] اِہْدِنَا۔ اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ سورہ فاتحہ میں ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ ضالین۔ ضال کی جمع ہے۔ گمراہ۔ اہل ریا۔ ریاکار۔

[3] صحبت دہ سال۔ بہرے اور بیمار پڑوسی کی دس سالہ ملاقات۔ ریش کہن۔ پرانا زخم، ناسور۔ حس دوں۔ کمتر درجہ کے حواس۔ از حد فزوں۔ وحی الٰہی کا حقیقی ادراک ظاہری حواس سے نہیں ہو سکتا ہے۔ درخور۔ لائق۔ قیاسک۔ کاف تحقیر کے لئے ہے چونکہ یہ قیاس نص کے مقابلہ میں ہے۔

دربیاں آنکہ اوّل کسی کہ در مقابل نصِ صریح قیاس آورد ابلیس بود
اس بیان میں کہ جس نے سب سے پہلے صریح نص کے مقابلہ میں قیاس کیا وہ شیطان تھا

اوّل آں کس کیں قیاسکہا نمود | پیشِ انوارِ خدا ابلیس بود
سب سے پہلا شخص، جس نے یہ بیہودہ قیاس کے | خدائی انوار کے مقابلہ میں وہ شیطان تھا

گفت نار از خاک بیشک بہتر ست ۔۔۔ من ز نار ۱ و اُو ز خاکِ اکدر ست

اس نے کہا کہ یقیناً آگ مٹی سے بہتر ہے ۔۔۔ میں آگ سے اور وہ (آدم) تاریک مٹی سے بنا ہے

پس قیاسِ فرع بر اصلش کُنیم ۔۔۔ اُو ز ظلمت ماز نورِ روشنیم

ہم فرع کو اصل پر قیاس کریں گے ۔۔۔ وہ تاریکی سے، میں روشن نور سے (بنا) ہوں

گفت حق نے بلکہ لَا اَنْسَابَ شُد ۔۔۔ زہد و تقویٰ فضل را محراب شُد

اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں، بلکہ "نسبت کچھ نہیں" طے ہوگیا ہے ۔۔۔ پرہیز گاری، اور تقویٰ بزرگی کا مقام بنگیا ہے

ایں نہ میراثِ جہانِ فانی ست ۔۔۔ کہ بہ انسابش بیابی جانی ست

یہ فانی دنیا کی وراثت نہیں ہے ۔۔۔ جسکو نسب کی بنیاد پر حاصل کرلے (بلکہ) روحانی (وراثت) ہے

بلکہ ایں میراثہائے انبیا ست ۔۔۔ وارثِ ایں جانہائے اتقیاء ست

بلکہ یہ انبیاء کا ورثہ ہے ۔۔۔ اس کی وارث، متقیوں کی جانیں ہیں

پورِ آں بوجہل شد مومن عیاں ۔۔۔ پورِ آں ۲ نوحؑ نبی از گمرہاں

ابو جہل کا بیٹا علی الاعلان مومن بنا ۔۔۔ نوح نبیؑ کا بیٹا گمراہوں میں سے (بنا)

زادہ خاکی مُنوَّر شُد چو ماہ ۔۔۔ زادہ آتش توئی اے رُو سیاہ

خاک سے پیدا شدہ چاند کی طرح منور ہوا ۔۔۔ اے روسیا! تو آگ سے پیدا شدہ ہے

ایں قیاسات و تحری روزِ اَبر ۔۔۔ یا بشب مَر قبلہ را کردست جبر

یہ اٹکل اور قیاس ابر کے دن ۔۔۔ یا رات میں قبلہ کا بدل ہیں

لیک با خورشید و کعبہ پیشِ رُو ۔۔۔ ایں قیاس وایں تحَرّی را مجُو

لیکن سورج اور کعبہ کے سامنے ہوتے ہوئے ۔۔۔ یہ قیاس اور یہ اٹکل کام میں نہ لا

کعبہ نادیدہ مکُن رُوز زو متاب ۔۔۔ از قیاس اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

کعبہ کو ان دیکھا نہ بنا، اس سے منہ نہ موڑ ۔۔۔ قیاس کر کے، (اور) اللہ بہتر جانتا ہے

چوں صفیرے بشنوی از مُرغِ حق ۳ ۔۔۔ ظاہرش را یادگیری چوں سبق

جب تو طائر قدس کی آواز سن لیتا ہے ۔۔۔ اس کو ظاہر کو سبق کی طرح رٹ لیتا ہے

وانگہے از خود قیاساتے کُنی ۔۔۔ مَر خیالِ محض را ذاتے کُنی

پھر اپنی جانب سے قیاسات کرتا ہے ۔۔۔ محض خیال کو تو ذات بنا لیتا ہے

اصطلاحاتے ست مَر اَبدال را ۔۔۔ کہ نباشد زاں خبر اَقوال را

ابدال کی خاص اصطلاحیں ہیں ۔۔۔ (صاحب) اقوال کو ان کا علم نہیں ہوتا ہے

۱ من زنار۔ شیطان کا مادہ ناری ہے اور آدم علیہ السلام کا خاکی ہے۔ اکدر۔ زیادہ میلا۔ تاریک۔ فرع۔ شاخ کنیم۔ قیاس میں کسی جزدی مسئلہ کو کسی کلیہ سے مستنبط کیا جاتا ہے تو فرع سے مراد وہ جزدی مسئلہ ہے اور اصل سے کلیہ مراد ہے لَا اَنْسَابَ۔ انسانی نسب کا روحانی معاملوں میں اعتبار نہیں ہے۔ محراب۔ صدر مقام۔ پور۔ بیٹا۔ ابو جہل کا بیٹا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ آخر میں مسلمان ہوئے اور بڑے کارنامے کے جنگ یرموک میں شہید ہوئے

۲ پورِ نوح۔ نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان ایمان نہ لایا اور طوفان میں غرق ہوا زادہ خاکی۔ حضرت آدم علیہ السلام۔ زادہ آتش۔ شیطان۔ تحری۔ اٹکل لگانا ابر کے دن یا رات میں اگر سمت قبلہ معلوم نہ ہو تو جسطرف بھی قبلہ ہونیکا زیادہ گمان ہو نماز پڑھ لی جاتی ہے اور وہ نماز درست ہوت ہے خواہ قبلہ کی مخالف سمت کو پڑھی گئی ہو۔ کعبہ۔ نادیدہ۔ اگر کعبہ سامنے ہو تو اس کو ان دیکھا بنا کر تحری کرنا غلط ہوگا۔

۳ مُرغِ حق انبیاء و اولیاء خطیر قدس کے طائر کہلاتے ہیں۔ چوں سبق۔ یعنی صرف حروف رٹ لینا۔ خیال۔ یعنی غیر موجود چیز۔ ذات۔ یعنی حقیقت اقوال۔ یعنی وہ لوگ جو الفاظ رٹے ہوئے ہیں اور معانی سے بہت دور ہیں بعض نسخوں میں عقال ہے جو عاقل کی جمع ہے۔

منطق ا الطیری بصوت آموختی — صد قیاس و صد ہوس افروختی

تو نے پرندوں کی بولی، آواز سے سیکھ لی (اور) سینکڑوں قیاس اور سینکڑوں ہوسیں روشن کردیں

ہمچوں آں رنجور دلہا از تو خست — کر بہ پندارِ اصابت گشت مست

اس بیمار کی طرح، تجھ سے بہت سے دل شکستہ ہوگئے بہرا درستگی کے گھمنڈ سے مست ہو گیا

کاتبِ آں وحی زاں آوازِ مرغ — بردہ ظنّے کو بُوَد انبازِ مرغ

اس وحی کا کاتب طائر قدس کی آواز سے گمان کرنے لگا کہ وہ طائر قدس کا شریک ہے

مُرغ پرّے زد مر اُورا کور کرد — نک فرو بردش بقعرِ مرگ و درد

طائر قدس نے ایک پر مارا (اور) اس کو اندھا کردیا اس کو موت اور عذاب کے گڑھے میں اتار دیا

ہیں ۲ بعکسے یا بظنّے ہم شما — در میفتید از مقامات سما

خبردار! تم بھی پرتو یا گمان کی وجہ سے آسمانی مراتب سے نہ گر پڑنا

گرچہ ہاروتید و ماروت و فزوں — از ہمہ بربامِ نَحنُ الصَّافُوں

اگرچہ تم ہاروت اور ماروت ہو اور بڑھ کر سب سے ہم صف بندی کرنیوالے ہیں کے ایوان پر

بر بَدِ یہائے بَداں رحمت کُنید — بر مَنی و خویش بینی کم تنید

بروں کی برائی پر رحم کرو خودی اور خود پسندی پر نہ اکڑو

ہیں مبادا غیرت آیداز کمیں — سرنگوں افتید در قعرِ زمیں

خبردار! غیرتِ (خداوندی) گھات سے نہ نکل آئے (اور) زمین کے گڑھے میں اوندھے گرو

ہر دو گفتند اے خدا فرماں تراست — بے امانِ تو امانے خود کجاست

(ہاروت ماروت) دونوں نے کہا اے خدا! حکم تیرا ہی ہے تیری امان کے بغیر امان کہاں ہے؟

ایں ہمی گفتند دل ۳ شاں می طپید — بد کجا آید زما نِعمَ العَبید

یہ وہ کہہ رہے تھے (اور) ان کا دل بے چین تھا ہم بہترین غلاموں سے برائی کیسے سرزد ہوسکتی ہے؟

خار خارِ دو فرشتہ ہم نہشت — تاکہ تخمِ خویش بینی رانکشت

ان دونوں فرشتوں کے دھوں نے نہ چھوڑا جب تک کہ خود بینی کا بیج نہ بو دیا

بس ہمی گفتند کاے ارکانیاں — بے خبر از پاکیِ رُوحانیاں

وہ کہتے تھے، اے عناصر سے بنے ہوؤ! روحانی مخلوق کی پاکیزگی سے بے خبر

ماکہ بر گردوں تتقہا می تنیم — برزمیں آئیم و شادر واں زنیم

ہم جو کہ آسمان پر (عبادت کے) خیمے تانتے ہیں ہم زمین پر آ گئے (اور) (کناہوں کے) شامیانے لگائیں گے

---

۱ منطق الطیر ۔ پرندوں کی بولی، یہاں سے مولانا نے اولیاء کے مقابلہ میں قیاس آرائی کی برائی ظاہر کی ہے رنجور۔ جس طرح بہرے سے وہ مریض دل شکستہ ہوا۔ بزرگوں کے دل تجھ سے خستہ ہوں گے۔ آوازِ مرغ۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آیات کی تلاوت یعنی آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ یعنی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو یہ خیال ہوگیا کہ میں وحی میں شریک ہوں۔ مجھ پر بھی وحی آتی ہے۔

۲ ہیں۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے اور خطاب ہاروت و ماروت کو ہے۔ نَحنُ الصَّافُونَ ۔ ہم صف بستہ ہیں یہ فرشتوں کا مقولہ ہے۔ منی۔ انانیت، خودی، تنیدن۔ تننا، اکڑنا غیرت۔ یعنی خدائی غیرت۔ کمیں۔ گھات۔ قعر۔ گہرائی فرماں تراست تجھے حکم دینے کا حق ہے۔

۳ دل شاں می طپید ۔ ان کے دل بے چین تھے، چونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ان سے بدی کا صدور ممکن نہیں ہے نعم العبید۔ اچھے غلام خار خار۔ وسوسے جو دل میں کانٹے کی طرح چبھتے ہیں۔ ارکانیاں۔ وہ جو ارکانِ اربعہ یعنی چار عنصروں سے بنے ہیں۔ تتق بڑا خیمہ۔ شادُرواں۔ سائبان، بڑا فرش۔ کنگرہ۔

ہر دوشاں گفتند مارا باک نیست | کہ سَرشتِ ما ز آب وخاک نیست
ان دونوں نے کہا ہمیں کوئی پروا نہیں ہے | اس لئے کہ ہمارا خمیر پانی اور مٹی کا نہیں ہے

عدل ورزیم و عبادت آوریم | باز ہر شب سوئے گردوں بَر پریم
ہم انصاف کریں گے اور عبادت بجا لائینگے | پھر ہر رات کو آسمان پر اڑ جائیں گے

تاشویم اُعجوبۂ ۱؎ دَورِ زماں | تا نہیم اندر زمیں اَمن و اماں
یہاں تک کہ ہم دور زمانہ کے انوکھے بنجائینگے | (کیونکہ) ہم زمین پر امن و امان قائم کرینگے

آں قیاس حال گردون بر زمیں | راست ناید فرق دارد در کمیں
آسمان کے حال کو زمین پر قیاس کرنا | درست نہ ہو گا، گہرا فرق ہے

دَربیانِ آنکہ حالِ خود و مستیِ خود پنہاں باید داشت
اسکا بیان کہ اپنی حالت اور اپنی مستی کو چھپانا چاہئے

بشنو الفاظِ حکیم پردۂ | سر ہم آنجا نہ کہ بادہ خوردۂ
رازداں حکیم کے الفاظ سن | جس جگہ تو نے شراب پی ہے وہیں سر رکھدے

مستے از میخانہ چوں ضال شُد | تسخر و ۲؎ بازیچۂ اَطفال شُد
کوئی مست جب کسی میخانہ سے بھٹک گیا | وہ بچوں کے لئے مسخرہ اور کھلونا بن گیا

می فتداُو سو بسو برہر رہے | در گِل و می خندش ہر اَبلہے
وہ ادھر ادھر ہر راستہ پر گرتا ہے | کیچڑ میں اور اس پر ہر احمق ہنستا ہے

او چنیں و کودکاں اندر پَیَش | بے خبر از مستی و ذوقِ مَیَش
وہ اس حال میں اور بچے اس کے پیچھے | بے خبر اس کی شراب اور مستی کے ذوق سے

خلق اَطفال اند جُز مستِ خدا | نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا
مخلوق بچے ہیں، خدا کے مست کے علاوہ | بالغ کوئی نہیں ہے اس کے علاوہ جو نفسانی خواہش سے نجات پا گیا

گفت ۳؎ دنیا لعب و لہوست وشما | کودکیدو راست فرماید خدا
(اللہ نے) فرمایا ہے دنیا کھیل کود ہے اور تم | بچے ہو اور خدا درست فرماتا ہے

از لَعب بیروں نرفتی کودکی | بے زکاتِ روح کے باشد زکی
تو کھیل کود سے باہر نہیں نکلا، تو بچہ ہے | روح کی پاکیزگی کے بغیر تو پاک کب ہو سکتا ہے؟

چوں جماعِ طفل داں ایں شہوتے | کہ ہمی رانند ایں جاے فتے
تو اس شہوت کو بچہ کے جماع کی طرح سمجھ | جسکو وہ یہاں پورا کر رہے ہیں، اے نوجوان!

۱؎ اُعجوبہ۔ تعجب کی چیز۔ دربیان۔ ان اشعار کا مقصد یہ ہے کہ اہل باطن کو اسرار کا اظہار نہ کرنا چاہیے تاکہ عوام غلط قیاس آرائی کر کے تباہ نہ ہوں۔ حکیم۔ اس سے حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ سَرنہادن۔ پڑ رہنا۔ ضال۔ راستہ بھول جانے والا مسافر۔

۲؎ تسخر۔ تمسخر۔ بازیچہ۔ کھلونا۔ پیش۔ اس۔ مست خدا۔ عاشق خدا۔ رہیدہ آزاد

۳؎ گفت۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ۔ "دنیا کی زندگی تو محض جی کا بہلاوا اور کھیل ہے۔ لہٰذا دنیادار بچے ہیں جو دنیا کے کھلونے سے کھیلتے ہیں۔ زکات۔ پاکیزگی۔ زکی۔ پاکیزہ۔

این جماعِ[1] طفل چہ بُود بازیے — با جماعِ رُستمے و غازیے
بچہ کا جماع کیا ہوتا ہے؟ محض کھیل — رستم اور غازی کے جماع کے سامنے

جنگِ خلقاں ہمچو جنگِ کودکاں — جملہ بے معنیٰ و بے مغز و مُہاں
لوگوں کی لڑائی بچوں کی لڑائی جیسی ہے — سب بے معنیٰ اور بے مغز اور حقیر

جملہ با شمشیرِ چوبیں جنگِ شاں — جملہ در لَا یَنبَغِی آہنگِ شاں
ان کی لڑائی لکڑی کی تلواروں سے ہے — ان کا قصدو ارادہ سب "غیر مناسب" میں داخل ہے

جملہ شاں گشتہ سوارہ برنئے — کایں بُراقِ ماست یا دُلدُل[2] پئے
سب لکڑی کے سوار بنے ہوئے ہیں — کہ یہ ہمارا بُراق ہے یا دُلدل قدم ہے

حامل اندو خود زجہل افراشتہ — راکب و محمولِ رہ پنداشتہ
وہ لدے ہوئے ہیں اور نادانی سے اپنے آپ کو بلند کیے ہوئے — راستہ کا سوار اور چڑھا ہوا سمجھتے ہیں

باش تاروزے کہ محمولانِ حق — اسپ تازاں بگذرند از نہ طبق
ٹھہر، جب تک حق کے سوار کسی دن — گھوڑے دوڑاتے ہوئے نو آسمانوں سے گزر جائیں

یَعرُجُ الرُّوحُ اِلَیہِ وَالمَلَکُ — مِن عُرُوجِ الرُّوحِ یَھتَزُّ الفَلَکُ
فرشتے اور روح اس (اللہ تعالیٰ) کیطرف چڑھیں گے — روح کے چڑھنے سے آسمان جھومے گا

ہمچو طفلاں جملہ تاں دامن سوار — گوشۂ دامن گرفتہ اسپ وار
بچوں کی طرح تم سب دامن پر سوار ہو — گھوڑے کی طرح دامن کو پکڑے ہوئے ہو

از حق اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغنِی رسید — مرکبِ ظن بر فلکہا کے دوید
اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے گمان فائدہ نہیں دیتا ہے وارد ہوا ہے — گمان کا گھوڑا آسمانوں پر کب دوڑا ہے؟

اَغلَبُ[3] الظَّنَّینِ فِی تَرجِیحِ ذَا — لَا تُمَارِ الشَّمسَ فِی تَوضِیحِھَا
دوگمانوں میں سے زیادہ غالب اس کی ترجیح کیلئے ہے — سورج کی وضاحت میں نہ جھگڑ

آفتابِ حق چو گردد مُستوِی — در قیامت بر رشید و بر غوی
حق کا سورج جب سر پر آجائے گا — قیامت میں راہ یاب اور گمراہ پر

آنگہے بینند مرکبہائے خویش — مرکبے سازیدہ انداز پائے خویش
اس وقت اپنی سواریوں کو دیکھیں گے — کہ انہوں نے اپنے پیر کو سواری بنایا ہے

وہم و حِس و فکر و اِدراکِ شما — ہمچو نَے داں مرکبِ کودک ہلا
تمہارا وہم اور حس اور فکر اور معلومات — آگاہ! ان کو بچہ کی بانس کی سواری کی طرح سمجھ

---

[1] جماعِ طفل۔ نابالغ بچہ کے جماع کا کوئی نتیجہ نہیں ہے اسیطرح اہل دنیا حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ فتے۔ فتیٰ کا لالہ ہے۔ نوجوان۔ خلقان۔ خلق کی جمع، مخلوق لَا یَنبَغِی ۔غیر مناسب چیزیں۔ نے۔ بانس، عموماً بچے بانس پر سوار ہو کر اس کو گھوڑا سمجھ کر کھیلتے ہیں۔ ایسے ہی اہلِ ظاہر غیر حقیقی دلائل پر سوار ہیں۔ بُراق۔ وہ سواری جو آنحضور کو معراج میں ملی تھی۔

[2] دُلدُل۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خچر جو حاکم اسکندریہ نے بطور تحفہ دیا تھا۔ حامل اٹھانیوالا، سواری راکب۔ سوار محمول۔ سوار۔ محمولانِ حق۔ خدائی سوار۔ نہ طبق۔ نُو آسمان۔ یَعرُج۔ چڑھیگا۔ یہتز، جھومیگا۔ ہمچو۔ بچے یہ بھی کرتے ہیں کہ اپنے دامن کو ہی ٹانگوں درمیان کر کے اس کو گھوڑا تصور کر لیتے ہیں۔ یہی حال اہلِ ظاہر کا ہے۔ جو غلط دلائل پر سوار ہیں اِنَّ الظَّنَّ ۔قرآن پاک میں ہے "وہ لوگ صرف گمان کا اتباع کرتے ہیں اور گمان حق بات کے مقابل کچھ مفید نہیں ہے۔ لہٰذا حقائق باطنہ کا محض ظن کی بنیاد پر انکار درست نہیں ہے۔

[3] اَغلَبُ۔ یعنی ظن غالب پر تو عمل ہوتا ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں بھی ظن ہی ہو۔ یقین کے بالمقابل ظن بالکل باطل ہے، جب سورج سامنے ہو تو اس کے انکار کے ظنی دلائل بالکل بیکار ہیں۔ مستوی۔ یعنی نصف النہار میں آنگہے۔ جو ظنی علوم پر عامل ہیں انہیں انکے باطل ہو جانیکا یقین آجائیگا۔ وہم۔ یعنی عقلی دلائل کی وہی حقیقت ہے جیسے بچوں کے بانس کی جس کو انہوں نے گھوڑا سمجھ رکھا تھا۔

عِلمہائے[1] اہلِ دل حمّالِ شاں
اہل دل کے علوم ان کی سواری ہیں

عِلمہائے اہلِ تن اَحمالِ شاں
تن پروروں کے علم ان کا بوجھ ہے

عِلم چوں بردل زند یارے شود
علم جب دل پر اثر کرے، مدد گار ہو گا

عِلم چوں برتن زند بارے سود
علم جب بدن پر اثر کرے، بوجھ ہو گا

گفت ایزدیحمِلُ اَسفَارَہُ[2]
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اپنی کتابیں لادے ہوئے ہے

بار باشد عِلم کاں نبود زھُوْ
وہ علم بوجھ ہوتا ہے جو اللہ کی جانب سے نہ ہو

عِلم کاں نبود زھو بے واسِطہ
جو علم اللہ تعالیٰ کی جانب سے بلا واسطہ نہ ہو

آں نپاید ہمچو رنگ ماشِطہ
وہ پائیدار نہیں ہوتا ہے مشاطہ کے (لگائے ہوئے) رنگ کی طرح

لیک چوں ایں بار رانیکو کشی
لیکن جب تو اس بوجھ کو اچھی طرح کھینچے گا

بار برگیر ندو بخشندت خوشی
بوجھ اتار لیں گے اور تجھے خوشی بخشیں گے

ہیں بکَش بہرِ خدا ایں بارِ عِلم
خبردار! علم کے اس بوجھ کو اللہ کے لئے اٹھا

تابہ بینی دردروں انبارِ عِلم
یہاںتک کہ تو (اپنے) اندر علم کے انبار دیکھے

ہیں مکش بہر ہوا ایں بارِ عِلم
خبردار! علم کے اس بوجھ کو (خواہش نفسانی کیلئے نہ اٹھا)

تا شوی راکِب تو بر رہوارِ عِلم
تاکہ تو علم کے گھوڑے پر سوار ہو جائے

چونکہ بر رہوارِ عِلم آئی سوار
جب تو علم کے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے گا

بعدازاں افتد ترا از دوش بار
اس کے بعد تیرے کندھے سے بوجھ ہلکا ہو گا

از ہوا ہا کے رہی بے جامِ ھو
محبت الٰہی کے جام کے بغیر تو خواہشات سے کب چھوٹ سکتا ہے

اے زھو قانع شدہ با نامِ ہُو
اے وہ کہ جو اللہ کی ذات کی بجائے نام پر قانع ہو گیا ہے

از صفت[3] وز نام چہ زاید خیال
(اللہ کی) صفت اور نام سے کیا پیدا ہوتا ہے؟ خیال (پیدا ہوتا ہے)

واں خیالش ہست دلّالِ وصال
اور وہ اس کا خیال، وصال کا راہنما ہے

دیدہ دلال بے مدلول ہیچ
کبھی تو نے کوئی راہنما بغیر مقصود کے دیکھا ہے

تانباشد جادہ نبود غول ہیچ
جب تک راستہ نہ ہو، بھی چھلاوا نہیں ہوتا ہے

ہیچ نامے بے حقیقت دیدۂ
تو نے کبھی کوئی نام بغیر مسمّی کے دیکھا ہے

یازگاف ولامِ گُل گُل چیدہ
یا (لفظ) گل کے گاف اور لام سے تو نے پھول چنے ہیں

اِسم خواندی رَو مسمّٰی را بجُو
تو نے نام پڑھ لیا، جا نام والے کو ڈھونڈ

مہ ببالاداں نہ اندر آبِ جو
چاند کو اوپر سمجھ، نہ کہ نہر کے پانی میں

---

[1] عِلمہائے۔ یقینی علوم راحت رساں ہیں، ظنی علوم وبال جان ہیں۔ حمّال۔ بوجھ اٹھانے والا۔ اَحمال۔ حِمل کی جمع ہے۔ بوجھ، بردل۔ یعنی وہ علم جو بطریقہ الہام اور وحی حاصل ہو۔ برتن۔ یعنی وہ علم جو بدن کے حواس کے ذریعہ حاصل ہو۔ یحمل قرآن پاک میں ہے جن لوگوں پر تورات پر عمل کرنے کا بار ڈالا گیا پھر وہ اس پرکار بند نہ ہوئے انکی مثال اس گدھے کی سی ہے جسپر کتابیں لدی ہوئی ہوں"

[2] اَسفار۔ سفر کی جمع ہے کتاب۔ ھُو۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ بےواسطہ۔ کسبی علوم کے بعد دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے جو وہبی ہے۔ یہاں علم سے وہی کیفیت مراد ہے۔ مَشاطہ۔ مشاطہ، نائن جو دلہن کو بناؤ سنگھار کراتی ہے۔ ایں بار۔ یعنی کسبی علوم کو بیکار نہیں ہیں انکو اللہ کیلئے حاصل کیا جائے تو نور عطا ہو جاتا ہے۔ بار یعنی کسبی علوم کی کثافت اور بوجھ ہلکا ہو جائیگا۔ زھو قانع شدہ۔ مومن کو اللہ کی ذات کا طالب بننا چاہیے۔ محض اللہ کے ناموں پر اکتفا نہ کرنا چاہیئے۔

[3] از صفت۔ یعنی اللہ کے اسماء اور صفات کا درد ذات تک پہنچنے میں رہنمائی کرتا ہے۔ دیدہ۔ دلالت کرنیوالے کا وجود اس چیز کے وجود کی علامت ہے جس پر وہ دلالت کرتا ہے، عوام کا خیال ہے کہ راستوں پر چھلاوے ہوتے ہیں۔ جو راستہ سے بھٹکا دیتے ہیں۔ اگر چھلاوہ ہے تو وہاں راستہ ضرور ہے۔ ہیچ نام۔ ہر اسم کا مسمّی ضروری ہے۔ خواہ اس کا وجود خارج میں ہو یا ذہن میں دراصل منفعت مسمّی سے متعلق ہے نام سے نہیں جیسا کہ گل اس کے گاف اور لام میں کوئی خوشبو نہیں

گر زنام ۱ و حرف خواہی بگذری ‎ ‎ پاک کُن خود راز خود ہیں یکسَرِی

تو اگر نام اور حرفوں سے آگے بڑھنا چاہتا ہے ‎ ‎ تو خبردار! اپنے آپ کو خودی سے بالکل پاک کرلے

ہمچو آہن زآہنی بیرنگ شو ‎ ‎ در ریاضت آئینہ بے زنگ شو

لوہے کی طرح لوہے پن سے بے تعلق ہو جا ‎ ‎ ریاضت کر کے بغیر زنگ کا آئینہ بن جا

خویش راصافی کُن ازاوصافِ خود ‎ ‎ تابہ بینی ذاتِ پاکِ صافِ خود

اپنے آپ کو اپنے اوصاف سے صاف کرلے ‎ ‎ تاکہ تو اپنی پاک، صاف ذات کو (اس حالت میں) دیکھے

بینی اندر دل علومِ انبیا ‎ ‎ بے کتاب و بے مُعید و اُوستا

(کہ) تو دل میں انبیاء کے علوم دیکھے ‎ ‎ بغیر کتاب اور بغیر دہرانے والے کے اور بغیر استاد کے

گفت پیغمبر ۲ کہ ہست از امتم ‎ ‎ کو بود ہم گوہرو ہم ہمّتم

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میری امت میں ایک وہ ہے ‎ ‎ جو میرے جوہر اور میری ہمت میں میرا شریک ہوگا

مر مرازاں نور بیند جانِ شاں ‎ ‎ کہ من ایشاں راہمی بینم بداں

ان کی جان مجھے اس نور سے دیکھے گی ‎ ‎ جس سے میں ان کو دیکھتا ہوں

بے صحیحین و احادیث ورُوات ‎ ‎ بلکہ اندر مَشرب آبِ حیات

(مجھے میرے نور سے دیکھے گا) بغیر صحیحین اور احادیث اور راویوں کے ‎ ‎ بلکہ مشرب (عشق) میں آبحیات ہے (دیکھے گا)

سرِّ اَمسینا ۳ لکُردیًّا بدّاں ‎ ‎ رازِ اَصبحنا عرابیًّا بخواں

"ہم نے کردی ہو کر شام گزاری" کے راز کو سمجھ ‎ ‎ "ہم نے عربی ہو کر صبح کی" کے راز کو پڑھ

سرِّ اَمسینا و اَصبحنا ترا ‎ ‎ می رساند جانبِ راہِ خدا

تجھے امسینا اور اصبحنا کا راز ‎ ‎ راہِ خدا! کی جانب پہنچا دے گا

ورمثالے خواہی از عِلم نہاں ‎ ‎ قصہ گواز رومیان و چینیاں

اگر تو علم لدنی کی مثال چاہتا ہے ‎ ‎ تو رومیوں اور چینیوں کا قصہ دہرا

قصۂ مرے کردن رومیان و چینیاں در عِلم نقّاشی و صورتگری

نقاشی اور مصوری کے علم میں رومیوں اور چینیوں کے مقابلہ کا قصہ

چینیاں گفتند مانقّاش تر ‎ ‎ رومیاں گفتند مارا کرّو فر

چینیوں نے کہا کہ ہم بڑے نقاش ہیں ‎ ‎ رومیوں نے کہا کہ ہم شان و شوکت والے ہیں

گفت سلطان امتحاں خواہم دریں ‎ ‎ کز شما خود کیست در دعویٰ گزیں

بادشاہ نے کہا میں اس معاملہ میں امتحان لونگا ‎ ‎ کہ دعوے میں تم میں سے کون بہتر ہے؟

---

۱ گرزنام۔ اسماء الٰہی سے ذات الٰہی تک اسوقت پہنچو گے جب خودی سے اپنے آپ کو پاک کرلو گے۔ ہمچو آہن۔ آئینہ لوہے سے بنایا جاتا تھا۔ اس کو زنگ سے صاف کرکے صیقل کر دیا جاتا تھا جس میں عکس نظر آنے لگتا تھا، اگر لوہے میں اس کا اپنا زنگ رہے تو اسمیں عکس نمودار نہ ہوگا۔ خویش را۔ دل کے زنگ کو دور کر دو گے تو اسمیں انبیاء کے علوم کا عکس نظر آسکیگا۔ مُعید۔ سبق دھرانیوالا، تکرار کرانیوالا۔

۲ گفت پیغمبر۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ امت میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جو میرے جوہر علم و ہمت میں میرے شریک ہونگے ایک روایت میں ہے "میری امت میں وہ لوگ ہونگے جنکو اللہ کیطرف سے الہام ہوگا"۔ صحیحین۔ دو صحیح کتابیں یعنی امام بخاری کی صحیح اور امام مسلم کی صحیح بلکہ۔ مشاہدہ کی یہ صورت مشرب عشق سے حاصل ہوتی ہے جو روح کے لئے آبِ حیات ہے۔

۳ سرِّ امسینا۔ حضرت ابوالوفا کرد قوم میں سے تھے جو عربی سے ناواقف تھے حضرت حق نے انکو ایک شب میں علوم عربیہ عطا فرمادیئے۔ صبح کو جب انہوں نے وعظ فرمایا تو کہا شام کو میں کردی تھا اور عربی سے ناواقف تھا اللہ کا کرم ہے کہ اسنے رات میں عربی علوم عطا فرمادیئے اور میں صبح کو عربی ہو گیا ہوں صورتگری۔ مصوری، علم باطن نے صول کی صورت اس قصہ سے سمجھائی ہے۔ کروفر۔ رخ شان و شوکت۔ گزین۔ پسندیدہ۔

اہلِ چین و روم چوں حاضر شدند — رومیاں در علم واقف تر بُدند
چینی اور رومی جب آئے — (تو) رومی باعتبار علم زیادہ ماہر تھے

چینیاں گفتند خدمتہا [۱] کُنیم — رومیاں گفتند برحکمت تنیم
چینیوں نے کہا ہم محنت کرینگے — رومیوں نے کہا ہم حکمت و دانائی دکھائیں گے

چینیاں گفتند یک خانہ بما — خاص بسپارید و یک آنِ شما
چینیوں نے کہا ایک گھر — خاص طور پر ہمارے سپرد کرو اور ایک تم لیلو

بُود دو [۲] خانہ مُقابل دربدر — زاں یکے رومی ستد چینی دگر
آمنے سامنے کے دو گھر بالمقابل تھے — ان میں سے ایک رومیوں نے دوسرا چینیوں نے لےلیا

چینیاں صد رنگ از شہ خواستند — پس خزینہ باز کرد آں ارجمند
چینیوں نے بادشاہ سے سوقسم کے رنگ مانگے — اس اقبال مند (بادشاہ) نے خزانہ کھول دیا

ہر صباحے از خزینہ رنگہا — چینیاں را راتبہ بود و عطا
ہر صبح کو خزانے سے رنگوں کے لئے — چینیوں کو مقرر رقم بلکہ اور کچھ زیادہ مل جاتا

رومیاں گفتند نے نقش و نہ رنگ — در خور آید کار را جز دفعِ زنگ [۲]
رومیوں نے کہا نہ نقش اور نہ رنگ — کام میں آئے گا، سوائے زنگ صاف کرنے کے

در فروبستند و صیقل می زدند — ہمچوں گردوں سادہ و صافی شدند
ان (رومیوں) نے دروازہ بند کیا اور مانجھنے لگے — (در و دیوار) آسمان کیطرح سادہ اور صاف ہو گئے

از دوصد [۳] رنگی بہ بیرنگی رہے ست — رنگ چوں ابرست و بیرنگی مہے ست
رنگارنگی (عالم کثرت) سے (بےرنگی) عالم وحدت کیطرف راستہ ہے — رنگ، ابر کیطرح بے رنگی چاند کی طرح ہے

ہرچہ اندر ابر ضَو بینی و تاب — آں ز اختر دان و ماہ و آفتاب
تو ابر میں جو کچھ روشنی اور چمک دیکھتا ہے — وہ ستاروں اور چاند اور سورج کی وجہ سے سمجھ

چینیاں چوں از عمل فارغ شدند — از پَئے شادی دُہلہا می زدند
جب چینی کام سے فارغ ہوئے — انہوں نے خوشی میں ڈھول بجائے

شہ در آمد دید آنجا نقشہا — می ربود آں عقل را و فہم را
بادشاہ آیا اس نے اس جگہ نقش دیکھے — جو عقل اور سمجھ کو دنگ کر رہے تھے

بعد ازاں آمد بسوئے رومیاں — پردہ را بالا کشیدند از میاں
اس کے بعد (بادشاہ) رومیوں کی طرف آیا — انہوں نے درمیان سے پردے کو اوپر کھینچ دیا

---

[۱] خدمتہا۔ یعنی قوت عمل سے کام لیں گے۔ کنیم۔ مشغول ہونگے۔ آن۔ ملکیت۔ دربدر۔ یعنی دونوں کے دروازے سے آمنے سامنے تھے۔ راتبہ۔ دونوں کا مقرر عطیہ۔ عطا بخشش جو مقرر نہ ہو۔

[۲] دفعِ زنگ۔ یعنی ہمیں رنگ و روغن مفید نہ ہو گا، بلکہ دیواروں کو صاف کرنا اور مانجھنا مفید ہو گا۔ ہمچو گردوں مکان کو آسمان کی طرح صاف ستھرا کردیا۔

[۳] از دوصد۔ یعنی عالم کثرت عالم وحدت کا راہنما ہے۔ یہاں سے مولانا کا ذہن چینیوں کی رنگارنگی اور رومیوں کی بے رنگی سے کثرت کی رنگارنگی اور وحدت کی بے رنگی کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ ہرچہ۔ ابر میں چمک اور روشنی ان ستاروں یا چاند اور سورج کی وجہ سے ہوتی ہے جو اس کے پیچھے ہوتے ہیں اسی طرح عالم امکان میں ہر کمال ذات واحد سے آیا ہے۔ دہلہا۔ دہل کی جمع ہے، ڈھول، پردہ را۔ یعنی رومیوں نے اپنے مکان پر جو پردہ ڈال رکھا تھا۔

عکسِ آں تصویر و آں کردارہا ۱ — زد بریں صافی شدہ دیوارہا

(تو) ان تصویروں اور دستکاریوں کا عکس — ان صاف دیواروں پر پڑا

ہرچہ آنجا دید ایں جا بہ نمود — دیدہ را از دیدہ خانہ می ربود

(بادشاہ نے) جو وہاں دیکھا یہاں اس سے اچھا دیکھا — (اور یہ منظر آنکھوں کو حلقۂ چشم سے اچک رہا تھا

رومیاں آں صوفیانند اے پدر — بے ز تکرار و کتاب و بے ہُنر

اے بابا! رومی وہ صوفی ہیں — بغیر تکرار اور کتاب اور ہنر (آموزی) کے

لیک صیقل کردہ اند آں سینہا — پاک ز آز و حرص و بخل و کینہا

لیکن انہوں نے سینوں کو مانجھ لیا ہے — لالچ اور حرص اور بخل اور کینوں سے پاک (کرلیا ہے)

آں صفائے آئینہ وصفِ دل ست — صورتِ بے منتہا را قابلِ ست

آئینہ کی صفائی ان کے دل کی صفت ہے — (جو) لا انتہا صورتوں کو قبول کرنے والا ہے

صورتِ بے صورتے بیحد و عیب — زآئینۂ دل تافت بر موسیٰ ۲ ز جیب

صورت، بغیر صورت کے جو بیحد اور بے عیب تھی — جو گریبان میں سے دل کے آئینے سے حضرت موسیٰ پر چمکی تھی

گرچہ آں صورت نہ گنجد در فلک — نے بعرش و فرش و دریا و سمک

اگرچہ وہ صورت آسمان میں نہیں سماتی ہے — نہ عرش میں اور نہ زمین اور نہ دریا میں اور نہ مچھلی میں

زانکہ محدودست و معدودست آں — آئینۂ دل را نباشد حد بداں

اس لئے کہ یہ چیزیں محدود اور شمار میں آنیوالی ہیں — سمجھ لے دل کی آئینہ کی کوئی حد نہیں ہے

عقل ۳ اینجا ساکت آید یا مُضِل — زانکہ دل با اوست یا خود اوست دل

عقل اس جگہ خاموش رہتی ہے یا گمراہ کرتی ہے — اسلئے کہ دل اس سے ملا ہوا ہے یا خود وہی دل ہے

عکسِ ہر نقشے نتابد تا ابد — جُز زِ دل ہم با عدد و ہم بے عدد

قیامت تک کے ہر نقش کا عکس نہیں چمکتا ہے — دل کے علاوہ (کسی اور چیز پر) خواہ وہ شمار میں آنیوالے ہوں یا ان گنت ہوں

تا ابد ہر نقشِ نو کاید برو — می نماید بے حجابے اندرو

قیامت تک کا ہر نیا نقش جو اس دل پر پڑتا ہے — کسی حجاب کے بغیر اس میں نظر آتا ہے

اہلِ صیقل رستہ اند از بو و رنگ — ہر دمے بینند خوبی بے درنگ

صیقل کرنیوالے بو اور رنگ سے نجات پا گئے ہیں — وہ اچھائی کو بلا توقف ہر وقت دیکھ لیتے ہیں

نقش و قشرِ علم را بگذاشتند — رایتِ عینُ الیقیں افراشتند

انہوں نے نقش اور علم کے چھلکے کو چھوڑ دیا ہے — عین الیقین کا جھنڈا بلند کر دیا ہے

---

۱ کردارہا۔ صنعتیں۔ بہ۔ بہتر۔ دیدہ خانہ۔ آنکھوں کے حلقے۔ رومیاں آن صوفیاں۔ یعنی جس طرح رومیوں نے خود نقش ونگار نہیں بنائے بلکہ چینیوں کے نقش ونگار کو منعکس کر لیا اسی طرح صوفیا اپنی لوح دل پر علوم الٰہیہ کو منعکس کر لیتے ہیں۔ دل۔ دل ایسا آئینہ ہے کہ جب وہ صاف ہو جاتا ہے۔ تو لا انتہا صورتوں کو اپنے اندر منعکس کرلیتا ہے۔

۲ بر موسیٰ حضرت موسیٰ کو علم لدنی حاصل ہوا تھا۔ جو لا انتہاء تھا اور بے صورت تھا چونکہ وہ علم حصولی نہ تھا۔ جو اشیاء کی صور ذہنیہ کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے۔ گرچہ وہ علم لدنی زمین و آسمان اور دریا اور دریائی حیوانات میں نہیں سما سکتا چونکہ یہ سب چیزیں محدود ہیں اور وہ غیر محدود ہے لیکن آئینہ دل میں غیر محدود کو قبول کر لینے کی صلاحیت ہے۔

۳ اینجا۔ یعنی اس معاملہ میں کہ قلب میں علم لدنی سما سکتے ہیں۔ زانکہ۔ کیونکہ یہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ قلب اور صورت میں اقتران ہے یا دونوں میں عینیت ہے۔ تا ابد۔ قیامت تک جس قدر نقوش ہیں خواہ محدود ہوں یا غیر محدود، دل کے سوا کسی آئینہ میں منعکس نہیں ہو سکتے ہیں۔ خوبی۔ علوم محمودہ عَینُ الْیَقِین یقین کا آخری درجہ ہے۔

ذوق و فکر و روشنائی [1] یافتند　　بحر بہرِ آشنائی یافتند

ان کو ذوق اور فکر اور روشنی حاصل ہو گئی ہے　　انہوں نے تیراکی کے لئے سمندر پا لیا ہے

مرگ کزوے جملہ اندر وحشت اند　　می کنند ایں قوم بروے ریشخند

موت جس سے سب خوف زدہ ہیں　　یہ قوم اس کی ہنسی اڑاتی ہے

کس نیا بد بر دلِ ایشاں ظفر　　بر صدف آید ضرر نے بر گہر

(کیونکہ) ان کے دل پر کوئی قابو نہیں پا سکتا ہے　　ضرر سیپ کو پہنچتا ہے، نہ کہ موتی کو

گرچہ نحو و فقہ را بگذ اشتند　　لیک محوِ فقر را برداشتند

اگرچہ انہوں نے نحو اور فقہ کو ترک کر دیا ہے　　لیکن وہ فنا اور فقر کے حامل ہو گئے ہیں

تا نقوشِ ہشت جنت تافت ست　　لوحِ دل شاں پذیرا یافت ست

جب سے آٹھوں بہشتوں کے نقوش ابھرے ہیں　　انکی لوحِ دل کو (عکس کی) قبول کرنوالی پایا ہے

برتر انداز عرش و کرسی و خلا　　ساکنانِ مقعدِ صدقِ [2] خدا

وہ عرش اور کرسی اور خلا سے بھی بہتر ہیں　　(وہ) خدا کی سچائی کی نشستگاہ کے ساکن ہیں

صد نشاں دارند و محوِ مطلق اند　　چہ نشاں بل عینِ دیدارِ حق اند

وہ سینکڑوں نشان رکھتے ہیں اور مطلق فنا ہیں　　نشان کیا، بلکہ وہ اللہ کا بعینہٖ دیدار ہیں

پرسیدنِ پیغمبر زید را صلی اللہ علیہ وسلم امروز چونی وچوں با مداد کردی وبرخاستی و جواب گفتنِ او کہ اصبحتُ مومناً یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حضرت زید (رضی اللہ عنہ) سے دریافت فرمانا کہ آج تم کیسے ہو اور تم نے کس حالت میں صبح کی اور (بستر سے) کس حال میں اٹھے اور ان کا جواب دینا کہ یا رسول اللہ میں نے مومن ہونے کی حالت میں صبح کی ہے

گفت پیغمبر صباحے زید را　　کیفَ [3] اصبحتَ اے رفیقِ باصفا

ایک صبح کو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے زیدؓ سے فرمایا　　اے مخلص رفیق! تم نے صبح کس حالت میں کی ہے؟

گفت عبداً مومناً باز اوش گفت　　کو نشاں از باغِ ایماں گر شگفت

انہوں نے کہا مومن بندہ ہونے کی حالت میں پھر انسے (حضورؐ نے فرمایا)　　اگر ایمان کا چمن کھلا ہے تو اس کی علامت بتاؤ

گفت تشنہ بودہ ام من روزہا　　شب نخفتستم ز عشق و سوزہا

انہوں نے کہا میں (روزہ کی وجہ سے) دنوں پیاسا رہا ہوں　　عشق اور سوز کی وجہ سے راتوں نہیں سویا ہوں

تا ز روز و شب گذر کردم چناں　　کہ ز اسپر بگذرد نوکِ سناں

یہاں تک کہ روز و شب سے میں اس طرح گزر گیا　　جس طرح نیزے کی نوک ڈھال سے گزر جاتی ہے

---

[1] روشنائی۔ یعنی نور قلب بحر۔ یعنی علوم وہبیہ کا سمندر آشنائی۔ تیراکی۔ وحشت۔ خوف۔ ریشخند۔ ہنسی اڑانا۔ ظفر۔ فتح۔ صدف یعنی جسم۔ گہر۔ یعنی روح، محو فنا۔ خلاء وہ فضا جو عرش سے اوپر ہے۔

[2] مقعد صدق۔ قرآن پاک میں ہے پرہیزگار سچائی کی نشستگاہ میں ہیں" صدنشاں۔ جو بقاء باللہ کے ہیں۔ محو مطلق یعنی فانی اللہ کی وجہ سے۔ زید یعنی ابن حارثہ رضی اللہ عنہ جن کو زید الخیر بھی کہا جاتا ہے۔ احادیث میں آنحضورؐ کا اس طرح کا مکالمہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے تو ملتا ہے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں صرف اس قدر ملتا ہے کہ حضورؐ نے ان سے دریافت کیا تھا کہ تم نے صبح کس حالت میں کی۔ اس قصہ کا مقصد یہ ہے کہ مجاہدہ سے مشاہدہ پیدا ہو جاتا ہے۔

[3] کیف۔ کیسے۔ اصبحت تو نے صبح کی۔ باصفا۔ مخلص۔ اوش۔ اورا۔ گفت۔ دن میں روزے رکھتا تھا اور رات کو یادِ خدا میں مصروف رہتا تھا۔ تا ز روز۔ یعنی زمانی اشیاء سے مجھے تعلق نہ رہا اور معیت حق جو غیر زمانی ہے وہ حاصل ہوئی۔

کہ ازاں[1] سو جملہ ملّت یکے ست — صد ہزاراں سال و یک ساعت یکے ست
کیونکہ وہاں تمام ملتیں ایک ہیں — لاکھوں سال اور ایک گھنٹہ یکساں ہے

ہست ازل را و اَبد را اتحاد — عقل را رہ نیست زاں سُوز افتقاد
(وہاں) ازل اور ابد میں وحدت ہے — گم ہوجانے کیوجہ سے وہاں عقل کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے

گفت ازاں رہ کُو رہ آوردی بیار — در خورِ فہم و عُقولِ ایں دیار
(آنحضورؐ نے) فرمایا اس راستہ کا تحفہ کہاں ہے لا — جو ان ملکوں (دنیا کے رہنے والوں) کی فہم اور عقلوں کے مناسب ہو

گفت خلقاں چون بہ بینند آسماں — من بہ بینم عرش را با عرشیاں
(زیدؓ نے) کہا جب لوگ آسمان کو دیکھتے ہیں — میں عرش کو مع عرش کے باشندوں کے دیکھتا ہوں

ہشت جنّت ہفت دوزخ پیش من — ہَست پیدا ہمچو بُت پیش شمن
آٹھوں جنتیں اور ساتوں دوزخیں میرے سامنے — اس طرح نمایاں ہیں جس طرح پجاری کے سامنے بت

یک بیک وامی شناسم خلق را — ہمچو گندم من زجو در آسیا
میں لوگوں کو ایک ایک کر کے جدا جدا پہچانتا ہوں — جسطرح میں چکی میں جو اور گندم (کو پہچانتا ہوں)

کہ بہشتی کیست و بیگانہ کے ست — پیش من پیدا چو مار و ماہی ست
کہ بہشتی کون ہے اور (جنت سے) بیگانہ کون ہے؟ — میرے سامنے اس طرح نمایاں ہے جسطرح سانپ اور مچھلی

ایں[2] زماں پیدا شدہ برایں گروہ — یَومَ تَبیَضُّ وَتَسوَدُّ وُجُوہ
اس گروہ پر ابھی وقت روشن ہے — وہ دن جبکہ چہرے منور اور کالے ہو جائینگے

پیش ازیں ہر چند جاں پُر عیب بُود — در رحم بود وز خلقاں غیب بُود
اس (روز قیامت) سے پہلے ہی بقینا روح عیبوں سے بھری تھی — رحم مادر میں (بچے کی طرح تھی) اور مخلوق کی نظروں سے غائب تھی

اَلشَّقِیُّ[3] مَنْ شَقِیَ فِی بَطْنِ اُمّ — مِن سِمَاتِ الْجِسمِ یُعرَفُ حَالُھُم
بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے بدبخت بنا — جسم کی علامتوں سے ان کا حال جانا جاتا ہے

تن چوں مادر طفلِ جاں را حاملہ — مرگ درد زادن ست و زلزلہ
بدن ماں کی طرح روح سے حاملہ ہے — موت، جننے کا درد اور ہلچل ہے

جُملہ جانہائے گزشتہ مُنتظر — تا چگونہ زاید آں طفل بطر
پہلی تمام روحیں منتظر ہیں — کہ یہ خود پسند بچہ کس حالت میں پیدا ہوتا ہے

زنگیاں گویند خود از ماست اُو — رومیاں گویند بس زیباست اُو

---

[1] کہ ذات حق وحدت تامہ ہے اور وہ غیر زمانی ہے۔ حضرت زیدؓ مقام وحدت ذات اور فنائے کثرت تعینات میں پہنچ گئے تھے۔ ازل و ابد۔ چونکہ زمانی ہے لہٰذا غیر زمانی ذات کیلئے وہ یکساں ہے۔ رہ آورد۔ سوغات، تحفہ۔ درخور۔ لائق۔ چونکہ حضرت زیدؓ نے ایسے مقام کی باتیں شروع کردیں تھیں جو عوام کی عقلوں سے بالاتر تھیں لہٰذا آنحضور نے انکو تنبیہ کی اور پھر انہوں نے دوزخ اور جنت وغیرہ سے متعلق باتیں بیان کرنا شروع کر دیں۔ ہشت یعنی جنت اور دوزخ کے تمام طبقے میرے لئے روشن ہوگئی ہیں۔

[2] ایں زماں۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے کہ عوام تو جنتی اور جہنمی کو قیامت میں پہچانیں گے لیکن اولیاء اللہ انکو اسی دنیا میں پہچان لیتے ہیں۔ یوم۔ قرآن پاک میں ہے۔ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوہٌ جس روز بعض چہرے نورانی ہونگے اور بعض چہرے کالے۔ ایں زماں۔ یعنی جسطرح حضرت زیدؓ کو مشاہدہ حاصل تھا اولیاء اللہ کو بھی مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ پیش ازیں یعنی قیامت سے پہلے روح نظروں سے چھپی ہوئی تھی اور اس کے عیب نظر نہیں آرہے تھے جسطرح بچہ ماں کے پیٹ میں چھپا ہوتا ہے اور اس کے اوصاف معلوم نہیں ہوتے۔

[3] الشقی۔ بدبخت یعنی بچہ کا دوزخی یا جنتی ہونا ماں کے پیٹ میں رہتے ہوئے ہی طے ہو جاتا ہے البتہ عوام اس کے پیدا ہونیکے بعد اس کی جسمانی حرکات سے کسی فیصلہ پر پہنچتے ہیں۔ من شقی جو بدبخت ہوا۔ سمات، جمع سمہ کی ہے علامت تن۔ جسم روح کو اس طرح چھپائے ہوئے ہے جیسے حاملہ عورت بچہ کو اور موت گویا جننے کا وقت ہے جانہائے گزشتہ ان لوگوں کی روحیں جو مر چکے ہیں۔ بطر۔ خود پسندی شادمانی۔ زنگیاں حبشی سے مراد جہنمی ہیں۔

چوں بزاید[۱] در جہاں جانِ وجود　　پس نماند اختلافِ بیض وسُود
جب روح کا وجود دنیا میں پیدا ہو جاتا ہے　　کالوں اور گوروں کا امتیاز نہیں رہتا ہے

گر بُود زنگی بَرندش زنگیاں　　روم راروَمی بَرد ہم ازمیاں
اگر وہ کالا ہوتا ہے تو اس کو کالے لے جاتے ہیں　　گورے کو درمیان میں سے گورے لیجاتے ہیں

تانزاد اُو مُشکلات عالم ست　　آنکہ اُو نا زادہ بشناسد کم ست
جبتک وہ پیدا نہیں ہوتا عالم کیلئے مشکلات (کا سبب ہے)　　جو نہ جنے ہوئے کو پہچان لیں کم ہیں

او مگر یَنظُرُ بِنُورِ اللہ بُوَد　　کاندرونِ پوست اُو رارہ بُوَد
اگر وہ اللہ کے نور سے دیکھنے والا ہو　　کہ چھلکے کے اندر اس کے لئے راستہ ہوتا ہے

اصل[۲] آبِ نطفہ اسپیدست وخوش　　لیک عکسِ جانِ رومی و حبش
نطفہ کا پانی اصل میں سفید اور خوشنما ہے　　لیکن گورے اور کالے کی روح کا اثر

میدہد رنگ احسن التقویم را　　تابہ اسفل می برند ایں نیم را
بہترین ساخت والے کو رنگ بخشتا ہے　　یہاں تک آدھوں کو گہرائی میں لے جاتا ہے

یَومَ تَبیَضُّ وَتَسوَدُّ وجُوہ　　تُرک و ہندو شہرہ گردد زاں گروہ
جس روز چہرے سفید اور سیاہ ہونگے　　اس گروہ میں سے گورے اور کالے مشہور ہو جائینگے

فاش[۳] گردد کہ تو کاہی یا کہ کوہ　　ہندوی یا تُرک پیشِ ہر گروہ
واضح ہو جائے گا کہ تو تنکا ہے یا پہاڑ　　تو کالا ہے یا گورا ہر گروہ پر

در رحم پیدانبا شد ہندو تُرک　　چونکہ زاید بیندش خوردو بزرگ
رحم (مادر) میں کالا گورا واضح نہیں ہوتا ہے　　جب پیدا ہوتا ہے اس کو ہر چھوٹا بڑا دیکھ لیتا ہے

ایں سخن پایاں نہ دار دبازراں　　تا نمانیم از قطارِ کارواں
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ　　تاکہ ہم قافلہ کی قطار سے (پیچھے) نہ رہ جائیں

جواب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ احوال خَلق بر من پوشیدہ و پنہاں نیست

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینا کہ لوگوں کے احوال مجھ سے چھپے ہوئے نہیں ہیں

جُملہ راچوں روزِ رستاخیز من　　فاش می بینم عیاں از مردوزن
میں سب کو قیامت کے دن کی طرح　　کھلا ہوا دیکھتا ہوں خواہ مرد ہو یا عورت

ہیں بگویم یا فروبندم نفس　　لَب گزیدش مصطفیٰؐ یعنی کہ بس
ہاں میں بتاؤں یا سانس گھونٹ لوں　　مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انکے لئے ہونٹ دبایا کہ بس

[۱] چوں بزاید۔ اوپر کا قصہ تو عالم برزخ کا ہے کہ وہاں جہنمی اور جنتی کو جنتی پہچانیں گے لیکن جب دنیا میں بچہ پیدا ہوتا ہے وہاں جہنمی اور جنتی کا فرق محسوس نہیں ہوتا ہے۔ بیض۔ ابیض کی جمع ہے۔ گورا سود۔ اسود کی جمع ہے۔ کالا۔ تانزاد او۔ یعنی جب تک عالم برزخ میں پیدائش نہیں ہوتی۔

[۲] اصل۔ یعنی جہنمی اور جنتی جس نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور جس سے جسم کی ساخت ہوتی ہے اسمیں یکسانیت ہے فرق جو پیدا ہوتا ہے وہ روح کا عکس ہے۔ احسن التقویم۔ بہترین ساخت یعنی انسان۔ اسفل۔ نچلا حصہ، یعنی جہنم کا نچلا حصہ۔ یوم۔ یعنی قیامت کے روز جہنمی اور جنتی گروہ بالکل علیحدہ علیحدہ ہو جائینگے۔

[۳] فاش۔ واضح۔ کاہی۔ تو تنکا ہے۔ کوہ پہاڑ یعنی عمل کے اعتبار سے بھاری ہے یا ہلکا۔ ہندو ترک یعنی جہنمی اور جنتی۔ رستاخیز۔ قیامت۔ لب گزیدن۔ ہونٹ دانتوں میں دبانا، یہ کام سے روکنے کا اشارہ ہوتا ہے۔

یا رسول اللہ بگویم سرِّ حشرؔ ۱ ۔ در جہاں پیدا کنم امروز نشر
یا رسول اللہ میں قیامت کا راز کہہ ڈالوں ۔ دنیا میں آج ہی قیامت برپا کر دوں

ہِل مراتاپردہ ہا را بردرم ۔ تاچو خورشیدے بتابد گوہرم
مجھے اجازت دیجئے کہ پردے چاک کر دوں ۔ تاکہ میرا جوہر آفتاب کی طرح چمکے

تا کسوف آیدزمن خورشید را ۔ تانمایم نخل را وبیدرا
تاکہ میری وجہ سے سورج گرہن ہی آجائے ۔ تاکہ میں کھجور اور بید کو (جدا کر کے) دکھا دوں

وا نمایم روزِ رستاخیز را ۔ نقد راو نقدِ قلب ۲ آمیزرا
قیامت کے دن کو کھول کر دکھا دوں ۔ کھرے اور کھوٹے کو (دکھا دوں)

دست ہابریدہ اَصحابِ شمال ۔ وَانمایم رنگ کفرو رنگ آل
ہاتھ کٹے ہوئے، بائیں جانب والوں کو ۔ تاریکی اور سرخ رنگ کو واضح کر دوں

وَاکشایم ہفت سوراخ نفاق ۔ درضیائے ماہ بے خسف و مُحاق
نفاق کے ساتھ سوراخ واضح کر دوں ۔ اس چاند کی روشنی میں جس کیلئے گرہن اور گھٹاؤ نہیں ہے

وَانمایم من پلاسِ اشقیا ۔ بشنوانم طبل ۳ و کوسِ انبیا
میں بدبختوں کا ٹاٹ کا لباس کھولکر دکھا دوں ۔ انبیاء کا نقارہ سنا دوں

دوزخ و جنّات و برزخ درمیاں ۔ پیشِ چشمِ کافراں آرم عیاں
دوزخ اور جنتیں اور درمیان میں برزخ ۔ کافروں کی نظروں میں لے آؤں

وانمایم حوضِ کوثر راجوش ۔ کاب بَر رُوشاں زندبانگش بگوش
حوضِ کوثر کو ٹھاٹھیں مارتا ہوا دکھا دوں ۔ کہ وہ انکے چہروں پر پانی چھڑکے کانوں میں آواز پہنچائے

وانکہ تشنہ گرد کوثر می دوند ۔ یک بیک راوَانمایم تا کیند
وہ لوگ جو کوثر کے گرد پیاسے بھاگے پھر رہے ہیں ۔ ایک ایک کو دکھا دوں کہ وہ کون ہیں؟

واں کساں کہ تشنہ برگردش دواں ۔ گشتہ اندایندم نمایم من عیاں
وہ لوگ جو اس کے چاروں طرف پیاسے بھاگے ۔ پھر رہے ہیں، ان کو ابھی کھلم کھلا دکھا دوں

می بساید دوشِ شاں بر دوشِ من ۔ نعر ہاشاں می رسد در گوشِ من
ان کا کندھا میرے کندھے سے چھل رہا ہے ۔ ان کے نعرے میرے کان میں پہنچ رہے ہیں

اہلِ جَنّت پیشِ چشم زاختیار ۔ در کشیدہ یک دگر را درکنار
میری آنکھوں کے سامنے جنتی خوشی سے ۔ ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہیں

۱ حشرونشر۔ قیامت۔ ہل۔ ہلیدن سے امر کا صیغہ ہے، تو چھوڑ، گوہرم، میرا کمال۔ نخل۔ کھجور یعنی وہ لوگ جو اپنے اعمال کے ثمرات پائیں گے۔ بید۔ مشہور درخت ہے جس پر کوئی پھل نہیں آتا ہے یعنی وہ لوگ جو نیک اعمال کے پھلوں سے محروم ہوں گے۔

۲ قلب۔ کھوٹا۔ اصحابِ شمال۔ بائیں جانب والے دوزخی۔ کفر۔ سیاہی۔ آل۔ سرخی صفت۔ اس سے وہ سات کبیرہ گناہ مراد ہیں جن کو احادیث میں "السبع الموبقات" سات ہلاکت میں ڈالنے والی چیزیں کہا گیا ہے۔ خسف۔ چاند گرہن محاق۔ چاند کا گھٹاؤ پلاس۔ ٹاٹ کا لباس۔ ذات کا لباس۔

۳ طبل وکوس۔ نقارہ۔ برزخ، جنت اور دوزخ کا درمیانی مقام۔ آب یعنی اس کا پانی ان کے چہروں پر پڑے اور اس کے پانی کے جاری ہونے کی آواز ان کے کانوں میں آئے۔ کہ تشنہ۔ کافروں کو حوضِ کوثر سے سیراب نہ کیا جائیگا۔ اہلِ جنت۔ جنتی باہم مصافحے کریں گے اور بغل گیر ہوں گے۔

دست یکدیگر زیارت می کنند
ایک دوسرے کی دست بوسی کرتے ہوئے ملاقات کر رہے ہیں

وز لباں ہم بوسہ غارت می کنند
اور ہونٹوں سے بوسے (کے مزے) لوٹ رہے ہیں

گر شد ایں گوشم زبانگِ[1] آہ آہ
آہ آہ کی آواز سے میرے یہ کان بہرے ہو گئے

از خسان و نعرۂ وا حسرتاہ
بدبختوں کی وجہ سے، اور واحسرتا کے نعروں سے

ایں اشارتہاست گویم از نغول
یہ تو اشارے ہیں، گہری بات (بھی) کہتا ہوں

لیک می ترسم ز آزارِ رسول
لیکن (رسول) صلی اللہ علیہ وسلم کے ملال سے ڈرتا ہوں

ہمچنیں می گفت سر مست و خراب
وہ (زیدؓ) مستی اور مدہوشی میں یہ کہہ رہے تھے

داد پیغمبرؐ گر یبانش بتاب
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کا گریبان اینٹھا

گفت دَم درکش کہ اسپت گرم شد
آنحضورؐ نے فرمایا خاموش رہ کہ تیرا گھوڑا تیز ہو گیا ہے

عکسِ حق لَا یَسْتَحْیِي زد شرم شد
تجھ پر اللہ نہیں شرماتا ہے کا عکس پڑ گیا ہے جھجک جاتی رہی ہے

آئینہ[2] تو جست بیروں از غلاف
تیرا آئینہ غلاف سے باہر آ گیا ہے

آئینہ و میزاں کجا گوید خلاف
آئینہ اور ترازو خلاف (واقعہ) کب بتاتے ہیں؟

آئینہ و میزاں کجا بندد نفس
آئینہ اور ترازو کب چپ ہوئے ہیں

بہرِ آزار وحیائے ہیچ کس
کسی کی شرم اور تکلیف کی وجہ سے

آئینہ و میزاں محکہائے سَنی
آئینہ اور ترازو روشن کسوٹیاں ہیں

گر دو صد سالش تو خدمتہا کنی
اگر تو دو سو سال خدمت کرے

کز برائے من بپوشاں راستی
کہ میری وجہ سے سچائی کو چھپا لے

بل فزوں بنماو منما کاستی
بلکہ زیادہ دکھاوے، کمی نہ دکھا

اوت گوید ریش و سبلت بر مخند
وہ تجھ سے کہے گا کہ اپنا مذاق نہ اڑا

آئینہ و میزاں وانگہ ریو و بند
آئینہ اور ترازو، اور پھر فریب اور حیلہ

چوں خدا مارا برائے آں فراخت[3]
جبکہ خدا نے ہمیں اس لئے بلند کیا ہے

کہ بما بتواں حقیقت را شناخت
کہ ہمارے ذریعہ سے حقیقت پہچانی جائے

ایں نہ باشد ما چہ ارزیم اے جواں
اے جوان! اگر یہ نہ ہو (تو) ہم کس لائق ہیں

کے شویم آئینِ رُوئے نیکواں
ہم نیکوں کے چہرے کا آئینہ کب ہو سکتے ہیں؟

لیک در کش در بغل آئینہ را
لیکن آئینے کو بغل میں دبا لے

کز تجلیِ کرد سینا سینہ را
اس لئے کہ اس نے سینہ کو تجلی سے (کوہ) سینا بنا دیا ہے

---

[1] زبانگ آہ آہ۔ جہنمی ہائے افسوس کے نعرے لگائیںگے۔ ایں۔ یعنی قیامت کے واقعات کے بارے میں کچھ اشارے کر رہا ہوں۔ تفصیل بیان کرتے ہوئے ڈرتا ہوں۔ نغول۔ گہری بات۔ آزار۔ ملال۔ تابیدن، تافتن۔ اینٹھنا، بل دینا۔ اسپت یعنی تیرے کلام کا گھوڑا: لَا یَسْتَحْیِي۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیِي مِنَ الْحَقِّ "خدا حق بات کہنے سے دریغ نہیں کرتا ہے۔"

[2] آئینہ۔ یعنی صاف گوئی کا کا آئینہ۔ غلاف۔ یعنی اعتدال، آئینہ و میزان۔ یہ دونوں حقیقت واضح کر دیتے ہیں۔ خواہ کسی کو رنج ہو یا خوشی محک۔ کسوٹی۔ سَنی۔ روشن۔ فزوں۔ زیادہ کاستی۔ کمی ریش وسبلت بر مخند۔ بر ریش و سبلت خود مخند "اپنی داڑھی اور مونچھ کا مذاق نہ بنا"۔ ریو۔ فریب۔ بند۔ حیلہ

[3] فراخت۔ افراغت، بلند کیا، پیدا کیا۔ ارزیم۔ ارزیدن، قیمت پانا آئین روئے نیکواں شویم بھلے لوگوں کے چہرے کے لائق ہوں یعنی انکے روبرو ہونے کی جرات کر سکیں۔ تجلی۔ جلوہ گر ہونا۔ سینا۔ وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ کی تجلی حاصل ہوئی تھی۔

گفت آخر ہیچ گنجد در بغل
(حضرت زیدؓ نے) کہا، بغل میں کبھی سمایا ہے

آفتابِ حق و خورشیدِ ازل
حق کا سورج اور ازل کا آفتاب؟

ہم دغل[1] را ہم بغل رابر دَرد
وہ کھوٹ اور بغل کو بھی پھاڑ ڈالتا ہے

نے جنوں ماند بہ پیشش نے خرد
اس کے سامنے نہ جنون ٹکتا ہے نہ عقل (ٹکتی ہے)

گفت یک اصبع چو بر چشمے نہی
آنحضورؐ نے فرمایا اگر تو آنکھوں پر ایک انگلی رکھدے

بینی از خورشید عالم را تہی
دنیا کو سورج سے خالی پائے گا

یک سرِ انگشت پردہ ماہ شد
ایک سرا انگشت چاند کا پردہ بن گیا

ویں نشانِ ساتریِ شاہ شد
یہ شاہ (اللہ) کی پردہ پوشی کی مثال ہوئی

تا بپوشاند جہاں را نقطۂ
ایک نقطہ (آنکھ کا پھولا) دنیا کو چھپا دیتا ہے

مہر گردو منخسف از سقطۂ
بادل کے ایک ٹکڑے سے سورج چھپ جاتا ہے

لب بہ بندو غور دریائے نگر
خاموش رہ اور دریا کی گہرائی پر نظر کر

بحر راحق کرد محکوم[2] بشر
سمندر کو اللہ (تعالیٰ) نے انسان کا محکوم بنا دیا ہے

ہمچو چشمہ زنجبیل و سلسبیل
جیسا کہ زنجبیل و سلسبیل

ہست در حکم بہشتیِ جلیل
بزرگ بہشتی کے حکم میں ہیں

چار[3] جوئے جنت اندر حکم ماست
جنت کی چار نہریں ہمارے حکم میں ہیں

ایں نہ زورِ ما بفرمان خداست
یہ ہماری طاقت نہیں ہے خدا کے حکم کی وجہ سے ہے

ہر کجا خواہیم داریمش رواں
ہم جس طرف چاہتے ہیں انکو جاری کر دیتے ہیں

ہمچو سحر اندر مرادِ ساحراں
جیسا کہ جادو، جادو گر کے قابو میں ہوتا ہے

ہمچو ایں دو چشمۂ چشم رواں
جس طرح آنکھ کے دو رواں چشمے

ہست در حکم دل و فرمانِ جاں
جان کے فرمان اور دل کے حکم کے تابع ہیں

گر بخواہد رفت سوئے زہر مار
اگر وہ چاہے سانپ کے زہر کیطرف (بصارت) چلی جائے

ور بخواہد رفت سوئے اعتبار
اگر وہ چاہے عبرت پکڑنے کیطرف چلی جائے

گر بخواہد سوئے محسوساں رفت
اگر وہ چاہے تو نظر محسوسات کی طرف چلی جائے

ور بخواہد سوئے ملبوسات رفت
اگر وہ چاہے چھپی ہوئی چیزوں کی طرف چلی جائے

گر بخواہد سوئے کلّیات راند
اگر وہ چاہے (بصیرت) کلیات کی جانب چلی جائے

ور بخواہد حبس جزویات ماند
اگر وہ چاہے جزئیات میں گھری رہے

---

[1] دغل۔ کھوٹ۔ درد فعل۔ مضارع ہے، دریدن پھاڑنا۔ اصبع۔ انگلی۔ دیں۔ کسی چیز کے پوشیدہ ہونیکی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس چیز کو چھپا دیا جائے دوسری یہ کہ اپنی آنکھ بند کر لی جائے اللہ تعالیٰ کا پوشیدہ ہونا دوسری قسم کا ہے۔ نقطہ۔ یعنی پتلی میں سفید نقطہ۔ مہر۔ سورج۔ مُنخَسِف۔ محجوب۔ سقطہ۔ سین کے ضمہ کیساتھ، بادل کا ٹکڑا۔

[2] محکوم۔ انسان نے دریا کو مسخر کر لیا ہے۔ جس طرح چاہتا ہے۔ اسپر جہاز رانی کرتا ہے، تو جب دریا مسخر ہے تو خیالات کے دریا کو بھی قابو میں رکھنا چاہیے۔ لب بہ بند۔ یعنی دل پر قابو حاصل کر اور اس کے مکشوفات کو ظاہر نہ کر اور غور کر کہ جب اللہ نے سمندر کو انسان کا محکوم بنایا ہے تو دل بھی محکوم بن سکتا ہے۔ زنجبیل و سلسبیل۔ جنت کی دو نہروں کے نام ہیں۔ یعنی یہ بھی انسان کی محکوم ہیں۔

[3] چار جو، چار نہریں جو کہ پانی دودھ، شہد اور شراب کی ہیں ہر کجا۔ یہ نہریں۔ ہر اسطرف کو جاری ہونگی جسطرف جنتی چاہیگا یہ بھی انسان کی محکوم ہیں۔ دو چشمہ دونوں آنکھیں دل کی محکوم ہیں۔ زہر مار۔ سانپ کا زہر یعنی گناہ۔ محسوسات۔ وہ چیزیں جو حواس کے ذریعہ معلوم کیجائیں۔ ملبوسات چھپی ہوئی چیزیں جنکا حواس کے ذریعہ ادراک نہ ہو سکے۔ کلیات۔ اور جزئیات کا ادراک بصیرت سے ہوتا ہے۔

ہمچنیں ہر پنج ^۱^ حِسّ چوں نایزہ — بر مرادِ امرِ دل شد جائزہ
اسی طرح پانچوں حواس ٹونٹی کی طرح — دل کی مراد کے مطابق چلنے والے بن گئے ہیں

ہر طرفکہ دل اشارت کردشاں — میرود ہر پنج حِس دامن کشاں
جس طرف دل نے ان کو اشارہ کیا — پانچوں حواس نازو انداز سے روانہ ہو جاتے ہیں

دست و پا در امرِ دل اندر بلا — ہمچو اندر دستِ موسیٰؑ آں عصا
ہاتھ اور پانوں دل کے حکم میں پھنسے ہوئے ہیں — جس طرح لاٹھی (حضرت) موسیٰؑ کے ہاتھ میں

دل بخواہد پا در آید زو برقص — یا گریزد سُوے افزونی زنقص
دل چاہے تو پانوں اس کی وجہ سے رقص میں آجائیں — یا نقصان سے نفع کی طرف بھاگیں

دل بخواہد دست آید در حساب — با اصابع تا نویسد اُو کتاب
دل اگر چاہے، ہاتھ کام میں لگ جائیں — مع انگلیوں کے تاکہ وہ کتاب لکھے

دست در دستِ ^۲^ نہانی ماندہ است — اُو دروں تن رابروں بنشاندہ است
ہاتھ، پوشیدہ ہاتھ (دل) کے قبضہ میں ہے — وہ (دل) اندر ہے جسم کو باہر بٹھا رکھا ہے

گر بخواہد بر عدو مارے شود — وَر بخواہد بروَلی یارے شود
اگر وہ چاہے (ہاتھ) دشمن کیلئے سانپ بنجائے — اگر وہ چاہے، دوست کا یار بن جائے

گر بخواہد کفچۂ در خوردنی — وَر بخواہد ہمچو گرزِ دہ منی
اگر وہ چاہے، کھانے میں چمچہ بن جائے — اگر وہ چاہے، دس من کا گرز بن جائے

دل چہ می گوید بدیشاں اے عجب — طُرفہ وصلت طُرفہ پنہانی سبب
تعجب ہے، دل ان سے کیا کہدیتا ہے — عجیب تعلق ہے، عجیب مخفی سبب ہے

دل مگر مُہرِ سلیمانؑ یافتہ است — کو مُہارِ پنج حس برتافتہ است
دل کو شاید مہر سلیمانی مل گئی ہے — جس نے پانچوں حواس کی مہار موڑ رکھی ہے

پنج ^۳^ حسّے از بروں میسورِ اُو — پنج حسّے از دروں ماموُرِ اُو
باہر کے پانچوں حواس اس کے تابع ہیں — اندر کے پانچوں حواس اُس کے محکوم ہیں

دہ حسن ست وہفت اندامِ دگر — آنچہ اندر گفت نایدی شمر
دس حواس ہیں اور سات دوسرے اعضاء ہیں — جو ذکر میں نہیں آئے تو ان کو گن لے

چوں سلیمانی دلاور مہتری — بَر پری و دیوزن انگشتری
جبکہ تو سلیمانؑ (جیسا) ہے (اور) بہادر سردار ہے — پری اور دیو پر حکومت کر

۱۔ پنج حس۔ حواس خمسہ بھی دل کے محکوم ہیں۔ نائزہ۔ ٹونٹی نل۔ جائزہ گزرنے والی۔ دامن کشیدن۔ ناز سے چلنا۔ عصا۔ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی انکی محکوم تھی افزونی۔ زیادتی۔ حساب۔ کام۔ اصابع۔ اصبع کی جمع ہے انگلی۔

۲۔ دستِ نہانی۔ خفیہ ہاتھ، دل یعنی ہاتھ بھی دل کا محکوم ہے۔ دل چہ می گوید۔ یہاں سے مولانا نے دل کی حاکمیت پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ مُہر سلیماں۔ حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی جس کی تاثیر سے وہ انسانوں اور جنوں پر حکومت کرتے تھے۔

۳۔ پنج حسے از بروں۔ ظاہری پانچ حواس، باصرہ۱۔ دیکھنے کی طاقت۔ سامعہ۲۔ سننے کی طاقت۔ شامہ۳ سونگھنے کی طاقت۔ ذائقہ۴۔ چکھنے کی طاقت۔ لامسہ۵۔ چھونے کی طاقت۔

پنج حسے از دروں۔ پانچ باطنی حواس حس مشترک۱۔ خیال۲۔ وہم۳۔ حافظہ۴۔ متصرفہ۵۔ ہفت اندام۔ سات اعضاء سر۱ سینہ۲ پشت۳ دونوں۴ ہاتھ۵ دونوں پانوں۶ ظاہری ہفت اندام ہیں باطنی ہفت اندام یہ ہیں۔ دماغ۔ پھیپھڑا۔ دل جگر۔ تلی۔ پتہ۔ گردہ چوں سلیمانی۔ جبکہ انسان کو قوت سلیمانی حاصل ہے تو اس کو اپنے قویٰ پر حکمراں ہونا چاہیئے۔ دلو وپری یعنی قوت نفسانیہ دور روحانیہ۔

گر دریں مُلکت بَری باشی ز ریو[1] | خاتم از دست تو نستاند سدیو
اگر تو اپنی اس سلطنت میں فریب سے بچا رہے | تو سدیو تجھ سے انگوٹھی نہیں چھین سکتا ہے
بعد ازاں عالَم بگیرد اسمِ تو | دو جہاں محکومِ تو چوں جسمِ تو
اس کے بعد دنیا تیرا نام (یاد) کرے گی | تیرے جسم کی طرح دونوں جہاں تیرے محکوم ہونگے
وَر زدستت دیو خاتم را بَبُرد | بادشاہی فوت شد بخت بمرد
اگر تیرے ہاتھ سے جن انگوٹھی لے اڑا | تو تیری بادشاہی ختم ہوئی اور تیرا نصیبہ مردہ ہو گیا
بعد ازاں یاحسرتا شُد لِلعِبادُ | بر شما مختوم تا یَومُ التّنادُ
اس کے بعد "بندوں پر افسوس ہے" ہوگیا | وہ تمہارے لئے قیامت تک مہر بن گیا
وَر تو دیوِ خویشتن را منکری | چوں رَوی آنجا تو روشن بنگری
اگر تو اپنے شیطان (کے وجود) کا منکر ہے | جب وہاں (حشر میں) پہنچے گا تو خوب دیکھ لیگا
مکرِ خودرا گر تو انکار آوری | از ترازو[2] و آئینہ کے جاں بری
اگر تو اپنے فریب (کھانے کا) منکر ہے | ترازو اور آئینہ سے کیسے جان بچائے گا؟
ایں سخن پایاں ندارد چوں کنم | بعد ازیں بر قصۂ لقمانؑ تنم
کیا کروں اس بات کا خاتمہ نہیں ہے | اس کے بعد میں (حضرت) لقمانؑ کے قصہ میں لگتا ہوں

متہم کردنِ غلامان و خواجہ تاشاں مر لقمانؑ راکہ آں میوہائے پروریدہ و گزیدہ آوردیم اُو خوردہ است

غلاموں اور ساتھیوں کا (حضرت) لقمانؑ کو متہم کرنا کہ ہم عمدہ اور اچھے میوے لائے اور وہ اس نے کھا لئے ہیں

بُود لقمانؑ پیشِ خواجہ خویشتن | درمیانِ بندگانش خوار تن
(حضرت) لقمانؑ اپنے آقا کے سامنے | اس کے غلاموں میں حقیر تھے
می فرستاد اُو غلاماں را بباغ | تاکہ میوہ آیدش بہرِ فراغ
وہ غلاموں کو میوہ لانے کیلئے باغ میں بھیجتا تھا | تاکہ اس کے لئے بفراغت میوہ آئے
بُود لقمانؑ در غلاماں چوں طفیل[3] | پُر معانی تیرہ صورت ہمچو لیل
غلاموں میں (حضرت) لقمانؑ طفیل کی طرح تھے | حکمتوں سے پُر تھے، رات کی طرح کالی صورت تھے
آں غلاماں میوہ ہائے جمع را | خوش بخوردند از نہیبِ طمع را
ان غلاموں نے جمع شدہ میووں کو | لالچ کی لوٹ مار سے خوب کھایا

[1] ریو۔ مکر و فریب۔ سدیو۔ اس جن کا نام ہے جس نے حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی چرائی تھی۔ یا حسرتا قرآن پاک میں ہے۔ یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ۔ "بندوں کے حال پر افسوس ہے کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی انہوں نے ہنسی نہ اڑائی ہو" مختوم۔ مہر زدہ۔ یَومُ التّنادُ۔ قیامت کا دن۔ دیو خویشتن۔ یعنی نفس۔ آنجا۔ یعنی میدان حشر۔

[2] ترازو۔ یعنی میزان العدل جس سے قیامت میں اعمال تولے جائینگے۔ آئینہ یعنی صحیفہ اعمال جو قیامت میں ہر شخص کو دیا جائیگا۔ لقمانؑ ایک بڑے دانشور اور صاحب حکمت شخص کا نام ہے انکو بعض لوگ نبی بھی مانتے ہیں متہم۔ تہمت زدہ خوارتن۔ حقیر، یعنی لقمانؑ کی دوسرے غلاموں کے مقابلہ میں آقا کے یہاں کوئی عزت نہ تھی۔

[3] طفیل۔ ایک شخص کا نام ہے جو بلا بلائے دعوتوں میں شرکت کرتا تھا اور ذلیل ہوتا تھا۔ تیرہ صورت۔ سیاہ فام۔ لیل۔ رات۔ جمع۔ یعنی جمع شدہ خوش۔ بہت، خوب، نہیب۔ لوٹ

خواجہ را گفتند لقماںؑ خورد آں ۱؎
خواجہ بر لقماںؑ تُرش گشت و گراں

انہوں نے آقا سے کہا وہ لقمانؑ نے کھائے ہیں
آقا (حضرت) لقمانؑ پر بگڑا اور ناراض ہوا

چوں تفحص کرد از لقماںؑ سبب
در عتابِ خواجہ اَش بکشاد لب

جب اس نے (حضرت) لقمانؑ سے وجہ دریافت کی
اپنے آقا کی ناراضی کے سلسلہ میں انہوں نے لب کشائی کی

گفت لقماںؑ سیّدا پیشِ خدا
بندۂ خائن نباشد مُرتضیٰ

(حضرت) لقمانؑ نے کہا اے آقا! خدا کے سامنے
خیانت کرنیوالا غلام پسندیدہ نہیں ہو سکتا

اِمتحاں را کار فرما اے کیا
شربتِ رانش بدہ بہرِ نما

اے سردار! امتحان نے لیجئے
(اصلیت) دکھانے کے لئے مسہل کا شربت پلا دیجئے

اِمتحاں کُن جملہ مارا اے کریم
سیر ماں دردہ تو از آبِ حمیم

اے داتا! ہم سب کا امتحان لے لیجئے
ہمیں گرم پانی پیٹ بھر کر پلا دیجئے

بعد ازاں مارا بصحرائے براں
تو سوارو ما پیادہ می دواں

اس کے بعد ہمیں جنگل میں نکال دیجئے
آپ سوار اور ہم پیدل دوڑیں

آنگہاں بنگر توبد کردار را
صُنعہائے کاشفِ ۲؎ لا سرار را

تب تو بدکردار کو دیکھ لینا
رازوں کو کھولنے والے کی حکمتوں کیوجہ سے

گشت ساقی خواجہ از آبِ حمیم
مر غلاماں راو خوردندآں زبیم

آقا گرم پانی کا ساقی بن گیا
غلاموں کیلئے اور انہوں نے خوف کیوجہ سے پی لیا

بعدازاں میراندشاں درد شتہا
می دویدندآں نفر تحت ۳؎ و علا

اُس کے بعد ان کو جنگلوں میں نکال دیا
وہ لوگ اونچی نیچی جگہ دوڑے

قے در افتادند ایشاں از عنا
آب می آوردزیشاں میوہا

مشقت کی وجہ سے وہ قے میں مبتلا ہو گئے
پانی نے ان (کے پیٹ) سے میوے نکالڈالے

چونکہ لقماںؑ را درآمد قے زناف
می برآمد از درونش آب صاف

جب (حضرت) لقمانؑ کی ناف سے قے آئی
ان (کے پیٹ) میں سے صاف پانی نکلتا تھا

حِکمتِ لُقماں چو تا نداں نمود
پس چہ باشد حِکمتِ رَبُّ الوجود

جب (حضرت) لقمانؑ کی دانائی (کرشمہ) دکھا سکتی ہے
تو رب الوجود کی حکمت کیا ہو گی؟

یَوۡمَ تُبۡلَی السَّرَائِرُ کُلُّھَا
بَانَ مِنۡکُمۡ کَامِنٌ لَایُشۡتَھٰی

جس دن سب رازوں کی آزمائش کی جائیگی
تم میں سے وہ باتیں ظاہر ہونگی جو ناپسندیدہ ہیں

۱؎ آں۔آں را۔ تُرش۔ناراض۔ گراں۔خفا۔ تفحص۔جستجو کرنا۔ لب کشادن۔ بولنا۔ سیدا اے آقا خائن خیانت کرنے والا۔ مُرتضیٰ۔پسندیدہ کار فرما۔عمل میں لا۔ کیا۔سردار۔ رانش۔راندن سے بنا ہے۔ مسہل۔ کریم۔ بزرگ۔سخی۔ آبِ حمیم۔ گرم پانی صنعہائے۔ حکمتیں۔

۲؎ کاشف لاسرار۔ رازوں کو کھولنے والا۔ را۔ پہلے مصرع میں علامت مفعول ہے۔ دوسرے مصرع میں سبب کے لئے ہے۔ ساقی۔ پلانے والا۔ بیم۔ ڈر خوف۔ دشت۔ جنگل۔ نفر۔ گروہ، جماعت۔

۳؎ تحت۔ نیچا۔ عُلا۔ بلندی عنا۔ محنت۔ زیشاں۔ یعنی غلام تاند تواند رَبُّ الوجود۔ وجود کا پالنے والا، اللہ تعالیٰ۔ یوم۔ دن۔ تُبلیٰ۔ آزمائے جائیں گے۔ السّرائر سریرۃ کی جمع ہے، چھپی ہوئی چیز، بان۔ ظاہر ہوا کامن۔ پوشیدہ لایشتہیٰ۔ ناپسندیدہ۔

چوں سُقُوا اِ مَاءً حَمِیمًا قُطِعَتْ — جُمْلَۃُ الْاَسْتَارِ مِمَّا اَفْضَحَتْ
جب ان کو گرم پانی پلایا گیا پارہ پارہ کر دیئے گئے — تمام پردے ان کارناموں سے جنہوں نے رسوا کیا

نار زاں آمد عذابِ کافراں — کہ حجر رانار باشد امتحاں
کافروں کی سزا، آگ اسی وجہ سے بنی ہے — کہ پتھر کی آزمائش آگ سے ہوتی ہے

ایں دلِ چوں سنگ راتا چندچند — پند گفتیم و نمی پذرفت پند
اس پتھر جیسے دل کو کتنی ہی — ہم نے نصیحت کی اس نے نصیحت قبول نہ کی

ریش بدرا داروئے بدیافت رگ — مر سرِ ۲ خررا سزد دندانِ سگ
خراب زخم کو خراب دوا ہی قابو میں لائی ہے — گدھے کے سر کیلئے کتے ہی کے دانت مناسب ہیں

لِلْخَبِیْثَاتِ الْخَبِیْثُوْنَ حِکمت ست — زشت راہم زشت جفت و بابت ست
خبیثات کے لئے خبیثوں کا ہونا ہی دانائی ہے — برے کا براہی جوڑا اور لائق ہے

پس تو ہر جفتے کہ میخواہی بگیر — محو او باش و صفاتش راپذیر
پس تو جو جوڑا چاہے بنا لے — اسمیں فنا ہو جا اور صفات کو قبول کر لے

پس تو ہر راہے کہ میخواہی برو — محوہ ہمشکلِ صفاتِ دوست شو
پس تو جس راستہ پر چلنا چاہے چل — دوست کی صفات میں فنا اور ہمشکل بن جا

نور خواہی مستعدِ نور شو — دور خواہی خویش بین و دور شو
نور چاہتا ہے تو نور کے لئے مستعد بن — دور ہونا چاہتا ہے تو متکبر اور دور ہو جا

ور رہے خواہی ازیں سجنِ ۳ خربِ — سر مکش از دوست وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ
اگر اس برباد، قید خانے سے رہائی چاہتا ہے — دوست (اللہ تعالیٰ) سے سرکشی نہ کر اور سجدہ کر اور قریب ہو جا

سر کشانرا بیں سراسر در عذاب — سر بنہ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ
سرکشوں کو سراسر عذاب میں سمجھ — سر (تسلیم) خم کردے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد خیز زیدؓ — بر براقِ ناطقہ بربند قید
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے اے زیدؓ! اٹھ — گویائی کے براق کو باندھ دے

بقیہ قصہ زیدؓ در جواب حضرتِ رسالت عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں (حضرت) زیدؓ کا بقیہ قصہ

ناطقہ چوں فاضح آمد عیب را — میدراند پردہائے غیب را
جبکہ بولنا، عیب کی پردہ دری کرنیوالا ہے — وہ غیب کے پردوں کو چاک کر دیتا ہے

---

۱ سُقُوا۔ پلائے گئے۔ مَاءً حَمِیْمًا۔ گرم پانی۔ قُطِّعَتْ۔ پارہ پارہ کردیئے گئے۔ اَلْاَستَار۔ ستر کی جمع ہے، پردہ۔ مِمَّا۔ وہ چیزیں۔ اَفْضَحَتْ۔ جس نے رسوا کیا۔ حجر۔ پتھر کو آتش کیر مادہ سے توڑا جاتا ہے۔ اس دل کافروں کے دل کو قرآن نے پتھر سے تعبیر کیا ہے۔ رگ۔ یافتن۔ حقیقت کو پہنچ جانا۔

۲ مر سر خر۔ مشہور ہے گوشت خر دندانِ سگ۔ زشت۔ بدصورت، جفت۔ شوہر، بیوی، بابت، لائق، سزاوار، مناسب۔ پس۔ حدیث شریف ہے۔ اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُخَالِلُ" انسان اپنے دوست کا مذہب اختیار کر لیتا ہے تو غور کر لے کس سے دوستی کر رہا ہے۔

۳ سجن۔ قید خانہ۔ خرب۔ ویرانہ۔ اُسْجُدْ۔ تو سجدہ کر۔ اِقْتَرِبْ۔ قریب ہو جا۔ ایں سخن۔ یہ آنحضور کا مقولہ ہے۔ براق۔ وہ سواری جو حضور کو معراج میں ملی تھی۔ ناطقہ۔ قوتِ گویائی یہاں سے مولانا نے اسرار کے اخفاء کی حکمتیں بتائی ہیں فاضح رسوا کرنے والا۔

غیبِ۱ مطلوبِ حق آمد چند گاہ　　ایں دُہل زن رابراں بر بند راہ

ہر چند کہ اللہ (تعالیٰ) کو غیب مطلوب ہے　　اس ڈھول پیٹنے والے کو نکالدے، راستہ کر دے

تگ مراں دَرکش عناں مستور بہ　　ہر کس از پندارِ خود مسرور بہ

تیز نہ دوڑ، باگ کھینچ (راز کا) چھپا ہوا ہونا بہتر ہے　　ہر انسان کا اپنے خیال کے مطابق خوش رہنا بہتر ہے

حق ہمی خواہد کہ نومیدانِ۲ اُو　　زیں عبادت ہم نگرو انند رُو

اللہ (تعالیٰ) چاہتا ہے کہ اس سے نا امید　　بھی اس عبادت سے منہ نہ موڑیں

ہم مُشرَّف در عبادتہائے اُو　　مُشتغِل گشتہ بطاعتہائے اُو

جو لوگ اس کی عبادتوں سے مشرف ہیں　　اس کی فرمانبرداریوں میں مشغول ہیں

ہم بامیدے مُشرَّف می شوند　　چند روزے در رکابش می دَوند

وہ بھی امید سے مشرف ہوں　　(کیونکہ) چند روز وہ بھی ہمرکاب رہے ہیں

خواہد آں رحمت بتابد بَرہمہ　　بَربدو نیک از عمومِ مَرحمہ

رحمت چاہتی ہے کہ وہ سب پر نازل ہو　　برے اور بھلے پر رحمت کے عام ہونے کیوجہ سے

حق ہمی خواہد کہ ہر میرو اسیر　　بار جاوخوف باشند وَ حذیر۳

اللہ (تعالیٰ) چاہتا ہے کہ ہر حاکم اور محکوم　　امید و بیم میں رہیں اور ڈرتے رہیں

ایں رجا و خوف در پَردہ بُود　　تاپسِ ایں پردہ پرُور وَ شَود

یہ امید و بیم پردہ (پوشی کی صورت) میں ہو سکتی ہے　　تاکہ پس پردہ وہ پرورش پاتے رہیں

چوں دریدی پردہ کو خوف ورجا　　غیب راشد کرّو فراندر مَلا

جب تو نے پردہ چاک کر دیا امید و بیم کہاں رہی؟　　غیب کی شان و شوکت بر ملا ہو گئی

حکایت

برلبِ جُو بُروظنّے یک فتیٰ　　کہ سلیمانؑ ست ماہی گیرِ ما

ایک نوجوان نے دریا کے کنارے پر خیال کیا　　کہ ہمارا مچھیرا، سلیمان (علیہ السلام) ہے

گر ویست ایں از چہ فردست و خفیست　　ورنہ سیمائے سلیمانیش چیست

یہ اگر وہی ہے تو یہ تنہائی اور چھپاؤ کیوں ہے؟　　ورنہ اس کا سلیمانؑ جیسا چہرہ مہرہ کیوں ہے؟

اندریں اندیشہ می بود اُو دودل　　تا سلیمانؑ گشت شاہِ مستقل

اس خیال میں وہ دو دل ہو رہا تھا　　یہانتک کہ (حضرت) سلیمانؑ مستقل بادشاہ بنگئے

دیو رفت از مُلک وتخت اُوگریخت　　تیغ بخشش خونِ آں شیطاں بریخت

دیو چلا گیا، ان کے ملک اور تخت سے بھاگ گیا　　انکے نصیبہ کی تلوار نے اس شیطان کا خون بہا دیا

---

۱ غیب۔ پردہ پوشی۔ دُہل زن۔ ڈھول پیٹنے والا اعلان کرنے والا۔ تگ دوڑ، مراں۔ رندان۔ سے نہی ہے، نہ چلا۔ عنان۔ باگ۔ مستور چھپا ہوا۔ پندار۔ عقیدہ خیال۔

۲ نومیداں۔ وہ لوگ جو غلط عقیدہ کی وجہ سے نفس الامر میں مایوس ہیں، یعنی اخفاءِ اسرار میں یہ بھی حکمت ہے کہ یہ لوگ بھی مایوس نہ ہوں۔ عبادتہائے۔ یعنی ناقص عبادتیں۔ رکاب۔ سواری، جلو۔ میر۔ سردار۔ اسیر۔ یعنی محکوم۔ رجا۔ امید۔

۳ حذیر۔ ڈرنے والا۔ ایں رجا۔ یعنی جب تک انسان کے اعمال پردے میں ہیں۔ امید و خوف ہے ورنہ یکسو جا جائیگا۔ اندر ملا۔ بر ملا۔ حکایت۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انکشاف حقیقت کے بعد خوف ور جا ختم ہو جاتا ہے۔ گرویست۔ اگر مچھیرا واقعی سلیمانؑ ہیں تو تنہا اور اس حالت میں کیوں ہیں۔ سیما۔ علامت چہرہ مہرہ۔ دو دل۔ متردد مستقل۔ خود مختار۔ دیو۔ وہ جن جس نے انگوٹھی چرائی تھی۔

کرد در انگشت خود انگشتری ۔۔۔ جمع ۱ آمد لشکرِ دیو و پری
انہوں نے اپنی انگلی میں انگوٹھی پہنی ۔۔۔ دیو اور پریوں کا لشکر جمع ہو گیا

آمد نداز بہرِ نظّارہ رِجال ۔۔۔ درمیانِ شاں آنکہ بُد صاحب خیال
لوگ، دیدار کے لئے آئے ۔۔۔ ان میں وہ گمان کرنے والا (بھی) تھا

چوں در انگشتش بدید انگشتری ۔۔۔ رفت اندیشہ و گمانش یکسری
جب اس نے ان کی انگلی میں انگوٹھی دیکھی ۔۔۔ اس کا گمان اور خیال ختم ہو گیا

وہم ۲ آنگاہ ہست کاں پوشیدہ است ۔۔۔ ایں تحرّی از پئے نا دیدہ است
وہم اسوقت تک رہتا ہے جبتک کہ وہ پوشیدہ ہے ۔۔۔ اٹکل بغیر دیکھی چیز کے لئے ہے

شُد خیالِ غائب اندر سینہ زفت ۔۔۔ چونکہ حاضر شد خیالِ اُو برفت
غائب (چیز) کا خیال سینہ میں استوار ہوا ۔۔۔ جب وہ حاضر ہو گئی خیال ختم ہوا

گر سَمائے نور بے باریدنی ست ۔۔۔ ہم زمین تار بے بالیدنی ست
اگر منور آسمان نہ برسنے والا ہے ۔۔۔ تاریک زمین بھی بغیر نشوونما کے ہے

یُومِنُونَ بالْغَیْب می باید مرا ۔۔۔ زاں بہ بستم روزنِ فانی سرا
(اللہ نے فرمایا) ہمیں غیب پر ایمان لانیوالا درکار ہیں ۔۔۔ اس لئے میں نے دنیا کے سوراخ بند کر دیئے ہیں

گرچہ ہست اظہار کردن خود کمال ۔۔۔ می رہاند جانہا را از خیال
اگرچہ ظاہر کرنا خود کمال ہے ۔۔۔ (کیونکہ) جانوں کو وہم سے رہائی دیدیتا ہے

لیک یک درصد بُود ایمان لغیب ۔۔۔ نیک دان وبگذر از تزویر وریب
لیکن سو میں سے ایک کو ایمان بالغیب ہوتا ہے ۔۔۔ خوب سمجھ لے اور مکر اور شک سے درگزر کر

چوں ۳ شگافم آسماں را در ظہور ۔۔۔ چوں بگویم ھَلْ تَریٰ فِیھَا فُطُوْر
اگر اظہار کے لئے میں آسمان میں شگاف لگا دوں ۔۔۔ تو کیا تم انہیں شگاف دیکھتے ہو" کیسے کہوں؟

تادریں ظلمت تحرّی گسترند ۔۔۔ ہر کسے رُو جانبے می آورند
تاکہ اس اندھیرے میں اٹکل لگاتے رہیں ۔۔۔ ہر آدمی الگ الگ جانب کو رخ کرے

مُدّتے معکوس باشد کارہا ۔۔۔ شحنہ را دُزد آوَرَد بردارہا
(تاکہ) ایک عرصہ تک کام الٹے رہیں ۔۔۔ چور، کوتوال کو سولی پر چڑھا دے

تاکہ بس سُلطانِ عالی ہمّتے ۔۔۔ بندۂ بندہ خود آید مُدّتے
تاکہ عالی ہمت بادشاہ ۔۔۔ ایک عرصہ تک غلام کا غلام رہے

۱ جمع آمد۔ حضرت سلیمانؑ کی سلطنت دوبارہ جم گئی۔ رجال۔ رجل کی جمع ہے مرد۔ صاحب خیال۔ یعنی وہ شخص جس نے حضرت سلیمانؑ کو مچھلیاں پکڑتے دیکھا تھا جبکہ وہ سلطنت سے محروم ہو کر ایک مچھیرے کے گھر میں روپوش ہو گئے تھے۔ چوں۔ ایک روز حضرت سلیمانؑ کے جال میں وہ مچھلی آ گئی جس نے وہ انگشتری نگل لی تھی جو دیو سے دریا میں گر پڑی تھی اور جس کے بل پر حضرت سلیمانؑ حکومت کرتے تھے اور اس مچھلی کے پیٹ سے وہ انگشتری نکال کر حضرت سلیمانؑ نے اپنی انگلی میں پہن لی۔

۲ وہم۔ جو چیز پوشیدہ اور مخفی ہو وہاں وہم کارفرما ہوتا ہے۔ گر سمائے نور۔ عالم کی شادابی کیلئے بارش ہونا ضروری ہے جو کہ ابر کے حجاب کیساتھ نازل ہوتی ہے ورنہ زمین میں بالیدگی نہ ہو۔ اسی طرح اخفاءِ غیب میں بھی مصلحت ہے۔ فانی سرا۔ یعنی دنیا۔ لیک۔ درصد۔ تمام عالم کا مومن ہو جانا مصلحت باری کے خلاف ہے۔

۳ چوں۔ اگر میں غیب کے مشاہدہ کیلئے آسمانوں کو شق کر دیتا تو ھَلْ تَریٰ مِنْ فُطُوْر کی دعوت نہ دیتا۔ قرآن میں اللہ کی حکمت پر استدلال میں یہ آیت ہے فَارْجِعِ الْبَصَرَ ھَلْ تَریٰ مِنْ فُطُوْر "اے انسان تو اپنی نظر آسمان پر دوڑا کیا انہیں تجھے کوئی شگاف نظر آتا ہے۔" تادریں۔ غیب میں یہ حکمت بھی ہے کہ کچھ دن کام الٹ پلٹ چلتے رہیں معکوس۔ الٹا۔ شحنہ۔ کوتوال۔ دار۔ سولی۔

بندگی ۱ در غیب آمد خوب و گش　　حفظِ غیب آمد در استعباد خوش

غیب کی صورت میں عبادت خوب اور بہتر ہے　　عبادت کرانے میں غیب کی حفاظت اچھی ہے

کو کہ مدح شاہ گوید پیشِ او　　باکہ در غیبت بود اُو شرم رُو

کہاں ہے وہ جو بادشاہ کے سامنے بادشاہ کی تعریف کرے　　اُس کے مقابلہ میں جو غائبانہ شرمائے

قلعہ دارے کز کنارِ مملکت　　دور از سلطان و سایہ سلطنت

وہ قلعہ دار جو مملکت کے کنارے پر　　بادشاہ اور سلطنت کے سایہ سے دور

قلعہ نہ فروشد بمالِ بیکراں　　پاس دارد قلعہ را از دشمناں

لا تعداد مال کے لئے قلعہ کو نہ فروخت کرے　　دشمنوں سے قلعہ کی حفاظت کرے

غائب ازشہ در کنارِ ثغرہا　　ہمچو حاضرِ اُو نگہدارد وفا

غاروں کے کنارے پر بادشاہ سے غائب　　حاضر کی طرح وفا کی نگہداشت کرے

پیش شہِ اُوبہ بُوَداز دیگراں　　کہ بخدمت حاضر اندو جانفشاں

بادشاہ کے نزدیک وہ دوسروں سے بہتر ہو گا　　جو دربار میں حضار ہیں اور جانفشانی کر رہے ہیں

پس بغیبت نیم ذرّہ حفظِ کار　　بہ کہ اندر حاضری زاں صد ہزار

غیبت میں کام کی تھوڑی بھی نگہداشت　　موجودگی کی لاکھ کار گزاری سے بہتر ہے

طاعت ۲ وایماں کنوں محمود شد　　بعدِ اندر عیاں مردود شد

فرمانبرداری اور ایمان اب قابلِ تعریف ہے　　مرنے کے بعد مشاہدہ کی صورت میں نامقبول ہے

چونکہ غیب و غائب و رُو پوش بہ　　پس دہاں بر بندولب خاموش بہ

چونکہ غیب اور غائب اور چھپا ہوا بہتر ہے　　تو منہ کو بند کر لے خاموش رہنا بہتر ہے

اے برادر دست وادا ازسخن　　خود خدا پیدا کند علمِ لدُن

اے بھائی! بات کہنے سے دستبردار ہو جا　　وہ (اللہ تعالیٰ) علم وہبی خود پیدا کر دیگا

بس بُوَد خورشید را رویش گواہ　　ای شیءٍ اعظم الشاہدُ الٰہ

سورج کے لئے اس کا چہرہ کافی گواہ ہے　　سب سے بڑا گواہ کون ہے؟ خدا ہے

نے بگویم ۳ چوں قریں شد دربیاں　　ہم خداو ہم مَلک ہم عالماں

نہیں میں تو شہادت دونگا جیسا کہ بیان میں ساتھ ہیں　　اللہ بھی اور فرشتے بھی اور علماء بھی

یَشھَدُ اللّٰہُ وَالْمَلکُ وَاھلُ العلوم　　اَنّہٗ لا رَبَّ اِلّا مَن یَدُوم

اللہ گواہی دیتا ہے اور فرشتے اور علماء　　کہ رب نہیں ہے مگر وہ جو ہمیشہ رہے

---

۱ بندگی۔ یہاں سے بھی اخفاء احوال کی حکمت بیان کرنا شروع کی ہے۔ گش۔ خوب۔ حفظ۔ محفوظ۔ استعباد۔ عبادت کرانا۔ حفظِ غیب۔ غائبانہ اطاعت کا بڑا درجہ ہے۔ کو۔ کجا یعنی دونوں میں بہت فرق ہے۔ ثغر۔ سرحد۔

۲ طاعت وایماں۔ آیاتِ الٰہیہ کے مشاہدہ کے بعد ایمان معتبر نہ ہو گا۔ علم لدُن۔ خدا جس کو چاہیگا۔ خود علم وہبی عطا فرمادیگا اور وہ غیب پر مطلع ہو جائیگا، تو خاموش ہو جا۔ بس۔ جب مشاہدہ ہو جائیگا۔ تو پھر کسی گواہ کی ضرورت نہ رہے گی۔

۳ نے بگویم۔ اوپر کا مضمون تھا کہ صرف اللہ کی گواہی ہی کافی ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اب اس مضمون سے گریز ہے کہ ہاں اللہ کی گواہی کافی ضرور ہے لیکن چونکہ اللہ نے اپنی گواہی میں فرشتوں اور اہل علم کو شریک کیا ہے تو میں بھی گواہی دیتا ہوں یشہد۔ قرآن پاک میں ہے "شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْم" اللہ اس پر گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور اہل علم گواہی دیتے ہیں۔"

چوں ۱ گواہی داد حق کہ بُود مَلک | تاشود اندر گواہی مشترک
جب اللہ (تعالیٰ) نے گواہی دیدی تو فرشتے کیا ہوتے ہیں | کہ وہ گواہی دینے میں شریک ہوں

زانکہ شعشاع و حضورِ آفتاب | بر نتابد چشم و دلہائے خراب
یہ اس لئے کہ کرنوں اور سورج کی موجودگی کی | کمزور آنکھیں اور دل، طاقت نہیں رکھتے ہیں

چوں خُفاش ۲ شے کُو تفِ خورشید را | برنتابد بگسلد امّید را
جبکہ چمگاڈر جو سورج کی چمک کی | تاب نہیں لاتی ہے امید توڑ بیٹھی ہے

پس ملائک راچو ماہاں بازداں | جلوہ گر خورشید رابر آسماں
تو فرشتوں کو ان چاندوں کی طرح سمجھ | جو آسمان پر سورج کو جلوہ دیتے ہیں

کایں ضیا ماز آفتابے یافتیم | چوں خلیفہ بر ضعیفاں تافتیم
(وہ کہتے ہیں) کہ روشنی ہم نے سورج سے حاصل کی ہے | قائم مقام بن کر ہم کمزوروں پر چمکے ہیں

چوں ۳ مہِ نو یا سہ روزہ یاکہ بَدر | مرتبہ ہریک بُود در نورو قدر
نئے چاند یا تین روزہ چاند یا چودھویں کے چاند کی طرح | ہر ایک (فرشتہ) کا نور اور قدر میں رتبہ ہے

زاجنحہ نورِ ثُلاث اَوْرُباع | بر مراتب ہر مَلک را آں شعاع
نور کے تین تین یا چار چار بازوؤں کی وجہ سے | مرتبہ کے اعتبار سے ہر فرشتہ کو وہ نور حاصل ہے

ہمچو پرہائے عقولِ انسیاں | کہ بسے فرق ست شاں اندر میاں
جیسے انسانوں کے عقلی بازو | کہ ان کے درمیان بہت بڑا فرق ہے

پس قرینِ ہر بشر در نیک و بَد | آں مَلک باشد کہ مانندش بُوَد
ہر انسان کا نیکی اور بدی کے اعتبار سے ساتھی | وہ فرشتہ ہو گا جو اس کے مناسب ہو گا

چشمِ اَعمَش نورِ خور را بر نتافت | اختر اُورا شمعِ شد تارہ بیافت
چندھے کی آنکھ میں سورج کی روشنی کی تاب نہیں ہے | ستارہ اس کی شمع بن گیا یہاں تک کہ اس کو راستہ مل گیا

گفتنِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مُر زید رضی اللہ عنہ را

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زید رضی اللہ عنہ سے فرمانا کہ

کہ ایں سِرّ را فاش تر زیں مگو و مُتابعت نگہدار

اس راز کو اس سے زیادہ کھل کر نہ کہہ اور فرمانبرداری کا لحاظ رکھ

گفت پیغمبر کہ اصحابی ۴ نجوم | رہرواں راشمع و شیطاں راجوم
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے صحابہ ستارے ہیں | جو مسافروں کی شمع اور شیطان کیلئے گرز ہیں

۱ چوں گواہی۔ اب یہ سمجھانا ہے کہ خدا کی گواہی کے بعد فرشتوں اور علماء کی گواہی کی کیا ضرورت تھی۔ شعشاع۔ شعاع۔ برنتابد۔ تاب نیارد۔

۲ خفاش۔ چمگاڈر۔ تف۔ چمک، گرمی۔ پس ملائک۔ یعنی جسطرح سورج کے ہوتے ہوئے چاند اور ستاروں کے وجود میں مصلحت کارفرما ہے اسیطرح اللہ کی گواہی کے بعد فرشتوں کی گواہی میں مصلحت کار فرما ہے۔ ماہاں۔ مختلف دنوں کے چاند۔

۳ چوں۔ جس طرح مختلف تاریخوں کے چاند کے نور میں فرق ہے اسیطرح فرشتوں کے مراتب میں فرق ہے۔ اجنحہ۔ جناح کی جمع ہے بازو۔ ثلاث۔ تین تین۔ رباع۔ چار چار۔ عقول۔ انسانوں کی عقلوں میں فرق ہے۔ اعمش۔ چندھا۔ کمزور نگاہ والا۔ خور۔ خورشید۔

۴ اصحابی۔ حدیث شریف ہے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ "میرے صحابہ ستاروں کیطرح ہیں تم جس کی بھی پیروی کرلو گے دراہیاب ہو جاؤ گے" ستاروں کے دو فائدے ہیں ایک راہنمائی دوسرے یہ کہ وہ شیطانوں کیلئے گرز بھی ہیں جو شیاطین آسمانی باتیں چرانے کی کوشش کرتے ہیں ان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ اسیطرح صحابہ جو اہل العلوم ہیں وہ منکروں کی ہلاکت کا سبب ہیں۔

ہر کسے را گر بُدے آں چشم و زور — گو گرفتے ز آفتابِ چرخِ ۱ نور

اگر ہر شخص کے لئے وہ آنکھ اور طاقت ہوتی — کہ جس سے آسمان کے سورج سے نور حاصل کر سکتا

کے ستارہ حاجتستے اے ذلیل — کے بُدے بر نور خورشید آں دلیل

اے ذلیل! ستارے کی پھر کیا ضرورت تھی؟ — وہ سورج کی روشنی کا راہنما کب ہوتا؟

ہیچ ماہ و اخترے حاجت نبُود — گو بُوَد بر آفتابِ حق شہُود

(اسکو) کسی چاند اور ستارے کی ضرورت نہ تھی — جو حق کے سورج کا گواہ ہوتا

ماہ ۲ می گوید بابر و خاک و فے — مَنْ بشرمن مِثلکُمْ یُوحیٰ اِلی

چاند، ابر اور خاک اور سایہ سے کہتا ہے — میں تم جیسا انسان ہوں، مجھ پر وحی آتی ہے

چوں شما تاریک بودم در نہاد — وحیِ خورشید چنیں نورے بداد

دراصل تمہاری طرح میں بھی بے نور تھا — وحی کے سورج نے مجھے یہ نور عطا کیا ہے

ظُلمتے دارم بہ نسبت با شمُوس — نوُر دارم بہرِ ظلماتِ نُفوس

سورجوں کی بہ نسبت، میں تاریک ہوں — انسانوں کی تاریکیوں کیلئے میرے پاس نور ہے

زاں ضعیفم تاتو تابے آوری — کہ نہ مَردِ آفتابِ انوری

میں اس لئے ضعیف ہوں کہ تو برداشت کر سکے — کیونکہ تو زیادہ چمکدار سورج کا مرد (میدان) نہیں ہے

ہمچو شہد و ۳ سرکہ درہم بافتم — تابہ بیماری جگر رہ یافتم

میں شہد اور سرکہ کی طرح باہم مل گیا ہوں — یہاں تک کہ جگر کی بیماری تک پہنچ گیا ہوں

چوں زعلت وارہیدی اے رہیں — سرکہ را بگذار می خور انگبیں

اے گرفتار (مرض) جب تو بیماری سے نجات پا جائے — سرکہ کو چھوڑ دے شہد چاٹ

تختِ دل معمور شد پاک از ہوا — بروے اَلرَّحمٰنُ عَلَی العَرشِ استَوٰی

جب دل کا تخت خواہشات سے پاک ہو کر (نور سے) بھر گیا — تو الرحمٰن علی العرش استوی کا مصداق ہو گیا

حُکم بر دل بعد ازیں بے واسطہ — حق کُند چوں یافت دل ایں رابطہ

اس کے بعد بلاواسطہ دل پر حکم — اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے جب دل کو یہ ربط حاصل ہو گیا

ایں سخن پایاں ندارد زیدؓ کو — تا دہم بندش کہ رسوائی مجو

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے (حضرت) زیدؓ کہاں ہیں؟ — تاکہ میں ان کو روکوں کہ رسوائی نہ کر

نسبت حکمت گفتن ایں اسرار را — چوں قیامت می رسد اظہار را

ان رازوں کے کہنے میں دانائی نہیں ہے — اظہار کے لئے قیامت آ رہی ہے

---

۱ چرخ۔ آسمان۔ دلیل۔ رہنما۔ شہود۔ شاہد گواہ۔ فے۔ سایہ

۲ ماہ۔ یعنی نبی کریم۔ یوحیٰ۔ وحی بھیجی جاتی ہے۔ الی۔ میری جانب۔ قرآن میں ہے۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ ۔ "اے نبی! تم لوگو سے کہہ دو میں تم جیسا انسان ہوں، مجھ پر وحی آتی ہے" چوں شماء آنحضور کو خطاب کر کے اللہ نے فرمایا ہے۔ "اسی طرح سے ہم نے اپنے حکم سے دین کی جان یعنی قرآن تمہاری طرف وحی کے ذریعہ بھیجی ہے تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ جانتے تھے کہ ایمان کسکو کہتے ہیں۔ شمُوس۔ یعنی شئون باری اور صفاتِ الٰہی۔ کہ نہ مرد۔ براہِ راست منجانب اللہ افاضہ عوام کے لئے مناسب نہیں اسلئے رسول واسطہ بنے ہیں۔

۳ شہد۔ یعنی فیض۔ حق۔ سرکہ۔ یعنی قولی تعلیمات۔ جگر۔ یعنی مخلوقات۔ درہم بافتن۔ مل جلجانا۔ رہ یافتن۔ داخل ہو جانا، رہ یافتن۔ داخل ہو جانا، سرایت کرنا۔ عِلّت۔ یعنی روحانی امراض۔ سرکہ را بگذار اب قالی اور قولی تعلیمات کی ضرورت نہیں ہے۔ اسرارِ الٰہی کی معرفت بذریعہ علم لدنی حاصل ہونے لگیگی۔ تختِ دل۔ یعنی جب دل ہوا و ہوس سے پاک ہو جائیگا اللہ کی تجلیات اسپر ایسی ہونگی۔ جیسی کہ عرش پر۔ حکم جب اللہ سے رابطہ پیدا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ دل پر براہ راست الہام فرماتا ہے۔ اور اس کو علوم لدنیہ حاصل ہو جاتے ہیں۔ رسوائی۔ اسرار کا کھولنا رسوائی کا سبب ہے۔ قیامت۔ قیامت کے دن سب چھپے ہوئے راز کھل جائیں گے۔

رجوع بحکایت زید رضی اللہ عنہ
(حضرت) زید رضی اللہ عنہ کی حکایت کی طرف واپسی

زیدرا اکنوں نیابی کو گریخت | جَست از صفِ نعال و نعل ریخت[1]
(اے مخاطب) اب تو زید کو نہ پائیگا کیونکہ اب وہ چلدیئے | (مجلس کی) آخری صف سے روانہ ہو گئے اور تیزی سے روانہ ہوئے

تو کہ باشی زید ہم خود رانیافت | ہمچو اختر کہ برو خورشید تافت
تو کیا ہے، زید خود اپنے آپ کو نہیں پا سکتے ہیں | اس ستارے کی طرح جس پر سورج روشنی ڈالدے

نے ازو نقشے بیابی نے نشاں | نے کہے یابی براہِ کہکشاں
تو نہ اس (ستارے) کا نقش پائے گا نہ نشان | نہ کہکشاں کے راستہ میں تو تنکا پائے گا

شد[2] حواس و نُطق بے پایانِ ما | محوِ نورِ دانشِ سُلطانِ ما
ہمارے لا محدود حواس اور قوتِ گویائی | ہمارے شہنشاہ کی دانش کے نور میں فنا ہو گئی

حسہا وعقلہا شاں در درون | موج در موج لَدَیْنَا مُحْضَرُوْن
ان (روحوں) کے حواس اور عقلیں اس عالم میں | "لدینا محضرون" (کے مقام) میں موجزن تھے

چوں شب آمد بازوقتِ بارشد | انجم پنہاں شدہ برکارشد
جب رات آئی پھر کام کا وقت آ گیا | چھپے ہوئے ستارے کام میں لگ گئے

خلقِ[3] عالم جملگی بیہش شوند | پردہا بُررو کشند و بغنوند
دنیا کی تمام مخلوق بے ہوش ہو جاتی ہے | چہرے ڈھانٹ لیتے ہیں اور اونگھنے لگتے ہیں

صبح چوں دَم زد عَلم افراشت خور | ہر فتیٰ از خوابگہ برداشت سر
صبح نے جب سانس لیا، سورج نے جھنڈا بلند کیا | ہر نوجوان نے خواب گاہ سے سر اٹھایا

بیہشاں راوا دہد حق ہوشہا | حلقہ حلقہ حلقہا در گوشہا
اللہ بے ہوشوں کو ہوش دے دیتا ہے | جماعت در جماعت تابع فرمان ہو جاتے ہیں

پائے کوباں دست افشاں در ثنا | نازنازاں رَبَّنَا اَحْيَيْتَنَا
تعریف میں ناچتے ہوئے رقص کرتے ہوئے | ناز کرتے ہوئے کہ اے ہمارے رب تو نے ہمیں زندہ کر دیا

آں جلود وآں عظامِ ریختہ | فارساں گشتہ غُبار انگیختہ
ریزہ ریزہ کھالیں اور ہڈیاں | شہسوار بنے ہوئے، غبار اڑاتے ہوئے

حملہ آرند از عدم سُوئے وجود | در قیامت ہم شکورو ہم عنود
عدم سے وجود کی طرف تیزی سے چلیں گے | قیامت میں شکر گزار بھی اور سرکش بھی

---

[1] نعل ریختن۔ تیز بھاگنا تو کہ۔ زید اب فنا کے اُس مقام پر پہنچ گئے ہیں خود انکو اپنی خبر نہیں ہے۔ کہکشاں۔ اصل میں کاہ کشاں۔ یہ باریک ستاروں کا لمبا مجموعہ ہے۔ اور ایسا ہے جیسا کہ گھاس کا گٹھر زمین پر ڈالکر کھینچا جائے تو زمین پر نشانات ہو جاتے ہیں یہ آسمان پر رات کی تاریکی میں جنوباً شمالاً ایک سڑک کی صورت میں نظر آتا ہے۔ جب سورج نکلتا ہے نہ ستارے نظر آتے ہیں نہ کہکشاں۔

[2] شد۔ عالم ارواح میں ہمارے تمام حواس خدائی نور میں اسی طرح محو تھے جیسی کہ حضرت زیدؓ پر محویت طاری ہوئی۔ لدینا۔ سورۂ یٰسین میں مذکور ہے۔ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ "قیامت بس ایک زور کی آواز ہو گی تو بس لوگ ہمارے حضور میں حاضر کئے جائیں گے چوں شب آمد۔ جسطرح ستارے دن میں چھپ جاتے ہیں اور رات آتے ہی مصروف عمل ہو جاتے ہیں اسیطرح جب انسان پر شب یعنی موت طاری ہوتی ہے اور روح عالم ارواح میں پہنچ جاتی ہے تو ملائکہ اس میں تصرف شروع کر دیتے ہیں۔

[3] خلق عالم۔ یعنی سکرات الموت سے بیہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ اور عالم برزخ میں روحوں پر غنودگی طاری ہوتی ہو جاتی ہے۔ صبحدم۔ صبح ہوتے ہی تمام انسان نیند سے بیدار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح صبح قیامت آئیگی تو سب ہوش میں آجائینگے۔ بیہشاں۔ قیامت کے میدان میں سب بیہوش ہوش میں آکر جناب باری تعالیٰ میں پہنچ جائینگے۔ ربنا۔ حدیث میں سو کر اٹھنے کی دعا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

سرچہ[1] می پیچی چرانا دیدهٔ — در عدم اوّل نہ سَر پیچیده
ایسا بھولا بن کر تو کیوں انکار کرتا ہے؟ — کیا پہلے عدم میں تو نے منہ نہ موڑا تھا؟

در عدم افشرده بودی پائے خویش — کہ مرا کہ بر کَنَد از جائے خویش
تو نے عدم میں اپنا پیر سکوڑ رکھا تھا — کہ مجھے میری جگہ سے کون اکھاڑ سکتا ہے؟

می نہ بینی صُنعِ ربّانیت را — کہ کَشد اُو موئے پیشانیت را
کیا تو خدا کی کاریگری کو نہیں دیکھتا ہے — کہ اُس نے تیری پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچ لیا

تاکشیدت اندریں انواعِ حال — کہ نبُودت در گمان ودر خیال
یہاں تک کہ تجھے ان احوال میں مبتلا کر دیا — جو تیرے گمان اور خیال میں بھی نہ تھے

آں عدم اُوراهماره[2] بنده است — کارکُن دیوا! سلیمانؑ زنده است
عدم ہمیشہ اس کے فرمان کے تابع ہے — اے دیو! کام میں لگ جا سلیمانؑ زندہ ہے

دیو می سازد جفان کالجواب — زَہره نے تادفعِ گوید یا جواب
(یو) تالابوں جیسے لگن بنا رہا ہے — طاقت نہیں ہے کہ انکار کرے یا جواب دیدے

خویش را بیں چوں ہمی لرزی زبیم — مَر عدم رانیز لرزاں داں مقیم
تو اپنے آپ کو دیکھ خوف سے کیسا کانپ رہا ہے — عدم کو بھی ہمیشہ لرزاں سمجھ

وَر تو دست اندر مناصبِ میزنی — ہم زترس ست آنکہ جانے میکنی
اگر تو بڑے عہدوں پر دست درازی کر رہا ہے — یہ بھی ڈر ہی کی وجہ سے ہے کہ تو مشقت اٹھاتا ہے

ہر چہ جُز عشقِ خدائے احسن ست — گر شکر خائیست آں جاں کندن ست
خدائے خوب تر کے عشق کے علاوہ جو کچھ ہے — اگر شکر خوری بھی ہے وہ جاں کنی ہے

چیست جاں[3] کندن سوئے مرگ آمدن — دست را آبِ حیاتے نازدن
جان کنی کیا ہے؟ موت کی جانب چلنا ہے — آب حیات کو حاصل نہ کرنا ہے

خلق رادو دیده در خاکِ ممات — صَد گماں دارند در آبِ حیات
مخلوق کی نگاہیں موت کی مٹی کیطرف ہیں — آب حیات میں سینکڑوں شک کرتے ہیں

جہد کُن تاصد گماں گردد نُوَد — شب برودر تو بخسپی شب رَود
کوشش کر کہ سو گمان نوے بن جائیں — رات کو سفر کر اگر سو گیا رات چلی جائے گی

در شبِ تاریک جوآں روز را — پیش کُن آں عقلِ ظُلمت سوز را
اندھیری رات میں اس دن کی تلاش کر لے — تاریکی کو ختم کر دینے والی عقل کو رہنما بنا

---

[1] سرچہ۔ روح نے حضرت آدمؑ کے جسم میں آنے سے پہلے بھی انکار کیا تھا۔ درعدم۔ ازل میں روح جسم میں آنے کو آمادہ نہ تھی۔ تاکشیدت۔ مجبوراً روح کو جسد عنصری اختیار کرنا پڑا اور احوالِ دنیا میں مبتلا ہونا پڑا۔

[2] ہمارہ۔ ہموارہ، ہمیشہ دیو۔ لے دیو۔ جفان۔ جفن کی جمع ہے، لگن جواب۔ اصل میں جوابی ہے جو جابیہ کی جمع ہے بڑا حوض۔ زہرہ۔ پتہ، حوصلہ۔ مَناصِب۔ منصب کی جمع، بڑا عہدہ بڑے عہدوں کی کاوش انسان مال حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے جس کی وجہ افلاس کا خوف ہوتا ہے جو بقدر اللہ ہے تو گویا انسان کا عہدے حاصل کرنا اللہ سے لرزنا ہے

[3] جان کندن۔ مصیبت برداشت کرنا۔ مرگ یعنی دنیا۔ آبِ حیات۔ یعنی عشق الٰہی دیدار الٰہی۔ نود۔ نوے۔ شب رفتن۔ رات کو چلنا، یعنی رات کو عبادت کرنا۔ آں روز۔ یعنی نور الٰہی۔

در شب بد رنگ بس نیکی بُود — آبِ حیواں اجُفتِ تاریکی بُود
کالی رات میں بہت نیکیاں ہوتی ہیں — آب حیات اندھیرے میں ہوتا ہے

سَر زخفتن کے تواں برداشتن — با چنیں صد تخمِ غفلت کاشتن
سونے سے سر کب اٹھایا جا سکتا ہے؟ — غفلت کے ایسے سو بیج بو کر

خوابِ مُردہ لقمہ مُردہ یارشد — خواجہ خُفت و دُزدِ شب برکارشد
مردے کی سی نیند، حرام لقمے پیارے بن گئے — جناب سو گئے، اور رات کا چور کام میں لگ گیا

تو نمیدانی کہ خصمانت کیند — ناریاں ۲ خصمِ وجودِ خاکیند
تو نہیں جانتا کہ تیرے دشمن کون ہیں؟ — ناری، خاکیوں کے وجود کے دشمن ہیں

نار خصمِ آب و فرزندانِ اوست — ہمچنانکہ آب خصمِ جانِ اوست
آگ، پانی اور اس کی پیداوار کی دشمن ہے — جس طرح پانی اس کی جان کا دشمن ہے

آب آتش راکُشد زیرا کہ اُو — خصمِ فرزندانِ آبست وعَدُو
پانی، آگ کو بجھا دیتا ہے کیونکہ وہ (آگ) — پانی کی پیداوار کی مخالف اور دشمن ہے

بعدازاں ایں نار نارِ شہوست ست — کاندر واصلِ گناہ وزلّت ست
اس آگ کے علاوہ ایک شہوت کی آگ ہے — جس کے اندر گناہ اور لغزش کی جڑ ہے

نارِ بیرونی بآبے بفسرد — نارِ شہوت تابد و زَخ می بَرد
بیرونی آگ پانی سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے — شہوت کی آگ جہنم تک لے جاتی ہے

نارِ شہوت می نیارامد بآب — زانکہ دارد طبعِ دوزخ در عذاب
شہوت کی آگ، پانی سے نہیں بجھتی ہے — اس لئے کہ عذاب میں وہ دوزخ کا مزاج رکھتی ہے

نارِ شہوت راچہ چارہ ۳ نورِ دیں — نُورُکُمْ اِطْفَاءُ نَارِ الْکَافِرِین
شہوت کی آگ کا کیا علاج ہے؟ دین کا نور (علاج) ہے — (جس طرح) تمہارا نور (ایمان) کافروں کی آگ کا بجھانا ہے

چہ کُشد ایں نار را نورِ خدا — نُورِ ابراہیمؑ را ساز اُوستا
اس آگ کو کیا چیز بجھا سکتی ہے؟ خدا کا نور (بجھا سکتا ہے) — (حضرت) ابراہیمؑ کے نور کو استاد بنالے

تازِ نارِ نفس چوں نمرودِ تو — وارہد ایں جسم ہمچوں عُودِ تو
تاکہ تیرے نمرود جیسے نفس کی آگ سے — تیرا لکڑی جیسا جسم نجات پا جائے

شہوتِ نارے براندن کم نشدُ — اُو بماندن کم شود بے ہیچ بُد
شہوت وہ آگ ہے جو پورا کرنے سے کم نہیں ہوتی ہے — وہ روکنے سے کم ہو جاتی ہے بغیر کسی چیز کے

۱ آبِ حیواں۔ مشہور ہے کہ آبِ حیات تک پہنچنے میں بہت سی تاریکیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ یعنی رات کے اندھیرے میں آبِ حیات تلاش کر۔ لقمہ مُردہ۔ حرام غذا دزدشب۔ یعنی شیطان۔ خصم۔ دشمن مخالف۔

۲ ناریاں۔ شیاطین۔ فرزندانِ آب۔ یعنی انسان جو نطفہ سے پیدا ہوتا ہے۔ بعدازاں۔ یعنی ناری مخلوق کے علاوہ شہوت کی آگ بھی آدمی کی دشمن ہے۔ نارِ بیرونی۔ یعنی یہ عنصری آگ۔ نارِ شہوت۔ جس طرح دوزخ کی آگ پانی سے نہ بجھے گی اسی طرح شہوت کی آگ پانی سے نہیں بجھ سکتی ہے۔ بلکہ دین کے نور کے ذریعہ بجھے گی۔

۳ چارہ۔ علاج۔ اطفاء۔ بجھا دینا۔ اوستا۔ اُستاد۔ نمرود۔ اس بادشاہ کا نام ہے جس نے حضرت ابراہیمؑ کو دہکتی ہوئی آگ میں پھنکوادیا تھا اور وہ آگ ان پر گلزار بن گئی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کا نور آگ کے بجھ جانے کا سبب بنا تھا۔ شہوت راندن۔ خواہش نفسانی کو پورا کرنا۔ بماندن۔ یعنی شہوت کو روک کر توڑ کے گی۔

تاکہ ہیزم می نہی بر آتشے — کے بمیرد آتش از ہیزم کشے

تو آگ پر ایندھن کب تک رکھے گا؟ — ایندھن ڈالنے والے سے آگ کب بجھ سکتی ہے؟

چونکہ ہیزم باز گیری نار مُرد — زانکہ تقویٰ آب سوئے نار بُرد

جب تو ایندھن ہٹا لے گا آگ مردہ ہو جائیگی — اس لئے کہ پرہیز گاری نے آگ پر پانی ڈالدیا ہے

کے سیہ گردد ز آتش رُوئے خوب — گو نہد گلگونہ از تقویٰ القلوب [۲]

خوبصورت چہرہ آگ سے کب سیاہ ہوتا ہے؟ — اسلئے کہ اس نے دلوں کی پرہیزگاری کا غازہ لگالیا ہے

نارپاکاں را ندارد خود زیاں — کے زخاشا کے شود دریا نہاں

آگ، پاک لوگوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے — کوڑے کرکٹ سے دریا کب چھپ سکتا ہے؟

ہرکہ تریاکِ خدائے را خورد — گر خورد زہرے مگویش کو بمُرد

جس نے خدائی تریاق کھا لیا — اگر وہ زہر بھی کھا لے تو اس کو مردہ نہ کہہ

گر طبیبت گوید اے رنجورِ زار — از عَسَل پرہیز کن ہیں ہوش دار

اگر تجھ سے طبیب کہے کہ اے کمزور مریض! — شہد سے پرہیز کر، خبردار اے ہوشیار!

گر جوابش گوئی از جہل اے سقیم — کہ چرا تو میخوری بے ترس و بیم

اے بیمار! اگر تو نادانی سے اس کو جواب دے — کہ تو بلا خوف و خطر کیوں کھا رہا ہے

گویدت دردل حکیم مہرباں — کژ قیاسے کردہ چوں ابلہاں

مہربان طبیب، دل دل میں تجھے کہے گا — تو نے بیوقوفوں کی طرح غلط قیاس کیا ہے

آبِ [۳] چشمہ بیں ز ریزش شد فزوں — آبِ خُم بیں خود زخوردن شُد نگوں

چشمہ کے پانی کو دیکھ بہاؤ سے اور بڑھ گیا — مٹکے کے پانی کو دیکھ پینے سے (مٹکا) اوندھا ہو گیا

خور کند رنجور را رنجور تر — وانکہ معمورست خود معمُور تر

کھانا بیمار کو زیادہ بیمار بنا دیتا ہے — جو صحت مند ہے اس کو زیادہ صحت مند بنا دیتا ہے

در تو عِلّت می فروزد ہمچو نار — ہیں مکن یا نار ہیزُم را تو یار

(کھانا) تجھ میں آگ کیطرح بیماری بڑھا دے گا — خبردار! ایندھن کو آگ کا یار نہ بنا

زیں دو آتش خانہ ات ویراں شود — قالبِ زندہ ازو بے جاں شود

ان دونوں آگوں سے تیرا گھر برباد ہو جائیگا — زندہ جسم اسنے مردہ ہو جائے گا

درمن ار ناریست ہست آں ہمچو نور — نارِ صحت درتن افزاید سرور

مجھ میں اگر آگ ہے تو وہ نور جیسی ہے — صحت کی آگ جسم میں سرور بڑھاتی ہے

---

[۱] تاکہ۔ شہوت اور اُس کے تقاضے کو پورا کرنے کی مثال آگ اور ایندھن کی ہے۔ جس قدر شہوت کا تقاضہ پورا کروگے شہوت میں اضافہ ہوگا۔ تقویٰ۔ یعنی خواہشات نفسانی سے بچنا۔ گلگونہ۔ غازہ۔

[۲] تقویٰ القلوب۔ دلوں کی پرہیز گاری۔ نارپاکاں را۔ حضرت ابراہیمؑ کو آگ نہیں جلاسکی، اسی طرح آتش نفس سے پاک لوگ محفوظ رہتے ہیں۔ ہرکہ۔ جو کامل ہو گئے ہیں ان کو جائز لذتیں مضر نہیں ہوتی ہیں، ابتدائی مجاہدوں میں ان کا ترک مناسب ہے، گرطبیب۔ مریض کو شہد مضر ہوسکتا ہے۔ طبیب کو مضر نہیں ہے، اسی طرح شیخ کامل لزائذ دنیوی کا استعمال کرسکتا ہے۔ مبتدی کے لئے مناسب نہیں ہے۔

[۳] آبِ چشمہ۔ شیخ کامل کی مثال جاری چشمہ کی سی ہے اور مبتدی خم جیسا ہے۔ خور۔ اگر بیمار غذا کھائے گا بیماری میں اضافہ ہوگا صحت مند کھائیگا تو قوت بڑھے گی۔ دو آتش۔ عنصری آگ اور بیماری کی آگ، نارِ صحت۔ حرارت غریزی۔

نارِ صحت چوں فزاید در وجود — بے زیانِ تن شود صد گو نہ سود
صحت کی آگ جب جسم میں بڑھتی ہے — جسم کے نقصان کے بغیر سو گونہ مفید ہوتی ہے

آتش افتادن در شہر در زمانِ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ
امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شہر میں آگ لگنا

آتشے اُفتاد در عہدِ[1] عمرؓ — ہمچو چوبِ خُشک میخورد اُو حجر
(حضرت) عمرؓ کے زمانے میں آگ لگ گئی — جو پتھروں کو سوکھی لکڑیوں کیطرح جلا رہی تھی

درفتاد اندر بناؤ خانہا — تازد اَندر پرِّ مُرغ ولا نہا
تعمیرات اور گھروں میں لگ گئی — یہانتک کہ پرندوں کے پروں اور گھونسلوں میں جا لگی

نیم شہر از شعلہا آتش گرفت — آب می سر سیدازان وی شگفت
آدھے شہر کو آگ کے شعلوں نے گرفت میں لے لیا — پانی اس سے خوفزدہ تھا اور تعجب کر رہا تھا

مَشکہائے آب و[2] سرکہ می زدند — بر سرِ آتش کسانِ ہوشمند
پانی اور سرکہ کی مشکیں ڈال رہے تھے — ہوشمند انسان آگ پر

آتش از استیزہ افزو دے لَہَب — می رسد اورا مدد از صُنعِ رَب
آگ، دشمنی سے لپٹیں بڑھاتی تھی — اس کو اللہ (تعالیٰ) کی قدرت سے مدد پہنچ رہی تھی

آتش از استیزہ افزوں می شدے — می رسید اُورا مدد از بے حدے
آگ جوش سے بڑھ رہی تھ — اس کو بے پایاں (قدرت) سے مدد پہنچ رہی تھی

خَلق آمد جانبِ عُمّر[3] شتاب — کآتشِ ماخود نمی میرد زآب
لوگ جلدی سے حضرت عمرؓ کے پاس آئے — کہ ہماری آگ پانی سے نہیں بجھ رہی ہے

گفت آں آتش زآیاتِ خداست — شُعلۂ از آتشِ بخل شماست
انہوں نے فرمایا آگ خدا (کے قہر) کی نشانیوں میں سے ہے — تمہارے بخل کی آگ کا شعلہ ہے

آب بگذاریو ناں قِسمت کُنید — بخل بگذارید اگر آنِ منید
پانی کو چھوڑو، اور روٹیاں تقسیم کرو — بخل سے توبہ کرو، اگر تم میرے ہو

خَلق گفتندش کہ در بکشودہ ایم — ما سخیِ واہلِ فُتُوّت بودہ ایم
لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو دروازے کھولدیئے ہیں — ہم تو سخی اور جوانمرد چلے آتے ہیں

گفت ناں در رسم و عادت دادہ اید — دست از بہرِ خدا نکشادہ اید
انہوں نے فرمایا تم نے روٹی رواج اور عادت کی وجہ سے دی ہے — خدا کے لئے ہاتھ نہیں کھولا ہے

[1] عہد زمانہ۔ حجر پہاڑوں کے پتھر کو لکڑی کی طرح جلا رہی تھی۔ لانہ۔ گھونسلا، بھڑوں کا چھتہ۔ آب۔ پانی خوفزدہ تھا اور تعجب کر رہا تھا کہ اس سے آگ کیوں نہیں بجھ رہی ہے۔

[2] آب و سرکہ۔ عرب میں گھروں میں پانی اور سرکہ کے مٹکے ہوتے تھے۔ استیزہ۔ جھگڑا، خصومت۔ لہب۔ شعلہ بے حدے۔ یعنی قدرتِ الٰہی جو لامحدود ہے۔

[3] عُمّر۔ میم۔ پر تشدید ضرورت شعری کی وجہ سے ہے۔ آیات۔ آیۃ کی جمع ہے، عذاب، علامت یعنی یہ تمہارے بخل کے گناہ کی سزا ہے۔ در بکشودہ ایم۔ غریبوں اور مسافروں کے لئے ہمارے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ فتوت۔ جوانمردی، مروت، عادت یعنی تمہاری مہمان نوازی بطور عادت ہے۔ بطور عبادت نہیں ہے۔

بہرِ فخر و بہرِ بوش[1] و بہرِ ناز — نز برائے ترس و تقویٰ و نیاز

فخر اور شان و شوکت اور خود نمائی کیلئے (دیا ہے) — نہ کہ خوفِ خدا اور پرہیز گاری اور نیاز مندی کیوجہ سے

مال تخم ست و بہر شورہ منہ — تیغ را در دست ہر رہزن مدہ

مال، بیج ہے۔ ہر شور زمین میں نہ ڈال — تلوار کو کسی ڈاکو کے ہاتھ میں نہ دے

اہلِ دیں را باز داں از اہلِ[2] کیں — ہمنشینِ حق بجو با او نشیں

دینداروں اور دشمنوں میں فرق کر — اللہ (تعالیٰ) کا مقرب تلاش کر، اس کا ہمنشین بن

ہر کسے بر قومِ خود ایثار کرد — خواجہ پندارد کہ اُو خود کار کرد

ہر شخص نے اپنی قوم پر ایثار کیا ہے — جناب سمجھتے ہیں کہ آپ نے (بڑا) کام کیا ہے

قصہ خیو انداختن خصم در روئے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ پر ایک دشمن کے تھوک دینے

و انداختن امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ شمشیر از دست

کا قصہ اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ سے تلوار پھینک دینا

از علیؓ آموز اخلاصِ عمل — شیرِ حق را داں مطہرؔ از دغل

(حضرت) علیؓ سے عمل کا اخلاص سیکھ — اسد اللہ کو کھوٹ سے پاک سمجھ

در غزا[3] بر پہلوانے دست یافت — زود شمشیرے بر آور و شتافت

جہاد میں (حضرت علی نے) ایک پہلوان پر قابو پالیا — جلد تلوار نکالی اور لپکے

اُو خیو انداخت بروئے علیؓ — افتخارِ ہر نبیؑ و ہر ولی

اسنے (حضرت) علیؓ کے منہ پر تھوک دیا — جو ہر نبی اور ولی کے لئے باعث فخر ہیں

او خیو زد بر رُخے کہ روئے ماہ — سجدہ آرد پیش اُو در سجدہ گاہ

اس نے اس چہرے پر تھوکا کہ چاند — اس کے سامنے سجدہ گاہ میں سجدہ کرتا ہے

افتخارِ ہر ولی و ہر صفی — کرد نارِ غیظ بر خود منطفی

ہر ولی اور ہر برگزیدہ کے لئے باعث فخر (علیؓ) نے — اپنے غصہ کی آگ کو بجھا دیا

در زماں انداخت شمشیر آں علیؓ — کرد اُو اندر غزایش کاہلی

(حضرت) علیؓ نے فوراً تلوار ڈالدی — (اور) اس سے لڑنے میں سستی برتی

گشت حیراں آں مبارز زیں عمل — وز نمودن عفو و رحمت بے محل

وہ جنگجو اس عمل سے حیران ہو گیا — اور بے موقع عفو اور شفقت کرنے سے (حیران ہو گیا)

---

[1] بوش۔ باء کے فتحہ اور شین معجمہ کے ساتھ۔ کروفر۔ نز۔ زار۔

[2] اہلِ کیں۔ یعنی خدا کے دشمن، بدکار، ایثار۔ اپنی ضرورت پر دوسرے کو ترجیح دینا۔ خیو۔ بفتح۔ اول و ضم تحتانی و واو معروف تھوک۔ شیرِ حق۔ اسد اللہ، حضرت علی رضی اللہ علیہ، مطہر۔ پاک۔ دغل۔ کھوٹ فساد

[3] غزا۔ جہاد، مذہبی جنگ، افتخار اچھے، چھوٹے بڑوں کے لئے باعث فخر ہوتے ہیں۔ روئے ماہ حضرت علیؓ کا چہرہ چاند کے لئے بھی باعث تعظیم ہے لیکن اس نے یہ گستاخی کی۔ منطفی بجھ جانے والا۔ کاہلی۔ سستی مبارز۔ میدانِ جنگ میں مقابلہ کرنے والا، جنگجو۔ بے محل۔ لڑائی میں شفقت بے محل ہے۔

گفت برمن تیغ تیز افراشتی ‌ ‌ ‌ ازچہ افگندی بمرا بگذاشتی
اس نے کہا، آپ نے مجھ پر تیز تلوار اٹھائی ‌ ‌ ‌ (پھر) کس وجہ سے آپ نے پھینکدی، مجھے چھوڑ دیا؟

آنچہ دیدی بہتر از پیکارِ من ‌ ‌ ‌ تاشدی تو سُست در اِشکارِ من
آپ نے وہ کیا دیکھا جو مجھ سے لڑنے سے بہتر تھا؟ ‌ ‌ ‌ یہانتک کہ آپ میرا شکار کرنے میں سست ہو گئے

آنچہ دیدی کہ چنیں خشمت نشست ‌ ‌ ‌ تاچنیں برقے[1] نمود و باز جست
آپ نے وہ کیا دیکھا کہ اسطرح آپ کا غصہ فرو ہو گیا؟ ‌ ‌ ‌ یہانتک کہ وہ بجلی چمکی اور واپس ہو گئی

آنچہ دیدی کہ مرا زاں عکسِ دید ‌ ‌ ‌ دردل و جاں شعلہ آمد پدید
آپ نے وہ کیا دیکھا کہ اس کے دیکھنے کے عکس سے میرے ‌ ‌ ‌ دل اور جان میں شعلہ نمودار ہو گیا

آنچہ دیدی برتراز کون و مکاں ‌ ‌ ‌ کُو بہ از جاں بُود و بخشیدیم جاں
آپ نے وہ کیا دیکھا؟ جو کون و مکان سے برتر تھا ‌ ‌ ‌ جو جان سے بھی پیارا تھا اور آپ نے میری جان بخشی کر دی

در شجاعت شیرِ ربّا نیستی ‌ ‌ ‌ در مُرّوت خود کہ داند کیستی
بہادری میں آپ شیر خدا ہیں ‌ ‌ ‌ مروت میں کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ آپ کیا ہیں؟

در مُرّوت ابرِ مُوسائی بہ تیہ[2] ‌ ‌ ‌ کامدازوے خوانِ نانِ بے شبیہ
مروت میں آپ موسائی ابر ہیں (میدان) تیہ میں ‌ ‌ ‌ جس کی وجہ سے بے نظیر روٹی کا خوان آیا

ابرہا گندم دہد کا نرا بجہد ‌ ‌ ‌ پختہ و شیریں کند مردم چوشہد
ابر گیہوں عطا کرتے ہیں جس کو محنت سے ‌ ‌ ‌ لوگ پکاتے ہیں اور شہد کیطرح میٹھا کر لیتے ہیں

ابر موسیٰ پرِ رحمت برکشاد ‌ ‌ ‌ پختہ و شیریں و بے زحمت بداد
(حضرت) موسیٰ کے ابر نے رحمت کا پر کھولا ‌ ‌ ‌ پکا پکایا اور میٹھا (کھانا) بغیر محنت کے عطا کیا

از برائے پختہ[3] خوارانِ کرم ‌ ‌ ‌ رحمتش افراخت در عالم علم
کرم (خداوندی) سے پختہ (کھانا) کھانیوالوں کیلئے ‌ ‌ ‌ اس کی رحمت نے عالم میں جھنڈا بلند کر دیا

تاچہل سال آں وظیفہ واں عطا ‌ ‌ ‌ کم نشُد یک روز زاں اہلِ رجا
چالیس سال تک وہ وظیفہ اور وہ عطا ‌ ‌ ‌ امیدواروں سے ایک روز (بھی) گم نہ ہوا

تاہم ایشاں از خسیسی خاستند ‌ ‌ ‌ گندنا و ترّہ و خس خواستند
پھر بھی وہ کمینہ پن سے اٹھ کھڑے ہوئے ‌ ‌ ‌ گندنا اور کاہو اور ساگ کی خواہش کرنے لگے

جملگی گفتند با موسیٰ زآز ‌ ‌ ‌ بقل و قِثّا وعدس سیرو پیاز
حرص کی وجہ سے سب نے (حضرت) موسیٰ سے کہا ‌ ‌ ‌ سبزی اور ککڑی اور مسور اور لہسن اور پیاز چاہیے

---

۱ برقے۔ یعنی غصہ کی بجلی۔ زاں عکس دید۔ اس چیز کے اثر سے میرے دل میں بجلی کوندگئی ہے۔ شیر ربانی خدائی شیر، حضرت علیؓ کا لقب اسداللہ ہے۔

۲ تیہ۔ وہ جنگل بیابان تھا جس میں حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل پر آسمان سے ابر بھی آیا اور من وسلویٰ بھی اترا تھا۔ ابرہا۔ یعنی معمولی ابر تو بارش برسا کر گیہوں پیدا کر دیتا ہے جس سے محنت اور مشقت کر کے انسان نفع اندوز ہوتا ہے موسیٰ کے ابر کے ساتھ بغیر محنت کے من وسلویٰ اترا تھا۔

۳ پختہ خواراں۔ یعنی جو پکا ہوا کھانا کھانے کے عادی تھے۔ آں عطا یعنی من وسلویٰ۔ رجا۔ امید۔ خسیسی۔ کمینہ پن۔ گندنا۔ ایک سبزی ہے۔ جو پکا کر کھائی جاتی ہے جس میں لہسن کی سی بو ہوتی ہے۔ ترہ۔ ساگ۔ خس۔ کاہو۔ آز۔ لالچ۔ بقل۔ سبزی۔ قثا۔ ککڑی۔ عدس۔ مسور۔ سیر لہسن۔

زیں گدا روئی[1] و حرص و آزِ شاں
ان کی اس گداگری اور حرص اور طمع کی وجہ سے

منقطع شد منّ و سلوٰی زآسماں
آسمان سے من اور سلوٰی بند ہو گیا

اُمّت احمد کہ ہستند از کرام
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت جو شرفاء میں سے ہے

ہست باقی تا قیامت آں طعام
(ان کے لئے) وہ کھانا قیامت تک باقی ہے

چوں اَبِیتُ عِندَ رَبّی فاش شد
جبکہ میں اپنے پروردگار کے پاس رات گزارتا ہوں" صاف آیا ہے

یُطعِمُ و یَسقی کنایت زاش[2] شد
وہ کھلاتا ہے اور پلاتا ہے، حریرہ سے کنایہ ہے

ہیچ بے تاویل ایں را در پذیر
اس کو بغیر کسی تاویل کے مان لے

تا در آید در گلو چوں شہد و شیر
تا کہ تیرے حلق میں شہد اور دودھ کی طرح آئے

زانکہ تاویل ست وا دادِ عطا
اسلئے کہ تاویل کرنا خدا کی بخشش کو رد کرنا ہے

چونکہ بیند آں حقیقت را خطا
کیونکہ وہ حقیقت کو غلط سمجھ رہا ہے

آں خطا دیدن ز ضعفِ عقل اوست
وہ غلط سمجھنا، اس کی عقل کی کمزوری کیوجہ سے ہے

عقلِ کُل مغز ست و عقلِ جزو پوست
عقل کل مغز ہے اور عقلِ جزو چھلکا ہے

خویش را تاویل کُن نہ اخبار[3] را
اپنی تاویل کر، حدیثوں کی تاویل نہ کر

مغز را بد گوئی نے گلزار را
دماغ کو برا کہہ، نہ کہ باغ کو

اے علیؓ کہ جملہ عقل و دیدۂ
اے علیؓ! جو تم کہ مجسم عقل و نظر ہو

شمّۂ وا گو از انچہ دیدۂ
جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس میں سے کچھ بتا دو

تیغِ حلمت جانِ ما را چاک کرد
آپ کی بردباری کی تلوار نے ہمیں قتل کر ڈالا

آبِ علمت خاکِ ما را پاک کرد
آپ کے علم کے پانی نے ہماری مٹی کو پاک کر دیا

باز گو دانم کہ ایں اسرارِ ہُوست
بتایئے! میں سمجھا کہ یہ خدائی رازوں میں سے ہے

زانکہ بے شمشیر کشتن کارِ اوست
اسلئے کہ بغیر تلوار کے قتل کرنا اسی کا کام ہے

صانعِ بے آلت و بے جارحہ
وہ بغیر اوزار اور ہاتھ کے صانع ہے

واہبِ ایں ہدیہ ہائے رائحہ
وہ ان قیمتی تحفوں کا عطا کرنے والا ہے

صد ہزاراں روح بخشد ہوش را
ہوش و حواس کو لاکھوں روحیں عطا کر دیتا ہے

کہ خبر نبود دو چشم و گوش را
(اسطرح) کہ دونوں آنکھوں اور کانوں کو خبر بھی نہیں ہوتی ہے

صد ہزاراں مے چشاند روح را
روح کو لاکھوں شرابیں پلا دیتا ہے

کہ خبر نبود دہاں را اے فتیٰ
(اس طور پر) کہ اے نوجوان! منہ کو خبر بھی نہیں ہوتی ہے

---

[1] گدا روئی۔ گداگری۔ کرام۔ کریم کی جمع ہے، شریف، سخی اَبِیتُ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَبِیتُ عِندَ رَبّی یُطعِمُنی وَیَسقِینی "میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے۔"

[2] آش۔ ہر رقیق، غذا جو پی جائے۔ تاویل۔ کسی کلام کے ظاہری معنیٰ چھوڑ کر کوئی دوسرے معنیٰ مراد لینا۔ وا داد۔ واپس لینا۔ عقل کل۔ یعنی وہ عقل جو آخرت کی باتیں سمجھے عقل جزو، دنیاوی معاملات کی عقل۔

[3] اخبار۔ خبر کی جمع ہے، حدیث، اے علی۔ یہ اسی پہلوان کا قول ہے، شمّہ۔ پارہ۔ حلم۔ بردباری۔ ھو۔ اللہ تعالیٰ۔ صانع۔ کام کرنے والا، بنانے والا، کاریگر۔ آلت۔ اوزار۔ جارحہ۔ ہاتھ رائحہ۔ خوشبودار، قیمتی

بازگو اے بازِ عرش وخوش اشکار[1] — تاچہ دیدی ایں زماں از کردگار
اے عرش کے باز، بہترین شکار کرنیوالے! بتایئے — آپ نے اس وقت خدا کی جانب سے کیا دیکھا؟

چشم تو اِدراکِ غیب آموختہ — چشمہائے حاضراں بردوختہ
آپ کی نگاہ غیب کا ادراک سیکھے ہوئے ہے — حاضرین (مجلس) کی آنکھیں سلی ہوئی ہیں

آں یکے ماہے ہمی بیند عیاں — واں یکے تاریک می بیند جہاں
ایک وہ ہے جو چاند کو صاف دیکھ رہا ہے — ایک وہ ہے جو دنیا کو تاریک دیکھ رہا ہے

واں یکے سہ ماہ می بیند بہم — ایں سہ کس بنشستہ یک موضع بغم
ایک وہ ہے جو تین چاند یکجا دیکھتا ہے — یہ تینوں شخص ایک جگہ مستغرق ہوئے بیٹھے ہیں

چشم ہرسہ بازوگوشِ ہرسہ تیز — درتو آویزاں[2] و از من در گریز
تینوں کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور تینوں کے کان تیز ہیں — تجھ سے متعلق ہیں اور مجھ سے متنفر ہیں

سحرِ غیب ست ایں عجب لُطفِ خفی ست — برتو نقشِ گرگ و برمن یوسفی ست
یہ غیبی جادو ہے، عجیب مخفی معاملہ ہے — تیرے لئے بھیڑیے کا نقش ہے اور میرے لئے یوسفی (نقش) ہے

عالم ارہجدہ ہزارست و فزوں — ہر نظر را نیست ایں ہجدہ زبوں
عالم اٹھارہ ہزار ہیں بلکہ اور زیادہ — یہ اٹھارہ ہزار ہر نظر کے قابو میں نہیں ہیں

راز بکشا اے علیؓ مرتضیٰؓ — اے پسِ سُوءُالقضا حُسنُ[3] القضا
اے علی مرتضیٰ! راز کھول دیجئے — اے وہ (ذات) جو بدقسمتی کے بعد خوش نصیبی بنی ہے

یا تو واگو آنچہ عقلت یافت ست — یا بگویم آنچہ برمن تافت ست
یا تو آپ بتایئے جو کچھ آپ کی عقل نے سمجھا ہے — یا میں بتاتا ہوں جو مجھ پر منکشف ہوا ہے

از تو برمن تافت چوں داری نہاں — میفشانی نور چوں مہ بے زباں
آپ کی ذات سے مجھ پر منکشف ہوگیا ہے، چھپاتے کیوں ہیں؟ — آپ تو بغیر کہے چاند کی طرح نور پاشی کرتے ہیں

از تو برمن تافت پنہاں چوں کنی — بے زباں چوں ماہ پرتو می زنی
آپ چھپاتے کیوں ہیں آپ ہی سے مجھ پر واضح ہوگیا ہے — آپ تو چاند کی طرح بغیر بات کہے روشنی پھیلاتے ہیں

لیک اگر در گفت آید قرصِ ماہ — شبرواں رازود تر آرد براہ
لیکن اگر چاند کی ٹکیا بول پڑے — تو مسافروں کو جلد راستہ پر لے آئے

از غلط ایمن شوندو از ذہول — بانگِ مہ غالب شود بربانگِ غول
غلطی اور بھول سے وہ محفوظ ہو جائیں — چاند کی آواز چھلاوے کی آواز پر غالب آجائے

[1] خوش شکار۔ اچھا شکاری۔ کردگار۔ اللہ تعالیٰ۔ ادراک۔ پالینا، حاصل کر لینا۔ ماہے۔ چاند، یعنی ذاتِ حق سائل نے یہاں مشاہدۂ حق کے مختلف مرتبوں کا ذکر کیا ہے۔ سہ ماہ۔ ایک مشاہدہ حق جس کو جمع بھی کہتے ہیں دوسرے مشاہدہ خلق جسکو فرق کہتے ہیں تیسرے حق اور خلق کے مجموعہ کا مشاہدہ جس کو جمع الجمع کہتے ہیں۔ بغم۔ یعنی متفکر، خیال میں مستغرق۔

[2] درتو آویزاں۔ یعنی مشاہدہ حق کرنیوالا، صاحب جمع الجمع سے قریب اور صاحب فرق سے متنفر ہے۔ برتو۔ یعنی خلق کا مشاہدہ صاحب فرق کے لئے مہلک اور صاحب جمع الجمع کیلئے عین ایمان ہے۔ عالم۔ یعنی عوالم کی کثرت کا ہر شخص مشاہدہ نہیں کرسکتا ہے۔ مرتضیٰ۔ پسندیدہ، یہ حضرت علیؓ کا لقب ہے۔ سوء القضا۔ بدقسمتی یعنی قتل کرنے کا ارادہ۔

[3] حُسن القضا۔ خوش قسمتی یعنی معاف کرنے کا معاملہ اور ایمان کا سبب۔ تافت ست۔ یعنی وہ نور جو آپ پر منکشف ہوا ہے اسکا عکس مجھ پر بھی پڑا ہے۔ بے زبان۔ یعنی بغیر کہے۔ پرتو می زنی۔ تم مظہر حقیقت ہو۔ شب رواں۔ رات کا مسافر جو چاند سے رہنمائی حاصل کرتا ہے۔ غول۔ چھلاوہ مشہور ہے کہ وہ راستہ سے بھٹکادیتا ہے۔

ماہ ۱ بے گفتن چو باشد رہنما | چوں بگوید شد ضیا اندر ضیا
جب چاند بغیر بولے رہنما ہوتا ہے | اگر بولے تو نور علیٰ نور بن جائے

چوں تو بابی آں مدینۂ علم را | چوں شعاعی آفتابِ حِلم را
جبکہ آپ علم کے شہر کا دروازہ ہیں | جبکہ آپ برد باری کے سورج کی شعاع ہیں

باز باش اے باب بر جویائے باب | تا رسد از تو قشور اندر لُباب
اے دروازے! دروازے کی جستجو کرنیوالے کیلئے کھلا رہ | تا کہ تیری وجہ سے چھلکے مغز کے مرتبہ میں پہنچ جائیں

باز باش اے بابِ رحمت تا ابد | بارگاہِ مالَہٗ کُفُواً ۲ اَحَدْ
اے رحمت کے دروازے! قیامت تک کھلا رہ | اس ذات کی بارگاہ جس کا کوئی ہمسر نہیں ہے

ہر ہوا و ذرہ خود مَنظرے ست | ناکشودہ کے بُوَد کانجا درے ست
ہر ہوا اور ہر ذرہ ایک دریچہ ہے | جس جگہ دروازہ ہوتا ہے وہ بند کب رہتا ہے؟

تا نہ بکشاید درے را دید باں | در دروں ہرگز نہ گنجد ایں گماں
نگراں، جب تک دروازہ نہ کھولدے | یہ خیال دل میں نہیں جمتا ہے

چوں کشادہ ۳ شُد درے حیراں شود | مُرغِ امّید و طمع پَراں شود
جب دروازہ کھلتا ہے حیران ہو جاتا ہے | امید اور طمع کا پرندہ پرواز کرنے لگتا ہے

غافلے ناگہ بویراں گنج یافت | سوئے ہر ویرانہ زاں پس می شتافت
ایک ناواقف کو اچانک ویرانہ میں خزانہ مل گیا | اس کے بعد وہ ہر ویرانے کیطرف دوڑتا ہے

تاز دُرویشے نیابی تو گُہر | کے گُہر جوئی ز دُرویشِ دگر
جب تک ایک درویش سے تجھے موتی نہ ملجائے | تو دوسرے درویش سے موتی کب ڈھونڈیگا؟

سالہا گر ظن دَوَد با پائے خویش | نگذرد اشگافِ بینیہائے خویش
(تیرا) خیال سالوں بھی اپنے پیر سے دوڑیگا | تو اپنی ناک کے نتھنوں سے آگے نہ بڑھے گا

تا بہ بینی نایدت از غیب بُو | غیرِ بینی ہیچ می بینی بگو
جبتک تیری ناک میں غیب کی خوشبو نہ آئے | بتا، ناک کے علاوہ تجھے کچھ نظر آئے گا

سوال کردن از امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ چوں بُود کہ بر خونِ
امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کرنا کہ یہ کیا ہوا کہ مجھ جیسے

ہمچو منی مُظفّر شدی و شمشیر از دست انداختی و مرا نکُشتی
کے قتل پر آپ قابو پاگئے اور آپ نے ہاتھ سے تلوار پھینکدی اور مجھے قتل نہ کیا

---

۱ ماہ۔ چاند بغیر بولے رہنمائی کرتا ہے۔ اگر بولنے لگے تو مزید رہنمائی کرنے لگے۔ بابی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔" "قشور۔ قشر کی جمع ہے، چھلکا، یعنی بے علم۔ لباب۔ مغز یعنی علم۔

۲ کفو۔ ہمسر، شریک۔ احد۔ کوئی۔ ہر ہوا، یعنی مشاہدہ حق کیلئے دروازہ کا کھلنا ہی ضروری نہیں ہے کائنات کے ہر ہر ذرہ میں اس کا مشاہدہ ہو سکتا ہے لیکن پھر بھی دیدبان کی ضرورت ہے جیسا کہ اگلے شعر میں فرمایا ہے۔ درے ست۔ یعنی جو دروازہ اسی لئے بنایا گیا ہے کہ آنیوالے اس سے داخل ہوں وہ بند نہیں کیا جاتا ہے۔ دید باں۔ محافظ یعنی شیخ کامل کے ذریعہ سے اطمینان حاصل ہو گا، کہ ہر ذرہ کے ذریعہ مشاہدہ ہوسکتا ہے۔

۳ چوں کشادہ شد۔ مشاہد کی کیفیت حیرت لاحق ہوتی ہے اور وہ مزید انکشاف کیلئے کوشش کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی کو ایک خزانہ مل جائے تو وہ شوق میں جنگلوں میں مزید خزانوں کی تلاش کرتا ہے۔ سالہا۔ شیخ کامل کے بغیر محض ذاتی جدوجہد سے کمال حاصل نہیں ہوتا ہے۔ تا بہ بینی غیب سے مناسبت شیخ کامل کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔

پس بگفت آں نو مسلمانِ۱ ولی
از سرِ مستی و لذت با علیؓ
اس نو مسلم، ولی نے کہا
حضرت علیؓ سے لذت اور سرمستی کی حالت میں

کہ بفرمایا امیر المومنیں
تا بجُنبد جاں بہ تن ہمچو جنیں
کہ اے امیر المومنین! فرمائیے
تا کہ روح جسم میں وجد کرے، پیٹ کے بچہ کیطرح

ہفت اختر مر جنیں را مدتے
میکُنند اے جاں نوبت۲ خدمتے
ساتوں ستارے ایک مدت تک پیٹ کے بچہ کی
باری باری خدمت کرتے ہیں، اے جان!

چونکہ وقت آید کہ جاں گیرد جنیں
آفتابش آں زماں گردد مُعیں
جب یہ وقت آتا ہے کہ پیٹ کے بچہ میں روح آجائے
اس وقت سورج اس کا مدد گار بنتا ہے

چوں جنیں را نوبتِ تدبیر رو
از ستارہ سوئے خورشید آید او
جب پیٹ کے بچہ کی پیدائش کا وقت آجاتا ہے
تو وہ ستارے سے سورج کی جانب آجاتا ہے

ایں جنیں در جنبش آید زآفتاب
کآفتابش جاں ہمی بخشد شتاب
یہ پیٹ کا بچہ سورج کی وجہ سے حرکت میں آتا ہے
چونکہ آفتاب جلد اس کو روح بخشتا ہے

از دگر انجم بجز نقشے نیافت
ایں جنیں تا آفتابش برنتافت
(اس پیٹ کے بچے نے) دوسرے ستاروں سے صورت کے علاوہ کچھ نہ پایا
اس طرح جب تک کہ اس پر سورج نہیں چمکا

از کدامیں رہ تعلق یافت او
در رحم با آفتاب خوبرو
کس راستہ سے اس کو تعلق پیدا ہوا؟
رحم میں رہتے ہوئے خوبصورت آفتاب سے

از رہِ پنہاں کہ دور از حسِ ماست
آفتابِ چرخ را بس راہہا۳ ست
اس مخفی راستہ سے جو ہمارے ادراک سے دور ہے
آسمان کے سورج کے بہت سے راستے ہیں

آں رہے کہ زر بیابد قوت ازو
واں رہے کہ سنگ شد یاقوت ازو
وہ راستہ ہے کہ سونا اس سے غذا حاصل کرتا ہے
وہ راستہ ہے کہ اس سے پتھر یاقوت بنجاتا ہے

آں رہے کہ سرخ سازد لعل را
واں رہے کہ برق بخشد نعل را
وہ راستہ ہے کہ لعل کو سرخ بناتا ہے
وہ راستہ ہے جو نعل کو برق عطا کرتا ہے

آں رہے کہ پختہ سازد میوہ را
واں رہے کہ دل دہد کالیوہ را
وہ راستہ ہے کہ میووں کو پکاتا ہے
وہ راستہ ہے کہ حیران کو، دل عطا کرتا ہے

بازگو اے بازِ پرا فروختہ
باشہ و با ساعدش آموختہ
بتائیے، اے پر کھولے ہوئے باز!
جو بادشاہ اور اُس کی کلائی پر سدھلیا ہوا ہے

۱ نو مسلم۔ وہ شخص جو کافر کے گھر پیدا ہوا ہو اور پھر مسلمان ہوا ہو۔ جنین وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہے۔ ہفت اختر ماں کے پیٹ میں بچہ کی تدبیر اور نشو و نما میں مختلف ستاروں کا دخل ہوتا رہتا ہے روح پڑنے کی وقت سورج مدبر بنتا ہے۔ جس کی وجہ سے بچہ میں روح حیوانی آجاتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سورج قرار دے کر جنین ایمان میں روح پیدا کر دینے کی تمنا کا اظہار ہے۔

۲ نوبت۔ باری۔ مُعین مددگار۔ شتاب۔ جلد۔ بجز نقشے۔ سورج کے علاوہ دوسرے ستارے صرف جسمانی نشو و نما کی تدبیر کرتے ہیں۔ او۔ یعنی ماں کے پیٹ کا بچہ، جنین۔

۳ راہہا۔ سورج کائنات میں بہت سی راہوں سے اثر انداز ہے۔ یہ مخفی راہ جس سے وہ ماں کے پیٹ کے بچہ پر اثر انداز ہے ہم حواس کے ذریعہ اس کا ادراک نہیں کر سکتے ہیں۔ یہی وہ راہ ہے کہ سورج کان میں سونے کی پرورش کرتا ہے اسی راہ سے اس کے ذریعہ پتھر یاقوت بنجاتا ہے لعل میں سرخی اسی راہ سے آتی ہے گھوڑے کے نعل میں رگڑ کے وقت اسی راہ سے سورج کی تاثیر ہوتی ہے جس سے آگ پیدا ہو جاتی ہے۔ میوہ را میووں کی پختگی سورج کی تاثیر سے ہے۔ دل دہد حوصلہ بڑھاتا ہے۔ کالیوہ۔ حیران احمق۔ باشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قرب الٰہی کیطرف اشارہ ہے۔

باز گو اے بازِ عنقا گیرِ شاہ | اے سپاہ اشکن بخود نے باسپاہ
بتایئے، اے عنقاء کو شکار کرنے والے شاہی باز! | اے بغیر سپاہیوں کے تنہا لشکر کو شکست دینے والے!

امتِ وحدیؔ[1] یکے و صد ہزار | باز گو اے بندہ بازت راشکار
آپ تنہا ایک امت ہیں، ایک ہیں اور لاکھوں ہیں | بتایئے اے وہ کہ خادم آپ کے باز کا شکار ہے!

در محلِ قہر ایں رحمت زچیست | اژدہارا راہ دادن راہِ کیست
قہر کی جگہ یہ مہر کس وجہ سے ہے؟ | اژدھے کو چھوڑ دینا کس کا طریقہ ہے؟

جواب دادنِ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ سببِ افگندنِ شمشیر از دست چہ بُود در آنحالت

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب دینا کہ اس وقت تلوار کو ہاتھ سے پھینک دینے کا سبب کیا تھا

گفت من تیغ از پےؔ[2] حق میزنم | بندۂ حقم نہ مامورِ تنم
فرمایا، میں اللہ تعالیٰ کے لئے تلوار چلاتا ہوں | میں خدا کا بندہ ہوں، اپنے جسم کا غلام نہیں ہوں

شیرِ حقم، نیستم شیرِ ہوا | فعل من بر دینِ من باشد گوا
میں اسد اللہ ہوں، خواہشِ نفسانی کا شیر نہیں ہوں | میرا فعل میرے دین پر گواہی دے گا

مَارَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ در حراب | من چو تیغم واں زنندہ آفتاب
جنگ میں کنکریاں تو نے نہیں پھینکیں جبکہ پھینکیں | میں تلوار کی طرح ہوں اور چلانے والا سورج ہے

رختِ خود را من زرہ برداشتم | غیرِ حق را من عدم انگاشتم
راستہ سے میں نے اپنا سامان ہٹ لیا | خدا کے غیر کو میں نے معدوم سمجھ لیا ہے

سایہؔ[3] ام من کے جُدا ام ز آفتاب | حاجبم من نیستم اُو را حجاب
میں سایہ ہوں، سورج سے کب جدا ہوں؟ | میں (دربار کا) دربان ہوں اس کے لئے پردہ نہیں ہوں

من چو تیغم پُر گہر ہائے وصال | زندہ گردانم نہ کُشتہ در قتال
جبکہ میں وصال کے موتیوں سے جڑی ہوئی تلوار ہوں | میں جنگ میں زندگی دیتا ہوں، قتل نہیں کرتا ہوں

خوں نپوشد گوہرِ تیغِ مرا | باد از جا کے بَرد میغِ مرا
میری تلوار کے جوہر کو، خون نہیں چھپا سکتا ہے | میرے ابر (کرم) کو ہوا جگہ سے کب ہلا سکتی ہے

کہ نیَم کوہم زصبر و حلم و داد | کوہ را کے در رباید تند باد
میں تنکا نہیں ہوں، صبر اور علم اور انصاف کا پہاڑ ہوں | تیز ہوا، پہاڑ کو کب ہلا سکتی ہے؟

---

[1] اُمَّتِ وَحْدِی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ ابراہیم تنہا ایک قوم تھے۔ اژدہا۔ سانپ کو تو مار ڈالنا چاہئے اس کو بھاگنے کا راستہ نہ دینا چاہئے تو آپ کو چاہیے تھا کہ مجھ جیسے دشمن کو قتل کر ڈالتے۔

[2] پے حق۔ یعنی میرا جہاد صرف اللہ کیلئے ہے۔ مَارَمَیْتَ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں کفار کیطرف ایک مٹھی کنکریاں پھینکیں جس سے کفار سراسیمہ ہو گئے۔ قرآن میں فرمایا گیا کہ وہ تمہارا پھینکنا نہ تھا ہمارا کام تھا جس کی یہ تاثیر ہوئی۔ آفتاب یعنی اللہ تعالیٰ جب بندہ کوئی کام اللہ کی عین مرضی کے مطابق کرتا ہے تو اس کام کو اللہ کیطرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔ رخت۔ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔

[3] سایہ ام۔ خدا کی مرضیات میں بالکل خدا کے تابع ہوں جس طرح سایہ سورج کے تابع ہے۔ حاجب۔ دربان جس کا کام دربار تک پہنچانا ہے۔ وصال۔ بادشاہوں کی تلواروں میں موتی جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ میری تلوار کا زیور خدا کا وصال ہے۔ زندہ گردانم۔ میرے جہاد کا مقصد اصلی قتل کرنا نہیں ہے بلکہ راہِ حق دکھا کر جاوید زندگی دینا ہے۔ کہ نیم میں گھاس کا تنکا نہیں ہوں۔

آنکہ [1] از بادے رود از جا خسے ست | زانکہ بادِ ناموافق خود بسے ست
جو ہوا سے جگہ سے ہل جائے وہ تنکا ہے | اس لئے کہ نا موافق ہوائیں تو بہت ہیں

بادِ خشم و بادِ شہوت بادِ آز | بَرد اُورا کو نبود اہلِ نماز
غصہ کی ہوا، اور شہوت کی ہوا، حرص کی ہوا | اس شخص کو جُنبش دیتی ہے جو دیندار نہ ہو

بادِ حرص و بادِ کینہ بادِ آز | بَرد اُورا کو نبود اہلِ نیاز
حرص کی ہوا اور کینہ کی ہوا، ہوس کی ہوا | اس کو اڑا لے گئی جو نیاز مند نہ تھا

بادِ کبرو بادِ عُجب و بادِ خلِم | بَرد اُوراکہ نبُود از اہلِ علِم
تکبر کی ہوا اور غرور کی ہوا اور سبک سری کی ہوا | اس کو اڑا لے گئی اسلئے کہ وہ اہل علم میں سے نہ تھا

کوہم و ہستیِ من بنیادِ اُوست | وَر شوم چوں کاہ بادم بادِ اوست
میں پہاڑ ہوں اور میرا وجود اس کی بنیاد ہے | اگر میں تنکا بنوں تو میرے لئے ہوا اس کی جانب سے ہے

جُز ببادِ اُونجنبد میلِ من | نیست جُز عشقِ اَحد سرخیلِ من
اس کی ہوا کے بغیر میرا جھکاؤ نہیں ہوتا ہے | عشقِ الٰہی کے علاوہ میرا کوئی پیشرو نہیں ہے

خشم [2] برشاہاں شہ و مارا غلام | خشم رامن بستہ ام زین و لگام
غصہ، بادشاہوں پر حکمراں ہے اور ہمارا غلام ہے | میں نے غصہ پر زین اور لگام کس دیا ہے

تیغِ حلمم گردنِ خشمم زدست | خشمِ حق برمن ہمہ رحمت شدست
میری بُردباری کی تلوار نے میرے غصہ کی گردن کاٹ دی ہے | مجھ پر اللہ کا غصہ مجسم رحمت بن گیا ہے

غرقِ نورم گرچہ سقفم شُد خراب | روضہ گشتم گرچہ ہستم بُو تراب
میں نور میں غرق ہوں، اگرچہ میرا، جسم تباہ ہے | میں باغ بن گیا ہوں اگرچہ میں ابو تراب ہوں

چوں درآمد عِلّتے اندر غزا | تیغ را دیدم میاں کردن سزا
جہاد میں جب ایک علت پیدا ہو گئی | میں نے مناسب سمجھا کہ تلوار کو میاں میں کرلوں

تا اَحبَّ [3] لِلّٰہ آید نامِ من | تاکہ اُبغض لِلّٰہ آید کامِ من
تاکہ میرا نام احب للہ میں ہو جائے | تاکہ میرا مقصد بُغض للہ ہو جائے

تاکہ اُعطی لِلّٰہ آید جودِ من | تاکہ اَمسک لِلّٰہ آید بُودِ من
تاکہ میرا بخشش اعطی للہ ہو جائے | تاکہ میرا وجود امسک للہ بنجائے

بخلِ من لِلّٰہ عطا لِلّٰہ و بس | جملہ لِلّٰہ ام نیم من آنِ کس
میرا بخل کرنا اللہ کے لئے ہے اور میرا دینا اللہ کے لیے ہے | میں مجسم اللہ کیلئے ہوں میں کسی کا غلام نہیں ہوں

[1] زانکہ تنکا ہر نا موافق ہوا کے ساتھ اڑ جاتا ہے۔ آنکہ۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے خلم۔ بجائے معجمہ، سبک سری آپ بیتی۔ بنیاد اُوست۔ یعنی میں حلم اور بُردباری کا پہاڑ ہوں اور میرا وجود اس حلم کی جڑ اور بنیاد ہے۔ بادِ اُوست۔ یعنی اللہ کی ہوا کیلئے میں بمنزلہ تنکے کے ہوں۔

[2] خشم۔ غصہ، بادشاہوں پر حکمراں ہے میں نے اس کو قابو میں کر لیا ہے۔ سقف۔ چھت، اس جگہ بدن مراد ہے۔ بُو تراب، مٹی والا، ایکبار حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رنجیدہ ہو کر مسجد نبوی کے کچے فرش پر جا لیٹے پسینہ آیا تو زمین کی مٹی آپ کے بدن پر لگ گئی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آنحضور نے مسجد میں پہنچ کر آپ کی کمر سے مٹی صاف کرنی شروع کی اور محبت سے فرمایا قم یا ابا تُراب "اے مٹی میں سنے ہوئے کھڑا ہو جا" اس روز سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب ابو تراب پڑ گیا۔

[3] اَحَب۔ حدیث شریف ہے مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ جس شخص نے کسی سے محض اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کیلئے بغض کیا اور کسی کو محض اللہ کے لئے دیا اور محض اللہ کیلئے نہ دیا اسنے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا یعنی ان کاموں میں اس کی ذاتی غرض شامل نہ ہو تو وہ خاصان خدا میں سے ہے۔

لِلّٰہ آنچہ می کُنم تقلید[1] نیست	نیست تخئیل و گماں جز دید نیست
میں جو کچھ کرتا ہوں اللہ کے لئے ہے تقلید نہیں ہے	خیال ، گمان نہیں ہے آنکھوں دیکھی بات ہے
زاجتہاد واز تحرّی رَستہ ام	آستیں بردامنِ حق بستہ ام
میں غورو فکر اور اٹکل سے آزاد ہوں	میں نے آستین اللہ کے دامن سے وابستہ کردی ہے
گرہمی پرّم ہمی بینم مطار	ور ہمی گردم ہمی بینم مدار
اگر میں پرواز کرتا ہوں تو مجھے اڑنے کی جگہ نظر آتی ہے	اگر میں گردش کرتا ہوں تو مجھے گھومنے کی جگہ نظر آتی ہے
ور کشم بارے بدانم تا کجا	ماہم و خورشید پیشم پیشوا
اگر میں بوجھ اٹھاتا ہوں تو جانتا ہوں کہاں تک (اٹھانا ہے)	میں چاند ہوں اور میرے آگے سورج راہنما ہے
بیش[2] ازیں باخلق گفتن روئے نیست	بحر را گنجائے اندر جوئے نیست
مخلوق سے اس سے زیادہ کہنا مناسب نہیں ہے	نہر میں سمندر کی گنجائش نہیں ہے
پست می گویم باندازہ عقول	عیب نبوَد ایں بُوَد کارِ رسول
عقلوں کے اندازہ سے گر کر میں بات کہتا ہوں	عیب نہیں، یہی رسول کا (طریقہ) کار ہے
از غرض[3] حُرّم گواہی حُر شنو	کہ گواہی بندگاں نرزد بجَو
میں غرض سے آزاد ہوں، آزاد کی گواہی سنو	اسلئے کہ غلاموں کی گواہی ایک جو کے بھی برابر نہیں
در شریعت مَر گواہی بندہ را	نیست قدرے وقتِ دعویٰ و قضا
غلام کی گواہی کی شریعت میں	دعویٰ اور فیصلہ کے وقت کوئی قدر نہیں ہے
گر ہزاراں بندہ باشندت گواہ	برنسنجد شرع ایشا نرا بکاہ
اگر ہزاروں غلام تیرے گواہ ہوں	شریعت انکو تنکے کا (بھی) ہموزن نہیں سمجھتی
بندۂ شہوت بتر نزدیکِ حق	از غلام و بندگانِ مُسترق
اللہ کے نزدیک نفسانی خواہش کا غلام زیادہ برا ہے	رقیق بنائے ہوئے غلاموں سے
کایں بیک لفظے شود از خواجہ حُر	واں زید شیریں و میرد سخت مُر
اس لئے کہ وہ (غلام) ایک لفظ سے آقا سے آزاد ہوجاتا ہے	اور وہ (نفس کا غلام) لذت میں جی کر تلخی سے مرتا ہے
بندۂ شہوت ندارد خود خلاص	جُز بفضلِ ایزد و انعامِ خاص
شہوت کے غلام کے خلاصی نہیں ہے	بجز اللہ تعالیٰ کے فضل اور خاص انعام کے
درچہے افتاد کورا غور نیست	واں گناہِ اُوست جبر و جور نیست
وہ ایسے کنویں میں گرا ہے جس کی تھاہ نہیں ہے	وہ اس کی خطا ظلم و زبردستی نہیں ہے

[1] تقلید نیست۔ یعنی عمل کا یہ اخلاص لوگوں کی دیکھا دیکھی نہیں ہے بلکہ یہ میرا عین الیقین ہے۔ گر ہمی پرّم۔ قرب الٰہی کے نور کی وجہ سے میرا ہر کام علی وجہ البصیرت ہے۔ ماہم۔ میں ہروقت اللہ تعالیٰ سے نور کا کسب کرتا رہتا ہوں۔

[2] بیش ازیں۔ یعنی جس قدر میں اپنے بارے میں کہہ چکا ہوں اس سے زیادہ کہنے کا موقع نہیں ہے بخاری شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے۔ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ اَتُحِبُّونَ اَنْ يُكَذَّبَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ لوگوں سے وہی باتیں کہو جو وہ سمجھ سکیں۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلا دیا جائے، یعنی عوام کے لئے ناقابل فہم باتیں کروگے تو وہ ان باتوں کی تکذیب کردینگے۔

[3] از غرض۔ یعنی میں اپنی ان باتوں پر دلائل تو قائم نہیں کرتا ہوں کیونکہ یہ ذوقی باتیں ہیں خود گواہی دیتا ہوں اور چونکہ میں آزاد ہوں، آزاد شخص کی گواہی شریعت میں معتبر ہوتی ہے جو خود اپنی جگہ دلیل ہوتی ہے۔ مسترق۔ رقیق یعنی غلام بنایا ہوا۔ کایں۔ یعنی غلام اور رقیق کو اگر اس کا آقا انت حُرٌّ کہدے تو فوراً آزاد ہو جاتا ہے لیکن شہوت کا غلام موت تک غلام رہتا ہے۔ چہ۔ یعنی گمراہی کا کنواں۔

در چہے انداخت اُو خود را کہ من — درخورِ قعرش نمی یابم رَسَن[1]

اسنے اپنے آپ کو ایسے کنویں میں گرا دیا ہے کہ مجھے — اس کی گہرائی کے بقدر رسی نہیں ملتی ہے

چوں گناہِ اُوست اے جاں چوں کُنم — کہ وُرا از قعرِ چہ بیروں کُنم

جب اس کی خطا ہے اے پیارے! میں کیا کروں؟ — کہ اس کو کنویں کی گہرائی سے باہر نکالوں

بس کُنم گر ایں سخن افزوں شود — خود جگر چہ بود کہ خارا خوں شود

بس کرتا ہوں، اگر یہ بات بڑھی — تو جگر کیا ہوتا ہے، سنگ خارا بھی خون بنجائے گا

ایں جگر ہا خوں نشد از سختی ست — غفلت و مشغولی و بدبختی ست

یہ جگر خون نہ بنے اس کی وجہ سختی ہے — غفلت اور مصروفیت اور بد بختی ہے

خوں[2] شود روزیکہ خونش سُود نیست — خوں شو ایں وقتیکہ خوں مردود نیست

اس دن خون بنے گا جبکہ خون بنا مفید نہیں ہے — اب اس وقت خون بن جبکہ خون بننا مقبول نہیں ہے

چوں گواہی بندگاں مقبول نیست — عدل آں باشد کہ بندہ غُول نیست

جبکہ غلاموں کی گواہی مقبول نہیں ہے — عدل وہ ہو گا جو شیطان کا غلام نہیں ہے

گفت اَرْسَلْنَاکَ شَاهِدًا در نُذُر — زانکہ بُود از کون اُو حُرّ بن حُرّ

قرآن میں ارسلناک شاھدا فرمایا ہے — کیونکہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش سے حر ابن حر تھے

چونکہ حُرم خشم کے بندو مرا — نیست اینجا جُز[3] صفاتِ حق درآ

جبکہ میں حر ہوں تو غصہ مجھے قیدی کب بنا سکتا ہے؟ — یہاں تو اللہ تعالیٰ کی صفات کے علاوہ کچھ نہیں ہے اندر آ

اندر آ کا زاد کردت فضلِ حق — زانکہ رحمت داشت بر خشمش سبق

اندر آ جا، اللہ تعالیٰ کی مہربانی نے تجھے آزاد کر دیا ہے — کیونکہ اس کی رحمت اس کے غصہ پر سبقت لیگئی ہے

اندر آ اکنوں کہ رستی از خطر — سنگ بودی کیمیا کردت گہر

اندر آ جا، اب تو خطرے سے نجات پا گیا ہے — تو پتھر تھا، تجھے کیمیا نے موتی بنا دیا ہے

رَستہ از کُفر و خارستانِ اُو — چوں گُلے بشگفتہ در بُستانِ اُو

تو کفر اور اس کے خارستان سے نجات پا گیا ہے — اس کے باغ میں تو پھول کی طرح کھل گیا ہے

تو منی و من توام اے محتشم — تو علیؓ بودی علیؓ را چوں کُشم

تو میں اور میں تو ہے اے معزز! — تو علیؓ تھا، علیؓ کو میں کیسے قتل کروں؟

معصیت کردی بہ از ہر طاعتے — آسماں پیمودہ در ساعتے

تو نے وہ گناہ کیا جو ہر طاعت سے بہتر ہے — تو نے ایک گھڑی میں آسمان، ناپ ڈالا

---

[1] رسن۔ کنویں کی رسی۔ چُوں کنم۔ میں کیا کروں۔ خود کردہ را علاج نیست۔ قعرِ چہ۔ کنویں کی گہرائی۔ ایں سخن یعنی گناہوں کی بناء پر قساوت قلبی کا بیان۔ خارا۔ پتھر کی ایک سخت قسم ہے۔ ایں جگر ہا۔ قرآن نے قساوتِ قلبی کا بیان کیا اور کفار کے دل خون نہوئے اس کی وجہ ان کی قساوتِ قلبی کی انتہا تھی۔

[2] خوں شود۔ ان قسی القلب لوگوں کے جگر بھی خون ہونگے لیکن وہ قیامت میں ہونگے جبکہ ندامت اور خونِ جگر بہانے سے کوئی نفع نہ ہوگا۔ عدل۔ گواہی کیلئے عدالت شرط ہے جس کیلئے حریت ضروری ہے تو شیطان کا غلام عدل نہ کہلائے گا اور اس کیگواہی معتبر نہ ہوگی۔ گفت۔ قرآن پاک میں ہے "اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ شَاهِدًا" اے رسول! ہم نے تمہیں گواہ بنا کر بھیجا ہے۔ حر بن۔ حر۔ آزاد، آزاد کا بیٹا

[3] جُز صفاتِ حق یعنی اب میں خدائی اخلاق اور صفات کا حامل ہوں۔ سبق۔ سبقت حدیث قدسی ہے اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ۔ بیشک میری رحمت میرے غضب پر سبق لے گئی ہے۔ خطر یعنی کفر اور قتل کے خطرات کیمیا یعنی فضل خداوندی۔ بُستان۔ باغ یعنی بندگانِ خاص۔ تو منی۔ یعنی اب تو اور میں ہم مشرب اور ہم مذہب ہو گئے ہیں۔ معصیت قتل کا ارادہ جو مسلمان ہونیکا سبب بن گیا آسمان۔ یعنی انتہائی عروج میں حاصل ہو گیا۔

بس خجستہ[1] معصیت کاں مرد کرد — نے ز خارے بر دمد اوراقِ ورد
وہ معصیت بہت مبارک تھی جو اس مرد نے کی — کیا گلاب کی پھول پتیاں کانٹے سے نہیں نکلتی ہیں؟

نے عُمر را قصدِ آزارِ رسول — می کشیدش تابدر گاہِ قبول
کیا عمر (رضی اللہ عنہ) کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ستانے کے ارادہ نے — قبولیت کے دربار کی طرف نہیں کھینچا

نے بسحرِ ساحراں فرعونِ شاں — می کشید وگشت دولت عونِ[2] شاں
کیا فرعون نے جادوگروں کو ان کے جادو کیوجہ سے — نہیں بلایا، اور خوش نصیبی ان کی مددگار بنی

گر نبودے سحرِ شان و آں جحود — کے کشیدے شاں بفرعونِ عنود
اگر ان کا جادو اور ان کی سرکشی نہ ہوتی — عنادی فرعون انہیں کب بلاتا؟

کے بدیدندے عصا و معجزات — معصیت طاعت شد اے قوم عصات[3]
وہ عصا اور معجزے کب دیکھ سکتے؟ — اے نافرمانو! معصیت، طاعت بنگئی

نا اُمیدی را خدا گردن زدست — چوں گناہ و معصیت طاعت شدست
نا امیدی کو خدا نے فنا کر دیا ہے — جبکہ گناہ اور معصیت طاعت بن گئی ہے

چوں مُبدّل می کند اُو سیّئات — عینِ طاعت می کُند رغمِ وُشات
جب وہ گناہوں کو تبدیل کر دینا چاہتا ہے — تو (انکو) چغلخوروں کے علی الرغم عین اطاعت بنادیتا ہے

زیں شود مرجوم شیطانِ رجیم — وز حسد اُو بطر قد گردو دو نیم
اس سے شیطان رجیم مزید سنگسار ہو جاتا ہے — اور حسد سے وہ شق ہو جاتا ہے، دو ٹکڑے بنجاتا ہے

اُو بکوشد تا گناہے آورد — زاں گنہ مارا بچاہے آورد
وہ کوشش کرتا ہے تاکہ کوئی گناہ کرائے — اس گناہ کی وجہ سے ہمیں کنوئیں میں گرا دے

چوں بہ بیند کاں گنہ شد طاعتے — گردد اُورا نا مُبارک ساعتے
جب دیکھتا ہے کہ وہ گناہ طاعت بن گیا — اس کے لئے بڑا منحوس وقت ہوتا ہے

اندر آمن در کشادم مرُ ترا — تُف زدی و تحفہ دادم مرُ ترا
اندر آجا، میں نے تیرے لئے دروازہ کھولدیا ہے — تو نے تھوکا، میں نے تجھے تحفہ دیا

من جفا گر راچنیں ہا می دہم — پیش پائے حُب چساں سَر می نہم
(جب) میں ظالم کو اس طرح عطا کرتا ہوں — (اندازہ کر) محبت کے قدموں پر کسطرح جھکوں گا

پس وفا گر راچہا بخشم بداں — گنجہا و مُلکہائے جاوداں
پس وفادار کو کیا کچھ عطا کروں گا، سمجھ لو — خزانے اور لازوال مُلک (دونگا)

[1] خُجستہ۔ بابرکت۔ اوراق۔ ورد۔ گلاب کے پھول کی پتیاں۔ نے وہ مثالیں بیان کی گئی ہیں جن میں گناہ نجات کا سبب بنا ہے عمر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضورؐ کو ایذا پہنچانے چلے تھے اور مسلمان ہو گئے، فرعون کے جادوگر حضرت موسیٰ کے مقابلہ کیلئے آئے اور مسلمان ہو گئے۔

[2] عون۔ مددگار۔ جحود۔ انکار کفر۔ حنود۔ سرکش۔ عصا۔ حضرت موسیٰ کا عصا۔

[3] عُصَات۔ عاصی کی جمع ہے یعنی گنہگار چوں گناہ جب اللہ کے کرم سے سیّات، بھی حسنات بن جاتے ہیں تو گنہگاروں کو مایوس نہ ہونا چاہیے۔ سیّئات، سیّئہ کی جمع ہے گناہ۔ وُشات۔ واشی کی جمع ہے۔ چغلخور یعنی مخالف۔ رغم۔ خاک آلود ہونا یعنی کسی کی منشاء کے خلاف کام کا ہونا۔ زیں۔ شود۔ شیطان کا مقصد گناہ کرا کر تباہ کرنا ہے جب گناہ طاعت بن جاتا ہے تو اس کو انتہائی صدمہ ہوتا ہے۔ تُف۔ تھوک۔ پس۔ یعنی جب مخالفوں سے یہ برتاؤ ہے تو دوستوں کے ساتھ کیا کچھ نہیں کرونگا۔

جاودانہ بادشاہی بخششش — آنچہ اندر وہم ناید بد ہمشش
اس کو لا زوال بادشاہی بخشوں گا — جس کا تصور بھی نہ ہو سکے اس کو وہ دونگا

من چناں مردم کہ بر خونیٔ[1] اخویش — نوشِ لطفِ من نشد و در قہر نیش
میں ایسا مرد ہوں کہ اپنے قاتل پر بھی — میری مہربانی کا شہد، قہر کا ڈنک نہیں بنا

گفتنِ حضرتِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بگوشِ رکابدار[2] امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ کُشتنِ علی رضی اللہ عنہ بر دستِ تو خواہد بُود خبرت کردم

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے خادم سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کان میں کہنا کہ علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تیرے ہاتھ سے ہو گی میں نے تجھے بتادیا ہے

گفت پیغمبرؐ بگوشِ چاکرم — کو برد روزے زگردن ایں سرم
میرے خادم کے کان میں (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا — کہ وہ ایک روز اس گردن سے سر قلم کرے گا

کرد آگہ آں رسول از وحیِ دوست — کہ ہلاکم عاقبت بر دستِ اُوست
رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وحی کے ذریعہ آگاہ کردیا — کہ میری ہلاکت انجام کار اس کے ہاتھ سے ہو گی

او ہمی گوید بکش پیشیں مرا — تا نیاید از من ایں مُنکر خطا
وہ (مجھ سے) کہتا ہے کہ پہلے ہی مجھے مار ڈالئے — تاکہ ایسی بری خطا مجھ سے نہ ہو

من ہمی گویم چو مرگِ من زتست — باقضا من چوں من چوں توانم حیلہ جُست
میں (اس سے) کہتا ہوں جبکہ میری موت تیرے ہاتھ سے — قضائے (خداوندی) کے مقابلہ میں کیا تدبیر کر سکتا ہوں؟

او ہمی اُفتد بہ پیشم کاے کریم — مر مرا کُن از برائے حق دونیم
وہ میرے قدموں پر گرتا ہے کہ اے آقا! — خدا کے لئے میرے دو ٹکڑے کر دیجئے

تا نیاید بر من ایں انجامِ بد — تا نسوزد جانِ من بر جانِ خود
تاکہ میرا یہ برا انجام نہ ہو — تاکہ میں اپنے اوپر نہ جلوں

من ہمی گویم برو جفّ القلم[3] — زاں قلم بس سرنگوں گرد علَم
میں کہتا ہوں، جا قلم خشک ہو چکا ہے — اس قلم سے بہت سے جھنڈے سرنگوں ہوئے ہیں

ہیچ بُغضے نیست در جانم زتو — زانکہ ایں را من نمیدانم زتو
میرے دل میں تیری طرف سے کوئی بغض نہیں ہے — اس لئے کہ میں اس بات کو تیری طرف سے نہیں سمجھتا ہوں

[1] خونی۔ قاتل۔ نوش۔ شہد، تریاق۔ نیش۔ بچلی، ڈنک۔

[2] رکابدار۔ خادم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ابن ملجم خارجی کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ جو کہ صحابی نہ تھا اس صورت میں اسی قصہ کی تصدیق صحیح روایات سے نہیں ہوتی ہے۔ چاکر۔ خادم دوست۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ اُوست۔ یعنی وہی خادم۔ مُنکر خطا۔ بڑی خطا یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قتل۔ حیلہ۔ تدبیر۔

[3] جفّ القلم۔ حدیث شریف میں ہے "جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ" جو تیرے ساتھ ہونے والا ہے اس کو لکھ کر قلم قدر خشک ہو چکا ہے" یعنی تقدیر کا لکھا اب نہیں مٹ سکتا ہے۔ سرنگوں۔ یعنی اقبال مند، ادبار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ علم۔ جھنڈا۔

آلتِ اِحْقی تو' فاعِل دستِ حق ۱ ‖ چوں زنم بر آلتِ حق طعن و دق

(تو اللہ تعالیٰ کا آلہ کار ہے، اور کرنیوالا خدا ہے ‖ میں اللہ تعالیٰ کے آلہ پر نیزہ زنی اور گرز رانی کیسے کروں؟

گفت اُو پس آں قصاص از بہرِ چیست ‖ گفت ہم از حق و آں سِرِّ خفیست

اس نے کہا "تو پھر خون کا بدلہ کیوں ہے؟ ‖ کہا وہ بھی اللہ تعالیٰ کیجانب سے ہے اور وہ مخفی راز ہے

گر کند بر فعلِ خود حق اعتراض ۲ ‖ زِاعتراضِ خود برویا ندرِیاض

اگر اللہ (تعالیٰ) اپنے فعل پر اعتراض کرتا ہے ‖ اپنے اعتراض سے وہ باغ اگا دیتا ہے

اِعتراض اُورا رسد بر فعلِ خود ‖ زانکہ در قہرست و در لُطف اُو احد

اس کو اپنے کام پر اعتراض کا حق ہے ‖ کیونکہ وہ قہر اور مہر میں یگانہ ہے

اندریں شہرِ حوادث میر اُوست ‖ در ممالک مالکِ تدبیر اُوست

حوادث کی اس دنیا میں وہی حکمراں ہے ‖ مُلکوں میں وہی تدبیر کا مالک ہے

آلتِ خود را اگر خود بِشکند ‖ آں شکستہ گشتہ رانیکو کُند

اگر وہ اپنے آلہ کو خود توڑ دیتا ہے ‖ اس ٹوٹے ہوئے کو خوب جوڑ دیتا ہے

رمزِ نَنسَخْ آیَةً اَوْ نُنسِهَا ‖ نَاْتِ خَیْرًا درعقب می داں مہا!

مَا ننسَخ مِن آیۃ او ننسہا کے اشارے ‖ کے بعد نات بخیر منہا کو سمجھ لے اے بزرگ!

ہر شریعت راکہ حق منسوخ کرد ‖ اُوگیا بُرد و عوض آوُرد وَ ورد

جس شریعت کو خدا نے منسوخ کیا ہے ‖ (تو) سنگھاس کو ختم کیا ہے اور بدلے میں گلاب لایا ہے

شب کُند منسوخ نورِ روز را ‖ چوں جمادے داں خرد افروز را

رات، دن کی روشنی کو منسوخ کر دیتی ہے ‖ عقلمند کو پتھر کی طرح سمجھ

باز شب منسوخ شد از نورِ روز ‖ تا جمادی سوخت زاں آتش فروز

پھر دن کی روشنی سے رات منسوخ ہوئی ‖ یہاں تک کہ اس حرارت پیدا کرنے والے کیعجہ سے پتھریلا پن ختم ہوگیا

گرچہ ۳ ظُلمت آمد آں نوم وسُبات ‖ نے درونِ ظُلمت ست آبِ حیات

اگر نیند اور رات کا سکون تاریکی ہے ‖ (تو) کیا آب حیات تاریکی میں نہیں ہے؟

نے دراں ظُلمت خردہا تازہ شُد ‖ سکتۂ سَرمایۂ آوازہ شُد

کیا اُس تاریکی میں عقلیں تازہ نہیں ہو گئیں ‖ کیا خاموشی، شہرت کا سرمایہ نہیں بنی؟

کہ زضد ہا ضدّہا آید پدید ‖ در سویدا روشنائی آفرید

کیونکہ اضداد سے اضداد پیدا ہوتے ہیں ‖ دل کے کالے نقطہ میں نور پیدا فرمایا ہے

۱ آلت۔ اوزار آلۂ کار۔ قصاص خون بدلہ۔ یعنی جبکہ قاتل خود نہیں قتل کرتا ہے تو قاتل سے بدلہ کیوں لیا جاتا ہے۔ تو آں۔ قاتل کو صدور قتل سے قبل قتل کرنا ضطیر محض پر قتل کر دیتا ہے اور جب اس کا قتل صادر ہو چکا تو اس کا اختیار بھی کار فرما ہوا لہٰذا اب اس کا قتل عینِ حکمت ہے۔ یہی یہ بات ہے کہ ہے۔ بہر حال وہ ایک آلہ صدورِ قتل سے قبل بھی اور بعد میں بھی اور اللہ نے اب قصاصاً اس کو قتل کرنیکا حکم فرما دیا تو اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے ایک آلہ کو خود توڑ ڈالے۔

۲ اعتراض۔ یعنی اپنے کسی کو اب خلافِ مصلحت قرار دیدے اور اس کی بجائے دوسرا حکم دیدے تو وہ اس دوسرے حکم پر مصلحتوں کے باغ کھلا دیتا ہے۔ ننسخ۔ تشریع میں جو تبدیلی ہوتی ہے وہ مصلحتوں سے پر ہوتی ہے۔ خود فرمایا ہے۔ مَا ننسَخ مِنْ آیَةٍ اَوْ ننسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِنْهَا۔ "ہم جب کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر لے آتے ہیں" شب کند۔ تکوینیات میں بھی جب اللہ کوئی تغیر فرماتا ہے تو اسمیں مصلحت ہوتی ہے۔ چوں۔ عقل انسانی بیکار پتھر جیسی ہو جاتی ہے۔

۳ گرچہ ظلمت۔ بظاہر نور کی تبدیلی کے بعد ظلمت کی آمد کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتی لیکن جانداروں کو حقیقتاً اسی سے آب حیات حاصل ہوتا ہے۔ اور تمام قویٰ از سر نو تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ سکتہ۔ رات میں انسان خاموش رہا عقل خرد تازہ ہوئی جو اس کی شہرت کا سبب بنتی ہے کہ زضدہا۔ یہاں سے مولانا نے دیگر تغیرات کا ذکر فرمایا ہے جو چیزیں باہمی مقابل میں ہیں۔ ایک چیز جاتی ہے تو اس کے مقابلہ کی دوسری چیز نمودار ہو جاتی ہے۔ سویدا۔ کالا نقطہ۔ اس سے قلب کا نقطہ اور نور سے نورِ عقل مراد ہے۔ یا سیاہ پتلی اور نور سے نورِ نظر مراد ہے۔

جنگ ۱؎ پیغمبر مدارِ صلح شد — صلح ایں آخر زماں زاں جنگ بُد
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جنگ صلح کا دارومدار ہوئی — اس اخیر زمانہ کی صلح، اسی جنگ کی وجہ سے تھی

صد ہزاراں سر برید آں لساں — تا اماں یابد سرِ اہلِ جہاں
اس محبوب نے لاکھوں سر قلم کر دیئے — تاکہ دنیا والوں کے سروں کو امن حاصل ہو

باغباں زاں می بُرد شاخِ خضر — تابیابد نخل قامتہا و بر
باغبان سبز شاخ اس لئے کاٹ دیتا ہے — تاکہ کھجور قد اور پھل حاصل کرے

می کَند از باغ آں دانا حشیش — تا نماید باغ و میوہ خرّمیش
وہ سمجھدار باغ میں سے گھاس اکھاڑ ڈالتا ہے — تاکہ باغ اور پھل اپنی تروتازگی نمایاں کر سکے

می کَند دندانِ بدرا آں طبیب — تار ہد از دردو بیماری حبیب
مریض دانت کو ڈاکٹر اکھاڑ دیتا ہے — تاکہ دوست درد اور بیماری سے نجات پا جائے

پس زیادتہا درونِ نقصہا ست — مر شہیداں راحیات اندر فناست
پس نقصانوں میں ترقیاں (مضمر) ہیں — شہیدوں کی زندگی، فنا ہو جانے میں ہے

چوں بُریدہ گشت حلقِ رزق خوار — یُرزَقُونَ یَفرَحُونَ آید گوار ۲؎
جب رزق کھانے والا حلق کٹ گیا — تو یرزقون یفرحون خوشگوار ہو کر آجاتا ہے

حلقِ حیواں چوں بُریدہ شد بعدل — حلقِ انساں رُست و افزائید فضل
جانور کا گلا جب انصاف سے کاٹا گیا — انسان کے حلق نے نشو ونما پائی اور اس کی فضیلت بڑھ گئی

حلقِ انساں چوں بُریدہ شد ببیں — تاچہ زاید کُن قیاس آں رابدیں
جب انسان کا گلا کٹا، غور کر — وہ کیا اضافہ کرے گا، اس کو اسپر قیاس کرلے

حلقِ ۳؎ ثالث زاید و تیمارِ اُو — شربتِ حق باشد و انوارِ اُو
تیسرا حلقوم پیدا کرے گا اور اس کی تیمار داری — اللہ (تعالیٰ) کے شربت اور اس کے انوار سے ہوگی

حلقِ ببریدہ خورد شربت ولے — حلقِ از لا رُستہ مُردہ در بلےٰ
کٹا ہوا حلقوم شربت پیتا ہے لیکن — وہ حلق جو لا سے آزاد ہو گیا ہو اور بلیٰ میں فنا ہو گیا ہو

بس کُن اے دوں ہمّتِ کوتہ بناں — تا کَیت باشد حیاتِ جاں بناں
اے کوتاہ ہمت اور کوتاہ دست! بس کر — روٹی کے ذریعہ تیری جان کی زندگی کبتک رہیگی؟

زاں نداری میوہٗ مانندِ بید — کا برو بُردی پےٗ نانِ سپید
بید کی طرح تو بے ثمر اسی وجہ سے ہے — کہ تو نے سفید روٹی کے لئے آبرو ختم کر دی ہے

۱؎ جنگ پیغمبر۔ آنحضورؐ کے جس قدر غزوات ہیں ان میں بظاہر تخریب ہے لیکن دراصل تعمیر ہے۔ باغباں۔ مالی شاخیں تراشتا ہے۔ اور گھاس اکھاڑ ڈالتا ہے۔ اس کی وجہ سے باغ میں پھل اور پھول کی کثرت ہوتی ہے۔ می کَند۔ طبیب دانت اکھاڑتا ہے لیکن مصلحت یہ ہوتی ہے کہ بیمار کو آرام ملے۔ حبیب۔ یعنی محبوب بیمار پس۔ بہت سی چیزوں میں جو نقصان نظر آتے ہیں وہی اضافوں کا سبب ہیں۔ انسان شہید ہو کر بقاءِ دوام حاصل کر لیتا ہے۔

۲؎ گوار۔ شہیدوں کے بارے میں آیت یرزقون فرحین نازل ہوئی ہے۔ یعنی ان شہیدوں کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں۔ حلق حیوان۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر جانور ذبح ہوتا ہے اور انسان اس کو کھاتا ہے تو اس کو یہ فضیلت حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ اشرف المخلوقات کا جزو بدن بنجاتا ہے۔ انسان کا حلق اگر اللہ تعالیٰ کے نام پر کٹے تو اسپر قیاس کرلو اس کو کیا فضیلتیں حاصل ہونگی۔ بدیں۔ بایں۔

۳؎ حلق ثالث۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان کا حلقوم اللہ کے نام پر کٹے گا تو انسان کو ایک ایسا حلقوم عنایت ہو جائیگا جو اللہ کے انوار اور شربت پیئے گا لا۔ یعنی غیر اللہ کی نفی۔ بلےٰ یعنی اس نے اللہ کی ربوبیت کا پورا اقرار کیا ہو۔ بناں۔ سرانگشت یعنی ہاتھ۔ بید۔ بے ثمر درخت ہے۔

گرندارد صبر زیں ناں جانِ حس — کیمیا[1] را گیرو زر گرداں تو مس

اگر حس کی جان اس روٹی سے صبر نہیں کرتی ہے — کیمیا حاصل کر، اور تو تانبے کو سونا بنا دے

جامہ شوئی کرد خواہی اے فلاں — رُو مگرداں از محلہ گاز راں

اے فلاں! اگر تو کپڑے صاف کرنا چاہتا ہے — تو دھوبیوں کے محلہ سے روگردانی نہ کر

گرچہ ناں بشکست مَر روزہ ترا — در شکستہ بند پیچ و بَر تر آ

اگرچہ روٹی نے تیرا روزہ توڑ دیا ہے — ٹوٹے ہوئے کو جوڑنیوالے سے لپٹ جا اور آگے بڑھ

چوں شکستہ بند آمد ستِ اُو — پس رفو آید یقیں زا شکستِ اُو

جب اس کا ہاتھ، ٹوٹے ہوئے کو جوڑنیوالا ہے — تو اس کا توڑنا یقیناً، جوڑنا ہو گا

گر تو آں را بشکنی گوید بیا — تو درستش کن نداری دَست و پا

اگر تو خود اس کو توڑنے لگے وہ کہے گا، آجا — تو اس کو درست کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے

پس شکستن حق اُو باشد کہ اُو — مَر شکستہ گشتہ را داند[2] رفو

توڑنا اس کے لئے مناسب ہے جو — ٹوٹے ہوئے کو جوڑنا جانتا

آنکہ داند دوخت اُو داند درید — ہرچہ اُو بفروخت نیکو تَر خرید

جو سینا جانتا ہے وہ کاٹنا بھی جانتا ہے — جو بیچتا ہے وہ عمدہ طریقہ پر خریدتا ہے

خانہ را کند وچو جنت ساخت او — پست کردو بر فلک افراخت اُو

گھر کو اجاڑا اور اس کو جنت بنا دیا — اُس کو ڈھایا اور آسمان تک بلند کر دیا

خانہ راویراں کُند زیرو زبر — پس بیک ساعت کند معمور تر

گھر کو ویران اور زیرو زبر کرتا ہے — پھر ایک گھڑی میں اور زیادہ آباد کر دیتا ہے

گر یکے راسر ببرد از بدن — صد ہزاراں سَر بر آرد در زمن

اگر کسی کے جسم سے سر کاٹتا ہے — فوراً لاکھوں سر پیدا کر دیتا ہے

گر نفر مودے قصاصے بر جُنات — خود[3] نگفتے فی القصاص آمد حیات

اگر وہ مجرموں پر قصاص کا حکم نہ فرماتا — (اور) یہ نہ فرماتا کہ قصاص میں زندگی ہے

خود کہ را زہرہ بُدے تا اُوز خود — بر اسیر حُکم حق تیغے زند

کس کی طاقت ہو گی کہ وہ از خود — اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند پر تلوار چلائے

زانکہ داند ہر کہ چشمش را کشود — کاں کُشندہ سُخرۂ تقدیر بُود

اسلئے کہ ہر وہ شخص جانتا ہے جس نے آنکھ کھولی ہے — کہ وہ قاتل تقدیر کے تابع تھا

[1] کیمیا۔ یعنی اگر تو خود ترک دنیا نہیں کرسکتا تو کسی شیخ کا ہاتھ پکڑ لے وہ تیرے تانبے کو سونا بنا دیگا۔ جامہ شوئی یعنی گناہوں سے اپنا دامن پاک کرلے۔ گازراں۔ گازر کی جمع ہے، دھوبی یعنی وہ شیخ کامل جو تجھے گناہوں سے پاک کردے۔ نان۔ روٹی یعنی دنیاوی لذتیں روزہ یعنی پرہیزگاری۔ شکستہ بند۔ ٹوٹے ہوئے کہ جوڑنیوالا یعنی شیخ۔ کامل گرتو اگر تو خود تقویٰ حاصل کرنیکی کوشش کریگا تو کوئی کوئی شیخ کامل تجھے اپنی طرف کھینچ لیگا۔ پس شکستن۔ اصلاحِ باطن کرنا شیخ کامل ہی کا کام ہے۔

[2] رفو۔ سینا یعنی جوڑنا۔ ... ایک ماہر کاریگر گھر کھود ڈالتا ہے ... اس کو جنت نشان بنادیتا ہے۔ ... پیدا کند یعنی ایک بری عادت چھڑا کر لاکھوں بھلی عادتیں پیدا کردیتا ہے۔ در زمن فوراً جنات۔ جانی کی جمع ہے۔ مجرم۔ خود نگفتے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یہ وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ تمہارے لئے قصاص میں زندگیانی ہے۔ اس شعر سے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقولہ شروع ہوا ہے خود کرا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا قاتل جو تقدیر کا اسیر ہے اس کو بغیر حکم خداوندی کون مار سکتا تھا۔ زہرہ۔ ہمت، حوصلہ۔ چشم کشودن۔ غور کرنا، کشندہ۔ قاتل۔ سخرہ۔ مسخر، مجبور۔

هر کرا آں حُکم¹ ابر سَر آمدے
جس کے لئے یہ حکم صادر ہوتا

بر سَرِ فرزندِ خود تیغے زدے
(وہ) اپنے لڑکے کے سر پر تلوار مارتا

رَو بترس وطعنہ کم زن بَر بداں
جا، ڈرتا رہ اور بروں پر طعنہ زنی نہ کر

پیشِ دامِ حُکم عَجزِ خودبداں
اللہ (تعالیٰ) کے حُکم کے جال کے سامنے اپنا عجز سمجھ

پیشِ حُکمِ حق بنہ گردن زجاں
دل سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے گردن جُھکا دے

تسخر و طعنہ مزن بردیگراں
دوسروں پر مذاق اور طعنہ زنی نہ کر

تعجب کردنِ آدم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام از ضلالت ابلیسِ لعین وعُجب آوردنِ اُو

ابلیس لعین کی گمراہی پر حضرت آدم علیہ السلام کا تعجب کرنا اور ان کا غرور کرنا

روزے آدم بر بَلیسے² کو شقی ست
ایک روز آدم (علیہ السلام) نے ابلیس کو جو بدبخت ہے

از حقارت وز زیافت بنگریست
حقارت اور کھوٹے پن کی نگاہ سے دیکھا

خویش بینی کردو آمد خودگزیں
(انہوں نے) خود بینی کی اور خود پسند بنے

خندہ زد بر کارِ ابلیسِ لعیں
ابلیس لعین کے کام کی ہنسی اڑائی

بانگ برزد غیرتِ حق کاے صفی
غیرتِ حق نے پکارا کہ اے برگزیدہ!

تو نمیدانی زاَسرارِ خفی
تمہیں چھپے ہوئے رازوں کا علم نہیں ہے

پوستیں را باژ گونہ گر کُنم
اگر میں پوستین کو الٹ دوں

کوہ را از بیخ و از بین بَرکَنم
(تو) پہاڑ کو جڑ اور بنیاد سے اُکھاڑ ڈالوں

پردۂ صد آدم آندم بَردَرم
فوراً سینکڑوں آدموں کی پردہ دری کردوں

صد بَلیسِ نو مسلماں³ آدرم
سینکڑوں شیطانوں کو نو مُسلم کردوں

گفت آدمؑ توبہ کردم زیں نظر
(حضرت) آدمؑ نے کہا میں نے اس نظر سے توبہ کی

ایں چنیں گستاخ نندیشم دگر
پھر کبھی ایسی گستاخی کو خیال میں بھی نہ لاؤں گا

یا رب ایں جرأت زبندہ عفو کُن
اے خدا! بندہ کی اس جرأت کو معاف کردے

توبہ کردم می نگریم زیں سخن
میں نے توبہ کی میری اس بات پر گرفت نہ کر

یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اهْدِنَا
اے فریادیوں کے فریاد رس! ہم کو ہدایت دے

لَا افْتِخَارَ بِالْعُلُوْمِ وَالْغِنَا
علوم اور مالداری پر کوئی فخر نہیں ہے

---

¹ حُکم۔ یعنی تقدیر الٰہی کا حکم۔ یعنی اگر بیٹے کا قتل باپ کے ہاتھ سے مقدر ہو چکا ہے تو شفقتِ پدری اس کو نہیں روک سکتی ہے۔ دامِ حُکم۔ یعنی تقدیرِ خداوندی کا جال یعنی بروں کا مذاق اڑانا بڑا خطرناک ہے۔ توجب کردن۔ اس قصہ کا مقصد بھی یہی ہے کہ کسی کے گناہ پر مذاق نہ اڑانا چاہیے اور اپنے اوپر گھمنڈ نہ کرنا چاہیے۔

² بَلیس۔ ابلیس، شیطان شقی۔ بدبخت۔ زیافت کھوٹا پن۔ خویش بینی۔ غرور، تکبر خودگزیں۔ خود پسند۔ صفی۔ منتخب صفی اللہ حضرت آدمؑ کا لقب ہے خفی۔ پوشیدہ باژگونہ۔ الٹا پوستیں باژگونہ کردن۔ حالات کو الٹ دینا، باطن کو ظاہر کردینا۔ بن۔ جڑ

³ نو مسلماں وہ شخص جو کافر کے گھر میں پیدا ہونے کے بعد اسلام لایا ہو۔ نظر یعنی خود بینی۔ غیاث۔ فریادرس۔ مستغیثین۔ مستغیث کی جمع ہے فریاد۔ افتخار۔ فخر کرنا۔ غنا۔ مالداری۔

لَا تُزِغْ ا قُلُبًا هَدَيْتَ بِالْكَرَم ۔۔۔ واصرِفِ السُّوءَ الَّذِی خَطَّ الْقَلَم

کرم کرکے جس دل کو تو نے ہدایت دیدی ہے اس کو کج نہ کر ۔۔۔ اور اس برائی کو پھیر دے جو قلم نے لکھدی ہے

بگذراں از جانِ ما سُوءُ الْقضا ۔۔۔ وَامُبر ما را زا خوانِ الصّفا

بری تقدیر کو ہماری جان سے ٹالدے ۔۔۔ ہمیں اہل اللہ سے جدا نہ کر

تلخ تراز فرقتِ تو ہیچ نیست ۔۔۔ بے پناہت غیر پیچا پیچ نیست

تیری جدائی سے زیادہ کڑوی چیز کوئی نہیں ہے ۔۔۔ تیری پناہ کے بغیر سوائے اُلجھن کے کچھ نہیں ہے

رختِ ما ہم رختِ ما را راہزن ۔۔۔ جسمِ ما مَر جانِ ما را جامہ کن

ہمارا سامان بھی ہمارا راہزن ہے ۔۔۔ ہمارا جسم ہی ہماری جان کیلئے نقصان رساں ہے

دستِ ۲ ما چوں پائے ما را می خورد ۔۔۔ بے امانِ تو کسے چوں جاں برد

جب ہمارا ہاتھ ہی ہمارے پاؤں کو کھاتا ہے ۔۔۔ تیری اماں کے بغیر کوئی کسطرح جان بچا سکتا ہے؟

در بَرد جاں زیں خطر ہائے عظیم ۔۔۔ بُردہ باشد مایہ اِدبار و بیم

اگر ان بڑے خطروں سے جان بھی بچالی ۔۔۔ تو بدبختی اور خوف کا سرمایہ حاصل کیا

زانکہ جاں چوں واصلِ جاناں نبُود ۔۔۔ تا ابد با خویش کو رست و کبود

اسلئے کہ جان کا جب تک محبوب سے وصال نہ ہو ۔۔۔ قیامت تک وہ خود اندھی اور بے نور ہے

چوں تو ندہی راہ جاں خود بُردہ گیر ۔۔۔ جاں کہ بے تو زندہ باشد مُردہ گیر

جب تو راستہ نہ دے جان کا بچنا فرضی بات ہے ۔۔۔ وہ جان جو تیرے بغیر زندہ ہو، اس کو مردہ سمجھنا چاہیے

گر تو طعنہ می زنی بر بندگاں ۔۔۔ مَر ترا آں می ۳ رسد اے کامراں

اگر تو بندوں پر طعنہ زنی کرے ۔۔۔ اے مختار! یہ تیرا حق ہے

ورتو ماہ و مہر را گوئی خِفا ۔۔۔ وَرتو قدِ سرو را گوئی دوتا

اگر تو چاند اور سورج کو مخفی کہے ۔۔۔ اگر تو سرو کے قد کو جُھکا ہوا کہے

در تو چرخ و عرش راخوانی حقیر ۔۔۔ دَر تو کان و بحر را گوئی فقیر

اگر تو آسمان اور عرش کو حقیر کہے ۔۔۔ اگر تو کان اور سمندر کو فقیر کہے

آں بہ نسبت با کمالِ تو رواست ۔۔۔ ملک اِکمال و فناہا مَر تُراست

یہ بات تیرے کمال کے پیش نظر درست ہے ۔۔۔ مکمل کرنے اور فنا کرنے کی ملکیت تیری ہی ہے

کہ تو پاکی از خطر وز نیستی ۔۔۔ نیستاں را مُوجد و مفنیستی

کیونکہ تو عدم اور نیستی سے پاک ہے ۔۔۔ معدوم کو موجود کرنیوالا ہے اور فنا کرنیوالا ہے

---

۱ لَا تُزِغْ۔ کج نہ کر۔ سوء۔ برائی قلم یعنی قلم تقدیر۔ بگذراں۔ ٹال دے۔ وَامُبر۔ جدا نہ کر۔ اخوانُ الصّفاء۔ صاف دل لوگ، اہل اللہ۔ رخت، سامان، یعنی دنیاوی لذتیں جامہ کَن کپڑے اتارنیوالا،

۲ دستِ ما۔ یعنی ہماری مصروفیت راہِ سلوک میں نہیں چلنے دیتی۔ ادبار۔ نحوست۔ بیم۔ خوف، یعنی وہ جان جو محبتِ الٰہی سے خالی ہے، اگر بچا بھی لی تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ ایسی جان تو ادبار اور خوف کا سرمایہ ہے۔ کور و کبود۔ بے نور و تاریک راہ۔ راہ نجات، یعنی جب اللہ تعالیٰ نجات کا راستہ نہ دے تو جان کا بچنا فرضی اور غیر واقعی ہے کیونکہ ایسی جان تو خود مردہ ہے۔

۳ ترا می رسد۔ تجھے حق حاصل ہے۔ کامراں۔ کامیاب خفا۔ مخفی، پوشیدہ دوتا۔ دہرا، کبڑا۔ پاکی۔ تو پاک ہے۔ خطر۔ احتمال عدم نیستاں نیست ہا۔ مفنی فنا کرنیوالا۔

آنکہ رویا نید ۱ داند سوختن | وانکہ بدرید ست داند دوختن
جس نے اگایا ہے وہ جلانا جانتا ہے | جس نے پھاڑا ہے وہ سینا جانتا ہے

می بسوزد ہر خزاں مر باغ را | باز رویاند گلِ صبّاغ را
ہر خزاں میں باغ کو جلا ڈالتا ہے | پھر رنگ آمیز پھول اگا دیتا ہے

کاے بسوزیدہ بروں آ تازہ شو | بارِ دیگر خوب و خوش آوزہ شو
کہ اے جلے ہوئے باہر آ، ترو تازہ ہو جا | دوبارہ خوبصورت بن اور مشہور ہو جا

چشم نرگس کور شد بازش بساخت | حلق نے ببرید و بازش خود نواخت
نرگس کی آنکھ اندھی ہوئی اس کو پھر بنا دیا | بانسری کا حلق پھاڑ دیا پھر اس کو بجا دیا

ماچو مصنوعیم ۲ و صانع نیستیم | جز زبون و جز کہ قانع نیستیم
ہم چونکہ بنائے ہوئے ہیں اور بنانیوالے نہیں ہیں | سوائے ناچیز اور سوائے اونی درجہ پر قانع ہونیکے کچھ نہیں ہیں

ماہمہ نفسی و نفسی می زنیم | گر نخواہی ماہمہ آہرمنیم
ہم سب نفسی نفسی پکارتے ہیں | اگر تو نہ چاہے، ہم سب شیطان ہیں

زاں ز آہرمن رہید ستیم ما | کہ خریدی جانِ ما را از عمی ۳
ہم نے شیطان سے رہائی اسلئے پائی ہے | کہ تو نے ہماری جان کو اندھے پن سے بچالیا ہے

تو عصا کش ہر کرا کہ زندگیست | بے عصا و بے عصا کش کور چیست
جس کی زندگی ہے تو اس کیلئے لاٹھی پکڑنیوالا ہے | لاٹھی اور لاٹھی پکڑنے والے کے بغیر اندھا کیا ہوتا ہے؟

غیر تو ہر چہ خوش ست و نا خوش ست | آدمی سوز ست و عین آتش ست
تیرے سوا جو کچھ بھی ہے خواہ اچھا ہے یا برا ہے | آدمی کو جلانے والا ہے اور مجسم آگ ہے

ہر کرا آتش پناہ و پشت شد | ہم مجوسی گشت و ہم زردشت شد
جس کسی کے لئے آگ پشت و پناہ بن گئی | وہ آتش پرست اور آتش پرستوں کا پیشوا بنگیا

کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ | اِنَّ فَضْلَ اللّٰہِ غَیْمٌ ھَاطِلٌ
اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے | بیشک اللہ کا فضل بارش برسانے والا ہے

بازگشتن بحکایت امیر المومنین حضرتِ علی رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قصہ کی طرف واپسی

ومُسامحت کردنِ اُو با خونی درکابدارِ خویش
اور ان کا اپنے قاتل اور اپنے خاکم سے چشم پوشی برتنا

۱ رویانیدن۔ اگانا۔ صبّاغ۔ رنگریز۔ گل صبّاغ۔ وہ پھول جو اپنی خوشرنگی کی وجہ سے باغ کی زینت ہو۔ آوازہ۔ شہرت۔ بازش۔ اس کی جگہ دوسرا پھول کھلا دیا۔
۲ مصنوع۔ بنایا ہوا، مخلوق۔ صانع۔ بنانے والا، خالق زبوں۔ کمزور، ناچیز۔ نفسی نفسی زدن۔ حاجت کا اظہار کرنا۔ اہریمن۔ اہرمن۔ شیطان۔
۳ عمی۔ اندھاپن۔ عصاکش۔ اندھے کی لاٹھی پکڑ کر چلنے والا کور چیست۔ اندھا بالکل بیکار ہے چل پھر نہیں سکتا ہے۔ ماخلا۔ علاوہ غیم۔ ابر۔ ہاطِل۔ برسنے والا۔ مُسامحت۔ چشم پوشی۔ رکابدار۔ خادم

باز رَدسوئے علیؓ و خونیش | واں کرم با خونی و افزونیش
(حضرت) علیؓ اور انکے قاتل کے (قصہ کی) طرف پھر چل | اور قاتل پر انکے کرم اور کرم میں اضافہ کی طرف (چل)

گفت ۱ دشمن راہمی بینم بچشم | روز و شب بر دے ندارم ہیچ خشم
کہا میں دشمن کو آنکھ سے دیکھتا ہوں | شب و روز، اس پر کوئی غصہ نہیں کرتا ہوں

زانکہ مرگم ہمچو جاں خوش آمدست | مرگِ من در بعث چنگ اندر زدست
کیونکہ مجھے موت زندگی کی طرح اچھی لگتی ہے | میری موت نے زندگی کو مضبوطی سے پکڑ لیا ہے

مَرگِ بے مَرگی بود مارا حلال | بَرگِ بے بَرگی بود مارا نوال
بغیر موت کے موت، ہمارے لئے حلال ہے | بے نوائی کا سامان ہمارے لئے عطیہ ہے

برگِ بے بَرگی ترا چوں بَرگ شدُ | جانِ باقی یافتی و مَرگ شُد
بے نوائی کا سامان جب تیرے لئے سامان بنگیا | تو تو نے حیاتِ جاودانی پالی اور موت ختم ہو گئی

آنچہ خوفِ دیگراں آں امن تُست | بط قوی در بحر مُرغِ خانہ سُست
جو دوسروں کیلئے خوف کا سبب ہے وہ تیرے لئے امن بنگیا | دریا میں بط قوی ہوتی ہے اور پالتو مرغ سُست ہوتا ہے

ظاہرش مرگ و بباطن زندگی | ظاہرش ابتر نہاں پایندگی
اس کا ظاہر موت ہے اور باطن زندگی ہے | بظاہر وہ تباہی ہے باطن وہ بقا ہے

از رحم ۲ زادن جنیں رارفتن ست | در جہاں اُورا زنو بشکفتن ست
بچہ کا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا (اسکا) سفر ہے | اس کا دنیا میں از سر نو کھلنا ہے

چوں مراسوئے اجل عشق وہواست | نہی لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ مراست
چونکہ موت سے مجھے عشق اور محبت ہے | اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کی، ممانعت میرے لئے ہے

آنکہ مُردن پیشِ جانش تہلکہ است | امر لَا تُلْقُوْا نگیرد اُو بدست
جس کی جان کے لئے مرنا ہلاکت ہے | وہ لا تلقوا کے حکم پر عامل نہیں ہے

آنکہ ۳ مُردن پیشِ اُو شد فتحِ باب | سَارِعُوْا آمد مر اُو رادر خطاب
جس کے لئے مرنا کامیابی بن گیا ہے | اس کے لئے "جلدی کرو" کا خطاب آیا ہے

زانکہ نہی از دانۂ شیریں بُود | تلخ را خود نہی حاجت کے شَوَد
اس لئے کہ ممانعت تو میٹھے دانہ سے ہوتی ہے | کڑے کے لئے ممانعت کی کیا ضرورت ہے؟

دانہ کش تلخ باشد مغز و پوست | تلخی و مکروہیش خود نہیِ اُوست
جس دانہ کا گودا اور چھلکا کڑوا ہو | اس کی تلخی اور کڑواہٹ خود ممانعت ہے

۱ گفت یعنی حضرت علیؓ نے اپنے مقابل سے کہا خشم یعنی اپنے ذاتی معاملہ میں مرگ بے مرگی۔ حدیث شریف میں ہے "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" مرجاؤ قبل اس کے مرو۔ بیبرگی۔ بے نوائی بے سروسامانی یہ مولانا کا مقولہ ہے آنچہ موت کافروں کے لئے باعث خوف اور مومن کیلئے باعث امن ہے جیسا کہ دریا بطخ کیلئے قوت کا سبب اور پالتو مرغ کیلئے کمزوری کا سبب ہے۔

۲ از رحم بچہ کا ماں کے پیٹ سے باہر آنا اس کا انتقال ہے اور اسی سے اس کا نشوونما ہوتا ہے۔ نہی۔ قرآن پاک میں ہے وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ تم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو مولانا نے ہلاکت کے معنیٰ موت کے لئے ہیں جبکہ ایک حدیث صحیح میں اس کے معنیٰ ترک جہاد کے بتائے گئے ہیں۔ یہ بات سمجھنی چاہیئے کہ نہی ان چیزوں کیلئے ہوتی ہے۔ جنکی طرف انسان کو رغبت ہو ناپسندیدہ چیز سے روکنے کے کوئی معنی نہیں ہیں اب دونوں شعروں کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ موت چونکہ میرے لئے مرغوب ہو چکی ہے اسلئے لَا تُلْقُوْا کا خطاب میرے اور مجھ جیسوں کیلئے ہے جو لوگ موت کو خود ہی پسند نہیں کرتے وہ دراصل اس نہی کے مخاطب نہیں بن سکتے اور نہ وہ اس نہی پر عامل سمجھے جائینگے۔

۳ آنکہ جو عشقِ الٰہی میں مبتلا ہیں اور وصال کے جویاں ہیں ان کے لئے موت ہی ذریعہ وصال ہے وہ سَارِعُوْا کا اپنے آپ کو مخاطب سمجھتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں۔ اور لَا تُلْقُوْا کی نہی پر عمل کرنے میں معذور ہیں۔ سَارِعُوْا۔ جلدی کرو یعنی موت کے طالب بنو۔ زانکہ یہ اوپر کے دوسرے اور تیسرے شعر کی دلیل اور وضاحت ہے یعنی مرغوب چیز سے ممانعت ہوا کرتی ہے مکروہ کیلئے ممانعت کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

دانۂ اُمردن مَرا شیریں شدست ¹ — بَلْ هُمْ اَحْيَاءٌ پَے من آمدست

موت کا دانہ میرے لئے میٹھا ہو گیا ہے — "بلکہ وہ زندہ ہیں" میرے لئے وارد ہوا ہے

اُقْتُلُوْنِیْ یَا ثِقَاتِیْ لَائِمًا — اِنَّ فِیْ قَتْلِیْ حَیَاتِیْ دَائِمًا

اے میرے معتمدلوگو! مجھے ملامت کرتے ہوئے قتل کرڈالو — بیشک میرے مرنے میں میری ابدی زندگی ہے

اِنَّ فِیْ مَوْتِیْ حَیَاتِیْ یَافَتٰی — کَمْ اُفَارِقْ مَوْطِنِیْ حَتّٰی مَتٰی

اے نوجوان! میری موت میں میری زندگی ہے — میں اپنے وطن سے کب تک اور کتنا جدا رہوں؟

فُرْقَتِیْ لَوْلَمْ یَکُنْ فِیْ ذَا السُّکُوْن ² — لَمْ یَقُلْ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن

اگر اس سکونت میں میری جدائی نہ ہوتی — تو (اللہ تعالیٰ) نے فرماتا ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں

راجعِ آں باشد کہ باز آید بشہر — سوئے وحدت آید از تفریق دہر

لوٹنے والا تو وہی ہوتا ہے جو اپنے شہر میں واپس آئے — زمانہ کے فراق سے وصال کی طرف آئے

ایں سخن پایاں ندارد چاکرم — چوں شنید ایں سِرّ ز سیّد گشت خم

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، میرے خادم نے — آنحضورؐ سے جب یہ راز سنا (شرم سے) جھک گیا

افتادن رکابدار ہر بار درپائے امیر المومنین علیؓ کہ اے امیر المومنین مرا بکش وازیں قضا باز رہاں

ہر دفعہ خادم کا امیر المومنینؓ کے پاؤں پڑنا کہ اے امیر المومنینؓ مجھے مار ڈالیے اور اس قضائے خداوندی سے چھڑا دیجئے

آمد و در خاک پیشم اوفتاد — دمبدم ³ در پائے من سر می نہاد

وہ (خادم) آیا اور میرے آگے زمین پر گر پڑا — اس نے بار بار میرے پیروں پر سر رکھا

باز آمد کاے علیؓ زودم بکش — تانہ بینم آں دَم و وقتِ تُرش

پھر آیا کہ اے علیؓ! مجھے جلد قتل کر دیجئے — تاکہ وہ برا وقت نہ دیکھوں

من حلالت می کنم خونم بریز — تانہ بیند چشمِ من آں رستخیز

میں معاف کرتا ہوں، میرا خون بہا دیجئے — تاکہ میری آنکھ وہ قیامت میں نہ دیکھے

گفت ار ہر ذرہ خونی شوَد — خنجر اندر کف بقصدِ تو بُوَد

(حضرت علیؓ نے) فرمایا اگر ہر ذرہ قاتل بنجائے — تیرے لئے اس کے ہاتھ میں خنجر ہو

یک سَرِ مُواز تو نتواند بُرید — چوں قلم بر تو چناں خطے کشید

تیرا ایک بال بھی نہیں کاٹ سکتا ہے — جبکہ قلم (تقدیر) نے تیرے لئے ایسا لکھدیا ہے

---

¹ دانہ مردن۔ یہ حضرت علیؓ کا مقولہ ہے۔ بل۔ شہداء کے بارے میں قرآن میں کہا گیا ہے "لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ" نہ گمان کرو تم ان لوگوں کو جو اللہ کے راستہ میں قتل کئے گئے ہیں مردہ، بلکہ وہ زندہ ہیں" ثِقات۔ ثقہ کی جمع ہے معتمد علیہ۔ لائم۔ ملامت کرنیوالا۔ اُقْتُلُوْنِیْ۔ یہ شعر حضرت منصور حلاجؒ کے شعر سے ماخوذ ہے انہوں نے فرمایا تھا اُقْتُلُوْنِیْ یَا ثِقَاتِیْ میرے معتمدو مجھے قتل کر دو اِنَّ فِیْ قَتْلِیْ حَیَاتِیْ بیشک قتل میں میری زندگی ہے موطن۔ وطن،

² السُّکُوْن۔ یعنی دنیاوی زندگی۔ وحدت۔ دوست کے ساتھ اتحاد، وحدت تفریق۔ جدا کرنا۔ دہر۔ زمانہ۔ سید۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ گشت خم۔ ندامت سے جھک گیا۔

³ دم بدم۔ لمحہ بہ لمحہ، ہر آن، ترش۔ کھٹا، ناگوار حالات۔ حلال برائے تو۔ خون ریختن۔ مار ڈالنا۔ رستخیز۔ قیامت ہولناک واقعہ، قلم۔ قلم تقدیر

لیک بے غم شو شفیع[1] تو منم | خواجۂ روحم نہ مملوکِ تنم
لیکن بے فکر ہو جا میں تیرا سفارشی ہوں | میں روح کا مالک ہوں جسم کا غلام نہیں ہوں

پیش من ایں تن ندارد قیمتے | بے تنِ خویشم فتے ابن الفتے
میرے نزدیک اس جسم کی کوئی قیمت نہیں ہے | بغیر جسم (کے واسطہ) کے میں جوانمرد جوانمرد کا بیٹا ہوں

خنجر و شمشیر شد ریحانِ من | مرگِ تن شد بزم و نرگستانِ من
خنجر اور تلوار میرے لئے خوشبو اور پھول بن گئے ہیں | جسم کی موت میری بزم (نشاط) اور باغیچہ ہے

آنکہ اُو تن رابدینساں پے کُند | حرصِ میری و خلافت کے کُند
جو جسم کو اس طرح مغلوب کر دے | وہ امیری اور خلافت کی حرص کب کر سکتا ہے؟

زاں بظاہر کوشد اندر جاہ و حُکم | تا امیراں رانماید راہِ حُکم
بظاہر وہ جو حکومت اور مرتبہ کیلئے کوشاں ہے | (تو اس لئے ہوا) تاکہ حاکموں کیلئے حکومت کرنے کی رہنمائی کریں

تابیاراید بہرتن[2] جامۂ | تا نویسد اُو بہر کس نامہ
تاکہ ہر (حکومت) کے جسم کیلئے جامہ تیار کر دیں | تاکہ ہر شخص (حاکم) کیلئے قانون نامہ تحریر کریں

تا امیری رادہد جان دگر | تا دہد نخلِ خلافت راثمر
تاکہ امارت میں نئی روح ڈال دیں | تاکہ نخلِ خلافت کو پھل عطا کر دیں

میری اُو بینی اندرآں جہاں | فکرت پنہانیت گردو عیاں
اس عالم (آخرت) میں تو انکی سرداری دیکھے گا | تیرے چھپے ہوئے خیالات ظاہر ہو جائینگے

ہیں گمانِ بد مبرائے ذُولُباب[3] | با خود آ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
اے عقلمند! خبردار برا گمان نہ کر | ہوش میں آ اور اللہ بہتر جانتا ہے

بیانِ آنکہ فتح طلبیدن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مکہ وغیر

اس کا بیان کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ وغیرہ کی فتح طلب کرنا

مکہ راجہتِ دوستیِ مُلک دنیا نبود چونکہ فرمود اَلدُّنْیَا

ملک دنیا کی محبت کی وجہ سے نہ تھا چونکہ خود فرمایا ہے دنیا مردار ہے

جِیفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَاب بلکہ بامرُ بُود

اور اس کے طلبگار کتے ہیں بلکہ خدا کے حکم سے تھا

جہدِ پیغمبرؐ بفتحِ مکّہ ہم | کے بود درحُبِّ دنیا متّہم
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مکہ کی کوشش | دنیا کی محبت سے متہم کب ہو سکتی ہے؟

[1] شفیع۔ سفارشی خواجۂ روح، صاحب دل۔ مملوک تن۔ جسم کا غلام، قیمت۔ قدر، فتی۔ جوانمرد، ابن۔ بیٹا۔ ریحان۔ ہر خوشبو دار گھاس۔ نرگستان۔ باغ۔ پے کردن۔ کاٹ ڈالنا میری امیری، سرداری جاہ، رتبہ۔ حکم۔ حکومت۔ راہِ حکم حکومت کا قاعدہ۔

[2] تن۔ جسم یعنی حکومت۔ جامہ۔ کپڑا۔ یعنی طرز عمل نامہ۔ یعنی قانون نامہ امیری۔ حکومت۔ جاں دادن۔ تازہ کر دینا، مضبوط کر دینا نخل کھجور کا درخت ثمر پھل۔

[3] لُباب۔ لُب، عقل۔ باخود آ ہوش میں آ جا۔ جہد طاقت، کوشش۔ حُب، محبت، مُتّہم۔ تہمت زدہ۔

آنکہ اُواز مخزنِ ہفت آسماں
جس ذات نے سات آسمانوں کے خزانہ سے

چشمِ دل بربست روزِ[۱] امتحاں
دل کی آنکھ بند کر لی، آزمائش کے دن

ازپئے نظارۂ اُو حور و جاں
جس کے دیدار کے لئے حوریں اور روحیں

پُرشدہ آفاق ہر ہفت آسماں
ساتوں آسمانوں کے اطراف میں جمع تھیں

قُدسیاں افتادہ بر خاکِ رہش
مقدس فرشتے انکے راستہ کی خاک پر گرے پڑتے تھے

صد چو یوسفؑ اوفتادہ در چہش
یوسف (علیہ السلام) جیسے سینکڑوں ان کے مشتاق تھے

خویشتن آراستہ از بہرِ اُو
ان کے لئے سب نے اپنے آپ کو سنوارا تھا

خود وُرا پروائے غیرت دوست کو
خود ان کو دوست کے علاوہ کسی کی پردا کب تھی؟

آنچناں پُر گشتہ از اجلالِ حق
اللہ کے جلال سے آپ اسقدر بھرے ہوئے تھے

کاندر وہم رہ نیا بد آلِ حق
کہ اس میں انبیاء کو بھی دخل نہ تھا

"لَا یَسَعُ [۲] فِیْنَا نبیٌّ مُرسَل"
ہمارے اندر گنجائش نہیں پاتا کوئی مرسل نبی

وَالْمَلَکُ وَالرُّوحُ اَیْضًا فَاعْقِلُوا
اور فرشتے اور روح بھی پس سمجھ لو

گفت مازاغیم وہمچوں زاغِ نے
فرمایا ہم ما زاغ ہیں، کوے کی طرح نہیں ہیں

مستِ صباغیم ومستِ باغ نے
ہم صباغ کے متوالی ہیں، باغ کے شیدائی نہیں ہیں

چونکہ مخزنہائے افلاک وعقول[۳]
جبکہ آسمانوں اور عقول کے خزانے

چوں خسے آمد بہ چشمِ رسولؐ
رسولؐ کی نگاہ میں ایک تنکے کے برابر ثابت ہوئے

پس چہ باشد مکہؔ و شام وعراق
تو مکہ اور شام اور عراق کیا ہوتا ہے

کہ نماید اُو نبرد و اشتیاق
اور وہ کوشش اور اشتیاق ظاہر کرے

آں گمان وظنِ منافق را بُود
یہ گمان اور خیال تو منافق کا ہو سکتا ہے

کو قیاس از جہل وحرصِ خود کُند
کیونکہ وہ اپنے جہل اور حرص پر قیاس کرتا ہے

آبگینہ زرد چوں سازی نقاب
تو جب زرد آئینہ کا نقاب بنائے گا

زرد بینی جملہ نورِ آفتاب
سورج کی تمام روشنی کو زرد دیکھے گا

بشکن آں شیشہ کبود و زردرا
اس اندھے اور زرد شیشہ کو توڑ ڈال

تا شناسی گرد راو مردرا
تاکہ تو گرد اور مرد کی شناخت کر سکے

گِردِ فارِس گرد سرا فراشتہ
شہسوار کے چاروں طرف غبار اڑ رہا ہے

گرد راتو مردِ حق پنداشتہ
تو نے غبار کو مرد حق سمجھ لیا ہے

۱؎ روزِ امتحاں۔ معراج کے وقت۔ آفاق۔ افق کی جمع ہے۔ آسمان کا کنارہ۔ قُدسیاں۔ عالم قدس کے فرشتے در چہ افتادن، مشتاق ہونا، دوست۔ اللہ تعالیٰ۔ اِجلال۔ جلال، بزرگی۔ آلِ حق۔ اہل اللہ انبیاء۔

۲؎ لایسع۔ گنجائش نہیں پاتا ہے۔ نبیِ مُرسَل۔ رسول پیغمبر روح۔ حضرت جبرئیلؑ۔ فَاعْقِلُوا۔ سمجھ لو۔ لَا یَسَعُنِی۔ حدیث شریف ہے لِی وَقْتٌ لَا یَسَعُنِی فِیْہِ غَیْرُ رَبِّی میرے لئے ایک ایسا وقت آتا ہے اسمیں میرے اندر سوائے میرے رب کے کسی کی گنجائش نہیں ہے۔ مازاغیم۔ مازاغ ایم۔ ہم مازغ کے مصداق ہیں سورۂ نجم میں ہے "مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی" یعنی دیدارِ الٰہی کے وقت آنحضورؐ کی نظر ادھر ادھر نہ ہوئی نہ اچٹی۔ زاغ۔ کوا، یعنی دنیا کا دلدادہ۔ صباغ۔ رنگنے والا، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً" خدا کا رنگ اور خدا سے بہتر رنگنے والا کون ہے۔ مخزن۔ خزانہ جائے اجتماع۔

۳؎ عقول۔ عقل کی جمع، فرشتہ، نبرد۔ جنگ۔ زآبگینہ۔ اگر کوئی زرد چشمہ لگالے تو ہر چیز زرد نظر آئے گی یہی حال اچھوں کیساتھ بدگمانی کرنے کا ہے۔ فارِس۔ گھوڑ سوار۔ مردِ حق۔ اہل اللہ

گرد وا دید ابلیس وگفت ایں فرعِ طیں ۔۔۔ چوں فزاید برمنِ آتش جبیں

شیطان نے (آدمؑ کی) گرد دیکھی اور بولا مٹی کا بنا ہوا ہے ۔۔۔ مجھ آتشیں پیشانی والے سے کیسے بڑھ جائے گا؟

تا تومی بینی عزیزاں رابشر ۔۔۔ داں کہ میراثِ بلیس ست آں نظر

جب تک تو معززین (بارگاہِ الٰہی) کو بشر سمجھتا ہے ۔۔۔ سمجھ لے یہ نگاہ ، شیطان کی میراث ہے

گر نہ فرزند بلیسی اے عنید ۔۔۔ پس بتو میراثِ آں سگ چوں رسید

اے سرکش ! اگر تو شیطان کی اولاد نہیں ہے ۔۔۔ تو تجھے اس کتے کی میراث کیسے ملی ہے؟

من نیم سگ شیرِ حقم حق پرست ۔۔۔ شیرِ حق آنست کز صورت برست

میں کتا نہیں ہوں، حق پرست اسد اللہ ہوں ۔۔۔ اللہ کا شیر وہ ہے جو صورت (پرستی) سے چھوٹ جائے

شیرِ دنیا جوید اِشکارے و بَرگ ۔۔۔ شیرِ مولیٰ جوید آزادی و مَرگ

دنیا کا شیر شکار اور سامان تلاش کرتا ہے ۔۔۔ اللہ کا شیر، آزادی اور موت کی جُستجو کرتا ہے

چونکہ اندر مَرگ بیند صَد وجود ۔۔۔ ہمچو پروانہ بسوزاند وجود

چونکہ وہ موت میں سینکڑوں وجود سمجھتا ہے ۔۔۔ پروانہ کی طرح (اپنے) وجود کو جلادیتا ہے

شد ہوائے مَرگ[۲] طوقِ صادقاں ۔۔۔ کہ جہوداں را بداں بُد امتحاں

موت کی تمنا، سچوں کے گلے کا طوق ہے ۔۔۔ اس لئے کہ یہود کا اسی سے امتحان ہوا تھا

در نُبی فرمود کاے قوم یہود ۔۔۔ صادقاں رامَرگ باشد فتح وسُود

(اللہ تعالیٰ نے) قرآن میں فرمایا کہ اے یہودیو! ۔۔۔ سچوں کے لے موت کامیابی اور نفع ہے

ہمچنانکہ آرزوئے سُود ہست ۔۔۔ آرزوئے مَرگ بُردن زاں بہ است

جس طرح کہ نفع کی تمنا ہوتی ہے ۔۔۔ موت کی آرزو کرنا اس سے (بھی) بہتر ہے

اے[۳] جہوداں بہرِ ناموسِ کساں ۔۔۔ بگذرانید ایں تمنّا بر زباں

اے یہودیو! لوگوں میں آبرو کی خاطر ۔۔۔ اس تمنا کو زبان پر لے آؤ

یک جہودے ایں قدر زہرہ نداشت ۔۔۔ چوں محمد ایں علَم رابَر فراشت

ایک یہودی میں بھی اس قدر ہمت نہ ہوئی ۔۔۔ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ جھنڈا بلند کیا

گفت اگر گویند ایں رابَر زباں ۔۔۔ یک جہودے خود نماند در جہاں

آنحضورؐ نے) فرمایا اگر یہودی زبان سے یہ کہہ لیں ۔۔۔ تو ایک یہودی بھی دنیا میں نہ بچے

پس یہوداں مال بُردند و خراج ۔۔۔ کہ مکُن رسوا تو مارا اے سراج

یہودی مال اور خراج آنحضورؐ کے پاس لیگئے ۔۔۔ کہ اے چراغ (ہدایت) ہمیں رسوا نہ کر

---

[۱] گرد۔ یعنی مٹی۔ فرع شاخ۔ طین مٹی۔ فرعِ طین۔ مٹی سے بنے ہوئے آدم علیہ السلام ۔ آتش۔ شیطان آگ سے بنا ہے۔ عزیزاں۔ اہل اللہ بشر یعنی صرف صفاتِ بشری سے متصف جیسا کہ قرآن میں کفار کا مقولہ منقول ہے اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا یعنی تم صرف ہم جیسے انسان ہو۔ آں نظر یعنی محض ظاہر کو دیکھنا اور باطنی فضائل پر نظر نہ کرنا، فرزند بلیسی یعنی تو فرزند ابلیس ہستی۔ عنید۔ سرکش۔ اشکار۔ شکار۔ برگ۔ ساز وسامان۔ شیر مولیٰ۔ اسد اللہ

[۲] ہوائے مرگ۔ موت کا شوق۔ صادق سچی محبت والا۔ جہوداں۔ یہود۔ امتحان۔ آزمائش۔ نُبی۔ قرآنِ پاک۔ سُود۔ نفع۔

[۳] اے جہوداں۔ قرآن میں ہے "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ اَوْلِیَاءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ" اے یہودیو! اگر تم خیال کرتے ہو کہ تم اللہ کے دوست ہو اور لوگوں کے علاوہ تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔ کساں۔ لوگ۔ زہرہ۔ پتہ۔ طاقت۔ مال یعنی جزیہ جو غیر مسلموں کو فوجی۔ خدمات کے عوض بصورتِ مال ادا کرنا پڑتا تھا۔ خراج غیر مسلم مالکان زمین سے جو ٹیکس وصول کیا جاتا ہے سراج۔ چراغ، یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

جزیہ بپذرفتند و بودند شاد ہمچناں وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالرَّشَاد
انہوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا اور خوش تھے اسی حالت میں۔ اور خدا ان کی ہدایت کا حال زیادہ جانتا ہے

ایں سخن رانیست پایانے[1] پدید دست باسن دِہ چو چشمت دوست دید
اس بات کا تو خاتمہ نظر نہیں آتا (اپنا) ہاتھ مجھے پکڑا جبکہ تیری آنکھوں نے دوست (خدا) کا دیدار کر لیا ہے

اندر آ در گلستاں از مزبلہ چونکہ در ظلمت بدیدی مشعلہ
کوڑی سے باغ کے اندر آجا جبکہ تو نے تاریکی میں نور دیکھ لیا ہے

بے توقف زود تر در نہ قدم زیں چہ بے بُن سوئے باغِ اِرم
بلاتا خیر، بہت جلد قدم رکھ اس اتھاہ کنویں سے بہشت میں

ہم نبردش گفت از بہرِ خدا شرح کن ایں راو بپذیرم ہلا
ان کے (حضرت علیؓ) مقابل نے کہا، خدا کے لئے اس کی تفصیل بتا دیجئے اور مجھے ضرور (غلامی میں) قبول کر لیجئے

گفتن امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ باقرین خود کہ چوں

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اپنے مقابل سے فرمایا کہ جب

تو خیو[2] انداختی بر روئے من خشم من بجنبید و اخلاصِ عمل
تو نے میرے منہ پر تھوکا، میرا غصہ بھڑکا اور عمل کا اخلاص

نماند مانعِ کشتنِ تو آں بود و مسلماں شدنِ او
نہ رہا، تیرے قتل کا مانع یہ تھا اور اس کا مسلمان ہو جانا

گفت امیر المومنینؑ با آں[3] جواں کہ بہنگام نبرد اے پہلواں
امیر المومنینؓ نے اس جوان سے فرمایا کہ اے پہلوان! مقابلہ کے وقت

چوں تو خیو انداختی بر روئے من نفس جنبید و تبہ شد خوئے من
جب تو نے میرے منہ پر تھوکا نفس میں اشتعال پیدا ہوا اور میری عادت بگڑی

نیم بہرِ حق شد و نیمے ہوا شرکت اندر کارِ حق نبود روا
آدھا (جہاد) اللہ کیلئے اور آدھا خواہشِ نفسانی کیلئے ہو گیا اللہ کے کام میں شرکت درست نہیں ہے

تو نگاریدہ کفِ مولیستی آنِ حقی کردہ من نیستی
تو مولیٰ کے ہاتھ کا بنایا ہوا ہے تو اللہ کا مملوک ہے میرا مخلوق نہیں ہے

نقشِ حق راہم بامرِ حق شکن بر زجاجہ دوست سنگِ دوست زن
اللہ کے نقش کو اللہ ہی کے حکم سے توڑ دوست کے شیشہ پر دوست کا پتھر مار

[1] پایان۔ آخر، خاتمہ، دست باسن دہ۔ یعنی مسلمان ہونے کے لئے۔ گلستاں۔ یعنی باغ اسلام۔ مزبلہ۔ کوڑی یعنی کفر کی نجاست۔ چہ۔ چاہ کا مخفف ہے بے بن۔ بے تھاہ۔ باغ ارم۔ بہشت۔ ہم نبرد۔ شریکِ جنگ۔

[2] خیو۔ خاء کو فتح یا پر ضمہ واؤ معروف ملعاب دہن تھوک۔

[3] آں جواں۔ یعنی مقابل ہنگام وقت نبرد۔ جنگ نفس جنبیدن۔ نفس کا جوش میں آنا۔ خوئے۔ عادت نیم۔ آدھا روا درست نگاریدہ۔ منقش کیا ہوا، آفریدہ۔ کفِ مولیٰ۔ دست قدرت۔ آنِ مملوک کردہ۔ مخلوق نقش حق یعنی مخلوق خدا شکستن۔ یعنی کشتن۔ زجاجہ۔ کانچ کی بنی ہوئی چیز بوتل۔

گبر ایں بشنید و نورے [1] شد پدید	در دلِ او تا کہ زُنّارش بُرید
اس کافر نے یہ بات سنی اور ایک نور ظاہر ہوا	اس کے دل میں یہاں تک کہ اس نے اپنا زنار کاٹ پھینکا
گفت من تخم جفا می کاشتم	من ترا نوعے دِگر پنداشتم
اس نے کہا میں نے ظلم کا بیج بویا تھا	میں نے آپ کو کچھ اور ہی خیال کیا تھا
تو ترازوئے اَحَد خُو بودہٗ	بل زبانہ ہر ترازو بودہٗ
آپ تو خدائی اخلاق والی ترازو تھے	بلکہ آپ تو ہر ترازو کا کانٹا تھے
تو تبارو اصل خویشم بودہٗ	تو فروغِ شمع کیشم بودہٗ
آپ تو میری اصل اور خاندان تھے	آپ میرے مذہب کی شمع کا نور تھے
من غلامِ آں چراغِ شمع [2] خُو	کہ چراغت روشنی پذرفت ازُو
میں اس شمع خو چراغ کا غلام ہوں	کہ جس سے اب کے چراغ نے نور حاصل کیا ہے
من غلامِ موجِ آں دریائے نُور	کو چنیں گوہر بر آرد در ظہور
میں اس دریائے نور کی موج کا غلام ہوں	جو ایسے موتی نکالتی ہے
عَرض کُن بر من شہادت را کہ من	مُر ترا دیدم سرا فرازِ زمن
مجھ پر (کلمہ) شہادت پیش کیجئے کیونکہ میں	آپ کو خصوصاً زمانہ میں برتر سمجھتا ہوں
قُرب [3] پنجہ کس زخویش و قوم اُو	عاشقانہ سوئے دیں کردند رُو
اسکے رشتہ داروں اور قوم میں سے تقریباً پچاس آدمیوں نے	والہانہ (طور پر) دین کا رخ کیا
اُو بہ تیغ حِلم چندیں خَلق را	وَاخرید از تیغ چندیں حلق را
ان (علیؓ) نے بردباری کی تلوار کے ذریعہ اتنے لوگوں کو	تلوار سے بچا دیا، اس قدر حلقوم کو
تیغ حلمِ از تیغِ آہن تیز تر	بل زصد لشکر ظفر انگیز تر
بردباری کی تلوار لوہے کی تلوار سے زیادہ تیز ہے	بلکہ سینکڑوں لشکروں سے زیادہ فتح کرنیوالی ہے

خاتمہ

اے دریغا لقمہ دو خوردہ شُد	جوششِ فکرت ازاں افسردہ شُد
ہائے افسوس! دو چار لقمے کھا لئے گئے	فکر کا جوش اس سے ٹھنڈا پڑ گیا
گندمے خورشیدِ آدمؑ را کسوف	چوں ذَنَب شعشاعِ بدرے را خسوف
گیہوں کا ایک دانہ آدمؑ کے سورج کیلئے گرہن بنا	جیسا کہ (نقطہ) ذنب میں آنا چاند کے نور کا گرہن ہے

[1] نُور۔ یعنی نورِ ایمان۔ زُنّار بریدن۔ مسلمان ہو جانا، کفر سے توبہ کرنا۔ اُحد خُو خدائی اخلاق والا۔ زبانہ۔ ترازو کا کانٹا۔ تو ترازو۔ یعنی آپ تو بزرگی۔ کا معیار اور انصاف کا حامل نکلے۔ تو تبار۔ یعنی میں آپ اپنے خاندان اور مذہب سے نکل کر آپ کی غلامی اور مذہب اختیار کرتا ہوں۔ آں چراغ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جن سے حضرت علیؓ نے نور حاصل کیا۔

[2] شمع خو۔ شمع کی روشنی چاروں طرف یکساں ہوتی ہے۔ آنحضورؐ کا فیض بھی عام ہے۔ چُنیں گوہر یعنی حضرت علیؓ جیسے گوہر نایاب۔ عرض کردن۔ پیش کرنا، تلقین کرنا، شہادت کلمہ شہادت سر افراز۔ معظم، مکرم۔

[3] قُرب۔ تقریباً پنجہ۔ پنجاہ، پچاس واخرید۔ آزاد کر دیا۔ خاتمہ مولانا نے دفتر اول ختم کرنیکے بعد کافی دن بعد دفتر دوم شروع کیا تھا۔ دفتر اول کو ختم کر دینے کی دو وجہیں بیان فرمائی ہیں ایک تو سامعین کا قصص اور حکایات میں لگجانا اور انکے بیان سے جو اصلی مقصد، عبرت اور نصیحت ہے اس کی طرف توجہ کا کم کر دینا ہے دوسرے کلام کی طوالت جو سامعین میں ملال پیدا کر دیتی ہے اور کلام زیادہ مفید نہیں رہتا ہے۔ لقمہ دو۔ یعنی حکایتوں اور قصوں کو لوگوں نے جسمانی خوراک بنا لیا۔ جو شش۔ سامعین کی غفلت مقرر کا جوش ختم کر دیتی ہے۔ گندمے۔ حضرت آدمؑ نے گیہوں کھا لیا تو جنت سے نکلنا پڑا۔ ذَنَب۔ مدار شمس اور مدار قمر کے باہمی تقاطع سے دو نقطے پیدا ہوتے ہیں انمیں سے ایک کا نام راس اور دوسرے کا ذَنَب جس وقت سورج نقطہ راس پر ہو اور چاند نقطہ ذَنَب پر تو دونوں کے درمیان زمین حائل ہو جاتی ہے اور چاند گرہن میں آ جاتا ہے۔

اِینت[1] لُطفِ دل کہ از یکمشتِ گِل — ماہِ اُوچوں می شود پرویں گُسِل

دل کی لطافت عجیب ہے کہ ایک مٹھی خاک سے — اس کا چاند، ثریا کی طرح پراگندہ ہو جاتا ہے

ناں چو معنیٰ بُود خوردش سُود بُود — چونکہ صورت گشت انگیزد جُحُود

روٹی جب تک معنیٰ تھی اس کا کھانا مفید تھا — چونکہ وہ صرت بنگئی (اسلئے) انکار کا باعث بنگئی

ہمچو خارِ سبز کاشُتر می خورَد — زاں خورش صد نفع و لذّت می برد

سبز کانٹوں کی طرح جو کہ اونٹ کھاتا ہے — اس خوراک سے سینکڑوں نفع اور لذتیں حاصل کرتا ہے

چونکہ آں سبزیش رفت و خُشک گشت — چوں ہما نرا می خورَد اُشتر بدشت

جب ان کی سبزی جاتی رہے اور خشک ہو جائیں — پھر اونٹ ان کو جنگل میں چرے

می دراند کام و لُنجش[2] اے دریغ — کانچناں وردِ مربّا گشت تیغ

اس کا تالو اور ہونٹ پھاڑ دینگے ہائے افسوس — کہ ایسا گلقند تلوار بن گیا

ناں چو معنیٰ بُود بُود آں خارِ سبز — چونکہ صورت شد کنوں خشک ست و گبز

روٹی جب تک معنیٰ تھی وہ سبز کانٹا تھی — جب صورت بن گئی، خشک اور سخت ہے

تو بداں عادت کہ اُورا پیش ازیں — خوردہ بُودی اے وجودِ نازنیں

تو اسی عادت سے کہ اس سے پہلے اس کو — تو نے کھایا، اے نازنیں وجود والے!

برہماں بُو می خوری ایں خُشک را — بعد ازاں کامیخت معنیٰ با ثریٰ

اسی بو پر تو اس خشک کو کھاتا ہے — اس کے بعد جبکہ معنیٰ مٹی میں مل گئے ہیں

گشت خاک آمیز و خُشک و گوشت بُر[3] — زاں گیاہ اکنوں بپرہیز اے شُتر

جو مٹی میں مل گئی اور خشک ہوگئی اور گوشت کو کاٹنے والی ہے — اے اونٹ! اب اس گھاس سے پرہیز کر

سخت خاک آلودہ می آید سخن — آب تیرہ شُد سرِ چہ بند کُن

بات بہت خاک آلود نکلتی ہے — پانی گدلا ہو گیا کنویں کا منہ بند کر دے

تا خدایش باز صاف و خوش کُند — اُو کہ تیرہ کرد ہم صافش کُند

جب تک خدا اس کو پھر اچھا اور صاف کرے — جس نے اس کو گدلا کیا ہے اس کو صاف بھی کردے گا

صبر آرد آرزو رانے شتاب — صبر کُن واللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

صبر آرزو پوری کرتا ہے، نہ کہ جلد بازی — صبر کر اور خدا بہتر جانتا ہے



[1] اِینت۔ ہمزہ پر کسرہ یائے معروف نون ساکن غنہ کلمہ تحسین و تعجب ہے بمعنیٰ زہے۔ یکمشتِ گِل۔ یعنی سامعین کی بے توجہی۔ پروین۔ ستاروں کا مجموعہ ہے جو جاڑوں میں شروع رات سے نمودار ہو جاتا ہے۔ ناں۔ یعنی جب تک قصوں اور حکایتوں سے اسرار اور حکمتیں اخذ کی جائیں تو مفید ہونگے لیکن جب وہ محض قصہ گول ہو جائے تو قابلِ سماعت نہیں ہیں۔ ہمچو خار۔ کانٹے جب تک سبز ہیں اونٹ کے لئے مفید ہیں خشک ہو جانے کے بعد انتہائی مضر ہیں۔ کام۔ تالو

[2] لُنج۔ ہونٹ۔ لام کے ضمہ کے ساتھ ہونٹ، لام کے فتحہ کے ساتھ خرام ناز۔ وردِ مربا۔ گلقند گبز۔ سخت، قوی۔ تو بداں۔ عادت۔ یعنی پہلے حکایات کو نتیجہ خیز بنا کر سن رہا تھا اب جبکہ وہ بے نتیجہ ہو گئی ہیں تو پرانی عادت کے مطابق ان کو سنے جا رہا ہے اب جبکہ وہ بے معنیٰ ہو گئی ہیں تو انسے پرہیز ضروری ہے۔

[3] گوشت۔ بُر۔ گوشت کو کاٹنے والا۔ سخت خاک آلود۔ یہاں سے مولانا نے اپنے آپ کو مخاطب بنایا ہے۔ تیرہ گدلا۔ سرچہ۔ کنویں کا منہ۔ صبر آرد۔ یعنی تمنائیں صبر سے پوری ہوتی ہیں جلد بازی بے فائدہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم



اسلامی کُتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اُردو بازار لاہور

فون: ۷۲۲۳۵۰۶

فہرست عنوانات مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ دفتر دوم





مقدمہ

دفتر اوّل کی اِشاعت:

جس وقت میں نے مثنوی کی اشاعت کا ارادہ کیا تھا۔ خود بھی مذبذب تھا اور احباب بھی مختلف الرائے تھے۔ کچھ احباب ہمت بندھاتے تھے تو کچھ احباب مخلصانہ طور پر اس اقدام کی مخالفت کرتے تھے۔ لیکن میں نے خدا پر بھروسہ کر کے عواقب وانجام سے قطع نظر کی اور اشاعت کے کاموں میں لگ گیا۔ جب دفترِ اوّل مکمل ہوا تو سوچا کہ اس کا اجراء کسی جلسہ میں کرایا جائے۔ میں اس فکر میں لگا ہوا تھا کہ بعض احباب نے توجہ دلائی کہ اس سال جبکہ مولانائے رومؒ کی سات سو سالہ یادگار منائی جارہی ہے اور دیگر ممالک میں اس سلسلہ میں بہت سے اجتماعات ہو رہے ہیں۔ ہندوستان میں بھی اس طرح کی تقریب منانی چاہیے اور اسی میں دفتر اول کے اجراء کی رسم ادا کی جائے۔ میں نے یہ خیال جناب پروفیسر سید نور الحسن صاحب وزیر تعلیم حکومت ہند کے سامنے ظاہر کیا تو موصوف نے اس کو پسند فرمایا اور اپنے ہاتھوں، دفتر اول کا اجراء کرنا منظور کرلیا۔ چنانچہ ۲۸ مارچ ۱۹۷۵ء کو غالب اکیڈمی بستی نظام الدین میں جناب حکیم عبدالحمید صاحب صدر غالب اکیڈمی کی زیر صدارت جشن ۷۰۰ سو سالہ مولانائے رومؒ کے عنوان سے ایک کامیاب اجتماع ہوا جس میں جناب کوکب ذری زادلطفہ کا مجھے بھر پور تعاون حاصل رہا اور جناب مسعود حسن خاں صاحب وائس چانسلر جامعہ ملیہ نے ایک علمی مقالہ پڑھا۔ جناب فتح اللہ صاحب مجتبائی کلچرل کونسلر ایرانی ایجسی دہلی نے مولانا رومؒ اور مثنوی پر ایک فاضلانہ تقریر کی اور جناب محمد اعظم کامران نے اپنے دلنواز نغمہ سے مولانا رومؒ کی ایک غزل سنائی۔ دہلی کے اکثر علم دوست احباب اس میں شریک ہوئے، بقول بعض احباب کے یہ اجتماع دہلی کے دانشوروں اور اہل علم کا ایک قابلِ ذکر اجتماع تھا۔ دہلی کے انگریزی ہندی اور اردو اخبارات نیز آل انڈیا ریڈیو دہلی اور ٹیلی ویژن نے اس اجتماع اور مثنوی کے دفتر اوّل کے اجراء اور اس کی پسندیدگی پر خوب خوب خبریں شائع کیں۔ محکمہ ٹیلی ویژن نے تو صرف اسی اجتماع کو رونما کرنے پر بس نہ کی بلکہ میری اور مثنوی کی مستقل فلم تیار کر کے اس کو مختلف اسٹیشنوں سے مختلف اوقات میں دکھایا۔ اس کے بعد سے آج تک شاید ہی اردو کا کوئی موقر اخبار یا رسالہ ایسا ہوگا۔ جس نے دفتر اول پر سیر حاصل تبصرہ نہ کیا ہو اور مثنوی شریف کے پوردے دفتروں کی تکمیل کا اصرار نہ کیا ہو۔ میں مُنعم وہاب کا کس طرح شکریہ ادا کروں کہ اس کی رحمت بے پایاں ہے اس کی قبولیت وہم وگمان سے بھی زیادہ ہوئی۔ ملک کے اہل علم نے بذریعہ خطوط اس کی تعریف وتوصیف کی اور ملک کے ہر ہر گوشہ سے اس

کی مانگ شروع ہوگئی۔ میں نے اس کی اشاعت کے بعد فوراً ہی دفتر دوم پر کام شروع کر دیا، آج جبکہ میں یہ مقدمہ سپرد قلم کررہا ہوں یہ دفتر دوم اس قابل ہوگیا ہے کہ اس کی طباعت شروع کرسکوں اور قریبی عرصہ میں اہل علم کی خدمت میں پیش کرسکوں۔ دفتر اوّل کی اشاعت کے بعد سے بقیہ دفتروں کی اشاعت و تکمیل کے لئے جو سہولتیں میسر آرہی ہیں۔ ان کی تفصیلی ذکر تو طویل ہے البتہ اس سلسلہ میں اگر میں پروفیسر سید نورالحسن صاحب وزیر تعلیم اور وزارتِ تعلیم ہند کا ذکر نہ کروں تو بڑی ناسپاس گذاری ہوگی میں موصوف اور ان کی وزارت کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ موصوف نے دفتر اول کی بڑی تعداد میں خریداری کرا کر دیگر دفاتر کی اشاعت کو آسان بنادیا اور صرف یہی نہیں بلکہ بقیہ دفتروں کی اشاعت کے لئے ایک گراں قدر مالی اعانت کرنا بھی منظور کرلیا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے دفتر دوم تو عنقریب ہی سامنے آجائیگا۔ اب میں نے تیسرے دفتر پر کام شروع کر دیا ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ اس کو نصف کے قریب لکھ چکا ہوں اب جبکہ بقیہ دفتروں کی اشاعت کی مالی مشکلات سے میں بے نیاز ہو چکا ہوں ناظرین سے استدعا ہے وہ دعا فرمائیں رب العزت مجھے وہ طاقت بھی عطا فرمادے کہ میں قلمی اعتبار سے اس خدمت کی جلد از جلد تکمیل کرسکوں گو سن قالہ میں پہنچ گیا ہوں اور اپنی عمر کی ۶۵ ویں منزل طے کررہا ہوں، قوائے جسمانی بھی انحطاط پذیر ہیں لیکن مولائے کریم سے پرامید ہوں کہ وہ اس ناکارہ کو وہ طاقت عطا فرمادے گا جس سے میں اپنی اس تمنا کو پورا کرسکوں گا۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْز۔

مولانائے رومؒ اور مثنوی:

دفتر اوّل کے مقدمہ میں مولانا کے حالات اور مثنوی کے بارے میں کچھ معروضات کی گئی ہیں اس کی اشاعت کے بعد ماہ مئی، جون، جولائی ۱۹۷۵ء کے رسالہ ''جامعہ'' کے شماروں میں اسی موضوع پر مسز انیماریا شمیل پروفیسر بارورڈ یونیورسٹی کے مقالہ کا ترجمہ از سید ضیاء الحسن صاحب ندوی نظروں سے گذرا اس میں بعض جدید معلومات تھیں۔ موصوفہ وہ مستشرق خاتون ہیں جو مولانائے رومؒ پر ایک سند تسلیم کی جاتی ہیں۔ وہ امسال ماہ ستمبر میں ہندوستان بھی آئیں اور مجھے بھی ان سے ملنے اور اس موضوع پر معلومات حاصل کرنے کا موقع ملا۔ مناسب سمجھا گیا کہ اُس کی تلخیص و اقتباس دفتر دوم کے اس مقدمہ میں بشکریہ رسالہ جامعہ ہدیۂ ناظرین کروں، اب مطالعہ کرنے والوں سے گذارش ہے کہ اس تلخیص اور غیر مرتب اقتباس کو دفتر اوّل کے مقدمہ کے مضمون کے ساتھ ملا کر مطالعہ کریں تاکہ پوری افادیت حاصل ہوسکے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ ۱۲۰۷ء میں بلخ میں پیدا ہوئے جو آج کل مملکت افغانستان کے زیر نگین ہے۔ اس تاریخ ولادت پر مورخین نااتفاق ہے۔ لیکن مولانا کی کتاب ''فیہ مافیہ'' کی ایک عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ مولاناؒ خوارزم شاہ کے سمرقند کے محاصرہ کے جو کہ ۱۲۰۷ء میں ہوا تھا چشم دید واقعات بیان کررہے ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی پیدائش یقیناً اس سے کم از کم دس بارہ سال قبل ہوچکی تھی۔ بلخ اس دور میں علمی ودینی

مرکز تھا، قدیم زمانے میں یہ شہر بودہ مذہب کا بھی مرکز رہ چکا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ تصوف کے قدیم رُجحانات میں جھلکنے والے بعض بودھ انکار اسی شہر کی دین ہوں۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ اسی شہر کی پیداوار ہیں۔ دنیا سے اُن کی بیزاری گوتم بودھ کے زہد اور ترک دنیا سے بہت ملتی جلتی ہے۔ مولانائے رومؒ کے بچپن میں فلسفی مفکر امام فخر الدین رازی کا زمانہ بھی پایا تھا، امام رازی کو سلطان خوارزم کے دربار میں بہت رسوخ تھا اور سلطان کو صوفیوں کے خلاف کر دینے میں ان کا بہت بڑا حصہ تھا۔ ۱۲۰۹ء میں صوفی مجد الدین بغدادی کے نہر جیحون میں ڈوب کر جان دیدینے کا سبب بھی یہی بنے تھے۔ مولانائے رومؒ کے والد شیخ بہاؤ الدین ولد سے بھی امام کے تعلقات اچھے نہ تھے۔ مولانائے رومؒ بھی دینی معاملات میں عقل وفلسفہ کی مداخلت کو ناپسند کرتے تھے۔ ان کے دوست اور شیخ شمس الدین تبریزی تو امام فخر الدین رازی کو ''الکافر الاحمر'' سرخ کافر کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

مولانائے رومی کا یہ شعر

گر باستدلال کارِ دیں بُدے	فخر رازی راز دارِ دیں بُدے
اگر دین کا معاملہ دلیل بازی پر موقوف ہوتا	تو فخر الدین رازی دین کے راز دار ہوئے

بھی ان حالات کی غمازی کرتا ہے۔

شیخ بہاؤ الدین کے بلخ، چھوڑنے کی بنیاد امام رازی کی عداوت کو قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ امام رازی کی وفات ۱۲۱۰ء میں ہوگئی تھی جبکہ شیخ بہاؤ الدین نے بلخ ۱۹-۱۲۱۸ء میں چھوڑا ہے۔

شیخ بہاؤ الدین ۱۲۲۰ء میں وسطِ روم میں پہنچے۔ یہاں سے مولانا جلال الدینؒ کے نام کے ساتھ رومی کی نسبت شروع ہوئی۔ ایک عرصہ تک شیخ بہاؤ الدین ''لارندا'' میں مقیم رہے۔ مولانائے رومؒ کی والدہ کی یہاں ہی وفات ہوئی۔ لوگ آج بھی اس قبر اور مسجد کی زیارت کو جاتے ہیں جو مولاناؒ نے ان کی یادگار میں بنائی تھی مولانائے رومؒ نے یہاں ہی جوہر نامی ایک سمرقندی دوشیزہ سے شادی کی جس سے اُن کے عزیز ترین بیٹے سلطان ولد پیدا ہوئے جو آگے چل کر مولانائے رومؒ کے خلیفہ دوم اور مولانا کے بہترین سوانح نگار اور ان کی کتابوں کے شارح بنے۔ سلطان علاؤ الدین کیقباد نے شیخ بہاؤ الدین ولد کو قرمان (لارندا) میں بُلوالیا تھا۔ قرمان، قونیہ سے سو کلومیٹر جنوب مشرق میں واقع ہے۔ سلطان علاؤ الدین نے قلعہ کے قریب ایک ٹیلر پر ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی، قونیہ اس دور میں پر رونق مدرسوں اور مسجدوں سے آباد تھا۔ شیخ بہاؤ الدین ولد اور ان کے خاندان کے آجانے سے اس کی رونق دوبالا ہوگئی۔ ۲۲ جنوری ۱۲۳۱ء کو شیخ بہاؤ الدین اس دارِفانی سے رخصت ہوگئے۔

شیخ بہاؤ الدین کی وفات کے چند سال بعد ان کے شاگرد رشید برہان الدین محقق ترمذی بھی قونیہ پہنچ گئے۔ مولانا رومؒ نے انہی سے علوم لدنی، حکمتِ الہامی اور صوفیانہ زندگی کے رموز واسرار کی معرفت حاصل کی اور پھر

انہی کے حکم کی تعمیل میں آپ شام تشریف لے گئے اور وہاں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، شیخ سعد الدین حموی، شیخ اوحد الدین کرمانی کے حلقے کے بڑے بڑے صوفیوں سے آپ نے ملاقاتیں کیں ہو سکتا ہے کہ ممتاز از صوفی شمس الدین تبریزی سے پہلی ملاقات آپ کی یہاں ہی ہوئی ہو۔

برہان الدین محقق ۱۲۴۰ء میں قونیہ چھوڑ کر قیصریہ چلے گئے اور وہاں ہی ان کی وفات ہوئی اور آج بھی ان کی قبر کی زیارت کے لئے لوگ دور دراز علاقوں سے آتے ہیں۔

منگول نے ۱۲۴۲ء میں روم کے علاقہ پر قبضہ کر لیا، اناطولیہ بھی ان کے قبضہ میں آ گیا قیصریہ بھی جلد ہی منگول کی لوٹ مار کی نذر ہو گیا، انہی حالات میں قونیہ پر منگول کا تسلط ہو چکا تھا، اس پر اسی تاریکی کے باوجود مولانائے رومؒ نے شمس دوام کو اپنے سامنے درخشاں دیکھ لیا تھا۔ جنوری ۱۲۴۴ء کے اواخر میں مولاناؒ کی شمس الدین تبریزی سے ملاقات قونیہ میں ہوئی۔ مولانائے رومؒ اور شمس الدین تبریزی کی پہلی ملاقات کے بارے میں بہت سی روایتیں ہیں ان میں سب سے زیادہ قرین قیاس وہی روایت ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بایزید بسطامی کے فرقِ مراتب کے سلسلہ میں باہمی گفتگو کی ہے، اس ملاقات کے بعد دونوں بزرگ ایک دوسرے سے ایسے وابستہ ہوئے کہ چھ ماہ تک ایک دوسرے جدا نہ ہوئے۔ صلاح الدین زرکوب کی دوکان تھی اور اس پر ان دونوں کی مجلس اس طور پر ہوتی تھی کہ نہ کھانے پینے کی فکر ہوتی نہ ضروریاتِ زندگی کی خبر، پورے چھ ماہ اسی عالم میں گزر گئے، یہ شمس الدین تبریزی کون تھے جو مولانائے رومؒ کی زندگی میں اس قدر انقلاب کا سبب بنے ان کے صحیح واقعات تو پردہ خفا میں ہیں لیکن اس قدر ضرور معلوم ہے کہ ان کی سخت تنقید سے اس دور کے صوفیاء میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا۔ شام و عراق کے بڑے بڑے مشائخ سے شمس الدین نے ملاقاتیں کیں۔ ان کی ملاقاتوں کا سب سے زیادہ دلچسپ قصہ وہ ہے جو اوحد الدین کرمانی کی ملاقات کے دوران پیش آیا۔ اوحد الدین کرمانی ان صوفیوں میں سے تھے جو مخلوق کی صورتوں میں خالق کا جمال دیکھتے اور اس کی پرستش کرتے تھے، انسانی شباب میں انہیں جمالِ خداوندی نظر آتا تھا۔ ایک مرتبہ اوحد الدین نے شمس الدین سے کہا کہ میں چاند کو اس وقت دیکھتا ہوں جبکہ وہ پانی کے پیالے میں عکس ریز ہوتا ہے، شمس الدینؒ نے فوراً ٹوکا اور کہا کہ اگر تمہاری گردن میں کبھی نہیں ہے تو تم اس کو آسمان پر ہی کیوں نہیں دیکھتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شمس الدین کی ملاقات محی الدین ان عربی سے بھی ہوئی ہے۔ شیخ اکبر کے تصنیفی اور علمی شہ پارے اور ان کے خیالات و افکار بھی شمس الدین کی نگاہ تنقید سے نہیں بچ سکے ہیں۔ شمس الدین، ابن عربی کو نوآموز و خام کار سمجھتے تھے۔ وہ مولانائے رومؒ کو موتی سے تشبیہ دیتے تھے تو شیخ محی الدین عربی کو کنکریوں سے شمس الدین صوفیا کے کس سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ ابھی تک واضح نہیں ہو سکا ہے۔ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ انہیں خواب میں براہِ

راست آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خرقہ تصوف حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ہمیں ترک عالم عبدالباقی کی اس رائے سے اتفاق ہے کہ وہ عملاً قلندر اور ایک جہاں گشت درویش تھے۔ شمس الدین کے بعض جملے اور عبارتیں بھی اس کی تصدیق کرتی ہیں جن میں وہ قلندریت کی مدح سرائی کرتے ہیں۔ ان کا اپنے بارے میں دعویٰ تھا کہ وہ عاشقیت ہی سے نہیں بلکہ معشوقیت کے مقام سے بھی آگے نکل گئے تھے۔ وہ تمام مراحل طے کر کے قطب الدین المعشوقین کے مقام پر سرفراز تھے۔

سخت حیرت ہے کہ شمس الدین کی چند ماہ کی صحبت سے مولانائے رومؒ نے تمام سماجی ذمہ داریوں بلکہ فرائض اور واجبات کو بھی بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ اسی بنیاد پر مولانا کے متعلقین میں غیض وغضب کی وہ آگ بھڑکی کہ شمس الدین کو قونیہ چھوڑنا پڑا، اس جدائی کا مولانائے رومؒ پر یہ اثر پڑا کہ ان کو اپنا غم ہلکا کرنے کے لئے رقص وسرد اور نغمۂ موسیقی کی پناہ لینی پڑی۔ ایک عرصہ کے بعد مولانا کو پتہ چلا کہ شمس الدین شام کے مرغزاروں میں فروکش ہیں تو مولاناؒ نے اپنے بیٹے سلطان ولد کو ان کو واپس لانے کے لئے روانہ کیا شمس الدین واپس آئے تو مولاناؒ پر سرور وانبساط کا عالم طاری ہوا، دونوں کی ملاقات ہوئی تو یہ تمیز کرنا مشکل تھا کہ ان میں طالب کون ہے اور مطلوب کون ہے۔ مولاناؒ نے ان کو قونیہ کا پابند کرنے کے لئے کیمیا نامی ایک دوشیزہ سے ان کی شادی کرادی اور پھر دونوں میں ہفتوں بلکہ کئی کئی ماہ مسلسل روحانی اور وجدانی گفتگو میں گزرنے لگے۔ یہ بات پھر مولانا کے عقیدت مندوں پر گراں گزرنے لگی جس سے انکے اندر پھر شمس الدین کے خلاف غم وغصہ کے جذبات بھڑک اٹھے۔ اسی دوران ۱۲۴۸ء میں ''کیمیا'' کا انتقال ہوگیا تو پھر شمس الدین قونیہ سے ایسے غائب ہوئے کہ ڈھونڈنے سے بھی کبھی نہ ملے۔ شمس الدین کی اس روپوشی کے بارے میں متضاد کہانیاں ملتی ہیں۔ بعض روایات بتاتی ہیں کہ شمس الدین قونیہ سے نامعلوم مقام کی طرف رخصت ہوئے ''افلاکی'' صراحت کرتے ہیں کہ ان کو مولاناؒ کے صاحبزادے فخر العلماء علاؤالدین ولد کی دشمنی کی وجہ سے قتل کردیا گیا لیکن یہ بات بھی بعید از قیاس ہے کہ ایسے محترم خانوادے کا کوئی فرد قتل عمد جیسے معیوب اور ذلیل جرم کا ارتکاب کرے یا کرائے۔

بہر حال کہا جاتا ہے کہ ۵ دسمبر ۱۲۴۸ء کی رات تھی دونوں بزرگ شب کے آخری حصہ تک باہمی گفتگو میں محو تھے کہ کوئی شخص شمس الدین کو باہر بلا کر ان پر پے در پے قاتلانہ حملے کرنے لگا اور ان کو قتل کر کے قریب کے ایک اندھے کنویں میں ڈال دیا۔ یہ کنواں آج تک موجود ہے جس کی نشاندہی کی جاتی ہے صبح کو مولاناؒ کے بڑے صاحبزادے سلطان ولد کو خبر ملی تو انہوں نے ان کی نعش کو کنویں سے نکال کر ایک قبر میں دفن کر دیا۔ اب یہی شمس الدین کی آخری آرامگاہ ہے۔ جس پر ایک یادگاری تختی لگادی گئی ہے۔ حال ہی میں جو کھدائی کی گئی ہے۔ اس سے ایک بڑی قبر کا سراغ ملتا ہے۔ جس کا تعلق عہد سلجوقی سے معلوم ہوتا ہے۔ مولاناؒ میوزیم کے ڈائرکٹر سید محمد اورند،

افلاکی کے اس بیان کی تائید کرتے ہیں۔ مولانائے رومؒ سے اس جانگسل واقعہ کو پوشیدہ رکھا گیا لیکن پھر بھی مولاناؒ کے بعض اشعار بتاتے ہیں کہ ان کو اس سانحہ کا علم ہو گیا تھا۔ بعض لوگوں نے ان سے کہا کہ شمس الدین دیارِ شام میں مقیم ہیں تو مولانا وہاں پہنچ گئے اور کہتے تھے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس نے شمس الدین کو دیکھا ہے تو اس سے پوچھو کہ اس فردوس بریں کا راستہ کدھر ہے؟ اس کے بعد مولانا کے اشعار میں شمس الدین کی ایسی چھاپ نظر آتی ہے کہ ان کو ہر طرف شمس الدین ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ ایک غزل میں کہتے ہیں۔

تنہا میں شمس الدین شمس الدین نہیں گا تا رہتا ہوں بلکہ ادھر بطخیں اور سارس تالابوں میں اور ٹیلوں پر بلبلیں چمن زاروں میں وارفتگی کے عالم میں نغمہ سرا ہیں، ادھر میں سرِ شام گنگناتا ہوں۔

شمس الدین کانِ (جواہر) شمس الدین روز و شب، شمس الدین شام و سحر شمس الدین جامِ جم، شمس الدین، بحرِ بیکراں، شمس الدین دمِ عیسیٰ، شمس الدین ید بیضا، شمس الدین جمالِ یوسف۔

مولانا کو اگرچہ جلد ہی شمس الدین کی وفات کا علم ہو گیا تھا لیکن اس کا اعتراض و اقرار ان پر سخت گراں تھا۔

اس کے بعد بھی شمس الدین تبریزی کی شخصیت کے بارے میں بہت سے حالات معرضِ خفاء میں ہیں حتیٰ کہ بعض محققین ان کے بارے میں اس درجہ مشکوک ہیں کہ وہ سرے سے اس جیسی شخصیت کے وجود ہی کا انکار کرتے ہیں لیکن وہ عظیم کلاہِ درویشی جو قونیہ میوزیم میں آج بھی موجود ہے اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اس جیسی شخصیت ایک زمانہ میں موجود تھی، آنکھوں نے اس کو دیکھا ہے اور اس کے نقوش آج بھی تازہ ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں مولانائے رومؒ اور شمس تبریزی کی باہمی انوکھی ملاقاتیں، باہمی شیفتگی اور یہ ربط صوفیائے اسلام میں کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتا ہے۔

بعض لوگ شمس الدین تبریزی کو سقراط سے تشبیہ دیتے ہیں جس نے اپنے پیچھے تحریری شکل میں کچھ نہ چھوڑا لیکن افلاطون جیسا شاگرد چھوڑا جو اس کی عظمت کا سبب بنا۔ اسی طرح مولاناؒ ایک چراغ کے مانند تھے اور شمس الدین وہ چنگاری تھے جو اُس چراغ کو روشن کر گئی۔

شمس الدین تبریزی کی جدائی کے بعد مولاناؒ کی روح، الہام و کشف کے ایک نئے سرچشمہ سے مانوس ہونے لگی۔ وہ ایک روز قونیہ میں صرافہ کے بازار سے گذر رہے تھے وہاں صلاح الدین زرکوب کی دکان پر زرکوبی کی کھٹ کھٹ کی آواز ایک دلکش نغمہ کی طرح مولاناؒ کے کان میں پڑی اور مولاناؒ بے اختیار رقص کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد صلاح الدین زرکوب بھی اس رقصِ مستانہ میں شریک ہو گئے۔ اس طرح کچھ دیر دونوں سر بازار، رقص کرتے رہے پھر صلاح الدین تو اپنی دکان کے کاموں میں لگ گئے اور مولانا گھنٹوں اسی عالم میں رقصاں رہے صلاح الدین زرکوب مولانا برہان الدین محقق سے فیض یافتہ تھے، زہد و تقشف میں شیخ و مرشد کی

بولتی تصویر تھے۔اسی بناء پر شیخ محقق نے باوجودان کی ناخواندگی کےان کواپناروحانی وارث اوراکلوتا خلیفہ قرار دیا تھا۔شمس الدین تبریزی کے بعد مولاناؒ کو پھر صلاح الدین زرکوب کی صحبتوں میں وہی پرانا کیف وسرور حاصل ہونے لگا،صحبتوں کا سلسلہ طویل ہونے لگا،بالآخراس اتحاد وشیفتگی کا یہ نتیجہ ہوا کہ مولاناؒ نے اپنے صاحبزادے سلطان ولد کی شادی صلاح الدین زرکوب کی بیٹی فاطمہ سے کر دی۔ایک وقت آیا کہ صلاح الدین بیمار ہوئے۔مولاناؒ ان کی تیمارداری میں اس قدر منہمک اور مصروف ہوئے کہ اپنے معمولات سے بھی غافل رہے اور بہت ہی کم صلاح الدین سے جُدا ہوتے تھے۔جب وہ وقت آیا کہ صلاح الدین زرکوب اس دنیا سے رخصت ہوئے اوران کی روح عالم ارواح کے تصرفات سے لطف اندوز ہونے لگی تو مولانا تدفین سے فارغ ہوکر گھر واپس آئے مولاناؒ نے ان کا جومرثیہ لکھا انہیں تحریر فرمایا۔

> ''اے وہ شخص جوزمین وآسمان کوچھوڑ جانے والے پر کبھی روتا تھا تیرے عہدزریں کی یاد میں ہوش وحواس اشکبار ہیں اور روح کرب زدہ اور غمگسار ہے،اب کوئی نہیں جوتیری جگہ لے سکے،مکان ولامکان تیراماتم کررہے ہیں۔جبرائیل امین کے پر تیرے غم میں پیلے پڑ گئے ہیں۔اولیاءوانبیاءسب کی آنکھیں نم ہیں۔اے صلاح الدین تم ایک بلند پرواز برق رفتار طائر تھے تم کیااڑے کہ وہ شاخ بھی اڑگئی جس سے کبھی تم تیر کی مانند اڑتے تھے۔''

یہ بتادینا بھی مناسب ہے کہ مولاناؒ صوفیانہ جذب وکیف اور رقص وسرود میں منہمک رہنے کے باوجود عین اسی وجدانی کیفیت کے دوران بھی صحیح شرعی رائے یا فتویٰ دینے سے کبھی قاصر نہ رہے۔سپہ سالار نے جنہیں برسوں مولاناؒ کی خدمت کا موقع ملا ہے۔نماز اوراس کے آداب سے ان کے شغف اوران کی طویل روزہ کشی کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔

مولاناؒ کا حُسن سلوک حُسن معاشرت اور شریعت کی غیر معمولی پابندی ہی لوگوں کوان کے در تک کھینچتی تھی۔مولاناؒ کے دروازے خواص اور مالداروں سے زیادہ عوام اورغریبوں کے لئے کھلے رہتے تھے۔مولاناؒ کے معتقدین میں جہاں مردوں کے انبوہ درانبوہ نظر آتے ہیں وہاں معتقد عورتوں کی بھی ایک بڑی تعداد ہے۔سلطان غیاث الدین کی بیگم جوقونیہ سے قیصریہ چلی گئی تھیں۔جب مولاناؒ کی جدائی برداشت نہ کرسکیں تو انہوں نے ایک باز نطیفی آرٹسٹ سے مولاناؒ کی تصویر بنوائی جس کو وہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتی تھیں۔خود مولاناؒ کی پوتی سلطان ولد کی صاحبزادی ایک عرصہ تک کامیابی کے ساتھ طریق مولویت کی نشرواشاعت کرتی رہیں۔مولانا کی دوسری بیوی کراخاتون کوبھی وہ روحانی مقام حاصل تھا کہ مولانا ان کو''سارہ'' ثانی اور''مریم زمانہ'' کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

تیسری شخصیت جو مولاناؒ کے جذب و کشش کا محور بنی وہ حسام الدین چلپی کی شخصیت ہے۔ حسام الدین بن حسن اخی ترک قونیہ کی سوسائٹی میں درمیانی طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حسام الدین مولاناؒ کی زندگی میں اچانک نمایاں نہیں ہوئے تھے بلکہ وہ برسوں پہلے سے ان کی صحبت میں رہتے آئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ شمس الدین تبریزی نے ان کو ہونہاری کی حالت میں دیکھا تھا تو ان پر اپنی پوری توجہ مبذول کی تھی۔ حسام الدین اس قدر روشن ضمیر تھے کہ وہ دوستوں اور محبت کرنیوالوں کی تکلیف کو خود بخود اس طرح محسوس کر لیا کرتے تھے جیسے کہ وہ تکلیفیں خود ان کے روح اور جسم میں پائی جاتی ہوں۔ وہ تصوف اور سلوک کے اعلیٰ مدارج پر فائز تھے۔ مولاناؒ نے ان کو اپنے بعض خطوط میں ''جنید عصر'' سے تعبیر فرمایا ہے اور کہتے تھے کہ وہ مجھ سے باپ اور بیٹے کی مانند قریب ہیں اور مجھے وہ نورِ عین کی طرح عزیز ہیں۔ مولاناؒ کے الہامی افکار اور ان کی حکمت و تعلیمات کی تشریح اور تفسیر کا سہرا حسام الدین کے سر پر ہے جنہوں نے مولاناؒ کے صوفیانہ فلسفہ اور حکمت کو اصل صورت میں محفوظ کر دیا اور مولاناؒ کی تحریروں کو ان کے عقیدت مندوں اور مریدوں نے یکجا کر دیا۔ مولاناؒ نے انہی کی فرمائش پر اپنا روحانی سرمایہ جس کو مثنوی معنوی کہا جاتا ہے ان کو املاء کرایا۔ چند برس تک حسام الدین مولاناؒ کے ساتھ رہے۔ مولانا کی زبان سے جو شعر نکلتا وہ اس کو قلمبند کر لیتے سڑک ہو یا گھر، حمام ہو یا بازار محفل سماع ہو یا خلوت خانہ سایہ کی طرح مولاناؒ کے ساتھ رہتے تھے۔

مثنوی کی ابتداء کی تاریخ متعین کرنا تو دشوار ہے لیکن عبدالباقی کے دفتر اول کی بعض حکایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت تک بغداد میں عباسی حکومت قائم تھی۔ ۱۲۵۸ء میں جب تاتاریوں نے معتصم باللہ عباسی خلیفہ کو قتل کیا اس وقت دفتر اول کا املا مکمل ہوا تھا۔ دفتر اول کی تکمیل کے بعد حسام الدین کی بیوی کا انتقال ہو گیا تو مولاناؒ کے اشعار کا الہامی سلسلہ جاری نہ رہ سکا اور کافی تاخیر سے دفتر دوم شروع کیا۔ مولاناؒ جب مرض الموت میں مبتلا ہو گئے تب ہی مثنوی کے املاء کا سلسلہ ختم ہوا۔

۱۲۷۳ء کے موسم خزاں میں مولاناؒ کی نقاہت بڑھ گئی۔ طبیب مرض کی تشخیص میں ناکام ہو گئے۔ طبیبوں نے بہر حال یہ محسوس کر لیا کہ مولاناؒ کے پھیپھڑے میں پانی اتر آیا ہے۔ ۱۷ دسمبر ۱۲۷۳ء کی شام ایک پر ملال شام تھی جس میں مولانا ہمیشہ کے لئے اس دارِ فانی سے رخصت ہو کر اپنے حقیقی محبوب سے جا ملے۔ ان کی وفات سے صرف انسان ہی نہیں بلکہ حیوانات بھی متاثر ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ مولانا کی بلی نے بھی ان کی وفات کے بعد کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور ٹھیک ٹھاک ایک ہفتہ کے بعد وہ اپنی زندگی کی بساط لپیٹ کر چل دی جس کو مولاناؒ کی اہلیہ نے مولاناؒ کے پہلو میں دفن کرا دیا۔

مولانائے رومؒ کی احادیث و تفسیر اور سیر صحابہ:

اس موضوع پر میں دفتر اول کے مقدمہ میں کچھ باتیں لکھ چکا ہوں اس سلسلہ میں آیات کی تفسیر سے متعلق حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ''غایۃ المقال'' میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرات صوفیہ بعض آیات کی ایسی تفسیر کرتے ہیں جس پر کوئی نقل شاہد نہیں ہوتی ہے۔ اس پر بعض جہلاء ان کو کفر کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں لیکن یہ درست نہیں ہے کیونکہ ان کی مراد حقیقی تفسیر نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ صرف ایک اشارہ مقصود ہوتا ہے۔ امام

غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''التفرقہ بین الاسلام والزندقہ'' میں تحریر فرمایا ہے کہ بعض اصحاب غلبہ ظن سے بلا دلیل کسی آیت کی تاویل کرنے لگتے ہیں۔ ان پر کفر کا فتویٰ صادر کرنے میں عجلت سے کام نہ لینا چاہیئے بلکہ غور کرنا چاہیے اگر ان کی یہ تفسیر و تاویل اصولی عقائد سے متعلق نہیں ہے۔ تو ان کی کسی طرح سے تکفیر جائز نہ ہوگی ایسی تاویل کے قائل کو مبتدع اور کافر نہیں کہا جا سکتا ہے۔ جہاں تک احادیث اور سیر انبیاء و صحابہ کی بحث ہے اس کے متعلق بھی میں دفتر اول کے مقدمہ میں کچھ عرض کر چکا ہوں۔ مولاناؒ نے دفتر دوم میں سجدہ کردنِ یحییٰؑ و مسیحؑ در شکمِ مادر یک دگر را'' کے ماتحت جو کلام فرمایا ہے اس میں حضرت مسیحؑ اور حضرت یحییٰؑ کے ماؤں کے پیٹ میں ایک دوسرے کو سجدہ کرنے پر معترضین کے اعتراضات نقل کئے ہیں اور پھر فرمایا ہے:۔

ایں بداند آنکہ اہلِ خاطر ست	غائب از آفاق اُورا حاضر ست
اس بات کو وہی سمجھ سکتا ہے جو صاحبِ دل سے	آفاق سے غائب چیز اس کے لئے حاضر ہے
پیش مریم حاضر آمد در نظر	مادر یحییٰ کہ دور ست از بصر
حضرت مریم کی نگاہوں کے سامنے آئی	حضرت یحییٰ کی ماں جو نگاہ سے دور تھی

اور پھر فرمایا:۔

در ندیدش نز برون و نز دروں	از حکایت گیر معنیٰ اے زبوں
اور اگر مریم نے انکو ظاہری اور باطنی طور پر نہ بھی دیکھا ہو	اے ناقص! اس حکایت سے معنیٰ اخذ کر لے
نے چناں افسانہا بشنیدۂ	ہمچو شیں بر نقش آں چسپیدۂ
کیا تو نے ایسے افسانے نہیں سنے ہیں	تو ان کے نقش پر شین کی طرح چپکا ہوا ہے

اور پھر فرمایا کہ کلیلہ دومنہ اور گل و بلبل کے افسانے تم سنتے ہو اور ایسے نتائج اخذ کرتے ہو۔ اسی طرح مثنوی کے قصص اور حکایات کو سمجھو اور ان سے نتائج اخذ کرو۔

مولانا کا یہ فرمانا بالکل صحیح کہ بعض بزرگوں نے افسانوی قصوں سے بہترین نتائج نکالے ہیں۔ شیخ فرید الدین عطار نے ''منطق الطیر'' لکھی اور پرندوں کی زبانی مسائل کو سمجھایا، کلیلہ دومنہ بھی حکمت و دانائی سے لبریز بہترین بکتاب سمجھی گئی ہے لیکن اس فرق کو بہر حال نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ انسانوں کو حدیث اور سیر صحابہ کر کے پیش کرنے کی جو مضرتیں ہیں وہ ان کی افادیت سے زیادہ ہیں۔ اس سلسلہ میں میں نے دفتر اول کے مقدمہ میں جو معروضات پیش کی ہیں وہ بہر حال مثنوی شریف کے مطالعہ میں پیشِ نظر رہنی چاہئیں۔

دفتر دوم کی تصوّف کی چند اصطلاحیں:

فتوح عبادات و مکاشفات اور علم و معارف کا دروازہ کھل جانا۔ فتح۔ بندہ پر ذاتِ احدیت کی تجلیات کا نزول شروع ہو جانا۔ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ میں اس مقام کی طرف بھی اشارہ ہے۔ حس خفاش انسان کے مادّی حواس ظاہرہ اور حواس باطنہ۔ حس دُر پاش۔ روحانی حواس۔ مراقبہ۔ غیر اللہ سے توجہ ہٹا کر حضور دل کے ساتھ خدا کی

طرف متوجہ ہونا۔ حضور یار۔ معیت حق تعالیٰ۔ ظاہر۔ صوفیہ کی اصطلاح میں حقیقت کو کہتے ہیں۔ مظہر۔ صورت اور مراۃ کو کہتے ہیں مثلاً کوئی شخص آئینہ میں اپنی صورت دیکھتا ہے۔ تو وہ شخص ظاہر ہے۔ اور صورت و آئینہ مظہر ہے۔ رُوح۔ صوفیہ کی اصطلاح میں صورتِ نوعیہ کو کہتے ہیں۔ روحِ اعظم۔ انواع کی صورنوعیہ کے علاوہ جن کو ارواح کہا جاتا ہے۔ صوفیہ ایک اور روح مانتے ہیں، جو ذاتِ باری سے سب سے پہلے صدر میں آئی ہے اور وہ تمام ارواح کی مربی ہے اس کو روحِ اعظم کہا جاتا ہے اور یہی روحِ اعظم روحِ محمدی ہے جیسا کہ حدیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ (سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا ہے) میں مذکور ہے۔ لاہوت۔ ذاتِ باری بلا لحاظ اسماء وصفات۔ جبروت۔ مرتبہ صفاتِ باری تعالیٰ۔ ملکوت۔ مرتبہ اسمائے باری تعالیٰ۔ حظیرہ قدس۔ وہ مقام ہے جسمیں ملاء اعلیٰ اور روحِ اعظم کے انوار کا باہمی تداخل ہوتا ہے۔ ملاء اعلیٰ۔ افضل ملائکہ کی جماعت۔ علم الیقین۔ وہ علم ہے۔ جو کسی سچے خبر دینے والے کی خبر سے حاصل ہو جیسے کسی سچے انسان کے کہنے سے آگ کے جلانے کا علم عین الیقین وہ علم ہے جو خود اپنی آنکھ کے دیکھنے سے حاصل ہو۔ مثلاً آگ کے جلانے کا علم جبکہ آگ سے کسی چیز کو جلتے ہوئے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ حق الیقین۔ وہ علم ہے جو اپنی ذات پر تجربہ کرنے سے حاصل ہو جیسا کہ آگ کے جلانے کا علم جبکہ خود آگ نے اس کو جلایا ہو۔ قطب الاقطاب غوثِ اعظم۔ وہ ولی ہوتا ہے جو تمام عوالم پر فرمانروا ہوتا ہے اور بقائے عالم کا سلسلہ اس کی بقا سے قائم رہتا ہے اور دوسرے تمام اولیاء اس کے تابع ہوتے ہیں۔ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات مکیہ میں فرمایا ہے کہ ان قطبوں میں سے بعض کو خلافت باطنہ کے ساتھ خلافت ظاہری بھی حاصل ہوتی ہے جیسے کہ خلفائے اربعہ، امام حسن، حضرت امیر معاویہ حضرت عمر بن عبدالعزیز، اور بعض کو محض خلافت باطنی حاصل ہوتی ہے جیسے شیخ احمد شعبی، حضرت بایزید بسطامی وغیرہ۔ مولانا بحر العلوم نے فرمایا ہے قطب حقیقی اور غوثِ ازلی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارک ہے۔ دنیا کے دیگر اقطاب اس روحِ پاک کے خلیفہ ہیں اور ان اقطاب میں سے بعض کو محکم عظیم حاصل ہے اور یہ مقام شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھا۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ''کلیدِ مثنوی'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مالک پر ابتداء حق تعالیٰ کے افعال کا ظہور ہوتا ہے اس کو تجلی افعال کہتے ہیں۔ پھر صفات کا ظہور ہوتا ہے اس کو تجلی صفات کہتے ہیں۔ پھر ذاتِ بحت کا اس کو تجلی ذات کہا جاتا ہے۔

شخصیتیں:

واصل بن عطا۔ یہ معتزلہ کے فرقہ کا بانی ہے۔ بہت ذہین شخص تھا لیکن اس کے عقائد فلسفہ یونان سے متاثر تھے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اُس کے بحث شروع کی اور دعویٰ کیا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ مومن ہے نہ کافر بلکہ بین بین ہے اس پر حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اِعْتَزَلَ عَنَّا یعنی وہ ہم (اہل سنت والجماعت) سے کنارہ کش ہو گیا۔ اس وقت سے اس کو اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کو معتزلی کہا جانے لگا۔

سکندر ذوالقرنین:

یہ ایک خدا پرست اور برگزیدہ بادشاہ تھا۔ جس کا قصہ قرآن پاک میں مذکور ہے آبِ حیات کی جستجو اور اس

سے محرومی کا قصہ بھی اسی کی طرف منسوب ہے۔ یہ سکندرِ اعظم (جس کو سکندر رومی بھی کہتے ہیں) کے علاوہ شخصیت ہے، سکندر رومی شاہِ یونان تھا جس نے داراشاہِ ایران کو شکست دی تھی۔ یہ سکندر ذوالقرنین سے صدیوں بعد گذرا ہے۔

نمرود: یہ کافر بادشاہ تھا جو خدائی کا مدّعی بنا تھا جس کی سزا میں قدرت نے ایک مچھر اس پر مسلط کردیا تھا جو اس کے دماغ میں گھس گیا تھا جس کی کلبلاہٹ اور اذیت رسانی اس وقت تک ختم نہ ہوتی تھی جب تک کہ نمرود کے سر پر جوتے کی دس پندرہ ضربیں نہ پڑیں۔

خضرؑ: حضرت خضرؑ کے نسب اور خاندان اور حالات سے متعلق مستند روایات ہمیں کم ملتی ہیں، بہرحال اس قدر ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ نے ان سے ملاقات کی تھی اور وہ علم لدنی اور تکوینیات کے بہت بڑے عالم تھے تفسیر خازن میں مذکور ہے کہ اکثر علماء اس بات کے قائل ہیں کہ وہ زندہ جاوید شخصیت ہیں اور اہل معرفت اور صوفیاء اس عقیدہ پر متفق ہیں۔

جرجیس: یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری کے شاگرد تھے۔ فلسطین میں رہتے تھے۔ اس دور میں موصل کا بادشاہ بہت بڑا ظالم تھا جو لوگوں کو بت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ انھوں نے اس کو نصیحت کی تو اس نے ان کے قتل کے احکام جاری کردیئے۔ یہ متعدد بار قتل کئے گئے لیکن قدرتِ الٰہی ہر بار ان کو زندہ کردیتی تھی۔ اس معجزے سے بہت سے لوگ ان کے پیرو ہوگئے۔ لیکن سرکشوں کی سرکشی ختم نہیں ہوئی اور بالآخر وہ انہی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

سامری: بنی اسرائیل میں ایک شخص گذرا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس وقت کوہ طور پر گئے تو اس نے قوم میں شرارت پیدا کردی۔ ایک گئوسالہ بنا کر قوم کو اس کی پرستش پر لگادیا۔ جس سے حضرت موسیٰ بہت برہم ہوئے اور اس کو بددعائیں دیں جس سے وہ تباہ و برباد ہوگیا۔

برصیصاء: بنی اسرائیل میں سے ایک عیسائی راہب کا نام ہے جو بہت بڑا عبادت گذار تھا۔ ستر سال تک عبادت الٰہی میں مصروف رہا۔ لیکن شیطان نے اس پر غلبہ حاصل کیا اس کو ابتداً عملیات سکھائے جس سے اس کی بہت شہرت ہوئی۔ شاہ وقت کی ایک لڑکی اس کے پاس دعا کرانے آئی تو اس سے زنا کر بیٹھا، شہزادی حاملہ ہوگئی تو اس کو قتل کر ڈالا، اس کی پاداشت میں وہ کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔

امام محمد بن عسکری رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ اور یہ اثنا عشری شیعہ صاحبان کے بارھویں امام ہیں اور ان کے عقیدے کے مطابق ان کو حضرت خضرؑ کی طرح عمر جاوید دی گئی ہے۔ اور وہ اس وقت سرمن رای مقام کے ایک غار میں روپوش ہیں۔ قیامت کے قریب ان کا ظہور ہوگا اور ان صاحبان کے نزدیک وہی مہدی موجود ہیں۔ جو قیامت کے قریب ظاہر ہوکر دنیا سے ظلم و فساد کو مٹائیں گے۔ اہل سنت ان کی وفات کے قائل ہیں اور مہدی موعود بھی ان کو نہیں کہتے ہیں بلکہ مہدی موعود محمد بن عبداللہ کو مانتے ہیں جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہوں گے اور قیامت کے قریب ان کا ظہور ہوگا۔

بلعم بن باعور: بنی اسرائیل یا قوم عمالقہ میں سے ایک بہت بڑا زاہد و عابد اور مستجاب الدعوات شخص تھا۔

شیطان نے اس کا اغوا کیا تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مخالف ہو گیا جس کی پاداش میں اس کی تمام برکتیں مسلوب ہو گئیں اور کفر کی حالت میں اس کی موت ہوئی۔

عوج بن عنق: قوم عمالقہ میں سے ایک کافر شخص کا نام ہے۔ جس کے قد اور عمر کے بارے میں مبالغہ آمیز قصے منقول ہیں۔ قاضی ثناءاللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں اس کے حالات نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ اس کی حالات بغوی نے بہت مبالغہ آمیز لکھے ہیں جن کو کسی طرح عقل قبول نہیں کرتی ہے اور محدثین بھی ان کا انکار کرتے ہیں۔ ہاں وہ قوم جابرہ میں سے ایک بڑے قد اور بڑی طاقت کا آدمی تھا اور قوم بہت قد آور ہیبت ناک تھی۔

ابو عامر راہب: یہ مدینہ کا رہنے والا تھا اس نے آنحضورؐ کی ہجرت سے قبل مسیحت اختیار کر لی تھی اور توریت و انجیل کا کافی مطالعہ کر لیا تھا۔ آنحضورؐ کی ہجرت سے قبل نبی اخرالزماں کی بشارتیں لوگوں کو سناتا تھا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد اس کو حسد و رشک پیدا ہو گیا اور آنحضورؐ کی مخالفت کرنے لگا۔ آنحضورؐ نے اس کو فہمائش کی مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ جنگِ بدر کی فتح کے بعد یہ مدینہ طیبہ سے بھاگ کر مکہ معظمہ میں جا بسا اور قریش کو آنحضورؐ کے خلاف بھڑکاتا رہا۔ جنگ احد میں قریش مکہ کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوا اور اسی نے مسلمانوں پر سب سے پہلا تیر چلایا۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا تو یہ بھاگ کر ہرقل شہنشاہِ روم کے دربار میں پہنچ گیا اور وہاں بیٹھ کر مسلمانوں اور آنحضورؐ کے خلاف سازشیں کرنے لگا۔ منافقوں نے قبا میں مسجد ضرار اسی کے مشورے سے بنائی تھی اور ان کا ارادہ تھا کہ اس کو بلا کر اس مسجد میں بٹھائیں اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر دیں۔ آنحضورؐ نے اس سازش کو کامیاب نہ ہونے دیا اور یہ منافقانہ حالت میں مدینہ پہنچ سکا اور اسی حالت میں روم میں مرا۔

جعفرِ طرار: یہ ایک بہت حیلہ ساز اور چالاک شخص تھا۔ جیب تراشی میں بھی ماہر تھا۔ اس نے دو مصنوعی پر بھی بنوائے تھے جن کے ذریعہ یہ پرندوں کی طرح اچھل کود کر لیتا تھا۔

مذہبی فرقے: مشبہہ وہ فرقہ ہے۔ جو خدا کو مخلوقات اور ممکنات سے تشبیہ دیتا ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلید مثنوی میں فرمایا ہے کہ بعض کامل مشتبہ ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ممکنات کی مخصوص صفات کو بھی حضرت حق تعالیٰ کیلئے ثابت کرتے ہیں جیسے شکل و صورت اور مکان اور جسم وغیرہ۔ پھر ان کامل مشبہ میں باہمی اختلاف ہے۔ حق تعالیٰ کے لئے کوئی ایک شکل ثابت کرتا ہے تو دوسرا کوئی دوسری شکل ثابت کرتا ہے۔

منزھہ: یہ وہ فرقہ ہے جو حضرت حق تعالیٰ کو ممکنات کی صفات سے پاک و خالی مانتا ہے۔ اس میں بھی ایک کامل منزہ ہیں۔ یہ لوگ وہ ہیں جو ممکنات کے ساتھ مختص اور غیر مختص جملہ صفات سے حضرت حق کو پاک مانتے ہیں حتیٰ کہ صفت علم سے بھی۔ جامعۃ بین التشبیہ والتنزیہ: یہ وہ جماعت ہے جو اللہ تعالیٰ سے ان صفات کی تو نفی کرتی ہے جو ممکن کے لئے مخصوص ہیں لیکن وہ صفات جو ممکن کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں ان کو اللہ کے لئے ثابت کرتی ہے پھر ان میں بھی دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ وہ ہے جو نفس صفات کی نفی کرتا ہے مگر صفات کے آثار اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرتا ہے اور ان آثار کا منشاء ذاتِ باری تعالیٰ کو بتاتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ خدا علیم ہے لیکن صفتِ علم اس کے لئے ثابت نہیں ہے بلکہ انکشاف کا منشا اس کی ذات ہے۔ اسی طرح وہ قدیر ہے لیکن صفت قدرت اس کے لئے ثابت نہیں۔ قدرت کے جو آثار ہیں ان کا منشا بھی اس کی ذات ہے۔ یہ

گروہ معتزلہ کا ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو صفات کو بھی ثابت کرتا ہے۔ پھر اس دوسرے گروہ میں بھی دو گروہ ہو گئے ہیں۔ ایک تو وہ گروہ ہیں جو ان نصوص کی تاویل کرتا ہے۔ جن میں اللہ کے لئے صفتِ استواء صفت بطش ۔صفت ضمک، ید۔ وجہ وغیرہ آیا ہے۔ یہ گروہ متکلمین کا ہے۔ دوسرا وہ گروہ ہے جو ان آیتوں کوئی تاویل نہیں کرتا لیکن یہ ضرور کہتا ہے کہ ان صفات کے وہ معنیٰ نہیں جن معنیٰ کے اعتبار سے ممکنات کے لئے بولی جاتی ہیں اوران صفات کی حقیقت کو اللہ کے علم کی طرف مفوض کرتا ہے۔ یہ گروہ محدثین کا ہے۔

معتزلہ: یہ فرقہ واصل ابن عطا کا پیرو ہے۔ اس کی بہت سی شاخیں ہیں جن کے عقائد یہ ہیں۔ قرآن مخلوق ہے۔ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے۔ تقدیر کا عقیدہ غلط ہے۔ کبیرہ گناہ کرنے والا مومن نہیں ہے۔ خدا کی صفات نہیں ہیں۔

دہریہ: وہ فرقہ ہے جو خدا کو نہیں مانتا ہے اور کہتا ہے کہ عالم کا کاروبار بغیر کسی متصرف کے خود چل رہا ہے۔ اور اسی طرح قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ چونکہ یہ خود دہر اور زمانے کو متصرف مانتا ہے اس لئے ان کو دہریہ کہا گیا ہے۔

ثنویہ: یہ فرقہ دو خداؤں کا قائل ہے۔ ایک کو یزداں کہتا ہے جو خالق خیر ہے۔ دوسرے کو اہرمن کہتا ہے جو خالق شر ہے۔

فرقہ اباحیہ: یہ فرقہ اس بات کا قائل ہے کہ اگر انسانی قلب کا تصفیہ ہو جائے تو پھر اس کے لئے ہر کام جائز ہے۔ پھر اس کے لئے شریعت کے اوامر اور نواہی یکساں ہیں۔ اس سے کسی کبیرہ گناہ کا بھی مواخذہ نہ ہوگا۔

جبریہ: اس فرقے کے عقائد ہیں کہ بندہ اپنے افعال میں مجبورِ محض ہے۔ اس فرقہ کے انتہا پسند بندے کی طرف افعال کی نسبت کرنے کو ایسا ہی مانتے ہیں جیسا کہ جمادات کی طرف کسی فعل کی نسبت کی جائے۔

قدریہ: یہ فرقہ تقدیر کا منکر ہے اور وہ بندہ کو اپنے افعال پر قادرِ مطلق مانتا ہے۔

سوفسطائیہ: یہ فرقہ توہم پرست فلاسفہ کے ایک گروہ کا پیرو ہے۔ یہ فلاسفہ اشیاء کی حقیقت کے منکر ہیں ان کی کئی شاخیں ہیں۔

عنادیہ: یہ فرقہ اشیاء کی حقیقت کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ جن کو حقیقتیں سمجھا جاتا ہے وہ محض اوہام اور خیالات ہیں۔

عندیہ: یہ فرقہ بھی اشیاء کی حقیقت واقعیہ کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ جس چیز کی جو حقیقت فرض کر لی جائے وہی اس کی حقیقت ہے۔ جوہر کو اگر جوہر فرض کر لیا جائے تو وہ جوہر ہے اگر اس کو عرض فرض کر لیا جائے تو وہ عرض ہے۔

لاادریہ: اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ کسی چیز کے وجود کا علم ممکن ہے نہ عدم کا۔ بلکہ ہر چیز کا عدم و وجود مشکوک ہے اور یہ شکوک بھی مشکوک ہی ہے۔

سجاد حسین

۲۹ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ

یکم فروری ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُدّتے [۱] ایں مثنوی تاخیر شُد — مُہلتے بایست تا خوں شِیر شُد
ایک مدّت کی اس مثنوی میں تاخیر ہوئی — مُہلت درکار ہے تاکہ خون، دودھ بنے

تا نزاید بخت تو فرزندِ نو — خوں نگردد شیرِ شیریں خوش شنو
جب تک تیرا نصیب نیا بچہ نہ جنے — خون، شیریں دودھ نہیں بنتا، خوب سُن لے

چوں ضیاء الحق حُسام الدّیں عِناں — باز گردانید زاوجِ آسماں
جب ضیاء الحق حسام الدین نے باگ — آسمان کی بلندی سے موڑی

چوں بمعراجِ حقائق رفتہ بُود — بے بہارش غُنچہا نشگفتہ بُود
چونکہ وہ حقائق کی معراج میں پہنچے ہوئے تھے — ان کی بہار کے بغیر غنچے نہ کھلے تھے

چوں ز دریا سوئے ساحل باز گشت — چنگِ شعرِ مثنوی با ساز گشت
جب وہ دریا سے کنارے کی طرف واپس آئے — مثنوی کے اشعار کی سارنگی باساز بن گئی

مثنوی کہ صیقل [۲] ارواح بُود — باز گشتش روزِ استفتاح بُود
وہ مثنوی جو روحوں کے لئے صیقل تھی — ان کی واپسی، (مثنوی کیلئے) روزِ استفتاح ہوئی

مَطلعِ تاریخ ایں سودا وسُود — سالِ ہجرت ششصد وشصت ودو بُود
اس سودے اور نفع کی تاریخ کا مطلع — چھ سو باسٹھ ہجری کا سال تھا

[۱] مدّتے۔ مثنوی کا دوسرا تاخیر سے شروع ہوا اس کی کئی وجہیں ہوئیں۔ مولانا حسام الدین جو مثنوی کی تحریر کا باعث تھے انکو اپنی اہلیہ کے انتقال سے پریشانیاں لاحق ہوئیں۔ (۲) سامعین کی بے التفاتی کو شوق سے بدلنا تھا۔ (۳) مولانا نے دفترِ دوم کے مضامین کو ذہن میں جمع کیا۔ بخت۔ نصیب، خون بچہ پیدا ہونے پر خون دودھ بنکر پستان میں آتا ہے۔ عنان۔ باگ۔ اوج۔ بلندی، معراج۔ سیڑھی۔ آسمانوں وغیرہ کی سیر جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرائی گئی تھی۔ بہلد۔ یعنی روحانی فیض پہنچنا۔ یعنی وہ مضامین عالیہ جن کا دوسرے دفتر میں بیان ہے۔ دریا۔ یعنی عالم ملکوت۔ ساحل۔ دریا کا کنارا یعنی عالم ناسوت۔ چنگ سارنگی۔ باشار۔ باسامان۔

[۲] صیقل۔ قلعی۔ استفتاح، کھولنا یعنی علوم ومعارف کا جو دروازہ بند ہوگیا تھا اس کا کھولنا رجب کی پندرہ تاریخ جس میں رحمتِ خداوندی کے دروازے کھلتے ہیں اور خانہ کعبہ کا دروازہ زائرین کے لئے کھول دیا جاتا ہے۔ مطلع تاریخ وہ شعر یا عبارت جن کے حروف سے ابجدی حساب سے تاریخ نکلتی ہے۔ سودا۔ سامان تجارت۔ نفع سود۔

بُلبلے [۱] زینجا برفت و بازگشت — بہرِ صید ایں معانی بازگشت

بلبل اس جگہ سے گئی اور واپس لوٹی — ان معانی کے شکار کے لئے باز بن گئی

سَا عدِ شہ مسکنِ ایں باز باد — تا لَبَد بر خلق ایں در باز باد

خدا کرے اس باز کا ٹھکانا شاہ کی کلائی ہو — قیمت تک مخلوق پر یہ دروازہ کھلا رہے

آفتِ ایں در ہواو شہوت ست — ورنہ اینجا شربت اندر شربت ست

اس دروازہ کی آفت خواہش نفسانی اور شہوت ہے — ورنہ یہاں پر شربت ہی شربت ہے

ایں دہاں بربندتا بنی عیاں — چشم بندِ آں جہاں حلق و دہاں

اس منہ کو بند کھتا کہ تو (اسرارِ معارف) کو آنکھ سے دیکھ لے — اس جہان (معرفت) کیلئے منہ اور حلق آنکھوں کی پٹی ہیں

اے [۲] دہاں تو خود دہانہ دوزخی — دے جہاں تو بر مثالِ برزخی

اے منہ ! تو دوزخ کا دہانہ ہے — اور اے دنیا ! تو برزخ جیسی ہے

نورِ باقی پہلوئے دنیایِ دوں — شیرِ صافی پہلوئے جوہائے خوں

ناچیز دنیا کے پہلو میں باقی (رہنے والا) نور ہے — خون کی نہروں کے پہلو میں صاف دودھ ہے

چوں دروگامے زنی بے احتیاط — شیرِ تو خوں می شوداز اختلاط

اگر تو اس میں ایک قدم بغیر احتیاط کے رکھے گا — خلط، ملط ہو کر تیرا دودھ خون بن جائیگا

یک قدم زدآدم اندر ذوقِ نفس — شد فراقِ صدرِ جنّت طوقِ نفس

نفس کی خوشی میں آدمؑ نے ایک قدم رکھا — (تو) جنت کے صدر (مقام) کی جدائی گلے یا ہار بنگئی

ہمچو دیواز وے فرشتہ می گریخت — بہرِ نانِ چند آبِ چشم ریخت

فرشتہ ان سے ایسا بھاگتا تھا جیسا کہ شیطان — چند روٹیوں کی وجہ سے کس قدر آنسو بہائے

گرچہ [۳] یک موبُدگنہ کوجُستہ بُود — لیک آں مودردو دیدہ رُستہ بُود

اگرچہ وہ گناہ جو انہوں نے کیا بال برابر تھا — لیکن وہ بال (گویا) دونوں آنکھوں میں اگا تھا

بود آدمؑ دیدۂ نورِ قدیم — مُوئے دردیدہ بُود کوہِ عظیم

آدمؑ تو قدیم نور کی آنکھ تھے — (لیکن) آنکھ میں بال، بڑا پہاڑ ہوتا ہے



[۱] بُلبُلے۔ یعنی مولانا حسام الدین مضامین حالیہ کا شکار نہیں کرتے تھے۔ زینجا۔ یعنی عالم ناسوت، بدست۔ یعنی عالم ملکوت میں گئے۔ بازگشت۔ واپس ہوئے۔ باز۔ شاہین یعنی مولانا حسام الدین مضامین عالیہ کا شکار کرنے کے قابل ہوگئے ایں در یعنی مضامین عالیہ کے فیضان کا دروازہ جو مثنوی کے ذریعہ کھلا ہے۔ آفت۔ اس فیض سے وہ بہرہ بند ہوگا جو خود مست اور شہوت نفس سے بچے گا۔ ایں دہاں یعنی خلق اور زبان کی لذتوں سے دست کش ہو جا۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

اندروں از طعام خالی دار تا دروں نورِ معرفت۔ بنی عیان۔ کھلا ہوا۔ چشم آنکھوں کی پٹی یعنی حلقوم اور منہ کی لذتیں اسرارِ معرفت سے مانع ہیں۔

[۲] بسے وبال۔ اگر انسان حرام لقمہ کھاتا ہے تو دوزخ میں پہنچ جاتا ہے۔ برزخ۔ دو متغایر چیزوں کے درمیان آز دنیاوی زندگی، جنتی اور دوزخی زندگی کے درمیان ہے اس میں جنت اور جہنم دونوں کے آثار ہیں۔ نورِ باقی۔ ابدی روشنی، ہدایت، شیر نفسانی، یعنی اعمال صالحہ جو ہائے خوں، یعنی معاصی گام۔ قدم۔ احتیاط بچاؤ شیر تو یعنی نیکی برائی سے بدل جائیگی ذوق نفس خلود کے شوق میں ممنوعہ درخت سے کھالیا فراق۔ یعنی جنت سے جدائی ہوگئی۔ دیو۔ آدمؑ سے شیطان متنفر تھا اب فرشتے بھاگنے لگے۔ بہرنانِ۔ یعنی گیہوں کے لئے۔

[۳] گرچہ۔ حضرت آدمؑ کی خطا معمولی تھی لیکن "نزدیکاں رابیش بود حیرانی" کی رو سے ان پر عتاب ہوگیا بود آدم۔ معمولی خطا حضرت آدمؑ کے اعتبار سے بڑی سمجھی گئی جیسا کہ آنکھ جیسی شفاف چیز میں معمولی بال بھی بڑا پہاڑ بن جاتا ہے۔

گرد راں ۱ دم اُو بکر دے مشورت
اگر وہ اس وقت مشورہ کر لیتے
در پشیمانی نگفتے معذرت
(تو) شرمندگی میں معذرت نہ کرتے

زانکہ با عقلے چو عقلے جُفت شد
اسلئے کہ ایک عقل جب دوسری عقل کی شریک بنی
مانع بد فعلی و بد گفت شُد
تو برے کام اور بری بات سے مانع ہوئی

نفس با نفسِ دگر چوں یار شُد
ایک نفس جب دوسرے نفس کا یار بنا
عقلِ جزوی عاطل و بیکار شُد
ناقص عقل معطل اور بے کار ہوئی

گرز تنہائی چونا ہیدے شوی
اگر تو تنہائی میں زہرہ جیسا بنے گا
زیرِ ظلِّ یار خورشیدے شوی
یار (پیر) کے سایہ میں آفتاب بنے گا

رَو بجو یار خدائے را تو زُود
جا، خدا کے دوست کی جلد تلاش کرلے
چوں چُناں کر دی خدا یارِ تو بُود
جب تو نے ایسا کرلیا تو خدا تیرا دوست ہے

آنکہ در خلوت نظر بر دوخت ست
جس نے خلوت کو مطمحِ نظر بنا لیا ہے
آخر آں را ہم زیار آموخت ست
آخر اس (خلوت پسندی) کو بھی یار سے سیکھا ہے

خلوت از اغیار باید نے زیار
گوشہ نشینی غیروں سے چاہیے نہ کہ یار سے
پوستیں بہر دے آمد نے ۲ بہار
پوستین ماگھ کے مہینہ کیلئے ہے، نہ کہ موسم بہار کیلئے

عقل با عقلِ دگر دو تا شود
عقل دوسری عقل کے ساتھ مل کر دوگنی ہو جاتی ہے
نور افزوں گشت وَرہ پیدا شود
روشنی بڑھ جاتی ہے اور راستہ نمایاں ہو جاتا ہے

نفس با نفسِ دگر دو تا شود
نفس نفس کے ساتھ مل کر دوگنا ہو جاتا ہے
ظُلمت افزوں گشت وَرہ پنہاں شود
اندھیرا بڑھ جاتا ہے اور راستہ چھپ جاتا ہے

یار چشم تست اے مَردِ شکار
اے شکاری! یار، تیری آنکھ ہے
از خس و خاشاک اُورا پاک دار
کوڑے کرکٹ سے اس کو محفوظ رکھ

ہیں بجاروبِ زباں گردے مکُن
خبردار! زبان کی جھاڑو سے گرد نہ اڑا
چشم را از خس رہ آوردے مکُن
آنکھ کو تنکے کا تحفہ نہ دے

چونکہ مومن ۳ آئینہ مومن بُود
جبکہ مومن، مومن کا آئینہ ہوتا ہے
روئے او ز آلودگی ایمن بُود
اس کا چہرہ آلودگی سے محفوظ رہنا چاہیئے



۱ گرد راں۔ گناہ سے بچ جانے کی ترکیب یہ ہے کہ اہل علم سے مشورہ کر لیا جائے۔ عقلے۔ یعنی مشورہ کرنیوالے کی عقل اور صاحب معرفت کی عقل۔ نفس یعنی امارہ نفس۔ عقلِ جزوی۔ ناقص عقل لہٰذا بری صحبت سے بچنا ضروری ہے۔ ناہید۔ زہرہ ستارہ یار۔ پیر کی صحبت، تنہائی کی عبادت سے زیادہ فیض رساں ہے۔ رو۔ اہل اللہ کی صحبت اللہ کے قرب کا سبب ہے۔ خلوت، تنہائی۔ نظر بر دوختن۔ کسی کو مطمحِ نظر بنا لینا۔ یار۔ یعنی خلوت پسندی کے فوائد کسی شیخ کی صحبت میں ہی سیکھ ہے لہٰذا صحبت مفید ہوئی۔ اغیار بیگانے پوستین۔ بال دار کھال کا لباس دے۔ ماگھ کا مہینہ جس میں سخت سردی پڑتی ہے۔

۲ بہار۔ یعنی پھاگن کا مہینہ، ہر خلوت میں فضیلت نہیں ہے۔ اغیار سے خلوت مفید ہے یار کے ساتھ صحبت مفید ہے۔ دوتا۔ دوگونہ۔ نور افزوں گشت۔ شیخ کی صحبت نور افزا ہے اس سے خلوت اختیار کرنا مفید نہیں ہے۔ نفس۔ برے ساتھی سے خلوت مفید ہے۔ یار۔ جبکہ صحبت شیخ ضروری ہے تو اس کے آداب کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ مردِ شکار شکاری ہیں۔ شیخ کی شان میں بدگوئی نہ ہونی چاہیے۔ پاک دار۔ شیخ راہ ہدایت دکھاتا ہے۔ لہٰذا وہ آنکھ کا کام لیتا ہے۔

۳ مومن۔ حدیث شریف میں ہے۔ مُوْمِنْ مِرَاۃُ الْمُوْمِن یعنی جس طرح آئینہ عیب دکھا دیتا ہے۔ اور اس کو مشہور کرتا نہیں پھرتا ہے اسیطرح ایک مومن کو دوسرے مومن کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیے۔ ایمن۔ محفوظ

یار آئینہ ست جاں را در حَزَن[1] | در رُخِ آئینہ اے جاں دم مَزَن
غم میں، یار جان کا آئینہ ہے | اے پیارے! آئینہ پر پھونک نہ مار

تا نپوشد رُوئے خود را از دَمت | دم فرو بُردن بباید ہر دَمت
تاکہ تیری پھونک سے وہ اپنا منہ نہ چھپا لے | ہر وقت تجھے سانس گھونٹے رہنا چاہیے

کم زخاکی! چونکہ خاکے یار یافت | از بہارے صد ہزار انوار یافت
کیا تو مٹی سے بھی کم ہے؟ جب مٹی نے یار کو پالیا | ایک بہار سے لاکھوں کلیاں حاصل کر لیں

آں[2] درختے کو شود با یار جُفت | از ہوائے خوش زسرتا پا شگفت
وہ درخت جو یار کا ساتھی بنا | عمدہ ہوا سے سر سے پیر تک کھل گیا

در خزاں چوں دید اُو یارِ خلاف | در کشید او زود سر زیرِ لحاف
خزاں کے موسم میں جب اس نے مخالف ساتھی دیکھا | اس نے فوراً سر لحاف کے نیچے کر لیا

گفت یارِ بَد بلا آشفتن ست | چونکہ او آمد طریقم خفتن ست
اس نے کہا، برا ساتھی مصیبت ہے | جب وہ آ گیا تو میرا شیوہ سو جاتا ہے

پس بخسپم باشم از اصحاب کہف | بہ ز دقیانوس باشد خوابِ کہف
پس میں سوجاتا ہوں اصحاب کہف میں سے ہوجاتا ہوں | غار میں سونا، دقیانوس (کی صحبت) سے بہتر ہے

یقظ[3] شاں مصروفِ دقیانوس بُود | خوابِ شاں سَر مایۂ ناموس بُود
انکی بیداری دقیانوس پر صرف ہوتی تھی | ان کا سو جانا عزت کا سرمایہ تھا

خواب بیداریست چوں با دانش ست | وائے بیدارے کہ با ناداں نشست
جو نیند، عقلمندی سے ہے، وہ بیداری ہے | اس بیدار پر افسوس ہے جو نادان کے ساتھ بیٹھا

چونکہ زاغاں خیمہ بر گلشن زدند | بُلبلاں پنہاں شدند و تن زدند
چونکہ کوّوں نے باغ میں ڈیرے ڈال دیئے | بُلبلیں چھپ گئیں اور چپ ہو گئیں

زانکہ بے گلزار بُلبل خامش ست | غیبتِ خورشید بیداری کُش ست
جس طرح کہ بغیر چمن کے بلبل چپ ہے | سورج کا غروب بیداری ختم کر دینے والا ہے



[1] حزن۔ غم یعنی حالت انقباض۔ دم زدن۔ پھونک مارنا، پھونک سے آئینہ دھندلا ہوجاتا ہے۔ ہر دمت۔ یعنی کسی وقت بھی شیخ کے سامنے لاف زنی نہ کرنی چاہیے۔ خاک۔ جب زمین اپنے یار (موسم بہار) سے ہم صحبت ہوتی ہے تو طرح طرح کے پھول اگادیتی ہے۔ مرید کو بھی شیخ کی صحبت سے اسی طرح کا استفادہ کرنا چاہیے۔ انوار۔ جمع نور معنی غنچہ و کلی۔

[2] آں۔ موسم بہار درخت کیلئے یار موافق ہے اس کی صحبت سے درخت شگفتہ ہوجاتا ہے اسی طرح پیر کی صحبت باعث شگفتگی ہو۔ خزاں۔ موسم خزاں درختوں کے لئے یارِ ناموافق ہے درخت اس کی صحبت پسند نہیں کرتے ہیں۔ لہٰذا سو جاتے ہیں یعنی بد صحبت سے خلوت میں سو جانا بہتر ہے۔ اصحاب کہف۔ ان کا پورا قصہ دفتر اول میں گزر چکا ہے۔ ان کے دور میں دقیانوس ظالم بادشاہ تھا یہ بزرگ لوگ اس سے جدا ہوکر غار کی تنہائی میں جاکر سو گئے تھے۔

[3] یقظ۔ بیداری مصروف۔ زیر استعمال۔ ناموس۔ عزت۔ خواب۔ وہ سونا جو بہتر مقصد کے پیش نظر ہو اس بیداری سے بہتر ہے جس میں بروں کی صحبت ملے۔ دانش۔ عقل۔ وائے۔ کلمۂ افسوس ہے۔ نادان۔ عرفانِ حق سے خالی۔ زاغاں۔ زاغ کی جمع ہے، کوا یعنی نااہل لوگ۔ خیمہ زدن۔ مقیم ہو جانا۔ بلبلوں۔ یعنی اہل حق۔ تن زدن۔ خاموش ہو جانا۔ گلزار، گلشن، یعنی حق کے طالب لوگ۔ غیبت خورشید۔ سورج کے غروب کر جانے سے بیداری کے چہچے ختم ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح طالبین کے غائب ہو جانے سے شیخ پر خاموشی طاری ہوجاتی ہے۔

آفتاب[1] ار ترک ایں گلشن کند ‌ ‌ ‌ تا کہ تحت الارض را روشن کند
سورج اگر اس چمن کو چھوڑتا ہے ‌ ‌ ‌ تو اس لئے کہ زمین کے نچلے حصہ کو روشن کرے

آفتاب معرفت را نقل نیست ‌ ‌ ‌ مشرق او غیر جان و عقل نیست
معرفت (خداوندی) کے سورج (پیر) کیلئے منتقل ہونا نہیں ہے ‌ ‌ ‌ اس کی مشرق صرف روح اور عقل ہے

خاصہ خورشید کمالِ کاں سری است ‌ ‌ ‌ روز و شب کردار اُو روشنگری است
خصوصاً وہ آفتاب کمال جو اُس جانب کا ہے ‌ ‌ ‌ اُس کا کام دن رات روشن کرنا ہے

مَطلع شمس آئی گر اسکندری ‌ ‌ ‌ بعد ازاں ہر جا روی نیکو فری
اگر تو سکندر ہے تو سورج کے طلوع ہونے کی جگہ پر آ ‌ ‌ ‌ اس کے بعد جہاں جائے گا نیک بخت ہو گا

بعد ازاں ہر جا روی مشرق بود ‌ ‌ ‌ شرقہا بر مغربت عاشق شود
اس کے بعد تو جہاں جائے گا مشرق ہو گی ‌ ‌ ‌ مشرقیں تیری مغرب کی عاشق ہونگی

حس[2] خفاشت سوئے مغرب دواں ‌ ‌ ‌ حسِ دُر پاشت سوئے مشرق رواں
تیری چمگادڑ والی حس مغرب کی طرف دوڑنے والی ہے ‌ ‌ ‌ تیری موتی برسانے والی حس مشرق کی جانب رواں ہے

راہِ حس راہِ خران ست اے سوار ‌ ‌ ‌ اے خراں را تو مزاحم شرم دار
اے سوار! حس کا راستہ گدھوں کا راستہ ہے ‌ ‌ ‌ تو گدھوں سے بھڑتا ہے شرم کر

پنج حسے ہست جز ایں پنج حس ‌ ‌ ‌ آں چو زرِ سُرخ وایں حسہا چو مس
ان پانچ حواس سے علاوہ پانچ حس اور ہیں ‌ ‌ ‌ وہ سرخ سونے کی طرح ہیں اور یہ حواس تانبے کیطرح ہیں

اندراں بازار کاہل محشر اند ‌ ‌ ‌ حسِ مس را چوں حسِ زر کے خرند
جس بازار میں اہل محشر ہیں ‌ ‌ ‌ تانبے کی حس کو سونے کی حس کی طرح کب خریدتے ہیں؟

حسِ ابداں قوت ظلمت می خورد ‌ ‌ ‌ حسِ جاں از آفتابے می چرد
بدنوں کی حس ظلمت سے روزی حاصل کرتی ہے ‌ ‌ ‌ روح کی حس آفتاب سے غذا حاصل کرتی ہے

اے[3] بردہ رخت حسہا سوئی غیب ‌ ‌ ‌ دست چوں موسیٰ بروں آور ز جیب
اے (وہ ذات) جو حس کے سامان کو غیب کیطرف لے گئی ہے ‌ ‌ ‌ موسیٰ کی طرح ہاتھ کو گریبان سے باہر نکال

اے صفاتت آفتابِ معرفت ‌ ‌ ‌ وآفتاب چرخ بندِ یک صفت
اے وہ کہ تیری صفات پہچان کے لئے سورج ہیں ‌ ‌ ‌ اور آسمان کا سورج ایک صفت کا پابند ہے

---

[1] آفتاب۔ سورج کو فیض رسانی کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا پڑتا ہے۔ زمین کی فوقانی سطح سے منتقل ہو کر زمین کی تحتانی سطح کے باشندوں کو نور پہنچاتا ہے لیکن شیخ اپنی جگہ رہتا ہے اور زمین کے ہر حصے کے باشندوں کو فیض پہنچاتا ہے۔ آفتاب معرفت۔ شیخ کامل۔ مشرق۔ سورج کے طلوع کرنے کی جگہ، جان۔ شیخ کی توجہ سے روح اور عقل روشنی حاصل کرتی ہے۔ خورشید کمال۔ اللہ تعالیٰ۔ آں سر۔ اس جانب یعنی ذاتِ باری عالم امکان سے وراء ہے۔ روشنگری۔ روشنی پہنچانا۔ اسکندری سکندر ذوالقرنین کا واقعہ قرآن پاک میں مذکور ہے یہ نیک بادشاہ تھا اور اس نے مشرق سے مغرب تک اپنی سلطنت کو وسیع کر دیا تھا۔ مطلع شمس۔ اہل اللہ نیکوفر۔ با اقبال۔ مشرق۔ یعنی مطلع انوار۔ مغربت یعنی تیرے وہ حالات جن میں انوار کی کمی ہوگی اس پر مشرقیں قربان ہوں گی۔

[2] حس خفاشت۔ حواس خمسہ ظاہرہ مادی چیزوں کا ادراک کرتے ہیں اور وہ ظلمت کے طالب ہیں۔ حس در باشت۔ انسان کے لطائف ستہ قلب روح نفس۔ سر۔ خفی۔ اخفیٰ۔ مراد ہیں۔ جنکے انکشافات پر معرفت حق بنی ہے۔ آں چو زر۔ مادی حواس لطائف کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ بازار۔ آخرت کے بدار میں لطائف ستہ کی قیمت اٹھے گی۔ قوت۔ روزی۔ حس جاں۔ لطائف۔ آفتاب۔ یعنی ذات باری

[3] اے۔ یہاں سے مولانا نے مناجات شروع کر دی ہے۔ دست چوں موسیٰ حضرت موسیٰ کا ید بیضاء تاریکی کو دور کر دیتا تھا۔ بروں آور۔ تا کہ تیری تجلی نور ہمارے جہل کی تاریکی کو دور کر دے۔ صفاتت۔ صفات خداوندی ذات کی معرفت کا ذریعہ ہیں۔ آفتاب چرخ۔ سورج بھی صفات باری کا مظہر ہے۔

گاہ[۱] خورشید و گہے دریا شوی　　گاہ کوہِ قاف و گہ عنقا شوی

(تو) کبھی سورج اور کبھی دریا (میں متجلی) ہوتا ہے　　کبھی کوہ قاف (میں) اور کبھی عنقا (سیٹرغ بےنشان) ہو جاتا ہے

تو نہ ایں باشی نہ آں در ذاتِ خویش　　اے فزوں از وہمہا وز بیش بیش

اپنی ذات میں تو نہ یہ ہے نہ وہ ہے　　اے وہ ذات جو وہموں سے آگے ہے اور آگے سے بھی آگے ہے

روح[۲] با علم ست و با عقل ست یار　　روح را با تازی و ترکی چہ کار

روح علم اور عقل کی ساتھی ہے　　روح کو ترکی یا عربی سے کیا واسطہ؟

از تو اے بےنقش با چندیں صُوَر　　ہم مُشبِّہ ہم مُوحِّد خیرہ سر

اے بےنقش! اتنے مظاہر کے ہوتے ہوئے تیری وجہ سے　　اہلِ تشبیہ بھی اور اہلِ توحید بھی حیران ہیں

گہ مُشبِّہ را مُوحِّد می کُنی　　گہ مُوحِّد را بصورت رہزنی

تو کبھی اہلِ تشبیہ کو اہلِ توحید بنا دیتا ہے　　کبھی اہلِ توحید کا صورت کی وجہ سے رہزن ہوتا ہے

گہ ترا گوید زمستی بُوالحسن　　یا صَغِیرَ السِّنِّ یَا رَطْبَ الْبَدَنْ

کبھی مستی میں ابوالحسن تجھے کہتا ہے　　اے کم عمر! اے نازک بدن!

گاہ[۳] نقشِ خویش ویراں می کُند　　از پئے تنزیہ جاناں می کُند

کبھی وہ اپنے نقش کو مٹاتا ہے　　تنزیہ کے لئے اپنی جان کھوتا ہے

چشمِ حِس را ہست مذہب اعتزال　　دیدۂ عقل ست سُنّی در وصال

حس کی آنکھ کا مذہب اعتزال ہے　　وصال کے معاملہ میں عقل کی آنکھ سنی ہے

سُخرۂ حِسّ اند اہلِ اعتزال　　خویش را سُنّی نمایند از ضلال

حس کے پابند معتزلی ہیں　　غلطی سے اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتے ہیں

ہر کہ در حِسّ ماند او معتزلی ست　　گرچہ گوید سُنّیم از جاہلی ست

جو حس میں (پھنسا) رہا وہ معتزلی ہے　　اگرچہ وہ کہے "میں سنی ہوں" نادانی ہے

ہر کہ از حِسِ خدا دید آیتے　　در برِ حق ہست بہرِ طاعتے

جس نے حس خداوندی کے ذریعہ کوئی نشانی دیکھ لی　　وہ اطاعت کیلئے اللہ (تعالیٰ) کی جناب میں ہے

ہر کہ بیروں شد ز حِسّ سُنّی ویست　　اہلِ بینش چشمِ عقلِ خویش بست

جو شخص حس سے بالا تر ہو گیا وہ سنی ہے　　اہلِ نظر نے اپنی عقل کی آنکھ بند کر لی ہے



[۱] گاہِ خورشید۔ یہ تمام چیزیں مظاہر قدرت ہیں۔ تو نہ مظاہر قدرت عینِ ذات باری نہیں ہیں اس کی ذات وہم سے بھی وراالوراء ہے۔

[۲] روح۔ روح اگر چہ مادی بدن میں متصرف ہے۔ لیکن مادی اثر سے منزہ ہے۔ مُشبِّہ۔ وہ لوگ جو خدا کو مخلوقات سے تشبیہ دیتے ہیں۔ مُوحِّد وہ لوگ جو خدا کو ذات وصفات میں یکتا مانتے ہیں۔ خیرہ سر۔ حیران، یعنی دونوں گروہوں میں سے اس کی حقیقت تک کوئی نہیں پہنچ سکا۔ گہ مشبہ۔ مشبہ حیران ہو کر تنزیہ کا قائل ہو جاتا ہے اور موحد بن جاتا ہے۔ کبھی موحد حیران ہو کر تشبیہ کا قائل ہو جاتا ہے۔ ابوالحسن۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت سے مراد عارف کامل ہے جو کسی بچہ میں جلوہ دیکھ کر مشبہ کے الفاظ بول جاتا ہے۔ صغیر السن۔ کم عمر۔ طب البدن۔ نازک بدن۔

[۳] گاہ۔ موحد غلبہ تنزیہ میں اپنے وجود کو ہی معدوم سمجھنے لگتا ہے اور صرف ذات واحد کو موجود مانتا ہے۔ چشم حس۔ ظاہری آنکھ۔ مذہب اعتزال۔ معتزلہ کا عقیدہ کہ حشر میں بھی دیدار خدا ناممکن ہے۔ دیدہ عقل۔ باطنی بصیرت کا تقاضہ ہے کہ دیدارِ حق ہو گا یہ اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ سخرہ حس۔ جو سنی محض حس ظاہری رکھتے ہیں۔ وہ بھی حقیقتاً معتزلی ہیں انکو بھی دیدارِ حق میسر نہ آئے گا سنی درحقیقت وہ ہے جو باطنی بصیرت پیدا کرے اور دیدارِ حق کر سکے۔ حس خدا حس باطن۔ آیت۔ نشانی۔ بر۔ پیش جناب۔ بہر طاعتے۔ اللہ کی کسی نشانی میں اللہ کے جمال کا مشاہدہ کرنا مستقل عبادت ہے۔ اہل بینش۔ صاحب نظر عقل وحواس سے کام نہیں لیتا ہے وہ بصیرت قلبی سے کام لیتا ہے۔

گر بدیدے حسِّ ۱ حیواں شاہ را ‏— پس بدیدے گاؤ و خر اللہ را
اگر حیوانی حس ، شاہ کو دیکھ سکتی ‏— تو گاؤ اور خر (بھی) اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتے

گر نبودے حسِّ دیگر مر ترا ‏— جز حسِ حیوانِ بیروں از ہوا
اگر دوسری حس تیرے لئے مخصوص نہ ہوتی ‏— حیوانی حس کے علاوہ، خواہش نفسانی سے بالاتر

پس نبی آدمؑ مکرّم کے بُدے ‏— کے بہ حسِّ مشترک محرم شدے
تو بنی آدمؑ مکرم کب ہوتے؟ ‏— مشترک حس کی وجہ سے محرم (راز) کب ہوتے؟

نامُصوّر ۲ یا مُصوّر گفتنت ‏— باطل آمد بے زصورت رفتنت
تیرا (خدا کو) با صورت یا بے صورت کہنا ‏— بے کار ہے جب تک کہ تو صورت سے نہ گزر جائے

نامُصوّر یا مُصوّر پیشِ اوست ‏— کو ہمہ مغز ست بیروں شد ز پوست
باصورت یا بے صورت تو اس کے سامنے ہے ‏— جو مجسم مغز ہے، چھلکے سے بالا ہے

گر تو کوری نیست براعمیٰ حرج ‏— ورنہ رَو کالصَّبرُ مِفتاحُ الفَرَج
اگر تو اندھا ہے تو اندھے پر کوئی گناہ نہیں ‏— ورنہ جا "صبر کرنا کشادگی کی کنجی ہے"

پردہائے دیدہ را داروئے صبر ‏— ہم بسوزد ہم بسازد شرحِ صدر
(ظاہری) آنکھ کے پردوں کو داروئے صبر ‏— جلا بھی دیتی ہے اور شرح صدر بھی کر دیتی ہے

آئینہ ۳ دل چوں شود صافی و پاک ‏— نقشہا بینی برُوں از آب و خاک
دل کا آئینہ جب صاف و پاک ہو جائے گا ‏— تو آب و خاک سے بالا تر نقش دیکھے گا

ہم بہ بینی نقش وہم نقّاش را ‏— فرشِ دولت را وہم فرّاش را
نقش بھی دیکھے گا اور نقاش کو بھی ‏— دولت کے فرش کو اور نیز فرش کرنیوالے کو

چوں خلیلؑ آمد خیالِ یارِ من ‏— صورتش بُت معنیٔ اُو بُت شکن
میرے یار کا خیال خلیل (اللہ) کی طرح ثابت ہوا ‏— اس کا ظاہر بت اور اس کی حقیقت بت شکن ہے

شکر یزداں را کہ چوں اُو شد پدید ‏— در خیالِ اُو خیالِ حق رسید
خدا کا شکر ہے کہ وہ جب ظاہر ہوا ‏— اس کے تصور میں اللہ تعالیٰ کا تصور حاصل ہوا

شکر معطی را کہ چوں اُو در رسید ‏— در خیالش جاں خیالِ خود بدید
داتا کا شکر ہے کہ جب وہ خیال میں آیا ‏— اس کے خیال میں جان نے اپنا خیال دیکھا



۱ حس حیواں۔ ظاہری حس۔ شاہ اللہ تعالیٰ۔ حس دیگر۔ حس باطنی۔ بیروں از ہوا۔ ہوا و ہوس سے بالاتر مکرم۔ قرآن میں ہے لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ "اور البتہ ہم نے بنی آدم کو عزت دی۔" حس مشترک یعنی وہ حواس جو حیوان اور انسان میں مشترک ہیں۔ محرم۔ راز داں۔

۲ نامصوّر۔ یعنی خدا کا باصورت ہونا یا صورت سے منزہ ہونا اس شخص کیلئے متحقق ہے جو مجاہدے کر کے سراپا مغز بنگیا ہو۔ کوری۔ کور ہستی۔ اعمیٰ۔ نا بینا۔ حرج۔ تنگی، گناہ، ورنہ۔ اگر استعداد ہی مفقود ہے تو مجبوری ہے ورنہ صبر سے مجاہدات کرو گے تو یہ مقام حاصل ہو جائے گا۔ سوزد۔ یعنی صبر آنکھوں کے پردے ہٹادے گا۔

۳ آئینہ دل۔ بغیر اضافت کے پڑھا جائے۔ آب و خاک۔ عالم ناسوت نقش یعنی مخلوق نقاش، یعنی خالق۔ فرش دولت دربار۔ فراش۔ یعنی اللہ تعالیٰ خلیل۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ خیالِ یار۔ تصور شیخ، حضرت ابراہیم نے ستارے کو دیکھ کر هٰذَا رَبِّیْ "یہ میرا رب ہے" کہا یہ ایک مدعی تھا جو بظاہر بت پرستی تھی لیکن درا صل اس کا اثبات اس کے ابطال کیلئے تھا جو بت شکنی تھی اسی طرح تصور شیخ بظاہر بت پرستی ہے لیکن چونکہ وہ اللہ تک پہنچاتا ہے اسلئے حقیقتاً وہ بت شکنی ہے۔ شکر یزداں۔ تصور شیخ نے اللہ تعالیٰ کے تصور تک پہنچادیا۔ چوں او۔ تصور شیخ یعنی شیخ کے تصور کے ذریعہ ہمیں اپنے نفس کی حقیقت معلوم ہوگئی اور اس کے ذریعہ معرفت خداوندی حاصل ہوئی۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ "جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا۔"

خاکِ درگاہت دلم رامی فریفت[۱] | خاک بروے کوز خاکت می شگیفت
تیری درگاہ کی خاک نے میرے دل کو فریفتہ کر دیا | اس پر خاک جس نے تیری خاک سے بے نیازی برتی

گفتم ار خوبم پذیرد ایں ازو | ورنہ خود خندید بر من زشت رُو
میں نے کہا اگر میں اچھا ہوں تو وہ (اللہ) اس (خوبی) کو اس دل یعنی مجھ سے قبول کریگا | ورنہ مجھ بدصورت پر ہنس دے گا

چارہ آں باشد کہ خود رابنگریم | در خورِ آنیم و یا نادر خوریم
تدبیر یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو دیکھیں | ہم اس کے لائق ہیں یا نالائق ہیں

اُو جمیل ست و یُحِبُّ لِلْجَمَال | کے جوانِ نوگزیند پیرہ زال
وہ حسین ہے اور حُسن کو پسند کرتا ہے | بوڑھی عورت کو نوجوان کب قبول کرتا ہے؟

طَیِّبَات از بہرِ کہ لِلطَّیِّبِین | خوب خوبی راکند جذب ایں یقیں
پاکیزہ عورتیں کس کے لئے ہیں، پاک مردوں کے لئے | اچھا، اچھائی کو جذب کرتا ہے، یہ یقینی بات ہے

خوب خوبی راکند جذب[۲] ایں بداں | طیبات و طیّبین بروے بخواں
اچھا، اچھائی کو جذب کرتا ہے، سمجھ لے | طیبات اور طیبین اس پر پڑھ دے

در ہرآں چیزے کہ تو ناظر شوی | می کُند باجنس سیرائے معنوی
تو جس چیز کو بھی دیکھے گا | اے معنیٰ شناس! وہ اپنی ہم جنس کیساتھ چلتی ہے

در جہاں ہر چیز چیزے جذب کرد | گرم گرمی راکشید و سَرد سَرد
دنیا میں ہر ایک چیز نے ایک چیز کو جذب کیا ہے | گرم نے گرمی کو کھینچا اور سرد نے سردی کو

قسمِ[۳] باطل باطلاں رامی کشند | باقیاں از باقیاں ہم سَر خوشند
باطل قسم باطلوں کو کھینچتی ہے | باقی رہنے والے باقی رہنے والوں سے خوش ہیں

ناریاں مرناریاں را جاذِب اند | نوریاں مر نوریاں را طالبِ اند
جہنمی جہنمیوں کو کھینچنے والے ہیں | نوری، نوریوں کے طالب ہیں

صَافِ راہم صافیاں راغِب شوند | دُردراہم تیرگاں جاذِب بُوندِ
صاف لوگ، صاف کی طرف راغب ہوتے ہیں | بد باطن، تلچھٹ کو حاصل کرتے ہیں

زنگ راہم زنگیاں باشند یار | روم رابا رومیاں افتاد کار
حبشی کے حبشی دوست ہوتے ہیں | رومی کا، رومیوں سے واسطہ ہے

چشم چوں بستی ترا جاں کندنیست | چشم را از نورِ روزن صبر نیست
تو نے جب آنکھ بند کی، تجھے بیقراری ہے | آنکھ روزن کے نور سے صبر نہیں کر سکتی ہے

۱ فریفتن ۔ عاشق بنانا۔ شگیفتن۔ بے نیاز ہونا۔ ازو۔ از دل۔ زِشت رو۔ بدصورت۔ چارہ۔ تدبیر۔ در خور۔ لائق۔ پیرہ زال۔ بوڑھی عورت ایں۔ یقیں۔ یہ یقینی بات ہے۔

۲ جذب کشش۔ طیبات۔ قرآن پاک میں ہے۔ اَلطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ "پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں" ناظر دیکھنے والا۔ اے معنوی اے حقیقت میں۔

۳ قسم۔ فرقہ گروہ باقیاں اہل ہدایت ناریاں۔ جہنمی۔ نوریاں۔ جنتی۔ صافیاں صاف باطن تیرگا۔ سیاہ باطن ۔ زنگ۔ حبشی۔ روم۔ رومی۔ جاں کندنی گھبراہٹ۔ روزن۔روشندان

چشم چوں بستی ترا تاسہ[1] گرفت ‏ نورِ چشم از نورِ روزن می شگفت
جب تو نے آنکھ بند کی، تجھے گھبراہٹ نے پکڑا ‏ آنکھ کا نور روزن کے نور سے کھلتا ہے

تاسہ تو جذبِ نورِ چشم بُود ‏ تا بہ پیوندد بہ نورِ روز زُود
تیری بیقراری آنکھ کے نور کا جذبہ تھی ‏ تا کہ جلد دن کی روشنی سے وابستہ ہو جائے

چشم باز ار تاسہ گیرد مر تُرا ‏ دانکہ چشمِ دل بہ بستی بر گُشا
کُھلی ہوئی آنکھ، اگر تجھے بیقرار کرے ‏ سمجھ لے کہ تو نے دل کی آنکھ بند کی ہے، کھول لے

آں[2] تقاضائے دو چشمِ دل شناس ‏ کو ہمی جوید ضیائے بیقیاس
سمجھ لے یہ دل کی دونوں آنکھوں کا تقاضا تھا ‏ کیونکہ وہ بے اندازہ روشنی چاہتی ہیں

چوں فراقِ آں دو نُورِ بے ثُبات ‏ تاسہ آوردت کشادی چشمہات
جبکہ دو ناپائدار نوروں کی جدائی نے ‏ تجھے بیقرار کر دیا، تو نے اپنی آنکھیں کھولدیں

چوں فراقِ آں دو نورِ پائدار ‏ تاسہ چوں آرد مر آں را پاس وار
تو دو پائدار نوروں کی جُدائی ‏ کیسی بے قراری پیدا کرے گی، اس کا خیال رکھ

اُو چو می خواند مرا من بنگرم ‏ لائق جذبم و یا بد پیکرم
وہ جب مجھے بُلاتا ہے میں غور کرتا ہوں ‏ میں کشش کے قابل ہوں یا بد صورت ہوں

گر لطیفے زشت را در پے کُند ‏ تسخرے باشد کہ اُو بروے کُند
اگر کوئی خوبصورت، بد صورت کا پیچھا کرے ‏ یہ ایک مذاق ہوتا ہے جو وہ اس سے کرتا ہے

کے ببینم رُوئے خود را اے[3] عجب ‏ تا چہ رنگم ہمچو روزم یا چو شب
تعجب ہے میں اپنا چہرہ کب دیکھتا ہوں؟ ‏ جو یہ کہوں کہ میں کس رنگ کا ہوں میں دن کیطرح ہوں یا رات کی مانند

نقشِ جانِ خویش می جُستم بسے ‏ ہیچ می نمود نقشم از کسے
میں نے اپنی جان کا نقش بہت تلاش کیا ‏ (لیکن) میرا نقش کسی سے رونما نہ ہوا

گفتم آخر آئینہ از بہرِ چیست ‏ تا بداند ہر کسے کہ جنسِ کیست
میں نے کہا آخر آئینہ کس لئے ہوتا ہے ‏ (اسی لئے) کہ ہر شخص یہ جان لے کہ وہ کس جنس کا ہے

آئینہ آہن برائے پوستہاست ‏ آئینہ سیمائے جاں سنگیں بہاست
لوہے کا آئینہ جسموں کے لئے ہے ‏ جان کے چہرے کا آئینہ بہت قیمتی ہے

آئینہ جاں نیست اِلا روئے یار ‏ روئے آں یارے کہ باشد زاں دیار
جان کا آئینہ یار کے چہرے کے علاوہ نہیں ہے ‏ اس یار کا چہرہ جو اس دیار (عالم ملکوت) کا ہو

---

[1] تاسہ۔ بیقراری۔ نورِ چشم۔ آنکھ کا نور بیرونی نور کا طالب ہے۔ اور نہ گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ چشم باز۔ آنکھ کھلی ہوئی ہونے پر اگر گھبراہٹ طاری ہو تو سمجھ لے کہ یہ اضطراب دل کی آنکھ بند ہونے کی وجہ سے ہے۔

[2] آں تقاضائے۔ دل کی گھبراہٹ دل کی آنکھیں بند ہونے کی وجہ سے ہوئی جو لاانتہا نور کا مشاہدہ چاہتی ہیں۔ دو نور۔ یعنی دل کی آنکھ کا نور اور لامحدود نور۔ بد پیکر۔ بدصورت گر لطیفے۔ جب یہ طے ہے کہ ہم جنس ہم جنس کا طالب ہوتا ہے تو اگر حسین کسی بدصورت کا طالب بنتا ہے تو وہ محض مذاق کے لئے ہوتا ہے۔

[3] اَے عجب اس کا تعلق اگلے شعر کے دوسرے مصرع سے ہے۔ ہمچو روز۔ یعنی منور چو شب۔ یعنی سیاہ باطن نقش جان۔ شیخ کے ذریعہ مرید کی حقیقی تصویر سامنے آجاتی ہے یعنی میں نے ایسا شیخ تلاش کیا جس کی وجہ سے مجھ پر اپنی حقیقت واضح ہو جائے۔ گفتم۔ آئینہ میں دیکھ کر اپنی خوبصورتی و بدصورتی پہچان لی جاتی ہے۔ آئینہ سیمائے جاں جس آئینہ میں باطن کی خوبصورتی و بدصورتی نظر آئی ہے وہ مرشد و شیخ ہے جو بہت قیمتی چیز ہے۔ روئے یار۔ شیخ۔ کی صحبت میں اپنے نقائص نظر آجاتے ہیں۔ آں دیار یعنی وہ شیخ جس کا تعلق عالم ملکوت سے ہو۔

گفتم اے دل آئینۂ[1] کلّی بجو	روبدریا کار برنا یدز جو
میں نے کہا اے دل! مکمل آئینہ تلاش کر	دریا پر جا، نہر سے کام نہ چلے گا
زیں طلب بندہ بکوئے تو رسید	درد مریم را بخُرما بُن کشید
اس طلب کی وجہ سے غلام تیرے کوچہ میں پہنچا	مریم کو درد کھجور کے درخت کی طرف لے گیا
دیدۂ توچوں دلم رادیدہ شد	صد دلِ نادیدہ غرقِ دیدہ شد
تیرا نور جب میرے دل کا نور بن گیا	سینکڑوں نہ دیکھے ہوئے دل دیکھے ہوئے میں سما گئے
آئینہ کلّی بر آوردم زد ود	دیدم اندر آئینہ نقشِ تو بود
میں نے دھویں سے مکمل آئینہ نکالا	میں نے دیکھا آئینہ میں تیرا نقش تھا
آئینہ کلّی ترا دیدم اَبَد	دیدم اندر چشمِ تو من نقشِ خود
میں نے تجھے ہمیشہ مکمل آئینہ سمجھا	میں نے تیری آنکھوں میں اپنا نقش دیکھا
گفتم[2] آخر خویش رامن یافتم	دردو چشمش راہِ روشن یافتم
میں نے کہا بلا آخر میں نے اپنے آپ کو پا لیا	اس کی دونوں آنکھوں میں روشن راستہ پا لیا
گفت وہم کاں خیالِ تست ہاں	ذاتِ خود را از خیالِ خود بداں
میرے وہم نے کہا کہ یہ تیرا خیال ہے خبردار!	اپنی ذات کو اپنا خیال سمجھ
نقشِ من از چشمِ تو آواز داد	کہ منم تو تومنی در اتحاد
میرے نقش نے تیری آنکھ میں سے آواز دی	کہ میں تو ہوں تو میں ہے، یگانگت میں
کاندریں[3] چشمِ مُنیر بے زوال	از حقائق راہ کے یابد خیال
اس روشن، حقائق سے بے زوال آنکھ میں	خیال راستہ کب پا سکتا ہے؟
دردو چشمِ غیرِ من تو نقشِ خود	گر ببینی آں خیالے دان وَردّ
میرے علاوہ کسی کی دونوں آنکھوں میں اپنا نقش	اگر تو دیکھے تو اس کو (محض) خیال اور (قابل) رد سمجھ
زانکہ سرمہ نیستی درمی کشد	بادہ از تصویرِ شیطاں می چشد
اس لئے کہ وہ نیستی کا سرمہ لگاتا ہے	(اور) شیطان کی تصویر سے شراب پیتا ہے
چشمِ او خانہ خیالست و عدم	نیستہا را ہست بیند لَا جَرَم
اس کی آنکھ عدم اور خیال کا گھر ہے	لا محالہ وہ معدوم کو موجود دیکھتا ہے



[1] آئینہ کلی۔ یعنی شیخ کامل دریا۔ یعنی شیخ کامل۔ جو۔ نہر یعنی ناقص۔ پیر۔ مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کی والدہ۔ خرمابن۔ کھجور کا درخت حضرت مریمؑ کے درد زہ کا اضطراب کھجور کے سائے۔ پھل اور ٹھنڈے پانی اور بچہ کے دیدار سے رفع ہوا تھا۔ صدؔ دل۔ نادیدہ۔ میرا دل جو بے معرفت ہونے میں سو دلوں کی برابر تھا۔ بر آوردم زدود۔ یعنی میں نے نور مطلق کو تعینات کے دھویں سے جدا کیا تو اسمیں تیرا نقش محسوس کیا۔ آئینہ کلی۔ مکمل آئینہ۔ اَبَد۔ ہمیشہ چشم تو۔ دل کا دیدۂ بصیرت۔

[2] گفتم۔ شیخ کے آئینہ دل میں اپنی صورت دیکھ کر اطمینان ہو گیا۔ اور اس کی وجہ سے مجھے راہ ہدایت حاصل ہوئی۔ خیال۔ خیالی بات۔ ہاں۔ تنبیہ کا کلمہ ہے۔ ذات۔ نفس الامری صورت۔ نقش۔ میری صورت نے بتایا کہ یہ صورت واقعی ہے محض خیالی نہیں ہے۔

[3] کاندریں چشم۔ یعنی میرے نقش نے یہ بھی کہا کہ شیخ کی چشم دل میں جو کہ ہمیشہ حقائق سے وابستہ ہے کوئی غیر واقعی خیالی چیز نہیں سما سکتی۔ دردو چشم غیر۔ ناقص کی چشم دل میں غیر حقیقی چیز نمودار ہو سکتی ہے نیستی۔ عالم فانی۔ بادہ شراب۔ تصویر۔ تخیل۔ می چشد۔ چونکہ وہ ناقص ہے اور اس کی چشم بصیرت عالم سفلی میں پھنسی ہوئی ہے وہاں شیطانی تصور پہنچ جاتا ہے۔ خانہ خیال۔ یعنی اس کی آنکھ میں غیر حقیقی چیزیں گھر کئے ہوئے ہیں۔

چشمِ من چوں سُرمہ دید از ذوالجلال ۱ | خانہ ہستی ست نے خانہ خیال
میری آنکھ نے جبکہ جلال والے (اللہ) کا سُرمہ دیکھا ہے | وہ موجود کا خانہ ہے، نہ کہ خیال کا

تا یکے مُو باشد از ہستیِ تو | در خیالت گم شود مستیِ تو
جب تک تیری ہستی کا ایک بال بھی رہے گا | تیری مستی تیرے خیال میں گم ہو جائے گی

تا یکے مُو باشد از تو پیشِ چشم | در خیالت گوہرے باشد چو یشم
جب تک تیرا ایک بال بھی آنکھ کے سامنے ہوگا | تیرے خیال میں موتی، سنگِ یشم ہو گا

یشم را آنگہ شناسی از گہر | کز خیالِ خود کُنی کُلّی گذر
تو یشم (پتھر) اور موتی میں اسوقت تمیز کر سکیگا | جب اپنے خیال سے بالکلیہ گز جائے گا

یک حکایت بشنوائے گوہر شناس | تابدانی تو عیاں را از قیاس
اے موتی کو پہچاننے والے! ایک حکایت سن لے | تاکہ تو مشاہدہ کو قیاس سے (جُدا) جان لے

ہلال پنداشتنِ آں شخص خیال را در عہدِ امیر المومنین عمرؓ
امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص کا خیال کو چاند سمجھ لینا

ماہِ ۲ روزہ گشت در عہدِ عُمرؓ | بر سرِ کوہے دوید نداں نفر
(حضرت) عمرؓ کے زمانے میں رمضان آیا | سب پہاڑ کی چوٹی پر گئے

تا ہلالِ روزہ راگیر ند فال | آں یکے گفت اے عمرؓ اینک ہلال
تاکہ روزے کے چاند سے (نیک) فال لیں | ایک شخص بولا، اے عمرؓ! چاند یہ ہے

چوں عمرؓ بر آسماں مہ را ندید | گفت کایں مہ از خیالِ تو دمید
جب (حضرت) عمرؓ نے آسمان پر چاند نہ دیکھا | فرمایا یہ چاند تیرے خیال سے چمکا ہے

ورنہ من بینا ۳ ترم افلاک را | چوں نمی بینم ہلالِ پاک را
ورنہ میں تو آسمانوں کو زیادہ دیکھنے والا ہوں | پاک چاند کو کیوں نہ دیکھ لوں گا؟

گفت تر کُن دست و برابرو بمال | آنگہاں تو بر نگر سُوئے ہلال
فرمایا ہاتھ تر کر اور ابرو پر مل | پھر تو چاند کی طرف دیکھ

چونکہ اُوتر کرد ابرو مہ ندید | گفت اے شہ نیست مہ شد ناپدید
جب اس نے ابرو تر کر لی چاند کو نہ دیکھا | بولا، اے شاہ! چاند نہیں ہے، وہ غائب ہو گیا

گفت آرے مُوئے ابرو شد کماں | سُوئے تو افگند تیرے از گماں
فرمایا ہاں ابرو کا بال کمان بن گیا | اس نے تیری جانب گمان کا تیر چلا دیا

۱ ذوالجلال۔ اللہ تعالیٰ کے تصور کے ساتھ باطل جمع نہیں ہو سکتا۔ تا یکے مو۔ یعنی جب تک عالم ناسوت سے ادنیٰ تعلق رہے گا۔ مستی۔ تو۔ عالم وجد۔ یشم۔ ایک کم قیمت پتھر ہے۔ کلّی گزر فنا کے بعد حقائق منکشف ہوں گے۔ عیاں۔ مشاہدہ قیاس۔ تخمینی بات۔

۲ ماہِ روزہ۔ رمضان شریف۔ نفر۔ جماعت۔ فال۔ نیک شگون۔ تو خیال تو یعنی تیرا چاند محض خیالی ہے۔

۳ بیناتر۔ حضرت عمرؓ کی نگاہ اس سے زیادہ تیز تھی یا حضرت عمرؓ کا اپنے کشف کی طرف اشارہ تھا۔

چوں یکے مُوکژ شد از ابروئے اُو | شکلِ ماہے نو نمود آں موئے اُو
جب اس کی ابرو کا ایک بال ٹیڑھا ہوا | اس کے بال نے نئے چاند کی شکل نمودار کر دی

چوں یکے مُوکژ شد اورا راہ[۱] زد | تابد عویٰ لافِ دید ماہ زد
جب ایک بال ٹیڑھا ہوا اس نے گمراہ کر دیا | یہاںتک کہ دعوے کیساتھ چاند دیکھنے کی ڈینگ ماری

موئے کژ چوں پردہ گردوں بُود | چوں ہمہ اَجزات کژ شد چوں بُود
ٹیڑھا بال جب آسمان کا پردہ بن گیا | جب تیرے تمام اجزاء ٹیڑھے ہوجائیں تو کیا ہوگا؟

راست کُن اَجزات را از راستاں | سَرمکش اے راست روزاں آستاں
سچوں کے ذریعہ اپنے اجزا سیدھے کر لے | اے سیدھا چلنے والے اس چوکھٹ سے سر نہ ہٹا

ہم ترا زورا ترا زوراست کرد | ہم ترا زورا ترازو کاست کرد
ترازو ہی ترازو کو برابر کرتی ہے | ترازو ہی ترازو کو کم کر دیتی ہے

ہرکہ بانا راستاں ہم سَنگ شد | در کمی اُفتاد و عقلش دنگ شد
جو گمراہوں کے ساتھ تلا | کمی میں مبتلا ہوا اور اس کی عقل ماری گئی

رَو اَشِدَّاء[۲] عَلَی الْکُفَّار باش | خاک بر دلداریِ اغیار پاش
جاہ کفار پر بھاری پڑ | بیگانوں کی دلداری پر خاک ڈال

بر سَرِ اغیار چوں شمشیر باش | ہیں مکُن روباہ بازی شیر باش
بیگانوں کے سر پر تلوار بن | خبردار! مکاری نہ کر، شیر بن

تاز غیرت از تو یاراں نگسلند | زانکہ آں خاراں عدوے ایں گلند
تاکہ غیرت کی وجہ سے تجھ سے یار نہ کٹ جائیں | اسلئے کہ وہ کانٹے (اغیار) اس گلستان (وحدت) کے دشمن ہیں

آتش[۳] اندر زن بگرگاں چوں سپند | زانکہ ایں گرگاں عدوے یوسف اند
کالے دانہ کی طرح ان بھیڑیوں (اغیار) میں آگ لگادے | کیونکہ یہ بھیڑیئے یوسف (محبوب حقیقی) کے دشمن ہیں

جانِ بابا گویدت ابلیس ہیں | تابہ دَم بفریبدت دیوِ لعیں
خبردار! شیطان تجھے جان پدر کہے گا | تاکہ لعین شیطان تجھے فریب میں پھنسا لے

ایں چنیں تلبیس بابا بات کرد | آدمؑ را ایں سیہ رُخ مات کرد
شیطان نے تیرے باپ (حضرت آدمؑ) سے ایسی ہی مکاری کی | (حضرت) آدمؑ کو اس سیاہ رو نے ہرا دیا

بر سَرِ شطرنج چُست ست ایں غراب | تو مبیں بازی بچشمِ نیم خواب
یہ کوا شطرنج پر چُست (ہو کر بیٹھا) ہے | تو بازی کو اونگھتی آنکھ سے نہ دیکھ

۱۔ راہ زد۔ گمراہ کر دیا۔ لاف۔ بیہودہ دعویٰ۔ اجزات۔ اجزائے تو۔ راستاں۔ عارفین۔ سرکش۔ رو گردانی نہ کر۔ ترازو۔ یعنی ترازو کا باٹ۔ کاست۔ کم۔ ہم سنگ شدن۔ برابر تلنا۔ دنگ شدن۔ حیران ہونا۔
۲۔ اشدّاء۔ شدید کی جمع ہے سخت۔ اغیار۔ غیر کی جمع ہے۔ پاش۔ چھڑک۔ روباہ بازی۔ مکاری۔ تاز غیرت۔ غیروں سے جڑنا، اپنوں سے ٹوٹنا ہے۔ خاراں۔ یعنی اللہ سے بیگانے۔ گل۔ ذاتِ خداوندی
۳۔ آتش زدن۔ برباد کرنا۔ گرگاں۔ یعنی اللہ کے دشمن۔ سپند۔ کالا دانہ جو بہت جلد آگ پکڑ لیتا ہے۔ اور نظر بد کے دفع کرنے کیلئے اس کو جلایا جاتا ہے۔ یوسف یعنی محبوب حقیقی، حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے اپنے باپ حضرت یعقوبؑ سے کہا تھا کہ یوسفؑ کو بھیڑیئے نے کھالیا، اگرچہ یہ غلط تھا مولانا نے ان کے قول کے مطابق بھیڑیئے اور حضرت یوسفؑ کی دشمنی کو ذکر کر دیا ہے۔ جانِ بابا۔ نورِ نظر لاڈلا بیٹا۔ دَم۔ فریب۔ بابا بات۔ بابائے تو۔ مات۔ شاہِ شطرنج کو مقید کر دینا۔ جس شطرنجی کا شاہ مقید ہو جائے وہ ہار جاتا ہے لہٰذا "مات کردن" مطلقاً ہرا دینے کے معنی میں مستعمل ہوجاتا ہے۔

زانکہ فرزیں بندہا داند بسے | کہ بگیرد در گلویت چوں خسے
اس لئے کہ وہ فرزین کے بہت سے گھراؤ جانتا ہے | تاکہ تیرے گلے میں تنکے کی طرح پھنس جائے

در گلو ماند خسِ او سالہا | چیست آں خس مہرِ جاہ و مالہا
اس (شیطان) کا تنکا گلے میں سالہا رہتا ہے | وہ تنکا کیا ہے؟ رتبہ اور مال کی محبت

مال خس باشد چو ہست آں بے ثبات | در گلویت مانعِ آبِ حیات
مال چونکہ فانی ہے، وہ تنکا ہے | تیرے گلے میں وہ آبِ حیات سے مانع ہے

گر برد مالت عدوّے پُر فنے | رہزنے را بُردہ باشد رہزنے
اگر کوئی چالاک دشمن تیرا مال لے جائے | ایک ڈاکو، دوسرے ڈاکو کا مال لے گیا

دزدیدنِ مار گیرے مارے را از مار گیرے دیگر
ایک سپیرے کا دوسرے سپیرے کے سانپ کو چُرانا

دُزد[۲] کے از مارگیرے مار بُرد | زابلہی آں را غنیمت می شمرد
ایک چور، ایک سپیرے کا سانپ لے گیا | بیوقوفی سے اس کو (مال) غنیمت سمجھ رہا تھا

وار ہید آں مار گیر از زخمِ مار | مار کشت آں دز درا بس زار زار
وہ سپیرا، سانپ کے زخم سے بچ گیا | سانپ نے اس چور کو بری طرح مار ڈالا

مار گیرش دیدش بشناختش | گفت از جاں مارِ من پرداختش
سپیرے نے اس کو دیکھا تو پہچان گیا | بولا، اس کو میرے سانپ نے بے جان کیا ہے

در دُعا می خواستے جانم ازو | کِش بیابم، مار بستانم ازو
دعا میں میری جان اس کو طلب کرتی تھی | کہ میں اس کو پکڑ لوں، سانپ اس سے لے لوں

شکر حق راکاں دُعا مردود[۳] شد | من زیاں پنداشتم آں سود شد
اللہ (تعالیٰ) کا شکر ہے کہ وہ دعا مردود ہو گئی | میں نے نقصان سمجھا تھا وہ نفع ہوئی

بس دعا ہا کاں زیانست ہلاک | از کرم می نشنو دیزدانِ پاک
بہت سی دعائیں جو نقصان اور ہلاکت ہیں | اللہ پاک ان کو کرم کی وجہ سے قبول نہیں کرتا ہے

مُصلح ست او مصلحت را داند او | کاں دعا را بازمی گرداند او
وہ مُصلح ہے اور مصلحت کو جانتا ہے | کہ اس دعا کو وہ لوٹا دیتا ہے

واں دعا گوینده شاکی می شود | مے بَرد ظنّ بدواں بد بُوَد
دعا کرنے والا شاکی ہوتا ہے | برا گمان کرتا ہے، اور یہ بدگمانی بری ہوتی ہے

---

[۱] فرزیں۔ شطرنج کے مہروں میں بمنزلہ وزیر کے ہوتا ہے۔ جو دورخی چال چل سکتا ہے اس کے گھر جانے سے مات دیدینا آسان ہو جاتا ہے۔ فرزیں بند ایسی چال کو کہا جاتا ہے جس میں فرزین گھر جائے۔ خس۔ گھاس کا تنکا۔ مہر۔ محبت جاہ مرتبہ۔ بے ثبات۔ ناپائیدار۔ آبِ حیات۔ وہ پانی جس سے ابدی زندگی حاصل ہوجاتی ہے۔ پُرفن۔ مکار۔ رہزنے۔ مال بھی راہزن ہی گمراہ کردیتا ہے۔

[۲] دُزدک۔ کمینہ چور۔ مار گیر۔ سپیرا۔ وار ہید۔ نجات پا گیا۔ زخمِ مار۔ سانپ کا ڈسنا۔ زار۔ بری حالت۔ پرداخت۔ خالی کر دیا۔ درد عا۔ یعنی سانپ کے مل جانے کی دعا کرتا تھا۔ کِش۔ کہ اُس۔

[۳] مردود۔ نا مقبول۔ زیاں۔ نقصان۔ سُود۔ فائدہ۔ مُصلح۔ بہتری کرنے والا۔ باز گردانیدن۔ لوٹا دینا۔ شاکی۔ شکوہ کرنے والا۔ بدبُود۔ یعنی بدگمانی بری ہوتی ہے۔

می نداند کہ بلائے خویش خواست — وز کرم حق آں بدونا۱ ورد راست
وہ نہیں سمجھتا کہ اس نے اپنی مصیبت کی دعا کی ہے — اور خدا نے کرم کر کے اس کو قبول نہیں کیا ہے

اِلتماس کردنِ ہمراہِ عیسیٰ علیہ السلام بزندہ کردنِ استخوانہا از عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کا ان سے ہڈیوں کو زندہ کر دینے کی درخواست کرنا

گشت با عیسیٰ یکے اَبلہ رفیق — استخوانہا دید در گورے عمیق
ایک بیوقوف (حضرت) عیسیٰ کا سفر کا ساتھی بنگیا — اس نے ایک گہری قبر میں ہڈیاں دیکھیں

گفت اے ہمراہ تاں آں سنی۲ — کہ بداں تو مُردہ زندہ می کُنی
کہنے لگا کہ اے ساتھی! اس بلند ذات کا نام — جس کے ذریعہ تم مردے کو زندہ کرتے ہو

مَر مرا آموز تا احساں کنم — استخوانہا را بداں با جاں کنم
مجھے سکھا دو، تاکہ میں اچھا کام کروں — اس کے ذریعہ ہڈیوں کو جاندار بنا دوں

گفت خامُش کُن کہ آں کارِ تو نیست — لائقِ انفاس و گفتارِ تو نیست
فرمایا چپ رہ کہ وہ تیرا کام نہیں ہے — تیرے سانسوں اور گفتار کے لائق نہیں ہے

کاں نفس خواہد زباراں پاک تر — وز فرشتہ در روش چالاک تر
وہ (نام) ایسا سانس چاہتا ہے جو بارش سے زیادہ پاک ہو — اور رفتار میں فرشتہ سے زیادہ تیز ہو

عمر ہا بایست تادم پاک شُد — تا امینِ مخزنِ افلاک شُد
عمریں چاہئیں تاکہ سانس پاک ہو — اور آسمانوں کے خزانے کا امین بنے

خود گرفتی ایں عصا در دست راست — دست را دستانِ موسیٰ از کجاست
یہ لاٹھی تو نے داہنے ہاتھ میں پکڑی لی ہے — ہاتھ میں موسیٰ اعجاز کہاں ہے؟

گفت گر من نیستم اسرار خواں — ہم تو بر خواں نام را بر استخواں
وہ بولا اگر میں اسرار کے پڑھنے کے قابل نہیں ہوں — (تو) آپ ہی ہڈیوں پر نام پڑھ دیجئے

گفت عیسیٰ یارب ایں اسرار۳ چیست — میلِ ایں اَبلہ دریں گفتار چیست
(حضرت) عیسیٰ نے کہا اے خدا یہ کیا راز ہے؟ — اس بیوقوف کا میلان اس گفتگو کیطرف کیوں ہے؟

چوں غم خود نیست ایں بیمار را — چوں غمِ جاں نیست ایں مُردار را
اس بیمار کو اپنا غم کیوں نہیں ہے؟ — اس مُردے کو (اپنی) جان کا غم کیوں نہیں ہے؟

---

۱ بدو۔ باؤ۔ بناؤ۔ ردنیا ورد۔ راست۔ مقبول۔ لہذا راضی برضاء الٰہی رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول بھی نہ کرے تو۔ یہی سمجھنا چاہیے۔ کہ بھلائی اسی میں تھی۔ التماس کردن۔ اس حکایت کا منشا بھی یہی ہے کہ انسان ایک بات کی خواہش کرتا ہے لیکن اس کی بھلائی اس میں نہیں ہوتی ہے۔ ابلہ۔ بیوقوف۔ گور۔ قبر۔ بعض نسخوں میں گوئے ہے جو گڑھے کے معنیٰ میں ہے۔

۲ سنی۔ بلند۔ احسان۔ اچھا کام کرنا۔ باجان۔ جاندار۔ خامش کن۔ چپ ہو جا۔ انفاس۔ نفس کی جمع۔ سانس۔ عصا۔ لاٹھی۔ راست۔ دایاں۔ دستان۔ افسوں، اعجاز

۳ اسرار۔ راز۔ نام۔ اسم اعظم۔ چوں۔ دوسرے کے لئے اسم اعظم کا خواہاں ہے۔

مُردۂ [1] خودرا رہا کر دست اُو　　مُردۂ بیگانہ را جوید رَفُو
اس نے اپنے مردے کو چھوڑا ہے　　غیر کے مُردے کی بھلائی چاہتا ہے

گفت حق اِدبار اگر ادبار جوست　　خار روئیدن جزائے کِشتِ اوست
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا بدبخت ہے اگر بدبختی کا جویاں ہے　　اس کی کھیتی کا نتیجہ کانٹوں کا اُگنا ہے

آنکہ تخمِ خار را کارد در جہاں　　ہاں وہاں اورا مجودر گلستاں
جس شخص نے دنیا میں کانٹے کا بیج بویا　　خبردار، خبردار! اس کو گلستاں میں نہ تلاش کر

گر گلے گیرد بکف خارے شود　　ورسُوئے یارے رود مارے شود
اگر وہ ہاتھ میں پھول لے گا تو وہ کانٹا بنجائیگا　　اگر دوست کی طرف جائیگا تو سانپ بنجائیگا

کیمیائے زہرِ مارست آں شقی　　بر خلافِ کیمیائے متقی
وہ بدبخت سانپ کے زہر (کی طرح) کی کیمیا ہے　　متقی کی کیمیا کے بر خلاف

ہیں مکن برقول وفعلش اعتمید [2]　　کو ندارد میوۂ مانند بید
خبردار! اس کے قول و فعل پر بھروسہ نہ کر　　وہ (درخت) بید کی طرح پھل نہیں رکھتا ہے

اندرز کردنِ صوفی خادم را در تیمار داشت
صوفی کا خادم کو جانور کی خبر گیری کرنے کی نصیحت کرنا
بہیمہ ولا حول گفتنِ آں خادم
اور اس خادم کا لاحول پڑھنا

صوفیئے می گشت در دورِ اُفق　　تا شبے در خانقا ہے شد قنق
ایک صوفی دنیا کے اطراف میں گشت کرتا تھا　　ایک رات ایک خانقاہ میں مہمان ہو گیا

یک بہیمہ داشت در آخر بہ بست　　اُو بصدرِ صُفّہ بایاراں نشست
اس کا ایک چوپایہ (سواری کا) تھا جس کو اصطبل میں باندھدیا　　وہ دوستوں کے ساتھ چبوترے کے صدر مقام پر بیٹھ گیا

پس مُراقِب گشت بایارانِ خویش　　دفترے باشد حضورِ یار بیش
پھر اپنے دوستوں کے ساتھ مراقبہ کرنے لگا　　یار کی صحبت بہت بڑا دفتر ہوتی ہے

دفترِ صوفی [3] سوا دو حرف نیست　　جُز دلِ اسپید ہمچوں برف نیست
صوفی کا دفتر، سیاہی اور حرف نہیں ہے　　برف کی طرح سفید دل کے سوا کچھ نہیں ہے

زادِ دانشمند آثارِ قلم　　زادِ صوفی چیست انوارِ قِدم
عقلمند کا توشہ قلم کے نشانات ہیں　　صوفی کا توشہ کیا ہے، (اللہ تعالیٰ) کے انوار

[1] مُردۂ خود یعنی اپنی مردہ روح۔ کہ رفو۔ سلائی، اصلاح۔ ادبار۔ بدبختی بمبالغہ۔ بدبخت کے معنی میں بولا گیا ہے کشت۔ کھیتی۔ کارد۔ کاشتن بمعنی بونا کا مضارع ہے۔ مارے شود۔ دوست کی صحبت ہلاکت کا سبب بنجائیگی۔ کیمیا۔ وہ فن ہے جس کے ذریعہ چیزوں کی ماہیت بدلتے ہیں تانبے کو سونا بنا دیتے ہیں۔ شقی۔ یعنی شقی سانپ کے زہر کی طرح کی کیمیا ہے جو زندہ کو مردہ کر دیتا ہے۔ متقی۔ یعنی متقی شخص بروں کی ماہیت تبدیل کر کے ان کو بھلا دیتا ہے۔

[2] اعتمید۔ اعتماد کا اِمالہ ہے بھروسہ۔ بید۔ بے ثمر درخت ہے اندرز۔ نصیحت، بہیمہ۔ چوپایہ یعنی سواری کا جانور۔ دورِ افق۔ اطرافِ عالم۔ قنق۔ ترکی لفظ ہے بمعنی مہمان۔ آخر۔ اصطبل۔ صدر۔ صدر مقام۔ صفہ چبوترہ مراقب۔ مراقبہ کرنے والا یعنی ماسوا اللہ سے توجہ ہٹا کر خدا کی طرف متوجہ ہونے والا۔ حضورِ یار معیتِ حق۔ بیش۔ اکثر و بیشتر

[3] سواد۔ سیاہی۔ اسپید۔ سفید۔ زاد۔ توشہ۔ آثارِ قلم۔ یعنی نوشتۂ قلم۔ انوارِ قدم۔ انوارِ الٰہی۔

ہمچو صیادے۱ سوئے اشکار شد　　گامِ آہو دید وبر آثار شد
اس شکاری کی طرح جو شکار کے پیچھے لگا　　ہرن کے قدم دیکھے اور نشانِ قدم پر چل پڑا

چند گاہش گامِ آہو در خورست　　بعد ازاں خود نافِ آہو رہبرست
اس کو کچھ دیر ہرن کے قدموں کی ضرورت ہے　　اس کے بعد خود ہرن کا نافہ اس کا رہنما ہے

چونکہ شُکرِ گام کردو رَہ بُرید　　لا جرم زاں گام در کامے رسید
چونکہ اس نے نشانِ قدم کی قدر کی اور راستہ طے کیا　　لا محالہ اس قدم سے مقصد تک پہنچ گیا

رفتنِ یک منزلے بر بُوئے ناف　　بہتر از صد منزلِ گام و طواف
نافہ کی خوشبو پر ایک منزل چلنا　　چکر کی سو منزلوں سے بہتر ہے

آں۲ دلے کو مَطلع مہتابہاست　　بہر عارف فُتِحَتْ اَبْوَابُھَا ست
وہ دل جو بہت سے سورجوں کا مشرق ہے　　عارف کے لئے فتحت ابوابہا (کا مصداق ہے)

باتو دیوارست و با ایشاں درست　　با تو سنگ و باعزیزاں گوہرست
(وہ دل) تیرے لئے دیوار اور ان کیلئے دروازہ ہے　　تیرے لئے پتھر اور پیاروں کے لئے موتی ہے

آنچہ تو در آئینہ بینی عیاں　　پیر اندر خشت بیند پیش ازاں
تو جو کچھ آئینہ میں مشاہدہ کرتا ہے　　پیر، لوہے کے ٹکڑے میں اس سے پہلے دیکھ لیتا ہے

پیرایشانند کایں ۳ عالم نبود　　جانِ ایشاں بود در دریائے جود
وہ اس وقت سے پیر ہیں جبکہ یہ جہان نہ تھا　　ان کی روحیں دریائے حق میں تھیں

پیش ازیں تن عمر ہا بگذاشتند　　پیشتر از کِشت بَر برداشتند
اس جسم سے پہلے انہوں نے عمریں گزاری ہیں　　انہوں نے کھیتی سے پہلے ہی پھل چنے ہیں

پیشتر از نقش جاں پذرفتہ اند　　پیشتر از بحر دُرہا سُفتہ اند
وہ جسم سے پہلے جان حاصل کر چکے ہیں　　دریا سے پہلے ہی وہ موتی پرو چکے ہیں

مشورت کردن خدائے تعالیٰ بافرشتگان در ایجادِ خلق

مخلوق کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے مشورہ کرنا



۱ صیاد۔ شکاری۔ اشکار۔ شکار۔ گام۔ یعنی نشانِ قدم۔ آثار۔ اثر کی جمع ہے۔ نشان قدم چندگاہ، کچھ دیر، سالک ابتداء تجلیات افعال کا مشاہدہ کرتا ہے۔ پھر فرطِ شوق میں مطلوب حقیقی کے منازل قرب طے کرنے لگتا ہے پھر منجانب اللہ جذب و کشش ہوتی ہے تو منازل کی دشواریاں کم ہونے لگتی ہیں اور تجلی صفاتی اور تجلی ذاتی ہو جاتی ہے۔ سلوک کا تعلق سالک کی ذاتی سعی اور کوشش سے ہے اور اس میں غلطی کا امکان ہے۔ جذب منجانب اللہ ہے لہٰذا ہمیں شیطانی مداخلت ممکن نہیں ہے۔ اسی وجہ سے مجرد سالک سے مجذوب سالک بدر جہا افضل ہے۔ بوئے ناف۔ نافہ ہرن کی خوشبو یعنی منجانب اللہ جذب۔ بہتر۔ کسی بزرگ نے کہا ہے۔ جَذْبَۃٌ رَبِّیَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ کی جانب سے ایک کشش جن وانس کی عبادت سے بڑھ کر ہے

۲ آں دے۔ پہلے کہا تھا صوفی کیلئے اس کا دل دفتر ہے۔ اب کہتے ہیں کہ اس دل کے ذریعہ معارف کے دروازے کھلتے ہیں۔ فُتِحَتْ اَبْوَابُھَا۔ قرآنِ پاک میں فرمایا ہے کہ جنتیوں کے لئے جنت کے دروازے پہلے سے کھولدیئے جائینگے۔ شعر میں ضرورت کی وجہ سے فتحت کی پہلی تار کو مشدد اور ابو بہا کی دوسری با کو ساکن پڑھنا پڑیگا۔ با تو۔ عامی نسان دفتر دل سے کچھ نہیں پڑھ سکتا۔ لہٰذا اس کے لئے بمنزلہ دیوار کے ہے۔ عزیزانِ۔ گرامی قدر لوگ۔ خشت۔ مراد وہ لوہے کا ٹکڑا ہے جس کو صیقل کر کے آئینہ بنایا جاتا تھا۔

۳ این عالم۔ عالم ناسوت، اولیاء کی روحیں عالم ارواح میں وہ سب کچھ حاصل کرتی ہیں جو عوام کو عالم ناسوت میں آنے کے بعد حاصل ہوگا۔ کشت۔ عالم ناسوت کے اعمالِ صالحہ۔ بر۔ پھل یعنی اجر۔ نقش۔ یعنی جسم عنصری۔ بحر۔ یعنی عالمِ ناسوت۔ در۔ یعنی اعمالِ صالحہ کے نتائج

مشورت می رفت[1] در ایجادِ خلق
مخلوق کے پیدا کرنے میں مشورہ ہو رہا تھا

جانِ شاں در بحرِ قدرت تا بحلق
انکی روح گلے گلے تک قدرت کے سمندر میں ڈوبی ہوئی تھی

چوں ملائک مانعِ آں می شدند
جب فرشتے اس کے لئے مانع بنے

بر ملائک خفیہ خنبک می زدند
انہیں نے فرشتوں پر چپکے سے تالی پیٹی

مطلع بر نقشِ ہر چہ ہست شد
وہ ہر اس چیز سے باخبر تھے جو وجود میں آئی

پیش ازاں کیں نقشِ گل پابست شد
اس سے پہلے کہ یہ صورت مٹی کی پابند ہو

پیشتر زافلاک کیواں دیدہ اند
انہوں نے آسمانوں سے پہلے زحل کو دیکھا ہے

پیشتر از دانہا ناں دیدہ اند
انہوں نے دانوں سے پہلے روٹی دیکھی ہے

بے دماغ و دل پُر از فکرت بُدند
وہ دماغ اور دل کے بغیر غور و فکر سے پُر تھے

بے سپاہ و جنگ بر نُصرت زدند
انہوں نے بغیر لشکر اور جنگ کے (شیطان پر) فتح حاصل کرلی تھی

آں عیاں[2] نسبت بایشاں فکرت ست
وہ مشاہدہ ان کے اعتبار سے (بمنزلہ) فکر کے ہے

ورنہ خود نسبت بدوراں رویت ست
ورنہ دور والوں کے اعتبار سے (جو وجود کے بعد مشاہدہ ہوگا) رُئیت ہے

فکرت از ماضی و مستقبل بود
فکر (کا تعلق) ماضی اور مستقبل سے ہوتا ہے

چوں ازیں دو رست مشکل حل شود
جبکہ ان کا فکر ان (ماضی و مستقبل) سے متعلق نہیں مسئلہ حل ہوگیا

دیدہ چوں بے کیف ہر با کیف را
چونکہ انہوں نے ہر با کیف کو بے کیف دیکھ لیا ہے

دیدہ پیش از کاں صحیح و زیف را
انہوں نے کان (کے وجود) سے پہلے ہی کھرے کھوٹے کو دیکھ لیا ہے

پیشتر[3] از خلقتِ انگورہا
انگوروں کی پیداوار سے پہلے ہی

خوردہ میہا و نمودہ شورہا
انہوں نے شرابیں پی لی ہیں اور مستیاں دکھائی ہیں

در تموزِ گرم می بینند دے
وہ سا دن میں، ماگھ کو دیکھتے ہیں

در شعاعِ شمس می بینند فے
وہ سورج کی شعاع میں، سایہ دیکھتے ہیں

در دلِ انگور مے را دیدہ اند
انہوں نے انگور کے دل میں شراب کو دیکھا ہے

در فنائے محض شی را دیدہ اند
انہوں نے عدمِ محض میں وجود کو دیکھا ہے

رُوح از انگور مے را دیدہ است
روح نے انگور کے اندر شراب کو دیکھا ہے

رُوح از معدوم شی را دیدہ است
روح نے معدوم سے موجود دیکھا ہے

---

[1] می رفت۔ می آمد۔ ایجاد۔ آفرینش۔ تا بحلق۔ یعنی غریق۔ مانع۔ فرشتوں نے ایجادِ انسان اور اس کی خلافت کے خلاف مشورہ دیا تھا۔ خنبک زدن۔ تالی بجانا، چونکہ اولیاء کی ارواح کو مصالح کا علم تھا لہٰذا فرشتوں کی رائے پر ازراہِ بیتکلفی ہنسی اڑائی۔ نقش۔ جسم عنصری۔ کیواں۔ زحل ستارہ بلندی میں مشہور ہے۔ پیشتر۔ یعنی اعمال کے نتائج کا ان کو علم تھا۔ بے دماغ۔ ان کو ازل میں قوتِ علمیہ حاصل تھی۔ بے سپاہ۔ ان کو ازل میں نصرت حاصل تھی۔

[2] آں عیاں۔ عالم ناسوت کی خلق سے قبل جو کچھ اس کی چیزوں کا مشاہدہ اولیاء کو ہوا وہ ان کے علوم میں بمنزلہ فکر کے ہے جس کے ذریعہ ادنیٰ درجہ کا علم حاصل ہوتا ہے۔ عوام کو یہی مشاہدہ اگر حاصل ہوگا تو بمنزلہ رویت کہلاتا ہے جس کے ذریعہ اعلیٰ درجہ کا علم حاصل ہوتا ہے اسلئے کہ عوام کے علوم میں اس سے زیادہ اعلیٰ کوئی علم نہیں ہے۔ دُوراں۔ وہ لوگ جو تجلّی حق سے دور ہیں۔ فکرت۔ فکر کا تعلق ماضی اور مستقبل سے ہوتا ہے۔ حل شود۔ چونکہ اولیاء کے سامنے سب حاضر ہے۔ اولیاء کے سامنے سب حاضر ہے لہٰذا ان کا فکر فکر نہیں ہے بلکہ مشاہدہ ہے۔ بے کیف۔ وہ حقائق جو مادی نہیں ہیں، ذات باری زیف۔ کھوٹا۔

[3] پیشتر۔ ممکنات کے وجود سے پہلے ہی وہ ان کی کیفیات حاصل کر چکے تھے۔ تموز ماگھ، ساون کے بعد آتا ہے۔ شعاع۔ سورج ڈھلے سایہ نمودار ہوتا ہے۔

آسماں دردورِ ایشاں جُرعہ[۱] نوش | آفتاب از جودِشاں زربفت پوش
آسمان ان کے دور (جام) میں شراب نوش ہے | سورج ان کی سخاوت سے زر بفت پوش ہے
چوں ازایشاں مجتمع بینی دویار | ہم یکے باشند وہم شش صد ہزار
جب تو ان میں سے دو یاروں کو اکٹھا دیکھے | وہ ایک ہوں گے اور چھ لاکھ (بھی)
بر مثالِ موجہا اَعدادِ شاں | در عدد آوردہ باشد بادشاں
ان کے شمار موجوں جیسی ہے | جن کو ہوا گنتی میں لے آئی ہے
مُفترق شد آفتابِ جانہا | در درونِ روزنِ ابدانہا
روحوں کا سورج جدا جدا ہو گیا ہے | جسموں کے سوراخوں میں
چوں نظر در قُرص داری خود یکیست | آنکہ شد محجوبِ ابداں در شکیست
جب تو سورج کی ٹکیہ کو دیکھے تو وہ ایک ہے | جو بدنوں کے حجاب میں ہے وہ شک میں ہے
تفرقہ در رُوحِ[۲] حیوانی بُوَد | نفسِ واحد رُوحِ انسانی بود
تعدد، حیوانی روح میں ہوتا ہے | انسانی روح ایک جان ہوتی ہے
روحِ انسانی کنفسٍ واحدست | روحِ حیوانی سِفالِ جامدست
انسانی روح ایک نفس کی طرح ہے | حیوانی روح جامد ٹھیکرا ہے
گفت حق رَشَّ عَلَیۡھِمۡ نُورَہٗ | مُفترِق ہرگز نہ گردد نورِ اُو
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ان پر اپنا نور چھڑک دیا ہے | اس کا نور متعدد نہیں ہو سکتا ہے
عقلِ[۳] جزو از رمز ایں آگاہ نیست | واقفِ ایں سر بجز اللہ نیست
ناقص عقل اس راز سے آشنا نہیں ہے | اس راز سے اللہ کے علاوہ کوئی واقف نہیں ہے
عقل را اندر چنیں سوداچہ کار | کرِّ مادر زاد را سُرنا چہ کار
اس معاملے میں عقل کا کیا کام؟ | پیدائشی بہرے کو شہنائی سے کیا واسطہ؟
یک زماں بگذار اے ہمرہ ملال | تا بگویم وصفِ خالے زاں جمال
اے ساتھی تھوڑی دیر کیلئے ملال کو چھوڑ دے | تاکہ میں تجھ سے اس حسن کے ایک تل کی تعریف کروں
در بیاں ناید جمالِ حالِ اُو | ہر دو عالم چیست عکسِ خالِ اُو
اس کی خوبی کا حسن بیان نہیں کیا جا سکتا | دونوں جہان کیا ہیں؟ اس کے تل کا عکس
چونکہ من از خالِ خوبش دم زنم | نطق می خواہد کہ بشگافد تنم
جب میں اس کے حسین تل کا بیان کرتا ہوں | گویائی چاہتی ہے کہ میرے جسم کو پھاڑ ڈالے

[۱] جرعہ۔ گھونٹ۔ زربفت۔ ایک قسم کا ریشمین سنہرا کپڑا۔ چوں از ایشاں۔ روح اعظم میں سب کا اشتراک ہے لہٰذا تمام اولیاء حقیقت میں متحد اور ایک ہیں۔ ہم ششصد ہزار۔ تشخص کے اعتبار سے ان میں دوئی ہے اور باطنی قوت کے اعتبار سے وہ دو قائم مقام چھ لاکھ کے ہیں۔ بر مثال۔ موج۔ موجوں کا تعدد ہوا کی وجہ سے ہے ورنہ حقیقت میں سب سمندر ہیں۔ مفترق۔ سورج کا تعدد مختلف روزنوں کی وجہ سے ہے ورنہ حقیقت میں وہ ایک ہے۔

[۲] روح حیوانی۔ اس کا خاصہ درندگی اور شہوت ہی جو تفرقہ کا سبب ہے۔ روح انسانی۔ تعدد کے باوجود حقیقت میں متحد ہے۔ نور او۔ خدا کے نور میں تفرقہ ممکن نہیں ہے۔

[۳] عقل جزو۔ ناقص عقل عام انسانی عقل۔ رمز۔ اشارہ بھید کی بات کر۔ بہرا۔ مادرزاد پیدائش۔ سرنا۔ شہنائی۔ خال۔ تل، مراد روح اعظم ہے۔ بشگافد تنم جوش کے اظہار کے لئے صرف زبان کافی نہیں ہوتی بدن پھٹ پڑنا چاہتا ہے۔

چون کنم لب را کشادن نیست راہ — فکر تے کن تا نماید رہ اِلٰہ

میں کیا کروں لب کشائی کا موقع نہیں ہے — تدبیر کر، تاکہ خدا رہنمائی کر دے

ہمچو مورے ۱ اندریں خرمن خوشم — تا فزوں از خویش بارے میکشم

اس ڈھیر میں میں چیونٹی کی طرح خوش ہوں — اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھا رہا ہوں

بستہ شدنِ تقریرِ معنیِ حکای بسببِ مَیلِ مستمع باستماعِ صورتِ ظاہر حکایت وغیر آں

حکایت کے معنیٰ کی تقریر کا بند ہو جانا چونکہ سننے والے کا رجحان حکایت کے ظاہر کی طرف ہے وغیرہ

کے گذارد آنکہ رشکِ روشنی ست — تا بگویم آنچہ فرض و گفتنی ست

(اسرار کی) وضاحت پر رشک (کرنیوالی ذات) کب موقع دیتی ہے؟ — کہ میں فرض اور کہنے کی بات کہوں

بحر کف پیش آرد و سدے کند — جرّ کند وز بعد جرّ مدّے کند

سمندر سامنے جھاگ لے آتا ہے اور بندش کر دیتا ہے — کھینچ کرتا ہے اور کھینچ کے بعد ڈھیل دیدیتا ہے

ایں زماں بشنو چہ مانع شد مگر — مستمع را رفت دل جائے دگر

اب سن کہ مانع کیا پیش آیا، شاید — سننے والے کا دل دوسری جگہ پہنچ گیا

خاطرش ۲ شد سوئے صوفیِ قُنُق — اندراں سودا فروشد تا عُنُق

اس کا دل مہمان صوفی کی طرف چلا گیا — اس معاملہ میں وہ گردن تک ڈوب گیا

لازم آمد باز رفتن زیں مقال — سُوئے آں افسانہ بہر وصف حال

اس گفتگو سے پلٹنا ضروری ہو گیا — اس افسانہ کی طرف، حال بیان کرنے کیلئے

صوفیِ صورت مپندار اے عزیز — طفلاں تا کے از جوز و مَویز

اے عزیز! ظاہری صوفی نہ سمجھنا — بچوں کی طرح اخروٹ اور منقی سے کبتک دلچسپی؟

جسمِ ما جوز و مَویز ست اے پسر — گر تو مردی زیں دو چیز اندر گزر

اے بیٹا! ہمارا جسم اخروٹ اور منقی ہے — اگر تو مرد ہے تو ان دونوں چیزوں سے گزر جا

ور تو ۳ اندر نگذری اِکرامِ حق — بگذراند مر ترا از نہ طَبَق

اگر تو خود نہ گزر سکے گا تو اللہ (تعالیٰ) کا کرم — تجھے نو آسمانوں سے گزار دے گا

بشنوا کنوں صورتِ افسانہ را — لیک ہیں از کہ جدا کن دانہ را

سب افسانہ کی صورت سُن لے — لیکن خبردار! بھس سے غلہ کو جدا کر لینا

---

۱ مور۔ چیونٹی۔ خرمن۔ انبار۔ فزوں۔ زیادہ بار۔ بوجھ۔ رشک۔ روشنی اللہ تعالیٰ جو اسرار کے افشاء سے روکتا ہے۔ بحر۔ سمندر کف۔ جھاگ، سَد۔ روک۔ جَر۔ کھینچنا۔ مدّ۔ پھیلانا۔ مستمع۔ سننے والا۔

۲ خاطرِ طبیعت۔ دل قنق۔ ترکی لفظ ہے مہمان عُنُق۔ گردن۔ مقال بات چیت۔ صوفی صورت ظاہری صوفی، جوز۔ اخروٹ مَوِیز۔ منقی جسم۔ مادی جسم کی مشغولیت طفلانہ حرکت ہے۔

۳ ور تو۔ اگر انسان ذاتی کوشش سے روح کے منازل طے نہیں کر پاتا ہے تو خدا کی مدد شامل حال ہو جاتی ہے۔ نہ طبق۔ نو آسمان یعنی ملاءِ اعلیٰ۔ دانہ را۔ یعنی قصہ کی روح کو سمجھ لے۔

التزام کردنِ خادم تعہدِ بہیمہ راو تخلف نمودن

خادم کا چوپائے کی نگرانی اپنے ذمہ لینا اور وعدہ خلاف کرنا

حلقۂ آں صوفیانِ مُستفیدا^۱ | چونکہ در وجد و طرب آخر رسید

استفادہ کرنے والے صوفیوں کا حلقہ | جب وجد اور طرب میں ختم ہوا

خواں بیاور دند بہر میہماں | از بہیمہ یاد آور داں زماں

وہ مہمان کے لئے خوان لائے | تب اس نے چوپائے کو یاد کیا

گفت خادم راکہ در آخُر برو | راست کُن بہرِ بہیمہ کاہ وجَو

خادم سے کہا اصطبل میں جا | چوپائے کے لئے گھاس اور جو تیار کر

گفت لاحول ایں چہ افزوں گفتن ست | از قدیم ایں کارہا کارِ من ست

اس نے کہا لاحول یہ کیا زیادہ کہنے کی بات ہے | یہ کام تو میرے ہمیشہ کے کام ہیں

گفت تر کُن آں جَوش را از نخست^۲ | کاں خرک پیر ست و دندانہاش سُست

اس نے کہا اس کے جو کو پہلے بھگو لینا | کیونکہ گدھا بوڑھا ہے اور اس کے دانت کمزور ہیں

گفت لاحول ایں چہ می گوئی مِہا | از من آموزند ایں ترتیب ہا

اس نے کہا لاحول یہ جناب کیا فرماتے ہیں؟ | یہ باتیں لوگ مجھ سے سیکھتے ہیں

گفت پالانش فرونہ پیش پیش | داروئے منبل بنہ بر پُشتِ ریش

اس نے کہا اس کا فوراً پالان اتار دے | زخمی کمر پر منبل دوا مل دینا

گفت لاحول آخر ایں حکمت گذار | جنسِ تو مہمانم آمد صد ہزار

اس نے کہا لاحول اس حکمت کو رہنے دے | تجھ جیسے ہزاروں مہمان میرے یہاں آئے ہیں

جملہ راضی^۳ رفتہ انداز پیشِ ما | ہست مہماں جانِ ما و خویشِ ما

ہمارے پاس سے سب خوش ہو گئے ہیں | مہمان تو ہمارا اپنا اور جان ہے

گفت آبش دہ ولیکن شیر گرم | گفت لاحول از توام بگرفت شرم

اس نے کہا اس کو پانی پلا دے لیکن نیم گرم | اس نے کہا لاحول میں تو تجھ سے شرمندہ ہو رہا ہوں

گفت اندر جو تو کمتر کاہ کُن | گفت لاحول ایں سخن کوتاہ کن

اس نے کہا جو میں گھاس کم ملانا | اس نے کہا لاحول، بات مختصر کر

گفت جایش را بروب از سنگ و پُشک | ور بود تر ریز بروے خاکِ خشک

اس نے کہا اس کا تھان کنکر اور لید سے صاف کر دینا | اگر گیلا ہو خشک مٹی ڈال دینا

---

۱ مُستفید۔ فائدہ حاصل کرنے والا۔ وجد۔ کیفیت وجد یہ جو صوفیا پر طاری ہوتی ہے۔ خوان۔ کھانے کی سینی۔ بہیمہ۔ چوپایہ یعنی صوفی کا گدھا۔ آخر۔ اصطبل چراگاہ۔ کاہ۔ گھاس۔ افزوں گفتن۔ زیادہ کہنا۔

۲ نخست۔ ابتداً خرک۔ معمولی گدھا۔ مِہا۔ بزرگ۔ بڑا۔ پالان۔ گدھے کا چارجامہ۔ منبل۔ ایک دوا کا نام ہے۔ جو زخموں پر لگائی جاتی ہے۔ ریش۔ زخم، زخمی۔ صد ہزار لاکھ۔

۳ راضی۔ چونکہ میں نے اچھی خدمات انجام دی ہیں۔ شیر گرم۔ نیم گرم۔ شرم۔ آپ کی غیر ضروری باتوں سے شرمندہ ہو رہا ہوں۔ پُشک۔ مینگنی۔ لید۔

گفت لاحول اے پدر لاحول کُن — با رسولِ [1] اہل کمتر گُن سخن

اس نے کہا لاحول ہاے باوا، لاحول پڑھ — لائق قاصد سے بات کم کر

گفت بُستاں شانہ پُشت خرِ بخار — گفت لاحول اے پدر شرمے بدار

اس نے کہا کھرپرا لے گدھے کی کمر پر پھیر دے — اس نے کہا لاحول اے باوا، شرم کر

گفت دُم افسار راکوتہ بہ بند — تاز غلطیدن نیفتد اُو بہ بند

اس نے کہا پچھاڑی چھوٹی کر کے باندھ — تاکہ لوٹنے میں اس میں نہ پھنس جائے

گفت لاحول اے پدر چندیں منال — بہرِ خرچندیں مَرَو اندر جُوال

اس نے کہا لاحول، اے باوا اس قدر نہ رو — گدھے کے لئے اس قدر پریشان نہ ہو

گفت بر پشتش فگن جُل [2] زودتر — زانکہ شب سرماست اے کانِ ہُنر

اس نے کہا کہ اس کی کمر پر جلد جول ڈالدے — اے ہنر مند! چونکہ سردی کی رات ہے

گفت لاحول اے پدر چندیں مگو — استخواں در شیر چوں نبوَد مجو

اس نے کہا لاحول، اے باوا! اس قدر باتیں نہ کر — دودھ میں ہڈی نہیں ہوتی ہے تلاش نہ کر

من زتو اُستاترم در فنِّ خود — میہماں آید مرا از نیک و بد

میں اپنے فن میں تجھ سے زیادہ استاد ہوں — میرے پاس اچھے اور برے مہمان آتے رہتے ہیں

لائقِ ہر میہماں خدمت کُنم — من ز خدمت چوں گل و چوں سوسنم

میں مہمان کے مناسب خدمت کرتا ہوں — میں خدمت ہی کی وجہ سے پھول اور سوسن کی طرح ہوں

خادم ایں گفت و میاں رابست چُست — گفت رفتم کاہ وجو آرم نُخُست

خادم نے یہ کہا اور کس کر کمر باندھی — بولا، جاتا ہوں پہلے گھاس اور جو لاؤں

رفت وز آخُر نکرد اُو ہیچ یاد — خوابِ خرگوشے بداں صوفی فتاد

وہ چلا گیا اور اصطبل کی کوئی بات یاد نہ رکھی — اس صوفی کو غفلت کی نیند آ گئی

رفت خادم جانبِ اوباش [3] چند — کرد براندر زِ صوفی رِیشخند

خادم چند آواروں کے پاس پہنچا — صوفی کی نصیحت کی مذاق اڑائی

صوفی از رہ ماندہ بود و شد دراز — خوابہامی دید با چشمِ فراز

صوفی راستہ کا تھکا ہوا تھا، لیٹ گیا — بند آنکھوں سے خوابیں دیکھ رہا تھا

کاں خرش در چنگ گرگے ماندہ بود — پارہا از پشت و رانش می ربود

کہ وہ گدھا ایک بھیڑیئے کے پنجے میں ہے — وہ اس کی کمر اور ران کے ٹکڑے اڑا رہا ہے

---

[1] رسولِ اہل۔ سمجھدار قاصد۔ شانہ۔ یعنی کھریرا۔ دُم افسار۔ پچھاڑی۔ غلطیدن۔ لوٹنا۔ منال۔ نہ رو۔ جُوال۔ صاحب غیاثؔ نے بمعنی بورا جس میں غلہ یا گھاس بھر کر گھوڑے گدھے پر لادا جاتا ہے نیز بمعنی جسم لکھا ہے۔ بعض شارحین نے در جوال رفتن کے معنی دھوکا کھانا اور پریشان ہونا لکھا ہے۔ ہم نے اسی اعتبار سے ترجمہ کردیا ہے۔

[2] جُل۔ جھول۔ استخوان۔ دودھ میں ہڈی ڈھونڈنا۔ نافضول کام ہے۔ اُستا۔ استاد۔ سوسن۔ آسمانی رنگ کا ایک خوشبو دار پھول ہے۔ خوابِ خرگوش۔ کچھوے اور خرگوش کی دوڑ کی بازی کے مشہور قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی خوابِ غفلت۔

[3] اوباش۔ فارسی میں مفرد سمجھا جاتا ہے، کمینہ آوارہ، رِیشخند۔ مذاق، دل لگی۔ شد دراز۔ لمبے پیر کر کے سوگیا۔ بعض نسخوں میں شب دراز ہے یعنی شب دراز بود۔

گفت لاحول ایں چہ مالیخولیا است
بولا، لاحول، یہ کیا دیوانگی ہے؟
اے عجب آں خادم مُشفق کجاست
ہائے تعجب! وہ مہربان نوکر کہاں ہے؟

باز میدید آں خرش در راہرو
پھر اس نے دیکھا کہ اس کا وہ گدھا راستہ چلتے ہیں
گہ بچاہے می فتاد و گہ بہ گو
کبھی کنوئیں میں گرتا تھا کبھی گڑھے میں

گونا گوں می دیدنا خوش واقعہ
قسم قسم کے نا خوشگوار واقعات دیکھتا تھا
فاتحہ می خواند با اَلْقَارِعَہ
سورہ الحمد مع سورہ القارعہ کے پڑھتا تھا

گفت چارہ چیست یاراں خستہ اند
اس نے کہا تدبیر کیا ہو دوست تھکے ہوئے ہیں
رفتہ اندو جملہا دَر بستہ اند
سب چلے گئے ہیں اور دروازہ بند کر لیا ہے؟

بازمی گفت اے عجب آں خادمک
پھر کہتا ہائے تعجب، وہ نالائق نوکر
نے کہ باما گشت ہم نان و نمک
کیا ہمارا ہم پیالہ و ہم نوالہ نہیں بنا ہے

من نکردم باوے اِلّا لُطف ولیں
میں نے تو اس کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی برتی
او چرابا من کُند برعکس کیں
وہ کیوں برعکس کینہ کرتا ہے؟

مر عداوت را سبب باید سَند
دشمنی کی بنا کے لئے کوئی سبب ہونا چاہیے
ورنہ جنسیت وفا تلقیں کُند
ورنہ ہم جنس ہونا، وفا داری سکھاتا ہے

بازمی۲ گفت آدمؑ با لُطف وجُود
پھر کہتا مہربانی اور کرم کرنیوالے آدمؑ نے
کے براں ابلیس جور کے کردہ بُود
کب اس شیطان پر ظلم کیا تھا؟

آدمی مر مارو کژدم راچہ کرد
آدمی نے سانپ اور بچھو کے ساتھ کیا کیا ہے؟
کو ہمیخواہند اُورا مرگ و دَرد
کہ وہ اس کی تکلیف اور موت کے خواہاں ہیں

گرگ راخود خاصیّت بدر یدنست
بھیڑیئے کی اپنی خاصیت پھاڑ ڈالنا ہے
ایں حَسد در خلق آخر روشن ست
مخلوق میں یہ حسد کرنا کھلا ہوا ہے

باز میگفت این گمانِ بد خطاست
پھر کہتا یہ بدگمانی بری ہے
بر برادر ایں چنیں ظنم چراست
بھائی کے بارے میں یہ میرا گمان کیوں ہے؟

باز گفتے حزم سوء الظنِّ تُست
پھر کہتا بدگمانی تیری پختہ کاری ہے
ہر کہ بدظن نیست کے ماند درست
جو بدظن نہیں ہے وہ کب بچتا ہے؟

صوفی اندر وسوسہ وآں خرچناں
صوفی وسوسوں میں اور وہ گدھا اس حال میں
کہ چُناں۳ بادا جزائے دشمناں
کہ دشمنوں کی یہ سزا ہو

---

۱ مالیخولیا۔ جنون کی ایک قسم ہے۔ گو۔ گڑھا۔ گونا گوں۔ قسم قسم فاتحہ سورۃ الحمد، القارعۃ۔ یہ دونوں سورتیں مصیبت کے دفع کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہیں۔ خستہ۔ تھکا ماندہ خادمک۔ کاف تحقیر کا ہے۔ لُطف۔ مہربانی۔ لین۔ نرمی۔ کین۔ کینہ وری۔ سند۔ ٹیک۔ بنیاد جنسیت۔ ہم جنس ہونا۔ تلقین۔ پڑھانا، سکھانا۔

۲ بازمی گفت۔ پہلے سوچا کہ بدی کرنے کا کوئی سبب ہوتا ہے، پھر خیال آیا کہ برائی کرنے والے بلاوجہ بھی برائی کرتے ہیں۔ جور۔ ظلم۔ کژدم۔ بچھو۔ شعر
نیشِ عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است
حسد۔ اپنے ذاتی حسد کی وجہ سے انسان دوسرے کے ساتھ بلاوجہ برائی کرتا ہے۔ برادر۔ یعنی خادم۔ سوء الظن۔ بدگمانی حزم۔ پختہ کاری، احتیاط۔

۳ کہ چناں۔ گدھا ایسی مصیبت میں مبتلا تھا کہ دشمن کو نصیب ہو۔

آں خرِ مسکیں میانِ خاک و سنگ　　کژ شدہ پالاں دریدہ پالہنگ[1]
وہ بیچارہ گدھا پتھر اور مٹی میں　　پالان ٹیڑھا اور باگ ڈور شکستہ

خستہ از رہ جملہ شب بے علف　　گاہ در جاں کندن و گہ در تلف
راستہ کا تھکا ماندہ، تمام رات بغیر گھاس کے　　کبھی جاں کنی میں اور کبھی ہلاکت میں

خر ہمہ شب ذکر می کرد اے اِلٰہ　　جو رہا کر دم کم از یکمشت کاہ
گدھا تمام رات کہتا تھا، اے خدا!　　میں نے جو چھوڑے، ایک مٹھی گھاس ہی مل جائے

بار زبانِ حال می گفت اے شیوخ　　رحمتے کُن سوختم زیں خامِ شوخ
زبان حال سے کہتا تھا، اے بزرگو!　　رحم کرو میں اس نا تجربہ کار بے شرم کے ہاتھوں جل گیا

انچہ آں خَر دِید از رنج و عذاب　　مُرغِ خاکی بیند اندر سیل آب
جو رنج اور عذاب اس گدھے نے دیکھا　　خشکی کا پرند پانی کے بہاؤ میں دیکھتا ہے

بس بہ پہلو گشت آں شب تا سحر　　آں خرِ بیچارہ از جوع[2] البقر
رات سے صبح تک بہت پہلو بدلتا رہا　　وہ بیچارہ گدھا، بھوک کی شدت سے

نالہ می کرد از فراق کاہ و جو　　مُستمند از اشتیاقِ کاہ و جو
گھاس اور جو کی جدائی میں روتا تھا　　گھاس اور جو کے شوق میں غمزدہ تھا

ہمچنیں در محنت و در درد و سوز　　نالہا می کرد آں شب تا بروز
درد سوزش اور تکلیف میں اسی طرح　　اس رات (میں) دن تک روتا رہا

روز شد خادم بیامد با مداد[3]　　زود پالاں چُست بر پشتش نہاد
دن ہوا، خادم صبح کو آیا　　بہت جلد اس کی کمر پر پالان کس دیا

خر فرو شانہ دوسہ زخمش بزد　　کرد با خَر انچہ زاں سگ می سزد
گدھے بیچنے والوں کی طرح دو تین چوٹیں لگائیں　　گدھے سے وہ کیا جو کتے کے لائق ہوتا ہے

خر جہندہ گشت از تیزیِ نیش　　کو زباں تا خر بگوید حالِ خویش
چوٹ کی تیزی سے گدھا کودنے لگا　　زبان کہاں تھی کہ گدھا اپنی حالت بتاتا؟

گمان بُردنِ کاروانیاں کہ بہیمۂ صوفی رنجورست
قافلہ والوں کا گمان کرنا کہ صوفی کا گدھا بیمار ہے

چونکہ صوفی برنشست و شد رواں　　خر برو افتادن آمد در زماں
جب صوفی بیٹھا، اور روانہ ہوا　　اس وقت گدھا منہ کے بل گرنے لگا

[1] پالہنگ۔ باگ ڈور۔ علف۔ گھاس چارہ، جاں کندن۔ نزع۔ جان نکلنا، تلف، ہلاکت۔ ذکر، یعنی گدھا دعا کرتا تھا کہ جو نہ سہی ایک مٹھی گھاس ہی مل جائے خام یعنی نا تجربہ کار مالک جس نے خادم پر بھروسہ کر لیا تھا۔ شوخ شریر، مرغ خاکی خشکی کا پرندہ سیل۔ بہاؤ۔

[2] جوع البقر۔ بیل کی سی بھوک، ایک مرض ہے جب انسان اس میں مبتلا ہو جاتا ہے ہر وقت کھاتا ہے۔ کسی وقت بھوک بند نہیں ہوتی۔ مستمند۔ رنجیدہ

[3] بامداد۔ صبح۔ زخم۔ چوٹ۔ بزد۔ تا کہ وہ تیز چلنے لگے آنچہ۔ یعنی مارنا، ڈانٹنا۔ جہندہ کودنے والا۔ نیش۔ یعنی ڈنڈے کی چوٹ۔ بہیمہ یعنی گدھا۔ رنجور۔ بیمار برو افتادن۔ منہ کے بل گرنا۔

هر زمانش خلق [1] می برداشتند — جُملہ رنجورش همی پنداشتند

ہر موقع پر لوگ اس کو اٹھا دیتے — سب ہی نے اس کو بیمار سمجھا

آن یکے گوشش همی پیچید سخت — واں دگر در زیرِ گامش جُست لخت

کوئی اس کا کان سخت مروڑتا — کوئی دوسرا اس کے قدم کے نیچے کنکر تلاش کرتا

واں دگر در نعلِ اُو می جُست سنگ — واں دگر در چشمِ اُومی دید رنگ

کوئی اس کے کھر میں پتھر ڈھونڈتا — کوئی اس کی آنکھ کی رنگت دیکھتا

بازمی گفتند اے شیخ ایں زچیست — دی همی گفتی کہ شکر ایں خر قویست

پھر کہتے اے شیخ! اس کو کیا ہوا ہے؟ — کل تو کہتا تھا کہ (خدا کا) شکر ہے یہ گدھا مضبوط ہے

گفت آں خر کُو بشب لاحول خورد — جُز بدیں شیوہ نداند رہ بُرد

اس نے کہا وہ گدھا جس نے رات کو لاحول کھائی ہے — اس طریقہ کے علاوہ راستہ طے نہیں کر سکتا ہے

چونکہ قوت خر بشب لاحول بود — شب مسبّح بود در وز اندر سجود

چونکہ رات کو گدھے کی خوراک لاحول تھی — رات کو تسبیح خواں تھا اور دن میں سجدہ میں ہے

چوں ندارد کس غمِ تو ممتحن [2] — خویش کارِ خویش باید ساختن

اے مبتلا! جب کسی کو تیری فکر نہ ہو — اپنا کام خود کر لینا چاہیے

آدمی خوارند اغلب مردماں — از سلام علیکِ شاں کم جُو اماں

اکثر لوگ مردم خور ہیں — ان کو سلام علیک سے مطمئن نہ ہو

خانۂ دیوست دلہائے همہ — کم پذیر از دیوِ مردم دمدمہ

سب کے دل شیطان کا مسکن ہیں — انسانی شیطان سے فریب نہ کھا

از دم دیو آنکہ اُولا حول خورد — ہمچوں آں خر در سر آید در نبرد

جو شیطان کے افسوں سے دھوکا کھا گیا — معرکہ میں وہ گدھے کی طرح سر کے بل گریگا

ہر کہ در دنیا خورد تلبیسِ [3] دیو — وز عدوے دوست رُو تعظیم و ریو

جو دنیا میں شیطان کا دھوکا کھاتا ہے — اور دوست نما دشمن سے تعظیم (پر پھولتا) اور فریب کھاتا ہے

در رہِ اسلام بر پولِ صراط — در سر آید ہمچوں آں خراز خباط

اسلامی طریقہ کے مطابق پل صراط پر — حماقت کی وجہ سے اس گدھے کی طرح کے سر بل گریگا

عِشوہ ہائے یارِ بد منیوش ہیں — دام بیں ایمن مرو تو بر زمیں

خبردار! شریر دوست کے نخرے نہ سہہ — جال کو دیکھ زمین پر بے پروا ہو کر نہ چل

[1] خلق۔ لوگ۔ پنداشتند، اس کے گرنے سے اس کو بیمار سمجھنے لگے۔ گام۔ قدم۔ لخت۔ یعنی کوئی سخت ٹکڑا۔ در چشمِ او۔ جانور کی آنکھوں کے رنگ سے بیماری کی شناخت کی جاتی ہے۔ زچیست۔ گرنے کا کیا سبب ہے۔ دی۔ کل گزشتہ۔ کو کہ اولا حول خورد۔ یعنی اس گدھے نے چارے کے بجائے خادم کی لا حول کھائی ہے۔ شیوہ، طریقہ راہ بردن۔ چلنا۔ مسبّح۔ تسبیح۔ پڑھنے والا۔ سجود منہ کے بل گرنے کو سجدہ سے تعبیر کیا ہے۔

[2] مُمتحِن۔ مبتلائے آزمائش۔ آدمی خوار۔ مردم خور۔ اغلب۔ اکثر کم نفی کے معنی میں ہے دیو۔ شیطان دیو مردم شیطان سیرت انسان۔ دمدمہ۔ فریب۔ لاحول خوردن۔ دھوکے میں آجانا۔ در سر آمدن۔ سر کے بل گرنا۔

[3] تلبیس۔ فریب۔ ریو۔ مکر۔ پول۔ پل۔ خباط دیوانگی۔ بیوقوفی۔ عشوہ۔ ناز و انداز، فریب۔ منیوش۔ نہ سن۔ دام۔ جال۔ ایمن۔ مطمئن۔

صد ہزار ابلیس لاحول ا آر بیں — آدما ابلیس را در مار بیں

لاحول پڑھنے والے لاکھوں شیطانوں کو مدنظر رکھ — اے آدمؑ! شیطان کو سانپ میں دیکھ

دم دہد گوید ترا اے جانِ دوست — تاچو قصّاب بے کشد از گوشت پوست

دھوکا دے گا، تجھے اے جانِ دوست کہے گا — تاکہ قصاب کی طرح گوشت سے کھال کھینچ دے

دم دہدتا پوستت بیروں کشد — وائے آں کز دشمناں افیوں چشد

وہ فریب دے گا تیری کھال کھینچ لے — اس پر افسوس ہے جو دشمنوں سے افیون کھائے

سَر نہد برپائے تو قصّاب وار — دم دہدتا ریزدت خوں زار زار

قصائی کی طرح تیرے پیر پر سر رکھتا ہے — فریب دیتا ہے تاکہ خوب ذلت سے تیرا خون بہادے

ہمچو شیراں صید خود را خویش کُن — ترکِ عشوہ اجنبی و خویش کُن

شیر کی طرح اپنے لئے خود شکار کر — اپنے اور غیر کے مکر سے بچ

ہمچو خادم داں مراعاتِ خساں — بیکسی بہتر زعشوہ ناکساں

کمینوں کی رُد رعایت خادم جیسی سمجھ — نالائقوں کی ناز برداری کرنے سے بیکسی بہتر ہے

در زمینِ مَرداں خانہ مکُن — کارِ۲ خود کُن کارِ بیگانہ مکُن

دوسروں کی زمین میں گھر نہ بنا — اپنے کام میں لگ جا بیگانے کے کام کو چھوڑ

کیست بیگانہ تنِ خاکی تو — کز برائے اوست غمناکیِ تو

بیگانہ کون ہے تیرا خاکی جسم ہے — جس کے لئے تو فکر مند ہے

تاتو تن راچرب و شیریں می دہی — جوہرِ جاں رانہ بنی فربہی

جب تک تو جسم کو تر اور میٹھے (لقمے) دیتا ہے — روح کے جوہر میں تو مٹاپا نہ پائے گا

گرمیانِ مُشک تن راجا شود — روزِ مُردن گند او پیدا شود

اگر جسم کی جگہ مشک میں (بھی) ہو گی — موت کے دن اس میں بدبو پیدا ہو جائیگی

مُشک۳ را برتن مزن بردل بمال — مُشک۳ چہ بود نام پاکِ ذوالجلال

مشک کو جسم پر نہ مل، دل پر مل — مشک کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ہے

آں منافق مُشک برتن می نہد — روح رادر قعرِ گُلخن می نہد

منافق جسم پر مشک ملتا ہے — روح کو بھٹی میں جھونکتا ہے

بر زباں نامِ حق و در جانِ اُو — گند ہا از کفرِ بے ایمانِ اُو

زبان پر اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کی روح میں — بے ایمان کفر کی گندگیاں ہیں

---

۱ لاحول۔ آر۔ یعنی لاحول پڑھنے والے۔ آدما۔ اے آدمؑ ابلیس در مار مشہور ہے کہ جنت میں حضرت آدمؑ کو دھوکا دینے کیلئے شیطان سانپ کے پیٹ میں چھپ کر گیا تھا۔ جانِ دوست۔ دھوکا دینے کے لئے جانِ من کہتا ہے اور محبت کا اظہار کرتا ہے۔ دم دہد۔ دھوکا دیتا ہے۔ افیوں۔ چشیدن۔ کسی کی باتوں سے دھوکا کھا جانا۔ زار زار۔ بری طرح، عشوہ۔ ناز و انداز۔ خادم، یعنی خانقاہ والا خادم مُراعات۔ رعایتیں۔ خساں۔ کمینے لوگ، ناکس۔ نالائق۔

۲ کارِ خود۔ تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو" کیست۔ لوگ بیگانہ صرف غیر آدمی کو سمجھتے ہیں لیکن جسم خاکی بھی بیگانہ ہے جو ساتھ نہ دیگا۔ ناتو تن۔ تن پروری بھی بیگانے کے کام میں لگنا ہے جوہر جاں۔ تن پروری سے روح کمزور ہوتی ہے۔ گرمیان۔ گل سڑ جانے والی چیز کی نگہداشت زیادہ مناسب نہیں ہے۔

۳ مُشک۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روح معطر ہوتی ہے قعر۔ گہرائی۔ گلخن۔ بھٹی، دوزخ، برزباں، منافق بظاہر خدا کا نام لیتا ہے۔ لیکن اس کے دل میں گندگی ہے۔

ذکر با[1] او ہمچو سبزہ گلخن ست　　بر سرِ مبرز گلست و سوسن ست
اس کا ذکر (و فکر) کوڑی کے سبزہ کی طرح ہے　　پاخانہ پر پھول اور سوسن ہے

آں نبات آنجا یقین عاریت ست　　جائے آں گُل مجلس ست و عشرت ست
وہ سبزہ اس جگہ پر یقیناً عارضی ہے　　اس پھول کی جگہ مجلس اور مقام عشرت ہے

طیبات آمد برائے طیبین　　لِلْخَبِیثَاتُ الْخَبِیثِیْن ست ہیں
اچھی چیزیں اچھوں کے لئے ہیں　　ہاں، برائیاں بروں کے لئے ہیں

کیں مدار آنہا کہ از کیں گمرہند　　گورشاں پہلوئے کیں داراں نہند
کینہ وری نہ کر، وہ لوگ جو کینہ کی وجہ سے گمراہ ہیں　　ان کی قبر کینہ وروں کے پہلو میں بنائینگے

اصلِ کینہ دوزخ ست[2] و کینِ تو　　جزوِ آں کُلّست و خصم دینِ تو
کینہ کی اصل دوزخ ہے اور تیرا کینہ　　اس کل کا جز ہے اور تیرے دین کا دشمن ہے

چوں تو جزوِ دوزخی پس ہوش دار　　جزو سوئے کُل خود گیرو قرار
چونکہ تو دوزخ کا جز ہے لہٰذا سمجھ لے　　جز اپنے کل کی جانب ہی قرار پکڑتا ہے

ور تو جزوِ جنّتی اے نامدار　　عیشِ تو باشد زجنّت پائدار
اے نامور! اگر تو جنت کا جز ہے　　تیری زندگی جنت کی وجہ سے پائیدار ہو گی

تلخ با تلخاں یقیں ملحق شود　　کے دمِ باطل قرینِ حق شود
یقیناً کڑوا، کڑووں کے ساتھ مل جاتا ہے　　باطل بات، حق (بات) کیساتھ کب مل سکتی ہے؟

اے[3] برادر تو ہمیں اندیشۂ　　ماقئی تو استخوان و ریشۂ
اے بھائی! تو فقط غور (و فکر) ہے　　باقی تو ہڈیاں اور رگیں ہیں

گر گُل ست اندیشہ تو گلشنی　　ور بود خارے تو ہیمہ گلخنی
اگر تیرا فکر پھول ہے تو تو گلزار ہے　　اور اگر کانٹا ہے تو تو بھٹی کا ایندھن ہے

گر گلابی بر سر و جیبت زنند　　ور تو چوں بولی برونت افگنند
اگر تو گلاب ہے تو سر اور گریبان پر ملینگے　　اگر تو پیشاب ہے تو تجھے باہر پھینک دینگے

طبلہا در پیشِ عطاران بہ بیں　　جنس را با جنسِ خود کردہ قریں
عطار کے سامنے ڈبیوں کو دیکھ　　جنس کو جنس کے ساتھ ملا رکھا ہے

جنسہا با جنسہا آمیختہ　　زیں تجانس زینتے انگیختہ
ہم جنسوں کو ہم جنسوں میں ملائے ہوئے ہے　　اس جنسی مناسبت سے رونق بڑھائی ہے

---

[1] ذکر۔ ذکر خداوندی کا مقام منافق ہمقس ہے۔ گلخن۔ یعنی کوڑی۔ مَبرَز، بیت الخلاء سوسن۔ مشہور خوشبو دار۔ پھول ہے۔ نبات۔ اگنے والی چیز، عاریت، مانگی ہوئی چیز۔ عشرت عیش وراحت، کین مدار، کینہ وری نہ کر یہ پاکیزہ بننے کی ترکیب ہے۔

[2] دوزخ شعر۔
کینہ دل کا اک بڑا آزار ہے
کینہ کیا ہے اک عذاب النار ہے
خصم۔ دشمن، حدیث شریف میں ہے کینہ در جنت میں نہ جائیگا۔ جو دوزخی، جبکہ کینہ کی اصل دوزخ ہے تو کینہ ور دوزخ کا جزو ہے۔

[3] اے برادر۔ جنتی اور دوزخی ہونے کا مدار خیالات اور اعتقادات ہے اور یہی انسان کی خصوصیت ہے ورنہ گوشت و پوست تو دیگر حیوانات میں بھی ہے۔ گل۔ اعمالِ صالحہ۔ خار، یعنی برے اعمال۔ گلابی۔ نیک۔ کاموں کی وجہ سے اگر تو بمنزلہ گلاب کے لئے ہے۔ بول۔ پیشاب۔ طبلہ ڈبیہ۔ ڈبیہ، عطار، عطر فروش۔ قرین۔ ساتھی۔ تجانس۔ دو چیزوں کا ہم جنس ہونا۔

تو رہائی جو زنا جنساں بجدِ[1] — صحبت نا جنس گورست و لحد
تو کوشش کر کے نا جنسوں سے رہائی حاصل کر لے — نا جنس کی صحبت قبر اور لحد ہے

گر در آمیزند عود و شکرش — بر گزیند یک یک از دیگرش
اگر اس کی شکر اور عود گڈ مڈ ہو جائیں — ایک کو دوسرے سے چھانٹ لے گا

طبلہا بشکست و جانہا ریختند — نیک و بد در ہمدگر آمیختند
ڈبیں ٹوٹیں اور روحیں بہہ پڑیں — اچھی اور بری آپس میں مل گئیں

حق فرستاد انبیاء را باورق — تا گزید ایں دانہا را بر طبق
اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء کو کتابیں دیکر بھیجا — یہانتک کہ ان دانوں کو (مختلف) طبق پر چن دیا

حق فرستاد انبیاء را بہر دیں — تا جدا گرد ز ایشاں کفر و دیں
اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء کو اسلئے بھیجا ہے — تا کہ ان کی وجہ سے کفر اور دین جدا ہو جائے

مومن و کافر مسلمان و جہود — پیش از ایشاں جملہ یکساں می نمود
مومن اور کافر، مسلمان اور یہودی — ان سے پہلے سب یکساں نظر آتے تھے

پیش از ایشاں ما ہمہ یکساں بدیم — کس ندانستہ کہ ما نیک و بدیم
ان سے پہلے ہم سب یکساں تھے — کوئی نہیں جانتا تھا کہ ہم نیک ہیں یا برے

قلب[2] و نیکو در جہاں بودے رواں — چوں جہاں شب بود و ما چوں شبرواں
کھوٹا اور کھرا دنیا میں چالو تھا — چونکہ دنیا رات تھی اور ہم رات کے مسافروں کیطرح تھے

تا بر آمد آفتابِ انبیاء — گفت اے غشّ دور شو صافی بیا
یہانتک کہ نبیوں کا آفتاب طلوع ہوا — اس نے کہا اے کھوٹ تو دور ہو اور اے صاف تو آ

چشم داند فرق کر دن رنگ را — چشم داند لعل را و سنگ را
آنکھ رنگ میں فرق کرنا جانتی ہے — آنکھ لعل اور پتھر کو جانتی ہے

چشم داند گوہر و خاشاک را — چشم را زاں می خلد خاشا کہا
آنکھ موتی اور تنکے کو جانتی ہے — اسی لئے آنکھ میں تنکا کھٹکتا ہے

دشمنِ روز اند ایں قلّا بگاں[3] — عاشق روز اند آں زر ہائے کاں
یہ کھوٹے سکے ڈھالنے والے دن کے دشمن ہیں — کان کے سونے، دن کے عاشق ہیں

زانکہ روز ست آئینہ تعریف را — تا بہ بیند اشرفی تشریف را
اس لئے کہ دن پہچاننے کا آئینہ ہے — تاکہ اشرف بلند رتبے کو دیکھ لے

---

[1] جدّ۔ کوشش۔ صحبت۔ نا جنس
شعر۔
یار سارا بس ایں قدر زنداں
کہ بود ہم طویلۂ رنداں
عود۔ اگر طبلہا۔ یعنی عالم ارواح میں نیک و بد روحیں جداگانہ تھیں۔ عالم ناسوت میں نیک و بد مل جل گئے۔ ورق۔ یعنی آسمانی صحیفے۔ طبق۔ بعض شارحین۔ نے بمعنی مطابقت لکھا ہے۔ بعض نے طباق کے معنیٰ میں لیا ہے۔ ایشاں۔ انبیاء۔ مومن۔ یہ تقسیمیں انبیاء کی بعثت کے بعد ہوئی ہیں۔

[2] قلب۔ کھوٹا۔ سکہ۔ رواں۔ رائج۔ شب رواں۔ رات کے مسافروں میں باہمی امتیاز نہیں ہوتا ہے۔ غش۔ کھوٹ، صافی، خالص چشم۔ دانا، انبیاء بمنزلہ آنکھ کے ہیں جو اچھے برے کو پہچان لیتے ہیں ہی۔ خلد۔ آنکھ کو تنکا اسی لئے ستاتا ہے کہ وہ اس کی قدر گھٹا دیتی ہے۔

[3] قلا بگاں۔ کھوٹا سکہ بنانے والے۔ یہ لوگ اندھیرے سے اپنا کام چلاتے ہیں۔ زرہائے۔ چونکہ وہ خالص ہے اور دن میں اس کی قدر بڑھتی ہے۔ اشرفے۔ زیادہ شریف، بعض نسخوں میں اشرفی ہے جو کہ ایک سونے کا سکہ ہے۔ تشریف۔ اعلیٰ منزلت، بلند مرتبہ۔

حق قیامت را ۱ لقب زاں روز کرد — روز بنماید جمالِ سُرخ و زرد

اللہ (تعالیٰ) نے قیامت کا لقب اسی وجہ سے دن بتایا ہے کہ — دن سرخ اور زرد کا حسن دکھا دیتا ہے

پس حقیقت روز سرِّ اولیاست — روزِ پیشِ مہرشاں چوں سایہاست

پس (اس) روز (قیامت) کی حقیقت اولیاء کا باطن ہے — انکے چاند کے مقابلہ میں دن سایوں کی طرح ہے

عکس رازِ مردِ ۲ حق دانید روز — عکس ستاریش شامِ چشم دوز

دن کو مردِ حق کے باطن کا عکس سمجھو — آنکھ کو بند کر دینے والی شام اس کی ستاری کا عکس ہے

زاں سبب فرمود یزداں والضحیٰ — والضحیٰ نورِ ضمیرِ مصطفیٰؐ

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے (قسم ہے) ضحیٰ کی فرمایا ہے — اور ضحیٰ مصطفیٰؐ کے دل کا نور ہے

قولِ دیگر کایں ضحیٰ را خواست دوست — ہم برائے آنکہ اینہم عکس اوست

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ چاشت کا وقت دوست (خدا) نے چاہا ہے — وہ بھی اسلیئے کہ یہ (چاشت کا وقت) اس کے دل کے نور کا عکس ہے

ورنہ بر فانی قسم گفتن خطاست — خود فنا چہ لائقِ گفتِ خداست

ورنہ فانی چیز پر قسم کھانے کو کہنا غلطی ہے — کیا فنا (کا ذکر) اللہ تعالیٰ کے قول کے مناسب ہے؟

از خلیلے لَا اُحِبُّ الآفِلِینَ گفت آں خلیل — کے فنا چوں خواست رَبُّ العالمین

خلیل (اللہ) نے فرمایا میں غروب کر جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا ہوں — تو فانی کو رب العالمین نے کیسے پسند فرما لیا؟

لا احب الآفلیں گفت آں خلیل — کے فنا خواہد ازیں رَبِّ جلیل

میں غروب کر جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا خلیل نے فرمایا — رب جلیل فنا کو کب پسند کرے گا؟

باز واللیل ست ستاریِ او — واں تنِ خاکیِ زنگاریِ او

پھر "واللیل" آنحضورؐ کی ستاری ہے — اور آپ کا زنگاری، خاکی جسم ہے

آفتابش ۳ چوں برآمد زاں فلک — باشبِ تن گفت ہیں ما ودّعک

ان (آنحضورؐ) کا آفتاب (اللہ تعالیٰ) جب فلک الوہیت سے برآمد ہوا — جسم کی رات کو فرمایا خبردار اسنے تمہیں چھوڑا نہیں ہے

وصل پیدا گشت از عینِ بلا — زاں حلاوت شد عبارت ما قلیٰ

خود ابتلاء سے وصل پیدا ہو گیا — "اس نے کینہ وری نہیں کی" کی تعبیر شیرینی ہوئی



۱ قیامت۔ قرآن میں قیامت کو دن بتلایا گیا ہے۔ حقیقت صوفیاء کی اصطلاح میں ظاہر کو حقیقت اور مظاہر کو صورت کہا جاتا ہے، تمام کائنات اسماءِ الٰہی کا مظہر ہے اور اسماءِ الٰہی ظاہر و حقیقت ہیں اور تمام کائنات میں انسان مظہرِ اتم ہے قیامت کے دن کی حقیقت اولیاء کا باطن ہے چونکہ وہ اسم مقسط کا مظہر ہے تو کھوٹے کھرے کو جدا کرنے کا مظہر قیامت کا دن ہے اور اس کی حقیقت اولیاء کا باطن ہے۔

۲ مردِ حق۔ اولیاء کے قلوب میں کھرے کھوٹے کو جدا کر دینے کی صلاحیت ہے اور پردہ پوشی کی بھی۔ لہٰذا دن اور رات ان کے قلوب کا عکس ہیں۔ والضحیٰ مولانا فرماتے ہیں کہ اس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کا نور مراد ہے۔ جس کی قسم خدا نے کھائی ہے۔ اگر دوسرے مفسرین کے قول کے مطابق ضحیٰ کے معنیٰ چاشت کے وقت کے لئے جائیں تب بھی اس کی قسم اسی بنیاد پر ہے کہ وہ نورِ مصطفوی کا مظہر ہے ورنہ محض چاشت کا وقت ایک فانی چیز ہے۔ جو خدا کی قسم کی لائق نہیں ہے وَالَّیْلِ ۔ خدا نے جو رات کی قسم کھائی ہے اس سے آنحضور کی ستاری اور جسدِ عنصری مراد ہے جس میں نور پنہاں ہے۔

۳ آفتاب۔ ذاتِ خداوندی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ۔ فلک۔ یعنی آسمانِ الوہیت۔ شب تن۔ رات کی طرح جسم بھی نور کے لئے ساتر ہے۔ مَاوَدَّعَکَ ۔ اس خدا نے تجھے چھوڑا نہیں ہے۔ عینِ بلا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہود سے روح کی حقیقت کا سوال کیا آنحضورؐ نے بتانے کا وعدہ کیا لیکن

انشاءاللہ کہنا بھول گئے۔ اس پر بطور تنبیہ کچھ دن کیلئے وحی منقطع ہو گئی اور پھر سورۂ والضحیٰ نازل ہوئی جسمیں فرمایا گیا خدا نے تمہیں چھوڑا نہیں ہے یعنی تمہیں وصل حاصل ہے لہٰذا انہیں ابتلاء سے وصل کی بشارت ملی

هر عبارت[1] خود نشانِ حالتیست — حال چوں دست و عبارت آلتیست

ہر عبارت ایک حالت کی علامت ہے — حال بمنزلہ ہاتھ کے اور عبارت بمنزلہ آلہ کے ہے

آلتِ زرگر بدستِ کفش گر — ہمچو دانہ کِشت کردہ ریگ در

سنار کا اوزار موچی کے ہاتھ میں — ایسا ہی ہے جیسے ریت میں بویا ہوا دانہ

وآلت اسکاف پیشِ برزگر — پیشِ سگ کہ استخواں در پیشِ خر

اور موچی کا اوزار کاشتکار کے سامنے — کتے کے سامنے گھاس اور گدھے کے سامنے ہڈی ڈالنا ہے

بود انا الحق در لبِ منصور نور — بود انا اللہ در لبِ فرعون زور

انا الحق منصور کے لب پر نور تھا — "میں خدا ہوں" فرعون کے سب پر جھوٹ تھا

شُد عصا[2] اندر کفِ موسیٰ گوا — شُد عصا اندر کف ساحر ہبا

لاٹھی ہو موسیٰ کے ہاتھ میں گواہ بنی — جادو گر کے ہاتھ میں لاٹھی بیکار ہوئی

زیں سبب عیسیٰ بداں ہمراہِ خود — در نیا موزیدآں اسمِ احد

اسی وجہ سے (حضرت) عیسیٰ نے اپنے ساتھی کو — اللہ کا نام (اسم اعظم) نہ سکھایا

کونداند نقص برآلت نہد — سنگ بر برگل زن تو آتش کے جہد

کیونکہ وہ اپنا نقص سمجھے گا آلہ پر (الزام) دھرے گا — تو چقماق کو مٹی پر رگڑ شعلہ کب دے گا؟

دست وآلت ہمچو سنگ وآہن ست — جُفت باید جُفت شرط زادن ست

ہاتھ اور آلہ چقماق اور لوہے کی طرح ہے — جوڑا چاہیے جننے کے لئے جوڑا شرط ہے

آنکہ[3] بے جُفتست و بے آلت یکیست — در عدد شک ست و آں یک بے شکیست

جو (ذاتِ خدا) بے جوڑے کا اور بے آلے کے ہے وہ ایک ہی ہے — (اسکے) چند ہونے میں شک ہے اور اس کا ایک ہونا بیشک ہے

آنکہ دو گفت وسہ گفت بیش ازیں — متفق باشند در واحد یقیں

جنہوں نے (اس کو) دو کہا اور تین کہا اس سے زیادہ کہا — یقیناً وہ ایک کے (وجود) میں متفق ہیں

احولی چوں دفع شد یکساں شوند — آں دو سہ گویاں یکے گویاں شوند

بھینگا پن جب جاتا رہا یکساں ہو جائیں گے — دو تین کہنے والے ایک کہنے والے ہو جائیں گے

گر یکے گوئی تو در میدانِ او — گرد بر میگر داز چوگان او

اگر تو (خدا کو) ایک کہتا ہے تو اس کے میدان میں — اس کے چتے پر چکر کاٹ



[1] ہر عبارت۔ عبارت کے ذریعہ کسی حالت کو بیان کیا جاتا ہے، اور ان دونوں کی وہی نسبت ہے جو ہاتھ اور کاریگر کے اوزار کی ہے۔ اگر ہاتھ اور اوزار میں مناسبت ہے تو کام ٹھیک ہو گا ورنہ غلط۔ اسی طرح عبارت اگر حال کے مطابق ہوگی تو صحیح ہے ورنہ غلط ہے۔ آلتِ زرگر۔ ہر آلہ ہر ہاتھ میں کام کرتا ہے ہاتھ اور آلہ میں تناسب ضروری ہے۔ پیشِ سگ۔ کتا گھاس نہیں کھا سکتا نہ گدھا ہڈی چبا سکتا ہے۔ خر۔ گدھا گھاس کھا سکتا ہے۔ نہ کہ ہڈی۔ منصور۔ حلاج نے اپنے آپ کو فنا کر کے انا الحق کہا تھا۔ عبارت اور حال میں مطابقت تھی۔ فرعون۔ خدائی کی نفی کے لئے کہا جو جھوٹ تھا۔ عبارت اور حال میں مطابقت نہ تھی۔

[2] عصا۔ حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ کی لکڑی اژدہا بنی جو معجزہ ہونے کی وجہ سے رسالت کی گواہ بنی۔ آلہ اور ہاتھ میں مناسبت تھی۔ ساحر۔ ہار گئے اور انکی لاٹھیاں بیکار ہو گئیں۔ زیں۔ سبب۔ جب ہاتھ کام کا نہ تو اوزار کام نہ کریگا کو اپنا قصور نہ سمجھے گا اسم اعظم کو غلط کہے گا۔ سنگ یعنی چقماق۔ جُفت۔ جوڑے سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

[3] آنکہ صحیح نتیجہ کیلئے جوڑا اور صحیح آلہ ہونا ضروری ہے لیکن یہ انسانوں کیلئے ہے خدا جوڑے اور آلہ سے پاک ہے۔ در عدد۔ چند خدا ہونا ثابت نہیں ہیں۔ دو گفت۔ چند خداؤں کے ماننے والے بھی ایک خدا کے تو لامحالہ قائل ہوئے۔ احولی۔ بھینگا پن جس کی وجہ سے ایک کے چند نظر آتے ہیں۔ گر یکے۔ موحد کے لئے ضروری ہے کہ اس کا تابع فرمان بنے۔

گوی آنگہ راست و بے نقصاں شود ‏ ‏ کوز زخمِ دستِ شہ رقصاں شود
گیند اس وقت صحیح اور بے عیب ہوتی ہے ‏ ‏ جبکہ وہ بادشاہ کے ہاتھ کی ضرب سے ناچے

گوش دارا اے احول! اینہارا بہوش ‏ ‏ داروئے دیدہ بکش از راہِ گوش
اے بھینگے! اس کو ہوش سے سن لے ‏ ‏ کان کے راستہ سے آنکھ کی دوا لگا لے

بس کلامِ پاک در دلہائے کور ‏ ‏ می نپایدمی رود تا اصلِ نور
بہت سے پاک کلام ہیں جو اندھے دلوں میں ‏ ‏ نہیں ٹھہرتے ہیں، اصل نور کی طرف چلے جاتے ہیں

واں فسونِ دیو در دلہائے کژ ‏ ‏ می رود چوں کفشِ کژ در پائے کژ
شیطان کے منتر ٹیڑھے دلوں میں ‏ ‏ اتر جاتے ہیں جیسے ٹیڑھی جوتی ٹیڑھے پیر میں

گرچہ حکمت را بہ تکرار آوری ‏ ‏ چوں تا نا اہلی شود از تو بری
اگرچہ دانائی کی باتوں کو تو دُہرائے ‏ ‏ جبکہ تو نا اہل ہے، وہ تجھ سے علیحدہ رہیگی

ورچہ ۲ بنویسی نشانش می کنی ‏ ‏ ورچہ می لافی بیانش می کنی
اگرچہ تو لکھ لے، اس کی پہچان بنا لے ‏ ‏ اگرچہ تو ڈینگے مارے اس کو بیان کرے

اُوز تو رُو در کشد اے پُر ستیز ‏ ‏ بند ہارا بگسلد بہرِ گریز
اے جھگڑالو! وہ باتیں تجھ سے منہ پھیر لیں گی ‏ ‏ بھاگنے کے لئے پھندے توڑیں گی

ورنہ خوانی و بہ بیند سوزِ تو ‏ ‏ علم باشد مُرغِ دست آموزِ تو
اگر تو علم ظاہری نہ پڑھے اور وہ خدا تیرے شوق کو دیکھتا ہے ‏ ‏ علم، تیرے ہاتھ کا پلا ہوا پرند ہو گا

اُو نپاید پیشِ ہر نا اوستا ‏ ‏ ہمچو بازِ شہ بخانہ رُوستا
وہ بے استاد کے پاس نہیں ٹھہرتا ہے ‏ ‏ جیسے کہ شاہی باز دیہاتی کے گھر میں

یافتن بادشاہ باز گم کردہ رابخانہ پیر زن
بادشاہ کا گم شدہ باز کو بوڑھی عورت کے گھر میں پا لینا

علم آں بازیست کو از شہ گریخت ‏ ‏ گُندہ ۳ پیر از جہل پیشش کاہ ریخت
علم، وہ باز ہے جو بادشاہ سے بھاگا ‏ ‏ بوڑھی نے نادانی سے اسکے سامنے گھاس ڈالی

علم بازے داں کہ او از شہ گریخت ‏ ‏ سوئے آں کمپیر کومی آرد بیخت
علم کو وہ باز سمجھ جو بادشاہ سے بھاگا ‏ ‏ اس بوڑھی کے پاس جو آٹا چھانتی تھی

تاکہ تتماجے بزد اولاد را ‏ ‏ دید آں بازِ خوش خوش زاد را
تاکہ بچوں کے لئے حریرہ پکائے ‏ ‏ اس نے خوبصورت اچھی نسل کے باز کو دیکھا

---

۱ گوی۔ صحیح گیند وہی ہے جو بلّے کی مار کے مطابق حرکت کرے۔ مُوحّد کو بھی چوگان قضا کے مطابق عمل کرنا چاہئیے۔ رلو گوش۔ نصیحت سن کر صحیح عقیدہ قائم کرلے۔ پس نصیحت اسی پر اثر کرتی ہے جو دل کا اندھا نہ ہو فسون۔ شیطانی باتوں کو بھی دل قبول کرتا ہے چونکہ وہ باتیں بھی ٹیڑھی ہیں۔ گرچہ حکمت۔ علم سیکھنے کے لئے مناسبت شرط ہے۔

۲ ورچہ۔ علم حاصل کرنے کی سب تدبیریں کرے۔ لافی۔ لا فیدن۔ شیخی بگھارنا۔ زو کشیدن۔ منہ موڑنا۔ پُرستیز۔ جھگڑالو۔ ورنہ خوانی۔ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا معارف کا سرچشمہ ہے۔ نپاید۔ پائیدار نہیں ہوتا۔ رُوستا۔ دیہاتی۔

۳ گندہ۔ پیر بوڑھی۔ جہل یعنی باز کی خوراک سے ناواقیت کمپیر۔ بوڑھی۔ بیخت۔ آو دیخت۔ آرد بیخت۔ سخت۔ تتماج۔ حریرہ۔ خوش۔ خوبصورت۔ خوش زاد۔ اعلیٰ نسل والا

پایکش¹ بست و پرش کوتاہ کرد　　ناخنش ببرید و قوتش کاہ کرد
اس کے نازک پیر باندھے اور اس کے پر کاٹے　　اس کے ناخن چھانٹے اور اس کو گھاس کا چارہ دیا

گفت نا اہلاں نکردندت بساز　　پر فزود از حدّو ناخن شد دراز
بولی، نا اہلوں نے تجھے درست نہ کیا　　پر حد سے بڑھ گئے، اور ناخن لمبے ہو گئے

دستِ ہر نا اہل بیمارت کند　　سوئے مادر آکہ تیمارت کند
ہر نا اہل کا ہاتھ تجھے بیمار کر دے گا　　ماں کے پاس آ، تاکہ تیری خبر گیری کرے

مہرِ جاہل راچنیں داں اے رفیق　　کژ رود جاہل ہمیشہ در طریق
اے دوست ! جاہل کی محبت کو ایسا ہی سمجھ　　جاہل راستہ میں ہمیشہ ٹیڑھا چلتا ہے

جاہل ار با تو نماید ہمدلی　　عاقبت زخمت زند از جاہلی
جاہل اگر تجھ سے ہمدردی ظاہر کرے　　نادانی سے آخر کار تجھے زخمی کر دے گا

روزِ شہ در جستجو² بیگاہ شد　　سوئے آں کمپیر و آں خرگاہ شد
بادشاہ کا دن تلاش میں بیکار گیا　　(بالآخر) اس بڑھیا اور اس کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا

دیدناگہ باز را در دود و گرد　　شہ برو بگریست زار و نوحہ کرد
اچانک باز کو دھویں اور غبار میں دیکھا　　بادشاہ اس پر رو پڑا اور نوحہ کرنے لگا

گفت ہر چند ایں جزائے کارِ تست　　کہ نباشی در وفائے ما درست
بولا، درحقیقت تیرے کام کی یہی سزا ہے　　کیونکہ تو ہماری وفا داری پر قائم نہ رہا

چوں کُنی از خُلد در دوزخ فرار　　غافل از لَا یَسْتَوِیْ اَصْحٰبُ النَّار
تو جنت سے دوزخ میں ٹھکانا کیوں کرتا ہے؟　　اے لا یستوی اصحاب النار سے غافل

ایں سزائے آنکہ از شاہِ خبیر³　　خیرہ بگریزد بخانہ گندہ پیر
یہی اس کی سزا ہے جو جانکار بادشاہ سے　　شوخی سے بھاگ کر بوڑھی عورت کے گھر جائے

گندہ پیر جاہل ایں دنیا دنی ست　　ہر کہ مائل شد بدو خوار و غبی ست
جاہل بوڑھی یہ کمینی دنیا ہے　　جو اس کی طرف جھکا، ذلیل اور بیوقوف ہے

ہست دنیا جاہل و جاہل پرست　　عاقل آں باشد کزیں جاہل برست
دنیا جاہل اور جاہل پرست ہے　　عقلمند وہ ہے جو اس جاہل سے نجات پالے

ہر کہ با جاہل بود ہمراز باز　　آں رسد با او کہ با آں شاہ باز
جو جاہل کا ہمراز ہو گا بالآخر　　اس کو وہ ملے گا جو اس شاہباز کو

---

¹ پایکش۔ پا یک اش کاف تصغیر کے لے ہے کتاہ کرد۔ کاٹ کر چھوٹے کر دیئے۔ قوت۔ خوراک۔ کاہ۔ گھاس۔ ساز ساخت پرداخت۔ دست۔ نا اہل کے ہاتھوں بری گت بنتی ہے۔ مادر۔ بڑھیا نے محبت میں اپنے آپ کو باز کی ماں کہا ہے۔ مہر۔ شعر۔ بود محبت ناداں بلا کہ یوسف را طرب سرائے زلیخا تمام زندان ست۔

² در جستجو۔ باز کے ڈھونڈنے میں۔ بیگا۔ ضائع، بیکار۔ خرگاہ۔ خیمہ۔ دود۔ بڑھیا کے چولھے کا دھواں۔ کار۔ یعنی بےوفائی۔ لَا یَسْتَوِیْ۔ قرآن پاک میں ہے دوزخی اور بہشتی برابر نہیں ہو سکتے ہیں۔ بہشتی۔ نجات پانیوالے ہیں۔"

³ خبیر۔ باخبر حق شناس۔ گندہ پیر۔ بوڑھی عورت۔ دنی۔ کمینہ۔ بدو۔ باو۔ غبی۔ کند ذہن۔ جاہل پرست۔ دنیا جاہلوں کی زیادہ قدر داں ہے۔ باز۔ پھر بالاآخر۔

باز می مالید پر بر دستِ شاہ
باز، بادشاہ کے ہاتھ پر بازو ملتا تھا
بے زباں[۱] می گفت من کردم گناہ
بغیر زبان کے کہتا تھا کہ میں نے خطا کی

پس کجا زارد کجا نالد لئیم
کمینہ کہاں زاری کرے، کہاں روئے؟
گر تو نپذیری بجز نیک اے کریم
اے کریم! اگر تو نیک کے علاوہ کسی کی (دعا) قبول نہیں کرتا ہے

سَر کجا بنہد ظلومِ شرمسار
ظالم، شرمندہ سر کہاں جھکائے؟
جُز بدر گاہِ تو اے آمرزگار
تیری درگاہ کے سوا، اے بخشنے والے!

لُطفِ شہ جاں را جِنایت جُو کُند
شاہ کی مہربانی، جان کو گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے
زانکہ شہ ہر زشت را نیکو کُند
کیونکہ شاہ ہر برائی کو بھلائی کر دیتا ہے

رو مکن زشتی کہ نیکیہائے ما
گناہ کا رخ نہ کر، کیونکہ ہماری نیکیاں (بھی)
زشت آید پیشِ آں زیبائے ما
اس ہمارے محبوب کے سامنے بری نظر آتی ہیں

خدمتِ[۲] خود را سزا پنداشتی
تو نے اپنی عبادت کو اچھا سمجھا
تو لوائے جُرم ازاں افراشتی
اسلئے تو نے خطا کاری کا جھنڈا بلند کر دیا

چوں ترا ذکر و دُعا دستور شُد
چونکہ تجھے ذکر اور دعا کی عادت ہو گئی ہے
زاں دعا کردن دلت مغرور شد
اس دعا سے تیرا دل مغرور ہو گیا ہے

ہم سخن دیدی تو خود را باخدا
تو نے اپنے آپ کو خدا سے ہمکلام سمجھا
اے بسا کوزیں گماں اُفتد جُدا
بہت سے لوگ اسی گمان کی وجہ سے دور جا پڑے ہیں

گرچہ[۳] با توشہ نشیند بر زمیں
اگرچہ بادشاہ تیرے ساتھ زمین پر بیٹھ جائے
خویشتن بشناس و نیکو تر نشیں
اپنے آپ کو پہچان، اور سلیقے سے بیٹھ

باز گفت اے شہ پشیماں می شوم
باز نے کہا، اے شاہ! میں شرمندہ ہوں
توبہ کردم نو مسلماں می شوم
میں نے توبہ کی، از سر نو مسلمان ہوتا ہوں

آنکہ تو مستش کُنی و شیر گیر
جس کو تو مست اور نیم مست کرے
گر ز مستی کژ رود عذرش پذیر
اگر مستی کی وجہ سے ٹیڑھا چلے تو اس کا عذر قبول فرما

گرچہ ناخن رفت چوں باشی مرا
اگرچہ ناخن جاتے رہے (لیکن) جب تو میرا ہوگا
برکنم من پرچمِ خورشید را
میں سورج کا جھنڈا اکھاڑ دوں گا

ورچہ پرّم رفت چوں بنوازیم
گرچہ میرے پر جاتے رہے (لیکن) جب تو مجھے نوازدے
چرخ بازی کم کند در بازیم
آسمان مجھ سے گردش میں بازی نہیں بدل سکتا

---

۱ بے زباں۔ یعنی حال۔ زارد۔ زاریدن کا فعل ماضی ہے۔ لئیم۔ کمینہ، گنہگار، ظلوم۔ بہت ظلم کرنے والا، جنایت۔ جُو۔ خطا کار۔ نیکو کند۔ برائیوں کو بھلائیوں میں بدل دیتا ہے۔ رُو مکن۔ خدا کی رحمت کے بھروسہ سے پر گناہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ نیکیہائے ما۔ ہماری نیکیاں ہی اس کے شایان شان نہیں ہیں۔

۲ خدمت۔ یعنی عبادت۔ سزا۔ یعنی خدا تعالیٰ کے لائق۔ لوا۔ جھنڈا۔ جرم۔ گناہ۔ مغرور شد۔ ہماری دعا قبولیت کے لائق کہاں ہے۔ زیں۔ گماں۔ عبادت کا گھمنڈ ہلاکت کا سبب ہے۔

۳ گرچہ۔ بڑے کی بے تکلفی سے انسان کو گستاخ نہ ہونا چاہیے۔ باز۔ یہاں سے پھر باز کی گفتگو ہے۔ نو مسلماں۔ نو از سر نو فرمانبردار۔ شیر گیر۔ وہ مست جو اپنی گفتار و رفتار پر قابو رکھتا ہو۔ کژ۔ کج۔ ناخن رفت۔ بوڑھی نے ناخن ترش دیئے تھے۔

گر کمر بخشیم کہ رابر کنم گردہی کلکم علمہا بشکنم

اگر تو میرے پٹکا باندھ دے پہاڑ کو اکھاڑ دوں — اگر تو مجھے (قلم کا) پورا دیدے میں جھنڈے گرا دوں

آخراز پشہ نہ کم باشد تنم ملک نمرودی بپر برہم زنم

آخر میرا جسم مچھر سے کم نہ ہو گا — نمرودی سلطنت کو پر سے زیرو زبر کر دوں

در ضعیفی تو مرا بابل گیر ہر یکے خصم مراچوں پیل گیر

کمزوری میں مجھے ابابیل سمجھ — میرے ہر مقابل کو ہاتھی جیسا سمجھ

قدرِ فندق افگنم بندق خریق بندقم در فعل صد چوں منجنیق

فندق کی بقدر پھاڑنے والا غلہ پھینکوں گا — میرا غلہ کام میں سو کو پھنوں کی طرح ہو گا

گرچہ سنگم ہست مقدارِ نخود لیک در ہیجانہ سَر ماندنہ خود

اگرچہ میرا پتھر چنے کی بقدر ہے — لیکن جنگ میں نہ سر بچے گا نہ خود

رفت موسیٰ ۲ در وغا با یک عصاش زد براں فرعون و بر شمشیر ہاش

موسیٰ جنگ میں ایک لاٹھی لے کر گئے — اس کو فرعون اور اس کی تلواروں پر چلایا

ہر رسولے یک تنہ کاں در زدست برہمہ آفاق تنہا بر زدست

ہر پیغمبر تنہا جو اس جنگ میں داخل ہوا ہے — تمام جہان پر تنہا غالب آیا ہے

نوحؑ چوں شمشیر در خواہید ازو موجِ طوفاں کرد حق شمشیرِ او

نوحؑ نے جب اس (اللہ) سے تلوار چاہی — اللہ تعالیٰ نے طوفان کی موج کو انکی تلوار بنا دیا

احمدا خود کیست اسپاہِ زمیں ماہ بیں بر چرخ و بشگافش جبیں

اے احمدؐ یہ زمین کے سپاہی کیا ہیں؟ — آسمان پر چاند کو دیکھ اور اس کی پیشانی چیر دے

تابداند سعد و نحسِ بے خبر دور دورِ تست نے دورِ قمر

تاکہ نیک بخت اور جاہل بد بخت جان لے — یہ تیرا دور دورہ ہے نہ کہ قمر کا

دورِ تست ایرا کہ موسیٰ کلیم آرزومی بُرد زیں دورت مقیم۳

یہ تیرا دور ہے اسی لئے موسیٰ کلیم (اللہ) — تیرے اس دور میں مقیم ہونے کی آرزو کرتے تھے

چونکہ موسیٰ رونقِ دورِ تو دید کاندرو صبح تجلی می دمید

چونکہ موسیٰ تیرے دور کی رونق دیکھی — کہ اس میں تجلی کی صبح چمکتی ہے

گفت یارب ایں چہ دورِ رحمت آں گذشت از رحمت اینجا رویت ست

کہا اے خدا یہ کیسا رحمت کا دور ہے؟ — وہ تو رحمت سے بھی بڑھ گیا اس جگہ تو دیدار ہے

---

۱ کمر۔ پٹکا۔ بخشیم۔ بخشی مرا۔ کلک۔ قلم کا پورا۔ علم۔ جھنڈا۔ پشہ۔ مچھر، نمرود ایک ظالم بادشاہ تھا جو خدائی کا مدعی تھا، ایک مچھر اس کی ناک میں گھس گیا جو اس کی ہلاکت کا سبب بنا۔ بابیل۔ ابرہہ نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے ہاتھیوں کے لشکر سے حملہ کیا، چھوٹے چھوٹے پرندوں کے جھرمٹ نے اس لشکر پر حملہ کیا۔ اور معمولی کنکریاں اپنے پنجوں کے ذریعہ ان پر گرا کر ان کو ہلاک کر دیا۔ خصم۔ مقابل دشمن۔ پیل۔ ہاتھی۔ فندق۔ عناب کی وضع کا ایک پھل ہے، چھوٹی گیند۔ بندق۔ غلہ خریق۔ پھاڑنے والا۔ نخود۔ چنا۔ ہیجا۔ جنگ۔ خود لوہے کی ٹوپی جو جنگ میں اوڑھی جاتی ہے۔

۲ موسیٰ۔ ساحروں کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ عصا لیکر گئے تھے۔ وغا۔ جنگ یک تنہ۔ تنہا۔ در دروازہ۔ زد۔ داخل ہوا، تاراج کیا نوحؑ حضرت نوحؑ کے طوفان کی موجوں نے وہ کام کیا جو تلواریں کرتی ہیں۔ احمدا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اسپاہ۔ سپاہ۔ ماہ۔ آنحضورؐ سے شق القمر کا معجزہ ظاہر ہوا تھے۔ دورِ قمر۔ ستاروں اور چاند کی پرستش کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔

۳ مقیم۔ ابونعیم نے کتاب حلیہ میں ایک حدیث نقل کی ہے جسمیں حضرت موسیٰ کی اس تمنا کا اظہار ہے کہ مجھے آنحضور کا زمانہ ملجائے۔

غوطۂ خور موسیا اندر بحار / وزمیانِ دورِ احمد سر برآر

اے موسیٰ! سمندروں کے اندر غوطہ لگا / اور احمد کے دور کے درمیان سر ابھار دے

گفت یا موسیٰ بداں بنمودمت / راہِ آں خلوت بداں بکشودمت

(اللہ نے) فرمایا اے موسیٰ اسی لئے میں نے تمہیں دکھایا ہے / اس خلوت کا راستہ تم پر اسی لئے کھولا ہے

گرتو ازاں دوری دریں دور اے کلیم / پا بکش زیرا دراز است ایں گلیم

اے کلیم! اگرچہ تو اس دور سے دور ہے (لیکن) اسی میں ہے / پیر پھیلا دے اس لئے کہ یہ کمبلی دراز ہے

من کریم ناں نمایم بندہ را / تا بگریاند طمع آں زندہ را

میں کریم ہوں، بندہ کو روٹی دکھا دیتا ہوں / تاکہ اس زندہ کو لالچ رُلا دے

بینی طفلے بمالد مادرے / تا شود بیدار و اجوید خورے

ماں بچے کی ناک ملتی ہے / تاکہ جاگ جائے، اور کھانا مانگے

کو گرسنہ خفتہ باشد بے خبر / واں دو پستاں می چکد از مہر در

کہ وہ بھوکا بے خبر سویا ہوا ہوتا ہے / اور دونوں پستان، محبت سے دودھ ٹپکاتے ہیں

کُنتُ ۲ کَنزًا رَحمَۃً مَّخفِیَّۃً / فَانبَعَثتُ اُمَّۃً مَّھدِیَّۃً

میں رحمت کا ایک چھپا ہوا خزانہ تھا / تو میں نے ایک ہدایت یافتہ امت پیدا کی

ہر کراماتے کہ میجوئی بجاں / اُو نمودت تا طمع کردی دراں

جن عطاؤں کو تو جان (و دل) سے چاہتا ہے / اس نے وہ تجھے دکھا دیں تاکہ تو ان کا لالچ کرے

چند بُت بشکست احمدؐ در جہاں / تاکہ یا رَبّ گوی گشتند اُمّتاں

احمد نے دنیا میں چند بت توڑے / تو امتیں یا رب کہنے والی بن گئیں

گر نبودے کوششِ احمدؐ تو ہم / می پرستیدی چو اجدادت صنم

اگر احمد کی کوشش نہ ہوتی، تو بھی (اے مخاطب) / اپنے باوا دادا کی طرح بت پوجتا

ایں سرت وارست ۳ از سجدہ صنم / تا بدانی حقِ اُو را بر اُمم

تیرا یہ سر بت کو سجدہ کرنے سے بچ گیا / خبردار، امتوں پر ان کے حق کو سمجھ لے

گر بگوئی شکر ایں رستن بگو / کز بت باطن ہمت برہاند اُو

اگر تو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے تو کر / تاکہ اندرونی بت سے بھی تجھے چھٹکارا دلا دے

مر سرت را چوں رہانید از بُتاں / ہم بداں قوت تو دل را وارہاں

جس طرح اس نے تیرے سر کو بتوں سے آزاد کر دیا / اسی طاقت کے ذریعہ سے تو دل کو بت پرستی سے آزاد کر

۱ گرتو۔ اگرچہ تیرا زمانہ دورِ احمدیؐ سے دور ہے لیکن تو اس سے متمتع اور نفع اندوز ہے۔ گلیم۔ چادر۔ یعنی آنحضور کا زمانہ۔ من کریم۔ میں دنیا چاہتا ہوں اور بندوں کو اپنی نعمتوں کی جھلک دکھا دیتا ہوں تاکہ وہ انکی خواہش میں گریہ وزاری کریں۔ اور میرا دریائے رحمت جوش میں آجائے، حضرت موسیٰؑ کو دورِ احمدی کی جھلک اسی لئے دکھائی گئی۔ مادرے۔ ماں سوئے ہوئے۔ بچے کو بیدار کرتی ہے تاکہ وہ روئے اور پستان سے دودھ جوش مار کر نکلے اور وہ اس کو پلائے۔

۲ کُنتُ۔ حدیث شریف ہے۔ کُنتُ کَنزًا مَخفِیًّا فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ "میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا"۔ اُمَّۃً مَّھدِیَّۃً ہدایت یافتہ امت یعنی امت محمدی۔ جس کو معرفت ذات وصفات کا پورا علم عطا کیا گیا ہے۔ احمد۔ آنحضور کی بعثت بھی انہی عطیات میں سے ہے۔ جس کی نمائش کی وجہ سے اشرف المخلوقات نے اپنا مقام پا لیا ورنہ اپنے سے ادنیٰ کے سامنے سربسجود تھا۔

۳ وارست۔ چھوٹ گیا۔ بگو۔ اس کا شکریہ۔ مزید نعمت کا سبب بنے گا اور انسان باطنی بت سے بھی نجات پالیگا۔ قوت۔ یعنی آنحضور کے اتباع کی قوت۔

سرا زشکرِ دیں ازاں برتافتی	کز پدر میراثِ ارزاں یافتی
دین کے شکریہ سے تونے اس لئے منہ موڑا ہے	کہ تونے باپ سے سستی میراث پالی ہے
مردِ میراثی چہ داند قدرِ مال	رُستمے جاں کند مجّاں یافت زال
وراثت پانے والا، انسان مال کی قدر کیا جانے؟	رستم نے جان کھپائی بوڑھی نے مفت حاصل کرلیا
چوں بگریانم بجوشد رحمتم	آں خرو شندہ نیوشد نعمتم
جب میں رُلاتا ہوں میری رحمت جوش مارتی ہے	وہ رونے والا سن لیتا ہے "میں نعمت ہوں"
گرنخواہم داد خود ننمایمش	چونش کردم بستہ دل بکشایمش
اگر میں دینا نہ چاہوں تو اس کو نہ دکھاؤں	جب میں اس کو تنگدل بناتا ہوں تو اس دل کو کشادہ کردیتا ہوں
رحمتم موقوفِ آں خوش گریہ ہاست	بعدازاں از بحرِ رحمت موج خاست
میری رحمت خوب رونے پر موقوف ہے	اس کے بعد رحمت کے دریا سے موج اٹھتی ہے
تانگرید ۲ طفل کے جوشد لبن	تانگرید ابر کے خندد چمن
جب تک بچہ نہ روئے دودھ کب جوش مارتا ہے؟	جب تک ابر نہ روئے چمن کب ہنستا ہے؟

حلوا خریدنِ شیخ احمد خضرویہ از جہتِ غریماں بالہامِ حق تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے الہام سے شیخ احمد خضرویہ کا قرض خواہوں کے لئے حلوا خریدنا

بود شیخے دائماً اُو وام دار	از جوانمردیکہ بود اُو نامدار
ایک شیخ ہمیشہ قرض دار رہتے تھے	اس سخاوت کی وجہ سے جس میں وہ مشہور تھے
دہ ہزاراں وام کردے از مہاں	خرج کردے برفقیرانِ جہاں
وہ مالداروں سے ہزاروں قرض لیتے تھے	دنیا بھر کے فقیروں پر خرچ کر دیتے تھے
ہم بوامِ اُو خانقاہے ساختہ	جان و مال و خانقہ درباختہ
انہوں نے قرض ہی سے خانقاہ بنائی تھی	گھر بار اور خانقاہ (قرض میں) کھو چکے تھے
احمدِ خضرویہؒ بودے نامِ اُو	خدمتِ عشاق بودے کامِ اُو
ان کا نام احمد خضرویہؒ تھا	(خدا کے) عاشقوں کی خدمت ان کا کام تھا
وام اوراحق زہر جامی گزارد	کردحق بہرِ خلیلؑ از ریگ ۳ آرد
اللہ تعالیٰ ان کے قرض کہیں نہ کہیں سے اتار دیتا تھا	خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کیلئے ریت سے آٹا کردیا



۱ سر۔ نسلی مسلمان کو نعمت اسلام کی قدر نہیں ہے۔ انسان جس قدر ذاتی کمائی کی قدر کرتا ہے میراثِ پدر کی اتنی قدر نہیں کرتا میراثی۔ جس کو ورثہ میں مال مل گیا ہو رُستم۔ یعنی کمانے والا بہادری اور محنت سے مال کماتا ہے وارث اس کو اڑا ڈالتے ہیں۔ زال۔ یعنی وارث۔ چوں۔ بہاں۔ سے پھر پہلے مضمون کو شروع کیا ہے کہ گریہ وزاری سے میری رحمت کو جوش آتا ہے نعمتم۔ یعنی نعمت خداوندی پکارتی ہے کہ میں موجود ہوں۔ گرنخواہم جس کو دینا مقصود نہیں ہوتا ہے اس کو نعمت کی جھلک بھی نہیں دکھاتا ہوں۔ چونش۔ جب وہ شوق کی وجہ سے دل گرفتہ ہوتا ہے تو اس کو دیکر خوش کردیتا ہوں۔

۲ تانگرید۔ اس سنت اللہ کا مشاہدہ کائنات میں کرلو۔ بچہ کے رونے سے ماں کے پستان میں دودھ جوش مارتا ہے ابر کے رونے اور پانی برسانے سے باغ شگفتہ ہوتا ہے حلوا خریدن۔ اس قصہ کا مقصد بھی گریہ کی فضیلت اور اس پر نعمتوں کے نزول کا بیان ہے خضرویہ۔ فارسی والے یاء پر زبر ہاء کو ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔ وام۔ قرض۔ جوانمردی۔ سخاوت۔

۳ ریگ آرد۔ مشہور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے خادم کو مہمانوں کی خاطر گیہوں قرض لینے بھیجا وہاں اس کو قرض نہ ملا تو واپسی پر شرمندگی سے بچنے کے لئے اس نے اونٹ پر ریت لادلیا۔ جب گھر واپس آیا تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا۔ گیہوں کی بجائے آٹا لائے ہو۔ اب اس خادم نے دیکھا تو وہ ریت نہ تھا بلکہ آٹا تھا۔

گفت پیغمبرؐ کہ در بازار ہا — دو فرشتہ می کند از دل دُعا[1]

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ بازاروں میں — دو فرشتے دل سے دُعا کرتے ہیں

کاے خدا تو مُنفِقاں رادہ خَلَف — وے خدا تو مُمسِکاں رادہ تلف

کہ اے خدا تو خرچ کرنے والوں کو عوض دیدے — اے خدا تو بخیلوں کو ہلاکت دیدے

خاصہ آں مُنفِق کہ جاں اِنفاق کرد — حَلقِ خود قربانیِ خَلّاق کرد

خصوصاً وہ خرچ کرنیوالا جس نے جان خرچ کی — اپنے گلے کو اللہ (تعالیٰ) کی قربانی بنایا

حَلق پیش آورد اسمٰعیلؑ وار — کارد بَر حَلقش نیارد کردگار

(حضرت) اسمٰعیلؑ کی طرح اس نے گلا پیش کر دیا — خدا اس کے گلے پر چھری نہ چلائے گا

پس شہیداں زندہ زیں رویند وخوش — تو بداں قالب بمنگر گبروش

پس شہید اسی لئے زندہ اور خوش ہیں — تو انکے (خاکی) قالب کو کافر کی طرح نہ دیکھ

چوں خَلَف دادست شاں جانِ بقا — جانِ ایمن از غم و رنج و شقا

چونکہ انکو (اللہ تعالیٰ نے) باقی رہنےوالی جان عوض میں دیدی ہے — وہ جان جو غم اور رنج اور بدبختی سے محفوظ ہے

شیخ وامی[2] سالہا ایں کارکرد — می ستدمی داد ہمچوں پائمرد

قرض لینے والے شیخ نے سالوں یہ کام کیا — مستقل مزاج کی طرح لیتے دیتے رہے

تخمہا می کاشت تا روزِ اَجَل — تابُوَد روزِ اجل میرا جَل

مرنے کے دن تک نیکیوں کی تخم ریزی کرتے رہے — تاکہ موت کے دن بڑے سردار بنی

چونکہ عمر شیخ در آخر رسید — در وجودِ خود نشانِ مرگ دید

جب شیخ کی آخری عمر آگئی — انہوں نے اپنے جسم میں موت کے آثار دیکھے

وام خواہاں گردِ اُو بنشستہ جمع — شیخ بر خود خوش گدازاں ہمچو شمع

قرض خواہ ان کے گرد جمع ہو کر بیٹھ گئے — شیخ شمع کی طرح اپنے آپ میں پگھل رہے تھے

وام خواہاں گشتہ نو میدو ترش — دردِ دلہا یارشد بادردِ شُش

قرض خواہ نا امید اور ناراض تھے — دلوں کا درد پھیپھڑے کے درد کا ساتھی ہو گیا تھا

شیخ گفت ایں بد گماناں[3] رانگر — نیست حق راچار صد دینارِ زر

شیخ نے فرمایا ان بدگمانوں کو دیکھ — (کیا) اللہ کے پاس سونے کی چار سو اشرفیاں نہیں ہیں

کود کے حلوا زبیروں بانگ زد — لافِ حلوا بر اُمیدِ دانگ زد

ایک لڑکے نے باہر سے حلوے کی آواز لگائی — پیسے کی امید پر حلوے کی تعریف کی

---

[1] دعا۔ یعنی فرشتے ندا دیتے ہیں۔ مُنفِق۔ یعنی اللہ کے لئے خرچ کرنے والا۔ خلف۔ یعنی خرچ کا بدلہ۔ مُمسک۔ بخیل۔ تلف۔ ہلاکت۔ حلق۔ حلقوم۔ خَلّاق۔ اللہ تعالیٰ۔ اسمٰعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کی خواب کے مطابق حضرت اسمٰعیلؑ اپنے آپ کو ذبح کرانے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ قالب۔ شہداء کو اخروی حیاتِ ابدی ملی ہے۔ ان کے جسم خاکی کو دیکھ کر کافر اس کا منکر بنتا ہے۔ جانِ بقا۔ باقی رہنےوالی جان

[2] وامی۔ قرض لینے کا عادی پائمرد۔ مستقل مزاج۔ اَجَل۔ موت کا وقت، اجل۔ بزرگ۔ نشان۔ علامت، شمع۔ شیخ شمع کی طرح پگھل رہے تھے۔ ترش۔ بدمزاج۔ شُش۔ پھیپھڑا یعنی دلوں کی درد کے ساتھ پھیپھڑے کے درد کا بھی اضافہ ہو گیا۔

[3] بدگماناں۔ قرض خواہ جو قرض کی ادائیگی میں بدگمان تھے۔ چار صد۔ شیخ کے ذمہ چار سو اشرفیوں کا قرض تھا۔ دینار۔ سونے کا ایک سکہ ہے جس کا وزن مثقال کی برابر یعنی ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے۔ لاف۔ یعنی بگھارنا۔ دانگ۔ چھ رتی کا ہوتا ہے۔

شیخ اشارت کرد خادم را بسَر[1] — کہ برو آں جملہ حلوا را بخر
شیخ نے خادم کو سر سے اشارہ کیا — کہ جا تمام حلوا خرید لے

تا غریماں چونکہ آں حلوا خورند — یک زمانے تلخ درمن ننگرند
کیونکہ قرض خواہ جب وہ حلوہ کھا لیں گے — تھوڑی دیر تیکھی نظر سے مجھے نہ دیکھیں گے

در[2] زماں خادم بروں آمد زدر — تاخرد آں جملہ حلوا زاں پسر
فوراً خادم دروازے سے باہر آیا — تاکہ سارا حلوا لڑکے سے خرید لے

گفت اُورا جملہ حلوا بچند — گفت کودک نیم دینارست واند
(خادم نے) اس سے پوچھا سب حلوا کتنے کا ہے؟ — لڑکے نے کہا کہ آدھے دینار سے کچھ زائد کا ہے

گفت نے از صوفیاں افزوں مجو — نیم دینارت دہم افزوں مگو
اس نے کہا صوفیوں سے زیادہ نہ مانگ — تجھے آدھا دینار دوں گا زیادہ نہ بول

اُو طبق بنہاد اندر پیشِ شیخ — تو ببیں اَسرارِ سر اندیش شیخ
اس نے اندر جا کر طباق شیخ کے سامنے رکھ دیا — (اب) تو راز کو سوچنے والے شیخ کے اسرار کو دیکھ

کرد اشارت باغریماں کیں نوال[3] — نِک تبرّک خوش خورید ایں راحلال
(شیخ نے) قرضخواہوں کو اشارہ کیا کہ یہ عطا ہے — یہ تبرک ہے اس کو حلال سمجھ کر خوب کھاؤ

بہرِ فرماں جملگی حلقہ زدند — خوش ہمی در ند حلوائے چوقند
حکم کے مطابق سب نے حلقہ باندھ لیا — قند جیسے حلوے کو خوب کھایا

چوں طبق خالی شد آں کودک ستد — گفت دینارم بدہ اے پر خِرَد
جب طباق خالی ہو گیا اس لڑکے نے اٹھا لیا — بولا، اے دانشمند میرا دینار دے

شیخ گفتار از کجا آرم درم — وام دارم میروم سوئے عدم
شیخ نے فرمایا، درہم کہاں سے لاؤں؟ — میں مقروض ہوں۔ (ملک) عدم کی طرف جا رہا ہوں

کودک از غم زد طبق رابرزمیں — نالہ و گریہ بر آورد و حنین
لڑکے نے غم کے مارے طباق زمین پر پٹخ دیا — رونا اور چیخنا شروع کر دیا

بانگ می کرد و فغان و ہائے ہائے — کاے مَرا اشکستہ بودے ہردو پائے
شور کرتا اور روتا اور ہائے ہائے کرتا تھا — کہ میرے دونوں پاؤں ٹوٹ گئے ہوتے

کاشکے من گردِ گلخن گشتمے — بردرِ ایں خانقاہ نگذشتمے
کاش میں بھٹی کے گرد ہی چکر لگاتا — اس خانقاہ کے دروازے سے نہ گزرتا

---

[1] بسَر۔ سر سے اشارہ کیا، بولنے کی طاقت نہ رہی تھی۔ غریما۔ غریم کی جمع ہے قرضخواہ۔ تلخ۔ یعنی غصہ۔

[2] در زماں۔ فوراً۔ بچند۔ کس قیمت کا ہے۔ اند۔ مبہم عدد کے لئے بولا جاتا ہے جس کا اطلاق ایک سے نو تک ہوتا ہے۔ افزوں۔ مگو۔ زیادہ نہ بول۔ اسرار۔ سر کی جمع ہے۔ راز۔ سر اندیش راز کو سوچنے والا۔

[3] نوال۔ عطیہ۔ نک۔ اینک کی تخفیف ہے بمعنیٰ اینست واکنوں۔ درم۔ درہم ایک سکہ ہے جس کا وزن ساڑھے تین ماشے کا ہوتا ہے۔ حنین۔ رونا چلانا۔ گلخن۔ بھٹی، یعنی حلوا پکانے کی بھٹی۔

صوفیانِ طبل ۱؎ خوارِ لقمہ جُو　　سگ دلانِ ہمچو گربہ روئے شو
پیٹو صوفی، لقمہ ڈھونڈنے والے　　کتوں کا دل رکھنے والے، بلی کی طرح منہ دھونے والے

از غریوِ کودک آنجا خیرو شر　　گرد آمد گشت بر کودک حَشَر
لڑکے کے شور وغل سے اس جگہ بھلے اور برے　　جمع ہو گئے، لڑکے پر بھیڑ لگ گئی

پیشِ شیخ آمد کہ اے شیخ درشت ۲؎　　تو یقیں داں کہ مرا اُستاد کُشت
شیخ کے سامنے آیا، کہ اے سنگدل شیخ!　　تو یقین کر لے کہ اُستاد نے مجھے مار ہی ڈالا

گر رَوم من پیشِ اُو دستِ تہی　　اُو مرا بکُشد اجازت میدہی
اگر میں اس کے سامنے خالی ہاتھ جاؤں　　وہ مجھے مار ڈالے گا، تو روا رکھتا ہے؟

واں غریماں ہم بانکا رو جحود　　رُو بشیخ آوردہ کایں بازی چہ بود
قرضخواہ بھی تردید اور انکار کے ساتھ　　شیخ کی طرف متوجہ ہوئے کہ یہ کیا تماشہ تھا؟

مالِ ما خوردی مَظالِم می بَری　　ازچہ بوداِیں ظلم دیگر برسَری
ہمارا مال مارا، حقوق لے جا رہا ہے　　علاوہ ازیں یہ کیا ظلم تھا؟

تا نمازِ دیگرآں کودک گریست　　شیخ دیدہ بست و دروے ننگریست
عصر کی نماز تک وہ لڑکا روتا رہا　　شیخ نے آنکھیں بند کرلیں اور اس کی طرف دیکھا (بھی) نہیں

شیخ فارغ از جفاوٗ از خلاف　　در کشیدہ روی چوں مہ در لحاف
شیخ ظلم اور جھگڑے سے فارغ البال تھے　　چاند جیسا چہرہ لحاف میں چھپائے ہوئے تھے

با ازل خوش با ابد خوش شاد کام　　فارغ از تشنیع وطعنِ خاص و عام
ازل (مقدر) سے خوش ابد (آخرت) سے خوش اور مسرور!　　خاص و عام کے لعن طعن سے بے نیاز تھے

آنکہ ۳؎ جاں دررُوئے اُوخندد چوقند　　از ترشرُوئیِ خلقش چہ گزند
جس کی جان اس کے سامنے قند کی طرح (میٹھی) مسکراتی ہو　　اس کو مخلوق کی بد مزاجی سے کیا نقصان؟

آنکہ جاں بوسہ دہد بر چشمِ اُو　　کے خورد غم از فلک و زخشمِ اُو
جس کی آنکھوں پر جان بوسہ دے　　وہ آسمان اور اس کے غصہ کا غم کب کرتا ہے؟

در شب مہتاب مَہ رابر سِماک　　از سگاں وعوعِ ایشاں چہ باک
چاندنی رات میں چاند کو سماک پر　　کتوں اور ان کے بھونکنے سے کیا خوف ہے؟

سگ وظیفہ خود بجامی آورد　　مَہ وظیفہ خود برُخ می گسترد
کتا اپنا کام کر رہا ہے　　چاند اپنا کام (روشنی) رخ پر ڈال رہا ہے

۱؎ طبل خوار۔ طبل۔ ڈھول یعنی کھا کر ڈھول سا پیٹ پھلانے والے۔ گرب۔ بلی اپنا زہد دکھانے کے لئے اپنا منہ اپنے لعاب سے صاف کرتی رہتی ہے۔ غریو۔ شور وغل۔ خیر وشر۔ بھلے برے لوگ۔ حشر۔ مجمع۔

۲؎ درشت۔ یعنی سنگدل۔ اُستا۔ اُستاد۔ کُشت۔ مارتے ہوئے مار ڈالے گا۔ دست تہی۔ خالی ہاتھ۔ جحود۔ دیدہ ودانستہ انکار۔ بازی تماشہ۔ مظالم۔ حقوق، مطالبا۔ برسری۔ علاوہ نمازِ دیگر۔ نماز اول ظہر، دوسری نماز عصر۔ دیدہ۔ آنکھ۔ فارغ خالی۔ جفا۔ ظلم۔ خلاف۔ لڑائی جھگڑا۔ ازل۔ یعنی مقدر۔ ابد۔ یعنی انجام۔ تشنیع۔ لعنت ملامت کرنا۔

۳؎ آنکہ۔ جس کی روح اس کے سامنے مسکرائے کسی کا منہ بنانا اس کے لئے مضر نہیں ہے شب مہتاب۔ چاندنی رات۔ سماک۔ قمر کی منزلوں میں سے چودھویں منزل ہے۔ وعوع۔ کتوں کے بھونکنے کی آواز۔ وظیفہ۔ معمول۔

کارکِ ا؎ خودمی گزارد ہر کسے — آب نگذارد صفا بہرِ خسے

ہر شخص اپنا کام کرتا ہے — تنکے کی وجہ سے پانی اپنی صفائی نہیں چھوڑتا ہے

خس خسانہ می رَود بر روئے آب — آبِ صافی می رود بے اضطراب

تنکا کمینوں کی طرح پانی کے اوپر جا رہا ہے — صاف پانی بغیر پریشانی کے بہہ رہا ہے

مصطفیٰ مہ می شگافد نیم شب — ژاژمی خاید زکینہ بُو لہب

(حضرت) مصطفیٰ آدھی رات چاند کو شق کر رہے ہیں — کینہ کی وجہ سے ابو لہب بکواس کر رہا ہے

آں مسیحا مردہ زندہ می کُند — واں جہود از خشم سُبلت می کَند

(حضرت) عیسیٰ مردے کو زندہ کر رہے ہیں — یہودی غصہ میں اپنی مونچھیں نوچ رہے ہیں

بانگ سگ ہرگز رسد در گوشِ ماہ — خاصہ ماہے کو بوَد خاصِ اِلٰہ

کتوں کی آواز کبھی چاند کے کان میں پہنچی ہے؟ — خصوصاً وہ چاند جو اللہ (تعالیٰ) کا مخصوص ہو

مے خورد شہ برلبِ جُوتا سحر — در سماع از بانگ چغزاں بیخبر

بادشاہ نہر کے کنارے صبح تک مے نوشی کرتا ہے — گانے میں مینڈکوں کی آواز سے بے خبر

ہم شدے توزیع ۲؎ کودک دانگ چند — ہمّتِ شیخ آں سخارا کردبند

لڑکے کے چند پیسے چندہ بھی ہو سکتے ہیں — شیخ کی باطنی توجہ نے اس سخاوت کو روکدیا

تاکسے ندہد بکودک ہیچ چیز — قوتِ پیراں ازیں بیش ست نیز

تاکہ کوئی شخص لڑکے کو کچھ نہ دے — بزرگوں کی قوت اس سے بھی بڑھ کر ہے

شد نمازِ ۳؎ دیگر آمد خادمے — یک طبق برکف زپیشِ حاتمے

عصر کی نماز ختم ہوئی تو ایک خادم آیا — ایک طباق ہاتھوں پر دھرے کسی سخی کے پاس سے

صاحبِ مالے و حالے پیشِ پیر — ہدیہ بفرستاد کزوے بُد خبیر

ایک صاحب مال و حال نے پیر کی خدمت میں — ہدیہ بھیجا کیونکہ وہ اس کی حالت سے باخبر تھا

چار صد دینار بر گوشہ طبق — نیم دینارِ دگر اندر ورق

طباق کے کنارے پر چار سو دینار — آدھا دینار اور، کاغذ میں

خادم آمد شیخ را اکرام کرد — واں طبق بنہاد پیشِ شیخِ فرد

خادم آیا، شیخ کی تعظیم کی — اور اس طبق کو یگانہ (زمانہ) شیخ کے سامنے رکھدیا

چوں طبق را از عطا بکشود زود — خلق دیدند آں کرامت بے جحود

جب فوراً عطیہ کے طباق کو کھولا — لوگوں نے وہ کرامت اقرار کے ساتھ دیکھی

ا؎ کارک۔ معمولی کام خس۔ تنکا۔ خسان۔ کمینہ پن۔ اضطراب۔ پریشانی دریا کا جوش۔ مصطفےٰ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر کی طرف اشارہ ہے۔ ژاژ خائیدن۔ بکواس کرنا۔ ابو لہب۔ آنحضورؐ کا چچا جو آپکی دشمنی میں مشہور ہے۔ مسیحا۔ حضرت عیسیٰ جن کا معجزہ مردے کو زندہ کرنا تھا۔ جہود۔ یہودی لوگ۔ سُبلت۔ مونچھ۔ مے خورد شراب می نوشد۔ برلب۔ جو دریا کے کنارے شراب نوشی مزید لطف کا سبب ہوتی ہے۔

۲؎ توزیع۔ تقسیم چندہ مراد ہے۔ آں سخا۔ لوگوں کے چندہ دینے میں شیخ کی باطنی توجہ مانع بنی۔ کودک۔ یعنی حلوا بیچنے والا لڑکا۔ ہمت۔ باوجود دوسرے قرضخواہوں کے لڑکے کے قرض کی ادائیگی دوسروں سے پسند نہ کی اسلئے کہ بزرگوں کی قوتِ باطنی کے مقابلہ میں یہ سب قرض ہیچ تھا۔

۳؎ نمازِ دیگر۔ عصر کی نماز، اوّل نماز ظہر کی کہلاتی ہے چونکہ فرضیت نماز کے بعد امامت جبرئیل میں پہلی نماز ظہر کی ادا ہوئی ہے حاتم۔ یعنی سخی۔ بُد خبیر۔ وہ سخی شیخ کے مقروض ہونے سے واقف تھا۔ نیم دینار۔ جس کا حلوہ خریدا تھا۔ فرد۔ یکتائے زمانہ کرامت۔ بزرگوں سے جو بات غیبی نظام کے ماتحت عام سنت اللہ کے خلاف ظاہر ہو وہ کرامت کہلاتی ہے۔

آہ و افغاں از ہمہ برخاست زود | کاے سرِ شیخاں شاہاں ایں چہ بود
فوراً سب کی آہ وفغاں بلند ہوئی | کہ اے بزرگوں اور بادشاہوں کے سردار یہ کیا تھا؟

ایں چہ سر ہست[1] اینچہ سلطانیست باز | اے خداوند خداونداںِ راز
یہ کیا راز ہے؟ اور یہ کیسی شہنشاہی ہے؟ | اے راز داروں کے آقا!

ماندانستیم مارا عفو کن | بس پراگندہ کہ رفت از ما سخن
ہم نہ سمجھے، ہمیں معاف کر دیجئے | وہ بہت بیہودہ باتیں جو ہم سے ہوئیں

ماکہ کورانہ عصا ہامی زنیم | لا جرم قندیلہا را بشکنیم
ہم جو اندھا دھند لاٹھی گھماتے ہیں | یقیناً قندیلوں کو توڑ دیتے ہیں

ماچو کراں ناشنیدہ یک خطاب | ہرزہ گویاں از قیاسِ خود جواب
ہم بہروں کی طرح ہیں، ایک بات سنے بغیر | اپنے اندازے سے بیہودہ جواب دیتے ہیں

ماز موسیٰؑ پند نگر فتیم کو | گشت از انکار خضرؑ زرد رو
ہم نے (حضرت) موسیٰ (کے واقعہ) سے نصیحت حاصل نہ کی جو | (حضرت) خضرؑ پر اعتراض کر کے شرمندہ ہوئے

باچناں[2] چشمے کہ بالا می شتافت | نورِ چشمش آسماں را می شگافت
ایسی آنکھوں کے ذریعہ جو عالم (بالا) کی طرف جاتی تھیں | انکی آنکھوں کا نور آسمان کو چاک کرتا تھا

کردہ با چشمت تعصب موسیا | از حماقت چشم موشِ آسیا
اے موسیٰ (شیخ خضرویہ) تیری آنکھوں کے ساتھ تعصب برتا | حماقت کیوجہ ہماری چکی کے چوہے (جیسی) آنکھ نے

شیخ فرمود آں ہمہ انکار و قال | من بحل کردم شمارا آں جدال
شیخ نے فرمایا وہ سب انکار اور گفتگو | وہ لڑائی جھگڑا میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے

سرِ آں ایں بود کز حق خواستم | لا جرم بنمود راہِ راستم
اس کا راز یہ تھا کہ میں نے اللہ (تعالیٰ) سے درخواست کی | لا محالہ اس نے سیدھا راستہ مجھے دکھا دیا

گفت[3] ایں دینار اگر چہ اندک است | لیک موقوفِ غریوِ کودک است
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا کہ یہ اگرچہ تھوڑے سے دینار ہیں | لیکن بچہ کے رونے پر موقوف ہیں

تانگرید کودکِ حلوا فروش | بحرِ بخشش در نمی آید بجوش
جب تک حلوہ فروش کا لڑکا نہ روئے | بخشش کا دریا جوش میں نہ آئے گا

اے برادر طفل طفلِ چشم تست | کامِ خود موقوفِ زاری داں نخست
اے بھائی! بچہ تیری آنکھ ہے | پہلے اپنے مقصد کو رونے پر موقوف سمجھ لے

[1] سر۔ سردار۔ سر۔ راز۔ خداوند۔ آقا۔ قندیلہا۔ یعنی بزرگوں کے روشن دل۔ ماچو کراں۔ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ عوام بزرگوں کی بات کی تہہ تک نہیں پہنچتے ہیں اور اپنے قیاس سے اٹکل پچو باتیں بنانے لگتے ہیں۔ موسیٰ۔ حضرت موسیٰؑ حضرت خضرؑ کے کاموں کی تہہ تک نہ پہنچے تھے اور اعتراضات کر کے شرمندہ ہوئے تھے۔

[2] باچناں۔ چشمے۔ اولیاء کی چشم بصیرت آسمانوں کو پار کر جاتی ہے۔ تعصب۔ بیجا حمایت۔ موسیا۔ یعنی شیخ خضرویہ۔ موش چوہا۔ آسیا۔ چکی۔ انکار۔ یعنی وہ تمام بیہودہ باتیں جو ان لوگوں نے کی تھیں۔ بحل کردم۔ میں نے معاف کر دیں۔ جدال لڑائی۔ جھگڑا

[3] گفت۔ یعنی میری دعا پر اللہ نے فرمایا۔ غریو۔ شوروغل اے برادر۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ جس طرح بخشش کا دروازہ حلوا فروش بچے کے رونے سے کھلا اسی طرح تو بھی اپنے معاملہ کو سمجھ۔

کام خود موقوفِ زارئِ دل ست — بے تضرّع[1] کامیابی مُشکل ست

اپنا مقصد دل کے رونے پر موقوف ہے — گڑ گڑائے بغیر کامیابی مشکل ہے

گرہمی خواہی کہ مُشکل حل شود — خارِ محرومی بگُل مُبدَل شود

اگر تو چاہتا ہے کہ مشکل حل ہو جائے — محرومی کا کانٹا پھول میں بدل جائے

گرہمی خواہی کہ آں خلعت رسد — پس بگریاں طفلِ دیدہ برجسد

اگر تو چاہتا ہے کہ وہ پوشاک تجھے مل جائے — تو آنکھ کے بچے کو جسم (کی ضرورت) پر رُلا

ترسانیدنِ شخصے زاہدے راکہ کم گری تا کورنہ شوی

ایک شخص کا ایک زاہد کو ڈرانا کہ کم رویا کر، تاکہ تو اندھا نہ ہو جائے

زاہدے راگفت یارے در عمل — کم گری تا چشم رانا ید خلل

عمل (تصوف) کے ایک ساتھی نے ایک زاہد سے کہا — کم رویا کر تاکہ آنکھ کو نقصان نہ پہنچے

گفت زاہد از دو بیروں نیست حال — چشم بیند یا نہ بیند آں جمالِ

زاہد نے کہا حال دو صورتوں سے خالی نہیں ہے — اس حُسن کو آنکھیں دیکھیں گی یا نہ دیکھیں گی

گر بہ بیند نور حق خود چہ[2] غم ست — در وصالِ حق دو دیدہ کے کم ست

اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نور کو دیکھ لیں گی تو پھر کیا غم ہے؟ — اللہ (تعالیٰ) کے وصال میں دو آنکھیں کیا کم ہیں

ورنہ خواہد دیداز حق نُور ضَو — ایں چنیں چشمِ شقی گو کور شو

اللہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نور اور روشنی کو نہ دیکھ سکینگی — تو کہہ دو ایسی آنکھیں اندھی ہو جائیں

غم مخور از دیدہ کاں عیسیٰ تُراست — چپ مرو تا بخشدت او چشم راست

آنکھوں کی فکر نہ کر، عیسیٰ (خدا) تیرا ہے — ٹیڑھا نہ چل تاکہ وہ تجھے صحیح آنکھیں بخش دے

عیسیِ روح تو با تو حاضرست — نصرت از وے خواہ کو خوش ناصرست

تیری روح کا عیسیٰ (خدا) تیرے پاس موجود ہے — مدد اس سے مانگ وہ بہترین مدد گار ہے

لیک بیگارِ تنِ پر اِستخواں — بردلِ عیسیٰ مَنِہ تو ہر زماں

لیکن ہڈیوں بھرے جسم کی بیگار — کسی وقت (بھی) عیسیٰ (خدا) کے دل پر نہ رکھ

ہمچو آں ابلہ[3] کہ اندر داستاں — ذکر اُو کردیم بہر راستاں

اس بیوقوف کی طرح جس کا قصہ میں — اہل حق کے لئے ہم نے اس کا ذکر کیا ہے

زندگی تن مجواز عیسیت — کامِ فرعونی مخواہ از موسیت

اپنے عیسیٰ (خدا) سے جسم کی زندگی کا طالب نہ بن — اپنے موسیٰ (خدا) سے فرعونی مقصد نہ چاہ

---

[1] تضرع۔ عاجزی گڑگڑانا۔ خارِ محرومی۔ یعنی مصیبتیں، نعمتوں میں تبدیل ہو جائیں۔ خلعت۔ شاہی لباس۔ یارے در عمل۔ یار طریقت، ہم مشرب، گری۔ گریستن۔ سے صیغہ امر ہے۔ خلل نقصان۔ گفت۔ یعنی زاہد نے جواب میں کہا اللہ کی یاد میں رو کر آنکھیں خراب کر رہا ہوں تو اب دو صورتیں ہیں یا تو اس رونے کے نتیجہ میں میری آنکھیں برباد ہونگی اور مجھے دیدارِ حق میسر آ جائیگا۔ تو پھر مجھے ان جسمانی آنکھوں کی بربادی کی کوئی پروا نہیں اور اگر دیدارِ حق میسر نہ آئے تو پھر ایسی آنکھوں کا برباد ہو جانا ہی بہتر ہے جو دیدارِ حق سے محروم ہوں۔

[2] چہ غم۔ یعنی جسمانی آنکھوں کی بربادی کا کوئی رنج نہیں ہے۔ دو دیدہ۔ جو آنکھیں دیدارِ حق کیلئے ملیں گی۔ عیسیٰ۔ یعنی وہ خدا جو مردوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ چپ مرد۔ کجروی نہ اختیار کر۔ راست۔ درست۔ عیسیٰ روح۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو روحوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ نصرت۔ مدد۔ بیگار۔ بے مزدوری کا کام۔ بردل عیسیٰ یعنی اللہ تعالیٰ سے روح کی زندگی چاہو۔

[3] ابلہ۔ حضرت عیسیٰ۔ کا وہ بیوقوف ساتھی جس نے ہڈیوں کو زندہ کرنے پر اصرار کیا۔ کام فرعونی۔ یعنی تن پروری لذات۔ جسمانی۔ موسیٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔

بر دلِ خود کم نہ اندیشہ امعاش ۱ عیش کم ناید تو بر درگاہ باش
اپنے دل پر معاش کی فکر کم کر معاش کم نہ رہے گی تو دربار میں حاضر رہ

ایں بدن خرگاہ آمد رُوح را یا مثالِ کشتی مر نوحؑ را
یہ جسم روح کا خیمہ ہے یا کشتی جیسا ہے نوحؑ کے لئے

تُرک چوں باشد بیابد خرگہے خاصہ چوں باشد عزیزِ در گہے
سپاہی جب ملازم ہوتا ہے اس کو خیمہ مل جاتا ہے خصوصاً جبکہ وہ دربار میں با عزت ہو

تمامی قصہ زندہ شدنِ استخوا نہا بُدعائے عیسیٰ علیہ السّلام
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہڈیوں کے زندہ ہو جانے کے قصہ کی تکمیل

چونکہ عیسیٰؑ دیدآں ابلہ رفیق جزکہ اِستیزہ نمیداند طریق
جب (حضرت) عیسیٰ نے اس بیوقوف ساتھی کو دیکھا کہ جھگڑے کے سوا کوئی طریقہ نہیں جانتا ہے

می نگیرد پندرا از ابلہی بخل می پندارد اُواز گمرہی
بیوقوفی کی وجہ سے نصیحت قبول نہیں کرتا ہے نادانی کی وجہ سے (اسم اعظم نہ پڑھنے کو) بخل سمجھتا ہے

خواند عیسیٰ نام ۲ حق براستخواں از برائے اِلتماس آں جواں
(حضرت) عیسیٰ نے ہڈیوں پر اسم اعظم پڑھ دیا اس جوان کے اصرار کی وجہ سے

حُکمِ یزداں ازپئے انجام مَرد صورتِ آں استخواں را زندہ کرد
اللہ (تعالیٰ) کے حکم نے (اس) انسان کے انجام کیلئے ان ہڈیوں کے ڈھانچہ کو زندہ کر دیا

ازمیاں بر جَست یک شیر سیاہ پنجۂ زد کرد نقشش راتباہ
درمیان سے ایک کالا شیر کودا اس (شیر) نے پنجہ مارا اور اس کے نقش کو ہٹا دیا

کلّہ اش برکند و مغزش ریخت زود ہمچو جوزے کاندرے مغزے نبود
اسکی کھوپڑی اکھاڑ دی اور جلد اس کا بھیجا بکھیر دیا اس اخروٹ کی طرح جس میں گری نہ تھی

گرورا مغزے بُدے زاشکستنش خود نبودے نقص الا برتنش
اگر اس میں گودا ہوتا، اس کے ٹوٹنے سے محض اس کے جسم کو نقصان پہنچتا

گفت عیسیٰ ۳ چوں شتابش کوفتی گفت زاں رُوکہ توزو آشوفتی
حضرت عیسیٰ نے اس شیر سے فرمایا تو نے اسقدر جلد اس کی سرکوبی کیوں کی؟ اس نے کہا اس لئے کہ تم اس سے پریشان ہوئے

گفت عیسیٰ چوں نخوردی خونِ مرد گفت در قسمت نبودم رزقِ خود
حضرت عیسیٰ نے فرمایا تو نے اس کا خون کیوں نہ پیا؟ اس نے کہا میری قسمت میں اپنی روزی نہ تھی

---

۱ معاش۔ یعنی جسمانی زندگی گذارا درگاہ۔ یعنی بارگاہ خداوندی۔ خرگاہ۔ خیمہ یعنی اصل روح ہے اور جسم محض اس کی قیامگاہ ہے۔ کشتی اصل حضرت نوح کی ذات تھی اور کشتی محض امی نشست گاہ تھی۔ تُرک یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے وفادار سپاہی بنو گے تو وہ خود تمہارا بندوبست فرمادے گا۔ عزیز۔ باعزت۔ اِستیزہ۔ لڑائی جھگڑا۔ طریق۔ راستہ۔ پند۔ یعنی حضرت عیسیٰ کی نصیحت بُخل۔ حضرت عیسیٰ کی نصیحت۔ بخل۔ حضرت عیسیٰ کے اسم اعظم نہ پڑھنے کو ان کے بخل پر محمول کر رہا تھا۔

۲ نام حق۔ یعنی اسم اعظم جواں۔ یعنی حضرت عیسیٰ کا بیوقوف ساتھی ازمیاں۔ یعنی گڑھے کے اندر سے یا فوراً شیر سیاہ۔ کالا شیر، خوفناک، شیر نقش۔ یعنی ہستی۔ ہمچو۔ یعنی کھوپڑی خالی اخروٹ کی طرح رہ گئی۔ مغزے بدے۔ یعنی عقل ہوتی۔

۳ گفت عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ نے شیر سے کہا آشوفتی۔ اس نے بے سوال کر کے حضرت عیسیٰ کو پریشان کیا تھا۔ در قسمت۔ شیر اپنی مقدر روزی کھا کر طبعی موت مرا تھا۔

اے بسا۱ کس ہمچوں آں شیر ژیاں — صیدِ خود نا خوردہ رفتہ از جہاں
اے (مخاطب) بہت سے لوگ اس غضبناک شیر کی طرح — دنیا سے اپنا شکار بغیر کھائے چلے گئے

قسمتش کاہے نہ و حرصش چو کوہ — جُستہ بے وجہے وجوہ از ہر گروہ
اس کی قسمت میں ایک تنکا نہیں اور اس کی حرص پہاڑ جیسی ہے — ہر گروہ سے بے طریقہ آمدنوں کا جویاں ہے

جمع کردہ مال و رفتہ سوئے گور — دُشمناں در ماتم او کردہ سُور
مال کو جمع کیا اور قبر میں چلا گیا — دشمنوں نے اس کے ماتم میں جشن منایا

اے میسّر کردہ برما در جہاں — سخرۂ و بیگار مارا وارہاں
اے (ذات) تو نے دنیا کو ہمارے لئے آسان کر دیا ہے — فرمانبرداری اور بیگار سے ہمیں نجات دے

طُعمہ بنمودہ بما و آں بودہ شست — آنچناں بنما بما آں راکہ ہست
ہمیں چارہ نظر آیا، اور وہ مچھلی کا کانٹا تھا — ہمیں اسی طرح دکھا دے جس طرح سے وہ ہے

گفت آں شیر اے مسیحا ایں شکار — بود خالص از برائے اعتبار
اس شیر نے کہا، اے مسیحا! یہ شکار — محض عبرت کے لئے تھا

گر مرا روزی بُدے اندر جہاں — خود چہ کارستے مرا با مُردگاں ۲
اگر دنیا میں میرا رزق ہوتا — میرا مُردوں سے کیا واسطہ ہوتا؟

ایں سزائے آنکہ یابُد آب صاف — ہمچو خردر جو بمیزد از گزاف
یہ اس کی سزا ہے جو صاف پانی پائے — بیہودگی سے گدھے کی طرح اسمیں پیشاب کر دے

گر بداند قیمتِ آں جوئے خر — اُو بجائے پا نہد در جوئے سر
اگر گدھا اس نہر کی (قدرو) قیمت جانتا — وہ نہر میں پیر کی جگہ سر رکھتا

اوبیابد آنچناں پیغمبرے — میرِ آب زندگانی پرورے
وہ ایسا پیغمبر پائے — جو زندگی کے پرورش کرنے والے پانی آب حیات کا سردار ہے

چوں نمیرد پیشِ اُو ازا ۳ مرکُن — اے امیرِ آبِ مارا زندہ کُن
(لفظ) کن کے حکم سے اس کے سامنے جان کیوں نہ دیدے؟ — اے آب حیات کے سردار ہمیں زندہ کر دے

ہیں سگ ایں نفس را زندہ مخواہ — کو عدوِ جانِ تُست از دیر گاہ
خبردار! اپنے نفس کتے کی زندگی نہ چاہ — کیونکہ وہ مدت سے تیری جان کا دشمن ہے

خاک بر سر استخوانے راکہ آں — مانعِ ایں سگ بُود از صیدِ جاں
ان ہڈیوں پر خاک، جو کہ — اس کتے کو جان کا شکار کرنے سے روکیں

---

۱ اے بساکس۔ یہاں سے مولانا نے نصیحت شروع کی ہے۔ کاہے۔ کاہ۔ تنکا، معمولی مال۔ کوہ۔ پہاڑ، بڑی چیز بے وجہ۔ ناموزوں وجوہ۔ آمدنیاں۔ ماتم۔ سوگ۔ سُور۔ محفلِ نشاط، جشن، مسرت سخرہ۔ بیگار، بغیر اجرت کی مزدوری طعمہ۔ خوراک شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ خالص۔ محض۔ اعتبار عبرت پکڑنا یعنی تا کہ وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو بزرگوں کو لا حاصل سوال کر کے پریشان کرتے ہیں۔

۲ مُردگاں۔ یعنی میں مرکر مردوں میں شامل نہ ہوتا۔ بمیزد۔ میزیدن۔ بمعنی پیشاب کرنا یہ فعل مضارع ہے۔ گزاف بیہودگی۔ اس بیوقوف کو حضرت عیسیٰ کی ذاتِ گرامی میسر آئی جو بمنزلہ صاف پانی کے تھے، ان کے ذریعہ اس کو اپنی روح کی پاکیزگی کرنی چاہیے تھی لیکن اس نے گدھے کی طرح ان کا غلط استعمال کیا۔

۳ امر کن۔ یعنی خدائی حکم۔ امیر آب۔ یعنی آب حیات کے سردار۔ عدو۔ حدیث میں آیا ہے تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا وہ نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان میں ہے۔ استخواں۔ یعنی جسم انسانی۔ جاں۔ یعنی روحانی کمالات۔

سگ ا نہ بر استخواں چوں عاشقی	دیو چہ وار از چہ بر خوں عاشقی
تو کتا نہیں ہے ہڈیوں پر کیوں عاشق ہے؟	جونک کی طرح خون پر تو کس وجہ سے عاشق ہے؟
آں چہ چشمست آنکہ بینائیش نیست	زامتحانہا جز کہ رسوائیش نیست
وہ بھی کیا آنکھ ہے جس میں بینائی نہیں ہے	امتحانوں میں رسوائی کے سوا اس کیلئے کچھ نہیں ہے
سہو باشد ظنہارا گاہ گاہ	اینچہ ظن ست اینکہ کور آمد براہ
گمانوں میں کبھی کبھی بھول ہوتی ہے	یہ کیا گمان ہے جو راستہ سے اندھا ہوا!
کردۂ بر دیگراں نوحہ گری	مدتے بنشیں و بر خودمی گری
تو دوسروں پر رویا ہے	کچھ عرصہ بیٹھ اور اپنے اوپر رو
زابرِ گریاں شاخ سبز و تر شود	زانکہ شمع از گریہ روشن تر شود
رونے والے ابر سے شاخ سبز و تازہ بنتی ہے	جیسا کہ شمع، رونے سےاور زیادہ روشن ہو جاتی ہے
ہر کجا نوحہ کنند آنجا نشیں	زانکہ تو اولیٰ تری اندر حنیں
جہاں نوحہ کریں وہاں بیٹھ	کیونکہ رونا تیرے لئے زیادہ بہتر ہے
زانکہ ایشاں ۲ در فراقِ فانی اند	غافل از لعلِ بقائے کانی اند
کیونکہ وہ فناہونیوالے (مردے) کے فراق میں (مبتلا) ہیں	بقا کی کان کے لعل سے غافل ہیں
زانکہ بر دل نقشِ تقلیدست بند	رَو بآب چشم بندش رابرند
کیونکہ دل پر تقلید کا نقش رکاوٹ ہے	جا، آنسوؤں سے اس رکاوٹ کو صاف کر دے
زانکہ تقلید آفت ہر نیکویست	کہ بود تقلید گر کوہ قوی ست
کیونکہ تقلید ہر نیکی کی تباہی ہے	تقلید اگر مضبوط پہاڑ (بھی) ہے تو وہ تنکا ہے
گر ضریرے ۳ لمترست و تیز خشم	گوشت پارہ اش داں کہ اورا نیست چشم
اگر کوئی اندھا موٹا اور غصیل ہے	اسکو گوشت کا ٹکڑا سمجھ کیونکہ اس کے آنکھ نہیں ہے
گر سخن گوید زمو باریک تر	آں سَرش رازاں سخن نبود خبر
اگر وہ بال سے زیادہ باریک بات کہے	اس کے دماغ کو اس بات کا پتہ نہیں ہے
مستیِ دارد زگفتِ خود ولیک	از بروے تا بمَے راہست نیک
اپنی گفتگو سے مست ہے لیکن	اس سے شراب تک بڑا لمبا راستہ ہے



۱ سگ۔ نہ۔ انسانی جسم ہڈیوں اور خون کا مجموعہ ہے۔ ہڈی کتے کی خوراک ہےاور خون جونک کی خوراک ہے۔ دیو چہ جونک، دیمک۔ آں چہ۔ اگر تمہاری نگاہ میں چھلکے اور مغز میں کوئی فرق نہیں تو تمہاری آنکھیں بیکار ہیں امتحان کے وقت رسوا ہوں گی۔ سہو۔ اگر انسان لذائذ جسمانی اور اخروی نعمتوں میں فرق نہیں کرسکتا ہے تو قابل معافی بھول نہیں ہے یہ تو اندھا پن ہے۔ بردیگراں۔ یعنی دوسروں کے عیب۔ بر خود۔ یعنی اپنے مصائب پر رونا چاہیے۔ زابر گریاں جس طرح بارش سے نباتات کا فروغ ہےاسی طرح اپنے مصائب پر رونے سے روح کا فروغ ہوتا ہے۔ از گریہ۔ موم پگھل آنسوؤں کی صورت میں ٹپکتا ہے۔ نوحہ۔ مُردے پر رونا۔ حنین۔ رونا چلانا۔

۲ ایشاں۔ مردے پر رونے والے۔ فانی۔ یعنی مرنے والا انسان لعل کانی۔ معدنی لعل یعنی ابدی زندگی۔ زانکہ نوحہ اسلئے ممنوع ہے کہ وہ دیکھا دیکھی کا رونا ہے اس ممانعت کو پرخلوص رونے سے ختم کردو۔ برند۔ صاف کر دے، رندیدن۔ بمعنی ستردن سے امر کا صیغہ ہے تقلید۔ یعنی اندھا دھند کسی کی پیروی کرنا۔ کہ بود۔ تقلیدی کام خواہ بڑا ہو اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔

۳ ضریر۔ ناقص، اندھا لمتر۔ فربہ، موٹا۔ تیز خشم۔ غضبناک۔ سخن۔ یعنی باریک نکتے۔ سرش۔ جب تک حال نہ ہو۔ قال۔ بیکار ہے۔ از بروے میں نے لفظ بر کو زیادہ مان کو ترجمہ کیا ہے۔ مے۔ یعنی عشق خداوندی کا نشہ۔

ہمچو جویست اُونہ آبے میخورد | آب ازو برآب خواراں بگذرد
اس کی مثال نہر کی سی ہے جو پانی نہیں پیتی | اس کا پانی، پانی پینے والوں تک چلا جاتا ہے

آب در جُوزاں نمی گیرد قرار | زانکہ آں جُو نیست تشنۂ و آب خوار
پانی اس وجہ سے نہر میں نہیں ٹھہرتا | کہ وہ نہر پیاسی اور پانی پینے نہیں ہے

ہمچو نائے نلۂ و زاری کُند[۱] | لیک بیگارِ خریدارے کُند
جیسا کہ بانسری نالہ و زاری کرتی ہے | لیکن وہ خریدار کی بیگار کرتی ہے

نوحہ[۲] گر باشد مُقلد در حدیث | جُز طمع نبود مرا دِآں خبیث
نوحہ گر بات میں مقلد ہوتا ہے | اس خبیث کا لالچ کے علاوہ کوئی مقصد نہیں ہے

نوحہ گر گوید حدیثِ سوزناک | لیک کو سوزِ دل و دامانِ چاک
نوحہ گر دردناک بات کہتا ہے | لیکن دل کی جلن اور پھٹا ہوا دامن کہاں ہے؟

از مقلد تا محقق فرقہاست | کیں چو داؤد ست واں دیگر صداست
مقلد اور محقق میں بہت فرق ہے | یہ داؤدؑ کی طرح ہے اور وہ صدائے بازگشت ہے

منبعِ گفتار ایں سوزے بُوَد | واں مقلد کُہنہ آموزے بُوَد
اسکی بات کا سر چشمہ سوز ہوتا ہے | اور وہ مقلد کہنہ آموز ہوتا ہے

ہیں مشو غرہ[۳] بداں گفتِ حزین | بار برگاوست بر گردوں حنین
اس غمناک بات سے دھوکے میں نہ پڑنا | بوجھ بیلوں پر ہے گاڑی میں چوں چوں ہے

ہم مُقلد نیست محروم از ثواب | نوحہ گر را مُزد باشد در حساب
مقلد بھی ثواب سے محروم نہیں ہے | نوحہ گر کی مزدوری بھی حساب میں لگتی ہے

کافر و مومن خدا گویند و لیک | درمیانِ ہر دو فرقے ہست نیک
کافر اور مومن یاخدا کہتے ہیں، لیکن | دونوں میں بہت فرق ہے

آں گدا گوید خدا از بہرناں | متقی گوید خدا از عینِ جاں
بھکاری یا خدا روٹی کے لئے کہتا ہے | متقی (دل و) جان سے خدا کہتا ہے

اَللہ اَللہ می زنی از بہرِناں | بے طمع پیش آو اللہ رانجواں
تو روٹی کے لئے اللہ اللہ کی ضربیں لگاتا ہے | لالچ کے بغیر آگے بڑھ اور اللہ کہہ

گر بدانستے گدا از گفتِ خویش | پیشِ چشم اونہ کم ماند نہ بیش
اگر بھکاری اپنی بات کی قدر جانتا | اس کی نظر میں (دنیا کا) کم و بیش نہ رہتا

---

۱ ہمچو۔ یعنی واعظ بے عمل اور مقلد بے بصر کی مثال نہر اور بانسری کی سی ہے، نہر خود نفع نہیں اٹھاتی بانسری کے دل میں سوز نہیں ہے۔

۲ نوحہ گر۔ وہ عورت یا مرد جو اجرت پر رونے کا پیشہ کرے۔ مقلد۔ نوحہ گروں میں سے ایک کچھ کہتا ہے دوسرے اسی کو دہراتے ہیں۔ خبیث یعنی نوحہ گر۔ محقق وہ شخص جو اپنی تحقیق سے بات کی تہہ تک پہنچے۔ داؤدؑ۔ مشہور نبی ہیں جن کا لحن و لہجہ بڑا پر اثر تھا انسانوں کے علاوہ حیوانات تک وجد کرنے لگتے تھے۔ صدا۔ آوازِ بازگشت۔

۳ غرہ۔ مغرور، دھوکے میں پڑا ہوا۔ حزیں۔ غمناک۔ گردوں۔ گاڑی، چھکڑا۔ مقلد۔ اچھے کام کی تقلید بھی باعث ثواب ہے۔ مُزد۔ مزدوری در حساب طے شدہ۔ خدا گویند۔ خدا کا نام لیتے ہیں یا خدا کے قائل ہیں۔ بہرناں۔ روٹی کمانے کے لئے۔ عین جان۔ یعنی تہ دل گفتِ خویش۔ یعنی اللہ کا نام۔

سالہا گوید خدا آں نان[1] خواہ — ہمچو خر مُصحف کشد از بہرِ کاہ
روٹی مانگنے والا سالوں (یا) خدا کہتا ہے — گدھے کی طرح گھاس کے لئے قرآن اٹھاتا ہے

گر بدل درتا فتے گفتِ لبش — ذرّہ ذرّہ گشتہ بودے قالبش
اگر اس کے ہونٹ کی بات دل پر چمکتی — تو اس کا جسم ذرہ ذرہ ہو جاتا

نامِ دیوے رہ برد در ساحری — تو بنامِ حق پشیزے می بری
جادو گری میں شیطان کا نام کام کرتا ہے — تو اللہ کے نام کے ذریعہ دمڑی حاصل کرتا ہے

خاریدنِ روستائی درتاریکی شیر را بہ ظنِ آنکہ گاؤ ست

ایک دیہاتی کا شیر کو سہلانا اس خیال سے کہ وہ گائے ہے

روستائی[2] گاؤ در آخُر بہ بست — شیر گاوش خورد و بر جایش نشست
ایک دیہاتی گائے کو سال میں باندھ دیا — شیر نے اس کی گائے کھا لی اور اس کی جگہ بیٹھ گیا

روستائی شد در آخُر سوئے گاؤ — گاؤ را می جُست شب آں کُنجکاؤ
دیہاتی سال میں گائے کے پاس گیا — وہ تلاش کنندہ رات میں گائے کو ڈھونڈتا تھا

دست می مالید بر اعضائے شیر — پشت و پہلو گاہ بالا گاہ زیر
شیر کے اعضاء پر ہاتھ پھیرتا تھا — کمر اور کروٹ پر کبھی اوپر، کبھی نیچے

گفت شیر ار روشنی افزوں[3] بُدے — بردریدے زَہرہ اش دل خوں شدے
شیر نے کہا، اگر روشنی تیز ہوتی — اس کا پتا پھاڑ دیتا، اس کا دل خون بنجاتا

ایں چنیں گستاخ زاں می خاردم — کو دریں شب گاؤ می پنداردم
اس طرح نڈر ہو کر مجھے سہلا رہا ہے — کیونکہ وہ رات میں مجھے گائے سمجھ رہا ہے

حق ہمی گوید کہ اے مغرورِ کور — نے ز نامم پارہ پارہ گشت طور
اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے اے دھوکے میں مبتلا اندھے! — کیا میرے نام سے (کوہ) طور ریزہ ریزہ نہیں ہوا؟

کہ لَوْ اَنْزَلْنَا کِتَابًا لِلْجَبَل — لَانْصَدَعْ ثُمَّ انْقَطَعْ ثُمَّ ارْتَحَل
کہ اگر ہم (اپنی) کتاب پہاڑ پر اتارتے — تو وہ پھٹ جاتا پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا پھر جگہ سے ٹل جاتا

از من ار کوہِ اُحد واقف بُدے — پارہ گشتے ودلش پُر خوں شدے
اگر احد پہاڑ مجھ سے واقف ہوتا — ٹکڑے ہو جاتا اور اس کا دل پر خون ہو جاتا

از پدر و ز ما دراں بشنیدۂ — لا جرم غافل ازیں پیچیدۂ
تو نے ماں باپ سے یہ سنا ہے — لامحالہ تو غفلت سے اس میں لگا ہوا ہے

---

[1] نان خواہ۔ روٹی کا بھکاری۔ ہمچو خر۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے ان لوگوں کی مثال جو تورات کے حامل بنائے گئے اور پھر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا اس گدھے کی سی ہے۔ جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ قالبش۔ اس کا جسم اللہ کے نام کی تجلی سے ...... پارہ پارہ ہو جاتا۔ نام دیو۔ سفلیات میں جادوگر شیطان کے نام سے کام لیتے ہیں۔ پشیز۔ دمڑی۔

[2] روستائی۔ دیہاتی۔ آخُر جِہ جانوروں کے باندھنے کی جگہ۔ کنج کاؤ۔ کونے کونے کو کھودنے والا، کنج گوشہ کاو کا ویدن سے بنا ہے، کھودنے والا۔

[3] افزوں۔ رات کی تاریکی کی وجہ سے وہ شیر کو گائے سمجھ کر اس پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ زَہرہ۔ پتہ۔ گستاخ۔ نڈر۔ حق ہمی گوید جس طرح سے ناواقفیت کی وجہ سے شیر پر ہاتھ پھیرنے کے باوجود اس دیہاتی کا دل شق نہ ہوا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی کما حقہٗ معرفت نہ ہونے سے اس کے نام کا تحمل ہو جاتا ہے ورنہ کوہِ طور کی طرح جسم انسانی پارہ پارہ ہو جائے۔ کہ قرآن پاک میں ہے کہ اگر ہم اس قرآن کو ایک پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ وہ خدا کے خوف سے جھک جاتا اور پھٹ جاتا۔ اُحد۔ مدینہ منورہ کا مشہور پہاڑ ہے۔ از پدر۔ ماں باپ سے جو ملتا ہے انسان اس کی زیادہ قدر نہیں کرتا ہے۔ لاجرم۔ لامحالہ۔

گر تو بے تقلید ازیں واقف شوی | بے نشاں از لطف چوں ہاتف شوی
اگر بغیر تقلید کے تو اس سے واقف ہو جائے | ہاتف کی طرح لطافت کی وجہ سے بے نشان ہو جائے

بشنو ایں قصہ پئے تہدید را | تا بدانی آفتِ تقلید را
تنبیہ کے لئے یہ قصہ سن لے | تاکہ تو تقلید کی ہلاکت کو سمجھ لے

فروختن صوفیاں بہیمۂ صوفی مسافر راجہت سماع

سماع کی خاطر صوفیوں کا ایک مسافر صوفی کی سواری کو بیچ ڈالنا

صوفیی در خانقاہ از رہ رسید | مرکب خود برد و در آخر کشید
ایک صوفی (سفر کے) راستہ سے ایک خانقاہ میں پہنچا | اپنی سواری کو لے گیا اور اصطبل میں باندھ دیا

آبکش داد و علف از دستِ خویش | نے چو آں صوفی کہ ما گفتیم پیش
اپنے ہاتھ سے اس کو تھوڑا سا پانی، اور چارا دیا | اس صوفی کی طرح نہیں جس کا ہم نے پہلے ذکر کیا ہے

احتیاطش کرد از سہو و خباط | چوں قضا آید چہ سود ست احتیاط
اس (صوفی) نے اس (سواری) کی بھول اور بیوقوفی سے احتیاط کی | جب قضا آتی ہے تو احتیاط سے کیا فائدہ؟

صوفیاں درویش بود ند و فقیر | کاد فقرٌ اَنْ یّکُنْ کُفراً کَبِیْر
صوفی درویش اور فقیر تھے | قریب ہے کہ فقر بڑا کفر بن جائے

اے تو نگر تو کہ سیری[۲] ہیں مخند | بر کژیِ آں فقیر دردمند
اے مالدار تو گو کہ پیٹ بھرا ہے، نہ ہنس | اس دکھی فقیر کی کج روی پر

از سرِ تقصیر آں صوفی رمہ | خر فروشی در گرفتند آں ہمہ
اس صوفی گروہ نے غلط کاری سے | سب نے خر فروشی شروع کر دی

کز ضرورت ہست مردارے مباح | بس فسادے کز ضرورت شد صلاح
کیونکہ ضرورت کی وجہ سے مردار جائز ہے | بہت سی خرابیاں ہیں جو ضرورت میں جائز ہو جاتی ہیں

ہم دراں دم آں خرک[۳] بفروختند | لوت آوردند و شمع افروختند
فوراً ہی انہوں نے وہ گدھیا بیچ دی | مزیدار کھانا لائے اور شمع روشن کی

ولولہ افتاد اندر خانقہ | کامشباں لوت و سماع ست و ولہ
خانقاہ میں غل مچ گیا | کہ آج رات لذیذ کھانا ہے، سماع ہے مستی ہے

چند ازیں صبر و ازیں سہ روزہ چند | چند ازیں زنبیل و زیں دریوزہ چند
کب تک یہ صبر اور کب تک یہ تین دن کا فاقہ! | کہاں تک یہ کشکول اور کہاں تک بھیک!

---

۱ ہاتف۔ وہ فرشتہ جس کی آواز سنائی دے اور نظر نہ آئے۔ تہدید۔ دھمکی، تنبیہ۔ فروختن۔ اس قصہ کا مقصد یہ ہے کہ سنی سنائی بات کو رٹ لینا اور حقیقت پر غور نہ کرنا بہت مضر ہوتا ہے۔ مرکب۔ یعنی گدھا۔ آبک۔ تھوڑا پانی۔ نے۔ پہلے جس صوفی کا ذکر گزرا ہے اس نے خود اپنے گدھے کو چارہ، پانی نہ دیا تھا خادم پر بھروسہ کر لیا تھا۔ سہو۔ بھول۔ خباط۔ خبط، دیوانگی۔ کاد فقر۔ حدیث میں ہے قریب ہے کہ افلاس کفر بنجائے یعنی مفلس کا ایمان ڈگمگا جاتا ہے۔

۲ سیر۔ پیٹ بھرا۔ کژی۔ کجروی۔ رمہ۔ بکریوں کا ریوڑ، یہاں صوفیوں کا گروہ مراد ہے۔ خرفروشی۔ یعنی انہوں نے اس مسافر کے گدھے کے بیچنے کا معاملہ کر ڈالا۔ کز ضرورت۔ شرعی اصول ہے مجبوریاں۔ ممنوعات کو جائز کر دیتی ہیں۔ بس۔ ضرورت کے وقت مردار کھانا جائز ہے۔

۳ خرک۔ معمولی گدھا۔ لوت۔ لذیذ کھانا۔ سماع۔ سننا یعنی قوالی سننا۔ ولہ۔ مستی جوشِ عشق۔ سہ روزہ۔ اسمیں ہا نسبت کی ہے اور اس کا موصوف محذوف ہے یعنی فاقہ۔ زنبیل۔ چمڑے کا تھیلا جس میں فقراء اپنے کھانے کی چیزیں رکھتے ہیں۔ دریوزہ۔ بھیک مانگنا۔

ماہم از خلقیم جاں داریم ما
ہم بھی مخلوق ہیں، ہم بھی جان رکھتے ہیں

دولت امشب میہماں داریم ما
آج رات دولت ہماری مہمان ہے

تخم ۱ باطل را ازاں می کاشتند
باطل کا بیج انہوں نے اس لئے بویا

کانکہ آں جاں نیست جاں پنداشتند
کہ جو جان نہیں ہے اس کو انہوں نے جان سمجھا

واں مسافر نیز از راہِ دراز
وہ (صوفی) مسافر، طویل راستہ کی وجہ سے

خستہ بُود و دید آں اقبال و ناز
تھکا ہوا تھا اور اس نے توجہ اور مہربانی دیکھی

صوفیانش یک بیک بنو اختند
ایک ایک صوفی نے اس کو نوازا

نردِ خدمتہاش خوش می باختند
اس کی خدمت گزاری کی اچھی چالیں چل رہے تھے

آں یکے پایش ہمی مالید و دست
ایک اس کے ہاتھ پیر دبا رہا تھا

واں یکے پرسیدش از جائے نشست
ایک اس کی نشست گاہ کو دریافت کرتا تھا

واں یکے افشاند گرد از رختِ اُو
ایک اس کے سامان کی گرد کو جھاڑتا تھا

واں یکے بوسید دستش راو رُو
دوسرا اس کے ہاتھ اور منہ کو چومتا تھا

گفت چوں می دید میلانِ شاں بوے
جب اس نے ان کو جھکاؤ اپنی طرف دیکھا تو کہا

گر طرب امشب نخواہم کرد کے
اگر آج (عیش و) طرب نہ کرونگا تو کب کرونگا؟

لُوت خوردند و سماع آغاز کرد
سب نے کھانا کھایا اور سماع شروع ہوا

خانقہ تا سقف شُد پُر دُود ۲ گرد
خانقاہ، چھت تک دھویں اور گرد سے بھر گئی

دودِ مطبخ، گردِ آں پا کوفتن
دھواں مطبخ کا، گرد رقص کی

زاشتیاق و وجد جاں آشوفتن
شوق اور وجد کی وجہ سے جان کا پریشان ہونا

گاہ دست افشاں قدم می کوفتند
کبھی بھاؤ دکھاتے ہوئے رقص کرتے تھے

گہ بسجدہ صُفّہ رامی روفتند
کبھی سجدوں سے چبوترہ پر جھاڑ دیتے تھے

دیر یابد صوفی آز از روزگار
صوفی زمانہ سے مراد دیر میں پاتا ہے

زاں سبب صوفی بود بسیار خوار
اسی لئے صوفی پر خور ہوتا ہے

جز ۳ مگر آں صوفیِ کز نُورِ حق
مگر سوائے اس صوفی کے جو اللہ کے نور سے

سیر خورد و فارغ ست از ننگ و دَق
پیٹ بھرا ہو اور ذلت اور (دروازہ) پیٹنے سے بے نیاز ہو

از ہزاراں اندکے زیں صوفی اند
ہزاروں میں بہت تھوڑے ایسے صوفی ہیں

باقیاں در دولتِ آں می زیند
باقی ان کی بدولت جیتے ہیں

---

۱ تخم۔ باطل۔ یعنی برے اعمال۔ کانکہ۔ انہوں نے نفسِ امارہ کو روح سمجھ کر اس کی پرورش شروع کر دی۔ اقبال۔ متوجہ ہونا۔ ناز۔ مہربانی۔ یک بیک۔ با اتصال کے لئے ہے۔ جیسے بدر بدر۔ نواختن۔ نوازنا۔ نرد باختن۔ چال چلنا، دھوکا دینا۔ پرسید۔ یعنی کھانے کیلئے جائے نشست کے بارے میں پوچھتا تھا یا قیامگاہ کو پوچھتا تھا۔ رخت۔ سامان۔ گفت۔ یعنی مسافر صوفی نے دل میں کہا میلان۔ توجہ۔ طرب۔ مستی۔ وجد میں رقص کرنا۔

۲ دود۔ دھواں یعنی مطبخ کا دھواں۔ گرد۔ یعنی رقص کی، پاکوفتن۔ رقص کرنا۔ دست افشاندن۔ ہاتھ نچاتے ہوئے۔ یعنی بھاؤ دکھاتے ہوئے۔ گہ بسجدہ۔ کبھی سجدہ رو ہو کر چبوترے پر پیشانی گھستے تھے گویا کہ پیشانیوں سے چبوترے پر جھاڑو دے رہے ہیں۔ آز۔ حرص، مقصد۔ زاں۔ سبب۔ بھوک زیادہ کھاتا ہے۔

۳ جز۔ یعنی حقیقی صوفی کسی حالت میں بھی بسیار خور نہیں ہوتا ہے۔ ننگ۔ یعنی بھیک مانگنے کی ذلت۔ دَق۔ کوٹنا یعنی دروازہ کھٹکھٹانا۔ در دولت۔ بناوٹی صوفی بھی حقیقی صوفیوں کے بدولت کھا کما لیتے ہیں۔

چوں سماع آمد زاوّل تا کراں۱ — مطرب آغازید یک ضربِ گراں

جب سماع، کا سامان، اوّل تا آخر ہو گیا — گویّے نے ایک موثر گت شروع کی

خر برفت خر برفت آغاز کرد — زیں حرارہ جملہ را انباز کرد

گدھا چلا گیا گدھا چلا گیا (کی دھن) کو شروع کیا — اس گرمی نے سب کو (دھن میں) شریک کر دیا

زیں حرارہ پائے کوباں تا سحر — کف زناں خر رفت و خر رفت اے پسر

اس گرم جوشی میں صبح تک رقص کرتے ہوئے — تالیاں بجاتے ہوئے لڑکے گدھا چلا گیا گدھا چلا گیا گاتے رہے

از رہِ تقلید آں صوفی ہمیں — خر برفت آغاز کرد اندر حنین

بطور تقلید کے (مسافر) صوفی نے (بھی) یہی — روتے ہوئے گدا چلا گیا (گانا) شروع کر دیا

چوں گزشت آں نوش و جوش و آں سماع — روز گشت و جملہ گفتند الوداع

جب وہ کھانا پینا اور جوش اور سماع ختم ہوا — دن نکل آیا اور سب رخصت ہو گئے

خانقہ خالی شد و صوفی بماند — گرد از رخت آں مسافر می فشاند

خانقاہ خالی ہو گئی اور (مسافر) صوفی رہ گیا — وہ (صوفی) مسافر سامان سے گرد جھاڑنے لگا

رخت از حجرہ بروں آورد او — تا بخر بندد آں ہمراہ جو

اس نے حجرے سے سامان باہر نکالا — تاکہ وہ ساتھیوں کو تلاش کرنے والا (صوفی) گدھے پر لاد دے

تا رسد در ہمرہاں۲ خویش می شتافت — رفت در آخر خرِ خود را نیافت

بہت جلدی کر رہا تھا تاکہ ساتھیوں سے جا ملے — اصطبل میں گیا (تو) اپنا گدھا نہ پایا

گفت آں خادم بآبش بردہ است — زانکہ خر دوش آب کمتر خوردہ است

دل میں کہا کہ خادم اس کو پانی پلانے لے گیا ہے — اس لئے کہ گدھے نے کل رات پانی کم پیا تھا

خادم آمد گفت صوفی خر کجاست — گفت خادم ریش۳ بیں جنگے بخاست

خادم آیا (تو) صوفی نے کہا گدھا کہاں ہے؟ — خادم نے کہا اپنی داڑھی کا خیال کر (اس پر دونوں میں) جھگڑا شروع ہو گیا

گفت من خر را بتو بسپردہ ام — من ترا بر خر موکّل کردہ ام

(صوفی نے) کہا میں نے گدھا تیرے سپرد کیا ہے — میں نے تجھے گدھے کا محافظ بنایا ہے

بحث با توجیہ کن حجت میار — وانچہ من بسپردمت واپس سپار

مدلل بات کر، حجت بازی نہ کر — جو میں نے تیرے سپرد کیا ہے واپس دے

از تو خواہم انچہ من دادم بہ تو — بازدہ انچہ کہ بسپردم بہ تو

جو میں نے تجھے دیا ہے تجھ سے (لینا) چاہتا ہوں — جو میں نے تیرے سپرد کیا ہے واپس کر

---

۱ کراں۔ کنارہ آخری حد۔ مطرب۔ گویا۔ قوال۔ ضربِ گراں۔ بھاری چوٹ، ایسی گت۔ جو بے چین کردے۔ حرارت۔ گرمی۔ انباز۔ شریک کار۔ پاکوبیدن۔ رقص کرنا۔ کف زناں۔ تالیاں بجاتے ہوئے۔ تقلید۔ دیکھا دیکھی۔ حنین۔ آہ و بکا۔ الوداع۔ رخصت کرنا۔

۲ ہمرہاں۔ یعنی سفر کے وہ ساتھی جو پہلے روانہ ہو گئے تھے۔ دوش۔ گزشتہ رات گزشتہ دن کے معنی صحیح نہیں ہیں۔

۳ ریش بیں۔ یعنی اپنی داڑھی کا خیال کر اور مجھ سے غلط سوال نہ کر موکّل۔ وکیل۔ محافظ۔ بحث۔ گفتگو۔ توجیہ۔ دلیل پیش کرنا۔ حُجّت۔ دلیل۔

گفت[1] پیغمبر کہ دستت ہر چہ برد | بایدش در عاقبت واپس سپرد
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ ہاتھ جو کچھ لے | اس کو آخر میں واپس کرنا چاہیے
ورنہ از سر کشی راضی بدیں | تک من و تو خانۂ قاضیِ دیں
اور اگر سرکشی سے تو اس پر راضی نہیں ہے | ابھی میں ہوں اور تو ہے اور شریعت کے قاضی کا گھر ہے
گفت من مغلوب بودم صوفیاں | حملہ آور دند و بودم بیمِ جاں
(خادم نے) کہا میں مجبور تھا، صوفیوں نے | حملہ کر دیا اور مجھے جان کا خوف تھا
تو جگر[2] بندے میانِ گربگاں | اندر اندازیؔ وجوئی زاں نشاں
تو کلیجے کو بلیوں میں | پھینکتا ہے اور اس کا نشان ڈھونڈتا ہے
درمیان صدگر سنہ گردۂ | پیش صد سگ گربۂ پژ مردۂ
سو (۱۰۰) بھوکوں میں ایک روٹی | مری بلی سو ۱۰۰ کتوں کے سامنے
گفت گیرم کز تو ظلماً بستدند | قاصدِ خونِ منِ مسکیں شدند
(صوفی نے) کہا مانتا ہوں تجھ سے وہ ظلماً چھین کر لیگئے | مجھ غریب کے خون کے درپے ہوئے
تو نیائی و نگوئی مر مرا | کاں خرت رامی برند اے بینوا
تو نہیں آتا اور مجھ سے نہیں کہتا ہے | کہ اے مفلس! وہ تیرا گدھا لے جا رہے ہیں
تا خرانہ ہر کہ بُرد من وا خرم | ورنہ تو زیعے کنند ایشاں زرم
تا کہ جس نے گدھا لیا میں اس سے واپس لے لیتا | ورنہ وہ چندہ کر کے میری قیمت دیدیتے
صد تدارک بود چوں حاضر بُدند | ایں زماں ہر یک با قلیمے شدند
جب وہ تھے تو سو بندوبست ہو سکتے تھے | اب تو ہر ایک، ایک ملک کو روانہ ہو گیا
من کرا گیرم کرا قاضی برم | ایں قضا خود از تو برآمد سرم
میں کس کو پکڑوں؟ کس کو قاضی کے پاس لیجاؤں؟ | یہ مصیبت تیری وجہ سے میرے سر پر آئی ہے
چوں نیائی و نگوئی کاے غریب | پیش آمد ایں چنیں ظلمِ مُہیب
تو کیوں نہ آیا اور نہیں کہا کہ اے بے وطن | ایسا خوفناک ظلم پیش آیا ہے
گفت واللہ آمدم من بارہا | تا ترا واقف کنم زیں کارہا
(خادم نے) کہا خدائی کی قسم میں کئی بار آیا | تا کہ تجھے ان کارناموں سے واقف کر دوں
تو ہمی گفتی کہ خر رفت اے پسر | از ہمہ گویندگاں باذوق تر
تو کہتا تھا، اے بیٹا! گدھا چلا گیا | سب کہنے والوں سے زیادہ ذوق سے

[1] گفت۔ حدیث میں ہے۔ عَلَى الْيَدِ مَا اَخَذَتْ "ہاتھ جو کچھ نے اس کا ادا کرنا ضروری ہے ورنہ یعنی ورنہ راضی۔ مغلوب۔ عاجز۔ بیم۔ جان۔ جان کا خوف

[2] جگر بند۔ جگر، پھیپھڑے اور دل کا مجموعہ۔ گربہ گان۔ گربہ کی جمع یعنی بھوکے صوفی گرسنہ۔ بھوکا۔ گردہ۔ روٹی، ٹکیا، خیمہ۔ گیرم ہیں مانتا ہوں۔

[3] واخرم۔ میں لوٹا لیتا۔ توزیع تقسیم چندہ، زر یعنی گدھے کی قیمت۔ تدارک۔ فوت شدہ چیز کو حاصل کر لینا۔ اقلیم۔ ملک ولایت قضا۔ مصیبت یعنی گدھے کا بک جانا۔ غریب۔ مسافر۔ بے وطن۔ مہیب۔ خوفناک۔ کارہا یعنی صوفیوں کے کارنامے۔ باذوق تر یعنی دوسرے صوفیوں سے بھی زیادہ ذوق سے کہتا تھا۔

بازمی گشتم کہ اُو خود واقف ست — زیں قضا راضیست مردِ عارفست[1]
میں واپس ہو جاتا تھا کہ وہ تو واقف ہے — اس مصیبت پر راضی ہے عارف انسان ہے

گفت آنرا جُملہ می گفتند خوش — مَر مرا ہم ذوق آمد گفتنش
صوفی نے کہا وہ سب اس کو ذوق سے گا رہے تھے — ان کے کہنے سے میرے اندر بھی ذوق پیدا ہو گیا

مر مرا تقلیدِ شاں بَرباد داد — کہ دو صد لعنت برآں تقلید باد
مجھے ان کی تقلید نے برباد کیا — ایسی تقلید پر دو سو لعنتیں ہوں

خاصہ تقلیدِ چنیں بے حاصلاں — کابر ورا ریختند از بہرِ ناں
خصوصاً ایسے بیہودہ لوگوں کی تقلید — جنہوں نے روٹی کی خاطر آبرو لٹا دی

عکسِ ذوقِ آں جماعت میزدے — ویں دلم از عکس ذوقیں می شدے
اس جماعت کے ذوق کا عکس پڑ رہا تھا — میرا دل عکس سے صاحب ذوق بن رہا تھا

عکس چنداں باید از یارانِ خوش — کہ شوی از بحرِ بے عکس[2] آب کش
اچھے دوستوں کا عکس اس قدر درکار ہے — کہ تو بے عکس سمندر سے سیراب ہو

عکس کاوّل زد تو آں تقلید داں — چوں پیاپے شد بُود تحقیق آں
شروع میں جو عکس پڑے تو اس کو تقلید سمجھ — جب پے درپے ہو تو وہ تحقیق ہو گی

تانشد تحقیق از یاراں مَبُر — از صدف مگسل نگشتہ قطرہ دُر
جبتک تحقیق (کا درجہ حاصل) نہ ہو دوستوں سے نہ کٹ — جب تک قطرہ موتی نہ بنے سیپ سے جدا نہ ہو

صَاف خواہی چشمِ عقل و سَمع را — بَردراں تو پردہائے طمع را
اگر تو عقل کی آنکھ اور کان کو صاف رکھنا چاہتا ہے — تو لالچ کے پردوں کو چاک کر دے

زانکہ[3] آں تقلیدِ صوفی از طمع — عقلِ اُو بَر بست از نور و لمع
اسلئے کہ لالچ کی وجہ سے اس صوفی کی تقلید نے — اس کی عقل کو نور اور چمک سے روکدیا

زانکہ صوفی راطمع بُردش زِراہ — ماند در خُسران و شد کارش تباہ
کیونکہ صوفی کو لالچ نے گمراہ کیا — ٹوٹے میں پڑا اور اس کا کام برباد ہو گیا

طمع لُوت و طمعِ آں ذوقِ سماع — مانع آمد عقلِ اُو رازِ اطّلاع
مزیدار کھانے کا لالچ اور سماع کے ذوق کا لالچ — اس کی عقل کے لئے باخبر ہونے سے مانع بنگیا

گر طمع در آئینہ بر خاستے — در نفاق آں آئینہ چوں ماستے
لالچ، اگر آئینہ میں پیدا ہو جائے — نفاق میں وہ آئینہ بھی ہم جیسا ہو جائے

---

[1] مردِ عارف۔ باخدا انسان۔ تقلید۔ یعنی اندھا دھند بغیر سوچے سمجھے پیروی کرنا۔ بہراں۔ یعنی شکم پری کے لئے ان صوفیوں نے خیانت۔ کی۔ عکس۔ یعنی ان لوگوں کے ذوق نے میرے اندر بھی ذوق پیدا کر دیا۔ یارانِ خوش۔ اچھے دوست۔ یعنی مرشدین کاملین، یہ اچھی تقلید کا بیان ہے۔

[2] بحرِ بے عکس، ذاتِ ہمتا، اللہ تعالیٰ۔ عکس کا دل سالک ابتداء مرشد کامل کی تقلید کرتا ہے اور کمال حاصل ہو جانے پر یہ مقلد محقق بن جاتا ہے۔ مَبر۔ منقطع نہ ہوتا کہ وہ شیخ کامل تربیت کرتا رہے۔ صَدَف۔ سیپ یعنی شیخ۔ در۔ موتی۔ صاف خواہی۔ شیخ سے مستفیض ہونے کے لئے برے اخلاق کا ترک ضروری ہے۔

[3] زانکہ۔ اس لئے کہ طمع۔ لالچ۔ لمع۔ چمک۔ زاطلاع۔ یعنی صوفیوں کی سازش کی خبر۔ آئینہ۔ آئینہ حقیقتِ حال کا صحیح طور پر واضح کر دیتا ہے۔ لہٰذا وہ صاف گوئی میں ضرب المثل ہے۔

گر ترازو[1] را طمع بودے بمال — راست کے گفتے ترازو وصفِ حال

اگر ترازو کو مال کا لالچ ہوتا — (تو) ترازو سچی حالت کب بتاتی؟

گفت گیرم از طمع قاروں شوی — آخرِ الامر اندریں ہاموں شوی

(ترازو نے) کہا میں مانتی ہوں لالچ سے تو قارون بنجائیگا — انجام کار اسی جنگل (قبرستان) میں پہنچے گا

ہر نبی می گفت با قوم از صفا — من نخواہم مزد پیغام از شما

ہر نبی اپنی قوم سے اخلاص سے کہتا تھا — میں تم سے پیغام (بری) کی مزدوری نہیں چاہتا ہوں

من دلیلم حق شمارا مشتری — دادحق دلالیم ہر دوسری

میں راہ نما ہوں اور تمہارا خریدار اللہ (تعالیٰ) ہے — اللہ (تعالیٰ) نے مجھے دونوں طرف کی دلالی دیدی ہے

ہست مزدِ کار مرد لال را — مزد باید داد تا گوید سزا

ہر دلال کی اجرت ہوتی ہے — ارت دیدینی چاہئے تاکہ وہ ٹھیک بات کہے

چیست مزدِ کارِ من[2] دیدارِ یار — گرچہ خود بوبکر بخشد چل ہزار

میرے کام کی اجرت کیا ہے؟ یار کا دیدار — اگرچہ ابو بکرؓ خود چالیس ہزار دے دیں

چل ہزارِ او نباشد مزدِ من — کے بود شبہ شِبہ دُرِ عدن

ان کے چالیس ہزار میری مزدوری نہیں ہو سکتے — پوتھ، عدن کے موتی کی طرح کب ہوتا ہے؟

یک حکایت گویمت بشنو بہوش — تابدانی کیں طمع شد بندِ[3] گوش

میں تجھے ایک قصہ سناتا ہوں ہوش سے سن لے — تاکہ تو سمجھ جائے کہ یہ لالچ کان کی ڈاٹ ہے

ہرکرا باشد طمع الکن شود — باطمع کے چشمِ دل روشن شود

جس میں لالچ ہوتا ہے وہ گونگا ہو جاتا ہے — لالچ کے ہوتے ہوئے دل کی آنکھ کب روشن ہوتی ہے

پیشِ چشمِ او خیالِ جاہ وزر — ہمچناں باشد کہ موی اندر بصر

اس کی آنکھ کے سامنے رتبے اور مال کا خیال — ایسا ہوتا ہے کہ جیسا کہ آنکھ میں بال

جز مگر مستے کہ از حق پُر بود — گرچہ بدہی گنجہا او حُر بود

ہاں سوائے اس مست کے جو حق سے بھرا ہو — اگرچہ تو اس کو خزانے بخشدے وہ آزاد ہوتا ہے

ہرکہ از دیدار برخوردار شد — ایں جہاں در چشمِ او مُردار شد

جو دیدار خداوندی سے بہرہ ور ہو گیا — یہ دنیا اس کی نظر میں مردار ہو گئی

لیک آں صوفی زمستی دور بود — لاجرم از حرصِ خود بے نور بود

لیکن وہ صوفی مستی سے دور تھا — لامحالہ اپنے لالچ کی وجہ سے بے نور تھا

---

[1] ترازو۔ ترازو بھی کم وبیش کو صحیح صحیح بتا دیتی ہے۔ قارون۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ کا مشہور مالدار بخیل ہے۔ ہاموں جنگل یعنی قبرستان۔ جہاں مالدار اور فقیر یکساں ہیں۔ ہر نبی۔ حضرت نوحؑ حضرت ہودؑ وغیرہ سب نے قوم سے یہی کہا تھا۔ دلیل۔ راستہ بتانے والا، دلال۔ مشتری۔ خریدار۔ ہر دوسرا دونوں جانب سے دلالی وصول کرتا ہے سزا مناسب دلال کو دلالی ملجاتی ہے تو ٹھکانے کی بات کرتا ہے۔

[2] من۔ یعنی یہ آنحضورؐ نے فرمایا۔ ابو بکرؓ۔ حضرت ابو بکرؓ نے آنحضورؐ پر اپنی تمام دولت صرف کر ڈالی۔ بعض روایات میں ہے کہ جس وقت وہ مسلمان ہوئے ان کی ملکیت میں چالیس ہزار دینار تھے۔ شبہ۔ شین کے زیر کے ساتھ بمعنیٰ مثل اور شین کے زبر کے ساتھ بمعنیٰ پوتھ۔

[3] بندگوش۔ یعنی لالچ میں پڑ کر انسان کسی نصیحت کو قبول نہیں کرتا ہے۔ الکن۔ ہکلا۔ یعنی لالچی آدمی صحیح بات کہنے پر قادر نہیں رہتا۔ پیش چشم۔ مال وجاہ کا لالچ انسان کو بے بصیرت بنا دیتا ہے۔ حر بود۔ جو مئے حق کا مست ہے وہ آزاد ہوتا ہے کسی کا بے جا دباؤ قبول نہیں کرتا ہے۔ ایں جہاں۔ دنیا۔ مردار۔ حدیث شریف میں ہے دنیا مردار ہے اس کے طلبگار کتے ہیں۔ صوفی۔ وہ بے نور صوفی کھانے اور سماع کے لالچ میں گدھا کھو بیٹھا

صد حکایت بشنود مدہوشِ حرص — در نیاید نکتہ در گوشِ حرص
حرص سے مدہوش سو قصے سنتا ہے — لیکن حرص کے کان میں ایک نکتہ بھی نہیں آتا ہے

تعریف ۱ کردنِ منادیانِ قاضی مفلس راگردِ شہر
قاضی کے اعلانچیوں کی شہر کے چاروں طرف ایک مفلس کی تشہیر کرنا

بود شخصے مفلسے بے خان و ماں — ماند در زندان و بند بے اماں
ایک شخص مفلس اور خانہ خراب تھا — جو قید خانہ اور بے اماں قید میں تھا

لقمہ زندانیاں خوردے گزاف — بر دلِ خلق از طمع چوں کوہِ قاف
خواہ مخواہ قیدیوں کا کھانا کھا جاتا — لالچ کیوجہ سے وہ لوگوں کے دلوں پر کوہ قاف کیطرح بھاری تھا

زہرہ نے کس راکہ او لقمہ خورد — زانکہ آں لقمہ رُبا چابک بَرد
کسی کا پتہ نہ تھا کہ وہ لقمہ کھائے — کیونکہ وہ لقمہ اچک لینے والا فوراً (اڑا) لے جائیگا

ہرکہ دوراز رحمتِ رحماں بُود — اوگدا چشم ست گر سُلطاں بود
جو رحمان کی رحمت سے دور ہو — اگرچہ وہ بادشاہ ہو اسکی آنکھ بھکاری کی ہے

مر مروّت رانہادہ زیرِ پا — گشت زنداں دوزخے زاں ناں رُبا
اس نے مروت کو پامال کر رکھا تھا — اس روٹی اچکے سے قید خانہ دوزخ بن گیا تھا

گر گریزی بر اُمیدِ راحتے — زاں طرف ہم پیشت آید کوفتے
اگر تو راحت کی تمنا میں بھاگے گا — اس طرف سے بھی تیرے سامنے کوئی مصیبت آئیگی

ہیچ کُنجے بے دو۲ و بے دام نیست — جز بخلوتگاہِ حق آرام نیست
کوئی گوشہ درندے اور چرندے کے بغیر نہیں ہے — حق کی خلوت گاہ کے سوا کہیں راحت نہیں ہے

کنجِ زندانِ جہانِ نا گزیر — نیست بے پا مزدو بے دَق الحصیر
دنیا کے جبری قید خانہ کا گوشہ — محنت اور بھاگ دوڑ سے خالی نہیں ہے

واللہ ار سوراخِ موشے در روی — مبتلائے گربہ چنگالے شوی
خدا کی قسم اگر تو کسی چوہے کے سوراخ میں جائیگا — کسی بلی کے پنجے میں پھنسے گا

آدمی ۳ رافربہی ہست از خیال — گر خیالاتش بود صاحب جمال
خیالات کی وجہ سے آدمی کی فربہی ہے — اگر اس کے تصورات حسین ہوں

ورخیالاتش نماید نا خوشے — می گدازد ہمچو مومِ آتشے
اگر اس کے خیالات ناخوشگواری ظاہر کریں — آگ (پر) کے موم کی طرح پگھل جائے گا

---

۱ تعریف کردن۔ تشہیر کرنا۔ خان و مان۔ خان، خانہ مان، گھر سامان، یعنی بے گھر و بے در۔ گزاف۔ بیہودہ۔ کوہِ قاف۔ ایران کا مشہور پہاڑ ہے۔ زہرہ۔ پتا۔ چابک۔ تیزی، جلدی۔ گدا چشم۔ فقیری آنکھ والا، لالچی۔

۲ دد۔ درندہ دام۔ چرندہ زندانِ جہاں۔ پہلے رسمی قید خانہ کے مصائب کا ذکر تھا اب دنیا جوایک مومن کا قید خانہ ہے۔ اسکے مصائب کا ذکر ہے۔ نا گزیر۔ دنیوی زندگی میں اس جہان سے چھٹکارا نہیں ہے۔ پا مزد۔ محنت، مزدوری۔ دق الحصیر۔ دق۔ کوٹنا۔ حصیر۔ بوریا، جم کر بیٹھنے اور مشقت کا کام کرنے سے نیچے کا بوریا جلد ٹوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا اس کے معنیٰ محنت و مشقت کے آتے ہیں۔

۳ آدی۔ پہلے اشعار میں انسان کی خارجی مصائب میں مبتلا ہونے کا بیان تھا۔ اب ان اشعار میں ان مصائب کا ذکر ہے جن کے اسباب خود انسان کے اندر ہیں۔ صاحب جمال۔ اچھے خیالات انسان کی ترو تازگی کا سبب ہیں۔ نا خوشے۔ اگر انسانی خیالات کوئی ناخوشگوار تصور بندھا دیتے ہیں۔ تو انسان موم کی طرح پگھل جاتا ہے۔

درمیانِ ۱؎ مار و کژدم گر ترا
اگر تجھے سانپ اور بچھوؤں کے درمیان
با خیالاتِ خوشاں دارد خدا
عمدہ تصورات کے ساتھ خدا رکھے

مار و کژدم مر ترا مونس شود
سانپ بچھو تیرے غم خوار ہو جائیں گے
کاں خیالت کیمیائے مس شود
کیونکہ تیرے وہ خیالات تانبے کیلئے کیمیا ہو جائینگے

صبر شیریں از خیالِ خوش شدست
اچھے خیال سے صبر، شیریں بنا ہے
کاں خیالاتِ فرح پیش آمدست
کیونکہ وہ خوشی کے خیالات پیش آئے ہیں

آں فرح آید ز ایماں در ضمیر
دل میں خوشی، ایمان سے آتی ہے
ضعفِ ایماں نا امیدیؔ و زحیر
ایمان کی کمزوری نا امیدی اور نا خوشی ہے

صبر از ایماں بیابد سر کلہ
صبر نے ایمان کا تاج پہنا ہے
حیث لَا صَبْرَ فَلَا اِیْمَانَ لَهٗ
جس کو صبر (نصیب) نہیں اس کا ایمان نہیں ہے

گفت پیغمبرؐ خداش ایماں نداو
پیغمبرؐ نے فرمایا خدا نے اس کو ایمان عطا نہیں کیا ہے
ہر کہ اصبرے نباشد در نہاد
جس کی فطرت میں صبر (کرنا) نہ ہو

آں ۲؎ یکے در چشمِ تو باشد چو مار
ایک شخص تیری نظر میں سانپ ہوتا ہے
ہم وے اندر چشمِ آں دیگر نگار
وہی دوسرے کی نظر میں محبوب ہوتا ہے

زانکہ در چشمت خیالِ کفرِ اوست
اس لئے کہ تیری نظر میں اس کے کفر کا خیال ہے
واں خیالِ مومنی در چشمِ دوست
دوست کی نگاہ میں اس کے مومن ہونے کا خیال ہے

کاندریں ۳؎ یک شخص فعلے ہر دو ہست
ایک شخص میں دونوں کے کارنامے ہیں
گاہ ماہی باشد او گاہ ہست شست
کبھی وہ مچھلی ہوتا ہے کبھی مچھلی پکڑنے کا کانٹا

نیم اُو مومن بود نیمیش گبر
اس کا نصف مومن ہوتا ہے نصف کافر
نیم اُو حرص آوری نیمیش صبر
اس کا نصف حرص پسند نصف صبر ہوتا ہے

گفت یزدانت فَمِنْکُمْ مُؤْمِنٌ
تیرے خدا نے فرمایا ہے پس تم میں سے مومن ہیں
باز مِنْکُمْ کَافِرٌ گبرِ کہن
پھر فرمایا تم میں سے کافر ہیں پرانے کافر

ہمچو گاوے نیمۂ جلدش سیاہ
اس بیل کی طرح جس کی آدھی کھال کالی ہے
نیمۂ دیگر سپید و ہمچو ماہ
اور دوسری آدھی چاند کی طرح سفید ہے

ہر کہ ایں نیمہ بہ بیند رد کند
جو اس آدھے کو دیکھتا ہے اس کو لوٹا دیتا ہے
ہر کہ آں نیمہ بہ بیند کد کند
جو اس آدھے کو دیکھتا ہے خریداری کی کوشش کرتا ہے

۱؎ درمیانِ مار۔ انسان اچھے خیالات کی بنا پر دشمنوں میں بھی راحت سے زندگی گزار لیتا ہے۔ حس۔ یعنی اچھے خیالات۔ دشمنوں کو دوست بنادیتے ہیں۔ خیالِ خوش۔ یعنی صبر کے ثواب کا خیال۔ فرح۔ خوشی۔ زایماں۔ مومن کا ایمان ہوتا ہے کہ صبر کا ثواب ملے گا۔ کلہ۔ کلاہ سر۔ نداد۔ حدیث شریف میں ہے صبر ایمان کا ایک حصہ ہے۔ ضمیر۔ دل۔ زحیر۔ پیچش، ناخوشی۔

۲؎ آں یکے۔ خیالات جس طرح اثرات کے اعتبار سے مختلف ہیں اسی طرح اپنی ذات کے اعتبار سے بھی مختلف ہیں، ایک ہی انسان کے بارے میں ایک انسان کا خیال ہوتا ہے کہ وہ ڈسنے والا سانپ ہے دوسرا اس کو اپنا دوست خیال کرتا ہے۔ زانکہ۔ سانپ سمجھنے والے کی نظر میں اس کی برائیاں ہیں۔ دوست سمجھنے والے کے خیال میں اس کی بھلائیاں ہیں۔

۳؎ کاندریں۔ ہر شخص میں نفس الامر میں برے اور بھلے اخلاق ہوتے ہیں۔ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ نیم او۔ ہر انسان میں کافرانہ صفات بھی ہوتی ہیں۔ مومنانہ صفات بھی ہمچو گاوے۔ انسان کی مثال چتکبرے بیل کی طرح سمجھو۔ ایں نیمہ۔ یعنی کالا حصہ۔ آں۔ نیمہ یعنی سفید حصہ۔

از جمالِ یوسفؑ ا اخواں بس نفور　　لیک اندر دیدۂ یعقوبؑ نور
یوسف (علیہ السلام) کے حسن سے بھائی سخت متنفر　　لیکن وہ یعقوب (علیہ السلام) کے نور چشم تھے

از خیالِ بد مر اُورا زشت دید　　چشم فرع و چشم اصلی نا پدید
(بھائیوں نے) برے خیال کی وجہ سے انکو بدشکل دیکھا　　انکی فروعی آنکھ تھی اور اصلی آنکھ ناپید تھی

چشم ظاہر سایہ آں چشم داں　　ہر کہ آں بیند بگرد دایں بداں
ظاہری آنکھ کو اس آنکھ کا پر تو سمجھ　　جو وہ (دل کی آنکھ) دیکھے گی یہ اسی طرف گھوم جائیگی

سایہ اصل ست فرع آما کجا　　سایہ با خورشید دارد پابجا
فرع، اصل کا سایہ ہے، لیکن کہاں　　ٹھہرتا ہے سایہ سورج کے سامنے؟

تو مکانی ۲ اصلِ تو در لامکاں　　ایں دُکاں بر بندو بکشا آں دُکاں
تو مکانی ہے تیری اصل لا مکان میں ہے　　یہ دُکان بند کر دے وہ دکان کھول لے

شش جہت مگریز زیر ادر جہات　　ششدرست و ششدرھات ست مات
چاروں طرف نہ بھاگ اس لئے کہ تمام جانبوں میں　　پھنساؤ کی جگہ ہے اور پھنساؤ والے کیلئے ہار ہی ہار ہے

ایں سخن رانیست حد زندانیاں　　مُضطر اندازِ دستِ آں خر قلتباں
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے قیدی　　اس دیوث، گدھے سے پریشان ہیں

شکایت کردنِ اہلِ زنداں پیشِ وکیلِ قاضی از دستِ آں مفلس
قیدیوں کا اس مفلس کی قاضی کے وکیل سے شکایت کرنا

باوکیلِ قاضی اِدراک مند　　اہلِ زنداں در شکایت آمدند
عقلمند قاضی کے وکیل سے　　قیدی شکایت کرنے لگے

کہ سلامِ ما بقاضی بر۳ کنوں　　باز گو آزارِ مازیں مردِ دوں
کہ اب ہمارا سلام قاضی کو پہنچا　　پھر اس کمینہ انسان سے جو تکلیف ہمیں پہنچ رہی ہے وہ بیان کر

کاندریں زنداں بماندا و مُستمر　　یا وہ تاز و طبل خوارست و مُضر
وہ ہمیشہ اس قید خانہ میں رہتا ہے　　فضول گشت کرنے والا، پر خور اور تکلیف دہ ہے

مردِ زندانی نیا بد لُقمۂ　　در بصد حیات کشاید طُعمۂ
قیدی کو (اوّل تو) روٹی ملتی نہیں ہے　　اگر سو تدبیروں سے وہ کھانا کھولتا ہے

در زماں پیش آید آں دوزخ گلو　　حُجتّش اینکہ خدا گفتہ کُلُو
وہ جہنم جیسے حلق والا فوراً آجاتا ہے　　اس کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کھاؤ

---

۱ یوسف۔ اپنے باپ حضرت یعقوبؑ کے نورنظر تھے اور انکو ان کے بھائی برا سمجھتے تھے۔ از خیال۔ چونکہ ان کے بھائیوں کے خیالات برے تھے ان کو یوسف برے نظر آئے چشم اصلی۔ دل کی آنکھ چشم ظاہر۔ جسم کی آنکھ آں چشم۔ دل کی آنکھ۔ ہر کہ۔ جسمانی آنکھ، دل کی آنکھ کے تابع ہے۔ اصل یعنی دل کی آنکھ فرع یعنی جسمانی آنکھ

۲ تو مکانی۔ انسان میں اصل روح ہے اور اس کا مسکن عالم بالا ہے لہٰذا انسان کو عالم ارواح کے کاروبار میں لگنا چاہیے۔ شش جہت۔ چھ جانبیں، دائیں بائیں، آگے پیچھے اوپر نیچے ششدر وہ جگہ جس سے رہائی مشکل ہو وہ چھ خانے جس میں نرد کا مہرہ پھنس کر مشکل سے بچتا ہے۔ ششدرہ۔ نرد کا مہرہ جو ششدر میں پھنس جائے۔ مات۔ شاہ شطرنج کا گرفتار ہوجانا جس کی وجہ سے بازی میں ہار ہوجاتی ہے۔

۳ بر۔ بردن۔ سے امر کا صیغہ ہے۔ آزار۔ تکلیف۔ دوں۔ کمینہ مستمر۔ ہمیشہ۔ یاوہ تاز۔ بیکار پھرنے والا، آوارہ گرد۔ طبل خوار۔ کھا کر پیٹ کو ڈھول کی طرح بنا لینے والا، طعمہ خوراک دوزخ گلو وہ شخص جس کا گلا ہر وقت کھانا مانگے۔ کُلُوا تم کھاؤ یہ کئی جگہ قرآن میں آیا ہے۔

چوں مگس حاضر شود بر ہر طعام — از وقاحت۱ بے صلاح و بے سلام

ہر کھانے پر مکھی کی طرح گرتا ہے — بے شرمی سے بغیر بلائے اور بغیر سلام کے

پیشِ او ہیچست لوتِ شصت کس — کر کند خود را اگر گوئیش بس

اس کے لئے ساٹھ آدمیوں کا کھانا کچھ بھی نہیں ہے — اگر اس کو "بس" کہو تو اپنے آپ کو بہرا بنا لیتا ہے

زیں چنیں قحطِ سہ سالہ داد داد — ظلِّ مولانا ابد پائندہ باد

اس تین سالہ قحط سے فریاد ہے، فریاد ہے — جناب کا سایہ ہمیشہ قائم رہے

گوز زنداں تار و دایں گاؤ میش — یا وظیفہ کن ز وقفے لقمہ ایش

حکم دیجئے کہ یہ بھینسا قید خانہ سے چلا جائے — یا اس کے کھانے کا کسی وقف سے وظیفہ مقرر کر دیجئے

اے ز تو خوش ہم ذکور و ہم۲ اناث — داد کن المستغاث المستغاث

اے وہ کہ تجھ سے سب مرد و زن راضی ہیں؟ — انصاف کیجئے المدد المدد

سوئے قاضی شد وکیلِ با نمک — گفت با قاضی شکایت یک بیک

خوش مزاج وکیل، قای کے پاس گیا — ایک ایک کر کے قاضی سے شکایتیں کر دیں

خواند از زنداں و را قاضی بہ پیش — پس تفحص کرد از اعیانِ خویش

قاضی نے اس کو قید خانہ سے (اپنے) سامنے بلایا — اور اپنے لوگوں سے تحقیق کی

گشت ثابت پیشِ قاضی آں ہمہ — کہ نمودند از شکایت آں رمہ

وہ سب کچھ قاضی کے سامنے ثابت ہو گیا — جو شکایت میں اس جماعت نے ظاہر کیا تھا

گفت قاضی خیز زیں زنداں برو — سوئے خانہ مردہ۳ ریگِ خویش شو

قاضی نے کہا، اٹھ اس قید خانہ سے چلا جا — اپنے موروثی گھر کی جانب (روانہ) ہو

گفت خان و مانِ من احسانِ تست — ہمچو کافر جنتم زندانِ تست

اس نے کہا میرا گھر بار تو تیرا احسان ہے — کافر کی طرح میری جنت تیرا قید خانہ ہے

گر ز زندانم برانی تو برو — خود بمیرم من ز درویشی و کد

اگر تو دھکے دے کر مجھے قید خانہ سے نکال دیگا — میں مفلسی اور مشقت سے مر جاؤں گا

ہمچو ابلیسے کہ می گفت اے سلام — رَبِّ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَام

شیطان کی طرح کہ کہتا تھا اے خدا! — مجھے قیامت تک مہلت دیدے

کاندریں زندانِ دنیا من خوشم — تا کہ دشمن زادگاں رامی کشم

کہ اس دنیا کے قید خانہ میں میں خوش ہوں — تاکہ دشمن کی اولاد کو ہلاک کروں

---

۱ وقاحت۔ بے شرمی۔ صلاح۔ نیکی، کھانے کیلئے بلانا، کر کند یعنی اگر اسے کھانا کھانے سے روکو تو بہرا بن جاتا ہے۔ قحط سہ سالہ۔ وہ پیٹو شاید تین سال سے جیل خانہ میں تھا۔ گاؤ میش۔ بھینس۔

۲ ذکور۔ ذکر کی جمع، مرد، اناث۔ انثی کی جمع، عورت۔ المستغاث۔ وہ شخص جس سے مدد مانگی جائے۔ با نمک۔ خوشی مزاج، با مذاق، یک بیک۔ ایک ایک۔ تفحص۔ جستجو، اعیان۔ سردار۔ رمہ۔ جماعت، گروہ

۳ مردہ ریگ۔ موروثی چیز۔ ہمچو۔ حدیث میں ہے "دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے" کد محنت، مشقت، رب۔ قرآن پاک میں شیطان کا مقولہ مذکور ہے "اے میرے پروردگار۔ مجھے روزِ قیامت تک مہلت دے" دشمن۔ زادگان۔ بنی آدم حضرت آدمؑ سے شیطان کی دشمنی ہے۔

هر کہ اُورا قوتِ ۱ ایمانے بود — وز برائے زادِ رہ نانے بود

جس کے پاس ایمان کی روزی ہو — اور توشہ کے لئے روٹی ہو

می ستانم گہ بمکروگہ بریو — تابرآرند از پشیمانی غریو

(اس سے) کبھی مکر سے کبھی دھوکے سے چھین لونگا — تاکہ شرمندگی سے چیخنے لگے

گہ بدرویشی کنم تہدیدِ شاں — گہ بزلف و خال بندم دیدِ شاں

کبھی ان کو افلاس سے ڈراؤں — کبھی ان کی نگاہ زلف اور تل میں پھنساؤں

قُوتِ ۲ ایمانی دریں زنداں کم ست — وانکہ ہست از قصدِ ایں سگ درخم ست

اس قید خانہ میں ایمان کی روزی کم ہے — جو ہے وہ اس کتے کی وجہ سے پیچ وخم میں ہے

از نماز و صوم و صد بیچارگی — قُوتِ ذوق آید بَرد یکبارگی

نماز اور روزہ اور سو قسم کے عجز سے — ذوق میسر آتا ہے جس کو وہ ایکدم لے بھاگتا ہے

اَسْتَعِیذُ اللّٰہَ مِنْ شَیْطَانِہٖ — قَدْ هَلَکْنَا آہ مِنْ طُغْیَانِہٖ

میں اللہ سے اس کے شیطان سے پناہ چاہتا ہوں — آہ ہم اس کی سرکشی سے ہلاک ہو گئے ہیں

یک سگ ست و در ہزاراں می رود — ہر کہ دروے رفت اُو آں می شود

ایک کتا ہے اور ہزاروں میں گھس جاتا ہے — جس میں وہ گھستا ہے وہ وہی بن جاتا ہے

ہر کہ ۳ سردت کرد میداں کو دروست — دیو پنہاں گشت اندر زیرِ پوست

جو تجھے (اللہ کی عبادت میں) سست بنائے سمجھ لے وہ اسمیں گھسا ہے — کھال کے اندر شیطان چھپا ہے

چوں نیابد صورت آید در خیال — تاکشاند آں خیالت دروبال

جب (اپنی) صورت میں نہ آئے تو تصور میں آجائیگا — تاکہ وہ تصور تجھے وبال میں ڈال دے

از خیالاتِ تو می آید بلا — چوں خیالت فاسد آمد جا بجا

تیرے خیالات سے مصیبت آتی ہے — چونکہ تیرا خیال ہر جگہ فاسد ہوتا ہے

گہ خیالِ فرجہ و گاہے دُکاں — گہ خیالِ عِلم و گاہے خان و ماں

کبھی کشادگی کا خیال اور کبھی دُکان (کا خیال) — کبھی علم کا خیال اور کبھی گھر در (کا خیال)

گہ خیالِ مکسب و سوداگری — گہ خیالِ تاجریؔ و داوری

کبھی پیشے اور سوداگری کا خیال — کبھی تاجر ہونے اور عہدہ کا خیال

گہ خیالِ نقرہ و فرزند و زن — گہ خیالِ بُو الفضول و بُوالحزن

کبھی زر اور اولاد اور بیوی کا خیال — کبھی بکواس اور غمزدہ کا خیال

۱ قُوت۔ خوراک۔ راہ یعنی راہ آخرت۔ نانے۔ یعنی کوئی نیک عمل۔ می ستانم۔ یعنی میں اس کی زاد راہ چھین لیتا ہوں۔ ریو۔ مکروفریب۔ غریو۔ شوروغل۔ گہ بدرویشی۔ قرآن پاک میں ہے "شیطان تمہیں افلاس کے احتمال میں مبتلا کردیتا ہے اور تم کو بے حیائی کی ترغیب دیتا ہے۔"

۲ قُوت۔ اس دنیا کے قید خانہ میں مومن اور شیطان کی وہی صورت ہے جو دوسرے قیدیوں کی تھی اور اس چیونٹی مفلس کی تھی۔ از نماز عبادات سے جو روزی حاصل ہوتی ہے۔ اس کو شیطان اڑا دیتا ہے۔ یک سگ۔ ابلیس ایک ہے اس کی ذریت بہت ہے شیاطین ہیں۔ شیطانی اثر سے انسان بھی شیطان بن جاتا ہے۔

۳ ہر کہ۔ ہر وہ چیز جو انسان کی عبادت کی سرگرمیوں کو سرد کردے اس میں شیطانی اثر سمجھو۔ چوں۔ شیطان کی تباہ کاری کے لئے اس کا مجسم ہو کر سامنے آنا ضروری نہیں ہے وہ انسانی خیالات میں شیطنت ملا دیتا ہے جو تباہی سبب بنجاتے ہے از خیالات انسان کی تباہی اس کے فاسد خیالات سے ہوتی ہے۔ گہ خیال۔ ان تمام چیزوں میں فاسد خیالات کی آمیزش ملا سخت کا سبب ہے بو الفضول۔ بیہودہ انسان۔ بوالحزن۔ غمگین۔

گہ خیالِ آسیا[1] دباغ وراغ — گہ خیالِ میغ دماغ و لیغ و لاغ
کبھی چکی اور باغ اور جنگل کا خیال — کبھی ابر اور کہر اور بد دلی اور شوخی کا خیال

گہ خیالِ آشتی و جنگہا — گہ خیالِ نا مہاو ننگہا
کبھی صلح اور لڑائیوں کا خیال — کبھی نام آوریوں اور ذلتوں کا خیال

گہ خیالِ کالہ و گاہے قماش — گہ خیالِ مفرش و گاہے فراش
کبھی سامان کا خیال کبھی عمدہ چیزوں کا — کبھی فرش بچھانے کی جگہ کا خیال اور کبھی فرش کا

ہیں بروں کُن از سرایں تخیلہا — ہیں بروب از دل چنیں بد حیلہا
خبردار! ان خیالات کو سر سے نکال دے — خبردار! ان بری تدبیروں کو دل سے نکال دے

ہاں[2] بگولا حولہا در ہر زماں — از زباں تنہانہ بل از عینِ جاں
خبردار! ہر وقت لا حول پڑھ — صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ دل سے

تتمۂ قصّۂ آں مُفلس
اس مفلس کے قصہ کا بقیہ

گفت قاضی مُفلسی راوانما — گفت اینک اہلِ زندانت گواہ
قاضی نے کہا، مُفلسی کو ثابت کر — اس نے کہا یہ قیدی آپ کے سامنے گواہ ہیں

گفت ایشاں متہم[3] باشند چوں — می گریزنداز تومی گریند خوں
قاضی نے کہا وہ متہم ہوں گے کیونکہ — وہ تجھ سے گریزاں ہیں تیری وجہ سے خون کے آنسو بہہ رہے ہیں

وز تومی خواہند تاہم وارہند — زیں غرض باطلِ گواہی می دہند
وہ چاہتے ہیں کہ تجھ سے چھٹکارا حاصل کریں — اس وجہ سے غلط گواہی دیں گے

جُملہ اہلِ محکمہ گفتند ما — ہم برادِ بار و برا فلاسش گوا
محکمہ کے سب لوگوں نے کہا ہم — بھی اس کی نحوست اور مفلسی کے گواہ ہیں

ہرکرا پُرسید قاضی حالِ اُو — گفت مولادست زیں مُفلس بشو
قاضی نے جس سے بھی اس کا حال پوچھا — اس نے کہا جناب اس سے دستبردار ہو جائیں

گفت قاضی کش بگرد انید فاش — گردِ شہرایں مفلس ست وہم قلاش
قاضی نے کہا اس کو علی الا علان گھماؤ — شہر کے چاروں طرف کہ یہ مفلس اور کنگال ہے

کُو بکو اُورا منادیہا کنید — طبلِ افلاسش عیاں ہر جازنید
کوچہ بکوچہ اس کے بارے میں اعلانات کرو — علی الاعلان اس کے افلاس کا ہر جگہ ڈھول پیٹ دو

---

[1] آسیا۔ چکی۔ راغ۔ جنگل میغ، بادل۔ ماغ۔ کہر، غبار، لیغ، بددل۔ لاغ۔ شوخی۔ کالہ۔ سامان۔ قماش۔ ریشمین کپڑا گھر کا سازو سامان۔ مُفرش۔ فرش بچھانے کی جگہ۔

[2] ہاں۔ ان فاسد خیالات کے دفعیہ کی یہی صورت ہے کہ انسان دل وجان سے لاحول پڑھتا رہے۔ وانما۔ اگر مفلس کا افلاس ثابت ہو جاتا ہے تو اس کو قید نہیں رکھا جا سکتا ہے۔ گواہ یعنی قیدی افلاس ثابت کردینگے۔

[3] متہم۔ اگر گواہی میں گواہ کی غرض ثابت ہو جاتی ہے۔ تو اس کی گواہی معتبر نہیں رہتی ہے۔ غرض۔ صاحب غرض کی گواہی معتبر نہیں ہوتی۔ کِش۔ تاکہ ش۔ قلاش۔ مفلس کنگال۔

تا کسے نسیہ[1] نفروشد بدو قرض ندہد ہیچکس اورا تسو
تاکہ کوئی اس کے ہاتھ اُدھار نہ بیچے کوئی اس کو آدھا جبہ (بھی) قرض نہ دے

ہر کہ دعویٰ آردش اینجا بفن پیشِ زندانش نخواہم کر دمن
جو کوئی اس پر اس جگہ چالاکی سے دعویٰ کریگا اس کو میں قید میں نہ ڈالوں گا

پیشِ من اِفلاس اُو ثابت شدست نقد و کالا[2] نیستش چیزے بدست
میرے روبرو اس کا افلاس ثابت ہو گیا ہے نقد اور جنس کچھ اس کے پاس نہیں ہے

آدمی در حبسِ دنیا زاں بُود تابود کا فلاسِ اُو ثابت شود
انسان دنیا کے قید خانہ میں اسیجہ سے ہوتا ہے تاکہ اس کا افلاس ثابت ہو جائے

مفلسیّ دیورا یزدانِ ما ہم منادی کرد در قرآنِ ما
ہمارے خدا نے شیطان کی مفلسی کا بھی ہمارے قرآن میں اعلان کر دیا ہے

کو دغا و مُفلس ست و بَد سخن ہیچ با اُو شرکت و سودا مکن
کہ وہ (مجسم) دغا اور مفلس اور بد کلام ہے تو کبھی اس کے ساتھ شرکت اور معاملہ نہ کر

ور کُنی اورا بہانہ آوری مُفلس ست اُو صرفہ از وے کم بَری
اگر تو کرے گا تو اس کے لئے بہانہ مہیا کرے گا (وہ) مفلس ہے اس سے ڈگری وصول نہ کرسکیگا

حاضر[3] آوردند چوں فتنہ فروخت اُشترے کُردی کہ ہیزم می فروخت
جب فتنہ روشن ہو گیا (لوگ) لائے ایک کردی کا اونٹ جو ایندھن بیچتا تھا

کُرد بے چارہ بسے فریاد کرد ہم مُوکّل رابد انگے شاد کرد
بیچارے کر دی نے بہت فریاد کی سپاہی کو بھی ایک دانگ دے کر خوش کیا

اُشترش بُردند از ہنگام چاشت تاشب و افغانِ اُو سودے نداشت
چاشت کے وقت سے اس کا اونٹ لے گئے رات تک کے لئے اور اس کا رونا دھونا مفید نہوا

بر شُتر بنشست آں قحطِ گراں صاحبِ اُشترپئے اُشترَ دواں
وہ بھاری قحط اونٹ پر بیٹھ گیا اونٹ والا، اونٹ کے پیچھے دوڑ رہا تھا

سُو بسُود کو بکُومی تاختند تاہمہ شہرش عیاں بشناختند
ہر ہر جانب اور کوچہ بکوچہ دوڑتے تھے یہانتک کہ تمام شہر نے اس کو نمایاں طور پر پہچان لیا

پیشِ ہر حمّام و ہر بازارگہ کردہ مردم جملہ در شکلش نگہ
ہر حمام اور ہر بازار کے سامنے سب لوگوں نے اسکی صورت پر نگاہ ڈال لی

[1] نسیہ۔ ادھار۔ تسو۔ چار جو کاوزن۔ ہر کہ ۔ نادہندی کی سزا قید ہے لیکن جبکہ اس کا افلاس ثابت ہو جائے تو پھر قید نہیں کیا جاسکتا۔

[2] کالا۔ سامان۔ آدمی۔ انسان کو دنیا کی قید میں قدرت نے اسی لئے مقید کیا ہے تاکہ عمل صالح سے اس کا افلاس یا مالداری ثابت ہو سکے۔ مفلسی۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی مُفلسی کا اسی لئے اعلان کیا ہے تاکہ کوئی اس سے کسی قسم کا معاملہ نہ کرے جیسا کہ قاضی نے اس مفلس کے بارے میں کرلیا تھا۔ صرف۔ یعنی زرد گری۔

[3] حاضر آوردند ۔ چونکہ اس مفلس کا اعلان اور تشہیر کرنی تھی اور مفلس کو سارے شہر میں گھماتا تھا۔ کرد۔ یک صحرا نورد قوم ہے۔ ہیزم۔ ایندھن۔ مُوکل۔ کارندہ۔ دانگ۔ چھ رتی کے وزن کا سہ ہے۔ شاد کرد۔ یعنی سپاہی کو یک دانگ دے کر خوش کرنا چاہا تا کہ اس کا اونٹ چھوڑ دے قحطِ گراں۔ یعنی وہ مفلس قیدی چونکہ وہ سب کو بھوکا مارتا تھا نگ۔ اس کو شناخت کرنے کے لئے سب نے اس کو دیکھا۔

دہ ۱؎ منا دیگر بلند آوازیاں | ترک و کُرد و رُومیان و تازیاں
دس بلند آواز منادی کرنے والے | تُرک، اور کرد، اور رومی اور عرب

جُملگاں آوازہا برداشتہ | کایں ہمہ تخمِ جفاہا کاشتہ
سب چیختے تھے | کہ اس نے سب بد معاملکیوں کا کا بیج بویا ہے

مُفلس ست وایں ندارد ہیچ چیز | تاکس اُورا قرض ندہد یک پشیز
یہ مُفلس ہے اس کے پاس کچھ نہیں ہے | ہرگز اس کو کوئی ایک دمڑی قرض نہ دے

ظاہر و باطن ندارد حبۂّ | مُفلسے قُلبے دغائے دِبۂّ
کھلا ڈھیا اس کے پاس ایک حبہ نہیں ہے | مفلس ہے کھوٹا ہے دغا باز ہے مٹی کا ڈھیر ہے

بینوائے بدادائے ۲؎ بے وفا | ناں رُبائے نرگدائے بے حیا
مُفلس ہے نا دہند ہے بے وفا ہے | روٹی کا اچکا ہے، پکا بھکاری ہے، بے شرم ہے

ہاں وہاں با اُو حریفی کم کنید | چونکہ گاز آرد گرہ محکم زنید
خبردار! خبردار! اس کے ساتھ معاملہ نہ کرنا | چونکہ قینچی رکھتا ہے اسلئے مضبوط گرہ لگا لو

ور بحکم آرید ایں پژمردہ را | من نخواہم کرد زنداں مُردہ را
اس موئے کو اگر تم عدالت میں لاؤ گے | میں مردے کو قید نہ کروں گا

خوش دم ست وآں گلویش بس فراخ | با شعارِ نَودِ ثارِ شاخ شاخ
بت بنا (باتونی) ہے اس کا حلق بہت پھیلا ہوا ہے | اوپر کا لباس نیا ہے اندرونی تار تار ہے

گر بپوشد ۳؎ بہرِ مکر آں جامہ را | عاریہ است آں تافریبد عامہ را
اگر مکاری کے لئے وہ کوئی کپڑا پہنے | وہ مانگا ہوا ہے تاکہ عوام کو فریب دے

حرفِ حکمت بر زبانِ ناحکیم | حُلہائے عاریت داں اے سلیم
نادان کی زبان پر دانائی کی بات | اے عزیز! مانگی ہوئی پوشاک سمجھ

گرچہ دُزدے حُلّۂ پوشیدہ است | دستِ تو چوں گیرد آں ببریدہ دست
اگرچہ ایک چور نے پوشاک پہن لی ہے | (مصافحہ میں) وہ تیرا ہاتھ کیسے پکڑے کہ اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہے

چوں شبانگہ از شُتر آمد بزیر | کُرد گفتش منزلم دورست و دیر
رات کو جب وہ مفلس اونٹ سے نیچے اترا | کردی نے اس سے کہا میرا مکان دور ہے اور دیر ہوگئی ہے

بر نشستی اُشترم را از پگاہ | جو رہا کردم کم از اخراجِ کاہ
تو صبح سے میرے اونٹ پر بیٹھا ہے | جو میں نے چھوڑے کم از کم گھاس کا خرچہ دے)

۱؎ دہ۔ دس آدمی مختلف زبانوں میں منادی کررہے تھے۔ پشیز۔ تانبے کا سکہ، پیسہ، دھیلا۔ حبہ۔ دانہ، رتی بھر چاندی کا سکہ۔ قلب۔ کھوٹا۔ دِبہ۔ دال کے زیر کے ساتھ، مٹی کا ڈھیر دال کے ضمہ کے ساتھ، بجھنی۔

۲؎ بدادا۔ نادہند، بدمعاملہ۔ نر۔ بڑا، حریفی۔ معاملہ۔ چونکہ یہ گرہ کٹ ہے، جیب کی حفاظت رکھو۔ محکم یعنی محکمہ، قضا۔ خوش۔ دم چرب زبان یا تونی۔ شعار۔ اوپری لباس۔ دثار۔ اندرونی لباس، یعنی بظاہر بھلا معلوم ہوتا ہے لیکن بباطن برا شخص ہے۔

۳؎ گر بپوشد۔ مانگ کر اچھا لباس پہن کر لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔ حرف حکمت بیوقوف شخص دانائی کی بات کہتا ہے تو وہ بھی کسی اور کی کہی ہوئی ہوتی ہے، گرچہ چور کا عموماً ہاتھ کٹا ہوا ہوتا ہے اگر وہ چھپانے کے لئے دراز آستین قمیص بھی پہن لے تو مصافحہ کے وقت راز کھل جاتا ہے۔ یہی بیوقوف کا حال ہے۔ شبانگہ۔ رات کے وقت۔ آمد، یعنی وہ مفلس اترا۔ پگاہ۔ صبح۔ رہا کردم۔ میں نے جو معاف کئے۔

گفت تا اکنوں چہ میکردیم پس | ہوشِ تو کو؟ نیست اندر خانہ کس
مفلس نے کہا ہم نے اب تک کیا کیا ہے؟ | تیرے ہوش کہاں ہیں؟ بے وقوف!

چرخ اِفلاسم شنید اے پُر طمع | تو نہ بشنیدی بگوشِ بے لمع
اے لالچی! میرے افلاس (کی بات) آسمان نے سن لی | پھوٹے کان سے تو نے نہ سُنی

طبلِ ۲ افلاسم بچرخ سابعہ | رفت و تو نشنیدۂ این واقعہ
میرے افلاس کا ڈھنڈورا ساتویں آسمان تک | پہنچ گیا اور تو نے یہ واقعہ نہ سنا

گوشِ تو پُر بودہ است از طمعِ خام | پس طمع کرمی کند گوش اے غلام
تیرا کان بیہودہ لالچ سے پُر ہے | اے لڑکے! لالچ کان کو بہرا بنا دیتا ہے

تا کلوخ و سنگ بشنید این بیاں | مُفلس ست و مُفلس ست این قلتباں
یہ بیان اینٹ اور پتھر تک نے سن لیا | (کہ) یہ دیوث مفلس ہے مفلس ہے

تا بشب گفتند و در صاحب شتر | بر نزد کو از طمع پُر بود و پُر
وہ منادی کرنیوالے رات تک کہتے رہے اور اونٹ والے | پر اثر نہ کیا کیونکہ وہ لالچ سے بھر پور تھا

ہست بر سمع و بصر مُہرِ خدا | در حُجب بس صورت ست و بس صدا
کان اور آنکھ پر خدا کی مہر ہے | بہت سی صورتیں اور بہت سی آوازیں پردوں میں ہیں

اُنچہ ۳ اُو خواہد رسا ندآں بہ چشم | از جمال واز کمال واز کرشم
جس کو وہ چاہتا ہے آنکھ تک پہنچا دیتا ہے | (یعنی) حسن اور کمال اور کرشمہ (کو)

وانچہ اُو خواہد رسا ندآں بگوش | از سماع واز بشارت وز خروش
جس کو وہ چاہتا ہے کان تک پہنچا دیتا ہے | (یعنی) قوالی اور خوشخبری اور شور (کو)

گرچہ تو ہستی کنوں غافل ازاں | وقتِ حاجت حق کند آں را عیاں
اگرچہ تو اب ان سے غافل ہے | ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ انکو ظاہر کر دیگا

گفت پیغمبرؐ کہ یزدانِ مجیدؓ | از پئے ہر درد درماں آفرید
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے | ہر درد کا علاج پیدا فرمایا ہے

گرچہ درماں جوئی و گوئی بجاں | کاے خدا درمانِ کارِ من رساں
اگرچہ تو علاج تلاش کریں اور دل سے کہے | کہ اے خدا میرے کام کا علاج کر دے!

لیک زاں درماں نہ بینی رنگ و بو | بہر دردِ خویش بے فرمانِ او
لیکن تو اس علاج کا رنگ و بو نہیں دیکھے گا | اس کے حکم کے بغیر اپنے درد کے لئے

۱ کو۔ کجا۔ نیست اندر خانہ کس۔ گھر میں کوئی لائق آدمی نہیں ہے۔ یہ محاورہ اس شخص کے لئے بولا جاتا ہے جس پر کوئی نصیحت اثر نہ کرے۔ چرخ۔ آسمان۔ لمع۔ نور، روشنی، قوت سماعت مراد ہے۔

۲ طبل۔ ڈھول۔ سابعہ۔ ساتواں۔ طمع۔ خام۔ بیہودہ لالچ۔ کر۔ بہرا قلتبان۔ دیوث۔ بھڑوا۔ حُجب۔ حجاب کی جمع ہے پردہ۔ بس۔ بہت۔

۳ انچہ۔ تمام تاثیرات اللہ تعالیٰ کی اجازت پر موقوف ہیں۔ کرشم۔ ناز و انداز۔ بگوش۔ آنکھ کان وغیرہ اپنا کام جب کرتے ہیں۔ جب خدا چاہتا ہے۔ وقت، قیامت کے روز سب باتیں عیاں ہو جائیں گی۔ درمان آفرید۔ حدیث شریف میں ہے "خدا نے جو بیماری پیدا کی ہے اس کی دوا بھی پیدا کی ہے"۔ لہٰذا حق و باطل میں امتیاز نہ کر سکنے کے مرض کی بھی دوا ضرور ہے۔ لیکن اس مرض کی دوا بھی بتائید خداوندی حاصل ہو سکے گی۔

چشم را اے چارہ جو در لامکاں! ہیں بنہ چوں چشم کُشتہ سوئے جاں

اے علاج کی جستجو کرنیوالے آنکھ کو لامکان میں لگائے رکھ جس طرح مقتول کی آنکھ جان کی طرف (لگی ہوتی ہے)

گون پُر چارہ است و ہیچت چارہ نے تا کہ نگشاید خدایت روزنے

دنیا علاج سے پر ہے اور تیرا کوئی علاج نہیں ہے جب تک خدا تیرے لئے راہ نہ کھول دے

ایں جہاں از بے جہت پیدا شدست کز بے جائے جہاں را جا شدست

یہ جہان، بے جہت (خدا) سے پیدا ہوا ہے لامکاں (خدا کی قدرت) سے دنیا کو (عالم وجود میں) جگہ ملی ہے

باز گرد از ہست سوئے نیستی گر تو از جاں طالب مولیستی

ہستی سے نیستی کی طرف لوٹ اگر تو (دل و) جان سے مولا کا طالب ہے

جائے دخل ست ایں عدم از وے مرم جائے خرج ست ایں وجودِ بیش و کم

یہ نیستی آمدنی کی جگہ ہے اس سے گریز نہ کر یہ گھٹنے بڑھنے والا وجود خرچ کی جگہ ہے

کارگاہِ صنعِ حق چوں نیستی ست جز معطّل در جہانِ ہست کیست

اللہ تعالیٰ کی کاریگری کا محل نیستی ہے عالم ہستی میں بیکار کے علاوہ کچھ نہیں ہے

فی المناجات

اے خدائے پاک بے انباز[۲] و یار دست گیر و جرمِ ما را در گذار

اے خدائے پاک جو لاشریک و مددگار سے مستغنی ہے دستگیری فرما اور ہماری خطا سے در گذر فرما

یاد دہ ما را سخنہائے رقیق کہ تُرا رحم آورد آں اے رفیق

ہمیں رقت آمیز باتیں سکھا دے اے مہربان! جو تیرے رحم کا سبب بنیں

ہم دعا از تو اجابت ہم زتو ایمنی از تو مہابت ہم زتو

دعا (کی توفیق) بھی تیری جانب سے ہے اور قبولیت بھی اطمینان تیری طرف سے ہے ڈر بھی تجھی سے ہے

گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن مصلحی تو اے تو سلطانِ سخن

اگر ہم غلط بات کہیں تو اس کی اصلاح کر دے اے کہ تو کلام کا بادشاہ ہے تو ہی اصلاح کرنیوالا ہے

کیمیا[۳] داری کہ تبدیلش کنی گرچہ جوئے خوں بود نیلش کنی

تیرے پاس کیمیا ہے تو اس کو تبدیل کر سکتا ہے اگر خون کی نہر ہو تو اس کو دریائے نیل بنا دیتا ہے

ایں چنیں میناگریہا کارِ تست ایں چنیں اکسیرہا اسرارِ تست

ایسی میناکاری تیرے کام ہے ایسی کیمیائیں تیرے بھید ہیں

---

[۱] لامکاں۔ عالم ملکوت۔ چوں چشم کشتہ۔ مقتول کی آنکھیں عموماً پھیل رہ جاتی ہیں تو گویا وہ اپنی جان کو دیکھ رہا ہے تو بھی درد کے علاج کے لئے عالم ملکوت پر نظر رکھ۔ ایں جہاں۔ اس عالم کون و مکان کو ذات بے جہت اور لامکان نے پیدا کیا ہے تو اسی کی طرف نظر رکھ اور جہت و مکان سے نگاہ ہٹالے۔ عدم۔ یعنی لامکان عالم ملکوت۔ مَرَم۔ رمیدن سے نہی کا صیغہ ہے۔ کارگاہ اللہ تعالیٰ نیست سے ہست کرتا ہے تو اس کی ایجاد کا تعلق نیستی سے ہے لہٰذا اپنے آپ کو نیست بنالے

[۲] انباز۔ شریک، ساتھی، یار، مدد گار۔ ہم دعا۔ خدا ہی ایسی دعا کی توفیق عطا فرماتا ہے جس کو وہ قبول کر لے۔ ایمنی۔ خدا کی غفاریت سے اطمینان ہے اور اس کی قہاریت سے ڈر ہے۔ گر خطا۔ دعا میں اگر کوئی غلط بات نکلے تو اس کی اصلاح فرما دے۔

[۳] کیمیا۔ جس طرح کیمیا تانبے کو سونا بنا دیتی ہے اللہ تعالیٰ بھی سیات کو حسنات میں تبدیل بنا دیتا ہے۔ میناگری۔ کسی میں آبگینے جڑنا یعنی خطا کو صواب بنا دینا۔ اکسیرہا۔ یعنی گناہوں کو نیکیاں بنا دینا۔

آب ۱ را و خاک را بر ہم زدی — زآب و گل نقشِ تنِ آدمؑ زدی

تو نے پانی اور مٹی کو ملایا — پانی اور مٹی سے آدمؑ کے جسم کی صورت بنا دی

نسبتش دادی بجفت و خال و عم — با ہزار اندیشہ شادی و غم

پھر تو نے اس کے ساتھ شوہر اور ماموں اور چچا ہونے کی نسبت قائم کر دی — مع ہزاروں شادی اور غمی کے خیالات کے

باز بعضے را رہائی دادۂ — زیں غم و شادی جدائی دادۂ

پھر تو نے بعض کو چھٹکارا دے دیا — اس غم اور خوشی سے جدا کر دیا

بردہ از خویش و پیوند و سرشت — کردہ در چشمِ اُو ہر خوب زشت

اس کو اپنے دوستوں عزیزوں اور سرشت سے نکال لیا — اس کی نظر میں ہر لبھانے والی چیز کو برا بنا دیا

ہر چہ محسوس ست اُو ردّ می کند — وانچہ نا پیداست مسند می کند

وہ ہر محسوس چیز کو رد کر دیتا ہے — جو غیر محسوس ہے اس کو سہارا بناتا ہے

عشق اُو پیدا و معشوقش نہاں — یار بیروں فتنۂ اُو در جہاں

اس کا عشق ظاہر ہے اور کا معشوق پوشیدہ ہے — یار (کائنات سے) باہر ہے جہان میں اس کا فتنہ ہے

ہیں ۲ رہا کن عشقہائے صورتی — نیست بر صورت نہ بر روئے ستی

خبردار! صورت کے عشقوں کو چھوڑو — وہ (عشق) بیوی کے چہرہ اور صورت پر نہیں ہے

آنچہ معشوقست صورت نیست آں — خواہِ عشق اینجہاں خواہ آنجہاں

جس سے عشق ہے وہ صورت نہیں ہے — خواہ اس جہان (عالم ناسوت) کا عشق ہو یا اس جہان عالم ملکوت کا

آنچہ بر صورت تو عاشق گشتۂ — چوں بروں شُد جاں چرایش ہشتۂ

جس کی صورت پر تو عاشق ہو رہا ہے — جب (اسکی) جان نکل گئی تو اس کو کیوں چھوڑا ہے

صورتش برجاست ایں سیری زچیست — عاشقا وا جو کہ معشوقِ تو کیست

اس کی صورت موجود ہے یہ دل بھرنا کیوں ہے؟ — اے عاشق! ڈھونڈ کہ تیرا معشوق کون ہے؟

آنچہ محسوس ۳ است گر معشوقہ است — عاشقستے ہر کہ اورا حس ہست

اگر محسوس چیز ہی معشوق ہے — تو جس میں بھی حس ہے وہ عاشق ہوتا ہے

چوں وفا آں عشق افزوں می کند — کے وفا صورت دگرگوں می کند

جب وفاداری عشق کو بڑھاتی ہے — (تو) وفا صورت میں کب تغیر کرتی ہے؟



---

۱ آب۔ جب اللہ تعالیٰ پانی اور مٹی سے اشرف المخلوقات بنا دیتا ہے تو برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کرنا معمولی بات ہے۔ نسبتش۔ معمولی آب و گل میں یہ نسبتیں بھی پیدا فرما دیں اور اس کو ایسا ذی حس بنا دیا کہ اس میں غم و شادی کے جذبات ہیں۔ باز۔ پھر انہی انسانوں میں سے بعض کو تمام دنیا سے بے نیاز کر کے اپنا بنا لیا۔ پیوند۔ تعلقات۔ سرشت۔ بناوٹ، خمیر، ہر خوب۔ یعنی وہ چیزیں جو خدا سے غافل بنائیں۔ محسوس۔ یعنی دنیاوی چیزیں۔ ناپید۔ یعنی حواس ظاہر سے غیر محسوس، اللہ تعالیٰ۔ مسند۔ بھروسہ کی چیز، مُعْتَمَد علیہ۔ بیروں۔ یعنی دنیا و عقبیٰ سے باہر۔ فتنہ۔ اس کے عشق میں جہان مبتلا ہے۔

۲ ہیں۔ پہلے اشعار میں عشق حقیقی کا ذکر تھا اب عشق مجازی سے پرہیز کرنے کی ہدایت ہے۔ اینجہاں۔ یعنی عالم ناسوت کا عشق۔ آنجہاں۔ یعنی عالم ملکوت کا عشق۔ آنچہ۔ اگر معشوق اور اصل صورت ہے تو مر جانے کے بعد بھی تو یوں وہ صورت باقی ہے اب اس سے عشق کیوں نہیں ہے۔ یہ صورت کے معشوق نہ ہونے کی پہلی دلیل ہے۔

۳ محسوس۔ صورت کے معشوق نہ ہونے کی دوسری دلیل ہے۔ یعنی صورت جس کا حواس سے ادراک ہوتا ہے اگر وہی معشوق ہے تو جانوروں کو بھی اس سے عشق ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ صورت کو تو وہ بھی دیکھتے ہیں۔ چوں وفا۔ یہ صورت کے معشوق نہ ہونے کی تیسری دلیل ہے معشوق کی وفا سے عشق میں اضافہ ہوتا ہے حالانکہ صورت وہی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ عشق کا تعلق صورت سے نہیں ہے۔

پرتوِ خورشید[1] بر دیوار تافت — تابشِ عاریتے دیوار یافت

آفتاب کا عکس دیوار پر پڑا — (تو) عارضی چمک دیوار نے حاصل کر لی

بر کلوخے دل چہ بندی اے سلیم — وَ اُطلبُ اصلی کہ اُو تابد مُقیم

اے سادہ لوح! ڈھیلے سے کیا دل لگاتا ہے — اصلی کو طلب کر جو ہمیشہ چمکتا ہے

اے کہ تو ہم عاشقی بر اصل خویش — خویش بر صورت پرستاں دیدہ بیش

اے وہ کہ تو بھی (اپنے زعم میں) اصلی پر عاشق ہے — اپنے آپ کو صورت پرستوں سے زیادہ افضل سمجھتا ہے

پرتوِ عقل ست آں بر حس تو — عاریت میداں ذہب بر مس تو

تیرے (اس) احساس پر عقل کا سایہ پڑ گیا ہے — اپنے تانبے پر سونے کو عارضی سمجھ

چوں زرا ندود[2] ست خوبی در بشر — ورنہ چوں شُد شاہد تو پیرِ خر

انسان کا حسن ملمع کی طرح کا ہے — ورنہ تیرا معشوق بوڑھے گدھے کی طرح کیوں ہوا؟

چوں فرشتہ بود ہمچوں دیو شُد — کاں ملاحت اندرو عاریہ بُد

فرشتہ جیسا تھا، بھوت جیسا بن گیا — کیونکہ اس میں حسن عارضی تھا

اندک اندک می ستاند آں جمال — اندک اندک خُشک می گردد نہال

اللہ تعالیٰ اس حسن کو تھوڑا تھوڑا واپس لیتا رہتا ہے — آہستہ آہستہ (ہرا بھرا) پودا خشک ہو جاتا ہے

رَو نُعَمِّرہُ[3] نُنَکِّسُہ بخواں — دل طلب کُن دل مَنہ بر استخواں

جا نعمرہ ننکسہ کو پڑھ — دل کی طلب کر، ہڈی سے دل نہ لگا

کاں جمالِ دل جمالِ باقی ست — دو لبش از آبِ حیواں ساقی ست

کیونکہ دل کا حسن باقی رہنے والا حسن ہے — اس کے دونوں ہونٹ، آبحیات کے ساقی ہیں

خود ہم اُو آب ست وہم ساقی و مست — ہر سہ یک شد چوں طلسمِ تو شکست

خود وہی پانی ہے وہی پلانے والا ہے اور مست ہے — جب تیرا طلسم ٹوٹا تینوں ایک ہوئے

آں یکے را تو ندانی از قیاس — بندگی کُن ژاژ کم خانا شناس

تو اکیلے (خدا) کو عقل سے نہ سمجھے گا — اے جاہل! عبادت کر، بکواس نہ کر

معنی تو صورت ست و عاریہ — بر مناسب شادی و بر قافیہ

تیری اصل (بھی) صورت (ہی) اور عارضی ہے — مناسب (اعضا) اور موزونیت پر تو خوش ہے

سمجھ کر عاشق ہوا ہے وہ بھی محض صورت سے ہے۔ اور تیرا عشق محض معشوق پر مناسب اور موزوں اعضا کی وجہ سے ہے۔
عاریہ۔ عارضی قافیہ موزونیت

[1] خورشید۔ یعنی اللہ تعالیٰ اصلِ جمال، جمالِ حق ہے اور ممکنات پر اس کا پرتو ہے لہٰذا اس سے عشق کا تعلق ہے۔ جب یہ حال ہے تو پھر عشق اصل ہی سے کرنا چاہئے۔ کلوخ یعنی جس پر اصل جمال کا پرتو پڑا ہے۔ ے کہ تو۔ بعض لوگ مجازی معشوق کو معشوق حقیقی کا مظہر قرار دے کر اس سے عشق کرتے ہیں اور اپنے آپ کو صورت پرستوں سے افضل سمجھتے ہیں یہ محض ان کے عقلی ڈھکوسلے ہیں اور یہ ان کی ملمع سازی ہے عقلی دلائل کے دور سے حقیقت نہیں بدلتی ہے۔

[2] زراندود۔ ملمع کیا ہوا۔ شاہد معشوق یعنی حسین معشوق بھی بڑھاپے میں بوڑھے گدھے جیسا نظر آنے لگتا ہے۔ اندک اندک۔ اللہ تعالیٰ اپنے جمال کو انسان سے واپس لے لیتا ہے اور سرسبز شاداب چیز جھاڑ بن جاتی ہے۔

[3] نُعَمِّرہُ۔ قرآن پاک میں ہے۔ "وَمَنْ نُعَمِّرْہُ نُنَکِّسْہُ فِی الْخَلْقِ" اور جس کو ہم بڑی عمر دیتے ہیں اس کو بناوٹ میں الٹا گھٹاتے ہیں" دل۔ یعنی اللہ تعالیٰ استخواں۔ یعنی ممکنات۔ جمالِ دل۔ اللہ تعالیٰ کا حسن دو لبش۔ اس کے دونوں ہونٹ بعض نسخوں میں دو لبش ہے یعنی اس کا عشق خود ہم اُو۔ جب انسان کی خودی مٹ جاتی ہے تو تمام ممکنات میں اس کو وجود واحد ہی نظر آتا ہے۔ یکے یعنی ذاتِ احد۔ قیاس۔ یعنی عقلی دلائل۔ بندگی۔ یعنی ذات خداوندی کو مجاہدات کے ذریعہ پہچانا جا سکتا ہے۔ ژاژ۔ ایک کڑوی اور دار گھاس ہے جسکو اونٹ بھی نہیں کھا سکتا ہے اسی سے ژاژ خائیدن بمعنی بکواس کرنا بنا ہے۔ معنی تو یعنی حسن کو تو حقیقت

آں بود معنیٰ کہ بستاند ترا
اصل تو وہ ہوتی ہے جو تیری خودی کو ختم کر دے
بے نیاز از نقش گرداند ترا
تجھے صورت سے بے نیاز بنا دے

بنود آں معنیٰ کہ کور و کر کند
اصل وہ نہیں ہے جو اندھا اور بہرا بنائے
مر ترا بر نقش عاشق تر کند
تجھے صورت پر زیادہ عاشق کر دے

کور را قسمت خیالِ غم فزاست
اندھے کا حصہ غم بڑھانے والے خیالات ہیں
بہرۂ چشم ایں خیالاتِ فناست
(ظاہری) آنکھ کا حصہ فانی خیالات ہیں

حرفِ قرآں را ضریرا[۲] معدن اند
اندھے قرآن کے حروف کی کان ہیں
خر نہ بینند و بپالاں بر زنند
گدھے کو نہیں دیکھتے ہیں اور پالان کو لوٹتے ہیں

چوں تو بینائی پے خر رو کہ جست
اگر تو بینا ہے گدھے کا پیچھا کر جو کہ کود گیا
چند ازیں پالاں گری اے تن پرست
اے تن پرست یہ پالان گری کب تک؟

خر چو ہست آید یقیں پالاں ترا
جب گدھا ہے تو تجھے پالان یقیناً مل جائے گا
کم نگردد ناں چو باشد جاں ترا
جب تک تیری جان ہے رزق نا پید نہ ہو گا

خر چو باشد کم نیاید اے عمو
اے چچا! جب گدھا ہو گا (پالان کی) کمی نہ ہو گی
خود بہ پشتش رو نہد پالانِ او
خود بخود اس کی کمر پر اس کا پالان آ جائے گا

پشت خر دکانِ مال و مکسب ست
گدھے کی کمر، مال اور کمائی کی جگہ ہے
جانِ تو سرمایۂ صد قالب ست
تیری جان سو قالبوں کا سرمایہ ہے

خر برہنہ[۳] بر نشیں اے بوالفضول
اے ہوا سی! ننگی پشت والے گدھے پر چڑھ جا
خر برہنہ نے کہ راکب شد رسول
کیا ننگی پشت والے گدھے پر رسولؐ سوار نہیں ہوئے؟

النَّبِیُّ قَدْ رَکِبَ مَعْرُوْرِیًا
نبیؐ ننگے پشت (گدھے) پر سوار ہوئے
وَالنَّبِیُّ قِیْلَ سَافَرَ مَاشِیاً
کہا گیا ہے نبیؐ نے پیدل سفر کیا

بلکہ آں شہ ہم پیادہ رفتہ است
بلکہ وہ شاہؐ پیدل بھی چلے ہیں
بارِ ایں و آں بسے پذرفتہ است
اس کا اور اس کا بوجھ بہت اٹھایا ہے

شد خرِ نفسِ تو بر میخش بہ بند
تیرا خر نفس (قبضہ سے) نکل گیا اس کو کھونٹے سے باندھ
چند بگریزد ز کاروبارِ چند
تو کاروبار سے کب تک گریز کرے گا؟

بارِ صبر و شکر اُورا بُرد نیست
صبر اور شکر کا بوجھ اس کو اٹھانا ہے
خواہ در صد سال خواہی سی و بیست
خواہ سو سال میں خواہ تیس اور بیس سال میں

---

۱ آں بود حقیقت کا عشق انسان کی خودی مٹاتا ہے اور صورت پرستی سے بے نیاز بنا دیتا ہے۔ کور و کر۔ یعنی حقیقت سے کور را۔ یعنی حقیقت ہی سے محروم شخص

۲ ضریر۔ اندھا کان۔ کان۔ خر نہ بینند چشم۔ بصیرت کے اندھے حقیقت کو چھوڑ کر مجاز پر فریفتہ ہیں۔ چوں تو بینائی۔ صاحب بصیرت کو اصلی مقصود کے درپے ہونا چاہیے فروعات میں نہ پھنسنا چاہیے۔ خر چو ہست۔ جب مقصود حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے لوازم بھی مہیا ہو جاتے ہیں۔ پشت خر۔ ایک چیز ایک چیز کے اعتبار سے مقصود بالذات ہوتی ہے اور دوسری چیز کے اعتبار سے وہ اصلی مقصد نہیں ہوتی ہے گدھا پالان کے اعتبار سے مقصود ہے لیکن کمائی کے اعتبار سے اصلی مقصد نہیں ہے بلکہ گدھے سے کما کر کھانا اصلی مقصد ہے۔

۳ خر برہنہ۔ اصل مقصد سے سروکار رکھنا چاہیے۔ خواہ فروع نہ حاصل ہوں۔ اگر پالان نہ بھی ہو تو گدھے پر سوار ہو جانا چاہیے اور اگر گدھا بھی نہ ہو تو منزل تک پیدل ہی چلنا چاہیے۔ شد خر نفس۔ نفس امارہ کو قابو میں رکھنا چاہیے۔ اور اس کی حیلہ جوئی کی وجہ سے مجاہدات سے باز نہ رہنا چاہیے۔ بار صبر۔ انسان کو لا محالہ اپنے فرائض انجام دینے ہیں۔

ہیچ وازر ا وِزرِ غیرے برنداشت
کسی بوجھ اٹھانے والے نے دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھایا
ہیچکس ندرود تا چیزے نکاشت
کسی نے نہ کاٹا جب تک کہ کچھ نہ بویا

طمعِ خام ست آں مخور خام اے پسر
خام لالچ ہے اے صاحبزادے! تو کچا نہ کھا
خام خوردن علّت آرد در بشر
کچا کھانا انسان میں بیماری پیدا کر دیتا ہے

کاں فلانے یافت گنجے ناگہاں
کہ فلانے نے اچانک خزانہ پا لیا
من ہم آں خواہم چرا جویم دکاں
میں بھی ایسا ہی چاہتا ہوں دکان کی جستجو کیوں کروں؟

کارِ بخت ست آن و آنہم نادرست
یہ مقدر کی بات ہے اور وہ بھی بہت نادر ہے
کسب باید کرد تا تاتن قادرست
جب تک بدن میں جان ہے کمائی کرنی چاہیے

کسب۲ کردن زنج را مانعِ کے ست
کمائی خزانہ کے لئے کب رکاوٹ ہے؟
پا مکش از کارآں خود در پے ست
کام سے قدم نہ ہٹا وہ (تیرے) پیچھے ہے

تانگردی تو گرفتارِ اگر
تو اگر مگر میں ہرگز نہ پھنس
کہ اگر ایں کردمے یا آں دگر
کہ اگر میں یہ کرتا یا وہ کرتا

کز اگر گفتن رسولِ با وفاق
با توفیق رسولؐ نے اگر کہنے سے
منع کرد و گفت ہست آں از نفاق
منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ وہ نفاق ہے

کاں منافق در اگر گفتن بمُرد
کیونکہ منافق اگر مگر میں ہی مر گیا
وز اگر گفتن بجز حسرت نبُرد
اور اگر مگر کہنے سے سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہ کیا

اے بسا کس مُردہ در بُوک۳ و مگر
بہت سے انسان "شاید کہ ہو اور "اگر" میں مر گئے
از نہالِ عاقبت نا خوردہ بر
آخرت کے درخت کا پھل چکھے بغیر

ور نمی یابی تو نقصانِ اگر
اگر تو "اگر مگر" کے نقصان کو نہیں سمجھ
ایں مثل بشنو کہ دریابی مگر
تو یہ قصہ سن لے شاید تو سمجھ جائے

حکایت در معنیٰ ایں بیت اگر را با مگر ہم جفت کر دند

اس شعر کے معنیٰ سے متعلق قصہ انہوں نے اگر اور مگر کی شادی کر دی ان سے

ازیشاں بچہ آمد کا شکے نام
"کا شکے" نامی بچہ پیدا ہوا

یک غریبے خانہ می جُست از شتاب
ایک مسافر جلدی میں گھر تلاش کر رہا تھا
دوستے بُردش سوئے خانہ خراب
ایک دوست اس کو گرے ہوئے گھر کے پاس لے گیا

---

۱ وازر۔ بوجھ اٹھانے والا۔ وِزر۔ بوجھ ہیچکس۔ بغیر عمل کے کوئی پھل نہیں ملتا ہے۔ طمعِ خام۔ بے بنیاد لالچ۔ خام۔ کچا۔ علت۔ بیماری۔ کاں فلانے۔ یہ بے بنیاد لالچ ہے۔ کسب باید۔ شیخ چلی کی باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے جب تک انسان میں طاقت ہے کام کرنا چاہیے۔

۲ کسب کردن۔ انسان جس غیبی خزانے کے لالچ میں پڑا ہے، کما کر کھانا اس کیلئے کب مانع ہے، اگر ملنا ہے تو وہ بھی خود مل جائیگا۔ تانگردی۔ اگر مگر میں پھنسنا، کسب اور عمل سے مانع بنتا ہے اور اس سے سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کز۔ اگر مگر میں پھنسنا یقین کے منافی ہے اور یقین عینِ ایمان ہے لہٰذا اگر مگر میں پھنسا ہوا انسان مومن نہیں ہے۔ منع کرد۔ آنحضورؐ نے فرمایا اِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطَانِ۔ اگر مگر کا خیال شیطانی کام کا دروازہ کھولتا ہے۔

۳ بُوک۔ یہ "بود کہ" کا مخفف ہے یعنی شاید کہ۔ یہ جملہ بھی شکی انسان بولتا ہے۔ اگر یعنی لفظ اگر کہنے کا نقصان۔ اگر را با مگر۔ "اگر" اور "مگر" کا نکاح کیا اس سے "کاشکہ" بچہ پیدا ہوا۔ خانہ خراب۔ ڈھیا ہوا گھر

گفت اُو ایں را اگر سَقفے بُدے — پہلوئے من مر تُرا مسکن شُدے

اس دوست نے کہا کہ اگر اس گھر پر چھت ہوتی — میرے پڑوس میں تیرے رہنے کی جگہ ہوتی

ہم عیالِ[1] تو بیا سودے اگر — درمیانہ داشتے حجرہ دگر

تیرے بال بچوں کو بھی آرام ملتا، اگر — دوسرا حجرہ درمیان میں ہوتا

ور رسیدے میہماں روزے تُرا — ہم بیا سودے اگر بودیت جا

اگر کسی روز تیرا مہمان آ جاتا — وہ بھی آرام پاتا اگر تجھے جگہ مل جاتی

کاشکے معمور بودے ایں سرا — خانۂ تو بودے ایں معمورِ ما

کاش یہ مکان آباد ہوتا — تو ہمارا یہ آباد گھر تیرا گھر ہوتا

گفت آرے پہلوئے یاراں خوش است — لیک اے جاں در اگر نتواں نشست

(مسافر نے) کہا بیشک دوستوں کا پڑوس اچھا ہے — لیکن اے جان (من) "اگر" میں سکونت نہیں ہوسکتی ہے

ایں ہمہ عالم طلبگارِ خوش اند — وز خوشِ زوریِ اندر آتش اند

یہ تمام جہان اچھائی کا طلبگار ہے — لیکن بناوٹی اچھائی سے آگ میں ہیں

طالب زر گشتہ جُملہ پیرو خام — لیک قُلب از زر ندانند چشم عام

تمام بوڑھے اور نوجوان سونے کے طلبگار ہیں — لیکن عام آنکھ (کھرے) سونے کو کھوٹے سے نہیں پہچانتی ہے

پرتوئے[2] بر قلب زد خالص ببیں — بے محک زر رامکن ازظن گزیں

دیکھ خالص نے کھوٹے کو چمکا دیا ہے — بغیر کسوٹی کے (محض) اندازے سے سونا نہ لے

گر محک داری گزیں کُن ورنہ رَو — نزدِ دانا خویشتن راکُن گرو

اگر تو کسوٹی رکھتا ہے لے ورنہ جا — اپنے آپ کو کسی دانا کے سپرد کر دے

پس محک[3] باید میانِ جانِ خویش — ورنداری رہ مرو تنہا بہ پیش

کسوٹی اپنے اندر ہونی چاہیے — اگر تیرے پاس نہیں ہے تو تنہا آگے نہ بڑھ

بانگِ غولاں ہست بانگِ آشنا — آشنائے کو کشد سوئے فنا

چھلاووں کی آواز دوست کی آواز ہے — (لیکن) ایسا دوست جو ہلاکت کیطرف کھینچتا ہے

بانگ می دارد کہ ہاں اے کارواں — سوئے من آئیدنک راہ و نشاں

وہ (چھلاوا) پکارتا ہے کہ خبردار اے قافلے! — میری جانب آؤ یہ راستہ اور نشان (منزل) ہے

نامِ ہریک می برد غول اے فلاں — تا کُند آں خواجہ را از آفِلاں

چھلاوہ ہر ایک کا نام پکارتا ہے اے فلانے! — تاکہ ان صاحب کو ہلاک شدگان میں (شامل) کردے

---

[1] عیال۔ بال بچے۔ معمور۔ آباد۔ آرے۔ ہاں۔ در اگر۔ اگر مگر کا جو خیالی مکان ہے اس میں رہائش نہیں ہوسکتی ہے ایں ہمہ عالم۔ سب یہ چاہتے ہیں کہ آخرت کی کامیابی حاصل ہو لیکن شیطان ان کو گمراہ کر دیتا ہے اور وہ آتش حسرت میں جلتے ہیں جیسا کہ اس مسافر کے ساتھ اس دوست نے کیا۔ طالب زر۔ ہر انسان نیک عمل چاہتا ہے لیکن شیطان نے جو ملمع سازی کی وہ نہیں پہچان سکتا ہے۔

[2] پرتو۔ شیطان برے اعمال کو مزین کر کے دکھا دیتا ہے اگر کوئی ایسا صاحب باطن ہو کہ خود اس فریب کو سمجھ سکے تو امتیاز کر کے عمل کرے ورنہ اپنے آپ کو کسی شیخ کامل کے سپرد کر دے تاکہ وہ شیطانی اور رحمانی عمل میں امتیاز کر دے

[3] محک۔ کسوٹی، یعنی برے بھلے میں تمیز کرنے کا نور فراست۔ غولاں۔ چھلاوے جو مسافر کو راستہ سے بھٹکا دیتے ہیں۔ آشنا۔ دوست۔ نک۔ اینک۔ اینست۔ نشان۔ یعنی نشانِ منزل، آفلاں۔ آفل کی جمع ہے، غائب ہونے والا۔

چوں رسد آنجا بہ بیند گرگ و شیر
وہ جب اس جگہ پہنچتا ہے بھیڑیا اور شیر دیکھتا ہے

عمر ضائع راہ دور و روز دیر
عمر برباد (ہوئی) راستہ دور رہ گیا اور دن بے وقت ہو گیا

چہ۱ بُود آں بانگِ غُولِ اے نیکخو
اے نیک مزاج! چھلاوے کی آواز کیا ہوتی ہے؟

مال خواہم جاہ خواہم آبرو
مال چاہتا ہوں رُتبہ چاہتا ہوں آبرو (چاہتا ہوں)

از درونِ خویش ایں آوازہا
اپنے اندر سے ان آوازوں کو

منع کُن تا کشف گردد رازہا
روک دے تاکہ راز کھلیں

ذکرِ حق کُن بانگِ غُولاں را بسوز
اللہ کا ذکر کر چھلاووں کی آواز کو پھونک دے

چشم چوں نرگس ازیں کرگس بدوز
نرگس جیسی آنکھ اس گدھ سے بند کر لے

صبحِ کاذب راز صادق و اشناس
صبحِ صادق کو صبحِ کاذب سے پہچان

رنگِ مے را باز داں از رنگِ کاس
شراب کے رنگ کو پیالہ کے رنگ سے علیحدہ کر

تابُود کز دیدگانِ۲ ہفت رنگ
ہوسکتا ہے کہ سات پردوں والی آنکھوں کی بجائے

دیدۂ پیدا کند صبر و درنگ
صبر اور استقلال ایک آنکھ پیدا کر دے

رنگہا بینی بجز ایں رنگہا
ان رنگوں کے علاوہ تو اور رنگ دیکھے

گوہراں بینی بجائے سنگہا
سنگریزوں کی بجائے تو موتی دیکھے

گوہرے چہ بلکہ دریائے شوی
موتی کیا بلکہ تو دریا بن جائے

آفتابِ چرخ پیمائی شوی
آسمان کو طے کرنے والا، سورج بن جائے

کارکُن در کارگاہ باشد نہاں
کاریگر، کارخانہ میں چھپا ہوتا ہے

تو برو در کارگہ بینش عیاں
تو جا، کارخانہ میں اس کا مشاہدہ کر لے

کار چوں۳ بر کارکُن پردہ تنید
کام نے جبکہ کارکن پر پردہ ڈال رکھا ہے

کارکُن برکارگہ باشد پدید
کاریگر کارخانہ میں رونما ہو گا

خارجِ ایں کار نتوانیش دید
کام سے علیحدہ تو اس کو نہ دیکھ سکے گا

مُنتظر درکارگہ آید پدید
جس کا انتظار ہے وہ کارخانہ میں ظاہر ہو گا

کارگہ چوں جائے باشِ عاملِ ست
جبکہ کارخانہ کاریگر کا ٹھکانا ہے

آں کہ بیرون است ازو غافل ست
جو اس (کارخانہ) سے باہر ہے وہ اس سے غافل ہے



۱ چہ بُود۔ چھلاوے کی آواز انسان کے اپنے اندرونی جذبات ہیں جو مال اور جاہ اور آبرو سے متعلق ہیں۔ رازہا۔ یعنی حقیقت کے اسرار۔ چشم چوں۔ نرگس۔ نرگس کی آنکھ بے نور اور حسین ہونے میں ضرب المثل ہے یہاں دونوں معنی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ کرگس۔ گدھ و مردہ خوری میں مشہور ہے۔ صبح آسمان کے مشرق کنارے پر پہلے سفیدی آتی ہے وہ صبح کاذب کہلاتی ہے اس سے کہ اس کے بعد پھر تاریکی آجاتی ہے اس تاریکی کے بعد کی سفیدی کو صبح صادق کہا جاتا ہے جو در اصل صبح ہے یعنی اصل کو عارضی چیز سے جدا کر لینے کی استعداد پیدا کر۔

۲ دیدگانِ ہفت رنگ۔ انسان کی آنکھ میں سات پردے ہیں جن کو ہفت رنگ کہا ہے دیدہ۔ یعنی صبر و استقلال دل کی آنکھ کھول دے گا۔ رنگہا۔ جب قلب کی آنکھ کھل جائیگی تو اصل حقیقت واضح ہو جائیگی۔ گوہرے۔ یعنی صرف گوہر کو دیکھنا ہی نہیں بلکہ تو ایسا سمندر بن جائیگا جس میں موتی پیدا ہوتے ہیں اور عالم بالا کی سیر کرنے لگے گا۔ کارکن۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی مصنوعات و مخلوقات میں دیکھا جا سکتا ہے، مصنوع سے صانع کے وجود پر استدلال کیا جاتا ہے۔

۳ کار۔ اللہ کی صنعت اس کے لئے پردہ پوش ہے تو اب اس کو کارگاہ عالم ہی میں دیکھا جا سکتا ہے۔ کارگہ۔ کاریگر کارخانہ میں ہوتا ہے۔ اس کو باہر تلاش کرنا بے وقوفی ہے۔

پس در آدر کارگہ یعنی عدم ۱ تابہ بینی صُنع و صانع را بہم
لہٰذا کارخانہ یعنی عدم میں آ تاکہ تو کام اور کاریگر کو اکٹھا دیکھے

کارگہ چوں جائے روشن دید گیست پس برونِ کارگہ پوشید گیست
کارخانہ چونکہ کھلے طور پر دیکھنے کی جگہ ہے پس کارخانہ کے باہر پوشیدگی ہے

رُو بہ ہستی داشت فرعونِ ۲ عنود لاجرم از کار گاہش کور بود
سرکش فرعون (اپنے) وجود کی طرف متوجہ ہوا لامحالہ اس کے کارخانہ سے اندھا تھا

لاجرم میخواست تبدیلِ قدر تا قضا را باز گرداند زدر
یقیناً وہ تقدیر کو بدلنا چاہتا تھا تاکہ اللہ (تعالیٰ) کے فیصلہ کو دروازہ سے واپس لوٹا دے

خود قضا بر سُبلتِ آں حیلہ مند زیر لب می کرد ہر دم ریشخند
فیصلہ (خداوندی) اس حیلہ گر کی مونچھوں پر ہر وقت زیر لب مسکرا رہا تھا

صد ہزاراں طفل کُشت اُو بے گناہ تا بگردد حُکم و تقدیرِ اِلٰہ
اس نے لاکھوں معصوم بچے قتل کر ڈالے تاکہ (اللہ تعالیٰ) کا فیصلہ اور تقدیر ٹل جائے

تاکہ موسیِٰ نبی ناید بروں کرد در گردن ہزاراں ظلم و خوں
تاکہ موسیٰ نبی ظاہر نہ ہوں اس نے (اپنی) گردن پر ہزاروں ظلم اور خون لے لئے

آں ہمہ خوں کرد و موسیٰ زادہ شُد وز برائے قہرِ اُو آمادہ شُد
اس نے بہت (کشت و) خون کیا اور موسیٰ پیدا ہو گئے اور اس کو سرکوبی کے لئے آمادہ ہو گئے

گر بدیدے کار گاہِ لا یزال دست و پایش خُشک گشتے زاحتیال
اگر وہ (خدائے) لایزال کا کارخانہ دیکھ لیتا حیلہ گری سے اس کے ہاتھ پیر خشک ہو جاتے

اندرونِ خانہ اش موسیٰؑ معاف وز بروں می کُشت طفلاں را گزاف
اس کے گھر میں موسیٰ آرام سے تھے وہ باہر خواہ مخواہ بچوں کو قتل کر رہا تھا

ہمچو ۳ صاحبِ نفس کو تن پرورد بردِ گرکس ظن حقدے می برد
اس نفسانی (انسان) کی طرح جو تن پروری کرے دوسرے پر دشمنی کا گمان کرتے

کایں عدو وآں حسود و دشمن ست خود حسود و دشمنِ اُو آں تن ست
کہ یہ دشمن اور وہ حاسد، اور مخالف ہے (حالانکہ) اس کا حاسد اور دشمن خود وہ جسم ہے



۱ یعنی عدم۔ اپنے وجود اور ہستی کو فنا کرنے کے بعد ہی وجود واحد کا مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ کارگہ۔ کارخانۂ عالم۔ ہستی کو ختم کر کے مشاہدہ حق کرنے کا مقام ہے۔ جب تک انسان اپنی ہستی کا قائل ہے وہ مشاہدہ سے محروم ہے۔

۲ فرعون۔ فرعون اپنی ہستی کی طرف متوجہ تھا لہٰذا وہ کارگاہِ عدم سے اندھا تھا۔ تبدیلِ قدر۔ مقدر یہ ہو چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اس کی سلطنت کو زیروزبر کر دینگے۔ سُبلت۔ مونچھ۔ بر سبلت کسے خندیدن کے معنیٰ ہیں کسی کو بنظرِ حقارت دیکھنا۔ ریشخند۔ مذاق اڑانا۔ طفل۔ بنی اسرائیل کے نومولود لڑکوں کو قتل کرا دیتا تھا۔ تاکہ موسیٰ۔ فرعون کو اس کی ایک خواب کی تعبیر میں بتایا گیا تھا کہ بنی اسرائیل کا کوئی لڑکا اس کی سلطنت کے زوال کا سبب بنے گا۔ کارگاہ لایزال۔ اللہ تعالیٰ کا کارخانہ قدرت۔ احتیال۔ قضاء الٰہی سے بچنے کے لئے بنی اسرائیل کے لڑکوں کا قتل۔ اندرون خانہ۔ حضرت موسیٰ کی پرورش فرعون کے گھر میں ہو رہی تھی اور باہر اس نے قتل عام کا بازار گرم کر رکھا تھا۔

۳ ہمچو صاحب نفس۔ جو انسان تن پروری کر رہا ہے اور دوسروں پر دشمنی کا گمان کر رہا ہے اس کی مثال فرعون کی سی ہے کہ اصل دشمن موسیٰ کو پال رہا تھا اور بے قصور بچوں کو قتل کرا رہا تھا۔ آں تن ست۔ تن پروری روح کی موت کا سبب ہے تو اصل دشمن انسان کا تن ہے۔

اُوچو موسیٰؑ و تنش فرعونِ اُو — اُو بہ بروں می دود کہ کو عدُو؟
وہ موسیٰؑ کی طرح ہے اور اس کا جسم اس کا فرعون ہے — وہ باہر بھاگا پھرتا ہے کہ دشمن کہاں ہے؟
نفس اندر خانہ تن ناز نیں — بر دگرکس دست می خاید بکیں
نفس بجسم کے گھر میں نازوں میں پل رہا ہے — وہ دوسروں پر کینہ سے ہاتھ چبا رہا ہے

ملامت کردنِ مردم شخصے راکہ مادر را کُشت بہ تہمت
لوگوں کا ایک شخص کو ملامت کرنا جس نے ماں کو تہمت کی وجہ سے قتل کر ڈالا

آں یکے از خشم مادر را بکُشت — ہم بز خمِ خنجر وہم زخمِ مُشت
ایک شخص نے غصہ میں ماں کو مار ڈالا — خنجر کے زخم اور مکوں کی مار سے
آں یکے گفتش کہ از بد گوہری — یادنا وردی تو حق مادری
ایک شخص نے اس سے کہا کہ بدذاتی کی وجہ سے — تو نے ماں کا حق یاد نہ کیا
ہے چرا کُشتی ورا اے زشت رُو — می نگوئی اُوچہ کرد آخر بتو
افسوس! اے بد تو نے اس کو کیوں مار ڈالا؟ — کیوں نہیں بولتا؟ آخر اس نے تیرے ساتھ کیا کیا تھا؟
ہیچ کس کشت ست مادر اے عنود — می نگوئی کوچہ کرد آخرچہ بود
اے سرکش! کسی نے ماں کو (بھی) قتل کیا ہے؟ — کیوں نہیں بولتا کہ اسنے کیا کیا؟ آخر کیا بات تھی؟
گفت کارے[۲] کرد کان عارِ ویست — کُشتمش کاں خاک ستارِ ویست
اس نے کہا، اس نے وہ کام کیا جو اس کے لئے عار تھا — میں نے اس کو قتل کردیا کیونکہ مٹی ہی اس کی پردہ پوشی کرنیوالی ہے
متہم شد با یکے زاں کُشتمش — غرقِ خوں در خاکِ گور آغشتمش
وہ ایک کیساتھ متہم ہوئی اسلئے میں نے اس کو قتل کردیا — خون میں نہلا کر میں نے قبر کی مٹی میں اس کو ملا دیا
گفت آں کس رابکُش اے محتشم — گفت بس ہر روز مردے راکُشم
اس نے کہا، ارے بھلے اس شخص کو قتل کر — اس نے کہا تو پھر ہر روز ایک مرد کو قتل کروں
کُشتم اُورا رستم از خونہائے خلق — نائے اوبرّم بہ است از نائے خلق
میں نے اس کو قتل کردیا، لوگوں کے خون سے چھٹکارا پالیا — اس کا گلا کاٹوں یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں کا گلا
نفسِ[۳] تُست آں مادرِ بدخاصیت — کہ فسادِ اُوست در ہر ناحیت
وہ بد عادت ماں تیرا نفس ہے — کہ ہر جانب اسی کا فساد ہے
ہیں بکُش اورا کہ بہرِآں دنی — ہر دمے قصدِ عزیزے می کُنی
آگاہ! اسی کو قتل کر اس کمینے کی وجہ سے — تو ہر وقت کسی عزیز کی جان لینے کا قصد کرتا ہے

---

۱ او۔ یعنی اس کی روح۔ نفس اندر تن۔ یعنی نفس امارہ۔ ناز نین۔ نازوں سے پلا ہوا۔ ملامت کردن۔ اس حکایت کا منشاء یہ ہے کہ برائی کی جڑ کو ختم کرنا چاہیے نفس امارہ ہی سب برائیوں کی جڑ ہے۔ زخم مُشت۔ گھونسوں کی چوٹ۔ بدگوہری۔ اس میں یاء کو مصدری اور خطاب کے لئے مان کر دو طرح ترجمہ کیا جاسکتا ہے۔ عنود۔ سرکش۔

۲ کارے۔ یعنی وہ ایک اجنبی سے ملوث تھی۔ خاک۔ یعنی قبر کی مٹی ہی اس کی پردہ پوش ہے۔ آں کس۔ یعنی جس کے ساتھ وہ متہم ہوئی تھی۔ خونہائے خلق۔ یعنی آج جس سے متہم ہے اس کو قتل کروں کل کو کسی دوسرے سے متہم ہو تو اس کو قتل کروں۔

۳ نفس۔ انسان کی تمام برائیاں نفس امارہ کی وجہ سے ہے۔ ناحیت۔ گوشہ جانب۔ آں دنی۔ کمینہ نفس۔

ازوے[1] ایں دنیائے خُوش بر تست تنگ	ازپئے اُو باحق و با خَلق جنگ
اسی کی وجہ سے یہ بھلی دنیا تجھ پر تنگ ہے	اسی کے لئے اللہ (تعالیٰ) اور مخلوق سے جنگ ہے
نفس کُشتی باز رَستی زا عتذار	کس تُرا دشمن نہ ماند در دیار
اگر تو نے نفس کو مار ڈالا عذر خواہی سے چھوٹ جائیگا	دنیا میں تیرا کوئی دشمن نہ رہے گا
گر اِشکال آرد کسے بر گفت ما	از برائے انبیا و اولیا
اگر ہماری بات پر کوئی اِشکال (اعتراض) کرے	انبیاء اور اولیاء کی وجہ سے
کانبیا رانے کہ نفسِ کُشتہ بُود	پس چراشاں دشمناں بُود و حَسُود
کہ نبیوں کا نفس کیا مرا ہوا نہ تھا	تو ان کے حاسد اور دشمن کیوں تھے؟
گوش نِہ تو اے طلبگارِ صواب	بشنواں اشکال وشبہت را جواب
اے بھلی بات کے طالب! کان دھر	اس اشکال اور شبہ کا جواب سن لے
دشمنِ[2] خود بودہ اند آں مُنکراں	زخم بر خودمی زد ند ایشاں چناں
وہ منکر خود اپنے دشمن تھے	اس طرح وہ اپنے ہی کو زخمی کر رہے تھے
دشمن آں باشد کہ قصدِ جاں کُند	دشمن آں نبُود کہ خود جاں می کُند
دشمن تو وہ ہوتا ہے جو جان (لینے) کا ارادہ کرے	دشمن وہ نہیں ہوتا جو خود دم توڑ دے
نیست خُفّا شک عدُوِّ آفتاب	اُو عَدُوِّ خویش آمد در حجاب
چمگادڑ، سورج کی دشمن نہیں ہے	وہ در پردہ اپنی ہی دشمن ہے
تابشِ خورشید اُورامی کُشد	رنج اِیو خورشید ہرگز کے کشد
سورج کا نور اس کو مارے ڈالتا ہے	اس کی تکلیف سورج کب برداشت کرتا ہے؟
دشمن آں باشد کزو آید عذاب	مانع آید لعل را از آفتاب
دشمن وہ ہوتا ہے جس سے تکلیف پہنچے	لعل کے لئے آفتاب سے مانع بنے
مانعِ خویشند جُملہ کافراں	از شُعاعِ جو ہرِ پیغمبراں
تمام کافر اپنے لئے روک ہیں	پیغمبروں کے گوہر کی شعاع سے
کے حجابِ[3] چشم آں فرزند خلق	چشمِ خود را کورو کژ کردند خَلق
لوگ اس یکتا کی آنکھ کا حجاب کب ہیں؟	لوگوں نے اپنی آنکھ کو اندھا اور اپنے آپ کو بہرا بنالیا ہے
چوں غلامِ ہندوی کو کیں کَشد	از ستیزِ خواجہ خود رامی کُشد
ہندوستانی غلام کی طرح کہ وہ کینہ رکھتا ہے	آقا کی دشمنی میں اپنے آپ کو مار ڈالتا ہے

[1] ازوے۔ اس نفس کی وجہ سے اعتذار۔ عذر خواہی ایک دوسرے سے دشمنی کرتا ہے اور پھر اس کو معذرت بھی کرنی پڑتی ہے، جب دشمنی ختم ہو جائیگی۔ تو معذرت کی ضرورت نہ رہے گی۔ کانبیا۔ یہ اشکال کی وضاحت ہے کہ انبیاء اور اولیا نے تو اپنے نفس اتارہ کو مار دیا تھا پھر ان سے دشمنی اور حسد کیوں تھا۔

[2] دشمن خود۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء و اولیاء کے دشمن ان کے دشمن نہ تھے بلکہ اپنے دشمن تھے کیونکہ دشمنی کے نقصانات خود ان کو پہنچتے تھے۔ قصدِ جاں۔ یعنی روح اور اس کے مراتب کو نقصان پہنچائے۔ می کند۔ خود مخالفوں کی روح تباہ ہوئی۔ خُفّا شک۔ ذلیل چمگادڑ خود ہی آفتاب کے نور سے محروم ہے اس کے نور میں خلل انداز نہیں ہے۔ عذاب یعنی دشمن تو وہ ہے جس کی دشمنی سے منافع کو نقصان پہنچے۔ لعل۔ لعل آفتاب سے فیض حاصل کرتا ہے۔

[3] کے حجاب۔ اپنے زمانہ کے یکتا کے ساتھ دشمنوں کی دشمنی انکی آنکھ کا حجاب نہیں بن سکتی ہے بلکہ دشمن خود اپنے آپ کو اندھا اور بہرہ بنا لیتے ہیں کیں۔ کینہ۔ ستیز۔ لڑائی جھگڑا۔

سرنگوں می افتد از بامِ سرا ــ تازیانے کردہ باشد خواجہ [۱] را
کوٹھے پر سے اوندھا گر جاتا ہے ــ تاکہ آقا کو نقصان پہنچائے

گر شود بیمار دشمن با طبیب ــ ورکند کودک عداوت با ادیب
اگر بیمار طبیب کا دشمن ہو جائے ــ اگر بچہ استاد سے عداوت کرے

در حقیقت دشمنِ جانِ خودند ــ راہِ عقل و جانِ خود را خود زند
در حقیقت وہ خود اپنی جان کے دشمن ہیں ــ اپنی عقل اور جان کا راستہ خود کاٹتے ہیں

گازرے [۲] گر خشم گیرد ز آفتاب ــ ماہیے گر خشم می گیرد زآب
دھوبی اگر سورج پر غصہ کرے ــ مچھلی اگر پانی سے دشمنی کرتی ہے

تو نکو بنگر کرا دارو زیاں ــ عاقبت کہ بُود سیاہ اختر ازاں
تو غور کر، نقصان کس کا ہے ــ آخر کار اس سے زیادہ بد نصیب کون ہو گا؟

گر ترا حق آفریند زشت رُو ــ ہاں مشو ہم زشت رو ہم زشت خُو
اگر تجھے اللہ (تعالیٰ) نے بدصورت پیدا کیا ہے ــ خبردار، بد صورت اور بد عادت نہ بن

ور بود کفشت مرو در سنگلاخ ــ ور دو شاخستت مشو تو چار شاخ
اگر تیرے پاس جوتا ہے تو پتھریلی زمین میں نہ چل ــ اگر تیرے دو شاخیں ہیں چار شاخوں والا نہ بن

تو حسودی [۳] کز فلاں من کمترم ــ می فزاید کمتری در اخترم
تو اس پر حاسد ہے کہ میں فلاں سے کم ہوں ــ وہ میرے نصیب میں کمتری بڑھا رہا ہے

خود حسد نقصان و عیبِ دیگرست ــ بلکہ از جملہ بدیہا بدترست
خود حسد ایک دوسرا عیب اور نقصان ہے ــ بلکہ تمام برائیوں سے برا ہے

آں بلیس از ننگ و عارِ کمتری ــ خویشتن افگند در صد ابتری
شیطان نے کمتری کی ذلت اور عار سے ــ اپنے آپ کو سینکڑوں تباہیوں میں پھنسا دیا

از حسد می خواست تا بالا بُوَد ــ خود چہ بالا بلکہ خوں پالا بُوَد
اس نے حسد کی وجہ سے چاہا کہ اونچا بنے ــ اونچا تو کیا بنتا، بلکہ خون آلود ہو گیا

آں ابوجہل از محمدؐ ننگ داشت ــ وز حسد خود را ببالا می فراشت
ابو جہل کو محمدؐ سے ذلت محسوس ہوئی ــ اور حسد کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو اونچا کرتا

بُو الحکم نامش بُدو بُوجہل شد ــ اے بسا اہل از حسد نااہل شد
اس کا نام بو الحکم تھا، بو جہل ہو گیا ــ بہت سے لوگ حسد کی وجہ سے نا اہل بنے

---

[۱] خواجہ را۔ خواجہ کو نقصان کیا پہنچتا دشمنی میں خود اس نے اپنے آپ کو ہلاک کرلیا۔ راہِ عقل۔ نہ عقل کی تکمیل ہوگی نہ جان پالیدگی ہوگی۔

[۲] گازر۔ دھوبی کو کپڑے سکھانے کیلئے دھوپ کی ضرورت ہے۔ ماہیے۔ مچھلی کو اپنی زندگی کے لئے پانی کی ضرورت ہے۔ سیاہ۔ اختر۔ بد نصیب۔ گر ترا۔ ایک عیب ہے تو اسمیں اضافہ نہ کرنا چاہیے۔ انبیا اور اولیاء کے دشمنوں میں جہل تو تھا ہی دشمنی کر کے اور اپنے آپ کو تباہ کرلیا۔ ور بود۔ پیادہ یا جوتے پہن کر چلنا ایک مصیبت ہے۔ اس کو پتھریلی زمین میں چل کر دوگنا نہ کر۔ شاخ۔ سینگ، ٹہنی، ٹکڑا۔ مشو۔ یعنی اپنی مصیبت میں اضافہ نہ کر۔

[۳] تو حسودی۔ حسد کی بنیاد دوسرے کے مال وجاہ کی زیادتی ہے حاسد کا مال تو کم ہی ہوتا ہے۔ حسد کر کے اور مصائب میں اضافہ کرتا ہے۔ ابلیس شیطان نے حضرت آدمؑ پر حسد کیا اور سو مصیبتوں میں اپنے آپ کو پھنسا دیا۔ زحسد۔ حسد کی وجہ سے بلندی تو کیا ملتی تباہ ہوگیا۔ ابو جہل۔ آنحضورؐ کے چچا عمر بن ہشام کو ابوالحکم کہا جاتا تھا وہ سب کے فیصلے کرتا تھا۔ حسد میں مبتلا ہوا تو ابوجہل یعنی نادان لقب پڑا۔

من ندیدم در جہانِ جُستجو | ہیچ اہلیّت بہ از خُوئے ۱؎ نکو
میں نے تگ و دو کی دنیا میں نہیں دیکھی | کوئی اہلیت نیک عادت سے بہتر

انبیا را واسطہ زاں کرد حق | تا پدید آید حَسَدہا در فلق
اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء کا واسطہ اسی سے بنایا ہے | تاکہ حسد روشنی میں نمایاں ہو جائے

در گزر از فضل وز چُستی وفن | کار خدمت دارو و خُلق حَسن
بڑائی اور چالاکی اور ہنر سے در گزر کر | خدمت اور اچھے اخلاق کام کے ہیں

زانکہ ۲؎ کس را از خدا عارے نبود | حاسِدِ حق ہیچ دیّارے نبود
اس لئے کہ خدا سے تو کسی کو عار نہ تھی | کوئی باشندہ اللہ (تعالیٰ) کا حاسد نہ تھا

آں کسے کِش مثلِ خود پنداشتے | زاں سبب با اُو حَسَد برداشتے
جس شخص کو تو اپنا جیسا سمجھتا ہے | اس سے اسی وجہ سے تو حسد کرتا ہے

چوں مقرّر شد بزرگی رسولؐ | پس حَسَد ناید کسے را از قبول
جب رسولؐ کی بڑائی طے ہو گئی | تو کسی (مومن) کو ماننے میں حسد نہیں آتا

پس ۳؎ بہر دَورے ولی قائِم ست | تا قیامت آزمائش دائِم ست
ہر زمانے میں ایک ولی قائم ہے | قیامت تک دائمی آزمائش ہے

ہر کرا خوئے نکو باشد بَرَست | ہر کسے کو شیشہ دل باشد شُکُست
جس کی اچھی عادت ہو گی وہ نجات پا گیا | جس کا دل شیشے کا ہو گا وہ ٹوٹ گیا

پس امامِ حیؔ و قائمِ آں ولی ست | خواہ از نسلِ عُمر خواہ از علیؓ ست
زندہ اور قائم امام وہ ولی ہے | خواہ (حضرت) عمرؓ کی نسل سے ہو یا (حضرت) علیؓ کی

مہدیؔ و ہادی ولیست اے نیکخو | ہم نہان وہم نشستہ پیشِ رُو
اے نیک بخت! مہدی اور ہادی وہی ہے | چھپا ہوا بھی ہے اور سامنے بیٹھا ہوا بھی ہے

اُوچو نورست و خِرد جبرئیلِ اُو | آں ولیِ کم از و قندیلِ اُو
وہ نور کی طرح ہے اور عقل اس کا جبرئیلؑ ہے | اس سے کم (درجہ کا) ولی اس کا قندیل ہے

۱؎ خوئے نیکو۔ نیک خصلت ہونا سب سے بڑی خوبی یہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے اور بندوں کے درمیان انبیا کو واسطہ اسی لئے بنایا ہے تاکہ حاسدوں کا مخلصوں سے امتیاز ہو جائے کار۔ خدمت گزاری اور خوش خُلقی ہی کام کی چیزیں ہیں۔

۲؎ زانکہ۔ اگر اللہ تعالیٰ رسولوں کا واسطہ نہ بناتا تو حاسدوں کا حسد ظاہر نہ ہوتا اللہ کو کوئی بھی اپنے برابر کا تصور کر کے حسد نہ کرتا۔ آں کسے۔ انسان کے حسد کی بنیاد یہی ہے کہ وہ دوسرے کو اپنے برابر کا سمجھتا ہے پھر اس بڑائی پر حسد کرتا ہے۔

۳؎ پس۔ رسولوں کا سلسلہ ختم ہو جانے سے حاسدوں کے حسد کے اظہار کا موقع ختم نہیں ہوا۔ اب اولیاء اللہ کی ذات بھی حاسدوں کو پرکھنے کی کسوٹی ہے۔ ولی قائم۔ قطب الاقطاب جو تمام عوام پر فرمانروا ہوتا ہے اور بقاعالم اس کی بقا سے ہے۔ ہر کہ۔ اچھی عادت والے اس کا اتباع کر کے نجات حاصل کر لیں گے تنگ مزاج محروم رہیں گے امام حی و قائم۔ شیعہ حضرات بارھویں امام محمد مہدیؑ کو زندہ اور قائم مانتے ہیں چونکہ ان کے نزدیک امام صرف اہل بیت میں سے ہی ہو سکتا ہے مولانا فرماتے ہیں کہ امام کے لئے نسلی کوئی خصوصیت نہیں ہے ہر دور کا قطب الاقطاب امام حی و قائم ہے مہدی بھی وہی ہے اور ہادی بھی وہی ہے اس کی یہ خوبیاں مخفی ہوتی ہیں اور وہ لوگوں کی نگاہوں کے سامنے رہتا ہے شیعہ صاحبان کے عقیدہ کے مطابق وہ لوگوں کی نگاہوں سے سُرّ من رای کے غار میں پوشیدہ ہیں۔ خرد جبرئیل۔ اُو۔ اس کی عقل اس کے لئے منجانب اللہ پیغام رساں ہے۔ قندیل او۔ دوسرے اولیاء اس کے ہی نور سے فیض پہنچاتے ہیں۔

وانکہ[1] ازیں قندیل کم مشکوٰۃ ماست　　نور رادر مرتبہ تر تیبہات
اور جو اس قندیل سے کم (درجہ کا) ہے وہ ہمارا طاقچہ ہے　　مرتبہ میں نور کی تر تیبیں ہیں

زانکہ ہفصد پردہ دارد نورِ حق　　پر دہائے نور داں چندیں طبق
اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا نور سات سو پردے رکھتا ہے　　تو ان مراتب کو نور کے پردے سمجھ

از پسِ ہر پردہ قومے را مقام　　صف صف اندایں پردہاشاں تاامام
ہر پردے کے پیچھے ایک جماعت کا مقام ہے　　ان کے یہ پردے امام تک صف بہ صف ہیں

اہلِ صفِ[2] آخریں از ضُعف خویش　　چشم شاں طاقت ندارد نورِ بیش
آخری صف والے اپنی کمزوری کی وجہ سے　　انکی آنکھ زیادہ چمک کی طاقت نہیں رکھتی ہے

واں صفِ پیش از ضعیفیِ بصر　　تاب نارَد از شُعاعِ بیش تر
اگلی صف نگاہ کی کمزوری کی وجہ سے　　زیادہ چمک کی طاقت نہیں رکھتی ہے

روشنی کُو حیاتِ اوّل ست　　رنجِ جان وفتنۂ ایں اَحول ست
وہ روشنی جو پہلی (صف) کی زندگی ہے　　اس کمزور آنکھ والے کی جان کیلئے مصیبت وآفت ہے

اَحولیہا اندک اندک کم شود　　چوں زہفصد بگذرد او یم شود
ان کی کمزوری تھوڑی تھوڑی کم ہوتی ہے　　جب سات سو (پردوں سے) گزر جاتا ہے "میں وہ ہوں" ہو جاتا ہے

آتشے[3] کا صلاحِ آہن یازرست　　کے صلاحِ آبی وسیبِ ترست
وہ آنچ جو لوہے یا سونے کی (باعثِ) اصلاح ہے　　تازہ سیب اور بہی کی (باعثِ) اصلاح کب ہے؟

سیب و آبی خامیِ دارد خفیف　　نے چو آہن تابشے خواہد لطیف
سیب اور بہی تھوڑا سا کچا پن رکھتے ہیں　　لوہے جیسا نہیں، اسلئے ہلکی گرمی چاہتے ہیں

لیکن آہن را لطیف آں شعلہاست　　کو جذوبِ تابشِ آں اژدہاست
لیکن لوہے کے لئے وہ شعلے ہلکے ہیں　　کیونکہ وہ گرمی کے ان اژدہوں کو خوب چوسنے والا ہے

ہست آں آہن فقیرِ سخت کش　　زیرِ پتک وآتش ست اُو سرخ وخوش
سختی کو برداشت کرنے والا درویش وہ لوہا ہے　　ہتھوڑے اور آگ کے نیچے وہ اور سرخ اور خوش ہے

حاجبِ آتش بود بے واسطہ　　دردلِ آتش رَوَد بے رابطہ
وہ بلا واسطہ آگ کی روک بنتا ہے　　بغیر کسی ذریعہ کے آگ کے درمیان گھس جاتا ہے



---

[1] وانکہ۔ قطب الاقطاب۔ نور ہے۔ جو اولیاء اس سے مستفید ہیں وہ بمنزلہ قندیلوں کے ہیں دیگر بزرگ جو ان اولیاء سے منور ہیں ان کی مثال طاقچہ کی سی ہے۔ جو قندیل سے منور ہوتا ہے۔ ہفصد۔ یعنی بہت سے طبق۔ یعنی اولیاء کے طبقات از پس اولیاء کے مختلف طبقات ہیں جو قطب الاقطاب پر جا کر ختم ہو جاتے ہیں۔

[2] اہلِ صف۔ آخری صف والے زیادہ تجلی کے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں۔ صفِ پیش۔ یعنی آخری صف سے اگلی صف والے۔ شعاع۔ یعنی نور خداوندی حیاتِ اول۔ یعنی وہ تجلی جو صفِ اول کے لئے باعث حیات ہے۔ احول بھینگا، کمزور نگاہ والا۔ اَحولیہا۔ دوسرے تیسرے درجہ کے اولیاء بھی مجاہدات کے ذریعہ ترقی کر کے درجات طے کر کے عارف کامل بن جاتے ہیں۔ اَو یم۔ میں وہ ہوں، وحدت کی طرف اشارہ ہے۔

[3] آتشے۔ یعنی جس طرح محسوسات میں ہر آگ کو ہر چیز برداشت نہیں کر سکتی اسی طرح ہر تجلی کا ہر شخص متحمل نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر وہ آنچ جو لوہے کیلئے مفید ہے سبزی پر ڈال دی جائے تو وہ جل کر خاک ہو جائیگی۔ آبی بہی کے شعلہا۔ جو سخت آنچ لوہے کیلئے درکار ہے لوہے کے لئے وہی لطیف ہے۔ اژدہا۔ یعنی شعلے۔ فقیر سخت کش۔ وہ درویش جو مجاہدات کی بھٹی میں تپتا ہے اس کی حالت لوہے کی طرح ہے۔ حاجب۔ وہ اس آگ کو براہ راست بدن پر لے لیتا ہے۔

بے حجابے آب و فرزندانِ آب ۱ | پختگی ز آتش نیابند و خطاب
پانی اور پانی کی پیداوار بغیر آڑ کے | آگ سے نہیں پکتی ہے اور نام نہیں پاتی ہے

واسطہ دیگے بُوَد یا تابہ | ہمچو پارا در روِش پا تابہٗ
دیگ کا واسطہ ہو یا توے کا | جس طرح چلنے میں پیر کے لئے جوتا

یا مکانے درمیاں تا آں ہَوا | میشود سوزاں وی آرد نَما
یا درمیان میں الگ ہو، تاکہ وہ ہوا | گرم ہو، اور بڑھائے

پس فقیر آنست کو بے واسطہ ست | شعلہا را با وجودش رابطہ ست
درویش وہ ہے جو بغیر واسطہ کے ہے | شعلوں کو اس کی وجود سے تعلق ہے

پس دلِ عالم ویست ایرا کہ تن | می رسد از واسطہ ایں دل بفن
وہ درویش عالم کیلئے (بمنزلہ) دل ہے کیونکہ جسم | اسی دل کے واسطے سے فن (ہنر) تک پہنچتا ہے

دل نباشد تن چہ داند گفتگو | دل نہ جوید تن چہ داند جستجو
اگر دل نہ ہو جسم گفتگو کیا جانے؟ | دل جستجو نہ کرے تو جسم جستجو کرنا کیا جانے؟

پس نظرگاہِ شعاع آں آہن ست | پس نظرگاہِ خدا دل نے تن ست
لہٰذا شعلے کا منظور نظر، لوہا ہے | خدا کا منظور نظر دل ہے نہ کہ جسم

باز ایں دلہائے جزوی چوں تن ست | با دلِ صاحبدلے کو معدن ست
پھر یہ جزوی دل جسم کی طرح ہیں | صاحب دل کے دل کے مقابلہ میں جو کان ہے

بس مثال و شرح خواہد ایں ۲ کلام | لیک ترسم تانہ لغزد فہم عام
یہ کلام بہت سی مثالیں اور شرح چاہتا ہے | لیکن میں ڈرتا ہوں کہ عوام کی سمجھ لغزش نہ کھا جائے

تانہ گردد نیکوئیِ ما بدی | ایں کہ گفتم ہم نہ بُد جز بیخودی
تاکہ ہماری نیکی، بدی نہ بن جائے | یہ بھی جو کچھ میں نے کہہ دیا سوائے بیخودی کے کچھ نہ تھا

پائے کژرا کفشِ کژ بہتر بود | مر گدا را دستگہ بَر در بود
ٹیڑھے پیر کے لئے ٹیڑھا جوتا بہتر ہوتا ہے | گداگر کی جگہ دروازے پر ہوتی ہے

امتحانِ ۳ بادشاہ بآں دو غلام کہ نو خریدہ بُوَد
بادشاہ کا ان دو غلاموں کا امتحان کرنا جن کو نیا خریدا تھا

بادشاہے دو غلام ارزاں خرید | تا یکے زاں دو سخن گفت و شنید
ایک بادشاہ نے دو سستے غلام خریدے | ان دونوں میں سے ایک سے بات کہی اور سنی

---

۱ فرزندانِ آب۔ پانی کی پیداوار۔ خطاب۔ یعنی ان کو مثلاً روٹی۔ پلاؤ وغیرہ نہیں کہا جاتا۔ تابہ۔ توا آٹا جب توے کے واسطے سے آگ پر پکے گا تب اس کو روٹی کہا جائیگا۔ پا تابہ۔ جوتہ۔ نما۔ گرم ہوا سے درخت وغیرہ نشو و نما پاتے ہیں۔ پس فقیر۔ عارف کامل براہ راست کسب فیض کرتا ہے۔ ویست۔ قطب الاقطاب عالم کے لئے بمنزلہ دل کے ہے۔ دل نباشد۔ جسم کے سارے کمالات دل کی وجہ سے ہیں۔ نظرگاہ خدا دل خدا کا منظور نظر قطب الاقطاب ہوتا ہے۔ دلہائے جزوی یعنی اس دور کے دیگر اولیاء۔ با دل صاحب دلے۔ قطب الاقطاب دیگر اولیاء کو فیض پہنچاتا ہے۔

۲ ایں کلام۔ اولیاء کے مراتب کی وضاحت کے لئے مفصل کلام درکار ہے جس کا مآل وحدت الوجود کا مسئلہ ہے جو عوام کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ تانہ گردد نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق نہ ہو جائے پائے کژ۔ عوام کے ذہن کے مطابق عوام سے بات کرنی چاہیے۔ باریک مسائل ان کے سامنے بیان کرنا مناسب نہیں ہے۔ مر گدا را۔ فقیر دروازے پر سے بھیک مانگے گا تو کچھ مل جائیگا۔ گھر میں گھسے گا تو گت بن جائے گی۔

۳ امتحان پہلے کہا گیا تھا کہ ہر شخص کے مناسب حال اس سے بات کرنی چاہیے اسی ذیل میں یہ حکایت ہے۔ ارزاں۔ سستی چیز کو خریدتے وقت زیادہ نہیں پرکھا جاتا ہے اسلئے بادشاہ نے خریدنے کے بعد انکو آزمایا۔

یافتش زیرک دل و شیریں جواب | از لبِ ۱ شکر چہ زاید شکر آب
اس نے اس کو ذہین اور شیریں جواب پایا | حسین ہونٹوں سے کیا نپکتا ہے؟ شربت

آدمی مخفیست در زیرِ زباں | ایں زباں پردہ است بر درگاہِ جاں
انسان زبان میں پوشیدہ ہے | یہ زبان جان کے دربار کا پردہ ہے

چونکہ بادے پردہ را درہم کشید | سرِّ صحنِ خانہ شُد برما پدید
جب ہوا نے پردہ ہٹا دیا | گھر کے صحن کا راز ہم پر کھل گیا

کاندراں خانہ گہر یا ۲ گندم ست | گنجِ زر یا جملہ مار وکژدم ست
کہ اس گھر میں موتی ہیں، یا گیہوں | سونے کا خزانہ ہے یا سب سانپ اور بچھو ہیں

یا درو گنجست و مارے بر کراں | زانکہ نبود گنجِ زر بے پاسباں
یا اس میں خزانہ ہے اور کنارے پر سانپ ہے | اسلئے کہ سونے کا خزانہ محافظ کے بغیر نہیں ہوتا ہے

بے تأمل او سخن گفتے چناں | کز پسِ پانصد تأمل دیگراں
وہ بے تأمل ایسی باتیں کرتا | جو دوسرے پانچ سو بار غور کر کے (کرتے)

گفتے دربا طنش دریا ستے | جملہ دُر یا گوہر گویا ستے
گویا اس کے اندر ایک دریا ہے | جو موتی ہی موتی ہے یا وہ (غلام) بولتا موتی ہے

نورِ ہر گوہر کزو تاباں شُدے | حق و باطل را ازاں فرقاں شُدے
ہر موتی (بات) کا نور جو اس سے چمکتا | حق اور باطل اس سے الگ الگ ہو جاتا

نورِ فرقاں ۳ فرق کردے بہرِ ما | ذرّہ ذرّہ حق و باطل را جدا
قرآن کا نور ہمارے لئے جدا کر دیتا | حق اور باطل کے ذرے ذرے کو علیحدہ

نورِ گوہر نورِ چشمِ ما شُدے | ہم سوال وہم جوابِ ما بُدے
موتی کا نور ہماری آنکھ کا نور ہو جاتا | ہمارا سوال بھی ہمارا جواب بھی ہو جاتا

چشم کژ کردی دو دیدی قرصِ ماہ | چوں سوال ست ایں نظر در اشتباہ
تو نے آنکھ کو ٹیڑھا کر لیا، چاند کی ٹکیا کو دو دیکھا | اشتباہ (کے معاملہ) میں یہ ٹیڑھی نظر سوال (اعتراض) جیسی ہے

راست گرداں چشم را در ماہتاب | تا یکے بینی تو مہ را ایں جواب
چاند (کو دیکھنے) میں اپنی آنکھ سیدھی کر لے | تاکہ تو چاند کو ایک دیکھے، یہ جواب ہے

۱ لب شکر۔ شیریں دہن۔ زیر زباں۔ عربی کا مشہور محاورہ ہے۔ اَلْمَرْءُ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِهٖ آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے چونکہ۔ جب آدمی بول پڑا تو زبان کا پردہ ہٹ گیا۔ صحن خانہ یعنی انسان کا باطن۔

۲ گہر۔ یعنی اچھی خصلتیں۔ گندم۔ یعنی معمولی خصلتیں۔ مار و کژدم یعنی بری خصلتیں۔ یا درو۔ یعنی اس میں اچھی اور بری دونوں خصلتیں ہیں۔ زانکہ۔ عموماً اچھوں میں بھی کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہی ہے۔ بے تأمل۔ وہ برجستہ ایسی بات کہتا تھا کہ دوسرا سینکڑوں بار سوچ کر بھی نہ کہہ سکے۔ تاباں۔ چمکنے والا۔ فرقاں۔ الگ الگ نظر آتا۔

۳ نورِ فرقاں۔ پہلے اشعار میں مولانا نے اس غلام کی باتوں کے بارے میں فرمایا کہ اس سے حق و باطل میں امتیاز ہو جاتا تھا اس پر شبہ ہوا کہ یہ صفت تو قرآن میں بھی نہیں ہے ورنہ دنیا میں کوئی گمراہ نہ رہتا ان اشعار میں مولانا نے اس شبہ کا جواب دیا ہے کہ بیشک قرآن میں اپنی جگہ یہی خوبی ہے لیکن دیکھنے والے کی آنکھ کی کجی اس میں آڑے آجاتی ہے فرقان۔ کلام اللہ کا نام ہے چونکہ وہ حق و باطل میں امتیاز پیدا کر دیتا ہے۔ گوہر۔ یعنی قرآن کی آیتیں۔ ہم سوال۔ جو شبہ پیدا ہوتا اس کا جواب خود قرآن میں مل جاتا۔ چشم کژ۔ بھینگے کو صحیح حقیقت نظر نہیں آتی ہے۔ تک جواب۔ جواب یہی ہے کہ تو اپنی نظر کو صحیح کر لے قرآن کی فرقانیت واضح ہو جائے گی۔

فکرتت را راست کن نیکو نگر ہست ۱ ہم نور و شعاعِ آں گہر
اپنی فکر کو سیدھا کر لے اچھی طرح دیکھ وہ بھی اسی موتی کا نور اور شعاع ہے

ہر جوابے کاں زگوش آید بدل چشم گفت از من شنو آں را بہل
جو جواب کان کے ذریعہ سے دل میں پہنچتا ہے چشم (بصیرت) کہتی ہے مجھ سے سن، اس کو چھوڑ

گوش دلالست و چشم اہلِ وصال چشم صاحب حال و گوش اصحابِ قال
کان (تو) دلال ہے اور چشم (بصیرت خود) صاحبِ وصل ہے چشم (بصیرت) صاحب حال ہے اور کان زبانی بات کرنے والوں میں سے ہے

ور شنیدِ گوش تبدیلِ صفات در عیانِ دیدہا تبدیلِ ذات
کان سے سننے میں صفات کی تبدیلی ہے مشاہدوں سے ذات کی تبدیلی ہے

زآتش ار علمت یقیں شد بے سخن ۲ پختگی جو در یقیں منزل مکن
بلا شبہ اگر آگ کا تجھے علم الیقین ہو گیا ہے یقین میں پختگی طلب کر ٹکاؤ نہ کر

تا نسوزی نیست آں عین الیقیں ایں یقیں خواہی در آتش نشیں
جب تک آگ تجھے جلا نہ دے عین الیقین نہیں ہے تو یہ یقین چاہتا ہے تو آگ میں بیٹھ

گوش چوں ناقد بود دیدہ شود ورنہ قُل در گوش پیچیدہ شود
کان اگر پرکھنے والا ہو تو چشم (بصیرت) بنجاتا ہے ورنہ بات کان میں لپٹ (کر رہ) جاتی ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد تا کہ شہ باآں غلامانش چہ کرد
یہ بات انتہا نہیں رکھتی ہے، واپس لوٹ دیکھ، بادشاہ نے اپنے غلاموں سے کیا کیا؟

رواں کردنِ بادشاہ یکے را ازاں دو غلام وازیں دیگر حال پرسیدن

بادشاہ کا ان دو غلاموں میں سے ایک کو روانہ کر دینا اور دوسرے سے حالات دریافت کرنا

آں غلامک ۳ راچو دید اہلِ ذکا آں دگر را کرد اشارت کہ بیا
جب اس (شاہ) نے اس پیارے غلام کو ذہین سمجھا دوسرے کو اشارہ کیا کہ آ جا

کاف رحمت گفتمش تصغیر نیست جدّ چو گوید طفلکم تحقیر نیست
میں نے (غلامک میں) کاف محبت کیلئے بولا ہے تحقیر کا نہیں ہے دادا جب میرا بچونگڑا کہتا ہے تو تحقیر نہیں ہے

چوں بیا مد آں دوم در پیشِ شاہ بود او گندہ دہاں دنداں سیاہ
جب وہ دوسرا بادشاہ کے سامنے آیا وہ گندہ دہن اور کالے دانتوں والا تھا



۱ ہست۔ صحیح فکر خدا کی دین ہے۔ گہر۔ یعنی ذات باری ہر جوابے۔ کسی شبہ کا حقیقی جواب صحیح فکر سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسروں کا جواب سن لینے سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ گوش۔ سنی سنائی بات اور صحیح فکر سے حاصل شدہ بات میں وہی نسبت ہے جو ایک دلالہ اور محبوبہ میں ہے۔ صاحبِ حال جو کسی کیفیت میں خود مبتلا ہو اصحاب قال۔ وہ لوگ جنہوں نے اس کیفیت کو لوگوں سے سنا ہو۔

۲ ور شنید۔ کسی بری بات کے نتیجہ کو سن کر انسان اس سے پرہیز کرتا ہے جس میں یہ ممکن ہوتا ہے کہ اس برائی کو پھر کر بیٹھے لیکن انجام بد میں پھنس کر ایسی نصیحت حاصل ہوتی ہے کہ اس برائی کا ارتکاب ممکن نہیں رہتا ہے۔ یقین۔ آگ کے جلا دینے کی اگر کوئی مخبر صادق خبر دے اس سے جو یقین آگ کے جلانے پر حاصل ہوا وہ علم الیقین ہے کسی کو آگ میں جلتے دیکھ کر جو اس کے جلانے پر یقین حاصل ہوا وہ عین الیقین ہے۔ خود اپنا ہاتھ آگ میں جلنے سے جو آگ کے جلانے پر یقین حاصل ہوا وہ حق الیقین ہے۔ گوش۔ کان کو اگر کمال حاصل ہو جاتا ہے تو وہ بھی آنکھ کا کام کرنے لگتا ہے اور سننا بھی دیکھنے کے قائم مقام بن جاتا ہے۔

۳ غلامک۔ اس میں کاف تصغیر کا ہے یعنی جس میں یہ لگایا جاتا ہے اس کو چھوٹا کر کے ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ اب یہ چھوٹا ظاہر کرنا کبھی اس چیز کی ذلت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے بندے اور پیار کے اظہار کے لئے

گرچہ شہ ناخوش شُد از گفتارِ اُو　　جُستجوئے کرد ہم ز اَسرارِ [۱] اُو

بادشاہ اگرچہ اس کی گفتگو سے (منہ کی بدبو سے) ناخوش ہوا　　(تاہم) اس کے بھیدوں کی جُستجو کی

گفت با ایں شکل و گندہ دہاں　　دور بنشیں مرکب ایں سوتر مَراں

اس (بادشاہ) نے کہا اس شکل اور منہ کی بدبو کے ہوتے ہوئے　　پرے ہو کر بیٹھ، سواری اس جانب زیادہ نہ بڑھا

کہ تو زاہلِ نامۂ و رُقعہ بُدی　　نے جلیس و یار ہم بقعہ بُدی

کیونکہ تو نامۂ و پیام کے لائق ہے　　نہ کہ ہم نشین اور ہم مجلس دوست ہونے کے

تا علاجِ آں دہانِ تو کُنیم　　تو حبیب و ما طبیبِ پُر فنیم

جبتک کہ ہم تیرے منہ کا علاج کریں　　تو پیارا ہے اور ہم ہنر مند طبیب ہیں

بہرِ کیکے نو گلیمے سوختن　　نیست لائق از تو دیدہ دوختن

ایک پسو کی وجہ سے نئی گدڑی کو جلانا (مناسب نہیں)　　(اسی طرح) تجھ سے آنکھیں بند کر لینا مناسب نہیں ہے

لیک قابل تر بُدی زاں یارِ خود　　نزدِ ما آ کہ توبہ زاں یارِ بد

لیکن تو اپنے دوست سے زیادہ قابل ہے　　ہمارے پاس آ جا کیونکہ تو اس برے دوست سے بہتر ہے

باہمہ بنشیں دُو سہ دستاں بگو　　تا بہ بینم صورتِ عقلت نِکو

سب کچھ ہوتے ہوئے بیٹھ جا دو تین قصے سنا　　تاکہ میں تیری عقل کی حالت اچھی طرح دیکھ لوں

آں ذکی [۲] راپس فرستاد اُو بکار　　سُوئے حمّامے کہ رو خود رانجار

پھر اس ذہین کو اس نے کام کیلئے بھیج دیا　　حمام کی جانب، کہ جا اپنے آپ کو مل دل

دیں دِگر راگفت توچہ زیرکی　　صد غلامی در حقیقت نے یکی

اس دوسرے سے کہا تو کتنا سمجھدار ہے　　درحقیقت تو سو غلام (کی برابر) ہے نہ کہ ایک کے

آں نہ کاں خواجہ تاشِ تو نمود　　از تو مارا سَرد کرد آں حسود

تو ایسا نہیں ہے جیسا کہ تیرے ساتھی نے ظاہر کیا ہے　　اس حاسد نے ہمیں تجھ سے برگشتہ کیا ہے

گفت کو دُزد و کژ ست و کژ نشیں　　حیز و نا مرد و چنانست و چنیں

اس نے کہا ہے کہ وہ تو چور اور بدچلن ہے اور بدصحبت ہے　　کم ہمت (ہے) اور نامراد ہے اور ایسا ہے اور ویسا ہے

گفت [۳] پیوستہ بُدست او راست گو　　راست گوئے من ندیدستم چو اُو

اس نے کہا، وہ ہمیشہ سے سچا ہے　　اس جیسا سچا میں نے نہیں دیکھا

راستی و نیک خوئی و حیا　　حِلم و دینداری و اِحسان و سخا

سیدھا پن، اور نیک خصلتی اور شرم　　برد باری، اور دینداری اور احسان اور سخاوت

---

[۱] اَسرار۔ بھید۔ مَرکب۔ یعنی دور تو بیٹھ لیکن اس قدر دور نہیں کہ بات ہی نہ سن سکے۔ کہ تو۔ چونکہ تو گندہ دہن ہے اس لئے تو ہم مجلس تو نہ بنے گا لیکن تجھ سے نامہ و پیام کا کام لیا جائیگا یا تجھ سے آمنے سامنے بات نہ کی جائیگی بلکہ نامہ و پیام کے ذریعہ تجھ سے کام لیا جائیگا۔ بہرِ کیک۔ جس طرح ایک پسو کی وجہ سے گدڑی جلا دینا حماقت ہے اسی طرح محض گندہ دہنی کی وجہ سے تجھ سے جدائی مناسب نہیں ہے لیک۔ چونکہ راز معلوم کرنا تھا اس لئے اس طرح کی گفتگو شروع کی۔ یار بد۔ یعنی دوسرا غلام۔ باہمہ۔ یعنی گندہ دہنی وغیرہ کے ہوتے ہوئے۔ دستاں۔ داستاں۔

[۲] ذکی۔ ذہین، روشن طبع بخار۔ یعنی بدن ملکر غسل کر لے۔ زیرکی۔ زیرک ہستی۔ غلامی۔ غلام ہستی۔ یکی۔ یک ہستی۔ خواجہ تاش۔ آقا شریک سَرد کردن۔ برگشتہ۔ بنانا۔ کژ۔ ٹیڑھا بدچلن۔ کژنشیں۔ آوارہ بدصحبت۔ حیز۔ مُخنث نامرد

[۳] گفت۔ یعنی مخاطب بدصورت غلام نے جواب میں کہا۔ بُدست۔ بودہ است۔ راستی۔ سچائی۔ حیا۔ شرم۔ حِلم بردباری۔

راستی[1] گوئی در نہادش خلقتست　　ہر چہ گوید من نگویم تہمت ست

(اور) سچائی اس کے مزاج میں پیدائش ہے　　وہ جو کچھ کہتا ہے میں نہیں کہتا ہوں کہ (وہ) تہمت ہے

کژ ندانم آں نکو اندیش را　　متہم دارم و جودِ خویش را

میں اس نیک خیال کو ٹیڑھا نہیں سمجھتا ہوں　　اپنے آپ کو ملزم ٹھہراتا ہوں

باشد اُو در من بہ بیند عیبہا　　من نہ بینم در وجودِ خود شہا

ہو سکتا ہے کہ وہ مجھ سے عیبوں کو دیکھتا ہو　　اے بادشاہ! میں اپنے اندر نہیں دیکھتا ہوں

ہر کسے گر عیب خود دیدے زپیش　　کے بُدے فارغ وے از اصلاحِ خویش

ہر شخص اگر پیشگی، اپنا عیب دیکھ لیتا　　اپنی اصلاح سے کب فارغ ہوتا؟

غافل انداین خَلق از خود اے پدر　　لا جُرم گویند عیب ہمدگر

اے باوا! یہ لوگ اپنے آپ سے غافل ہیں　　لا محالہ ایک دوسرے کے عیب بیان کرتے ہیں

من نہ بینم روئے خود را اے شَمَن[2]　　من بہ بینم روئے تو تو روئے من

اے صورت پرست! میں اپنا چہرہ نہیں دیکھتا ہوں　　میں تیرا چہرہ دیکھتا ہوں، تو میرا چہرہ

آں کسے کہ اُو بہ بیند روئے خویش　　نورِ اُو از نورِ خلقاں ست بیش

جو شخص اپنا چہرہ دیکھتا ہے　　اس کا نور لوگوں کے نور سے بڑھا ہوا ہے

گر بمیرد نورِ اُو باقی بُوَد　　زاں کہ دیدش دید خلاقی بُوَد

اگر وہ مر (بھی) جائے اس کا نور باقی رہتا ہے　　کیونکہ اس کی نظر خدائی نظر ہوتی ہے

نورِ حِسّی نبود آں نورے کہ اُو　　روئے خود محسوس بیند پیش رُو

وہ نور حسی نہیں ہوتا جو کہ وہ　　اپنے چہرے کو آمنے سامنے محسوس کرے

گفت[3] تو ہم عیب او گو مُو بمو　　آنچناں کہ گفت اُو از عیبِ تو

(اس نے کہا تو بھی اس کے عیب ایک ایک کر کے کہدے　　جس طرح اس نے تیرے عیب کہے ہیں

تا بدانم کہ تو غم خوارِ منی　　کد خدائے مملکت یارِ منی

تاکہ میں سمجھ جاؤں کہ تو میرا غمخوار ہے　　سلطنت کا منتظم (اور) میرا دوست ہے

گفت اے شہ من بگویم عیبہاش　　گرچہ ہست اُو مرا خوش خواجہ تاش

اس (غلام) نے کہا اے شاہ! میں اس کے عیوب بتاتا ہوں　　اگرچہ وہ میرا اچھا ساتھی ہے

عیبِ اُو مہر و وفا و مردمی　　خوئے اُو صدق و ذکاو ہمدمی

اس کا عیب محبت اور وفاداری اور انسانیت ہے　　اس کی خصلت سچائی اور ذہانت اور ہمدردی ہے

[1] راست گوئی۔ سچ بولنا۔ نہاد۔ طبیعت۔ ہر چہ گوید۔ وہ جو کچھ بھی میرے بارے میں کہتا ہے متہم۔ تہمت زدہ بدنام۔ باشد۔ ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے۔ شہا۔ اے شاہ۔ ہر کسے۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ بُدے۔ بودے۔ لاجرم۔ لامحالہ۔

[2] شمن۔ بت پرست، عابد۔ روی۔ منہ، یعنی عیب۔ خلقان۔ مخلوق، باقی بود۔ خدائی نور باقی رہنے والا۔ ہے روئے خود۔ اپنے عیوب اس کو ایسے صاف نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے کے۔

[3] گفت۔ یعنی بادشاہ نے اسے ابھار کر دوسرے غلام کی بابت پوچھا۔ کدخدا۔ مہتمم، منتظم مملکت۔ سلطنت عیب۔ اور یہ اس طریقہ پر تعریف ہے جو بظاہر عیب جوئی ہے۔ مردی۔ انسانیت۔ ذکا۔ ذہانت۔ ہمدمی۔ غمخواری

کمتریں عیبش جوانمردی[1] وداد
اس کا سب سے چھوٹا عیب، سخاوت اور بخشش ہے

آں جوانمردی کہ جاں راہم بداد
ایسی سخاوت جو جان بھی بخش دے

صد ہزاراں جاں خدا کردہ پدید
خدا نے لاکھوں جانیں پیدا فرمائی ہیں

چہ جوانمردی بود کاں را ندید
جس نے انکو نہ دیکھا اس سے (جان کی) سخاوت کیا ہوگی؟

در بدیدے[2] کے بجاں بخلش بدے
اگر (ان جانوں کو) دیکھ لیتا (اپنی) جان پر کب بخل کرتا؟

بہر یک جاں کے چنیں غمگیں شدے
اپنی ایک جان کی وجہ سے کب ایسا غمگین ہوتا؟

بر لبِ جو بخل آب آں را بود
نہر کے کنارے پر پانی کا بخل اس میں ہو گا

کو زجوئے آب نا بینا بود
جو نہر کے پانی سے اندھا ہو گا

گفت پیغمبر کہ ہر کس از یقیں
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یقینی طور پر

داند او پاداشِ خود در یومِ دیں
قیامت کے دن کے اپنے بدلے کو جان لے گا

ہر یکے رادہ عوض می آیدش
کہ اس کو ایک کے بدلے میں دس ملیں گے

ہر زماں جودے دگر گوں زادیدش
اس سے ہر وقت نئی قسم کی سخاوت صادر ہو گی

جودِ جملہ از عوضہا دیدن ست
سب کی سخاوت بدلوں کو دیکھ لینے کی وجہ سے ہے

پس عوض دیدن ضدِ ترسیدن ست
بدلے کو دیکھ لینا (فقر سے) ڈرنے کی ضد ہے

بخل[3] نادیدنِ بود اعواض را
بدلوں کو نہ دیکھنا بخل (کا سبب) ہوتا ہے

شاد دارد دیدِ دُر غواص را
موتی کی دید، غوطہ خور کو خوش رکھتی ہے

پس بعالم ہیچکس نبود بخیل
(اگر بدلے کی دید ہر شخص کو حاصل ہو جائے تو دنیا میں کوئی شخص بخیل نہ ہو

زانکہ کس چیزے نیارد بے بدیل
اس لئے کہ بدلے کے بغیر کوئی کچھ نہیں دیتا ہے

پس سخا از چشم آمد نے زدست
تو سخاوت کا تعلق آنکھ سے ہوا نہ کہ ہاتھ سے

دید دارد کار جز بینا نرست
معاملہ دیکھنے پر ٹھہرا دیکھ لینے والے کے سوا کسی نے (بخل سے) نجات حاصل نہ کی

عیبِ دیگر آنکہ خود بیں نیست او
(اس غلام میں) دوسرا عیب یہ ہے کہ وہ خود بیں نہیں ہے

ہست در ہستی خود او عیب جو
وہ اپنے اندر عیوب کو تلاش کرنے والا ہے

عیب گوی و عیب جویِ خود بُدست
وہ خود اپنا عیب گو اور عیب جو ہے

باہمہ نیکو و با خود بد بُدست
سب کیساتھ بھلا اور اپنے لئے برا ہے

---

[1] جوانمردی شجاعت، سخاوت۔ داد۔ بخشش۔ آں۔ جوانمردی۔ سخاوت کا انتہائی درجہ ہے کہ اپنی جان بھی ضرورت مند کو دیدے۔ صد۔ ہزاراں۔ اس شعر کا ایک مطلب تو وہ ہے جو ترجمہ سے ظاہر ہے کہ جان دینے اور شہادت کا شوق اس شخص کو ہو گا جس کے مدنظر وہ جانیں ہوں گی جو اس ایک جان کو اللہ کے راستہ میں لٹا دینے سے حاصل ہونگی دوسرا مطلب بعض صاحبان نے یہ لکھا ہے کہ بدلے میں جو جانیں ملیں گی وہ مدنظر نہ ہوں بلکہ صرف مولیٰ کی رضا مدنظر ہو تو اس صورت میں دوسرے مصرع کا ترجمہ یہ ہوگا۔ وہ سخاوت کیا ہی اعلیٰ ہے جس میں بدلے کی جانیں پیش نظر نہ ہوں۔ ان دونوں مطلبوں کے اعتبار سے آئندہ چند شعروں کا مطلب بیان کرنا ہوگا۔

[2] دربدیدے۔ اگر ایک جان کے بدلے میں بہت سی ابدی جانیں مل جانے کا یقین ہو تو جان دینے میں کوئی بھی بخل نہ کرے۔ برلب جو نہر کے کنارے پر پانی پر وہی بخل کرے گا جو نہر کا پانی نہ دیکھ رہا ہو۔ پاداش۔ جزا، بدلہ۔ یوم دین۔ بدلہ کا دن، روز قیامت۔ ہر یکے۔ حدیث شریف ہے کُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ بِعَشْرَةِ اَمْثَالِهَا۔ "انسانوں کو ہر عمل کا بدلا دس گناہ ملیگا" ترسیدن۔ شیطان فقر سے ڈرا کر سخاوت سے روکتا ہے۔

[3] بخل۔ انسان بخل جب ہی کرتا ہے جبکہ آخرت کے بدلوں پر اس کو یقین نہ ہو۔ اعواض۔ عوض کی جمع بدلہ۔ غواص۔ غوطہ خور۔ از چشم۔ بدلہ کا عین الیقین سخاوت کا سبب ہے نے زدست۔ ہاتھ محض آلہ کار ہے۔ نرست۔ بخل سے وہی چھٹکارا پائیگا جسکو بدلہ نظر آرہا ہو۔ بُدست۔ بودہ است۔ باہمہ سب کی نیکیاں پیش نظر رکھتا ہے۔ باخود۔ اپنے لئے عیب جو ہے۔

گفت شہ جلدی مکن در مدحِ یار　　مدحِ ا خود در ضمنِ مدحِ اُومیار
بادشاہ نے کہا دوست کی تعریف میں جلدی نہ کر　　اس کی تعریف کے ضمن میں خود ستائی نہ کر

زانکہ من در امتحاں آرم وُرا　　شرمساری آیدت درما جرا
اس لئے کہ میں اس کو آزماؤں گا　　(اس) قصہ میں تجھے شرمندگی ہو گی

قسم غلام در صدق ووفائے یارِ خود از طہارتِ ظنِ خودنزدیکِ شاہ

بادشاہ کے سامنے غلام کا اپنے دوست کی سچائی اور وفا داری کی اپنے گمان اور پاکیزگی کی وجہ سے قسم کھانا

گفت لے۲ وَاللّٰہِ بِاللّٰہِ العَظِیم　　مَلِکِ اَلمُلکِ وَرَحمٰنِ وَرَحِیم
اس غلام نے کہا تمہیں خدا کی قسم! اس خدا کی قسم جو بزرگ ہے　　سلطنت کا مالک ہے اور مہربان ہے اور رحم والا ہے

آں خدائے کہ فرستاد انبیا　　نے بحاجت بل بفضل و کبریا
وہ خدا جس نے نبی بھیجے　　مجبوری سے نہیں بلکہ (اپنی) بڑائی اور فضل سے

آں خداوندیکہ از خاکِ ذلیل　　آفرید اُو شہسوارانِ جلیل
وہ خدا جس نے حقیر مٹی سے　　بڑے بڑے (روحانی) شہسوار پیدا فرمائے

پاک شاں کرد از مزاجِ خاکیاں　　بگذرانید از تگِ افلاکیاں
ان کو خاکیوں کے مزاج سے پاک کر دیا　　آسمان والوں کی دوڑ سے آگے کر دیا

برگرفت از نارونورِ صاف ساخت　　وانگہ اوبر جملہ انوار تاخت
آگ سے ان کو علیحدہ کر دیا اور صاف نور بنایا　　تب وہ (نور) تمام نوروں سے بازی لے گیا

آں سَنا۳ برقے کہ برارواح تافت　　تا کہ آدمؑ معرفت زاں نور یافت
وہ روشن برق جو روحوں پر چمکی　　یہاں تک کہ (حضرت) آدمؑ نے اس نور سے معرفت حاصل کرلی

آں کز آدمؑ رُست ودستِ شیث چید　　پس خلیفہ اش کرد آدمؑ کاں بدید
وہ نور کہ حضرت آدمؑ سے چھوٹا اور اس کو حضرت شیث کے ہاتھ نے چنا　　جب اس نور کو حضرت آدمؑ نے دیکھا تو ان حضرت شیث کو خلیفہ بنایا

نوحؑ ازاں گوہر چوبر خور دارشد　　در ہوائے بحرِ جاں دُر بارشد
جب حضرت نوحؑ اس موتی نور سے نفع اندوز ہوئے　　جان کے سمندر کے تموج سے موتی برسانے لگے

جانِ ابراہیمؑ ازاں انوارِ زفت　　بے حذر در شعلہائے نار رفت
انہی عالی قدر نوروں کی وجہ سے (حضرت) ابراہیمؑ کی جان　　بلا جھجک آگ کے شعلوں میں گھس گئی

---

۱ مدحِ خود۔ انسان بسا اوقات دوسروں کی تعریف اس لئے کرتا ہے کہ لوگ اس کی نیکی کے قائل ہو جائیں۔ ماجری۔ جو ہوا واقعہ۔

۲ نے۔ یعنی جو میں تعریف کر رہا ہوں۔ غلط نہیں ہے۔ واللہ۔ یہاں سے قسم شروع ہوتی ہے اور سینتالیس شعروں تک قسم کا ہی مضمون ہے اور اڑتالیسویں شعر "کہ درصفات خواجہ تاش" جواب قسم ہے۔ نے بحاجت یعنی خدا انبیاء کو بھیجنے میں مجبور نہ تھا۔ بلکہ انبیاء کی رسالت بھی اس کا کرم ہے۔ شہسواراں۔ یعنی انبیاء اور اولیاء۔ خاکیاں۔ عنصری مخلوق۔ تگ۔ رفتار۔ افلاکیاں۔ آسمانی مخلوق۔ نار۔ آگ برے اخلاق تاخت۔ چڑھ دوڑا۔

۳ سنا۔ روشنی حدیث شریف میں ہے کہ ازل میں اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو جمع کر کے ان پر نور برسایا جس پر وہ نور پڑ گیا وہ ہدایت پا گیا جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہو گیا۔ معرفت۔ خدائی عرفان۔ شیث۔ حضرت آدمؑ کے صاحبزادے ہیں جو حضرت آدمؑ کے بعد نبی ہوئے اور حضرت آدمؑ نے اپنی زندگی میں ان کو اپنا جانشین بنایا نوحؑ۔ حضرت آدمؑ کی وفات کے ایک سو چالیس سال بعد حضرت نوحؑ کی ولادت ہوئی جوان ہوتے ہی رسول بنا دیے گئے۔ ابراہیمؑ۔ نمرود کا زمانہ تھا، جس وقت حضرت ابراہیمؑ ستائیس سال کے تھے انکو نمرود نے آگ میں جلا دینا چاہا۔

چونکہ اسماعیلؑ ۱ در جویش فتاد — پیشِ دشنہ آبدارش سر نہاد
چونکہ (حضرت) اسماعیلؑ اس (نور) کی نہر میں گھسے — اور اس کے تیز خنجر کے سامنے سر رکھ دیا

جانِ داودؑ از شعاعش گرم شد — آہن اندر دست بافش نرم شد
(حضرت) داودؑ کی جان اس نور کی شعاع سے گرم ہوئی — لوہا ان کے بننے والے ہاتھ میں نرم ہو گیا

چوں سلیمانؑ بُدو صالش را رضیع — دیو گشتش بندہ فرمان و مطیع
چونکہ (حضرت) سلیمانؑ اس (نور) کے وصال سے شیر خوار تھے — دیو (اور پری) ان کے حکم کے غلام اور فرمانبردار ہو گئے

در قضا یعقوبؑ چوں بنہاد سر — چشم روشن کرد از بوئے پسر
(حضرت) یعقوبؑ نے جب نور کے اثر سے خدائی حکم کے آگے سر رکھدیا — تو بیٹے کی خوشبو سے آنکھوں کو روشن کیا

یوسفؑ ۲ مہ رو چو دید آں آفتاب — شد چناں بیدار در تعبیرِ خواب
چاند جیسے مکھڑے والے (حضرت) یوسفؑ نے جب اس انوار کا آفتاب دیکھا — تو خواب کی تعبیر (دینے میں بہت بیدار مغز) ہو گئے

چوں عصا از دستِ موسیٰؑ آب خورد — مُلکتِ فرعون را یک لُقمہ کرد
جب لاٹھی (حضرت) موسیٰ کے ہاتھ سے سیراب ہوئی — فرعون کی سلطنت کو ایک لقمہ بنا لیا

جانِ جرجیسؑ از فرش چوں راز یافت — ہفت نوبت جاں فشاند و باز یافت
(حضرت) جرجیسؑ کی جان نے جب اس نور کی عظمت کا راز پالیا — سات مرتبہ جان نثار کی اور پھر پا لی

چونکہ زکریاؑ ز عشقش دم زدے — کرد در جوفِ درختش جاں فدے
(حضرت) زکریاؑ نے (اس نور کیوجہ سے) اس کے عشق کا دم بھرا — اس کے درخت کے بیچ میں جان قربان کر دی

چونکہ یونسؑ ۳ جرعہ زاں جام یافت — در درونِ ماہی او آرام یافت
چونکہ (حضرت) یونسؑ نے اس نور کے جام سے ایک گھونٹ پیا — مچھلی کے (پیٹ کے) اندر انہوں نے آرام کیا

چونکہ یحییٰؑ مست گشت از ذوقِ اُو — سر بطشتِ زر نہاد از شوقِ اُو
چونکہ (حضرت) یحییٰ اس (نور) کے ذوق سے مست ہوئے — اس کے عشق میں سونے کے طشت میں سر دیدیا

چوں شعیبؑ آگاہ شد زیں ارتقا — چشم را در باخت از بہرِ لقا
جب (حضرت) شعیبؑ اس (نور کی وجہ سے) عروج سے واقف ہوئے — ملاقات کے لئے آنکھیں ہار دیں

---

۱ اسماعیلؑ۔ حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں حکم ہوا کہ اپنے بیٹے اسماعیلؑ کی قربانی دو۔ چنانچہ حضرت اسماعیلؑ قربان ہونے کیلئے فوراً تیار ہو گئے۔ داودؑ۔ حضرت شمویلؑ اور اس دور کے بادشاہ طالوت کے بعد بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے۔ رسول بنائے گئے اور زبور ان پر نازل ہوئی ان کا معجزہ تھا کہ لوہا ان کے ہاتھ میں موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا جس سے وہ زرہیں بناتے تھے۔ سلیمان۔ حضرت داودؑ کے فرزند ہیں۔ اور اپنے والد کی طرح سلطنت اور نبوت کے جامع تھے۔ آپکی سلطنت جن اور انس پر تھی۔ رضیع۔ شیر خوار۔ دیو جن بھی فرمانبردار تھے۔ یعقوبؑ اپنے بیٹے یوسفؑ کے فراق میں اس قدر روئے کہ بینائی جاتی رہی پھر حضرت یوسفؑ کی قمیض کی خوشبو سے بینائی لوٹی۔

۲ یوسفؑ حسن اور خواب کی تعبیر میں عدیم النظیر تھے جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ عصا۔ نباتات میں پانی زندگی کا سبب ہے خشک لکڑی حضرت موسیٰ کے ہاتھ کی وجہ سے زندہ ہو کر سانپ بنی تو گویا اسنے حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے پانی حاصل کیا۔ ملکت۔ مُلک۔ لقمہ کرد۔ حضرت موسیٰ کا معجزہ سلطنت کے زوال کا سبب بنا۔ جرجیسؑ حضرت عیسیٰ کے حواری کے صاحبزادے اور پیغمبر ہیں۔ ان کی قوم نے ان کو کئی مرتبہ ہلاک کیا لیکن وہ زندہ ہو گئے۔ زکریا۔ یہ خدا کے پیغمبر حضرت سلیمانؑ کی اولاد میں ہیں قوم نے ستایا تو انہوں نے ایک درخت میں پناہ لی جس کو قوم نے آرے سے چیر کر ان کو شہید کر دیا۔

۳ یونسؑ۔ آپ نینوا میں مبعوث ہوئے۔ قوم کو سمجھایا انکی نافرمانی سے ناراض ہو کر اس خیال سے کہ اب ان پر عذاب نازل ہوگا مع اہل و عیال کے اس بستی سے نکل کر چلے گئے عذاب نازل نہوا تو شرمندگی کیوجہ سے کسی اور طرف چلدیئے اسپر اپر عتاب ہوا جس کشتی میں سوار ہوئے وہ نہ چلی تو دریا میں پھینکے گئے اور مچھلی نے انکو نگل لیا۔ توبہ کی تو مچھلی کے پیٹ سے زندہ برآمد ہوئے۔ یحییٰ مردوس نامی بادشاہ کے دور میں مبعوث ہوئے اسنے ایک عورت کی سازش سے انکو قتل کرایا اور سونے کے طشت میں انکا سر رکھ کر اس عورت کو پیش کر دیا۔ شعیبؑ اہل مدین اور اصحاب ایکہ کیلئے مبعوث ہوئے لیکن نافرمانی کیوجہ سے وہ لوگ صاعقہ اور زلزلہ سے ہلاک ہو گئے۔

شکر کرد ایوبؑ ۱ صابر ہفت سال — در بلا چوں دید آثارِ وصال
حضرت ایوبؑ صابر نے (اس نور کی بدولت) سات سال شکر ادا کیا — مصیبت میں جب کہ وصال کے آثار دیکھے

خضرؑ و الیاسؑ ازمیش چوں دم زدند — آبِ حیواں یافتند و کم زدند
(حضرت) خضرؑ اور الیاسؑ نے جب اس نور کی شراب کا گھونٹ پیا — انہوں نے آبِ حیات پا لیا اور پروا نہ کی

نردِ بانش عیسیٰؑ مریمؑ چو یافت — بر فرازِ گنبد چارم شتافت
(حضرت) عیسیٰؑ ابن مریم نے جب اس (نور) کی سیڑھی پائی — چرخِ چہارم کی بلندی پر چڑھ گئے

چوں محمدؐ یافت آں مُلک و نعیم — قرصِ مہ را کرد اندردم دو نیم
جب حضرت محمدؐ نے نور کی وہ دولت اور اور نعمت پائی — فوراً چاند کی ٹکیا کے دو ٹکڑے کر دیئے

چوں ابوبکرؓ آیت توفیق شد — باچناں شہ صاحب و صدّیق شد
جب حضرت ابوبکرؓ (نور کی بدولت) توفیق (خداوندی) کے نشان بنے — ایسے بادشاہ کے ساتھی اور تصدیق کرنیوالے ہوئے

چوں عمرؓ شیدائے آں معشوق شد — حق و باطل راز دل فاروق شد
جب (حضرت) عمرؓ اس معشوق (نور) کے شیدا بنے — دل سے حق اور باطل میں امتیاز کرنیوالے ہو گئے

چونکہ عثمانؓ آں عیاں راعین گشت — نور فائض بودہ ذوالنورین ۲ گشت
چونکہ (حضرت) عثمانؓ اس نور مشاہدہ کی آنکھ بنے — نور فیضان رساں تھا وہ ذوالنورین بن گئے

چوں زنورش مرتضیٰؓ شد در فشاں — گشت اُو شیر خداد رمرجِ جاں
جب اس کے نور سے (حضرت علی) مرتضیٰ موتی برسانے والے بنے — تو وہ جان کے جنگل میں شیرِ خدا ہو گئے

روشن از نورش چو سبطینؓ آمدند — عرش را دُرّیں و قرطین آمدند
چونکہ حسنینؓ اس کے نور سے روشن پیدا ہوئے — عرش کے لئے دو موتی اور دو بالے بن گئے

آں یکے ۳ از زہر جاں کردہ نثار — واں سَر افگندہ براہش مست وار
اس ایک نے زہر سے جان نثار کر دی — اور اس (دوسرے) نے مستانہ وار اس کی راہ میں سر دیدیا

چونکہ سبطینؓ از سرش واقف بُدند — گوشوارِ عرشِ ربّانی شدند
چونکہ حسنینؓ اس (نور) کے راز سے واقف تھے — خدا کے عرش کے گوشوارے بن گئے

سبطِ پاکش ہم حُسینؓ و ہم حسنؓ — گوشوارِ عرشِ حی ذوالمنن
ان کی پاک اولاد حسینؓ بھی اور حسنؓ بھی — حی ذوالمنن کے عرش کے گوشوارے ہیں

چوں جنیدؒ از جُندِ او دید آں مدد — خود مقاماتش فزوں شد از عدد
جب (حضرت) جنیدؒ نے اس (نور) کے لشکر کی مدد دیکھی — ان کے مرتبے شمار سے (آگے) بڑھ گئے

---

۱ ایوبؑ۔ انکی طرح طرح سی آزمائش ہوئی مال و اولاد تباہ ہوئی جسم پھوٹنے لگا لیکن ان کے صبر و شکر میں فرق نہ آیا۔ خضر و الیاسؑ۔ حضرت الیاسؑ بنی اسرائیل میں نبی بنا کر بھیجے گئے لیکن قوم نے ان کا کہنا نہ مانا تو حضرت الیسعؑ کو قائم مقام بنا کر روپوش ہو گئے ان کو اور حضرت خضرؑ کو روئے زمین پر زندہ مانا جاتا ہے۔ عیسیٰ۔ صحیح یہ ہے کہ وہ دوسرے آسمان پر زندہ ہیں، ان کا چوتھے آسمان پر ہونا عوام میں مشہور ہے۔ قرص مہ۔ شق القمر کا معجزہ آنحضورؐ سے مکہ میں ظاہر ہوا۔ صاحب۔ ساتھی۔ صدیق۔ راست گو، تصدیق کنندہ۔ فاروق۔ جدا کرنے والا۔

۲ ذوالنورین۔ دو نوروں والا، حضرت عثمانؓ کی شادی حضور کی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ سے یکے بعد دیگرے ہوئی۔ اسلئے ان کا یہ لقب پڑا۔ مرتضیٰ۔ حضرت علیؓ درفشاں۔ موتی برسانے والا۔ مَرج۔ چراگاہ، جنگل سبطین۔ دو بیٹے، حسن حسین رضی اللہ عنہما۔ دُرّین۔ دو موتی۔ قرطین۔ دو گوشوارے۔

۳ آں یکے۔ حضرت حسنؓ کو زہر دیدیا گیا جس سے انکی شہادت ہو گئی۔ واں۔ حضرت حسینؓ کو دشت کربلا میں شہید کر دیا گیا۔ جُنیدؒ مشہور بزرگ ہیں تصوف میں صاحب تصانیف ہیں شریعت و طریقت کے جامع مزار مبارک بغداد میں ہے۔ جند لشکر مقاماتش۔ حضرت جنیدؒ سید الطائفہ کہلاتے ہیں۔

بایزیدؒ ۱ اندر مزیدش راہ دید — نامِ قطب العارفیں از حق شنید
(حضرت) بایزیدؒ نے اس نور کی زیادتی میں راستہ پایا — خدا سے قطب العارفین کا لقب سنا

چونکہ کرخیؒ کرخ را شد حرس — شد خلیفہ حق و ربّانی نفس
چونکہ حضرت کرخیؒ اس کے کرخ کے محافظ بنے — خدا کے خلیفہ اور خدائی سانس والے بن گئے

پورِ ۲ ادہمؒ مرکب آں سو راند شاد — گشت او سلطانِ سلطانانِ راد
ادہمؒ کے بیٹے نے خوشی سے اس طرف سواری ہانکی — تو انصاف کے بادشاہوں کے بادشاہ بن گئے

واں شقیقؒ از شق آں راہِ شگرف — گشت او خورشید رای و تیز طرف
(حضرت) شقیقؒ اس عجب راستہ کو طے کرنیکی وجہ سے — آفتاب جیسی رائے والے اور تیزنگاہ بن گئے

شد فضیلؒ از رہزنی رہ پیر راہ — چوں بلحظِ لُطف شد ملحوظِ شاہ
(حضرت) فضیلؒ راستہ کی رہزنی سے راہ (طریقت) کے شیخ ہو گئے — جب شاہ کی مہربانی سے منظور نظر بنے

بشر حافی را مُبَشِّرِ شد اَدب — سَر نہاد اندر بیابانِ طلب
بشر حافیؒ کے لئے ادب بشارت دینے والا بنا — تو وہ طلب کے بیابان میں چل پڑے

چونکہ ذوالنّونؒ ۳ از غمش دیوانہ شد — مصرِ جاں راہمچو شکر خانہ شد
چونکہ (حضرت) ذوالنونؒ اس کے غم میں دیوانہ بنے — روح کی بستی کے لئے شکر خانہ جیسا بنگئے

چوں سَریؒ بے سر شد اندر راہِ اُو — بر سَریرِ سَروراں شُد جاہِ اُو
جب سریؒ اس کے راستہ میں فنا ہو گئے — شاہوں کے تخت پر ان کی جگہ ہو گئی

رحمت و رضوانِ حق در ہر زماں — باد بر جان و روانِ پاکِ شاں
ہر زمانہ میں اللہ (تعالیٰ) کی رضا مندی اور رحمت — ان کی پاک جان اور روح پر ہے

صَد ہزاراں بادشاہانِ مہاں — سَر فراز انند زاں سوئے جہاں
لاکھوں بڑے بڑے شاہِ (طریقت) — جو اس عالم کی جانب سے سرفراز ہیں

نامِ شاں از رشک حق پنہاں بماند — ہر گدائے نامِ شاں را بر نخواند
ان کا نام اللہ (تعالیٰ) کے رشک کی وجہ سے پوشیدہ رہا — کسی درویش نے بھی ان کا نام ظاہر نہ کیا

اپنے سر سے انانیت کو نکال دیا۔ صد ہزاراں۔ لاکھوں اولیاء اللہ کو ایسے محبوب ہیں کہ خدا رشک کی وجہ سے ان کو مخفی رکھتا ہے اور اس کو گوارا نہیں کرتا ہے کہ دوسرے انکو پہچانیں۔

۱ بایزیدؒ بسطامی کہلاتے ہیں ان کا لقب قطب والعارفین ہے۔ کرخی کرخ کا رہنے والا کرخ بغداد یا بلخ کا ایک گاؤں ہے۔ یہ حضرت معروفؒ کا لقب ہے۔ حَرس۔ نگہبان، چوں کہ حضرت معروفؒ مقام کرخ میں رات بھر بیداری اور گریہ زاری میں مصروف رہتے اسلئے ان کو کرخ کا نگہبان کہا ہے۔

۲ پُورِ ادہمؒ۔ ادہم بیٹا، یعنی حضرت ابراہیمؒ۔ شاہی خاندان سے تھے، بلخ کی سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کرلی تھی۔ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد اور جامع طریقت و شریعت تھے۔ شقیقؒ بلخ کے رہنے والے مشہور تاجر تھے پھر سب کچھ خیرات کر کے فقیری اختیار کر لی تھی امام ابو یوسفؒ کے شاگرد تھے۔ فضیلؒ۔ ابتدائی زندگی میں ڈاکو تھے لیکن بھیس صوفیا کا بنائے رکھتے تھے نماز با جماعت کے پابند تھے بالآخر ہدایت ملی اور اولیاء کاملین میں سے ہو گئے۔ بشرِ حافیؒ ننگے پیر رہنے والے بشر یہ بڑے عالم تھے اور پھر بہت بڑے ولی ہوئے مُبشّر شد ادب۔ بشر نے ایک کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہوئی پڑی پائی، ادب سے اس کو اٹھایا اور اسپر خوشبو لگا کر ایک طاق میں رکھا ان کا یہ ادب ان کے روحانی عروج کا سبب بنا اور اولیاء کاملین میں شمار ہوئے۔

۳ ذوالنونؒ مصر کے مشہور بزرگ ہیں۔ ملامتیہ فرقہ میں آپ کا شمار ہے۔ سَری۔ بوزن۔ علی مشہور بزرگ ہیں۔ آپکے نام کے ساتھ سقطی بھی لگایا جاتا ہے کیونکہ آپ کباڑ فروشی بھی کرتے تھے، معروف کرخیؒ کے خلیفہ اور حضرت جنید بغدادیؒ کے ماموں ہیں۔ بے سر شد۔ یعنی خود کو فنا کر دیا

حق آں نورو حقِ نورانیاں | کاندراں بحر اند ہمچو[1] ماہیاں
قسم ہے اس نور کی اور قسم ہے ان نور والوں کی | جو اس (نور کے) سمندر میں مچھلیوں کی طرح ہیں

بحرِ جان و جانِ بحرار گویمش | نیست لائق نامِ نومی جویمش
اگر میں اس نور کے سمندر کو جان کا سمندر اور سمندر کی جان کہوں | مناسب نہیں ہے اسکے لئے نیا نام تلاش کرونگا

حق آں آنے کہ ایں وآں از دست | مغزہا نسبت بدو باشند پوست
اس ملکیت کی قسم کہ یہ اور وہ اسی سے ہے | اسکے اعتبار سے مغز (بمنزلہ) چھلکے کے ہیں

کہ صفاتِ[2] خواجہ تاش و یارِ من | ہست صد چنداں کہ ایں گفتارِ من
کہ ساتھی اور میرے یار کی خوبیاں | میرے اس بیان سے سو گنا ہیں

آنچہ می دانم زوصفِ آں ندیم | باورت ناید چہ گویم اے کریم
اس دوست کی خوبی جو میں جانتا ہوں | اے صاحب کرم! میں کیا بتاؤں آپ یقین نہیں کرتے ہیں

شاہ گفت اکنوں از آنِ خود بگو | چند گوئی آنِ این و آنِ او
شاہ نے کہا، اب اپنی بات کہہ | اس کی اور اس کی کب تک کہے گا؟

نوچہ داری وچہ حاصل کردۂ | از تکِ دُریاچہ دُر آوردۂ
تیرے پاس کیا ہے؟ اور تو نے کیا حاصل کیا ہے؟ | دریا کی تہہ سے کیا موتی لایا ہے؟

روزِ مرگ ایں حسِ تو باطل شود | نورِ جاں داری کہ یارِ دل شود
مرتے وقت تیری یہ حس تو بیکار ہو جائے گی | تیرے پاس روح کا نور (بھی) ہے جو دل کا رفیق بنے

درلحد[3] کیں چشم را خاک آگندَ | ہست آنچہ گور را روشن کند
قبر میں اس آنکھ کو مٹی بھر دے گی | وہ کچھ بھی ہے جو قبر کو روشن کرے

نورِ دل از جاں بود اے یارِ غار | مُستعار آں راملداں اے مستِ عار
اے جگری دوست! دل کا نور روح سے ہوتا ہے | اے مغرور! اس کو مانگی ہوئی چیز نہ سمجھ

آں زماں کیں دست وپایت بر درد | پرّ و بالت ہست تا جاں بر پرد
جس وقت تیرے یہ ہاتھ پیر ریزہ ریزہ ہو جائینگے | بال و پر ہیں کہ روح پرواز کرے

آں زماں کیں جانِ حیوانی نماند | جانِ باقی بایدت بر جا نشاند
جس وقت یہ حیوانی روح نہ رہے گی | اس کی جگہ باقی رہنے والی جان بٹھانی چاہیے

شرطِ مَن جَا بِالحُسن بے کردن ست | بل حسن راسوئے حضرت بردن ست
"جو شخص نیکی لایا" کی شرط نیکی کرنا نہیں ہے | بلکہ نیکی کو دریا میں لے جاتا ہے

---

[1] ہمچو ماہیاں۔ اولیاء کاملین کی تشبیہ مچھلیوں سے دیجاتی ہے۔ کیونکہ جس طرح مچھلی بغیر پانی زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح وہ لوگ تقرب الٰہی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ نیست لائق۔ خدا کی پوری صفات اس کا کوئی نام ظاہر نہیں کرسکتا۔ مغز۔ ہا۔ اور ملکیتیں خواہ کتنی ہی مضبوط ہوں وہ ملکیت خداوندی کی بہ نسبت ہیچ ہیں۔

[2] کہ صفات۔ یہ شعر اوپر کی قسموں کا جواب ہے۔ ندیم۔ ہم مجلس، ہم پیالہ۔ باور۔ یقین۔ کریم۔ سخی، بزرگ۔ آن۔ طرز و انداز۔ تگ۔ تہ۔ ایں حس۔ قوائے ظاہری۔ نورِ جاں۔ یعنی قوائے باطنی۔

[3] لحد۔ قبر میں روشنی نیک اعمال سے ہو گی۔ پرو بال۔ یعنی روحانی کمالات۔ جانِ حیوانی۔ حیوانی روح موت پر فنا ہو جاتی ہے۔ جان۔ باقی۔ روح انسان مَن جَاءَ بِالحَسَن۔ قرآن پاک میں ہے مَن جَاءَ بِالحَسَنَةِ فَلَهُ عَشرُ اَمثَالِهَا "جو ایک نیکی لایا تو اس کے لئے دس گنا اجر ہے۔" مولانا فرماتے ہیں کہ اس شرطیہ جملہ میں مَن جَاءَ بِالحَسَنَةِ کا مطلب محض نیکی کرنا نہیں ہے بلکہ نیکی کو خدا کے دربار میں پیش کرنا ہے۔

جوہرے[1] داری زانساں یا خری　　ایں عَرَضہا کہ فنا شد چوں بَری
تو انسانیت کا جوہر رکھتا ہے یا نرا (گدھا) ہے　　یہ اعراض جبکہ فنا ہو گئے (انکو) کیسے لیجائیگا؟

ایں عَرَضہائے نماز و روزہ را　　چونکہ لَا یَبْقِی زَمَانَیْنِ انْتَفا
نماز ، روزہ عرض　　جبکہ دو زمانوں میں باقی نہیں رہتے ہیں، ناپید ہو گئے

نقل نتواں کرد مرا َعراض را　　لیک از جوہر برند اَمراض را
اعراض کو منتقل نہیں کیا جا سکتا　　ہاں (یہ اعراض) جوہر سے امراض خارج کر دیتے ہیں

تامبدّل گشت جوہر زیں عَرَض　　چوں زپرہیزے کہ زائل شد مرض
ان اعراض سے جوہر میں تبدیلی ہو جاتی ہے　　جیسا کہ پرہیز سے مرض جاتا رہتا ہے

گشت پرہیز عَرَض جوہر بجہد　　شد دہانِ تلخ از پرہیز شہد
کوشش سے پرہیز (عرض) جوہر کو مکمل کرنیوالا بنگیا　　کڑوا منہ پرہیز سے میٹھا بنگیا

از زراعت[2] خاکہا شد سُنبلہ　　داروئے مُو کرد مُورا سِلسلہ
کھیتی کرنے سے مٹی بال بن گئی　　بالوں کی دوا نے بالوں کو بڑھا دیا

آں نکاحِ زن عَرَض بُد شد فنا　　جوہرِ فرزند حاصل شد زما
عورت سے نکاح کرنا عرض تھا جو فنا ہو گیا　　فرزند جو ہر ہم سے برآمد ہو گیا

جفت کردن اسپ و اشتر راعَرَض　　جوہر کُرّہ بزائیدن غرض
گھوڑے اور اونٹ کی جُفتی کرانا عرض ہے　　مقصود بچہ جوہر جننا ہے

ہَست[3] آں بستاں نشاندن ہم عَرَض　　گشت جوہر میوہ اش اینک عَرَض
باغ لگانا بھی عرض ہے　　اس کا پھل جوہر بن گیا یہ مقصود ہے

ہم عَرَض داں کیمیا بُردن بکار　　جوہرے زاں کیمیا گرشد بیار
کیمیا گری کو بھی عرض سمجھ　　کیمیا گر کے پاس سے جوہر دوست کے پاس آ گیا

صیقلی کردن عَرَض باشد شہا　　زیں عَرَض جوہر ہمی زاید صفا
اے شاہ ! صیقل کرنا عرض ہوتا ہے　　یہ عرض جوہر میں صفائی پیدا کر دیتا ہے

پس مگو کہ من عملہا کردہ ام　　دَخلِ آں اَعراض را بنما مَرم
تو یہ نہ کہہ میں نے عمل کیے ہیں　　ان اعراض کی پیداوار دکھا، بھاگ نہیں

---

[1] جوہر۔ موتی۔ ہنر اصطلاح میں وہ چیز جوہر کہلاتی ہے جو اپنے وجود میں کسی دوسری چیز کی محتاج نہو بلکہ بالذات قائم ہو خری۔ خرہستی۔ عرض۔ وہ چیز ہو خود قائم نہ ہو بلکہ اپنے وجود میں کسی دوسری چیز کی محتاج ہو جیسے رنگ وغیرہ۔ نماز و روزہ۔ حرکات۔ اور اقوال۔ کا مجموعہ ہے جن کا وجود آنی ہے زمانہ وجود کے بعد دوسرے زمانہ میں ان کا وجود نہیں رہتا ہے۔ اعراض۔ عرض کی جمع ہے عرض ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جوہر۔ روح۔ امراض۔ یعنی برے اخلاق۔ پرہیز۔ عرض ہے اس کے ذریعہ امراض دور ہو جاتے ہیں۔ اور انسان میں تبدیل آ جاتی ہج۔ دہاں۔ صفراوی مریض پرہیز کرتا ہے تو منہ کی کڑواہٹ چلی جاتی ہے اور مٹھاس پیدا ہو جاتی ہے۔

[2] زراعت۔ کھیتی کرنا عرض ہے خاکہا۔ زمین کی مٹی جو جوہر ہے تبدیل ہو کر اناج کی بال بن جاتی ہے۔ دارو۔ دوا کرنا عرض ہے۔ مو۔ بال جوہر ہے جس میں درازی آئی۔ نکاح۔ عرض ہے جس سے بچہ جو جوہر ہے پیدا ہو جُفت کردن۔ گھوڑے یا اونٹ کی جفتی کرانا عرض ہے۔ بچہ۔ جوہر ہے۔

[3] ہست۔ باغ کا لگانا عرض ہے۔ اس کا پھل جوہر ہے جو مقصود ہے۔ ہم عرض داں۔ کیمیا گری ایک عرض ہے اس سے جو سونا بنتا ہے وہ جوہر اور مقصود ہے۔ صیقلی۔ صیقل کرنا، عرض ہے اس سے جو چیز صاف ہو جاتی ہے وہ جوہر اور مقصود ہے۔ پس گو۔ بادشاہ کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کی عبادات وغیرہ سب اعراض ہیں۔ جو نا قابل انتقال ہیں اور دربار خداوندی میں پیش نہیں کیجائینگی بلکہ روح پیش ہوگی۔ جو جوہری ہی اور عبادات وغیرہ سے اس کی نشوونما مقصود ہے۔

ایں صفت کردن اَعرض باشد خمش	سایۂ بُزراپئے قرباں مکش
اسی طرح "کرنا" عرض ہو گا، چپ رہ	قربانی کے لئے بکری کے سایہ کو ذبح مت کر
گفت شاہا بے قنوط عقل نیست	گر تو فرمائی عَرض رانقل نیست
اس غلام نے کہا اے شاہ عقل کیلئے مایوسی کے سوا کچھ نہیں ہے	اگر آپ یہ کہیں کہ عرض منتقل نہیں ہوتا ہے
بادشاہا جُز کہ یاسِ بندہ نیست	ہر عَرض کاں رفت وباز آئندہ نیست
اے شاہ! (یہ بات) بندہ کی مایوسی کے سوا کچھ نہیں ہے	(کہ) جو عرض چلا گیا واپس آنے والا نہیں ہے
گر نبودے مَر عَرض را نقل وحشر	فعل بودے باطل واقوال قشر
اگر عرض کیلئے نقل ہونا اور جمع ہونا نہیں ہے	"کرنا" باطل ہو گا اور "کہنا" چھلکا ہوگا
ایں عَرضہا نقل شد لونِ دگر	حشرِ ہر فانی بُود کونِ دگر
یہ اعراض دوسری طرح منتقل ہوں گے	ہر فانی کا حشر دوسری ہستی میں ہو گا
نقل ہر چیزے بود ہم لائقش	لائقِ ۲ گلّہ بُود ہم سائقش
ہر چیز کا منتقل ہونا اس کے مناسب ہو گا	گلہ بان، گلہ کے مناسب ہوتا ہے
وقتِ محشر ہر عرض را صورتیست	صورتِ ہریک عرض رانو بتیست
حشر کے وقت ہر عرض کی ایک صورت ہو گی	ہر عرض کی صورت کیلئے ایک نوبت (معین) ہے
بنگر اندر خود کہ تو بودی عَرض	جنبشِ جُفتے بہ جُفتے با غَرض
تو خود اپنے اندر غور کر، تو عرض تھا	ایک جوڑے کی جوڑے کیساتھ حرکت خواہش کیساتھ تھی
بنگر اندر خانہ و کاشانہا	در مُہندِس بود چوں افسانہا
محلوں اور گھر کو دیکھ	انجینئر (کے ذہن) میں خیالات کی طرح تھے
کاں فلاں خانہ کہ ما دیدیم خوش	بود موزوں ۳ صُفہ وسقف و درش
کہ فلاں گھر جو ہم نے دیکھا ہے بہت خوبصورت تھا	اسکا دالان اور چھت اور دروازہ بہت موزوں تھا
از مُہندِس آں عرض واندیشہا	آلت آور دوستوں از بیشہا
انجینئر کا وہ عرض اور خیالات	آلہ اور جنگلوں سے ستون لائے
چیست اصل و مایہ ہر پیشہ	جُز خیال و جُز عرض و اندیشہ
ہر پیشہ کی اصل اور سرمایہ کیا ہے؟	سوائے خیال اور عرض اور سوچ کے
جملہ اَجزائے جہاں را بے غرض	درنگر حاصل نشد جُز از عَرض
دنیا کے تمام اجزاء کو بے غرض (ہو کر)	دیکھ سوائے عرض کے اور کچھ حاصل نہیں ہے

۱ کردن۔ یعنی انسان کا فعل بز۔ بکری جوہر ہے اس کا سایہ عرض ہے بکری کی قربانی تقرب کا سبب بنے گی نہ کہ سایہ کی قربانی۔ گفت۔ غلام کی تقریر کا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر عبادات کو اعراض کہہ کر نا قابل انتقال کہا جائیگا تو عبادات کی اہمیت ختم ہو جائے گی اور عابدوں میں مایوسی پیدا ہو گی اور یہ کہنا کہ عبادات اعراض ہیں انکو دربارِ خداوندی میں دنیا سے کیسے منتقل کیا جا سکتا ہے۔ جب صحیح ہے کہ یہ اعراض اعراض رہیں لیکن اگر ان اعراض کی تبدیل بصورت جواہر کر دیجائے تو پھر ان کے منتقل ہونے میں کوئی عقلی اشکال نہیں ہے اور شریعت نے بتایا ہے کہ انسان کی ہر عبادت اور عمل ایک خاص جوہری شکل اختیار کر لیگا اور دربارِ خداوندی میں پیش ہوگا۔

۲ لائق گلہ۔ اونٹوں کا چرواہا اور ہوتا ہے اور بکریوں کا چرواہا اور ہوتا ہے۔ نو بتیست۔ عرض مختلف جواہر کی صورت اختیار کر لیگا جس کے لئے وقت مقرر ہے۔ بنگر۔ یہ ایسی مثالیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عرض جوہری صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جُنبش۔ ماں باپ کی ہمبستری عرض ہے اسی نے بچہ کی جوہری صورت اختیار کر لی۔ مُہندس انجینئر کا ذہنی خاکہ عرض ہے جو مکان کی جوہری صورت اختیار کر لیتا ہے۔

۳ صُفّہ۔ ایسا مسقف حصہ جس پر چہار دیواری نہ ہو۔ سقف۔ چھت۔ بیشہا۔ جنگلات۔ ہر پیشہ۔ صرف انجینئر میں ہی نہیں بلکہ ہر پیشہ میں کاریگر ایک تصور قائم کرتا ہے جو عرض ہے اور پھر وہ تصور جوہری صورت اختیار کر لیتا ہے۔

اوّل ۱ فکر آمد آخر در عمل — بنیتِ عالم چناں داں در ازل
پہلے فکر آیا، پھر عمل — ایسے ہی عالم کی بنا ازل میں (سمجھ)

میوہا در فکرِ دل اوّل بُوَد — در عمل ظاہر بآخری می شوَد
پھل، اول دل کے خیال میں ہوتے ہیں — آخر میں عملی طور پر ظاہر ہوتے ہیں

چوں عمل کردی شجر بنشاندیٔ — اندر آخر حرفِ اوّل خواندیٔ
جب تو نے عمل کیا، شجر کاری کی — (گویا) آخر میں پہلا حرف پڑھا

گرچہ شاخ و برگ و بیخش اوّل ست — آں ہمہ از بہرِ میوہ مُرسَل ست
اگرچہ اس (درخت) کی شاخ اور پتے اور جڑ پہلے ہے — وہ سب میوے کے لئے بھیجے ہوئے ہیں

پس سَرے کہ مغزِیاں افلاک بود — اندر آخر خواجہ ۲ لَولاک بود
پس وہ سردار جو ان آسمانوں کا مغز تھا — آخر میں صاحب لولاک ہوا

نقلِ اَعراض ست ایں ۳ بحث و مقال — نقلِ اَعراض ست ایں شیر و شگال
یہ بحث اور گفتگو اعراض کی نقل ہے — یہ شیر اور گیدڑ اعراض کی نقل ہے

جُملہ عالم خود عرض بودند تا — اندریں معنیٰ بیامد ھَلْ اَتیٰ
تمام عالم خود عرض تھا یہاں تک — کہ اسی مقصد کے لئے ھل اتی (قرآن میں) آیا ہے

ایں عَرضہا ازچہ زائید از صُوَر — وین عَرض ہم ازچہ زائید از فکر
یہ اعراض دنیا کس چیز سے پیدا ہوئے صور (مثالی سے) — اور یہ عرض (صور مثالی) کس چیز سے پیدا ہوا فکر صور علیمہ سے

ایں جہاں یک فکرت است از عقلِ کُل — عقل چوں شاہ است و فکرتہا رُسُل
یہ دنیا ایک عقل کل (اللہ) کا ایک علم ہے — عقل (اللہ) گویا بادشاہ ہے اور فکر (صور علیمہ) قاصد ہیں

عالمِ اوّل جہانِ امتحان — عالمِ ثانی جزائے این و آں
پہلا عالم امتحان کی دنیا ہے — دوسرا عالم اس اور اس کا بدلہ ہے

چاکرت شاہا خیانت می کُند — آں عَرض زنجیر و زنداں می شوَد
اے شاہ! آپ کا نوکر بد دیانتی کرتا ہے — وہ عرض زنجیر اور قید خانہ بن جاتا ہے



۱ اوّل فکر۔ مشہور مقولہ ہے۔ اَوَّلُ الْفِکْرِ اٰخِرُ الْعَمَلِ یعنی پہلے تجویز پر عمل۔ در ازل۔ جملہ اجزائے عالم ازل میں صور علمیہ تھے پھر ان کا وجود خارج میں ہوا۔ میوہا۔ باغ لگانے کا نقشہ ذہنی ہوتا ہے اور اس کے پھل پھول سب تصوراتی ہوتے ہیں۔ آخر میں عملی صورت وجود میں آتی ہے۔ اور آخر تصور کا ابتدائی نقشہ کل کے آخر میں وجود میں آتا ہے۔ گرچہ۔ شاخ و برگ اصلی مقصد نہیں ہے مقصود پھل ہے جو آخر میں وجود میں آتا ہے۔

۲ خواجہ لولاک۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، ایک حدیث قدسی ہے۔ لَولاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلاکَ۔ یعنی اے محمدؐ اگر تمہارا وجود پیش نظر نہ ہوتا تو میں عالم کو نہ پیدا کرتا، عالم کی پیدائش سے اصل مقصد حضور کی ذات گرامی ہے اسی لئے سب سے آخر میں ظہور پذیر ہوئے محدثین کے نزدیک مضمون تو صحیح ہے لیکن یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

۳ ایں بحث۔ اعراض کے منتقل ہونے نہ ہونے کی یہ بحث بھی عرض ہی کو منتقل کرنا ہے۔ ابتداء تصورات تھی بعد کو بصورت جوہر وجود میں آئے شیر و شگال۔ شیر گیدڑ وغیرہ کے افسانے پہلے ان کا تصور کیا جاتا ہے پھر لکھے جاتے ہیں شگال شغال، گیدڑ ھَلْ اَتیٰ۔ قرآن مجید میں ہے "بیشک انسان پر ایسا وقت آیا جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا" اس سے معلوم ہوا کہ عالم عدم کے بعد وجود میں آیا ہے۔ از صُوَر۔ یعنی مثالی صورتیں جو عالم شہود سے پہلے عالمِ مثال میں تھیں۔ وین عرض۔ یعنی یہ مثالی صورتیں اللہ تعالیٰ کی صور علیمہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ عقل کل۔ ذات باری تعالیٰ۔ عالم اول۔ دنیا۔ عالم ثانی۔ آخرت خیانت نوکر کی چوری ایک عرض ہے وہ بصورت زنجیر قید خانہ ظہور میں آجاتی ہے۔

بندہ اَت چوں خدمتِ اشائستہ کرد　　آں عَرَض نے خلعتے شد ورنبرد
آپ کے غلام نے جب اچھی خدمت کی　　وہ عرض کیا معرکہ میں خلعت نہیں بنی؟

ایں عَرَض باجوہرآں بیضہ است وطیر　　ایں ازاں وآں ازیں زاید بہ سیر
اس عرض (کی نسبت) جوہر کیساتھ انڈے اور پرندکی ہے　　یہ اس سے اور وہ اس سے تسلسل پیدا ہوتا ہے

گفت[۲] شاہنشہ چنیں گیر الْمُراد　　ایں عَرَضہائے تو یک جوہر نزاد
شاہنشاہ نے فرمایا، مطلب یہی سمجھو　　تیرے ان اعراض نے ایک جوہر نہ بنایا

گفت مخفی داشت ہست آں راخِرد　　تاتُو دغیب ایں جہانِ نیک و بد
اس (غلام) نے کہا عقل (اللہ) نے اس کو پوشیدہ رکھا ہے　　تاکہ یہ جہا نیک و بد، پوشیدہ رہے

زانکہ گر پیدا شدے اَشکالِ فکر　　کافرو مومن نگفتے جُز کہ ذکر
اس لئے کہ اگر خیالات کی شکلیں ظاہر ہو جاتیں　　(تو) کافر اور مومن سوائے ذکر (خداوندی) کے زبان پر نہ لاتا

پس عیاں بودے نہ غیب اے شاہِ دیں　　نقشِ دین وکفر بودے بر جبیں
اے دین کے بادشاہ! مشاہدہ ہو جاتا نہ کہ غیب　　پیشانی پر دین اور کفر کا نشان ہو جاتا

کے دریں عالم بُت و بتگر بُدے　　چوں کسے راز زہرہ تسخُر بُدے
اس عالم میں بت اور بتگر کب ہوتے؟　　کس طرح کسی کو مذاق اڑانے کا حوصلہ ہوتا؟

پس قیامت بودے ایں دنیائے ما　　در قیامت[۳] کے کُند جُرم و خطا
ہماری یہ دنیا حشر بن جاتی　　(اور) حشر میں جرم و خطا (کوئی) کب کر سکتا ہے؟

گفت شہ پوشید حق پاداشِ بد　　لیک از عامہ نہ از خاصانِ خود
بادشاہ نے فرمایا اللہ (تعالیٰ) نے برائی کی سزا پوشیدہ رکھی ہے　　لیکن عام انسانوں سے نہ کہ اپنے خواص سے

گر بدامے افگنم من یک امیر　　ازامیراں خفیہ دارم نز وزیر
اگر میں (سزا کے) جال میں کسی ایک سردار کو ڈالوں　　سرداروں سے مخفی رکھوں گا نہ کہ وزیر سے

حق بمن بنمود بس پاداشِ کار　　وز صُوَر ہائے عَملہا صَد ہزار
اللہ (تعالیٰ) نے عملوں کا بدلہ میرے لئے نمودار کر دیا ہے　　لاکھوں عملوں کی صورتوں کے ذریعہ

تو نشانے دِہ کہ من دانم تمام　　ماہ رابر من نمی پوشد غَمام
تو اپنے اعمال کی نشاندہی کر میں سب جان جاؤنگا　　ابر چاند کو میرے سامنے نہیں چھپا سکتا



[۱] خدمت۔ خدمت کرنا عرض ہے وہ بصورت خلوت ظاہر ہوتا ہے جو جوہر ہے۔ ایں عرض۔ عرض اور جوہر کی وہی نسبت ہے جو انڈے اور مرغی کی ہے انڈے سے مرغی مرغی سے انڈا ابنتا رہتا ہے، اسی طرح عرض سے جوہر اور جوہر سے عرض صادر ہوتا رہتا ہے لہٰذا یہ کہنا کہ عرض ناقابلِ انتقال ہے یا عرض کا جوہر میں تبدیل ہونا ممکن نہیں ہے غلط بات ہے۔

[۲] گفت شاہنشہ۔ بادشاہ نے کہا کہ چلو یہی صحیح کہ عرض جوہر بن جاتا ہے تو تمہارا کوئی عمل جوہر بنا۔ گفت ۔ غلام نے کہا کہ عرض بصورت جوہر دنیا میں نمایاں نہیں کیا جاتا ہے قدرت کو یہی منظور ہے ورنہ دنیا آزمائش کی جگہ نہ رہے گی۔ اشکالِ فکر۔ یعنی اعراض بہ شکل جواہر نمودار ہو جائیں۔ پس۔ مومن کے اعمال اچھی صورتوں میں اور کافر کے اعمال بری صورتوں میں نمایاں ہوجاتے۔ کے۔ نہ کوئی کافر ہوتا اور نہ دین کا مذاق اڑانے والا۔ پس قیامت۔ تو یہ دنیا محشر بن جاتا جس میں اعمال اپنی شکلوں میں ظاہر ہونگے۔

[۳] در قیامت۔ محشر میں سب مطیع و فرمانبردار ہوں گے۔ گفت شہ۔ بیشک عمل کی جزا پوشیدہ ہے لیکن عوام کے لئے خاصانِ خدا کی نظروں کے سامنے ہے۔ یک امیر۔ امراء کی مثال عوام کی اور وزیر کی مثال خاصانِ خدا کی ہے۔ حق بمن بنمود۔ شاہ، عارف کامل تھا اور خاصانِ خدا میں سے تھا۔ تو نشانے دہ۔ تو اپنے عمل کی صورت بتا میں سمجھ لوں گا کہ وہ اچھا ہے یا برا۔

گفت اپس از گفتِ من مقصود چیست | چوں تو میدانی کہ آں چہ بود چیست
اس (غلام) نے کہا پھر میرے کہنے کا کیا فائدہ ہے؟ | جبکہ آپ جانتے ہیں کہ جو (عمل) تھا وہ کیسا ہے
گفت شہ حکمت دَر اظہارِ جہاں | آنکہ دانستہ بُروں آید عَیاں
شاہ نے فرمایا دنیا کو پیدا کرنے کی حکمت | یہ ہے کہ (اللہ کا) جانا ہوا مشاہدہ میں آجائے
آنچہ می دانست تا پیدا نکرد | بَر جہاں ننہاد رنجِ طلق و دَرد
جبتک (اللہ تعالیٰ نے) اسکو پیدا نہ کردیا جس کو وہ جانتا تھا | دنیا پر دروازہ اور تکلیف کو مسلط نہیں کیا
یک زماں بیکار نتوانی نشست | تابدی یا نیکی از تو نجست
تو تھوڑی دیر (بھی) بیکار نہیں بیٹھ سکتا ہے | جب تک کہ کوئی بدی یا نیکی تجھ سے سرزد نہو
ایں ۲ تقاضا ہائے کار از بہرِ آں | شد مُوکّل تا شوَد سِرّت عَیاں
کام کے یہ تقاضے اس لئے | مسلط ہوئے تاکہ تیرا بھید کھل جائے
ورنہ کے گیرد کلابہ تن قرار | چوں ضمیرت می کشد اورا بکار
ورنہ (یہ کیوں ہے کہ) بدن کا چرخہ کب قرار پکڑتا ہے؟ | چونکہ تیرا دل اس کو کام کی طرف کھینچتا ہے
پس کلابہ تن کجا ساکن شود | چوں سرِ رشتہ ضمیرش می کشد
جسم کا چرخہ کہاں ٹھہرتا ہے؟ | جبکہ دل کا دھاگا اس کو چلاتا ہے
تاسہ ۳ تو شد نشانِ آں کشش | بر تو بیکاری بُوَد چوں جاں کنش
اس کشش کی علامت تیری بے چینی ہے | بیکاری تیرے لئے جان کنی ہے
تاسۂ تو آں کشش راشد نشاں | ہست بیکاری چو جاں کندن عیاں
تیری بے قراری اس کشش کی علامت ہے | ظاہر ہے کہ بیکاری جان کنی کی طرح ہے
ایں جہان و آں جہاں زاید ابد | ہر سبب مادر اثر ازوے ولد
یہ جہاں اور وہ جہاں ہمیشہ (نتائج) پیدا کرتا ہے | ہر سبب ماں ہے مسبب اس کا بچہ ہے
چوں اثر زائید آں ہم شد سبب | تا بزاید زد اثر ہائے عجب
جب مسبب پیدا ہوا وہ بھی سبب بن گیا | یہاں تک کہ اس نے عجب مسببات پیدا کئے
ایں سببہا نسل بر نسل ست لیک | دیدۂ باید منوّر نیک نیک
یہ اسباب نسل در نسل ہیں لیکن | بہت روشن آنکھ چاہئے



۱۔ گفت۔ غلام نے کہا کہ جب آپ کا کشف اس قدر بڑھا ہوا ہے تو مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں۔ گفت شہ۔ سنت اللہ یہی ہے کہ وہ زبان سے کہلواتا ہے۔ ورنہ اس کے علم میں سب کچھ ہے اسی لئے اس نے عالم کو بنایا ہے اور پھر اس کو عالم تکلیف قرار دیا ہے۔ یک زماں۔ انسان بیکار نہیں بیٹھ سکتا لامحالہ اچھا یا برا کام کرتا ہے۔

۲۔ ایں تقاضائے کار۔ انسان کو کام پر اسی لئے مجبور کیا ہے تاکہ اس کی پوشیدہ نیکی اور بدی وجود اور مشاہدہ میں آجائے ورنہ۔ یعنی اگر تجھے یہ تسلیم نہیں ہے کہ پوشیدہ برائی بھلائی کو عالم وجود میں لاتا تھا تو یہ بتا کہ انسانی بدن کا چرخہ ہر وقت کیوں گھومتا ہے اور اس کو قرار کیوں نہیں ہے۔ کلابہ۔ چرخہ آنی۔

۳۔ تاسہ۔ بے چینی، بیکاری میں انسان کی بے چینی اس کی دلیل ہے کہ اس کا قلبی تقاضا ہے کہ وہ عمل کرے۔ جاں کنش۔ جاں کنی۔ ایں جہاں۔ دنیا کو عالم اسباب بنایا اور ہر سبب کا ایک نتیجہ اور اثر متعین کیا جو اس سے وجود میں آجاتا ہے یہ سب اسی لئے ہے کہ اللہ کو اپنی معلومات کا خارجی وجود پیدا کرنا تھا۔ چوں۔ اثر۔ ایک سبب کی وجہ سے ایک مسبب وجود میں آتا ہے۔ پھر وہ مسبب سبب بن کر کسی دوسرے مسبب کو موجود کر دیتا ہے۔ باپ سبب بنا بیٹے کے وجود کا اور بیٹا مسبب ہوا۔ پھر یہ بیٹا سبب بن گیا پوتے کے وجود کا یہی سلسلہ نسل در نسل چلتا ہے۔

شاہ با او در سخن اینجا رسید ‏ تابدید از وے نشانے یا ندید

بادشاہ اس کے ساتھ گفتگو میں یہاں تک پہنچا ‏ (نہ معلوم) اس (غلام کے عمل) کا کوئی نشان دیکھا یا نہیں دیکھا

گر بدید آں شاہِ جو یا دُور نیست ‏ لیک ما زاذکر آں دستور نیست

اگر میں جستجو کرنیوالے بادشاہ نے دیکھ لیا ہو تو بعید نہیں ‏ لیکن اس کا ذکر کرنا ہمارا شیوہ نہیں ہے

چوں زگرمابہ بیامد آں غلام ‏ سوئے خویشش خواند آں شاہِ ہُمام

جب وہ غلام حمام سے آیا ‏ تو ملک معظم نے اس کو اپنی طرف بلایا

بازپرسیدن حالِ آں غلام

پھر اس غلام کی حالت پوچھنا

گفت صَحا ۲ لک نعیمٌ دائم ‏ بس لطیفی و ظریف و خو برو

اس (بادشاہ) نے کہا خدا کرے تو تندرست رہے (اور تیرے لئے) دائمی نعمت ہو ‏ تو بہت پاکیزہ اور خوش طبع اور خوبصورت ہے

پس سوئے کارے فرستاد آں دگر ‏ تا ازیں دیگر شود او با خبر

پھر اس دوسرے (غلام) کو ایک کام کیلئے بھیج دیا ‏ تاکہ اس دوسرے سے وہ باخبر رہے

پیش بنشاندش بصد لُطف و کرم ‏ بعد ازاں گفت اے چو ماہ اندر ظلم

بڑی مہربانی اور کرم سے اس کو سامنے بٹھایا ‏ اس کے بعد کہا اے تاریکی کے چاند جیسے!

ماہ روئی جعد موئی مُشکبو ‏ نیک خُوئی نیک خُوئی نیک خُو

تیرا چاند جیسا مکھڑا ہے تو گھنگریالے بال والا ہے مشک کی سی خوشبو والا ہے ‏ تو نیک خو ہے، تو نیک خو ہے نیک خو ہے

اے دریغا گر نبودے در تو آں ‏ کہ ہمی گوید برائے تو فلاں

ہائے افسوس! اگر تجھ میں وہ باتیں نہ ہوتیں ‏ جو فلاں نے تیرے بارے میں کہی ہیں

شاد گشتے ہر کہ رویت دیدیئے ‏ دیدنت مُلکِ جہاں ارزیدیئے

جو بھی تیرا چہرہ دیکھتا خوش ہوتا ‏ تیرا دیکھنا دنیا کی سلطنت کی قیمت کا ہوتا

گفت رمزے ۳ زاں بگوا اے بادشاہ ‏ کز برائے من چہ گفت آں دیں تباہ

اس (غلام) نے کہا اے شاہ! اسمیں سے کچھ بتائیے ‏ اس بے ایمان نے میرے بارے میں کیا کہا ہے؟

گفت اوّل وصفِ دو روئیت کرد ‏ کاشکارا تو دوائی خفیہ درد

اس شاہ نے کہا پہلے تو اسنے تیرے دورخ ہونے کی بات کی ‏ کہ بظاہر تو دوا ہے، بباطن درد ہے

خُبث یارش راچو از شہ گوش کرد ‏ در زماں دریائے خشمش جوش کرد

جب اسنے بادشاہ سے اپنے دوست کی خباثت سنی ‏ فوراً ہی اس کے غصہ کا دریا جوش میں آگیا

---

۱ شاہ با او ۔ غلام اور بادشاہ کی گفتگو یہاں تک ہوئی کہ بادشاہ نے غلام کے اعمال کی صورتیں دیکھنے کا ذکر کیا اسنے صورتیں دیکھیں یا نہیں دیکھیں یہ بات ضرورت سے زیادہ ہے لہٰذا ہم اس کا ذکر مناسب نہیں سمجھتے ہیں۔ دور نیست ۔ چونکہ بادشاہ عارف کامل تھا لہٰذا وہ بذریعہ کشف دیکھ بھی سکتا تھا۔ گرماب۔ حمام۔ ہُمام۔ معظم۔

۲ صحا ۔ لصح صحا جملہ دعائیہ ہے خدا تجھے تندرست رکھے۔ لک نعیم دائم ۔ یہ بھی جملہ دعائیہ ہے خدا کرے تجھے باقی رہنے والی نعمت حاصل ہو۔ لطیف ۔ پاکیزہ۔ ظریف ۔ خوش مزاج آں دگر ۔ گندہ دہن غلام ازیں ۔ وہ غلام جو نہا کر آیا تھا۔ ماہ اندر ظلم ۔ چاند کا حسن رات کی تاریکی میں ہی نمایاں ہوتا ہے دن میں اس کی قدر و قیمت نہیں ہے۔ جعد مو ۔ گھنگریالے بال۔ فلاں ۔ یعنی گندہ دہن ۔ غلام۔ دیدے ۔ دیدے ماضی تمنائی ہے اس میں ایک یا زیادہ لگادی گئی ہے۔

۳ رمزے ۔ اشارہ۔ دیں تباہ ۔ بے دین، فاسق۔ دو روئی ۔ دوغلہ پن، منافقت۔ کاشکارا ۔ کہ آشکارا دوائی ۔ دوا ہستی۔ خُبث ۔ بد باطنی۔ گوش کرد ۔ سنا۔ در زماں ۔ فوراً

کف ابر آورد آں غلام و سرخ گشت　　تا کہ موجِ ہجوِ اواز حد گذشت
وہ غلام منہ میں جھاگ بھر لایا اور سرخ ہو گیا　　یہاں تک کہ مذمت کرنے کا جذبہ سے حد سے گزر گیا

کوز اوّل دم کہ با من یار بود　　ہمچو سگ در قحط سرگیں خوار بود
کہ وہ شروع ہی سے جب سے کہ میرا دوست تھا　　قحط میں کتے کی طرح گوبر کھانے والا تھا

چوں دمادم کرد ہجوش چوں جرس　　دست برلب زد شہنشاہش کہ بس
جب اس نے اس کی گھنٹے کی طرح دمادم مذمت کی　　شہنشاہ نے اس کے ہونٹ پر ہاتھ رکھ دیا کہ بس

گفت دانستم ترا ازوے بداں　　از تو جاں گندست از یارت دہاں
اس (بادشاہ) نے فرمایا میں تجھے اور اسے سمجھ گیا، سمجھ لے　　تیری روح گندی ہے اور اس کا منہ گندہ ہے

پس نشیں اے گندہ[۲] جاں از دور تو　　تا امیر اُو باشد و مامور تو
بس اے گندہ روح! تو دور بیٹھ　　تا کہ وہ حاکم بنے اور تو محکوم (بنے)

بہرِ ایں گفتند اکابر در جہاں　　رَاحَةُ الْاِنْسَانِ فِیْ حِفْظِ اللِّسَانْ
اسی لئے دنیا بھر کے بزرگوں نے کہا ہے　　انسان کی راحت زبان کی حفاظت میں ہے

در حدیث آمد کہ تسبیح از ریا　　ہمچو سبزہ گولخن داں اے کیا
حدیث (شریف) میں آیا ہے کہ ریا کاری کیساتھ تسبیح　　اے عقلمند! کوڑی کا سبزہ سمجھ

پس بداں کہ صورتِ خوبِ نکو　　با خصالِ بد نیرزد یک تسو
پس سمجھ لے بھلی، اچھی صورت　　بری عادتوں کے ہوتے ہوئے چار جو کے لائق نہیں ہے

ور بُود[۳] صورت حقیر و ناپذیر　　چوں بود خلقش نکو در پاش میر
اگر صورت حقیر اور نہ بھانے والی ہو　　جب اس کے اخلاق اچھے ہوں تو اسکے قدموں میں جان دیدے

صورتِ ظاہر فنا گردد بداں　　عالمِ معنیٰ بماند جاوداں
سمجھ لے ظاہری صورت فنا ہو جائے گی　　باطن کا عالم ہمیشہ (باقی) رہے گا

چند باشی عاشقِ صورت بگو　　طالبِ معنیٰ شود معنیٰ بجو
بتاہ صورت کا عاشق کب تک (بنا) رہے گا؟　　سیرت کا طلبگار بن اور باطن کی تلاش کر۔

چند بازی عشق با نقشِ سبُو　　بگذر از نقشِ سبوو آبِ جُو
ٹھلیا کے نقش سے عشق بازی کب تک؟　　ٹھلیا کے نقش (و نگار) کو چھوڑ اور پانی تلاش کر

صورتش دیدی ز معنیٰ غافلی　　از صَدف دُر را گزیں گر عاقلی
تو نے اس کی صورت دیکھی اس کی سیرت سے غافل ہے　　سیپ میں سے موتی چن اگر تو عقلمند کا ہے

---

۱ کف۔ جھاگ۔ ہجو۔ مذمت۔ ہمچو۔ کتا خود ذلیل جانور ہے اور اس کی دنائت ہے کہ بھوک میں نہ کھانے کی چیز کھا جاتا ہے۔ دمادم۔ دم بدم۔ جرس۔ گھنٹا۔ اس کی آواز مسلسل ہوتی ہے۔ لب۔ ہونٹ، یعنی خود اپنے ہونٹ پر یا غلام کے ہونٹ پر۔ دانستم۔ یعنی میں تیرے اور اس کے فرق کو جان گیا۔ بداں۔ دانستن۔ کا صیغۂ امر ہے۔ دہان۔ وہ گندہ دہن تھا۔

۲ گندہ جاں۔ گندی روح والے۔ ازدور۔ ازیادہ ہے۔ رحۃ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے۔ مَنْ سَکَتَ نَجٰی وَرَحۃُ الْاِنْسَانِ فِیْ حِفْظِ اللِّسَانِ جو خاموش رہا، بچا اور انسان کی راحت زبان کی نگہداشت میں ہے۔" در حدیث۔ خلاصہ یہ ہے کہ اصل خوبی باطن کی ہے حسن صورت معتبر نہیں ہے۔ گولخن۔ گلخن۔ آگ کی بھٹی، کوڑی۔ پس۔ خوبصورت چونکہ بدسیرت تھا لہٰذا اس کی کوئی قیمت نہ تھی۔

۳ ور بود۔ صورت کی نہیں جو سیرت کی قدر والی ہونی چاہیے۔ در پاش۔ دپائے او۔ صورت۔ جسم خاک میں مل جاتا ہے۔ اچھے اخلاق دنیا میں باقی رہتے ہیں۔ معنی سیرت اخلاق حقیقت۔ نقش سبو۔ یعنی ظاہر آب۔ یعنی سیرت اور باطن از صدف در۔ سیپ ظاہر ہے۔ موتی باطن ہے۔

این صَدفہائے قوالبِ دَر جہاں — گرچہ جملہ زندہ انداز بحرِ[۱] جاں

جسموں کے یہ سیپ، دنیا میں — اگرچہ سب جان کے سمندر (اللہ تعالیٰ) سے زندہ ہیں

لیک اندر ہر صَدف نُبوَد گہر — چشم بکشا در دلِ ہریک نگر

لیکن ہر سیپ میں موتی نہیں ہوتا ہے — آنکھ کھول اور ہر ایک کے اندر دیکھ لے

کانچہ دارد ویں چہ داردمی گزیں — زانکہ کم یاب ست آں درِ ثمیں

اس میں کیا ہے، اس میں کیا ہے، چُن — کیونکہ قیمتی موتی نایاب ہے

گر بصورت می روی کو ہے بشکل — در بزرگی ہست صد چنداں کہ لعل

اگر تو صورت پر جاتا ہے تو پہاڑ شکل میں — بڑائی میں لعل سے کئی سو گناہ زیادہ ہے

ہم بصور دست و پا وپشم تو — ہَست صد چنداں کہ نقشِ چشمِ تو

نیز تیرے ہاتھ اور پیر اور بال — تیری آنکھوں کے وجود سے کئی سو گنا بڑے ہیں

لیک پوشیدہ نباشد بر تو ایں — کز ہمہ اعضا دو چشم آمد گزیں

لیکن یہ تجھ سے پوشیدہ نہ رہے — کہ تمام اعضاء میں دو آنکھیں فائق ہیں

از یک اندیشہ[۲] کہ آید در دروں — صَد جہاں گردد بیک دَم سَرنگوں

ایک خیال جو دل میں آتا ہے اس سے — سو جہان فوراً اوندھے ہو جاتے ہیں

جسمِ سُلطاں گر بصورت یک بُود — صَد ہزاراں لشکرش درپے دَوَد

بادشاہ کا جسم اگرچہ بظاہر ایک ہوتا ہے — لیکن اس کے پیچھے ہزاروں کا لشکر دوڑتا ہے

باز شکل و صورتِ شاہِ صفی — ہست محکوم یکے فکر خفی

پھر (اس) منتخب بادشاہ کی صورت — ایک مخفی خیال کے تابع ہے

خلقِ بے پایاں زیک اندیشہ[۳] بیں — گشتہ چوں سیلے روانہ بر زمیں

دیکھ (اللہ تعالیٰ) ایک راہ سے لا انتہا مخلوق — زمین پر بہاؤ کی طرح روانہ ہو گئی ہے

ہست آں اندیشہ پیشِ خلق خُرد — لیک چوں سیلے جہانرا خوردو بُرد

اگرچہ وہ ارادہ لوگوں کی رائے میں چھوٹا ہے — لیکن بہاؤ کی طرح اس نے دنیا کو خورد برد کر دیا

خَلقِ عالَم چوں رَمہ ست وحق شباں — میدواند جملہ را روز و شباں

دنیا والے ریوڑ کی طرح ہیں اور اللہ تعالیٰ چرواہا — شب و روز سب کو دوڑا رہا ہے



[۱] بحرِ جاں۔ جان کا سمندر یعنی ذاتِ حق تعالیٰ بعض نسخوں میں از بہر جاں ہے تو ترجمہ ہوگا جان کی حفاظت کیلئے لیک۔ ہر انسان میں روح ہے لیکن ہر روح پاکیزہ نہیں ہے۔ کانچہ۔ ہر روح میں خوبیاں نہیں ہیں جسمیں خوبیاں ہوں اس کو پسند کرو۔ دُرِّ ثمین۔ قیمتی موتی۔ گر بصورت۔ جسم کی بڑائی اور خوبی کوئی چیز نہیں ورنہ پہاڑ لعل سے افضل ہوتا۔ ہم بصورت انسان کا باقی بدن اس کی آنکھوں سے چند گنا ہے لیکن شرافت آنکھوں کو حاصل ہے۔ گزیں۔ برگزیدہ۔

[۲] اندیشہ۔ فکر و خیال بھی ایک معنوی چیز ہے جو صد جہاں (ظاہر) کو زیروزبر کرڈالتا ہے ایک شاہی ارادہ خیال سے سینکڑوں ملک تباہ ہو جاتے ہیں۔ جسم سلطان۔ بادشاہ کا ایک جسم لشکریوں کے ہزاروں جسموں پر حکمران محض اپنی باطنی خوبیوں کی وجہ سے ہے۔ باز۔ پھر بھی حکمراں کا جسم اس کے خیال اور فکر کا فرمانبردار ہے۔ تو فضیلت کا مدار معنی اور باطن پر ہے۔

[۳] اندیشہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا ارادہ قرآنِ پاک میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بات کا ارادہ فرماتے ہیں تو کلمہ کن سے وہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اندیشہ۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو تباہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو فوراً تباہ ہو جاتی ہے۔ رمہ۔ ریوڑ۔ شباں۔ چرواہا۔ شباں۔ خلافِ قیاس شب کی جمع ہے۔

پس ۱؎ چو می بنی کہ از اندیشۂ	قائم ست اندر جہاں ہر پیشۂ
پس جب تو دیکھے کہ ایک ارادہ سے	ہر چیز دنیا میں قائم ہے
خانہاؤ قصر ہاؤ شہر ہا	کوہ ہاؤ دشتہاؤ نہرہا
مکانات ، محلات اور شہر	پہاڑ اور جنگل اور نہریں
ہم زمین و بحر ہم مہر و فلک	زندہ از وے ہمچو از دریا سمک
زمین اور دریا بھی، سورج اور آسمان بھی	اسی کی وجہ سے زندہ ہیں جیسا کہ مچھلی دریا سے
پس چرا از ابلہی پیشِ تو کور	تن سلیمانؑ ست و اندیشہ چو مور
تو تجھ اندھے کے سامنے حماقت سے	جسم سلیمانؑ ہے اور ارادہ چیونٹی جیسا
می نماید پیشِ چشمت کُہ بزرگ	ہست اندیشہ چو میش و کوہ گرگ
تیری نگاہ کے سامنے پہاڑ بڑا ہے	ارادہ بھیڑ کی مانند ہے اور پہاڑ بھیڑیا
عالم ۲؎ اندر چشمِ تو ہول و عظیم	زابر و برق و رعد داری لرز و بیم
جہاں تیری نظر میں خوفناک اور بڑا ہے	ابر، بجلی اور کڑک سے تو لرزتا اور ڈرتا ہے
وز جہانِ فکرتی اے کم زِ خر	ایمن و غافل چو سنگِ بے خبر
اور اے گدھے سے کم (عقل)! تو عالم فکر سے	بے علم پتھر کی طرح غافل اور مطمئن ہے
زانکہ نقشی وز خرد بے بہرۂ	آدمی خو نیستی خر کُرّۂ
کیونکہ تو ایک تصویر ہے اور عقل سے بیگانہ ہے	تو آدمی خصلت نہیں ہے گدھے کا بچہ ہے
جہلِ محضی وز خرد بیگانۂ	بُو نداری از خدا دیوانۂ
تو خالص جہل ہے اور عقل سے بیگانہ ہے	خدا کی تجھ میں بو بھی نہیں ہے تو پاگل ہے
سایہ را تو شخص می بینی زِ جہل	شخص ازاں شد نزدِ تو بازی و سہل
نادانی سے تو سایہ کو وجود سمجھتا ہے	اسی لئے وجود تیرے نزدیک کھیل اور بے وقعت ہے
بنگ زغیبت ۳؎ یک نمودار آتش ست	کز لطافت چوں ہوائے دلکش ست
دیکھ آگ عالم غیب کا ایک نمونہ ہے	جو لطافت میں دلکش ہوا کی طرح ہے
تا بجسمے در نمی پیچیدہ کثیف	آگہی نبود بصر را زاں لطیف
جب تک کسی کثیف جسم میں نہ لگے	اس لطیف کا آنکھ کو پتہ نہیں چلتا ہے



۱؎ پس چو می بنی۔ تو غور کریگا تو دنیا کی تمام کائنات اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے قائم ہے اور تمام چیزوں کی بقا اللہ کے ارادے سے وابستہ ہے جس طرح مچھلی کی زندگی دریا سے وابستہ ہے۔ پس چرا۔ جبکہ اتنی مثالوں سے یہ سمجھا دیا گیا کہ اصل خوبی باطن کی ہے نہ کہ ظاہر کی تو جسم کو حضرت سلیمانؑ جیسا اور فکر و خیال کو چیونٹی جیسا سمجھنا حماقت اور بے وقوفی ہے۔ کُہ۔ کوہ کا مخفف ہے یعنی جسم کی بڑائی کی وجہ سے پہاڑ کی عظمت کا خیال حماقت ہے۔ اندیشہ۔ خیال اور ارادہ کو بکری اور پہاڑ کو بھیڑیا سمجھنا غلطی ہے۔

۲؎ عالم۔ تو اجسام سے ڈرتا ہے ابر بجلی اور کڑک کی تباہی سے خوفزدہ ہے۔ وز جہانِ فکر۔ فکر اور خیال سے جو تباہیاں آتی ہیں اس سے بے خبر اور مطمئن ہے۔ نقشی۔ تو تصویر ہے جو عقل سے کوری ہوتی ہے آدمی خو۔ انسان کی فضیلت عقل و خرد اور فکر کی وجہ سے ہے جو معرفت حق پیدا کرتی ہے۔ سایہ۔ تو نے غیر مقصود کو مقصود اور مقصود کو غیر مقصود بنا رکھا ہے۔

۳؎ زغیبت۔ انسان غیر مقصود کو مقصود اسلئے بناتا ہے کہ حقیقت میں نظر سے محروم ہوتا ہے لیکن ایک وقت وہ آئے گا جب صحیح حقیقت سامنے آ جائیگی غائب از نظر حقیقت کو آگ کی مثال سے سمجھایا ہے۔ آگ ایک لطیف عنصر ہے جو نظروں سے غائب ہے نظر جب آتی ہے جب وہ کسی کثیف جسم میں لگ جاتی ہے۔

بازا فزون ست ہنگامِ اثر پھر تاخیر کے وقت وہ بڑھی ہوئی ہے	از ہزاراں ۱؎ تیشہٗ و تیغ و تبر ہزاروں تیشوں اور تلواروں اور تبر سے
باش تاروزیکہ آں فکرو خیال اس دن تک ٹھہر جبکہ وہ فکر اور خیال	بر کشاید بے حجابے پرّو بال کھلم کھلا بال و پر نکالے
کو ہہا ۲؎ بنیی شدہ چوں پشم نرم تو پہاڑوں کو نرم اون کی طرح دیکھے گا	نیست گشتہ ایں زمینِ سردو گرم یہ سرد و گرم زمین نابود ہو جائے گی
نے سَما بینی نے اختر نے وجود تو نہ آسمان دیکھے گا نہ ستارے نہ وجود	جُز خدائے واحد حی وَ دُود ایک خداء حی اور ودود کے علاوہ
یک فسانہ راست آید یا دروغ ایک قصہ خواہ سچا ہو یا جھوٹا (ذکر کیا جاتا ہے)	تا دہد مر راستیہارا فروغ تاکہ وہ سچائیوں کو فروغ دے

حَسد کردنِ حشم بر غلام خاص
غلاموں کا مخصوص غلام پر حسد کرنا

پادشا ہے بندہٗ را از کَرَم ایک بادشاہ نے کرم کر کے ایک غلام کو	بر گزیدہ بود بر جُملہ حشم تمام غلاموں میں سے پسند کر لیا تھا
جا مگی او وظیفہ چل امیر اس کی تنخواہ چالیس سرداروں کی تنخواہ (کی برابر) تھی	دَہ یکے قدرش ندیدہ صد وزیر سو وزیروں نے بھی اس کے مرتبہ کا دسواں حصہ نہ دیکھا تھا
از کمالِ طالع ۳؎ و اقبال و بخت بخت اور اقبال اور نصیب کے کمال کی وجہ سے	اُو ایازے بود و شہ محمودِ وقت وہ ایاز تھا اور بادشاہ محمودِ دوراں (تھا)
روحِ اُو باروحِ شہ دراصل خویش اس کی روح شاہ کی روح کے ساتھ اپنی اصل میں	پیش ازیں تن بودہ ہم پیوند وخویش اس جسم سے پہلے جڑی ہوئی اور یگانہ تھی
کارآں دارد کہ پیش از تن بدست (اصل) معاملہ وہی ہے جو جسم سے پہلے ہوا ہے	بگذر از اینہا کہ نو حادث شدست ان (تعلقات) کو چھوڑ کہ یہ نئے پیدا ہوئے ہیں
چشم عارف راست گو نے احول ست عارف کی آنکھ ٹھیک دکھانے والی ہے نہ کہ بھینگی	چشم او بر کِشتہائے اوّل ست اس کی نظر پہلی کھیتوں پر ہے



۱؎ از ہزاراں۔ آگ جنگلوں کو اس وجہ تباہ کر دیتی ہے کہ ہزاروں تیغ و تبر بھی اس کو اس قدر تباہ نہیں کر سکتے ہیں۔ باش۔ ارادۂ الٰہی جو نظروں سے مخفی ہے اس کی تاثیرات بھی ایک دن ظاہر ہونگی۔

۲؎ کوہہا۔ ارادۂ الٰہی سے قیامت کے دن بڑے سے بڑا وجود حقیر اور لاشی ہو جائیگا۔ پشم۔ اُون۔ سَما۔ آسمان۔ حی۔ زندہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے ودود۔ محبت کرنے والا، اللہ تعالیٰ کا نام ہے فسانہ۔ انسان اللہ تعالیٰ کے غیبی ارادہ سے غافل ہے اس قصہ کے ضمن میں بھی اسی امر کو واضح کیا ہے کہ دوسرے غلام شاہ کے فکر اور ارادہ سے غافل تھے یہی حسد کی وجہ ہوتی ہے۔ جامگی۔ وظیفہ تنخواہ۔ راتب۔ وظیفہ روزینہ۔ چل۔ چہل، چالیس۔ دہ یک۔ ایک بٹا دس، دسواں حصہ۔

۳؎ طالع۔ ستارۂ قسمت۔ بخت۔ نصیب۔ ایاز سلطان محمود غزنوی کا محبوب غلام تھا۔ دونوں کا باہمی تعلق ضرب المثل ہے۔ سلطان محمود کی وفات ۴۲۱ھ میں ہوئی اور غزنی میں دفن ہوئے۔ اصل۔ یعنی علم الٰہی یا عالم روح کار آں دارد۔ اہمیت انہی باتوں کی ہے جو جسم عنصری کے قبل پیش آئی ہیں۔ اینہا۔ جو معاملات عالم اجسام میں پیش آتے ہیں۔ نو حادث۔ تازہ وقوع میں آنے والا۔ عارف۔ وہ جس کو معرفت خداوندی حاصل ہو گئی ہے۔ چشم راست گو۔ صحیح دکھانے والی آنکھ۔ اَحول۔ بھینگا جس کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ کشتہائے اوّل۔ تقدیر ازلی۔

انچہ گندم[1] کاشتندش وانچہ جَو　　چشمِ اُو آنجاست روز و شب گرِو
جو انہوں نے گیہوں بویا ہے اور جو　　اس کی نظر شب و روز اس طرف لگی ہے

آنچہ آبست ست شب جُز آں نزاد　　حیلہا و مکر ہا جُملہ ست باد
رات جس سے حاملہ بنی ہے اس کے سوا نہیں جنا　　حیلے اور تدبیریں سب بیکار ہیں

کے شود دل خوش بحیلتہائے گش　　آنکہ بیند حیلہ حق بر سرش
چالو حیلوں سے وہ شخص کب دل خوش ہوتا ہے　　جو اللہ تعالیٰ کی تدبیر کو اپنے سر پر (مسلط) دیکھتا ہے

او درونِ دام[2] و دامے می نہد　　جانِ تو نے آں جہد نے ایں جہد
وہ جال میں ہے اور ایک جال اور بچھاتا ہے　　تیری جان کی قسم نہ اس سے نکلتا ہے نہ اس سے نکلتا ہے

گر بروید ور بریزد صَد گیاہ　　عاقبت بر رویدآں کشتہ اِلٰہ
اگر سینکڑوں گھاسیں اگیں یا اگائے　　انجام کار اللہ (تعالیٰ) کا بویا ہوا اُگے گا

کِشت نو کارید بر کشتِ نخست　　ایں دوم فانیست واں اوّل درست
پرانی کھیتی پر تو نے نئی کھیتی بو دی　　دوسری فنا ہونے والی ہے، پہلی ٹھیک ہے

تخمِ اوّل کامل و بگزیدہ است　　تخمِ ثانی فاسد و بوسیدہ است
پہلا بیج مکمل اور منتخب ہے　　دوسرا بیج خراب اور سڑا ہوا ہے

افگن[3] ایں تدبیرِ خود را پیشِ دوست　　گرچہ تدبیرت ہم از تدبیرِ اوست
اپنی اس تدبیر کو دوست کے سامنے ڈالدے　　اگرچہ تیری تدبیر بھی اسی کی تدبیر کی وجہ سے ہے

کار آں دارد کہ حق افراشت ست　　آخر آں روید کہ اوّل کاشت ست
اہم کام وہی ہے جو خدا نے قائم کیا ہے　　آخر میں وہی اُگے گا جو پہلے بویا ہے

ہرچہ کاری از برائے اُو بکار　　چوں اسیرِ دوستی اے دوستدار
جو بوئے اس کے لئے بو　　اے دوست! جبکہ تو دوست کا پابند ہے

گِردِ نفس دُزدو کارِ اُو مپیچ　　ہرچہ آں نے کارِ حق ہیچست و پیچ
چور نفس کے گرد اور اس کے کام میں نہ لگ　　جو اللہ (تعالیٰ) کا کام نہیں ہے وہ ہیچ در ہیچ ہے

پیش ازاں کہ روزِ دیں پیدا شود　　نزدِ مالک دُز دِشب رُسوا شود
اس سے قبل کہ قیامت کا دن ظاہر ہو　　مالک کے سامنے رات کا چور رسوا ہو

رختِ دُزدیدہ بتدبیرو فنش　　ماندہ روزِ داوری در گردنش
تدبیر اور اس کے ہنر سے چرایا ہوا مال　　انصاف کے دن اس کی گردن پر ہو گا

---

[1] گندم۔ یعنی اعلیٰ افعال۔ کاشتند۔ کارکنانِ قضاوقدر نے جو لکھ دیا ہے۔ جو۔ یعنی گھٹیا اعمال۔ شب۔ یعنی جو مقدر میں مکتوب ہے وہی سامنے آئیگا۔ گش۔ خوب۔ حیلۂ حق۔ اللہ کی قدرت۔

[2] دام۔ یعنی تقدیر الٰہی کا جال دامے۔ یعنی اپنی تدبیر کا جال۔ صد گیاہ۔ یعنی سینکڑوں تدبیریں۔ کِشتۂ الٰہ۔ یعنی جو خدا نے مقدر کر دیا ہے۔ کشت نو۔ یعنی تدبیر۔ کشت نخست۔ یعنی تقدیر۔ این دوم۔ یعنی تدبیر۔ تخم اوّل۔ تقدیر کے تدبیر پر غلبہ کی توجہ ہے۔

[3] افگن۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ تقدیر تدبیر پر غالب ہے تو معاملہ تقدیر کے سپرد کر دینا چاہیے۔ ہرچہ کاری۔ جب خدا سے دوستی کا دعویٰ ہے تو اس کی شریعت پر عمل کرنا چاہئے۔ اور اس کے لئے مخلصانہ عمل کرنا چاہیے۔ نفس۔ یعنی امارہ نفس۔ ہرچہ۔ نفس امارہ کے کام اللہ کی مرضی کے مطابق نہیں ہیں۔ پیش ازاں۔ قیامت کے دن شیطانی کاموں سے علیحدگی بے معنی بات ہوگی۔ داوری۔ دادوری، منصفی۔

صد ہزاراں ۱ عقل باہم بر جہند | تا بغیر دامِ اُو دامے نہند
لاکھوں عقلیں مل کر کوشش کرتی ہیں | تاکہ اس کے (تقدیر کے) جال کے سوا کوئی (تدبیر کا) جال بچھائیں

دامِ خود را سخت تریا بند وبس | کے نماید قوّتے با باد خس
اپنی (تقدیر کے) جال کو اور سخت پاتے ہیں اور بس | تنکا، آندھی کے مقابلے میں کیا طاقت دکھائے؟

ور نداری باور از من رَدّ بیں | در نُبے وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن
اگر میری بات کا تجھے یقین نہیں ہے، جا دیکھ | قرآن میں ہے اور اللہ سب سے اچھا داؤ کرنیوالا ہے

گر تو گوئی ۲ فائدہ ہستی چہ بُوَد | در سوالت فائدہ ہست اے عَنُوْد
اگر تو کہے ہستی (عالم) تدبیر کا کیا فائدہ تھا | اے سرکش! کیا تیرے (اس) سوال میں فائدہ ہے؟

گر ندارد ایں سوالت فائدہ | چہ شنوم ایں را عبث بے عائدہ
اگر تیرے اس سوال میں فائدہ نہیں ہے | (تو) میں اس کو بیکار بے نتیجہ کیوں سنوں؟

در سوالت فائدہ دارد یقیں | پس جہاں بے فائدہ نَبوَد بیں
اگر تیرے سوال میں یقیناً فائدہ ہے | تو غور کر عالم (تدبیر) بے فائدہ نہ ہو گا

از سوالت ار بود بس فائدہ | چوں نجوید در جہاں کس فائدہ
اگر تیرے سوال سے بہت سے فائدے ہیں | تو عالم (تدبیروں میں کوئی شخص فائدہ کیوں نہ تلاش کریگا؟

ور سوالت را بسے فائید ہاست | پس جہاں بے فائدہ آخر چراست
اگر تیرے سوال میں بہت سے فائدے ہیں | تو عالم (تدبیر) آخر بے فائدہ کیوں ہے؟

در جہاں ۳ از یک جہت بے فائدہ است | از جہت ہائے دگر پر عائدہ است
اگر عالم (تدبیر) ایک اختیار سے بے فائدہ ہے | دوسری جہتوں سے فائدہ سے پُر ہے

فائدہ تو گر مرا فائیدہ نیست | مر ترا چوں فائدہ است از وے مایست
اگر تیرا فائدہ میرا فائدہ نہیں ہے | چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اس سے باز نہ رہ

فائدہ تو گر مرا نَبوَد مُفید | چوں ترا شد فائدہ گیر اے مُرید
اگر تیرا فائدہ میرے لئے مفید نہیں ہے | چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اے مرید! تو اسے اختیار کر

ور منم زاں فائدہ حُر ابن حُر | مر تُرا چوں فائدہ اَست از وے مپر
اگر میں اس فائدہ سے آزاد ہوں | چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اس سے نہ کٹ

حُسنِ یوسفؑ عالمے را فائدہ | گرچہ بر اخواں عبث بُد زائدہ
یوسفؑ کے حسن میں عالم کا فائدہ تھا | اگرچہ وہ بھائیوں کے لئے بیکار عبث تھا

۱ صد ہزاراں۔ تقدیر کے خلاف عقلاء کی تدبیریں بالکل بیکار ہیں۔ با باد خس۔ باد تقدیر الٰہی ہے اور خس تدبیر عقلاء واللہ۔ تو اچھے داؤ کے بالمقابل ناقص داؤ کیا کر سکتا ہے۔

۲ گر تو گوئی۔ اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تقدیر کے مقابلہ میں تدبیر بیکار ہے تو خدا کا عالم تدبیر کو پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔ در سوالت۔ الزامی جواب ہے کہ تیرے اس اعتراض میں کوئی فائدہ ہے یا نہیں اگر بے فائدہ ہے تو بے فائدہ سوال کے جواب کی ضرورت نہیں ہے اور اگر تیرا سوال مفید ہے اور عبث نہیں تو اللہ کا عالم تدبیر کو پیدا کرنا کیسے بے فائدہ ہو سکتا ہے۔ در سوالت۔ جب ایک انسان کا فعل عبث نہیں تو حکیم و علیم کا فعل کیسے عبث ہو سکتا ہے۔

۳ در جہاں۔ ہر چیز کا ہر حیثیت سے مفید ہونا ضروری نہیں ہے اگر عالم تدبیر بمقابلہ تقدیر بے فائدہ ہے تو اس میں دوسری حیثیت سے بہت سے فائدے ہیں۔ فائدہ تو۔ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ہر چیز ہر شخص کے لئے مفید ہو ایک چیز ایک کے لئے بیکار ہے تو دوسرے کے لئے مفید ہوتی ہے۔ حسن یوسف۔ حضرت یوسفؑ کے حسن کی افادیت سب کے لئے تھی لیکن بھائیوں کے لئے نہ تھی۔

لحنِ ا؎ داؤدی چناں محبُوب بُوَد
داؤدی نغمہ کس قدر محبوب تھا

لیک بر محرُوم نا مطلوب بُود
لیکن محروم (منکر) کے نا پسندیدہ تھا

آبِ نیل از آبِ حیواں بُد فزوں
نیل کا پانی آبِ حیات سے بھی بڑھا ہوا تھا

لیک بر قبطی مُنکر بود خوں
لیکن منکر قبطی (فرعون) پر خون تھا

ہَست بر مومن شہیدی زندگی
مومن کے لئے شہادت زندگی ہے

بر مُنافق مُرد نست وژندگی
منافق کے لئے موت اور تباہی ہے

چیست ۲؎ در عالم بگویک نعمتے
بتا دنیا میں کونسی نعمت ہے؟

کہ نہ محروم اندازوے اُمّتے
کہ اس سے کچھ لوگ محروم نہیں ہیں

گاوٗ وخر را فائدہ چہ در شکر
گدھے اور بیل کے لیے شکر میں کیا فائدہ ہے؟

ہَست ہر جاں را یکے قُوتے دگر
ہر جاندار کی جدا گانہ غذا ہے

لیک گرآں قوت بروے عارضیت
لیکن اگر وہ اس کی عارضی غذا ہے

پس نصیحت کردن اورا ئضی ست
تو نصیحت کرنا اس کو سدھانا ہے

چوں ۳؎ کسے کواز مرض گِل داشت دوست
جب کوئی کسی مرض کی وجہ سے مٹی (کھانا) پسند کرے

گرچہ پندارد کہ آں گِل قُوتِ اوست
اگرچہ وہ سمجھ رہا ہو کہ مٹی اس کی (اصل) غذا ہے

قوت اصلی را فرامش کردہ است
(لیکن) اس نے اصلی غذا کو بھلا دیا ہے

روئے در قُوتِ مرض آوردہ است
بیماری کی غذا کی طرف رخ کر لیا ہے

نوش را بگذاشتہ سَم خوردہ است
شہد کو چھوڑ کر زہر کھالیا ہے

قوت علت ہمچو چوبش کردہ است
بیماری کی غذا نے اس کو لکڑی جیسا بنا دیا ہے

قوت اصلی بشر نورِ خداست
انسان کی اصل غذا خدا کا نور ہے

قُوتِ حیوانی مر اُو رانا سزاست
حیوانی غذا اس کے لئے مناسب نہیں ہے

لیک از علت دریں افتاد دل
لیکن بیماری کیوجہ سے (اس کا) دل اسمیں پڑا ہے

کہ خورد اور وز وشب از آب وگِل
کہ شب و روز وہ پانی مٹی (کی پیداوار) کھائے

روئے زرد و پائے سُست ودل سُبک
چہرہ زرد پیر سُست، اور دل کمزور

کو غذائے والسَّماءِ ذَاتِ الحُبُک
کہاں راستوں والے آسمان کی غذا؟



۱؎ لحن داؤدی۔ حضرت داؤد کا نغمہ پرندوں تک کے لئے مفید تھا لیکن کافروں کے لئے مفید نہ تھا۔ آب نیل۔ دریائے نیل کا پانی مخلوق خدا کیلئے مفید تھا فرعون کے لیئے مہلک بنا۔ شہیدی۔ شہادت مومن کیلئے مفید ہے۔ کافر کیلئے مضر ہے۔

۲؎ چیست۔ دنیا کی ہر نعمت کا یہی حال ہے کہ کچھ انسانوں کیلئے وہ مفید ہے اور محروم انسانوں کے لئے مفید نہیں ہے۔ در شکر۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت ہر ایک کیلئے نہیں پیدا فرمائی ہے، شکر انسانوں کے لئے نعمت اور غذا ہے حیوانوں کیلئے نہیں ہے۔ لیک۔ بعض اصلی غذا کو چھوڑ کر دوسری غذا کے عادی ہو جاتے ہیں۔ تو نصیحت ان کیلئے کارگر ہوتی ہے اور وہ اصل غذا حاصل کرنے لگتے ہیں۔ رائضی۔ گھوڑے کو سدھانا۔

۳؎ چوں کسے۔ بعض لوگ مرض کی حالت میں مٹی کو غذا بنا لیتے ہیں۔ اور اس کو اپنی غذا سمجھتے ہیں۔ نوش۔ اصلی غذا شہد کی طرح مفید ہوتی ہے اور بیماری کی وجہ سے جس چیز کو اس نے غذا سمجھ لیا ہے وہ اس کے لئے مضر اور زہر ہوتی ہے جو اس کو فربہ کرنے کی بجائے لکڑی جیسا خشک بنا دیتی ہے۔ نور خدا نور معرفت خداوندی۔ قوت حیوانی۔ جسمانی لذتیں اور نفسانی شہوتیں۔ از آب و گل۔ یعنی مٹی پانی کی پیداوار، گوشت۔ ترکاریاں پھل وغیرہ۔ روئے زرد۔ یہ غذائیں اس کی روح میں کمزوری علامتیں۔ پیدا کر دیتی ہیں۔ والسَّماءِ ذَاتِ الحُبُک۔ سورۂ والذاریات کی یہ آیت ہے یعنی قسم ہے راستوں والے آسمان کی۔"

آں غذائے خاصگانِ دولت است　　خوردنِ آں بے گلو و آلت است
وہ دربار کے مخصوص لوگوں کی غذا ہے　　اس کا کھانا بغیر حلق اور برتنوں کے ہے

شد غذائے ذفتاب از نورِ عرش　　مر حسوُ و دیورا از دودِ فرش
آفتاب کی غذا عرش کا نور ہے　　حاسد اور شیطان کی (غذا) زمین کا دھواں ہے

در شہیداں یُرْزَقُوْنَ فرمود حق　　آں غذا را نے دہاں بُد نے طبق
اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کے بارے میں یرزقون فرمایا ہے　　اس غذا کے لئے نہ منہ ہے نہ طباق

دل زہر یارے غذائے می خورد　　دل زہر علمے صفائے می برد
دل ہر محبوب (چیز) سے غذا حاصل کرتا ہے　　دل ہر علم سے صفائی حاصل کرتا ہے

صورتِ۲ ہر آدمی چوں کاسہ ایست　　چشم از معنی او حسّاسہ ایست
ہر آدمی کی صورت پیالے کی طرح ہے　　آنکھ اس کے باطن کا ادراک کرنے والی ہے

از لقائے ہر کسے چیزے خوری　　وز قرانِ ہر قریں چیزے بری
تو ہر شخص کی ملاقات سے کچھ حاصل کریگا　　تو ہر ساتھی کے ملنے سے کچھ حاصل کرے گا

چوں ستارہ با ستارہ شد قریں　　لائق ہر دو اثر زاید یقیں
جب ایک ستارہ دوسرے ستارہ سے ملتا ہے　　یقیناً دونوں کے مناسب اثر بڑھتا ہے

از قِران مردوزن زاید بشر　　وز قِرانِ سنگ و آہن ہم شرر
مرد اور عورت کے ملنے سے انسان پیدا ہوتا ہے　　اور پتھر اور لوہے کے ملنے سے چنگاریاں (نکلتی ہیں)

وز قِران خاک با باراںہا　　میوہا و سبزہا ریحانہا
مٹی اور بارشوں کے ملنے سے　　میوے اور سبزے (اور) خوشبودار گھاسیں (پیدا ہوتی ہیں)

وز قِران سبز ہا با آدمی ۳　　دل خوشی و بے غمی و خُرمی
انسان کے ساتھ سبزوں کے جمع ہونے سے　　دل خوشی اور بے غمی اور سرور (پیدا ہوتا ہے)

وز قِرانِ خُرمی با جانِ ما　　می بزاید خوبی و احسانِ ما
ہماری جان کے ساتھ خوشی کے ملنے سے　　خوبی اور کمالات پیدا ہوتے ہیں

قابلِ خوردن شود اجسامِ ما　　چوں برآید از تفرج کامِ ما
ہمارے جسم (کھانا) کھانے کے قابل ہوجاتے ہیں　　جبکہ تفریح سے ہمارا مقصد پورا ہوتا ہے



۱ آں غذا۔ آسمانی غذا اللہ (تعالیٰ) کے مخصوص بندوں کی غذا ہے جس کے کھانے کے لئے عالم ناسوت کے وسائل اور ذرائع کی ضرورت نہیں ہے۔ دودِ فرش۔ عالم ناسوت کی غذا۔ یُرْزَقُوْنَ۔ قرآن پاک میں شہیدوں کیلئے فرمایا گیا ہے "بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ" بلکہ وہ اپنے خدا کے پاس زندہ ہیں جن کو غذا دیجاتی ہے" آں غذا۔ جنت کی یہ غذا بغیر مادی ذرائع اور وسائل کے کھائی جاتی ہے دل۔ س طرح دنیا داروں اور اہل اللہ کی غذا میں اور دنیا اور آخرت کی غذا میں فرق ہے اسی طرح انسان کے مختلف اعضا کی مختلف غذائیں ہیں دل کی غذا، دوست کی ملاقات اور حصول علم ہے۔

۲ صورت۔ چشم۔ بصیرت کی غذا انسان کے باطنی اوصاف ہیں۔ از لقائے۔ ہر چیز ایک دوسرے سے ملکر کچھ نہ کچھ غذا اور قوت حاصل کرتی ہے۔ چوں ستارہ۔ اب مولانا نے چند مثالیں پیش فرمائی ہیں جن سے ثابت کیا ہے کہ ہر چیز دوسری چیز سے مل کر کوئی غذا اور طاقت حاصل کرلیتی ہے قرآن السعدین اور قران النحسین سے ہر ستارہ ایک دوسرے سے تقویت اور غذا حاصل کرلیتا ہے اور تاثیر بڑھ جاتی ہے۔ از قران مردوزن۔ میاں بیوی کی ہمبستری سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وز قران۔ پتھر اور لوہے کو ملا کر رگڑا جائے تو چنگاریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ریحان۔ ہر خوشبودار گھاس۔

۳ آدمی۔ انسان چمنوں کی سیر کرتا ہے تو سرور حاصل ہوتا ہے۔ خرم۔ انسان کو خوشی میسر آتی ہے تو قوائے باطنی میں اضافہ ہوتا ہے اور بھوک لگتی ہے جو صحت کو بڑھاتی ہے۔ تفرج۔ سیر تفریح۔ کام۔ مقصد

سُر خروئی ۱؎ از قران خوں بُوَد　　خوں زخورشیدِ خوشی گلگوں بُوَد
خون کے ملنے سے سرخروئی حاصل ہوتی ہے　　خوشی کے آفتاب سے خون سرخ ہوتا ہے

بہترینِ رنگہا سُرخی بود　　واں زخورشید ست از وے میرسد
رنگوں میں بہترین رنگ سرخی ہوتی ہے　　وہ سورج کی وجہ سے ہے اور اس سے حاصل ہوتی ہے

ہر زمینے کو قریں شُد بازُحل　　شورہ گشت و کِشت را نبود محل
جو زمین زحل (ستارہ) کی متعلق ہوئی　　وہ شورلی بنی اور کھیتی کی جگہ نہیں رہتی

قُوّت اندر فعل آیدز اتّفاق　　چوں قرانِ دیوبا اہلِ ۲؎ نفاق
متفق ہو جانے سے کام میں قوت آجاتی ہے　　جیسا کہ شیطان کا منافقوں سے مل جانا

ایں معانی راست از چرخِ نہم　　بے ہمہ طاق وطُرم طاقِ طرم
ان معانی کے لئے نویں آسمان　　بغیر شان وشوکت والے سے شان وشوکت ہے

خَلق ۳؎ را طاق وطُرم عاریت است　　اَمر را طاق وطُرم ماہیّت است
عالم کی شان و شوکت عارضی ہے　　(عالم) امر کی شان و شوکت ذاتی ہے

ازپئے طاق وطرم خواری کشند　　بر اُمیدِ عزّ در خواری خوشند
شان وشوکت کے لئے ذلت برداشت کرتے ہیں　　عزت کی امید پر ذلت میں خوش ہیں

بر امیدِ عِزّ دہ روزہ خُدوک　　گردنِ خود کردہ اندازغم چو دوک
دس روزہ عزت کی امید پر پریشان ہیں　　فکر میں اپنی گردن کو تکلا جیسا بنائے ہوئے ہیں

چوں نمی آیند ایں جا کہ منم　　کاندریں عزّ آفتابِ روشنم
اس جگہ کیوں نہیں آتے جہاں میں ہوں　　کہ میں اس عزت میں روشن سورج ہوں

مَشرقِ خورشید بُرجِ قیر گوں　　آفتابِ ماز مشرقہا بُروں
سورج کی مشرق سیاہ برج ہے　　ہمارا سورج مشرقوں سے بالا ہے

مَشرقِ اونسبت ذراتِ اُو　　نے برآمد نے فروشد ذاتِ اُو
اس کی مشرق ذروں کے ساتھ اس کی نسبت ہے　　نہ اُس کی ذات طلوع کرتی ہے نہ غروب کرتی ہے

ماکہ واپس ماندہ ذرّاتِ وئیم　　دردو عالم آفتابِ بے فئیم
ہم جو کہ اس کے ذرات میں سے پسماندہ ہیں　　دونوں جہانوں میں بغیر سایہ کا سورج ہیں

۱؎ سُر خروئی۔ رخساروں میں خون دوڑتا ہے تو چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ گلگوں۔ خوشی سے خون میں سرخی پیدا ہوتی ہے۔ واں۔ سرخی۔ سورج کی تاثیر سے پیدا ہوتی ہے۔ زُحل۔ ایک ستارہ ہے جس کو نحس اکبر بھی کہا جاتا ہے اس کی یہ تاثیر ہے کہ جس زمین کی طرف اس کا رخ ہو وہاں قحط اور جس طرف اس کی پشت ہو وہاں وبا پھیل جاتی ہے۔

۲؎ اہلِ نفاق۔ منافقوں کا شیطان سے ملاپ انکے شر میں اضافہ کر دیتا ہے۔ چرخِ نہم۔ شرع میں اسی کو عرش کہا جاتا ہے اور حکماء اسکو فلک لَا فلاک اور فلک اطلس کہتے ہیں۔ جو بالکل سادہ ہے اسمیں کوئی ستارہ نہیں ہے۔ صوفیاء کے نزدیک علوم ومعارف ربانی کا نزول اسی فلک سے ہوتا ہے چونکہ باہمی میل جول سے کوئی نہ کوئی چیز حاصل ہوتی ہے لہٰذا انسان کو علوم و معارف سے وابستہ ہونا چاہیے جن میں بڑی شان وشوکت ہے۔

۳؎ خلق۔ عالم مادیات۔ اَمر۔ عالم مجردات۔ جس میں علوم ومعارف الٰہی بھی داخل ہیں۔ عزّ۔ یعنی دنیا کی عزت۔ خدوک۔ غصہ پریشانی دوک۔ تکلا۔ اینجا۔ یعنی مقام معرفتِ خداوندی۔ قیر گوں۔ سیاہ۔ آفتاب ما۔ ہم جس سے نور حاصل کرتے ہیں وہ ذات باری ہے جو مشرقوں سے وراء الورا ہے مشرق او ذات باری کیلئے جب ہم لفظ شرق بولتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ذرات یعنی اولیاء اللہ اسوقت اس سے کسب نور کر رہے ہیں۔ جو دائمی نہیں ہے بلکہ بسا اوقات کسب نور میں میں حجابات حائل ہو جاتے ہیں۔ ورنہ اللہ کیلئے نہ مشرق ہے نہ مغرب اس کی ذات ہر وقت نور فشاں ہے۔ واپس ماندہ۔ ذرات یعنی ہم اس کے اولیاء میں بہت کم درجہ کے ہیں۔ فیئی۔ سایہ۔

بازِ گردِ شمس میگردم عجب
تعجب ہے میں پھر بھی سورج کے چاروں طرف گردش کرتا ہوں

ہم زفرِ شمس باشد ایں سبب
یہ سبب بھی سورج کی شان وشوکت کی جانب سے ہے

شمس باشد بر سببہا مطلعِ
اسباب سے سورج با خبر ہوتا ہے

ہم ازو حبلِ سببہا منقطع
اسباب کی رسی کا ٹوٹنا بھی اسی کی جانب سے ہے

صد ہزاراں ۲ بار ببریدم امید
میں نے لاکھوں بار امید منقطع کی

از کہ از شمس ایں شما با ورکنید
کس سے؟ سورج سے اس کا تم یقین کرو

تو مرا باور مکن کز آفتاب
تو میرا یقین نہ کر، کہ سورج سے

صبر دارم من و یا ماہی زآب
میں صبر کرسکتا ہوں اور یا مچھلی پانی سے (صبر کرسکتی ہے)

ور شوم نو مید نو میدیِ من
اگر میں نا امید ہوں، میری نا امیدی

عینِ صنعِ آفتاب ست اے حسن
بالکل سورج کا کام ہے، اے پیارے!

عینِ صنع از نفسِ صانع چوں برد
بعینہ کام کام کرنے والے کی ذات سے کیسے جدا آسکتا ہے؟

عینِ ہست از غیرِ ہستی چوں چرد
خود موجود غیر موجود سے کیسے غذا (وجود) حاصل کرسکتا ہے؟

جملہ ۳ ہستیہا ازیں روضہ چرند
تمام موجودات اسی باغ سے غذا (وجود) حاصل کرتے ہیں

گر براق و تازیاں ور خود خرند
خواہ براق اور عربی گھوڑے ہوں یا خود گدھے ہوں

لیک اسپ کور کورانہ چرد
لیکن اندھا گھوڑا، اندھے پن سے چرتا ہے

می نہ بیند روضہ را ازانست رد
وہ باغ کو نہیں دیکھتا ہے، اس لئے مردود ہے

وانکہ گردشہا ازاں دریا ندید
اور جس نے گردشوں کو اس دریا سے نہ سمجھا

ہر دم آرد رو بمحراب جدید
ہر آن منہ نئی محراب کی طرف کرتا ہے

اوز بحرِ عذب آبِ شور خورد
اس نے شیریں دریا سے کھارا پانی پیا

تا کہ آبِ شور اورا کور کرد
یہاں تک کہ کھارے پانی نے اس کو اندھا کردیا

بحر می گوید بدستِ راست خور
دریا کہتا ہے کہ داہنے ہاتھ سے پی

زآبِ من اے کور تایابی بصر
میرا پانی اے اندھے! تا کہ تو بینائی حاصل کرے

ہست دستِ راست اینجا ظنِّ راست
داہنے ہاتھ (سے مراد) یہاں صحیح عقیدہ ہے

کو بداند نیک و بدرا کز کجاست
تا کہ وہ جان لے کہ نیک و بد کہاں سے ہے



---

۱ باز۔ یعنی میں باوجود الکتاب ہو جانے کے پھر بھی مزید تقرب حاصل کرنے کیلئے اس شمس کو لپٹا ہوا ہوں اور یہ میرا لپٹنا اور چکر جو تقرب کا سبب ہے یہ بھی اسی شمس کا عطا کردہ ہے۔ ایں سبب۔ ہم شعر شمس باشد۔ یعنی میری گردش جو کہ تقرب کا سبب ہے اس کی ہی پیدا کردہ ہے، جس طرح نتائج قبضہ قدرت میں ہیں اسی طرح ان کے اسباب بھی قبضہ قدرت میں ہیں۔ شمس۔ اسباب کا مہیا ہونا اور نہ ہونا قدرت خداوندی کے تابع ہے۔

۲ صد ہزاراں۔ وصول الی اللہ کی سعی میں لاکھوں بار مایوسیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تو مرا۔ لیکن مایوسی، ترک سعی کا سبب نہیں بنتی۔ صبر دارم۔ مایوس ہوکر صبر کرکے بیٹھ جاؤں یہ ممکن نہیں ہے۔ ماہی۔ مچھلی پانی سے صبر کرکے نہیں بیٹھ سکتی تڑپ تڑپ کر جان دے دیتی ہے۔ ور شوم۔ مایوس کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ عینِ صنع جبکہ مایوس کرنا بھی اللہ کا فعل ہے تو وہ اللہ کے ساتھ مزید تعلق پیدا کردیتا ہے۔ عینِ ہست۔ مایوسی جو موجود ہے وہ غیر موجود کا فعل کب ہو سکتی ہے ولا موجود الا اللہ لہٰذا وہ اللہ ہی کی پیدا کردہ ہے۔

۳ جملہ ہستیہا۔ اچھے ہوں یا برے سب نے وجود اسی ذات سے حاصل کیا ہے۔ اسپ کور۔ جن کو بصیرت حاصل نہیں ہوتی وہ اس طرف دھیان نہیں دیتے ہیں اور مردود بارگاہ ہو جاتے ہیں۔ گردشہا۔ جو لوگ اسباب کو منجانب اللہ نہیں سمجھتے وہ اسباب کو قبلہ گاہ بنا لیتے ہیں۔ دریا۔ بحر حقیقت، اللہ تعالیٰ۔ اوز بحر۔ منکرین کی کج فطرتی ان کو تباہ کردیتی ہے۔ بحر عذب۔ شیریں پانی کا دریا۔ بدست راست۔ یعنی حقائق کو صحیح طور پر دیکھ۔ ظنِ راست۔ یعنی تمام تصرفات کو وہ سمجھنا۔

نیزہ[1] گردانے ست اے نیزہ کہ تو — راست می گردی گہ و گاہے دو تو

اے نیزے! کوئی نیزے کو گھمانے والا ہے کہ تو — کبھی سیدھا ہو جاتا ہے اور کبھی دوہرا

ما ز عشق شمسِ دیں بے ناخنیم — ورنہ ما آں کور را بینا کنیم

ہم دین کے شمس کے عشق کی وجہ سے معذور ہیں — ورنہ ہم اس اندھے کو بینا کر دیتے

ہاں ضیاء[2] الحق حسام الدیں تو زود — داروئیش کن کوریِ چشمِ حسود

ہاں ضیاء الحق حسام الدین تو جلد — اسکا علاج کر دینے کا حاسد کے اندر کے باوجود

جملہ کوراں را دوا کن اے قمر — اے نہالِ میوہ دار افشاں ثمر

اے چاند! سب اندھوں کا علاج کر دے — اے پھلدار درخت! پھل گرا

تو تیائے کبریائی تیز فعل — داروئے ظلمت کُش استیز فعل

زود اثر خدائی سرمہ — تاریکی کو دور کرنے والی دوا، اکھاڑ کرنیوالی

آنکہ گر بر چشمِ اعمیٰ بر زند — ظلمتِ صد سالہ را زو بر کند

وہ کہ اگر اندھے کی آنکھ میں ڈال دیں — سو سالہ تاریکی کو اس سے دور کر دے

جملہ کوراں را دوا کن جز حسود — کز حسودی بر تو می آرد جحود

حاسد کے علاوہ سب اندھوں کا علاج کر — جو حسد کی وجہ سے تیرا انکار کرتا ہے

مر حسودت[3] را اگرچہ آں منم — جاں مدہ تا ہمچنیں جاں میکنم

اپنے حاسد کو خواہ وہ میں ہی ہوں — جان عطا نہ کرتا کہ اسی طرح جان توڑتا ہوں

آنکہ او باشد حسودِ آفتاب — کوری گردو ز بُودِ آفتاب

جو کہ سورج کا حاسد ہوتا ہے — سورج کے وجود سے اندھا ہو جاتا ہے

اینت دردِ بے دوا کو راست آہ — اینت افتادہ ابد در قعرِ چاہ

عجب اس کا لا علاج مرض ہے! افسوس — عجب، یہ ہمیشہ کے لئے کنویں کی گہرائی میں گراہوا ہے

نفیِ خورشید ازل بایستِ او — کے بر آید ایں مرادِ او بگو

اس نے ازلی سورج کا عدم چاہا — بتا اس کی یہ تمنا کیسے پوری ہو؟

باز آں باشد کہ باز آید بشاہ — بازِ کورست آنکہ شد گم کردہ راہ

باز وہی ہے جو شاہ کے پاس نہ واپس آجائے — جو راستہ سے بھٹک گیا وہ اندھا باز ہے



[1] نیزہ گرداں۔ برچھی گھمانے والا۔ نیزہ۔ یعنی انسانی قد۔ دوتو۔ دہرا۔ شمس دیں۔ یعنی شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ۔ بے ناخن۔ مجبور، معذور، مولانا کی تصرفات سے معذوری یا فنائیت کی بنا پر تھی یا تصرف سے محجوب تھے یا ماذون تو تھے لیکن تشبہ بالانبیاء کی بنا پر تصرف کرنا پسند نہ کرتے تھے۔ کور را۔ بسا اوقات اولیاء اللہ ایسا تصرف کر دیتے ہیں کہ منکر قدموں پر آ گرتا ہے۔

[2] ضیاء الحق مولانا کے خلیفہ ہے جن سے مولانا فرماتے ہیں کہ تو گمراہوں پر تصرف کر کے راہ راست پر لا۔ اے قمر۔ ضیاء الحق۔ جن کا دل چاند کی طرح روشن ہے۔ توتیا۔ سرمہ۔ استیز فعل۔ جس کا کام مرض کو دفع کرنا ہے۔ اعمیٰ۔ یعنی جو عرصہ سے منکر ہے۔ جز حسود۔ حسد کی بنا پر منکر کی شفا نا ممکن ہے۔

[3] مر حسود۔ حاسد کسی طرح فیضیاب نہیں ہو سکتا ہے۔ کوری گردد۔ آفتاب کا کام روشنی پہنچانا ہے لیکن حاسد آنکھیں بند کر لینے کی وجہ سے اور اندھا بنتا ہے۔ اینت۔ زہے۔ درد۔ حسد کا کوئی علاج نہیں ہے۔ خورشید ازل۔ اولیاء اللہ یا ذات خداوندی۔ باز آں باشد۔ یعنی طالب تو وہ ہے کہ اگر کسی وقت فیض حاصل بھی نہ ہو تو منکر نہ بنے بلکہ کوشش جاری رکھے پھر مناسبت پیدا ہو گی اور فیض حاصل ہونے لگے گا منکر بن گیا تو تباہی ہے۔

گرفتار شدن[1] باز میانِ چُغداں بَویرانہ
ویرانہ میں باز کا چغدوں میں پھنس جانا

باز در ویراں برِ چُغداں فتاد ❊ راه را گم کرد و در ویراں فتاد
باز ویرانے میں الوؤں میں جا گرا ❊ راستہ بھول گیا اور ویرانے میں جا اترا

اُو ہمہ نورست از نورِ رضا ❊ لیک کورش کرد سرہنگِ قضا
وہ خوشنودی (حق) کے نور سے سراپا نور ہے ❊ لیکن اس کو قضا (خداوندی) کے سپاہی نے اندھا کر دیا

خاک در چشمش زد واز راه بُرد ❊ درمیانِ چُغدو ویرانش سپرد
(قضا نے) اس کی آنکھوں میں دھول جھونک دی اور راستہ سے ہٹا دیا ❊ اس کو الوؤں اور ویرانے میں ڈال دیا

بر سَری چُغدانش بر سَرمی زنند ❊ پرّ و بالِ نازنینش می کَنند
علاوہ ازیں الوؤس اس کے سر پر (ٹھونگیں) مارتے تھے ❊ اس کے ناز پرور دہ پر و بال اکھاڑتے تھے

وَلولہ[2] افتاده در چُغداں کہ ہا ❊ باز آمد تا بگیر د جائے ما
الوؤں میں شور مچا کہ خبردار! ❊ باز آیا ہے تاکہ ہماری جگہ پر قبضہ کر لے

چوں سَگانِ کوی پُر خشم و مہیب ❊ اندر افتادند در دَلقِ غریب
گلی کے ہیبت ناک اور غضبناک کتوں کی طرح ❊ مسافر کی گدڑی کو لپٹ گئے

باز گوید من چہ در خوردم بچغد ❊ صَد چنیں ویراں رہا کردم بچغد
باز کہتا ہے مجھے الوؤں سے کیا لگاؤ؟ ❊ ایسے سو ویرانے میں نے الوؤں کیلئے چھوڑ دیئے ہیں

من[3] نخواہم بود اینجا می رَوَم ❊ سُوئے شاہنشاه راجع می شوم
میں اس جگہ نہیں رہنا چاہتا میں جاتا ہوں ❊ شاہ کی طرف واپس جاتا ہوں

خویشتن مکشید اے چغداں کہ من ❊ نے مقیم می روم سوئے وطن
اے الوؤ! اپنے آپ کو نہ مارے ڈالو کیونکہ میں ❊ میں مقیم نہیں ہوں وطن کی طرف جاتا ہوں

ایں خراب آباد در چشمِ شماست ❊ ورنہ ما را ساعدِ شہ باز جاست
یہ ویرانہ تمہاری نظر میں آباد ہے ❊ ورنہ ہمارے لئے تو شاہ کی کلائی واپسی کی جگہ ہے

چُغد گفتا باز حیالت می کُنَد ❊ تاز خان و ماں شمارا بر کَنَد
ایک الو بولا، باز مکاری کرتا ہے ❊ تاکہ تمہیں گھر بار سے اکھاڑ دے

خانہائے ما بگیرد اُو بہ مکر ❊ بر کَند ما را زسالوسی زوَکر
مکاری سے ہمارے گھروں پر قبضہ کر لے ❊ چالاکی سے ہمارے گھونسلوں سے ہمکو اجاڑ دے

[1] گرفتار شدن۔ اس حکایت کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ باز شاہ کی کلائی سے محروم ہو گیا تھا لیکن برابر طلب میں لگا رہا اور کامیاب ہوا۔ باز۔ اس سے مراد نبی و عارف ہے۔ چغداں۔ الوؤں سے مراد منکرین اور محجوبین ہیں اور اس حکایت میں شاہ سے ذاتِ حق اور زنداں سے دنیاوی لذتیں مراد ہیں۔ اُو ہمہ نور۔ عارفین کی بھی کبھی آزمائش ہو جاتی ہے اور وہ قضائے الٰہی سے راہ گم کر بیٹھتے ہیں۔ بر سری۔ علاوہ ازیں۔ می زنند۔ یعنی باز کے سر پر ٹھونگیں مارتے تھے۔ نازنین۔ ناز پرورده۔

[2] ولولہ۔ واویلا کرنا جوش و خروش۔ تا بگیرد انبیا کے بارے میں منکرین یہ بھی کہتے تھے۔ یُرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَکُمْ مِنْ اَرْضِکُمْ۔ یعنی وہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہاری سرزمین سے نکال کر اس پر قبضہ جمائے۔ دلق۔ گدڑی غریب۔ اجنبی، مسافر۔ باز گوید۔ انبیاء اور اولیاء نے منکرین سے اکثر یہی کیا ہے۔

[3] من نخواہم۔ شعر
خرم آں روز کزیں منزل ویران بردم
راحتِ جاں طلبم وز پے جاناں بردم
نذر کردم کہ گر آید بسر ایں غم روزے تا
در میکده شاداں و غزل خواں بردم
شاہنشاہ۔ ذاتِ حق۔ وطن یعنی دارِ آخرت۔ ساعدِ شہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب۔ حیالت۔ حیلہ بازی۔ خان و ماں۔ گھر بار۔ سالوسی۔ فریب، مکاری وکر۔ گھونسلا۔

مینماید سیری ا این حیلت پرست
یہ مکار سیر چشمی دکھاتا ہے

وَاللہ از جملہ حریصاں بَدتر ست
خدا کی قسم تمام لالچیوں سے بدتر ہے

اُو خورداز حرص طیں را ہمچو دِبس
وہ لالچ میں مٹی انگور نے شیرے کی طرح چاٹتا ہے

دُنبہ مَسپارید اے یاراں بخرِس
اے دوستو! دنبہ ریچھ کے سپرد نہ کرو

لاف ازشَہ می زندو زدستِ شاہ
بادشاہ، اور بادشاہ کی کلائی کی ڈینگیں مارتا ہے

تابرَد اَما سَلیماں رازِ راہ
تاکہ ہم بھولوں کو گمراہ کر دے

خُودچہ جنس ۲ شاہ باشد مُر غکے
ذلیل پرند بادشاہ کی کیا مناسب ہو گا؟

مشنَوش گر عقل داری اند کے
اگر تم تھوڑی سی بھی عقل رکھتے ہو، اس کی نہ سنو

جنسِ شاہ است اُو و یا جنسِ وزیر
وہ بادشاہ کے لائق ہے یا وزیر کے لائق ہے؟

ہیچ باشد لائقِ لوزینہ سَیر
کبھی لہسن، بادام کے حلوے کے لائق ہوتا ہے؟

آنچہ می گوید ز مکرو فِعل دفن
وہ جو مکاری اور فریب کاری اور چالاکی سے یہ کہتا ہے

ہست سلطان باحَشَم جویائے من
(کہ) بادشاہ مع فوج کے میری تلاش میں ہے

لِبُنت ما لیخو لیائے نا پذیر
عجب! نا قابلِ قبول پاگل پن ہے

لِبُنت لاف خام و دامِ گول گیر
عجب! بے بنیاد شیخی اور بھولوں کو پھانسنے کا جال ہے

ہرکہ ایں باوَر کند اُوابلہ است
جو یہ یقین کرے وہ احمق ہے

مُرغکِ لاغر چہ درخور دِشہ است
کمزور ذلیل پرند، بادشاہ کے کیا لائق ہے؟

کمترین ۳ چغدار زند بر مغزِ اُو
چھوٹے سے چھوٹا الو بھی اگر اس کے بھیجے پر (ٹھونگ) لادے

مَرؤ را یاری گری از شاہ گو
اس کی بادشاہ سے دوستی کہاں ہے؟

گفت باز ار یک پَر من بشکنید
باز نے کہا، اگر میرا ایک پر (بھی) تم توڑو

یازغم برگِ گلے بر من زنید
یا غصہ سے ایک پھول کی پنکھڑی میرے مارو

بیخِ چُغدستاں شہنشہ بر کند
بادشاہ بومستان کی بیخ کنی کر دے گا

جانہاں تاں جُملگی بر سر زند
تم سب کے گھونسلے اجاڑ دے گا

چغد خود چہ بُوَد اگر بازے مرا
الو کیا ہوتا ہے؟ اگر کوئی باز (بھی) میرا

دل بر نجاند کُند بر من جَفا
دل رنجیدہ کرے اور مجھ پر ظلم کرے

شہ کُند تو دہ بہرِ شیب و فراز
بادشاہ ہر نصیب و فراز میں ڈھیر لگا دے

صد ہزاراں خرمن از سر ہائے باز
بازوں کے سروں کے لاکھوں کھلیان

۱۔ سیری۔ پیٹ بھراپن۔ طین۔ مٹی۔ دِبس۔ انگور کا شیرہ۔ خرس۔ ریچھ۔ لاف۔ یعنی یہ اس کی بکواس ہے کہ اس کی شاہ سے دوستی ہے۔ اور وہ اس کی کلائی پر بیٹھتا ہے۔ سلیماں سلیم کی جمع ہے، بھولا انسان از رَاہ بُردن۔ دھوکا دینا، گمراہ کرنا۔

۲۔ جنس۔ ہم جنس، مناسب۔ مُرغک۔ حقیر۔ پرند۔ لوزینہ۔ بادام کا حلوا۔ سیر۔ لہسن۔ لِبُنت۔ زہے عجب۔ مالیخولیا۔ جنون کی ایک قسم ہے۔ نا پذیر۔ نا قابلِ قبول۔ لاف خام بے بنیاد شیخی گول۔ بالضم و واو مجہول، احمق، ابلہ۔

۳۔ کمترین۔ اکثر منکروں نے بھی اس طرح دھمکیاں دی ہیں۔ گفت۔ انبیاء اور اولیاء کو ستانے پر بستیاں ویران کر دی گئی ہیں۔ اگر باز۔ اولیاء کو ستانے سے عوام تو درکنار بڑے بڑے لوگ صاحبِ علم و نہر برباد ہوئے ہیں۔ شیب۔ نشیب کا مخفف ہے۔ پست زمین۔

پاسبانِ[۱] من عنایاتِ وے ست — ہر کُجا کہ می روم شہ در پے ست

اس کی مہربانیاں میری نگہبان ہیں — میں جہاں جاتا ہوں بادشاہ پیچھے ہوتا ہے

در دلِ سلطاں خیالِ من مُقیم — بے خیالِ من دلِ سلطان سقیم

بادشاہ کے دل میں میرا خیال جما ہوا ہے — میرے خیال کے بغیر بادشاہ کا دل رنجیدہ ہے

چوں بپرّاند مراشہ در رَوِش — یابم اندر اَوجِ جاں خوش پرورش

جب بادشاہ مجھے کسی روش میں اڑاتا ہے — میں جان کی بلندی میں اچھی بالیدگی محسوس کرتا ہوں

ہمچو ماہ و آفتابے می پرم — پردہائے آسما را بر درم

میں چاند اور سورج کی طرح اڑتا ہوں — آسمان کے پردے چاک کر دیتا ہوں

روشنیِ[۲] عقلہا از فکرتم — انفطارِ آسماں از فطرتم

عقول کی روشنی میرے فکر (کے نور) سے ہے — آسمانوں کا شق ہونا میری پیدائش کی وجہ سے ہے

بازم و حیراں شود در من ہما — چُغد کہ بُوَد تا بداند سرِّ ما

میں باز ہوں اور میرے معاملہ میں ہما حیران ہوتا ہے — الو کیا ہوتا ہے کہ ہمارا راز سمجھے ؟

شہ برائے من ززنداں یاد کرد — صَد ہزاراں بستہ را آزاد کرد

شاہ نے میری وجہ سے قید خانہ کو یاد کیا — لاکھوں قیدیوں کو آزاد کر دیا

یک دمم با چُغد ہا دمساز کرد — از دمِ من چُغد ہا را باز کرد

(مجھے) تھوڑی دیر کے لے الووں کا ساتھی بنایا — میرے دم بدم سے الووں کو باز بنا دیا

اے خنک[۳] چُغدے کہ در پروازِ من — فہم کرد از نیک بختی رازِ من

وہ الو خوش قسمت ہے جو کہ میری پرواز میں — نیک بختی سے میرا راز سمجھ گیا

در من آویزید تا بازاں شوید — گرچہ چُغدانید شہبازاں شوید

مجھ سے متعلق ہو جاؤ تاکہ باز بن جاؤ — اگرچہ تم الو ہو باز بن جاؤ

آنکہ باشد باچنیں شاہے حبیب — ہر کجا افتد چرا باشد غریب

جو ایسے بادشاہ کا محبوب ہو — جہاں بھی جا پڑے اجنبی کیوں ہو؟

ہر کہ باشد شاہ دردش را دوا — گر چو نے نالد نبا شد بینوا

بادشاہ جس کے درد کی دوا ہو — اگر چہ وہ بانسری کی طرح نالہ کرے بے سازوسامان نہیں ہوتا



---

[۱] پاسبان۔ خدا نے انبیاء کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ مقیم۔ جا گزیں۔ سقیم۔ بیمار۔ یابم۔ یعنی جب خدا مجھے روحانی عروج عطا فرماتا ہے تو مجھے روح کی ترقی میں اچھی پرورش حاصل ہوتی ہے۔ می پرم۔ انبیاء کو معراج جسمانی اور اولیاء کو معراج روحانی حاصل ہوجاتی ہے۔

[۲] روشنی عقلہا۔ یعنی فرشتوں کو نور میری وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ انفطار۔ آسمانوں میں شگاف ہونا۔ فطرتم۔ میری پیدائش کی وجہ سے ہے، آسمانوں کا انفطار انبیاء کی معراجوں یا بارشوں کے نزول کے لئے ہے۔ ہما۔ یعنی ملائکہ افضل بشر، افضل ملائکہ سے افضل ہے۔ صد ہزاراں۔ بداں را بہ نیکاں۔ بہ بخشد کریم۔ یک دم۔ کفار، انبیاء کی صحبت سے اور محبوبین اولیاء کی صحبت سے کامل بن جاتے ہیں۔

[۳] خنک۔ ٹھنڈا، خوش نصیب۔ پرواز۔ یعنی مرتبہ کمال۔ نیک بختی۔ سعادتِ ازلی۔ رازِ من۔ یعنی حسن عقیدت رکھے۔ آویزید۔ یعنی تعلق پیدا کرو۔ شہباز۔ ایک بڑی قسم کا باز ہے۔ شوید۔ انبیاء اور اولیاء کے اتباع سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ حبیب۔ محبوب غریب۔ مسافر، اجنبی۔ ہر کہ۔ مقربین کا رونا عشق کی وجہ سے جو مراتب کی بلندی پیدا کرتا ہے۔

مالکِ[1] ملکم نیم من طَبل خوار ‌ ‌ طبلِ بازم می زندشہ از کنار
میں سلطنت کا مالک ہوں پیٹو نہیں ہوں ‌ ‌ کنارے سے بادشاہ میری واپسی کا طبل بجاتا ہے

طبلِ بازِ من ندائے اِرْجِعی ‌ ‌ حق گواہِ من بر غمِ مُدّعی
میری واپسی کا طبل "واپس آجا" کی آواز ہے ‌ ‌ مخالف کی ذلت کے ساتھ اللہ تعالیٰ میرا گواہ ہے

من نیم جنسِ شہنشہ دُورا زو ‌ ‌ لیک دارم در تجلیؔ نور ازو
میں بادشاہ کا ہم جنس نہیں ہوں اس سے جدا ہوں ‌ ‌ لیکن تجلی میں اس کا نور رکھتا ہوں

نیست جنسیت زروئے شکل وذات ‌ ‌ آب جنسِ خاک آمد در نبات
ہم جنس ہونا صورت اور ذات (ہی) کیوجہ سے نہیں ہے ‌ ‌ زمین کی پیداوار میں پانی مٹی کی جنس ہو گیا

باد[2] جنسِ آتش آمد در قِوام ‌ ‌ طبع را جنس آمدست آخر مُدام
بناوٹ میں ہوا، آگ کی جنس ہو گئی ‌ ‌ شراب (آدمی کی) طبیعت کی جنس ہو گئی ہے

جنسِ ماچوں نیست جنسِ شاہِ ما ‌ ‌ مائے ماشد بہر مائے او فنا
ہماری جنس چونکہ ہمارے شاہ کی جنس نہیں ہے ‌ ‌ ہماری ہستی اس کی ہستی میں فنا ہو گئی ہے

چوں فنا شد مائے ما اُو ماند فرد ‌ ‌ پیش پائے اسپ اُو گردم چو گرد
جب ہماری ہستی فنا ہو گئی وہ اکیلا رہ گیا ‌ ‌ اس کے گھوڑے کے پیر کے سامنے میں گرد کیطرح ہو گیا

خاک شد جان و نشانہائے او ‌ ‌ ہست بر خاکش نشانِ پائے اُو
ہماری جان خاک ہو گئی اور اس کی نشانیاں ‌ ‌ اس (جان) کی خاک پر اس کے پاؤں کے نشان ہو گئے

خاکِ پایش شو برائے ایں نشاں ‌ ‌ تا شوی تاجِ سرِ گردن کشاں
اس نشان کے لئے اس کے پاؤں کی خاک بن جا ‌ ‌ تاکہ تو عالیشان لوگوں کے سر کا تاج بن جائے

تا کہ نفریبد شمارا شکلِ من ‌ ‌ نُقلِ[3] من نوشید پیش از نقلِ من
ہرگز میری (ظاہری) صورت تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے ‌ ‌ میرے مرنے سے پہلے میرا نقل چکھ لو

اے بسا کس راکہ صورت راہ زد ‌ ‌ قصدِ صُورت کرد بر اللہ زد
اے (مخاطب) بہت سے لوگوں کو صورت نے گمراہ کیا ‌ ‌ اسنے صورت کو ستانے کا ارادہ کیا اور اللہ پر حملہ کیا

ظاہری پر نظر کر کے تحقیر نہ کرنی چاہیئے اور استفاضہ سے محروم نہ رہنا چاہیے۔ بسا کس۔ کافر انبیاء کو صورتاً اپنا جیسا دیکھ کر منکر بنتے تھے اور مخالفت کرتے تھے جو در اصل اللہ کی مخالفت ہوتی تھی۔

[1] مالک۔ الملک۔ بادشاہی کا مالک۔ طبل خوار۔ حریص۔ طبل باز۔ واپسی کا نقارہ، باز جب شکار کر چکتا ہے اس کو واپس بلانے کیلئے نقارہ بجایا جاتا ہے۔ کنار۔ کنارہ۔ ارجعی۔ تو واپس آجا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پاک روحوں کو واپس بلانے کے لیے فرماتا ہے، اللہ کا یہ فرمانا طبل باز ہے۔ رغم مدعی۔ مخالف کی ذلت۔ من نیم۔ الدوں نے اعتراض کیا تھا کہ بادشاہ اور وزیر کی جنس نہیں ہے لہٰذا انسے کیا تعلق، اس کا جواب ہے کہ میں ہم جنس تو نہیں ہوں لیکن اسکے نور کی تجلی مجھ پر پڑ گئی ہے۔ جُنسیت۔ یعنی جنسیت کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ ہم شکل وصورت ہو بلکہ تعلق اور مناسبت کی وجہ سے ہم جنس بنجاتا ہے۔ آب۔ زمین کی پیداوار میں پانی اور مٹی کا باہم تعلق ہے حالانکہ دونوں کی شکل وصورت جدا جدا ہے۔

[2] باد۔ چند مثالیں دیکر سمجھایا ہے کہ باہمی تعلق شکل وصورت کے اتحاد پر موقوف نہیں ہے ہوا آگ کی حقیقت میں داخل ہے اور اس سے متعلق ہے اگر ہوا نہ ہو تو آگ فوراً بجھ جاتی ہے طبیعتِ انسانی اور شراب میں تعلق ہے۔ شراب پی کر طبیعت میں چستی آجاتی ہے۔ مائے۔ مائیت، ہستی۔ فنا۔ یعنی ہم اللہ کے ہم جنس تو نہیں ہیں لیکن ہم نے اپنی ہستی کو اس کیلئے فنا کر دیا ہے۔ خاک۔ ہم نے اپنے آپ کو مٹی میں ملا دیا اور اس مٹی پر اس کے نقش قدم ہیں۔ گردن کشاں۔ عالیجاہ لوگ۔

[3] نُقل۔ بفتح، میوہ وغیرہ جو شراب کے ساتھ کھایا جائے بالفتح نقل۔ بکانی انتقال یعنی شخص صورت

آخر[1] جاں بابدن پیوستہ است — ہیچ ایں جاں بابدن مانستہ است

آخر یہ جان، بدن کے ساتھ ملی ہوئی ہے — نہیں یہ جان ، بدن سے مشابہ ہے؟

تاب نورِ چشم باپیہ است جُفت — نُورِ دل در قطرۂ خونے نہفت

آنکھ کے نور کی چمک آنکھ کی چربی سے ملی ہوئی ہے — دل کا نور، خون کے ایک قطرے میں چھپا ہوا ہے

شادی اندر گُردہ و غم در جگر — عقل چوں شمعے درونِ مغزِ سر

خوشی گردے میں اور غم جگر میں (ہے) — عقل شمع کی طرح سر کے مغز میں (ہے)

رائحہ درا انف و منطق در لسان — لہو در نفس و شجاعت در جنان

خوشبو ناک میں، اور گویائی زبان میں (ہے) — کھیل کود نفس میں اور بہادری قلب میں (ہے)

ایں تعلقہانہ بے کیف ست وُچوں — عقلہا در دانش چونی زبُوں

کیا یہ تعلقات ناقابل بیان اور ناقابل مثال نہیں ہیں؟ — عقلیں (ان کی) کیفیت کے سمجھنے سے قاصر ہیں

جانِ[2] کُل با جانِ جُزو آسیب کرد — جاں ازو دُرّے ستد در جیب کرد

جان کل نے جان جزو پر اثر ڈالا — جان (جزو) نے اس سے موتی لیا اور جیب میں ڈال لیا

ہمچو مریمؑ جاں ازاں آسیبِ جیب — حاملہ شُد از مسیحِ دلفریب

(حضرت) مریمؑ کی طرح جان اس دل کی تاثیر سے — حسین مسیحؑ سے حاملہ ہو گئی

آں مسیحے نے کہ بر خشک و ترست — آں مسیحے کز مساحت بر ترست

وہ مسیحؑ نہیں جو بحر و بر پر ہے — وہ مسیحؑ جو ناپ تول سے بالا ہے

پس زجانِ[3] جاں چو حامل گشت جاں — از چنیں جانے شود حامل جہاں

تو جب جان، جانِ جاں سے حاملہ ہو گئی — ایسی جان سے جہاں پُر ہو جاتا ہے

پس جہاں زاید جہانِ دیگرے — ایں حشر راوٗ انماید محشرے

تو جہان دوسرا جہان جن دیتا ہے — یہ گروہ (جہان دیگر اس گروہ کا محشر نمایاں کر دیتا ہے

تا قیامت گر بگویم بشمرم — من زشرحِ ایں قیامت قاصرم

قیامت تک اگر میں بتاؤں (اور) گنوں — میں اس قیامت کی تشریح سے عاجز ہوں

تا قیامت ایں قیامت را اگر — شرحِ گویم قاصر آیم اے پسر

قیامت تک اس قیامت کی اگر — میں شرح کروں اے صاحبزادے! میں عاجز آجاؤں

---

[1] آخر۔ جسم اور روح میں باہمی تعلق ہے اور ایک دوسرے کے مشابہ نہیں ہے تو منکرین صورت کی عدم مشابہت سے تعلق کا کیوں انکار کرتے ہیں۔ تاب نور۔ جب آنکھ کی چربی نور چشم کا مظہر اور دل کا قطرۂ خون نور کا مظہر ہو سکتے ہیں تو ایک انسان کے نور حق سے متجلی ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ شادی۔ گردہ اور خوشی میں، غم اور جگر میں، عقل اور مغز میں صوری مشابہت نہیں ہے لیکن باہمی تعلق ظاہر ہے۔ رائحہ۔ خوشبو۔ آنف۔ ناک۔ جناں۔ دل، ان چیزوں میں صورتاً مشابہت نہیں اور تعلق ظاہر ہے۔ اس تعلقہائے۔ پہلے جن چیزوں کا باہمی تعلق بتایا ہے۔ اس تعلق کو پوری طرح سمجھانا مشکل ہے لہٰذا تعلق مع اللہ کی کیفیت بیان کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔

[2] جانِ کل۔ ذات حق یہ انسان سے خدا کے تعلق کا بیان ہے۔ جانِ جزو۔ انسان۔ اسیب۔ اثر۔ ہمچو مریمؑ یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل کو متاثر کیا اور وہ حامل امانت ہو گیا جس طرح حضرت مریمؑ کے گریبان میں پھونک ماری اور وہ حضرت مسیحؑ سے حاملہ ہو گئی تھیں۔ مسیحے۔ حضرت مریمؑ تو ایک انسان مسیحؑ سے حاملہ ہوئیں مومن کا قلب تجلیات رب کا حامل ہو گیا۔ خشک۔ وتر۔ بحر و بر۔ مساحت۔ ناپنا۔

[3] جانِ جاں۔ روح الارواح ذات حق۔ حامل حق۔ شیخ کے قلبی نور سے تمام دنیا مستفید ہوتی ہے۔ ایں حشر۔ بزرگوں سے فیض حاصل کرنیوالے اپنے پہلے بزرگوں کی شہرت اور نمود کا سبب بنتے ہیں۔ محشر قیامت میں سب کے وجود ظاہر ہو جائینگے اسی طرح مستفیدین بزرگوں کے وجود کو نمایاں کرتے ہیں تا۔ قیامت برمر مستفیدین اور مستفیدین سے مستفیدین کا سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا۔ تاقیامت۔ جبکہ بزرگوں کا سلسلہ قیامت۔ تک جاری ہے تو اس کی شمار مشکل ہے۔

اِیں سخنہا ۱ خود بمعنیٰ یار بے ست — حرفہا دام دمِ شیریں لبے ست
خود یہ باتیں یا رب کے معنی میں ہیں — انکے حروف شیریں لب (محبوب) کی گفتگو کا جال ہیں

چوں کند تقصیر پس چوں تن زند — چونکہ لبیکش زیارب می رسد
کوتاہی کیوں کرے، اور خاموش کیوں رہے؟ — جبکہ یارب کی وجہ سے اس کے پاس لبیک کی آواز پہنچ رہی ہے

ہست لبیکے کہ نتوانی شنید — لیک سر تا پائے بتوانی چشید
وہ ایسی لبیک ہے جو سنی نہیں جا سکتی — ہاں سر سے پیر تک تو چکھ سکتا ہے

یک مثل ۲ آوردمت تا پے بری — وزچنیں لبیک بہارا بر خوری
میں تیرے لئے ایک مثال بیان کرتا ہوں تاکہ تجھے پتہ چل جائے — اور اس طرح کی پوشیدہ لبیک سے پھل کھانے

کلوخ انداختنِ تشنہ از سرِ دیوار در جوئے آب
پیاسے کا دیوار پر سے پانی کی نہر میں مٹی کے ڈلے پھینکنا

بر لبِ جُو بُوَد دیوارے بُلند — بر سرِ دیوار تشنہ درد مند
ایک نہر کے کنارے پر ایک اونچی دیوار تھی — دیوار پر مصیبت زدہ پیاسا (بیٹھا تھا)

تشنۂ مستسقیِ زار و نزار — عاشقِ مست غریبِ بے قرار
پیاسا، پانی کا طلبگار، بد حال اور لاغر — عاشق، مست، پردیسی بے قرار تھا،

مانعش از آب آں دیوار بُوَد — از پئے آب اُو چو ماہی زار بُود
وہ دیوار اس کے لئے پانی سے روک تھی — پانی کے لئے وہ مچھلی کی طرح بے تاب تھا

شد حجاب آب آں دیوارِ اُو — بر فلک می شد فُغانِ زارِ اُو
اس کی وہ دیوار پانی کی آڑ بنی — اس کی درد ناک فریاد آسمان پر پہنچتی تھی

ناگہاں انداخت اُو خشتے درآب — بانگِ آب آمد بگوشش چوں خطاب
اچانک اس نے ایک اینٹ پانی میں پھینکی — اس کے کان میں پانی کی آواز پکار کی طرح آئی

چوں خطاب ۳ یار شیرین ولذیذ — مست کرد آں بانگِ آبش چوں نبیذ
دوست کی میٹھی اور لذیذ گفتگو جیسی — اس کو پانی کی اس آواز نے شراب کیطرح مست کردیا

از صفائے بانگِ آب آں ممتحن — گشت خشت انداز وزانجا خشت کن
وہ مصیبت زدہ پانی کی آواز کی صفائی کیوجہ سے — اینٹ پھینکنے والا اور اس جگہ سے اینٹ کھاڑنیوالا ہوگیا

آب می زد بانگِ یعنی ہے ترا — فائدہ چہ زیں زدن خشتے مرا
پانی پکارتا تھا، یعنی ارے تجھے — میرے۔ اینٹ مارنے سے کیا فائدہ ہے؟

---

۱ اِیں سخنہا۔ یہ نصیحت کی باتیں جو بزرگ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لوگوں کی اصلاح پر مامور ہوتے ہیں ان کا وعظ و نصیحت کرنا ذکر الٰہی کے ہم معنی ہوتا ہے۔ یا رب۔ یعنی ذکر خداوندی۔ حرفہا۔ ذکر اور نصیحت سے خدا سے شرف ہمکلامی حاصل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی جانب سے لبیک کی صدا آتی ہے تو گویا یارب کہنا اللہ تعالیٰ کی گفتگو کے لئے جال اور سبب ہے۔ چوں کند جبکہ ذکر سے شرف ہمکلامی حاصل ہو تو کون بدنصیب ہوگا جو ذکر کرنے سے باز آئے گا۔ لبیک میں حاضر ہوں یہ پکارنے والے کے جواب میں کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ جواب شنیدنی نہیں ہے بلکہ ذوقی ہے۔

۲ یک مثل۔ ذکر کرنیوالے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو لبیک کی آواز آتی ہے۔ وہ شنیدنی نہیں ہے بلکہ ذوقی ہے اس کو اس قصہ سے سمجھانا ہے کہ پیاسے کے لئے پانی کی آواز بھی ایک ذوقی چیز ہے جو پیاسا نہ ہو وہ اس آواز سے کوئی لطف حاصل نہیں کرسکتا ہے۔ مستسقی۔ پانی کا طلبگار۔ زار۔ بد حال۔ نزار۔ لاغر۔ عاشق۔ یعنی پانی کا عاشق مست۔ یعنی پانی کے عشق سے

۳ خطاب۔ یعنی ڈلا گرنے سے جو پانی میں آواز پیدا ہوئی وہ پیاسے کے لئے ایسی ہی تھی جیسے ذاکر کے لئے لبیک کی آواز۔ نبیذ۔ شراب۔ ممتحن۔ آزمائش میں گرفتار۔ خشت کن۔ اینٹ اکھاڑنے والا۔ بانگ۔ یعنی پانی نے زبان حال سے کہا۔

تشنہ گفت آبا امرا دو فائدہ است　　من ازیں صُنعت ندارم ہیچ دست
پیاسے نے کہا اے پانی میرے دو فائدے ہیں　　میں اس کام سے کبھی دست بردار نہ ہوں گا

فائدہ اوّل سماعِ بانگِ آب　　کو بُوَد مر تشنگاں راچوں سَحاب
پہلا فائدہ تو پانی کی آواز کا سُننا ہے　　جو پیاسوں کے لئے ابر کی طرح ہوتی ہے

بانگِ اُوچوں بانگِ اسرافیل شُد　　مُردہ رازیں زندگی تحویل شُد
اس کی آواز اسرافیلؑ کی آواز کی طرح ہے　　مُردے (کو) اس سے زندگی حاصل ہو جاتی ہے

یا چو بانگ رعد ایام بہار　　باغ می یا بد ازو چندیں نگار
یا موسم بہار میں بادل کی گرج کی آواز کی طرح ہے　　جس سے باغ بہت سے نقش ونگار حاصل کر لیتا ہے

یا چو بردرویش [1] آوازِ زکات　　یا چو بر محبوس پیغامِ نجات
یا (ایسی ہے) جیسی فقیر کیلئے زکات (دینے والے) کی آواز　　یا (ایسی ہے) جیسے قیدی کے لئے رہائی کا پیغام

یادمِ رحمٰن [2] بُوَد کاں از یمن　　میر سد سُوئے محمدؐ بے دہن
یا اللہ (تعالیٰ) کی وہ گفتگو تھی جو یمن سے　　محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بغیر منہ کے پہنچتی ہے

یا چو بوئے احمدِ مرسَل بُوَد　　کاں بعاصی در شفاعت میرسد
یا رسول اللہ احمدؐ کی خوشبو تھی　　جو ایک گنہگار کو شفاعت (کے وقت) میں پہنچے گی

یا چو بُوئے [3] یوسفؑ خوبِ لطیف　　میزند بر جانِ یعقوبؑ نحیف
یا حسین پاکیزہ یوسفؑ کی خوشبو کی طرح　　جو لاغر (حضرت) یعقوبؑ کی جان پر اثر کرتی ہے

یا نسیمِ روضۂ دارالسّلام　　سوئے عاصی می رسد بے انتقام
یا بہشت کے باغ کی خوشگوار ہوا ہے　　جو بخشے ہوئے گنہگار کو پہنچتی ہے

یا سوئے مسِّ سیہ از کیمیا　　می رسد پیغام کاے اَبلہ بیا
یا کالے تانبے کے پاس کیمیا کی جانب سے　　پیغام پہنچتا ہے کہ اے بیوقوف آ (اسکی طرح ہے)

یاز لیلٰی بشنود مجنوں کلام　　یافر ستدویس رامیں را پیام
یا جس طرح کہ لیلٰی کی جانب سے مجنوں کلام سُنتا ہے　　یا ویس (معشوقہ) رامین (عاشق) کو پیغام بھیجتی ہے

فائدہ دیگر کہ ہر خشتے کزیں　　بر کنم آیم سُوئے ماءِ معیں
دوسرا فائدہ (یہ ہے) کے ہر اینٹ جو اس میں سے　　میں اکھاڑتا ہوں صاف پانی کی جانب آجاتا ہوں



[1] آبا۔ اے پانی۔ ندارم۔ نہ بردارم۔ سحاب۔ پیاسا جس طرح ابر کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے پانی کی آواز سن کر بھی خوش ہوتا ہے۔ اسرافیل حضرت اسرافیلؑ کے صور سے مردے زندہ ہو جائیں گے۔ مُردہ یعنی جو پیاس سے مر رہا ہے پانی کی آواز سے اس کو ایک زندگی مل جاتی ہے۔ رعد گرج باغ موسم بہار میں بادل کی گرج سے بشارت حاصل کرتا ہے۔

[2] درویش۔ فقیر جب زکوٰۃ دینے والے کی آواز سنتا ہے تو اسمیں نشاط پیدا ہو جاتا ہے۔ دمِ رحمٰن۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا مجھے خدائی سانس یمن کی جانب سے پہنچتا ہے بے دین۔ خدا کا کلام اور سانس دہن سے منزہ ہے۔ بوئے احمد شفاعت کے وقت آنحضورؐ کی خوشبو گنہگار کے لئے جانفزا ہوگی۔

[3] بوئے یوسفؑ۔ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کے کرتے کی خوشبو بہت دور سے محسوس کر لی تھی جو ان کے نشاط کا سبب بنی۔ نحیف۔ کمزور، لاغر نسیم۔ ہلکی۔ خوشگوار ہوا۔ روضہ۔ باغ۔ دارالسلام۔ بہشت کے آٹھ طبقوں میں سے ایک طبقہ کا نام ہے۔ بے انتقام۔ یعنی وہ گنہگار جس کو گناہوں کی سزا نہ ملی ہو۔ از کیمیا۔ کیمیا کی آواز سونے کے لئے ایسی ہی روح فزا ہے جیسے پیاسے کے لئے پانی کی آواز تھی۔ ویس۔ عرب کی مشہور معشوقہ ہے جیسا کہ لیلٰی۔ رامیں۔ عرب کا مشہور عاشق ہے جیسا کہ مجنوں فائدہ دیگر۔ اینٹ اکھاڑنے کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ دیوار کم ہو رہی ہے اور پانی کا قرب بڑھ رہا ہے

کز کمی[۱] خشت دیوارِ بُلند — پست تر گردد بہر دفعہ کہ کَند

اسلئے کہ اونچی دیوار ایک اینٹ کی کمی سے — جتنی مرتبہ اکھڑتی ہے زیادہ نیچی ہو جاتی ہے

پستیِ دیوار قُربے می شود — فصلِ اُو درمانِ وصلے می شود

دیوار کی نیچائی ایک نزدیکی بن جاتی ہے — اس (اینٹ) کا جدا ہونا وصل کا سبب ہو جاتا ہے

پستی آمد کندنِ خشتِ لَزِب — مُوجبِ قربت کہ وَاسجدوا قتَرِب

چپکی ہوئی اینٹ کا اکھاڑنا پستی (کا سبب) بنا — (یہ) قرب کا سبب ہے (جیسا کہ) سجدہ کر اور قریب ہو جا

تا کہ ایں دیوارِ عالی گردن ست — مانعِ ایں سَر فرود آوردن ست

جب تک یہ دیوار اونچی گردن والی ہے — یہ سر جھکانے سے مانع ہے

سجدہ نتواں کرد برآبِ[۲] حیات — تا نیابی زیں تنِ خاکی نجات

آب حیات پر سجدہ نہیں کیا جا سکتا — جبتک کہ تو اس مٹی کے جسم سے نجات نہ پا لیگا

بر سَرِ دیوار ہر کو تشنہ تر — زُود تر اُو میکَند خشت و مَدر

جو شخص دیوار پر زیادہ پیاسا (بیٹھا) ہو گا — وہ اینٹ اور ڈھیلا جلد اکھاڑے گا

ہر کہ عاشق تَر بود بر بانگِ آب — اُو کلوخِ زَفت بر کَند از حجاب

جو پانی کی آواز پر زیادہ عاشق ہو گا — وہ آڑ کے بڑے بڑے ڈھیلے اکھاڑیگا

اُوز بانگِ آب پُر مے تا عُنُق — نشنود بیگانہ جُز بانگ بُلُق

وہ پانی کی آواز سے گلے تک شراب سے پُر ہے — بیگانہ سوائے "غڑپ" کی آواز کے کچھ نہیں سنتا ہے

اے خنک[۳] آں را کہ اُو ایام پیش — مغتنم دارد، گذارد وامِ خویش

اے (مخاطب) خوش نصیبی ہے جو شروع کے زمانے کو — غنیمت سمجھے (اور) اپنا قرض ادا کر دے

اندراں ایام کِش قدرت بود — صحت و زورِ دل و قوت بُوَد

اس زمانے میں جبکہ اس کو قدرت ہوتی ہے — صحت اور دل کی طاقت اور قوت ہوتی ہے

واں جوانی ہمچو باغِ سبز و تَر — می رساند بے دریغے بار و بر

اور وہ جوانی سرسبز و شاداب باغ کی طرح — بے دریغ پھل اور میوے دیتی ہے

چشمہائے قوت و شہوت رَواں — سبز می گردد زمینِ تن بداں

قوت اور شہوت کے چشمے جاری ہیں — جسم کی زمین ان سے سرسبز ہوتی ہے

خانۂ معمور سقفش بس بُلند — معتدل ارکان بے تخلیط و بند

گھر آباد ہے، اس کی چھت اونچی ہے — بغیر گڑبڑ اور رکاوٹ کے ستون ٹھیک ہیں

---

۱ کز کمی۔ پیاسے کا جس قدر پانی سے فاصلہ تھا وہ اینٹ کے اکھڑنے سے کم ہورہا تھا۔ فصل او۔ اینٹ کا اکھڑنا پیاسے کے پانی سے وصل کو قریب کر تھا۔ پستی آمد۔ جس طرح سے دیوار کا پست ہونا قربت اور وصل کا سبب تھا اسی طرح انسان کا پست ہونا اور سجدہ میں گرنا قرب خداوندی کا سبب ہے جیسا کہ قرآن کی آیت میں کہا گیا ہے۔ لزب۔ چپکنے والا۔ تاکہ۔ جب تک انسان تن پروری کریگا اور اپنی گردن کو اونچا رکھے گا وہ دیوار ہے جو پانی کے وصل سے مانع تھی۔

۲ آب حیات۔ ذات خداوندی کا سجدہ اور قرب جب حاصل ہوگا جب تن خاکی کی اینٹیں اکھاڑ دو گے۔ تشنہ تر۔ جو وصل کا زیادہ پیاسا ہوگا وہ وصل کے اسباب جلد حاصل کریگا۔ زفت۔ موٹا، مضبوط۔ حجاب۔ پردہ۔ او۔ اس پیاسے کو پانی کی آواز سے شراب کا سا نشہ حاصل ہو رہا تھا۔ بیگانہ۔ جس کو پانی کی حاجت نہیں ہے بلق پانی میں کسی چیز کے گرنے کی آواز۔

۳ اے خنک۔ جوانی کی عبادت اور مجاہدہ بہت افضل ہے۔ وام۔ قرض یعنی اللہ کے حقوق۔ اندراں ایام۔ یعنی جوانی کا زمانہ۔ جوانی کے مجاہدات بہت جلد مثمر ہوتے ہیں۔ سبز۔ تروتازہ زمین میں تخم ریزی بہتر پیداوار کرتی ہے۔ معمور۔ ارکان۔ عناصر، ستون تخلیط ملاوٹ بند رکاوٹ۔

نورِ چشم [1] و قوّتِ اَبداں بجا　قصرِ محکم خانہ روشن پُر صفا

آنکھوں کی روشنی اور جسموں کی طاقت بحال ہے　قلعہ مضبوط، گھر روشن صفا ستھرا ہے

ہیں غنیمت داں جوانی اے پسر　سَر فرود آور بکَن خِشت و مَدر

اے صاحبزادے! خبردار جوانی کو غنیمت سمجھ　سر جھکالے اینٹ اور ڈھیلا اکھاڑ دے

پیش ازاں کایامِ پیری در رسد　گردنت بندو بحبلٍ مِنْ مَّسَدْ

اس سے پہلے کہ بڑھاپے کا زمانہ آئے　تیری گردن مونج کی رسی سے بندھ جائے

خاک شورہ گردد و ریزان و سُست　ہرگز از شورہ نباتِ خوش نرُست

مٹی شوریلی اور جھڑنے والی اور سُست ہو جائے　شوریلی زمین میں کبھی اچھی گھاس نہیں اُگی ہے

آبِ زور و آبِ شہوت منقطع　اوز خیش و دیگراں نا مُنتفع

طاقت کا پانی اور شہوت کا پانی منقطع ہو جائے　وہ اپنے آپ، اور دوسروں سے نفع نہ اٹھا سکے

ابروان چوں پاردم [2] زیر آمدہ　چشم رانم آمدہ تاری شدہ

ابرو میں مونچی کی طرح لٹکی ہوئی　آنکھ میں موتیا اترا ہوا، دھند لائی ہوئی

از تشنج رُو چو پُشت سُو سمار　رفتہ نُطق و طعم و دندا نہاز کار

جھریوں سے چہرہ گوہ کی کمر کی طرح　گویائی اور ذائقہ ختم، اور دانت بیکار

پُشت دوتا گشتہ دل سُست و تپاں　تن ضعیف و دست و پا چوں ریسماں

کمر دوہری، دل سُست اور لرزاں　جسم کمزور، ہاتھ پیر دھاگا جیسے

بر سرِ رہ زاد کم مرکوب سُست　غم قوی و دل تنگ تن نا دُرست

راستہ پر، توشہ ندارد، سواری سُست　غم بھاری، دل کمزور، جسم بگڑا ہوا

خانہ ویراں کار بے ساماں شُدہ　دل زافغاں ہمچو نای [3] انباں شُدہ

گھر تباہ، کام بے سہارا　دل فریاد سے مشک والی بین کی طرح

عمر ضائع سعی باطل راہ دور　نفسِ کاہل دل سیہ جاں نا صَبور

گھر برباد، کوشش بیکار، راستہ دراز　نفس سُست، دل کالا، جان بے صبر

مُوئے بر سَر ہمچو برف از بیمِ مرگ　جملہ اعضا لرز لرزاں ہمچو برگ

موت کے ڈر سے سر پر بال برف جیسے　تمام اعضاء پتے کی طرح سخت لرزاں

روز بے گہ لاشہ لنگ و رہ دراز　کارگہ ویراں عمل رفتہ زساز

دن بے وقت، گدھا لنگڑا اور راستہ دراز　کارخانہ ویران، عمل ناکارہ

---

[1] نورِ چشم۔ جوانی میں حواسِ ظاہری اور حواسِ باطنی سب صحیح حالت میں ہوتے ہیں۔ بکن خشت و مدر۔ یعنی برے اخلاق زائل کردے۔ گردنت بندو۔ یعنی بڑھاپے میں عبادت نہ ہو سکے گی۔ مَسد۔ کھجور کے ریشے یا مونج کی رسی۔ خاک شورہ۔ بڑھاپے میں عبادت اور ریاضت کے عمدہ ثمرات حاصل نہیں ہوتے ہیں، بڑھاپے میں عبادت اور ریاضت کے عمدہ ثمرات حاصل نہیں ہوتے ہیں، بڑھاپے کا بدن شوریلی زمین کی طرح ہے جو بارآور نہیں ہوتی ہے۔ آبِ زور جس زمین کی آبپاشی نہیں ہوتی اسکی پیداوار اچھی نہیں ہوتی ہے اور خویش۔ بڑھاپے میں انسان نہ اپنے لائق رہتا ہے نہ مہمان کے لائق رہتا ہے۔

[2] پاردم۔ دمچی۔ زیر آمدہ۔ بڑھاپے میں بھنویں لٹک کر آنکھوں پر آجاتی ہیں۔ چشم۔ بڑھاپے میں موتیا بند ہو جاتا ہے اور آنکھوں میں دھند پیدا ہو جاتی ہے۔ تشنج۔ اکڑن، پٹھے سکڑتے ہیں تو کھال میں جھریاں اور سلوٹیں پڑ جاتی ہیں۔ سُوسمار۔ گوہ، جس کی کمر کھردری ہوتی ہے۔ نطق۔ گویائی طعم ذائقہ۔ دوتا۔ دوہرا۔ ریسماں۔ دھاگا، رسی۔ زاد توشہ، مرکوب۔ سواری تنگ۔ تنگ، پریشان

[3] نای انباں۔ مشک والی بین مشک کو بین سے جوڑ دیا جاتا ہے اور اسمیں ہوا بھر دی جاتی ہے۔ جس سے بم یکجی رہتی ہے۔ ہمچو برف۔ یعنی سفید لاشہ۔ کمزور حیوان یا انسان، گدھا کارگہ۔ کارخانہ۔

بیخہائے ا خوئے بد محکم شدہ قوتِ بر کندن آں گم شدہ
بری عادتوں کی جڑ مضبوط اس کے اکھاڑنے کی طاقت گم

فرمودنِ والی شخص راکہ خار بُن کہ نشاندۂ از سرِ راہِ مردماں بر کن و عذر آوردنِ او

حاکم کا ایک شخص سے کہنا کہ کانٹوں کا جھاڑ جو تو نے بویا ہے لوگوں کے راستہ سے اُکھاڑ دے اور اس کا عذر کرنا

ہمچوآں شخص درشتِ خوش سخن
اس باتونی، سنگدل، انسان کی طرح

درمیانِ رہ نشاند او خار بُن
جس نے راستہ میں کانٹوں کا جھاڑ بویا

رہ گذر یانش ملامت گر شدند
راستہ چلنے والے اس کو ملامت کرتے

پس بگفتندش بکن آنرانکند
اس نے کہا، اس کو اکھاڑ، اس نے نہ اکھاڑا

ہر دمے آں خار بُن افزوں شدے
ہر وقت وہ جھاڑ بڑھتا رہا

پائے خلق از زخمِ آں پُرخوں شدے
لوگوں کے پیر اس کے زخم سے خون آلود ہوتے

جامہائے خلق بدریدے زخار
کانٹوں سے لوگوں کے کپڑے پھٹتے

پائے درویشاں بخستے زار زار
غریبوں کے پیر خوب زخمی ہوتے

چونکہ حاکم راخبر شد زیں حدیث
جب حاکم کو اس بات کی خبر ہوئی

یافت آگاہی زفعلِ آں خبیث
اس خبیث کے کام سے واقف ہو گیا

چوں بجدّ ۲ حاکم بدو گفت ایں بکن
جب حاکم نے تاکید سے اس سے کہا اس کو اکھاڑ دے

گفت آرے بر کنم روزیش من
بولا، ہاں کسی دن میں اس کو اکھاڑ دونگا

مدتے فرد او فرد اوعدہ داد
ایک زمانہ تک کل اور کل کا وعدہ کرتا رہا

شد درختِ خارِ اُو محکم نہاد
وہ خار دار درخت مضبوط جڑ کا ہو گیا

گفت روزے حاکمش اے وعدہ کژ
ایک روز حاکم نے اس سے کہا اے وعدہ خلاف!

پیش آدر کارِ ما واپس مغژ
ہمارے (کہے ہوئے) کام میں پیشقدمی کر واپس نہ جا

گفت الایّامُ ۳ یا عَدَ بیننا
بولا، زمانہ نے ہم میں دوری پیدا کر دی

گفت عجّل لا تُماطِل دیننا
اس (حاکم) نے کہا جلدی کر ہمارے قرض میں ٹال مٹول نہ کر

تو کہ می گوئی کہ فردا این بداں
تو جو کہتا ہے کہ "کل" یہ سمجھ لے

کہ بہر روزے کہ می آید زماں
کہ ہر دن جو وقت بھی آتا ہے

---

۱ بیخہائے بد۔ بڑھاپے میں بری عادتیں اور راسخ ہو جاتی ہیں اور ان کو چھوڑنے کی طاقت کمزور ہو جاتی ہے۔ فرمودن۔ اس حکایت کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ بد خصلتوں کا اگر ازالہ نہ کیا جائے تو وہ اور جڑ پکڑ جاتی ہیں۔ درشت۔ سنگدل۔ خوش سخن۔ باتونی۔ خار بن۔ کانٹوں والا درخت۔ رہ گزریاں۔ راستہ چلنے والے حدیث۔ بات۔ فعل۔ یعنی راستہ میں کانٹے بونا۔

۲ بجد۔ یعنی تاکید اور سختی سے فردا۔ کل۔ نہاد۔ جڑ بنیاد۔ وعدہ کژ۔ وعدہ خلاف۔ مغژ غژیدن سے نہی کا صیغہ ہے۔ گھٹنوں کے بل نہ چل۔

۳ الایام۔ دن۔ زمانہ باعد۔ دوری پیدا کر دی ہے بیننا ہمارے درمیان۔ عجل تو جلدی کر۔ لا تماطل۔ ٹال مٹول نہ کر دیننا۔ ہمارا قرض۔ کہ فردا۔ یعنی کل کو کاٹ دونگا۔

آں درختِ بد جواں تر می شود　　ویں کَنِندہ پیر و مُضطر می شود
وہ خراب درخت زیادہ جوان ہوتا جاتا ہے　　اور یہ اکھاڑنے والا بوڑھا اور مجبور ہو جاتا ہے

خار بُن در قُوّت و بَرخاستن ۱　　خار کَن در سُستی و در کاستن
خار دار درخت قوت اور بلند ہونے میں ہے　　کانٹے اکھاڑنے والا سُستی اور گھٹاؤ میں ہے

خار بُن ہر روز و ہر دم سبز و تَر　　خارکَن ہر روز زارو خشک تر
خار دار درخت ہر دن اور ہر وقت سبز و تازہ ہے　　کانٹے اکھاڑنے والا ہر دن کمزور اور زیادہ خشک ہوتا جاتا ہے

اُو جواں تر می شود تو پیر تَر　　زود باش و روز گارِ خود مبر
وہ زیادہ جوان ہو رہا ہے اور تو زیادہ بوڑھا　　جلدی کر، اور اپنا وقت ضائع نہ کر

خار بن داں ہر یکے خوئے بدت　　بارہا در پائے خار آخر زدت
اپنی ہر بری عادت کو خار دار درخت سمجھ　　بارہا کانٹا تیرے پیر میں چبھا ہے

بار ہا بر فعلِ خود نادم شدی　　بر سَرِ راہِ تحیرُّ آمدی
تو بارہا اپنے فعل پر نادم ہوا ہے　　تو حیرانی کے راستہ پر آیا ہے

بارہا از خوئے ۲ خود خستہ شدی　　حِس نداری سخت بے حِس آمدی
تو بارہا اپنی عادت سے زخمی ہوا ہے　　تجھے احساس نہیں ہے تو سخت بے حس ثابت ہوا ہے

گر زخستہ کردنِ دیگر کساں　　کہ زخُلقِ زشتِ تو ہست آں رساں
اگر دوسروں کو زخمی کرنے سے　　جو کہ تیرے برے اخلاق سے (وہ زخم) لگے ہیں

غافلی بارے ز زخمِ خود نۂ　　تو عذابِ خویش و بر بیگانۂ
تو غافل ہے لیکن اپنے زخم سے تو (غافل) نہیں ہے　　تو اپنے لئے اور دوسروں کے لئے عذاب ہے

یا تبر گیرو بہ بُن مردانہ زن؟　　تو علیؓ وار ایں درِ خیبر بکَن
یا کلہاڑا لے اور بہادروں کی طرح (جڑ پر) مار　　تو علیؓ کی طرح خیبر کے اس دروازہ کو اکھاڑ دے

ورنہ ۳ چوں صدّیق وفاروقِ مہیں　　ہیں طریقِ دیگراں رابر گزیں
ورنہ (حضرت) صدیقؓ اور بزرگ فاروقؓ کی طرح　　خبردار! دوسروں کا طریقہ اختیار کر

یا بگلبن وصل کُن ایں خار را　　وصل کُن با نار نُورِ یار را
یا اس کانٹے کو بوٹے کے ساتھ ملا لے　　آگ کو دوست کے نور کے ساتھ وابستہ کر دے

تاکہ نورِ او کُشد نارِ تُرا　　وصلِ اُو گُلشن کُند خارِ تُرا
تاکہ اس کا نور تیری آگ کو بجھا دے　　اس کا ملنا تیرے کانٹے کو گلستاں بنا دے

---

۱ بر خاستن۔ اٹھنا اونچا ہونا۔ کاستن۔ گھٹنا، کم ہونا۔ کز۔ پہلے مصرع میں بمعنی مرغوب اور دوسرے میں بمعنی زیادہ ہے۔ خارِ بن داں۔ یعنی خار دار درخت اپنی بری عادت کو سمجھ۔ بارہا۔ بری عادتوں سے انسان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تحیرُّ۔ حیران ہونا۔

۲ خوی۔ یعنی بد عادت خُلقِ زشت۔ برے اخلاق غافلی۔ غافل ہستی۔ نہ نیستی۔ بر بیگانہ بر بیانہ ہستی۔ تبر۔ کلہاڑا یعنی اخلاقِ ردیہ خود اپنے مجاہدات سے دور کر دے۔ علی وار۔ حضرت علی کی طرح حضرت علی کا مسلک مسلک ہدایت تھا جس میں مخلوق سے علیحدہ رہ کر مجاہدات کے ذریعہ مقامات طے کئے جاتے ہیں خیبر۔ ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے دو سو میل ہے۔ وہاں یہود قلعہ بند ہو گئے تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قلعہ کا دروازہ اکھاڑ دیا تھا۔ جو اس قدر بھاری تھا کہ اس کو سات آدمیوں نے اور ایک روایت کے مطابق چالیس آدمیوں نے اٹھانا چاہا تو وہ نہ اٹھ سکا۔

۳ ورنہ۔ حضرات شیخین کا مسلک۔ مسلک نبوت تھا جس میں متوجہ مخلوق للحق رہتے ہیں۔ یا بگلبن۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی شیخ کی خدمت میں لگے رہو۔ نار۔ یعنی مرید کے اخلاق ذمیمہ۔

تو مثالِ ۱ دوزخی او مومن ست
تو دوزخ جیسا ہے وہ مومن ہے
کشتنِ آتش بمومن ممکن ست
مومن کے ذریعہ آگ بجھانا ممکن ہے

مصطفیٰ فرمود از گفت جحیم
مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دوزخ کی گفتگو نقل فرمائی ہے
کو بمومن لابہ گر گردد زبیم
کہ وہ خوف سے مومن کی خوشامد کرے گی

گویدش بگذر زمن اے شاہ زود
اس سے کہے گی اے شاہ! میرے پاس سے جلد چلا جا
ہیں کہ نورت سوزِ نارم را ربود
دیکھ! تیرے نور نے میری آگ کی گرمی ختم کر دی

پس ہلاکِ نار نورِ مومن ست
تو مومن کا نور، آگ کی تباہی ہے
زانکہ بے ضد دفعِ ضد لا یمکن ست
کیونکہ مقابل کے بغیر مقابل کا دفع کرنا ناممکن ہے

نار ضدِ نور باشد روزِ عدل
انصاف کے دن آگ، نور کی ضد ہو گی
کاں زقہر انگیختہ شد ویں زفضل
اس لئے کہ وہ غضب سے بھڑکی ہے اور یہ مہربانی سے

گر ہمی خواہی تو دفعِ شرِ ۲ نار
اگر تو آگ کے شر کو دفع کرنا چاہتا ہے
آبِ رحمت بر دلِ آتش گمار
تو رحمت کا پانی آگ میں ڈال دے

چشمۂ آں آبِ رحمت مومن ست
اس آبِ رحمت کا چشمہ مومن ہے
آبِ حیواں روحِ پاکِ محسن ست
محسن کی پاک روح آبِ حیوان ہے

بس گریزاں است نفسِ تو ازو
تیرا نفس اس سے بہت بھاگتا ہے
زانکہ تو از آتشی اوز آبِ جو
اسلئے کہ تو آگ کا (بنا ہوا) ہے وہ نہر کے پانی سے

زآبِ آتش زاں گریزاں می شود
آگ، پانی سے اس لئے بچتی ہے
کآتشش از آب ویراں می شود
کہ اس کی سوزش پانی سے برباد ہو جاتی ہے

حسِّ ۳ و فکرِ تو ہمہ از آتش ست
تیرا حس اور فکر سب آگ سے (بنا) ہے
حسِ شیخ و فکرِ او نورِ خوش ست
شیخ کا حس اور اس کا فکر عمدہ نور سے (بنا) ہے

آبِ نورِ او چو بر آتش چکد
اس کے نور کا پانی جب آگ پر سے ٹپکتا ہے
چلچک از آتش بر آید بر جہد
آگ سے بھڑ بھڑ کی آواز آتی ہے (اور وہ) غائب ہو جاتی ہے

چوں کند چلچک تو گویش مرگ و درد
جب وہ بھڑ بھڑ کرے تو اس سے کہہ (تجھے) موت اور درد (نصیب ہو)
تا شود ایں دوزخِ نفسِ تو سرد
تاکہ تیرے نفس کی یہ دوزخ ٹھنڈی ہو جائے

تا نسوزد او گلستانِ ترا
تاکہ وہ تیرے چمن کو نہ جلا دے
پست نکند عدل و احسانِ ترا
تیرے عدل اور احسان کو نہ گھٹا دے

---

۱ تو مثالِ دوزخی پہلے شعر میں کہا تھا نور نار کو بجھا دیتا ہے اب اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں مومن۔ نوری ہوتا ہے۔ جحیم۔ دوزخ۔ کو۔ یعنی دوزخ۔ لابہ۔ خوشامد۔ بیم خوف۔ بے ضد۔ جن دو چیزوں سے تضاد کی نسبت ہوتی ہے وہ ایک دوسری کو ختم کر دیتی ہے نار اور نور ایک دوسری کی ضد ہیں۔ قہر۔ قہر اور مہر ایک دوسرے کی ضد ہیں نار قہر کا مظہر ہے۔ اور نور مہر کا مظہر ہے لہٰذا وہ بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

۲ شرِ نار۔ اخلاق رذیلہ کے اثرات۔ آبِ رحمت۔ یعنی شیخ کی صحبت مومن۔ یعنی شیخ محسن۔ یعنی بس گریزاں۔ برے بھلوں کی صحبت سے اسی لئے گریز کرتے ہیں کہ بروں کا مزاج ناری ہے اور بھلوں کا آبی۔ زآب۔ شیخ ترک لذات کا حکم دیتا ہے۔ عوام گریز کرتے۔

۳ حس و فکر۔ عوام کے احساسات اور افکار اخلاق رذیلہ کی پیداوار ہیں۔ آبِ نور شیخ کی صحبت سے جب اخلاق رذیلہ کا ازالہ ہوتا ہے تو مرید خود اس کی کیفیت محسوس کرتا ہے۔ چلچک۔ آگ پر پانی ڈالنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے۔ چوں کند۔ اخلاق رذیلہ کے ازالہ سے اگر نفس میں بے چینی ہو تو اس سے پریشان ہونا چاہیے۔ تا نسوزد۔ برے اعمال سے اچھے اعمال بھی تباہ ہو جاتے ہیں حدیث شریف میں ہے حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسا کہ آگ لکڑی کو۔

یک اشر رازوے ہزاراں گلستاں | ازیکے نے نام بینی نے نشاں
اس کی ایک چنگاری سے ہزاروں چمن ایسے ہیں | کہ تو ایک کا (بھی) نام و نشان نہ دیکھے گا

بعد ازاں چیزے کہ کاری بر دہد | لالہ و نسرین و سیسن بر دہد
اس کے بعد تو جو بوئے گا نفع دے گا | لالہ اور سیوتی اور سیسن اگائے گا

باز پہنامی رویم از راہِ راست | باز گرد اے خواجہ راہِ ما کجاست
پھر ہم کشادہ اور سیدھے راستہ پر چلتے ہیں | اے جناب! واپس لوٹیے ہمارا راستہ کدھر ہے؟

اندریں تقریر بودیم اے خسور | کہ خرت لنگ ست و منزل دور دور
ہم یہ کہہ رہے تھے اے ٹوٹے میں پڑے ہوئے! | کہ تیرا گدھا لنگڑا ہے اور منزل بہت دور ہے

بارِ تو باشد گراں در راہ چاہ | کج مرو راست اندر شاہ راہ
تیرا بوجھ بھاری ہو گا، راستہ میں کنواں ہے | ٹیڑھا نہ چل، چوڑی سڑک پر سیدھا چل

سال شصت آمد کہ شستت[۲] گشد | راہ دریا گیر تا یابی رشد
ساٹھ سال ہو گئے تاکہ تجھے کانٹے میں بیندھ لیں | دریا (میں) کا راستہ اختیار کر تاکہ تو ہدایت حاصل کرے

آنکہ عاقل بود در دریا رسید | شد خلاص از دام و از آتش رہید
جو (مچھلی) سمجھدار تھی دریا (کی تہ) میں پہنچی | جال سے خلاصی ہوئی اور آگ سے چھوٹ گئی

چونکہ بیگہ گشت و آں فرصت گذشت | مردہ گرد و رو سوئے دریا ز دشت
چونکہ بے وقت ہو گیا، اور وہ موقع نکل گیا | مردہ بن جا اور جنگل سے دریا کی جانب نکل جا

ورنہ در تابہ شوی بریاں لسے | ایں چنیں برخود کند ہرگز کسے
ورنہ تو توے پر خوب بھنے گا | ایسا اپنے لئے کوئی نہیں کرتا ہے

حالِ آں سہ ماہی و آں جوئبار | گفتہ شد اینجا برائے اعتبار
ان تین مچھلیوں اور اس نہر کا قصہ | یہاں عبرت کے لئے کہا گیا ہے

فانتبہ ثم اعتبر ثم انتصب | واستعن باللہ ثم اجہد تصب
پس بیدار ہو جا پھر عبرت پکڑ پھر سیدھا ہو جا | اللہ سے مدد چاہ پھر کوشش کر، پالے گا

سال[۳] بے گہ گشت وقت کشت نے | جز سیہ روئی و فعل زشت نے
سال بے وقت ہو گیا بونے کا وقت نہیں ہے | سوائے کالا منہ ہونے کے اور برے کام کے کچھ نہیں ہے

کرم در بیخ درختِ تن فتاد | بایدش بر کند و بر آتش نہاد
جسم کے درخت کے جڑ میں، دیمک لگ گئی ہے | اس کو دور کرنا اور آگ پر رکھ دینا چاہیے

---

۱ یک شرر۔ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان سے تمام نیکیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ بعد ازاں۔ نفس کی اصلاح کے بعد اعمال کے سب اچھے ثمرات مرتب ہوتے ہیں۔ نسرین۔ سیوتی۔ سیسن۔ ایک خوشبو دار گھاس ہے جس کی خوشبو پودینہ اور نعناع کی سی ہوتی ہے۔ پہنا۔ چوڑا۔ یعنی راستہ از راہ راست اس کا بیان ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ہم نے کچھ دقیق مسائل بیان کرنے شروع کر دیئے تھے اب ہم پھر وعظ و نصیحت شروع کرتے ہیں۔ خسور۔ ٹوٹا اٹھانے والا۔ اشارہ او صراط مستقیم۔

۲ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا مولانا نے ایک قصہ نقل کیا ہے کہ تین مچھلیاں تالاب میں تھیں ایک عاقل ایک نیم عاقل ایک بیوقوف شکاری جال لیکر آیا عقلمند تو فوراً دریا کی تہہ میں چلی گئی اور نجات پا گئی بقیہ دو پھنس گئیں جو نیم عاقل تھی اس نے کچھ عقل سے کام لیا اپنے آپ کو مردہ بنا لیا شکاری نے اس کو مردہ سمجھ کر پھر دریا میں پھینک دیا وہ بھی بچ گئی۔ تیسری بیوقوف نے جال میں بھی اچھل کود کی شکاری نے اس کے کباب بنائے تو ساٹھ سال کی عمر ایک جال ہے اس سے بچنے کی صورت ایک تو یہ ہے کہ ساٹھ سال سے پہلے ہی دریائے حقیقت میں غوطہ لگا دیا جائے ورنہ اس عمر میں پہنچ کر ہی نجات کی تدبیر کی جائے۔ ورنہ پھر آگ میں بھننا پڑے گا۔

۳ سال۔ ساٹھ سال تک بھی نیکی کی ہو تو بڑی رسوائی کی بات ہے۔ کرم۔ یعنی برے افعال کے جراثیم۔

ہیں وہیں اے راہ رو بیگاہ شد | آفتابِ عُمر سوئے چاہ[۱] شد
خبردار اور خبردار! اے مسافر بے وقت ہو گیا ہے | زندگی کا سورج کنویں کی جانب (روانہ) ہو گیا ہے

ایں دو روزک را کہ زورت ہست زود | پیر افشانی بکُن از راہِ جود
ان دو دنوں جبکہ طاقت ہے، جلد | از راہِ کرم بڑھاپے میں جوانی کا کام کر لے

ایں قدر تخمیکہ ماندستت بکار | تا در آخر بینیِ آں را برگ و بار
اتنا ہی بیج جو بچ گیا ہے، بودے | تاکہ آخرت میں تو اس کے پھل اور پتے دیکھ لے

ایں قدر عمرے کہ ماندستت بباز | تابروید زیں دو دم عمرِ دراز
جس قدر تیری عمر باقی رہی ہے اس کو بازی پر لگا دے | تاکہ ان دو سانسوں سے بڑی عمر آگ آئے

تانہ مُردست ایں چراغِ با گہر | ہیں فتیلہ اش ساز و روغن زو دتر
جب تک یہ جواہر دار چراغ بجھا نہیں ہے | خبردار بہت جلد اس کے لئے بتی اور تیل مہیا کر لے

آفتِ تاخیرِ خیرات بفردا
اچھے کاموں کو کل پر موخر کرنے کی آفت

ہیں مگو فردا[۲] کہ فرداہا گذشت | تا بکلّی نگذرد ایام کشت
خبردار کل نہ کہہ کیونکہ بہت سے کل گزر گئے | کہیں کھیتی کا زمانہ بالکلیہ نہ گزر جائے

پندمی بشنو کہ تن بند قویست | کہنہ بروں کن گرت میلِ نویست
میری نصیحت سن لے کہ جسم مضبوط قید ہے | پرانے کو چھوڑ دے اگر نئے کی خواہش ہے

لب بہ بند و کف پُر زر بر کشا | بُخل تن بگذار پیش آور سخا
ہونٹ بند کر، سونے سے بھری مٹھی کھول دے | جسم کا بخل چھوڑ دے، سخاوت اختیار کر

ترکِ لذتہا و شہوتہا سخاست | ہر کہ در شہوت فروشد بر نخاست
لذتوں اور شہوتوں کا چھوڑنا، سخاوت ہے | جو شخص شہوت میں ڈوبا نہ ابھرا

ایں سخا شاخیست از سرو بہشت | وائے اوکز کف چنیں شاخے بہشت
یہ سخاوت جنت کے سرو کی شاخ ہے | اس پر افسوس ہے جو ایسی شاخ کو چھوڑ دے

عُروۃ[۳] الوُثقیٰ ست ایں ترکِ ہوا | بر کشد ایں شاخِ جاں را بر سما
خواہش نفسانی کو چھوڑنا، مضبوط دستہ ہے | جان کی شاخ کو آسمان پر کھینچ لے جاتا ہے

تا برد شاخِ سخا اے خوب کیش | مر ترا بالا کشاں تا اصلِ خویش
اے خوش خصلت! تاکہ سخاوت کی شاخ | تجھے اوپر اور کھینچ کر اپنی اصل تک لے جائے

۱؎ چاہ۔ یعنی قبر کا کنواں۔ دو روزک۔ یعنی بڑھاپے کی چند روزہ زندگی۔ پیر افشانی۔ بڑھاپے میں جوانوں جیسے کام کرنا۔ شعر۔
بری سعی کن گر رہ جوانی رفت کار از دست
زر گم گشتہ در آتش زخا کستر شود پیدا
بکار۔ بودے اکاشتن سے امر کا صیغہ ہے۔ آخر۔ آخرت۔ بباز۔ بازیدن۔ اور باختن۔ سے امر کا صیغہ ہے۔ عمر دراز۔ جاودانی۔ عمر چراغ۔ یعنی چراغ زندگی۔ فتیلہ۔ چراغ کی بتی۔

۲؎ مگو فردا۔ یعنی کار امروز را بفردا مگذار۔ ایام کشت۔ یعنی عمل کا وقت تن۔ روح کے اعمال کے لئے جسم مانع ہے۔ لب بر بند۔ یعنی باتوں سے کام نہ چلے گا۔ بر کشا۔ یعنی سخاوت اور خیرات کر بخل تن۔ یعنی جسمانی ریاضت سے بچنا۔ سخا۔ یعنی بدن کی سخاوت یہ ہے کہ جسمانی لذتوں اور شہوتوں سے پرہیز کیا جائے اور اس کو عبادات میں صرف کیا جائے۔ ایں سخا۔ حدیث شریف میں ہے سخاوت بہشت کا ایک درخت ہے جو شخص سخی ہے اس نے اس درخت کی ایک شاخ کو پکڑ رکھا ہے وہ شاخ اس کو نہیں چھوڑتی۔ حتیٰ کہ اس کو بہشت میں داخل نہیں کر لیتی ہے۔

۳؎ عروۃ۔ دستہ۔ آویزہ۔ دستہ ہر وہ چیز جو مضبوطی سے پکڑی جا سکے۔ الوثقیٰ مضبوط محکم۔ سما آسمان۔ خوب کش۔ اچھی عادت والا۔ اصل یعنی جنت

یوسفِ[1] حسنی واین عالم چو چاہ　　وین رسن صبرست بر امرِ الٰہ

تو حسن کا یوسف ہے اور یہ جہاں کنواں جیسا ہے　　اور یہ رسی خدا کے حکم پر صبر کرنا ہے

یوسفا آمد رسن در زن دو دست　　از رسن غافل مشو بیگہ شدست

اے یوسف! رسی آ گئی ہے دونوں ہاتھ سے پکڑ لے　　رسی سے غافل نہ ہو، بے وقت ہو گیا ہے

حمدُ للہ کایں رسن آو یختند　　فضل و رحمت راباہم آمیختند

الحمد للہ کہ یہ رسی لٹکا دی ہے　　فضل اور رحمت کو باہم ملا دیا ہے

در رسن زن دست بیروں روزِ چاہ　　تابہ بینی بارگاہِ بادشاہ

رسی پکڑ لے کنویں سے نکل آ　　تاکہ بادشاہ کے دربار کو دیکھے

تابہ بینی عالمِ جانِ جدید　　عالمے بس آشکار و ناپدید

تاکہ تو جان کے لئے نئے عالم کو دیکھ لے　　وہ عالم جو بہت واضح اور پوشیدہ ہے

ایں جہانِ نیست چوں ہستاں شدہ　　وہ آنجہانِ ہست بس پنہاں شدہ

معدوم جہان، موجودات کی طرح ہو گیا ہے　　وہ موجودہ جہان بہت پوشیدہ ہو گیا ہے

خاک[2] برباد ست و بازی می کند　　کژ نمائی پردہ سازی می کند

ہوا پر گرد ہے اور وہ ناچ رہی ہے　　غلط نمائش اور پردہ پوشی کر رہی ہے

خاک ہمچوں آلتے در دستِ باد　　باد را داں عالی و عالی نژاد

ہوا کے ہاتھ میں گرد ایک آلہ کی طرح ہے　　ہوا کو برتر اور برتر اصل والا سمجھ

چشمِ خاکی را بخاک اُفتد نظر　　ہوابیں چشمے بود نوعِ دگر

مٹی کی آنکھ کی، گرد پر نظر پڑتی ہے　　ہوا دیکھنے والی آنکھ دوسری قسم کی ہوتی ہے

اینکہ[3] بر کارست بیکارست و پوست　　وانکہ پنہان ست مغز و اصل اوست

یہ جو (جہان) کام میں لگا ہے وہ بیکار اور چھلکا ہے　　وہ جو پوشیدہ ہے مغز اور اصل ہے

اسپ داند اسپ کو ہست یار　　ہم سوارے داند احوالِ سوار

گھوڑے کو گھوڑا جانتا ہے کیونکہ وہ دوست ہے　　سوار بھی سوار کے احوال کو جانتا ہے

چشمِ حس اسپ ست نورِ حق سوار　　بے سوار ایں اسپ خود ناید بکار

ظاہری آنکھ گھوڑا ہے اللہ کا نور سوار ہے　　سوار کے بغیر یہ گھوڑا تنہا کام میں نہیں آتا ہے

پس ادب کن اسپ را از خوئے بد　　ورنہ پیشِ شاہ باشد اسپ رد

تو گھوڑے کو بری عادت سے (چھڑا کر) مودب بنا　　ورنہ شاہ کے سامنے گھوڑا مردود ہو گا

---

[1] یوسف۔ حضرت یوسفؑ کو بھائیوں نے کنویں میں ڈال دیا تھا۔ یوسف۔ اے یوسف یعنی ہر وہ شخص جو دنیا کے کنویں میں گرا ہوا ہے۔ حمد للہ۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اس نے نجات کا ذریعہ بنا دیا ہے جو توبہ و استغفار ہے۔ بارگاہ۔ توبہ و استغفار کے ذریعہ خدا کے مقربوں میں ہو جاؤ گے۔ عالم جاں۔ عالم ارواح۔ این جہاں۔ یعنی عالم شہادت جو فانی ہے۔ آنجہاں۔ عالم ارواح جو دائمی ہے۔

[2] خاک برباد۔ جب بگولا اٹھتا ہے تو گرد و غبار نظر آتا ہے اور ہوا جو اصل ہے وہ نگاہوں سے مخفی رہتی ہے۔ انسان اس کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ گرد خود حرکت کر رہی ہے خاک۔ عالم شہود میں بھی دراصل عالم غیب کام کر رہا ہے۔ باد را داں۔ اصل عالم غیب کو سمجھو۔ چشم۔ خاکی۔ حواس ظاہرہ عالم شہود کو دیکھتے ہیں۔ نوعِ دگر۔ اہل اللہ کی آنکھ عالم غیب کو دیکھتی ہے۔

[3] اینک۔ عالم شہادت کی جو موجودات مصروف عمل ہیں وہ چھلکا ہیں اصل حقیقت عالم غیب ہے جو نظروں سے پوشیدہ ہے۔ اسپ۔ داند۔ ہم جنس ہم جنس کو جان سکتا ہے حس ظاہری عالم شہود کی چیز ہے لہٰذا وہ عالم شہود کی چیزوں کو ہی جان سکتی ہے۔ چشم۔ حس۔ ظاہری آنکھ کا سوار اللہ کا نور ہے اس کے بغیر یہ آنکھ کسی کام کی نہیں۔

چشمِ اَسب از چشمِ شہ رہبر[1] بُوَد ۔ چشمِ اُو بے چشمِ شہ مُضطر بُوَد

گھوڑے کی آنکھ شاہ کی آنکھ کی وجہ سے رہبر ہوتی ہے ۔ اس کی آنکھ شاہ کی آنکھ کے بغیر معذور ہے

چشمِ اسپاں جُز گیا وہ جُز چَرا ۔ ہر کجا خوانی بگوید نے چرا

گھوڑوں کی آنکھ کو گھاس اور چراگاہ کے سوا ۔ جہاں تو بلائے گا وہ کہے گی نہیں، کس لیے؟

نورِ حق بَر نورِ حسِّ راکِب شود ۔ وانگہے جاں سوئے حق راغِب شود

حسی نور پر اللہ کا نور سوار ہوتا ہے ۔ تب جان اللہ (تعالیٰ) کی جانب راغب ہوتی ہے

اسپ بے راکب چہ داند رسم و راہ ۔ شاہ باید تا بداند شاہراہ

گھوڑا سوار کے بغیر رسم و راہ کو کیا جانے؟ ۔ شاہ چاہیے، تاکہ وہ شاہراہ کو سمجھے

سوئے حسّے رَو کہ نورش راکِب ست ۔ حسِّ را آں نور نیکو صاحِب ست

اس حس کی جانب جا جس پر نور سوار ہے ۔ حس کے لئے وہ نور بہتر ساتھی ہے

نورِ حسِّ را نورِ حق تزئیں بُوَد ۔ معنیٔ نُورٌ علیٰ نُور ایں بُوَد

حسی نور کے لئے اللہ کا نور باعث زینت ہے ۔ نور بالائے نور کے یہی معنیٰ ہیں

نورِ[2] حسّی می کشد سوئے ثریٰ ۔ نورِ حقّش می بَرد سُوئے عُلیٰ

حسی نور مٹی کی طرف کھینچتا ہے ۔ اللہ (تعالیٰ) کا نور اس کو بلندی کی طرف لیجاتا ہے

زانکہ محسُوسات دُوں تر عالم ست ۔ نُورِ حق دریا وَحسّ چوشبنمے ست

کیونکہ (عالم) محسوسات نچلے درجہ کا عالم ہے ۔ اللہ (تعالیٰ) کا نور دریا اور حس شبنم کی طرح ہے

لیک پیدا نیست آں راکِب[3] برُو ۔ جُز بہ آثار و بہ گفتارِ نِکُو

لیکن وہ سوار (نورِ حق) اس (نورِ چشم) پر نظر نہیں رہتا ہے ۔ سوائے اچھی نشانیوں اور اچھی گفتگو کے

نورِ حسّی کو غلیظ ست و گراں ۔ ہست پنہاں دَر سوادِ دیدگاں

حسی نور جو کہ کثیف اور بھاری ہے ۔ وہ (بھی) آنکھوں کی سیاہی میں چھپا ہوا ہے

چونکہ نورِ حسّ نمی بینی بہ چشم ۔ چوں بہ بینی نورِ آں غیبی بچشم

جبکہ حسی نور کو بھی تو آنکھ سے نہیں دیکھتا ہے ۔ تو اس غیبی نور کو آنکھ سے کیسے دیکھ لے گا؟

نورِ حسّ با آں غلیظی مختفی ست ۔ چوں خفی نبود ضیائے کاں صَفی ست

حسی نور باوجود کثافت کے پوشیدہ ہے ۔ تو وہ روشنی جو شفاف ہے پوشیدہ کیسے نہوگی؟



---

[1] رہبر بود۔ اصل رہبری سوار کی آنکھ کرتی ہے۔ چشم۔ اسپاں۔ گھوڑے کے مدنظر صرف گھاس اور چراگاہ ہوتی ہے۔ اسی طرح حسی آنکھ کے پیش نظر صرف لذائذ دنیوی ہیں۔ نورِ حق۔ جب نور بصر پر نور حق سوار ہوتا ہے۔ تب اس کو آخرت کی نعمتیں نظر آتی ہیں۔ چہ داند۔ نور بصیرت کے بغیر محض نور بصارت سے وصول الی الحق ممکن نہیں ہے۔ شاہ۔ یعنی نورِ حق۔ نورِ حس۔ نور بصارت کی زیب و زینت نور بصیرت ہی سے ہے قرآن پاک ہیں "نور علیٰ نور" سے ہی مراد ہے۔

[2] نورِ حسّی۔ ظاہری بصارت دنیا کی طرف مائل کرتی ہے اور تو یہ بصیرت انسان کو ملا اعلیٰ کی رہبری کرتا ہے۔ زانکہ۔ نور حسی انسان کو دنیا کی طرف اسلئے لے جاتا ہے کیونکہ اس کے جملہ محسوسات عالم اسفل کے ہیں۔ نورِ حق۔ نورِ حق اور نور چشم کی مثال دریا اور شبنم کی سی ہے۔

[3] راکِب۔ یعنی نورِ حق۔ جزبہ آثار جن لوگوں کو نورِ حق حاصل ہو جاتا ہے، ان کی باتوں اور بھلے کاموں سے سمجھ لیا جاتا ہے، ان کی باتوں اور بھلے کاموں سے سمجھ لیا جاتا ہے کہ ان کو نورِ حق حاصل ہے۔ چونکہ۔ جب نورِ بصارت بھی نظر نہیں آتا حالانکہ وہ مادی چیز ہے تو نورِ بصیرت اور نور ایمانی جو کہ غیبی چیز ہے۔ کیسے نظر آ سکتا ہے۔ مختفی۔ خفی، پوشیدہ۔ صفی۔ منتخب، صاف شفاف۔

ایں [1] جہاں چوں خس بادِ غیب — عاجزی پیشہ گرفت از دادِ غیب
یہ جہان نصیبی ہوا کے ہاتھ میں تنکے کی طرح ہے — اس نے (عالمِ) غیب کی مہربانی سے عاجزی کا پیشہ اختیار کرلیا ہے

گہ بلندش می کند گاہی پست — گہ درستش می کند گاہے شکست
وہ (ہوا) اس کو کبھی اونچا کرتی ہے کبھی نیچا — کبھی اس کو درست کر دیتی ہے کبھی شکستہ

گہ یمینش می برد گاہے یسار — گہ گلستانش کند گاہیش خار
کبھی اس کو دائیں جانب لے جاتی ہے کبھی بائیں جانب — کبھی اس کو چمن بنا دیتی ہے کبھی کانٹا

گہ بہ بحرش می برد گاہیش بر — گاہ خشکش می کند گاہیش تر
کبھی اس کو سمندر میں لے جاتی ہے کبھی خشکی میں — کبھی اس کو خشک کر دیتی ہے کبھی تر

تیر پرّاں بین و ناپیدا کمان — جانہا پیدا و پنہاں جانِ جاں
تیر کو اُڑتا ہوا دیکھ اور کمان نہیں ہے — جانیں ظاہر ہیں اور جانوں کی جان پوشیدہ ہے

دست پنہان و قلم بیں خط گذار — اسپ در جولان و ناپیدا سوار
ہاتھ پوشیدہ ہے اور قلم کو خط کھینچنے والا دیکھ — گھوڑا دوڑ میں ہے اور سوار ظاہر نہیں ہے

تیر را مشکن کہ ایں تیرِ شہی [2] ست — نیست پرتابی ز شستِ آگہی ست
تیر کو نہ توڑ کیونکہ یہ شاہی تیر ہے — اٹکل پچو نہیں ہے واقفیت کے نشانہ سے ہے

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ گفت حق — کارِ حق برکارہا دارد سبق
اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا — اللہ تعالیٰ کا فعل (بندوں کے) کاموں پر سبقت رکھتا ہے

خشمِ خود بشکن تو مشکن تیر را — چشمِ خشمت خوں شمارد شیر را
اپنے غصہ کو ختم کر دے تو تیر کو نہ توڑ — تیرے غصہ کی آنکھ دودھ کو خون سمجھتی ہے

بوسہ دہ بر تیر و پیشِ شاہ بر — تیرِ خوں آلودہ از خونِ تو تر
تیر کو چوم لے، اور بادشاہ کے سامنے لے جا — خون آلود تیر جو تیرے خون سے تر ہو

آنچہ [3] پیدا عاجز و بستہ زبوں — وانچہ ناپیدا چنیں تند و حروں
جو ظاہر ہے وہ عاجز اور بندھا ہوا اور کمزور ہے — جو پوشیدہ ہے وہ ایسا تند اور زور آور ہے

ماشکاریم ایں چنیں دامے کراست — گوئے چوگانیم و چوگانے کجاست
ہم شکار ہیں ایسا جال کس کا ہے؟ — ہم بلے کی گیند ہیں اور بلا کہاں ہے؟

می درد می دوزد ایں خیاط کو — می دمد می سوزد ایں نفاط کو
پھاڑتا ہے، سیتا ہے یہ درزی کون ہے؟ — پھونکتا ہے جلاتا ہے یہ نفطچی کون ہے؟

---

۱ ایں جہاں۔ عالمِ شہادت۔ بادِ غیب۔ عالمِ غیب۔ عاجزی۔ یعنی عالمِ شہادت اس تصرف کو قبول کر لیتا ہے جو عالمِ غیب اس میں کام کرتا ہے۔ گہ۔ عالمِ غیب عالمِ شہادت میں ہر طرح کے تصرفات کرتا رہتا ہے۔ دستِ پنہاں۔ کوئی قلم بغیر کاتب کے ہاتھ کے نہیں لکھتا نہ کوئی گھوڑا بغیر سوار کے گھڑ دوڑ میں دوڑتا ہے۔ تو ظاہر کے عالم کے جملہ تصرفات کا کوئی کرنیوالا ہے۔ جانِ حق۔ ذاتِ حق۔

۲ تیرِ شہی۔ قضا وقدر کے جس قدر تیر ہیں وہ علیم وقدیر کے چلائے ہوئے ہیں لامحالہ ان میں حکمت پوشیدہ ہے۔ مارمیت۔ جنگ بدر میں آنحضور نے ایک مٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی جس نے آندھی کے گرد وغبار کی طرح ان کی آنکھوں کو متاثر کیا اس پر یہ آیت آئی۔ کارِ حق۔ مصرع اول کی توجیہ ہے۔ خشمِ خود۔ اگر کوئی تیر آ کر لگے تو اس کو قضا وقدر سے سمجھ اس پر غم وغصہ نہ کر غصہ کی حالت غلط بینی کا باعث ہوتی ہے۔ بوسہ دہ۔ انسان کو قضا پر راضی رہنا چاہیے۔

۳ آنچہ پیدا۔ عالمِ شہادت مجبور محض ہے قضا وقدر کے سامنے بے بس ہے۔ ماشکاریم۔ قضا وقدر کے پھندے میں ہم مرغ اسیر ہیں ہمارے کام چوگان قدر کے تابع ہیں۔ می درد۔ جو ثابت حقیقتاً متصرف ہے وہ نگاہوں سے مستور ہے۔

۱ ساعتے کافر کُند صدّیق را　　ساعتے زاہد کُند زِندیق را

کبھی تصدیق کرنے والے کو کافر بناتا ہے　　کبھی بے دین کو زاہد بناتا ہے

زانکہ مخلِص در خطر باشد مُدام　　تاز خود خالص نگردد اُو تمام

اپنے آپ کو خالص بنانے والا ہمیشہ خطرے میں ہوتا ہے　　جب تک کہ وہ خودی سے پورا خالص نہ ہو جائے

زانکہ در راہست و رہزن بیحد ست　　اُو رہد کو در امانِ ایزدست

چونکہ وہ راستہ میں ہے اور ڈاکو بہت ہیں　　نجات وہی پائے گا جو خدا کی امان میں ہے

آئینہ خالص نگشت اُو مخلِص ست　　مُرغ را نگرفتہ اَست او مقتنِص ست

آئینہ صاف نہیں ہوا ہے وہ صاف کر رہا ہے　　پرند کا شکار نہیں کیا ہے وہ پھنسا رہا ہے

۲ چونکہ مخلِص گشت مخلَص باز رَست　　در مقامِ امن رفت و بُرد دست

جب صاف کرنے والا مصفّٰی ہو گیا نجات پا گیا　　امن کے مقام میں پہنچ گیا اور بازی جیت گیا

ہیچ آئینہ دگر آہن نہ شُد　　ہیچ نانِ گندمی خرمن نہ شُد

کوئی (پکا) انگور پھر کچا نہیں ہوا ہے　　کوئی پختہ میوہ کچا نہیں ہوا ہے

ہیچ انگورے دگر غورہ نہ شُد　　ہیچ میوہ پُختہ باکورہ نہ شُد

کوئی پکا انگور پھر کچا نہیں ہوا ہے　　کوئی پختہ میوہ کچا نہیں ہوا ہے

پُختہ گردو از تغیّر دُور شو　　رَو چو برہانِ ۳ محقّق نور شو

پختہ بن جا اور تغیر سے دور ہو جا　　جا برہان (الدین) محقق کی طرح نور بن جا

چوں ز خود رَستی ہمہ بُرہاں شدی　　چونکہ گفتی بندہ ام سُلطاں شدی

جب تو نے خودی سے نجات پائی تو مجسم برہان الدین ہو گیا　　جب تو نے کہا کہ میں غلام ہوں بادشاہ بن گیا

ور عیاں خواہی صلاح لدّین نمود　　دیدہا را کرد بینا و کشود

تو اگر مشاہدہ چاہتا ہے صلاح الدین نے دکھا دیا ہے　　آنکھوں کو بینا کر دیا ہے اور کھول دیا ہے

فقر را از چشم و از سیمائے اُو　　دید ہر چشمے کہ دارد نورِ ہُو

فقر کو ان کی آنکھوں اور پیشانی سے　　ہر اس آنکھ نے دیکھ لیا ہے جو خدا کا نور رکھتی ہے

شیخ فعّالست بے آلت چو حق　　با مُریداں دادہ بے گفتے سبق

پیر اللہ تعالیٰ کی طرح بغیر کسی آلہ کے تصرف کرنیوالا ہے　　بغیر بولے مریدوں کو سبق پڑھاتا ہے



۱ ساعتے۔ انسان کا دل قبضہ قدرت میں ہے ایک آن میں الٹ پلٹ دیتی ہے۔ صدیق۔ صدیقیت کا مرتبہ نبوت سے کم اور ولایت سے بڑھا ہوا ہے۔ زندیق۔ بے دین، کافر۔ مخلِص۔ سالک جو مجاہدات کر رہا ہے۔ زانکہ۔ سالک کو راہ سلوک میں بہت خطرے لاحق ہوتے ہیں۔ آئینہ۔ سالک کو بہت سے مراتب طے کرنے ہوتے ہیں۔

۲ چونکہ۔ سالک مراتب طے کرنے کے بعد مقام امن پر پہنچتا ہے۔ ہیچ آئینہ۔ کمال حاصل کر لینے کے بعد خطرات کا ازالہ ہو جاتا ہے اور پھر نقصان کی طرف نہیں لوٹتا ہے۔ صوفیا کا مقولہ ہے اَلْفَانِیْ لَا یُرَدُّ۔ یعنی سالک مقام فنا میں پہنچ کر پھر مردود نہیں ہوتا ہے۔ آہن۔ قدیم زمانہ میں آئینہ لوہے سے بنایا جاتا ہے۔ غورہ۔ انگور کا کچا خوشہ۔ باکورہ۔ درخت کا جو سب سے پہلا پھل اترے یہاں کچا پھل مراد ہے۔

۳ برہان۔ مولانا روم شروع میں مولانا برہان الدین محقق سے بیعت ہوئے تھے پھر شمس تبریزیؒ سے بیعت ہوئے ہیں۔ ہمہ برہان۔ یعنی مجسم برہان الدین ثانی بن جاؤ گے۔ بندہ۔ کامل عبدیت کے بعد سلطانی حاصل ہو جاتی ہے صلاح الدین۔ زر کوب مولانا کے پیر بھائی ہیں لیکن مولانا انکی تعظیم بہت کرتے ہیں اور ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسا کہ پیروں کے لئے کئے جاتے ہیں۔ فقر۔ بزرگ کے جسم پر بزرگی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ شیخ۔ پیر باطنی طور پر تصرف کرتا ہے۔

دل بدستِ اُو چو موم نرم رام | مُہر[1] اوگہ ننگ سازد گاہ نام
دل اس کے ہاتھ میں نرم موم کی طرح مسخر ہے | اسکی مہر کبھی ذلت کی مہر لگاتی ہے کبھی شہرت کی

مُہر مُومش حاکیِ انگشتری ست | بازآں نقشِ نگیں حاکیِ کیست
اس کے موم کی مہر انگوٹھی کا نقش ہے | پھر وہ نگ کا نقش کس کا نقش ہے؟

حاکی اندیشۂ آں زر گرست | سلسلۂ ہر حلقہ اندر دیگر ست
وہ (نقش) سنار کے خیال کا عکس ہے | ہر حلقہ کا سلسلہ دوسرے میں (جڑا ہوا) ہے

ایں[2] صدادر کوہِ دلہا بانگ کیست | گہ پُرست از بانگ گہ گاہے تہی ست
دلوں کے پہاڑ میں یہ گونج کس کی آواز کی ہے؟ | پہاڑ کبھی آواز سے پر ہیں کبھی خالی ہیں

ہر کجا ہست اُو حکیم ست اوستاد | بانگِ اُو زیں کوہِ دل خالی مباد
جہاں یہ آواز ہے وہ دانا ہے استاد ہے | خدا کرے اس کی آواز اس دل کے پہاڑ سے جدا نہ ہو

ہَست کُہ کآواز مثنیٰ می کُند | ہُست کُہ کآواز صد تامی کُند
(بعض) پہاڑ ہیں جو آواز کو دوگنا کر دیتے ہیں | (بعض) پہاڑ ہیں جو آواز کو سو گنا کر دیتے ہیں

می زہاند کوہ زاں آواز وقال | صد ہزاراں چشمہ آبِ زُلال
پہاڑ اس آواز اور بات سے جوش میں لے آتا ہے | تیز پانی کے لاکھوں چشمے

چوں زکُہ آں لُطف بیروں می شود | آبہا در چشمہا خوں می شود
جب پہاڑ سے وہ لُطف نکل جاتا ہے | چشموں میں پانی خون بن جاتا ہے

زاں شہنشاہِ[3] ہمایوں نُعل بود | کہ سَرا سَر طورِ سینا لُعل بود
یہ اس شہنشاہ مبارک قدم کی وجہ سے تھا | کہ طور سینا (پہاڑ) لعل ہو گیا تھا

جاں پذیرفت وِخرد اَجزائے کوہ | ماکم از سَنگیم آخر اے گروہ
پہاڑ کے اجزا نے جان اور عقل قبول کر لی | اے لوگو! کیا ہم آخر پہاڑ سے بھی کم ہیں؟

نے زجاں یک چشمہ جوشاں میشود | نے بَدن از سبز پوشاں می شود
نہ تو جان سے ایک چشمہ جوش زن ہوتا ہے | نہ بدن ہی سبزہ زاروں کی طرح بنتا ہے

نے صدائے بانگِ مُشتاقی دَرو | نے صفائے جُرعہ سَاقی درو
نہ تو اس میں عشق کی آواز کی صدا ہے | نہ اس میں ساقی کے گھونٹ کی صفائی ہے



[1] مہر او۔ شیخ کے تصرف سے کبھی قبض کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو باعث ننگ ہوتی ہے کبھی بسط کی کیفیت جو موجب نام ہوتی ہے۔ مہر۔ مرید کے دل پر پیر کا نقش ابھرتا ہے پیر کے دل پر نقش خداوندی ہوتا ہے۔ حاکی۔ ناقل، عکس۔ اندیشہ زرگر۔ یعنی ارادہ اللہ ہر حلقہ۔ سلسلہ کے بعد دیگرے جس قدر مرید ہوتے چلے جائیں گے ان کی یہی صورت ہوگی۔

[2] ایں صدا۔ پیر کے دل پر جو نقوش خداوندی ہیں ان کی وضاحت ہے۔ ہر کجا۔ یہ شیوخ کیلئے دعا ہے۔ کاواز۔ کہ آواز۔ مثنیٰ۔ دوہرا۔ صدتا۔ سو گنا۔ می زہاند۔ شی۔ کی توجہ سے مرید کے دل میں اَسرار و حکم کے لاکھوں چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ بیروں۔ فیوضِ باطنیہ کے بند ہو جانے سے معارف، کفریہ خیالات کا سبب بن جاتے ہیں۔

[3] شہنشاہ۔ ذاتِ حق یا حضرت موسیٰ طورِ سینا۔ ملک شام کا مشہور پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ کو شرف ہمکلامی بخشا گیا تھا اور اس پہاڑ پر خدا کی تجلی پڑی تھی۔ کوہ۔ یعنی طور نے تجلی کو قبول کیا۔ نے زجان۔ پہاڑ تو فیوض قبول کر لے اور انسان اپنے اندر یہ صلاحیت نہ پیدا کرے تو بڑے شرم کی بات ہے دل اور اعضاء پر فیوض طاری ہونے چاہئیں۔ مشتاقی۔ شوق۔ صفا۔ صفائی۔ جرعہ۔ گھونٹ۔ ساقی۔ یعنی شیخ نہ شیخ کی توجہ اثر کرتی ہے۔ نہ خود دل میں ولولہ پیدا ہوتا ہے۔

کُو حمیّت تا زِتیشہ وز کُلند ۱؎	ایں چنیں کُہ را بکُلّی بر کَنَند
غیرت کہاں ہے تا کہ کلہاڑ اور پھاوڑے سے	ایسے پہاڑ کو بالکل کھود دیں
بُو کہ بَر اَجزائے اُو تابد مہے	بُو کہ دروے تابِ خُوریا بد رَہے
ہوسکتا ہے کہ اس کے اجزا پر چاند چمک جائے	ہوسکتا ہے کہ اسمیں سورج کی شعاع راہ یاب ہوجائے
چوں قیامت کوہہارا بَر کَند	پس قیامت ایں کرم راکے کُند
جب قیامت پہاڑوں کو اکھاڑ دے گی	پھر قیامت یہ کرم کہاں کرے گی؟
ایں قیامت زاں قیامت کے کم ست	آں قیامت زخم وایں چوں مَرہم ست
یہ قیامت اس قیامت سے کب کم ہے؟	وہ قیامت زخم اور یہ مرہم جیسی ہے
ہر کہ دیدآں مَرہم ۲؎ از زخم ایمن ست	ہر بَدے کایں حُسن دیدُاو مُحسن ست
جس نے وہ مرہم دیکھ لیا، زخم سے مطمئن ہے	جس برے نے یہ خوبی دیکھ لی وہ خوبیوں والا ہے
اے خُنک زِشتے کہ خوبش شُد حریف	وائے گلروئیکہ جُفتش شد خَریف
اے مخاطب! وہ بدصورت قابل مبارکباد ہے حسین جس کا ساتھی ہوگیا	افسوس ہے اس خوبصورت پر، جس کا ساتھی موسم خریف بنا
نانِ مُردہ چوں حَرِیفِ جاں شود	زندہ گردد نان عینِ آں شود
بے جان روٹی جب جان کی ساتھی بنتی ہے	روٹی زندہ ہو جاتی ہے بعینہ وہ وہی ہو جاتی ہے
ہیزمِ تیرہ حریفِ نار شُد	تیرگی رفت و ہمہ اَنوار شُد
تاریک ایندھن آگ کا ساتھی بنا	تاریکی ختم ہو گئی اور مجسم نور بن گیا
در نمکسار ار خرِ مُردہ فتاد	آں خریّ و مُردگی یکسُو نہاد
نمک کی کان میں اگر مردہ گدھا گرا	اس نے گدھا پن اور مردار پن کو علیحدہ کر دیا
صِبغَۃُ اللّٰہ ۳؎ ہست رنگِ خُم ہو	پیسہا یکرنگ گردد اندرُو
اللہ کے مٹکے کا رنگ "صبغۃ اللّٰہ" ہے	اس میں چتکبرے یک رنگ ہو جاتے ہیں
چوں دراں خُم اُفتدو گوئیش قُم	اَزّ طَرَب گوید مَنَم خُم لَا تَلُم
جب وہ اس مٹکے میں گر جائے اور تو اس سے کہے کھڑا ہوجا	مستی سے وہ کہیگا میں مٹکا ہوں ملامت نہ کر
آں منم خُم خود اَنَا الحَق گفتن ست	رنگِ آتش دارد اِلّا آہن ست
اس کا "میں خود مٹکا ہوں" انا الحق کہنا ہے	آگ کا رنگ رکھتا ہے لیکن لوہا ہے



۱؎ کُلند۔ پھاوڑا۔ کوہ۔ یعنی بدن کو مجاہدات کے تیشہ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ جو کہ۔ بُو دکہ ہے۔ یعنی نورِ معرفت کا ادنیٰ درجہ۔ تابِ خور۔ یعنی نورِ معرفت کا اعلیٰ درجہ۔ قیامت۔ قیامت میں پہاڑ اکھڑ جائیں گے۔ لیکن قیامت سے فیض حاصل نہوگا۔ اور مجاہدہ کے ذریعہ بدن کے پہاڑ کو اکھاڑنے سے فیض حاصل ہوگا اس قیامت یعنی مجاہدہ کے ذریعہ کوہ جسم کو اکھاڑنا مطلب یہ کہ مجاہدوں کے ذریعہ سے اس قیامت کے زخموں کو مندمل کیا جاسکتا ہے۔

۲؎ مرہم۔ یعنی مقام فنا۔ زخم۔ یعنی قیامت کے مصائب ہر بدے۔ خواہ ابتدائی زندگی خراب ہو اگر وہ مجاہدات سے مقام فنا حاصل کرلیگا تو اس کو مقام احسان حاصل ہو جائیگا۔ زشت۔ یعنی برے اعمال والا۔ خوب۔ یعنی جمالِ روحانی۔ حریف۔ شریک پیشہ، ساتھی۔ جُفت۔ جوڑا۔ خریف۔ موسم خزاں۔ نانِ مردہ چند مثالوں سے برے کے بھلے کے ساتھ ہم صحبت ہونے کے برکات کو سمجھایا ہے۔ ہیزم۔ ایندھن۔ نمکسار۔ نمک کی کان۔ یکسو نہاد۔ اب اس کا کھانا بھی جائز ہے۔

۳؎ صِبغَۃُ اللّٰہِ قرآن پاک میں ہے صِبغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبغَۃً۔ اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہوگا۔ ہو۔ ذاتِ حق تعالیٰ ہیں۔ وہ شخص جس کے بدن پر برص وغیرہ کے داغ ہوں۔ قم۔ اٹھ کھڑا ہو لا تلم ملامت نہ کر۔ یعنی مقام فنا پر فائز ہو جانیوالا کسی کی ملامت پسند نہیں کرتا منم خم۔ مقام فنا میں پہنچ کر جب خدائی رنگ میں رنگا جاتا ہے تو اپنے آپ کو خم کہدیتا ہے۔ یہی صورت شیخ منصور حلاج کی تھی وہ مقام فنا میں پہنچ کر انا الحق کہہ گزرے گئے۔

رنگِ آہن محوِ رنگِ (۱) آتش ست — ز آتشی می لافد و خامُش وش ست

لوہے کا رنگ آگ کے رنگ میں محو ہو گیا — آتشی ہو جانے کی شیخی مارتا ہے اور خاموش جیسا ہے

چوں بسرخی گشت ہمچوں زرکان — پس انا النار ست لافش بے زباں

جب وہ لوہا سرخی کی وجہ سے کان کے سونے کی طرح ہو گیا — تو "میں آگ ہوں" اس کا بغیر زبان کے شیخی بگھارنا ہے

شد ز رنگ و طبع آتش محتشم — گوید اُو من آتشم من آتشم

وہ (لوہا) رنگ اور طبیعت سے شاندار آگ بن گیا — تو وہ کہتا ہے میں آگ ہوں، میں آگ ہوں

آتشم من گر ترا شک ست و ظن — آزموں کُن دست را بر من بزن

میں آگ ہوں، اگر تجھے شک اور (بد) گمانی ہے — آزمالے میرے اوپر ہاتھ رکھ دے

آتشم من بر تو گر شد مشتبہ — روئے خود بر روئے من یکدم بنہ

میں آگ ہوں، اگر تجھ پر مشتبہ ہے — تھوڑی دیر کے لئے اپنا چہرہ میرے اوپر رکھدے

آدمی (۲) چوں نور گیرد از خدا — ہست مسجودِ ملائک زاجتبا

انسان جب خدا کا نور حاصل کر لیتا ہے — وہ برگزیدہ ہو جانے کی وجہ سے فرشتوں کا مسجود بنجاتا ہے

نیز مسجودِ کسے کو چوں مَلک — رَستہ باشد جانش از طغیان و شک

نیز اس شخص کا مسجود بن جاتا ہے فرشتہ کی طرح — جس کی جان سرکشی اور شک سے نجات پا گئی ہو

آتشے چہ آہنے چہ لب بہ بند — ریش تشبیہِ مشبّہ بر مخند

کیسی آگ، کیسا لوہا، خاموش رہ — مشبہ کی تشبیہ کی ہنسی نہ اڑا

پائے در دریا منہ کم گو ازاں — برلبِ دریا خمش کُن لب گزاں

دریا میں قدم نہ رکھ اس کی بات نہ کر — ہونٹ کاٹتے ہوئے دریا کے کنارے خاموشی اختیار کر

گرچہ صد چوں من ندارد تابِ بحر — لیک (۳) می نہ شکیبم از غرقابِ بحر

اگرچہ مجھ جیسے سینکڑوں بھی دریا کی تاب نہیں لا سکتے ہیں — لیکن میں دریا میں ڈوبے بغیر صبر نہیں کر سکتا ہوں

جان و عقلِ من فدائے بحر باد — خونبہائے عقل و جاں ایں بحر داد

دریا پر میری جان اور عقل قربان ہو — عقل و جان کے خون کا معاوضہ اس سمندر نے ادا کر دیا

تا کہ پایم می رَوَد رانم دُرو — چوں نماند پا چو بطّانم دُرو

جب تک میرے پیر چلتے ہیں انکو اسمیں چلاتا رہوں گا — جب پیر کام نہ دینگے تو میں اس میں بطخ کی طرح ہوں

قربان کرنے میں کوئی دریغ نہیں ہے۔ چو بطانم۔ بطخ اپنے آپ کو دریا کے سپرد کر دیتی ہے کہ جس طرح چاہے بہالے جائے۔

۱ رنگِ آتش۔ لافانی کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ صفاتِ خداوندی سے متصف ہو گئے تھے جس طرح سے لوہا آگ میں آگ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور وہ بظاہر انگارہ نظر آتا ہے لیکن آگ آگ ہے اور لوہا لوہا ہے بے زباں۔ لوہا۔ سرخ ہو کر زبان حال سے اپنے آگ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ شد۔ لوہا۔ آگ میں پڑ کر آگ کا رنگ اور مزاج حاصل کر لیتا ہے اور آگ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ محتشم۔ شاندار بارعب۔ من آتشم۔ اہل اللہ بھی جب اخلاق خداوندی حاصل کر لیتے ہیں تو وحدت کے مدعی ہو جاتے ہیں۔

۲ آدمی۔ انسان میں جب اخلاق خداوندی پیدا ہو جاتے ہیں تو اس میں مسجود ہونے کی صفتِ خداوندی پیدا ہو جاتی ہے۔ نیز۔ صالحین کا بھی وہ مسجود بنجاتا ہے۔ آتشے چہ۔ پہلے اشعار میں ذاتِ حق کو آگ سے تشبیہ دی گئی جو محض سمجھانے کے لئے تھی لیکن پھر بھی خالق کو مخلوق کے مشابہ قرار دینا چونکہ مشبہ کا مسلک ہے اسلئے اپنے آپ کو خاموش ہو جانے کا حکم دیتے ہیں تاکہ شبہ کا شبہ نہ پیدا ہو جائے پائے در دریا۔ ذات وصفات کی بحثیں ناپیدا کنار سمندر ہیں، ان میں نہ گھسنا چاہئے۔ گرچہ۔ یعنی مولانائے روم جیسے سینکڑوں عالم بھی مل جائیں تو ان بحثوں کو نہ سلجھا سکیں گے۔

۳ لیک۔ فرماتے ہیں بیشک نازک مقام ہے لیکن میں بغیر صفات وذات کے ذکر کے صبر بھی نہیں کر سکتا ہوں۔ بحر۔ یعنی ذات و صفاتِ خداوندی۔ خونبہا۔ جبکہ مجھے جان و عقل کا خونبہا مل چکا ہے تو اس کے

بے ادب ۱ حاضر ز غائب خوشتر ست
حاضر اناڑی، غائب سے بہتر ہے

حلقہ گرچہ کژ بود نے بر در ست
حلقہ اگرچہ ٹیڑھا ہو (کیا) در پر نہیں ہے؟

اے تنِ آلودہ بگردِ حوض گرد
اے گندے جسم والے حوض کے گرد چکر لگا

پاک کے گردد برونِ حوض مرد
انسان حوض سے باہر کب پاک ہوا ہے؟

پاک کواز حوض مہجور اوفتاد
وہ پاک جو حوض سے دور ہو گیا ہے

اوز طُہرِ خویش ہم دور اوفتاد
وہ اپنی پاکی سے بھی دور ہو گیا ہے

پاکیِ ایں حوض بے پایاں بُوَد
اس حوض کی پاکی بے انتہا ہوتی ہے

پاکیِ اَجسام کم میزاں بُوَد
(عام) جسموں کی پاکی کم وزن کی ہوتی ہے

زانکہ دل حوضیست لیکن در کمیں
اس لئے کہ دل ایک حوض ہے لیکن پوشیدہ طور پر

سوئے دریا راہِ پنہاں دارد ایں
یہ دریا کی طرف چھپا ہوا راستہ رکھتی ہے

پاکیِ محدُودِ تو خواہد مَدد
تیری محدود پاکی مدد چاہتی ہے

ورنہ اندر خرچ کم گردد عَدد
ورنہ خرچ ہونے میں عدد گھٹتا ہے

مثلِ ۲ خواندنِ آب آلودگاں رَبپا کی

پانی کی ناپاکوں کو پاکی کی طرف بلانے کی مثال

آب گفت آلودہ را درمن شتاب
ایک گندے کو پانی نے کہا میرے اندر آجا

گفت آلودہ کہ دارم شرم زآب
گندے نے کہا مجھے پانی سے شرم آتی ہے

گفت آب ایں شرم بے من کے رود
پانی نے کہا میرے بغیر یہ شرم کیسے رفع ہو گی؟

بے من ایں آلودہ زایل کے شود
میرے بغیر یہ گندگی کب دور ہو سکتی ہے؟

زآب ہر آلودہ گر پنہاں شود
اگر ہر ناپاک، پانی سے چھپے گا

اَلْحَیَاءُ ۳ یَمْنَعُ الْاِیْمَان بُوَد
تو شرم ایمان کے لئے مانع ہے ہو جائے گا

دل زپایہ حوضِ تن گلناک شُد
دل جسم کے حوض کے زینہ سے مٹی میں سن گیا ہے

تن زآبِ حوض دلہا پاک شُد
جسم دلوں کے حوض کے پانی سے پاک ہو گیا ہے

گردِ پایہ حوض گردی اے پسر
اے بیٹا! حوض کے زینہ کے چاروں طرف چکر لگا

ہاں زپایہ حوضِ تن می کُن حذر
خبردار! جسم کی حوض کے زینہ سے بچ

---

۱ بے ادب۔ ذات وصفات کے ذکر میں غلبہ حال میں کبھی سوئے ادب ہو جاتا ہے لیکن ذکر کرنا ذکر نہ کرنے سے بہر حال بہتر ہے۔ حلقہ۔ زنجیر کا حلقہ اگرچہ ٹیڑھا ہے لیکن در پر تو ہے۔ اے تن آلودہ۔ مولانا دریائے حق سے استفادہ کی ترغیب دیتے ہیں۔ حوض۔ یعنی شیخ طہر خویش۔ فی الحال نفس پاک صاف ہے۔ لیکن برائی کا امکان ہے۔ اگر شیخ سے دور ہے اور اپنی ذاتی طہارت نہ رہی تو طہارت ممکن نہ ہو گی۔ ایں حوض۔ شیخ۔ کا دریائے باطن۔ اجسام۔ یعنی عوام کی ذاتی نیکی۔ زانکہ شیخ کے باطن کا اتصال ذات باری سے ہے۔ پاکی محدود۔ نیک لوگوں کو بھی شیخ کا دامن تھامنا چاہیے۔ ورنہ انکی محدود پاکی کسی دن ختم ہو جائیگی۔

۲ مثلِ خواندن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ناپاک کو پانی سے شرم اور گریز نہ چاہیے یعنی باطنی طہارت حاصل کرنے میں شیخ سے شرم یا گریز مناسب نہیں ہے۔ ایں شرم۔ یہ ناپاکی کی شرم۔

۳ الحَیَاءُ۔ حدیث شریف میں ہے۔ اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِیْمَانِ۔ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے تو پھر حیاء کو ایمان کیلئے مانع نہ بنانا چاہیے۔ حوض تن۔ انسان کے بدن میں گویا دو حوضیں ہیں ایک تو وہ جو برے خصائل کا مخزن ہے دوسرا وہ جو مخزن ہے بھلائیوں کا برائیوں کا مخزن حوض تن ہے اور بھلائیوں کا مخزن حوض دل ہے۔ پایہ۔ وجہ، زینہ، عذر۔ یعنی برے اخلاق سے پرہیز کرنا۔

بحرِ تن بر بحرِ دل برہم ا زناں — در میاں شاں بَرزَخٌ لَّا یَبْغِیان
جسم کا دریا دل کے دریا سے ملا جلا ہے — انکے درمیان آڑ ہے ایک دوسرے پر نہیں چڑھتے ہیں

گر تو باشی راست وَر باشی تو کژ — پیشتری غژ و تو واپس مَغژ
خواہ تو سیدھا ہو، خواہ تو ٹیڑھا ہو — آگے کو کھسک اور واپس نہ کھسک

پیشِ شاہاں گر خطر باشد بجاں — لیک نشکیبند عالی ہمتاں
بادشاہوں کے حضور میں اگرچہ جان کا خطرہ ہوتا ہے — لیکن بلند ہمت والے اس سے صبر نہیں کر سکتے

شاہ۲ چوں شیریں تراز شکر بُوَد — جاں بشیرینی رود خوشتر بُوَد
بادشاہ چونکہ شکر سے بھی زیادہ میٹھا ہوتا ہے — مٹھاس کے بدلے میں جان چلی جائے تو بہتر ہے

اے ملامت گو سلامت مر ترا — اے سلامت جو توئی واہی العُریٰ
اے ملامت گر! تجھے سلامتی مبارک ہو — اے سلامتی کی جستجو کرنیوالے! تو کمزور دستہ والا ہے

جانِ من کورہ ست وبا آتش خوشست — کورہ را ایں بس کہ خانۂ آتش ست
میری جان تو بھٹی ہے اور آگ سے خوش ہے — بھٹی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ آگ کا گھر ہے

ہمچو کورہ عشق را سوزیدنے ست — ہر کہ اُو زیں کور باشد کودنے ست
بھٹی کی طرح عشق کا کام جلانا ہے — جو اس سے اندھا ہو وہ احمق ہے

برگِ۳ بے برگی ترا چوں برگ شُد — جانِ باقی یافتی و مرگ شُد
سامانِ بے سامانی جب تیرا سامان ہو گیا — تو نے باقی رہنے والی جان حاصل کرلی اور موت ختم ہوگئی

چوں زغم شادیت افزودن گرفت — روضۂ جانت گُل و سوسَن گرفت
جب غم سے تیری خوشی میں اضافہ ہوا — تو تیری جان کے باغ میں گل اور سوسن اُگے

آنچہ خوفِ دیگراں آں امنِ تُست — بط قوی از بحر و مرغِ خانہ سُست
جو دوسروں کا ڈر ہے وہ تیرا اطمینان ہو گیا — بطخ سمندر سے قوی ہوتی ہے اور پالتو پرند سست ہوتا ہے

باز دیوانہ شُدم من اے طبیب — باز سودائی شُدم من اے حبیب
اے طبیب! میں پھر دیوانہ ہو گیا — اے دوست! میں پھر پاگل ہو گیا

حَلقہائے سلسلہ تو ذوفنوں — ہر یکے حَلقہ دہد دیگر جنوں
تیری زنجیر کے حلقے فنون سے بھرے ہوئے ہیں — ہر ایک حلقہ ایک نیا جنون پیدا کرتا ہے

دادِ ہر حَلقہ فنونِ دیگرست — پس مرا ہر دم جنونِ دیگرست
ہر حلقہ کی دین ایک دوسرا ہی جنون ہے — تو میرے لئے ہر وقت ایک نیا جنون ہے

۱ برہم زنان۔ دونوں قسم کے اخلاق کے مخزن ملے جلے ہیں۔ گر تو باشی۔ سلوک میں کوئی غلطی بھی ہو جائے تب بھی منازل طے کرنے میں توقف نہ چاہیے۔ غژ۔ امر کا صیغہ ہے، غژیدن، گھسکنا، گھٹنوں کے بل چلنا۔ پیشِ شاہاں۔ مشہور مقولہ ہے۔ "نزدیکاں را بیش بُود حیرانی"

۲ شاہ۔ دربارِ حق کی حاضری شکر سے بھی زیادہ شیریں ہے اگر اس کے حصول میں جان بھی چلی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ملامت گو۔ عشق الٰہی کے سلسلہ میں ملامت کرنیوالے کا سہارا خود کمزور ہے۔ کورہ۔ بھٹی۔ عشق۔ عشق بھی وہی کام کرتا ہے۔ جو آگ کی بھٹی کام کرتی ہے۔ کودن۔ احمق، نااہل۔

۳ برگ۔ سامان یعنی فنا کے بعد بقا حاصل ہوتی ہے۔ غم۔ غمِ عشق جاں گداز نہیں ہے بلکہ جاں فزا ہے۔ آنچہ۔ دوسرے کے لئے غم وخوف کا سبب ہے، عاشق کے لئے موجب اطمینان ہے۔ سمندر پالتو مرغ کے لئے ہلاکت اور بطخ کے لئے باعثِ مسرت ہے۔ باز۔ عشق و معشوق کے ذکر سے مولانا پر ایک کیفیت طاری ہوئی جس کا اظہار کر رہے ہیں۔ حلقہائے۔ زنجیرِ عشق کا ہر حلقہ ایک نئی قسم کا جنون پیدا کرتا ہے۔

پس افنوں باشد جنوں ایں شد مثل | خاصہ در زنجیر ایں میر اجل
تو جنون کی بہت سی قسمیں ہیں یہ ضرب المثل بن گئی ہے | خاص طور پر اس بڑے آقا کی زنجیر میں
آنچناں دیوانگی بگست بند | کہ ہمہ دیوانگاں پندم دہند
دیوانگی نے ایسی بیڑیاں توڑیں | کہ سب دیوانے مجھے نصیحت کرنے لگے

آمدنِ دوستاں بہ بیمارستاں جہت پرسشِ ذوالنونِ مصری رحمۃ اللہ علیہ

دوستوں کا شفا خانہ میں ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی مزاج پرسی کے لئے آنا

ایں چنیں ۲ ذوالنونِ مصری رافتاد | کاندرو شورو جنونِ نو بزاد
اسی طرح ذوالنون مصرف کے لئے ہوا | کہ ان میں ایک نیا جنون اور ولولہ پیدا ہوا
شور چنداں شد کہ تا فوقِ فلک | میر سدازوے جگر ہارا نمک
انہیں ایسی شورش ہوئی کہ آسمان کے اوپر تک | ان کی وجہ سے جگروں پر نمکپاشی ہوئی
ہیں منہ تو شورِ خودا ے شورہ خاک | پہلوئے شورِ خداوندانِ پاک
خبردار! اے شوریلی مٹی کے تو اپنے عشق کو نہ رکھ | پاک صاحبوں کے عشق کے برابر
خلق راتابِ جنونِ او نبود | آتشِ اوریشہا شاں می ربود
لوگوں میں ان کے جنون (کے برداشت) کی طاقت نہ تھی | ان کی آگ ان کی داڑھیوں کا صفایا کر رہی تھی
چونکہ در ریشِ عوام آتش فتاد | بند کردندش بزنداں المراد
چونکہ عوام کی داڑھیوں میں آگ لگی | ان کو قید خانہ میں بند کر دیا مقصد یہ ہے
نیست ۳ امکاں واکشیدن ایں لجام | گرچہ زیں رہ تنگ می آیند عوام
اس لگام کو کھینچنا ممکن نہیں ہے | اگرچہ اس طریقہ سے عوام تنگ ہوں
دیدہ ایں شاہاں زعامہ خوفِ جاں | کایں گرہ کورند وشاہاں بے نشاں
ان شاہوں نے عوام سے جان کا خطرہ محسوس کیا ہے | کیونکہ یہ گروہ اندھا ہے اور شاہوں میں کوئی علامت نہیں ہے
چونکہ حکم اندر کفِ رنداں بود | لاجرم ذوالنون در زنداں بود
جبکہ فیصلہ رندوں کے ہاتھ میں ہو گا | لا محالہ ذوالنون قید خانہ میں ہونگے
یک سوارہ می رود شاہِ عظیم | در کفِ طفلاں چنیں درِ یتیم
عظیم بادشاہ تنہا جا رہا ہے | ایسا نایاب موتی بچوں کے ہاتھ میں پڑا ہے

۱۔ پس۔ مثل مشہور ہے "لِجنون فنون" جنون کی بہت قسمیں ہیں۔ میر اجل۔ بڑا سردار اللہ تعالیٰ۔ پندم دہند۔ یعنی دوسرے دیوانے کہتے کہ جنون میں اس قدر بیخودی نہ چاہیے۔ آمدن۔ دوستاں۔ آں حکایت کا منشا بھی یہی ہے کہ جنون کا نتیجہ قید خانہ ہوتا ہے۔ بیمارستان۔ یعنی پاگلوں کا شفاخانہ۔
۲۔ ذوالنون۔ مچھلی والا۔ یہ حضرت ثوبان بن ابراہیم کا لقب پڑ گیا جو بہت بڑے بزرگ تھے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک سفر میں کسی کشتی میں سوار تھے اس کشتی میں ایک تاجر کا موتی چوری ہو گیا لوگوں نے ان کو متہم کر دیا انہوں نے عاجز آ کر دعا شروع کی تو سینکڑوں مچھلیاں اپنے اپنے منہ میں اسی جیسا موتی لئے ہوئے نمودار ہوئیں انہوں نے ایک مچھلی سے موتی لیکر اس تاجر کو دیدیا۔ ہیں۔ منہ۔ مولانا فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے جنون عشق کے سلسلہ میں ذوالنون کے عشق کا قصہ ذکر کیا لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں اپنے عشق کو ان کے عشق جیسا سمجھتا ہوں ان کا عشق بہت بلند تھا۔ ریشہا۔ وہ جنونِ عشق میں ریا کاروں کا پردہ فاش کرتے تھے جس سے وہ شرمندہ ہوتے تھے۔
۳۔ نیست۔ عوام میں فتنہ پیدا کرنا ممنوع ہے لیکن ذوالنون اس بارے میں مجبور تھے۔ دیدہ۔ عوام کی جانب سے ذوالنون کو تو صرف قید خانہ کی تکلیف برداشت کرنی پڑی دوسرے بزرگوں کی تو جان کو خطرے لاحق ہوئے ہیں بے نشاں۔ عوام بزرگوں کے باطن کو نہیں سمجھ سکتے ہیں ان کے ظاہر پر بزرگی کی کوئی نشانی نہیں ہوتی ہے۔ رنداں یعنی ذوالنون کی بزرگی کے منکر شاہ عظیم یعنی ذوالنون۔

دُرچہ۱ دریائے نہاں در قطرۂ — آفتابے درج اندر ذرہ
موتی کیا ہوتا ہے، ایک قطرہ میں پوشیدہ دریا — (یا) ایک سورج ذرے میں

آفتابِ خویش را ذرّہ نمود — واندک اندک روئے خود رابر کشود
اس نے اپنے سورج کو ذرہ دکھلایا — اور تھوڑا تھوڑا اپنا منہ کھولا

جملہ ذرات دروے محو شد — عالم ازوے مست گشت و صحو شد
تمام ذرے اس میں محو ہو گئے — دنیا اس سے مست ہو گئی اور ہوش جاتا رہا

چوں قلم در دستِ غدّارے بُوَد — لا جَرَم منصور بردارے بُوَد
جب قلم کسی غدار کے ہاتھ میں ہو گا — تو لا محالہ منصور سولی پر ہو گا

چوں سفیہاں راست ایں کاروکیا — لازم آمد یَقْتُلُونَ الْاَنْبِیَا
جب اختیار اور اقتدار بے عقلوں کو حاصل ہو — ضروری ہو گا کہ وہ نبیوں کو قتل کریں

انبیاء راگفتہ قومِ راہ گم ۲ — از سفہ اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِکُمْ
گم گشتہ راہ قوم نے نبیوں سے کہا — حماقت سے کہ ہم تمہیں منحوس سمجھتے ہیں

جہلِ ترسَا بیں اماں انگیختہ — زاں خداوندے کہ گشت آویختہ
نصرانیوں کی نادانی دیکھ، اُن کے طالب ہیں — اس آقا سے جو (انکے عقیدہ میں) سولی پر لٹکا دیا گیا

چوں بقولِ اُوست مَصلوب یہود — پس مرا اُورا اَمن کے تاند نمود
جب انکے بقول یہودیوں نے انکو سولی پر چڑھا دیا ہے — تو وہ ان کو نجات کب دے سکتے ہیں؟

چوں ۳ دلِ آں شاہ زیشاں خون بُوَد — عصمتِ وَاَنتَ فِیْھِم چوں بُوَد
جبکہ اس (ذوالنون) شاہ کا دل اسطرح خون ہو — تو "انت فیھم" کا بچاؤ کیسے (حاصل) ہو؟

زرِ خالص راوز رگر را خطر — باشد از قلّابِ خائن بیشتر
خالص سونے، اور سنار کو خطرہ — زیادہ ہوتا ہے، خائن جعلساز سے

یوسفاں از رشکِ زشتاں مخفی اند — کز عدو خوباں درآتش می زیند
بہت سے یوسف بدصورتوں کے رشک کی وجہ سے پوشیدہ رہتے ہیں — کیونکہ حسین، دشمن کی وجہ سے انگاروں پر لوٹتے ہیں

سونا اور سنار جعلساز کو رسوا کر دیتا ہے۔ لہٰذا جعلساز کی دشمنی سے وہ خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ یہی حال انبیاء اور اولیاء کا عوام کے ساتھ ہے۔ یوسفاں۔ یعنی نیک لوگ۔ زشتاں۔ برے لوگ۔ درآتش بروں کی وجہ سے بھلوں کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے

۱ دُرچہ۔ ذوالنون۔ کو دریتیم کہا تھا۔ اب فرماتے ہیں موتی نہیں بلکہ وہ لاکھوں موتیوں والا سمندر ایک قطرہ میں اور معرفت کا آفتاب ایک ذرہ میں ہیں۔ آفتاب۔ ذوالنون مصری۔ ذرات۔ یعنی عوام۔ مست گشت۔ عقلیں۔ کھو بیٹھا۔ مرشد۔ یعنی انکی بزرگی کو نہ سمجھ سکے۔ غدار۔ یعنی شاہ وقت کا وزیر جس نے علماء کو ظاہر پر فتویٰ دینے پر مجبور کیا۔ منصور یعنی حسین بن منصور حلاجؒ۔ کارو کیا۔ معاملہ کا اختیار یَقْتُلُونَ الْاَنْبِیَاءَ سورۂ آل عمران کی طرف اشارہ ہے جس میں مذکور ہے کہ وہ لوگ انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں۔

۲ راہ گم۔ گمراہ سفہ۔ بیوقوفی انا تطیرنا بکم۔ سورۂ یٰسین میں ہے کہ گاؤں والوں نے رسولوں کو کہا ہم تمہارے وجود سے بدفالی لیتے ہیں۔ جہل۔ ترسا۔ اور پر جاہلوں کی محبت کا ذکر ہے یعنی یہ جہالت کہ اس کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ کو سولی دے دی گئی اور وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکے اور یہ انکے ذریعہ اپنی نجات کے قائل ہیں۔ مصلوب۔ سولی پر چڑھا ہوا۔

۳ چوں دل۔ قرآن پاک میں ہے ما کان اللہ معذبھم وانت فیھم۔ آنحضور کو خطاب ہے کہ جب تک تم ان میں موجود ہو ان پر عذاب نہ آئیگا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ "تم ان میں موجود ہو" کا مطلب یہ ہے کہ جب تک قوم تمہیں نہ ستائے تو محض موجود ہونا عذاب کے دفع کرنے کے لئے کافی نہیں ہے اسی طرح محض اولیاء اللہ کا وجود دفع عذاب نہ کر سکیگا۔ اور چونکہ ذوالنون کو قوم نے ستایا لہٰذا قوم کا بچاؤ نہ ہو سکیگا۔ زرخالص۔ خالص

یوسفاں[1] از مکرِ اخواں درچہ اند — کز حسد یوسف بگرگاں می دہند

بہت سے یوسف بھائیوں کی مکاری کیوجہ سے کنوئیں میں ہیں — کیونکہ وہ حسد کیوجہ سے یوسف کو بھیڑیوں کو دیدیتے ہیں

از حسد بر یوسفِؑ مصری چہ رفت — ایں حسد اندر کمیں گرگیست زفت

حسد کی وجہ سے مصری یوسف پر کیا گزری؟ — یہ حسد چھپا ہوا موٹا بھیڑیا ہے

لا جرم زیں گرگ یعقوبؑ حلیم — داشت بر یوسفؑ ہمیشہ خوف و بیم

لا محالہ اس بھیڑیئے کی وجہ سے بردبار یعقوبؑ — یوسفؑ کے معاملہ میں خوف و خطر محسوس کرتے تھے

گرگِ ظاہر گردِ یوسف خود نگشت — ایں حسد در فعل از گرگاں گذشت

ظاہری بھیڑیا، یوسفؑ کے پاس بھی نہ آیا — یہ حسد کارنامہ میں بھیڑیوں سے بھی بڑھ گیا

زخم کرد ایں گرگ وز عذرِ لبق — آمدہ کاِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ

اس بھیڑیئے نے زخمی کیا اور چکنا چپڑا عذر لے کر — (حضرت) یعقوبؑ کے پاس) آیا کہ ہم دوڑ لگا رہے تھے

صد ہزاراں گرگ را ایں مکر نیست — عاقبت رسوا[2] شود ایں گرگ بایست

لاکھوں بھیڑیوں کو بھی یہ مکاری حاصل نہیں ہے — ٹھہر جا، بالآخر، یہ بھیڑیا رسوا ہو گا

زانکہ حشرِ حاسداں روزِ گزند — بیگماں بر صورتِ گرگاں کنند

کیونکہ حشر کے دن حاسدوں کا حشر — یقیناً بھیڑیوں کی صورت میں کریں گے

حشر[3] پر حرصِ سگِ مُردار خوار — صورتے خوکے بُوَد روزِ شمار

مردار خوار، حریص کتے کا حشر — قیامت کے دن سؤر کی صورت میں ہو گا

زانیاں را گندہ اندامِ نہاں — خمر خُواراں را بُوَد گندہ دہاں

(قیامت کے دن) زنا کاروں کی شرمگاہیں گندی ہونگی — شراب نوشوں کے منہ بدبو دار ہونگے

گندِ مخفی کاں بد لہامی رسید — گشت اندر حشر محسوس پدید

چھپی ہوئی گندگی جو دلوں میں پہنچتی ہے — وہ قیامت میں محسوس اور ظاہر ہو گی

بیشۂ آمد وجودِ آدمی — بُر حَذر شوزیں وجود اَر آدمی

انسان کا وجود ایک بن ہے — اگر تو انسان ہے تو اس وجود سے احتیاط برت

ظاہر و باطن اگر باشد یکے — نیست کس را در نجاتِ اُو شکے

اگر ظاہر و باطن یکساں ہوں — اس کی نجات میں کسی کو شک نہیں ہے

دَر وجودِ ما ہزاراں گرگ و خُوک — صالح و نا صالحِ وخوب وخُوک

ہمارے وجود میں ہزاروں بھیڑیئے اور سور ہیں — نیک اور بد، اور اچھے اور برے

[1] یُوسفاں۔ حضرت یوسفؑ کو بھائیوں نے حسد کی وجہ سے کنوئیں میں گرا دیا تھا۔ بگرگان۔ حسد کی وجہ سے حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے انکو بھیڑیئے کے پھاڑنے کا افسانہ گھڑا تھا۔ گرگ۔ یعنی حسد، حضرت یوسفؑ کو بھیڑیئے نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا، بھائیوں کا حسد تکلیف کا سبب بنا۔ عذر۔ یعنی بھائیوں کا یہ کہنا کہ ہم دوڑ لگا رہے تھے اور یوسفؑ کو بھیڑیا لے گیا۔ صد ہزاراں۔ یہ مکاری جس کا سبب حسد ہوا۔ سو بھیڑیوں سے بھی ممکن نہ تھی۔

[2] رُسوا شود۔ چنانچہ بھائیوں کو حضرت یوسفؑ کی بڑائی کا رسوا ہو کر مجبوراً اقرار کرنا پڑا اور آخرت کی رسوائی۔ یہ ہو گی کہ عام حاسدوں کا حشر بھیڑیوں کی شکل میں ہو گا۔ حضرت یوسفؑ کے بھائی تو تائب ہو گئے تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک کو مقامِ نبوت حاصل ہوا تھا ان کا حشر بھیڑیوں کی صورت میں نہ ہوگا۔

[3] حشر۔ حرامخور کا حشر خنزیر کی صورت میں ہو گا۔ زانیاں۔ زنا کاروں کا حشر اس حالت میں ہوگا کہ انکی شرگاہیں سڑتی ہونگی شرابیوں کے منہ سڑتے ہوں گے۔ مخفی۔ دلوں میں چھپی ہوئی گندگیاں نمایاں ہو جائینگی بیشہ۔ بن اور جھاڑیوں میں موذی جانور رہتے ہیں اسی طرح انسان کے وجود میں موذی خصلتیں ہیں۔ ظاہر۔ یعنی باطن انسانی وجود میں سینکڑوں برے خصلتیں پوشیدہ ہیں۔ لوگ۔ سوز۔ مسوک شریر برا۔

حُکم آنخُو را است کو غالِب تر ست	چونکہ زر بیش از مس آمد آں زر ست
حکم اس خصلت کے مطابق ہے جو غالب ہے	جب سونا تانبے سے زیادہ ہے تو وہ سونا ہے
سیرتے کاں در وجودت غالِب ست	ہم براں تصویر حشرت واجب ست
وہ خصلت جو تیرے وجود میں غالب ہے	اسی صورت پر تیرا حشر ضروری ہے
ساعتے گرگی در آید در بَشر	ساعتے یوسف رُخی ہمچوں قمر
ایک وقت میں انسان میں بھیڑیا پن آتا ہے	ایک وقت میں چاند جیسی یوسف رُخی آتی ہے
می رَود از سینہا در سینہا	از رَہِ پنہاں صلاح و کینہا
سینوں سے سینوں میں جاتے ہیں	پوشیدہ طور پر نیکی اور کینے
بلکہ خود از آدمی در گاوٴ و خرٗ	می رَوَد دانائی و عِلم ہُنر
بلکہ انسان سے، بیل اور گدھے میں	سمجھ اور علم اور ہنر پہنچتا ہے
اسپِ سُکسُک می شوَدَر ہوا رورام	خرس بازی می کُند بُز ہم سَلام
کم رفتار گھوڑا، تیز رفتار، اور فرمانبردار ہو جاتا ہے	ریچھ کھیلتا ہے، بکری بھی سلام کرتی ہے
رفت[2] در سگ زآدمی حرص و ہوس	یا شُباں شُد یا شکاری یا حَرِس
انسان سے حرص و ہوس کتے میں پہنچی	چرواہا، یا شکاری، یا محافظ بنا
در سگِ اَصحاب خُوئے زاں رُقود	رفتہ تا جُویائے اللہ گشتہ بود
اصحاب (کہف) کے کتے میں ان سوئے ہوؤں کی فضیلت	پہنچی یہاں تک کہ وہ اللہ کا طالب بن گیا
ہر زماں در سینہ نوعے سَر کند	گاہ دیو گہ مَلک گہ دَام وَ دد
ہر زمانہ میں سینہ میں ایک خاص نوعیت ظاہر ہوتی ہے	کبھی شیطان اور کبھی فرشتہ (اور) کبھی چرندہ اور درندہ بنجاتا ہے
زاں عجب بیشہ کہ ہر شیر آگہ است	تا بامِ سینہا پنہاں رہ است
اس عجیب جنگل سے جس کو ہر شیر جانتا ہے	سینوں کی بلندی تک مخفی راستہ ہے
دُزدی[3] کُن از دُرو مَرجانِ جاں	اے کم از سگ از دَرونِ عارفاں
جان کا موتی، اور مونگا چرا لے	عارفوں کے دل میں سے اے کتے سے کمتر!
چونکہ دُزدی دُزد آں دُرِّ لطیف	چونکہ حامِل می شوی بارِ شریف
جبکہ تو چور ہے تو پاکیزہ موتی چرا	جبکہ تو بوجھ اٹھاتا ہے تو بھلا بوجھ (اٹھا)

فہم کردنِ مریداں کہ ذُوالنُّون رحمۃ اللہ علیہ دیوانہ نشدہ مُتعمدًا ایں صورت کردہ

مریدوں کا سمجھنا کہ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ پاگل نہیں ہوئے ہیں قصداً یہ صورت بنائی ہے

---

[1] حکم۔ آنخو۔ جو خصلت غالب ہوگی اسی پر حشر ہوگا، اشرفی میں تھوڑا سا تانبہ ضرور ہوتا ہے لیکن وہ سونے کی کہلاتی ہے۔ ساعتے۔ کسی وقت انسان میں اخلاق ذمیمہ کا غلبہ ہوتا ہے کسی وقت اخلاق حمیدہ کا۔ می رود۔ صحبت سے انسان میں اچھے برے اخلاق ابھرتے ہیں۔ بلکہ۔ حیوانات انسان کی صحبت سے متاثر ہوتے ہیں سُکسُک۔ کم رفتار گھوڑا۔ راہوار۔ تیز رفتار گھوڑا۔ رام۔ مطیع۔ خرس۔ ریچھ۔ بُز۔ بکرا۔

[2] رفت۔ انسان کی صحبت سے کتے میں کام کرنیکی حرص و ہوس آجاتی ہے تو وہ بکریوں کا چرواہا یا شکاری یا نگہبان بن جاتا ہے۔ در سگ قطمیر نامی اصحاب کہف کا کتا جنت میں جائیگا۔ رُقود۔ سونے والے راقد کی جمع ہے۔ نوعے۔ یعنی اخلاق کی کوئی قسم۔ دام۔ چرندہ۔ دد۔ درندہ۔

[3] دزدی کن پہلے اشعار میں بتایا تھا کہ ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں خیالات منتقل ہوتے ہیں اب فرماتے ہیں۔ جبکہ خفیہ راستہ سے کچھ حاصل کرنا ہے تو عارفوں کے دل کے پاکیزہ خیالات حاصل کر۔ متعمداً۔ جان بوجھ کر

چونکہ ذوالنّون سوئے زنداں رفت شاد
جب ذوالنون خوشی خوشی قید خانہ کی طرف چلے

بند بر پا دست بر سر زافتقاد ۱
پابہ زنجیر (اتقی) گم کرنے کی وجہ سے سر کو پکڑے ہوئے

دوستاں از ہر طرف بنہادہ رُو
دوستوں نے ہر جانب سے رخ کیا

سُوئے زنداں بہرِ پرسش نزدِ اُو
قید خانہ کی جانب ان کے پاس حال دریافت کرنے کیلئے

دوستاں در قصۂ ذوالنّوں شدند
دوست ذوالنون کے معاملہ میں روانہ ہوئے

سُوئے زنداں و دراں رائے زدند
قید خانہ کی جانب، اور اس میں رائے زنی کی

کایں مگر قاصد کُند یا حکمتے ست
کہ یہ (مجنونانہ حرکتیں) بالقصد کرتے ہیں یا کوئی راز ہے

اُو دریں رَہ قبلہ است و آیتے ست
کیونکہ وہ اس راستہ میں قبلہ ہیں اور نشانی ہیں

دُور دُور از عقل چوں دریائے اُو
ان کی دریا جیسی عقل سے بہت بعید ہے

تا جنوں باشد سَفہ فرمائے اُو
کہ جنوں ان سے بیقوفی کی باتیں کرائے

حاشَ للہ از کمالِ جاہِ اُو
خدا بچائے ان کے مرتبہ کے کمال کی وجہ سے

کابرِ بیماری بپوشد ماہِ اُو
کہ بیماری کا ابر ان کے چاند کو چھپائے

اوز شرِ عامّہ ۲ اندر خانہ شُد
وہ عوام کے شر کی وجہ سے قید خانہ میں گئے ہیں

اوز ننگِ عاقلاں دیوانہ شُد
وہ عقلمندوں کے عیب کیوجہ سے دیوانے بنگئے ہیں

اوز عارِ عقلِ کُندِ تن پَرست
وہ تن پرست کند عقل کی ذلت کی وجہ سے

قاصداً رفت ست و دیوانہ شدست
جان کر (قید خانہ میں) گئے ہیں اور دیوانہ بنے ہیں

کہ بہ بندم اے فتیٰ وز ساز گاؤ
کہ اے جوان (سپاہی) مجھے باندھ دے اور سانٹا

بر سَر و پشتم بزن وایں را مکاؤ
میرے سر اور کمر پر مار اور اس میں کنج و کاؤ نہ کر

تا ز زخم لَخت یابم مَن حَیات
تاکہ (چمڑے کے) ٹکڑے کی چوٹ سے میں زندگی حاصل کرلوں

چوں قتیل از گاوِ موسیٰ اے ثِقات
اے معتبر لوگو! جیسا کہ موسیٰ کی گائے سے مقتول نے زندگی پائی

تا ز زخم ۳ لَخت گاو خوش شوَم
تاکہ گائے کے (چمڑے کے) ٹکڑے سے میں خوش ہو

ہمچو کُشتہ گاوِ موسیٰ گَش شوَم
(حضرت) موسیٰ کی گائے کے مقتول کیطرح شاداں ہوجاؤں

زندہ شد کُشتہ ز زخمِ دُمِ گاوَ
گائے کی دم کی چوٹ سے مقتول زندہ ہوگیا

ہمچو مِس از کیمیا شُد زرِّ ساوَ
جیسے تانبا کیمیا سے خالص سونا بنگیا

کُشتہ بر جست و بگفت اَسرار را
مقتول اٹھ بیٹھا، اور راز بتائے

وانمود آں زُمرۂ خونخوار را
اور قاتل جماعت کو ظاہر کر دیا

---

۱ افتقاد۔ گم کرنا۔ یعنی چونکہ انہوں نے حضرت ذوالنّون کو گم کر دیا تھا۔ رائے زدند۔ یعنی ذوالنّون کی دیوانگی کے بارے میں مختلف رایوں کا اظہار کرنے لگے۔ کایں۔ بعض لوگوں کی رائے ہوئی کہ جان کر دیوانہ بنے ہیں۔ حکمتے۔ یعنی خدا نے دیوانہ بنادیا ہے اسمیں اللہ کی کوئی حکمت ہوگی۔ رہ۔ معرفت کی راہ۔ آیتے۔ خدا کی پہچان کی علامت۔ دور دور۔ بعض لوگوں نے کہا یہ ممکن نہیں کہ ان جیسے عقلمند سے دیوانگی بیقوفی کے کام کرا سکے۔ ابر۔ یعنی دیوانگی۔ ماہ یعنی عقل۔

۲ شر عامّہ۔ عوام کی شرارت زننگ چونکہ عقلمند لوگ باعث ننگ کام کرنے لگے ہیں اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا کر اپنے آپ کو ان کے زمرے سے خارج کرلیا ہے۔ عقل کُند۔ وہ عقل جس میں ذہانت نہ ہو۔ تن پرست۔ وہ عقل جو روحانیت کی تربیت نہ کرے۔ قاصداً۔ بالارادہ۔ کہ۔ یعنی وہ قصداً قید خانہ میں گئے ہیں اور دیوانوں کی طرح اپنے آپ کو گائے کے چمڑے کے انٹر سے پٹوار رہے ہیں۔ ساز گاؤ۔ چمڑے کا تسمہ جس میں جانوروں کو سدھارتے ہیں۔

۳ تا ز زخم۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ایک بھتیجے نے اپنے چچا کو قتل کر ڈالا قاتل کا پتہ نہ چلتا تھا حضرت موسیٰ نے ایک گائے ذبح کرائی اور اس کا چمڑہ لیکر مردے پر مارا تو تو مردہ زندہ ہوگیا۔ اور اس نے قاتل کا پتہ بتادیا تھا۔ گش۔ خوش زر ساؤ۔ خالص سونا۔ اسرار۔ یعنی چھپے ہوئے قاتل کا پتہ۔

گفت روشن کایں جماعت کشتہ اند | تخم ایں آشوب ایشاں کشتہ اند
واضح طور پر کہا کہ اس جماعت نے قتل کیا ہے | اس فساد کے بیج انہوں نے بوئے ہیں

چونکہ ۱؎ کشتہ گرد دایں جسمِ گراں | زندہ گردد ہستیِ اسرارداں
جب یہ بھاری جسم مردہ ہو جاتا ہے | راز داں وجود زندہ ہو جاتا ہے

جانِ او بیند بہشت و نار را | باز داند جملہ اسرار را
اس کی جان دوزخ اور جنت کو دیکھتی ہے | اور تمام رازوں کو جان لیتی ہے

وانُما ید خونیانِ دیورا | وانُما ید دام خدعہ وریورا
قاتل شیطانوں کو ظاہر کر دیتی ہے | مکر اور دھوکے کے جال کو واضح کر دیتی ہے

گاؤ ۲؎ کشتن ہست از شرطِ طریق | تاشود از زخم دُمش جاں مُفیق
گائے کو ذبح کرنا، معرفت کی شرط ہے | تا کہ جان اس کی دم کی چوٹ سے ہوش میں آجائے

گاؤِ نفس خویش راز و تر بکُش | تا شود روحِ خفی زندہ بہُش
بہت جلد اپنے نفس کی گائے کو ذبح کر دے | تا کہ مخفی روح ہوش کے ساتھ زندہ ہو جائے

ایں سخن را مقطع و پایاں مجو | حالِ ذوالنُّوں با مریداں باز گو
اس بات کی ابتدا اور انتہا نہ تلاش کر | ذوالنون کا مریدوں کے ساتھ معاملہ سُنا

رجوع کردن بحکایتِ ذوالنُّون رحمۃ اللہ علیہ
ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت کی طرف رجوع کرنا

چوں رسید ند آں نفر نزدیکِ او | بانگِ برزدہے کیا نند اِتّقُو
جب وہ لوگ ان کے پاس پہنچے | وہ چیخے خبردار تم کون ہو؟ بھاگو

با ادب گفتند ماز دوستاں | بہر پُرسش آمدیم اینجا بجاں
انہوں نے ادب سے کہا، ہم دوستوں میں سے ہیں | ہم (دل و) جاں سے (آپکو) پوچھنے آئے ہیں

چونی اے دریائے عقلِ ذُفنون ۳؎ | ایں چہ بُہتان ست بر عقلت جُنون
اے عجائب والی عقل کے دریا! آپ کیسے ہیں؟ | آپ کی عقل پر جنون کا یہ کیسا الزام ہے؟

دُودِ گلخن کے رسد در آفتاب | چوں شود عنقا شکستہ از غُراب
بھٹی کا دھواں آفتاب تک کب پہنچتا ہے؟ | عنقا کوے سے کب شکست کھاتا ہے

وامگیر از مابیاں کُن ایں سخن | ما محبّانیم باما ایں مکُن
ہم سے نہ چھپائیے، یہ بات بتائیے | ہم دوست ہیں، ہم سے یہ نہ کیجئے

۱؎ چونکہ جس طرح اس مقتول کی روح نے اسرار کا انکشاف کر دیا اسی طرح جب انسان اپنی ہستی کو فنا کر دیتا ہے تو اس پر اسرار منکشف ہونے لگتے ہیں جانِ او۔ مقام فنا پر پہنچ کر اسرار آخرت منکشف ہو جاتے ہیں۔ وانُما ید۔ انسان کو محسوس ہو جاتا ہے کہ شیاطین اس کے قاتل ہیں اور انکے مکر و فریب کو پہچان جاتا ہے۔

۲؎ گاؤ کشتن یعنی مادی جسم کو فنا کرنا۔ طریق یعنی طریق معرفت مفیق۔ ہوشمند۔ بہش۔ بہ ہوش۔ مریداں۔ یعنی ذوالنون کے وہ مرید جو پاگل خانہ میں گئے تھے۔ نفر۔ جماعت۔ اتقوا۔ تم ڈرو، تم بھاگو، پرسش یعنی احوال کی دریافت۔ عیادت۔

۳؎ فنون۔ فن کی جمع ہے۔ بہتان۔ جھوٹا الزام۔ جنون یعنی تیری عقل پر جنون کا الزام جھوٹ ہے گلخن بھٹی یعنی جس طرح بھٹی کا دھواں آفتاب تک نہیں پہنچ سکتا ہے اور عنقا کوے سے شکست نہیں کھا سکتا ہے اسی طرح تیری عقل تک نہ جنون کی رسائی ہو سکتی ہے نہ تیری عقل جنون سے مغلوب ہو سکتی ہے۔ مکن۔ یعنی حقیقت نہ چھپایئے۔

مر محبّاں رانشاید دور کرد — یا برو پوش و دغل مہجور[۱] کرد

دوستوں کو نہ بھگانا چاہیے — یا رو پوشی اور دھوکے سے دور نہ کرنا چاہیے

راز را اندر میاں نہ با مُحب — اے کہ بحرِ علم و عقلی اِستجِب

راز کو دوست کے سامنے رکھ دیجئے — اے وہ کہ آپ علم و عقل کے سمندر ہیں! مان جایئے

راز را اندر میاں آور شہا — رو مکن درابر پنہانی مہا

اے شاہ ! راز بتا دیجئے — اے چاند ! ابر میں منہ نہ چھپایئے

ما محبِّ صادق و دلخستہ ایم — در دو عالم دل بتو وابستہ ایم

ہم سچے دوست اور دل شکستہ ہیں — دونوں جہان میں ہمارا دل آپ سے وابستہ ہے

راز را از دوستاں پنہاں مکن — درمیاں نہ راز و قصدِ جاں مکن

راز کو دوستوں سے نہ چھپایئے — راز بتا دیجئے اور ہماری جان کے درپے نہ ہوجئے

چونکہ ذوالنّون ایں سخن زایشاں شنید — جز طریقِ امتحاں مخلَص ندید

جب ذوالنون نے ان کی یہ بات سنی — آزمائش کے راستے کے علاوہ چھٹکارا نہ دیکھا

فحش آغازید[۲] و دشنام از گزاف — گفت اُو دیوانگانہ زی وقاف

خواہ مخواہ فحش اور گالی گلوچ شروع کر دی — دیوانوں کی طرح انہوں نے زق زق بق بق شروع کردی

برجہید و سنگ پرّاں کرد وچوب — جملگاں بگریختند از بیم کوب

کودے اور پتھر اور لکڑیاں پھینکنے لگے — چوٹ کے ڈر سے سب بھاگ گئے

قہقہہ خندید و جنبانید سر — گفت بادِ ریش ایں یاراں نگر

قہقہہ مار کر ہنسے اور سر ہلایا — کہا ان دوستوں کی شیخی دیکھ

دوستاں بیں کو نشانِ دوستاں — دوستاں رارنج کے باشد زجاں

دوستوں کو دیکھو! دوستوں کی علامت کہاں ہے؟ — دوستوں کو جان کی فکر کب ہوتی ہے؟

کے کراں[۳] گیرد زرنجِ دوست دوست — رنج مغزو دوستی اُورا چو پُوست

دوست کے ستانے سے دوست کب کنارہ کشی کرتا ہے؟ — تکلیف اٹھانا مغز ہے اور دوستی اس کا چھلکا

رنج بر خود گیر گر تو دوستی — رو مگرداں گر تو نیکو خوستی

اگر تو دوست ہے تکلیف برداشت کر — اگر تو اچھی عادت والا ہے، رو گردانی نہ کر

نے نشانِ دوستی باشد خوشی — در بلا و محنت و آفت کشی

کیا خوشی دوستی کی نشانی نہیں ہے؟ — مصیبت و مشقت اور آفتیں برداشت کرنے میں

---

۱ مہجور کرد۔ یعنی روپوشی اور مکر سے فراق میں مبتلا کرنا مناسب نہیں ہے۔ اِستجب۔ قبول کر، منظور کر۔ شہا۔ اے شاہ مہا۔ اے مہ۔ دلخستہ۔ رنجیدہ قصد جاں کردن۔ مار ڈالنا۔ امتحاں۔ آزمائش۔ مخلص چھٹکارے کی جگہ۔

۲ آغازید۔ شروع کر دیا۔ گزاف۔ بے وجہ، بے اصل۔ زی وقاف۔ جھک جھک، بک بک۔ بادریش غرور، شیخی، نشان۔ علامت۔ رنج یارے کہ تحمل نہ کند یار نباشد

۳ کراں۔ کنارہ۔ مغز۔ اصل لُب لباب۔ پوست۔ چھلکا۔ رنج بر خود گیر۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ رو مگرداں۔ یعنی اگر دوست تکلیف پہنچائے۔ بے نشان۔ دوستی کی علامت یہی ہے کہ ہر حالت میں راضی برضا دوست رہے۔

دوست ہمچوں [1] زر بلا چوں آتش ست | زرِّ خالص در دلِ آتش خوش ست
دوست سونے کی طرح تکلیف آگ کی طرح ہے | خالص سونا آگ کے بیچ میں بھلا ہے

امتحان [2] کردنِ خواجہ لقمانؑ زیرکیِ لقمانؑ را

حضرت لقمانؑ کے آقا کا لقمانؑ کی ذہانت کی آزمائش کرنا

نے کہ لقمانؑ را کہ بندہ پاک بود | روز و شب در بندگی چالاک بود
کیا ایسا نہیں ہوا کہ لقمانؑ جو ایک اچھے غلام تھے | دن رات خدمتگاری میں چست تھے

خواجہ اش میداشتے در کار پیش | بہترش دیدے زفر زندانِ خویش
آقا ان کو ہر کام میں آگے رکھتا تھا | اپنی اولاد سے بھی ان کو زیادہ سمجھتا تھا

زانکہ لقمانؑ گرچہ بندہ زادہ بود | خواجہ بُود واز ہَوا آزادہ بود
اسلئے کہ حضرت لقمانؑ اگرچہ غلام زادہ تھے | (لیکن) آقا تھے اور خواہش نفسانی سے سر آزاد تھے

گفت [3] شاہے شیخ را اندر سخن | کز من از بخشش تو چیزے خواست کُن
ایک بادشاہ نے گفتگو میں ایک بزرگ سے کہا | مجھ سے بخشش میں کچھ مانگ

گفت اے شہ شرم ناید مر تُرا | کہ چنیں گوئی مرازیں بر تر آ
اس (بزرگ) نے کہا اے بادشاہ! تجھے شرم نہیں آتی | کہ مجھے یہ کہتا ہے اس سے بالا تر بن

من دو بندہ دارم وایشاں حقیر | واں دو بر تو حاکمانند و امیر
میرے دو غلام ہیں اور وہ (بھی) حقیر ہیں | اور وہ دونوں تیرے حاکم اور سردار ہیں

گفت شہ آں دو چہ اند ایں ذلت ست | گفت آں یک خشم و دیگر شہوت ست
بادشاہ نے کہا وہ دونوں کیا ہیں؟ یہ (تو) ذلت ہے | اس (بزرگ) نے کہا ایک غصہ دوسرا شہوت ہے

شاہ آں داں کوز شاہی فارغ ست | بر مہ و خورشید نورش بازِغ ست
بادشاہ اس کو سمجھ جو بادشاہی سے بے نیاز ہے | چاند اور سورج پر اس کا نور غالب ہے

مخزن آں دارد کہ مخزن عارِ اوست | ہستی آں دارد کہ با ہستی عدوست
وہ ایسا خزانہ رکھتا ہے کہ (ظاہری) خزانہ اس کی ذلت ہے | وہ ایسا وجود رکھتا ہے جو وجود کا دشمن ہے

خواجہ لقماں بظاہر خواجہ وش | در حقیقت بندہ لقماں خواجہ اش
حضرت لقمانؑ کا آقا ظاہری خواجگی کے ہوتے ہوئے | حقیقتاً غلام ہے، لقمانؑ اس کے آقا ہیں



[1] ہمچوں زر۔ جس طرح سونا آتش سے نکھرتا ہے اسی طرح دوستی میں دوست کے مصائب برداشت کرنے سے خلوص کا اظہار ہوتا ہے۔

[2] امتحان کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح حضرت لقمانؑ نے دوست کے ہاتھ سے کڑوا خربوزہ بھی رغبت سے کھلیا اسی طرح ایک انسان کو منجانب اللہ مصائب پر بھی راضی برضاء الٰہی رہنا چاہیے۔ خواجہ آقا ان کو معزز اور اولاد سے زیادہ پیار سے رکھتا تھا۔ زانکہ۔ یہ پہلے شعر کی دلیل۔ بندہ زادہ۔ حضرت لقمانؑ کو اگر ولی اور بزرگ مانا جائے تو غلام زادہ ہونے میں کوئی اشکال نہیں اور اگر وہ نبی تھے تو ان کے باپ کو جبراً غلام بنایا گیا ہوگا۔ خواجہ بود۔ چونکہ وہ ہوا و ہوس سے آزاد تھے لہٰذا غلام نہ تھے بلکہ آقا تھے۔

[3] گفت شاہے۔ چونکہ مولانا نے پہلے شعر میں ہوا و ہوس سے آزاد ہونے کا ذکر کیا ہے لہٰذا اس سلسلہ میں یہ حکایت نقل کی ہے۔ بر تر آ۔ یعنی یہ بات تیرے مقام سے گری ہوئی ہے۔ من۔ تو میرے دو غلاموں کا غلام ہے۔ ذلت۔ یعنی غلاموں کا غلام ہونا۔ میرے لئے ذلت کا سبب ہے۔ رشاہی۔ شاہ تو وہ ہے کہ دنیا کی بادشاہت سے بھی بے نیاز ہو۔ بازغ۔ چمکنے والا، روشن۔ مخزن۔ یعنی علم و معرفت کا خزانہ کہ مخزن۔ یعنی زر و جواہر کا خزانہ۔ ہستی آں دارد۔ یعنی اس کا روحانی وجود ہے۔ جو جسمانی وجود کا دشمن ہے۔ خواجہ یعنی دراصل لقمان خواجہ تھے اور ان کا خواجہ دراصل غلام تھا۔

در جہانِ ایاز گونہ زیں بسے ست — در نظر شاں گوہرے از خسے ست
الٹی دنیا میں ایسا بہت ہے — ان کی نظر میں جو ہر تنکے سے کم ہے

مر بیاباں را مفازہ نام شُد — نام و ننگے عقلِ شاں رادام شد
بیابان کا نام، کامیابی کی جگہ ہوا — عزت و ذلت، ان کی عقل کا جال بنا

یک گُروہ راخود مُعرّف جامہ است — در قبا گویند کواز عامہ است
ایک گروہ کے لئے لباس پہچان کا ذریعہ ہے — قبا پہننے والے کو عوام میں سے کہتے ہیں

یک گُرہ را ظاہراً سالوس و زَرق — کردہ زاہد نام واندر زُہد غرق
ایک گروہ کے ظاہری مکر اور فریب نے — زاہد اور زہد میں ڈوبے ہوئے نام رکھ لئے

یک گُرہ را ظاہر۲ سالوس و زُہد — نور باید تا بُوَد جاسوسِ زہد
ایک گروہ میں ظاہری مکر اور زہد ہے — نور چاہیے جو زہد کی مخبری کرے

نور باید پاک از تقلید و غول — تا شناسد مرد را بے فعل وقول
نور درکار ہے جو تقلید اور کجی سے خالی ہو — تاکہ انسان کو بغیر قول اور فعل کے پہچانے

در رَود در قلب اُو از راہِ عقل — نقدِ اُو بیند نباشد بندِ نقل
اس کے دل میں عقل کے راستہ سے گھس جائے — اس کا نقد دیکھ لے، سنی سنائی کا پابند نہ ہو

بند گانِ ۳ خاصِ عَلّام الغُیوب — در جہانِ جاں جَواسیس القلوب
علام الغیوب کے خاص بندے — روحانی دنیا میں دلوں کے جاسوس ہیں

در درونِ دل در آید چوں خیال — پیشِ شاں مکشوف باشد سِرِّ حال
جب دل میں کوئی خیال آتا ہے — پوشیدہ بھید ان کے سامنے کھل جاتا ہے

در تنِ گنجشک چہ بُوَد برگ و ساز — کہ شود پوشیدہ آں بر عقلِ باز
چڑیا کے جسم میں کیا سازو سامان ہوتا ہے؟ — کہ وہ باز کی عقل پر چھپ سکے

آنکہ واقِف گشتہ بر اسرارِ ھُو — سِرِّ مخلوقات چہ بُوَد پیشِ اُو
جو اللہ (تعالیٰ) کے بھدوں سے واقف ہو گیا — مخلوق کے بھید اس کے سامنے کیا ہیں؟

آنکہ بر افلاک رفتارش بُوَد — بر زمیں رفتن چہ دُشوارش بُوَد
جس کی گذر آسمانوں پر ہو — اس کو زمین پر چلنا کیا دشوار ہو گا؟

در کفِ داوُد کاہن گشت موم — موم چہ بُود در کفِ اُو اے ظَلُوم
حضرت داؤد کے ہاتھ میں جبکہ لوہا موم ہو گیا — اے ظالم! ان کے ہاتھ میں موم کیا ہو گا؟

۱ جہان ایاز گونہ۔ الٹی دنیا۔ در نظر یعنی قیمتی چیز کو کم قیمت اور کم قیمت چیز کو قیمتی سمجھتے ہیں۔ مفازہ۔ کامیابی کی جگہ، صحراء کو کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ مہلکہ یعنی ہلاکت کی جگہ ہے۔ نام ونہند زنگی کا فور۔ نام و ننگ عزت و ذلت کے خیال سے بے عقلی کے کام کرتے ہیں۔ یک گرہ۔ کپڑوں سے انسان کو پہچانتے ہیں اس کی حقیقت پر نظر نہیں رکھتے ہیں گدڑی والے کو فقیر سمجھتے ہیں قبا پہنے والے کو معمولی انسان تصور کرتے ہیں۔

۲ ظاہر سالوس۔ بعض لوگ ظاہری مکاری کو دیکھ کر زہد کے قائل ہوتے ہیں۔ نور باید۔ کسی کو پہچاننے کیلئے نور قلبی درکار ہے جس کے ذریعہ بغیر بات کہتے اور کام دیکھے انسان کو پہچانا جا سکے۔ نقد او۔ انسان کی صحیح حالت۔

۳ بندگان۔ پیر پر مرید کے دل کے احوال منکشف ہو جاتے ہیں۔ علام الغیوب۔ غیبوں کا جاننے والا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، جو اسیس۔ جاسوس کی جمع ہے۔ راز کو جاننے والا۔ درون جس طرح خیالات انسان کے دل میں گھستے ہیں اسی طرح خاص بندہ بھی دل میں گھس کر پوشیدہ احوال جان لیتا ہے۔ در تن گنجشک سے مراد مرید اور باز سے مراد شیخ ہے۔ اسرار ہو اللہ کے سر بر افلاک انبیاء اور اولیاء کو آسمانوں کی سیر بھی کرا دی جاتی ہیں۔ داؤد۔ حضرت داؤد کا معجزہ تھا انکے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔

بود لقمانؑ ۱؎ بندہ شکلے خواجۂ | بندگی بر ظاہرش دیباجۂ
لقمانؑ بظاہر غلام (حقیقتاً) آقا تھے | غلامی ان کے ظاہر کا عنوان تھی

چوں رَوَد خواجہ بجائے ناشناس | در غلامِ خویش پوشاند لباس
آقا جب کسی اجنبی جگہ جاتا ہے | اپنے غلام کو (شاہی) لباس پہنا دیتا ہے

اُو بپوشد جامہائے آں غلام | مَر غلامِ خویش را سازو امام
وہ اس غلام کے کپڑے خود پہن لیتا ہے | اپنے غلام کو پیشرو بنا لیتا ہے

دَر پئش چوں بندگاں در رَہ شود | تانباید زو کسے آگاہ ۲؎ شود
راستہ میں غلاموں کی طرح اس کے پیچھے چلتا ہے | تاکہ اس کو کوئی نہ پہچان سکے

گویدا اے بندہ تو رَو بر صدر شیں | من بگیرم کفش چوں بندہ کمیں
کہہ دیتا ہے کہ اے غلام! تو جا اور صدر جگہ پر بیٹھ | میں معمولی غلام کی طرح جوتیاں لے لونگا

تو دُرشتی کُن مرادُ شنام دہ | مَر مَرا تو ہیچ تو قیرے مَنِہ
تو سختی کر، مجھے برا بھلا کہہ | تو میر کوئی عزت نہ کر

تَرکِ خدمت خدمتِ تو داشتم | تا بغرُبت تخمِ حیلت کاشتم
خدمت نہ کرنا میں نے تیرے ذمہ لگایا ہے | جب تک کہ مسافرت میں میں نے تدبیر کا بیج بویا ہے

خواجگاں ۳؎ ایں بند گیہا کردہ اند | تاگماں آید کہ ایشاں بندہ اند
آقاؤں نے یہ غلامیاں کی ہیں | تاکہ یہ گمان ہو کہ وہ غلام ہیں

چشم پُر بودند و سیراز خواجگی | کارہا را کردہ اند آمادگی
وہ آقائیت سے سیر چشم اور پیٹ بھرے تھے | انہوں نے استعداد (کے لئے) بہت سے کام کئے ہیں

ویں غلامانِ ہوابر عکسِ آں | خویشتن بنمودہ میرِ عقل و جاں
اور یہ خواہش کے غلام اس کے برعکس | اپنے آپ کو عقل و جان کا آقا ظاہر کرتے ہیں

آید از خواجہ رہِ افگندگی | نایداز بندہ بغیر از بندگی
آقا سے خاکساری کا طریقہ آتا ہے | (اللہ کے) بندے سے بندگی کے سوا کچھ نہیں آتا ہے

پس ازاں عالَم بدیں عالم چناں | تعبیتہا ہست بر عکسِ ایں بداں
پس اس عالم سے اس عالم تک | بہت سی بناوٹی باتیں ہیں ان کو الٹا سمجھ



۱؎ بودلقمانؑ۔ حضرت لقمانؑ نے جان بوجھ کر ظاہری طور پر غلامی اختیار کر رکھی تھی ورنہ وہ آقا تھے۔ چوں رود۔ غلامی کی شکل اختیار کر لینے کی وجہ بیان کی ہے، اجنبی جگہ مصلحتوں کی بنا پر اکثر اپنے آپ کو غلام اور غلام کو شاہ ظاہر کر دیا کرتے ہیں۔

۲؎ آگاہ شود۔ اپنے آپ کو بادشاہ ظاہر کرنے میں خطرات ہوتے ہیں۔ شیں۔ نشیں کا مخفف ہے۔ کمین۔ کمینہ تو دُرشتی۔ تاکہ غلام کو آقا سمجھا جائے۔ ترکِ خدمت یعنی تیری خدمتگذاری یہی ہے کہ تو خدمت نہ کرے۔ غُربت۔ مسافرت۔ حیلت۔ تدبیر۔

۳؎ خواجگاں۔ بہت سے بزرگ اپنی بزرگی کے اخفاء کیلئے معمولی معمولی کام اختیار کر لیتے ہیں تاکہ عوام کی نگاہوں سے چھپے رہیں۔ کارہا۔ بزرگانِ دین معمولی پیشے اختیار کر لیتے ہیں تاکہ انکی استعداد قربِ الٰہی میں اضافہ ہو۔ ویں۔ غلاماں۔ جو لوگ حرص و ہوا کے غلام ہیں وہ اپنی بڑائی ظاہر کرتے ہیں۔ خواجہ۔ بزرگانِ دین، ہمیشہ فروتنی اختیار کرتے ہیں۔ از بندہ۔ یعنی جو اللہ کے نیک بندے ہیں۔ ازاں عالم۔ عالم آخرت ازیں عالم۔ عالم دنیا۔ تعبیتہا۔ تعبیۃ کی جمع ہے بناوٹ بر عکس جس طرح یہ واقعہ ہے کہ بظاہر حضرت لقمانؑ غلام اور ان کا آقا آقا ہے لیکن حقیقتاً حضرت لقمانؑ آقا اور ان کا آقا ان کا غلام تھا اسی طرح اس عالم اور آخرت میں اور بہت سی چیزیں ہیں کہ جو حقیقتاً ظاہر کے بر عکس ہیں۔

خواجہ لقمانؑ ازیں[1] حالِ نہاں — بود واقف دیدہ بود از وے نشاں

(حضرت) لقمانؑ کا آقا اس راز سے — واقف تھا اور اس کی نشانی دیکھ چکا تھا

رازمی دانست خوش می راند خر — از برائے مصلحت آں راہبر

راز جانتا تھا، کام چلا رہا تھا — اس راہنما کی مصلحت کی وجہ سے

مرورا آزاد کردے از نخست — لیک خوشنودیِ لقمانؑ را بجُست

ان کو وہ پہلے ہی آزاد کر دیتا — لیکن اس نے (حضرت) لقمانؑ کی خوشنودی چاہی

زانکہ لقمانؑ را مرا دایں بودتا — کس نداند سِرّ آں شیرِ فتا

کیونکہ (حضرت) لقمانؑ کا مقصد یہی تھا، تاکہ — اس نوجوان شیر کا کوئی بھید نہ سمجھ سکے

چہ[2] عجب گر سِر زبد پنہاں کُنی — ایں عجب کہ سِر زخود پنہاں کُنی

یہ کیا عجیب بات ہے کہ تو راز کسی برے سے چھپالے — عجیب تو یہ ہے کہ تو راز کو اپنے آپ سے چھپائے

کار پنہاں کن تو از چشمانِ خود — تا بُوَد کارت سَلیم از چشمِ بَد

اپنی نظروں سے چھپا کر کام کر — تاکہ تیرا کام نظر بد سے بچا رہے

خویش را تسلیم کُن بر دا رمزد — وانگہ از خود بے زخود چیزے بدزد

اپنے آپ کو سپرد کر دے، مزدوری کما لے — پھر بے خودی میں اپنے میں سے کچھ چرا لے

می[3] دہند افیوں بمردِ زخم مند — تا کہ پیکاں از تنش بیروں کنند

زخمی انسان کو افیون دے دیتے ہیں — تاکہ اس کے جسم میں سے تیر کھینچ لیں

وقتِ مرگ از رنج اُو را میدَ رند — اُو بداں مشغول شُد جاں می برند

مرتے وقت اس کو تکلیف سے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہیں — وہ اس میں لگا، جان نکال لے جاتے ہیں

چوں بہر فکرے کہ خواہی دل سپرد — از تو چیزے در نہاں خواہند بُرند

جب کسی فکر میں تو دل کو لگا دے گا — تو وہ تیری چیز چپکے سے چرا لیں گے

پس بداں مشغول شو کاں بہترست — تاز تو چیزے بَرد کاں کہترست

تو اس میں لگ جو اچھی چیز ہو — تاکہ (چور) تیری وہ چیز لے جائے جو گھٹیا ہے

ہر چہ اندیشی و تحصیلے کُنی — می در آید دُز دزاں سُوکا یمنی

جو تو سوچتا ہے، اور حاصل کرتا ہے — چور اس جانب سے آتا ہے جدھر سے تو مطمئن ہے

[1] ازیں حال۔ یعنی اس بات سے کہ حضرت لقمانؑ کے ظاہراً غلامی اختیار کر رکھی ہے ورنہ بباطن ان کا رتبہ آقائیت کا ہے۔ راہبر۔ یعنی حضرت لقمانؑ خوشنودی۔ حضرت لقمانؑ کی خواہش تھی کہ ان کو غلام بنائے رکھے سِر۔ ان کا روحانی مرتبہ۔

[2] چہ عجب۔ کمالات کو دوسروں کی نگاہوں سے مخفی رکھنا بھی کمال ہے لیکن اپنی نگاہوں میں اپنے کمالات کمال نہ ہوں تب زیادہ کمال ہے۔ چشمِ بَد۔ خود اپنی نظر بد سے اپنے اعمال کو بچا۔ خویش را۔ اپنے آپ کو غلام سمجھتے ہوئے مزدوری کئے جاؤ تب اپنے رذائل کو اپنے آپ سے چرا کر غائب کر سکو گے۔

[3] می دہند۔ افیوں کو کھلا کر خودی مٹادی جاتی ہے تب اصلاح کی جاتی ہے تو خودی کو مٹانے سے اصلاح ہو گی۔ وقت مرگ۔ موت کے وقت جسمانی تکالیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور روح سے غفلت ہو جاتی ہے تو روح چوری چلی جاتی ہے۔ چوں بہر فکرے۔ انسان کی جس چیز کی طرف توجہ رہتی ہے وہ بچ جاتی ہے جس سے غفلت برتتا ہے وہ چوری ہو جاتی ہے۔ بہترست۔ قیمتی چیز کی طرف توجہ کرو پھر ضائع ہو گی تو معمولی چیز ضائع ہو گی۔ ایمنی۔ تو مطمئن ہو کر بے توجہی کرتا ہے۔ تو چور اس کو چراتا ہے جس چیز کی انسان فکر رکھتا ہے اس کی جانب چور نہیں آتا۔



بارِ[1] باز رگاں چودر آب اوفتد　　دست اندر کلہٗ بہتر زند
تاجر کا مال جب پانی میں گرتا ہے　　تو وہ عمدہ سامان پر ہاتھ مارتا ہے

کشتیِ مالش بغر قاب ار فتد　　ہرچہ نازِل تر بدریا افگند
اس کے مال کی کشتی اگر سمندر میں پھنسے　　جو گھٹیا ہے اس کو دریا میں پھینک دیتا ہے

چونکہ چیزے فوت خواہد شد در آب　　ترکِ کمتر گوئی و بہتر را بیاب
چونکہ کوئی نہ کوئی چیز تو پانی میں ڈوبے گی　　گھٹیا کو چھوڑ دے اور بڑھیا کو بچا لے

نقدِ ایماں رابطاعت گوش دار　　تاز روئے حق نگر دی شرم سار
بندگی کے ذریعہ ایمان کی نقد کی حفاظت کر　　تاکہ تو اللہ (تعالیٰ) کے رو برو شرمندہ نہ ہو

چونکہ نقدت رانگہداری کُنی　　حرص و غفلت رابَرد دیو دَنی
جب تو اپنے نقد کی دیکھ بھال رکھے گا　　کمینہ شیطان حرص اور غفلت کو لے بھاگے گا

ظاہر شدنِ فضل و زیر کیِ لقمانؑ پیشِ امتحان کنند گان

امتحان کرنیوالوں کے سامنے (حضرت) لقمانؑ کی بزرگی اور ذہانت کا ظاہر ہونا

خواجہ لقماں چو لقمانؑ را شناخت[2]　　بَندہ بود اُورا و با اُو عشق باخت
(حضرت) لقمانؑ کے آقا نے جب لقمانؑ کو پہچان لیا　　ان کا غلام ہو گیا اور ان پر فریفتہ ہو گیا

ہر طعامے کا ورید ندے بَوے　　کس سوئے لقمانؑ فرستادے زپے
وہ جو کھانا اس کے پاس لاتے　　تو فوراً کسی کو (حضرت) لقمانؑ کی جانب روانہ کرتا

تاکہ لقمانؑ دست سوائے آں بَرد　　قاصداً تا خواجہ پس خوردش خورد
تاکہ (حضرت) لقمانؑ اس میں ہاتھ ڈال دیں　　اس ارادے سے کہ آقا ان کا جھوٹا کھائے

سُورِ[3] اُو خوردے وشوار انگیختے　　ہر طُعامے کو نخوردے ریختے
ان کا جھوٹا کھاتا، اور مستی پیدا کرتا　　جو کھانا وہ نہ کھاتے اس کو ضائع کر دیتا

ور نخور دے بیدل و بے اشتہا　　ایں بُوَد پیوستگی بے مُنتہا
اگر کھاتا بھی تو بے دلی اور بے رغبتی سے　　یہ لا محدود تعلق ہوتا ہے

خُربزہ آور دہ بودند ار مُغاں　　لیک غائب بود لقمانؑ آں زماں
تحفے میں خربوزہ لائے تھے　　لیکن اس وقت (حضرت) لقمانؑ موجود نہ تھے

گفت خواجہ با غلامے کے فلاں　　زود رَو فرزندِ لقمانؑ رانجواں
آقا نے ایک غلام سے کہا کہ فلانے!　　جلد جا، عزیز لقمانؑ کو بلا لیا

[1] بار۔ پہلے سمجھایا تھا کہ اچھی چیز کی طرف نگاہ رکھو تاکہ معمولی چیز ضائع ہو اب اس کو مثال دے کر سمجھاتے ہیں کہ اگر کشتی بوجھل ہونے کی وجہ سے ڈوبنے لگتی ہے تو معمولی چیزیں پھینک دی جاتی ہیں۔ کالہ۔ سامان۔ نازل تر، گھٹیا۔ بہتر قیمتی سامان۔ ایماں۔ یہ قیمتی چیز ہے اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرنی ہے اس کی حفاظت کر۔ حرص۔ اپنے رذایل کی حفاظت۔ نہ کرتا کہ وہ چوری ہوجائیں۔

[2] شناخت۔ یعنی ان کا آقا انکی بزرگی کو پہچان گیا۔ ہر طعامے۔ بڑوں کا جھوٹا تبرک کا کھایا جاتا ہے۔ فرستادے۔ یعنی ان کو بلانے کیلئے پس خورد۔ بچا ہوا کھانا۔

[3] سُور۔ پس خور دہ۔ شور۔ انگیختن۔ مستی کا اظہار کرنا۔ ریختے۔ انکے نہ کھانے سے سمجھتا تھا کہ کھانا مکروہ ہے۔ پیوستگی تعلق۔ خربزہ۔ خربوزہ۔ ارمغاں۔ تحفہ فرزند۔ محبت میں بیٹا کہا ہے۔

چونکہ لقمانؑ آمدو پیشش نشست
جب (حضرت) لقمانؑ آئے اور اس کے سامنے بیٹھ گئے
خواجہ پس بگرفت سکینے ابدست
اس کے بعد آقا نے چھری ہاتھ میں لی

چوں برید و داد اُورا یک بُریں
جب تراشا، اور ان کو ایک قاش دی
ہمچو شکر خوردش و چوں انگبیں
انہوں نے اس کو شکر و شہد کی طرح کھا لیا

از خوشی کہ خورد داد اُورا دوم
چونکہ انہوں نے خوشی سے کھایا ان کو دوسری دی
تارسید آں گُرچہا تا ہفدہم
یہاں تک کہ وہ قاشیں سترہ تک پہنچیں

ماند گُرچے گفت ایں را من خورم
ایک قاش بچی تو بولا اس کو میں کھاؤں گا
تاچہ شیریں خُر بزست ایں بنگرم
تاکہ دیکھوں کیسا میٹھا خربوزہ ہے؟

اوچنیں خوش میخورد کز ذوقِ اُو
وہ اسقدر خوشی سے کھا رہے تھے کہ انکے ذوق سے
طبعہا شد مشتہی و لقمہ جُو
طبیعتیں خواہشمند ہو گئیں اور کھانا چاہنے لگیں

چوں[۲] بخورد از تلخیش آتش فروخت
جب اسنے کھایا اس کی کڑواہٹ سے آگ لگ گئی
ہم زباں کرد آبلہ ہم حلق سوخت
زبان پر آبلہ پڑ گیا حلق بھی جل گیا

ساعتے بیخود شد از تلخی آں
تھوڑی دیر اس کی کڑواہٹ سے بے چین رہا
بعد ازاں گفتش کہ اے جانِ جہاں
اس کے بعد انسے کہا، اے جانِ عالم!

نوش چوں کردی تو چندیں زہر را
آپ نے اسقدر زہر کیسے پی لیا؟
لُطف چوں انگاشتی ایں قہر را
اس قہر کو لطف کیوں سمجھا؟

ایں چہ صبرست ایں صبوری از چہ روست
یہ کیسا صبر ہے اور یہ کس طرح کا صبر کرنا ہے؟
جانِ تو گوئی بہ پیشِ تو عدوست
گویا آپ کی جان آپ کے نزدیک آپکی دشمن ہے

چوں[۳] نیا وردی بحیلت حجتے
کیوں نہ تدبیر سے آپ نے کوئی عذر کر دیا
کہ مرا عُذریست بس کن ساعتے
کہ میں معذور ہوں، تھوڑی دیر ٹھہر

گفت من از دستِ نعمت بخشِ تو
فرمایا کہ تیرے سخی ہاتھ سے
خوردہ ام چنداں کہ از شرم دوتو
میں نے اسقدر کھایا ہے کہ شرمندگی سے جھکا جاتا ہوں

شرم آمد گر یکے تلخ از کفت
مجھے شرم آتی اگر تیرے ہاتھ سے ایک کڑوی چیز
می نخوشم اے تو صاحب معرفت
نہ کھاؤں اے (آقا) تو خود جانتا ہے

چوں ہمہ اجزام از انعامِ تو
جبکہ میرے تمام اجزاء تیرے انعام سے
رُستہ اندو غرقِ دانہ و دامِ تو
اُگے ہیں اور تیرے دانہ و دام میں غرق ہیں

[۱] سکین۔ چھری۔ بُریں۔ قاش۔ پھانک۔ انگبیں۔ شہد۔ گرچہا۔ گرچ کی جمع ہے، بالضم وکاف و جیم فارسی، خربوزے، تربوز کی قاش۔ مشتہی۔ خواہشمند۔

[۲] چوں۔ کڑوا خربوزہ کھانے سے حلق میں سوزش اور زبان پر آبلہ پڑ گیا۔ جانِ جہاں۔ یعنی حضرت لقمانؑ۔ زہر۔ یعنی کڑوا خربوزہ۔ عدو۔ ایسا کڑوا خربوزہ کھانا تو جان کے ساتھ دشمنی ہے۔

[۳] چوں۔ یعنی صاف انکار مناسب نہ تھا تو کوئی عذر تراش لیتے۔ گفت۔ حضرت لقمانؑ نے فرمایا جب اس ہاتھ سے سینکڑوں شیریں چیزیں کھا چکا ہوں ایک تلخ چیز کا انکار بے شرمی ہے۔ اجزام۔ میرے بدن کے سارے اجزاء تیرے نمک کے پروردہ ہیں۔ دام جال۔

گر زیک[1] تلخے کنم فریاد و داد | خاکِ تیرہ بر سرِ اَجزام باد
اگر میں ایک کڑی چیز سے فریاد اور واویلا کروں | تو کالی خاک میرے اجزاء پر ہو

لذّتے دستِ شکر بخشت کہ داشت | اندریں بطیخ تلخی کے گذاشت
تیرا شکر بخش ہاتھ جو لذت رکھتا تھا | اس نے اس خربوزے میں کڑواہٹ کہاں چھوڑی؟

از محبّت تلخہا شیریں شود | از محبّتِ مِسہاز رّیں شود
محبت کی وجہ سے کڑوی چیزیں میٹھی ہو جاتی ہیں | محبت سے تانبے سونے بن جاتے ہیں

از محبّت دُردہا صافی شود | وز محبّتِ دَرد ہا شافی شود
محبت سے تلچھٹیں صاف ہو جاتی ہیں | محبت سے درد و شفا بخشنے والے بن جاتے ہیں

از محبّتِ خارہا گل می شود | وز محبّت سِرکہا مُل می شود
محبت سے کانٹے پھول بن جاتے ہیں | محبت سے سر کے شراب بن جاتے ہیں

از محبّتِ دار تختے[2] می شود | وز محبّتِ بار بختے می شود
محبت سے سولی، تخت بن جاتی ہے | محبت سے بوجھ نصیبہ بن جاتا ہے

از محبّتِ سجن گلشن می شود | بے محبّتِ روضہ گلخن می شود
محبت سے قید خانہ چمن بن جاتا ہے | بغیر محبت کے باغ بھٹی بن جاتا ہے

از محبّتِ نار نورے می شود | وز محبّتِ دیو حورے می شود
محبت سے آگ نور بن جاتی ہے | محبت سے دیو، حور بن جاتا ہے

از محبّتِ سَنگ روغن می شود | بے محبّتِ موم آہن می شود
محبت سے پتھر تیل بن جاتا ہے | بغیر محبت کے موم لوہا بن جاتا ہے

از محبّتِ حُزن شادی می شود | وز محبّتِ غُول ہادی می شود
محبت سے غم خوشی بن جاتا ہے | محبت سے چھلاوا راہبر بن جاتا ہے

از محبّتِ نیش[3] نوشے می شود | وز محبّتِ شیر مُوشے می شود
محبت سے ڈنک شہد بن جاتا ہے | محبت سے شیر چوہا بن جاتا ہے

از محبّتِ سُقم صحّت می شود | وز محبّتِ قہر رحمت می شود
محبت سے بیماری تندرستی بنجاتی ہے | محبت سے قہر رحمت بن جاتا ہے

از محبّتِ خار سوسن می شود | وز محبّتِ خانہ روشن می شود
محبت سے کانٹا سوسن بن جاتا ہے | محبت سے گھر روشن ہو جاتا ہے

[1] گر زیک۔ کسی بڑے محسن کی معمولی سی زیادتی پر واویلا کرنا بڑی ذلیل حرکت ہے۔ لذت۔ محسن کے ہاتھ کی کڑوی چیزیں کڑوی نہیں رہتی ہیں۔ از محبّت۔ یہاں سے مولانا نے فرمایا ہے کہ محبت چیزوں کی حقیقت بدل دیتی ہے۔ درد۔ تلچھٹ، دردہا۔ یعنی امراض۔ مُل۔ شراب۔

[2] تختے۔ یعنی تختِ شاہی۔ بار۔ بوجھ۔ بخت۔ یعنی خوش نصیبی۔ سجن۔ قیدخانہ۔ روضہ۔ باغیچہ۔ گلخن۔ بھٹی۔ دیو۔ یعنی بدصورت۔ حور۔ یعنی خوبصورت۔ حُزن۔ غم۔ غُول۔ چھلاوا جس کا کام راستہ سے بھٹکانا ہے۔

[3] نیش۔ زہریلا ڈنک۔ مُوش۔ چوہا۔ سُقم۔ بیماری۔ سوسن۔ ایک آسمانی رنگ کا پھول ہے۔

از محبّتِ مُردہ زندہ می شود وز محبّتِ شاہ بَندہ می شود
محبت سے مردہ زندہ ہو جاتا ہے محبت سے شاہ غلام بن جاتا ہے

ایں محبّتِ ہم نتیجہ دانش[1] است کے گزافہ بر چنیں تختے نشست
یہ محبت بھی سمجھ کا نتیجہ ہے بکواس ایسے تخت پر کب بیٹھ سکتا ہے؟

دانش ناقص کجا ایں عِشق زاد عشق زاید ناقص امّا بر جماد
ناقص عقل نے یہ عشق کب جنا ہے؟ ناقص (عقل) عشق پیدا کرتی ہے لیکن پتھر سے

بر جمادے رنگِ مطلوبے چو دید از صَفیرے بانگِ محبوبے شنید
پتھر پر جب محبوب کا رنگ دیکھا سیٹی سے محبوب کی آواز سن لی

دانش ناقص نداند فرق را لا جَرم خورشید داند برق را
ناقص عقل ، فرق نہیں سمجھتی لا محالہ بجلی کو سورج سمجھ لیتی ہے

چونکہ[2] ملعوں خواند ناقِص را رسول بود در تاویل نقصانِ عُقول
ناقص کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ملعون کہا ہے از روئے تاویل ، عقلوں کی کمی (مراد) تھی

زانکہ ناقِصِ تن بُوَد مرحومِ رحم نیست بر موحوم لائقِ لعن و زحم
اس لئے کہ ناقص جسم قابل رحم ہوتا ہے قابل رحم لعنت و زحمت کے لائق نہیں ہے

نقصِ عقلست آنکہ بَدرنجوریست مُوجبِ لعنت سزائے دوریست
بری بیماری عقل کی کمی ہے جو لعنت کا سبب اور دور رہنے کے قابل ہے

زانکہ[3] تکمیلِ خرد ہا دُور نیست لیک تکمیل بدن مقدور نیست
کیونکہ عقلوں کی تکمیل بعید نہیں ہے لیکن بدن کی تکمیل ممکن نہیں ہے

کُفرِ فرعونے وہر گبرِ عنید جُملہ از نقصانِ عقل آمد پدید
فرعون اور ہر سر کش کافر کا کفر سب عقل کی کمی سے رونما ہوا ہے

بہرِ نقصانِ بدن آمد فَرَج دَرنُبی کے مَا عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجْ
بدن کی کمی کے لئے گنجائش آئی ہے قرآن میں ہے، اندھے پر گناہ نہیں ہے

برق آفِل باشد و بس بے وَفا آفِل از باقی نداد بے صَفا
برق چھپ جانے والی ہوتی ہے اور بہت بیوفا (ہوتی ہے) بے نور غائب ہو جانے والے کو باقی رہنے والے سے ممتاز نہیں کرتا ہے

برق خندد بر کہ می خندد بگو بر کسے کہ دل نہد بر نورِ اُو
بجلی ہنستی ہے، بتا کس پر ہنستی ہے؟ اس شخص پر جو اس کی چمک سے دل لگائے

[1] دانش۔ یعنی عشق و محبت کامل عقل کا نتیجہ ہے۔ ناقص۔ یعنی ناقص عقل بھی عشق پیدا کرتی ہے لیکن غیر واقعی معشوق کے ساتھ۔ بر جماد ے۔ ناقص عقل جب کسی چیز پر محبوب حقیقی کا عکس دیکھتی ہے تو اس کی گرویدہ ہو جاتی ہے یہ دھوکا ایسا ہی ہے جیسا کہ پرند کو شکاری کی سیٹی سے دھوکا لگتا ہے اور اس کو اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ کر جال میں جا پھنستا ہے۔ صفیر۔ سیٹی جو شکاری بجاتا ہے۔ لاجرم۔ فانی کو باقی تصور کر لیتا ہے۔

[2] چونکہ۔ جس ناقص کو ملعون کہا گیا ہے اس سے مراد ناقص عقل والا ہے۔ ناقصِ تن۔ جیسے لنگڑا، اندھا۔ زحم۔ زحمت۔ بدنجوری۔ بری بیماری۔

[3] زانکہ۔ باعث لعنت وہ برائی ہو سکتی ہے جس کا ازالہ ممکن ہو اور نہ کیا جائے بے عقل عاقلوں کی صحبت میں عقل حاصل کر سکتا ہے لنگڑا بالکل معذور ہے۔ کفر۔ چونکہ عقلی نقصان کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے لہٰذا باعثِ لعنت ہے فرج۔ کشادگی۔ اعمیٰ۔ اندھا۔ حرج۔ گناہ۔ آفِل۔ غروب کر جانے والا۔ برق۔ بجلی کی کوند کو قہقہہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

نور ہائے برق ببریدہ¹ پے ست | آں چولاشرقی ولاغربی کے ست
بجلی کے نوروں کے پیر کٹے ہوئے ہیں | وہ لاشرقی و لاغربی کی طرح کب ہیں؟

برق راچوں یَخْطِفُ الْاَبْصَار واں | نورِ باقی راہمہ اَبصار داں
بجلی کو تو نگاہیں اچک لینے والی سمجھ | باقی رہنے والے نور کو مجسم نگاہیں سمجھ

برکفِ دریا فرس را راندن ست | نامہ رادر نورِ برقے خواندن ست
دریا کے جھاگ پر گھوڑا دوڑانا ہے | خط کو بجلی کی روشنی میں پڑھنا ہے

از حریصی عاقبت نادید نست | بر دل و بر عقل خود خندیدنست
حرص کی وجہ سے نا عاقبت اندیش ہے | اپنے دل اور اپنی عقل کی ہنسی اڑانا ہے

عاقبت بین ست عقل از خاصیت | نفس باشد کو نہ بیند عاقبت
عقل طبعًا عاقبت بین ہے | جو انجام کو نہیں دیکھتا ہے وہ نفس ہے

عقل کو مغلوبِ نفسِ اُو نفس شد | مُشتری مَاتِ زحل شد نحس شد
وہ جو عقل نفس سے مغلوب ہو وہ نفس بنجاتی ہے | جب مشتری زحل سے مات کھاجاتا ہے منحوس ہوجاتا ہے

ہم دریں² نحسے بگرداں ایں نظر | در کسے کو کرد نحست در نگر
اس نحوست میں بھی اپنی نگاہ کو گھما | اس ذات کو دیکھ جس نے تجھے منحوس بنایا

آں نظر کو بنگرد ایں جزر ومَد | اُوز نحسے سوئے سعدے نقب زد
جو نگاہ اس اتار چڑھاؤ کو دیکھے | اس نے نحوست سے سعادت کیطرف راستہ بنالیا ہے

زاں³ ہمی گرداندت از حالے بحال | ضد بضد پیدا کُناں در انتقال
(خدا) اسلئے تجھے ایک حال سے دوسرے حال کیطرف لیجاتا ہے | تبدیلی میں ایک مخالف سے دوسرا مخالف پیدا کرتے ہوئے

تا کہ خوفت زایدا زذاتُ الشِمال | لذّتِ ذاتُ الیمیں یَرجی الرِجَال
تاکہ تیرا خوف بائیں جانب والے (اعمالنامہ) سے پیدا کردے | اور دائیں جانب والے (اعمالنامہ) کی لذت حرص کی لوگ تمنا کرتے ہیں

تا کہ از عُسرت نہ بینی خوفہا | کے زلیُسرے بازیابی لُطفہا
جب تک کہ تو تنگی کے خوفوں کو نہ دیکھ لے گا | تو تجھے سہولت سے لطف کب حاصل ہونگے؟

تانہ بینی خوف نحسِ مَشامہ | کے شناسی قدرِ لُطف میمنہ
جب تک تو بائیں جانب والوں کی نحوست کا خوف نہ دیکھے گا | دائیں جانب (والوں) کے لطف کی قدر کب سمجھے گا؟

تا دو پَر باشی کہ مُرغِ یک پرہ | عاجز آید از پریدن یکسَرہ
تاکہ تو دو پروں والا ہو جائے کیونکہ ایک بازو کا پرندہ | اڑنے سے بالکل عاجز رہتا ہے

¹ ببریدہ پے۔ پیر کٹے ہوئے لاشرقی ولاغربی۔ وہ نہ شرقی ہے نہ غربی یہ قرآن پاک میں اللہ کے نور کی صفت بیان کی گئی ہے یخطف۔ قرآن پاک میں کفار کے بارے میں ہے "یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَھُمْ" قریب ہے کہ بجلی انکی نگاہوں کو اُچک لے۔ از حریصی۔ ناپائیدار عشق ایسا ہے جیسا کہ دریا کے جھاگوں پر گھوڑا دوڑانے کی کوشش یا آسمانی بجلی کی کوند میں خط پڑھنے کی کوشش عقل۔ عقل انسانی انجام پر نظر رکھتی ہے۔ نفس کتاہ بین ہے۔ مشتری۔ سعد ستارہ ہے لیکن زحل منحوس ستارے کی داب میں آکر نحس بن جاتا ہے۔

² ہم دریں نحسے۔ اگر انسان وساوس قلبی میں مبتلا ہو تو ان کے درپے نہ ہو بلکہ یہ مراقبہ کرے کہ یہ وسوسے بھی اللہ کی جانب سے ہیں تو وساوس کی نحوست ختم ہو کر عروج کی سعادت حاصل ہوجاتی ہے۔ جزر۔ سمندر کا اتار۔ مد۔ سمندر کا چڑھاؤ۔

³ زاں ہمی۔ انسان کے احوال کی تبدیلی میں مصلحت یہ ہے کہ عافیت کی قدر اسی کو ہوتی ہے جو مصیبت میں پھنس چکا ہو۔ ذات الشمال۔ بائیں جانب والے یہ دوزخیوں کی صفت ہے۔ ذات الیمین۔ دائیں جانب والے یہ جنتیوں کی صفت ہے۔ عُسر تنگی۔ یسر۔ سہولت۔ مشامہ۔ بائیں جانب یعنی بائیں جانب والے جو جہنمی ہونگے۔ دو پر۔ یعنی قبض اور بسط کی کیفیت۔

ہیں ۱؎ گذر از میمنہ وز میسرہ در سرائے سابقاں آں یکسرہ
خبردار! دائیں جانب اور بائیں جانب والوں سے گزر جا بالکلیہ سابقین کے گھر میں

یار ہا کن تا نیایم در کلام یا بدہ دستور تا گویم تمام
یا تو چھوڑ دے تاکہ میں گفتگو نہ کروں یا اجازت دے تاکہ پوری بات کہہ دوں

ورنہ ایں خواہی نہ آں فرماں تراست کس چہ داند مر ترا مقصد کجاست
اگر تو نہ یہ چاہے، نہ وہ چاہے، تجھے اختیار ہے کون سمجھے کہ تیرا مقصد کیا ہے؟

جانِ ابراہیمؑ باید تا بنور بیند اندر نار فردوس و قصور
حضرت ابراہیمؑ کی جان چاہیے تاکہ نور کے ذریعہ آگ میں جنت اور محلات دیکھ لے

پایہ پایہ ۲؎ بر رود بر ماہ و خور تانماند ہمچو حلقہ بندِ در
درجہ بدرجہ چاند اور سورج سے اونچا جائے تاکہ کنڈے کی طرح دروازہ کا پابند نہ رہے

چوں خلیلؑ از آسمانِ ہفتمیں بگذرد کہ لا اُحِبُّ الآفِلِیں
(حضرت ابراہیمؑ) خلیل (اللہ) کی طرح ساتویں آسمان سے گزر جاتا ہے کیونکہ وہ "لا احب الآفلین" (کہتے ہیں)

ایں جہان تن غلط انداز شد جز مرآں را کوز شہوت باز شد
یہ جسم کی دنیا، غلطی میں مبتلا کرنیوالی ہے علاوہ اس کے جو خواہش نفسانی سے باز رہا

حسدِ آں حشم برآں غلامِ خاصِ سلطاں
بادشاہ کے خاص غلام پر غلاموں کا حسد کرنا

قصہ ۳؎ شاہ و امیران و حسد بر غلامِ خاص و سلطانِ خرد
شاہ اور امیروں، اور حسد کا قصہ خاص غلام اور شہنشاہ عقل پر

دور ماند از جر جرارِ کلام باز باید گشت و کرد آں را تمام
دور رہ گیا کلام کو طول دینے والے کے طول دینے کی وجہ سے واپس لوٹنا چاہیے اور اس کو مکمل کرنا چاہیے

باغبانِ ملک با اقبال و بخت چوں درختے وانہد انداز درخت
اقبال اور نصیبہ والا، ملک کا باغبان درخت اور درخت میں امتیاز کرنا کیوں نہ جانیگا؟

آں درختے را کہ تلخ و رد بود واں درختے کہ یکش ہفصد بود
وہ درخت جو کڑوا اور ناپسند ہو اور وہ درخت جو ایک سات سو کے برابر ہو

کے برابر دارد اندر مرتبت چوں بہ بیند شاں بچشمِ عاقبت
(ان کو) رتبے میں برابر کب رکھے گا؟ جب ان کو دور اندیشی کی نگاہ سے دیکھے گا

۱؎ ہیں۔ قرآن پاک میں اصحاب میمنہ اور میسرہ کا ذکر آیا ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ "یعنی جو دائیں جانب اور بائیں جانب والوں سے آگے ہونگے وہ مقرب ہونگے۔ میسرہ۔ بائیں جانب۔ یارہا کن۔ مولانا سننے والے کو مخاطب کرتے ہیں کہ یا تو اسرار کا یہ بیان ختم ہونا چاہیے یا توجہ کی جائے تاکہ بیان پورا ہو سکے۔ جانِ ابراہیمؑ۔ عقل کامل ہو تو حضرت ابراہیمؑ کی سی ہو۔ جو دشمنوں کی آگ میں بھی آخرت کا منظر دیکھ رہے تھے۔

۲؎ پایہ۔ سالک کو مسلسل ترقی کرنی چاہیے۔ تاکہ خلوت راز سے باہر نہ رہے۔ حلقہ۔ کنڈی کا حلقہ دروازہ سے باہر ہوتا ہے۔ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ۔ میں غروب کرجانے والوں کو پسند نہیں کرتا حضرت ابراہیمؑ نے یہ اس وقت فرمایا جب چاند اور سورج کی الوہیت کا انکار کر رہے تھے۔

۳؎ قصہ۔ درمیان میں مولانا نے کچھ اسرار و حکم کی باتیں شروع کر دی تھیں اب پھر اس قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جر۔ کھینچنا۔ جرار کلام۔ کلام کو طول دینے والا۔ باغبان۔ بادشاہ اور غلاموں کی مثال باغبان اور درختوں کی سی ہے باغبان سب درختوں کو پہچانتا ہے اور ان سے انکی حیثیت کا معاملہ کرتا ہے لہٰذا حسد بیجا ہے۔ یکش۔ باغ میں ایک درخت ایسا قیمتی ہوتا ہے جو بہت سوں سے بڑا ہوا ہوتا ہے۔

کاں درختاں را نہایت چیست بَر
که ان درختوں کا انجام کار پھل کیسا ہے

گرچہ یکسانند ایں دم در نظر
اگرچہ اس وقت دیکھنے میں یکساں ہیں

شیخ کو ینظر بنور اللہ شد
وہ شیخ جو اللہ کے نور سے دیکھنے والا ہو گیا

از نہایت وز نخست آگاہ شد
ابتداء اور انتہاء سے واقف ہو گیا

چشمِ آخر بیں بہ بست از بہرِ حق
اسنے اللہ (تعالیٰ) کیلئے چرکو دیکھنے والی آنکھ بند کرلی ہے

چشمِ آخر بیں کشاد اندر سبق
آخرت کو دیکھنے والی آنکھ پہلے سے کھول لی ہے

آں حسوداں بد درختاں بودہ اند
وہ حاسد، برے درخت تھے

تلخ گوہر شور بختاں بودہ اند
کڑوی اصل والے بد بخت تھے

از حسد جوشاں وکف می ریختند
حسد کی وجہ سے جوش میں تھے اور جھگوں گراتے تھے

در نہانی مکرمی انگیختند
خفیہ طور پر مکر کرتے تھے

تا غلامِ خاص را گردن زنند
تاکہ خاص غلام کو قتل کر دیں

بیخِ اُورا از زمانہ بر کنند
دنیا سے اس کی جڑ اکھاڑ دیں

چوں شود فانی چو جانش شاہ بود
وہ فانی کب ہوسکتا ہے جبکہ بادشاہ اس کی جان تھا

بیخ اُو در عصمتُ اللہ بُود
اس کی جڑ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھی

شاہ ازاں اسرار واقف آمدہ
بادشاہ ان رازوں سے واقف ہو گیا

ہمچو بوبکرِ ربابی تن زدہ
ابو بکرؒ ربابی کی طرح خاموش تھا

در تماشائے دلِ بدگو ہراں
بد اصلوں کے دل کو دیکھ کر

میز ند خنبک براں کوزہ گراں
ان جعل سازوں پر تالیاں بجاتا تھا

مکرمی سا زند قوم حیلہ مند
مکار قوم مکاری کر رہی تھی

تا کہ شہ را در فقاعے ۳ در کنند
تاکہ بادشاہ کو دھوکے میں مبتلا کر دیں

بادشاہے بس عظیم بیکراں
لا انتہا عظیم بادشاہ

در فقاعے کے بگنجد اے خراں
اے گدھو! دھوکے میں کب پڑ سکتا ہے؟

از برائے شاہ دامے دو ختند
بادشاہ کے لئے جال بن رہے تھے

آخر ایں تدبیر از و آموختند
آخر یہ تدبیر (بھی) اسی سے سیکھی تھی

نحس شاگردیکہ با اُستادِ خویش
وہ شاگرد بدبخت ہے جو اپنے استاد سے

ہمسری آغاز دو آید بہ پیش
مقابلہ کرے اور سامنا کرے

۱ کاں۔ درختاں۔ بظاہر سب درخت یکساں ہیں۔ بر۔ پھل۔ شیخ پیر سمجھتا ہے کہ کونسا مرید بالآخر کس مرتبہ پر فائز ہوگا۔ چشم آخر بیں۔ یعنی جانوروں والی آنکھ جو محض غذا جسمانی کو دیکھتی ہے۔ حسوداں۔ یعنی ان کے اعمال کے پھل تلخ تھے۔ تلخ گوہر۔ کڑوی جڑ والے۔ کف۔ جھاگ۔

۲ تا غلام۔ تاکہ مخصوص غلام کو قتل کر ڈالیں۔ عصمتُ اللہ۔ اللہ کی حفاظت۔ بوبکرؒ ربابی۔ ایک مجذوب ولی کا نام ہے جو سات سال تک بالکل خاموش رہے تھے۔ کوزہ گراں۔ کمہار۔ کمہار چونکہ برتنوں پر طرح طرح کے رنگ چڑھاتا ہے لہٰذا جعل ساز اور طمع گر کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے خنبک زدن۔ ہتھیلیاں بجانا۔

۳ فقاع۔ دھوکہ۔ بادشاہ۔ یعنی شیخ اے خراں۔ پیر کو دھوکا دینے والا گدھا ہے۔ دام۔ جال۔ تدبیر سپاہی، شاہ اور سپہ سالار سے طریقہ سیکھتا ہے مرید شیخ سے آداب سیکھتا ہے۔ نحس۔ وہ شاگرد منحوس ہے جو استاد سے سیکھے ہوئے ہنر کے ذریعہ استاد ہی کا مقابلہ کرنے لگے۔

با کدام ۱ اُستاد اُستادِ جہاں	پیش اُو یکساں ہُو ید اونہاں
کونسے استاد سے؟ دنیا کے استاد سے	جس کے سامنے ظاہر و باطن یکساں ہے
چشمِ اوینظر بنُورِ اللہ شُدہ	پردہائے جہل را خارق بُدہ
اسکی نظر اللہ (تعالیٰ) کے نور سے دیکھنے والی ہوگئی ہے	جہل کے پردوں کو پھاڑنے والی ہو گئی ہے
از دلِ سُوراخ چوں کُہنہ گلیم	پردہ بندو بہ پیشِ آں حکیم
پرانی گدڑی جیسے دل کے سوراخ پر	اس دانا کے سامنے پر وہ تانتا ہے
پردہ می خندہ برو با صد دہاں	ہر دہانے گشتہ اشگافے درآں
پر وہ سو منہ سے اس پر ہنستا ہے	اس کا ہر سوراخ ایک منہ بن گیا ہے
گوید آں ۲ اُستاد مر شاگرد را	کاے کم از سگ نیستت با من وفا
وہ استاد، شاگرد سے کہتا ہے	اے کتے سے کمتر! تو میرا وفا دار نہیں ہے
خود مرا اُستا مگیر آہن گسل	ہمچو خود شاگرد و گیر و کور دل
مجھے لوہے کو توڑنے والا استاد نہ سمجھ	اپنی طرح شاگرد اور تاریک دل والا سمجھ
نہ از منّت یاریست در جان ورواں	بے منت آبے نمی گردد رواں
کیا تیری جان اور روح میں میری امداد نہیں ہے	میرے بغیر تیری کامیابی نہ تھی
پس دلِ من کار گاہِ تختِ تست	چہ شکنی ایں کارگہ اے نا درست
تیرے تخت کا کارخانہ میرا دل ہے	اے نالائق اس کارخانہ کو کیوں توڑتا ہے؟
گوئیش ۳ پنہاں زنم آتش زنہ	نے بقلب از قلب باشد روز نہ
تو اس سے کہتا ہے میں پوشیدہ طور پر چقماق رگڑتا ہوں	کیا دل سے دل تک سوراخ نہیں ہوتا ہے
آخر از روزن بہ بیند فکرِ تو	دل گواہی می دہد زیں ذکرِ تو
وہ تیرا خیال روزن میں سے دیکھ لیتا ہے	تیرے اس ذکر کی دل گواہی دیتا ہے
لیک در رُویت نما لداز کرم	ہرچہ گوئی خند و و گوید نعم
لیکن شرافت کی وجہ سے تیرے منہ پر نہیں کہتا ہے	تو جو کچھ کہتا ہے وہ مسکرا دیتا ہے اور ہاں کہہ دیتا ہے
اُو نمی خندد ز ذوقِ مالشت	اُو ہمی خند و براں اسگالشت
وہ تیری مالش کے ذوق سے نہیں ہنستا ہے	وہ تیرے خیال پر ہنستا ہے



۱ با کدام۔ یعنی استاد بھی وہ جو روحانی استاد ہے جس کے سامنے ہر شخص کا ظاہر و باطن یکساں ہے۔ ینظر۔ حدیث میں ہے۔ اِتَّقُوْا مِنْ فِرَاسَۃِ الْمُؤْمِنْ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ "مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھ لیتا ہے۔ خارق۔ پھاڑنے والا۔ از دل۔ جو دل معصیتوں کی وجہ سے پرانی گدڑی کی طرح سوراخ دار ہے، یہ اس کے راز کو چھپانا چاہتا ہے۔ پر وہ۔ اس دل کے سوراخوں پر پردہ ڈالتا ہے تاکہ راز نہ کھل جائے۔ ہر دہانے۔ پردہ کے پیچھے دل کا ہر سوراخ راز بتا رہا ہے۔

۲ گوید۔ استاد شاگرد سے کہتا ہے تو کتے سے بھی وفاداری میں کم ہے۔ خود مرا۔ اگر تو مجھے بہت بڑا استاد نہ سمجھے تو بھی کم از کم میں نے تیری تربیت تو کی ہے پھر یہ احسان فراموشی کیوں ہے۔ آب رواں۔ شدن۔ کامیاب ہونا۔ دل من۔ تجھے جو تختِ عزت نصیب ہوا ہے وہ میرے دل کی کاریگری ہے۔

۳ گوئیش۔ شاگرد استاد کو دھوکا دینے کیلئے کہتا ہے کہ میرے دل میں تیری محبت ہے۔ آتش زنہ۔ چقماق۔ روز نہ۔ سوراخ۔ آخر۔ پیر مُرید کے دل کی حالت معلوم کر لیتا ہے دل گواہی۔ مرید کا دل بتا دے گا کہ وہ جھوٹا ہے۔ لیک شیخ مرید کے ہر مکر کو سمجھتا ہے لیکن بسا اوقات اپنی شرافت کی وجہ سے اس کا اظہار نہیں کرتا ہے اور اس کی ہاں میں ہاں ملا دیتا ہے۔ نمی خندہ۔ شیخ کی مسکراہٹ تصدیق کے لئے نہیں ہوتی ہے تحمیق کے لئے ہوتی ہے۔

پس خداعی ۱ را خداعی شُد جزا　　کاسہ زن کوزہ بخور اینک سزا
دھوکے بازی کا بدلہ دھوکہ بازی ہے　　پیالی مار، پیالہ کھا یہ سزا ہے

گر بُدے با تو وُرا خندہ رضا　　صد ہزاراں گل شگفتے مر تُرا
اگر تیرے ساتھ اس کی رضا مندی کی ہنسی ہوتی　　تجھ میں لاکھوں پھول کھل جاتے

چوں دلِ اُو در رضا آرد عمل　　آفتابے داں کہ آید در حَمل
جب اس کا دل خوشی میں کوئی کام کرے　　سمجھ لے کہ سورج (برج) حمل میں آگیا

زو بخندد ہم نہارو ہم بہار　　درہم آمیزد شگوفہ و سبزہ زار
اس سے کھل جاتا ہے دن بھی اور موسم بہار بھی　　شگوفے اور سبزہ زار آپس میں مل جاتے ہیں

صد ہزاراں بُلبُل و قمری نوا　　افگنند اندر جہانِ بے نوا
لاکھوں بُلبلیں اور قمریاں چہچہانے　　لگتی ہیں (اس) اجاڑ دنیا میں

چوں ندانی تو خزاں را از بہار　　چوں بدانی رمز خندہ در ثمار
جبکہ تو خزاں اور بہار کو نہیں سمجھتا ہے　　تو پھلوں کے ہنسنے کے اشارے کیا سمجھے گا؟

چونکہ ۲ برگِ رُوح خود زرد و سیاہ　　می نہ بینی چوں بدانی خشم شاہ
جبکہ تو اپنی روح کے پتوں کا زرد اور سیاہ ہونا　　نہیں سمجھتا ہے تو شاہ کے غصہ کو کیا سمجھے گا؟

آفتابِ شاہ در بُرجِ عتاب　　میکند رُو ہا سیہ ہمچوں کتاب
شاہ کا سورج غصہ کے برج میں آکر　　اعمال نامہ کی طرح رو سیاہ کر دیتا ہے

آں عطارد را ورقہا جانِ ماست　　آں سپیدو آں سیہ میزانِ ماست
ہماری جان اس عطارد کے لئے کاغذ ہے　　وہ سفید اور سیاہ ہمارا معیار ہے

باز منشورے ۳ نویسد سُرخ و سبز　　تا رہند ارواح از سودا و عجز
پھر وہ سرخ اور سبز فرمان لکھتا ہے　　حتیٰ کہ ہماری روحیں پاگل پن اور عجز سے نجات پا جاتی ہیں

سُرخ و سبز افتاد نسخِ نو بہار　　چوں خطِ قوسِ قزح در اعتبار
نو بہار کی تحریر اور سرخ اور سبز واقع ہوئی ہے　　جو قیاس کرنے میں دھنک کمان کے نقش کی طرح ہے

اندریں معنیٰ شنو تو قصہ　　تا بیابی از معانی حصہ
اس مقصد میں تو ایک قصہ سن لے　　تاکہ تو بھی معانی سے حصہ پا لے



۱ خداعی۔ دھوکا یعنی جس طرح کا معاملہ پیر کے ساتھ کیا ویسا ہی برتاؤ اس نے کیا۔ کاسہ زن کوزہ بخور یعنی اینٹ کا جواب پتھر۔ گر بُدے۔ پیر مرید کے کاموں سے خوش ہو کر ہنسے تو مرید فیوض سے مالا مال ہو جائے۔ حَمل۔ بکری کا بچہ، سورج کے برجوں میں سے ایک برج بکری کے بچہ کی صورت میں ہے۔ جب سورج گردش کرتا ہوا اسمیں آتا ہے تو موسم بہار شروع ہو جاتا ہے۔ زو بخندد یعنی موسم بہار کا سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ صد ہزاراں۔ موسم بہار میں بلبلیں اور قمریاں چہچہانے لگتی ہیں۔ چوں ندانی جب مرید حس باطن سے بے بہرہ ہو تو نہ وہ فیوض کی آمد کو سمجھے گا نہ انسے محرومی کو۔ در ثمار۔ پھلوں کا خندہ یہ ہے کہ انپر پکنے کی رونق آجائے۔

۲ چونکہ کور باطن کو جب یہ نظر نہیں آتا کہ اس کی روح پر خزاں طاری ہے تو وہ پیر کے غصہ کے اثرات کو بھی نہیں سمجھ سکتا ہے۔ عتاب۔ پیر کی ناراضی سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے۔ عُطارد۔ ستارہ جس کو دبیر فلک یعنی آسمان کا منشی بھی کہا جاتا ہے۔ ورقہا۔ جس طرح کاتب کا اثر کاغذ پر آتا ہے پیر کا اثر روح پر پڑتا ہے۔ اور مرید کی قلبی حالت ہی اس کی اچھائی یا برائی کا معیار ہے۔

۳ منشور۔ شاہی فرمان۔ سودا۔ یعنی نفسانی لذتوں سود۔ عجز یعنی وصولی الی الحق سے عجز۔ سرخ و سبز نسخ کے انوار مختلف انواع کے ہوتے ہیں جیسا کہ دھنک کمان میں مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ اندریں معنیٰ۔ شیوخ خود اولیاء اللہ کا مظہر ہیں بلقیس نے حضرت سیدن کے خط کو ان کا مظہر سمجھ کر تعظیم کی اور ہُد ہُد کی حقارت کو مد نظر نہ رکھا۔

عکس تعظیم پیغمبرِ سلیمانؑ دردلِ بلقیس ۱؎ از صورتِ حقیرِ ہُد ہُد

(حضرت) پیغمبر سلیمان (علیہ السلام) کی تعظیم کا عکس بلقیس کے دل پر حقیر ہُد ہُد کی صورت کے ذریعہ

رحمتِ صد تو براں بلقیس باد　　　که خدایش عقلِ صد مرداں بداد

اس بلقیس پر سوگنی رحمت ہو　　　جس کو خدا نے سینکڑوں مردوں کی عقل عطا فرمائی

ہُد ہُدے نامہ بیاور دو نشاں　　　از سلیمانؑ چند حرفے بابیاں

ایک ہُدہُد تحریر اور نشانی لایا　　　(حضرت) سلیمانؑ کی جانب سے وضاحت کیساتھ چند حروف والا

خواند اُوآں نکتہائے باشمول　　　وز حقارت ننگرید اندر رسول

اس نے ان جامع نکتوں کو پڑھا　　　اور نامہ بر کو حقارت سے نہ دیکھا

چشم ہُد ہُد دید و جان عنقاش وید　　　حس چو کفے دید و دل دریاش دید

آنکھ نے ہُد ہُد دیکھا اور جان نے اس کو عنقا دیکھا　　　جس نے اس کو جھاگ دیکھا اور دل نے اس کو دریا دیکھا

عقل باحسِ زیں طلسماتِ دورنگ　　　چوں محمدؐ با ابو جہلاں بجنگ

ان دو رنگی طلسمات کی وجہ سے عقل حس کے ساتھ　　　جنگ میں رہتی ہے جیسے محمدؐ ابو جہلوں کیساتھ

کافراں ۲؎ دید ند احمد رابشر　　　چوں ندیدند ازوے اِنْشَقَّ الْقَمَرُ

کافروں نے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو صرف انسان دیکھا　　　جبکہ ان سے شق القمر (کا معجزہ) نہ دیکھا

خاک زن در دیدۂ حس بینِ خویش　　　دیدۂ حس دشمنِ عقل ست وکیش

اپنی حسی آنکھ پر خاک ڈال　　　حسی آنکھ عقل اور مذہب کی دشمن ہے

دیدۂ حس را خدا اعماش خواند　　　بُت پرستش گفت وضدِ ماش خواند

حسی آنکھ کو خدا نے اندھا کہا ہے　　　اس کو بت پرست کہا اور ہمارا دشمن کہا ہے

زانکہ اوکف دید و دریا را ندید　　　زانکہ حالے دیدو فردار اندید

کیونکہ اس نے جھاگ دیکھے اور دریا کو نہ دیکھا　　　کیونکہ اس نے موجودہ حالت دیکھی اور انجام نہ دیکھا

خواجۂ ۳؎ فرد او حالی پیشِ اُو　　　اُو نمی بیند زگنجے جز تسُو

وہ آخرت کے آقا ہیں اور اس کے نزدیک وہ موجودہ وقت کے ہے　　　وہ خزانے میں سے سوائے دمڑی کے کچھ نہیں دیکھتا ہے

ذرۂ زاں آفتاب آرد پیام　　　آفتاب آں ذرہ راگر دو غلام

اگر ایک ذرہ اس سورج کا پیغام لائے　　　سورج اس ذرے کا غلام بن جائے



۱؎ بلقیس۔ ملک یمن کے شہر سبا کی حکمران تھی جس کا قصہ قرآن میں مذکور ہے عقل صد مرداں۔ بلقیس اگرچہ عورت تھی لیکن اللہ نے اس کو سینکڑوں مردوں کی سی عقل عطا فرمائی تھی۔ ہُد ہُد۔ حضرت سلیمانؑ نے ہُد ہُد کے ذریعہ بلقیس کے پاس اپنا خط بھیجا تھا۔ نکتہائے باشمول۔ جامع نکتے۔ رسول۔ قاصد یعنی ہُد ہُد۔ ظاہری آنکھ وہ ہد ہد تھا مگر چونکہ وہ حضرت سلیمانؑ کا قاصد تھا لہٰذا باطنی نگاہ نے اس کو عنقا سمجھا۔ طلسمات دو رنگ۔ وہ چیزیں۔ جو بظاہر حقیر ہیں لیکن بباطن عظیم ہیں ان کے بارے میں عقل اور حس میں جنگ ہوتی رہتی ہے۔ ابو جہلاں۔ یعنی ابوجہل کی طرح کے سخت کافر۔

۲؎ کافراں۔ کافر آنحضورؐ کی ظاہری بشریت کو دیکھتے تھے اور روحانی عظمت جس کا کرشمہ شق القمر کا معجزہ ہے اس کو نہ دیکھتے تھے۔ دیدہ حس۔ محض ظاہر بین نگاہ عقل و مذہب کی دشمن ہے۔ اعماش خواند۔ خدا نے اس کو اندھا قرار دیا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ آپ فرما دیجئے۔ کیا اندھا اور بینا برابر ہیں اس آیت میں اعمٰی سے وہ مراد ہیں جو صرف حسی نظر سے کام لیتے ہیں۔ اور قلبی نظر سے محروم ہیں۔ زانکہ کافروں کی ظاہر بیں نظر نے آنحضورؐ کا صرف ظاہر دیکھا روحانی قوتوں کو نہ دیکھا۔ فردا۔ یعنی انجام۔

۳؎ خواجہ فردا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فردائے قیامت کے آقا ہیں وہ آنحضورؐ کی صرف موجودہ زندگی کو دیکھتا ہے۔ تسو۔ چار جَو کی بقدر وزن گرچیوں حصہ یعنی آنحضورؐ جو ایک عظیم خزانہ رکھا اس میں سے کسے صرف کوڑی اور دمڑی نظر آئی۔ زاں آفتاب۔ حق تعالیٰ۔ آفتاب یعنی سورج

قطرۂ کز بحرِ وحدت شد سفیر[1]　　هفت بحر آں قطره را با شد اسیر
ایک قطرہ جو دریائے وحدت کا پیغامبر بنا　　ساتوں سمندر اس قطرے کے پابند ہوئے

گر کفِ خاکے شود چالاکِ اُو　　پیشِ خاکش سَر نہد افلاکِ اُو
اگر ایک مٹھی مٹی اس کے لئے (اطاعت میں) چست ہو جائے　　تو اس کی مٹی کے آگے اس کے آسمان سر دھریں

خاکِ آدم چونکہ شد چالاکِ حق　　پیشِ خاکش سَر نہد اَملاکِ حق
(حضرت) آدمؑ کی مٹی چونکہ اللہ کے لئے چست بنی　　اس کی مٹی کے آگے اللہ کی مملوک چیزوں نے سر رکھ دیا

اَلسَّمَاءُ انْشَقَّت آخر از چہ بود　　از یکے چشمے کے خاکے بَر کشود
"آسمان پھٹ گیا" آخر کس وجہ سے تھا؟　　اس آنکھ کے لئے جو مٹی نے کھولی

خاک از دُردی نشیند زیرِ آب　　خاک بیں کز عرش بگذشت از شتاب
مٹی تلچھٹ ہو جانے کی وجہ سے پانی کے نیچے بیٹھ جاتی ہے　　مٹی کو دیکھ! تیزی سے عرش سے بھی اونچی چلی گئی

آں لطافت پس بداں کز آب نیست　　جُز عطائے مبدعِ وَہّاب نیست
تو سمجھ لے وہ لطافت آب و گل کی نہیں ہے　　ایجاد کرنے والے عطا کرنے والے (خدا) کی دین کے سوا کچھ نہیں ہے

گر کُند سِفلی ہواوٗ نار را　　ورز گُل اُو بگزرَاند خار را
اگر وہ ہوا اور آگ کو سفلی بنا دے　　اگر وہ کانٹے کو پھول سے بڑھا دے

حاکم ست وَیَفۡعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَاء　　اُوز عینِ درد انگیزد دوا
وہ حاکم ہے اور اللہ (تعالیٰ) جو چاہے وہ کرتا ہے　　وہ بعینہٖ درد سے دوا پیدا کر دیتا ہے

ور زمین[2] و آب را عُلوی کُند　　راہِ گردوں را بپا مَطوی کُند
اگر مٹی اور پانی کو علوی کر دے　　آسمان کے راستے کو پیروں سے طے کرا دے

گر ہواو نار را سِفلی کُند　　تیرگی و دُودی وُثقلی[3] کُند
اگر ہوا اور آگ کو سفلی بنا دے　　تاریکی اور تلچھٹ اور کثافت والا کر دے

نیست کس را زَہرہ تا گوید کہ چوں　　بس جگر ہا کاندریں رہ گشت خوں
کسی کی مجال نہیں کہ کہے "کیوں"؟　　بہت سے جگر ہیں جو اس راستہ میں خون بنے ہیں

پس یقیں شد کہ تُعِزُّ مَنۡ تَشَاءُ　　خاکی را گفت پَر ہا بَر کُشا
لہٰذا یقین ہو گیا ہے کہ "تو جس کو چاہے عزت دے"　　ایک خاکی کو کہا کہ پر کھول

آتشی را گفت رَو ابلیس شو　　زیرِ ہفتم خاک با تلبیس شو
آتشی کو کہا جا شیطان بن　　ساتویں زمین کے نیچے مکار بن

---

[1] سفیر۔ پیغامبر۔ اَسیر۔ پابند۔ چالاک۔ یعنی فرمانبرداری میں چست۔ املاک۔ یعنی تمام کائنات جو اللہ کی مملوک ہے۔ اَلسَّمَاءُ انْشَقَّت۔ حضورؐ کی معجزہ شق القمر کی طرف اشارہ ہے خاک بین حضورؐ معراج جسمانی کی طرف اشارہ ہے۔ آں لطافت۔ معراجِ جسمانی محض اللہ کا عطیہ تھا ورنہ جسمانی خواص کا تقاضا تو اس کے خلاف تا۔ سفلی۔ وہ چیزیں جن کا طبعی تقاضا زمین کی جانب رہنے کا ہے۔ عناصر اربعہ میں ہے ہوا اور آگ علوی ہیں جنکا طبعی تقاضا اوپر جانے کا ہے۔ انگیز دوا۔ قدرتِ حق۔ درد کو دوا بنا دیتی ہے۔

[2] زمین و آب۔ یہ دونوں عنصر سفلی ہیں۔ راہِ گردوں آب و گل سے بنے ہوئے پیغمبروں کو آسمانوں کی سیر کرائی۔ گر ہواو نار۔ ہوا میں لطافت اور نار میں روشنی ہے ان میں سفلی عناصر کے خواص پیدا کر دیتا ہے۔

[3] ثقل، تلچھٹ، کثافت۔ جگر ہا۔ اس راز کو سمجھنے میں بہت سے جگر خون ہو گئے ہیں۔

آدمِ خاکی تو بر رو بر سما — اے بلیسِ آتشی رَو تا ثریٰ

اے خاکی آدمؑ ! تو آسمان پر جا — اے آتشی شیطان زمین کے نیچے جا

چار طبع و علّتِ اُولیٰ نیم — در تصرّف دائماً من باقیم

میں چار عنصر اور پہلی علت نہیں ہوں — میں تصرف کرنے میں ہمیشہ باقی رہنے والا ہوں

کارِ من بے علّت ست و مستقیم — نیست تقدیرم بعلت اے سقیم

میرا کام بغیر علت کے ہے اور سیدھا ہے — اے بیمار! میری (خلق و) تقدیر حالت کی وجہ سے نہیں ہے

عادتِ ۲ خود را بگر دانت بوقت — ایں غبارا از پیش بنشانم بوقت

(مناسب) وقت پر اپنی عادت کو بدل دیتا ہوں — اس غبار کو سامنے سے ہٹا دیتا ہوں

بحر را گویم کہ ہیں پُر نار شو — گویم آتش را کہ رُو گلزار شو

میں سمندر کو کہہ دوں کہ ہاں آگ سے بھر جا — میں آگ کو کہہ دوں کہ جا گلشن بن جا

کوہ را گویم سُبک شو ہمچو پشم — چرخ را گویم فرو شو پیشِ چشم

میں پہاڑ کو کہہ دوں کہ گالے کی طرح ہلکا ہو جا — میں آسمان کو کہہ دوں آنکھوں کے سامنے نیچے اتر آ

گویم ۳ اے خورشید مقروں شو بماہ — ہر دورا سازم چودہ ابرِ سیاہ

میں سورج کو کہہ دوں چاند سے مل جا — دونوں کو دو کالے ابر کی طرح بنا دوں

چشمۂ خورشید را سازیم خُشک — چشمۂ خوں را بفن سازیم مُشک

میں چشمۂ آفتاب کو خشک کر دوں — خون کے چشمہ کو ہنر سے مُشک بنا دوں

آفتاب و مہ چودو گاو سیاہ — یوغ بر گردن بہ بندو شاں الٰہ

سورج اور چاند کو دو کالے بیلوں کی طرح — ان کے کندھے پر اللہ تعالیٰ جو باندھ دے

انکار فلسفی بر قرآن ان اصبح ماء کم غورا

قرآن کی آیت "اگر تمہارا پانی نیچے اتر جائے" پر فلسفی کا انکار

مُقریٔ میخواند از روئے کتاب — مَاءُ کُم غَوراً زچشمہ بندم آب

ایک قاری قرآن میں سے پڑھ رہا تھا — مَاءُکم غوراً یعنی میں چشمہ سے پانی بند کر دوں

آب را در غو را گر پنہاں کنم — چشمہا را خُشک و خُشکستاں کنم

اگر پانی کو گہرائی میں پوشیدہ کر دوں — چشموں کو خشک اور ریگستان بنا دوں



۱ خاکی جو کہ سفلی ہے اس کو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر پرواز کرا دیتا ہے۔ آتشی۔ شیطان ناری علوی ہے اس کو سفلی بنا دیا۔ ثریٰ۔ نمناک مٹی یعنی زمین۔ چار طبع۔ چاروں عنصر بعض فلاسفہ کا خیال ہے کہ کائنات میں عناصر اربعہ ہی بالا ضطرار متصرف ہیں۔ علتِ اولیٰ۔ بعض فلاسفہ کا خیال ہے کہ اللہ (تعالیٰ) نے صرف عقل اوّل کو پیدا کیا ہے اور اس سے تمام کائنات وجود میں آئی ہے اب کائنات میں اللہ (تعالیٰ) کا تصرف نہیں ہے۔ بے علت۔ انسان کے کام کی کوئی علت نمائی اور غرض ہوتی ہے اللہ بے نیاز ہے۔ سقیم۔ بیمار۔

۲ عادت خود اپنے عام قاعدے میں اللہ تعالیٰ تبدیلی فرما دینے پر قادر ہے۔ غبار یعنی عام قاعدے کی رکاوٹ۔ بحر۔ سمندر کو اگر حکم دے تو پانی کے بجائے آگ سے بھر جائے آگ کو حکم دے تو گلزار بنجائے۔ کوہ را۔ پہاڑ کو حکم دے تو وہ گالا بن جائے جیسا کہ قیامت میں ہوگا۔ چرخ۔ آسمان زمین بن جائے۔

۳ گویم۔ قیامت میں چاند اور سورج باہم مل جائیں گے۔ ہر دو۔ دونوں کا نور ختم ہو جائیگا جیسا کہ سورۃ تکویر میں مذکور ہے۔ چشمہ خورشید۔ سورج بے نور ہو جائے۔ چشمہ خوں۔ ہرن کے نافہ میں خون مشک بنجاتا ہے۔ آفتاب۔ یعنی صرف تبدیلی صفات ہی نہیں خدا چاہے تو ماہیت بدل دے۔ یوغ۔ ہل گاڑی کا جوا۔ مقری۔ میاں جی۔ کتاب۔ قرآن پاک۔ ماءکم۔ قرآن پاک میں ہے اِنْ اَصْبَحَ مَاءُ کُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَاءٍ مَّعِیْنٍ "اگر تمہارا پانی زمین میں اتر جائے تو تمہارے پاس بہنے والا پانی کون لائیگا۔ زچشمہ۔ یہ سب اس آیت کے معانی کا بیان ہے۔ غور۔ گڑھا۔

آب رادر چشمہ کہ آرد دِگر ۔۔۔ جُز منِ ا بیمثل با فضل و خطر

(تو) پانی کو چشمہ میں دوسرا کون لا سکتا ہے؟ ۔۔۔ مجھ بے مثال، بزرگ اور عظیم کے علاوہ

فلسفیِ منطقیِ مُستہاں ۔۔۔ مفیگذشت از سوئے مکتب آں زماں

ایک ذلیل، فلسفی، منطقی ۔۔۔ اس وقت مکتب کی جانب سے گزر رہا تھا

چونکہ بشنید آیت اُو از نا پسند ۔۔۔ گفت آریم آب راما با کلند

جب اس نے آیت سنی تو نا پسندیدگی سے ۔۔۔ بولا کہ ہم پھاوڑے سے پانی نکال لائینگے

ما بزخمِ بیل و تیزیِ تبر ۔۔۔ آب را آریم از پستی زبَر

ہم بیلچے کی ضرب اور تبر کی تیزی سے ۔۔۔ پانی کو نیچے سے اوپر لے آئیں گے

شب بخفت و دید اُو یک شیر مرد ۔۔۔ زد طپانچہ ہر دو چشمش کور کرد

وہ رات کو سویا اور اس نے ایک بہادر مرد کو دیکھا ۔۔۔ اس (مرد) نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا دونوں آنکھوں کو اندھا کردیا

گفت زیں دو چشمہ چشم اے شقی ۲ ۔۔۔ با تبر نُورے برآر ار صادقی

اس نے کہا اے بدبخت! آنکھوں کے ان دو چشموں سے ۔۔۔ اگر تو سچا ہے تو تبر کے ذریعہ روشنی نکال لے

روز گشت و چشمِ خود را کور دید ۔۔۔ نورِ فائض از دو چشمش نا پدید

دن ہو گیا، اور اس نے اپنی آنکھوں کو اندھا دیکھا ۔۔۔ بہنے والا نور اس کی دونوں آنکھوں سے غائب ہو گیا

گر بنالیدے و مُستغفر ے شُدے ۔۔۔ نورِ رفتہ از کرم ظاہر شُدے

اگر وہ روتا اور توبہ کرنے والا ہوتا ۔۔۔ تو مہربانی کی وجہ سے گیا ہوا نور ظاہر ہو جاتا

لیک استغفار ہم دردست نیست ۔۔۔ ذوقِ تُوبہ نقل ہر سَر مَست نیست

لیکن توبہ بھی اپنے بس میں نہیں ہے ۔۔۔ توبہ کا ذوق ہر مست کا چبینا نہیں ہے

زشتیِ اعمال و شومیِ جحُود ۔۔۔ راہِ توبہ بر دلِ اُو بستہ بُود

بد اعمالی اور انکار کی بدبختی نے ۔۔۔ توبہ کا راستہ اس کے دل پر بند کر دیا تھا

دل بسختی ۳ ہمچو روئے سنگ گشت ۔۔۔ چوں شگافد توبہ آں را بہر کشت

دل سختی کی وجہ سے پتھر کی سطح کی طرح بن گیا ۔۔۔ توبہ کھیتی کے لئے اس کو کس طرح پھاڑے؟

چوں شعیبے کو کہ تا اُواز دُعا ۔۔۔ بہرِ کِشتن خاک سازد کوہ را

(حضرت) شعیبؑ جیسا کوئی کہاں ہے کہ وہ دعا سے ۔۔۔ پہاڑ کو بونے کے لئے مٹی بنا دے

از نیازو اِعتقادِ آں خلیل ۔۔۔ گشت ممکن امرِ صَعبِ مستحیل

اس پیارے کی عاجزی اور اعتقاد کی وجہ سے ۔۔۔ سخت، نا ممکن کام ممکن بن گیا

---

۱ جُز من۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ مُستہان۔ ذلیل۔ با کلند یعنی فلسفی بولا نَاتِیْهِ بِالْمِعْوَلِ وَالْمُعِیْنِ ہم اس پانی کو کدال اور مددگار کے ذریعہ نکال لیں گے۔ زبر۔ بلندی پر۔

۲ شقی۔ بد بخت۔ نورے۔ یعنی ان آنکھوں کا نور جو اندھی ہو گئی تھیں۔ گر بنالیدے۔ اگر اس گستاخی پر نادم ہو کر توبہ کر لیتا تو اللہ (تعالیٰ) کے کرم سے آنکھوں کی روشنی لوٹ آتی۔ در دست نیست۔ ہر انسان کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی ہے نقل۔ وہ میوہ وغیرہ جو شراب کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ جُحود۔ انکار۔

۳ دل سختی۔ گناہوں سے سنگدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ شعیبؑ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ حضرت شعیبؑ کی دعا سے پہاڑ کھیتی کے قابل ہو گیا تھا، لیکن اس کا ثبوت نہیں ہے۔ آں خلیل۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دعا سے نمرود کی آگ گلزار بن گئی تھی۔ صَعب۔ دشوار۔ مستحیل۔ محال۔ نا ممکن۔

یادبدریوزہ ۱ مُقوقس از رسول — سنگلاخے مزرعے شُد با وصول
یا مقوقس کی رسولؐ سے درخواست کی وجہ سے — پتھریلی زمین پیداوار والا کھیت بن گئی

ہمچنیں بر عکس آں انکارِ مرد — مِس کنندز را وصلحے را نبرد
اسی طرح انسان کا انکار الٹا — سونے کو تانبا اور صلح کو جنگ بنا دیتا ہے

کہربائے مسخ آمد ایں دعا — خاکِ قابل را کُند سنگ وحصیٰ
یہ (بد اعتقادی کی) پکار مسخ کی کہربا ہے — جو (کھیتی کے) قابل زمین کو پتھر و کنکر بنا دیتی ہے

ہر دلے را سجدہ ہم دستور نیست — مُزدِ رحمت قِسمِ ہر مزدور نیست
ہر دل کو سجدہ کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے — ہر مزدور کی مزدوری کا رحمت میں حصہ نہیں ہے

ہیں ۲ بہ پشتِ آں مکن جُرم وگناہ — کہ کنم توبہ در آیم در پناہ
خبردار! اس کے بھروسہ جرم اور گناہ نہ کر — کہ میں توبہ کر لوں گا، پناہ میں آجاؤنگا

می بباید تاب و آبے توبہ را — شرط شد برق و سحابے توبہ را
توبہ کے لئے سوزش اور آنسو درکار ہیں — توبہ کے لئے بجلی اور ابر شرط ہے

آتش و آبے بباید میوہ را — واجب آمد ابر و برق ایں شیوہ را
میوے کے لئے گرمی اور پانی چاہیے — اس طریقہ کے لئے ابر اور برق ضروری ہے

تانبا ۳ شد برقِ دل وآبِ دوچشم — کے نشیند آتشِ تہدید و خشم
جبتک دل کی بجلی اور دونوں آنکھوں کا پانی نہو — دھمکی اور غصہ کی آگ کب فرد ہو سکتی ہے؟

تانبا شد گریۂ ابراز مَطر — تانبا شد خندۂ برق اے پسر
جب تک ابر کا رونا بارش کے ذریعہ نہ ہو — اے صاحبزادے! جب تک بجلی کا قہقہ نہو

کے بروید سبزۂ ذوقِ وصال — کے بجوشد چشمہا زآب زُلال
وصال کے ذوق کا سبزہ کب اُگتا ہے؟ — نیز پانی کے چشمے کب جوش میں آتے ہیں؟

کے گُلستاں راز گوید با چمن — کے بنفشہ عہد بندد با سمن
گلستان چمن سے راز کب کہتا ہے؟ — بنفشہ سمن کے ساتھ دوستی کب کرتا ہے؟

کے چنارے کف کشاید در دعا — کے درختے سر فشاند در ہوا
دعا کے لئے چنار ہاتھ کب پھیلاتا ہے؟ — ہوا میں درخت کب جھومتا ہے؟

کے شگوفہ آستینِ پُر نثار — بر فشاندن گیرد ایامِ بہار
نچھاور سے بھری ہوئی آستین شگوفہ کب — بکھیرتا ہے موسم بہار میں؟

---

۱ دریوزہ۔ سوال، درخواست۔ مقوقس۔ شاہ مصر کا نام ہے۔ جس کے پاس حضورؐ نے دعوتی گرامی نامہ بھیجا جس کے فوٹو شائع ہو چکے ہیں۔ با وصول۔ قابل پیداوار۔ انکار۔ یعنی خدا کی قدرت کا انکار۔ کہربا۔ ایک قسم کا پتھر ہے۔ جس میں کشش ہوتی ہے۔ حصیٰ۔ کنکر دستور۔ حکم، اجازت مزد۔ مزدوری

۲ ہیں۔ توبہ کے سہارے گناہ کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ حقیقی توبہ کا میسر آنا آسان نہیں ہے۔ تاب وآب۔ یعنی وہ دعا گناہ مٹاتی ہے جو سوزش دل اور آنسوؤں سے ہو۔ برق۔ یعنی دل کی شورش۔ سحاب۔ یعنی آنسوؤں والی آنکھیں۔ میوہ۔ پھل پکنے کے لئے گرمی اور پانی ضروری ہے، اسی طرح اعمال کا پھل دل کی گرمی اور آنکھ کے آنسوؤں سے پکتا ہے۔ تہدید وخشم۔ گناہوں پر جو اللہ کی وعیدیں اور غصہ ہے۔

۳ تانباشد۔ جس طرح موسم بہار کی بہاریں ابر و برق پر موقوف ہیں اسی طرح دل کی کھیتی سوزش اندرونی اور آبِ چشم پر موقوف ہے۔ وصال۔ یعنی وصالِ حق۔ کے بجوشد۔ موسم بہار میں چشمے بہہ نکلتے ہیں اسی طرح دل کے سوتے دل کی گرمی اور رونے سے کھلتے ہیں۔ بنفشہ۔ گل بنفشہ اور گل سمن موسم بہار میں کھلتے ہیں چنار ایک درخت ہے۔ جس کے پتے انسان کے پنجے کی شکل کے ہوتے ہیں۔ شگوفہ۔ شگوفہ کے زیرہ کو زر کہا جاتا ہے۔

کے فرد زد لالہ را رُخ ہمچو خوں ۱	کے گُل از کیسہ برآرد زر بُروں
خون جیسے (رنگ) سے لالہ چہرے کو کب دمکاتا ہے؟	پھول تھیلی سے سونا، کب نکالتا ہے؟
کے بیاید بُلبُل و گُل بُو کُند	کے چو طالب فاختہ کُو کُو کند
بلبل کب آئے اور پھول کو سونگھے؟	عاشق کی طرح فاختہ کہاں ہے کہاں کب کرے؟
کے بگوید لکُ لکُ آں لکلک بجاں	لکُ چہ باشد مُلک لکُ اے مستعاں
لق لق، لک لک (دل اور) جان سے کب کہے؟	لک کیا ہوتا ہے؟ اے مدد گار ملک تیرا ہے
کے نماید خاک اسرارِ ضمیر	کے شود چوں آسماں بُستاں مُنیر
زمین، دل کے راز کب ظاہر کرے؟	باغ، آسمان جیسا روشن کب ہے؟
از کجا ۲ آوردہ انداں حُلّہا	مِنْ کَرِیْمٍ مِنْ رَحِیْمٍ کُلُّھَا
یہ پوشاکیں کہاں سے لائے ہیں؟	سب کی سب کریمؒ (اور) رحیم کی جانب سے ہیں
آں لطافتہا نشانِ شاہدیست	ایں نشانہا پائمردِ عابدیست
وہ پاکیزگیاں محبوب کی نشانی ہیں	یہ نشانیاں عابد کی مدد گار ہیں
آں شود شاد از نشاں کو دیدہ شاہ	چوں ندید اُورا نبا شد انتباہ
نشانی سے وہ خوش ہوتا ہے جسنے شاہ کو دیکھا ہو	جب اس کو نہ دیکھا ہو، آگاہی نہ ہو گی
رُوح آنکس کو بہنگامِ اَلَسْتُ	دید ربّ خوش شُد بے ہوش و مست
اس شخص کی روح (عہد) الست کے وقت	اپنے رب کو دیکھا اور مست و بے خود ہوا
اُو شناسد ۳ بوئے مے کومی خورد	چوں نخورد اُو مے چہ داند بوئے کرد
شراب کی بو وہ پہچانتا ہے جو شراب پیے	جب اس نے شراب پی نہیں وہ سونگھنا کیا جانے؟
زانکہ حکمت ناقہ ضلّہ است	ہمچو دلّالہ شہاں را دالّہ است
کیونکہ دانائی، گم شدہ اونٹنی ہے	دلالہ کی طرح شاہوں کے لئے راہنما ہے
تو بہ بینی خواب در یک خوش لقا	کو دہد وعدہ و نشانے مر ترا
تو خواب میں ایک حسین کو دیکھتا ہے	جو تجھے وعدہ اور نشانی عطا کرتا ہے
کہ مُرادِ تو شود اینک نشاں	کہ بہ پیش آید ترا فرد افلاں
کہ تیرا مقصد پورا ہو جائے گا، یہ نشانی ہے	کہ فلاں شخص کل تیرے سامنے آئے گا



۱ ہمچو خوں۔ لالہ کا رنگ خونی ہوتا ہے۔ زر۔ یعنی پھول کا زیرہ۔ فاختہ۔ اس کی کوکو کی آواز کو محبوب کو تلاش کرنے کی آواز مانا جاتا ہے۔ لک لک۔ پانی کا پرندہ ہے۔ جس کو لق لق بھی کہتے ہیں اس سے لک لک کی آواز نکلتی ہے جس کے معنی ہیں "تیرے لئے" مولانا فرماتے ہیں اس کا مطلب ہے۔ مُلکُ لکُ یا مُسْتَعَانُ "اے خدا ملک تیرا ہے" اسرار ضمیر۔ موسم بہار کے پھول زمین کے دل کے اسرار ہیں۔ سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں گئے۔

۲ از کجا۔ موسم بہار میں تو بہاران چمن کو خدا الباس عطا فرماتا ہے۔ لطافتہا۔ موسم بہار کی لطافتیں۔ نشان۔ علامت۔ ایں نشاں۔ ایک عابد و عارف برگ درختان سبز کو معرفت کردگار کا ذریعہ بناتا ہے۔ شاہ۔ حضرت حق۔ انتباہ۔ جو معرفت سے خالی ہے اس کی نظر مصنوع پر رک جاتی ہے صانع تک نہیں پہنچتی ہے الست ازل میں خدا نے روحوں کو جمع کر کے کہا تھا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔

۳ اوشناسد۔ آثار سے موثر تک پہنچنے کی چند مثالیں دی ہیں حکمت۔ حدیث شریف میں ہے دانائی مومن کی گمشدہ چیز ہے جہاں اس کو دیکھ لیتا ہے اس کو لے لیتا ہے اسی طرح آیات الٰہیہ سے اللہ کی ذات پر دلالت ہوتی ہے۔ ایک عارف کو ان آیات کو دیکھ کر ذات حق یاد آ جاتی ہے۔ دلالہ۔ مشاطہ۔ دالہ۔ دلالت کرنے والی۔ تو بہ بنی۔ اللہ کی نشانیوں سے اللہ کو پہچاننے کی دوسری مثال ہے کہ اگر خواب میں آ کر تم سے کوئی وعدہ کرے اور نشانیاں بتا دے تو جب وہ نشانیاں سامنے آئیں گی تو تم پر کیسی کیفیت طاری ہوگی

یک نشانے ۱ آنکہ او باشد سوار ‏ ‏ ‏ یک نشانے کہ ترا گیرد کنار
ایک نشانی یہ ہے کہ وہ سوار ہو گا ‏ ‏ ‏ ایک نشانی یہ ہے کہ تجھ سے بغلگیر ہو گا

یک نشانیکہ بخند و پیشِ تو ‏ ‏ ‏ یک نشاں کہ دست بندد پیشِ تو
ایک نشانی یہ ہے وہ تیرے سامنے ہنسے گا ‏ ‏ ‏ ایک نشانی یہ ہے کہ وہ تیرے سامنے ہاتھ باندھیگا

یک نشانے آنکہ ایں خواب از ہوس ‏ ‏ ‏ چوں شود فردا نگوئی پیشِ کس
ایک نشانی یہ ہے کہ یہ خواب خواہش سے ‏ ‏ ‏ کل جب ہو گی تو کسی سے نہ کہہ سکے گا

زاں نشاں با والدِ یحییٰ بگفت ‏ ‏ ‏ کہ نیائی تا سہ روزِ اصلا بگفت
یہ نشانی (حضرت) یحییٰ کے والد سے کہی ‏ ‏ ‏ کہ تو تین روز تک بات نہ کر سکے گا

دم مزن سہ روز ازیں اے نیک خو ‏ ‏ ‏ کایں سکوت ست آیتِ مقصودِ تو
اے نیک عادت والے! اس بارے میں تین دن تک دم نہ مارنا ‏ ‏ ‏ یہ خاموشی تیرا مقصود (حاصل ہونے) کی علامت ہے

ہیں میاور ایں ۲ نشانے را بگفت ‏ ‏ ‏ ویں سخن را دار اندر دل نہفت
خبردار! یہ نشانی کسی کو نہ بتانا ‏ ‏ ‏ اس بات کو دل میں چھپائے رکھنا

تا سہ شب خامش کن از نیک و بدت ‏ ‏ ‏ ایں نشاں باشد کہ یحییٰ آیدت
تین رات تک اچھی بری بات سے چپ رہنا ‏ ‏ ‏ یہ نشانی ہو گی کہ یحییٰ تیرے پاس پیدا ہو کر آئیگا

ایں نشانہا گویدت ہمچوں شکر ‏ ‏ ‏ ایں چہ باشد صد نشانے ہم دگر
شکر کی طرح یہ نشانیاں تجھ سے کہے گا ‏ ‏ ‏ یہ کیا، دوسری سو نشانیاں بھی (کہے گا)

ایں نشانف آں بود کاں ملک و جاہ ‏ ‏ ‏ کہ ہمی جوئی بیابی از الٰہ
یہ اس کی نشانی ہو گی کہ جو ملک و مرتبہ ‏ ‏ ‏ تو چاہتا ہے وہ خدا کی جانب سے پالے گا

آنکہ ۳ می گریی بہ شبہائے دراز ‏ ‏ ‏ وانکہ می سوزی سحر گہ در نیاز
جس کے لئے تو لمبی راتوں میں روتا رہا ہے ‏ ‏ ‏ اور جس کے لئے صبح کے وقت عاجزی میں جلتا رہا ہے

وانکہ بے آں روزِ تو تاریک شد ‏ ‏ ‏ ہمچو دوکے گردنت باریک شد
وہ جس کے بغیر تیرا دن تاریک ہو گیا ہے ‏ ‏ ‏ تیری گردن تکلے کی طرح باریک ہو گئی ہے

وانکہ دادی ہرچہ داری در زکات ‏ ‏ ‏ چوں زکاتِ پاکبازاں رختہاست
وہ (جس کے لئے) تو نے اپنا سب کچھ لٹا دیا ‏ ‏ ‏ جبکہ پاکبازوں کی خیرات، سامان ہوتا ہے

رختہا دادی و خواب و رنگِ رو ‏ ‏ ‏ سر فدا کردی و گشتی ہمچو مو
(جس کیلئے) تو نے سامان اور نیند اور چہرے کی آب و تاب لٹادی ‏ ‏ ‏ سر کو قربان کر دیا اور تو بال کی طرح بن گیا

---

۱ یک نشاں۔ مقصود پورا ہو جانے کی پہلی نشانی یہ ہے کہ صبح کو ایک سوار آئیگا دوسری یہ ہے کہ وہ آکر بغلگیر ہوگا، تیسری یہ ہے وہ ہنسے گا، چوتھی یہ ہے کہ وہ ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوگا، پانچویں یہ ہے کہ تو یہ خواب کسی سے بیان نہ کر سکیگا۔ والد یحییٰ۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی گئی تھی تو تین روز تک بات نہ کرنے کا بھی حکم دیا گیا تھا۔ نیک خو۔ یعنی حضرت زکریا۔ مقصود تو۔ یعنی حضرت یحییٰ کی پیدائش۔

۲ ایں نشانے۔ یعنی تین روز تک بات نہ کرنا۔ آیت۔ تمہارے گھر پیدا ہوگا۔ ایں نشانہا۔ یعنی خواب میں آنے والے نے جو نشانیاں بتائیں۔ ایں نشاں۔ اس شخص کا مقصود یہ تھا کہ اس کو ملک و جاہ حاصل ہو اس کے حصول کی یہ نشانیاں بتائی تھیں

۳ آنکہ۔ جن کے لئے تو راتوں کو روتا تھا اور صبح سویرے عاجزی سے دعائیں کرتا تھا۔ دوک۔ تکلا۔ ہرچہ داری۔ تمام مال و دولت۔ زکات۔ یعنی خیرات رختہا دادی۔ سامان ہی نہیں بلکہ نیند اور چہرے کی رونق سب اس تمنا میں گنوادی۔

چند در آتش نشستی ہمچو عُود ۱ — چند پیش تیغ رفتی ہمچو خُود
کتنی مرتبہ تو اگر کی طرح آگ میں بیٹھا ؟ — ڈھال کی طرح تو کتنی مرتبہ تلوار کے سامنے گیا؟

زیں چنیں بیچار گیہا صد ہزار — خوئے عُشاق ست و ناید در شمار
اس طرح کی لاکھوں بے چارگیاں — عاشقوں کی عادت ہے اور وہ شمار نہیں ہو سکتیں

چونکہ اندر خواب دیدی حالہا — آنکہ بُودے آرزویش سالہا
چونکہ تو نے خواب میں وہ احوال دیکھے — جن کی برسوں سے آرزو تھی

چونکہ شب ایں خواب دیدی روز شد — از امیدش روزِ تو پیر و زشد
تو نے جب رات کو یہ خواب دیکھا، دن ہوا — اس کی امید سے تیرا دن کامیاب ہوا

چشم گرداں کردۂ بر چپ و راست — کاں نشان و آں علامتہا کجاست
تو نے دائیں بائیں (جانب) آنکھیں دوڑائی ہیں — کہ وہ نشانی اور وہ علامتیں کہاں ہیں؟

بر مثالِ ۲ برگ می لرزی کہ وائے — گر رود روز و نشاں ناید بجائے
تو پتے کی طرح لرزتا تھا، کہ ہائے — اگر دن ختم ہو گیا اور نشانی نمودار نہوئی

می دَوی در کوی و بازار و سَرا — چوں کسے کو گم کُند گو سالہ را
تو کوچہ اور بازار اور سرائے میں دوڑتا تھا — اس شخص کی طرح جس نے بچھڑا گم کر دیا ہو

خواجہ خیرست ایں دوا دو چیستت — گم شدہ اینجا کہ داری کیستت
جناب خیریت ہے یہ تیری بھاگ دوڑ کس لئے ہے؟ — تیرا اس جگہ جو گم ہوا ہے وہ تیرا کیا لگتا ہے؟

گوئیش خیرست لیکن خیر من — کس نشاید کہ بداند غیرِ من
تو اس سے کہے گا خیریت ہے لیکن میری خیریت — مناسب نہیں ہے کہ میرے سوا کوئی جانے

گر بگویم ۳ یک نشانم فوت شد — چوں نشاں شد فوت وقتِ موت شد
اگر میں ایک نشانی (بھی) بتا دوں تو وہ جاتی رہی — جب نشانی جاتی رہی تو موت کا وقت آ گیا

بنگری در روئے ہر مَردِ سوار — گویدت منگر مرا دیوانہ وار
تو ہر سوار انسان کے منہ کو تکتا ہے — وہ تجھ سے کہتا ہے مجھے دیوانوں کی طرح نہ دیکھ

گوئیش من صاحبے گم کردہ ام — رُو بجُست وجوئِ اُو آوردہ ام
تو اس سے کہتا ہے میں نے ایک ساتھی گم کر دیا ہے — میں اس کی تلاش میں ہوں

دولت پائندہ باد اے سوار — رحم کُن بر عاشقاں معذور دار
اے سوار ! تیری دولت باقی رہے — عاشقوں پر رحم کر، معذور سمجھ

۱ عُود۔ خوشبودار لکڑی ہے جس کی بتیاں دھونی کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ خود۔ ڈھال۔ زیں چنیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ کسی مطلوب کے عاشقوں کو اس طرح کی چیزوں سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ پیروز۔ فیروز، کامیاب چشم گرداں۔ یعنی رات کی بتائی ہوئی نشانیوں کی جستجو میں نظریں دوڑاتا رہا۔

۲ بر مثال۔ صبح کو نشانیوں کی تلاش میں اس خوف سے لرز رہا تھا کہ وہ نشانیاں نہ دیکھ پائے۔ گو سال۔ بچھڑا۔ دوادو۔ بھاگ دوڑ۔ کیستت۔ تیرا کون ہے۔ غیرِ مَن۔ کیونکہ وہ خواب کی بات کسی کو نہ بتا سکتا تھا۔

۳ گرم بگویم۔ خواب کو نہ بتانا بھی ایک نشانی ہے کہہ دینے سے وہ نشانی فوت ہو جائیگی اور اس کا فوت ہو جانا موت کی برابر ہے کیونکہ مقصود ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ منگر۔ اشتیاق میں دیوانوں کی طرح ہر سوار کو دیکھتا تھا۔ معذور دار۔ گھورنے میں مجھے معذور سمجھ اور معاف کر دے۔

چوں طلب کردی بجدّ ۱ آمد نظر　　جدّ خطا نکند چنیں آمد خبر
جب تو نے کوشش سے طلب کی وہ نظر آئی　　حدیث میں آیا ہے کہ کوشش رائیگاں نہیں جاتی

ناگہاں آمد سوارے نیکبخت　　پس گرفت اند کنارت سخت سخت
اچانک، ایک نیک بخت سوار سامنے آیا　　اس نے گرم جوشی سے معانقہ کیا

تو شدی بیہوش وافتادی بطاق　　بیخبر گفت اینت سالوس نفاق
تو بیہوش ہو گیا اور محراب میں گر پڑا　　ناواقف نے کہا، یہ مکر اور نفاق ہے

اُوچہ می بیند درواں شور چیست　　اُونداند کاں نشانِ وصلِ کیست
وہ کب دیکھتا ہے کہ اس میں یہ جذبہ کس چیز کا ہے　　وہ نہیں جانتا کہ یہ کس کے ملنے کی نشانی ہے؟

ایں نشاں درحقِ اُو باشد کہ دید　　آں دگر را کے نشاں آید پدید
یہ نشانی اس کیلئے (ہی) ہے جس نے مقصد سمجھا ہے　　دوسرے کے لئے یہ نشانی کب واضح ہو سکتی ہے؟

ہر ۲ زماں کزوے نشانے می رسد　　شخص را جانے بجانے می رسد
جب بھی اس کی جانب سے کوئی نشانی ملتی ہے　　(اس) شخص میں ایک نئی جان آتی ہے

ماہی بیچارہ را پیش آمد آب　　ایں نشانہا تِلکَ آیاتُ الْکِتاب
بیچاری مچھلی کے سامنے پانی آ گیا　　یہ نشانیاں تلک ایات الکتب (جیسی) ہیں

پس ۳ نشانہا کہ اندر انبیاست　　خاص آں جاں راؤ کو آشناست
وہ نشانیاں جو انبیاء میں ہیں　　وہ ان لوگوں کے لئے ہیں جو واقف کار ہیں

ایں سخن ناقص بماند و بیقرار　　دل ندارم بیدلم معذور دار
یہ بات ناقص اور بکھری رہ گئی　　میرا دل نہیں ہے، میں بیدل ہوں معذور سمجھ

ذرّہ ہا را کے تواند کس شمرد　　خاصہ آں کو عشق از وہ عقل بُرد
ذروں کو کوئی کب گن سکتا ہے؟　　خصوصاً وہ جس کی عقل کو عشق نے ختم کر دیا ہو

می شمارم برگہائے باغ را　　می شمارم بانگِ کبک و زاغ را
میں باغ کے پتوں کو گنتا ہوں؟　　میں چکور اور کوے کی آواز کو شمار کرتا ہوں؟

در شمار اندر نیاید لیک من　　می شمارم بہرِ رُشد مُمتحن
وہ گنتی میں نہیں آتے، لیکن میں　　مبتلا کی رہنمائی کے لئے گنتا ہوں

نحسِ کیواں یا کہ سَعدِ مُشتری　　ناید اندر حَصر گرچہ بشمری
زحل کی نحوست یا مشتری کی سعادت　　گنتی میں نہیں آتی ہے، اگرچہ تو شمار کرے

۱ جدّ۔ کوشش۔ خبر۔ اصطلاح میں حدیث شریف کو کہتے ہیں لیکن یہ حدیث نہیں بلکہ ایک مشہور مقولہ ہے۔ مَن جد وجد۔ جس نے کوشش کی اس نے پایا۔ پس گرفت۔ گرم جوشی سے بغلگیر ہوا۔ طاق۔ محراب۔ بیخبر۔ یعنی وہ لوگ جو اصل قصہ سے ناواقف تھے۔ سالوس۔ مکر۔ شور۔ جوش۔ کہ دید۔ یعنی اس چیز کو دیکھا ہو جس کی یہ نشانی ہے۔

۲ ہر زماں۔ مقصد حاصل ہونے کی جو نشانی وہ دیکھ رہا تھا اس میں جان پڑتی جا رہی تھی۔ ماہی۔ پانی کو دیکھ کر جس طرح مچھلی میں جان پڑتی ہے۔ خواب دیکھنے والے کے لئے یہ نشانیاں جو آیات قرآنی کی طرح یقینی ہیں جان پڑنے کا سبب ہیں۔ تِلکَ آیاتُ الکِتٰب۔ یہ قرآن کی آیتیں ہیں۔ یعنی یہ نشانیاں ایسی ہی سچی ہیں جیسا کہ قرآن کی آیات جن میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

۳ پس نشانہا۔ انبیاء میں جو نشانیاں ہیں انسے وہی متاثر ہوتا ہے جس کو حق تعالیٰ سے شناسائی حاصل ہو۔ ایں سخن۔ یعنی انبیاء کی نشانیاں۔ بیقرار۔ غیر مرتب۔ درہا۔ انبیاء کی نشانیاں۔ ذروں کی طرح بیشمار ہیں اور پھر دیوانہ عاشق انکو کیا گن سکتا ہے می شمارم۔ باغ کے پتے اور پرندوں کی آواز نہیں گنی جا سکتی ہیں۔ بہرِ رُشد۔ انبیاء کی لاتعداد نشانیوں میں سے کچھ بیان کئے دیتا ہوں کیواں۔ زحل ستارہ جس کی نحوستیں بیشمار ہیں۔ مُشتری۔ اس ستارہ کی سعادتیں بیشمار ہیں۔

لیک ۱ ہم بعضے ازیں ہر دو اثر　　شرح باید کرد بہر نفع و ضَر
لیکن ان دونوں کے اثر کا کچھ حصہ　　(لوگوں کے) نفع ونقصان کے لئے بیان کردینا چاہیے

تا شود معلوم آثارِ قضا　　شِمَّۂ مراہل سَعد و نحس را
تاکہ قضا (خداوندی) کے اثرات معلوم ہو جائیں　　کچھ سعادت اور نحوست والوں کو

طالع آں کس کہ باشُد مشتری　　شاد گردد از نشاط و سَروَری
جس کا طالع مشتری ہو　　وہ نشاط اور عزت کی وجہ سے خوش رہے گا

وانکہ را طالعِ زُحل از ہر شُرور　　احتیاطش لازم آمد در اُمور
جس کا طالع زحل ہو گا ہر قسم کے شروں سے　　معاملات میں اس کے لئے احتیاط ضروری ہے

گر نگویم آں زُحل استارہ را　　زآتشش سوزد مرآں بیچارہ را
اگر میں اس زحل ستارے کے (متعلق) نہ کہوں　　اس بیچارے کو وہ اپنی آگ سے پھونک دے

بس کُن اے بیہودہ تازاں آفتاب　　آتشے ناید بیکبارہ بتاب
بے بیہودہ! بس کر، کہیں اس آفتاب　　کی آگ یکبارگی چمک نہ اٹھے

از کواکب در سپہرِ بیکراں　　دردمے نے نور ماند نے نشاں
لا محدود، آسمان کے ستاروں میں　　ایک دم نہ نور رہے، نہ نشان

اُنچہ بَردار ددرآں مشغول شو　　وز دگر گفتار ہا معزول شو
جس کا نتیجہ نکلے اس میں مشغول ہو　　دوسری باتوں سے جدا رہ

جنبشِ اختر نیا ید جُز سقیم　　بَرَ ندارد جُز کہ لُطف آں رحیم
ستارے کی چال مریض کے سوا کچھ نہیں ہے　　سوائے اس رحیم کی مہربانی کے کوئی چیز نتیجہ خیز نہیں ہے

اُذکُرُواللہ شاہِ مادستور داد　　دید اندر نا رو مارا نُور داد
ہمارے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) نے ذکر کی اجازت دیدی ہے　　ہمیں آگ میں دیکھا اور ہمیں نور بخش دیا

گفت ۲ اگرچہ پاکم از ذکر شما　　نیست لائقِ مر مرا تصویر ہا
فرمایا اگرچہ میں تمہارے ذکر سے پاک ہوں　　مثالیں میرے مناسب نہیں ہیں

لیک ہرگز مستِ تصویر و خیال　　درنیا بد ذاتِ مارا بے مثال
لیکن مثال اور تخیل کا عادی ہے　　ہماری ذات کو بغیر مثال کے نہیں سمجھتا ہے

ذکرِ جسمانہ ۳ خیالِ ناقص ست　　وصفِ شاہانہ از آنہا خالص ست
جسمانی ذکر، ناقص خیال ہے　　شاہانہ صفات ان سے منزہ ہیں

---

۱ لیک۔ باوجود بیشمار ہونے کے کچھ بیان کردی جاتی ہیں۔ بَس کُن۔ اللہ کی ذات اور نشانیوں کا بیان صحیح طور پر ممکن نہیں کوئی تجلی غیرت میں آ گئی تو پھونک ڈالے گی۔ از کواکب۔ اس تجلی کا یہ اثر ہوگا۔ انچہ پہلے ستاروں سے متعلق باتیں ذکر کی تھیں اب فرماتے ہیں نجوم کی باتوں میں مشغولیت بیکار ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں ستاروں کی چالتیں صحیح نہیں ہوتی ہیں۔ فائدہ اللہ کی مہربانی پر موقوف ہے۔ اُذکُرُواللہ۔ خدا کا ذکر کرو یہ مفید ہے۔ خواہ ہم اس کی حمد و ثناء میں اس کی شایانِ شان باتیں نہ بھی کہہ سکیں۔

۲ گفت۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ممکنات کی صفات سے تشبیہ دے کر سمجھایا جاتا ہے ظاہر ہے کہ وہ ناقص مثالیں ہیں، خدا کی ذات انسے پاکیزہ ہے۔ لیک۔ چونکہ انسان مادی چیزوں کو سمجھنے کا عادی ہوتا ہے۔ لہٰذا مادی چیزوں کی مثال دے کر ہی اس کو اللہ کی صفات سمجھائی جاسکتی ہیں۔

۳ ذکرِ جسمانہ۔ اللہ کی تعریف میں ہم یہ کہیں کہ وہ انسان کی طرح عاجز نہیں ہے تو یہ ایسا ہی ہے کہ کسی بادشاہ کی تعریف میں ہم یہ کہیں کہ وہ جولاہہ نہیں ہے۔

شاہ را گوید کسے جولاہ نیست　　ایں چہ مدحست آں مگر آگاہ نیست

(اگر) بادشاہ کو کوئی کہے کہ وہ جولاہہ نہیں ہے　　یہ کیا تعریف ہے؟ شاید وہ واقف نہیں ہے

انکار کردنِ [1] موسیٰ علیہ السّلام بر مناجاتِ شباں

ایک چرواہے کی دعا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار

دید موسیٰؑ یک شبانے را براہ　　کو ہمی گفت اے کریم واے اِلٰہ

(حضرت) موسیٰ نے ایک چرواہے کو راستہ میں دیکھا　　کہ وہ کہہ رہا تھا اے کریم اور اے خدا!

تو کجائی تا شوم من چاکرت　　چارُقت دوزم کنم شانہ سرت

تو کہاں ہے؟ تاکہ میں تیرا نوکر بنوں　　تیرا جوتا سی دوں تیرے سر میں کنگھی کروں

تو کجائی تاکہ خدمتہا کنم　　جامہ ات را دوزم و بخیہ زنم

تو کہاں ہے؟ تاکہ تیری خدمتیں کروں　　تیرا کپڑا سی دوں، اور بخیہ کر دوں

جامہ ات شویم [2] سپشہایت کشم　　شیر پیشت آورم اے محتشم

تیرے کپڑے دھو دوں تیری جوئیں مار دوں　　اے معزز! تیرے سامنے دودھ پیش کروں

ور ترا بیماری آمد بہ پیش　　من ترا غمخوار باشم ہمچو خویش

اگر تجھے بیماری لاحق ہو　　اپنے کی طرح میں تیرا غمخوار بنوں

دستکت بوسم بمالم پایکت　　وقتِ خواب آید بروبم جائیکت

تیرے پیارے ہاتھ چوموں تیرے نازک پیر دباؤں　　سونے کا وقت آئے تو تیرا بستر صاف کر دوں

اے خدائے من فدایت جانِ من　　جملہ فرزندانِ و خان و مانِ من

اے میرے خدا تجھ پر میری جان قربان　　تمام اولاد اور میرا گھر بار

گر بدانم خانۂ تو من مدام　　شیر و روغن آرمت ہر صبح و شام

اگر مجھے تیرے گھر کا پتہ مل جائے تو میں ہمیشہ　　صبح و شام دودھ اور گھی تیرے لئے لاؤں

ہم پنیر و نانہائے [3] روغنیں　　خم ہائے جوغرات اے نازنیں

پنیر بھی اور روغنی روٹیاں بھی　　دہی کی مٹکیاں اے نازنیں!

سازم و آرم بہ پیشت صبح و شام　　از من آوردن زتو خوردن طعام

تیار کروں، اور صبح و شام تیرے سامنے لاؤں　　میرا لانا ہو، تیرا کھانا ہو

اے فدائے تو ہمہ بزہائے من　　وے بیادت ہی ہی و ہیہائے من

اے وہ (ذات) جس پر میری ساری بکریاں قربان　　اے (وہ ذات) کہ تیری یاد میں میری آہ وزاری ہے

---

[1] انکار کردن۔ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی تعریف امکان سے باہر ہے پھر بھی جس طرح بن پڑے تعریف کرنی چاہیے اسی کی مناسبت سے یہ قصہ نقل فرمایا ہے کہ چرواہے کی نا شائستہ تعریف چونکہ خلوص نیت سے تھی لہٰذا مقبول بارگاہ ہوئی۔ چاکر۔ نوکر۔ چارق۔ جوتا۔ شانہ۔ کنگھی۔

[2] سپش۔ سین کے ضمہ کے ساتھ، جوں۔ محتشم۔ باوقار۔ خویش۔ اپنا، رشتہ دار۔ دستکت۔ دستک تو۔ پایکت۔ پایک تو۔ جایکت۔ جایک تو، ان تینوں لفظوں میں کاف تصغیر و پیار کے لئے ہے۔ مُدام۔ ہمیشہ۔

[3] نانہائے روغنین۔ پراٹھے۔ جوغرات۔ دہی۔ ہی ہی و ہیہائے۔ ہائے ہائے، آہ وزاری۔

زیں نمط بیہودہ می گفت آں شُباں | گفت موسیٰؑ با کیستت ای فلاں
وہ چرواہا اسطرح کی بیہودہ باتیں کہہ رہا تھا | (حضرت) موسیٰؑ نے کہا، اے فلاں تو کس سے مخاطب ہے؟

گفت با آں کس کہ ما را آفرید | ایں زمین و چرخ از و آمد پدید
اسنے کہا اس ذات سے ہمکلام ہوں جسنے ہمیں پیدا کیا ہے | یہ زمین اور آسمان جس کے پیدا کرنے سے ظاہر ہوا ہے

گفت موسیٰ ہائے خیرہ سر شدی | خود مسلماں ناشدہ کافر شدی
حضرت موسیٰ نے فرمایا افسوس تو پاگل ہو گیا ہے | مسلمان نہ ہوا (بلکہ) کافر ہو گیا ہے

اینچہ ژاژ است واینچہ کفرست و فشار | پنبہ اندر دہانِ خود فشار
یہ تیری کیا بکواس ہے اور یہ تیرا کیا کفر اور بیہودگی ہے؟ | اپنے منہ میں روئی ٹھونس لے

گند کفرِ تو جہاں را گندہ کرد | کفر تو دیبائے دیں را ژندہ کرد
تیرے کفر کی بدبو نے دنیا کو بدبو دار کر دیا ہے | تیرے کفر نے دین کے دیبا کو گدڑی بنا دیا

چارُق[۲] و پاتابہ لائق مرتراست | آفتابے را چنینہا کے رواست
چپل اور جوتا تیرے لئے مناسب ہے | آفتاب کے لئے ایسی چیزیں کب مناسب ہیں؟

گر نہ بندی زیں سخن تو حلق را | آتشے آمد بسوزد خلق را
اگر تو ان باتوں سے منہ بند نہ کرے گا | آگ آئے گی اور دنیا کو جلا دے گی

آتشے گر نامدست ایں دود چیست | جاں سیہ گشتہ رواں مردود چیست
اگر آگ نہیں آئی تو یہ دھواں کیسا ہے؟ | جان کالی ہو گئی، روح مردود کیوں ہے؟

گر ہمی دانی کہ یزداں داورست | ژاژ و گستاخی ترا چوں باورست
اگر تو جانتا ہے کہ خدا حاکم ہے | بیہودہ گوئی اور گستاخی پر تجھے کیوں یقین ہے؟

دوستی[۳] بے خرد چوں دشمنی ست | حق تعالیٰ زیں چنیں خدمت غنی ست
بے وقوف کی دوستی دشمنی جیسی ہے | اللہ تعالیٰ اس طرح کی خدمت سے بے نیاز ہے

با کہ می گوئی تو ایں با عم و خال | جسم و حاجت در صفاتِ ذوالجلال
تو یہ کس سے کہہ رہا ہے، چچا اور ماموں سے | جسم اور حاجت اللہ کی صفتوں میں؟

شیر اُو نوشد کہ در نشو و نماست | چارق اُو پوشد کہ اُو محتاجِ پاست
دودھ پیتا ہے جو نشوونما میں ہے | چپل وہ پہنتا ہے جس کو پاؤں کی ضرورت ہے

ور برائے بندہ است ایں گفتگو | آنکہ حق گفت اُو من ست و من خود اُو
اگر یہ گفتگو (اس) بندے کے لئے ہے | جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں وہ ہوں اور وہ ہیں

---

[۱] با کیستت۔ یعنی خطاب تو با کیست۔ خیرہ سر۔ بیہودہ۔ ژاژ۔ ایک خار دار گھاس ہے، ژاژ خائی۔ بکواس کرنا۔ فشار۔ فا کے ضمہ کے ساتھ بیہودہ بات۔ فِشار۔ فا کے فتح کے ساتھ فشردن بمعنی نچوڑنا۔ گند۔ گندگی۔ ژندہ۔ پارہ پارہ کپڑا۔ گدڑی، یعنی تیری اس گفتگو سے کفر و الحاد پھیلے گا اور دین میں رخنہ پیدا ہوگا۔

[۲] چارُق۔ جوتا، چپل۔ پاتابہ۔ جوتا، کھڑاوں۔ آفتابے۔ یعنی ذات خداوندی۔ خلق را۔ ایک شخص کا گناہ دوسروں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ آتشے۔ اگر عذاب ابھی نہیں آیا تو اس کے آثار آ گئے ہیں جس سے دل سیاہ ہو گیا ہے۔ یزداں۔ خدا۔ داور۔ حاکم۔

[۳] دوستی۔ بیوقوف دوست سے عقلمند دشمن بہتر ہے۔ زیں۔ یعنی وہ خدمتیں جو گدڑیا اللہ تعالیٰ کے لئے بیان کر رہا تھا۔ عم۔ چچا۔ خال۔ ماموں۔ جسم۔ گدڑیئے پیر دبانے کو کہا تھا حاجت گدڑیئے نے روٹی کھلانے کو کہا تھا۔ شیر۔ غذا کی اس کو ضرورت ہے جس کا جسم ہو اور اس کا نشو و نما ہوتا ہو محتاج پا۔ اللہ تعالیٰ کو نہ پیر کی ضرورت ہے نہ جوتے کی حاجت ہے۔ ور برائے۔ بعض خدا کے نیک بندے وہ ہوتے ہیں جو اپنی شخصیت اور خواہشات کو فنا کر کے حضرت حق کی مرضیات کے مطابق ڈھل جاتے ہیں انکے بارے میں حدیث شریف ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں بنی آدم کو خطاب کر کے فرمائے گا۔ خطاب کا مضمون آئندہ اشعار میں مذکور ہے۔

آنکہ گفت اِنّی مَرِضتُ لَم تَعُد[1]	من شدم رَنجور اُو تنہا نہ شُد
جسکے بارے میں فرمایا میں مریض ہوا تو نے عیادت کیوں نہ کی؟	میں بیمار تھا وہ تنہا بیمار نہ تھا
آنکہ بی یسمع وبی یبصر شدہ است	درحقِ آں بندہ ایں ہم بیہدہ است
وہ کہ جو میرے ذریعہ سنتا ہے اور میرے ذریعہ دیکھتا ہے ہو گیا ہے	اس بندے کے حق میں بھی یہ بیہودہ ہے
بے ادب گفتن سخن با خاصِ حق	دل بمیراند سیہ دارد وَرق
اللہ تعالیٰ کے خاص بندے سے بے ادبی سے بات کرنا	دل کو مردہ کر دیتا ہے اعمالنامہ سیاہ کر دیتا ہے
گر تو مردے رابخوانی فاطمہ	گرچہ یک جنس اند مَردوزن ہمہ
اگر تو مرد کو فاطمہ کہہ کر بلائے	اگرچہ سب مرد و عورت ایک جنس ہیں
قصدِ خونِ تو کند تا ممکن ست	گرچہ خوشخوی وحلیم وساکن ست
حتیٰ اِلامکان تیری جان (لینے) کا ارادہ کرے	اگرچہ خوش مزاج اور بردبار اور صاحب سکون ہو
فاطمہ[2] مدحست در حقِ زناں	مرد را گوئی بود زخمِ سناں
عورتوں کے لئے فاطمہ تعریف ہے	(اگر) تو مرد کو کہے بھالے کا زخم ہو گا
دست و پادرحقِ ما استایش ست	در حقِ پاکی حق آلائش ست
ہاتھ اور پیر ہونا ہمارے لئے تعریف ہے	اللہ (تعالیٰ) کی پاکی کے لئے ناپاکی ہے
لَمْ یَلِدْ لَمْ یُولَدْ اورالائق ست	والدِ و مولود را اُو خالق ست
نہ اس نے جنا نہ وہ جنا گیا اس کیلئے مناسب ہے	(کیونکہ) وہ باپ اور لڑکے کا خالق ہے
ہرچہ جسم آمد ولادت وصفِ اوست	ہرچہ مولودست اوزیں سوئے جوست
جو جسم ہے پیدا ہونا اس کی صفت ہے	جو جنا ہوا ہے وہ اس طرف (جسم) کا جوئندہ ہے
زانکہ از کون[3] وفسادست ومہیں	حادِث ست ومُحدِثے خواہد یقیں
چونکہ وہ بننے بگڑنے والے عالم کا اور کمزور ہے	وہ نو پیدا ہے اور یقیناً پیدا کرنیوالے کا خواہاں ہے
گفت اے موسیٰ دہانم دوختی	وز پشیمانی تو جانم سوختی
اس نے کہا اے موسیٰ! تم نے میرا منہ سی دیا	اور شرمندگی سے میری جان جلا دی
جامہ رابدرید و آہے کرد تفت	سَر نہاد اندر بیابان و بَرفت
کپڑے پھاڑے اور گرم آہ کی	بیاباں کا رخ کیا اور چل دیا



[1] اِنّی مَرِضتُ لَم تَعُد۔ "میں بیمار ہوا تھا تو مزاج پرسی کو نہ آیا۔" تو اس سے مراد یہ ہے کہ میرا وہ مخصوص بندہ بیمار ہوا تھا تو نے اس کی مزاج پرسی کیوں نہ کی تھی۔ ایسے ہی بندوں کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ وہ ایسا بندہ ہوتا ہے۔ بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وہ میرے ذریعہ سنتا ہے اور میرے ذریعہ دیکھتا ہے یعنی اس کی قوت سامعہ اسی بات کو سنتی ہے جو میری مرضی کے مطابق ہو اور قوت باصرہ اسی کو دیکھتی ہے جس میں میری رضا ہو۔ بے ادب۔ اللہ کے ان مخصوص بندوں سے گستاخانہ باتیں کرنا دل کو مردہ اور اعمالنامہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔

[2] فاطمہ۔ دودھ چھڑانے والی یہ جنتی عورتوں کے سردار آنحضورؐ کی صاحبزادی کا نام ہے جو ہر عورت اپنے لئے پسند کریگی۔ لیکن کسی مرد کو کہو تو وہ برامان جائیگا۔ دست۔ انسان کے ہاتھ پیر میں نقصان ہو تو عیب ہے اللہ کے لیے ثابت تو اس کے تنزیہ کے منافی ہے۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ نہ اس نے کسی کو جنا نہ اس کو کسی نے جنا۔ جو بعض صاحبان نے اس کا ترجمہ بحر وحدت کا کیا ہے یعنی جنا ہوا ہونا ذات باری سے کم درجہ کے لئے ہے بعض صاحبان نے اس کو جوئندہ کے معنی میں لیا ہے ازیں سو۔ یعنی عالم امکان۔

[3] کون وفساد۔ بننا بگڑنا۔ یہ جسمانی اور مادی چیزوں کا خاصہ ہے۔ حادث۔ نو پیدا۔ محدث۔ پیدا کرنے والا۔ گفت۔ چرواہے نے کہا۔ دوختی۔ چونکہ آپ نبی ہیں۔ اور اطاعت ضروری ہے۔ وز پشیمانی۔ اللہ کا ذکر چھوڑنے سے شرمندگی ہے جو روح کو جلا رہی ہے۔ جامہ بدرید۔ ذکر سے محرومی کی وجہ سے۔

عتاب کردنِ حق تعالیٰ با موسیٰ علیہ السّلام بہر شُبان

چرواہے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی (حضرت) موسیٰ علیہ السلام پر خفگی

وحی آمد سوئے موسیٰؑ از خدا — بندۂ مارا زما کردی جُدا [۱]

اللہ تعالیٰ کی جانب سے (حضرت) موسیٰ پر وحی آئی — تو نے ہمارے بندے کو ہم سے جدا کر دیا

تو برائے وصل کردن آمدی — نے برائے فصل کردن آمدی

تو ملانے کے لئے آیا ہے — جدا کرنے کے لئے نہیں آیا ہے

تا توانی پا مَنِہ اندر فراق — کَاَبْغَضُ الْاَشْیَاءِ عِنْدِی الطَّلَاق

جب تک ہو سکے جدائی میں قدم نہ رکھ — اسلئے کہ طلاق میرے نزدیک بری چیزوں میں سے سب سے بری ہے

ہر کسے را سیر تے بنہادہ ایم — ہر کسے را اِصطلاحے دادہ ایم

ہم نے ہر شخص کی ایک طبیعت بنائی ہے — ہم نے ہر شخص کو ایک اصطلاح دی ہے

در حقِ اُو مدح دَرحقِ تو ذَم — در حقِ اُوشہد و در حقِ تو سَم

اسکے حق میں تعریف ہے(اور) تیرے حق میں برائی ہے — اس کے حق میں وہ شہد ہے(اور) تیرے حق میں زہر ہے

در حقِ [۲] اُو نور در حقِ تو نار — در حقِ اُو ورد در حقِ تو خار

تیرے حق میں وہ نور ہے اس کے حق میں آگ ہے — اسکے حق میں وہ گلاب کا پھول ہے تیرے حق میں وہ کانٹا ہے

در حقِ اُو نیک در حقِ تو بَد — در حقِ اُو خوب در حقِ رَد

اسکے حق میں وہ اچھی ہے تیرے حق میں بری ہے — اس کے حق میں وہ خوب ہے تیرے حق میں مردود ہے

مابَری از پاک و ناپاکی ہمہ — از گراں جانی و چالاکی ہمہ

ہم پاکی اور ناپاکی سب سے منزہ ہیں — سستی اور چستی سب سے (منزہ ہیں)

من [۳] نکردم امر تا سُودے کُنم — بلکہ تابر بندگاں جودے کُنم

میں نے حکم اس لئے نہیں دیا کہ کوئی فائدہ اٹھاؤں — بلکہ اس لئے کہ بندوں پر بخشش کر دوں

ہندیاں را اِصطلاحِ ہند مدح — سِندیاں را اِصطلاحِ سند مدح

ہندوستان والوں کیلئے ہندوستان کی اصطلاح تعریف ہے — سندھیوں کے لئے سندھ کی اصطلاح تعریف ہے

من نگردم پاک از تسبیح شاں — پاک ہم ایشاں شوند و دُر فشاں

میں ان کی تسبیح سے پاک نہیں بنتا ہوں — وہی پاک اور موتی برسانیوالے بن جاتے ہیں



[۱] جدا۔ یعنی ذکر سے جو اسے قرب حاصل تھا وہ ندرہا۔ وصل۔ انبیاء کی بعثت کا مقصد مخلوق کو خالق سے وابستہ کرنا ہے۔ الطلاق۔ حدیث شریف ہے۔ اَبْغَضُ الْحَلَالِ عِنْدَ اللّٰہِ الطَّلَاقُ۔ حلال چیزوں میں سے طلاق اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ "طلاق سے میاں بیوی میں فرق ہوتا ہے۔ ہر کسے ہر انسان اپنی استعداد اور اپنے مروجہ الفاظ میں تعریف کرتا ہے جبکہ دل میں عقیدت ہے تو اس کی تعریف بہر حال مقبول ہے اور اس کی وہ حمد اس کے لئے باعث تعریف ہے۔ ایک عامی انسان اپنی استعداد کے مطابق جو تعریف کرتا ہے اگر وہ لفظ پڑھا لکھا بولے تو اس کے لئے وہ برائی ہے۔

[۲] در حق۔ حضورؐ نے ایک لونڈی سے دریافت کیا خدا کہاں ہے تو اس نے جواب دیا آسمانوں میں ہے تو یہ کہنا اس کے لئے نور بنا آنحضورؐ نے اس کا اسلام معتبر مانا اگر یہی جملہ ایک عالم واصل کہے تو کفر ہے جو موجب نار ہے۔ رد۔ مردود۔ مابری۔ انسان تقدیس و تسبیح میں جو کچھ بھی کہتا ہے اللہ کی ذات اس سے بلند ہے لہٰذا اب جو بھی کچھ کہے اس کو سندو کو۔

[۳] من نکردم۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی میں اللہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ بندے پابندی کر کے رحم و کرم کے مستحق ہوتے ہیں۔ ہندیاں۔ ہر ملک والے اپنی لغت اور اصلاح میں تعریف کر سکتے ہیں۔ نگردم۔ اللہ تعالیٰ بندوں کی تسبیح سے پہلے ہی پاک ہے۔ درفشاں۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح موتی کے دانے ہیں۔

ما بروں [1] را ننگریم و قال را
ہم ظاہر اور قول کو نہیں دیکھتے ہیں
ما دروں را بنگریم و حال را
ہم باطن کو اور حالت کو دیکھتے ہیں

ناظرِ قلبیم اگر خاشع بُوَد
ہم قلب کو دیکھنے والے ہیں اگر وہ عاجزی کرنیوالا ہو
گرچہ گفت لفظ نا خاضع بُوَد
اگرچہ لفظی گفتگو عاجزی کی نہ ہو

زاں کہ دل جوہر بود گفتن عَرَض
اس لئے کہ دل جوہر ہے اور کہنا عرض ہے
پس طفیل آمد عرض جوہر غرض
تو عرض ضمنی چیز ہے، جوہر مقصود ہے

چند ازیں الفاظ [2] و اِضمار و مجاز
یہ منہ سے بولنا اور دل میں چھپانا اور مجاز کب تک؟
سُوز خواہم سُوز با آں سُوز ساز
میں سوز ہی سوز چاہتا ہوں، سوز سے موافقت کر

آتشے از عشق در جاں بر فروز
عشق کی آگ، جان میں روشن کر
سَر بسر فکر و عبارت را بُسوز
(غور) فکر اور عبارت کو بالکل جلا دے

موسیا آداب داناں دیگر اند
اے موسیٰ! آداب جاننے والے دوسرے ہیں
سوختہ جان ورو اناں دیگر اَند
سوختہ جان اور سوختہ روح دوسرے ہیں

عاشقاں راہر زماں سوزید نیست
عاشقوں کو ہر وقت جلنا ہے
بَردہِ ویراں خراج و عُشر نیست
اجاڑ گانوں پر خراج اور عشر نہیں ہے

وز خطا [3] گوید وُرا خاطی مگو
اگر وہ غلط بات کہتا ہے تو اس کو خطا وار نہ کہہ
گر بُوَد پُر خوں شہید آں را مَشو
اگر شہید خون میں لتھڑا ہو اس کو نہ دھو

خوں شہیداں راز آب اولیٰ ترست
شہیدوں کے لئے خون پانی سے بہتر ہے
ایں خطا از صد صواب اولیٰ ترست
یہ غلطی سو صحیح چیزوں سے زیادہ اچھی ہے

در درونِ کعبہ رسمِ قبلہ نیست
کعبہ کے اندر قبلہ (رو ہونے) کی رسم نہیں ہے
چہ غم ار غوّاص راپا چپلہ نیست
اگر غوطہ خور کے پاس چپل نہیں ہیں تو کیا غم ہے؟

تو ز سَر مستاں قلاوَزی مجو
تو مستوں سے رہنمائی کی توقع نہ کر
از رفو مر جامہ چاکاں رامگو
جامہ چاک لوگوں سے رفو کی فرمائش نہ کر

ملّتِ عشق از ہمہ ملّت جُداست
عشق کا مذہب تمام مذہبوں سے جدا ہے
عاشقاں را مذہب و ملّت خداست
عاشقوں کا مذہب اور دین اللہ تعالیٰ ہے

[1] مابروں۔ حدیث شریف میں ہے اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا ہے۔ وہ تمہاری نیتوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ خاشع۔ عاجزی کرنیوالا۔ خاضع۔ خاکساری کرنیوالا۔ جوہر۔ خود قائم رہنے والی چیز عرض۔ دوسرے کے سہارے قائم رہنے والی چیز۔ غرض۔ یعنی اصلی مقصد۔

[2] الفاظ۔ جو منہ سے بولا جائے۔ اِضمار۔ دل میں کسی بات کا رکھنا۔ مجاز۔ لفظ کے حقیقی معنیٰ چھوڑ کر دوسرے معنیٰ مراد لینا انسان کی تقریر و کلام میں یہ سب باتیں ہوتی ہیں۔ موسیا۔ اے موسیٰ۔ آداب۔ داناں۔ عارفین کا ملین۔ سوختہ۔ یعنی وہ لوگ جن کی روحیں عشق خداوندی میں جل بھن گئی ہیں۔ بردہ۔ یعنی ویران گانوں سے کوئی ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا ہے بلکہ معاف کر دیا جاتا ہے اسی طرح عاشقوں سے رسوم کی پابندی کا مطالبہ نہیں کیا جاتا ہے۔

[3] در خطا جذبہ عشق میں اللہ کی شان میں نامناسب الفاظ بھی اللہ کو پسند ہیں جس طرح خون نجس ہے لیکن شہید کا خون اللہ تعالیٰ نے پاک قرار دیا ہے اس کو نہلایا نہیں جاتا ہے۔ خون۔ خون آلودہ شہید پانی سے غسل دیئے ہوئے دوسرے مردوں سے افضل ہے۔ در دروں۔ جب انسان بیت اللہ کے اندر پہنچ کر نماز پڑھے تو جدھر کو جی چاہے رخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ پا چپلہ۔ چپل۔ قلاوزی رہنمائی۔ ملت عشق۔ غلبہ حال میں صرف ذات باری کی طرف توجہ ہوتی ہے مذہبی رسول و قیود کی پابندی نہیں ہوتی۔

لعل ۱را گر مُہر نبود باک نیست | عاشق از دریائے غم غمناک نیست
لعل پر اگر ٹھپہ نہیں، ہے پروا نہیں ہے | عاشق غم کے دریا سے غمگین نہیں (ہوتا) ہے

وحی آمدن بموسیٰ علیہ السّلام در عُذر خواستنِ آں شُبان
(حضرت) موسیٰ علیہ السلام پر وحی آنا اس گڈریئے سے معذرت کے سلسلہ میں

بعد ازاں در سِر موسیٰ حق نہفت | رازہائے گفت کاں ناید بگفت
اسکے بعد اللہ (تعالیٰ) نے (حضرت) موسیٰ کے باطن میں مضمر کردیئے | بات کے وہ راز جو بیان نہیں کئے جا سکتے

بر دلِ موسیٰ سخنہا ریختند | دیدن و گفتن بہم آمیختند
(حضرت) موسیٰ کے دل میں بہت سی باتیں ڈالدیں | مشاہدہ اور گفتگو کو آپس میں ملا دیا

چند بیخود گشت و چند آمد بخود | چند پرّید از ازل سوئے ابد
چند بار بیہوش ہوئے چند بار ہوش میں آئے | چند بار ازل سے ابد تک پرواز کی

بعد ازیں گر شرح گویم ابلہی ست | زاں کہ شرح ایں ورائے آگہی ست
اس کے بعد اگر میں تشریح کر دوں تو بیوقوفی ہے | اس لئے کہ اس کی تشریح عقل سے بالا تر ہے

ور بگویم عقلہا را برکَند | ور نویسم بس قلمہا بشکند
اگر میں کہہ دوں تو عقلوں کو زائل کر دے | اگر میں لکھوں تو قلموں کو توڑ دے

ور بگویم شرحہائے معتبر | تا قیامت باشد ایں بس مختصر
اگر میں، اس کی قابل بھروسہ شرحیں بیان کروں | قیامت تک (بھی) وہ بہت مختصرا (بیان) ہوگی

لا جرم ۲ کوتاہ کردم من زباں | گر تو خواہی از درونِ خود بخواں
مجبوراً میں نے زبان کوتاہ کر لی | اگر تو چاہتا ہے اپنے اندر (سے) پڑھ لے

چونکہ موسیٰ ایں عتاب از حق شنید | در بیاباں از پئے چوپاں دوید
جب (حضرت) موسیٰ نے یہ ناراضی اللہ سے سنی | جنگل میں گڈریئے کے پیچھے بھاگے

بر نشانِ پائے آں سرگشتہ راند | گرد از پرّہ بیاباں بر فشاند
اس دیوانے کے نقش قدم پر روانہ ہو گئے | بیابان کے دامن سے گرد اڑائی

گام ۳ پائے مردمِ شوریدہ خود | ہم زگامِ دیگراں پیدا بُوَد
دیوانوں کے پیروں کی رفتار | دوسروں کی رفتار سے جدا ہوتی ہے

یک قدم چوں رُخ زبالا تا نشیب | یک قدم چوں پیل رفتہ بر اُریب
ایک قدم رخسار کی طرح اوپر سے نیچے کو | ایک قدم ہاتھی کی طرح آڑا ترچھا

---

۱ لعل۔ لعل پر اگر مہر پر کسی ٹھپے اور سکے کی ضرورت نہیں وہ خود قیمتی ہے۔ سر۔ باطن۔ دیدن وگفت۔ یعنی مشاہدہ کے ساتھ گفتگو۔ چند یعنی حضرت موسیٰ کو عروج حاصل ہوا اور بہت سے نئے انکشافات ہوئے۔ بعد ازیں۔ عالم ملکوت کے احوال بیان اور عقل سے بالاتر ہیں۔ ور بگویم۔ ذات اور صفات کا بیان عقلوں اور تحریروں کے بس کا نہیں ہے۔

۲ لاجرم۔ وہ کیفیات خود اپنے اوپر طاری کرو تب کچھ معلوم ہو سکے گا۔ چوپاں۔ وہی گڈریا جس کو حضرت موسیٰ نے ڈانٹا تھا۔

۳ گام پائے۔ دیوانوں کے قدم بھی آڑے ترچھے پڑتے ہیں۔

گاہ۱ چوں موجِ بر افرازاں عَلَم
کبھی موج کی طرح جھنڈا بلند کئے ہوئے

گاہ چوں ماہی روانہ بر شکم
کبھی مچھلی کی طرح پیٹ کے بل رواں

گاہ بر خاکے نوشتہ حالِ خود
کبھی خاک پر اپنا حال لکھا

ہمچو رَمّالے کہ رملے بر زند
رمال کی طرح جو رمالی کرتا ہے

گاہ حیراں ایستادہ گہ دواں
کبھی حیران کھڑا ہوا، کبھی دوڑتا ہوا

گاہ غلطاں ہمچو گوی از صَولجاں
کبھی لڑھکتا ہوا جیسے بلے سے گیند

عاقبت دریافت اُورا و بدید
انجام کار اس کو پا لیا اور دیکھا

گفت مُژدہ دہ کہ دستورے رسید
فرمایا مبارک ہو، اجازت آگئی ہے

ہیچ آدابے و ترتیبے مجو
کوئی ادب اور ترتیب نہ تلاش کر

ہرچہ می خواہد دلِ تنگت بگو
جو تیرا تنگ دل چاہے، کہتا رہ

کفرِ تو دین ست و دینت نورِ جاں
تیرا کفر، دین ہے اور تیرا دین جان کا نور ہے

ایمنی از تو جہانے در اَماں
تو امن میں ہے (اور) تیری وجہ سے ایک جہان امن میں ہے

اے مُعافِ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ
اے "یفعل اللہ یشاء" کے معافیدار

بے مُحابا رو زباں را بر کُشا
جا، بے تامل زبان کھول

گفت اے موسیٰ ازاں بگذشتہ ام
کہا، اے موسیٰ اس سے میں گذر چکا ہوں

من کنوں در خونِ دل آغشتہ ام
اب میں دل کے خون میں آلودہ ہوں

من ز سدرہ۲ منتہیٰ بگذشتہ ام
میں سدرۃ المنتہیٰ سے گذر گیا ہوں

صد ہزاراں سالہ زاں سو گشتہ ام
لاکھوں سال (کی مسافت) اس (آگے کی) جانب چلا گیا ہوں

تازیانہ برزدی اسپم بگشت
تو نے کوڑا مارا میرا، گھوڑا مڑ گیا

گنبدی کرد و ز گردوں بر گذشت
جست لگائی اور آسمان سے پار ہو گیا

محرم ناسُوتِ ما لاہُوت باد
(خدا کرے) ہمارے ناسوت کا لاہوت (محرم) بنے

آفریں بر دست و بر بازوت باد
ترے دست و بازو کو شاباش ہے

حالِ من اکنوں بروں از گفتن ست
اب میری حالت بیان سے باہر ہے

انچہ می گویم نہ احوالِ من ست
جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہ میرے احوال نہیں ہیں

نقش۳ می بینی کہ در آئینہ ایست
تو جو نقش آئینہ میں دیکھتا ہے

نقشِ تُست آں نقش آں آئینہ نیست
وہ تیرا نقش ہے وہ نقش اس آئینہ کا نہیں ہے

---

۱ گاہ۔ دیوانہ کبھی سر اٹھائے بھاگتا نظر آئے گا کبھی پیٹ کے بل سرکتا ہوا۔ برجا کے مجنوں لیلیٰ کا نام زمین پر لکھتا پھرتا تھا۔ عاقبت بالآخر وہ گدڑیا حضرت موسیٰ کو مل گیا حضرت موسیٰ نے فرمایا تجھے اسی طریقہ پر مناجات کی اجازت مل گئی ہے جو بھی تیری زبان پر آئے کہتا رہ۔ کفر تو۔ دوسروں کے لئے اگرچہ وہ کلمات کفریہ ہوں لیکن تیرے لئے عین دین ہے۔ تجھے خدا کی طرف سے امن حاصل ہے اور تیری وجہ سے دنیا کو بھی امن حاصل ہے۔ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے تجھے ان کلمات کی اجازت دیدی ہے۔ ازاں۔ یعنی مقام مناجات

۲ سدرۃ المنتہیٰ۔ ساتویں آسمان پر بیری کے درخت جیسا کوئی درخت ہے جو حضرت جبرئیل تک کی پرواز کی آخری حد ہے یعنی اب میں اپنے اس مقام سے گذر گیا جہاں غلبہ حال میں نامناسب الفاظ استعمال کئے تھے۔ تازیانہ۔ میری طبیعت کے لئے آپ کی تنبیہ ایک تازیانہ ثابت ہوئی۔ ناسوت۔ عالم اجسام۔ لاہوت۔ عالم ذات الٰہی جس میں پہنچ کر سالک کو فنا کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ حال من۔ ذوقی حالت کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

۳ نقش می بینی۔ حضرت مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان اشعار کا تعلق شارہ گا گوید کے جوابا نیست سے ہے یعنی اللہ کی تعریف ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق کرتا ہے آئینہ میں خود اپنا عکس نظر آتا ہے جو کچھ نظر آتا ہے جو کچھ نظر آتا ہے وہ آئینہ کے نقش و نگار نہیں ہوتے ہیں۔

دم کہ [1] مردِ نائی اندر نائے کرد ‏— در خورِ نائیست نے در خوردِ مرد
نے بجانے والے نے جو پھونک نے میں بھری — وہ نے کے مناسب ہے نہ کہ (نے بجانے والے) مرد کے مناسب

ہاں وہاں گر حمد گوئی و سپاس — ہمچو نافرجام آں چوپاں شناس
خبردار، خبردار تو جو شکر گزاری اور تعریف کرے — اس نالائق گڈریئے کی سی سمجھ

حمدِ تو نسبت بتو گر بہترست — لیک آں نسبت بحق ہم ابترست
تیرا تعریف کرنا تیرے اعتبار سے اگرچہ بہتر ہے — لیکن وہ اللہ (تعالیٰ) کی نسبت سے ناقص ہے

کاشکے [2] بہتر نبودے مر ترا — دردِ او و سوز بودے مر ترا
کاشکہ تیری (وہ) بہتر (دعا) نہ ہوتی — اس کا درد اور سوز تیرے لئے (حاصل) ہوتا

چند گوئی چوں غطا برداشتند — کایں نبودست آنچہ می پنداشتند
جب پردہ اٹھا دیں گے، تو کتنا کہے گا؟ — جوانہوں نے (خدا کے بارے میں) تصور کیا تھا وہ یہ نہ تھا

ایں قبولِ ذکرِ تو از رحمت ست — چوں نمازِ مستحاضہ رخصت ست
تیرے ذکر کو قبول کر لینا رحمت ہے — جیسے استحاضہ والی کی نماز جائز ہے

با نمازِ او بیالو دست خوں — ذکرِ تو آلودۂ تشبیہ وچوں
اس کی نماز سے خون وابستہ ہے — تیرا ذکر (اللہ) کرنا تشبیہ اور مثال سے آلودہ ہے

خوں پلید ست و بآبے می رود — لیک باطن رانجا ستہا بُوَد
خون ناپاک ہے اور پانی سے دھل جاتا ہے — لیکن باطن میں وہ نجاستیں ہوتی ہیں

کاں [3] بغیرِ آبِ لطفِ کردگار — کم نہ گردد از درونِ مردِ کار
جو خدا کی مہربانی کے پانی کے بغیر — کام کرنے والے کے باطن سے نہیں دھلتیں

در سجودت کاش رُو گردانیئے — معنیِ سُبحانَ ربّی دانیئے
کاش تو سجدے میں رخ پھیرتا — "اے میرے رب تو پاک ہے" کے معنی جان لیتا

کاے سجودم چوں وجودم ناسزا — مرُ بدی را تو نکوئی دو جزا
یعنی اے خدا! میرا سجدہ میرے وجود کی طرح (تیرے) لائق نہیں ہے — تو برائی کا بدلہ بھلائی سے عطا فرما

ایں زمیں از حلمِ حق دار د اثر — تا نجاست بُرد و گُلہا داد بَر
اس زمین میں اللہ تعالیٰ کی بردباری کا اثر ہے — کہ گندگی کو ختم کر دیا اور پھول نتیجہ میں دیئے



[1] دم کہ۔ اللہ تعالیٰ تو اس پر قادر ہیں کہ اپنی تعریف اپنی شان کے مطابق کر دیں لیکن ہماری استعداد اس کو قبول نہیں کر سکتی ہے۔ جس طرح نے بجانے والا اپنی طاقت کے اعتبار سے نے میں پھونک نہیں بھرتا ہے ورنہ اس کے پردے پھٹ جائیں۔ نے کے لحاظ سے پھونکتا ہے۔ ہاں وہاں۔ ہم جو بھی تعریف کرتے ہیں وہ گڈریئے کی طرح کی تعریف کرتے ہیں۔ ابتر۔ ناقص، ہماری تعریف خدا کے اعتبار سے ناقص ہے۔

[2] کاشکے۔ جو تعریف تمہارے اعتبار سے بہتر بھی ہے کاش اس کی بجائے تمہارے دل میں سوز و گداز ہو۔ چند گوئی قیامت میں جب حجابات رفع ہونگے۔ تو تمہیں پتہ چل جائیگا کہ ذات باری وہ نہ تھی جو تم نے سمجھی تھی۔ ایں قبول۔ ہماری ناقص تعریف کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول کرتا ہے۔ جس طرح کہ مستحاضہ کی نماز کو باوجود طہارت نہ ہونے کے قبول کر لیتا ہے۔ تشبیہ و چوں۔ ہم جس قدر تعریفیں کرتے ہیں ان میں لامحالہ تشبیہات اور مثالیں ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے مناسب نہیں ہیں ان کی ناپاکی مستحاضہ کے خون سے بھی زیادہ ہے۔

[3] کاں۔ باطنی نجاست صرف رحمت کے پانی سے ہی دھل سکتی ہے۔ کاے۔ یعنی سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کے معنیٰ یہ ہیں کہ بندہ عرض کرتا ہے کہ میرا سجدہ بھی تیرے لائق نہیں اور یہ سجدہ تیری خدمت میں پیش کرنا گستاخی ہے لیکن تیری ذات وہ ہے جو برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی ہے۔ قرآن پاک میں یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِہِمْ حسنات۔ اللہ ان کی برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ایں زمین۔ زمین اللہ کی صفت حلم سے متصف ہے۔

تا بپوشد اُو پلید یہائے ما[1] — در عوض بَر رویداز وے غنچہا
یہاں تک کہ وہ ہماری پلیدیوں کو چھپا لیتی ہے — بدلے میں اس سے غنچے کھلتے ہیں

پس چو کافر دید کو در داد و جُود — کمتر و بے مایہ تراز خاک بُوَد
تو کافر جب دیکھے گا کہ وہ عطا اور بخشش میں — مٹی سے بھی کمتر اور تہی دست تھا

از وجودِ اُو گُل و میوہ نرُست — جُز فسادِ جملہ پاکیہا نجُست
اس کے وجود سے پھول اور میوہ نہ اگا — پاکیوں کو خراب کرنے کے علاوہ اس نے کچھ نہ کیا

گفت وَاپَس رفتہ ام من در ذہاب — حَسرَتَا یَا لَیتَنِی کُنتُ تُرَاب
کہے گا میں نے الٹی چال چلی ہے — افسوس! کاش میں مٹی ہوتا

کاش از خاکے سفر نگزیدمے — ہمچو خاکے دانہ می چیدمے
کاش میں مٹی (ہونے) سے ترقی نہ کرتا — مٹی کی طرح بیج کو چن لیتا

چوں[2] سفر کردم مرا رہ آزمود — زیں سفر کردن رہ آوردم چہ بود
جب میں نے ترقی کی مجھے راہ نے آزما لیا — اس ترقی سے مجھے کیا تحفہ ملا؟

زاں ہمہ میلش سوئے خاکست کو — در سفر سُودے نہ بیند پیش رُو
اسی وجہ سے اس کا میلان مٹی کی طرف ہے کیونکہ وہ — ترقی میں کوئی فائدہ نہیں دیکھتا ہے

رُوئے واپس کردنش از حرص و آز — در رَہِ اُو ہیچ نہ صدق و نیاز
اس کا واپسی کی طرف رخ کرنا حرص اور لالچ کی وجہ سے ہے — اس کے راستہ میں کوئی سچائی اور عاجزی نہیں ہے

ہر گیا راکِش بود میلِ عُلا — در مزید ست و حیات ست و نما
جس گھاس کا میلان بلندی کی طرف ہوتا ہے — وہ بڑھوتری اور زندگی اور (نشو) نما میں ہے

چونکہ گردانید سَر سُوئے زمیں — در کمی و خُشکی و نقص و غبیں
چونکہ اس نے زمین کی طرف رخ کیا — وہ گھٹاؤ اور خشکی اور نقصان اور ٹوٹے میں ہے

میلِ[3] روحت چوں سوئے بالا بود — در تزاید مرجعت آں جا بود
تیری روح کا میلان جب (عالم) بالا کی طرف ہو — ترقی میں تیرا مرجع وہی ہو گا

ورنگو نساری سَرت سوئے زمیں — آفلی حق لَا اُحِبُّ الآفِلِیں
اگر تو اوندھا ہے تیرا سر زمین کی طرف ہے — تو غروب کر جانے والا ہے یقیناً میں غروب کر جانے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں



[1] پلید یہاں۔ کھاد میں نجاستیں ہوتی ہیں۔ دید۔ بیند قیامت میں کافر سمجھے گا کہ وہ زمین سے بھی بدتر ہے زمین برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی ہے اور اس نے اللہ کی نعمتوں کے بدلے میں کفر کیا۔ جُز فساد۔ زمین نے ناپاک کو پاک بنایا کافر نے پاکیوں کو ناپاک کیا۔ گفت۔ یعنی قیامت میں حسرت سے کہیگا۔ کہ کاش میں مٹی ہوتا کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیسکتا۔ سفر۔ جمادات سے ترقی کر کے نوع حیوانی وجود میں آئی ہے۔ دانہ۔ زمین میں بیج بویا جاتا ہے تو وہ بدلہ میں پھل پھول اگا دیتی ہے۔

[2] چوں سفر۔ سفر کی حالت میں انسان کی صحیح فطرت ظاہر ہو جاتی ہے یعنی مجھے ترقی سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ رہ آورد۔ تحفہ سفر۔ میلش۔ یعنی اس کا کہنا یَا لَیتَنِی کُنتُ تُرَابًا" کاش میں مٹی ہوتا۔ روئے واپس یعنی مٹی بن جانے کی خواہش عجز اور نیاز سے ہو تو اللہ کو پسند ہے جیسا کہ بعض بزرگوں سے اس کا اظہار ہوا ہے۔ ہر گیا۔ کافر کے مٹی بننے کی خواہش کی مثال ہے کہ گھاس میں جب تک نشوونما ہے بڑھنے اور اوپر جانے کی خواہش ہے جب مردنی چھاتی ہے تو اس کا نیچے کی طرف جھکاؤ ہو جاتا ہے۔

[3] میلِ۔ روحت۔ روح انسانی کو جب اوپر جانے کی خواہش ہوتی ہے تو اوپر جانے میں اس کو ترقی حاصل ہوتی ہے۔ ورنگونساری۔ جب روح اوندھی ہو جاتی ہے تو زمین پر واپس ہونے کی خواہش کرتی ہے۔ حق۔ در اصل حقا تھا۔

پُرسیدن موسیٰ علیہ السّلام از سِرّ غلبۂ ظالماں

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام کا ظالموں کے غلبہ کے راز کا سوال کرنا

گفت موسیٰ اے کریمِ کارساز | اے کہ یک ۱دم ذکرِ تو عمرِ دراز
(حضرت) موسیٰ نے عرض کیا اے کارساز کریم! | اے (وہ ذات) جس کا ایک لمحہ ذکر کرنا عمر دراز ہے

نقشِ کژ مژ دیدم اندر آب و گل | چوں ملائک اعتراضے کرد دل
میں نے عالم آب و گل میں بہت سی آڑی ترچھی چیزیں دیکھی ہیں | ملائک کی طرح دل نے اعتراض کیا ہے

کہ چہ مقصودست نقشے ساختن | واندرو تخمِ فساد انداختن
کہ اس میں کیا مقصد ہے؟ کہ ایک نقش بنانا | اور اس میں فساد کا بیج بو دینا

آتشِ ظلم و فساد افروختن | مسجد و سجدہ کناں را سوختن
ظلم اور فساد کی آگ بھڑکاتا | مسجد اور سجدہ کرنے والوں کو پھونکنا

مایۂ ۲ خونابۂ و زرداب را | جوش دادن از برائے لابہ را
خون اور پیپ کے ذخیرے کو | دل لگی کے لئے جوش دینا

من یقیں دانم کہ عینِ حکمت ست | لیک مقصودم عیان رویت ست
میں بالیقیں جانتا ہوں کہ (یہ) بعینہ حکمت ہے | لیکن میرا مقصد مشاہدہ ہے

آں یقیں می گویدم خاموش کُن | حرصِ رویت گویدم نے جوش کُن
وہ یقین مجھ سے کہتا ہے چپ رہ | دیکھنے کی حرص مجھ سے کہتی ہے نہیں (سوال میں) جوش دکھا

مر ملائک رانمودی سِرِّ خویش | کاینچنیں نوشے ہمی ارزد بہ نیش
تو نے فرشتوں پر اپنا راز ظاہر کر دیا | کہ اس طرح کا شہد ڈنک کے لائق ہے

عرضہ کردی نور آدمؑ راعیاں | بر ملائک گشت مشکلہا بیاں
تو نے آدمؑ پر علم، کھلم کھلا پیش کر دیا | فرشتوں کے اشکالات حل کر دیے

حشرتو ۳ گوید کہ سِرِّ مرگ چیست | میو ہا گویند سِرِّ برگ چیست
تیرا حشر بتا دے گا کہ موت کا کیا راز ہے؟ | میوے بتاتے ہیں کہ پتوں (کے ہونے) کا کیا راز ہے؟

سِرِّ خون و نطفہ حُسنِ آدمی ست | سابقِ ہر بیشی آخر کمی ست
خون اور نطفہ کا راز، آدمی کا حسن ہے | ہر بیشی سے پہلے کمی ہوتی ہے

---

۱ یک دَم۔ تھوڑا سا وقفہ جس میں ذکر الٰہی ہو، دراز عمر کے قائم مقام ہے کژ مژ۔ یعنی سمجھ میں نہ نیوالی چیزیں۔ چوں ملائک۔ آدمؑ کی تخلیق پر فرشتوں کا سوال واعتراض معاندانہ نہ تھا بلکہ حکمت سمجھنے کے لئے تھا۔ کہ چہ مقصود۔ دنیا کی چیزوں میں بھلائی کے ساتھ برائی کا پہلو بھی ہے۔ آتش۔ کفر کا غلبہ ہوتا ہے تو اس میں فساد، مسجدوں کی ویرانی سجدہ کرنیوالیوں کا قتل عام ہوتا ہے۔ ۲ مایہ۔ انسان کی تخلیق منی اور خون سے ہوتی ہے پھر وہ ظالم و فساد کے کھیل کھیلتا ہے۔ عیان۔ رویت۔ صاف دیکھنا۔ آں یقین۔ یعنی یہ یقین کہ اس میں اللہ کی کوئی حکمت ہے۔ جوش کن۔ یعنی جوش وخروش سے سوال کر۔ کاینچنیں۔ فرشتوں کو سمجھا دیا تھا کہ انسان کے متضاد قوی ہی خلافت خداوندی کے اہل اور صفات الٰہی کا مظہر ہو سکتے ہیں۔ نوش۔ یعنی خلافت۔ نیش۔ انسان کی فطرت جس میں فتنہ و فساد بھی مضمر ہے۔ نور آدم۔ علم آدم۔ مشکلہا۔ یعنی آدمؑ کی خلافت پر جو اشکالات تھے۔ ۳ حشر تو۔ حضرت موسیٰ کے سوال کا جواب ہے کہ ہر چیز کی خوبی اس کے انجام سے ظاہر ہوتی ہے، قیامت میں معلوم ہوگا کہ موت جیسی تلخ چیز کے پیدا کرنے میں خدا کی حکمت یہ تھی کہ وہی اخروی نعمتوں کے حصول کا سبب بنے۔ برگ۔ پتے بظاہر بیکار ہیں لیکن جب وہ پھل کی گرمی اور سردی سے حفاظت کر کے پکاتے ہیں تو ان کی پیدائش کی حکمت معلوم ہوتی ہے۔ سر خوں۔ انسانی قوام کا حسن جب ظاہر ہوتا ہے۔ جب اس سے انسان نوجوان اور حسین بنجاتا ہے۔ سابق۔ ناقص۔ چیز کمال حاصل کرتی ہے۔

لوحِ ا را اوّل بشوید بے وقوف	آنگہے بروے نویسد اُو حروف
نا واقف (بچہ) پہلے تختی دھو دیتا ہے	پھر اس پر حروف لکھتا ہے
خوں کُند دل راز اشکِ مُستہاں	بر نویسد بروے اسرار نہاں
(سالک) بے وقت آنسوؤں سے دل کو خون کرتا ہے	(پھر) اس پر پوشیدہ راز لکھتا ہے
وقتِ شُستن لوح را باید شناخت	کہ مرآں را دفترے خواہند ساخت
دھوتے وقت تختی کو پہچان لینا چاہیے	کہ اس کو ایک دفتر بنائیں گے
چوں اساسِ خانہ می افگنند	اوّلیں بنیاد را بَرمی کَنند
جب کسی گھر کی بنیاد رکھتے ہیں	پہلے نیو کھودتے ہیں
گِل بر آرند اوّل از قعرِ زمیں	تا بآخر بر کشی ما معیں
پہلے زمین کی گہرائی سے مٹی کھودتے ہیں	تاکہ تو آخر میں پانی کھینچے
از حجامت ۲ کود کاں گریند زار	کہ نمی دانند ایشاں سِرِ کار
بچوں سے بچے زار زار روتے ہیں	کیونکہ وہ کام کے راز سے واقف نہیں ہیں
مرد خود زرمی دہد حَجّام را	می نوازد نیشِ خوں آشام را
مرد (باپ) پچھنے لگانے والے کو روپیہ دیتا ہے	خون چوسنے والے نشتر کو نوازتا ہے
می دَوَد حَمال دربارِ گراں	میرُ باید بار را از دیگراں
بھاری بوجھ لئے ہوئے قلی دوڑتا ہے	دوسرے (قلیوں) سے بوجھ چھینتا ہے
جنگِ حَمالاں برائے باربیں	ایں چنیں ست اجتہادِ مردِ دیں
بوجھ کے لئے قلیوں کی جنگ پر غور کر	دیندار کی کوشش اس طرح کی ہے
چوں گرانیہا اَساسِ رحمت ست	تلخیہا ہم پیشوائے نعمت ست
جبکہ گرانیاں، رحمت کی بنیاد ہیں	تلخیاں بھی رحمت کا پیش خیمہ ہیں
حُفَّتِ الجَنَّۃُ بمکرُوھاتِنا	حُفَّتِ النِّیرَانُ مِنْ شَھْوَاتِنا
جنت ہماری ناپسندیدہ چیزوں سے گھیر دی گئی ہے	(اور) جہنم ہماری مرغوب چیزوں سے گھیر دی گئی ہے
تخم ۳ مایہ آتشت شاخِ ترست	سوختہ آتش قرینِ کوثر ست
تیری آگ کا سرمایہ تر شاخ ہے	آگ کا جلا ہوا کوثر کے پاس ہے
ہر کہ در زنداں قرینِ محنتے ست	آں جزائے لذّتے و شہوتے ست
جو قید خانہ میں محنت میں مبتلا ہے	وہ لذت اور شہوت کی سزا ہے

۱ لوحِ را یعنی ہر کمی دیبیشی کا سبب ہے۔ تختی پر سب سے پہلے ہر چیز مٹا دی جاتی ہے پھر اس پر حسین نقش بنائے جاتے ہیں۔ خون کند۔ انسان رو رو کر دل کو خون بنا دیتا ہے۔ پھر اس پر اسرار نمودار ہوتے ہیں۔ وقت شستن۔ عقلمند انسان کمی میں بیشی کو سمجھ جاتا ہے۔ چوں اساس۔ نیا گھر بناتے ہیں تو پہلے پرانی بنیادوں کو اکھاڑ دیتے ہیں۔ گل برآرند۔ پانی حاصل کرتے ہیں تو پہلے زمین کھودتے ہیں۔

۲ از حجامت۔ تخریب میں تعمیر کا راز مضمر ہے۔ پچھنے لگاتے ہیں تو تکلیف ہوتی ہے لیکن نتیجہ میں بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ می دود۔ بوجھ اٹھا لینے والا تکلیف برداشت کرتا ہے۔ تو مزدوری پاتا ہے۔ مرد دیں۔ دیندار اپنے آپ کو تکالیف میں اسی لئے مبتلا کرتا ہے تاکہ بہترین نتائج حاصل کرے۔ چوں۔ دنیا میں بھی تکلیفوں کے بعد راحتیں ہیں اور آخرت میں بھی حُفت۔ انسان نفسی کی خواہشوں کے خلاف کرتا ہے تو جنت پاتا ہے شہوتوں کو پورا کرتا ہے تو جہنم ملتی ہے۔

۳ تخم مایہ۔ شاخ تر ہوتی ہے تو سکھا کر اس کو جلایا جاتا ہے جب جلتی ہے تو اس پر پانی چھڑک کر بجھایا جاتا ہے۔ ہر کہ نفس کی لذتوں کے نتیجہ میں قید خانہ جانا پڑتا ہے۔

ہر کہ در قصرے ۱ اقرینِ دولتے ست | آں جزائے کارزار و محنتے ست
جو محل میں صاحبِ سلطنت ہے | وہ محنت اور جنگ کا بدلہ ہے

ہر کرا بینی بزد رّو سیم فرد | داں کہ اندر کسب کردن صبر کرد
جس کو تو چاندی اور سونے میں یکتا دیکھے | سمجھ لے اس نے کمائی میں صبر کیا ہے

بے سبب ۲ بیند چو دیدہ شد گزار | تو کہ در حسّی سبب را گوش دار
جب آنکھ (عالم اسباب سے) گذر جانے والی بن جائے تو بغیر سبب کے دیکھتی ہے | تو حس کا پابند ہے سبب پر توجہ کر

آنکہ بیروں از طبائع جانِ اوست | منصبِ خرقِ سببہا آنِ اوست
جس کی جان (انسانی) طبائع سے باہر ہے | اسباب کو ترک کر دینے کا مقام اسے حاصل ہے

بے سبب بیند نہ از آب و گیا | چشمہ چشمہ معجزاتِ انبیا
بغیر سبب کے، پانی اور گھاس کے بغیر دیکھتا ہے | کثرت سے انبیاء کے معجزات (جیسے)

ایں سبب ۳ ہمچوں طبیب ست و علیل | ایں سبب ہمچوں چراغست و فتیل
یہ سبب ایسا ہے جیسے طبیب اور بیمار | یہ سبب چراغ اور بتی کی طرح ہے

شب چراغت را فتیلے نو بتاب | پاک داں زینہا چراغِ آفتاب
رات کو اپنے چراغ کے لئے نئی بتی بٹ لے | سورج کے چراغ کو ان سے پاک سمجھ

رو تو کہگل ساز بہرِ سقفِ جاں | سقفِ گردوں را ز کہگل پاکداں
گھر کی چھت کے لئے تو گارا تیار کر لے | آسمان کی چھت کو گارے سے پاک سمجھ

وہ کہ چوں دلدارِ ما غم سوز شد | خلوتِ شب در گذشت و روز شد
واہ واہ جب ہمارا محبوب غم کو ختم کرنیوالا بن گیا | رات کی تنہائی ختم ہوئی اور دن نکل آیا

جز بشب جلوہ نباشد ماہ را | جز بدردِ دل مجو دلخواہ را
چاند کا جلوہ رات کے سوا نہیں ہوتا | دردِ دل کے بغیر محبوب کی جستجو نہ کر

ترکِ عیسیٰ کردہ خر پروردہ | لاجرم چوں خر بروں پردہ
تو نے عیسیٰ کو چھوڑا ہے گدھے کی پرورش کی ہے | لامحالہ تو گدھے کی طرح خیمہ کے باہر ہے

۱ درقصرے۔ جنگوں کی مشقتیں اور محنت برداشت کرنے سے ہی تخت شاہی حاصل ہوتا ہے۔ ہر کرا۔ کمائی کی محنت پر صبر کرنے انسان دولت کا مالک بنتا ہے، غرضیکہ جب محنت اور مشقت کے بعد راحت ہے تو ظالموں کا ظلم چونکہ مظلوموں کی راحت کا سبب بنے گا تو ظالموں کی پیدائش میں حکمت ہے۔

۲ بے سبب۔ اوپر چونکہ مصائب اور تکالیف کو راحتوں کا سبب بتایا تھا۔ اب اسباب اختیار کرنے کی بحث شروع کی ہے۔ جب تک انسان حواس کی قید و بند میں ہے اس کی نظر اسباب پر ہوتی ہے تو اس کو اسباب اختیار کرنا ضروری ہیں اور جب حواس سے آزاد ہو جاتا ہے تو ہر چیز کو بغیر اسباب کے قدرت الٰہی سے سمجھتا ہے تب اس کے لئے ترک اسباب جائز ہے۔ طبائع۔ یعنی جب ریاضت کے ذریعہ ظاہری حواس سے آزاد ہو جاتا ہے تو ظاہری سبب اس کی نگاہ میں نہیں ہوتا ہے اب اس کو یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اسباب کو ترک کر سکے۔ بیند۔ جس طرح انبیاء کے معجزات اسباب سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ محض اللہ کی قدرت سے ان کو ظہور ہوتا ہے اسی طرح دیگر اشیاء کو بھی محض اللہ کی قدرت سے سمجھتا ہے اسباب سے ان کو متعلق نہیں کرتا

۳ ایں سبب۔ عام انسانوں کے لئے سبب کا اختیار کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ مریض کے لئے طبیب یا چراغ کے لئے بتی۔ چراغت۔ عام انسانوں کو سبب کا اختیار کرنا ضروری ہے۔ آفتاب۔ جو کاملین ہیں وہ اسباب اختیار کرنے سے پاک ہیں

رو۔ گھر کیلئے کہگل ضروری ہے ورنہ منہدم ہو جائیگا آسمان اس سے منزہ ہے۔ یہی عوام اور خواص کا اسباب اختیار کرنے میں فرق ہے۔ وہ کہ۔ خواص کو یہ مقام حاصل ہے۔ جز بشب۔ چونکہ پہلے ہم رذائل سے برتتے لہٰذا ہم پر تجلی نہ ہوئی۔ ترک۔ خاص مقام اور تجلی نہ ہونے کی وجہ جسم پروری ہے۔ عیسیٰ یعنی روح، عقل۔ خر یعنی جسم، نفس۔ پردہ، بارگاہ رب العزت

طالعِ عیسیٰ است ؎۱ علم و معرفت
علم و معرفت عیسیٰ کا نصیب ہے
طالعِ خَر نیست اے تُو خَر صفت
اے کہ تو گدھے جیسا ہے! گدھے کا نصیب نہیں ہے

نالۂ خر بشنوی رحم آیدت
تو گدھے کا نالہ سنتا ہے، تجھے رحم آجاتا ہے
پس ندانی خر خری فرمایدت
تو نہیں جانتا ہے کہ گدھا تجھ سے گدھے پن کی فرمائش کریگا

رحم بر عیسیٰ کُن و بر خر مکن
عیسیٰ پر رحم کر اور گدھے پر نہ کر
طبع را بر عقل خود سرور مکن
نفس کو اپنی عقل کا سردار نہ بنا

طبع را ہِل تا بگرید زار زار
نفس کو چھوڑ تاکہ وہ زار زار روئے
تو ازو بستان و وامِ جاں گذار
تو اس سے وصولی کر اور جان کا قرض ادا کر دے

سالہا خَر بندہ بودی بس بُوَد
تا سالوں گدھے کا غلام رہا ہے کافی ہے
زانکہ خَر بندہ زخر واپس بُوَد
کیونکہ گدھے کا نوکر گدھے کے پیچھے رہتا ہے

زآخِرُ ؎۲ وہُنّ مراداش نفسِ تُست
ان کو "پیچھے رکھو" سے تیرا نفس مراد ہے
کو بہ آخر باید و عقلت نخُست
کیونکہ وہ پیچھے ہونا چاہیے اور عقل پہلے

ہم مزاجِ خَر شدست ایں عقلِ پست
یہ پست عقل گدھے کی مزاج کی ہو گئی ہے
فکرش اینکہ چوں عَلف آرم بدست
اس کو یہی فکر ہے کہ چارہ کیونکر ہاتھ آئے

آں خَرِ عیسیٰ مزاجِ دل گرفت
(حضرت) عیسیٰ کے گدھے نے دل کا مزاج حاصل کیا
در مقامِ عاقلاں منزل گرفت
عقلمندوں کے مقام میں جگہ پائی

زانکہ غالب عقل بود و خَر ضعیف
کیونکہ عقل غالب تھی اور گدھا کمزور تھا
از سوارِ زفت گردد خرنحیف
بھاری سوار سے گدھا کمزور ہو جاتا ہے

خود ؎۳ زضُعفِ عقل تو اے خَر بَہا
اے گدھے برابر! تیری عقل کی کمزوری کی وجہ سے
ایں خَرِ پژمُردہ گشت ست اژدہا
یہ ادھموا گدھا اژدہا ہو گیا ہے

گرز عیسیٰ گشتہ رنجور دل
اگر تو عیسیٰ کی وجہ سے رنجیدہ دل ہو گیا ہے
ہم از و صحت رسد اُورا مہل
اسی سے صحت حاصل ہو گی، اس کو نہ چھوڑ

اے مسیحِ خوش نفس چونی زرنج
اے پاک دم مسیحا! تکلیف سے آپ کا کیا حال ہے؟
کہ نبود اندر جہاں بے مار گنج
دنیا میں کوئی خزانہ سانپ کے بغیر نہیں ہوتا ہے



؎۱ طالع عیسیٰ علم و معرفت روح کا حصہ ہے۔ نفس اس سے بے بہرہ ہے۔ نالہ خر۔ نفس اپنی خواہشات کے لئے واویلا کرتا ہے تو انکو پورا کر دیتا ہے۔ رحم۔ روح کی پرورش کر نفس کو روح پر غالب نہ بنا۔ واپس بود۔ گدھے والا جو گدھے سے بھی پیچھے ہے منزل پر گدھے کے بعد پہنچے گا۔

؎۲ اَخِرُوْ هُنَّ ۔حدیث شریف میں عورتوں کے بارے میں آیا ہے اَخِرُوْ هُنَّ حَیْثُ اَخَرَ مِنَ اللهِ سوخر کرو ان کو جبکہ موخر کیا ہے ان کو اللہ نے مولانا فرماتے ہیں اس حدیث میں جس طرح عورتوں کو مردوں سے موخر رکھنے کا حکم ہے اسی طرح اس میں نفس کو عقل سے موخر رکھنے کا حکم ہے۔ عقل پست۔ وہ عقل جو نفس سے مغلوب ہو گئی ہے۔ خر عیسیٰ عقل سے نفس کو مغلوب بنا دیگا تو نفس میں بھی عقل کے خواص پیدا ہو جائیں گے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کے گدھے میں ہوا۔ سوار زفت۔ قوی سوار یعنی غالب عقل۔

؎۳ خود۔ جب انسان کی روح کمزور ہو تو نفس کو بہت زیادہ غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ گرز عیسیٰ۔ شیخ بمنزلہ حضرت عیسیٰ کے ہے جو مردہ روح کو زندہ کرتا ہے اگر شیخ کی تربیت میں کسی بات سے دل کو رنج بھی پہنچے تو برداشت کرنا چاہیے کیونکہ ذریعہ صحت وہی ہے اے مسیح۔ پہلے شعر میں مرید کو نصیحت تھی اب پیر کو خطاب ہے۔

چونی اے عیسیٰ[1] ز دیدارِ یہود ... چونی اے یوسفؑ زاخوانِ حسود

اے عیسیٰ! یہود کے دیدار سے تیرا کیا حال ہے؟ ... اے یوسفؑ! حاسد بھائیوں کی وجہ سے آپ کیسے ہیں؟

تو شب و روز از پئے ایں قومِ غمر ... چوں شب و روزی بدو بخشائی عُمر

تو دن رات اس بے وقوف قوم کے پیچھے ... دن رات کی طرح ہے (اور) اسکو زندگی بخشتا ہے

آہ ازیں صفرائیانِ بے ہنر ... چہ ہُنر زاید زصفرا دردِ سَر

ان بے ہنر صفراوی مزاج والوں پر افسوس ہے ... صفرا سے کیا ہنر پیدا ہوتا ہے؟ دردِ سر (پیدا ہوتا ہے)

تو ہماں کُن کہ کُند خورشیدِ شرق ... بانفاق وحیلہ وُوزدی وزرق

تو وہی کر جو مشرق کا سورج کرتا ہے ... باوجود نفاق اور حیلہ اور چوری اور مکاری کے

تو عَسل ما سِرکہ در دنیا و دیں ... دفعِ ایں صفرا بود سر کنگبیں

دنیا اور دین (کے معاملہ) میں تو شہد ہے اور ہم سرکہ ہیں ... سکنجبین اس صفرا کو دفع کرنے والی ہے

سِرکہ[2] افزو دیم ما قومِ زحیر ... تو عَسل بفزا کرم را وامگیر

ہم پیچش زدوں نے سرکہ بڑھا دیا ہے ... تو شہد میں اضافہ کر دے مہربانی کم نہ کر

ایں سَزیداز ما چنیں آمد زمَا ... ریگ اندر چشم چہ افزاید عما

ہم اس لائق تھے ہم سے ایسا ہی ہوا ... ریت آنکھ میں کیا بڑھائے گا؟ اندھا پن

آں سَزد از تو ایا کُحلِ عزیز ... کہ بیا بداز تو ہر نا چیز چیز

اے پیارے سرمے! تیری یہی لائق ہے ... کہ تجھ سے ہر ناچیز، کوئی چیز حاصل کر لے

ز آتشِ ایں ظالمانت دل کباب ... از تو جُملہ اِہدِ قومی بُد خطاب

ان ظالموں کی آگ سے تیرا دل کباب ہے ... تیری جانب سے "اِہد قومی" کا جملہ و خطاب ہے

کانِ[3] عُودی در تو گر آتش زنند ... ایں جہاں از عطر و ریحان پر کُنند

تو "اگر" کی کان ہے اگر تجھ میں آگ لگائیں گے ... اس دنیا کو عطر اور خوشبو سے بھر دیں گے

تو نہ آں عُودی کز آتش کم شود ... تو نہ آں رُوحی اسیرِ غم شود

تو وہ اگر نہیں ہے جو آگ سے کم ہو جائے ... تو وہ روح نہیں ہے جو غم کی قیدی بنجائے

عُود سوزد کانِ عُود از سوز دور ... باد کے حملہ بَرد بر اصلِ نور

"اگر جل جاتا ہے" اگر کی کان جلنے سے دور ہے ... اصل نور پر ہوا کب حملہ کر سکتی ہے؟



[1] اے عیسیٰ۔ یعنی شیخ یہود۔ یعنی بدکردار مرید یوسف۔ یعنی پیر اخوان حسود۔ یعنی بد عمل مرید۔ تو شب و روز۔ شیخ کی توجہ روح کی عمر دراز کرتی ہے۔ صفرائیاں۔ صفراوی مزاج والے جن پر صفر کا غلبہ ہوتا ہے نہ وہ تندرست رہتے ہیں نہ ان کو صحیح چیز نظر آتی ہے اور دردِ سر میں مبتلا رہتے ہیں تو ہماں۔ کن جس طرح سورج باوجود تمام نالائقیوں کے سب کو منور کرتا رہتا ہے اسی طرح آپ بھی مریدوں کی بدکرداری کی وجہ سے ان کو فیض سے محروم نہ کریں۔ تو عسل۔ پیر کے افعال و اخلاق شہد کی طرح شیریں ہیں۔ ما سرکہ۔ مریدوں کی بداعمالیاں سرکہ کی طرح تلخ ہیں۔ ایں صفرا۔ نفس پر جو صفرا کا غلبہ ہے وہ سکنجبین سے دور ہوگا۔ سر کنگبیں۔ سکنجبین دوا ہے جو شہد اور سرکہ ملا کر بنائی جاتی ہے۔

[2] سرکہ۔ یعنی نفس کے رذائل۔ زحیر۔ پیچش کی بیماری۔ ایں سزید۔ ہم اسی قابل ہیں کہ ہم سے آپ کو تکلیف پہنچے آں سزد۔ آپ بمنزلہ سرمہ کے ہیں جو بینائی پیدا کرتا ہے۔ ز آتش۔ یعنی بے شک مریدوں کی بد عملی سے آپ کا دل جلتا ہے۔ اہد قومی۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دیدے۔ یہ دعا آنحضورؐ نے اس وقت کی جب قوم نے ان کو ستایا اور آپ نے ان کو بددعا نہ دی

[3] کان۔ عودی۔ اگر کی لکڑی کو اگر جلایا جائے تو اس کی اور خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں پیر بمنزلہ عود کے ذخیرہ کے ہے جو ختم نہیں ہوتا ہے یعنی مریدوں کی بدکاری اس کے فیض کو ختم نہیں کر سکتی ہے۔

اے زتو مر آسماں ہارا صفا	اے جفائے تو زنکو اِتر آزوفا
اے (وہ کہ)! تیری وجہ سے آسانوں کو صفائی حاصل ہے	اے وہ (ذات) کہ تیری جفا، وفا سے بہتر ہے
زانکہ از عاقل جفائے گر رَوَد	از وفائے جاہلاں بہتر بُود
کیونکہ عقلمند سے اگر جفا بھی ہو جائے	تو جاہلوں کی وفا سے بہتر ہوتی ہے
عاقل آرد معرفت را در میاں	جاہل آرد معرفت رادر زباں
عقلمند، معرفت کو درمیان میں لاتا ہے	جاہل معرفت کو زبان پر لاتا ہے
گفت پیغمبرؐ عداوت از خِرد	بہتراز مہریکہ از جاہل رسد
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ عقل کیساتھ دشمنی	اس محبت سے بہتر ہے جو جاہل کیجانب سے ہو
دوستی با مردمِ دانا نکوست	دشمن دانا بہ از نا دان دوست
عقلمندوں سے دوستی اچھی ہے	دانا دشمن، نادان دوست سے بہتر ہے

رنجا نیدن امیرے آں خفتہ راکہ مار در دہانش رفتہ بُود

ایک امیر کا اس سونیوالے کو تکلیف دینا جس کے منہ میں سانپ گھس گیا تھا

عاقلے براسپ می آمد سوار	در دہانِ خفتۂ می رفت مار
ایک عقلمند گھوڑے پر سوار آرہا تھا	ایک سوئے ہوئے کے منہ میں سانپ گھس رہا تھا
آں سوارآں رابدید و می شتافت	تارہاند خفتہ را فرصت[2] نیافت
اس سوار نے اس کو دیکھا اور دوڑا	تاکہ سوتے ہوئے کو بچا لے موقع نہ ملا
چونکہ از عقلش فراواں بُد مدد	چند دَبوّسے قوی بر خفتہ زد
چونکہ عقل کی اس کو بہت مدد حاصل تھی	چند سخت کوڑے سوئے ہوئے کے مارے
خفتہ از خواب گراں چوں بر جہید	یک سوارِ تُرک بادَبوّس دید
سویا ہوا جب گہری نیند سے اٹھا	ایک ترک سوار کو مع کوڑے کے دیکھا
بے محابا تُرک دَبوّسِ گراں	چونکہ افزوں کوفت اوراشد دواں
ترک نے بے جھجک سخت کوڑے	چونکہ اس کے بہت مارے، وہ بھاگا
خفتہ زاں زخمِ گراں بر جست زود	گشت حیراں گفت آیا ایں چہ[3] بود
سویا ہوا اس سخت چوٹ سے بہت جلد اٹھا	حیران ہو گیا، بولا یہ کیا تھا؟
بُرد اورا زخم آں دَبوّسِ سخت	زوگریزاں تابزِ یک درخت
اس سخت کوڑے کی چوٹ اس کو لے گئی	اس سے بھگا کر، ایک درخت کے نیچے

[1] نکوتر۔ شیخ کی سختی سے مرید کی اصلاح ہوتی ہے۔ زانکہ۔ عقلمند کا ظلم نادان کی دوستی سے بہتر ہوتا ہے۔ عاقل عقلمند علم ومعرفت پر عمل کرتا ہے جاہل نفس زبان سے ذکر کرتا ہے۔ گفت۔ پیغمبر۔ ان الفاظ، کی کوئی حدیث نہیں ہے دشمن دانا۔ عقلمند دشمنی ہی نہیں کرتا ہے اگر کرتا ہے تو بظاہر دشمنی ہوتی ہے اور اس میں پوشیدہ کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ رنجانیدن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ سوار نے جو کچھ کیا بظاہر دشمنی تھی لیکن اس میں حکمت پوشیدہ تھی۔

[2] فرصت نیافت۔ یعنی بچانے کا موقع نہ ملا اور سانپ اس کے منہ میں گھس گیا۔ مدد یعنی وہ سوار عقلمند تھا۔ دَبُوس۔ گرز۔ کوڑا۔ شدد دواں۔ وہ سونے والا بھاگا۔

[3] چہ بود۔ یعنی یہ سوار مجھے کیوں مار رہا ہے۔ بُرد۔ یعنی وہ اٹھ کر بھاگا اور بھاگتے بھاگتے ایک درخت کے نیچے پہنچا۔

سیب ا۱ بوسیدہ بسے بُد ریختہ — گفت زیں خوراے بدرد آمیختہ
سڑے ہوئے سیب بہت پڑے تھے — بولا، یہ کھا اے درد مند!

سیب چنداں مرد را در خورد داد — کز دہانش باز بیروں می فتاد
(اس) شخص کو اس قدر سیب کھلائے — کہ اس کے منہ سے باہر نکلنے لگے

بانگ می زد کائے امیر آخر چرا — قصدِ من کردی تو نادیدہ جفا
وہ چیختا اے سردار، آخر کیوں؟ — بغیر قصور کے تو نے میری جان (لینے) کا ارادہ کیا ہے

گر تُرا از اصلست با جانم ستیز — تیغ زن یکبارگی خونم بریز
اگر اصلا تجھے میری جان سے دشمنی ہے — تلوار مار، ایک دم سے میرا خون بہا دے

شُوم ساعت کہ شُدم بر تو پدید — اے خُنک آں را کہ روئے تو نہ دید
وہ گھڑی بڑی نحس تھی کہ میں تیرے سامنے آیا — وہ قابل مبارکباد ہے جس نے تیرا چہرہ نہ دیکھا

بے جنایت ۲ بے گنہ بے بیش وکم — مُلحِداں جائز ندارند ایں سِتم
بلا زیادتی، بلا خطا، بلا کمی اور بیشی کے — کافر (بھی) یہ ظلم جائز نہیں سمجھتے ہیں

می جہد خوں از دہانم با سُخن — اے خدا آخر مُکافاتش تو کُن
بات کے ساتھ میرے منہ سے خون ٹپکتا ہے — اے خدا تو اس کا بدلہ لے!

ہر زماں می گفت اُو نفرینِ نو — اُوش می زد کاندریں صحرا بدَو
وہ ہر لمحہ ایک نئی ملامت کر رہا تھا — (اور) وہ اس کو مارتا تھا کہ اس بیاباں میں دوڑ

زخمِ وَ بوس و سوارِ ہمچو باد — می دوید و باز بر روی فتاد
گھوڑے کی چوٹ اور ہوا کی طرح کا سوار — وہ دوڑتا تھا اور پھر منہ کے بل گرتا تھا

ممتلی و خوابناک و سُست بُد — بر سَرو پایش ہزاراں زخم شُد
وہ شکم پر اور نیند میں، اور سُست تھا — اس کے سر اور پیروں پر ہزاروں زخم ہو گئے

تاشبانگہ می کشید ۳ وی کشاد — تاز صفراقے شدن بروے فتاد
رات تک کھینچا تانی ہوتی رہی — یہاں تک کہ اس کو صفرا کی قے ہونے لگی

زوبر آمد خورد ہا زشت و نکو — ماربا آں خوردہ بیروں جست ازو
اس سے اچھا برا کھایا ہوا نکل پڑا — اس کھائے ہوئے کے ساتھ سانپ بھی اس سے نکلا

چوں بدید از خوُد بروں آں مار را — سجدہ آورد آں نِکو کردار را
جب اس نے اپنے (پیٹ) میں سے سانپ نکلتا دیکھا — اس بھلے (انسان) کے سامنے اس نے سجدہ کیا

---

۱ سیب۔ وہ درخت سیب کا تھا اور اس کے نیچے گلے سڑے سیب بہت پڑے تھے۔ گفت۔ سوار نے کہا۔ مردرا۔ یعنی سونے والے کو۔ بانگ می زد۔ سویا ہوا اٹھ کر جو بھاگا تھا وہ چیختا تھا۔ نادیدہ جفا۔ یعنی میں نے تجھ پر کوئی ظلم بھی نہیں کیا ہے۔ یکبارگی۔ دفعتہً قتل ہوجانا آسان ہوتا ہے۔ اے خُنک روئے تو یعنی تجھ جیسے ظالم کا چہرہ۔

۲ جِنَایت۔ ظلم، زیادتی ملحد بے دین۔ اے خدا۔ ایسے ظالم کو خدا ہی سزا دے سکتا ہے۔ مُکَافات۔ بدلہ۔ اوش۔ یعنی وہ ترک سوار اس بھاگنے والے کو ہمچو باد۔ وہ تیز رو گھوڑے پر سوار تھا۔ باز۔ یعنی جب بھاگتے بھاگتے تھک جاتا تھا۔ ممتلی یعنی سیب کھانے سے اس کا پیٹ پر تھا۔

۳ کشید و کشاد۔ کھینچنا اور کھولنا۔ یعنی پکڑ دھکڑ۔ صفرا۔ بدن کی چار خلطوں میں سے ایک خلط ہے۔ مارتی میں سانپ بھی پیٹ میں سے نکلا سجدہ آورد۔ تعظیم کے لئے اس کے سامنے سرنگوں ہوگیا۔ نکو کردار یعنی بھلا سوار۔

سہم[۱] آں مارِ سیاہِ زشت و زفت
اس کالے بھدے موٹے سانپ کا ڈر

چوں بدید آں دردہا از وے برفت
جب اسے نظر آیا وہ تکلیفیں اس سے جاتی رہیں

گفت تو خود جبرئیلِ رحمتی
بولا، تو تو رحمت کا فرشتہ ہے

یا خداوندو ولیِ نعمتی
یا میرا آقا، اور مربی ہے

اے مبارک ساعتے کہ دیدیم
وہ کتنی نیک گھڑی تھی کہ میں نے تجھے دیکھا

مُردہ بودم جانِ نو بخشیدیم
میں مر چکا تھا تو نے نئی زندگی بخشی

تو مرا جویاں مثالِ مادراں
تو ماؤں کی طرح میری دیکھ بھال کرنیوالا ہے

من گریزاں از تو مانندِ خراں
میں تجھ سے گدھوں کی طرح بھاگنے والا تھا

خر گریزد از خداوند از خری
گدھا مالک سے گدھے پن سے بھاگتا ہے

صاحبش درپے زنیکو اختری
اس کا مالک نیک بختی کی وجہ سے اس کے درپے ہے

نز پئے سُود و زیاں می جویدش
وہ اس کو نفع نقصان کیلئے نہیں ڈھونڈتا ہے

لیک تا گرگش ندرّد یا ددش
لیکن (اس وجہ سے) کہ اس کو بھیڑیا یا درندہ نہ پھاڑ ڈالے

اے خنک[۲] آں را کہ بیند روئے تو
مبارک ہے وہ جو تیرا چہرہ دیکھے

یا درافتد نا گہاں در کوئے تو
یا اچانک تیرے کوچے میں پہنچ جائے

اے روانِ پاک بستودہ تُرا
اے وہ کہ پاک جان تیری ثنا خواں ہے

چند گفتم ژاژ و بیہودہ ترا
میں نے تجھے کس قدر بیہودہ باتیں ہیں اور بکواس کی

اے خداوند و شہنشاہ و امیر
اے آقا، اور شہنشاہ، اور سردار!

من نگفتم جہلِ من گفت آں مگیر
میں نے نہیں میری نادانی نے کہا اسپر مواخذہ نہ کر

شمۂ زیں حال اگر دانستمے
اگر میں اس حال کا تھوڑا سا حصہ بھی جان لیتا

گفتنِ بیہودہ نتوانستمے
تو بیہودہ بکواس نہ کرتا

بس ثنایت گفتمے اے خوشخصال
اے اچھے انسان! تیری میں بہت تعریفیں کرتا

گر مرا یک رمزی گفتی زحال
اگر تو واقعہ کا تھوڑا اشارہ (بھی) کر دیتا

لیک خامُش کردہ می آشوفتی
لیکن تو تو چپ رہ کر پریشان کرتا تھا

خامُشانہ بر سرم می کوفتی
خاموشی سے میرے سر کو کچل رہا تھا

شد سرم کالیوہ[۳] عقل از سر بجست
میرا سر دیوانہ ہو گیا عقل سر میں سے بھاگ گئی

خاصہ ایں سر را کہ مغزش کمترست
خصوصا یہ سر جس میں مغز بہت کم ہے

---

[۱] سہم۔ سانپ کے ڈر سے چوٹ اور زخموں کی تکلیف بھول گیا۔ ولی نعمت جو نعمتیں بخشیے مردہ بودم۔ سانپ کاٹ لیتا اور میں مر جاتا۔ بخشدیم۔ تو مرا بخشیدی۔ خر گریزد۔ گدھے کے بھاگنے میں گدھے ہی کی ہلاکت ہے اگر مالک نہ پکڑے گا تو گدھے کو بھیڑیا یا اور کوئی درندہ پھاڑ کھائے گا۔

[۲] اے خنک۔ چونکہ تو اس کی دیکھ بھال کرے گا۔ اے نیک لوگ بھی تیری تعریفیں کرتے ہیں ژاژ۔ جس کا ذکر پہلے اشعار میں آیا ہے۔ جہل من گفت۔ میری نادانی اس بکواس کا سبب بنی۔ زیں حال۔ یعنی میرے پیٹ میں سانپ گھس گیا ہے۔ اور تو اسے نکالنے کی تدبیر کر رہا ہے۔

[۳] کالیوہ احمق، بے عقل دیوانہ۔ خاصہ۔ یعنی میں پہلے سے بیوقوف تھا چہ سے اور بے عقل ہو گیا۔

عفو کن اے خوبروئے خوب کار
اے خوبصورت، خوب سیرت! معاف کر دے
آنچہ گفتم از جنوں اندر ۱ گذار
پاگل پن سے میں نے جو کچھ کہا، اس سے درگزر کر

گفت اگر من گفتمے رمزے ازاں
اس نے کہا اگر میں اس میں سے تھوڑا بھی بتا دیتا
زہرہ تو آب گشتے در زماں
فوراً تیرا پتا پانی بن جاتا

گر ترامی گفتمے اوصافِ مار
اگر میں تجھ سے سانپ کی باتیں کہہ دیتا
ترس از جانت بر آوردے دِمار
خوف تیری جان نکال دیتا

مصطفیٰ فرمود اگر گویم براست
مصطفیٰؐ نے فرمایا اگر میں صاف صاف کہہ دوں
شرح آں دشمن کہ در جانِ شماست
اس دشمن کی تفصیل، جو تمہارے اندر ہے

زہر ہائے پُر دلاں بر ہم دَرَد
تو وہ بہادروں کے پتے پھاڑ دے
نہ رود رہ نے غمِ کارے خورد
نہ کوئی راستہ چلے نہ کسی کام کی فکر کرے

نے دلش راتاب ماند در نیاز
نہ اس کے دل میں عاجزی کی طاقت رہے
نے تنش راقوتِ صوم و نماز
نہ اس کے بدن میں نماز اور روزہ کی طاقت رہے

ہمچو ۲ موشے پیشِ گربہ لاشود
(وہ) چوہے کی طرح بلی کے سامنے معدوم ہو جائے
ہمچو برہ پیشِ گرگ از جار ود
اس بکری کے بچے کی طرح جو بھیڑیئے کے سامنے سے بھاگے

اندروںے حیلہ ماند نے روش
اس میں نہ کوئی تدبیر رہے، نہ چال
پس کنم نا گفتہ تاں من پرورش
میں بغیر بتائے ہوئے تمہاری تربیت کرتا ہوں

ہمچو بوبکرِ رُبانیؒ تن زنم
ابو بکر ربابیؒ کی طرح میں خاموش رہتا ہوں
دست چوں داودؑ در آہن زنم
ہاتھ سے (حضرت) داؤد کی طرح لوہے کا کام کرتا ہوں

تا محال از دستِ من حالے شود
تاکہ ناممکن میرے ہاتھ سے موجود ہو جائے
مُرغِ پَر بر کندہ رابا لے شود
پرنچے ہوئے پرندے کے پر لگ جائیں

چوں یَدُ اللہ ۳ فَوقَ اَیدِیھِم بُوَد
جب کہ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوا
دستِ مارا دستِ خود فرمود اَحَد
تو اللہ (تعالیٰ) نے میرے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا

پس مرا دستِ دراز آید یقیں
تو یقیناً میرا دراز ہاتھ
بر گزشتہ ز آسمانِ ہفتمیں
ساتویں آسمان سے آگے بڑھ گیا



۱ اندر۔ زیادہ ہے گفت۔ اس کی معذرتوں کے بعد سوار نے کہا۔ ازاں یعنی سانپ کے پیٹ میں گھسنے کا واقعہ۔ اوصاف مار۔ یعنی اس کی خوفناکی اور پیٹ میں گھسنا۔ دمار۔ ہلاکت۔ فرمود۔ اس کے بعد مولانا نے آنحضورؐ کی زبان جو کچھ کہا ہے وہ کوئی مستقل حدیث نہیں ہے۔ دشمن۔ یعنی شیطان۔ زہرہ۔ پتا۔ پردل بہادر۔ نے دلش۔ بدحواسی طاری ہو جائے پھر نہ عاجزی کرنے کی طاقت رہے نہ روزہ نماز کی۔

۲ ہمچو موشے۔ چوہا بلی کے سامنے، بکری کا بچہ بھیڑیئے کے سامنے مردہ ہو جاتا ہے۔ لا۔ معدوم اور مردہ۔ برہ۔ بکری کا بچہ۔ ناگفتہ۔ یعنی شیطان کے کو دشمنی کی تفصیل کہے بغیر۔ بوبکر ربابی ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں جو چند سال بالکل خاموش رہے یہ باتیں مولانا نے اپنی طرف سے کہی ہیں ورنہ یہ بزرگ تو آنحضورؐ کے بہت بعد کے ہیں۔ تن زدن۔ خاموش رہنا۔ دست در آہن زدن۔ لوہے کا کام کرنا، سخت کام کرنا۔ بال۔ پر۔

۳ یَدُ اللہ۔ جب حدیبیہ کے موقع پر آنحضورؐ نے اپنا ہاتھ صحابہ کے ہاتھ پر رکھ کر بیعت لی تھی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی یَدُ اللہِ فَوقَ اَیدِیھِم ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے" دست ما۔ یعنی اس آیت میں اللہ نے آنحضورؐ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ احد۔ اللہ تعالیٰ۔

دستِ من بنمود بر گردوں ہُنر ۔۔۔ مُقریا بر خواں کہ اِنشَقَّ[۱] القَمَر
میرے ہاتھ نے آسمان پر ہُنر دکھلایا ۔۔۔ اے قاری انشق القمر پڑھ

ایں صفت ہم بہرِ ضُعفِ عقلہاست ۔۔۔ با ضعیفاں شرحِ قدرت کے رواست
یہ صفت بھی عقلوں کی کمزوری کی وجہ سے (بیان کی) ہے ۔۔۔ کم عقلوں کے سامنے قدرت کی تشریح کب مناسب ہے؟

خود بدانی چوں برآری سر ز خواب ۔۔۔ ختم شُد وَ اللّٰہُ اَعلَم بِالصَّواب
تو خود جان لے گا جب نیند سے سر اٹھائے گا ۔۔۔ (بات) ختم ہوئی اور اللہ بہتر جانتا ہے

گر ترا[۲] می گفتمے ایں ماجرا ۔۔۔ آں دم از تو جانِ تو گشتے جُدا
اگر میں یہ قصہ تجھ سے کہہ دیتا ۔۔۔ اسی وقت تیری روح تجھ سے جدا ہو جاتی

مَر تُرا نے قُوّتِ خوردن بُدے ۔۔۔ نے رَہ و پروائے قے کردن بُدے
نہ تجھ میں کھانے کی طاقت رہتی ۔۔۔ نہ قے کرنے کی راہ اور پروا رہتی

می شنیدم فحش و خَرمی راندم ۔۔۔ رَبِّ یَسِّر زیرِ لَب می خواندم
میں بری باتیں سنتا رہا اور کام چلاتا رہا ۔۔۔ آہستگی سے رب یسر پڑھتا رہا

از سبب گفتن مراد ستور نے ۔۔۔ تَرکِ تو گفتن مرا مقدور نے
سبب بتانا میری عادت نہیں ہے ۔۔۔ تجھے چھوڑ دینے پر میں قادر نہ تھا

ہر زماں می گفتم از دردِ دروں ۔۔۔ اِھْدِ قَومِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعلَمُوْن
اندرونی تکلیف کی وجہ سے میں ہر وقت کہتا تھا ۔۔۔ (اے اللہ) میری قوم کو ہدایت دے بے شک وہ جانتے نہیں ہیں

سجدہا[۳] می کرد آں رَستہ زرنج ۔۔۔ کاے سعادت وے مرا اقبال گنج
وہ تکلیف سے نجات پانے والا سجدے کرتا تھا ۔۔۔ کہ اے سعادت (مند) اے میرے اقبال کے خزانے!

از خدایابی جزا ہائے شریف ۔۔۔ قوّتِ شکرت ندارد ایں ضعیف
تو خدا سے اچھے بدلے پائے گا ۔۔۔ اس کمزور میں تیرا شکریہ ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے

شکرِ حق گوید تُرا اے پیشوا ۔۔۔ آں لب و چانہ ندارم واں نوا
اللہ تیرا شکری ادا کرے اے پیشوا! ۔۔۔ میں وہ ہونٹ اور جبڑا اور وہ سامان نہیں رکھتا ہوں

دشمنیِ عاقلاں زینساں بُوَد ۔۔۔ زہرِ ایشاں ابتہاجِ جاں بُوَد
عقلمندوں کی دشمنی اس طرح کی ہوتی ہے ۔۔۔ ان کا زہر جان کی خوشی ہوتی ہے

دوستیِ ابلہاں رنج و ضلال ۔۔۔ ایں حکایت بشنو از بہرِ مثال
بیوقوفوں کی دوستی رنج اور گمراہی ہے ۔۔۔ مثال کے لئے یہ قصہ سن لے

---

۱ فَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ چاند پھٹ گیا۔ شق القمر کا معجزہ آنحضورؐ کی انگلی کے اشارے سے ظاہر ہوا تھا۔ ایں صفت۔ یعنی آنحضورؐ کے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ کہنا۔ خود قدرت کے راز قیامت میں کھلیں گے۔

۲ گر ترا۔ یہاںتک مولانا نے حدیث کے حوالہ سے بیان کیا اب اصل قصہ کی طرف رجوع کر کے سوار کی بابت نقل کرتے ہیں نے رہ۔ نہ دور سکتا نہ قے کر سکتا۔ خَرقدن۔ کام چلانا۔ رَبِّ یَسِّر۔ خدا مشکل آسان کردے۔ اِھْدِ قَومِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْن۔ میری قوم کو ہدایت کردے وہ جانتے نہیں ہیں۔ یہ آنحضورؐ نے اس وقت دعا کی تھی جب طائف میں آپ کو دشمنوں نے ستایا تھا۔

۳ سجدہا۔ یعنی جب وہ سوار کی مہربانیوں کو سمجھ گیا تو تعظیم کے لئے سرنگوں ہو گیا۔ کاے۔ یعنی اور یہ کہتا تھا۔ چانہ۔ جبڑا۔ ندارم۔ یعنی میرا منہ تیری تعریف کے قابل نہیں ہے۔ دشمن۔ ی مولانا نے اس قصہ میں یہ سمجھایا ہے کہ عقلمند کی دشمنی نادان کی دوستی سے بہتر ہے۔ اِبتہاج۔ خوش ہونا۔ دوستی ابلہاں۔ اب مولانا بیوقوف کی دوستی کے ابتر ہونے پر قصہ سناتے ہیں۔

اعتماد کردنِ شخصے بر تملق ۱؎ ووفائے خرس
ایک شخص کا ریچھ کی چاپلوسی اور وفاداری پر بھروسہ کرنا

اژدہائے خرس رادرمی کشید — شیر مردے رفت و فریادش رسید
ایک اژدہا ایک ریچھ کو کھینچ رہا تھا — ایک بہادر گیا اور اس کی مدد کی

شیر مردانند در عالم مدد — آں زماں کافغانِ مظلوماں رسد
بہادر لوگ دنیا میں مدد ہیں — اس وقت جبکہ مظلوموں کی فریاد آئے

بانگ ۲؎ مظلوماں زہر جا بشنوند — آں طرف چوں رحمتِ حق می دوند
مظلوموں کی فریاد جس جگہ سے سنتے ہیں — اس جانب اللہ کی رحمت کی طرح دوڑ جاتے ہیں

آں ستونہائے خللہائے جہاں — آں طبیبانِ مرضہائے نہاں
وہ دنیا کے شگافوں کے ستون ہیں — وہ پوشیدہ مرضوں کے طبیب ہیں

محضِ مہرو داروی و رحمت اند — ہمچوں حق بے علّت و بے رشوت اند
خالص محبت اور انصاف اور رحمت ہیں — اللہ تعالیٰ کی طرح بلا غرض اور بے رشوت ہیں

ایں چہ یاری میکنی یکبار گیش — گویداز بہرِ غم و بیچار گیش
یہ مدد تو کیوں کرتا ہے؟ فوراً — وہ کہے گا اس کے غم اور بیچارگی کی وجہ سے

مہربانی شد شکارِ شیر مرد — در جہاں دارو نہ جوید غیرِ درد
بہادر کا شکار، مہربانی ہے — درد کے علاوہ دنیا میں دوا کوئی نہیں تلاش کرتا ہے؟

ہر کجا درد ے دوا آنجا رود — ہر کجا فقرے نوا آنجا رود
جہاں درد ہوتا ہے دوا وہاں پہنچتی ہے — جہاں افلاس ہوتا ہے، سامان وہاں جاتا ہے

ہر کجا پستی ۳؎ ست آب آنجا رود — ہر کجا مشکل جواب آنجا رود
جہاں نشیب ہے پانی وہاں پہنچتا ہے — جہاں کوئی اشکال ہے جواب وہاں جاتا ہے

آب کم جو تشنگی آور بدست — تا بجوشد آبت از بالا و پست
پانی کی تلاش نہ کر، پانی پیدا کر — تاکہ اوپر نیچے سے تیرے لئے پانی جوش میں آئے

تا سقٰھم ربّھم آید خطاب — تشنہ باش اللّٰہُ اَعلَمُ بالصَّواب
تاکہ "ان کے رب نے انکو سیراب کیا" کا خطاب آئے — پیاسا رہ، اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

آبِ رحمت بایدت رو پست شو — وانگہاں خور خمرِ رحمت مست شو
تجھے رحمت کا پانی چاہیے؟ جا پست بن — پھر رحمت کی شراب پی، مست بن

۱؎ تملق۔ چاپلوسی۔ خرس۔ ریچھ۔ اژدہا۔ بڑے اژدہے سانس کے ذریعہ جانور کو کھینچ کر کھاجاتے ہیں شیر مرد۔ بہادر۔ شیر مردانند۔ بہادروں کا کام مدد کرنا ہے۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔

۲؎ بانگ۔ بہادروں کا کام یہ ہے کہ وہ مظلوموں کی مدد کے لئے دوڑیں۔ خللہائے۔ یعنی ظلموں کے خلل۔ محض۔ بہادروں کی محبت بغیر کسی غرض اور رشوت کے ہوتی ہے ایں چہ۔ یعنی اگر انسے کوئی سوال کرے۔ گوید۔ بہادر جواب میں کہتا ہے۔ مہربانی۔ بہادروں کا مقصود مہربانی ہوتی ہے۔ وہ مہربانی کرنے کی اس طرح جستجو کرتے ہیں جیسا کہ شکاری شکار کی ہر کجا۔ ہر چیز ایک محل چاہتی ہے مہربانی کرنے کا موقع و محل بہادر ہے۔ درد۔ دوا کا محل درد ہے۔ بخشش و عطا کا محل فقر ہے۔

۳؎ پستی۔ پانی کا محل نشیب ہے جواب کا محل اشکال اور سوال ہے۔ آب کم جو۔ پیاس پیدا کروگے تو پانی ملے گا پانی کی آمد کا محل پیاس ہے سقاہم۔ جنتیوں کے بارے میں قرآن میں مذکور ہے۔ آب رحمت۔ اپنے اندر پستی پیدا کرو رحمت کے پانی کا محل بن جاؤ گے۔

رحمت ۱؎ اندر رحمت آید تا بسر — بر یکے رحمت فرو ما اے پسر
پھر سر تک رحمت ہی رحمت ہو گی — اے صاحبزادے! ایک رحمت پر اکتفا نہ کر

چرخ را درز زیرِ پا آر اے شجاع — بشنو از فوقِ فلک بانگِ سماع
اے بہادر! آسمان کو قدموں کے نیچے لا — آسمان پر سے سماع کی آواز سن لے

پنبۂ وسواس بیروں کن زگوش — تا بگوشت آید از گردوں خروش
کان سے وسوسوں کی روئی نکال — تاکہ آسمان سے شور کی آواز تیرے کان میں آئے

پاک ۲؎ کن دو چشم را از موئے عیب — تا بہ بینی باغ و سرو ستانِ غیب
عیب کے پڑوال سے (دونوں) آنکھوں کو صاف کر لے — تاکہ تو غیب کے سرو ستان اور باغ دیکھے

دفع کن از مغز و از بینی زکام — تاکہ ریح اللہ آید در مشام
سر اور ناک سے زکام رفع کر — تاکہ ناک میں خدائی خوشبو آئے

ہیچ مگذار از تپ صفرا اثر — تابیابی از جہاں طعم شکر
صفراوی بخار کا کوئی اثر نہ چھوڑ — تاکہ تو عالم (آخرت) سے شکر کا مزا چکھے

داروئے مردی کن و عنیں مپو — تابروں آیند صد گوں خوبرو
مردی کا علاج کر اور عنین (بنا ہوا) نر بھاگا پھر — تاکہ سو قسم کے خوبصورت (بچے) پیدا ہوں

کندہ ۳؎ تن راز پائے جاں بکن — تا کند جولاں بگردِ آں چمن
جان کے پانوں میں سے جسم کا کاٹھ نکال دے — تاکہ وہ اس چمن (آخرت) کے گرد دوڑ سکے

غلِ بخل از دست و گردوں دور کن — بختِ نو دریاب از چرخِ کہن
بخل کا طوق ہاتھ اور گردن سے اتار ڈال — پرانے آسمان سے نیا نصیب حاصل کر لے

ورنمی تانی بہ کعبہ لطف پر — عرضہ کن بیچارگی بر چارہ گر
اگر (خود) نہیں کرسکتا ہے مہربانی کے کعبہ کیطرف پرواز کر — بیچارگی کو چارہ گر پر پیش کر دے

زاری و گریہ قوی سرمایہ ایست — رحمتِ کلی قوی تر دایہ ایست
عاجزی اور رونا بڑا سرمایہ ہے — عام رحمت بہت قوی دایہ ہے

دایہ و مادر بہانہ جو بود — تا کہ کے آں طفلِ او گریاں شود
انا اور ماں بہانے ڈھونڈتی ہیں — تاکہ کب اس کا بچہ روئے؟

طفلِ حاجاتِ شمارا آفرید — تا بنالید و شود شیرش پدید
اللہ تعالیٰ نے تمہاری ضرورتوں کا بچہ پیدا کر دیا — تاکہ تم روؤ اور اس کا دودھ پیدا ہو

۱؎ رحمت۔ کسی ایک مقام پر نہ رکو فضل بے پایاں کے طالب رہو۔ چرخ را۔ اس قدر مجاہدے کرو کہ آسمان قدمبوسی کرنے لگے پھر اسرارِ حق سن سکو گے۔ پنبہ وسواس۔ شیطانی اثر کا ازالہ کرکے اسرارِ حق سن سکو گے۔

۲؎ پاک کن۔ چشم بصیرت کو وسواس کے پڑوال سے صاف کرلتا کہ اسرارِ غیب دیکھ سکو دفع کن۔ حواس باطنہ کو نفسانی خواہش سے صاف کرلو تب عالم غیب کی لذتوں سے مستفید ہو گئے۔ صفرا۔ صفراوی بخار میں میٹھی چیز کڑوی لگتی ہے عنین۔ نامرد۔ یعنی اعلیٰ صلاحیتیں پیدا کرو تا کہ تم مظہر کمالات بن سکو۔ خوبرو۔ یعنی خوبصورت بچے۔

۳؎ کندہ تن۔ روح کے لئے جسم بمنزلہ بیڑی کے ہے۔ پہلے زمانے میں جبکہ جیلخانے نہ تھے قیدی کا پانوں لکڑی کے بڑے کندے میں پھنسا کر ڈال دیا جاتا تھا۔ وہ پھر چل پھر نہ سکتا تھا غل۔ پیر کی بیڑی بھی نکال اور گردن اور ہاتھ کی بیڑیاں بھی اتار پھینک، پھر نیا نصیب حاصل ہو گا۔ کعبہ لطف۔ مہربانی کا قبلہ یعنی شیخ چارہ گر۔ شیخ زاری۔ خدا کی رحمت کو متوجہ کرنے کا سب سے قوی سبب انسان کی گریہ وزاری ہے۔ دایہ انا اور لماں دودھ پلانے کا بہانہ ڈھونڈتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کی رحمت ہے۔ شعر رحمت حق بہانہ می جوید رحمت حق بہائی جوید۔ طفل حاجات۔ اللہ نے انسان کے پیچھے ضرورتیں لگادی ہیں جنکی بدولت انسان گریہ وزاری کرتا ہے تو گویا وہ ضرورتیں بمنزلہ بچہ کے ہیں۔

گفت اُدعوا اللہ بے زاری مباش — تابجو شد شیرہائے مہر ہاش
اس بلند تعالیٰ نے فرمایا اللہ کو پکارو گریہ زاری کے بغیر بندہ — تا کہ اس کی مہربانیوں کے دودھ جوش میں آئیں

ہائے و ہوئے بادِ شیر افشانِ ابر — در غمِ ما اندیک ساعت تو صبر
ابر سے دودھ برسانے والی ہوا کے زنانے — ہماری فکر میں ہیں تھوڑی دیر صبر کر لے

فی السَّمَاءِ رِزقُکُم نشنیدہ — اندریں پستی ۱ چہ بر چسفیدہ
آسمان میں تمہارا رزق ہے، تو نے نہیں سنا؟ — پھر اس پستی سے تو کیوں چپٹا ہوا ہے؟

ترس و نومیدیت داں آوازِ غول — می کشد گوشِ تو تا قعرِ سفول
اپنے خوف اور نا امیدی کو چھلاوے کی آواز سمجھ — جو تیرے کان کو گہرائی کی طرف لے جاتی ہے

ہر ندائے کاں ترا بالا کشد — آں ندائے داں کہ از بالا رسد
جو آواز تجھے (عالم) بالا کی طرف کھینچے — سمجھ لے کہ وہ آواز (عالم) بالا سے آئی ہے

ہر ندائے کاں ترا حرص آورد — بانگِ گرگے ۲ داں کہ اُو مردم درد
جو آواز تجھ میں لالچ پیدا کرے — بھیڑیئے کی آواز سمجھ جو انسانوں کو پھاڑتا ہے

ایں بلندی نیست از روئے مکاں — ایں بلندیہاست سوئے عقل و جاں
یہ بلندی جگہ کے اعتبار سے نہیں ہے — یہ بلندیاں عقل و جان کی طرف سے ہے

ہر سبب بالا تر آمد از اثر — سنگ و آہن فائق آمد بر شرر
ہر سبب نتیجہ سے بلند ہے — پتھر اور لوہا چنگاری سے بلند ہے

آں ۳ فلانے فوق آں سرکش نشست — گرچہ در صورت بہ پہلویش نشست
وہ فلاں اس متکبر سے اونچا بیٹھا — اگرچہ صورتاً برابر میں بیٹھا ہے

فوقی آنجاست از روئے شرف — جائے دور از صدر باشد مُستخف
وہاں کی فوقیت بڑائی کے اعتبار سے ہے — صدر سے فاصلہ کی جگہ بے وقعت ہوتی ہے

سنگ و آہن زیں جہت کہ سابق است — در عمل فوقی ایں دو لائق ست
پتھر اور لوہا اس اعتبار سے کہ پہلے ہیں — عمل میں ان دونوں کی فوقیت مناسب ہے

واں شرر از روئے مقصودیِ خویش — ز آہن و سنگست زیں رو بیش بیش
چنگاریاں اپنے مقصود ہونے کی وجہ سے — اس اعتبار سے لوہے اور پتھر سے بڑھ کر ہیں

سنگ و آہن اوّل و پایاں شرر — لیک ایں ہر دو تن اند و جاں شرر
پتھر اور لوہا پہلے ہے اور آخر میں چنگاریاں — لیکن یہ دونوں جسم ہیں اور چنگاریاں جان ہیں

---

۱ پستی۔ یعنی صرف رزق کے ظاہری اسباب کیلئے سرگردانی۔ ترس۔ اللہ کے کاموں میں لگنے کی وجہ سے رزق کی کمی کا اندیشہ شیطانی وسوسہ ہے اَلشَّیطَانُ یَعِدُکُمُ الفَقرَ "شیطان تمہیں فقر کی دھمکی دیتا ہے" قرآن میں وارد ہوا ہے۔ قعر سفول۔ یعنی دنیاوی انہماک۔ ہر ندائے۔ جس طرف سے آواز آتی ہے انسان ادھر متوجہ ہوتا ہے۔

۲ گرگ۔ یعنی شیطان جو بنی آدم کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ ایں بلندی۔ پہلے شعر میں لفظ بالا بمعنی بلندی اور فوقیت بولا تھا اب بلندی اور فوقیت کی قسمیں سمجھاتے ہیں فرماتے ہیں کبھی بلندی اور پستی مکان کے اعتبار سے ہوتی ہے وہ یہاں مراد نہیں ہے بلکہ روحانی اور عقلی فوقیت اور بلندی مراد ہے۔ ہر سبب۔ سبب کو نتیجہ پر فوقیت حاصل ہے چنانچہ چقماق جو کہ لوہے اور پتھر سے ملا کر بنایا جاتا ہے وہ سبب ہے اور اس سے جو آگ نکلتی ہے وہ نتیجہ ہے اس اعتبار سے چقماق کو آگ کی چنگاریوں پر فوقیت حاصل ہے۔ لیکن یہ فوقیت اور برتری مکانی نہیں ہے۔

۳ آں فلانے۔ ایک انسان کو دوسرے سے بلند جگہ پر مانا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ ایک جگہ بیٹھے ہیں تو یہ بلندی بھی مکانی نہیں بلکہ رتبہ کی ہے۔ آنجا۔ یہ پہلے شعر والی فوقیت۔ جائے دور۔ صدر مجلس اگرچہ نیچی جگہ پر بیٹھا ہوا ہو لیکن اس جگہ کو فوقیت حاصل ہے۔ سنگ و آہن۔ ایک چیز میں ایک اعتبار سے فوقیت ہوتی ہے دوسرے اعتبار سے پستی چقماق سبب ہونیکی وجہ سے آگ پر فوقیت رکھتا ہے۔ لیکن آگ مقصود ہونیکی وجہ سے اس پر فوقیت رکھتی ہے۔ ہر دو تن۔ پتھر اور لوہا بمنزلہ جسم سمجھ اور آگ کو بمنزلہ روح کے

کاں ۱ شررکاندرزماں واپس ترست — درصفت ازسنگ وآہن برترست
وہ چنگاریاں جو زمانہ میں بہت بعد میں ہیں — پتھر اور لوہے سے خوبی میں بڑھی ہوئی ہیں

درزماں شاخ ازثمر سابق ترست — در ہنراز شاخ اُو فائق ترست
شاخ ، زمانہ میں پھل سے پہلے ہے — خوبی میں وہ شاخ سے بہت برتر ہے

چونکہ مقصود از شجر آمد ثمر — پس ثمر اوّل بُود آخر شجر
چونکہ درخت سے پھل مقصود ہے — اس لئے پھل پہلے، درخت پیچھے ہوا

سوئے ۲ خرس و اژدہا گردیم باز — زانکہ طولے دار دا خمار و مجاز
ہم پھر ریچھ اور اژدہے کی طرف لوٹتے ہیں — کیونکہ اضمار اور مجاز کی بات طول رکھتی ہے

خرس چوں فریاد کرد ازاژدہا — شیر مردے کرد از چنگش رہا
ریچھ نے جب اژدہے کی وجہ سے واویلا کی — بہادر مرد نے اس کو اس کے پنجے سے چھڑا دیا

حیلت و مردی بہم دادندپشت — اژدہارا اُوبدیں حیلہ بکشت
تدبیر اور بہادری نے ایک دوسرے کی مدد کی — اس تدبیر سے اس نے اژدھے کو مار ڈالا

اژدہارا اُو بدیں حیلہ بہ بست — تا کہ آں خرس از ہلاکِ تن برست
اژدھے کو اس نے اس تدبیر سے باندھ دیا — یہاں تک کہ ریچھ جسمانی ہلاکت سے بچ گیا

اژدہا را ہست قوّت حیلہ نیست — لیک ۳ فوقِ حیلہ تو حیلہ ایست
اژدھے میں طاقت ہے تدبیر نہیں ہے — لیکن تیری تدبیر سے بڑھ کر ایک اور تدبیر ہے

ماکراں بسیار لیکن در کمیں — ماکراُوداں وَھُوَ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن
تدبیر کرنے والے بہت ہیں لیکن گھات میں — اس تدبیر کرنیوالے کو سمجھ اور وہ تدبیر کرنیوالوں میں سب سے بہتر ہے

حیلۂ خود را چو دیدی باز رو — کز کجا آمد سوئے آغاز رو
جب تو اپنی تدبیر کو دیکھے ' واپس لوٹ — کہ کہاں سے آئی ہے؟ شروع کی طرف پلٹ

ہر چہ در پستی ست آمد از عُلا — چشم را سوئے بلندی نہ بلا
جو کچھ بھی (عالم) پستی میں آیا ہے (عالم) بالا سے (آیا ہے) — خبردار ! نگاہ اوپر کی جانب رکھ

روشنی بخشد نظر اندر عُلا — گرچہ اوّل خیر گی آرد بلا
(عالم) بالا پر نظر رکھنا روشنی عطا کرتا ہے — اگرچہ آزمائش ابتداء تاریکی پیدا کر دیتی ہے

چشم را در روشنائی خوئے کن — گرنہ خفاشی نظرآں سوئے کن
آنکھ کو روشنی میں رکھنے کی عادت ڈال — اگر تو چمگادڑ نہیں ہے اس طرف دیکھ

۱ کاں شرر۔ چنگاریاں۔ بعد میں وجود میں آئی ہیں چقماق کو تقدم اور شرف زمانی ہے لیکن آگ مقصود ہے لہٰذا اس کو تقدم اور شرف رتبہ کا حاصل ہے۔ درزماں۔ شاخ کو پھل پر تقدم زمانی حاصل ہے لیکن شرف میں پھل مقدم ہے۔ اول یعنی رتبہ کے اعتبار سے۔

۲ سوئے خرس۔ یعنی ریچھ اور اژدھے کا قصہ۔ اضمار۔ دل میں چھپانا۔ امر معنوی فوقیت معنویہ۔ مجاز۔ فوقیت مجازی حیلت۔ حیلہ، تدبیر۔ مردی۔ بہادری۔ پشت۔ دادن۔ مدد کرنا۔ اژدہا یا اژدھے میں طاقت تو تھی تدبیر نہ تھی بہادر میں طاقت اور تدبیر دونوں تھیں اس لئے بہادر اژدھے پر غالب آ گیا

۳ لیک۔ انسان کو اپنی تدبیر پر گھمنڈ نہ چاہیے کیونکہ خدا کی تدبیر تمہاری تدبیر سے زیادہ قوی ہے۔ قرآن پاک میں ہے وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔ حیلہ خود۔ اپنی تدبیر کو بھی خدا کی عطا کردہ سمجھو۔ ہر چہ۔ صرف انسان کی تدبیر ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر چیز خدا کی عطا کردہ ہے۔ پستی۔ عالم دنیا۔ علا۔ عالم آخرت۔ روشنی۔ مصائب میں پھنس کر ذات حق سے غفلت ہوتی ہے لیکن جب انسان اس کو منجانب اللہ سمجھ لیتا ہے تو غم کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔ چشم را۔ آنکھ کو نور معرفت کا عادی بنانا چاہیے خفاش۔ چمگادڑ سے گھبراتی ہے۔

عاقبت۱ بینی نشانِ نورِ تست	شہوتِ حالی حجابِ سُورِ تست
انجام کو دیکھنا تیرے نور کی نشانی ہے	موجود شہوت تیری خوشی کا حجاب ہے
عاقبت بینے کہ صد بازی بدید	مثلِ آں نبود کہ یک بازی شنید
انجام پر نظر رکھنے والا جس نے سو کھیل دیکھے ہیں	اس جیسا نہ ہو گا جس نے ایک کھیل سُنا ہے
زاں یکے بازی چناں مغرور شُد	کز تکبّر زاوستاداں دُور شُد
ایک کھیل کی وجہ سے وہ ایسا مغرور ہوا	کہ تکبر کی وجہ سے استادوں سے دور ہو گیا
سامری۲ وار آں ہُنر در خود چو دید	اوز موسیٰؑ از تکبّر سَر کشید
سامری کی طرح جب اس نے اپنے اندر وہ ہنر دیکھا	اس نے موسیٰ سے تکبر کی وجہ سے سرکشی کی
اُوز موسیٰؑ آں ہُنر آموختہ	وز مُعلّمِ چشم را بر دوختہ
اس نے وہ ہنر موسیٰ سے سیکھا ہے	اور استاد سے آنکھ بند کرلی
لا جَرم موسیٰ دگر بازی نمود	تا کہ آں بازیِ اُو جانش ربود
لامحالہ موسیٰ نے دوسرا کھیل دکھایا	یہاںتک کہ وہ کھیل اس کی جان لے گیا
اے بسا دانش کہ اندر سَر دَوَد	تا شود سَرور بداں خود سَر رَوَد
بہت سی عقلیں جو دماغ میں آتی ہیں	تاکہ ان کی وجہ سے سردار بنے (لیکن) سر ہی چلا جاتا ہے
سر نخواہی ۳ کہ رَوَد تو پائے باش	در پناہِ قُطبِ صاحب رائے باش
اگر تو نہیں چاہتا ہے کہ سر جائے تو ہمہ تن پاؤں بنجا	اور تدبیر والے قطب کی پناہ میں آجا
گرچہ شاہی خویش فوقِ اُو مبیں	گرچہ شہدی جز نباتِ او مچیں
اگرچہ تو شاہ ہو اپنے آپ کو اس سے بالا نہ سمجھ	اگرچہ تو شہد ہو اس کی شکر کے علاوہ نہ چُن
فکرِ تو نقش ست وفکرِ اُوست جاں	نقدِ تو قلب ست نقدِ اُوستِ کاں
تیرا فکر تصویر ہے اور اس کا فکر جان ہے	تیرا نقد کھوٹا ہے (اور) اس کا نقد کان ہے
اُو توئی خود را بجو در اُوئے اُو	کو و کو گو فاختہ شو سوئے اُو
وہ تو ہی ہے اپنے آپ کو اس کی ہستی میں تلاش کر	اس کے لئے فاختہ بن اور کو کو کہتا رہ
ور نخواہی خدمتِ ابنائے جنس	در دہانِ اژدہائی ہمچو خرس
اگر تو اپنے ہم جنسوں کی خدمت نہیں کرنا چاہتا ہے	تو تو ریچھ کی طرح اژدہے کے منہ میں ہے



۱ عاقبت۔ جس شخص کو نور معرفت حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ انجام پر نظر رکھتا ہے فوری شہوتیں پوری کرنے سے آخرت کی خوشیاں معدوم ہو جاتی ہیں۔ عاقبت بیں۔ شیخ قدرت کے صد ہا جلوے دیکھتا ہے۔ زاں۔ انتہائی بیوقوفی ہے کہ قدرت کا معمولی کرشمہ دیکھ کر اپنے آپ کو کامل شیوخ سے مستغنی سمجھ لیا جائے۔

۲ سامری۔ بنی اسرائیل کا ایک شخص ہے جس نے دریائے نیل عبور کرتے ہوئے ایک فرشتے کے گھوڑے کی یہ تاثیر دیکھی کہ جہاں اس کا قدم پڑتا تھا۔ سبزہ اگ جاتا تھا اور زندگی کے آثار نمودار ہو جاتے تھے تو اس نے اس مٹی سے یہ کام لیا کہ حضرت موسیٰ عنب کوہ طور پر گئے ہوئے تھے تو اس نے چاندی سونے کا ایک بچھڑا بنا کر اس میں وہ مٹی ڈالدی جس سے اسمیں زندگی کے آثار پیدا ہوگئی اور قوم کو اس کی پرستش پر لگادیا اور حضرت موسیٰ کا مقابلہ کرنے لگا۔ دگر بازی نمود۔ حضرت موسیٰ نے بددعا کی تو اس کا یہ حال ہو گیا کہ کسی کے جسم سے اس کا جسم مل جائے تو اس کو بخار چڑھ جائے۔ اے بسا۔ انسان بھلائی کے لئے تدبیر کرتا ہے وہی اس کی ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔

۳ سر نخواہی۔ اس ہلاکت سے بچنے کا صرف یہ طریقہ ہے کہ اپنے آپ کو شیخ کامل کے سپرد کردو۔ گرچہ۔ مرید خواہ کتنے ہی کمالات حاصل ہو جائیں۔ اس کے لئے شیخ کا اتباع ضروری ہے۔ فکر تو بغیر جان کا ڈھانچہ بیکار ہے۔ اُو توئی یعنی شیخ سے اپنے آپکو بالکل متحد کردو۔ سوئے او۔ وجود او۔ کوکو۔ فاختہ کی آواز ہے جس کا مطلب ہے کہاں ہے کہاں ہے یعنی وہ اپنے محبوب کو تلاش کرتی اور پکارتی ہے۔ ابنائے جنس۔ انسان اس دھوکے میں تباہ ہوتا ہے کہ اپنے جیسے انسان کو شیخ کیسے بنالے۔

در ترش[1] می آیدت قندِ رضا — ہمچو خرسی در دہانِ اژدہا
اگر خوشنودی کی شکر تجھے کڑوی لگتی ہے — تو تو ریچھ کی طرح اژدھے کے منہ میں ہے

بو کہ استادے رہاند مر ترا — وز خطر بیروں کشاند مر ترا
شاید کوئی پیر تجھے رہائی دلا دے — اور خطرے سے تجھے نکال لے

زاری میکن چوزورت نیست ہیں — چونکہ کوری سر مکش از راہ بیں
خبردار! اگر تجھ میں طاقت نہیں ہے تو عاجزی کر — تو چونکہ اندھا ہے راستہ دیکھنے والے سے سرکشی نہ کر

تو کم از خرسی نمی نالی زدرد — خرس رست از درد چوں فریاد کرد
تو ریچھ سے بھی گیا گزرا ہے درد کی وجہ سے نالہ نہیں کرتا ہے — ریچھ نے درد سے نجات پائی جب فریاد کی

اے[2] خدا ایں سنگدل را موم کن — نالۂ او را خوش و مرحوم کن
اے خدا! اس سنگدل کو موم کر دے — اس کے رونے کو مبارک اور باعثِ رحمت بنا دے

گفتن نابینائے سائلِ با مردم کہ من دو کوری دارم
ایک اندھے بھکاری کا لوگوں سے کہنا کہ میں دو اندھے رکھتا ہوں

بود کورے کو ہمی گفت الاماں — من دو کوری دارم اے اہلِ زماں
ایک اندھا تھا جو کہہ رہا تھا، پناہ بخدا — میں دو گناہ اندھا پن رکھتا ہوں اے دنیا والو!

پس دو بارہ رحمتم آرید ہاں — چوں دو کوری دارم و من درمیاں
مجھ پر ضرور دوگنا رحم کرو — چونکہ میں دوگنا اندھا پن رکھتا ہوں اور بیچ میں ہوں

از تعجب مرد ماں گفتند لیک — ایں دو کوری را بیاں کن نیک نیک[3]
لوگوں نے تعجب سے پوچھا، لیکن — اس دوہرے اندھے پن کو صاف صاف بتا

زانکہ یک کوریت می بینیم ما — آں دگر کوری چہ باشد وانما
اسلئے کہ تیرا ایک اندھا پن ہم دیکھتے ہیں — وہ دوسرا اندھا پن کیا ہے، ظاہر کر

گفت زشت آوازم و ناخوش نوا — زشت آوازی و کوری شد دوتا
بولا، میں بھدی آواز والا اور ناگوار آواز والا ہوں — آواز کا بھدا پن اور اندھا پن دوگنا (اندھا پن) ہوگیا

بانگِ زشتم مایۂ غم می شود — مہرِ خلق از بانگِ من کم می شود
میری بری آواز غم کا سرمایہ بن جاتی ہے — میری آواز کی وجہ سے لوگوں کی مہربانی کم ہو جاتی ہے

زشت آوازم بہر جا کہ رود — مایۂ خشم و غم و کیں می شود
میری بری آواز جہاں بھی جاتی ہے — غصہ اور غم و کینہ کا سبب ہو جاتی ہے

---

[1] در ترش۔ شیخ کی رضامندی بمنزلہ شکر ہے۔ بو کہ۔ اگر تم شیخ کا دامن پکڑے رہو گے تو تمہیں وسواس کی ہلاکت سے نجات مل جائیگی۔ زاری۔ اگر تم میں خود صلاحیت نہیں ہے اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کرو وہ کسی شیخ کی رہبری کر دے گا پھر اس کا اتباع کر لینا۔ از درد۔ ریچھ چیخا چلایا تو بہادر اس کی مدد کو پہنچا۔

[2] اے خدا۔ چونکہ شیخ کی نافرمانی ہلاکت کا باعث ہے تو ایسے مرید کے لئے دعا فرماتے ہیں کہ خدا اس کو رونے کی توفیق دے اور اس کا رونا مقبول ہو۔ گفتن۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر قول اور نالہ میں درد ہوتا ہے تو قابلِ رحم ہوتا ہے۔ دو کوری۔ یعنی آنکھ کا اندھا پن اور آواز کا بھدا پن۔ دو بارہ۔ مکرر۔

[3] نیک نیک۔ خوب اچھی طرح وانما۔ ظاہر کر۔ زشت آوازی۔ آواز کا بھدا پن بھی محرومی کا سبب ہے اس لئے اس کو اندھا پن کہا ہے۔ بانگ زشتم بھدی آواز سے ناگواری ہوتی ہے مہر۔ مہربانی۔ کین۔ کینہ۔

بر دو کوری رحم رادو تا کنید　　ایں چنیں نا گنج[1] را گنجا کنید
دہرے اندھے پن پر دوگنا رحم کرو　　ایسے نہ سمانے والے (شخص) کو سما جانےوالا بنا دو

زِشتی آواز کم شد زیں گلہ　　خلق شد بروے برحمت یکدلہ
اس طرح شکوہ (کرنے) سے اس کی آواز کا بھدا پن کم محسوس ہوا　　لوگ اس پر رحم کرنے پر متفق ہو گئے

کرد نیکو چوں بگفت اُو راز را　　لطفِ آوازِ دلش آواز را
جب اس نے راز بتایا، تو بھلا بنا دیا　　اس کے دل کی آواز نے (اس کی) آواز کو

وانکہ آوازِ دلش ہم بدبُوَد　　آں سہ کوری زشتیِ سرمد بُود
جس کے دل کی آواز بھی بری ہو　　وہ تہرا اندھا پن ہمیشہ کی برائی ہو گی

لیک[2] وہّاباں کہ بے علّت وہند　　بُو کہ دستے بر سرِ زشتش نہند
لیکن وہ بخشش کرنے والے جو بغیر سبب دیتے ہیں　　ہوسکتا ہے کہ اس کے بدنصیب سر پر ہاتھ رکھدیں

چونکہ آوازش خوش و مرحوم شُد　　زو دلِ سنگیں دلاں چوں موم شُد
چونکہ اس کی آواز اچھی اور قابل رحم بن گئی　　اس سے سنگدلوں کے دل (بھی) موم جیسے ہو گئے

نالۂ کافر چو زِشت است و شہیق　　زاں نمی گردد اجابت را رفیق
کافر کا نالہ چونکہ برا اور گدھے کی آواز جیسا ہوتا ہے　　اس لئے قبولیت کا رفیق نہیں بنتا ہے

اِخسَئُوا بر زِشت آواز آمدست　　کوزخونِ خلق چوں سگ بودمست
دور ہٹو، بھدی آواز پر آیا ہے　　کیونکہ وہ مخلوق کے خون سے کتے کی طرح مست تھا

چونکہ نالہ خرس رحمت کش بُوَد　　نالہ ات نبود چنیں، نا خوش بُوَد
جبکہ ریچھ کا رونا رحمت کا سبب ہو　　تیرا رونا ایسا نہ ہو (تو وہ) نا پسندیدہ ہے

دانکہ[3] با یوسفؑ تو گرگی کردۂ　　یا زخونِ بیگناہے خوردۂ
سمجھ لے کہ تو نے یوسفؑ کے ساتھ بھیڑا پن کیا ہے　　یا کسی بے گناہ کا خون پیا ہے

توبہ کُن وز خوردہ اِستفراغ کُن　　ور جراحت کہنہ شد رو داغ کُن
توبہ کر، اور کھایا ہوا اگل دے　　اگر زخم پرانا ہو گیا ہے تو جا، داغ دے

باز گرداز گرگی اے روباہ پیر　　نصرت از حق می طلب نِعمَ النَصِیر
اے بوڑھی لومڑی، بھیڑا پن چھوڑ دے　　اللہ (تعالیٰ) سے مدد طلب کر وہ بہترین مددگار ہے



[1] ناگنج۔ وہ شخص جس کیلئے کہیں گنجائش نہ ہو۔ گنجا۔ سمائی کے قابل۔ کم شد۔ آواز کا بھدا پن تو کم نہ ہوا تھا لیکن چونکہ جذبہ دل سے بات کہی لوگوں کو رحم آ گیا۔ یکدلہ۔ ایک دل والا۔ آخر میں ہا نسبت کیلئے ہے جیسے یکسالہ۔ آواز دل چونکہ شکوہ درد مند دل سے کیا لہٰذا اس کا اثر ہوا۔ وانکہ۔ جس کی آنکھ بھی اندھی ہو اور آواز بھی بھدی پھر جذبہ دل بھی شکوے میں نہ ہو تو اس میں تین اندھے پن جمع ہو جاتے ہیں سرمد۔ لازوال۔

[2] لیک۔ اس تین قسم کے اندھے کو مایوس نہ ہونا چاہیے۔ بے علت۔ وہ لوگ جو بلا کسی ذاتی غرض اور وجہ کے عطا کرتے ہیں۔ خوش۔ خوشگوار۔ مرحوم۔ قابل رحم۔ سنگیں دلاں۔ پتھر جیسے دل والے۔ رحم دلوں کا موم ہونا تو ظاہر ہے۔ نالہ کافر۔ چونکہ وہ درد دل سے خالی ہے لہٰذا مردود ہے۔ شہیق۔ گدھے کی بھاری آواز کو جو ابتدائی ہوتی ہے زفیر، اور آخری ہلکی آواز کو شہیق کہا جاتا ہے۔ اجابت۔ قبولیت۔ اخسئوا۔ قرآن پاک میں ہے۔ اخسئوا فیہا ولا تکلمون دور ہو اسی میں پڑے رہو مجھ سے کلام نہ کرو یہ کفار سے اسوقت کہدیا جائیگا جب وہ جہنم سے نکلنے کیلئے واویلا کریں گے نا خوش بود۔ یعنی اس نالہ کے ناپسندیدہ ہونے کی دلیل ہے۔

[3] دانکہ۔ یعنی قبول نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تو نے حقوق النفس یا حقوق العباد کو تلف کیا ہے۔ استفراغ کر دے، یعنی حقوق کی ادائیگی کر دے۔ داغ۔ زخم کا آخری علاج داغ دینا تھا۔ روباہ پیر یعنی وہ شخص جس کی ساری عمر مکاری میں گذری ہے۔ نعم النصیر بہترین مددگار

تتمۂ حکایتِ خرس وآں ابلہ کہ بروفائے خرس اعتماد کردہ بود

ریچھ اور اس بیوقوف کی حکایت کا باقی حصہ جس نے ریچھ کی وفاداری پر بھروسہ کیا تھا

خرس ازاژدہا چوں وار ہید[۱] ۔۔۔ واں کرم زاں مردِ مردانہ بدید
ریچھ جب اژدھے سے نجات پا گیا ۔۔۔ اور اس نے اس بہادر کا بہادرانہ کرم دیکھا

چوں سگِ اصحابِ کہف آں خرسِ زار ۔۔۔ شد ملازم درپئے آں یارِ غار
(تو) وہ بیچارہ ریچھ اصحاب کہف کے کتے کیطرح ۔۔۔ اس یارِ غار کا ساتھی بن گیا

آں مسلماں سر نہاد از خستگی ۔۔۔ خرس حارس گشت از دلبستگی
تھکن کی وجہ سے وہ نیک آدمی لیٹ گیا ۔۔۔ تعلق خاطر کی وجہ سے ریچھ محافظ بن گیا

آں یکے بگذشت وگفتش حال چیست ۔۔۔ اے برادر مر ترا ایں خرس کیست
ایک شخص وہاں سے گزرا اور اسنے اس سے کہا مزاج کیسے ہیں؟ ۔۔۔ اے بھائی! یہ ریچھ تیرا کون ہے؟

قصہ واگفت[۲] و حدیثِ اژدہا ۔۔۔ گفت بر خرسے منہ دل ابلہا
اسنے وہ قصہ اور اژدھے کی بات سب سنائی ۔۔۔ اس نے کہا اے بیوقوف! ریچھ سے دل نہ لگا

دوستی زابلہ بتراز دشمنی ست ۔۔۔ او بہر حیلہ کہ دانی راندنی ست
بیوقوف کی دوستی، دشمنی سے بدتر ہے ۔۔۔ اسکی ہر تدبیر سے جو تو جانتا ہے وہ بھگا دینے کے لائق ہے

گفت واللہ از حسودی گفت ایں ۔۔۔ ورنہ خرس چہ انگری ایں مہر بیں
اس نے کہا، خدا کی قسم (یہ بات) حسد سے کہی ہے ۔۔۔ ورنہ ریچھ کو کیا دیکھتا ہے، اس محبت کو دیکھ

گفت مہرِ ابلہاں عشوہ[۳] دہ است ۔۔۔ ایں حسودی من از مہرش بہ است
اس نے کہا بیوقوفوں کی محبت فریب دینے والی ہے ۔۔۔ میرا یہ حسد کرنا اس کی محبت سے بہتر ہے

ہی بیا با من براں ایں خرس را ۔۔۔ خرس را مگزیں مہل ہم جنس را
خبردار، میرے ساتھ آجا، اس ریچھ کو بھگا دے ۔۔۔ ریچھ کو پسند نہ کر، ہم جنس کو نہ چھوڑ

گفت رو رو کارِ خود کن اے حسود ۔۔۔ گفت کارم ایں بُد و بختت نبود
اس نے کہا اے حاسد جا جا اپنا کام کر ۔۔۔ اسنے کہا میرا کام یہی تھا اور تیرے نصیب میں نہ تھا

من کم از خرسے نباشم اے شریف ۔۔۔ ترکِ او کن تا منت باشم حریف
اے بھلے آدمی! میں ریچھ سے کم نہ ہونگا ۔۔۔ اس کو چھوڑ دے تاکہ میں تیرا دوست ہو جاؤں

بر تو دل می لرزدم زاندیشۂ ۔۔۔ با چنیں خرسے مرو در بیشۂ
فکر سے تجھ پر میرا دل لرزتا ہے ۔۔۔ ایسے ریچھ کے ساتھ جنگل میں نہ جا

---

[۱] وارہیدن۔ چھوٹ جانا۔ سگ۔ اصحاب کہف کا کتا نیکی میں ضرب المثل ہے یارِ غار۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے وقت آنحضورؐ کا ساتھ دیا اور تین دن حضور کے ساتھ غارِ ثور میں گذارے لہٰذا ان کو یار غار کہا جاتا ہے پھر ہر مخلص کو یار غار کہدیا جاتا ہے۔ حارِس۔ نگہبان۔

[۲] واگفتن۔ واضح طور پر کہنا۔ حدیث۔ قصہ۔ منہ دل۔ دل نہ لگا۔ ابلہا۔ اے ابلہ۔ راندنی۔ یعنی ہر تدبیر سے ریچھ سے پیچھا چھڑا لینا چاہیے۔ انگری۔ الف زیادہ ہے۔

[۳] عشوہ دہ۔ فریب دینے والا۔ ایں حسودی۔ یعنی اگر بالغرض میں نے حسد سے بھی یہ بات کہی ہے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ ہم جنس یعنی مجھے بخشت نہ بہد۔ میرا کام نصیحت کرنا تھا تیرے نصیب میں قبول کرنا تھا۔ تیرے تصیب میں قبول کرنا نہ تھا۔ حریف۔ دوست ساتھی، بالمقابل بیشہ۔ جنگل۔

این دلم ہرگز نہ لرزید از گزاف ۱ ۔ نورِ حق ست این نہ دعوی ونہ لاف

میرا دل خواہ مخواہ نہیں لرزا ۔ یہ (لرزنا) اللہ کے نور (کیوجہ) سے ہے یہ دعویٰ ہے نہ بکواس

مومنم ینظرُ بنورِ اللہ شدہ ۔ ہاں وہاں بگریز ازیں آتشکدہ

میں مومن ہوں وہ (مومن) جو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے ۔ خبردار خبردار، اس آگ کی بھٹی سے بھاگ

این ہمہ گفت و بگوشش در نرفت ۔ بد گمانی مرد را سدّیست زفت

اس نے یہ سب کچھ کہا اور اس کے کان میں نہ گیا ۔ انسان کیلئے بد گمانی بڑا بندھ ہے

دستِ وے بگرفت دست از وے کشید ۔ گفت رفتم چوں نہ یارِ رشید

اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اسنے اس سے ہاتھ چھڑا لیا ۔ اسنے کہا جبکہ سیدھا ہونے والا دوست نہیں ہے میں جاتا ہوں

گفت رو بر من تو غمخوارہ مباش ۔ بو الفضو لا معرفت کمتر تراش

اس نے کہا، جا تو میرا غم نہ کھا ۔ اے بکواسی! معرفت (خداوندی کی باتیں) نہ کر

باز گفتش ۲ من عدوے تو نیم ۔ لطف بنی گر بیائی در پیم

اس نے پھر کہا میں تیرا دشمن نہیں ہوں ۔ اگر میرے پیچھے (پیچھے) آجائیگا لطف (محبت) دیکھیگا

گفت خوابستم مرا بگذار ورو ۔ گفت آخر یار را منقاد شو

اس نے کہا، مجھے نیند آرہی ہے مجھے چھوڑ اور جا ۔ اس نے کہا، آخر دوست کا فرمانبردار بن جا

تا بخسپی در پناہِ عاقلے ۔ در جوارِ دوستے صاحبدلے

تاکہ تو ایک عقلمند کی حفاظت میں سوئے ۔ ایک صاحبدل دوست کے قریب

در خیال افتاد مرد از جد او ۔ خشمگین شد زو بگر دانید رو

اس کے اصرار سے وہ مرد شک میں پڑ گیا ۔ غضبناک ہو گیا، اس سے منہ پھیر لیا

کیں مگر قصدِ من آمد خونی ست ۔ یا طمع دارد گدائی و تونی ست

کہ یہ شاید میری جان کا خواہاں بنا ہے خونی ہے ۔ یا لالچ کرتا ہے بھک منگا اور چور ہے

یا گرو ۳ بست ست با یاراں بدیں ۔ کہ بترسانَد مرا از ہمنشیں

یا اس نے دوستوں سے اس پر شرط باندھی ہے ۔ کہ مجھے ساتھی سے ڈرا دے گا

یا حسد دارد ز مہرِ یارِ من ۔ کاینچنین جدّ میکند در کارِ من

یا میرے یار کی محبت پر حسد کرتا ہے ۔ کہ میرے معاملہ میں اس قدر اصرار کر رہا ہے

خود نیامد ہیچ از خبثِ سرش ۔ یک گمانِ نیک اندر خاطرش

اس کی بد دماغی سے نہ آیا ۔ کوئی بھی نیک گمان اس کے دل میں

۱ گزاف۔ لغو، بیہودہ، نورِ حق، یعنی یہ میری الہامی بات ہے۔ دعویٰ۔ یعنی خواہ مخواہ دعویٰ نہیں کر رہا ہوں لاف۔ شیخی بگھارنا۔ ینظر حدیث میں ہے اَلْمُومِنُ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ۔ مومن خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ آتشکدہ۔ یعنی ریچھ کی دوستی۔ سدّ۔ بندھ۔ زفت۔ بھاری، موٹا۔ بگرفت۔ یعنی نصیحت کرنے والے نے ریچھ والے کا ہاتھ پکڑا لیکن اس نے اس سے ہاتھ چھڑا لیا۔ معرفت۔ یعنی خدا رسیدہ ہونا۔

۲ باز گفتش۔ اس نصیحت کرنے والے نے ریچھ والے سے پھر کہا۔ خوابستم۔ مرا خواب ست۔ منقاد۔ مطیع فرمانبردار عاقلے۔ یعنی نصیحت کرنیوالا۔ جدّ۔ اصرار۔ قصدِ من۔ یعنی میری جان لینے کا ارادہ تونی۔ بھنگی، چور، دغا باز یعنی میری خدمت کر کے کچھ کمانا چاہتا ہے۔

۳ گرو بست۔ اس نے شرط باندھی ہے ہمنشیں۔ یعنی ریچھ۔ یار من۔ یعنی ریچھ خود یعنی چونکہ بد دماغ تھا نصیحت کرنے والے کے بارے میں کوئی بھلا خیال اس کے دل میں نہ آیا۔

ظنِ نیکش جُملگی بر خِرس بود | او مگر آں خرس راہم جنس بود
اس کا نیک گمان بالکل ریچھ پر تھا | شاید وہ اس ریچھ کا ہم نسل تھا
بد گمان وابلہ و نا اہل بود | وز شقاوت اُو مطیعِ جہل بود
بد گمان اور بے وقوف اور نا اہل تھا | بد بختی کی وجہ سے وہ جہل کا تابع تھا
بدرگ و خود رای و بد بختِ ابد | گمرہ و مغرور و کور و خوار وَرد
بد سرشت اور خود سر اور ہمیشہ کا بد بخت | گمراہ اور مغرور اور اندھا اور ذلیل اور مردود
خرس رابگزیدہ بر صاحب کمال | رُوسیہ حاصل تبہ فاسد خیال
ریچھ کو صاحب کمال پر ترجیح دی | رو سیاہ بد انجام، گندے خیال والا
عاقلے را از سگی تہمت نہاد | خِرس را دانست اہلِ مہر و داد
کتے پن سے ایک عقلمند پر تہمت دھری | ریچھ کو محبت اور انصاف والا سمجھا

گفتن [2] موسیٰ گو سالہ پَرست راکہ آں خیال اندیشی وحزم تو کجا رتف

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام کا ایک بچھڑے کے پوجنے والے سے فرمانا کہ تیری وہ سمجھ اور پختگی کہاں چلی گئی؟

گفت موسیٰ با یکے مستِ خیال | کاے بداندیش از شقاوت در ضلال
(حضرت) موسیٰ نے ایک وہمی سے فرمایا | کہ اے بد بختی کی وجہ سے گمراہ اور بد خیال!
صد گمانت بود در پیغمبریم | با چُنیں بُرہان و ایں خُلقِ کریم
تجھے میری پیغمبری میں سو شک تھے | ایسی دلیلیں اور ان اچھے اخلاق کے ہوتے ہوئے
صد ہزاراں مُعجزہ دیدی زمن | صد خیالت می فزود و شک وظن
تو نے مجھ سے لاکھوں معجزے دیکھے | لیکن تیرے اندر سینکڑوں وہم شک اور بدگمانیاں بڑھیں
از خیال و وسوسہ تنگ آمدی | طعن بر پیغمبریم می زدی
تو وہم اور وسوسہ سے مجبور ہو گیا | میری پیغمبری پر تو نے طعنہ زنی کی
گرد [3] از دریا بر آوردم عیاں | تا رہید یداز شر فرعونیاں
میں نے کھلم کھلا دریا سے گرد اڑا دی | یہانتک کہ تم فرعون والوں کے شر سے بچ گئے
زآسماں چل سالہ کاسہ وخواں رسید | وز دُعایم جُوئے از سنگے دَوید
چالیس سال تک آسمان سے پیالہ اور خوان آیا | میری دعا سے پتھر سے پانی کی نہر بہ پڑی

[1] اومگر۔ یعنی ریچھ جیسی فطرت کا تھا۔ مُطیع۔ فرمانبردار۔ بدرگ۔ بد سرشت۔ خودرای کسی کا کہنا نہ ماننے والا۔ بدبخت ابد۔ ازلی شقی۔ رد۔ مردود۔ حاصل تبہ۔ بدانجام۔ عاقلے۔ یعنی نصیحت کرنے والا داد۔ انصاف۔

[2] گفتن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بچھڑے کے پجاری کو سیدھا راستہ نظر نہ آیا۔ شقاوت۔ بدبختی۔ ضَلال۔ گمراہی صد گماں۔ سینکڑوں شبہات۔ برہان۔ دلیل۔ شک۔ یعنی پیغمبر میں شک وشبہ۔

[3] گرد برآوردن۔ ہلاک کر دینا، خاک اڑانا۔ یعنی حضرت موسیٰ نے جب بنی اسرائیل کے ساتھ دریائے نیل کو پار کیا تو بطور معجزہ کے راستہ بالکل خشک ہو گیا تھا۔ فرعونیاں فرعون کا لشکر بنی اسرائیل کو گرفتار نہ کر سکا تھا۔ ز آسماں۔ میدان تیہ میں بنی اسرائیل پر چالیس سال تک آسمان سے من وسلویٰ اترا رہا۔ وزدعایم۔ حضرت موسیٰ کی ضرب سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے تھے۔

چوب[1] شد در دستِ من نَر اژدہا — آب خوں شد بر عَدوّے نا سزا

میرے ہاتھ میں لکڑی نر اژدھا بنی — نالائق دشمن پر پانی خون بن گیا

شد عَصا مار و کفم شد آفتاب — آفتاب از عکسِ رُویم شد شہاب

لاٹھی سانپ بنی، اور میری ہتھیلی سورج بنی — سورج میرے چہرے کے عکس سے ٹوٹا ہوا ستارہ بنگیا

این وصد چندین وچندیں گرم وسَرد — از تو اے سَرد آں تو ہم کم نہ کرد

اسنے اور ایسے ایسے سینکڑوں مختلف قسم (معجزوں) نے — اے کج فہم ! تیرا وہم نہ مٹایا

بانگ[2] زد گو سالہ از جادوئی — سجدہ کردی کہ خدائے من توئی

جادو گری سے بچھڑا بولا — تو نے سجدہ کیا، کہ میرا خدا تو ہے

آں تو ہمہات را سیلاب بُرد — زیرکیِ باردت را خواب بُرد

تیرے ان وہموں کو سیلاب بہا لے گیا — تیری لا یعنی ذہانت سو گئی

چوں نبودی بد گماں در حقِ اُو — چوں نہادی سَر چناں اے زشت رُو

تو اس کے بارے میں بد گمان کیوں نہ ہوا ؟ — اے بدصورت ! تو نے اس طرح کیوں سر دھر دیا؟

چوں خیالت نامداز تزویرِ[3] او — وز فسادِ سحرِ احمق گیرِ اُو

تجھے اس کی مکاری کا کیوں خیال نہ آیا؟ — اور اس کے احمقوں کو پھنسانیوالے جادو کا

سامری خود کہ باشدِ اے مُہاں — کہ خدائے بر تراشد در جہاں

اے ذلیل ! سامری خود کیا ہے؟ — کہ جو دنیا میں خدا بنا ڈالے

چوں دریں تزویرِ او یک دل شُدی — وز ہمہ اشکالہا عاطل شُدی

تو جب تو اس کی اس مکاری سے مطمئن ہو گیا — اور تمام اشکالات سے خالی ہو گیا

گاوَ می شاید خدائی را بلاف — در رسولی ام تو چوں کردی خلاف

بکواس سے بچھڑا خدائی کے لائق ہو سکتا ہے؟ — میرے رسول ہونے میں تو نے کیوں خلاف کیا؟

پیش گاوے سجدہ کردی از خری — گشت عقلت صیدِ سحرِ سامری

گدھے پن سے تو نے بچھڑے کے سامنے سجدہ کیا — تیری عقل سامری کے جادو کا شکار ہو گئی

چشم دُزدیدی ز نورِ ذُوالجلال — لِہٰنت جہلِ وافر و عینِ ضَلال

تو نے اللہ (تعالیٰ) کے نور سے آنکھیں چرائیں — عجیب بھاری نادانی اور اصل گمراہی ہے

شہ براں عقل و گزینش کہ تراست — چوں تو کانِ جہل راکشتن سزاست

تیری عقل اور اس کے انتخاب پر جو تو نے کیا تف ہے — تجھ جیسے جہل کی کان کا قتل مناسب ہے

---

[1] چوب۔ حضرت موسیٰ۔ کی لاٹھی اژدہا بن گئی تھی۔ کفم۔ حضرت موسیٰ کو ید بیضاء کا معجزہ حاصل تھا۔ شہاب۔ یعنی سورج کی حیثیت گھٹ گئی گرم و سرد۔ مختلف اقسام۔ سَرد۔ جلد طبع بیوقوف۔

[2] بانگ زد۔ سامری نے جو بچھڑا بنایا تھا وہ بولنے لگا تھا۔ جادوئی۔ جادو گری توہمات۔ پیغمبری کے سلسلہ میں جو شکوک تھے بچھڑے کی خدائی میں نہ پیدا ہوئے۔ در حق او۔ بچھڑے کی خدائی۔

[3] تزویر۔ فریب۔ او یعنی سامری۔ احمق گیر۔ بیوقوفوں کو پھانسنے والا۔ سامری۔ اس شخص کا نام ہے جس نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا میں لگا دیا تھا۔ مُہان۔ ذلیل۔ یک دل۔ مطمئن۔ عاطل۔ فارغ خالی۔ لاف۔ بکواس۔ رَسُولی۔ رسالت۔ خلاف۔ مخالفت۔ گاوَ۔ یعنی بچھڑا۔ خَری۔ گدھا پن۔ سحرِ سامری۔ سامری کا جادو یہی تھا کہ اس نے حضرت جبرئیل کے گھوڑے کی قدموں کی مٹی اس بچھڑے کے بت میں ڈال دی تھی جو اس کی زندگی کا سبب بن گئی تھی۔ لہٰنت زہے۔ کلمہ تعجب ہے۔ وافر گھنا۔ ضلال۔ گمراہی شُہ۔ کلمہ نفرین ہے تُف۔ گزیں۔ انتخاب کان معدن۔

گاوِ زرّیں ابانگ کرد آخر چہ گفت — کاحمقاں را ایں ہمہ رغبت شگفت

سونے کا بچھڑا بولا ، آخر کیا کہا؟ — کہ احمقوں کی رغبت کے یہ سب پھول کھلے

زاں عجب تر دیدۂ از من بسے — لیک حق را کے پذیرد ہر خسے

مجھ سے تونے اس سے زیادہ تعجب انگیز (معجزے) دیکھے — لیکن ہر کمینہ حق بات کو کب مانتا ہے؟

باطلاں راچہ رُباید باطلے — عاطلاں راچہ خوش آید عاطلے

بیہودوں کو کیا بھاتا ہے؟ بیہودہ بات — لغو لوگوں کو کیا اچھا لگتا ہے؟ لغو

زاں کہ ہر جنسے رُباید جنسِ خود — گاوٗ سُوئے شیرِ نر کے رُو نہد

کیونکہ ہر جنس اپنی جنس کو کھینچتی ہے — گائے ، نر شیر کے سامنے کب آتی ہے؟

گرگ بر یوسفؑ کجا عشق آورد — جز مگر از مکر تا اُو را خورَد

بھیڑیا ، یوسفؑ سے کب عشق کرتا ہے؟ — مکر کے سوا؟ تاکہ اس کو ہڑپ کر جائے

چوں [۲] ز گرگی وارہد محرم شود — چوں سگِ کہف از بنی آدم شود

جب بھیڑیے پن سے نجات حاصل کرلیتا ہے محرم ہوجاتا ہے — اصحاب کہف کے کتے کی طرح انسان ہو جاتا ہے

چوں محمد را ابوبکرؓ نکو — دید صدقش گفت ھٰذا صادِق

جب نیک (سیرت) ابوبکرؓ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) — کی سچائی کو دیکھا بول اٹھے یہ سچا ہے

چوں ابو بکرؓ از محمدؐ بردہ بو — گفت ھٰذا لَیسَ وَجہُ کَاذِبٍ

جب ابوبکرؓ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوشبو سونگھی — کہا یہ جھوٹا چہرہ نہیں ہے

چوں نہ بُد بوجہل از اصحابِ درد — دید صد شقُّ القمر باور نہ کرد

چونکہ ابو جہل اصحاب درد میں سے نہ تھا — سو شق القمر (جیسے معجزے) دیکھے یقین نہ کیا

دردمندے کش زبام اُفتاد طشت — زو نہاں کردیم حق پنہاں نگشت

وہ درد مند جس کا راز ظاہر ہو کر رہا — ہم نے اس سے حق کو چھپایا (پھر بھی) نہ چھپا

وانکہ [۳] اُو جاہل بُد از دردش بعید — چند بنمودیم و اُوآں را ندید

وہ جوکہ جاہل تھا اور اس کے درد سے دور تھا — ہم نے اس کو ہر چند دکھایا اسنے اس کو نہ دیکھا

آئینہ دل صاف باید تا درو — واشناسی صورتِ زشت از نکو

دل کا آئینہ صاف ہونا چاہیے تاکہ اس میں — بری اور اچھی صورت میں تو امتیاز کر سکے

ترک کردنِ آں مردِ ناصح بعد از مبالغہ پندِ مغرورِ خرس را

اس نصیحت کرنیوالے انسان کا حد درجہ کی نصیحت کے بعد ریچھ سے دھوکے میں پڑے ہوئے آدمی کی نصیحت کو ترک کرنا

---

۱ گاوِ زرّیں۔ بچھڑے کا بت جو سامری نے سونے سے بنایا تھا۔ دیدۂ۔ یعنی معجزے۔ خس۔ کمینہ۔ باطلاں۔ کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ گاوٗ۔ گائے شیر کی جنس نہیں ہے۔ گرگ۔ حضرت یوسف کے ساتھ گرگ کا تصور ان کے بھائیوں کے جھوٹ پر مبنی ہے محرم۔ بھیڑیا پن ختم کر کے بھیڑا انسان کا ساتھی بن سکتا ہے جس طرح کہ اصحاب کہف کے کتے کا کتا پن ختم ہوا اور وہ انکا ساتھی بن گیا۔

۲ چوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اوصاف میں اشتراک تھا لہٰذا ان کا ان کی طرف میلان ہوا۔ ھٰذا صادِق۔ یعنی آنحضور اپنی رسالت کے دعوے میں سچے ہیں بوجہل۔ ابوجہل اور آنحضور میں اوصاف کا اشتراک نہ تھا لہٰذا شق القمر کے معجزے سے بھی قائل نہ ہوا۔ دردمندے۔ یعنی طالب حق۔ طشت۔ از بام افتادن راز کا ظاہر ہوجانا۔

۳ وانکہ۔ جو شخص طلب حق میں دردمند نہیں ہے۔ آئینہ دل۔ کفار کا آئینہ دل زنگ آلود تھا لہٰذا وہ منکر بنے۔ ترک کردن۔ اگر مخاطب میں نصیحت سننے کی صلاحیت نہ ہو تو نصیحت نہ کرنی چاہیے مغرور دھوکے میں مبتلا۔

آں مُسلماں ترکِ آں اَبلہ گرفت ۱ ‏— زیرِ لَب لاحَول گویاں باز رفت
اس مسلمان نے اس بے وقوف کو چھوڑ دیا — خاموشی سے لا حول پڑھتا ہوا لوٹ گیا

گفت چوں از جدّ و پند و از جدال — در دلِ اُو بیش می زاید خیال
بولا جبکہ، اصرار اور نصیحت اور بحث سے — اس کے دل میں زیادہ شک پیدا ہوتا ہے

پس رَہِ پند و نصیحت بَستہ شُد — امرِ اَعْرِض عَنْھُمْ پیوستہ شُد
تو وعظ اور نصیحت کا راستہ بند ہو گیا ہے — "ان سے اعراض کر" کا حکم وابستہ ہو گیا ہے

چوں دوایت می فزاید درد پس — قصّہ بر طالب بگو بر خواں عَبَس
جب تیری دوا مرض بڑھائے تو — طلبگار سے بات کر (سورہ) عبس پڑھ لے

چونکہ اعمیٰ طالبِ حق آمدست — بہرِ فقرِ اُو ‌ نشاید سینہ خَست
جبکہ اندھا حق کا طالب بن کر آیا ہے — اس کے افلاس کی وجہ سے تنگدل نہ ہونا چاہیے

تو حریصی بر رشادِ مِہتراں — تا بیا موزند عام از سَروَراں
تو بڑوں کی ہدایت کا حریص ہے — تاکہ عوام سرداروں سے (دین) سیکھیں

احمدا دیدی کہ قومے از ملوک ۲ — مستمع گشتند گشتی خوش کہ بُوک
اے احمد! تم نے دیکھا کہ بادشاہوں کی ایک جماعت — سننے لگی ہے (اور) تم خوش ہوئے کہ شاید

ایں رئیساں یارِ دیں گردند خوش — بر عرب لہٰذا سَر اندو بر حَبَش
یہ سردار دین کے اچھے دوست بن جائیں گے — یہ عرب اور حبشہ کے سردار ہیں

بگذرد ایں صیت از بصرہ و تبوک ۳ — زانکہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ الْمُلُوْک
یہ شہرت بصرہ اور تبوک سے آگے بڑھ جائیگی — کیونکہ قوم بادشاہوں کے دین پر ہوتی ہے

زیں سبب تو از ضریرِ مُہتدی — رُو بگر دانیدی و تنگ آمدی
اس لئے تم نے ہدایت چاہنے والے اندھے سے — رو گردانی کی، اور تنگ ہوئے

کاندریں فرصت کم افتد ایں مناخ — تو زیارانی و وقتِ تو فراخ
کہ اس وقت یہ موقع کم ملتا ہے — تو صحابہ میں سے ہے تیرے لئے بہت وقت ہے

مُزدحم می کردیم در وقتِ تنگ — ایں نصیحت می کُنم نہ از خشم و جنگ
تنگ وقت میں تو نے مجھ پر ہجوم کیا — یہ میں نصیحت کر رہا ہوں نہ کہ غصہ اور لڑائی



۱ آں مسلماں۔ یعنی نصیحت کرنیوالا جدال۔ یعنی نصیحت کا بحث ومُبَاحَثہ۔ خیال یعنی شک۔ پس اگر نصیحت مزید انکار کا سبب بنے تو پھر نصیحت ہی سے اعراض کرنا چاہیے۔ اَعرِض عَنہم۔ ان سے منہ پھیر لو۔ یہ آنحضورؐ سے ان کفار کے بارے میں فرمایا گیا جن پر نصیحت کارگر نہ رہی تھی۔ عبس۔ آنحضورؐ قریش کے بڑے سرمایہ داروں کو فہمائش کر رہے تھے۔ اس اثنا میں ابن ام مکتومؓ حاضر ہوئے اور قرآن سنانے کی فرمائش کی آنحضورؐ کے چہرے پر ناگواری کے آثار پیدا ہوئے اور ان سرداروں سے گفتگو کو ختم کرنا پسند نہ کیا اس پر سورۂ عبس نازل ہوئی جس کا مضمون مولانا نے آئندہ اشعار میں بیان فرمایا ہے۔ اعمیٰ۔ یعنی ابن ام مکتو۔ مہتراں۔ یعنی سرداران قریش۔

۲ ملوک۔ یعنی قریش کے سردار۔ بُوک۔ شاید۔ مگر۔ ایں رئیساں۔ یعنی سردارانِ قریش۔ سر۔ سردار۔ بگذرد۔ یعنی ان سرداروں کے مسلمان ہو جانے سے صیت۔ یعنی اسلام کی شہرت۔ بصرہ۔ عراق کا مشہور شہر ہے۔

۳ تبوک۔ شام کی سرحد پر ایک شہر ہے۔ النَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِم۔ لوگ اپنے بادشاہوں کے مذہب پر ہوتے ہیں۔ یہ مشہور مقولہ ہے ضریر نابینا یعنی ابن ام مکتومؓ مُہتدی۔ ہدایت کرنے والا۔ مَناخ۔ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ یعنی یہ موقع کم آتا ہے کہ یہ لوگ آ کر بات سنیں یاراں۔ یعنی صحابہ۔ فراخ۔ وسیع۔ مزدحم ہجوم کرنے والا۔ نصیحت۔ یعنی یہ نصیحت کہ تم اس وقت قرآن سننے کا سوال نہ کرو۔

احمدا نزد خدا ایں یک ضَریر — بہتر از صد قیصر[1] است وصد وَزیر

اے احمد ! اللہ کے نزدیک یہ ایک اندھا — سینکڑوں قیصروں اور وزیروں سے بہتر ہے

یادِ اَلنَّاس مَعَادِنُ ہیں بیار — مَعدنے باشد فزوں از صَد ہزار

خبردار ! "لوگ کانیں ہیں" کو یاد رکھ — ایک کان لاکھوں سے بہتر ہوتی ہے

مَعدنِ لعل و عقیقِ مُکتنِس — بہترست از صَد ہزاراں کانِ مِس

لعل اور عقیق کی چھپی ہوئی کان — تانبے کی لاکھوں کانوں سے بہتر ہے

احمدا اینجا ندارد مال سُود — سینہ باید پُر زعشق و دردو دود

اے احمدؐ ! یہاں مال مفید نہیں ہے — ایسا سینہ درکار ہے جو عشق اور درد اور دھوئیں سے بھرا ہو

اعمیٰ روشندل آمد درد مند — پنداُورا دہ کہ حقِ اُوست پند

ایک اندھا ، روشندل، درد مند آیا — اس کو نصیحت کر، نصیحت اس کا حق ہے

گردوسہ ابلہ تُرا مُنکر شوند — تلخ کے گردی چو ہستی کانِ قند

اگر دو تین بے وقوف تیرے منکر ہوں — تو آپ تلخ کب ہو سکتے ہیں جبکہ آپ شکر کی کان ہے

گر دوسہ احمق ترا تہمت نہد — حق برائے تو گواہی می دہد

گر دو تین احمق تجھ پر تہمت لگائیں — اللہ (تعالیٰ) تیری گواہی دیتا ہے

گفت[2] ازا۔ قرارِ عالم فارغم — آنکہ حق باشد گواہ اُوراچہ غم

فرمایا (اب) میں جہان کے اقرار سے فارغ ہوں — جس کا خدا گواہ ہو اس کو کیا غم ہے

گر خفاشے راز خورشیدے خوریست — ایں دلیل آمد کہ آں خورشید نیست

اگر چمگاڈر کو سورج سے خوراک حاصل ہے — یہ اس کی دلیل ہے کہ وہ سورج نہیں ہے

نفرتِ[3] خُفّا شگاں باشد دلیل — کہ منم خورشیدِ تا بانِ جلیل

چمگادڑوں کی نفرت دلیل ہو گی — کہ میں (رب) جلیل کا روشن سورج ہوں

گر گلابے را جُعل راغب شوَد — آں دلیلِ نا گلابی می بُوَد

اگر کسی گلاب (کے پھول) کیڑا گبروندا رغبت کرے — وہ اس کے گلاب (کا پھول) نہ ہونے کی دلیل ہوگی

گر شود قلبے خریدارِ مَحَک — در محکی اش در آید نقص و شک

اگر کھوٹا (سکہ) کسوٹی کا طالب ہے — اس کے کسوٹی ہونے میں نقص اور شک ہو گا

دُزد شب خواہد نہ روز ایں را بداں — شب نیم روزم کہ تابم در جہاں

یہ جان لے کر چور رات چاہتا ہے نہ کہ دن — میں رات نہیں ہوں دن ہوں جو دنیا میں چمکتا ہوں

---

[1] قیصر۔ روم کے بادشاہوں کا لقب تھا۔ اَلنَّاسُ مَعَادِنُ "لوگ کانیں ہیں" اس حدیث کے بقیہ لفظ یہ ہیں۔ اَلمَعَادِنِ الذَّھَبِ وَالفِضَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِھُوْا جیسا کہ سونے اور چاندی کی کانیں جو اُمیں سے جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں جبکہ دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔ معدنے یعنی ابن امِ مکتومؓ صد ہزار۔ یعنی سردارانِ قریش مکتنس۔ پوشیدہ مخفی ما۔ تانبا۔ اینجا۔ یعنی دین کے معاملہ میں اعمیٰ یعنی ابن ام مکتومؓ۔ منکر۔ یعنی رسالت کے منکر۔

[2] گفت۔ پہلے اشعار میں سورۂ عبس کا مضمون بیان کیا گیا تھا یہاں سے آنحضورؐ کا مقولہ ہے۔ گواہ۔ یعنی رسالت و صداقت پر خورے۔ خوراک۔ نیست۔ ورنہ چمگادڑ کو اس سے نفرت ہوتی۔

[3] نفرت۔ سورج سے چمگادڑوں کی نفرت اس کے کمل ہونے کی دلیل ہے۔ جلیل۔ یعنی رب جلیل۔ گر بدبو میں پرورش پانیوالا گبروندا اگر گلاب سے رغبت کرنے لگے تو اس کا گلاب ہونا مشکوک ہو جائیگا۔ قلب۔ کھوٹا سکہ۔ یہاں کھوٹا سکہ چلانیوالے کے معنیٰ میں ہے محک۔ کسوٹی۔ دزد۔ چور رات کی تاریکی سے اپنا کام چلاتا ہے شب نیم۔ لہٰذا چور اور دغاباز مجھے پسند نہیں کر سکتے ہیں۔

فارقم ۱ فارو قیم غربیل وار | تا کہ کاہ از من نمی باید گزار
میں غرق کرنیوالا ہوں چھلنی کی طرح جدا کرنیوالا ہوں | حتیٰ کہ بھوسی مجھ میں سے نہیں گزر سکتی ہے

آرد را پیدا کنم من از سبوس | تا نمایم کیں نقوش ست واں نفوس
میں آٹے کو بھوسی سے علیحدہ کر دیتا ہوں | تا کہ دکھا دوں کہ یہ تصویریں ہیں اور وہ انسان ہیں

من چو میزانِ خدایم در جہاں | وانمایم ہر سُبک را از گراں
میں دنیا میں خدا کی ترازو کی طرح ہوں | ہر ہلکے کو بھاری سے نمایاں کر دیتا ہوں

گاوَ ۲ را داند خدا گئو سالہ | خر خریدارے و در خور کالہ
بچھڑا ہی بیل کو خدا سمجھتا ہے | گدھا خریدار، اور اس کے مناسب مال ہوتا ہے

من نہ گاوم تا گئو سالہ خرد | من نہ خارم کاشترے از من چرد
میں بیل نہیں ہوں کہ بچھڑا مجھے خریدے | میں کانٹا نہیں ہوں کہ اونٹ مجھے چرے

او گماں دارد کہ با من جور کرد | بلکہ از آئینہء من روفت گرد
وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے میرا کچھ بگاڑا | بلکہ اس نے میرے آئینہ سے گرد صاف کر دی ہے

تملّق کردن دیوانہ جالینوس را و ترسیدنِ جالینوس از وے
ایک دیوانہ کا جالینوس کی خوشامد کرنا اور جالینوس کا اس سے خوفزدہ ہونا

گفت جالینوس با اصحاب ۳ خود | مر مرا تا آں فلاں دارو دہد
جالینوس نے اپنے شاگردوں سے کہا (کوئی) | مجھے فلاں دوا لا دے

پس بدو گفت آں یکے کاے ذوفنوں | ایں دوا خواہند از بہرِ جنوں
اس سے کسی نے کہا اے صاحب کمالات! | یہ دوا جنون کے لئے مانگتے ہیں

دور از عقلت مگو ایں گفتگو | گفت در من کرد یک دیوانہ رو
خدا کرے جنون! تیری عقل سے دور رہے یہ گفتگو نہ کر | اس نے کہا مجھے ایک دیوانہ نے دیکھا

ساعتے در روئے من خوش بنگرید | چشمکم زد آستینِ من درید
تھوڑی دیر مجھے غور سے دیکھا | مجھے آنکھ ماری، میری آستین پھاڑ دی

گر نہ جنسیت بُدے در من ازو | کے رُخ آوردے بمن آں زشت رُو
اگر مجھ میں اس کی جنسیت نہ ہوتی | وہ منحوس صورت میری طرف کب متوجہ ہوتا؟

گر نہ دیدے جنسِ خود کے آمدے | کے بغیرِ جنسِ خود را بر زدے
اگر وہ اپنے ہم جنس کو نہ دیکھتا کب آتا! | اپنے آپ کو غیر جنس سے کب بھڑاتا؟

---

۱ فارق۔ غلط اور صحیح میں امتیاز کرنیوالا۔ فاروق۔ دو چیزوں میں فرق دکھانے والا۔ غربیل۔ غربال، چھلنی۔ کاہ۔ تنکا۔ بھوسی۔ سبوس۔ بھوسی۔ نقوش۔ یعنی بے جان تصویریں۔ میزان۔ ترازو۔ سُبک۔ ہلکا۔

۲ گاوَ۔ بیل کو بے عقل بچھڑا ہی خدا سمجھ سکتا ہے۔ درخور۔ مناسب، لائق۔ کالہ۔ سامان۔ نہ خارم۔ اونٹ کانٹے کھانا پسند کرتا ہے۔ او گماں۔ ناقص کامل کے کمال کا انکار کر کے سمجھتا ہے کہ اس نے کامل کا کچھ بگاڑ دیا حالانکہ اس کا انکار اس کے کمال کی بنیاد بنتا ہے۔ تملّق۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ جالینوس کو ایک دیوانہ کے اس سے مانوس ہونے سے یہ شبہ ہوا کہ میری عقل میں کوئی نقصان ہے ورنہ یہ دیوانہ میری طرف مائل نہ ہوتا۔

۳ اصحاب۔ یعنی شاگرد۔ فلاں دارو یعنی وہ فلاں دوا۔ جو مرض جنون میں کھلائی جاتی ہے۔ آں یکے یعنی ایک شاگرد۔ دور۔ یہ جملہ دعائیہ ہے۔ ایں گفتگو۔ یعنی جنون کی دوا کھانے کی بات۔ رو۔ یعنی رو کرد چشمکم رو۔ جو دوستی اور بے تکلفی میں ہوتا ہے۔ درید بے تکلفی کی وجہ سے جنسیت۔ یعنی اگر اس کی طرح میں بھی دیوانہ نہیں ہوں۔ جنس خود۔ یعنی دیوانہ۔

چوں دو کس برہم زند بے ہیچ شک — درمیاں شاں ہست قدرِ مشترک
جب دو شخص آپس میں ملیں، بلا شک — ان میں کوئی قدرِ مشترک ہے

کے پرد مرغے مگر با جنسِ خود — صحبتِ ناجنس گورست و لحد
ہر پرند اپنے ہم جنس کے ساتھ ہی اڑتا ہے — ناجنس کی ہم نشینی قبر اور لحد ہے

سَببِ پریدن و چریدن مُرغے با مُرغِ دیگر کہ جنسِ اُو نبود
ایک پرند کے غیر جنس پرند کے ساتھ اڑنے اور چرنے کا سبب

آں حکیمے گفت دیدم ہم تگے — در بیاباں زاغ را با لکلکے
ایک دانا نے کہا میں نے چلتے پھرتے دیکھا — جنگل میں کوے کو تعلق کے ساتھ

در عجب ماندم بجستم حالِ شاں — تاچہ قدرِ مشترک یا بم نشاں
میں تعجب میں رہ گیا، میں نے ان کے حال کی جستجو کی — تاکہ قدرِ مشترک کا پتہ لگا لوں

چوں شدم نزدیک من حیران[2] و دنگ — خود بدیدم ہر دو آں بودند لنگ
جب میں حیران اور دنگ قریب پہنچا — میں نے خود دیکھا کہ وہ دونوں لنگڑے تھے

خاصہ شہبازے کہ اُو عرشی بُوَد — با یکے چغدے کہ اُو فرشی بُوَد
خصوصاً وہ شہباز جو عرشی ہو — ایک چغد کے ساتھ جو فرشی ہو (کیسے تعلق رکھ سکتا ہے)

آں[3] یکے خورشید علّیین بُوَد —ویں دِگر خفّاش کز سجّیں بُوَد
ایک وہ جو علیین کا سورج ہو — اور یہ دوسری چمگادڑ جو سجین کی ہو

آں یکے نورے زہر عیبے برّی — واں دِگر کورے گدائے ہر دری
ایک وہ نور جو ہر عیب سے بری ہے — اور دوسرا وہ اندھا جو ہر در کا بھکاری ہے

واں یکے ماہے کہ بر پرویں زند — واں یکے کرمے کہ بر سرگیں تند
ایک ایسا چاند جو ثریا سے متعلق ہے — ایک وہ کیڑا جو گوبر کے چکر کاٹے

آں یکے یوسف رُخے عیسیٰ نفس — ویں دِگر گرگے و یا خریا خرس
ایک یوسفؑ جیسے چہرے والا عیسیٰ جیسے سانس والا — دوسرا بھیڑیا، یا گدھا یا ریچھ

آں یکے پرّاں شدہ در لامکاں — ویں یکے در کاہداں ہمچوں سگاں
ایک وہ جو لامکان میں اڑتا ہے — اور یہ ایک کوڑی پر کتوں کی طرح

آں یکے سُلطانِ عالی مرتبت — ویں دگر در گلخنے در تعزیت
وہ ایک بلند مرتبہ بادشاہ — اور یہ دوسرا بھٹی کے اندر ماتم میں

[1] قدرِ مشترک۔ یعنی کوئی ایسی بات جو دونوں میں ہو۔ سبب۔ کوا اور لکلک جنس نہ تھے لیکن ان میں لنگڑا پن قدرِ مشترک تھی ہم تگی۔ مل کر چلنا پھرنا لکلک۔ لعلق۔

[2] حیران و دنگ۔ اس لئے کہ دو غیر جنس کو ملا جلا دیکھا تھا۔ خاصہ۔ جبکہ کوے اور لعلق کو دیکھ کر ایک عقلمند حیران ہوا حالانکہ دونوں زمینی پرند ہیں تو بنی جو عرش کا شہباز ہے اور منکر جو ویرانے کا چغد ہے باہم کیسے مانوس ہو سکتے ہیں۔ شہباز۔ یعنی رسول و نبی۔ چغد۔ منکر

[3] یکے۔ یعنی رسول و نبی۔ علیین۔ وہ دفتر جس میں جنتیوں کے نام لکھے ہونگے بہشت کا بلند مقام سجین۔ وہ دفتر جس میں دوزخیوں کے نام لکھے ہوں گے جہنم کی وادی۔ نورے۔ یعنی رسول و نبی۔ کورے۔ یعنی منکر۔ پرویں۔ ثریا۔ جو ستاروں کا مجموعہ ہے۔ کرم۔ کیڑا۔ سرگیں۔ گوبر۔ یوسف۔ حضرت یوسفؑ کا حسن مشہور ہے۔ عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ کے سانس میں بڑی برکتیں تھیں۔ پرّاں۔ پرواز کرنے والا۔ لامکاں۔ عالم لاہوت۔ کاہداں۔ کوڑے کی جگہ۔ گلخن۔ بھٹی۔ تعزیت۔ ماتم۔

آں یکے خلقے زا کرامش خجل — ویں دگر از بینوائی منفعل

ایک وہ جس کے کرم سے مخلوق شرمندہ — اور یہ دوسرا، بے سرو سامانی سے شرمندہ

آں یکے سرور شدہ زاہلِ زماں — ویں دِگر در خاکِ خواری بس نہاں

ایک وہ جو زمانے والوں کا سردار بنا — اور یہ دوسرا ذلت کی خاک میں دبا ہوا

بُلبلاں راجائے می زیبد چمن — مر جُعَل رادر چمیں خوشتر وطن

بلبلوں کی جگہ چمن میں مناسب ہے — گبرونڈے کا گندگی بہترین وطن ہے

بازبانِ معنوی ۲ گُل با جُعَل — ایں ہمہ گوید کہ اے گندہ بَغل

پھول، گبرونڈے کو زبانِ حال سے — یہ کہتا ہے کہ اے بغل گند والے!

گر گریزانی زگلشن بیگماں — ہست آں نفرت کمالِ گلستاں

اگر تو چمن سے بھاگتا ہے، یقیناً — وہ نفرت چمن کا کمال ہے

غیرتِ من بر سرِ تو دور باش — می زند کاے خس ازیں در دُور باش

میری غیرت تیرے سر پر نیزہ — (پھینک کر) مارتی ہے اے کمینے، اس در سے دُور رہ

ور بیا میزی تو بامن اے دَنی — ایں گماں آید کہ از کانِ منی

اے کمینے! اگر تو مجھ سے گھل مل جائے گا — یہ خیال ہو گا کہ تو میری جنس کا ہے

گر در آمیزد زنقصانِ من ست — زاں کہ پندارند کو زانِ من ست

اگر گھل مل جائے گا تو میری کمی کا سبب ہے — کیونکہ لوگ سمجھیں گے کہ وہ میرا ہے

حق مراچوں ازپلیدی پاک داشت — چوں سزد بر من پلیدی راگماشت

خدا نے جب مجھے نجاست سے پاک رکھا ہے — تو مجھ پر نجاست کو مسلط کرنا کیسے مناسب ہوگا؟

یک رگم زاںشاں بُدو آں رابُرید — در من آں بدرگ کجا خواہد رسید

میری ایک رگ میں کی ان میں کی تھی اس کو کاٹ دیا — وہ بری رگ مجھ میں کہاں آسکتی ہے؟

یک نشانِ آدمؑ آں بُد از ازل — کہ ملائک سر نہندش از محل

(حضرت) آدمؑ کی ایک نشانی ازل سے یہ تھی — کہ فرشتے مرتبے کی وجہ سے ان کو سجدہ کریں

یک نشانِ دیگر آں کہ آں بلیس — نہندش سر کہ منم شاہ و رئیس

دوسری نشانی یہ کہ شیطان — ان کو سجدہ نہ کرے کہ میں شاہ اور رئیس ہوں

پس اگر ابلیس ہم ساجد شدے — اُو نہ بودے آدمؑ اُو غیرے بُدے

تو اگر شیطان بھی سجدہ کرنے والا ہو جاتا — تو وہ آدمؑ نہ ہوتا کوئی اور ہوتا

---

۱ اکرام۔ تعظیم کرنا، بخشانا۔ خجل۔ شرمندہ، منفعل۔ نادم۔ شرمندہ سرور۔ سردار۔ می زیبد۔ زیب می دیتا۔ جُعَل۔ نجاست کا کیڑا۔ گبرونڈا۔ چمین۔ نجاست، گندگی

۲ معنوی۔ باطنی یعنی زبان حال۔ گندہ بغل۔ بغل گند، بدبودار۔ گر گریزانی۔ یہ پھول کا مقولہ ہے۔ غیرت۔ انبیاء اور بزرگوں کی غیرت کا تقاضہ ہے کہ خدا کے دشمن ان سے دور رہیں۔ دور باش۔ پہلے مصرع میں اس دوشاخہ نیزے کے معنی میں ہے جو چوبدار کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور وہ بادشاہ یا امیر کے آگے چلتا ہے تا کہ لوگ راستہ سے دور ہو جائیں دوسرے مصرع میں یہ "دور ہو" کے معنی میں ہے۔ دَنی۔ کمینہ۔ کان۔ معدن۔

۳ گر در آمیزد۔ برے کا بھلوں سے میل، بھلوں کے نقصان کا سبب ہے۔ آنِ منست۔ یعنی ہم جنس ہے۔ برید۔ آنحضورؐ کا سینہ مبارک کئی بار شق کیا گیا اس میں سے خون کی ایک بوند نکال دی گئی اور اس کو زمزم سے پاک کیا گیا۔ یک نشاں۔ حضرت آدمؑ کے کمال کی دو نشانیاں تھیں ایک تو یہ کہ ملائکہ ان کو سجدہ کریں دوسری یہ کہ شیطان سجدہ نہ کرے۔ منم۔ شیطان نے کہا تھا کہ میں آدمؑ سے بہتر ہوں اس کو سجدہ کیوں کروں پس اگر شیطان سجدہ کر لیتا تو کمال کی دوسری نشانی مفقود ہو جاتی۔

ہم سُجودِ ہر ملک میزانِ[۱] اُوست | ہم جُحودِ آں عدو بُرہانِ اُوست
ہر فرشتہ کا سجدہ اس کا معیار ہے | اس دشمن کا انکار بھی اس کی دلیل ہے
ہم گواہِ اُوست اِقرارِ مَلکَ | ہم گواہِ اُوست کفرانِ سَگک
فرشتہ کا اقرار کرنا بھی اس کا گواہ ہے | ذلیل کتے کا انکار بھی اس کا گواہ ہے
ایں سخن پایاں ندارد باز گرد | تاچہ کرد آں خرس با آں شیر مَرد
اس بات کی انتہا نہیں ہے، واپس چل | کہ اس ریچھ نے اس بہادر کے ساتھ کیا کیا؟

تتمہ قصہ اِعتمادِ آں مغرور بر تملق خرس
اس دھوکے میں مبتلا کا ریچھ کی چاپلوسی پر بھروسہ کرنیکا باقی حصہ

اُو[۲] بخفت و خرس میراندش مگس | وز ستیز آمد مگس شد باز پس
وہ سو گیا اور ریچھ اس کی مکھیاں اڑاتا تھا | اور ضد سے مکھیاں پھر واپس آجاتی تھیں
چند بارش راند از روئے جَواں | واں مگس زوبازی آمد دَواں
اس نے کئی بار ان کو جوان سے منہ پر سے اڑایا | وہ مکھیاں تیزی سے واپس آجاتیں
خشمگیں شد با مگس خرس و برفت | بر گرفت از کوہ سنگے سخت و زفت
ریچھ کو مکھیوں پر غصہ آیا اور وہ گیا | پہاڑ سے ایک سخت اور بھاری پتھر اٹھا لیا
سنگ آورد و مگس را دید باز | بر رُخِ خفتہ گرفتہ جائے[۳] ساز
پتھر لایا اور مکھیوں کو پھر دیکھا | سوئے ہوئے کے منہ پر ٹھکانا بنائے ہوئے
بر گرفت آں آسیاسنگ و بزد | بر مگس تا آں مگس واپس خزد
اس نے چکی (جیسا) پتھر اٹھایا اور مارا | مکھیوں پر تاکہ وہ مکھیاں واپس جا گھسیں
سنگ روئے خفتہ را خشخاش کرد | ایں مثل بر جملہ عالم فاش کرد
پتھر نے سوئے ہوئے کے منہ کو خشخاش (جیسا) کر دیا | یہ کہاوت تمام دنیا میں مشہور کر دی
مہر ابلہ مہر خرس آمد یقیں | کینِ اُومہرست و مہر اُوست کیں
بیوقوف کی دوستی یقیناً ریچھ کی دوستی ہے | اس کا کینہ محبت ہے اور اس کی محبت کینہ ہے
عہدِ اُوسست ست و ویران و ضعیف | گفت اوزفت و وفائے اُونحیف
اس کا عہد و پیمان کمزور اور برباد اور ضعیف ہے | اس کی باتیں گھنی ہیں اور اس کی وفاداری کمزور ہے
گر خورد سوگند ہم باور مکُن | بشکند سوگند مردِ کژ سُخن
اگر وہ قسم بھی کھائے تو یقین نہ کر | الٹی باتیں کرنے والا قسم توڑ ڈالتا ہے

---

[۱] میزان۔ معیار۔ جحود۔ انکار عدو۔ شیطان۔ گواہ حضرت آدمؑ کے کمال پر جس طرح فرشتوں کا اقرار اور سجدہ گواہ ہے اسی طرح شیطان کا انکار بھی گواہ ہے۔ کفران۔ انکار، ناشکری سگک۔ کاف تصغیر کا ہے یعنی شیطان۔ ایں سخن۔ یعنی ناقصین کا انکار کاملین کی فضیلت کی دلیل ہے۔ تملق۔ چاپلوسی، خوشامد

[۲] او۔ یعنی شیر مرد۔ وز ستیز۔ مکھی کی عادت ہے کہ اڑاؤ تو وہ لوٹ کر آتی ہے۔ جوان یعنی شیر مرد زفت۔ موٹا، بھاری۔

[۳] جائے ساز۔ موافق جگہ آسیا سنا۔ سنگ آسیا چکی کا پتھر۔ خزد۔ خزیدن بمعنی گھسنا کا فعل مضارع ہے۔ ایں مثل۔ وہ ضرب المثال جو دوسرے شعر میں مذکور ہے۔ کین او۔ بیوقوف دشمنی میں جدا ہو جائیگا تو نقصان نہ پہنچا سکے گا دوستی کے میل جول کی وجہ سے نقصان رساں ہوگا عہد او۔ بیوقوف کا کوئی عہد و پیمان مضبوط نہیں ہوتا ہے وہ باتونی ہوتا ہے اس میں وفاداری نہیں ہوتی ہے۔ گر خورد۔ بیوقوف کی قسم پر بھی بھروسہ نہ کرنا چاہیے وہ فوراً قسم توڑ ڈالتا ہے۔

چونکہ بے سوگند گفتش بُد دروغ　　تو میفت از مکر و سوگندش بدوغ[1]
چونکہ اس کی بغیر قسم کے بات، جھوٹ تھی　　تو اس کے مکر اور قسم کی وجہ سے فریب میں نہ پڑ

نفسِ او میرست و عقل اُو اسیر　　صد ہزاراں مُصحفش خود خوردہ گیر
اس کا نفس حاکم ہے، اور اس کی عقل قیدی ہے　　لاکھوں قرآن اس کے کھائے ہوئے سمجھ

چونکہ بے سوگند پیماں بشکند　　گر خورد سوگند ہم آں بشکند
جبکہ وہ بغیر قسم کے عہد توڑ ڈالتا ہے　　اگر قسم بھی کھا لے گا اس کو توڑ ڈالے گا

زانکہ نفسِ آشفتہ تر گردد ازاں　　کہ کند بندش بسوگندِ گراں
کیونکہ اس (قسم) سے نفس زیادہ پریشان ہو گا　　کہ اس کو بھاری قسم میں قید کرے

چوں اسیرے بند بر حاکم نہد　　حاکم آں را بر دَرَد بیروں جہد
جب کوئی قیدی حاکم کے بیڑی لگائے　　حاکم اس کو توڑ دے گا، باہر نکل آئے گا

بر سَرش کو بد زخشم آں بند را　　می زند بر روئے اُو سوگند را
اس کے سر پر وہ بیڑی دے مارے گا　　قسم کو اس کے منہ پر پھینک مارے گا

توز اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدش دست شو　　اِحۡفَظُوۡا اَیۡمَانَکُمۡ با اُو مگو
تو "عہدوں کو پورا کرو" سے اس سے ہاتھ دھو لے　　"اپنی قسموں کی حفاظت کرو" اس سے نہ کہہ

وانکہ[2] داند عہد با کہ می کُند　　تن کُند چوں تار و گرد اُو تند
جو شخص یہ سمجھ لے کہ عہد کس سے کرتا ہے　　جسم کو دھاگے کی طرح کرتا ہے اور اس کے گرد تنتا ہے

بعیادت رفتن حضرت مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم بر صحابیِ رنجور و فائدہ عیادت

حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار صحابی کی مزاج پرسی کو جانا اور بیمار پرسی کا فائدہ

از صحابہ خواجۂ بیمار شد　　واندراں بیماریش چوں تار شد
صحابہ میں سے ایک بزرگ بیمار ہو گئے　　اور اس بیمار میں وہ دھاگے کی طرح ہو گئے

مصطفیٰ آمد عیادت سوئے اُو　　چوں ہمہ لُطف و کرم بُد خوئے اُو
(حضرت) مصطفیٰ ان کے پاس بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے　　چونکہ آپ کی عادت مجسم لطف و کرم تھی

در عیادت رفتنِ تو فائدہ است　　فائدہ آں باز بر تو عائدہ است
بیمار پرسی کے لئے تیرا فائدہ ہے　　"اس کا فائدہ تجھے ہی پہنچنے والا ہے

فائدہ اوّل کہ آں شخص علیل　　بُو کہ[3] قُطبے باشد و شاہِ جلیل
پہلا فائدہ یہ ہے کہ وہ بیمار شخص　　ہو سکتا ہے کوئی قطب اور بڑا شاہ ہو

---

[1] دَوغ۔ چھاچھ، مکر۔ نفس اُو۔ بیوقوف کی عقل پر اس کا نفس حاکم ہوتا ہے اگر وہ قسم کی بجائے لاکھوں قرآن بھی کھا جائے تو کیا اعتبار ہے۔ چونکہ۔ عہد شکنی کا عادی بہرحال عہد توڑ ڈالتا ہے۔ زانکہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسیرِ نفس حاکم ہوتا ہے۔ اور حاکم کسی قسم کی بیڑی کب برداشت کر سکتا ہے۔ اس کو جلد توڑ ڈالیگا ہاں اگر انسان کی طبیعت سلیم ہو تو وہ قسم کی بیڑی کا احساس کریگا۔ اسیر۔ قیدی یعنی وہ بیوقوف جو نفس کی قید میں ہے۔ حاکم۔ یعنی نفس۔ بر سرش۔ قسم تڑوا کر دوگنے عذاب میں مبتلا کریگا۔ اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ مومنین کو خطاب ہے اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ اِحۡفَظُوۡا اَیۡمَانَکُمۡ اپنی قسموں کی نگہداشت رکھو۔

[2] وانکہ۔ ایک مومن سمجھتا ہے کہ وہ قسم کھا کر خدا سے عہد کرتا ہے۔ تن۔ کند۔ یعنی اپنے جسم کو دھاگا بنا کر اس کو مضبوط باندھتا ہے اور اس کی حفاظت میں جان قربان کرتا ہے۔ عیادت۔ بیمار پرسی، اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ بعض بندگانِ خدا فنائیت کے اس مقام پر ہوتے ہیں کہ انکے ساتھ کوئی عہد ہو یا دیگر معاملہ وہ خدا کے ساتھ سمجھا جاتا ہے۔ چوں۔ آنحضورؐ کے اخلاق کریمانہ تھے۔ عائدہ۔ لوٹنے والا یعنی عیادت کا فائدہ خود عیادت کرنیوالے کا اپنا فائدہ ہے۔

[3] بُو د۔ شاید قطب۔ اولیاء میں سے ایک خاص مرتبہ رکھنے والے کو کہا جاتا ہے۔ جلیل۔ بزرگ۔

چوں دو چشمِ دل نداری اے عُنود　　وانمی ا دانی تو ہیزم راز عُود
اے سرکش! جب تو دل کی دو آنکھیں نہیں رکھتا ہے　　تو گھر کو ایندھن سے ممتاز نہیں سمجھ سکتا ہے

چونکہ گنجے ہست در عالم مرنج　　ہیچ ویراں را مداں خالی زگنج
جبکہ دنیا میں خزانہ ہے، رنجیدہ نہ ہو　　کسی ویرانے کو (بھی) خزانے سے خالی نہ سمجھ

قصد ہر درویش می کن از گزاف　　چوں نشاں یابی بجد می کن طواف
ہر درویش کا قصد وجہ کے بغیر کر لیا کر　　جب پتہ پا لے تو کوشش کر کے چکر کاٹ

چوں ترا آں چشمِ باطن بیں نہ بود　　گنج ۲ می پندار اندر ہر وجود
جب تیری باطن کو دیکھنے والی آنکھ نہیں ہے　　ہر وجود میں خزانہ سمجھ

ور نباشد قطب یارِ رہ بُوَد　　شہ نباشد فارسِ اسپہ بُوَد
اگر قطب نہ ہو گا، راستہ کا یار ہو گا　　شاہ نہ ہو گا، گھوڑا سوار ہو گا

پس صلہ یارانِ رہ لازم شمار　　ہر کہ باشد گر پیادہ گر سوار
یاروں کے ساتھ سلوک کو لازم سمجھ　　کوئی ہو، پیادہ ہو یا سوار

ور عدو باشد ہم ایں احساں نکوست　　کہ باحساں دوست گردد گر عدوست
اگر دشمن ہے تو بھی یہ احسان اچھا ہے　　اگر دشمن ہے، احسان کی وجہ سے دوست ہو جائیگا

ور ۳ نگرد دوست کینش کم شود　　زانکہ احساں کینہ را مرہم شود
اگر دوست نہ بنا تو اس کی دشمنی کم ہو جائیگی　　اس لئے کہ احسان کینہ کا مرہم ہے

پس فوائد ہست غیرِ ایں ولیک　　از درازی خائفم اے یارِ نیک
اس کے علاوہ بھی فائدے ہیں لیکن　　اے بھلے یار! میں طوالت سے خائف ہوں

حاصل ایں آمد کہ یارِ جمع باش　　ہمچو بتگر از حجر یارے تراش
خلاصہ یہ نکلا کہ جماعت کا دوست بن　　بت گر کی طرح پتھر سے دوست تراش لے

زانکہ انبوہی و جمعِ کارواں　　رہزناں را بشکند پشت و سناں
اس لئے کہ قافلہ کی جماعت اور اس کی کثرت　　ڈاکوؤں کی کمر اور بھالا توڑ دیتی ہے

وحی آمدن از حق تعالیٰ بہ موسیٰ کہ چرا بہ عیادتِ من نیامدی
حضرت موسیٰ کے پاس خدا کی طرف سے وحی آنا کہ تو میری بیمار پرسی کے لئے کیوں نہ آیا؟

آمد از حق سوئے موسیٰ ایں عتیب　　کاے طلوعِ ماہ دیدہ تو زجیب
موسیٰ کی جانب اللہ کے پاس سے یہ ناراضی پہنچی　　اے وہ کہ تو نے گریبان سے سورج کا طلوع دیکھا ہے

ا وانمی- وانی۔ جب تم خاص قطب کو نہیں پہچانتے ہو تو ہر مومن کی عیادت کر لیا کرو۔ چونکہ۔ دنیا اولیاء سے خالی نہیں ہے تلاش جاری رکھو پالو گے۔ چوں۔ جب ولی دستیاب ہو جائے اس پر جان قربان کر دو۔

۲ گنج۔ اہلِ باطن کے پالینے کی تدبیر یہی ہے کہ ہر جگہ ان کو تلاش کرو یارہ یعنی بیمار اگر قطب نہ ہوگا تو کوئی سالک راہ طریقت ہوگا۔ شہ۔ یعنی قطب۔ فارس۔ گھوڑا سوار۔ صلہ۔ باہمی تعلق۔ ہر کہ۔ یعنی خواہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو۔ ور عدو۔ دشمن سے بھلائی کرو۔ دشمنی دوستی سے بدل جائے گی۔

۳ ور۔ بھلائی کرنے سے دشمن دوست بھی نہ بنے گا تو دشمنی میں کمی آجائے گی۔ حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ عیادت سے معاشرہ کی اصلاح ہوتی ہے اور ایک اچھا معاشرہ پیدا ہوتا ہے اور اچھے معاشرہ میں زندگی گوشۂ تنہائی کی زندگی سے بہت بہتر ہے۔ حجر۔ مردہ دل میں اپنی محبت پیدا کر دو زانکہ۔ یہ اجتماعی زندگی کی فضیلت ہے۔ وحی۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ہر مسلمان کی عیادت کرنی چاہیے خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ عتیب۔ عتاب، ناراضی جیب۔ گریبان حضرت موسیٰ کے معجزہ ید بیضا کی طرف اشارہ ہے۔

مُشرِقت ۱ کردم بنورِ ایزدی
من حقم رنجور گشتم نامدی
میں نے خدائی نور سے تجھے مشرق بنایا
میں خدا ہوں، میں بیمار ہوا تو نہ آیا

گفت سبحانا تو پاکی از زیاں
اینچہ رمز ست ایں بکُن یارب عیاں
حضرت موسیٰ نے کہا اے اللہ تو نقصان سے پاک ہے
یہ کیا راز ہے؟ اے خدا اس کو ظاہر کر دے

باز فرمودش کہ در رنجوریم
چوں نہ پُرسیدی تو از روئے کرم
(اللہ تعالیٰ نے) پھر اس سے کہا کہ میں مریض ہوں
تو نے از روئے کرم میری پُرسش کیوں نہ کی

گفت یارب نیست نقصانے ترا
عقل گم شد ایں گرہ را بر کشا
انہوں نے عرض کیا اے خدا تیرے لئے کوئی گھاٹا نہیں ہے
عقل گم ہو گئی ہے، یہ گرہ کھول دے

گفت آرے بندۂ خاصِ گزیں
گشت رنجور اُو منم نیکو ببیں
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ایک خاص برگزیدہ بندہ
بیمار ہوا، اور وہ میں ہوں، خوب سمجھ لے

ہست رنجوریش رنجوریِ من
ہست معذوریش معذوریِ من
اس کی بیماری میری بیماری ہے
اس کی معذوری، میری معذوری ہے

ہرکہ خواہد ہمنشینی با خدا
گو نشیند در حضورِ اولیا
جو خدا کی ہم نشینی چاہے
کہہ دو وہ اولیاء کی خدمت میں بیٹھے

از ۲ حضورِ اولیا گر بگسلی
تو ہلاکی زانکہ جزوی نے کُلی
اگر تو اولیاء کے پاس حاضری سے علیحدہ رہیگا
تو برباد ہے، کیونکہ تو جزو ہے کل نہیں ہے

ہر کرا دیواز کریماں وا بَرد
بیکسَش یا بد سَرش را وا خورد
شیطان جس کو بھلوں سے جدا کر دے
اس کو بے سہارا پالیتا ہے اس کا سر چبا لیتا ہے

یک بَدَست از جمعِ رفتن یکزماں
مکر شیطاں باشد و نیکو بداں
تھوڑی دیر کے لئے بھی ایک بالشت جماعت سے دور ہونا
شیطان کا مکر ہو گا، خوب سمجھ لے

جدا کردنِ باغباں صوفی وفقیہ و عَلوی را از یکد گرو اَدب کردن

باغبان کا صوفی اور مولوی اور سید کو ایک دوسرے سے جدا کر دینا اور سزا دینا

باغبانے چوں نظر درباغ کرد
دید چوں دزداں بباغِ خود سہ مَرد
ایک باغبان نے جب باغ کو دیکھا
اپنے باغ میں تین شخص چوروں جیسے دیکھے

یک فقیہ ۳ و یک شریف وصوفیے
ہر یکے شوخ فضولی یوفیئے
ایک مولوی اور ایک سید اور صوفی
(جنسمین سے) ہر ایک بے حیا، بکواسی لغو گو

۱ مَشرِق۔ حضرت موسیٰ نورِ خداوندی کے مظہر تھے رنجور۔ بیمار۔ زیاں۔ نقصاں۔ یعنی بیماری وغیرہ۔ در رنجوریم۔ میں مریض ہوں۔ نقصان۔ یعنی بیماری۔ گرہ۔ یعنی خدا کا اپنے آپ کو بیمار کہنے کا عقدہ۔ گزیں۔ برگزیدہ۔ اُو منم۔ جب انسان فنائیت کے مقام پر پہنچتا ہے تو گویا اتحاد ہو جاتا ہے۔ ہست۔ مقام فنا میں پہنچ جانیوالے ولی کا بیمار ہونا گویا خدا کا بیمار ہونا ہے اس مضمون کی حدیث مشکوۃ شریف میں مذکور ہے۔ اولیا۔ جبکہ اولیا اللہ کا خدا سے اتحاد ہے تو انکے پاس بیٹھنا خدا کے پاس بیٹھنا ہے۔

۲ از حضور۔ اولیاء کی صحبت باعثِ نجات ہے ورنہ شیطانی وساوس موجبِ ہلاکت بنیں گے۔ جُزوی یعنی تو ناقص ہے۔ کلی۔ یعنی تو کامل نہیں ہے۔ دیو، شیطان۔ کریماں۔ یعنی اولیا اللہ۔ واخورد۔ یعنی شیطان ہلاکت کا سبب بنجاتا ہے۔ بدَست۔ یعنی بمقدار بالشت جمع جملۃ جدا کردن۔ پہلے شعر میں جماعت سے علیحدگی کی مضرت سمجھائی تھی اب اس کو اس حکایت سے واضح کرتے ہیں۔

۳ فقیہ۔ مولوی مفتی۔ علوی۔ وہ سید جو حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ہے لیکن حضرت فاطمہؓ کے بطن سے نہیں ہے۔ چوں۔ دزداں۔ یہ تینوں بلا اجازت باغ میں آئے تھے۔ شریف مطلق سید کے معنیٰ بھی بولا جاتا ہے اور خاص امام حسنؓ کی اولاد کو بھی کہا جاتا ہے فضول بغیر حق کے کام کرنیوالا۔ یوفی۔ لغو گو۔ حق

گفت با لہ تنہا مرا صد۱ حجت ست　　لیک جمع اندو جماعت رحمت ست

اس نے (دل میں) کہا کہ مقابلہ میں میری سو دلیلیں ہیں　　لیکن اکٹھے ہیں، اور جماعت رحمت ہے

بر نیایم یک تنہ باسہ نفر　　پس ببرّم شاں نخست از یکدگر

تنہا تین کے ساتھ جیت نہ سکوں گا　　پہلے ان کو ایک دوسرے سے جدا کر دوں

ہر یکے را من بسوئے افگنم　　چونکہ تنہا شاں کنم سر بر کنم

میں ہر ایک کو ایک جانب پھینک دوں　　جب ان کو اکیلا اکیلا کر دوں گا سر پھوڑ دونگا

حیلہ کردو کرد صوفی را براہ　　تا کند یارانش را بے اُو تباہ

تدبیر اور صوفی کو ایک راستہ پر کیا　　تاکہ اس کے دوستوں کو اس کے بغیر تباہ کرے

گفت صوفی را برو سوئے وُثاق۲　　یک گلیم آور برائے ایں رِفاق

اس (باغبان) نے صوفی سے کہا، گھر جا　　ان ساتھیوں کے لئے ایک کمبل لے آ

رفت صوفی گفت خلوت با دو یار　　تو فقیہی ویں شریفِ نامدار

صوفی چلا گیا اس (باغبان) نے دونوں دوستوں سے تنہائی میں کہا　　آپ مولوی ہیں، اور یہ مشہور سید ہیں

ما بفتوئے تو نانے می خوریم　　ما بہ پرِّ دانشِ تو می پریم

ہم آپ کے فتوے کے مطابق روٹی کھاتے ہیں　　ہم آپ کی عقل کے پر سے پرواز کرتے ہیں

ویں۳ دِگر شہزادہ و سلطانِ ماست　　سیّد ست از خاندانِ مصطفیٰ ست

یہ دوسرے ہمارے شاہ اور شہزادے ہیں　　سید ہیں (حضرت) مصطفیٰ کے خاندان سے ہیں

کیست آں صوفی شکم خوارِ خسیس　　تا بود باچوں شما شاہاں جلیس

وہ صوفی پیٹو، کمینہ کون ہوتا ہے؟　　کہ تم جیسے شاہوں کا ہمنشین بنے

چوں بیابد مرورا پنبہ کنید　　ہفتہ بر باغ و راغِ من زنید

جب آئے اس کی روئی دھن دو　　تم ایک ہفتہ باغ اور چمن میں رہو

باغ چہ بود جانِ من آنِ شماست　　اے شما بودہ مرا چوں چشم راست

باغ کیا ہوتا ہے؟ میری جان تمہاری ملک ہے　　تم تو میری داہنی آنکھ ہو

وسوسہ کردو مرا ایشاں را فریفت　　آہ کز یاراں نمی باید شکیفت

اس نے (ان میں) وسوسہ پیدا کر دیا اور ان کو دھوکا دیا　　افسوس ہے یاروں سے صبر کر لینا مناسب نہیں ہے

چوں برہ کردند صوفی را ورفت　　خصم شد اندر پیش با چوبِ زفت

جب انہوں نے صوفی کو روانہ کر دیا اور وہ چلا گیا　　دشمن اس کے پیچھے موٹی لکڑی لے کر چلا

---

۱ صد حجت زبانی دلائل سے قائل کر دونگا۔ لیک۔ اگر مار پیٹ کی نوبت آئی تو میں تینوں سے نہ جیت سکونگا۔ پس۔ لہٰذا ان تینوں کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہیے اور ایک ایک کر کے نبٹنا چاہیے۔ بے او۔ پہلے اسکو پھر فقیہ اور شریف کو تنہا تنہا کر کے تباہ کرے۔

۲ وثاق۔ واؤ کے کسرہ کے ساتھ قید واؤ کے پیش کے ساتھ گھر گلیم۔ کمبل۔ رفاق۔ رفیق کی جمع ہے، ساتھی۔ خلوت۔ یعنی تنہائی میں فتویٰ۔ عوام فقیہ کے فتوے سے حلال وحرام کا فیصلہ کرتے ہیں۔ پردانش۔ فقیہ عقلی دلائل قلم کرتا ہے۔

۳ ویں۔ یعنی شریف۔ خاندان۔ اہلبیت۔ شکم خوار۔ پیٹو۔ جلیس۔ ہم نشین۔ پنبہ کنید یعنی اس کو روئی کی طرح دھن دو بعض صاحبان نے تنبہ سمجھ کر تنبیہ کا مخفف قرار دیا ہے۔ راغ۔ چمن۔ زنید۔ یعنی خمہ زنید۔ آن۔ ملکیت۔ چشم راست۔ داہنی آنکھ زیادہ محبوب ہے۔ شکیفت۔ صبر کیا۔ برہ۔ یعنی گھر کے راستہ کی جانب۔ خصم۔ یعنی باغبان۔ زفت۔ موٹا۔

گفت اے سگ صوفی باشد کہ تیز
بولا اے کتے ! تو وہی صوفی ہے کہ تیزی سے
اندر آئی باغِ ما تو از ستیز[1]
تو ہمارے باغ میں جراً اندر آتا ہے

ایں جُنیدتؒ رہ نمودو بایزیدؒ
یہ راستہ تجھے جنیدؒ اور بایزیدؒ نے دکھایا ہے
از کُدامیں شیخ و پیرت ایں رسید
کون سے شیخ اور پیر سے تجھے یہ پہنچا ہے؟

کوفت صوفی راچو تنہا یافتش
جب صوفی کو اکیلا پا یا اس کو پیٹ ڈالا
نیم کُشتش کرد و سر بشگافتش
اس کو ادھ موا کر دیا اور اس کا سر پھاڑ دیا

گفت[2] صوفی آنِ من بگذشت لیک
صوفی بولا، میرا وقت تو گذر گیا لیکن
اے رفیقاں پاسِ خود دارید نیک
اے دوستو ! اپنا خوب خیال رکھو

مر مرا اَغیار دانستید ہاں
خبردار ! تم نے مجھے غیر سمجھا
نیستم اَغیار تر زیں قلتباں
اس دیوث سے زیادہ میں غیر نہیں ہوں

آنچہ من خوردم شمارا خوردنی ست
جو کچھ میں نے چکھا، تمہیں بھی چکھنا ہے
واینچنیں ضَربت جزاے ہر دَنی ست
اس طرح کی پٹائی ہر کمینہ کی سزا ہے

رفت بر من بر شما ہم رفتنی ست
مجھ پر جو گذری، تم پر بھی گذرنی ہے
آنچنیں شربت شمارا خوردنی ست
اس طرح کا شربت تمہیں بھی پینا ہے

ایں جہاں[3] کوہست گفت و گوئے تو
یہ دنیا پہاڑ ہے اور تیری گفتگو
چوں صَدا ہم باز آید سُوئے تو
گونج کی طرح تیری طرف لوٹتی ہے

چوں زصوفی گشت فارغ باغباں
جب باغبان، صوفی سے نبٹ لیا
یک بہانہ کرد زاں پس جنسِ آں
اس کے بعد اسی طرح کا ایک بہانہ کیا

کاے شریفِ من بروئے سوُ ثاق
کہ اے میرے سید گھر کی جانب چلا جا
کہ ز بہرِ چاشت پختم من رُقاق
اس لئے کہ میں نے ناشتہ کے لئے چپاتیاں پکائی ہیں

از درِ خانہ بگو قیماز را
دروازے میں نوکر سے کہنا
تا بیارد آں رُقاق وقاز را
تاکہ وہ چپاتیاں اور قاز لے آئے

چوں برہ کردش بگفت اے تیز بیں
جب اس کو روانہ کر دیا بولا اے تیز نگاہ والے!
تو فقیہی ظاہر ست این و یقیں
تو مولوی ہے یہ ظاہر اور یقینی بات ہے

اُو شریفی می کند دعویٰ سَرد
وہ سید ہونے کا بغیر دلیل دعویٰ کرتا ہے
مادرِ اُورا کہ داند تا چہ کرد
اس کی ماں کے بارے میں کون جانتا ہے کہ اس نے کیا کیا ہے

---

[1] ستیزہ۔ لڑائی جُنَید۔ بغدادی مشہور بزرگ ہیں۔ بایزید۔ بایزید۔ بسطامی مشہور بزرگ ہیں۔ نیم کشتہ۔ ادھ موا۔

[2] گفت۔ صوفی نے پٹنے کے بعد فقیہ اور شریف سے کہا قلتبان۔ دیوث۔ بے غیرت ضربت۔ مار۔ کوفی۔ کمینہ

[3] ایں جہاں۔ یعنی دنیا بمنزلہ پہاڑ ہے جس میں صدائے بازگشت ہوتی ہے۔ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے وہی سنے چاشت۔ ناشتہ کا وقت۔ رُقاق۔ چپاتیاں۔ قیماز۔ خادم قاز۔ بطخ۔ دعوی سرد۔ دعویٰ بغیر دلیل۔

برزن او بر فعلِ زن دل می نہید — عقلِ ناقص وانگہائے اعتمید[1]
عورت اور عورت کے فعل پر اطمینان کرتے ہو — ناقص عقل، اور پھر بھروسہ!

خویشتن را بر علی و بر نبی — بستہ است اندر زمانہ بس غبی
اپنے آپ کو علیؓ اور نبیؐ سے — وابستہ کر دیا ہے دنیا میں بہت سے بیوقوفوں نے

ہر کہ[2] باشد از زنا وز زانیاں — ایں بَرد ظن در حقِ ربّانیاں
جو شخص زنا اور زانیوں کی اولاد ہو — وہ خدا والوں کے ساتھ ایسا گمان کرتا ہے

ہر کہ پُر گردو سرش از چرخہا — ہمچو خود گردندہ بیند خانہ را
جس کسی کا سر گھومنے سے چکرا جاتا ہے — وہ گھر کو اپنا جیسا چکرانے والا سمجھتا ہے

آنچہ گفت آں باغبانِ بوالفضول — حالِ اُو بُد دور زاولادِ رسولؐ
اس بکواسی باغبان نے جو کچھ کہا — خود اس کا حال تھا، رسولؐ کی اولاد سے دور

گر نہ بودے اُو نتیجہ مُرتداں — کے چنیں گفتے برائے خانداں
اگر وہ مرتدوں کا نطفہ نہ ہوتا — خاندانِ نبوت کے لئے ایسا کب کہتا؟

خواند افسونہا شنید آں رافقیہ — در پئش رفت آں ستمگارِ سفیہ
اس نے منتر پڑھے، مولوی نے وہ سنے — وہ احمق ظالم اس کے تابع بن گیا

گفت[3] اے خر اندریں باغت کہ خواند — از پیمبر دُزدیت میراث ماند
بولا، اے گدھے! اس باغ میں تجھے کس نے بلایا ہے — پیمبر سے ورثہ میں تجھے چوری ملی

شیر را بچہ ہمی ماند بدو — تو بہ پیغمبر چہ می مانی بگو
شیر کا بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے — بتا تجھ میں پیغمبرؐ کی کیا مشابہت ہے؟

با شریف آں کرد آں دوال از کجی — کہ کُند با آلِ یٰسین خارجی
کجی سے اس کمینہ نے سید کے ساتھ وہ کیا — جو خاندانِ نبوت کے ساتھ خارجہ کرتا ہے

تا چہ کیں دارند ایم دیو و غول — چوں یزید و شِمر با آلِ رسولؐ
دیکھو! شیطان اور بھتنے کس قدر مستقل کینہ رکھتے ہیں — یزید اور شمر کی طرح، رسول کی اولاد کیساتھ

شُد شریف از زخمِ آں ظالم خراب — با فقیہ اُو گفت با چشمِ پُر آب
سید اس ظالم کی مار سے برباد ہوا — آنسو بھری آنکھوں سے اس نے مولوی سے کہا

پائدار اکنوں کہ ماندی فرد و کم — چوں دُہل شو زخم می خور بر شکم
ٹھہر، اب جبکہ تو اکیلا اور کم رہ گیا — ڈھول بن جا، پیٹ پر مار کھا

[1] برزن۔ نسب کا معاملہ عورت کے قول و فعل پر مبنی ہے۔ اعتمید۔ اعتماد۔ خویشتن۔ یعنی اس زمانہ میں بہت سے بے وقوف اپنے آپ کو آنحضورؐ اور حضرت علیؓ کی اولاد بتاتے ہیں۔

[2] ہر کہ۔ چونکہ گذشتہ شعر میں سید کے لئے باغبان کے نامناسب قول کا ذکر تھا اس لئے مولانا اظہار کرتے ہیں کہ دوسروں کو حرامی کہنا خود حرامی ہونے کی دلیل ہے۔ رَبانیاں۔ یعنی اہل بیت۔ ہر کہ۔ جیسے خود چکرانے والے کو گھر چکراتا نظر آتا ہے۔ اسی طرح حرامی کو دوسرے حرامی نظر آتے ہیں۔ نتیجہ۔ یعنی اولاد نطفہ مُرتد۔ دین سے منحرف ہو جانے والا۔ خاندان۔ یعنی اہل بیت۔ ستمگار۔ یعنی باغباں۔ سَفِیہ۔ بے وقوف۔

[3] گفت۔ یعنی باغبان نے شریف سے کہا۔ میراث چونکہ وہ آل رسول تھا۔ مانی۔ مانند ہستی۔ یٰسین۔ بعض مفسرین نے اس کو آنحضورؐ کا نام قرار دیا ہے۔ خارجی۔ وہ لوگ تھے جو حضرت علیؓ سے منحرف ہو کر ان کی تکفیر کرنے لگے تھے۔ یزید۔ ابن معاویہؓ اسی کے دور حکومت میں حضرت امام حسینؓ کو کربلا میں شہید کیا گیا۔ شمر۔ وہ بدنصیب جو حضرت امام حسین کا قاتل تھا۔ پائیدار۔ ٹھہر۔ فرد۔ تنہا۔ دُہل۔ ڈھول۔

گر شریف ولایق و ہمدم نیم	از چنیں ظالم [1] ترا من کم نیم
میں اگر سید اور لائق اور ساتھی نہیں ہوں	تیرے لئے اس ظالم سے کم نہیں ہوں
مر مرادادی بدیں صاحب غرض	احمقی کردی ترا بئس العوض
تو نے مجھے اس خود غرض کے سپرد کر دیا	تو نے بیوقوفی کی، تیرے لئے برا بدلہ ہے
شُدا زو فارغ بیامد کاے فقیہ	چہ فقیہی اے تو ننگ ہر سفیہ
وہ اس سے نبٹا، آیا کہ او مولوی!	تو کیا مولوی ہے؟ تو تو ہر احمق کے لئے ننگ ہے
فتویت اینست اے ببریدہ دست	کاندر آئی و نگوئی امر ہست
اے ہتھ کٹے! تیرا یہ فتویٰ ہے	کہ اندر آجائے اور نہ کہے کہ اجازت ہے
ایں چنیں رخصت بخواندی در وسیط	یا بدست ایں مسئلہ اندر محیط
اس طرح کا جواز تو نے وسیط میں پڑھا ہے	یا یہ مسئلہ محیط میں ہے
ایں بگفت و دست بروے بر کشاد	دستِ او کینِ دلش راداد داد
یہ کہا اور اس پر ہاتھ چھوڑ دیا	اس کے ہاتھ نے دل کے کینہ کی خوب داد دی
گفت حقستت بزن دستت رسید	ایں سزائے آنکہ از یاراں برید
اس نے کہا تجھے حق ہے، مار تیرا قابو چل گیا	یہی اس کی سزا ہے جو دوستوں سے کٹا
من سزا وارم باین و صد چنیں	تاچرا ببریدم از یاراں بکیں
میں اس اور اس جیسی سینکڑوں کا مستحق ہوں	کینہ میں دوستوں سے کیوں کٹا؟
گوش کردم آں ہمہ افسوسِ [2] تو	میزنم بر سر کہ شد ناموسِ تو
تیرے سب ملامت میں نے سنی	سر پر (ہتھڑ) مارتا ہوں کہ تیری عزت گئی
زد ورا القصہ بسیارو بخست	کرد بیرونش زباغ ودر بہ بست
قصہ مختصر اس کو بہت مارا اور چورا کر دیا	اس کو باغ سے نکالا اور دروازہ بند کر دیا
ہر کہ [3] تنہا ماند از یارانِ خود	ایں چنیں آید مر اورا جملہ بد
جو اپنے دوستوں سے الگ رہ گیا	اس طرح کی سب خرابیاں اس پر آتی ہیں
ایں عیادت از برائے ایں صلہ ست	ویں صلہ از صد محبت حاملہ ست
یہ بیمار پرسی اس تعلق کے لئے ہے	یہ تعلق سینکڑوں محبتوں کا حامل ہے

رجعت بقصۂ مریض و عیادت رفتن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مریض اور آنحضور کے مریض پرسی کے لئے جانے کی طرف رجوع

[1] ظالم۔ یعنی باغبان۔ بئس العوض۔ برا بدلہ۔ فتویت۔ فتوائے تو۔ امر حکم اجازت۔ وسیط۔ امام غزالی کی مشہور کتاب ہے محیط حنفی فقہ کی مشہور کتاب ہے۔
[2] افسوس۔ ملامت۔ ناموس۔ عزت۔
[3] ہر کہ۔ مجمع اور جماعت سے علیحدگی کا یہی انجام ہوتا ہے اس عیادت۔ عیادت سے جماعتی زندگی بنتی ہے۔

دَر عیادت شُد رسول بے ندید ۱ — آں صحابی را بحالِ نزع دید
بے نظیر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بیمار پرسی کیلئے روانہ ہوئے — ان صحابی کو نزع کی حالت میں دیکھا

چوں شُدی دُور از حضورِ اولیا — در حقیقت گشتۂ دُور از خدا
جب تو اولیا کے پاس، حاضری سے دور ہو گیا — حقیقتاً تو خدا سے دور ہو گیا ہے

چوں نتیجہ ہجرِ ہمراہاں غم ست — کے فراقِ روئے شاہاں زاں کمست
جبکہ ساتھیوں کی جدائی کا نتیجہ غم ہے — شاہوں کے حضور سے جدائی اس سے کب کم ہے؟

سایۂ شاہاں طلب ہر دم شتاب — تا شوی زاں سایہ بہتر ز آفتاب
شاہوں کا سایہ طلب کر اور ہر وقت دوڑتا رہ — تا کہ تو اس سایہ کی وجہ سے سورج سے بہتر ہو جائے

رَو بجُسپ اندر پناہے مُقبلے ۲ — بُو کہ آزادت کُند صاحبدلے
کسی با اقبال کی پناہ میں جا پڑ — شاید کوئی صاحب دل تجھے آزادی دیدے

گر سفر داری بدیں نیت برو — ور حَضر باشد ازیں غافل مشو
اگر سفر کرنا ہے اس نیت سے جا — اگر اقامت ہو (تو بھی) اس سے غافل نہ ہو

دَر بدری گرد و میرَ و کو بکو — جُستجو کن جُستجو کن جُستجو
در بدر پھر، کوچہ بکوچہ جا — تلاش کر، تلاش کر، تلاش

تاتوانی ز اولیاء بر متاب — جہد کُن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
جب تک ہو سکے اولیا سے منہ نہ موڑ — کوشش کر، اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

گفتنِ شیخے مَر بایزید ۳ راکہ کعبہ منم گردِ من طواف کُن
ایک شیخ کا بایزیدؒ سے کہنا کہ میں کعبہ ہوں تو میرا طواف کر لے

سُوئے مکہ شیخ اُمت بایزیدؒ — از برائے حج و عُمرہ می دَوید
امت کے شیخ بایزیدؒ مکہ کی جانب — حج اور عمرہ کے لئے جا رہے تھے

اُو بہر شہریکہ رفتے از نخست — مَردِ عزیزاں را بکردے باز جُست
وہ جس شہر میں جاتے ابتداء — خاصانِ خدا کی تلاش کرتے

گِردمی گشتے کہ اندر شہر کیست — کو برارکانِ بصیرت مُتکی ست
چکر کاٹتے کہ شہر میں کون ہے — جو طریقت کے ستونوں پر ٹیک لگائے ہو

گفت حق اندر سفر ہر جا روی — باید اوّل طالب مَردے شوی
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا جس جگہ تو سفر میں جائے — یہ چاہیے کہ ابتداء تو مرد (حق آگاہ) کا طالب بنے

---

۱ ندید۔ مثال، نظیر۔ نزع۔ جانکنی۔ چوں شوی۔ مولانا عیادت کے قصہ کو پورا کرنا چاہتے تھے لیکن اولیاء کی صحبت کی ترغیب کے بیان نے مولانا کو وہ پورا نہ کرنے دیا اور پھر صحبت اولیاء کی بات شروع کر دی۔ چوں۔ نتیجہ۔ اگر اہل اللہ سے دوری قرب حق سے محرومی کا سبب نہ بھی ہو تو جدائی کا غم ہی کیا کم ہے۔ بہتر ز آفتاب۔ سورج تو ظاہری انوار پہنچاتا ہے اولیاء کے فیض سے باطنی نور حاصل ہوتا ہے۔

۲ مُقبلے۔ یعنی ولی اللہ۔ صاحبدل۔ ولی اللہ اس کی صحبت خواہشات نفسانی سے آزاد کر دیتی ہے۔ گر۔ انسان سفر میں ہو یا حضر میں ہر حالت میں اولیاء اللہ کی صحبت کی جستجو کرے۔

۳ بایزید۔ بسطامی مشہور ولی گزرے ہیں۔ عزیزاں۔ اولیاء اللہ ارکان۔ بصیرت یعنی شرائط طریقت۔ متکی۔ تکیہ لگانیوالا۔ گفت حق۔ یعنی اللہ نے بایزیدؒ کے دل میں الہام فرمایا۔ مرد یعنی ولی اللہ۔

قصدِ گنجے[۱] کُن کہ ایں سُود و زیاں | در تبع آید تو آں را فرع داں
خزانہ کا ارادہ کر، کیونکہ یہ نفع نقصان | تبعاً حاصل ہو جائے گا اس کو تو فرع سمجھ

ہر کہ کارد قصدِ گندم باشدش | کاہ خود اندر تبع می آیدش
جو بوتا ہے اس کا قصد گیہوں کا ہوتا ہے | بھوسا تبعاً اس کو حاصل ہو جاتا ہے

گر بکاری جو نیاید گندمے | مَردمے جُو مَردمے جُو مَردمے
تو اگر جو بوئے گا گیہوں نہ اگے گا | کسی مرد (حق) کی تلاش کر کسی مرد (حق) کی تلاش کر کسی مردِ حق کی

قصدِ کعبہ کُن چو وقتِ حج بود | چونکہ رفتی مکّہ ہم دیدہ شود
جب حج کا زمانہ ہو کعبہ کا قصد کر | جب تو پہنچے گا مکہ بھی دیکھ لیا جائے گا

قصد در معراج دیدِ دوست بُوَد | در تبع عرش و ملائک ہم نمود
معراج میں دوست کے دیدار کا قصد تھا | تبعاً عرش اور فرشتے بھی دکھائی دیئے

سیّد[۲] الاَعمالُ بِالنِّیَاتُ گفت | نیّت خیرت بسے گلہا شگفت
سید (المرسلین) نے فرمایا اعمال نیتوں سے ہیں | تیری اچھی نیت سے بہت سے پھول کھلے ہیں

نیّتِ مُومن بود بہ از عمل | ایں چنیں فرمود سُلطانِ دُوَل
مومن کی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہے | سلطنتوں کے بادشاہ نے اسی طرح فرمایا ہے

حکایت[۳] خانہ ساختنِ مُریدے و امتحانِ پیر مُرید را
ایک مرید کا مکان بنانے اور پیر کا مرید کے امتحان لینے کا قصہ

خانۂ نو ساخت روزے یک مُرید | پیر آمد خانۂ اُورا بدید
ایک مرید نے ایک وقت نیا گھر بنایا | پیر آیا، اس نے اس کے گھر کو دیکھا

گفت شیخ آں نو مریدِ خویش را | اِمتحاں کرد آں نِکو اندیش را
شیخ نے اپنے اس نئے مرید سے فرمایا | اس خیر اندیش کا امتحان لیا

روزن از بہرِ چہ کردی اے رفیق | گفت تا نور اندر آید زیں طریق
اے دوست، تو نے روشندان کس لئے بنایا ہے | اس نے کہا تاکہ اس راستے سے روشنی اندر آئے

گفت آں فرع ست ایں باید نیاز | تا ازیں رہ بشنوی بانگِ نماز
فرمایا یہ تو فرع ہے یہ طاعت کیلئے ہونا چاہیے | تاکہ تو اس راستے سے اذان سنے

نور خود اندر تبع می آیدت | نیت آں را کُن کہ آں می بایدت
روشنی تبعاً خود تیرے پاس اندر آئے گی | اس کی نیت کر جس کی نیت کرنی چاہیے

---

۱ قصدِ گنج۔ یعنی سفر کا اصل مقصد کسی ولی اللہ کی زیارت کو بناؤ سفر کے دوسرے منافع تبعاً حاصل کرو اور انکو فروع سمجھو۔ ہر کہ۔ جس طرح کا شتکار کا اصل مقصد گیہوں ہے بھوسا ضمناً حاصل ہو جاتا ہے۔ قصدِ کعبہ۔ حج کا مقصد اصلی کعبہ کی زیارت ہے مکہ شہر کی تبعاً زیارت ہو جاتی ہے۔ در معراج۔ آنحضورؐ کا مقصود معراج میں دیدار باریؑ تھا عرش و ملائک کا دیدار تبعاً حاصل ہو گیا۔

۲ سید۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ یعنی اعمال کا مدار نیتوں پر ہے جیسی نیت ہو گی ویسا ہی اس عمل کا نتیجہ ہوگا۔ نیت۔ حدیث شریف ہے نِیَّتُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ وَ عَمَلُ الْمُنَافِقِ خَیْرٌ مِّنْ نِیَّتِہٖ یعنی مومن کی نیت عمل سے بھی بہتر ہوتی ہے اور منافق کا عمل نیت سے بہتر ہوتا ہے یعنی منافق جو عمل کرتا ہے اس میں فاسد نیت ہوتی ہے۔

۳ حکایت۔ اس حکایت کا منشایہ ہے کہ عمل میں اعلیٰ مقصد کی نیت کرنی چاہیے ادنیٰ مقصد خود حاصل ہو جائیگا۔ نو مرید یہ مرید ابھی شیخ کی تعلیمات سے پورا مستفید نہیں ہوا تھا۔ روزن۔ روشندان۔ گھر میں روشندان بناتے ہیں بہتر یہ ہے کہ اس کا مقصد ذکر اللہ اور اذان کی آمد کو قرار دے روشنی روشندان سے خود حاصل ہو ہی جائیگی۔

بایزید اندر سفر جُستے بسے — تا بیابد خضرِ وقتِ خود کسے

بایزیدؒ نے سفر میں بہت تلاش کیا — تا کہ کسی اپنے وقت کے خضر کو پا لے

دید پیرے با قدے ہمچوں ہلال[1] — یافت دروے فرّ و گفتارِ رجال

ایک بوڑھے ہلال جیسے قد والے کو دیکھا — اُسمیں مردانِ (حق آگاہ) کی شان اور گفتگو پائی

دیدہ نابینا و دل چوں آفتاب — ہمچو فیلے دیدہ ہندستاں بخواب

آنکھوں سے نا بینا، اور دل سورج کی طرح — اس ہاتھی کی طرح جس نے ہندوستان کو خواب میں دیکھا ہو

چشم[2] بستہ خُفتہ بیند صد طرب — چوں کشاید آں نہ بیند اے عجب

آنکھیں بند کئے ہوئے سوتا ہوا سو مستیاں دیکھتا ہے — جب (آنکھ) کھولتا ہے تعجب ہے وہ کچھ نہیں دیکھتا

بس عَجَب در خواب روشن می شود — دل درونِ خواب روزن می شود

خواب میں بہت سے عجائب دیکھتا ہے — نیند میں، دل روشندان بن جاتا ہے

آنکہ بیدارست و بیند خواب خوش — عارفست اُو خاک اُو در دیدہ کش

جو بیدار ہے اور اچھی خواب دیکھتا ہے — وہ عارف (باللہ) ہے اس کی خاکِ قدم آنکھوں میں لگا

بایزیدؒ اُورا چواز اقطاب یافت — مَسکنت بنمود و در خدمت شتافت

ان کو بایزیدؒ نے جب قطبیوں میں سے پایا — انکساری کردکھائی اور ان کی خدمت میں دوڑے

پیشِ اُو بنشست وی پرسدی حال — یافتش[3] درویش و ہم صاحب عیال

ان کے سامنے بیٹھے اور احوال دریافت کئے — ان کو نادار، اور عیال دار پایا

گفت عزمِ تو کجا اے بایزیدؒ — رختِ غُربت راکجا خواہی کشید

انہوں نے کہا، اے بایزیدؒ تیرا کہاں کا ارادہ ہے؟ — سامانِ سفر کہاں لے جائے گا؟

گفت عزمِ کعبہ دارم از وَلَہ — گفت ہیں با خود چہ داری زادِ رہ

(بایزیدؒ) نے کہا شوق کیوجہ سے کعبہ کا قصد ہے — فرمایا اچھا، راستہ کا خرچہ کتنا رکھتا ہے؟

گفت دارم از در نقرہ دویست — نِک بہ بستہ سخت بَر گوشہ ردیست

کہا چاندی کے سو درہم رکھتا ہوں — یہ چادر کے کونے میں مضبوط بندھے ہوئے ہیں

گفت طوفی کُن بگردم ہفت بار — ویں نِکو تَراز طوافِ حج شمار

انہوں نے فرمایا میرے گرد سات بار طواف کر لے — اور اس کو حج کے طواف سے بہتر سمجھ

واں درمہا پیشِ من نہ اے جوادَ — داں کہ حج کردی وشُد حاصل مُراد

اے سخی! اور وہ درہم میرے سامنے رکھ دے — سمجھ لے کہ تو نے حج کر لیا اور مقصد پورا ہو گیا

---

[1] ہمچو ہلال۔ شیخ بڑھاپے کی وجہ سے خمیدہ کمر تھے۔ رجال۔ یعنی اولیاء اللہ۔ دیدہ نابینا۔ یعنی وہ شیخ دل کی آنکھوں سے عالم ملکوت کی سیر کرکے مسرور تھے جس طرح ہاتھی جو ہندوستان کا جانور ہے غیر ملک میں جا کر جب ہندوستان کو خواب میں دیکھتا ہے تو مسرور ہوتا ہے۔

[2] چشم بستہ۔ اولیاء اللہ آنکھیں بند کرکے جب عالم ملکوت کی سیر کرتے ہیں تو انکو عجائب قدرت نظر آتے ہیں جو آنکھیں کھولنے پر نظر نہیں آتے۔ درونِ خواب۔ یعنی جب آنکھیں بند ہوتی ہیں تو دل عالم ملکوت کا روشندان بنجاتا ہے۔ آنکہ۔ اولیاء اللہ بیداری میں آنکھیں بند کر کے وہ حسین منظر دیکھتے ہیں جو عام انسان کو خواب میں نظر آجایا کرتے ہیں۔

[3] یافتش۔ وہ شیخ تنگدست تھے اور عیالداری بہت تھی۔ وَلَہ۔ عشق، شوق، رولیت۔ روا است۔ طوفی کُن۔ شیخ کا بایزیدؒ کو اپنے طواف کا حکم دینا غلبہ حال میں تھا ورنہ طواف بنظرِ عبادت کعبہ کے علاوہ جائز نہیں ہے۔ نکوترا حج۔ بایزیدؒ کا نفلی حج ہوگا اس لئے یہ فرمایا ایسی صورت میں حج سی بہتر حاجتمند اولیا پر روپیہ صرف کر دینا ہے۔ حج کردی۔ کیونکہ اس صورت میں حج سے بھی زیادہ ثواب مل جائیگا۔

عُمرہ کر دی عمرِ باقی! یافتی — صاف گشتی بر صَفا بشتافتی
تو نے عمرہ کرلیا اور باقی رہنے والی زندگی حاصل کرلی — تو پاک ہو گیا (کوہ) صفا پر (بھی) دوڑ لیا

حق آں حقّے کہ جانت دیدہ است — کہ مرا بر بیتِ خود بگزیدہ است
اس خدا کی قسم جس کو تیری روح نے دیکھا ہے — کہ اس نے اپنے گھر پر مجھے فضیلت بخشی ہے

کعبہ۲ ہر چندیکہ خانہ برِ اُوست — خلقتِ من نیز خانہ سرّ اُوست
ہر چند کہ کعبہ اس کی عبادت کا گھر ہے — میرا وجود بھی اس کے اسرار کا گھر ہے

تا بکرد آں خانہ را دروے نرفت — واندریں خانہ بجز آں حی نرفت
جب سے اس نے وہ گھر بنایا ہے اس میں نہیں گیا ہے — اور اس گھر میں اس حی (وقیوم) کے علاوہ کوئی نہیں گیا ہے

چوں مرا دیدی خدارا دیدۂ — گردِ کعبہ صدق بر گردیدۂ
جب تو نے مجھے دیکھا تو گویا خدا کو دیکھا ہے — سچائی کے کعبہ کے گرد تو نے طواف کیا ہے

خدمتِ من طاعت وحمدِ خدا است — تانہ پنداری کہ حق از من جُدا است
میری خدمت اللہ (تعالیٰ) کی عبادت اور حمد ہے — خبردار! کبھی نہ سمجھنا کہ اللہ (تعالیٰ) مجھ سے جدا ہے

چشم نیکو باز کُن در من نگر — تا بہ بینی نورِ حق اندر بشر
اچھی طرح آنکھ کھول، مجھے دیکھ — تاکہ تو بشر میں اللہ (تعالیٰ) کا نور دیکھے

با یزیدا ۳ کعبہ رادر یافتی — صد بہاء و عزّو صد فریافتی
اے بایزیدؒ! تو نے کعبہ پا لیا — سینکڑوں رونقیں اور عزتیں سینکڑوں شان وشوکت پائی ہیں

کعبہ را یکبار "بیتی" گفت یار — گفت "یا عَبدِیْ" مرا ہفتا دبار
دوست (اللہ تعالیٰ) نے کعبہ کو ایکبار تو میرا گھر کہا ہے — مجھے ستر بار "اے میرے بندے" کہا ہے

بایزیدؒ آں نکتہا را ہوش داشت — ہمچو زرّیں حلقہ اش در گوش داشت
(حضرت) بایزیدؒ نے ان نکتوں کو یاد کر لیا — سونے کے بالے کی طرح ان کو کان میں پہنا

آمدا زوے بایزیدؒ اندر مزید — مُنتہی در مُنتہیٰ آخر رسید
ان سے بایزیدؒ بڑھوتری میں پہنچے — کامل (مرید) مرتبہ کمال میں پہنچے

۱ عمر باقی۔ ابدی زندگی صفا۔ کوہ صفا پر سعی کرنے سے باطنی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ مرا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کو خطاب کر کے فرمایا تھا کہ مومن تجھ سے افضل ہے۔
۲ کعبہ یعنی عبادتخانہ ہے۔ خانہ سر۔ یعنی اسرار الٰہی کا مخزن ہے۔ تا بکرو۔ یعنی حضرت حق جل مجدہ کو جو تعلق قلب مومن سے ہے وہ تعلق کعبہ سے نہیں ہے اسی لئے قلب مومن تجلیات باری کا زیادہ مظہر ہے۔ چوں مرا۔ اتحاد کی وجہ سے اہل اللہ کی زیارت گویا خدا کی زیارت ہے۔
۳ بایزیدا۔ یعنی میری زیارت کعبہ کی زیارت ہے۔ کعبہ را۔ قرآن میں مذکور ہے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کو خطاب کر کے فرمایا گیا "طَهِّرَا بَيْتِيَ" تم دونوں میرے گھر کو پاک کرو۔ یا عَبدِیْ۔ مومن جب بھی سورہ فاتحہ پڑھتا ہے اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرما پر پہنچتا ہے تو حضرت حق کی جانب سے کہا جاتا ہے لِعَبْدِیْ مَاسَأَلَ۔ میرے بندے کیلئے ہے جو اس نے مانگا۔ آمد۔ اس گفتگو سے حضرت بایزیدؒ کے مقامات بڑھے پہلے بھی ولایت کا کمال حاصل تھا اس گفتگو سے مزید کمال حاصل ہوا۔ یار غار۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ چونکہ غار ثور میں ہجرت کے وقت آنحضورؐ کے ساتھ تھے، سچا دوست۔

دانستنِ پیمبر کہ سبب رنجوریِ آں شخص گستاخی بودہ است در دعا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جان لینا کہ اس شخص کی بیماری کا سبب دعا میں گستاخی تھی

چوں پیمبر دید آں بیمار را — خوش نوازش کرد یارِ غار را
جب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس بیمار کو دیکھا — سچے دوست پر اچھی نوازش کی

زنده[1] شُد چوں اُو پیمبر را بدید　　گوئی آں دم حق مرأورا آفرید

جب اس نے پیغمبرؐ کو دیکھا اسمیں جان پڑ گئی　　تو کہیگا اللہ نے اسی وقت اس کو پیدا فرمایا ہے

گفت بیماری مرا ایں بخت داد　　کامدایں سلطان بر من بامداد

اس نے کہا بیماری نے مجھے یہ نصیبہ دیا　　کہ صبح صبح یہ شاہ میرے پاس آئے

تامرا صحت رسید و عافیت　　از قدومِ ایں شہِ پُر خاصیت

یہاں تک کہ مجھے صحت اور آرام حاصل ہو گیا　　اس پر خاصیت شاہ کی تشریف آوری سے

اے خُجستہ رنج و بیماری و تَب　　اے مبارک دَردو بیداریِ شب

مبارک ہے مرض اور بیماری اور بخار　　مبارک ہے درد اور یہ رات کا جاگنا

نِک مرادر پیری از لُطف و کرم　　حق چنیں رنجوری دادو سقم

یہ کہ لطف و کرم سے بڑھاپے میں　　اللہ تعالیٰ نے ایسی بیماری اور مرض عنایت کیا

دردِ پُشتم دادتامن ہم زخواب　　بر جہم برنیم شب لاُبد شتاب

کمر میں درد عطا کیا تاکہ میں نیند سے　　لا محالہ جلدی سے آدھی رات کو اٹھ بیٹھوں

تانہ خُسپم جملہ شب چوں گاؤمیش　　درد ہا بخشید حق از لُطفِ خویش

تاکہ تمام رات بھینس کی طرح نہ سوؤں　　اللہ (تعالیٰ) نے اپنی مہربانی سے ایسے درد عطا کئے

زیں[2] شکست آں رحمِ شاہان جوش کرد　　دوزخ از تہدیدِ من خاموش کرد

اس شکستگی کی وجہ سے شاہ کا وہ رحم جوش میں آ گیا　　کہ دوزخ کو میرے ڈرانے سے چپ کر دیا

رنج گنج آمد کہ رحمتہا دروست　　مغز تازہ شد چو بخراشید پوست

مرض، خزانہ بنا کیونکہ اس میں رحمتیں ہیں　　جب چھلکا چھیلا تازہ مغز نکل آیا

اے برادر موضعِ تاریک و سَرد　　صبر کردن بر غم و سستی و درد

اے بھائی تاریک اور سرد مقام میں　　غم اور سستی اور درد پر صبر کرنا

چشمۂ حیوان و جامِ مستی است　　کاں بلند[3] یہامہ درپستی است

آب حیات کا چشمہ اور مستی کا جام ہے　　اس لئے کہ تمام بلندیاں پستی میں (مضمر) ہیں

آں بہاراں مُضمرست اندر خزاں　　پُر بہارست ایں خزاں مگریزازاں

بہاریں خزاں میں پوشیدہ ہیں　　یہ خزاں پر بہار ہے اس سے گریز نہ کر

ہمرہِ غم باش و باوحشت بساز　　می طلب در مرگِ خود عمرِ دراز

غم کا ساتھی بن اور وحشت سے نباہ　　اپنی موت میں دراز زندگی تلاش کر

[1] زندہ۔ یعنی ان صحابی کو از سرنو زندگی ملی ہے۔ سلطان۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ بامداد۔ صبح کا وقت۔ پُر خاصیت۔ بعض نسخوں میں بے حاشیت یعنی بے خادموں کے شہنشاہ۔ خجستہ۔ وہ بیماری جو رحمتوں کا سبب بنے مبارک ہے۔ نِک یہ بیماری عبادتوں کا سبب بن گئی دردِ کمر کی وجہ سے لا محالہ رات کو اٹھ بیٹھتا ہوں اور تہجد پڑھتا ہوں۔

[2] زیں شکست۔ بیماری کے مبارک ہونے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے دوزخ کے عذاب سے نجات مل گئی۔ مغز۔ بیماری غفلت کے پردے چاک کردیتی ہے اور روح تازہ ہوجاتی ہے۔ اے برادر۔ مرض کی تکلیف پر صبر کرنا رحمتوں کا سبب ہے۔

[3] بلند یہا۔ مراتب کی بلندیاں مصائب کی پستیوں میں پوشیدہ ہیں۔ غم۔ غم وحشت پر صبر کرنے سے ابدی زندگی حاصل ہوگی۔

آنچہ گوید نفسِ[1] تو کاینجا بُدست | مشنوش چوں کارِ اُو ضد آمدست
تیرا نفس کچھ بھی کہے کہ یہاں برائی ہے | اس کی نہ سن کیونکہ اس کا کام بالعکس ہے
تو خلافش کُن کہ از پیغمبراں | ایں چنیں آمد وصیت در جہاں
تو اس کے خلاف کر کیونکہ پیغمبروں کی جانب سے | دنیا میں وصیت اسی طرح آئی ہے
مشورت[2] درکارہا واجب شود | تا پشیمانی در آخر کم بود
کاموں میں مشورہ ضروری ہے | تاکہ انجام کار پشیمانی نہ ہو
حیلہا کر دند بسارے انبیا | تا کہ گرداں شد بریں سنگ آسیا
نبیوں نے بہت سی تدبیریں کی ہیں | تب اس پاٹ پر چکی چلی ہے
نفس می خواہد کہ تا ویراں کند | خلق راگمراہ و سر گرداں کُند
نفس چاہتا ہے کہ تباہ کر دے | مخلوق کی گمراہ اور پریشان کر دے
گفت اُمت مشورت با کہ کنیم | انبیاء گفتند با عقلِ امیم
امت نے دریافت کیا ہم کس سے مشورہ کریں؟ | انبیاء نے فرمایا رہبر کی عقل سے
گفت اگر کودک در آید یا زنے | کو ندارد عقل ورایِ روشنے
دریافت کیا اگر بچہ یا عورت سامنے آئے | جس میں عقل اور روشن رائے نہیں ہے
گفت با او مشورت کن وانچہ گفت | تو خلافِ آں کن ودر راہ اُفت
فرمایا اس سے مشورہ کر اور جو وہ کہے | تو اس کے خلاف کر اور چل پڑ
نفس[3] خود را زن شناس از زن بتر | زانکہ زن جزوست نفست کل شر
اپنے نفس کو عورت سمجھ عورت سے (بھی) بدتر | اس لئے کہ عورت جزو ہے اور تیرا نفس پورا شر ہے
مشورت با نفسِ خود گرمی کُنی | ہر چہ گوید کُن خلافِ آں دَنی
اگر تو اپنے نفس سے مشورہ کرے | جو وہ کہے اس کمینہ کے خلاف کر
گر نماز و روزہ می فرمایدت | نفس مَکّارست مکرے زایدت
اگر وہ تجھے نماز اور روزہ کا حکم دے | نفس مکار ہے تجھ سے کوئی مکر کر رہا ہے
مشورت بانفسِ خویش اندر فعال | ہر چہ گوید عکسِ آں باشد کمال
کاموں میں اپنے نفس سے مشورہ (کر سکتے ہو) | وہ جو کچھ کہے اس کے بالعکس کرنا کمال ہے
برنیائی باوے و استیزِ اُو | رو برِ یارے بگیر آمیزِ اُو
اگر اس سے اور اس کی لڑائی میں نہ جیتے | کسی یار کے پاس جا اس سے میل جول کر

[1] نَفسِ۔ نفس امارہ ہمیشہ برائی کی طرف راغب کرتا ہے اس کے مشورے کے خلاف عمل کرو خلافش کُن۔ نفس امارہ کے خلاف کرنے کی تمام انبیاء نے وصیت ونصیحت کی ہے۔
[2] مشورت۔ بیشک شرعی طور پر مشورہ کرنے کا حکم ہے مشورے سے انجام کی پشیمانی سے نجات ملتی ہے۔ لیکن نفس سے مشورہ مناسب نہیں ہے۔ حیلہا۔ انبیاء اور رسولوں کی تدبیروں سے لوگ ہدایت یافتہ بنے ہیں۔ نفس۔ نفس امارہ راہ ہدایت کے خلاف مشورہ دے کر برباد کرنا چاہتا ہے۔ گفت۔ مشورہ عقل سلیم والے سے کرنا چاہیے۔ امیم۔ لام کا لالہ ہے۔ گفت۔ شرعی حکم ہے کہ بچہ اور عورت کا مشورہ قابل قبول نہیں ہے۔
[3] نفس خود۔ عورت کا مشورہ جبکہ نا قابل قبول ہے تو نفس کا اس سے بھی زیادہ نا قابل قبول ہونا چاہیے۔ دنی۔ کمینہ۔ گر نماز۔ ہوسکتا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہو کہ تو سمجھ لے کہ نفس اب مطمئنہ ہو گیا ہے اور مجاہدات کو ترک کر دے۔ برنیائی۔ اگر انسان خود نفس کا مقابلہ نہ کر سکے تو شیخ کی مدد حاصل کر لے۔

عقل ۱ قوت گیرد از عقلِ دگر	نیشکر کاملِ شود از نیشکر
عقل، دوسری عقل سے طاقت حاصل کر لیتی ہے	نیشکر، نیشکر سے کامل ہوتی ہے
من زمکرِ نفس دیدم چیزہا	کو برد از مکرِ خود تمیزہا
میں نے نفس کے مکر سے بہت سی باتیں دیکھی ہیں	وہ اپنے مکر کے ذریعہ (اچھے برے کی) تمیز ختم کر دیتا ہے
وعدہا بدہد ترا تازہ بدست	کو ہزاراں بار آنہارا شکست
تیرے ہاتھ میں تازہ تازہ وعدے دیتا ہے	جن کو اس نے ہزاروں بار توڑا ہے
عمر ۲ اگر صد سال خود مہلت دہد	اُوت ہر روزے بہانہ نو نہد
عمر اگر سو سال کی بھی فرصت دے	وہ تجھے ہر روز نیا بہانہ سکھائے گا
گرم گوید وعدہائے سرد را	جادوے مردی بہ بندد مرد را
غلط وعدوں کو درست بتائے گا	قوتِ مردی کا جادو مردی کو ختم کر دیتا ہے
اے ضیاء الحق حسام الدیں بیا	کہ نہ روید بے تو از شورہ گیا
اے ضیاء الحق حسام الدین ! آجا	کہ تیرے شور زمین سے گھاس نہیں اگتی
از فلک آویختہ شد پردۂ	ازپئے نفرینِ دل آزردۂ
آسمان سے ایک پردہ لٹکا دیا گیا ہے	ہر مندل دل کی ملامت کے لئے
ایں ۳ قضا راہم قضا داند علاج	عقلِ خلقاں در قضا گیج ست وکاج
اس تقدیر کا علاج بھی تقدیر ہی جانتی ہے	تقدیر کے معاملہ میں مخلوق کی عقل پراگندہ اور بھینگی ہے
اژدہا گشت ست آں مارِ سیاہ	آنکہ کرمے بود افتادہ براہ
وہ کالا سانپ، اژدہا بن گیا	جو راستہ میں پڑا ہوا ایک کیڑا تھا
اژدہا مارا اندر دستِ تو	شد عصا اے جانِ موسیٰ مستِ تو
تیرے ہاتھ میں اژدہا اور سانپ	لاٹھی بنگیا وہ کہ (حضرت) موسیٰ کی جان تجھ سے مست ہے
حکمِ خذھا لاتخف دادت خدا	تابدستت اژدہا گردد عصا
خدا نے تجھے "اس کو پکڑ لے نہ ڈر" کا حکم دیا ہے	تاکہ تیرے ہاتھ میں اژدہا لاٹھی بن جائے
ہیں یدِ بیضا نما اے بادشاہ	صبح نو بکشاز شبہائے سیاہ
ہاں، اے بادشاہ ید بیضا دکھا دے	کالی راتوں میں سے نئی صبح نمودار کر دے



۱ عقل۔ مرید کی عقل شیخ کی عقل کے ساتھ مل کر قوی ہو جائیگی نے شکر۔ گنا اگر کسی اور کھیتی میں بویا جائے تو اچھا ہوگا۔ بعض نسخوں میں پیشہ گر ہے یعنی عام پیشوں میں بھی استاد سے ہی کمال حاصل ہوتا ہے۔ تمیزہا۔ نفس اچھے برے کی تمیز ختم کر دیتا ہے۔

۲ عمر۔ انسان کی طویل عمر میں بھی نفس ہر روز ایک بہانہ نیکی نہ کرنے کا تراش دیتا ہے۔ وعدہائے سرد پرانے وعدے جو پورے نہیں ہوئے ہیں۔ جادو۔ مشہور ہے کہ جادو کے ذریعہ مرد کو عورت سے باندھ دیا جاتا ہے پھر وہ مرد عورت کے قابل نہیں رہتا۔ یعنی نفس ایسا جادو کر دیتا ہے کہ نیکی پر قدرت نہیں رہتی۔ از شورہ شوریلی زمین میں گھاس اگانا بہت مشکل ہے لہٰذا ہر مشکل کام کے لئے یہ محاورہ بولا جاتا ہے۔ از فلک۔ نفس کی مکاریوں کا ایک پردہ ہے جو آسمان سے آویزاں ہے تاکہ مبتلا ملامت کا مستحق بنے۔

۳ ایں قضا۔ نفس کی مکاریاں بھی قضا خداوندی سے ہیں تو قضاء خداوندی ہی اس کا علاج کر سکتی ہے۔ انسانی عقل اس کے علاج سے عاجز ہے۔ گیج۔ پراگندہ، پریشاں۔ کاج۔ بھینگا۔ اژدہا۔ نفس ایک معمولی کیڑا تھا سانپ بنا، سانپ سے اژدہا بن گیا دست تو یعنی ضیاء الحق حسام الدین کو اللہ نے وہ روحانیت دی ہے جس کے ذریعہ وہ نفس کو راہ راست پر لا سکتے ہیں خذہا۔ قرآن میں ہے۔ خذھا ولا تخف جب موسیٰ کی لاٹھی سانپ بنگئی تو وہ ڈرے تب حکم ہوا اس کو پکڑ لو اور نہ ڈرو ید بیضا۔ موسیٰ نے بغل میں ہاتھ ڈالکر نکالا تو وہ سفید چمکیلا بنکر نکلا تھا یعنی ضیاء الحق تم بھی اپنی روشن ضمیری سے کام لیکر نفس کی اصلاح کر دو۔

دوزخے افروخت بروے دمِ فسوں — اے ا دمِ تو از دمِ دریا فزوں

اس نفس نے دوزخ بھڑکا دی ہے اسپر پھونک مار دے — اے وہ کہ تیری پھونک دریا کی ہمت سے بڑھکر ہے

بحر مکارست و بنموده کفے — دوزخ ست از مکر بنموده تفے

وہ نفس مکار سمندر ہے، جھاگ دکھائی دیتا ہے — دوزخ ہے مکر سے (معمولی) حرارت دکھائی دیتا ہے

زاں نماید مختصر در چشمِ تو — تاز بوں بینیش جنبد خشمِ تو

تیرہ نگاہ میں اس وجہ سے مختصر نظر آتا ہے — تاکہ تو اس کو حقیر سمجھے اور تیرا غصہ حرکت میں آجائے

ہمچناں کہ لشکرِ انبوہ بود — مر پیمبر را بہ چشم اندک نمود

جیسا کہ لشکر بہت تھا — پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نظر میں مختصر نظر آیا

تابر ایشاں ۲ زد پیمبر بے خطر — ور فزوں دیدے ازاں کردے حذر

یہانتک کہ پیغمبرؐ نے اسپر بلا جھجک حملہ کر دیا — اگر زیادہ دیکھتے اس سے ہچکچاتے

آں نمایش بود فضلِ ایزدی — احمدا ور نہ تو بد دل می شدی

یہ دکھاوا اللہ تعالیٰ کا کرم تھا — ورنہ اے احمد! تم بد دل ہو جاتے

کم نمود اورا و اصحاب ورا — آں جہادِ ظاہر و باطن خدا

ان کو اور ان کے ساتھیوں کو کم دکھایا — اللہ (تعالیٰ) نے ظاہری و باطنی جہاد

تا میسر کرد یسرے را برو — تاز عسرے او نگر دانید رو

یہانتک کہ آپ کو سہولت میسر کر دی — جبکہ انہوں نے دشواری سے منہ نہ موڑا

کم نمودن ۳ مرورا پیروز بود — زاں نمودن روزِ او نو روز بود

ان کو کم دکھانا کامیابی تھی — اسلئے کہ اس طرح دکھانا ان کیلئے عید کا دن تھا

کم نمودن بس خجستہ روز بود — کہ حقش یار و طریق آموز بود

کم دکھانا بہت مبارک دن تھا — کیونکہ اللہ (تعالیٰ) ان کا دوست اور راہنما تھا

آنکہ حق پشتش نباشد در ظفر — دانکہ خر گوشش نماید شیرِ نر

وہ شخص جس کا کامیابی میں خدا مددگار نہ ہو — سمجھ لے اس کو خرگوش نر شیر نظر آتا ہے

وائے گر صد را یکے بیند زدور — تا بچالش اندر آید از غرور

اس پر افسوس ہے اگر دور سے سو کو ایک سمجھ بیٹھے — تاکہ دھوکے میں حملہ کر بیٹھے

زاں نماید ذوالفقارے حربہ — زاں نماید شیرِ نر چوں گربہ

چونکہ اس کو ذوالفقار ایک نیزہ نظر آتی ہے — چونکہ اس کو نر شیر ایک بلی نظر آتی ہے

---

۱ اے دم تو۔ اے ضیاء الحق تمہارا پھونکنا اس دوزخ کی آگ کی بجھانے میں سمندر سے بھی زیادہ ہے۔ بحر۔ نفس بظاہر حقیر معلوم ہوتا ہے لیکن شدید تباہی کا سبب ہے۔ کف۔ سمندر کا جھاگ۔ تف۔ گرمی۔ زاں نماید۔ اللہ کا کرم ہے کہ نفس تمہیں چھوٹا نظر آتا ہے ورنہ اس سے مقابلہ کی ہمت چھوڑ بیٹھے۔ ہمچناں۔ جنگ بدر میں دشمنوں کو حقیر کر کے دکھانے کی یہی مصلحت خداوندی تھی۔

۲ تا اگر کافروں کی فوج زیادہ نظر آتی تو حملہ کرنے میں پس و پیش کرنا پڑتا۔ نمائش۔ یعنی تھوڑا کر کے دکھانا۔ آں جہاد۔ جنگ بدر کا جہاد باطنی بھی تھا اور جسمانی بھی۔ یسر۔ سہولت۔ نرمی۔ عسر۔ سختی۔ دشواری۔

۳ کم نمودن۔ جنگ بدر میں آنحضور کو دشمن کم نظر آئے یہی فتحمندی کا سبب بنا جس سے خوشی حاصل ہوئی۔ کہ حقش۔ یہ کم نظر آنا اللہ کا کرم تھا۔ آنکہ۔ اللہ کی مدد جس کے شامل حال نہ ہو اس کو کم دشمن کی تعداد زیادہ نظر آتی ہے اور وہ دشمن کو قوی سمجھتا ہے۔ وائے۔ دشمنوں کا کم نظر آنا بھی اللہ کے کرم سے ہوتا ہے اور کبھی قہر ہے، کفار کے ساتھ قہر کا معاملہ تھا تاکہ دھوکا کھا کر جنگ میں کود پڑیں اور شکست کھائیں۔ ذوالفقار۔ حضرت علیؓ کی تلوار کا نام ہے۔ حربہ۔ نیزہ۔

تا دلیر اندر فتد احمق بجنگ — واندر آردشاں بدیں حیلت بچنگ
تاکہ بیوقوف ہمت کر کے جنگ کر بیٹھے — اور (خدا) انکو تدبیر سے پنجے میں پکڑ لے

تا بپائے خویش باشد آمدہ — آں قلیواں ۱؎ جانبِ آتشکدہ
تاکہ اپنے پیروں سے آئے ہوئے ہوں — آگ کی بھٹی کی جانب وہ بیوقوف

کاہ برگے می نماید تا تو زود — پف کنی اُور ابرانی از وُجود
گھاس کا تنکا نظر آتا ہے، تاکہ تو جلد — پھونک مار دے اور اس کو فنا کر دے

ہیں ۲؎ کہ آنکہ کوہہا برکندہ است — زو جہاں گریان واُو درخندہ است
خبردار! وہ ایسا ہے کہ اس نے پہاڑوں کو اکھاڑ دیا ہے — جہان اس کی وجہ سے روتا ہے اور وہ ہنستا ہے

می نماید تابہ کعب ایں آبِ جو — صد چو عُوجِ بن عنق شد غرقِ اُو
یہ نہر کا پانی ٹخنے تک نظر آتا ہے — عوج بن عنق جیسے سینکڑوں اسمیں ڈوب گئے ہیں

می نماید موج خونش تل مُشک — می نماید قعرِ دریا خاکِ خُشک
اس کو خون کی موج مُشک کا ٹیلہ نظر آتی ہے — اس کو دریا کی گہرائی خشک زمین نظر آتی ہے

خشک دید آں بحر را فرعونِ کور — تادرو راندز سرمستی و زور
اندھے فرعون نے اس دریا کو خشک دیکھا — یہانتک کہ مستی اور طاقت سے اس میں گھس پڑا

چوں درآید درتگِ دریا بُوَد — دیدۂ فرعون کے بینا بُوَد
جب گھس جاتا ہے دریا کی تہ میں ہوتا ہے — فرعون کی آنکھ کب دیکھتی ہے؟

دیدہ ۳؎ بینا از لِقائے حق شود — حق کجا ہمرازِ ہر احمق شود
اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے آنکھ بینا بنتی ہے — اللہ (تعالیٰ) ہر احمق کا ہمراز کب بنتا ہے؟

قند بیند خود شود زہرِ قتول — راہ بیند خود بود آں بانگِ غول
شکر سمجھتا ہے، وہ خود قاتل زہر ہوتی ہے — وہ (ٹھیک) راستہ سمجھتا ہے وہ چھلاوے کی آواز ہوتا ہے

اے فلک در فتنۂ آخر زماں — تیزمی گردی بدہ آخر اماں
اے آسمان! تو آخری زمانے کے فتنے میں — تیزی سے گھومتا ہے، آخر کچھ تو امن دے

خنجرِ تیزِ تو اندر قصدِ ما — نیشِ زہر آلودۂ در قصدِ ما
تیرا تیز خنجر ہمارے قتل کے درپے ہے — زہر آلود نشتر ہمارے (مارنے کے) درپے ہے

اے فلک از رحمِ حق آموز رحم — بردلِ مُوراں مزن چوں مار زخم
اے آسمان! اللہ تعالیٰ کے رحم سے رحم کرنا سیکھ لے — چیونٹیوں کے دل پر سانپ کی طرح نہ کاٹ

۱؎ قلیواں۔ قلیو کی جمع ہے احمق۔ آتشکدہ۔ آگ کی بھٹی۔ کاہ برگے۔ کاہ۔ یعنی مبتدی کو نفس ایک حقیر چیز معلوم ہوتا ہے اور اس کی اصلاح کو معمولی بات سمجھتا ہے حالانکہ وہ بہت خطرناک ہے پف۔ پھونک۔ برانی از وجود۔ راندن۔ فنا کردینا۔

۲؎ ہیں۔ نفس نے بڑے بڑے انسانوں کو تباہ کیا ہے۔ می نماید۔ یہ نفس کی مثال ہے کہ بظاہر معمولی دریا معلوم ہوتا ہے لیکن بڑے سے بڑے انسان کو ڈبو دیتا ہے۔ می نماید۔ اس نفس کی خون کی موج مشک کا ٹیلہ نظر آتی ہے۔ تل۔ ٹیلہ۔ قعر۔ گہرائی۔ تگ۔ تہ۔

۳؎ دیدہ۔ بینا۔ بصیرت اہل حق کو حاصل ہوتی ہے فرعون احمق اس کا مستحق نہ تھا قتول۔ بہت زیادہ قاتل۔ غول۔ چھلاوا جو راستہ سے بھٹکا دیتا ہے۔ نیش۔ نشتر۔ موراں۔ چیونٹیاں مار۔ سانپ

حقِ۱ آنکہ چرخۂ چرخِ ترا — کرد گرداں بر فرازِ ایں سرا
اس ذات کا واسطہ جس نے تیرے گنبد کے چرخے کو — اس گھر پر گھمایا ہے

کہ دِگر گوں گردی و رحمت کُنی — پیش ازاں کہ بیخ ما را بر کُنی
کہ دوسرے طریقہ پر گھوم اور رحم کر — اُس سے قبل کہ تو ہمیں تباہ کرے

حقِ آنکہ دایگی کردی نخست — تا نہالِ ما ز آب و خاک رُست
اس کا واسطہ کہ تو نے پہلے پرورش کی — یہانتک کہ ہمارا پودا پانی اور مٹی سے اگا

حق آں شہ کہ ترا صاف آفرید — کرد چندیں مشعلہ در تو پدید
اس شاہ کا واسطہ جس نے تجھے شفاف پیدا کیا — اور اس قدر مشعلیں تجھ میں پیدا کیں

آنچناں معمور۲ و باقی داشتت — تا کہ دہری از ازل پنداشتت
تجھے اس قدر آباد اور باقی رکھا — کہ دہریہ نے تجھے ازلی سمجھا

شُکر دانستیم آغازِ تُرا — انبیاء گفتند آں رازِ تُرا
(خدا کا) شکر ہے ہم تیری ابتدا کو سمجھ گئے — انبیاء نے تیرا راز کہہ دیا

آدمی داند کہ خانہ حادث ست — عنکبوتے نے کہ دروے عابث ست
آدمی سمجھتا ہے کہ مکان نو پیدا ہے — مکڑی نہیں، جو اس میں کھیل رہی ہے

پشہ کے داند کہ ایں باغ از کیست — کو بہاراں زاد و مرگش در دیست
مچھر کیا جانے کہ یہ باغ کب سے ہے؟ — اسلئے کہ وہ موسم بہار میں پیدا ہوا اسی میں اس کی موت ہے

کرم۳ کاندر چوب زاید سُست حال — کے بداند چوب را وقتِ نہال
سُست حال کیڑا جو لکڑی میں پیدا ہوا — وہ پودا ہونے کے وقت سے لکڑی کو کب جانتا ہے؟

ور بداند کرم از ماہیتش — عقل باشد کرم باشد صورتش
اور اگر کیڑا اس کی حقیقت کو جان لے — وہ عقل ہو گا، اس کی صورت کیڑے کی ہو گی

عقل خود را می نماید رنگہا — چوں پری دورست زاں فرسنگہا
عقل اپنے آپ کو مختلف رنگوں میں ظاہر کرتی ہے — پری کی طرح، پری سے (بھی) کوسوں دور ہے

از ملک بالاست چہ جائے پری — تو مگس پرّی بہ پستی می پری
پری کیا چیز ہے فرشتوں سے (بھی) بالا ہے — تو مکھی کے پر رکھتا ہے پستی کی طرف پرواز کرتا ہے



۱ حق۔ یہ قسم ہے اس کا جواب اگلا شعر ہے۔ سرا۔ یعنی دنیا۔ کہ دگرگوں یعنی تیری گردش ہماری تباہی کے لئے نہو۔ حق آنکہ۔ زمانہ نے ہمیں پرورش کیا ہے۔ یہ مولانا نے عام شاعرانہ انداز اختیار فرمایا ہے ورنہ زمانہ کی گردش نہ آبادی کا سبب ہے نہ بربادی کا۔ مشعلہ۔ یعنی ستارے۔

۲ معمور۔ آباد۔ دہری۔ وہ شخص جو خدا کے وجود کا قائل نہ ہوا اور تمام مادی تصرفات خود مادہ کی طرف منسوب کرے۔ شکر۔ یعنی خدا کا شکر ہے۔ راز۔ یعنی آسمان کا نو پیدا ہونا۔ حادث نو پیدا۔ عنکبوت۔ مکڑی اپنے جالے کو ازلی سمجھ سکتی ہے۔ عابث۔ لغو کام کرنیوالا۔ پشہ۔ مچھر، باغ کی ابتدا اور انتہاء سے ناواقف ہوتا ہے۔

۳ کرم۔ کیڑا، وہ کیڑا جو درخت کی لکڑی میں پیدا ہوتا ہے وہ اس درخت کی ابتدا سے ناواقف ہوتا ہے۔ نہال۔ پودا۔ عقل۔ وہ کیڑا جو درخت کے حادث ہونے کو سمجھ جائے بظاہر کیڑا ہے لیکن دراصل وہ عقل مجسم ہے۔ عقل خود را۔ عقل ایک مجرد چیز ہے جو کیڑے کی شکل میں متشکل ہو سکتی ہے جیسے جن اور پری بلکہ وہ پری سے بھی بہت زیادہ لطیف چیز ہے۔ از ملک۔ عقل فرشتہ سے بھی زیادہ مجرد ہے۔ تو مگس۔ دہریہ اور عام انسان کی عقل کی پرواز مکھی کی طرح پستی کی طرف ہے جو عالم کے حادث ہونے کی طرف پرواز نہیں کرتی ہے۔

گرچہ ^۱^ عقلت سوئے بالا می پرد	مرغِ تقلیدت بہ پستی می چرد
اگرچہ تیری عقل (عالم) بالا کی طرف پرواز کرتی ہے	تیری تقلید کا پرندہ نیچے کی طرف چگتا ہے
علمِ تقلیدی و بالِ جانِ ماست	عاریہ است و ما نشستہ کآن ماست
تقلیدی علم ہمارا وبال جان ہے	مانگی ہوئی چیز ہے اور ہم (مطمئن) بیٹھے ہیں کہ یہ ہماری ملکیت ہے
زیں خرد جاہل ہمی باید شدن	دست در دیوانگی باید زدن
اس عقل سے بیگانہ ہو جانا چاہیے	دیوانگی اختیار کر لینی چاہیے
ہرچہ بینی سودِ خود زاں می گریز	زہر نوش و آبِ حیواں را بریز
جس کو تو اپنا فائدہ سمجھتا ہے اس سے گریز کر	زہر پی لے آبِ حیات کو بہا دے
ہر کہ ^۲^ بستاید ترا دشنام دِہ	سود و سرمایہ بمفلس وام دِہ
جو تیری تعریف کرے اس کو برا بھلا کہہ	نفع اور سرمایہ مفلس کو قرض دیدے
ایمنی بگذار و جائے خوف باش	بگذر از ناموس و رسوا باش فاش
امن کی جگہ کو چھوڑ خوف کی جگہ میں رہ	عزت کو خیر باد کہہ دے اور کھلم کھلا رسوا بن
آزمودم عقلِ دور اندیش را	بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را
میں نے دور اندیش عقل کو آزما لیا	اس کے بعد اپنے آپ کو دیوانہ بناؤں گا

عذر گفتنِ دلقک با سیّد کہ چرا فاحشہ بنکاح آورد

آقا سے ڈوم کا عذر کرنا کہ اس نے بدکار عورت سے کیوں نکاح کیا ہے

گفت با دلقک شبے سیّد اجل	قحبۂ را خواستی تو از عجل
ایک رات ایک بڑے آقا نے ڈوم سے کہا	جلدی میں تو نے رنڈی سے نکاح کر لیا
با من ایں را بازمی بایست گفت	تا یکے مستورہ ^۳^ کردمیت جفت
مجھ سے یہ کھل کر کہنا چاہیے تھا	تاکہ میں ایک پردہ نشین سے تیرا نکاح کر دیتا
گفت نُہ مستورہ صالح خواستم	قحبہ گشتند وز غم تن کاستم
اس نے کہا میں نے نو پاکدامن پردہ نشینوں سے نکاح کیا	وہ رنڈی بنیں، اور میں غم سے گھلا
خواستم ایں قحبہ را بامعرفت	تا ببینم چوں شود ایں عاقبت
اس رنڈی سے میں نے جان کر نکاح کیا ہے	تاکہ میں دیکھوں یہ آخر میں کیا بنتی ہے؟



۱ گرچہ۔ دہریہ اور عام انسان میں بھی عقلب ہے جو عالم کے حدوث کا ادراک کر سکتی ہے لیکن اس کا تقلیدی علم مانع بنتا ہے۔ علم تقلیدی تقلیدی علم حقیقت تک نہیں پہنچاتا اور انسان اس سے دھوکے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ زیں خرد۔ ناقص عقل اور تقلیدی علم سے جہل اور دیوانگی کی بے عقلی بہتر ہے۔ ہرچہ بینی۔ ناقص عقل جس کو اچھا سمجھے اس کو برا سمجھنا چاہیے۔ زہر نوش۔ ناقص عقل جس کو زہر سمجھے وہ در اصل آبِ حیات ہے اور جس کو آبِ حیات سمجھے وہ زہر ہے۔

۲ ہر کہ بستاید۔ ناقص عقل والا انسان اپنی تعریف سے خوش ہوتا ہے تمہیں چاہیے کہ منہ پر تعریف کرنے والے کو برا بھلا کہہ دو، اور منہ پر تعریف کے نفع اور سرمایہ کو نیکیوں سے مفلس کے سپرد کر دو۔ ایمنی ناقص عقل جس جگہ کو امن کی جگہ سمجھے اس کو چھوڑ کر اس جگہ جاؤ جس کو وہ ڈر کی جگہ سمجھتی ہے جس کو وہ عزت سمجھتی ہے اس سے گریز کرو اور جس کو وہ ذلت سمجھے اس کو اختیار کرو۔ عقلِ دور اندیش۔ یعنی عقل ناقص دلقک۔ ڈوم، اس نے پردہ نشینوں کو برت کو رنج اٹھایا تو رنڈی سے نکاح کر کے تجربہ حاصل کرنے کی سوچی۔ اسی طرح عقل کے نقصانات محسوس کر کے دیوانگی کا تجربہ کرنا چاہیے جو کہ مفید ہوگی جیسا کہ بہلول کے قصہ سے واضح ہوگا۔

۳ مستورہ۔ پردہ نشین عورت
قحبہ۔ رنڈی۔ زانیہ

عقل ا۱ راہم آزمودم من بسے	زیں سپس جویم جنوں رامغرسے
میں نے عقل کو بھی بہت آزمالیا	اس کے بعد دیوانگی کا کھیت تلاش کرونگا

بہ حیلت درسخن آوردن سائل آں بزرگ را کہ خود را دیوانہ ساختہ بود

سوال کرنیوالے کا تدبیر سے ان بزرگ کو باتوں پر آمادہ کر لینا جنھوں نے اپنے آپ کو دیوانہ بنالیا تھا

آں یکے می گفت خواہم عاقلے	مشورت آرم بدو در مشکلے
ایک شخص کہہ رہا تھا میں ایک عقلمند چاہتا ہوں	اس سے ایک مشکل میں مشورہ کروں گا
آں یکے گفتش کہ اندر شہر ما	نیست عاقل جز کہ آں مجنوں نما
ایک (شخص) نے اس سے کہا ہمارے شہر میں	اس بظاہر دیوانے کے علاوہ کوئی عقلمند نہیں ہے
بر نئے گشتہ سوارہ نک فلاں	می دواند درمیانِ کودکاں
بانس پر سوار ہو کر یہ فلاں	بچوں میں اس کو دوڑا رہا ہے
گوئے می بازد برد زانو شباں	در جہاں گنجِ نہاں جانِ جہاں
دن رات گیند سے کھیلتا ہے	دنیا میں چھپا خزانہ ہے، دنیا کی روح ہے
صاحبِ ۲ رائیست و آتش پارۂ	آسماں قدرست داختر بارۂ
صاحب رائے ہے اور چنگاری ہے	آسمان کے رتبہ والا ہے اور ستارے کا سوار ہے
فرِ او کرّو بیاں راجاں شدست	او دریں دیوانگی پنہاں شدست
اس کی عزت فرشتوں کی جان ہے	وہ اس دیوانگی میں چھپا ہوا ہے
لیک ہر دیوانہ را جاں نشمری	سَرمَنِہ گو سالہ راچوں سامری
لیکن ہر دیوانہ کو تو جان نہ سمجھنا	سامری کی طرح بچھڑے کے آگے ماتھا نہ ٹیکنا
چوں ولیِ ذشکارا باتو گفت	صد ہزاراں غیب و اسرارِ نہفت
جبکہ ولی نے صاف صاف تجھ سے کہدیئے	غیب کے لاکھوں (معاملے) اور پوشیدہ راز
مر ترا آں فہم وآں دانش نبوُد	واندانستی ۳ تو سرگیں راز عُود
تجھ میں وہ فہم اور وہ سمجھ نہ تھی	تو گوبر کو "اگر" سے نہ پہچان سکا
ازجنوں خودراولی چوں پردہ ساخت	مرُو را اے کور کے خواہی شناخت
ولی نے جب جنون کو اپنا پردہ بنا لیا	اے اندھے! تو اس کو کب پہچان سکتا ہے؟
گر ترا بازست آں دیدہ یقیں	زیر ہر سنگے یکے سَرہنگ بیں
اگر تیرے یقین کی آنکھ کھلی ہوئی ہے	ہر پتھر کے نیچے ایک سپاہی دیکھ لے

۱ عقل۔ جس طرح اس دونے پردہ نشینوں سے عاجز آ کر رنڈی کا تجربہ شروع کیا اسی طرح میں عقل سے عاجز آ کر دیوانگی کا تجربہ شروع کروں گا مغرس۔ پودا لگانے کی جگہ کھیت۔ بزرگ۔ یعنی حضرت بہلولؒ ہارون الرشید کے زمانہ میں ایک بزرگ تھے جنھوں نے مصلحتاً اپنے آپ کو دیوانہ بنا رکھا تھا، بانس کو گھوڑا بنا کر بچوں میں کھیلتے رہتے تھے خاموش رہتے تھے لیکن جب بولتے تھے تو بڑی دانائی کی بات کہہ دیتے تھے مشکلے۔ یعنی معرفت کا مشکل مسئلہ۔ شہر۔ یعنی بغداد مجنوں نما۔ حضرت بہلول جنھوں نے اپنے آپ کو دیوانہ ظاہر کر رکھا تھا۔ گوئے۔ شب وروز بچوں کے ساتھ گیند کھیلتے ہیں۔ گنج نہاں معرفت کے علوم کا چھپا ہوا خزانہ ہیں۔ جانِ جہاں دنیا ان کی بدولت قائم ہے۔

۲ صاحب۔ یعنی بہلولؒ صاحب رائے اور ذہین ہے، اور بلند شخصیت ہے۔ فرِ او۔ فرشتے اس کی تعظیم کرتے ہیں اس نے اپنے مرتبہ کو دیوانگی میں چھپا رکھا ہے۔ لیک۔ ہر دیوانے کو ولی سمجھنا غلط ہے چوں۔ بعض اولیاء کے اپنے آپ کو دیوانگی میں چھپانے کی توجیہ ہے۔

۳ واندانستی۔ تو بھلے برے میں امتیاز نہ کر سکا۔ ازجنوں جب ولی اصل حالت میں تھا اور تو اس کو نہ پہچان سکا تو اب جبکہ وہ دیوانگی میں پوشیدہ ہے۔ تو اس کو کیسے پہچان سکے گا۔ زیر ہر سنگ۔ شعر بھا ؔسماں۔ ان جہاں را احقارت منگر تو چہ دانی کردرویں گردِ سوارے باشد

پیش آں چشمے کہ بازو رہبرست | ہر گلیمے را گلیمے در برست
اس آنکھ کے سامنے جو کھلی ہوئی اور رہنما ہے | ہر کمبلی کی آغوش میں ایک کلیم ہے
مر ولی راہم ولی شہرہ کند | ہرکرا اُو خواست با بہرہ کند
(اپنی) ولایت کو ولی مشہور کرتا ہے | جس کو وہ خود چاہتا ہے کامیاب کرتا ہے
کس ندا نداز خرد اُورا شناخت | خاصہ اُو مرخویش ر دیوانہ ساخت
عقل کے ذریعہ کوئی اس کو نہیں پہچان سکتا | خصوصاً اس کو جس نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا لیا
چوں بد زدد دزدِ بینا رخت کور | ہیچ یا بد دُزد را اعمیٰ بزور
جب بینا چور نا بینا کا سامان چرا لے | اندھا، چور کو (اپنی) طاقت سے کبھی پکڑ سکتا ہے؟
کور نشناسد کہ دُزدِ اُو کہ بُود | گرچہ خود بروے زند دُزدِ عَنُود
اندھا نہیں پہچان سکتا ہے کہ اس کا چور کون ہے؟ | اگرچہ سرکش چور اپنے آپ کو اس سے بھڑا دے
چوں گزدسگ کور صاحب ژندہ را | کے شناسد آں سگ درّندہ را
جب اندھے، گدڑی والے کو کتا کاٹ لے | وہ کاٹنے والے کتے کو کب پہچانتا ہے؟

حملہ کردن سگ برکور گدا

ایک اندھے فقیر پر کتے کا حملہ کرنا

یک سگے در کوئے برکورے گدا | حملہ می آورد چوں شیرِ وَغا
ایک کتا کسی گلی میں اندھے فقیر پر | معرکہ کے شیر کی طرح حملہ کر رہا تھا
سگ[۲] کند آہنگ درویشاں بہ خشم | در کشد مہ خاکِ درویشاں بہ چشم
کتا غصہ سے فقیروں پر حملہ کرتا ہے | چاند فقیروں کی خاک آنکھ میں لگاتا ہے
کور عاجز شد زبانگ وبیمِ سگ | اندر آمد کور در تعظیمِ سگ
اندھا کتے کی آواز اور ڈر سے عاجز آ گیا | اندھا کتے کی تعظیم کرنے لگا
کاے[۳] امیرِ صید و اے شیر شکار | دست دستِ تُست دست از من بدار
کہ اے شکار کے مالک اور اے شکار کے شیر! | غلبہ تجھی کو ہے، مجھے چھوڑ دے
کز ضرورت دُم خَررا آں حکیم | کرد تعظیم و لقب دادش اَدیم
اس دانا نے مجبوراً گدھے کی دم کی | تعظیم کی اور اس کو "نری" کا لقب دیا
گفت اُو ہم از ضرورت اے اَسد | از چوں منِ لاغر شکارت چہ رَسد
اس نے بھی مجبوراً کہا اے شیر! | مجھ جیسے بودے شکار سے تجھے کیا ملے گا؟

۱ باز۔ کھلا ہو۔ گلیم۔ گدڑی۔ کلیم۔ یعنی حضرت موسیٰ۔ مرولی۔ یعنی ولی جس کو چاہتا ہے اپنی ولایت سے روشناس کرا دیتا ہے۔ کس نداند۔ محض عقل سے کسی ولی کو نہیں پہچانا جا سکتا ہے۔ چوں۔ اندھا، چور جیسے ادنیٰ انسان کو عقل سے نہیں پہچان سکتا ہے تو ولی جیسے اعلیٰ انسان کو عقل سے کیسے پہچانا جا سکتا ہے۔ گزد۔ اندھا کاٹنے والے کتے کو محض عقل سے نہیں پہچان سکتا ہے۔ وغا۔ میدان جنگ۔
۲ سگ۔ یعنی بے بہرہ درویشوں کے درپے آزار ہوتے ہیں حالانکہ وہ اس قدر بلند مرتبہ ہوتے ہیں کہ چاند جیسے روشن دل ان کی خاک پا کو سرمہ بناتے ہیں۔ بیم۔ خوف۔
۳ کاے۔ اندھے نے کتے کی تعظیم میں یہ کہنا شروع کر دیا کز ضرورت۔ مجبوری میں انسان گدھے کو بھی باپ بنا لیتا ہے۔ ادیم۔ نری جو ایک عمدہ قسم کا چمڑا ہے۔ از چوں۔ من یعنی مجھ جیسے لاغر شکار کا تجھے کیا فائدہ۔

گورمی[1] گیرند یا رانت بدشت
تیرے دوست جنگل میں گور خر پکڑتے ہیں

کورمی گیری تو در کوچہ بگشت
تو اندھے کو پکڑتا ہے، جو گلی میں گشت میں ہے

گورمی جویند یا رانت بہ صید
تیرے دوست شکار میں گور خر تلاش کرتے ہیں

کورمی جوئی تو در کوچہ بہ کید
تو گلی میں چالاکی سے اندھے کو ڈھونڈتا ہے

آں سگِ عالمِ شکارِ گور کرد
اس سدھے ہوئے کتے نے گور خر کا شکار کیا

ویں سگ بے مایہ قصدِ کور کرد
اس بے ہنر کتے نے اندھے کا قصد کیا

علم چوں آموخت سگ رست از ضلال
جب کتے نے ہنر سیکھ لیا گمراہی سے چھوٹ گیا

می کند در بیشہ ہا صیدِ حلال
جنگلوں میں حلال شکار کرتا ہے

سگ چو عالم گشت شد چالاک زہف
کتا جب صاحبِ علم بنا چالاک و چست ہو گیا

سگ چو عارف گشت شد ز اصحاب کہف
کتا جب با خدا بنا اصحابِ کہف میں سے ہو گیا

سگ شناسا شد کہ میرِ صید کیست
کتا واقف ہو گیا کہ میر شکار کون ہے

اے خدا آں نور اشناسندہ چیست
اے خدا وہ پہچاننے والا نور کہاں ہے؟

کور[2] نشناسد نہ از بے چشمی است
اندھا نہیں پہچانتا ہے (یہ نہ پہچاننا) آنکھ نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے

بلکہ ایں زاں ست کز جہلست مست
بلکہ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ جہل سے مست ہے

نیست خود بے چشم تر کور از زمیں
زمین سے زیادہ بے آنکھوں والا اندھا کوئی نہیں ہے

ایں زمیں از فضلِ حق شد خصم بیں
یہ زمین اللہ کے کرم سے دشمن کو دیکھ لینے والی ہو گئی

نور موسیٰ را دید و موسیٰ را نواخت
موسیٰ کے نور کو اس نے دیکھا اور موسیٰ کو نوازا

خسف قاروں کرد و قاروں را شناخت
قارون کو دھنسا دیا اور قارون کو پہچانا

رجف کرد اندر ہلاک ہر دعی
ہر حرامزادے کو ہلاک کرنے کیلئے زلزلہ میں آ گئی

فہم کرد از حق کہ یا ارض ابلعی
"اے زمین تو پانی نگل لے" اللہ کی جانب سے سمجھ گئی

خاک[3] و باد و آب و نارِ باشرر
مٹی اور ہوا اور پانی اور چنگاریوں والی آگ

بے خبر از ما و از حق با خبر
ہم سے بے خبر ہیں اور اللہ تعالیٰ سے با خبر ہیں

ما بعکس آں ز غیرِ حق خبیر
ہم اس کی بالعکس خدا کے غیر سے با خبر ہیں

بے خبر از حق با چندیں نذیر
اور باوجود اسقدر ڈرانیوالوں کے خدا سے بیخبر ہیں

لا جرم اشفقن منہا جملہ شاں
یقیناً وہ تمام (کائنات) اس (بار امانت) سے ڈر گئی

کند شد ز آمیزِ حیواں جملہ شاں
انکی آمادگی حیوان کی صفات کی آمیزش سے سست ہو گئی

---

[1] گور۔ گور خر۔ کید۔ مکر۔ سگِ عالم۔ سدھایا ہوا کتا۔ علم۔ علم کی یہ فضیلت ہے کہ کتا بھی اس کو حاصل کر کے راہ یاب ہو جاتا ہے تو انسان علم حاصل کر کے کس قدر فضیلتیں حاصل کر سکتا ہے۔ زہف۔ چست۔ اصحابِ کہف۔ اصحاب کہف کے کتے کا نام قطمیر ہے۔ سگ کتے کو وہ نور عطا ہو جاتا ہے جس سے وہ اپنے مالک کو پہچانتا ہے اے خدا وہ نور ہمیں بھی عطا کر دے جس سے ہم اپنے مالک کو شناخت کر لیں۔

[2] کور۔ اندھے کا نہ پہچاننا دراصل قلبی بصیرت نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ نیست۔ زمین کے آنکھیں نہیں ہیں وہ پھر بھی پہچانتی ہے۔ نور حضرت موسیٰ کو اسنے پہچانا اور اچھا معاملہ کیا نیل کی زمیں خشک ہو گئی اور وہ دریا کو عبور کر گئے۔ قارون کو پہچان کر دھنسا دیا۔ رجف کرد۔ منکروں کو زلزلہ سے ہلاک کر دیا۔ حضرت نوحؑ کی نجات کیلئے پانی کو نگل گئی۔

[3] خاک۔ عناصر اربعہ کے آنکھیں نہیں ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کو خوب پہچانتے ہیں بالعکس۔ انسان کی آنکھیں ہیں غیر اللہ کو خوب پہچان لیتا ہے لیکن باوجود انبیاء کے ڈرانے کے اللہ تعالیٰ سے بے خبر بنا ہوا ہے۔ خبیر۔ خبردار۔ نذیر۔ ڈرانے والا۔ اشفقن منہا۔ قرآن میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امانت کا بار آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر ڈالنا چاہا لیکن وہ اس سے ڈر گئے اور اس کو قبول نہ کیا۔ کند۔ ان کے ڈرنے کی وجہ یہ بھی اس کے تحمل کیلئے حیوانیت کے اوصاف ضروری تھے جنمیں خدا سے غفلت کا مادہ بھی ہے انہوں نے اس وصف سے ڈر کر امانت کے تحمل سے انکار کر دیا۔

گفت بیزاریم جملہ زیں حیات — کہ بُوَد با خلق حی با حق مَوات

کہا ہم سب اس زندگی سے بیزار ہیں — کہ مخلوق کے ساتھ زندہ، خدا کے تعلق میں مردہ ہے

چوں ۱ بماند از خلق گردد اُو یتیم — اُنسِ حق را قلب می باید سلیم

جب مخلوق سے جدا ہو جائے تو وہ یتیم ہو جائے — اللہ تعالیٰ سے محبت کے لئے قلب سلیم چاہیے

چوں زکورے دُزد دُزدد کالہء — می کُند آں کور عَمیا نالہء

جب چور، اندھے کا سامان چرا لیتا ہے — وہ اندھا ، اندھا دھند روتا ہے

تانہ گوید دُزد اُورا. کاں منم — کز تو دُز دیدم کہ دُزدِ پُر فنم

جب تک چور اس سے نہ کہے کہ وہ میں ہوں — میں نے تیری چوری کی ہے کیونکہ میں ماہر چور ہوں

کے شناسد کور دُزدِ خویش را — چوں ندارد نورِ چشم وآں ضیا

اندھا اپنے چور کو کب پہچان سکتا ہے؟ — جبکہ وہ نہ آنکھوں میں نور رکھتا ہے نہ وہ روشنی

چوں بگوید ہم بگیر اُورا تو سخت — تا بگوید اُو علامتہائے رَخت

جب وہ کہدے اس کو مضبوطی سے پکڑ لے — تاکہ وہ سامان کی علامتیں بتا دے

پس جہادِ ۲ اکبر آمد عصرِ دُزد — تا بگوید کُوچہ دُز دیدست مَرد

پس چور کو بھینچنا بڑا جہاد ہے — تاکہ وہ بتا دے کہ اس نے کیا چرایا ہے؟

اوّلاً دز دید کُحلِ دیدہ ات — چوں سَتانی بازیابی تبصرت

اس نے پہلے تیری آنکھ کا سرمہ چرایا ہے — جب تو (واپس) لے لیگا دوبارہ بینائی حاصل کریگا

کالہء حکمت کہ گم کردہ دل ست — پیشِ اہلِ دل یقیں آں حاصل ست

دانائی کا سرمایہ جو دل نے گنوایا ہے — اہلِ دل کے سامنے یقیناً وہ مل جاتا ہے

کورِ دل با جان و با سمع و بصر — می نداند دزدِ شیطاں را اثر

دل کا اندھا، جان اور کان اور بینائی کے ہوتے ہوئے — شیطان چور کی علامت کو نہیں جانتا ہے

زاہلِ ۳ دل جو از جمادآں را مجو — کہ جَما آمد خلائق پیشِ اُو

اہل دل کے پاس تلاش کر بے حس کے پاس تلاش نہ کر — اس لئے کہ مخلوق اس کے مقابلہ میں بےحس ہے

بازمی گردیم سُوے راز جُو — تا شود ہم مَشورت با راز گو

راز تلاش کرنے والے کی طرف ہم پھر لوٹتے ہیں — تاکہ راز بتانے والے سے وہ ہم مشورہ ہو سکے



۱ چوں۔ مخلوق سے ایسا تعلق ہو کہ اگر وہ تعلق ختم ہو جائے تو انسان یتیم کی طرح بے سہارا رہ جائے۔ اُنس حق حیوانیت کے ہوتے ہوئے خدا سے اُنس قلب سلیم کا کام ہے جو ہمیں حاصل نہیں یہانتک یہ قول اس کائنات کا تھا جس نے امانت کے تحمل سے انکار کیا ہے۔ چوں۔ اندھا چور کو نہیں پہچانتا اور اندھا دھند نالہ کرتا ہے کے شناسد۔ جب انسان نورِ چیم اور نورِ باطن سے محروم ہو تو چور کو نہیں پہچان سکتا ہے۔ چوں بگوید۔ جب چور اقرار کرلے تو سخت گیری کرنی چاہیے تاکہ وہ چوری کا پورا پتہ دیدے۔ یہی معاملہ انسان کو اپنے نفس سے ہونا چاہیے۔

۲ جہادِ اکبر۔ صوفیاء کی اصطلاح میں نفس سے مجاہدہ کرنا جہادِ اکبر کہلاتا ہے۔ عصر۔ دبانا۔ نچوڑنا۔ اس شعر کا دوسرا مصرع بعض نسخوں میں یہ ہے: "تا بگوید کہ چہ بردآں زن بمرد" زن بمرد کے معنی ہیں بیوی کے زنا کی کمائی کھانے والا دیوث۔ اولاً۔ نفس سب سے پہلے انسان کی بصیرت چرا لیتا ہے۔ کالہ حکمت۔ نفس انسانی جب انسان کو حکمت و دانائی سے محروم کر دے تو وہ دوبارہ اہل دل سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ کوروں کور باطن باوجود ظاہری حواس کے شیطانی اثرات محسوس نہیں کرتا ہے۔

۳ زاہل دل۔ حکمت اہل دل کے پاس ہے اعوام بے حس پتھر ہیں۔ بازمی گردیم۔ یعنی ہم حضرت بہلولؒ اور مشورہ چاہنے والے کا قصہ دوبارہ شروع کرتے ہیں۔

مشورت جوینده آمد نزدِ اُو[1] کاے ابِ کودک شدہ رازے بگو
مشورہ چاہنے والا اس کے پاس آیا اے بچہ بنے ہوئے باپ ایک راز بتا دے
گفت روزیں حلقہ کیں در باز نیست باز گرد امروز روزِ راز نیست
اسنے کہا اس زنجیر کے پاس سے چلا جا کیونکہ دروازہ کھلا ہوا نہیں ہے واپس ہو جا آج راز (بتانے) کا دن نہیں ہے
گر مکاں را رہ بُدے در لا مکاں ہمچو شیخاں بودمے من بر دُکاں
اگر مکان کے لئے لا مکان میں راستہ ہوتا مشائخ کی طرح میں گدی پر ہوتا

خواندنِ[2] محتسب مستِ خراب اُفتادہ را بسوئے زنداں

محتسب کا ایک بد مست پڑے ہوئے کو قید خانہ کی طرف بلانا

مُحتسب در نیم شب جائے رسید در بُنِ دیوار مستے خفتہ دید
کو توال، آدھی رات کو ایک جگہ پہنچا دیوار کی جڑ میں ایک مست کو سویا ہوا دیکھا
گفت ہے مستی چہ خوردستی بگو گفت زیں خوردم کہ ہست اندر سُبُو
اس نے کہا ارے تو نشہ میں ہے بتا تو نے کیا پیا ہے؟ اس نے کہا جو صراحی میں ہے وہ میں نے پیا ہے
گفت آخر در سُبو وا گو کہ چیست گفت ز آنچہ خوردہ ام گفت آں خفی ست
اس نے کہا صاف بتا کہ آخر صراحی میں کیا ہے؟ اسنے کہا جو میں نے پیا ہے کہا یہ گول مول بات ہے
گفت آنچہ خوردۂ خود چیست آں گفت آنکہ در سُبو مخفی ست آں
اس نے کہا یہ بتا کہ جو تو نے پیا ہے وہ کیا ہے۔ اس نے کہا وہی جو صراحی میں چھپا ہوا ہے
دَوری[3] شد ایں سوال و ایں جواب ماند چوں خر محتسب اندر خلاب
یہ سوال اور جواب چلتا رہا کو توال گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنس گیا
گفت اُورا محتسب ہیں آہ کُن مست ھُو ھُو کر ہنگامِ سخن
اس سے کوتوال نے کہا، خبردار! آہیں بھر مست نے بات کرتے وقت آہا ہاہا کہا
گفت گفتم آہ کُن ھُو می کُنی گفت من شادم تو از غم منحنی
اسنے کہا میں نے آہ کرنے کو کہا تو آہاہا کرتا ہے اسنے کہا میں خوش ہوں، تو غم سے جھک گیا ہے
آہ آز دردو غم و بیدادی ست ھُویِ ھُویِ مے خوراں از شادی ست
آہ، درد اور غم اور ظلم کی وجہ سے ہوتی ہے شرابیوں کا آہاہاہا کرنا خوشی کی وجہ سے ہوتا ہے
مُحتسب گفت ایں ندانم خیز خیز معرفت متراش بگذار ایں ستیز
کوتوال نے کہا میں یہ کچھ نہیں جانتا تو کھڑا ہو اٹھ بزرگی نہ بگھار، یہ جھگڑا ختم کر

---

[1] او۔ یعنی حضرت بہلولؒ اب کودک شدہ۔ یعنی بہلول کا رتبہ باپ کا تھا لیکن بچہ بنے ہوئے تھے۔ حلقہ۔ یعنی دروازے کی زنجیر۔ مکان۔ یعنی ناسوتی انسان۔ لا مکان۔ عالم لاہوت۔ دُکان۔ چبوترہ مسند

[2] خواندن۔ اس قصہ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ ناسوتی انسان کو لاہوت کے رازوں کا علم نہیں ہوتا ہے۔ محتسب۔ کوتوال۔ بن۔ جڑ۔ چہ خوردستی۔ یعنی تو نے کیا پیا ہے۔ جس سے تو نشہ میں ہے۔ فت۔ مست نے جواب دیا جو صراحی میں ہے وہ میں نے پیا ہے۔ گفت اخر۔ کوتوال نے کہا صراحی میں کیا ہے۔ گفت زانچہ۔ مست نے کہا جو میں نے پیا ہے وہ صراحی میں ہے گفت آں۔ کوتوال نے کہا بات واضح نہیں ہو رہی ہے۔ بگو۔ کوتوال نے کہا جو تو نے پیا ہے وہ بتادے۔

[3] دوری شد۔ کوتوال اور مست میں یہی سوال و جواب چلتا رہا۔ خلاب۔ کیچڑ۔ آہ کن۔ یعنی اب تجھے قید خانہ میں جانا ہے ہائے ہائے کر۔ ھوھو یعنی خوشی کا نعرہ لگا۔ منحنی۔ خمیدہ کمر۔ آہ۔ مست نے کہا ہائے ہائے تو غمزدہ مظلوم کرتا ہے شرابی تو مستی میں خوشی کے نعرے لگاتا ہے۔ معرفت۔ یعنی خدا رسیدہ ہونا۔

گفت رَو تواز کجا[1] من از کجا — گفت مَستی خیز تا زنداں بیا
اس نے کہا جا، تو کہاں اور میں کہاں — اس نے کہا تو نشہ میں ہے، اٹھ قید خانہ چل

گفت مستا اے محتسب بگذار و رو — از برہنہ کے تواں بُر دنِ گرو
مست نے کہا اے کوتوال جانے دے اور چلا جا — ننگے کا کیا گروی کیا جا سکتا ہے؟

گر مرا خود قوّتِ رفتن بُدے — خانہ خودمی رفتمے ویں کے شُدے
اگر مجھ میں خود بخود جانے کی طاقت ہوتی — تو میں اپنے گھر چلا جاتا اور یہ جھگڑا کب ہوتا؟

من[2] اگر با عقل و با اِمکانمے — ہمچو شیخاں بر سَرِ دُکّانمے
میں اگر عقلمند اور قابو میں ہوتا — مشائخ کی طرح مسند پر ہوتا

گر مرا رائے و تدبیر بُدے — ہمچو شیخاں جاہ و توقیرے بُدے
اگر مجھ میں رائے اور تدبیر ہوتی — مشائخ کی طرح رتبہ اور عزت ہوتی

ہم مراز نبیل و در یوزہ بُدے — نذر وادرارِ ہمہ روزہ بُدے
میری بھی جھولی اور بھیک ہوتی — روزانہ کی نذر اور بخشش ہوتی

بگذر[3] از من زانکہ گم کردی تو راہ — باز جو ریشِ بزرگ و خانقاہ
میرے پاس سے چلا جا کیونکہ تو بھٹک گیا ہے — لمبی داڑھی اور خانقاہ تلاش کر لے

دوم بارہ در سخن آوردن سائل شیخ راتا حالِ باقی معلوم گردد
سوال کرنیوالے کا شیخ کو دوبارہ بات چیت میں لگنا تاکہ باقی حال معلوم ہو جائے

گفت آں سائل کہ آخر یک نفس — اے سوارہ برنے ایں سُوراں فرس
اس سائل نے کہا کہ آخر تھوڑی دیر کے لئے — اے بانس کے سوار، گھوڑا اس طرف ہانک دے

راند سُوئے اُوکہ ہیں زو تر بگو — کاسپ مَن بس توسن سب وتُند خُو
گھوڑا اس طرف بڑھایا، کہ ہاں جلد کہہ — کیونکہ میرا گھوڑا بہت منہ زور اور تند مزاج ہے

تالگد بر تو نہ کو بد زود باش — ازچہ می پُرسی بیانش کُن تو فاش
تاکہ تیرے دولتی نہ مارے دے جلدی کر — کیا پوچھتا ہے اس کو واضح کر؟

اُو مجالِ رازِ دل گفتن نہ دید — زو بروں شو کردد در لاغش کشید
اس نے ولی راز کہنے کا موقع نہ دیکھا — اس کو ٹالدیا، اور مذاق میں لگا لیا

گفت می خواہم دریں کوچہ زنے — کیست لائق از برائے چوں منے
اسنے کہامیں اس گلی میں ایک عورت سے نکاح کرنا چاہتاہوں — مجھ جیسے کے لئے کون سی مناسب ہو گی؟

---

[1] تواز کجا۔ یعنی تیرا اور میرا راستہ جدا گانہ ہے میں تیرے ساتھ کیوں چلوں۔از برہنہ۔ جوخودننگا ہواس کے کپڑے گروی کیسے رکھے جاسکتے ہیں۔ مجھے قید خانہ تک چلنے کیلئے کہنا ایسا ہی ہے جیسے ننگے سے کپڑے گروی کرنے کو کہا جائے۔ گرمرا اگر پیروں سے چلنے کی طاقت ہوتی تو گھر چلا جاتا اور یہ قصہ پیش آتا

[2] من اگر۔ درمیان میں مولانا نے شرابی کا قصہ شروع کر دیا تھا اب پھر حضرت بہلولؒ کی بات شروع کرتے ہیں حضرت بہلولؒ نے مشورہ چاہنے والے سے کہا اگر مجھ میں عقل ہوتی اور میں اپنے قابو میں ہوتا تو دوسرے مشائخ طریقت کا سا میرا حال ہوتا۔ زنبیل۔ جھولی جس میں فقرا اپنے کھانے پینے کی چیزیں رکھتے ہیں اِدرار۔ روزینہ۔

[3] بگذر۔ تو نے غلط انتخاب کیا راز دریافت کرنا ہے تو کسی دراز ریش بزرگ کے پاس خانقا میں جا۔ اے سوارہ برنے۔ حضرت بہلولؒ بانس کو گھوڑا بنائے ہوئے اسپر سوار تھے۔ اسپ من۔ وہی بانس کا گھوڑا۔ تَوسَن۔ سرکش گھوڑا۔ لگد۔ دولت۔ او مجال مشورہ چاہنے والے نے راز دل کہنے کا موقع نہ دیکھتے ہوئے دوسری بات شروع کر دی۔ بروں شو کردن۔ ٹالدینا لاغ۔ مذاق۔ خواہم زنے۔ شادی کرنا چاہتاہوں۔

گفت سہ گونہ زنند اندر جہاں — آں دو رنج وایں یکے گنجِ رواں[۱]

اس نے کہا دنیا میں عورتیں تین قسم کی ہیں — دو وبال ہیں اور ایک گنج رواں ہے

آں یکے راچوں بخواہی کل تراست — ویں دگر نیمے ترا نیمے جُداست

ایک سے جب تو نکاح کریگا وہ پوری تیری ہے — دوسری آدھی تیری ہے، آدھی بیگانہ ہے

واں سوم ہیچ اُو ترا نبود بداں — ایں شنیدی دُور شو رفتم رواں

سمجھ لے، تیسری بالکل تیری نہ ہو گی — تو نے یہ سن لیا بھاگ جا میں روانہ ہوتا ہوں

تا ترا اسپم نپرّاند لگد — کہ[۲] بیفتی برنہ خیزی تا اَبد

تاکہ میرا گھوڑا تیرے دولتی نہ اڑا دے — اور تو ایسا گرے کہ قیامت تک نہ اٹھے

شیخ راند اندر میانِ کودکاں — بانگ زد بارِ دگر اورا جواں

شیخ نے گھوڑا بچوں میں دوڑا دیا — جوان نے ان کو دوبارہ پکارا

کہ بیا آخر بگو تفسیرِ ایں — ایں زناں سہ نوع گفتی برگزیں

کہ آیئے آخر اس کی تفصیل بتایئے — آپ نے تین قسم کی عورتیں بتائیں، منتخب کر دیجئے

راند سوئے اُو و گفتش بکرِ خاص — کُل تُرابا شد زغم یابی خلاص

اس کی طرف گھوڑا دوڑایا اور اس سے کہا باکرہ خاص — سب تیری ہو گی تو غم سے نجات پا لے گا

وانکہ نیمے آنِ تو بیوہ[۳] بُوَد — وانکہ ہیچست آں عیالِ باولد

جو آدھی تیری ہو گی بیوہ ہو گی — وہ جو تیرے لئے کچھ نہیں، بال بچے والی بیوہ عورت ہوگی

چوں زشوئے اولش کودک بود — مہر کل خاطرش آں سُو رود

جب اس کے پہلے شوہر سے بچہ ہو گا — اس کے دل کی محبت اس طرف جائیگی

دور شو تا اسپ نند ازد لگد — سمِّ اسپ توسنم بر تو رسد

بھاگ جا، تاکہ گھوڑا دولتی نہ مار دے — میرے سرکش گھوڑے کا کھر تیرے لگے

ہائے و ہوئے کرد شیخ و باز راند — کودکاں راباز سوئے خویش خواند

شیخ نے ہائے وہو کی اور پھر (گھوڑا) دوڑا دیا — بچوں کو پھر اپنی طرف بلا لیا

باز بانگش کرد آں سائل بیا — یک سوالم ماند اے شاہِ کیا

سوال کرنیوالے نے پھر انکو آواز دی کہ آیئے — اے شہنشاہ ! ایک سوال رہ گیا

باز راند ایں سُو بگو زوتر چہ بود — کہ زمیداں آں بچہ گویم ربود

پھر (گھوڑا) اس طرف کو دوڑایا کہ جلد کہہ کیا تھا؟ — کیونکہ وہ بچہ میدان سے میری گیند لے بھاگا

---

۱ گنج رواں۔ نہ ختم ہونے والا خزانہ قارون کے خزانہ کا نام ہے۔ آں یکے۔ ایک عورت تو وہ ہوتی ہے جو جسم شوہر کی ہوتی ہے۔ ویں دگر۔ دوسری قسم کی عورت آدھی شوہر کے لئے اور آدھی شوہر سے اجنبی ہوتی ہے۔ واں سوم۔ تیسری قسم عورت کی وہ ہے جو شوہر سے بالکلیہ بیگانہ ہوتی ہے۔

۲ کہ بیفتی۔ یعنی میرا گھوڑا لاتیں ماردیگا تو تو مر جائے گا۔ جواں۔ یعنی مشورہ چاہنے والا بر گزیں۔ یعنی عورت کی ان تین قسموں میں سے میرے لئے منتخب کر دیجئے۔ بکر۔ بے شادی شدہ عورت ایسی عورت سے شادی کی جائے تو وہ ہمہ تن شوہر کی ہوتی ہے۔

۳ بیوہ۔ بیوہ کا تعلق پہلے شوہر سے بھی باقی رہتا ہے۔ وانکہ ہیچست۔ جو بالکل شوہر کی نہیں ہوتی اور ایسی بیوہ عورت ہوتی ہے جس کی پہلے شوہر سے اولاد بھی ہو۔ سم۔ کھر۔ ہائے وہوئے۔ یعنی دیوانگی کا نعرہ۔ کودکاں۔ وہی بچے جن کے ساتھ حضرت بہلولؒ کھیل رہے تھے۔ زوتر۔ زودتر، بہت جلد۔ کہ زمیداں۔ یعنی کھیل کے میدان میں سے۔

گفت اے شید با چنیں عقل وادب — ایں چہ شید است اینچہ فعلست اے عجب
اس نے کہا اے شاہ! اس عقل وادب کے ہوتے ہوئے — یہ کیا بناوٹ ہے؟ یہ کیا کام ہے؟ تعجب ہے

تو ورائے عقل کلی در بیاں — آفتابی در جنوں چونی نہاں
تو بیان میں عقل کل سے آگے ہے — تو سورج ہے پاگل پن میں کیوں پوشیدہ ہے؟

گفت ایں اوباش رائے می زنند — تا دریں شہر خودم قاضی کنند
کہا یہ عوام سوچتے ہیں — کہ اس شہر کا مجھے قاضی بنا دیں

دفع می گفتم مرا گفتند نے — نیست چوں تو عالمے صاحب فنے
میں ٹالتا ہوں، وہ مجھ سے کہتے ہیں نہیں — تم جیسا (کوئی دوسرا) صاحب فن عالم نہیں ہے

باوجود تو حرام ست و خبیث — کہ کم از تو در قضا گوید حدیث
تمہارے ہوتے ہوئے نا جائز اور برا ہے — کہ تم سے کم، فیصلہ کی بات کرے

در شریعت نیست دستورے کہ ما — کمتر از تو شہ کنیم و پیشوا
شریعت میں کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہم — تم سے کم تر کو شاہ اور پیشوا بنا لیں

زیں ضرورت گیج و دیوانہ شدم — زیں گروہ از عجز بیگانہ شدم
اس مجبوری میں میں پاگل اور دیوانہ ہو گیا ہوں — عاجز آکر ان لوگوں سے بیگانہ بنگیا ہوں

ظاہراً شوریدہ وشید اشدم — لیک در باطن ہمانم کہ بدم
بظاہر پاگل اور دیوانہ ہو گیا ہوں — لیکن در حقیقت میں وہی ہوں کہ جو تھا

عقل[۲] من گنج ست و من ویرانہ ام — گنج اگر پیدا کنم دیوانہ ام
میری عقل خزانہ ہے اور میں ویرانہ ہوں — اگر میں خزانہ کو ظاہر کر دوں تو میں دیوانہ ہوں

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نہ شد — ایں عسس را دید و در خانہ نہ شد
دیوانہ وہ ہے جو دیوانہ نہ بنا — کوتوال کو دیکھا اور گھر میں نہ چھپا

دانش[۳] من جوہر آمد نے عرض — ایں بہائے نیست بہر ہر عرض
میری عقل جوہر (پائدار) ہے نہ کہ عرض (غیر مستقل) — یہ ہر عرض کی قیمت نہیں ہے

کان قندم نیستان شکرم — ہم ز من می روید و من می خورم
میں شکر کی کان ہوں، شکر کی اکھ ہوں — (شکر) مجھ میں سے پیدا ہوتی ہے اور میں خود کھاتا ہوں

علم تقلیدی و تعلیم ست آں — کز نفور مستمع دارد فغاں
وہ تقلیدی اور (محض) پڑھا ہوا علم ہے — جو سننے والے کی بے رغبتی سے واویلا کرے

---

۱ شید۔ مکرو فریب مغالطہ۔ بناوٹ۔ عقل کل۔ حضرت جبرئیل۔ آفتابی۔ آفتاب ہستی۔ اوباش۔ عوام الناس۔ دفع می گفتم میں نے ٹالا۔ باوجود تو۔ یہاں عوام نے کہا حدیث۔ بات۔ دستور طریقہ قانون۔ شہ یعنی قاضی۔ گیج۔ پریشاں، بدحال۔ شیدا۔ دیوانہ باطن۔ یعنی۔ حقیقتاً

۲ عقل عقل بمنزلہ خزانہ کے ہے اور دفینہ ہمیشہ ویرانہ میں ہوتا ہے لہٰذا میں نے اپنے ظاہر کو ویرانہ بنا رکھا ہے اب اگر میں عقل کا اظہار کروں تو دیوانگی ہوگی۔ دیوانہ نہ شد۔ دیوانہ تو وہ ہے کہ جو اپنی عقل کی نمائش کرے اور بوقت ضرورت اس کو چھپانے کے لئے دیوانہ نہ بنے اس کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جس کی گرفتاری کے لئے کوتوال آرہا ہو اور وہ پھر بھی گھر میں نہ چھپے۔ عسس۔ کوتوال۔

۳ دانش من۔ جو عقل پختہ اور پائیدار ہوتی ہے۔ وہ نمائش سے مستغنی ہوتی ہے۔ عرض۔ سامان یعنی میری عقل اس سے افضل ہے کہ میں اس کو دنیاوی کاموں میں خرچ کروں۔ کان۔ قندم۔ یعنی میں اپنے علوم و معارف سے خود استفادہ کرتا ہوں۔ علم تقلیدی و تعلیمی نقلی علم مراد ہے جو بلا تحقیق سیکھا ہو یا دنیا داری کیلئے سیکھا ہوا ایسا علم داد کا طالب ہوتا ہے اور اگر لوگ اس کی طرف متوجہ نہوں تو تکلیف پہنچتی ہے۔

چوں ۱ پے دانہ نہ بہر روشنی ست — ہمچو طالب علمِ دنیائے دنی ست
چونکہ وہ روٹی کیلئے ہے نور (معرفت) کیلئے نہیں ہے — (اس کا طالب) کمینی دنیا کے علم کا طالب جیسا ہے

طالبِ علم ست بہر عام و خاص — نے کہ تا یابد ازیں عالم خلاص
وہ علم کا طالب عوام و خواص کے لئے ہے — نہ اس لئے کہ اس عالم (دنیا) سے نجات پائے

ہمچو موشے ہر طرف سوراخ کرد — نیست مرغے از ہمہ سوراخ فرد
وہ چوہے کی طرح ہے جس نے ہر جانب بھٹ بنائے — وہ پرند نہیں ہے جو تمام بھٹوں سے آزاد ہو

ہمچو موشے ہر طرف سوراخہا — می کند غافل زاَنوارِ لقا
وہ چوہے جیسا ہے، کہ ہر جانب سوراخ — کھودتا ہے لقا (اللہ) کے نوروں سے غافل ہے

چونکہ سوئے دشت و نورش رہ نبود — ہم درآں ظلمات جہدے می نمود
چونکہ وہ میدان اور نور کی طرف راہ یاب نہوا — انہی تاریکیوں میں محنت کرتا رہا

گر خدایش پر دہد پرِّ خرد — برہداز موشی و چوں مرغاں پَرد
اگر خدا اس کو عقل کے پر دے دے — تو وہ چوہے پن سے نجات پاجائے اور پرندوں کیطرح پرواز کرے

ورنہ جوید پر بماند زیرِ خاک — نا امید از رفتنِ راہ سماک
اگر وہ پروں کا جویاں نہ ہو تو مٹی کے نیچے رہیگا — سماک کے راستہ پر چلنے سے نا امید ہو کر

علمِ گفتارے ۲ کہ او بے جاں بود — عاشقِ روئے خریداراں بود
وہ زبانی علم جو بے روح ہوتا ہے — وہ خریداروں کی توجہ کا عاشق ہوتا ہے

گرچہ باشد وقتِ بحث علم زفت — چوں خریدارش نباشد مُرد و رفت
اگرچہ وہ بحث کے وقت بھاری علم ہو — جب اس کا خریدار نہ ہوگا تو وہ فنا ہوا اور جاتا رہا

مُشتریِ من خدایست و مرا — می کشد بالا کہ اللّٰہُ ۳ اشتریٰ
میرا خریدار اللہ تعالیٰ ہے اور مجھے — وہ (عالم) بالا کی طرف کھینچتا ہے چنانچہ (ارشاد ہے) اللہ نے خریدا

خونبہائے من جمالِ ذوالجلال — خونبہائے خود خورم کسب حلال
میرا خوں بہا ذوالجلال (اللہ تعالیٰ) کا جمال ہے — میں اپنا خونبہا کھاتا ہوں (جو) حلال کمائی ہے

ایں خریدارانِ مفلس را بہل — چہ خریداری کند یک مشتِ گل
ان مفلس خریداروں کو چھوڑ — ایک مشت خاک کیا خریداری کر سکتی ہے؟



۱ چوں پے دانہ۔ اس علم کی غرض چونکہ محض دنیا ہوتی ہے لہٰذا یہ دنیوی علم کی برابر ہے نے کہ۔ حقیقی علم کا منشا دنیا سے خلاصی اور تقرب الی اللہ ہوتا ہے ہمچو موشے۔ جس طالب علم کا مقصد دنیا ہو اس کی مثال چوہے کی سی ہے جو روشنی سے نفور ہوتا ہے یہ بھی نور معرفت سے متنفر ہے انوار لقا۔ معرفت خداوندی کے نور۔ گر خدایش۔ ایسے طالبعلم کو خدا اگر عقل عنایت فرمادے تو پرندوں کی طرح عالم بالا کی طرف پرواز کرے۔ سماک۔ ایک ستارہ ہے جو قمر کی چودہویں منزل میں ہے یہاں بلندی اور عروج مراد ہے۔

۲ علمِ گفتارے۔ وہ علم جسمیں حقانیت کی روح نہو اور اسمیں محض لفظی ٹیپ ٹاپ ہو بے جان ہوتا ہے اور داد دینے والوں کا محتاج ہوتا ہے۔ زفت۔ موٹا، بھاری۔ خریدارش۔ یعنی داد دینے والے نہیں ہوتے ہیں تو فنا ہو جاتا ہے۔ مشتری من۔ حضرت بہلولؒ نے فرمایا میرے علم کا خدا خریدار ہے اس لئے وہ علم میرے عروج کا سبب ہے۔

۳ اَللّٰہُ اشتریٰ۔ قرآن پاک میں ہے کہ خدا نے مومنوں سے ان کی جان اور مال خرید لیا ہے اس عوض پر کہ ان کے لئے جنت ہے خونبہا۔ جان کی قیمت جو قاتل سے دلائی جاتی ہے خورم۔ یعنی اب مجھے اللہ کے جمال کا دیدار حاصل ہے۔ ایں خریداراں۔ یعنی علم پر داد دینے والے انسان۔ مشت گل۔ یعنی انسان۔

گِل مخور گِل را مخر گِل را مجو ‏ زانکہ گِل خوارست دائم زرد رُو

مٹی نہ کھا، مٹی نہ خرید، مٹی کی جستجو نہ کر ‏ کیونکہ مٹی کھانے والا ہمیشہ زرد رُو ہوتا ہے

دل بخر تا دائماً باشی جواں ‏ از تجلّی چہرہ اَت خوں اَرغواں

دل کو خریدتا تاکہ تو ہمیشہ جوان رہے ‏ تجلّی سے تیرا چہرہ گل بابونہ کی سرخی کیطرح رہیگا

طالبِ دل شو کہ تا باشی چو گل ‏ تا شوی شاداں و خنداں ہمچو مُل

دل کا طالب بن تاکہ تو پھول کی طرح بنے ‏ اور شراب کی طرح مسکراتا ہوا اور خوش رہے

دل[۲] نباشد آنکہ مطلوبش گِل ست ‏ ایں سخن را روئے با صاحب دلست

وہ دل ہی نہ ہو گا جس کا مطلوب مٹی ہے ‏ یہ روئے سخن صاحب دل کے لئے ہے

یارب ایں بخشش نہ حدِّ کارِ ماست ‏ لُطفِ تو لُطفِ خفی را خودسزا است

اے خدا ! یہ عطا ہمارے بس کی نہیں ہے ‏ مخفی مہربانی کے لئے تیری مہربانی مناسب ہے

دست گیر از دستِ ما ما را بخر ‏ پَردہ را بردار و پردہ ما مَدر

ہماری دستگیری فرما، ہمیں ہم سے خرید لے ‏ پردے کو اٹھا دے اور ہماری پردہ دری نہ فرما

باز خرما را ازیں نفسِ پلید ‏ کاردش تا استخوانِ ما رسید

اس ناپاک نفس سے ہمیں خرید لے ‏ اس کی چھری ہماری ہڈیوں تک پہنچ گئی ہے

از چوما بیچارگاں ایں بندِ سخت ‏ کہ کشاید اے شہِ بے تاج و تخت

ہم مجبوروں سے یہ سخت بیڑی ‏ اے تاج وتخت سے مستغنی بادشاہ! کون کھول سکتا ہے؟

ایں چنیں قفلِ گراں[۳] را اے ودُود ‏ کہ تواند جُز کہ فضلِ تو کشود

اے محبوب اس قدر بھاری قفل کو ‏ تیری مہربانی کے علاوہ اور کون کھول سکتا ہے؟

ما ز خود سوئے تو گردانیم سَر ‏ چوں توئی از ما بما نزدیک تر

ہم اپنی جانب سے تیری جانب رخ کرتے ہیں ‏ چونکہ تو ہم سے ہمارے اعتبار سے بھی زیادہ نزدیک ہے

با چنیں نزدیکی دوریم دُور ‏ در چنیں تاریکی بفرست نور

اسقدر نزدیکی کے ہوتے ہوئے (بھی) ہم بہت دور ہیں ‏ ایسی تاریکی میں تو نور بھیج دے

ایں دعا ہم بخشش و تعلیم تُست ‏ ورنہ در گلخن گلستاں از چہ رُست

یہ دعا بھی تیری تعلیم اور عطا ہے ‏ ورنہ بھٹی میں چمکن کیسے اُگتا ؟

---

[۱] گلِ مخور۔ وہ عالم جو اپنے علم کی انسانوں سے داد کا طالب ہے۔ مٹی کھانے والے کی طرح ہے جو زرد رو ہوتا ہے اور زرد روئی شرمندگی کی علامت ہے۔ دل بخر۔ یعنی کسی صاحب دل کا دل خرید لو اس کے دل کے نور سے تمہارا چہرہ گل بابونہ کی طرح سرخ رہے گا جو خوشی اور جوانی کی علامت ہے۔ ہمچو مُل۔ شراب کی رنگت سرخ ہوتی ہے

[۲] دل نباشد۔ جو دل مادیات کا طالب ہو وہ حقیقتاً دل ہی نہیں ہے ورنہ بڑھیا چیز گھٹیا چیز کی کیسے طالب بن سکتی ہے۔ یا ربّ۔ چوں کہ مادیات سے دل کو ہٹا لینا مشکل کام ہے لہٰذا مولانا خدا سے التجا کرتے ہیں لطف ۔ مہربانی۔ لُطفِ خفی۔ یعنی مادیات سے دل کا متنفر ہو جانا۔ مارا بخر یعنی ہمیں اپنی ذات سے بے تعلق کردے۔ پردہ۔ یعنی وہ پردہ جو ہم میں اور ذاتِ خداوندی میں حائل ہے۔ کاردش۔ یعنی اس کی ایذارسانی حد سے گزر گئی ہے بند سخت۔ یعنی نفس کی گرفت

[۳] قفلِ گراں۔ یعنی خواہشات نفسانی کا قفل ودود۔ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ ما ز خود اس معاملہ میں ہماری ذاتی کوشش مفید نہیں ہے چوں توئی خدا نے ارشاد فرمایا ہے، ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ انسان سے قریب ہیں۔ ایں دعا۔ یعنی یہ دعا جو نفس کے فریب سے نجات کے لئے ہم کر رہے ہیں تیری ہی توفیق سے گلخن۔ یعنی ہماری طبیعت جو بھٹی جیسی ہے۔ گلستاں۔ یعنی دعا جو چمن کی طرح ہے۔ آگ کی بھٹی میں چمن اگا دینا قدرتِ خداوندی کی ایک مثال ہے۔

درمیانِ[۱] خون و روده فہم و عقل خون اور انتڑی میں سمجھ اور عقل	جُز زاکرام تو نتواں کرد نقل تیرے کرم کے سوا کوئی منتقل نہیں کر سکتا ہے
از دو پاره پیہ ایں نورِ رَواں یہ جاری نور، چربی کے دو ٹکڑوں سے !	موجِ نورش می زندتا آسماں اس کے نور کی موج آسمان سے ٹکراتی ہے
گوشت پاره که زباں آمدازو گوشت کا ٹکڑا جو کہ زبان ہے اس سے	می رود سیلابِ حکمت جُو بجُو دانائی کا سیلاب نہر در نہر جاتا ہے
سُوئے سُوراخے کہ نامش گوشہاست اس سوراخ کی جانب سے جس کا نام کان ہے	تا باغِ جاں کہ میوہ اش ہوشہاست جان کے باغ تک جس کا میوہ دانائیاں ہیں
شاہراہِ باغِ جانہا شرعِ اُوست جانوں کے باغ کی شاہراہ اس کی شریعت ہے	باغ و بُستانہائے عالم فرعِ اُوست دنیا کے باغ اور چمن اس کی شاخ ہیں
اصل وسرچشمہ خوشی آنست[۲] آں اصل اور خوشی کا سر چشمہ وہی وہ ہے	زود تجری تحتہا الانہار خواں جلدی سے "اس کے نیچے نہریں جاری ہیں" پڑھ لے
قصۂ رنجور گو با مُصطفیٰ آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ بیمار کا قصہ بتا	زانکہ لُطفِ حق ندارد مُنتہیٰ اس لئے کہ اللہ کی مہربانی کی کوئی حد نہیں ہے
شُکرِ نعمت چوں کُنی چوں شکرِ تو تو نعمت کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہے جبکہ تیرا شکر کرنا	نعمتِ تازه بوَز احسانِ اُو اس کے احسان سے ایک نئی نعمت ہے
عجزِ تو در شُکر شُکر آمد تمام شکر سے تیرا عاجز ہونا ہی پورا شکر ہے	فہم کن در یاب قد تم الکلام سمجھ لے جان لے بات پوری ہوئی

تتمۂ نصیحت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آں بیمار را

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بیمار کو نصیحت کرنے کا بقیہ قصہ

گفت پیغمبر مَرآں بیمار را پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس بیمار سے فرمایا	چوں عیادت[۳] کرد یارِ زار را جب بیمار دوست کی مزاج پرسی کی
کہ مگر نوعے دعائے کردهٔ شاید تو نے کوئی دعا کی ہے	از جہالت زہر بائے خور دهٔ نادانی سے زہریلا شور با پیا ہے
یاد آور چہ دعائے گفتۂ یاد کر کیا دعا کی ہے؟	چوں زِ مکرِ نفس می آشفتۂ جب تو نفس کے مکر سے پریشان ہوا ہے

۱ درمیانِ خون۔ انسانی جسم کے خون اور انتڑیوں میں عقل جیسی چیز پیدا فرما دینا قدرتِ خداوندی کی دوسری مثال ہے۔ از دو پارہ۔ انسان کی آنکھوں میں ایسا نور پیدا کر دینا جو آسمان تک پہنچتا ہے قدرتِ خدا کی تیسری مثال ہے۔ گوشت پارہ۔ انسان کی زبان سے جو محض ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، حکمت و دانائی کی باتیں کانوں تک پہنچتی ہیں اور کان ان کو روح تک پہنچا دیتے ہیں جس سے انسان میں ہوشمندی پیدا ہوتی ہے یہ قدرتِ خداوندی کی چوتھی مثال ہے۔ شرعِ اُوست۔ یعنی حکمت کے جان کے باغ میں پہنچنے کا راستہ شریعت ہے دوسرے چمنستان حکمت اس چمن کی شاخ ہیں۔

۲ آنست۔ یعنی حکمت کا سیلاب۔ الانہار مولانا نے اس آیت میں نہروں سے حکمت اور معارفِ الٰہیہ کی نہریں مراد لی ہیں۔ رنجور۔ بیمار۔ ندارد منتہیٰ قرآن پاک میں ہے اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو گے تو شمار نہ کر سکو گے۔ شکرِ نعمت۔ اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا ناممکن ہے اس لئے کہ نعمت پر شکر ادا کرنا خود ایک نعمت ہے اب اس کا شکریہ ادا کرو گے تو اس کی ایک اور نعمت موجود ہو جائیگی تو سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا اور تم شکریہ سے عہدہ برآ نہ ہو سکو گے۔ عجز۔ ہم اس کے شکریہ سے عاجز ہیں بس وہی ہمارا شکریہ ہے۔

۳ عیادت۔ بیمار پرسی۔ زہربا۔ زہر ملا شوربا۔

گفت یادم نیست اِلّا ہمّتے[1] دار بامن یادم آید ساعتے
اس نے کہا مجھے یاد نہیں مگر توجہ ڈال دیجئے مجھ پر، فوراً مجھے یاد آجائے گی

از حضورِ نور بخشِ مُصطفیٰ پیشِ خاطر آمد اورا آں دُعا
آنحضور کی نور عطا کرنے والی تشریف آوری سے وہ دعا اس کے دل میں آ گئی

ہمّتِ پیغمبر روشن کدہ پیشِ خاطر آمدش آں گم شدہ
نورانی خاندان کے پیغمبر کی توجہ سے وہ بھولی ہوئی (دعا) اس کے دل میں آ گئی

تافت ازاں روزن کہ از دل تادلست روشنی کو فرقِ حق و باطل ست
اس روزن سے جو دل سے دل تک ہے چمکی روشنی جو حق اور باطل میں فرق کر دینے والی ہے

گفت اینک یادم آمد اے رسول آں دُعا کہ گفتہ ام من بوالفضول[2]
اس نے کہا اے رسول! اب مجھے یاد آ گئی وہ دعا جو مجھ بے وقوف نے کی ہے

چوں گرفتارِ گنہ می آمدم غرقہ گشتہ دست و پائے می زدم
جب میں گناہ میں مبتلا ہو گیا ڈوب کر ہاتھ پیر مارتا تھا

پُر گنہ بابِ کُشا لیش می زند غرقہ دست اندر حشائیش می زند
گنہگار، نجات کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے ڈوبتا ہوا گھاس پر ہاتھ مارتا ہے

از تو تہدید و وعیدے می رسید مُجرماں را از عذابِ بس شدید
آپ کی جانب سے دھمکی اور ڈراوا پہنچتا تھا گنہگاروں کے لئے سخت عذاب کا

مُضطرب[3] می گشتم و چارہ نہ بود بند محکم بُوَد و قفل نا کشود
میں پریشان ہو گیا اور کوئی تدبیر نہ تھی مضبوط قید تھی اور نہ کھلنے والا تالا

نے مقامِ صبر و نے راہِ گُریز نے امیدے توبہ نہ جائے ستیز
نہ صبر کا مقام اور نہ بھاگنے کی جگہ نہ توبہ کی امید نہ جھگڑے کا موقع

نے بغیر حق تعالیٰ یارِ من ایں چنیں دُشوار آمد کارِ من
نہ خدا کے علاوہ (کوئی) میرا دوست میرا کام ایسا مشکل ہو گیا

من چو ہاروت و چو ماروت از حَزَن آہ می کردم کہ اے خلّاقِ من
میں غم سے ہاروت و ماروت کی طرح آہ کرتا تھا کہ اے میرے پیدا کرنیوالے!

ذکر دُشواری عذابِ آخرت و سختی آن
آخرت کے عذاب کی دشواری اور سختی کا ذکر

[1] ہمّت۔ باطنی توجہ۔ آں دعا۔ وہ دعا جو اس نے کی تھی اور بھول گیا تھا۔ روشن کدہ۔ منور گھر گم شدہ۔ یعنی دعا۔ تافت۔ یعنی آنحضور کی باطنی توجہ سے آپ کے قلب مبارک سے ان کے قلب تک نور پہنچا جس سے دعا یاد آ گئی

[2] بلفضول۔ بیہودہ گو گنہ۔ گنہگار حشائش۔ حشیش کی جمع گھاس مقولہ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ تہدید۔ ڈراوا وعید۔ سزا کا وعدہ مجرماں۔ گنہگاراں

[3] مضطرب۔ یعنی ان حالات میں میں پریشان ہو گیا ہاروت و ماروت وہ دو فرشتے جو اپنے گناہوں کی پاداش میں بابل کے کنویں میں الٹے لٹکے ہوئے مانے گئے ہیں یہ شرعی اعتبار سے محض ایک افسانہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

از خطر ہاروت[1] و ماروت آشکار — چاہِ بابل را بکردند اختیار

ہاروت و ماروت نے خطروں کی وجہ سے علانیہ — بابل کے کنویں کو پسند کر لیا

تا عذابِ آخرت اینجا کشند — گربزند[2] و عاقل و ساحر وَشند

تاکہ آخرت کے عذاب کو اسی جگہ بھگت لیں — ہوشیار ہیں اور عقلمند ہیں اور جادوگر جیسے ہیں

نیک کردند و بجائے خویش بُود — سہل تر باشد ز آتش رنجِ دُود

اچھا کیا اور با محل تھا — دھویں کی تکلیف آگ سے زیادہ آسان ہوتی ہے

حد ندارد وصفِ رنجِ آنجہاں — سہل باشد رنجِ دنیا پیشِ آں

اس عالم (آخرت) کی تکلیف کی کوئی حد نہیں ہے — دنیا کی تکلیف اس کے مقابلہ میں آسان ہے

اے خنک آں کو جہادے می کند — بر بدن زجرے ودادے می کند

قابلِ مبارکباد ہے وہ شخص جو مجاہدہ کرتا ہے — بدن کو تنبیہ اور اس کے ساتھ انصاف کرتا ہے

تاز رنجِ آں جہانے وارہد — بر خود ایں رنجِ عبادت می نہد

تاکہ اس جہان (آخرت) کی تکلیف سے نجات پالے — اپنے اوپر عبادت کی تکلیف ڈالتا ہے

من ہمی[3] گفتم کہ یارب آں عذاب — ہم دریں عالم براں بر من شتاب

میں نے بھی یہ کہا کہ اے خدا! وہ سزا — اسی عالم (دنیا) میں جلدی سے جاری کر دے

تادراں عالم فراغت باشدم — در چنیں درخواست حلقہ می زدم

تاکہ اس عالم آخرت میں مجھے فراغت حاصل ہو — اس طرح کی درخواست پر میں زنجیر کھٹکھٹاتا تھا

اینچنیں رنجورئے پیدام شد — جانِ من از رنج بے آرام شد

اس قسم کی بیماری مجھ میں پیدا ہو گئی — کہ میری جان تکلیف سے بے آرام ہو گئی

ماندہ ام از ذکر و از ورادِ خود — بے خبر گشتم زخویش و نیک و بد

ذکر اور اپنے وظائف سے میں عاجز ہو گیا ہوں — اپنے اور اچھے برے سے بے خبر ہو گیا ہوں

گر نمی دیدم کنوں من روئے تو — اے خجستہ وے مبارک خوئے تو

اگر اب میں آپ کا چہرہ نہ دیکھتا — اے بابرکت اور اے وہ ذات کہ تیری خصلت مبارک ہے

می شُدم از دستِ من یکبارگی — کردیم شاہانہ ایں غمخوارگی

میں ایک بارگی اپنے ہاتھ سے گیا گزرا ہو جاتا — آپ نے میری شاہانہ غمخواری فرمائی

گفت ہے ہے ایں دُعا دیگر مکُن — بر مکَن تو خویش را از بیخ و بُن

آپ نے فرمایا خبردار! یہ دعا پھر نہ کرنا — اپنے آپ کو جڑ بنیاد سے نہ اکھاڑ

---

[1] از خطرہا۔ افسانہ یہ ہے کہ ہاروت و ماروت نے زہرہ سے زنا کر لیا تب ان سے کہا گیا کہ آخرت میں عذاب بھگتو یا دنیا میں جس کی یہ صورت ہوگی کہ ایسے کنویں میں جس میں دھواں بھرا ہوگا قیامت تک کے لئے الٹے لٹکا دیئے جاؤ گے۔ اس پر انہوں نے دنیا کی سزا کو پسند کر لیا۔ بابل۔ عراق کا مشہور شہر تھا۔

[2] گربز۔ چالاک۔ ساحر۔ ہاروت و ماروت لوگوں کو جادو کی تعلیم دینے والے تھے۔ آتش۔ یعنی جہنم کی آگ۔ دود۔ یعنی وہ دھواں جو چاہ بابل میں ہے اے خنک۔ وہ انسان قابل مبارکباد ہے جو اپنے جسم کو دنیاوی تکالیف میں مبتلا کر کے عبادات اور مجاہدہ کر لے اور آخرت کے عذاب سے نجات حاصل کر لے۔ داد۔ انصاف جسم کے ساتھ یہی انصاف ہے کہ عبادت کر کے اس کو آخرت کے عذاب سے چھڑا لے۔

[3] من ہمی گفتم۔ ان صحابی نے حضور سے عرض کیا کہ میں نے بھی دعا کی تھی کہ مجھے بجائے آخرت کے دنیا میں عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔ ذکر۔ یعنی خدا کا ذکر اوراد۔ وہ وظائف جن کو کوئی اپنا معمول بنا لے۔ من شدم۔ یعنی میں مر جاتا۔

توچہ طاقت داری اے مور[1] نژند ‌‌ کہ نہد بر تو چناں کو ہے بلند

اے کمزور چیونٹی ! تو کیا طاقت رکھتا ہے ‌‌ کہ وہ اللہ تعالیٰ تجھ پر اس قدر اونچا پہاڑ دھر دے

گفت توبہ کردم اے سلطاں کہ من ‌‌ از سرِ جلدی نیا فم ہیچ فن

اس نے کہا اے شاہ ! میں نے توبہ کی ‌‌ عجلت میں کوئی ترکیب عمل میں نہ لاؤنگا

ایں جہاں تیہ است وتو موسیٰ وما ‌‌ از گنہ در تیہ ماندہ مبتلا

یہ دنیا تیہ ہے اور آپ موسیٰ اور ہم ‌‌ گناہ کی وجہ سے تیہ میں مبتلا ہیں

سالہا رہ می رویم و در اخیر ‌‌ ہمچناں درِ منزلِ اوّل اسیر

ہم سالوں کی مسافت طے کرتے ہیں اور آخر میں ‌‌ اسی طرح پہلی منزل کے پابند ہیں

ذکرِ قومِ موسیٰ علیہ السّلام و پشیمانیِ ایشاں

موسیٰ علیہ السلام کی قوم اور ان کی شرمندگی کا تذکرہ

قوم موسیٰ[2] راہ می پیمودہ اند ‌‌ آخر اندر گام اوّل بودہ اند

حضرت موسیٰ کی قوم راستہ طے کرتی ‌‌ لیکن نتیجہ میں وہ پہلی جگہ پر ہوتی

گر دلِ موسیٰ زما راضی بُدے ‌‌ تیہ را راہ و کراں پیدا شدے

اگر حضرت موسیٰ کا دل ہم سے خوش ہوتا ‌‌ تیہ کا راستہ اور کنارہ معلوم ہو جاتا

ور بہ کُل بیزار بودے اُو زما ‌‌ کے رسیدے منّ و سلویٰ از سما

اگر وہ ہم سے بالکلیہ بیزار ہوتے ‌‌ تو من و سلویٰ آسمان سے کب آتا

کے زسنگے چشمہا جوشاں شدے ‌‌ در بیاباں تا امانِ جاں شدے

پتھر سے چشمے کب جوش مارتے ‌‌ جنگل میں، حتیٰ کہ جان کی امان بن گئے

بَل بجائے خواں خود آتش آمدے ‌‌ اندریں منزل لہَب بر ما زدے

بلکہ خوان کی بجائے آگ برستی ‌‌ اس منزل میں لپٹ ہمیں مارتی

چوں[3] دو دل شد موسیٰ اندر کارِ ما ‌‌ گاہ خصمِ ماست و گاہے یارِ ما

چونکہ ہمارے معاملہ میں موسیٰ دو دلے ہو گئے ہیں ‌‌ کبھی ہمارے دشمن ہیں اور کبھی ہمارے دوست ہیں

خشمش آتش می زند در رختِ ما ‌‌ حلم اُو ردمی کُند تیرِ بلا

ان کا غصہ ہمارے سامان کو پھونک دیتا ہے ‌‌ ان کی بردباری مصیبت کا تیر لوٹا دیتی ہے

کے بُود کہ حلم گرد د خشمِ تیز ‌‌ نیست نادر ایں زلطفت اے عزیز

کب ہوگا کہ ان کا تیز غصہ بردباری بن جائے ‌‌ اے خدا ! یہ تیری مہربانی سے دور نہیں ہے

---

[1] مور۔ چیونٹی۔ نژند۔ اوندھا پست و خوار کوہے بلند یعنی دنیا والا عذاب۔ توبہ کردم آئندہ عذاب بھگتنے کی دعا نہ کروں گا جبکہ معافی کی درخواست کیا کروں گا۔ تیہ۔ بوزن فیل وہ بیابان تھا جس میں نافرمانیوں کی بدولت بنی اسرائیل چالیس سال تک سرگرداں پھرتے رہے۔ اسی میدان میں ان پر من وسلویٰ بھی اترا اور پتھر کے پانی کے چشمے بھی پھوٹے۔ سالہا۔ بنی اسرائیل تیہ میں جہاں سے صبح کو چلتے تھے شام کو پھر وہیں پہنچ جاتے تھے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ملتا تھا۔ یہی حال ہمارا ہے توبہ و استغفار سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ لیکن گناہ کر بیٹھتے ہیں تو پھر پہلی منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔

[2] قوم موسیٰ۔ یعنی بنی اسرائیل گردل۔ بنی اسرائیل کہتے تھے کہ اگر موسیٰ بالکل خوش ہوتے تو ہم تیہ سے نکلنے میں کامیاب ہوجاتے وربکل۔ اگر بالکلیہ ناراض ہوتے تو ہم پر من و سلویٰ کیوں اترتا اور پتر سے پانی کے چشمے کیوں ابلتے۔ بل۔ من وسلویٰ کے بجائے ہم پر آگ نازل ہوتی۔

[3] چوں دو دل۔ حضرت موسیٰ کے دل میں ہم سے پیار بھی ہے اور ناراضی بھی خشمش۔ یعنی ان کا غصہ ہماری تباہی کا باعث ہے۔ کے بود۔ ہم اس وقت کے منتظر ہیں جب خدا کی مہربانی سے ان کا غصہ بھی بردباری میں تبدیل ہوجائیگا۔

مدحِ حاضر[1] وحشت است از بہر ایں	نامِ موسیٰ می برم قاصد چنیں
منہ پر تعریف کرنا ناراضی کا (سبب) ہے اس لئے	میں عمداً اس طرح (حضرت) موسیٰ کا نام لے رہا ہوں
ورنہ موسیٰ کے رَوا دارد کہ من	پیشِ تو یاد آورم از ہیچ تن
ورنہ (حضرت) موسیٰ کب گوارا کرتے کہ میں	آپ کے سامنے کسی کو یاد کروں
عہدِ ما بشکست صد بارو ہزار	عہدِ تو چوں کوہ ثابت بر قرار
ہمارا عہد سینکڑوں اور ہزاروں بار ٹوٹا ہے	تیرا عہد پہاڑ کی طرح ثابت، بر قرار ہے
عہدِ ما کاہ و بہر بادے زبوں	عہدِ تو کوہ وز صد کُہ ہم فزوں
ہمارا عہد تنکا ہے اور ہر ہوا سے مغلوب ہے	تیرا عہد پہاڑ ہے اور سینکڑوں پہاڑوں سے بڑھا ہوا ہے
حقِّ آں قوت کہ بر تلوینِ ما	رحمتے کُن اے امیرِ لَو نہا
اس قوت کا واسطہ جو تجھے ہماری نیرنگیوں پر ہے	اے حالات کے فرمانروا! رحم فرما دے
خویش رادیدم و رُسوائی خویش	امتحانِ ما مکُن اے شاہ بیش
میں نے اپنے آپ کو اور اپنی رسوائی کو دیکھ لیا	اے شاہ! ہمارا زیادہ امتحان نہ لے
تا فضیحتہائے[2] دیگر را نہاں	کردہ باشی اے کریمِ مُستعاں
تاکہ دوسری رسوائیوں کو تو پوشیدہ	کر دے اے مدد گار کریم!
بیحدی تو در جمال و در کمال	در کژیِ ما بیحدیم و در ضَلال
تو جمال اور کمال میں لا محدود ہے	ہم کجی اور گمراہی میں لا انتہا ہیں
بیحدیِ خویش بگما رائے کریم	بر کژیِ بیحد مُشتے لیئم
اے کریم! اپنی بے پایانی مسلط فرما دے	ایک مٹھی (خاک) کمینے کی لا محدود کجی پر
ہیں[3] کہ از تقطیعِ ما یک تار ماند	مصر بودیم و یکے دیوار ماند
دیکھ! ہمارے لباس کا ایک تار رہ گیا ہے	ہم شہر تھے اور ایک دیوار رہ گئی ہے
اَلبَقِیَّہ اَلبَقِیَّہ اے خدیو	تا نگردد شاد کُلیّ جانِ اُو
اے شاہ! باقی کی حفاظت کر	تاکہ شیطان کی جان بالکلیہ خوش نہ ہو
بہرِ مانے بہرِ آں لُطف نخست	کہ تو کردی گمرہاں رابا زُجست
ہماری وجہ سے نہیں اس پہلی مہربانی کیوجہ سے	کہ تو نے گمراہوں کو تلاش کیا ہے



[1] مدحِ حاضر۔ ان بیمار صحابی نے حضرت موسیٰ کا ذکر کر کے ان کے کچھ فضائل ذکر کیے اب فرماتے ہیں کہ دراصل وہ فضائل آپ کے ہیں لیکن چونکہ منہ پر تعریف کرنیسے آپ کو ناگواری ہوتی ہے تو میں نے حضرت موسیٰ کے ضمن میں آپ کے فضائل کا ذکر کیا ہے۔ ورنہ حضرت موسیٰ خود اس کو نہ پسند کرتے کہ آپ کی موجودگی میں انکی تعریف کی جائے۔ عہد۔ ہم نے بندگی کا عہد کیا۔ جو ہزاروں بار ٹوٹا اللہ نے ربوبیت کا عہد کیا جو ہر وقت برقرار ہے۔ تلوین ما۔ کبھی ہم توبہ کرتے ہیں کبھی اس کو توڑتے ہیں کبھی اطاعت و عبادت کرتے ہیں کبھی نا فرمانی کرتے ہیں اور یہ سب کچھ قدرت خداوندی کا ظہور ہے لونہا۔ یعنی ہماری مختلف کیفیتیں۔

[2] تا فضیحتہائے دیگر۔ اگر تو ہمیں امتحان میں نہ ڈالے گا تو دیگر رسوائیاں ڈھکی چھپی رہیں گی مستعان۔ جس سے مدد مانگی جائے۔ بیحدی۔ اللہ کا جمال و کمال لا محدود ہے اور بندہ کی خطائیں لا محدود ہیں لہٰذا وہی پردہ پوشی کر سکتا ہے۔

[3] ہیں۔ ہماری پردہ پوشی کے ظاہری اسباب ختم ہو گئے ہیں۔ لباس کا صرف ایک تار رہ گیا ہے نیکی کی تمام قوتیں ہم فنا کر چکے ہیں اس کے صرف آثار باقی رہ گئے ہیں۔ البقیہ جو کچھ باقی ہے اس کی حفاظت کر دے تاکہ بالکلیہ تباہی نہو۔ بہر مانے۔ ہم پر رحم اپنے قدیم رحم کے طفیل کر دے۔ جو گناہگاروں کو معاف کرنے کے لئے تلاش کرتا ہے۔

چوں نمودی ۱ قدرتت بنمائے رحم ——— اے نہادہ رحمہا در شحم و لحم

جب تو نے اپنی قدرت کا اظہار کیا ہے رحم فرما دے ——— اے وہ ذات جسنے چربی اور گوشت میں رحم کا مادہ رکھدیا ہے

زیں دعا گر خشم افزائد ترا ——— تو دعا تعلیم فرما مہترا

اگر یہ دعا تیرا غصہ بڑھائے ——— اے بڑے! تو اور دعا سکھا دے

آنچناں کآدم بیفتاد از بہشت ——— رجعتش دادی کہ رست از دیو زشت

جیسا کہ حضرت آدمؑ جنت سے گرے ——— انکو تو نے توبہ کے طریقہ کی تعلیم فرمائی کہ شیطان سے وہ نجات پا گئے

دیو کہ بُود کوز آدمؑ بگذرد ——— بر چنیں نطعے ازو بازی بَرد

شیطان کیا ہوتا ہے جو حضرت آدمؑ سے بڑھجائے ——— ایسی بساط پر اس سے بازی جیت لے

در حقیقت نفعِ آدمؑ شد ہمہ ——— لعنت حاسد شد آں بدو مدمہ

حقیقتاً سب (حضرت) آدمؑ کا نفع ہوا ——— وہ برا مکر حاسد کی لعنت بنا

بازیِ دید و دو صد بازی ندید ——— پس ستونِ خیمہ خود را بُرید

ایک چال دیکھی اور دو سو چالیں نہ دیکھیں ——— تو اپنے خیمہ کا ستون کاٹ ڈالا

آتشے ۲ زد شب بکشت دیگراں ——— باد سوئے کشت او گردش رواں

رات میں دوسروں کی کھیتی میں آگ لگائی ——— ہوا نے اس کو اس کی کھیتی کی طرف روانہ کر دیا

چشم بندے بود لعنت دیورا ——— تازیانِ خصم دید آں ریو را

لعنت شیطان کی آنکھ کی پٹی تھی ——— یہانتک کہ اس مکر کو مقابل کی بربادی سمجھا

ہم زیانِ جانِ اوشد ریو اُو ——— خود تو گوئی بود آدمؑ دیو اُو

اس کا مکر اس کی جان کی تباہی بنا ——— تو خود کہے گا آدمؑ اس کے گمراہ کرنیوالے تھے

لعنت ۳ ایں باشد کہ کژ بینش کند ——— حاسد و خود بین و پُر کینش کند

لعنت یہ ہوتی ہے کہ اس کو کج بین دے ——— اس کو حاسد اور متکبر اور کینہ ور کر دے

تابداند کہ ہر آں کو بَد کند ——— عاقبت باز آید و بر وے زند

یہانتک کہ وہ جان لیگا کہ جو شخص برائی کرتا ہے ——— انجام کار وہ لوٹتی ہے اور اس پر پڑتی ہے

جملہ فرزیں بند ہا بیند بعکس ——— مات بروے گردد و نقصان و نکس

تمام مہروں کو الٹا دیکھتا ہے ——— مات اور نقصان اور ذلت اس کو ہوتی ہے



۱ چوں نمودی۔ انسانوں اور جانوروں میں رحم کا مادہ خدا کی رحمت کا جزو ہے۔ زیں دعا۔ اگر ہمارے یہ دعائیہ الفاظ پسند نہیں ہیں تو تو ہی اور دعا سکھادے جیسا کہ تو نے حضرت آدمؑ کو خود دعا سکھادی تھی جس سے ان کی لغزش معاف ہوئی۔ رجعت۔ واپسی، توبہ۔ بگذرد بازی لیجائے۔ نطع۔ چمڑے کا ٹکڑا۔ بساط۔ در حقیقت شیطان نے جو مکر حضرت آدمؑ کے نقصان کے لئے کیا وہ ان کے نفع کا سبب بن گیا اور توبہ کے بعد انکو مزید قرب حاصل ہوگیا۔ بازی شیطان نے اپنے مکر کی طرف دھیان کیا اللہ تعالیٰ کی تدبیروں کو ذہن میں نہ رکھا اور اپنے مکر سے خود برباد ہوگیا۔

۲ آتشے۔ شیطان نے حضرت آدمؑ کو تباہ کرنے کے لئے مکر کیا اور خود اس کے جال میں پھنس گیا۔ چشم بند۔ شیطان کے لئے اللہ کی لعنت آنکھ کی پٹی ثابت ہوئی وہ اپنے انجام کو نہ دیکھ سکا۔ خود تو گوئی شیطان تو حضرت آدمؑ کی تباہی کا سبب نہ بنا البتہ حضرت آدمؑ شیطان کی تباہی کا سبب بن گئے۔

۳ لعنت۔ جب کوئی خدا کی لعنت میں گرفتار ہوتا ہے تو کج بین اور حاسد اور متکبر اور کینہ ور بن جاتا ہے۔ تا بداند برائی کا وبال خود برائی کرنے والے کو بھگتنا پڑے گا۔ فرزیں بند۔ شطرنج کی وہ چال جس سے مخالف کی نرد فرزین کی مار کا خطرہ کم ہوجائے۔ مات۔ بازی۔ ہارنا۔ نکس۔ اوندھا۔ ذلیل

زانکہ ا؎ گر اُو ہیچ بیند خویش را — مُہلک و ناسور بیند ریش را
اس لئے کہ اگر وہ اپنے آپ کو نا چیز سمجھتا — زخم کو مہلک اور نا سور سمجھتا

درد خیز دزیں چنیں دیدن دروں — درد اُورا از حجاب آرد بروں
اس طرح دیکھنے سے اندر درد اٹھتا ہے — درد اس کو پردے سے باہر لے آتا ہے

تانگیرد مادراں را دردِ زِہ — طفل در زادن نیابد ہیچ رہ
جب تک ماؤں کے دردزہ نہ ہو — بچہ کو پیدا ہونے کے لئے کوئی راستہ نہیں ملتا

ایں امانت در دل و جاں حاملہ است — واین نصیحتہا مثالِ قابلہ است
یہ امانت دل میں ہے اور جان حاملہ ہے — اور یہ نصیحتیں دا یہ جیسی ہیں

قابلہ گوید کہ زن را درد نیست — درد باید درد کودک را رہست
دایہ کہتی ہے کہ عورت کو درد (زہ) نہیں ہے — درد چاہیے درد (زہ) بچہ کا راستہ ہے

آنکہ اُو بیدرد باشد رہزن ست — زانکہ بیدردی انا الحق گفتن ست
جو بے درد ہو وہ رہزن ہے — اس لئے بیدردی انا الحق کہنا ہے

آں ۲؎ انا بیوقت گفتن لعنت است — دیں انا در وقت گفتن رحمت است
انا کو بے موقع کہنا (موجب) لعنت ہے — اور اس انا کو با موقع کہنا (باعث) رحمت ہے

آں انا منصور را رحمت بُدہ — ایں انا فرعون را لعنت بُدہ
وہ انا منصور کے لئے (باعث) رحمت تھا — یہ انا فرعون کے لئے (موجب) لعنت تھا

لا جرم ہر مرغِ ۳؎ بے ہنگام را — سَر بُریدن واجب است اِعلام را
لا محالہ بے وقت کے ہر مرغ کا — سر کاٹ ڈالنا تشہیر کے لئے ضروری ہے

سَر بُریدن چیست کُشتن نفس را — در جہاد و ترک گفتن لمس را
سر کاٹنا کیا ہے؟ نفس کو مارنا ہے — مجاہدہ میں، اور لذت کو خیر باد کہنا ہے

آنچناں کہ نیشِ کژدم بر کنی — تاکہ یابد اُو زکُشتن ایمنی
جیسے کہ تو بچھو کا ڈنک نکال دے — تاکہ وہ مارے جانے سے مامون ہو جائے

سَر بُریدن۔ اگر انسان کا نفس تکبر میں انا الحق کا مدعی بنے تو اس کے سر کاٹنے کی ترکیب یہ ہے کہ مجاہدات کے ذریعہ اس کو قتل کر ڈالے آنچناں۔ نفس کو مارنے سے انسان کی نجات ہو جاتی ہے جیسے کہ بچھو کا ڈنک توڑ دیا جائے تو پھر وہ ہلاک ہونے سے بچ جاتا ہے۔

۱؎ زانکہ۔ اگر تکبر نہ ہو تو انسان اپنی برائی کو برائی سمجھ کر ازالہ کر لیتا ہے۔ درد۔ اپنی خطا پر اگر انسان درد محسوس کر لے تو نجات ہو جاتی ہے۔ تانگیرد درد۔ ماں کو اگر دردزہ نہ ہو تو خوشکن نتیجہ سامنے نہیں آتا ہے۔ ایں امانت۔ بھلائی کی طاقتیں دل میں بمنزلہ حمل کے ہیں اور روح انسانی حاملہ ہے اور وعظ و نصیحت ان قویٰ کو بروئے کار لانے والی ہے لہٰذا وہ یہ بمنزلہ دایہ کے ہے۔ قابلہ ناصح کی نصیحت سے اگر درد نہیں پیدا ہوتا ہے تو بھلائی کی طاقتیں بروئے کار نہیں آتی ہیں جس طرح دایہ جب ہی جناتی ہیں جبکہ عورت کے دردزہ ہو۔ بے درد باشد۔ جس میں درد کا مادہ نہیں وہ بے درد ڈاکوؤں کی طرح ہے۔ بے دردی۔ بے درد متکبر ہوتا ہے اور تکبر کا آخری درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کا درجہ دے کر خدائی کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ جیسا کہ متکبر بے درد فرعون نے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہا یہی انا الحق کہنے کا مطلب ہے۔
۲؎ آں انا۔ پہلے شعر میں انا الحق کہنے کو بے دردی اور تکبر کی بنیاد پر بتایا تھا اب اس کی تفصیل فرماتے ہیں بے وقت اَنَا الْحَقُّ کہنا لعنت ہے لیکن با موقع کہنا درست ہے۔ منصورؒ۔ حلاج نے وحدت الوجود کے غلبہ میں اپنے آپ کو فنا کر کے اور صفاتِ خداوندی سے متصف ہو کر انا الحق کہا تو موجب رحمت تھا، فرعون نے بے موقع کہا تو موجب لعنت بنا۔
۳؎ مرغ بے ہنگام۔ جو مرغ بے وقت بولے اس کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح فرعون نے بے وقت انا الحق کہا اور وہ ہلاک کر دیا گیا۔ اعلام۔ یعنی دوسروں کو بتانا یا اعلان کرنا

بر کنی [1] دندانِ پُر زہرے زمار — تارہد ماراز بلائے سنگسار

سانپ کے زہریلے دانت اکھاڑ دے — تاکہ سانپ سنگساری کی مصیبت سے بچ جائے

ہیچ نکشد نفس را جُز ظلِّ پیر — دامن آں نفس کُش راسخت گیر

نفس کو شیخ کے سایہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں مارتی ہے — اس نفس کو مارنے والے کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے

چوں بگیری سخت آں توفیق ہوست — درتو ہر قوت کہ آید جذب اوست

جب تو مضبوط پکڑے گا وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہوگی — تجھ میں جو قوت آئے گی وہ اسی کی کشش ہے

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ راست داں — ہرچہ دارد جاں بود از جانِ جاں

"تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا" کو صحیح سمجھ — جو کچھ جان میں ہے وہ جانِ جاں کیجانب سے ہوگا

دست [2] گیرندہ وَیست وبُرد بار — دمبدم آں دم از وامّید دار

وہی دستگیری کرنیوالا اور بوجھ اٹھانیوالا ہے — ہر وقت اس سے جذب کی امید رکھ

نیست غم گر دیرِ بے اُو ماندہ — دیر گیر و سخت گیرش خواندہ

اگر تو بہت دیر تک اسکے بغیر رہا ہے تو غم نہ کر — تو نے اس کو دیر سے پکڑنیوالا اور سخت گرفت کرنیوالا پڑھا ہے

دیر گیرد سخت گیر د رحمتش — یک دمت غائب ندارد حضرتش

اسکی رحمت دیر سے شامل حال ہوگی تو پوری شامل حال ہوگی — اس کا دربار تجھے ایک لحہ کیلئے غائب نہ ہونے دیگا

ور تو خواہی شرح ایں فضل وولا — از سر اندیشہ می خواں وَالضُّحیٰ

اگر تو اس مہربانی اور دوستی کی شرح چاہتا ہے — تو غور و فکر سے (سورہ) والضحیٰ پڑھ لے

ورتو گوئی [3] ہم بدی ہا از ویست — لیک آں نقصانِ فضلِ او کیست

اگر تو کہے کہ برائیاں بھی اسی کی جانب سے ہیں — لیکن وہ اس کی عنایت کے نقصان کا باعث کب ہیں؟

آں بدی دادن کمالِ اُوست ہم — من مثالے گویمت اے محتشم

وہ برائی دینا بھی اس کا کمال ہے — اے بزرگوار! میں تجھ سے ایک مثال کہتا ہوں

مثال درمیانِ معنیٔ نُومِنُ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ شَرِّہٖ

اس معنی کے بیان میں ایک مثال کہ ہم ایمان لائے اچھی اور بری تقدیر پر

کرد نقاشے دو گونہ نقشہا — نقشہائے صاف و نقش بے صفا

ایک نقاش نے دو قسم کے نقش بنائے — اچھے نقش اور برے نقش



[1] بر کنی۔ اگر سانپ کا زہریلا دانت توڑ دیا جائے تو سانپ ہلاکت سے بچ جاتا ہے۔ ہیچ۔ نفس کو شیخ کے زیر سایہ مارا جا سکتا ہے۔ چوں بگیری۔ شیخ کا دامن پکڑنا بھی توفیق خداوندی ہے اور مرید کو باطنی قوت شیخ سے حاصل ہوتی ہے۔ مارمیت۔ غزوہ بدر میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی اور اس سے ان کی نگاہیں خیرہ ہو گئیں تو قرآن میں فرمایا گیا کہ وہ تمہارا پھینکنا نہ تھا خدا کا پھینکنا تھا یعنی مرید کو مراد ہی سے قوت حاصل ہوتی ہے اسلئے اس کا فعل اصل کی طرف منسوب ہو جاتا ہے۔

[2] دست۔ خدا ہی دستگیری فرماتا ہے اسی سے جذب کی امید کر۔ نیست غم۔ اگر وصول الی الحق میں دیر لگے تو گھبرانا نہ چاہیے۔ جس طرح خدا کا عذاب دیر میں آتا ہے۔ اور سخت آتا ہے اسی طرح اس کی رحمت بھی آزمائشوں کے بعد متوجہ ہوتی ہے۔ دیر اس کی رحمت آزمائش کے بعد جب متوجہ ہوتی ہے تو پھر اسقدر قرب حاصل ہوتا ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی دوری نہیں ہوتی ہے۔ والضحیٰ۔ یہود کے سوال پر جواب دینے کا وعدہ کیا لیکن انشاءاللہ نہ کہا تو آنحضور سے وحی کا انقطاع ہو گیا جس سے آنحضور کو بہت پریشانی ہوئی لیکن پھر انتہائی پیار کیساتھ آنحضور کی اس سورے کے ذریعہ تسلی فرمادی گئی۔

[3] ورتو گوئی۔ بے وقت انا الحق کہنا اور قلب میں بری قوتوں کا پیدا ہونا بھی اللہ کا فعل ہے تو بظاہر یہ کمال خداوندی کے خلاف ہے مولانا جواباً فرماتے ہیں کہ بدی کا خلق بھی اللہ کا کمال ہے اور اس کو ایک مثال میں سمجھاتے ہیں۔

نقشِ یوسفؑ[1] کرد و حُورِ خوش سرشت　　نقشِ عفریتاں و ابلیسانِ زشت

حضرت یوسفؑ کا اور خوبصورت حوروں کا نقش بنایا　　بھوتوں اور شیطانوں کا برا نقش بنایا

ہر دو گونہ نقش اُستادیِ اُوست　　زشتیِ اُو نیست آں رادیِّ اُوست

دونوں قسم کے نقش اس کی مہارت کی دلیل ہیں　　یہ اس کی برائی نہیں ہے اس کی دانائی ہے

خوب را در غایتِ خوبی کشد　　حسِ عالَم چاشنی ازوے چشد

خوبصورت کو انتہائی خوبصورتی سے بناتا ہے　　دنیا کے حواس اس سے لطف اٹھاتے ہیں

زشت را در غایت زشتی کُند　　جُملہ زشتی ہا بگردش بر تَند

بدصورت کو انتہائی بد صورت بناتا ہے　　تمام بد صورتیاں اس پر مڑھ دیتا ہے

تا کمالِ دانشش پیدا شود　　مُنکر اُستادیش رُسوا شود

تاکہ اس کی دانش کا کمال ظاہر ہو جائے　　اس کی استادی کا منکر رسوا ہو جائے

ورنہ[2] تاندزشت کردن ناقص ست　　زیں سبب خلّاقِ گبر و مُخلص ست

اگر وہ بدصورت کو نہ پیدا کر سکے تو ناقص ہے　　اسی لئے وہ کافر اور مومن کا پیدا کرنے والا ہے

پس ازیں رُو کفر و ایماں شاہد اند　　بر خداوندیش ہر دو سا جداند

تو اس حیثیت سے کفر اور ایمان گواہ ہیں　　اس کی خدائی پر (اور) دونوں اس کو سجدہ کرنیوالا ہے

لیک مومن دانکہ طوعاً سا جداست　　زانکہ جویائے رضا وقا صِدست

لیکن سمجھ لئے کہ مومن خوشی سے سجدہ کرنے والا ہے　　کیونکہ وہ رضا مندی کا جویاں اور قصد کرنے والا ہو

ہست کرہاً گبر ہم یزداں پرست　　لیک قصدِ اُو مُرادِ دیگرست

کافر بھی جبرا ! خدا پرست ہے　　لیکن اس کا مقصود دوسرا ہے

قلعہ[3] سلطاں عمارت می کند　　لیک دعوِیٰ اَمارت می کند

شاہی قلعہ تعمیر کرتا ہے　　لیکن سلطنت کا مدعی ہے

گشتہ باغی تا کہ مُلک اُورا بُوَد　　عاقبت خود قلعہ سلطاں را شوَد

وہ باغی بنا تاکہ ملک اس ا ہو جائے　　انجام کار قلعہ بادشاہ کا ہو جاتا ہے

مومن آں قلعہ برائے بادشاہ　　می کُند معمور نے از بہرِ جاہ

ممن وہ قلعہ بادشاہ کے لئے　　تعمیر کرتا ہے نہ کہ (اپنی) شان و شوکت کیلئے

---

[1] یوسفؑ۔ یوسف کا نقش حسین ترین ہے اور بھوت و شیطان کا نقش بھیانک ہے۔ ہر دو گونہ۔ حسین نقش اور بھیانک نقش اگر مکمل ہیں تو نقاش کے کمال پر وال ہیں۔ رادی دانشمندری حسِ عالم۔ حسین نقش سے ہر ہر انسان لطف اندوز ہوتا ہے زشتی۔ بد صورتی۔ تا کمال۔ حسین نقش کو حسین ترین بنانا مصور کا کمال ہے اور بھیانک نقش کو انتہائی بھیانک بنانا بھی نقاش کا کمال ہے۔

[2] ورنہ۔ اگر اللہ تعالیٰ بدصورت بنانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔ تو یہ اس کے ناقص ہونے کی دلیل ہوگی اور وہ ہر طرح کے نقصان سے پاک ہے لہٰذا اس کو مومن اور کافر دونوں کا خلاق ماننا ہوگا۔ پس۔ کفر اور ایمان اس کی خلاقی اور خدائی کے گواہ ہیں اور دونوں اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ لیک۔ کافر و مومن کے سجدے میں فرق یہ ہے کہ مومن کا سجدہ اختیاری اور رضائے قلب سے ہے اور کافر کا سجدہ اضطراری ہے اور اضطراری نہ ایمان معتبر ہے نہ عبادت۔ مراد دیگر۔ مضطر جو کام کرتا ہے اس میں اس کا قصد و ارادہ نہیں ہوتا ہے۔

[3] قلعہ۔ اضطراری عبادت کی مثال یہ ہے کہ ایک وہ شخص جس کا ارادہ بغاوت کرنے کا ہے ایک قلعہ تعمیر کرتا ہے لیکن مجبوراً ظاہر یہی کرتا ہے کہ یہ قلعہ بادشاہ کے لئے بنا رہا ہوں لیکن اس کا قصد یہ ہے کہ بغاوت کر کے اس قلعہ میں شاہی کرونگا۔ ایسے آدمی کا انجام سوائے تباہی کے کچھ نہیں قلعہ کے مفاد اس کو حاصل نہیں ہوتے ہیں اسطرح کافر کا اضطراری سجدہ اس کے لئے کچھ بھی مفید نہیں ہے۔ مومن صحیح نیت سے کام کرتا ہے تو مقصد کو پالیتا ہے۔ معمورہ آباد تعمیر شدہ۔

زشت[۱] گویداے شہ زشت آفریں | قادری بر خوب و بر زشتِ مہیں
بدصورت کہتا ہے اے بدصورت کے پیدا کرنیوالے شاہ! | تو خوبصورت اور ذلیل بدصورت (کے پیدا کرنے) پر قادر ہے

خوب گوید شہِ حُسن و بہا | پاک گرد انیدیمؔ از عیبہا
خوبصورت کہتا ہے، اے شاہ حسن و جمال! | تو نے مجھے عیبوں سے پاک کر دیا

حمد لک والشکر لک یاذ المنن | حاضری و ناظری بر حالِ من
اے احسانات والے! تیری تعریف ہے اور تیرا شکریہ ہے | تو میری حالت پر حاضر و ناظر ہے

حاصل آں شد کو ہر انچہ خواست کرد | خوب را و زشت را چوں خار و ورد
خلاصہ یہ ہوا کہ اس نے جو چاہا وہ کیا | اچھے اور برے کو کانٹے اور پھول کی طرح

اُوست بر ہر بادشاہے بادشاہ | کارساز یفعل اللہ ما یشا
وہ ہر بادشاہ کے اوپر بادشاہ ہے | کاموں کا بنانیوالا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے

وصیت کردنِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بیمار را و دعا آموزیدن

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار کو نصیحت کرنا اور دعا سکھانا

گفت[۲] پیغمبر مر آں بیمار را | ایں بگو کہ سہل کن دشوار را
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بیمار سے فرمایا | یہ کہہ کہ (اے خدا) مشکل آسان کر دے

اٰتنا فی دارِ دُنیانا حسن | اٰتنا فی دارِ عقبانا حسن
ہمیں ہمارے دنیا کے گھر میں بھلائی عطا فرما | ہمیں ہمارے آخرت کے گھر میں بھلائی عطا فرما

راہ را بر ما چو بُستاں کن لطیف | منزلِ ما خود تو باشی اے شریف
صراط (مستقیم) کو ہم پر باغ کی طرف پر لطف بنا دے | اے شرافتوں والے! ہماری منزل خود تو ہی ہو

مومناں در حشر گویند اے مَلک | نے کہ دوزخ بود راہِ مشترک
مومن حشر میں کہیں گے اے فرشتو! | کیا دوزخ (مومنوں اور کافروں کا) مشترک راستہ نہ تھا؟

مومن و کافر بر و یابد گذار | ماندیدیم اندریں رہ دود و[۳] نار
مومن اور کافر اس پر گزرتے ہیں | ہم نے اس راستہ میں دھواں اور آگ نہ دیکھی

نک بہشت و بارگاہِ ایمنی | پس کجا بود آں گذر گاہِ دنی
یہ تو بہشت اور اطمینان کی بارگاہ ہے | تو وہ کم درجہ کا راستہ کہاں ہے؟

پس مَلک گوید کہ آں روضہ خضر | کاں فلاں جادیدہ اید اندر گذر
تو فرشتے کہیں گے کہ وہ سبز باغ | جو راستہ میں تم نے فلاں جگہ دیکھا ہے

---

[۱] زشت گوید۔ یہ بدصورت کے شاہد و گواہ ہونے کا بیان ہے۔ مہین۔ ذلیل۔ خوب گوید۔ یہ خوبصورت کی شہادت کا بیان ہے۔ بہا۔ رونق، جمال۔ حمد لک۔ خوبصورت یہ کہتا ہے۔ ذوالمنن۔ احسانات والا۔ حاصل۔ یعنی سب بحث کا خلاصہ یہ ہے۔ ورد۔ پھول۔ اُوست۔ شہنشاہی خدا کی صفت ہے۔ یفعل یعنی وہ اپنے ہر فعل میں مختار کل ہے۔

[۲] گفت۔ یعنی انسان کو ہر حالت میں اپنی بھلائی کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ راہ یعنی پلصراط۔ منزل۔ یعنی مقصود گذار۔ یعنی پلصراط پر سے مومن و کافر کو گزرنا ہوگا جو جہنم پر قائم کی جائیگی۔

[۳] دود و نار۔ یعنی جہنم کے آثار۔ نک۔ مومن پلصراط سے گذر کر جنت میں پہنچ جائے گا۔ گذر گاہ۔ یعنی پلطراط پس فلک آنحضورؐ کی تعلیم کردہ دعا کا یہ اثر ہوگا کہ پلطراط سے گذر کر جنت پہنچ جائے گا۔ گذر گاہ۔ یعنی پلصراط پس فلک آنحضورؐ کی تعلیم کردہ دعا کا شاید اثر ہوگا کہ پلصراط پر سے گزرنے میں دوزخ کا منظر مومن کے لیے سبز باغ کا منظر بن جائیگا۔

دوزخ آنجا بود و سیاست گاہِ سخت — بر شما شد باغ و بُستان و درخت

دوزخ اور سخت سزا کی جگہ وہیں تھی — تمہارے لئے وہ باغ اور چمن اور درخت بنگئی

چوں[1] شما ایں نفس دوزخ خوی را — آتشی و گبر و فتنہ جُوئے را

چونکہ تم نے اس دوزخ مزاج نفس پر — جہنمی اور کافر اور فتنہ جو پر

جہدہا کر دید تا شد پُر صفا — نار را کشتید از بہرِ خدا

تم نے مجاہدے کئے یہانتک کہ وہ مصفیٰ ہو گیا — تم نے آگ کو بجھایا خدا کے لئے

آتش شہوت کہ شعلہ می زدے — سبزہ تقویٰ شُد و نورِ ہُدے

شہوت کی آگ جو بھڑکتی تھی — تقوے کا سبزہ اور ہدایت کا نور بن گئی

آتشِ خشم از شما ہم حِلم شُد — ظلمتِ جہل از شما ہم عِلم شُد

تمہارے غصہ کی آگ بھی بردباری بنگئی — تمہارے جہل کی تاریکی بھی علم بن گئی

آتشِ حرص از شما ایثار شُد — واں حسد چوں خار بُد گلزار شُد

تمہاری حرص کی آگ ایثار بن گئی — جو حسد کانٹے کی طرح تھا وہ چمن بن گیا

چوں[2] شما ایں جملہ آتشہائے خویش — بہرِ حق کُشتید جُملہ پیش پیش

چونکہ تم نے اپنی ان تمام آگوں کو — پہلے ہی پہلے اللہ (تعالیٰ) کے لئے بجھا دیا

نفسِ ناری را چو باغے ساختید — اندر و تخمِ وفا انداختید

چونکہ تم نے جہنمی نفس کو باغ بنا لیا — اس میں وفا کا بیج بو دیا

بُلبلانِ ذکر و تسبیح اندرُو — خوش سرایاں در چمن بر طرفِ جُو

جس میں ذکر اور تسبیح کی بُلبلیں — نہر کے کنارے چمن میں خوش الحانی کرتی ہیں

داعیِ حق را اِجابت کردہ اید — وز جحیمِ نفسِ آب آوردہ اید

اللہ تعالیٰ کی طرف بلانیوالے کی تم نے بات مان لی — اور نفس کی دوزخ سے تم نے پانی حاصل کر لیا

دوزخِ ما نیز در حقِ شما — سبزہ شت و گلشن و برگ و نوا

ہماری دوزخ بھی تمہارے لئے — سبزہ اور گلشن اور سازو سامان بن گئی

چیست[3] احساں را مکافات اے پسر — لُطف و احسان و ثوابِ مُعتبر

اے بیٹا! احسان کا بدلہ کیا ہے؟ — مہربانی اور احسان اور معقول ثواب

نے شما گفتید ما قربا نئیم — پیشِ اوصافِ شما ما فانئیم

کیا تم نے نہیں کہا تھا، ہم فدائی ہیں — آپ کے اوصاف کے پیش نظر ہم فانی ہیں

---

[1] چوں۔ جبکہ مومن نے نفس کی جہنمی صفات کو مجاہدات سے زائل کر دیا تو آخرت میں جہنم کے صفات بھی ان کے لئے تبدیل ہو جائینگے۔ نار۔ یعنی نفسانی آگ آتشِ شہوت۔ یعنی مجاہدات کے ذریعہ نفس کی برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کردیا۔

[2] چوں شما۔ جب ایک انسان اللہ کے لئے نفس کی برائیوں کو زائل کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت کی برائیوں سے محفوظ فرما دیتے ہیں۔ چو باغے۔ جب انسان نیک اعمال والا بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو بھی بھلائیوں میں تبدیل کردیتا ہے۔ بُلبلان۔ اس باغ میں دریائے معرفت کے کنارے ذکر و تسبیح کی بلبلیں نغمے گاتی ہیں۔ داعیِ حق یعنی نبی دوراں وز جحیم۔ یعنی نفس امارہ کو نفس مطمئنہ بنادیا۔

[3] چیست۔ قرآن پاک میں ہے "نیکی کا بدلہ نیکی ہے" نے شما۔ پہلا خطاب تو عام مومنین کو تھا یہ خطاب عشاق کے لئے ہے۔

ما اگر قلّاش و گر دیوانه ایم — مستِ آں ساقی اوآں پیمانه ایم
ہم خواہ مفلس اور خواہ دیوانے ہیں — اسی ساقی اور اسی پیمانے کے مست ہیں

بر خطِ فرمانِ اُو سَرمی نہیم — جانِ شیریں را گروگاں میدہیم
اس کے ارشاد کی ہم فرمانبرداری کرتے ہیں — اپنی جان شیریں کو ہم گروی کرتے ہیں

تا خیالِ دوست در اَسرارِ ماست — چاکری وجاں سپاری کارِ ماست
جب تک دوست کا خیال ہمارے دلوں میں ہے — خدمتگاری اور فدا کاری ہمارا کام ہے

ہر کجا شمعِ بَلا افروختند — صد ہزاراں جانِ عاشق سوختند
انہوں نے جہاں کہیں عشق کی شمع روشن کی ہے — عاشقوں کی لاکھوں جانیں جلا ڈالی ہیں

عاشقانے کز دَرونِ خانه اند — شمعِ رُوئے یار راپروانه اند
وہ عاشق جو بارگاہ کے اندر ہیں — وہ دوست کے رخ کی شمع کے پروانے ہیں

اے دل آنجاروکه با تو روشن اند — وزبلا ہا مر تُرا چوں جوشن اند
اے دل! تو وہاں جا جہاں تیرے ساتھ روشن (دل) ہیں — جو مصائب کے لئے تیری زرہ ہیں

درمیانِ ۲ جاں تُرا جامی کُنند — تا تُرا پُر بادہ چوں جامے کُنند
وہ تجھے دل میں جگہ دیتے ہیں — تاکہ تجھے جام کی طرح شراب سے بھرپور کردیں

درمیانِ جانِ ایشاں خانه گیر — در فلک خانه کُن اے بَدرِ مُنیر
ان کے دل میں تو جگہ بنا لے — اے روشن چاند، آسمان میں جگہ کر لے

چوں عُطارد دفترِ دل وَا کُنند — تا که بر تو سرہا پیدا کنند
وہ عطارد کی طرح دل کا دفتر کھول دینگے — تاکہ تجھ پر راز کھول دیں

پیشِ خویشاں باش چوں آوارهٔ — برمَہِ کامل زن ار مہ پارهٔ
اپنوں کے سامنے رہ، تو آوارہ کیوں ہے — اگر تو چاند کا ٹکڑا ہے، کامل چاند سے جڑ جا

جُزو را از کلِّ خود پرہیز چیست — با مخالف ایں ہمه آمیز چیست
جزو کو اپنے کل سے پرہیز کیوں ہے؟ — مخالف کے ساتھ یہ میل کیوں ہے؟

جنس ۳ رابیں نوع گشته در روش — غیبہا بیں عین گشته در رہش
تو اس کے سامنے جنس کو نوع بنے ہوئے دیکھ — اسکے طریق میں تو غیبوں کو مشاہدہ بنے ہوئے دیکھ



۱ ساقی۔ یعنی معرفت کے علوم کا ساقی۔ خط فرماں۔ حکم سرنہادن۔ اطاعت کرنا۔ گروگاں۔ گروی۔ اسرار دل کے چھپے ہوئے راز۔ چاکری۔ خدمتگاری۔ جاں سپاری۔ فداکاری۔ عاشقاں۔ یعنی وہ عاشق جو مقربان بارگاہِ خداوندی ہیں۔ اے دل مولانا فرماتے ہیں کہ ان عاشقوں کی صحبت اختیار کرو جوشن۔ لوہے کی جنگی زرہ جو تیر وتلوار سے حفاظت کرتی ہے۔

۲ درمیان۔ ان عاشقوں کی صحبت اختیار کروگے تو وہ اپنے دل میں تمہیں جگہ دینگے اور شراب معرفت سے مست کردینگے۔ فلک یعنی یہ عاشق جو مرتبہ کی بلندی میں آسمان جیسے ہیں۔ عطارد ستارہ کا نام ہے جس کو دبیر فلک یعنی آسمان کا منشی کہا جاتا ہے اور علوم ومعارف کا تعلق اس سے جانا جاتا ہے پیشِ خویشاں۔ جبکہ تجھ میں صلاحیت ہے تو یہ تیرے عاشق ہیں تو ان سے کیوں بچتا ہے۔ مہ کامل۔ یعنی یہ خدائی عشاق۔ مخالف یعنی دنیادار لوگ۔

۳ جنس۔ وکلی ہے جس کے ماتحت مختلف حقیقتوں کی نوعیں داخل ہوتی ہیں۔ نوع۔ وہ کلی ہے جس کے ماتحت ایک حقیقت کے فرد داخل ہوتے ہیں۔ یعنی ان عاشقانِ خدا کی صحبت میں تجھے وحدت حقیقی کا جلوہ نظر آئے گا اور تو سب چیزوں میں ایک وجود دیکھے گا۔ غیبہا۔ ان کی صحبت میں تیرے مشاہدہ میں غیبی اسرار آجائیں گے۔

تا چوزن[1] عشوہ خری اے پُرخرد — از دروغ و عشوہ کے یابی مدد

اے عقلمند! عورتوں کیطرح تو کبتک فریب کی قدر کریگا — جھوٹ اور فریب سے کب مدد حاصل کر سکے گا؟

چاپلوسی لفظِ شیرینی فریب — می ستانی می نہی چوں زن بہ جیب

خوشامد (اور) فریب کے میٹھے الفاظ — تو قبول کرتا ہے، عورتوں کیطرح جیب میں رکھ لیتا ہے

مر ترا دشنام و سیلیِّ شہاں — بہتر آید از ثنائے گمرہاں

تیرے لئے شاہوں کی گالیاں اور چپت — مناسب ہیں، گمراہوں کی تعریف سے

صفع شاہاں خور مخور شہدِ خساں — تا کسے گردی ز اقبالِ کساں

شاہوں کا تمانچہ کھا کمینوں کا شہد نہ کھا — تاکہ تو صاحب دل لوگوں کی وجہ سے انسان بنجائے

زانکہ زایشاں دولت و خلعت رسد — در پناہِ روح جاں گردد جسد

کیونکہ انہی سے دولت و خلعت ملتی ہے — روح کی پناہ میں جسم روح بن جاتا ہے

ہر کجا بینی برہنہ بے نوا — داں کہ او بگریختست از اُوستا

جس جگہ تو ننگا بے سرو سامان دیکھے — سمجھ لے کہ وہ استاد سے بھاگا ہے

تاچناں گردد کہ می خواہد دلش — آن دلِ کورِ بدِ بے حاصلش

تاکہ وہ ویسا بنے جیسا کہ اس کا دل چاہتا ہے — وہ اس کا اندھا، برا، بد نصیب دل

گرچناں[2] گشتی کہ اُستا خواستے — خویش راو خلق را آراستے

اگر وہ ویسا بنتا جیسا کہ استاد چاہتا — اپنے آپ کو اور لوگوں کو سدھار دیتا

ہر کہ از اُستا گریزد در جہاں — اُوز دولت می گریزد ایں بداں

جو دنیا میں استاد سے بھاگے — یہ سمجھ لے وہ دولت سے بھاگتا ہے

پیشہ آموختی در کسبِ تن — چنگ اندر پیشۂ دیں نیز زن

تو نے جسم کی کمائی کا پیشہ سیکھ لیا — دین کے پیشہ میں بھی ہاتھ ڈال

در جہاں پوشیدہ گشتی و عَنی[3] — چوں بروں آئی ازینجا چوں کُنی

تو نا مرد تھا دنیا میں چھپا رہا — جب یہاں سے باہر نکلے گا کیا کرے گا

پیشہ آموز کاندر آخرت — اندر آید کسب و دخلِ مغفرت

ایسا پیشہ سیکھ کہ آخرت میں — مغفرت کی آمدنی اور کمائی حاصل ہو

آں چناں شہریست پُر بازار و کسب — تانہ پنداری کہ کسب اینجاست حسب

وہ عالم (آخرت) ایک ایسا شہر ہے جو بازار و کمائی سے بھرا ہے — تو ہرگز یہ نہ سمجھ کہ کمائی صرف اسی جگہ ہے

---

[1] چوزن۔ عورتیں بہت جلد عشوہ اور غلط تعریفوں کے فریب میں آجاتی ہیں۔ مر ترا۔ ایک انسان کیلئے دنیا داروں کی جھوٹی تعریفوں سے بزرگوں کی کڑی باتیں زیادہ مفید ہیں شہاں۔ یعنی بزرگانِ دین۔ صفع۔ تماچہ یعنی کڑوی نصیحت۔ شہد۔ یعنی جھوٹی تعریف۔ کساں۔ یعنی بزرگان دین۔ زایشاں۔ بزرگوں کی سختی جھیلنے سے نفع پہنچتا ہے۔ در پناہ۔ جسم جو ایک بے حس چیز ہے روح کی صحبت میں حساس ہو جاتا ہے، اسی طرح مرید شیخ کی صحبت سے زندگی حاصل کرلیتا ہے۔ ہر کجا جو استاد کا ادب نہ کریگا اور صحبت برداشت نہ کریگا محروم رہیگا۔ تاچناں۔ استاد سے بھاگنے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ استاد کو اپنی منشاء پر چلانا چاہتا ہے اور جب اس میں کامیابی نہیں ہوتی تو بھاگتا ہے۔

[2] گرچناں۔ اگر مرید شیخ کی مرضی کے مطابق مجاہدے کرلے تو اپنی اور دوسروں کی ہدایت کا سبب بن جائے پیشہ دیں۔ دینداری سے روح کی اصلاح ہوتی ہے جس کو بقا حاصل ہے۔

[3] عنی۔ عنین کا مخفف ہے نامرد، دین کی نامردی دنیا میں تو چھپ سکتی ہے لیکن آخرت میں کھل رہے گی کسب کمائی دخل۔ آمدنی۔ آں چناں۔ آخرت میں اعمال حسنہ کے اچھے دام لگینگے اور اعمال سیئہ کے کھوٹے دام لگینگے۔ اینجا۔ دنیا میں دنیا کے کاموں کی اجرت ملتی ہے۔

حق تعالیٰ گفت کایں کسبِ جہاں — پیش آں کسب ست لَعبِ[1] کودَکاں
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس عالم دنیا کی کمائی — اس (عالم آخرت) کی کمائی کے مقابلہ میں بچوں کا کھیل ہے

ہمچو آں طفلے کہ بر طفلے تنَد — شکلِ صحبت کُن مَساسے می کُند
اس بچہ کی طرح جو بچہ پر چڑھے — (اور) جماع کرنے والے کی طرح مساس کرے

کودکاں[2] سازند در بازی دُکاں — سُود نبود جُز کہ تغیرِ زماں
بچے کھیل میں دکان لگاتے ہیں — وقت گزاری کے علاوہ کوئی نفع نہیں ہوتا ہے

شب شود در خانہ آید گُرسنہ — کودکاں رفتہ بماندہ یک تنہ
رات ہو جاتی ہے تو گھر میں بھوکا آتا ہے — بچے چلے جاتے ہیں، اکیلا رہ جاتا ہے

ایں جہاں بازیگہ است و مرگ شب — باز گردی کیسہ خالی پُر لَعَب
یہ دنیا تماشا گاہ ہے اور موت رات ہے — تو تھکا ماندہ خالی جیب واپس ہو گا

سُوئے خانہ گورِ تنہا ماندہٗ — با فُغاں واحسرتا بر خواندہٗ
قبر کے گھر کی طرف (جانے کیلئے) تو تنہا رہ گیا — فریاد کے ساتھ ہائے افسوس کہتا ہوا

کسبِ دیں عشق ست و جذبِ اندروں — قابلیت نورِ حق داں اے حَروں
دین کی کمائی عشق اور باطنی جذبہ ہے — اے سرکش! قابلیت اللہ کے نور کو سمجھ

کسبِ[3] فانی خواہدت ایں نفسِ خَس — چند کسبِ خَس کُنی بگذار و بس
تیرا یہ کمینہ نفس فنا ہو جانیوالی کمائی چاہتا ہے — کبتک کمینی کمائی کرے گا؟ چھوڑ، بس کر

نفسِ خس گر جویدت کسبِ شریف — حیلہ و مکرے بُوَد آں را رَدیف
خسی نفس اگر تجھ سے اچھی کمائی کا مطالبہ کرے — کوئی حیلہ اور مکر اس کے پس پشت ہو گا

بیدار کردنِ ابلیس حضرت امیر المومنین معاویہؓ را کہ برخیز کہ وقتِ نماز ست
شیطان کا حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیدار کرنا کہ اٹھیے نماز کا وقت ہے

در خبر آمد کہ خالِ مومناں — بود اندر قصرِ خود خُفتہ شباں
قصہ میں مذکور ہے کہ مسلمانوں کے ماموں — رات کے وقت اپنے محل میں سو رہے تھے

قصر را از اندروں در بَستہ بود — کز زیارَ تہائے مردم خستہ بود
محل کا دروازہ اندر سے بند تھا — کیونکہ وہ لوگوں کی ملاقات سے تھک گئے تھے

ناگہاں مردے اُورا بیدار کرد — چشم چوں بکشاد پنہاں گشت مَرد
اچانک ان کو ایک شخص نے جگا دیا — جب انہوں نے آنکھ کھولی وہ شخص چھپ گیا

[1] لعب۔ کھیل۔ قرآن پاک میں دنیاوی زندگی کو بے کار کھیل کود سے تعبیر کیا ہے ہمچو۔ دنیاوی کاروبار محض نمائش ہے۔ جس میں کوئی حقیقت اور بقا نہیں جیسا کہ ایک بچہ دوسرے بچہ سے جماع کرے جو محض جماع کی نقل ہے۔ مساس۔ چھونا، گڑنا۔

[2] کودکاں۔ دنیاوی کاروبار، بچوں کی فرضی دکان ہے۔ تغیر زماں۔ وقت گذاری۔ انجہاں۔ اس دنیا کو بچوں کی دنیا سمجھو اور موت کو رات تصور کرو اگر دنیا میں لگے رہو گے تو جس طرح فرضی دکان والا بچہ بلا کمائی کے گھر کو تنہا لوٹتا ہے اسی طرح موت آنے پر تم تنہا بلا کمائی کے کوچ کرو گے۔ کسب دین دین کی کمائی عشق خداوندی اور باطنی جذب ہے اور اس کی قابلیت خدا داد ہے۔

[3] کسب فانی۔ نفس کا تقاضہ فانی لذتیں حاصل کرنا ہے۔ نفس خس۔ نفس امارہ اگر کسی بھلے کام کی ترغیب دیتا ہے تو اس کے پس پشت کوئی دھوکا ہوتا ہے۔ ردیف۔ ایک جانور پر دو سواروں میں سے پچھلا سوار خال۔ ماموں، حضرت امیر معاویہؓ حضرت ام حبیبہ ام المومنین زوجۃ النبی کے بھائی ہیں اس اعتبار سے وہ مسلمانوں کے ماموں ہیں۔ قصر۔ حضرت امیر معاویہؓ لوگوں کی ملاقاتوں سے تھک کر محل کے اندر کا دروازہ بند کر کے سو گئے تھے۔

گفت اندر قصر کس را رہ[1] نبود | کیست کایں گستاخی و جرات نمود
بولے محل میں کسی (کے آنے) کا راستہ نہ تھا | کون ہے جس نے یہ گستاخی اور ہمت کی؟

گرد بر گشت و طلب کرد آں زماں | تا بیابد زاں نہاں گشتہ نشاں
انہوں نے چکر لگایا اور فوراً جستجو کی | تاکہ اس چھپے ہوئے کا پتہ لگا لیں

از پسِ در مُدبرے[2] را دید گو | در پسِ پردہ نہاں می کرد رُو
در کے پیچھے انہوں نے ایک پشت پھیرے ہوئے کو دیکھا کہ وہ | پردے کے پیچھے منہ چھپا رہا تھا

گفت ہی تو کیستی نام تو چیست | گفت نامم فاش ابلیسِ شقی ست
فرمایا خبردار! تو کون ہے تیرا کیا نام ہے؟ | اس نے کہا میرا نام بد بخت شیطان مشہور ہے

جواب گفتن مر حضرت امیر المومنین معاویہؓ را

حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دینا

گفت بیدارم چرا کر دی بجِدّ | راست گو با من مگو بر عکس و ضدّ
انہوں نے کہا تو نے مجھے کوشش کر کے کیوں جگایا؟ | سچ بتا مجھ سے الٹی اور خلاف (بات) نہ کہنا

گفت ہنگام نماز آخر رسید | سوئے مسجد زو دمی باید دوید
اس نے کہا نماز کا وقت آخیر ہو گیا ہے | مسجد کی جانب جلد دوڑ جانا چاہیے ہے

عجلُّوا[3] الطّاعاتِ قبلَ الفوت گفت | مُصطفیٰ چوں گوہرِ معنیٰ بُسفت
"عبادات کو فوت ہونے سے پہلے پورا کرو" فرمایا ہے | مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معنی کے موتی پروئے

گفت نے نے ایں غرض نبود ترا | کہ بخیرے رہنما باشی مرا
انہوں نے کہا نہیں نہیں تیرا یہ مقصد نہ ہو گا | کہ کسی بھلائی کے لئے تو میری رہنمائی کرے

دُزد آید از نہاں در مسکنم | گویدم کہ پاسبانی می کنم
چور چھپ کر میرے گھر میں آئے | (اور) مجھ سے کہے کہ میں چوکیداری کر رہا ہوں

من کجا باور کنم آں دُزد را | دُزد کے داند ثواب و مُزورا
میں اس چور کا کب یقین کر سکتا ہوں؟ | چور ثواب اور مزدوری کو کیا جانے؟

خاصہ دُزدے چوں تو قُطّاع الطریق | از چہ رُو گشتی چنیں بر من شفیق
خصوصاً تجھ جیسا ڈاکو چور | تو مجھ پر ایسا مہربان کیوں بنا؟

جواب گفتنِ ابلیسِ لعین بارِ دوم حضرت امیر المومنین معاویہؓ را

لعین شیطان کا دوسری بار حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دینا

---

[1] رہ نبود۔ یعنی دروازہ بند تھا اندر آنے کا راستہ کھلا ہوا نہ تھا۔ گستاخی۔ یعنی نیند سے بیدار کرنا جرات یعنی بلا اجازت محل میں آنا۔

[2] مُدبر۔ پشت پھرنے والا بد بخت۔ فاش۔ ظاہر مشہور۔ جد۔ کوشش۔ برعکس۔ یعنی واقعہ کے خلاف۔ ہنگام۔ وقت۔ باید دوید۔ یعنی تا کہ نماز قضا نہ ہو جائے۔

[3] عجلوا۔ یعنی وقتی عبادت کا وقت ختم ہونے سے پہلے اور غیر وقتی عبادات فوت ہونے سے پہلے ادا کر دو۔ گفت حضرت معاویہؓ نے شیطان سے کہا تو اللہ کے اسم مضل کا مظہر ہے تجھ سے خیر کی راہنمائی ممکن نہیں ہے۔ ثواب و مزد۔ انسان دوسری کی نگہبانی یا ثواب کے لئے کریگا یا اجرت کے لئے چور کو ان دونوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ قطاع الطریق۔ راہزن ڈاکو۔

گفت ۱ ما اوّل فرشتہ بودہ ایم　　راہِ طاعت را بجاں پیمودہ ایم
اس نے کہا میں شروع میں فرشتہ تھا　　میں نے فرمانبرداری کا راستہ (دل و) جان سے طے کیا ہے

سالکانِ راہ را محرم بُدیم　　ساکنانِ عرش را ہمدم بُدیم
میں راہ (خدا) کے سالکوں کا راز دار تھا　　عرش کے رہنے والوں کا ساتھی تھا

پیشہ اوّل کُجا از دل رَوَد　　مہرِ اوّل کے زدل بیروں شود
پہلا پیشہ دل سے کہاں نکلتا ہے؟　　پہلی محبت دل سے کب نکلتی ہے؟

در سفر گر رَوم بینی یا خُتن　　از دلِ تو کے رو دُ حُبِ وطن
سفر میں تو خواہ روم کو دیکھے یا ختن کو　　تیرے دل سے وطن کی محبت کہاں جاتی ہے؟

ماہم از مستانِ ایں ۲ مے بودہ ایم　　عاشقانِ در گہ وے بودہ ایم
ہم بھی اس شراب کے مستوں میں سے رہے ہیں　　اس کے دربار کے عاشقوں میں سے رہے ہیں

نافِ مابر مہرِ اُو ببریدہ اند　　عشق او در جانِ ما کاریدہ اند
ہماری نال اس کی محبت پر کٹی ہے　　اس کا عشق ہماری جان میں بویا گیا ہے

روزِ نیکو دیدہ ایم از روز گار　　آبِ رحمت خوردہ ایم اندر بہار
زمانہ سے ہم نے اچھا وقت دیکھا ہے　　(موسم) بہار میں ہم نے رحمت کا پانی پیا ہے

نے کہ ۳ مارا دستِ فضلش کاشتہ است　　از عدم مارانہ اُو بر داشتہ است
کیا ہمیں اس کی مہربانی کے ہاتھ نے نہیں بویا ہے؟　　کیا وہ ہمیں عدم سے اٹھا کر نہیں لایا ہے؟

اے بَسا کزوے نوازش دیدہ ایم　　در گلستانِ رِضا گردیدہ ایم
ہم نے اس کی بہت سی نوازشیں دیکھی ہیں　　ہم اس کی رضا کے باغ میں ٹہلے ہیں

بر سرِ ما دستِ رحمت می نہاد　　چشمہائے لُطف بر مامی کُشاد
ہمارے سر پر دستِ شفقت رکھتا تھا　　مہربانی کی نظروں سے ہمیں دیکھتا تھا

درگہِ طفلی کہ بودم شیر جو　　گاہوارم راکہ جُنبا نید اُو
بچپن میں جبکہ میں دودھ پیتا تھا　　میرا پنگوڑا کون ہلاتا تھا؟ وہ

از کہ خوردم شیر غیر از شیرِ اُو　　کہ مرا پرورد جُز تدبیرِ اُو
میں نے اس کے دودھ کے علاوہ کس کا دودھ پیا ہے　　مجھے اس کی تدبیر کے علاوہ کس نے پالا ہے؟

خوئے کاں با شیر رفت اندر وجود　　کے تواں اُورا زمردم وا کشود
وہ عادت جو دودھ کے ساتھ جسم میں گئی ہو　　اس کو انسانوں سے کون نکال سکتا ہے؟

۱ گفت۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا میں ایک زمانہ میں مُعلّم ملکوت تھا محرم۔ راز دار۔ سا کنانِ عرش۔ فرشتے۔ پیشہ اول۔ فرشتوں کو علیم دینا اور نیکی کی رہنمائی کرنا۔ در سفر۔ وطن کی محبت ابتدائی محبت ہے وہ کسی حالت میں نہیں جاتی خواہ انسان کسی دوسرے بہتر شہر میں جا بسے۔ ختن۔ چین کا ایک مشہور شہر ہے۔

۲ ایں مے۔ یعنی عشق خداوندی کی شراب۔ وے۔ یعنی خدائے تعالیٰ۔ ناف برمہر کسے بریدن۔ کسی سے پیدائشی محبت ہونا۔ رحمت۔ یعنی رحمت خداوندی۔

۳ نے کہ۔ جب اس کے اسقدر احسانات ہیں تو ہمارے دل میں اس کی محبت کیسے نہ ہوگی۔ می نہاد۔ یعنی جب تک کہ میں راندہ درگاہ نہ ہوا تھا۔ گہ۔ گاہ۔ گاہوارہ۔ جھولنا، پنگوڑا۔ شیرِ اُو یعنی اللہ تعالیٰ نے پرورش کی۔ خوئے۔ گھٹی میں پڑی ہوئی عادت نہیں بدلتی ہے۔

گر عتابے ۱؎ کرد دریائے کرم — بستہ کے گردند در ہائے کرم
اگر دریائے کرم نے عتاب کیا ہے — کرم کے دروازے کب بند ہو سکتے ہیں ؟

اصلِ نقدش لطف وداد و بخشش ست — قہر بروے چوں غبارے از غش ست
اس کے سکے کی اصل مہربانی اور عطا اور بخشش ہے — اس کے اوپر قہر ایسا ہے جیسا کہ کھوٹ کا جھول

از برائے لطف عالم را بساخت — ذرّہ ہا را آفتابِ اُو نواخت
اس نے جہان کو مہربانی کے لئے بنایا ہے — ذروں کو اس کے آفتاب نے نوازا ہے

فرقت از قہرش اگر آبستن ست — بہرِ قدرِ وصلِ اُو دانستن ست
جدائی اگر اس کے غصہ کی حامل ہے — تو اس کے وصل کی قدر جاننے کے لئے ہے

تا دہد جاں را فراقش گو شمال — جاں بداند قدرِ ایامِ وصال
جب اس کی جدائی جان کی کی گوشمالی کرتی ہے — جان ، وصل کے دنوں کی قدر کو جان لیتی ہے

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است — قصدِ من از خلق احساں بودہ است
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا ہے — پیدا کرنے سے میرا مقصود احسان کرنا ہے

آفریدم تا زمن سودے کنند — تا ز شہدم دست آلودے کنند
میں نے پیدا کیا ہے تا کہ وہ مجھ سے فائدہ اٹھائیں — (اور) تاکہ میرے شہد سے ہاتھ آلودہ کریں

نے برائے ۲؎ آں کہ تا سودے کنم — وز برہنہ راقبائے بر کنم
نہ اسلئے کہ میں (ان سے) فائدہ اٹھاؤں — اور ننگے کی میں قبا اتاروں

چند روزے کہ زپیشم راندہ است — چشمِ من درروئے خوبش ماندہ است
چند روز سے کہ مجھے سامنے سے دھتکارا ہے — میری آنکھ اس کے حسین چہرے پر جمی ہے

کز چناں روئے چنیں قہرا ے عجب — ہر کسے مشغول گشتہ در سبب
کہ تعجب ہے ایسے چہرے سے ایسا غصہ — ہر شخص سبب میں مشغول ہے

من سبب را ننگرم کاں حادث ست — زانکہ حادث حادثے را باعث ست
میں سبب کو نہیں دیکھتا ہوں کیونکہ وہ حادث ہے — (اور) اسلئے کہ حادث، حادثات کا باعث ہے

لطفِ ۳؎ سابق را نظارہ می کنم — ہرچہ آں حادث دوپارہ می کنم
میں پہلی مہربانی کا نظارہ کرتا ہوں — جو حادث ہے اس کے دو ٹکڑے کر دیتا ہوں

ترکِ سجدہ از حسد گیرم کہ بُود — آں حسد از عشق خیزد نہ از جُحود
میں مانتا ہوں آدم کو سجدہ نہ کرنا حسد کی وجہ سے تھا — وہ حسد محبت سے پیدا ہوتا ہے نہ کہ انکار سے

۱؎ گر عتابے۔ جبکہ وہ ناراض ہے میں اس کے کرم سے مایوس نہیں ہوں۔ اصلِ نقدش۔ حدیث میں ہے خدا نے فرمایا سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ عَلٰى غَضَبِيْ میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے۔ غش۔ کھوٹ۔ ملمع۔ از برائے لطف۔ اللہ کی مہربانی سے ہی عالم وجود میں آیا ہے۔ فرقت۔ یعنی خدا اپنے دربار سے دور بھی کرتا ہے تو اسلئے کرتا ہے کہ دربار کی قدر معلوم ہو جائے۔ تا دہد۔ جب جدائی کی سزا ملتی ہے تو وصل کی قدر ہوتی ہے۔

۲؎ نے برائے۔ دنیا کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا اپنا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وز برہنہ ننگے سے کوئی چادر کیسے چھین سکتا ہے مخلوق جبکہ خود محتاج ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ چشمِ من۔ لہٰذا میں اس کی رحمت کا امیدوار ہوں۔ ہر کسے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ناراضی میں ایسا کوئی سبب پیدا فرما دیتا ہے جس سے بندہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو عام لوگ اس سبب پر نظر کر کے کڑھتے ہیں میں مسبب یعنی اللہ تعالیٰ پر نظر رکھتا ہوں اور اس کا قائل ہوں ہر چہ از دوست می رسد نیکوست۔ حادث یعنی سبب حادثے را یعنی تکالیف۔

۳؎ لطف۔ مہربانی اللہ کی قدیم صفت ہے اور قہر بعد کی چیز ہے میں قدیم صفت کو پیش نظر رکھتا ہوں اور مایوس نہیں ہوتا ہوں قہر سے قطع نظر کر لیتا ہوں ترک سجدہ حضرت آدمؑ نہ کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ میرا حسد تھا اور وہ حسد عشق خداوندی پر مبنی تھا میں یہ چاہتا تھا کہ کوئی میرے محبوب کا مقرب نہ بنے۔ جحود۔ انکار یعنی کفر خداوندی۔

ہر حسد[1] از دوستی خیزد یقیں
یقیناً (اس طرح کا) ہر حسد دوستی سے پیدا ہوتا ہے
کہ شود با دوست غیرے ہم نشیں
کہ دوست کے ساتھ غیر ہم نشین ہو

ہست شرطِ دوستی غیرت پزی
غیرت مندی، دوستی کا لازمہ ہے
ہمچو بعدِ عطسہ گفتن دیر زی
جیسا کہ چھینک کے بعد کہنا "عمر دراز ہو"

چونکہ[2] بر نطعش جزآں بازی نبود
چونکہ اس کی بساط پر اس بازی کے سوا کچھ نہ تھا
گفت بازی کُن چہ دانم در فزود
اس نے کہا بازی کھیل، میں بڑھنا کیا جانوں

آں یکے بازی کہ بُدمن باختم
وہی ایک بازی جو تھی میں نے کھیلی
خویشتن را در بلا انداختم
تو میں نے اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسا لیا

در بلا ہم می چشم لذاتِ اُو
مصیبت میں بھی میں اس کی لذتیں چکھتا ہوں
ماتِ اویم ماتِ اویم ماتِ اُو
اسی سے ہارا ہوں اسی سے ہارا ہوں اسی سے ہارا ہوں

چوں رہاند خویشتن را اے سرہ
اے کھرے! اپنے آپ کو کیسے چھڑائے
ہیچکس در شش جہت زیں شش درہ
کوئی ان چھ جہتوں میں ہلاکت کی جگہ سے؟

جُزوِ شش از کُلِ شش چوں وارہد
ششدر رہ کی نرد ششدر رہ سے کیسے نکلے
خاصہ کہ بے چوں مرا اُورا کژ نہد
خصوصاً جبکہ (ذاتِ) بےمثال نے (اس نرد کو) ٹیڑھا رکھا ہو

ہر کہ در شش[3] دردرونِ آتش ست
جو کوئی چھ جہت سے آگ میں ہے
اوش بر ہاند کہ خلاقِ شش ست
اس کو وہی نجات دلائے جو شش جہت کا پیدا کرنیوالا ہے

خود اگر کفرست اگر ایمانِ اُو
خواہ وہ کفر ہے اور خواہ وہ ایمان ہے
دست بافِ حضرتست و آنِ اُو
اسی دربار کا بنایا ہوا ہے اور اس کا مملوک ہے

باز تقریر کردنِ امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ابلیس لعین را

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس لعین کے سامنے دوبارہ تقریر کرنا

گفت امیر اُورا کہ ایں ہا راست ست
امیرؓ (معاویہؓ) نے اس سے کہا یہ سب درست ہے
لیک بخشِ تو ازیں ہا کاست ست
لیکن ان میں تیرا حصہ نہیں ہے

صد ہزاراں را چو من تو رہ زدی
تو نے مجھ جیسے لاکھوں کو گمراہ کیا ہے
حفرہ کردی در خزینہ آمدی
نقب لگا کر تو خزانہ میں آیا ہے

آتشی از تو نہ سوزم چارہ نیست
تو آگ ہے تجھ سے نہ جلوں کوئی چارہ نہیں ہے
کیست کز دستِ تو جامہ اش پارہ نیست
کون ہے، جس کا جامہ تیرے ہاتھ سے چاک نہیں ہے؟

---

[1] ہر حسد۔ رقابت میں جو حسد پیدا ہوتا ہے وہ دوست کی دوستی پر مبنی ہے کیونکہ حاسد رقیب یہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا محبوب کا ہم نشین بنے۔ ہست۔ دوستی اور عشق میں رقیب سے حسد لازمی چیز ہے جس طرح کہ دعا چھینک کے لوازم میں سے ہے۔

[2] چونکہ۔ جبکہ تقدیر الٰہی کی بساط پر میرے لئے صرف یہی بازی تھی کہ میں آدم کو سجدہ نہ کروں اور مردود بارگاہ بنوں تو میرے لئے اس سے تجاوز کرنے کا کیا امکان تھا۔ آں یکے۔ یعنی آدم کو سجدہ نہ کرنے کی بازی میں نے کھیلی اور میں مصیبت میں پھنس گیا۔ در بلا۔ چونکہ میں نے اس کی ذات سے بازی ہاری لہٰذا میں اس بازی ہارنے سے بھی لطف اندوز ہوتا ہوں ششدرہ۔ وہ جگہ جس سے رہائی ناممکن ہو وہ چھ خانے جو نرد کی بازی میں ہوتے ہیں ان میں گوٹ ایسی بند ہو جاتی ہے کہ اس کی چال ناممکن ہو جاتی ہے۔ جزوِ شش۔ یعنی ششدرہ کی گوٹ یعنی وہ نرد جو ششدرہ میں پھنس گئی ہو۔ کل شش۔ یعنی ششدرہ۔

[3] شش۔ یعنی چھ جہتیں۔ امیر۔ یعنی امیر المومنین معاویہؓ۔ بخش۔ حصہ۔ کاس کم۔ رہ زدن۔ گمراہ کرنا۔ حُفرہ۔ گڑھا نقب خزینہ خزانہ آتشی۔ شیطان آگ سے بنا ہے جس کا کام جلا دینا ہے۔

طبعت اے آتش چو سوزانید نیست | تا نسوزانی تو چیزے چارہ نیست
اے آگ؟ جبکہ تیرا مزاج جلا ڈالنا ہے | جب تک تو جلا نہ ڈالے کوئی تدبیر نہیں ہے
لعنت[۱] ایں باشد کہ سوزانت کند | اُستادِ جملہ دُز دانت کند
(تجھ پر) یہ لعنت ہوئی کہ تجھے جلانیوالا کر دیا | تجھے تمام چوروں کا استاد کر دیا
با خدا گفتی شنیدی رُو برُو | من چہ باشم پیشِ مکرت اے عدُو
خدا کے رو برو، تیری کہن سن ہوئی | اے دشمن! میں تیرے مکر کے سامنے کیا ہوں؟
معرفت ہائے تو چوں بانگِ صفیر | بانگِ مُرغانست لیکن مُرغ گیر
تیری معرفت کی باتیں سیٹی کی آواز کی طرح ہیں | بولی پرندوں کی ہے لیکن پرندوں کو پھانسنے والی ہے
صد ہزاراں مُرغ را آں رہ زدست | مُرغ غرہ کآشنائے آمدست
(اس سیٹی نے) لاکھوں پرندوں پر ڈاکہ ڈالا ہے | پرندوہ کے میں ہیں کہ کوئی جان پہچان کا آیا ہے
دَر ہوا چوں بشنود بانگِ صفیر | از ہوا آید شود آنجا اسیر
ہوا میں جب سیٹی کی آواز سنتا ہے | ہوا سے (اتر) آتا ہے وہاں قیدی بن جاتا ہے
قوم نوح از مکرِ تو در نوحہ اند | دل کباب و سینہ شُرحہ شُرحہ اند
نوح کی قوم تیرے مکر سے نوحہ میں لگی ہے | دل کباب اور سینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے
عاد[۲] را بر باد دادی در جہاں | در فگندی در عذاب و اند ہاں
تو نے دنیا میں (قوم) عاد کو برباد کیا ہے | عذاب اور رنجوں میں مبتلا کر دیا ہے
از تو بُودہ سنگسار آں قومِ لوط | در سیاہ آبہ زتو خورد ند غوط
قوم لوط تیری وجہ سے سنگسار ہوئی | تیری وجہ سے انہوں نے سڑے پانی میں غوطہ لگایا
مغزِ نمرود از تو آمد ریختہ | اے ہزاراں فتنہا آنگیختہ
نمرود کا بھیجہ تیری وجہ سے بہا | اے (وہ کہ جس نے) ہزاروں فتنے برپا کئے
عقلِ فرعونِ ذکی فیلسوف | کور گشت از تو نیابید اُو وقوف
فلسفی، ذہین فرعون کی عقل | اندھی ہو گئی (اور) تجھے نہ سمجھی
بُو لہب ہم از تو نا اہلے شدہ | بُو الحکم[۳] ہم از تو بُو جہلے شدہ
ابو لہب بھی تیری وجہ سے نالائق بنا | ابو الحکم تیری وجہ سے ابو جہل بنا
اے بریں شطرنج بہرِ یاد را | مات کردہ صد ہزار اُستاد را
اے (وہ کہ جس نے) اس بساط پر یادگار کے لئے | لاکھوں استادوں کو مات دی ہے

[۱] لعنت۔ تجھ پر خدائی کی لعنت کی یہ صورت ہے کہ تجھے جلانے والا اور چوروں کا سردار بنا دیا ہے۔ با خدا۔ شیطان نے آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کے معاملہ میں آمنا سامنا جواب دیئے بانگِ صفیر۔ شکاری کی وہ آواز جو وہ پرندکی آواز کی طرح نکالتا ہے جس کو پرندہ اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ کر دھوکا کھاتا ہے اور جال میں پھنس جاتا ہے آں۔ یعنی شکاری کی سیٹی۔ اسیر۔ قیدی۔ نوحہ۔ رونا۔ شُرحہ شرحہ۔ پارہ پارہ۔
[۲] عاد قوم کی ہدایت کے لئے حضرت صالحؑ بھیجے گئے تھے لیکن شیطان نے ان کو راہ ہدایت پر نہ آنے دیا۔ اند ہاں۔ اندوہ کی جمع ہے غم قومِ لوط حضرت لوط حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے انکو قوم کی ہدایت کیلئے بھیجا گیا۔ لیکن شیطان نے قوم کو بہکایا جس کی وجہ سے اس پر سنگ باری کا عذاب آیا۔ سیاہ آب۔ کالا پانی یعنی عذاب۔ غوط۔ غوطہ۔ نمرود خدائی کا دعویدار ہوا خدا نے ایک مچھر اس کے دماغ میں گھسا دیا جس سے وہ ہلاک ہوا۔ فیلسوف فلسفی حکیم۔ بولہب۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی کنیت ہے جس نے آنحضور کی مخالفت کی تھی۔
[۳] بُو الحکم۔ اسی کو ابوجہل کہا جاتا ہے۔ شطرنج۔ یعنی مکر اور فریب کی بازی۔ یاد۔ یعنی یادگار

اے زفرزین ۱ بند ہائے مشکلت — سوختہ دلہا سیہ گشتہ دلت
اے (وہ کہ) تیرے مشکل فرزین بند (چالوں) سے — بہت سے دل جل گئے، تیرا دل سیاہ ہو گیا

بحرِ مکری تو خلائق قطرۂ — تو چوں کوہی ویں سلیماں ذرّہ
تو مکاری کا سمندر ہے لوگ ایک قطرہ ہیں — تو پہاڑ جیسا ہے اور یہ بھولے بھالے (لوگ) ایک ذرہ ہیں

کے رہد از مکرِ تو اے مختصم — غرقِ طوفانیم اِلّا مَنْ عَصِم
اے جھگڑالو! تیرے مکر سے کب چھوٹتا ہے؟ — ہم تو طوفان میں غرق ہیں، مگر وہ جس کو اللہ بچائے

بس ستارہ سعد از تو مُحترق — بس سپاہِ جمع از تو مُفترق
بہت سے نیک ستارے تیری وجہ سے بے نور ہو گئے ہیں — فوج کے بہت سے سپاہی تیری وجہ سے بکھر گئے ہیں

بس سلیماں کز تو دیں در باختہ — سرنگوں تا قعرِ دوزخ تاختہ
بہت سے بھولے بھالے تیری وجہ سے دین کھو چکے ہیں — دوزخ کی گہرائی تک اوندھے دوڑے ہیں

بس جو بلعم ۲ از تو نومید آمدہ — بس چو برصیصا ز تو کافر شدہ
بہت سے بلعم (باعور) جیسے تیری وجہ سے مایوس ہوئے ہیں — بہت سے برصیصا جیسے ہیں جو تیری وجہ سے کافر بنے ہیں

جواب گفتنِ ابلیس لعین امیر المومنین حضرت معاویہؓ را نوبتِ سوم

ابلیس لعین کا تیسری بار امیر المومنین حضرت معاویہؓ کو جواب دینا

گفت ابلیسش کشا ایں عُقدہا — من ۳ محکم قلب را و نقد را
ان سے شیطان نے کہا ان گرہوں کو کھول دیجئے — میں تو کھرے اور کھوٹے کے لئے کسوٹی ہوں

امتحانِ شیر و کلبم کرد حق — امتحانِ نقد و قلبم کرد حق
مجھے اللہ تعالیٰ نے شیر اور کتے کے امتحان (کا ذریعہ) بنایا ہے — مجھے اللہ تعالیٰ نے کھرے اور کھوٹے کا (ذریعہ امتحان) بنایا ہے

قلب را من کے سیہ رُو کردہ ام — صیرفیم قیمتِ او کردہ ام
کھوٹے کو میں نے کب سیاہ رو بنایا ہے — میں تو صراف ہوں میں نے اس کی قیمت لگا دی ہے

نیکواں را رہنمائی می کنم — مر بداں را پیشوائی می کنم
میں نیکوں کی رہنمائی کرتا ہوں — اور بروں کی بھی پیشوائی کرتا ہوں

صالحاں را مُقتدا او مانمم — طالحاں را نیز یاری می کنم
میں نیکوں کا مقتدا اور ان کی جگہ ہوں — میں بروں سے بھی دوستی کرتا ہوں

۱ فرزین۔ بلند۔ وہ چال جس سے شطرنج کے مہرے فرزین کو بند کر دیا جائے اور اس کی چال مشکل ہو جائے۔ سلیمان سلیم کی جمع ہے سادہ مزاج انسان مختصم۔ جھگڑالو۔ سعد۔ مبارک۔ محترق۔ وہ ستارہ جو آفتاب کے ساتھ ایک برج میں جمع ہو کر اپنی شعاع کھو بیٹھے

۲ بلعم۔ بن باعور مشہور شخص تھا جو بہت عبادت گزار تھا لیکن حضرت موسیٰ کی مخالفت کر کے تباہ و برباد ہو گیا۔ برصیصا ایک مشہور عبادت گزار راہب تھا جس کو شیطان نے گمراہ کر دیا تھا۔

۳ من محک ام میں کسوٹی ہوں۔ قلب۔ کھوٹا سکہ۔ نقد۔ کھرا سکہ۔ امتحان۔ یعنی امتحان کا ذریعہ صیرفی۔ صراف۔ سیہ رو۔ کھوٹا سکہ جب پتایا جاتا ہے تو کالا پڑ جاتا ہے۔ قیمت او۔ شیطان کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان میں خیر و شر کی قوت میں نے نہیں پیدا کی ہے بلکہ قدرت نے پیدا کی ہے میں تو صرف اس کو ظاہر کر دیتا ہوں لہٰذا میں قصوروار نہیں ہوں لیکن اس کی یہ تقریر غلط ہے بیشک خیر و شر کا مادہ اللہ نے پیدا فرمایا ہے لیکن جو شخص جس طرح کی قوت کو بروئے کار لانے کا سبب بنے گا وہ اسی طرح کی جزا و سزا کا مستحق ہوگا۔ انبیاء انسانوں کی خیر کی قوت کو بروئے کار لاتے ہیں۔ لہٰذا جزا کے مستحق ہیں۔ شیطان انسان کی شر کی قوت کو بروئے کار لاتا ہے لہٰذا لعنت کا مستحق ہے۔ اگر کوئی شخص بارود میں آگ لگائے اور اپنی برات کے لئے کہے کہ اس میں خود جلنے کا مادہ تھا تو وہ اپنی اس تقریر سے بری نہیں ہو سکتا ہے۔

با غبانم ۱؎ شاخِ تری پروَرم	شاخہائے خُشک راہم می بُرم
میں باغبان ہوں تر شاخ کی پرورش کرتا ہوں	سوکھی شاخوں کو کاٹتا بھی ہوں
ایں عَلفہا می نہم از بہرِ چیست	تا پدید آید کہ حیواں جنس کیست
میں یہ چارا ڈالتا ہوں تو کس لئے؟	تاکہ ظاہر ہو جائے کہ حیوان کس قسم کا ہے
سگ چواز آہو بزاید بچّکے	درسگے و آہوئے دارد شکے
کتیا جب ہرن کا بچہ جن دے	اس کے کتا اور ہرن ہونے میں شک ہو جاتا ہے
تو گیاہ واستخواں پیشش بریز	تا کدامیں سو کُند اُو گام تیز
تو اس کے سامنے گھاس اور ہڈی ڈالدے	دیکھ! وہ کس کی طرف لپکتا ہے
گر بسوئے استخواں آید سگ ست	ور گیا خواہد یقیں آہو رگ ست
اگر ہڈی کی طرف آئے، کتا ہے	اگرگھاس کیطرف رغبت کرے یقیناوہ ہرن کی نسل ہے
قہر ۲؎ و لُطفے جُفت شد با ہمدگر	زاد ازیں ہر دو جہانِ خیرو شر
(اللہ تعالیٰ کا) قہر اور مہر باہم ملے	ان دونوں سے عالم خیرو شر پیدا ہوا
تو گیاہ و استخواں را عُرضہ کُن	قوتِ نفس وقوتِ جاںرا عُرضہ کُن
تو گھاس اور ہڈی پیش کر	نفس کی غذا اور جان کی غذا پیش کر
گر غذائے نفس جوید ابترست	ور غذائے روح خواہد سرورست
اگر وہ نفس کی غذا ڈھونڈے تو برا ہے	اگر روح کی غذا چاہے تو بڑا ہے
گر کُند ۳؎ اُو خدمتِ تن ہست خر	ور رود در بحرِ جاں یابد گُہر
اگر وہ جسم کی خدمت کرے گا تو گدھا ہے	اگر وہ روح کے سمندر میں جاتا ہے تو موتی پاتا ہے
گرچہ ایں دو مختلف خیرو شراند	لیک ایں ہر دو بیک کا راند راند
اگرچہ یہ دو مختلف خیر اور شر ہیں	لیکن یہ دونوں ایک کام میں لگے ہیں
انبیا طاعات عُرضہ می کُنند	دشمناں شہوات عُرضہ می کُنند
نبی طاعات پیش کرتے ہیں	(دین کے) دشمن شہوتیں پیش کرتے ہیں
نیک راچوں بُد کُنم یزداں نیم	داعیم من خالقِ ایشاں نیم
میں نیک کو بد کیسے بنا سکتا ہوں میں خدا نہیں ہوں	میں بلانے والا ہوں میں انکا پیدا کرنیوالا نہیں ہوں



۱؎ باغبانم۔ شیطان کی یہ تقریر بھی غلط ہے باغبان تو تر شاخ کی پرورش کرتا ہے لیکن اس نے تو بہت سے نیکوں کو برباد کیا ہے حضرت آدمؑ تک کو گمراہ کرنیکی کوشش کی۔ ایں علفہا۔ یعنی شیطان نے کہا کہ انسانوں کو برائی کی دعوت دیکر یہ معلوم کرتا ہوں کہ برا کون ہے اور بھلا کون ہے۔ سگ۔ اگر کتیا ہرن سے جفتی کھا جائے اور بچہ پیدا ہو جائے جس کے کتے اور ہرن ہونے میں شک ہو جائے تو یہی ترکیب ہے کہ اس کے سامنے کتے کا چارہ جو ہڈی ہے وہ اور ہرن کا چارہ جو گھاس ہے وہ ڈالکر دیکھ لو جس کی طرف وہ بڑھے سمجھ لو کہ وہ اسی جنس کا ہے۔

۲؎ قہر و لطفے۔ اللہ تعالیٰ کے قہر و لطف کے میل جول سے خیروشر پیدا ہوا تو نیک و بد کی شناخت کے لئے تم بھی اس کے سامنے اس کی خوراک ڈال کر دیکھ لو نفس کی خوراک شر ہے اور روح کی خوراک خیر ہے جس کی طرف اس کی رغبت ہو وہ اسی جہان کا انسان ہوگا۔

۳؎ گر کُند۔ تن پروری بے عقلی کی دلیل ہے جو گدھا پن ہے۔ گرچہ۔ خیروشر اگرچہ دو مختلف چیزیں ہیں لیکن دونوں کا کام اچھے اور برے میں امتیاز پیدا کرنا ہے انبیاء کا بھی یہی کام ہے کہ وہ نیکوں کو بدوں سے ممتاز کرتے ہیں اور شیطان کا بھی یہی کام ہے۔ انبیاء۔ لیکن ہر دو میں فرق ہے۔ انبیاء خیر کو پیش کر کے بھلے برے میں انبیاء پیدا کر دیتے ہیں اور دین کا دشمن برائی کو پیش کر کے امتیاز پیدا کر دیتا ہے۔

خوب ۱ را چوں زشت سازم رب نیم　　　زشت را و خوب را آئینہ ام

بھلے کو میں برا کیسے بنا سکتا ہوں میں خدا نہیں ہوں　　　میں تو اچھے اور برے کا آئینہ ہوں

سوخت ہندو آئینہ از درد را　　　کایں سیہ رُومی نماید مَرُورا

جلن سے ایک کالے نے آئینہ کو پھونک دیا　　　کہ یہ اس کو کالی صورت کا دکھاتا ہے

گفت آئینہ گناہ از من نبُود　　　جرم اُو رانہ کہ رُوئے من زدود

آئینہ نے کہا میری خطا نہ تھی　　　اس کو خطاوار قرار دے۔ جس نے میری صیقل کی ہے

اُو مرا غمّاز کرد و راست گو　　　تا بگویم زشت کُو و خوب کُو

اسنے مجھے چغلخور اور سچی بات کہنے والا بنایا ہے　　　تا کہ میں کہدوں بدصورت کون ہے اور خوبصورت کون ہے؟

من ۲ گواہم بر گوا زنداں کجاست　　　اہلِ زنداں نیستم یزداں گواست

میں گواہ ہوں، گواہ کیلئے قید خانہ کب ہے؟　　　میں قیدی نہیں ہوں خدا گواہ ہے

ہر کجا بینم نہالِ میوہ دار　　　تربیتہا می کنم من دایہ وار

میں جہاں کہیں پھلدار درخت دیکھتا ہوں　　　میں دایہ کی طرح پرورش کرتا ہوں

ہر کجا بینم درختِ تلخ و خُشک　　　می بُرّم تا رہد از پشک و مشک

جہاں کہیں میں کڑوا اور خشک درخت دیکھتا ہوں　　　میں کاٹ دیتا ہوں تا کہ وہ مینگنی وینگنی سے بچے

خُشک گوید باغباں را کائے فتیٰ　　　مر مرا چہ می بری سر بے خطا

خشک (درخت) باغبان سے کہتا ہے اے نوجوان!　　　تو بلا قصور میرا سر کیوں کاٹتا ہے

باغباں گوید خمش اے زشت خُو　　　بس نباشد خشکی تو جرمِ تو

باغبان کہتا ہے کہ اے بد عادت ! چپ رہ　　　کیا تیرا خشک ہونا تیرا جرم نہیں ہے؟

خُشک ۳ گوید راستم من کژ نیم　　　تو چرا بے جُرم می بُری پیم

خشک (درخت) کہتا ہے میں سیدھا ہوں میں ٹیڑھا نہیں ہوں　　　تو بلا قصور میری جڑ کیوں کاٹتا ہے۔

باغباں گوید اگر مسعودیئے　　　کاشکے کژ بودی و تر بودیئے

باغبان کہتا ہے اگر تو نیک بخت ہوتا　　　کاش تو ٹیڑھا اور تر ہوتا

جاذبِ آبِ حیاتِ گشتئے　　　اندر آبِ زندگی آغشتئے

اگر آب حیات کو جذب کرنیوالا ہوتا　　　تو آب حیات میں ڈوبا ہوا ہوتا

تخم تو بد بودہ است واصلِ تو　　　با درختِ خوش نبودہ وصلِ تو

تیرا بیج اور تیری جڑ بری تھی　　　اچھے درخت سے تیرا جوڑ نہ تھا

---

۱ خُوب را۔ اچھا برا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ آئینہ ام۔ شیطان نے کہا میں تو صرف آئینہ کی طرح اچھے برے کو اس کی صورت دکھا دیتا ہوں۔ سوخت۔ اگر بدصورت آئینہ پر غصہ کرے تو اس کی بے عقلی ہے۔ جُرم اُورا۔ اگر یہ کوئی گناہ ہے تو آئینہ بنانے والے کا ہے کہ اس نے اس کو ایسا کیوں بنایا کہ وہ حقیقت واضح کر دے۔

۲ مَن گواہم۔ شیطان نے کہا میں تو انسانوں کی برائی پر گواہ ہوں جیلخانہ مجرم کے لئے ہے نہ کہ گواہ کے لئے ہر کجا۔ باغبان کا یہی کام ہے کہ اچھے درختوں کی پرورش کرے اور برے درختوں کو کاٹ پھینکے۔ خشک گوید جس طرح خشک درخت جس کو باغبان کاٹ دیتا ہے وہ باغبان کا شاکی ہوتا ہے اسی طرح نا قابل اصلاح لوگوں کو جب میں تباہ کرتا ہوں وہ شاکی ہوتے ہیں۔

۳ خُشک۔ خشک درخت باغبان سے شکوے میں کہتا ہے کہ میں سیدھا ٹیڑھا نہ تھا تو نے مجھے کاٹ ڈالا۔ باغباں گوید۔ ٹیڑھے درخت کی حیات اور زندگی کی توقع ہے لیکن خشک درخت کی زندگی ممکن ہے لہٰذا اس کو کاٹا جائیگا شیطان کہتا ہے کہ اسی طرح جن کے دلوں میں آب ایمان بالکل باقی نہیں ہے اور ان کے دل خشک ہو گئے ہیں انسے مایوس ہو کر میں ان کو تباہ کرتا ہوں۔ تخم تو۔ جس کی اصل اور تخم ہی بری ہو وہ بیکار ہے۔

شاخِ تلخ¹ ار با خوشے وصلت کند — آں خوشے اندر نہادش بر زند
کڑوی شاخ کو اگر اچھے کے ساتھ جوڑ دے — وہ اچھا اس کے وجود میں اثر کرے

گر ترا بیدار کردم بہر دیں — خوئے اصل من ہمین ست و ہمیں
اگر میں نے آپ کو دین کی خاطر جگا دیا ہے — میری اصل عادت ہی یہ ہے

عُنف² کردنِ امیر المومنین حضرت معاویہؓ با ابلیس علیہ اللعنۃ

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس (اس پر لعنت ہو) کے ساتھ سختی کرنا

گفت امیر اے راہزن حجت مگو — مر ترا رہ نیست در من رہ مجو
امیر المومنین نے فرمایا اے ڈاکو! حجت نہ کر — تیرا میرے اندر راستہ نہیں ہے، راستہ نہ تلاش کر

رہزنی تو من غریبِ تاجرم — ہر لباساتے کہ آری کے خرم
تو ڈاکو ہے میں مسافر تاجر ہوں — تو جو بھیس بھی بدلے میں کب پسند کرتا ہوں؟

گردِ رختِ من مگرد از کافری — تو نہ رختِ کسے را مشتری
بے ایمانی سے میرے سامان کے گرد چکر نہ لگا — تو کسی کے سامان کا خریدار نہیں ہے

مشتری نبود کسے را راہزن — ورنماید مشتری مکرست و فن
ڈاکو کسی سے خریدنے والا نہیں ہوتا ہے — اگر وہ خریدار ہونا ظاہر کرے مکاری اور چالاکی ہے

نالیدنِ امیر المومنین حضرت معاویہؓ بحق تعالیٰ از مکرِ ابلیس و نُصرت خواستن

شیطان کے مکر سے امیر المومنین کا اللہ تعالیٰ سے نالہ و زاری کرنا اور مدد چاہنا

تاچہ دارد ایں حسود اندر کدو — اے خدا فریاد رس ما زیں عدو
نہ معلوم یہ حاسد کیا چال چل رہا ہے؟ — اے خدا اس دشمن سے ہماری فریاد سن لے

گر یکے فصلِ³ دگر در من دمد — در رُباید از من ایں رہزن نمد
اگر وہ ایک مرتبہ اور مجھ سے گفتگو کرے گا — یہ ڈاکو نمدہ اڑا لے جائے گا

ایں حدیثش ہمچو دودست اے الٰہ — دست گیرار نہ گلیمم شد سیاہ
اے خدا! یہ اس کی گفتگو دھویں کی طرح ہے — میری دستگیری فرما ورنہ میری کملی کالی ہو جائیگی

من بحجت بر نیایم با بلیس — کوست فتنہ ہر شریف و ہر خسیس
میں دلیل سے شیطان سے نہ جیت سکوں گا — کیونکہ وہ ہر شریف اور ذلیل کے لئے (باعث) فتنہ ہے

آدمے کو عَلَّمَ الْاَسْمَاءَ بگ ست — در تگ چوں برقِ ایں سگ بے تگ ست
حضرت آدمؑ جو علم الاسماء والے سردار ہیں — اس کتے کی برق جیسی رفتار کے مقابلہ میں بے رفتار ہیں

۱۔ شاخِ تلخ۔ کڑوی شاخ کو اگر میٹھی چیز سے پیوند لگا دیا جائے تو شاخ کی تلخی کم ہو جاتی ہے اسی طرح بدعمل کی اصلاح ممکن ہے لیکن بدنسل کی اصلاح ناممکن ہے۔ گر ترا شیطان حضرت امیر معاویہ کو جواب دیتا ہے کہ جب تم یہ سمجھ گئے کہ میں اچھوں کے ساتھ اچھائی اور نا قابل اصلاح لوگوں کو تباہ کرتا ہوں تو سمجھ لو کہ میں نے تمہیں دین کی خاطر جگایا ہے۔

۲۔ عُنف۔ سرزنش، سختی۔ راہ زن۔ ڈاکو۔ در من۔ میرے دل میں۔ غریب تاجرم۔ سفر کی حالت میں تاجر بہت چوکنا رہتا ہے۔ تو نہ شیطان کا کام نیک اعمال کو تباہ کرنا ہے نہ ان کا معاوضہ دے کر خریدنا۔ مُشتری۔ نبود۔ ڈاکو کا کام لوٹ مار ہے نہ کہ خریداری اگر وہ اپنے آپ کو خریدار ظاہر کرے تو اس میں کوئی مکاری ہو گی۔ چیزے اندر کدو داشتن۔ دل میں کوئی بات چھپانا۔

۳۔ فصل دگر۔ دوسری مرتبہ نمد۔ صرف پشم کا کپڑا جو عموماً درویش اور مسکین پہنتے تھے من بہ حجت شیطان پر محض دلائل سے بغیر فضل خداوندی غلبہ ممکن نہیں ہے۔ بگ۔ بیگ کا مخفف ہے۔ سردار امیر حضرت آدمؑ کے بارے میں قرآن میں مذکور ہے عَلَّمَ الْاَسْمَاءَ خدا نے آدم کو اسماء کی تعلیم دی تگ۔ دوڑ۔ بے تگست۔ حضرت آدمؑ ہار گئے اور شیطان نے انہیں دھوکا دے دیا۔

از بہشت اند اختش برئے روخاک
چوں سمک ۱؎ در شست اُو شد از سماک
اس نے ان کو بہشت سے زمین پر پھینک دیا
وہ بلندی سے مچھلی کی طرح اس کے کانٹے میں پھنس گئے

نوحہ اِنَّا ظَلَمْنَا می زدے
نیست دَستان و فسونش را حَدے
انا ظلمنا کا رونا روتے تھے
اس کے مکر اور منتر کی انتہا نہیں ہے

اندر ون ہر حدیث او شرست
صد ہزاراں سحر دروے مُضمرست
اس کی ہر بات میں شر ہے
اس میں لاکھوں جادو پوشیدہ ہیں

مردیِ مرداں بہ بندد در نفس
در زن و در مَردا فروز د ہَوس
ایک پھونک میں بہادروں کی بہادری کو باندھ دیتا ہے
مرد و زن میں ہوس بھڑکا دیتا ہے

اے بلیسِ خلق سو زِفتنہ جُو
بر چیم ۲؎ بیدار کر دی راست گو
اے شیطان مخلوق کو تباہ کرنے والے فتین !
سچ بتا تو نے مجھے کیوں جگایا؟

زانکہ حیلت در نگنجد با منے
ہیں غرض رادر میاں نہ بے فنے
اسلئے کہ تیری حیلہ بازی مجھ میں اثر نہیں کرسکتی ہے
خبردار ! بغیر مکاری کے مقصد بتا دے

باز تقریرِ ابلیس تلبیسِ خود را با امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی مکاری کی دوبارہ تقریر کرنا

گفت ہر مردے کہ باشد بد گماں
نشنوَد اُو راست را با صد نشاں
بولا، جو شخص بد گمان ہو
وہ سو علامتوں (والی سچی بات بھی نہیں سنتا ہے

ہر دَر ونے کہ خیال اندیش شُد
چوں دلیل آری خیالش بیش شُد
جس کا باطن شکی ہو
جب تو دلیل بیان کریگا اس کا شک اور بڑھیگا

چوں سخن در وے رَود علّت شود
تیغِ غازی دُزد را آلت شود
جب اس کے (دل میں) بات جاتی ہے بیماری بنجاتی ہے
مجاہد کی تلوار چور کا ہتھیار بن جاتی ہے

پس جوابِ اُو سکوتست و سکوں
ہست با ابلہ سخن گفتن جنوں
تو اس کا جواب خاموشی اور سکوت ہے
بیوقوف سے بات کرنا پاگل پن ہے

تو ۳؎ زحق ترس و زحق جُو قطعِ نفس
کہ تو از شرش بماندستی بہ حبس
تو خدا سے ڈر اور نفس کو چھوڑنے کی خدا سے دعا کر
کیونکہ تو اس کے شر کی وجہ سے قید خانہ میں ہے

تو زمن با حق چہ نالی اے سلیم
تو بنال از شرِ ایں نفسِ لئیم
اے بھولے ! تو اللہ سے میرا کیا شکوہ کرتا ہے
تو اس لئیم نفس کے شر سے نالہ کر

۱؎ سمک۔ مچھلی۔ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ سماک۔ چاند کی منزلوں میں سے چودھویں منزل ہے ایک ستارہ ہے یہاں مراد بلند مرتبہ ہے اِنَّا ظَلَمْنَا۔ بیشک ہم نے ظلم کیا حضرت آدمؑ نے توبہ کے وقت فرمایا تھا۔ دستاں۔ مکر۔ مضمر۔ پوشیدہ۔ مردی۔ بڑے بڑے بہادروں کی بہادری کو ایک پھونک میں ختم کر دیتا ہے۔

۲؎ بر چیم۔ برائے چہ مرا۔ غرض مقصد بے فن۔ بغیر مکاری۔ با صد نشان۔ یعنی سچائی کی سو علامتوں کے باوجود۔ خیال اندیش شکی۔ چوں سخن۔ شکی انسان کو جس قدر سمجھایا جاتا ہے اس کے شکوک میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ دلیلوں کا غلط استعمال کرتا ہے جیسا کہ چور کسی غازی کی تلوار چرالے تو اس سے غلط کام کرتا ہے۔ بس جواب۔ جواب جاہلاں باشد خموشی۔

۳؎ تو زحق ترس۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا کہ تمہارا مجھے برا سمجھنا تمہارے نفس کا دھوکا ہے اور تم نفس کی قید میں گرفتار ہو اس سے رہائی کی دعا کروں تو زمن۔ شیطان حشر میں بھی یہی کہیگا۔ فلا تلوموني ولوموا انفسكم پس مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے نفسوں کو ملامت کرو۔

تو خوری ۱ حلوا ترا دمل شود — تب بگیرد طبع تو مختل شود

تو حلوا کھائے گا تو پھوڑا پیدا ہوگا — بخار چڑھے گا طبیعت بگڑ جائے گی

بے گنہ لعنت کنی ابلیس را — چوں نہ بینی از خود آں تلبیس را

تو بے خطا ابلیس پر لعنت بھیجتا ہے — اپنی جانب سے اس مکاری کو کیوں نہیں سمجھتا ہے؟

نیست از ابلیس از تست اے غوی — کہ چو روبہ سوئے دنبہ می روی

اے گمراہ یہ شیطان کیجانب سے نہیں ہے بلکہ تیری جانب سے ہے — کیونکہ تو لومڑی کی طرح دنبہ کیجانب جاتا ہے

چونکہ ۲ در سبزہ بہ بینی دنبہ را — دام باشد ایں ندانی روبہا

جب تو سبزے میں دنبہ کو دیکھتا ہے — اے لومڑی! تو نہیں سمجھا کہ جال ہو گا

زاں ندانی کت ز دانش دور کرد — میل دنبہ چشم عقلت کور کرد

تو اسلئے نہیں سمجھا کہ تجھے عقل سے جدا کر دیا ہے — دنبہ کی خواہش نے تیری عقل کو اندھا کر دیا ہے

حُبُّکَ الْاَشْیَاءَ یُعْمِیْکَ وَ یُصِمّ — نَفْسُکَ السُّوْءُ قَدْ جَنَتْ لَا تَخْتَصِم

چیزوں کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے — تیرے برے نفس نے ظلم کیا ہے نہ جھگڑا

تو گنہ بر من منہ کژ مژ مبیں — من ز بد بیزارم و از حرص و کیں

تو مجھ پر گناہ (گناہ کی ذمہ داری) نہ ڈال ترچھی نگاہوں سے نہ دیکھ — میں برائی اور حرص و کینے سے بیزار ہوں

من بدی کردم پشیمانم ہنوز — انتظارم تا دے ام گردو تموز

میں نے برائی بھی کی تھی، ابھی تک شرمندہ ہوں — انتظار میں ہوں تا کہ میرا ماگھ ساون بنجائے

ہست کین و حرص از طبائع مختلف — مر مرا کے چار ضد شد مکتنف

کینہ اور حرص مختلف (عناصر سے بنی ہوئی) طبیعتوں کی پیداوار ہے — مجھے چار مخالف (عنصروں) نے کب گھیرا ہے

ہم ۳ امیدے می پزم با درد و سوز — تا کہ کے گردو شب دیجور روز

میں بھی درد و سوز کے ساتھ امید رکھتا ہوں — کہ اندھیری رات کب دن بنتی ہے؟

متہم گشتم میان خلق من — فعل خود بر من نہد ہر مرد و زن

میں لوگوں میں بدنام ہو گیا ہوں — ہر مرد و عورت اپنا کام میرے ذمہ لگاتا ہے

گرگ بیچارہ اگرچہ گرسنہ است — متہم باشد کہ او در طنطنہ است

بیچارہ بھیڑیا اگرچہ بھوکا ہے — (لیکن) بدنام ہوتا ہے کہ وہ اکڑ میں ہے

چونکہ نتواند ز ضعف او راہ رفت — خلق گوید تخمہ است از قوت زفت

چونکہ کمزوری کی وجہ سے چل نہیں سکتا ہے — لوگ کہتے ہیں کہ موٹی خوراک سے بدہضمی میں ہے

۱ تو خوری۔ یہ مولانا کی جانب سے نصیحت ہے کہ انسان شیطان سے تو بچتا ہے لیکن خود اس کا نفس شیطان سے زیادہ شریر ہے اس کی طرف سے بے توجہی برتتا ہے۔ بے گنہ۔ فعل بد تو خود کریں لعنت کریں شیطان پر۔ غوی۔ گمراہ۔ روبہ۔ لومڑی جو جانوروں کا شکار کرتی ہے۔

۲ چونکہ۔ انسان کا نفس لذتوں کے پیچھے دوڑتا ہے اور انجام کی ہلاکت سے غافل ہوتا ہے۔ میل۔ دنبہ۔ خواہش نفس انسان کو اندھا بنا دیتی ہے لا تختصم۔ یعنی نفس سے لڑ دوسرے سے نہ جھگڑ۔ من بدی کردم۔ شیطان کہتا ہے مجھے بدی سے نفرت ہے تھوڑی سی بدی مجھ سے ضرور ہوئی جس سے میں شرمندہ ہوں۔ دے۔ ماگھ جو خزاں کا مہینہ ہے۔ تموز۔ ساون کا جو بہار کا مہینہ ہے ہست کین۔ یعنی کینہ اور حرص تو عناصر اربعہ کی پیداوار ہیں اور میں ان چار عنصروں سے نہیں بنا ہوں۔

۳ ہم امیدے۔ یعنی میں اس خطا کی بخشش کا امیدوار ہوں۔ شب دیجور۔ اندھیری رات۔ فعل خود یعنی اپنا گناہ۔ گرگ۔ مثل مشہور ہے کھائے تو بھیڑیئے کا نام نہ کھائے تو بھیڑیئے کا نام طنطنہ۔ دبدبہ، شان و شوکت چونکہ بھیڑیا بھوک کی وجہ سے چلنے پر قادر نہیں تہمت دھرنیوالے کہتے ہیں موٹا جانور کھا گیا ہے۔ اس لئے نہیں چلا جا رہا ہے۔

بازُ جستن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حقیقتِ غرض را از ابلیس

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شیطان سے مقصد کی حقیقت پھر معلوم کرنا

گفت غیرِ راستی نر ہا نَدت — داد[۱] سوئے راستی می خوانَدت

(حضرت معاویہؓ نے) فرمایا تجھے سچ کے سوا کچھ نہیں چھڑائیگا — انصاف تجھے سچائی کی دعوت دیتا ہے

راست گوتا وارہی از چنگ من — مکرّ نہ نشاندہ غبارِ جنگ من

سچ کہدے تاکہ تو میرے چنگل سے چھوٹ جائے — مکاری میری لڑائی کے غبار کو فرو نہیں کر سکتی ہے

گفت چوں دانی دروغ و راست را — اے خیال اندیش و پراندیشہا

اس نے کہا آپ جھوٹ اور سچ کو کیسے سمجھ لیں گے؟ — اے شکی اور توہمات سے بھرے ہوئے

گفت پیغمبر نشانے دادہ است — قلب و نیکو را محک بنہادہ است

انہوں نے فرمایا پیغمبرؐ نے علامت بتا دی ہے — کھوٹے اور کھرے کی کسوٹی متعین کر دی ہے

گفتہ است اَلْکِذْبُ رَیْبٌ فِی الْقُلُوْبِ — باز اَلصِّدْقُ طَمَانِیْنٌ وَ طَرُوْب

فرمایا ہے جھوٹ دلوں میں شک (پیدا کرنیوالا ہے) — پھر (فرمایا) سچ اطمینان و خوشی (پیدا کرتا ہے)

دل[۲] نیا را مد زگفتارِ دروغ — آب و روغن ہیچ نفروزد فروغ

جھوٹی بات سے دل کو سکون نہیں ملتا ہے — پانی اور تیل روشنی کو نہیں بڑھاتا ہے

در حدیثِ راست آدرام دلست — راستی ہا دانہ دام دلست

سچی بات میں دل کا سکون ہے — سچائیاں دل کے جال کا دانہ ہیں

دل مگر رنجور باشد بد دہاں — گوندانذ چاشنیِ این و آں

مگر وہ دل جو بیمار ہو اور اس کے منہ کا ذائقہ خراب ہو — کیونکہ وہ اس کے اور اس کے مزے کو نہیں سمجھتا ہے

چوں[۳] شود از رنج و علّت دل سلیم — طعمِ صدق و کذب را باشد علیم

جب دل تکلیف اور بیماری سے محفوظ ہو جائے — تو وہ سچ اور جھوٹ کے مزے سے واقف ہوتا ہے

حرصِ آدمؑ چوں سوئے گندم فزود — از دلِ آدمؑ سلیمی را ربود

حضرت آدمؑ کی حرص جب گیہوں کیطرف بڑھی — حضرت آدمؑ کے دل سے سلامتی کو اڑا لے گئی

پس دروغ و عشوہ اس راگوش کرد — غرّہ گشت و زہرِ قاتل نوش کرد

تو تیرے جھوٹ اور مکر کو سن لیا — فریب کھا گئے، اور قاتل زہر پی لیا

گندم از کژدم ندانست آں نفس — می برد تمیز از مستِ ہوس

اسوقت وہ گیہوں اور بچھو میں امتیاز نہ کر سکے — (ہوس) ہوس سے مدہوش کی تمیز کو زائل کر دیتی ہے

---

۱ داد۔ یعنی انصاف کا تقاضہ ہے کہ تو سچ بتا دے۔ گفت۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا کہ اگر میں سچ بات کہونگا تو آپ کیسے سمجھ لیں گے کہ وہ سچ ہے جبکہ آپ شکوک میں مبتلا ہیں۔ گفت۔ امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ سچ اور جھوٹ کی علامتیں آنحضورؐ نے بتادی ہیں۔ الکذب۔ یعنی جھوٹی بات سن کر مومن کا دل مطمئن نہیں ہوتا ہے بلکہ دل میں ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ الصدق سچی بات سن کر مومن کا دل مطمئن ہو جاتا ہے۔

۲ دل نیارامد۔ مومن کا قلب جھوٹ سے مطمئن نہیں ہوتا جس طرح کہ چراغ پانی سے ہوئے تیل سے روشن نہیں ہوتا ہے۔ دانہ۔ جس طرح پرند دانے پر لپکتا ہے۔ اس طرح مومن کا دل سچائی کی طرف لپکتا ہے دل مگر۔ لیکن یہ علامت مومن کے دل کے لئے ہے اگر کسی کا دل گناہوں کی وجہ سے بیمار ہو اس کیلئے یہ علامت نہیں ہے۔

۳ چوں شود۔ جب دل امراض سے خالی ہو تب اس کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ حرص۔ چونکہ حضرت آدمؑ میں گیہونے کی حرص پیدا ہوگئی تھی۔ لہٰذا وہ شیطان کے جھوٹ کو نہ پہچان سکے اور دھوکا کھا گئے۔ زہر قاتل یعنی گیہوں۔

خلق ا؎ مستِ آرزو اندو ہوا　　زاں پذیرا اندَ ستانِ تُرا
لوگ تمنا اور حرص سے مست ہیں　　اس لئے تیرے مکر کو قبول کر لینے والے ہیں
ہر کہ خود را از ہوا خُو باز کرد　　گوش خود را آشنائے راز کرد
جس نے اپنے آپ کو حرص کی خصلت سے چھڑا لیا　　اس نے اپنے کان کو راز سے آشنا کر لیا
ہمچناں کہ در حکایت گفتہ اند　　بشنو آنرا تا کُشاید بستہ بند
جس طرح لوگوں نے حکایت میں بیان کیا ہے　　اس کو سن لے تاکہ گرہ کھل جائے

شکایتِ قاضی از آفتِ قضا و جواب نائبِ اُو
قاضی کا قضیات کی مصیبت کا شکوہ کرنا اور اس کے نائب کا جواب

قاضئ بنشاندند اُو می گریست　　گفت نائب قاضیا گریہ ز چیست
لوگوں نے ایک قاضی کو مسند نشین کیا وہ رونے لگا　　نائب نے کہا اے قاضی! رونا کس وجہ سے ہے
این۲؎ نہ وقتِ گریہ و فریادِ تُست　　وقتِ شادی و مبارک بادِ تُست
یہ رونے اور چیخنے کا وقت نہیں ہے　　تیری خوشی اور مبارکباد کا وقت ہے
گفت آہ چوں حُکم راند بیدلے　　درمیانِ آں دو عالِم جاہلے
اس نے کہا ہائے! ایک ناواقف کس طرح فیصلہ کرے　　ایک نادان دو جانکاروں کے درمیان؟
آں دو خصم از واقعہ خود واقف اند　　قاضئ مسکین چہ داند زاں دو بند
وہ دونوں فریق اپنے واقعہ سے واقف ہیں　　دو بندشوں (جہل اور غفلت) کی وجہ سے قاضی بیچارہ کیا جانے
جاہل ست و غافل ست از حالِ شاں　　چوں رَود در خونِ شان و مالِ شان
وہ ان کی حالت سے جاہل ہے اور غافل ہے　　وہ ان کی جان اور مال میں کیسے مداخلت کرے؟
گفت۳؎ خصماں عالِم اندو عِلّتی　　جاہلی تو لیک شمعِ مِلّتی
اس (نائب) نے کہا دونوں فریق واقف ہیں اور غرضی ہیں　　آپ نا واقف ہیں لیکن ملت کی شمع ہیں
زانکہ تو عِلّت نداری درمیاں　　آں فراغت ہست نورِ دیدگاں
کیونکہ اس میں آپ کی کوئی غرض نہیں ہے　　(غرض سے) خالی ہونا آنکھوں کی روشنی ہے
واں دو عالِم را غرض شاں کور کرد　　عِلم شاں را عِلّت اندر گور کرد
ان دونوں واقف کاروں کو انکی غرض نے اندھا کر دیا ہے　　ان کے علم کو غرض نے دفن کر دیا ہے
جہل را بے عِلّتی عالِم کند　　عِلم را عِلّت کژو ظالم کند
بے غرضی نا واقفیت کو علم والا بنا دیتی ہے　　غرض علم کو کج اور ظالم بنا دیتی ہے

ا؎ خلق۔ چونکہ عام لوگ حرص و ہوا کے مرض میں مبتلا ہیں لہٰذا شیطان کی جھوٹی باتوں سے دھوکا کھا جاتے ہیں دستاں۔ مکر۔ ہوا خو۔ یعنی خوئے حرص۔ راز۔ یعنی معرفتِ خداوندی کے راز۔ حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ بھی یہ ہے کہ اگر انسان ہوا اور ہوس سے پاک ہوتا ہے تو سچ اور جھوٹ میں امتیاز کر لیتا ہے۔

۲؎ این۔ یعنی قاضی بننے پر رونے کا موقع نہیں ہے نہ تو مبارکباد کا وقت ہے۔ بیدل۔ متردد۔ دو عالِم۔ یعنی مدعی اور مدعیٰ علیہ دونوں دعوے کی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں۔ زاں۔ دو بند یعنی ابو جہل اور غفلت جس کا آئندہ شعر میں بیان ہے۔

۳؎ گفت۔ نائب قاضی نے کہا کہ فریقین اگرچہ معاملہ کو جانتے ہیں۔ لیکن ان کے دلوں میں خود غرضی سما گئی ہے۔ زانکہ انسان کی بے غرضی معاملہ کو واضح کر دیتی ہے۔ جہل را بے غرضی اور خلوص جہل کو علم سے بدل دیتے ہیں۔ اور خود غرضی عالم کو جاہل بنا دیتی ہے۔

تا تو ۱؎ رشوت نستدی بینندهٔ / چوں طمع کردی ضریر و بندهٔ
جب تک تو رشوت نہ لے تو بینا ہے / جب تو نے لالچ کیا تو اندھا اور (نفس کا) غلام ہے

از ہوا من خوی را وا کردہ ام / لقمہائے شہوتی کم خوردہ ام
میں نے عادت کو ہوس سے علیحدہ کر لیا ہے / میں نے شہوت (نفس) کے لقمے نہیں کھائے ہیں

چاشنی گیرِ دلم شد با فروغ / راست را داند حقیقت از دروغ
میرا (معارف کا) ذوق رکھنے والا دل روشن ہو گیا ہے / سچ کی حقیقت جھوٹ سے جدا کر لیتا ہے

باقرار آوردنِ حضرت معاویہؓ ابلیس را کہ چرا بیدار کردی

حضرت معاویہؓ کا شیطان سے اقرار کرا لینا کہ اس نے کیوں جگایا ہے

اے سگِ ملعوں جوابِ من بگو / راست گو و در دروغے رہ مجو
اے ملعون کتے! میرا جواب دے / سچ کہہ اور جھوٹ کا راستہ تلاش نہ کر

تو چرا بیدار کردی مر مرا / دشمن ۲؎ بیدار یستی اے دغا
تو نے مجھے کیوں جگایا؟ / اے (مجسم) دھوکے! تو بیداری کا دشمن ہے

ہمچو خشخاشے ہمہ خواب آوری / ہمچو خمرے عقل و دانش رابری
تو خشخاش کی طرح مجسم خواب آور ہے / شراب کی طرح عقل اور سمجھ کو زائل کر دیتا ہے

چار میخت کردہ ام ہیں راست گو / راست را دانم تو حیلتہا مجو
میں نے تجھے شکنجہ میں کس لیا ہے، سچ کہہ دے / میں سچ کو پہچان لوں گا تو بہانے نہ بنا

من زہر کس آں طمع دارم کہ اُو / صاحبِ آں باشد اندر طبع و خو
میں ہر آدمی سے وہی توقع رکھتا ہوں / جسکا وہ طبیعت اور عادت میں مالک ہے

من ۳؎ ز سرکہ می نجویم شکرّی / ہر مخنث را نہ گیرم لشکری
میں سرکہ میں مٹھاس نہیں تلاش کرتا ہوں / میں کسی ہیجڑے کو سپاہی نہیں بناتا ہوں

ہمچو گبراں می نجویم از بتے / کہ بود حق یا ز حق اُو آیتے
میں کافروں کیطرح بت میں جستجو نہیں کرتا ہوں / کہ وہ خدا ہو یا خدا کی کوئی نشانی ہو

من زِ سرگیں می نجویم بوئے مُشک / من در آبِ جو نجویم خشتِ خشک
میں گوبر میں مشک کی خوشبو نہیں تلاش کرتا ہوں / میں پانی میں سوکھی اینٹ نہیں تلاش کرتا ہوں

من نجویم پاسبانی راز دُزد / کار نا کردہ نجویم ہیچ مُزد
میں چور سے چوکیداری نہیں چاہتا ہوں / کام کئے بغیر میں کوئی مزدوری نہیں چاہتا ہوں

۱؎ تا تو۔ نائب نے قاضی سے کہا جب تک تو رشوت نہ لیگا حقیقت کو دیکھ لے گا ورنہ نہ دیکھ سکیگا۔ از ہوائے۔ امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ میں نے ہوا و ہوس کو چھوڑ دیا ہے اور خواہشات نفسانی کی غذا ترک کر دی ہے لہٰذا میرے دل میں ایسی روشنی پیدا ہو گئی ہے کہ وہ جھوٹ اور سچ میں امتیاز کر لیتا ہے تو میں جان لونگا کہ تو سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔ جواب من۔ یعنی اس بات کا جواب کہ تو نے مجھے کیوں جگایا ہے۔

۲؎ دشمن۔ شیطان کا کام ہے کہ وہ خوابِ غفلت میں مبتلا رکھے۔ خشخاش۔ خود بھی خواب آور ہے اور اسی کے پودے کے ڈوڈے سے افیون بنتی ہے جو خواب آور ہے۔ چار میخ۔ ایک قسم کی سزا ہے جس میں لٹا کر چاروں ہاتھ پیر چار کیلوں سے باندھ دیئے جاتے ہیں۔ من زہر کس۔ میں ہر شخص کو پہچان لیتا ہوں اور اس سے اسی کام کی توقع رکھتا ہوں جو اس کی فطرت میں داخل ہے۔

۳؎ من ز سرکہ۔ سرکہ کی طبیعت میں کھٹاس ہے اس سے مٹھاس کی توقع کرنا غلط ہے۔ مخنث۔ ہیجڑے سے بہادری کی توقع کرنا کہ وہ خدا ہو یا خدا کی کوئی نشانی یہ بھی غلط ہے۔ دزد۔ چور سے چوکیداری کی توقع غلط ہے۔

مَن زشیطان ایں نجویم کوست غیر | کو مرا بیدار گرداند بخیر
میں شیطان سے یہ امید نہیں رکھتا کیونکہ وہ غیر ہے | کہ وہ مجھے بھلائی کے لئے جگائے

راست گفتنِ ابلیس ضمیرِ خود را با حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ

شیطان کا امیر معاویہؓ سے دل کی بات سچ کہدینا

گفت بسیار آں بلیس از مکر و عذر | میرا زو نشنید کرد استیز و نکر
شیطان نے مکر اور عذر کی بہت باتیں کیں | امیر (المومنین) نے نہ سنیں، جھگڑا اور انکار کیا

از بُنِ دنداں بگفتش بہر آں | کردمت بیدار میداں اے فلاں
ان سے عاجزی سے اس نے کہا، اس لئے | سمجھ لیجئے میں نے آپ کو بیدار کیا ہے، اے فلاں

تا رسی اندر جماعت در نماز | از پئے پیغمبرِ دولت فراز
تاکہ آپ نماز با جماعت میں شریک ہو جائیں | پیغمبر بلند دولت کی سنت کے لئے

گر نماز از وقت رفتے مر تُرا | ایں جہاں تاریک گشتے بے ضیا
اگر نماز وقت سے گذر جاتی تو آپ کے لئے | یہ دنیا، بے رونق، اندھیری ہو جاتی

از غبین ۲ و درد رفتے اشکہا | از دو چشمِ اُو مثالِ مُشکہا
نقصان اور درد کے آنسو بہتے | ان کی دونوں آنکھوں سے مشکوں کی طرح

ذوق دارد ہر کسے در طاعتے | لا جرم شکیبد از وے ساعتے
ہر شخص ایک عبادت کا ذوق رکھتا ہے | لامحالہ تھوڑی دیر بھی اس سے صبر نہیں کر سکتا ہے

از غبین و درد بودے صد نماز | کو نماز و کو فروغِ آں نیاز
وہ نقصان اور درد سو نمازیں بن جاتا | کجا نماز اور کجا اس عاجزی کا نور

فضیلت ۳ حسرت خوردنِ آں شخص بر فوت نمازِ جماعت

نماز با جماعت کے فوت ہو جانے پر اس شخص کے افسوس کی فضیلت

آں یکے می رفت در مسجد دروں | مردم از مسجد ہمی آمد بروں
ایک شخص مسجد میں جا رہا تھا | لوگ مسجد سے باہر نکل رہے تھے

گشت پُرساں کہ جماعت را چہ بود | کہ ز مسجد می بروں آیند زود
اس نے دریافت کیا کہ جماعت کا کیا ہوا؟ | کہ لوگ مسجد سے جلدی سے باہر آرہے ہیں

آں یکے گفتش کہ پیغمبر نماز | با جماعت کرد و فارغ شُد ز راز
ایک شخص نے اس سے کہا کہ پیغمبرؐ نے نماز | با جماعت (ادا) کر دی اور دعا سے فارغ ہو گئے

---

۱ من زشیطان۔ شیطان کی طبیعت میں خیر نہیں ہے لہٰذا اس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ خیر کے لئے جگائے گا بالکل غلط ہے ضمیر۔ یعنی دل کی پوشیدہ بات۔ میر۔ یعنی امیر المومنین معاویہؓ۔ از بن دنداں گفتن۔ گڑگڑا کر کہنا۔ پے۔ پیروی، سنت۔ گر نماز یعنی جماعت چھوٹ جاتی۔

۲ غبین۔ نقصان، ٹوٹا، درد۔ یعنی جماعت کے فوت ہو جانے کا درد۔ ذوق۔ حضرت امیر معاویہؓ کو نماز با جماعت کا بہت ذوق تھا۔ آں غبین۔ شیطان نے مجبور ہو کر جگانے کا صحیح سبب بتا دیا کہ جماعت فوت ہونے پر جوان کو صدمہ ہوتا اور اس پر روتے اس کی وجہ سے بہت زیادہ ثواب کے مستحق ہو جاتے اس لئے اس سے محروم کرنے کے لئے جگایا تھا۔

۳ فضیلت۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادت کے فوت ہو جانے سے جو ایک عابد کو افسوس ہوتا ہے اس کی بہت بڑی قدر و قیمت ہے گشت پُرساں۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ لوگ جلدی سے مسجد سے کیوں نکل رہے ہیں۔ جماعت کا کیا ہوا۔ آں یکے۔ یعنی نماز پڑھ کر نکلنے والوں میں سے کسی نے اس سے کہا تو حضور تو جماعت ختم کر کے دعا سے بھی فارغ ہو گئے ہیں۔ راز۔ یعنی نماز کے بعد کی خفیہ دعا۔

تو کجا درمی روی اے مردِ خام ۱ | چوں پیمبر باز داد آخر سلام
اے ناقص ! تو کہاں اندر جاتا ہے | جبکہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آخری سلام پھیر دیا

گفت آہ و در دزاں آمد بروں | آہِ اُومی داد از دل بوئے خوں
اس نے آہ کہا اور اس آہ سے درد ظاہر ہوا | اس کی آہ نے دل کے خون کی بو دی

آں یکے گفتا بد ایں آہ را | ویں نمازِ من تُرا بادا عطا
ایک شخص نے اس سے کہا یہ آہ دے دے | اور یہ میری نماز تیرے لئے ہے

گفت دادم آہ و پذرفتم نماز | اُو ستدآں آہ رابا صد نیاز
اس نے کہا میں نے آہ دیدی، نماز قبول کر لی | اسنے وہ آہ لے لی جو سینکڑوں عاجزیوں کیساتھ تھی

با نیازو با تضرّع باز گشت | باز بوود درپےِ شہباز رفت
وہ عاجزی اور تضرع کے ساتھ لوٹا | باز تھا اور بعد میں شہباز (ہو کر) لوٹا

شب بخواب اندر بگفتش ہاتفے ۲ | کہ خریدی آب حیوان وشفے
ایک غیبی آواز نے خواب میں اس سے کہا | کہ تو نے آب حیات اور شفا خریدلی

حُرمت ایں اختیار وایں دُخول | شد نمازِ جملہ خلقاں قُبول
اس پسندیدگی اور مداخلت کے احترام کی وجہ سے | تمام لوگوں کی نماز قبول ہو گئی

تتمہ اقرارِ ابلیس با حضرت معاویہؓ مکرو فریب خود را

شیطان کا حضرت امیر معاویہؓ سے اپنے مکرو فریب کے اقرار کر لینے کا تتمہ

پس عزازیلش بگفت اے میرِ راد | مکرِ خود اندر میاں باید نہاد
اس کے بعد شیطان نے کہا، اے دانا امیر! | (مجھے) اپنا مکر بیان کر دینا چاہیے

گرنمازت ۳ فوت می شدآں زماں | می زدی از دردِ دل آہ و فغاں
اگر اس وقت آپ کی نماز فوت ہو جاتی | تو آپ دل کے درد کیساتھ آہ و فغاں کرتے

آں تاسّف وآں فغان وآں نیاز | در گذشتے از دو صد رکعت نماز
وہ افسوس کرنا، اور وہ فریاد اور وہ عاجزی | نماز کی دو سو رکعتوں سے بڑھ جاتی

من تُرابیدار کردم از نہیب | تا نسوازاند چناں آہے حجیب
میں نے اس خوف سے آپ کو جگا دیا | تاکہ ایسی آہ پردے کو نہ جلا دے

تا چُناں آہے نباشد مر ترا | تا بداں راہے نباشد مر ترا
تاکہ ایسی آہ تمہیں حاصل نہ ہو جائے | تاکہ اس آہ تک تمہاری رسائی نہ ہو

۱ مردخام۔ ناتجربہ کار۔ باز داد آخر سلام۔ آخری سلام پھیر چکے۔ گفت۔ اس جماعت سے محروم نمازی نے ایسی آہ بھری جس میں درد تھا اور دل کے خون کی بو آرہی تھی۔ آں یکے۔ جو شخص جماعت کی نماز پڑھ چکا تھا اس نے کہا میں اپنی نماز کا ثواب تمہیں دیتا ہوں تم اپنی اس آہ کے ثمرات مجھے عطا کر دو۔ باصد نیاز۔ اس کا تعلق سد فعل سے بھی ہو سکتا ہے اور آہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ باز بود۔ یعنی قربِ الٰہی میں پہلے مرتبہ سے بڑھ گیا۔

۲ ہاتف۔ فرشتہ غیبی جو پکارے اور نظر نہ آئے۔ شفے۔ شفا کا امالہ ہے۔ اختیار۔ چننا۔ یعنی تم نے نماز اور آہ میں جو آہ کو چنا۔ دخول۔ یعنی نماز اور آہ کے معاملہ میں داخل ہونا۔ عزازیل شیطان کا نام ہے۔ میر راد۔ دانا سردار۔

۳ گر نمازت۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا اگر تمہاری نماز فوت ہو جاتی تو تم دل کے درد کے ساتھ آہ کرتے۔ آں تاسف۔ نماز کے فوت ہونے پر آپ جو افسوس اور فریاد اور عاجزی کرتے وہ دو سو نفلوں سے بھی بڑھ جاتی نہیب۔ خوف۔ حجیب۔ یعنی قربِ الٰہی کا وہ پردہ جو ابھی تک حائل ہے۔

من حسودم[1] از حسد کردم چنیں | من عدوم کارِ من مکرست وکیں
میں تو حاسد ہوں، میں نے حسد کی وجہ سے ایسا کیا | میں تو دشمن ہوں میرا کام مکاری اور کینہ وری ہے

مکرِ من دیدی مباش ایمن زمن | تا شوی صدرِ جہاں اندر زمن
آپ نے میرا مکر دیکھ لیا مجھ سے مطمئن نہ ہوجیے | تا کہ آپ زمانے میں عالم کے صدر بن جائیں

جواب گفتنِ امیر المومنین امیر معاویہؓ ابلیس را بعداز اعتراف

اقرار کے بعد امیر المومنین معاویہؓ کا جواب دینا

گفت اکنوں راست گفتی صادقی | از تو ایں آید تو ایں رالائقی
امیر معاویہؓ نے فرمایا تو نے اب سچ کہا ہے تو سچا ہے | تجھ سے یہی آتا ہے تو اسی کے لائق ہے

عنکبوتی تو مگس داری شکار | من نیم اے سگ مگس زحمت میار
تو مکڑی ہے تو مکھی کا شکار کرتی ہے | اے کتے! میں مکھی نہیں ہوں تکلیف نہ اٹھا

بازِ اسپیدم[2] شکارم شہ کند | عنکبوتے کے بگردِ من تند
میں سفید باز ہوں، میرا شکار شاہ کرتا ہے | مکڑی میرا چکر کب کاٹے گی

کارِ تو این ست اے دُزدِ لعیں | سوئے دُوغ آری مگس رازانگبین
اے ملعون چور! تیرا یہی کام ہے | مکھی کو شہد سے ہٹا کر چھاچھ پر لاتا ہے

رو مگس می گیرتا تانی ہلا | سوئے دوغے زن مگسہا را صلا
خبردار! جب تک تو کر سکے مکھی پکڑ | مکھیوں کو چھاچھ کی طرف بلا

ور بخوانی تو بسوئے انگبیں | ہم دُروغ دُووغ باشد آں یقیں
اگر تو شہد کی طرف بلائے گا | یقیناً وہ بھی جھوٹ اور چھاچھ ہو گا

تو مرا بیدار کر دی خواب[3] بُود | تو نمودی کشتی آں گردِ اب بُود
تو نے مجھے جگایا (لیکن جگانا) نیند تھا | تو نے کشتی دکھائی وہ بھنور تھا

تو مرا در خیر زاں می خواندی | تا مرا از خیر بہتر راندی
تو نے مجھے بھلائی کی طرف اس لئے بلایا | تا کہ مجھے بہتر خیر سے ہٹا دے

فوت شدن دُزد باآواز دادنِ آں شخص صاحبِ خانہ را

چور کا بچ نکلنا ایک شخص کے پکارنے کی وجہ سے گھر کے اس مالک کو

کہ نزدیک شدہ بود کہ دُزد را دریابد

جو قریب تھا کہ وہ چور کو پکڑ لے

[1] من حسودم۔ لہٰذا میرا سارا کام حسد پر مبنی تھا۔ مکرمن۔ یعنی نماز کیلئے جگانا۔ ایمن۔ مطمئن۔ زمن۔ زمانہ۔ اعتراف۔ اقرار۔ ایں آید۔ یعنی گمراہ کرنا اور ثواب سے محروم کرنا۔ عنکبوت۔ مکڑی جو مکھیوں کا شکار کرتی ہے۔ من نیم۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ یعنی اے شیطان میرے مخلص بندوں پر تیرا زور نہ چلے گا۔

[2] بازِ اسپید۔ سفید باز زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ شہ۔ باز کو شاہ پھاندتے ہیں۔ سوئے دوغ۔ یعنی شیطان کا کام اچھائی سے ہٹا کر برائی کی طرف لانا ہے۔ صلا۔ کھانے کی دعوت لانا ہے۔ صلا۔ کھانے کی دعوت دینا۔ انگبیں۔ یعنی جس کو تو شہد بتائیگا وہ چھاچھ ہوگی۔

[3] خواب بود۔ چونکہ بیدار کرنے میں ثواب سے محروم کیا تو یہ بیدار کرنا دراصل سلانا تھا جو ثواب سے محروم رکھتا ہے۔ کشتی۔ یعنی تو نے جو بھلائی دکھائی وہ تباہی تھی۔ فوت شدن۔ یہ قصہ نقل کر کے بھی یہ بتانا ہے کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو بظاہر بھلی معلوم ہوتی ہیں لیکن ان کی تہ میں شرارت ہوتی ہے۔

ایں[1] بداں ماند کہ شخصے دُز دوید
یہ اس طرح کی بات ہے کہ ایک شخص نے چور کو دیکھا

دُرو ثاق اندر پئے اُو می دَوید
گھر میں اور وہ اس کے پیچھے دوڑنے لگا

تا دو سہ میداں دوید اندر پَیش
دو تین میدانوں تک اس کے پیچھے دوڑا

تا در افگنداز تعَب اندر خَویش
یہانتک کہ مشقت سے اس چور کو پسینہ میں ڈبو دیا

اندراں حملہ کہ نزدیک آمدش
اس حملہ کے دوران کہ وہ اس کے نزدیک پہنچا

تا بدو اندر جہد دریا بَدش
یہاں تک کہ ایک جست میں اس کو پکڑ لے

دُزدِ دیگر بانگ کردش کہ بیا
دوسرے چور نے اس کو پکارا کہ آ

تابہ بینی ایں علاماتِ بَلا
تاکہ تو مصیبت کی ان علامتوں کو دیکھ لے

زود باش و باز گرد اے مردِ کار
جلدی کر، واپس آ، اے کام کے دھنی !

تابہ بینی حالِ ایں جازار زار
تاکہ تو یہاں کا حال زار دیکھ لے

چوں شنید ایں مردگشت اندیشہ ناک
جب اس شخص نے سنا فکر میں پڑ گیا

گفت باخود کُشتہ گیر ایں جامہ چاک
اپنے آپ سے بولا اس مرتے کو مردہ سمجھ

گفت باشدکاں طرف دُزدے بُود
اور کہنے لگا ہو سکتا ہے کہ اس طرف چور ہو

گر نہ گردم زود زاں برمن دَوَد
اگر میں جلد واپس نہ ہوا تو وہ مجھ پر حملہ کر دیگا

بر زن[2] و فرزندِ من دستے زند
میرے بیوی اور بچوں پر ہاتھ مار دے

کُشتنِ ایں دُزد سودم کے کند
(پھر) مجھے اس چور کو مار ڈالنا کب فائدہ دیگا؟

ایں مسلماں از کرم می خواندَم
یہ مسلمان مہربانی سے مجھے بلاتا ہے

گر نگر دم زود پیش آید نَدم
اگر میں جلد نہ لوٹوں تو ندامت کا سامنا ہو گا

بر امیدِ شفقتِ آں نیک خواہ
اس خیر خواہ کی شفقت کی امید کی بنا پر

دُزد را بگذاشت باز آمد براہ
چور کو چھوڑ دیا اور راستہ سے لوٹ آیا

گفت[3] اے یارِ نکو احوال چیست
کہا اے اچھے دوست ! کیا احوال ہیں ؟

ایں فغان و بانگِ تو از دست کیست
یہ تیری چیخ و پکار کس کی وجہ سے ہے؟

گفت اینک بیں نشانِ پائے دُزد
اسنے کہا یہ ہیں چور کے پاؤں کے نشان دیکھ لے

ایں طرف رفت ست دُزدِ زن بمزد
بھڑوا چور اس طرف گیا ہے

اِنک نشانِ پائے دُزدِ قلتباں
دیوث چور کے پاؤں کا نشان یہ ہے

درپئے اُو رَو بدیں نقش و نشاں
اس علامت اور نشان کے ذریعہ اس کا پیچھا کر

[1] ایں۔ یعنی شیطان کا نماز کے لئے جگانا۔ وثاق۔ گھر۔ تا در افگند۔ گھر کے مالک نے چور کو دوڑا کر تھکا دیا۔ اندراں۔ اب اسقدر قریب ہو گیا تھا کہ ایک حملہ میں اس چور کر پکڑ لے۔ بیا۔ یعنی مالک کو جو چور کے پیچھے جاگ رہا تھا۔ پکارا۔ گفت باخود۔ پکارنے والے چور کی آواز سنکر دل میں کہنے لگا کشتہ گیر۔ مردہ سمجھ لے۔ جامہ چاک۔ مردہ یعنی وہ چور جس کے پیچھے یہ بھاگ رہا تھا۔ آں طرف۔ جدھر سے آواز آئی ہے۔ برمن دود۔ مجھ پر حملہ کر دے۔

[2] برزن۔ یعنی جس طرف وہ پکارنے والا بلا رہا ہے وہاں کوئی دوسرا چور ہو جو بال بچوں پر حملہ کر دے تو اس چور کو مار ڈالنے سے بھی مجھے کیا ملیگا۔ ندم۔ یعنی بال بچوں سے غفلت برتنے کی ندامت۔ نیک خواہ۔ یعنی پکارنے والا۔

[3] گفت۔ یعنی مالک نے پکارنے والے سے کہا۔ گفت اینک۔ پکارنے والے نے کہا زن بمزد۔ وہ شخص جو بیوی کی زنا کی کمائی کھائے۔ قلتبان۔ دیوث۔ درپئے او۔ یعنی چور کے پیچھے۔

گفت ۱ اے اَبلہ چہ میگوئی مرا　من گرفتہ بودم آخر دُزورا
اس نے کہا اے بیوقوف ! مجھ سے کیا کہتا ہے؟　میں نے تو چور کی پکڑ ہی لیا تھا

دُز د را از بانگِ تو بگذاشتم　من تو خَر را آدمی پنداشتم
تیری پکار کی وجہ سے میں نے چور کو چھوڑ دیا　میں نے تجھ گدھے کو آدمی سمجھا

ایں چہ ژاژشت و چہ ہرزہ افلاں　من حقیقت یافتم چہ بُود نشاں
اے فلاں ! یہ کیاں بکواس اور بیہودگی ہے　میں نے اصل کو پکڑ لیا تھا علامت کیا ہوتی ہے؟

گفت من از حق نشانت میدہم　ایں نشا نست از حقیقت آگہم
اس نے کہا میں تجھے صحیح علامت بتا رہا ہوں　یہ نشانات ہیں میں حقیقت سے واقف ہوں

گفت طراری تو یا خود اَبلہی　بلکہ تو دُزدی وزیں حال آگہی
اس نے کہا تو گرہ کٹ ہے یا پاگل ہے　بلکہ تو چور ہے اور اس حالت سے واقف ہے

خصم ۲ خود رامی کشیدم مُو کشاں　تو رہا نیدی وُرا کاینک نشاں
میں اپنے دشمن کو بال پکڑ کر گھسیٹتا　تو نے اس کو چھڑا دیا کہ یہ نشان ہے

تو جہت گو من برونم از جہات　در وصال آیات کُو یا بینات
تو سبب کی بات کرتا ہے میں اسباب سے آگے ہوں　وصال (کی صورت) میں نشانیاں اور دلائل کہاں؟

صُنع بیند مَردِ محجوب از صفات　دَر صفات آنست کوگم کرد ذات
افعال وہ دیکھتا ہے جو صفات سے حجاب میں ہو　صفات میں وہ (مقید) ہے جس نے ذات کو گم کردیا ہو

واصلاں چوں غرقِ ذات انداے پسر　کے کُنند اندر صفاتِ اُو نظر
اے صاحبزادے! واصلین جبکہ ذات میں مستغرق ہیں　وہ اس کی صفات پر کب نظر کرتے ہیں؟

چونکہ اندر قعرِ جُو باشد سَرت　کے برنگِ آب اُفتد مَنظرت
جبکہ تیرا سر نہر کی تہ میں ہو　پانی کے رنگ پر تیری نظر کب پڑتی ہے؟

وَر برنگ ۳ آب باز آئی زقعر　پس پلاسے بستدی دادی تو شعر
اگر تو (دریا کی) تہہ سے پانی کے رنگ پر واپس آجائے　تو تو نے ٹاٹ لے لیا (اور) پشمینہ دے دیا

طاعتِ عامّہ گناہِ خاصگاں　وَصلتِ عامہ حُجاب خاص داں
عوام کی اطاعت خاصانِ خدا کا گناہ ہے　عوام کا وصال، خواص کا پردہ سمجھ

حکایت وزیریکہ پادشاہ اُورا از وزارت معزول کردہ بُود و شحنگی داد

بادشاہ کے اس وزیر کا قصہ جس کو بادشاہ نے وزارت سے معزول کر کے کوتوالی دے دی

---

۱ گفت اے ابلہ۔ مالک نے پکارنے والے سے کہا۔ من تو خررا۔ یعنی تو گدھا ہے میں نے تجھے آدمی سمجھ لیا۔ ژاژ۔ بکواس ہرزہ۔ بیہودہ بات۔ حقیقت یعنی اصل چور۔ نشان یعنی نشانِ قدم۔ طراری تو جیب تراش ہے۔ دزدی۔ یعنی تو اس چور کا شریک کار چور ہے۔

۲ خصم خود۔ مالک نے کہا تو نے یہ کہہ کر اسے چھڑا دیا کہ چور کی نشانی دیکھ لے تو جہت کو۔ جبکہ میں اصل مقصد تک پہنچ چکا تھا تو مقصد کے اسباب اور وجوہ بتا رہا تھا۔ صنع سالک پر افعال کی تجلی پڑتی ہے پھر صفات کی پھر ذات کی، جب سالک صفات کی تجلی سے محروم ہوتا ہے تو افعال کی تجلی میں لگا رہتا ہے اور صفات کی تجلی کی بعد افعال کی تجلی سے لگا رہتا ہے اور صفات کی تجلی کے بعد افعال کی تجلی سے قطع نظر کر لیتا ہے اور جبکہ اس کو ذات کی تجلی حاصل ہو جاتی ہے تو اس کو صفات کی تجلی کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ واصلاں۔ واصل بحق ذات کی تجلی میں مستغرق رہتے ہیں۔ چونکہ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پانی کی تہ میں پہنچ جائے تو پانی کا رنگ اس کے پیش نظر نہیں رہتا ہے۔

۳ ور برنگ آب۔ اگر کوئی ذات کی تجلی کے بعد صفات کی تجلی میں مستغرق ہو جائے تو وہ ایک اونچے مرتبہ سے گر کر ادنیٰ مرتبہ میں آ گیا۔ پلاس۔ ٹاٹ۔ شعر۔ پشمینہ۔ طاعت عامہ۔ مشہور مقولہ ہے "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ" عام لوگوں کی نیکیاں مقربین کیلئے بمنزلہ گناہ میں مثلاً صفات کی تجلی عام سالکوں کے اعتبار سے بھلائی ہے لیکن واصل بحق جسکو ذات کی تجلی حاصل ہے اگر میں مقام پر آ جائے تو اس کا یہ تنزل ہے۔

گر وزیرے را کند شہ محتسب ۱ | شہ عدوِ او بود نبود محب
اگر بادشاہ کسی وزیر کے کوتوال بنا دے | تو بادشاہ اس کا دشمن ہو گا دوست نہوگا

ہم گناہے کردہ باشد آں وزیر | بے سبب نبود تغیر ناگزیر
اس وزیر نے کوئی خطا کی ہو گی | لازمی تغیر بے وجہ نہیں ہوتا ہے

زانکہ اول محتسب بد خود ورا | بخت روزی آں بدست از ابتدا
جو پہلے سے کوتوال تھا خود اس کے لئے | وہ (کوتوالی) شروع سے نصیب اور روزی تھی

لیک کاں اول وزیر شہ بدست | محتسب کردن سبب فعلِ بدست
لیکن جو کہ پہلے بادشاہ کا وزیر ہو | اس کو کوتوال بنانا کسی برے کام کی وجہ سے ہے

چوں تراشہ ز آستانہ پیش خواند | باز سوئے آستانہ باز راند
جیسے بادشاہ نے تجھے چوکھٹ سے آگے بلایا | پھر چوکھٹ کی طرف واپس کر دیا

تو یقیں ۲ میداں کہ جرمے کردہ | جبر را از جہل پیش آوردہ
تو یقین کر لے تو نے کوئی غلطی کی ہے | تو جبر کو نادانی سے پیش کرتا ہے

کہ مرا روزی و قسمت ایں بدست | پس چرا دی بود آں دولت بدست
کہ میری تقدیر اور قسمت یہی تھی | تو کل یہ دولت تیرے ہاتھ میں کیوں تھی؟

قسمت خود خود بریدی تو ز جہل | قسمتِ خود را فزاید مردِ اہل
تو نے نادانی سے اپنے حصہ کو خود منقطع کر دیا | لائق آدمی اپنا حصہ بڑھاتا ہے

یک مثالِ دیگر اندر کژروی | شاید ار از نص قرآں بشنوی
کج روی کی ایک دوسری مثال | مناسب ہے اگر تو قرآن کی آیتوں سے سن لے

قصہء ۳ منافقان و مسجدِ ضرار ساختن ایشاں
منافقوں اور ان کے مسجد ضرار بنانے کا قصہ

ایں چنیں کژ بازی در جفت و طاق | با نبی می باختند اہلِ نفاق
اسی طرح الٹی بازی داؤں میں | نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ منافق کھیلتے تھے

کز برائے عزِ دینِ احمدی | مسجدے سازیم و بود آں مرتدی
کہ احمدی دین کی عزت کے لئے | ہم ایک مسجد بناتے ہیں اور وہ انکی بے دینی تھی

ایں چنیں کژ بازی می باختند | مسجدے جز مسجدش می ساختند
اس طرح کی الٹی بازی انہوں نے کھیلی | ان کی مسجد کے علاوہ انہوں نے ایک مسجد بنائی

۱ محتسب۔ کوتوال۔ زانکہ کسی کا ابتداء کوتوالی کے عہدہ پر سرافراز ہونا اس کی خوش نصیبی ہے لیکن وزارت سے کوتوالی پر آجانا سزا ہے۔ لیک۔ وزارت کے بعد کوتوال بن جانا سزا ہے۔ چوں ترا۔ آستانہ پر رہنا پیشی میں رہنے کے مرتبہ سے گراہوا ہے۔

۲ تو یقیں۔ انسان اپنے مرتبہ کے گراؤ کو تقدیر پر محمول کر دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میری قسمت میں یہی لکھا تھا حالانکہ اس میں خود اس کا قصور ہوتا ہے ورنہ اس کو پہلے یہ مرتبہ کیوں حاصل تھا قسمت خود۔ انسان اپنی نادانی سے اپنی قسمت گھٹاتا ہے ورنہ اہل انسان جدوجہد سے اپنی قسمت بڑھا لیتا ہے۔

۳ قصہ۔ شیطان کے واقعہ سے یہ سمجھایا تھا کہ بسا اوقات ایک معاملہ بظاہر اچھا نظر آتا ہے لیکن اس میں برائی پوشیدہ ہوتی ہے۔ اسی بات کو منافقوں کے مسجد ضرار کے بنانے سے سمجھایا ہے مسجد بنانا بظاہر اچھا تھا لیکن اس کا مقصد نہایت ناپاک تھا۔ مسجد ضرار وہ مسجد جو منافقوں نے مسجد قبا کے مقابلہ میں تیار کی تھی۔ جفت۔ وہ عدد جو دو پر تقسیم ہو جائے۔ طاق۔ وہ عدد جو دو پر صحیح تقسیم نہ ہو۔ مجموعہ سے بازی کا داؤ مراد لیا جاتا ہے۔ اہل نفاق۔ عبداللہ ابن ابی اور اس کے ساتھی مرتدی۔ یعنی ان کا یہ فعل دینداری پر نہ تھا بلکہ بے دینی پر مبنی تھا۔ مسجدش۔ مسجد قبا جس کو آنحضورؐ نے بنوایا تھا۔

فرش وسقف وقبہ اش آراستہ　لیک تفریق جماعت[۱] خواستہ
فرش اور چھت اور اس کا گنبد بنایا　لیکن (انہوں نے) جماعت کو متفرق کرنا چاہا

نزد پیغمبر بلابہ آمدند　ہمچو اشتر پیش او زانو زدند
خوشامد کرنے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے　اونٹ کی طرح ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے

کاے رسول حق برائے محسنی　سوئے آں مسجد قدم رنجہ کنی
کہ اے اللہ کے رسول برائے کرم　اس مسجد کی جانب تشریف لے چلیں

تامبارک گردد از اقدام تو　تا قیامت تازہ بادا نام تو
تاکہ آپ کی تشریف آوری سے وہ متبرک ہو جائے　خدا کرے قیامت تک آپ کا نام زندہ رہے

مسجد روز گل ست و روز ابر　مسجد روز ضرورت وقت صبر
(یہ) مسجد کیچڑ اور بارش کے دن کے لئے ہے　(یہ) مسجد ضرورت اور مجبوری کے دن کیلئے ہے

تا غریبے[۲] یابد آنجا خیرو جا　تا فراواں گردد ایں خدمت سرا
تا کہ کوئی مسافر اس جگہ ٹھکانا اور بھلائی پا سکے　تاکہ یہ خدمت کی جگہیں زیادہ ہو جائیں

تا شعار دیں شود بسیار و پر　زانکہ با یاراں شود خوش کار مر
تاکہ دین کا شعار زیادہ اور پر ہو جائے　کیونکہ دوستوں کے ساتھ تلخ کام شیریں ہو جاتا ہے

ساعتے آں جائیگہ تشریف دہ　تزکیہ ما کن زماں تعریف دہ
تھوڑی دیر کے لئے اس جگہ تشریف رکھیں　ہمیں پاک کریں اور معرفت سکھائیں

مسجد و اصحاب مسجد را نواز　تو مہی ماشب و مے با ما بساز
مسجد اور مسجد والوں کو نواز دیجئے　ہم رات ہیں آپ چاند تھوڑی دیر ہمارے ساتھ رہیں

تا شود شب از جمالت جملہ روز　اے جمالت آفتاب جاں فروز
تاکہ آپ کے جمال سے رات مجسم دن بن جائے　اے وہ (ذات) کہ آپکا جمال روح کو روشن کرنیوالا سورج ہے

اے[۳] دریغا کاں سخن از دل بدے　تا مراد آں نفر حاصل شدے
ہائے افسوس! کاش یہ باتیں دل سے ہوتیں　تاکہ اس گروہ کا مقصد حاصل ہو جاتا

لفظ کاید بے دل و جاں بر زباں　ہمچو سبزہ توں بود اے دوستاں
جو لفظ بے دلی اور بغیر روح کے زبان پر آتا ہے　اے دوستو! وہ کوڑی کے سبزے کی طرح ہوتا ہے

ہم ز دورش بنگرو اندر گزر　خوردن و بورا نہ شاید اے پسر
اس کو دور سے دیکھ لے اور گزر جا　اے بیٹا! وہ کھانے اور سونگھنے کے لائق نہیں ہے

---

[۱] جماعت۔ یعنی صحابہؓ کی جماعت۔ لابہ۔ خوشامد۔ زانو زدند۔ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ آں مسجد یعنی مسجد ضرار۔ اقدام۔ تشریف آوری۔ تا قیامت انہوں نے حضور کو یہ دعا دی۔ مسجد روز گل یعنی ہم نے یہ مسجد اسلئے بنائی ہے کہ کیچڑ اور بارش کی مجبوری اور ضرورت میں یہاں نماز پڑھ لیا کرینگے۔

[۲] تا غریبے۔ اس مسجد میں یہ بھی فائدہ ہے کہ اسمیں مسافر ٹھہر جایا کرینگے اور مسجدوں کی کثرت بھی ہو جائیگی۔ با یاراں۔ مسجد بنانا مشکل کام ہے۔ ہمارے اتباع میں اور لوگوں کو بھی مسجدیں بنانا آسان ہو جائے گا۔ تزکیہ۔ نبی کا نام لوگوں کے دلوں کو پاک کرتا ہے تعریف۔ یعنی معرفت خداوندی کی باتیں۔ تومہی۔ آپ کے نور سے ہم سیاہ باطن منور ہو جائیں گے۔

[۳] اے دریغا۔ مولانا فرماتے ہیں یہ سب ان کی جھوٹی باتیں تھیں اگر سچی ہوتیں تو ان کا مقصد ضرور پورا ہوتا۔ لفظ خوش کن جھوٹے الفاظ کی مثال کوڑی کے سبزے جیسی ہے سبزہ توں کوڑیا گھوڑے کا سبزہ۔

سُوئے لُطفِ[۱] بے وفایاں ہیں مرو — کاں پُل ویراں بود نیکو شنو
خبردار ! بے وفاؤں کی مہربانی کی طرف نہ جا — اچھی طرح سن لے وہ ٹوٹے ہوئے پل کی طرح ہے

گر قدم را جاہلے بروئے زند — بشکند پُل واں قدم را بشکند
اگر کوئی نا واقفیت سے اس پر قدم رکھے گا — پل ٹوٹ جائے گا اور وہ پیر کو توڑ دے گا

ہر کجا لشکر شکستہ می شود — از دوسہ سُست و مُخنّث می بود
کسی جگہ کوئی لشکر شکست کھاتا ہے — تو (ایسا) دو تین سُست اور نامردوں کی وجہ سے ہوتا ہے

دَر صف آید با سلاح[۲] و مَرد وار — دل برو بنہند کا نیک یارِ غار
وہ نا مرد ہتھیار باندھ کر اور مردانہ وار آتا ہے — (لشکری) اس پر بھروسہ کرتے ہیں کہ یہ سچا دوست ہے

رو بگر داند چو بیند زخمہا — رفتنِ اُو بشکند پُشتِ ترا
جب گھائل ہوتا ہے تو منہ موڑ لیتا ہے — اس کا بھاگنا تیری کمر توڑ دیتا ہے

ایں دراز ست و فراواں می شود — وانچہ مقصودست پنہاں می شود
یہ (قصہ) لمبا اور زیادہ ہو رہا ہے — اور جو مقصد سے وہ مخفی ہو رہا ہے

فریفتنِ منافقان پیغمبر علیہ السّلام راتا کہ بمسجدِ ضرار برندو اظہار نا کردنِ مصطفیٰ مکرِ ایشاں را از کمالِ حلم خود

منافقوں کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بہکانا تاکہ مسجدِ ضرار میں لے جائیں اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی بردباری کی وجہ سے انکے مکر کو ظاہر نہ کرنا

بَر رسولِ حق فسونہا خواند ند — رَخشِ دَستان وحِیَل می راندند
اللہ کے رسولؐ پر انہوں نے بہت سے منتر پڑھے — مکر اور فریب کا گھوڑا دوڑاتے تھے

چاپلوسی و فُسونہا خواند ند — نُزولِ[۳] خدمت سُوئے حضرت راندند
خوشامد کرتے تھے اور منتر پڑھتے تھے — خدمت اور خاطر تواضع کی بات آنحضورؐ کی جانب بڑھائی

آں رسولِ مہربان و رحم کیش — جُز تبسم جُز بَلے نادرد پیش
وہ مہربان اور رحم کی عادت والے رسولؐ — سوائے مسکراہٹ (اور) سوائے ہاں کے پیش نہ آئے

شُکر ہائے آں جماعت یاد کرد — درا جابت قاصداں راشاد کرد
اس جماعت کا شکریہ ادا فرمایا — قبول کرنے (کے معاملہ) میں قاصدوں کو خوش کردیا

می نمود آں مکرِ ایشاں پیشِ اُو — یک بیک زانساں کہ اندر شیر مُو
آپ کے سامنے ان کا مکر ظاہر ہو جاتا تھا — فوراً اس طرح جیسا کہ دودھ میں بال

---

[۱] لُطف بے وفایاں۔ بے وفاؤں کی مہربانی پرانے پل کی طرح ہے۔ انسان بے خبری میں اس پر سے گزرتا ہے تو پل بھی بیٹھ جاتا ہے اور وہ پیر کو بھی توڑ دیتا ہے۔ ہر کجا۔ لشکر کی شکست بھی عموماً بے وفاؤں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

[۲] سلاح۔ ہتھیار۔ یارِ غار۔ سچا دوست۔ رفتن۔ او یک بزدل کے بھاگنے سے پورے لشکر کی ہمت ٹوٹ جاتی ہے۔ ایں۔ یعنی بے وفاؤں کے نقصانات کے قصے۔ مقصود۔ یعنی مسجدِ ضرار کا قصہ۔ فسوں۔ افسوں۔ منتر۔ رخش۔ رستم کا گھوڑا۔ گھوڑا۔ حِیل حیلہ کی جمع ہے

[۳] نزل۔ مہمانی کا کھانا۔ کیش۔ شیوہ، عادت۔ بلے۔ ہاں کسی بات کی تصدیق کے لئے بولا جاتا ہے۔ اجابت۔ دعوت کو قبول کرنا۔ می نمود۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کی چالوں کو سمجھ جاتے تھے لیکن اپنی شرافت نفس کی وجہ سے اس کا اظہار نہ فرماتے تھے۔

مُوی رانا دیده میکرد آں لَطیف [۱] | شِیر را شاباش می گفت آں ظَریف
وہ مہربان بال کو ان دیکھا کر دیتے تھے | وہ عالی ظرف دودھ کی تعریف کر دیتے تھے

صَد ہزاراں مُوی مکر و دمدمہ | چشم خوابانید آں دم از ہمہ
مکر اور فریب کے لاکھوں بال تھے | اس وقت انہوں نے سب سے آنکھ بند کر لی

راست می فرمود آں بحرِ کرم | بر شما من از شما مُشفق ترم
اس دریائے کرم نے سچ فرمایا ہے | میں تم پر تم سے بھی زیادہ مہربان ہوں

من نشستہ بر کنارِ آتشے | با فروغ و شعلہ بس نا خوشے
میں ایک آگ کے کنارے بیٹھا ہوں | جو بہت بھڑکنے والی اور خراب شعلوں والی ہے

ہمچو پَروانہ شما آں سُودَ واں | ہر دو دستِ من شدہ پروانہ راں
تم پروانوں کی طرح اس طرف دوڑتے ہو | میرے دونوں ہاتھ پروانوں کو ہٹانے والے بن گئے ہیں

چوں [۲] براں شد تا رواں گردد رسول | غیرتِ حق بانگ زد مشنوز غُول
جب معاملہ یہاں پہنچا کہ رسول مسجد ضرار کی طرف روانہ ہوں | اللہ (تعالیٰ) کی غیرت نے آواز دی چھلاوے کی آواز نہ سنو

کیں خبیثاں مکر و حیلت کردہ اند | جملہ مَقلوب ست انچہ آوردہ اند
کہ ان خبیثوں نے مکر اور حیلہ کیا ہے | جو انہوں نے کہا ہے سب الٹا ہے

قصدِ ایشاں جُز سیاہ رُوئی نبود | خیرِ دیں کے جُست ترسا و یہود
ان کا ارادہ رو سیاہی کے علاوہ کچھ نہ تھا | عیسائی اور یہودیوں نے دین کی بھلائی کب چاہی ہے

مسجد بر جسرِ دوزخ ساختند | با خدا نَرد دَغا ہا باختند
انہوں نے دوزخ کے پل پر مسجد بنائی ہے | انہوں نے خدا کے ساتھ دھوکے کی چال چلی ہے

قصدِ شاں تفریقِ اصحاب رسول | فضلِ حق را کے شناسد ہر فضول
انکا مقصد رسولؐ کے صحابہ میں تفرقہ ڈالنا ہے | کوئی بیہودہ خدا کے فضل کو کب جانتا ہے؟

تا جہودے [۳] راز شام اینجا کشند | کہ بوعظِ اُو جہوداں سرخوش اند
تاکہ ایک یہودی کو شام سے اس جگہ لائیں | جس کے وعظ سے یہودی مانوس ہیں

گفت پیغمبر کہ آرے لیک ما | بر سَرِ راہیم و بر عزمِ غزا
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہاں لیکن ہم | سفر پر (تیار) ہیں اور جہاد کا ارادہ ہے

زیں سفر چوں باز گردم آنگہاں | سوئے آں مسجد رَواں گردم رَواں
جب میں سفر سے واپس آجاؤں گا، تب | اس مسجد کی طرف چلوں گا

[۱] لطیف۔ مہربان۔ ظریف۔ داتا، خوش مزاج چشم خوابانیدن۔ چشم پوشی کرنا۔ بحر کرم۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ من نشستہ۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ میری مثال اور تمہاری مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے آگ روشن کی پتنگے اس میں آ کر گرنا چاہتے ہیں اور وہ شخص ان کو روکتا ہے۔

[۲] چوں براں شد۔ آنحضورؐ نے پہلے تشریف لے جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد وحی کے ذریعہ ممانعت اور ان منافقوں کے احوال سے آنحضور کو باخبر کر دیا گیا، اشعار میں واقعات کی ترتیب بدل گئی ہے۔ غُول۔ چھلاوا، جو راستہ سے بھٹکا دیتا ہے۔ مقلوب۔ جیسا کہ ان منافقوں نے ظاہر کیا ہے ان کے پیش نظر دین کا فروغ نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد دین کو برباد کرنا ہے۔

[۳] تا جہودے۔ ابو عامر جو مدینہ کا رہنے والا تھا اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اور اس کو راہب کہا جاتا ہے۔ وہ ابتداءً آنحضور کی ان پیشگوئیوں کا بھی ذکر کرتا تھا جو آنحضورؐ کے بارے میں انجیل میں تھیں۔ لیکن ہجرت کے بعد اس نے آنحضور کی مخالفت شروع کر دی تھی۔ جنگ بدر کے بعد وہ مدینہ چھوڑ کر مکہ چلا گیا تھا اور پھر وہاں سے شام کے علاقہ میں جا بسا تھا اور وہاں سے مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتا رہتا تھا۔ عزمِ غزا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کیلئے روانہ ہونیوالے تھے۔

دفعِ شاں گفت وبسوئے غزو تاخت — با دغایاں از دغا نردے بباخت

ان کو ٹال دیا اور جہاد کے لئے روانہ ہو گئے — دغا بازوں کے ساتھ وفا کی چال چلی

چوں بیامد از غزا[1] باز آمدند — چنگ اندر وعدہ ماضی زدند

جب رسولؐ غزوہ سے آئے وہ پھر آئے — (اور) پہلے وعدے کا سہارا لیا

گفت حقش کاے پیمبر فاش گو — عذر آور جنگ باشد باش گو

اللہ (تعالیٰ) نے ان سے فرمایا اے پیغمبر صاف کہہ دیجئے — (جائیے) عذر کر دیجئے ، جنگ ہوتی ہے تو ہو

گفت اے قومِ دغل خامش کنید — تا نگویم راز ہا تاں تن زنید

(پیغمبرؐ نے) فرمایا اے مکار قوم ! چپ رہو — خاموش ہو جاؤ، تاکہ میں تمہارے راز نہ کہہ ڈالوں

گفت تاں بس بددرون و دشمنید — من نخواہم آمد از من بگذرید

(پیغمبر نے) فرمایا تم بد باطن اور دشمن ہو — میں نہیں آؤں گا، میرا خیال چھوڑ دو

چوں[2] نشانِ چند از اسرارِ شاں — در بیاں آورد بد شد کارِ شاں

جب آپ نے ان کے بھیدوں کے کچھ نشان — بیان کر دیئے تو ان کا کام بگڑ گیا

قاصداں زو باز گشتند آں زماں — حاش للہ حاش للہ دم زناں

قاصد آپ کے پاس سے واپس ہوگئے (اور) دوسرے وقت — خدا بچائے خدا بچائے کہتے ہوئے

ہر منافق مصحفے زیرِ بغل — سوئے پیغمبر بیاورد از دغل

ہر منافق قرآن بغل میں دبا کر — مکاری سے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس لایا

تا خورد سوگند کایماں جنتے ست — زانکہ سوگند آں کژاں را سنتے ست

تاکہ قسم کھائے کیونکہ قسم ڈھال ہے — اس لئے کہ قسم کھانا ان کجوں کی عادت ہے

چوں[3] ندارد مردِ کژ در دیں وفا — ہر زمانے بشکند سوگند را

کج انسان چونکہ دین (کے معاملہ) میں وفا نہیں رکھتا ہے — ہر وقت قسم توڑ دیتا ہے

راستاں را حاجتِ سوگند نیست — زانکہ ایشاں را دو چشمِ روشنے ست

سچوں کی قسم کی ضرورت نہیں ہے — اس لئے کہ ان کی دونوں آنکھیں روشن ہیں

نقضِ میثاق و عہود از احمقی ست — حفظِ ایمان و وفا کارِ تقی ست

عہد اور پیمان کا توڑنا بیوقوفی ہے — قسموں کی حفاظت اور پورا کرنا متقی کا کام ہے

گفت پیغمبرؐ کہ سوگندِ شما — راست گیرم یا کہ پیغامِ خدا

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ تمہاری قسم — سچ سمجھوں یا خدا کا پیغام

---

[1] غزا۔ یعنی غزوہ تبوک۔ گفت۔ آنحضورؐ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ انسے صاف انکار کر دو خواہ نتیجہ میں جنگ برداشت کرنی پڑے۔ خاش۔ آنحضورؐ نے منافقوں سے فرمایا چپ رہو ورنہ تمہاری دیگر جملہ سازیں کھول دونگا۔

[2] چوں نشاں۔ صحابہ کو آگاہ کرنے کیلئے ان کی چند سازشیں ذکر فرمادیں۔ قاصداں۔ یعنی وہ منافق آنحضورؐ کے راز کھول دینے پر شرمندہ ہوکر اس وقت تو واپس ہو گئے پھر دوسرے وقت اپنی برات کرتے ہوئے قرآن لیکر آنحضورؐ کے پاس آئے۔ کایماں۔ جنتے۔ قرآن نے فرمایا ہے کہ منافقوں نے اپنی قسموں کو اپنی ڈھال بنا رکھا ہے۔ کژاں۔ کج فطرت جھوٹے زیادہ قسمیں کھاتے ہیں۔

[3] چوں ندارد۔ کج فطرت میں دینداری نہیں ہوتی لہٰذا وہ قسم توڑ ڈالتا ہے۔ دو چشم۔ یعنی وہ بدعہدوں کا انجام دیکھتے ہیں۔ پیغامِ خدا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ خدا گواہی دیتا ہے کہ ضرور منافق جھوٹے ہیں۔

باز ا؎ سوگندِ دگر خور دندِ قوم | مُصحف اندر دست و برلب مُہرِ صوم
قوم نے پھر دوسری قسم کھائی | ہاتھ میں قرآن منہ پر روزے کی مہر

کہ بحقِّ ایں کلام پاک وراست | کہ بنائے مسجد از بہرِ خداست
کہ اس سچے اور پاک کلام کی قسم | مسجد کی تعمیر خدا کے لئے ہے

اندرینجا ہیچ مکرو حیلہ نیست | قصد ما زاں صدق و ذکر و یارنیست
اس میں کوئی مکر اور حیلہ نہیں ہے | اس سے ہمارا ارادہ سچائی اور ذکر اور یا رب کہنا ہے

گفت پیغمبر کہ آوازِ خدا | می رسد در گوشِ من ہمچوں صَدا
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ خدا کی آواز | میرے کان میں صدا کی طرح آتی ہے

مُہر بر گوشِ شما بنہاد حق | تا باوازِ خُدا نارَد سَبق
اللہ تعالیٰ نے تمہارے کان پر مہر لگا دی ہے | تاکہ خدا کی آواز سے سبق نہ سیکھے

نک صریح آوازِ حق می آیدم | ہمچو صاف از دُردی پالا یدم
اب میرے پاس خدا کی صاف آواز آتی ہے | جو مصفیٰ کی طرح مجھے تلچھٹ سے صاف کر دیتی ہے

چوں کلیم ۲؎ اللہ کز سوئے درخت | بانگ حق بشنید کاے مسعود بخت
جس طرح (موسیٰ) کلیم اللہ نے درخت کی جانب سے | اللہ (تعالیٰ) کی آواز سنی کہ اے نیک نصیب!

از درخت اِنّیِ اَنَا اللہ می شنید | با کلام انوار می آمد پدید
درخت سے "بیشک میں ہی خدا ہوں" سنتے تھے | کلام کے ساتھ انوار ظاہر ہو رہے تھے

چوں زنورِ وحی وامی ماندند | باز نو سوگند ہا می خواندند
جب وہ (منافق) وحی کے نور سے عاجز آجاتے | پھر نئی قسمیں کھانے لگتے

چوں ۳؎ خدا سوگندرا خواندہ سپر | کے نہد اسپر زکف پیکار گر
جبکہ اللہ (تعالیٰ) نے قسم کو ڈھال قرار دیا ہے | جنگجو ہاتھ سے ڈھال کب چھوڑتا ہے؟

باز پیغمبر بہ تکذیب صریح | قَد کَذَبتُم گفت با ایشاں فصیح
پھر پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صاف جھٹلاتے ہوئے | صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ تم جھوٹے ہو

اندیشیدنِ یکے از اصحاب بانکار کہ حضرتِ رَسالت رسولؐ چرا ستّاری نمیکند

صحابہ میں سے ایک کا شبہ کے ساتھ سوچنا کہ حضرت رسالت رسول پردہ پوشی کیوں نہیں کرتے ہیں

ا؎ باز سوگند۔ یعنی انہوں نے ہاتھ میں قرآن لیکر قسم کھائی اور یہ بھی کہا کہ ہم روزے دار ہیں۔ کہ بحق۔ یعنی قرآن کی قسم کھا کر کہا کہ یہ مسجد خدا کے لئے بنائی ہے۔ یارنیست۔ یعنی یارب یارب کہنا ہے۔ آواز خدا۔ یعنی لا تقم فیہ ابدا یعنی اس مسجد ضرار میں کبھی یام نہ کرنا۔ مہر بر گوش قرآن پاک میں ہے خدا نے ان منافقین کے کانوں اور دلوں پر مہر لگادی ہیں۔ صاف۔ صاف۔ شدہ شراب۔

۲؎ کلیم اللہ۔ حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر ایک درخت سے آواز آئی تھی انی انا اللہ۔ چوں زنور۔ جب یہ دیکھتے کہ وحی کے نور کی وجہ سے آنحضور تکذیب پر مصر ہیں تو دوبارہ قسمیں کھانے لگتے۔

۳؎ چوں خدا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اتخذوا ایمانھم جنۃ "انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا ہے۔ ڈھال کو جنگجو کسی حالت میں نہیں چھوڑتا ہے لہذا وہ بھی ناامیدی کے باوجود قسمیں کھا رہے تھے۔

تا یکے یارے زیارانِ رسول — دردلش اِنکارؔ آمد زاں نکول
رسول کے دوستوں میں سے ایک کے — دل میں قسم کے نہ ماننے سے دھوسہ آیا

کاچنیں پیرانِ با شیب و وقار — می کندشاں ایں پیمبر شرمسار
کہ ایسے بوڑھے اور با وقار لوگوں کو — یہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) شرمندہ کر رہے ہیں

کو کرم کو سَتر پوشی کو حیا — صد ہزاراں عیب پوشند انبیاء
کرم کہاں ہے؟ پردہ پوشی کہاں ہے۔ حیا کہاں ہے؟ — انبیاء تو لاکھوں عیب چھپاتے ہیں

باز در دل زود استغفار کرد — تانگردد ز اعتراض اُو روئے زَرد
پھر دل میں بہت جلد استغفار کی — تاکہ وہ اعتراض (کرنے) سے اللہ کے سامنے شرمندہ نہ ہو

لیک آں نقشِ کجش از دل نرفت — مِہرِ بَداز طبع بے حاصل نرفت
لیکن ان کے دل سے وہ ٹیڑھا نقش نہ مٹا — دل سے بروں کی محبت بے نتیجہ نہ رہی

شومیِ یاریِ اَصحابِ نِفاق — کردمُومن راچوایشاں زشت وعاق
منافقوں کی دوستی کی نحوست نے — مومن کوان (منافقوں) کی طرح برا اور نافرمان بنادیا

بازمی زارید کاے عَلامِ سِر — مر مرا مگذار بر کفراں مُصر
انہوں نے پھر گریہ وزاری کی اے بھیدوں کے جانکار! — مجھے کفر پر مصر نہ رکھ

دل بدستم نیست ہمچو دیدِ چشم — ورنہ دل را سوزمے ایندم بخشم
آنکھ کی طرح دل میرے قبضہ میں نہیں ہے — ورنہ غصہ میں میں اسی وقت دل کو پھونک دیتا

اندریں اندیشہ خوابش در ربود — مسجدِ ایشا نش پُر سَر گیں نمود
اس فکر میں ان کو نیند آگئی — ان کو ان کی مسجد گو بر سے پر نظر آئی

سنگہاش اندر حدث جائے تباہ — می دمیداز سنگہا دو دِ سیاہ
اس کے پتھر ناپاکی میں بری جگہ (تھے) — اس کے پتھروں سے کالا دھواں اٹھ رہا تھا

دُودور حَلقش ؔشدو حَلقش بخست — ازنہیبِ دُودِ تلخ از خواب جَست
دھواں انکے حلق میں گھسا اور انکے حلق کو خستہ کردیا — کڑوے دھویں کے خوف سے وہ نیند سے بیدار ہوئے

در زماں در رُوفتادومی گریست — کاے خدا اینہا نشانِ منکریست
فوراً چہرے کے بل گرے اور روتے تھے — اے خدا یہ منکر ہونے کی علامتیں ہیں

خلم بہتراز چنیں حِلم اے خدا — کو کُند از نُورِ ایمانم جُدا
اے خدا ایسی برد باری سے۔غصہ بھلا — جو کہ مجھے نور ایمان سے جدا کر رہا ہے

۱۔ انکار۔شب۔دھوسہ۔نکول۔قسم کھانے سے انکار کرنا یہاں قسم کو قبول نہ کرنا مراد ہے شیب۔بڑھاپا۔کوکرم۔ ان صحابی نے آنحضور کی جانب سے منافقوں کی تکذیب کو کرم اور ستر پوشی اور حیا کے خلاف سمجھا۔روئے زرد۔ یعنی خدا کے سامنے شرمندگی۔نہ ہو۔ مہربد۔یعنی بروں کی محبت جوان صحابی کے دل میں منافقوں کی محبت سے پیدا ہوئی۔بے حاصل بے نتیجہ۔یعنی یہ محبت اپنا رنگ لا کر رہی اور باوجود استغفار کے اس دوسہ کا ازالہ نہ ہوا۔ شومی۔یہ محبت کا نتیجہ اور حاصل ہوا۔

۲۔ باز۔ وہ صحابی کفراں یعنی آنحضور سے متعلق دوسہ ہمچو نظر انسان کا دل اور نظر قابو میں نہیں ہوتا ہے۔نمود۔ان صحابی نے خواب میں دیکھا کہ وہ مسجد ضرار نجاست سے پر ہے۔سنگہاش۔اس مسجد ضرار کے پتھر حدث۔پلیدی۔

۳۔ حلقش۔یعنی خواب دیکھنے والے صحابی کا حلق۔نہیب۔خوف۔ در زماں۔ چونکہ وہ صحابی سمجھے کہ یہ خواب انکے لئے تازیانہ ہے۔خلم۔ ناک کی ریزش یعنی نفرت یعنی آنحضور نے جس غصہ کا اظہار کیا وہ بہتر تھا بہ نسبت اس حلم کے جس کو میں نے اچھا سمجھا تھا اور اس کو بہتر سمجھنے کی بدولت نور ایمان سے محروم ہو رہا ہوں۔

گر بکاوی کوشش اہلِ[1] مجاز | تو بتو گندہ بُوَد ہمچوں پیاز

اگر تو نام کے مسلمانوں کی کوشش کی کھود کرید کریگا | تو وہ پیاز کی طرح تہہ بہ تہہ بدبو دار ہو گی

ہر یکے از یکد گر بے مغز تر | صادقاں رایک زدیگر نغزتر

ہر (تہہ) دوسری سے زیادہ بے مغز ہو گی | سچوں کی ایک (تہہ) دوسری سے زیادہ اچھی ہو گی

صد کمر بستہ بمکرآں قوم سُست | از نفاق وزُرق و دین نادرست

اس سُست قوم نے مکاری پرسو (طرح سے) کمرباندھی تھی | نفاق اور جھوٹ اور غلط دین کی وجہ سے

صد کمر آں قوم بستہ برقبا | بہر ہدم مسجد اہلِ قبا

وہ قوم سو طرح سے قبا پر کمر کسے ہوئی تھی | قبا والوں کی مسجد کو منہدم کرنے کے لئے

ہمچوں آں اصحابِ فیل اندر حبش | کعبہ کردند و حق آتش زدش

ان ہاتھی والوں کی طرح جنہوں نے حبشہ میں | کعبہ بنایا اور اللہ نے اس میں آگ لگا دی

قصدِ خانہ کعبہ کر دندز انتقام | حالِ شاں چوں شد فروخواں از کلام

بدلہ لینے کے انہوں نے خانہ کعبہ کا قصد کیا | ان کا کیا حال ہوا ؟ کلام اللہ میں پڑھ لے

مرسیہ رویانِ دیں را خود جہیز | نیست الاّ حیلت و مکرو ستیز

دین کے رو سیاہوں کا سامان | حیلہ اور مکر اور لڑائی کے سوا کچھ نہیں ہے

ہر صحابی[2] دید زاں مسجد عیاں | واقعہ باشد یقیں شاں سرّ آں

ہر صحابی نے اس مسجد کو دیکھ لیا نمایاں | واقعہ، یہانتک کہ ان کو اصلیت کا یقین آ گیا

واقعات ار باز گویم یک بیک | پس یقین گرد وصفا براہلِ شک

میں اگر ایک ایک کر کے واقعات بتاؤں | تو شکی لوگوں کو صاف یقین ہو جائے

لیک می ترسم ز کشفِ رازِ شاں | ناز نینا نندو زیبد ناز شاں

لیکن ان کا راز کھولنے میں ڈرتا ہوں | وہ نازوں کے پالے ہوئے ہیں انکو ناز کرنا زیب دیتا ہے

شرع[3] بے تقلیدمی پذ رفتہ اند | بے محک آں نقد را بگرفتہ اند

انہوں نے شریعت کو بے تقلید قبول کیا ہے | بغیر کسوٹی کے اس نقد کو لیا ہے

حکمتِ قرآں چوضالہ مُومن ست | ہر کسے از ضالہ خود مُوقن ست

قرآن کی حکمت چونکہ مومن کی گم شدہ چیز ہے | ہر شخص کواپنی گمشدہ چیز پر (دیکھنے کے بعد) یقین آجاتا ہے



[1] اہلِ مجاز۔ وہ لوگ جو حقیقت سے محروم ہیں ان کے اعمال کی ہر تہہ پیاز کے چھلکوں کی طرح بے مغز اور بدبودار ہو گی۔ صد کمر۔ یعنی یہ منافقین مسجد قبا کو تباہ کرنے کی سو سو چالیں چل رہے تھے۔ قبا۔ قاف کے فتحہ کے ساتھ مدینہ کے قریب وہ بستی ہے جس میں آنحضورؐ ہجرت کے بعد آ کر مقیم ہوئے تھے اور وہاں وہ مسجد تعمیر فرمائی تھی جس کو منافقین برباد کرنا چاہتے تھے۔ ہمچو۔ ان منافقوں کا مسجد قبا کو برباد کرنے کا ارادہ اسی طرح کا تھا جیسا کہ ابرہہ کے لشکر نے خانہ کعبہ کو برباد کرنا چاہا تھا۔ کعبہ کردند۔ مکی کعبہ کے بالمقابل یمن کے شہر صفا میں ایک کعبہ بنایا گیا حبشہ میں نہیں بنایا گیا تھا لیکن مولانا نے حبشہ کا ذکر اس لئے فرمادیا ہے کہ یمن اس دور میں شاہ حبشہ کے ماتحت تھا۔ آتش حقیقتاً آگ نہیں بلکہ اس فرضی کعبہ کو ایک شخص نے پاخانہ کردیا تھا۔ کلام۔ سورہ الم ترکیف میں سارا واقعہ منقول ہے۔

[2] ہر صحابی۔ جس طرح سے یہ صحابی آنحضورؐ کے اس معاملہ میں مشکوک تھے بعض دوسرے صحابہ بھی مشکوک ہوئے تھے ان سب نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا۔ ناز نینا۔ نند۔ صحابہ کی جماعت ناز پروردہ تھی اس طرح کا ناز ان کو زیب تھا۔

[3] شرع۔ صحابہ اصلی مسلمان تھے نسلی نہ تھے۔ بے محک۔ ثبوت کی تصدیق اور احکام پر آنکھ بند کر کے عمل کرتے تھے۔ حکمت قرآن۔ قرآنی احکام ان کے لئے اپنی گمشدہ چیز کی طرح تھے جس کو دیکھ کر انسان فوراً بغیر دلیل کے پہچان جاتا ہے۔

قصہ[۱] آں شخص کہ اشتر ضالّہ خود رامی جُست و نشاں می پرسید

اس شخص کا قصہ جو اپنے گم شدہ اونٹ کو تلاش کرتا تھا اور پتہ پوچھتا تھا

اُشترے گم کردی و جستیش چُست — چوں بیابی چوں ندانی کاں تُست
تو نے اونٹ گم کیا اور اس کو چستی سے ڈھونڈا — جب تو اسے پالیگا کیسے نہ سمجھے گا کہ وہ تیری ملکیت ہے

ضالّۂ چہ بود ناقۂ گم کردۂ — از کفت بگریختہ در پردۂ
گم شدہ چیز کیا تھی، گم شدہ اونٹنی — جو تیرے ہاتھ سے نکل بھاگی، چھپ گئی

آمدہ دربار کردن کارواں — اُشترِ تو زاں میاں گشتہ نہاں
قافلہ لادنے کے لئے آیا — تیرا اونٹ اس دوران چھپ گیا

کارواں دربار کردن آمدہ — اُشتر تو زاں میانہ گم شدہ
قافلہ لادنے کے لیے آیا — تیرا اونٹ اس درمیان میں گم ہو گیا

می دوی ایں سُو و آں سُو خشک لب — کارواں دور شد و نزدیکست شب
تو خشک ہونٹوں کے ساتھ ادھر ادھر دوڑتا ہے — قافلہ دور ہو گیا اور رات نزدیک ہے

رخت ماندہ بر زمیں در راہِ خوف — تو پے اُشتر رَواں گشتہ بطوف
خوفناک راستہ میں سامان زمین پر پڑا ہے — تو اونٹ کے پیچھے چکر کاٹ رہا ہے

کاے[۲] مسلماناں کہ دیدست اُشترے — جَستہ بیروں بامداد از آخُرے
کہ اے مسلمانو! کسی نے وہ اونٹ دیکھا ہے — جو صبح کو چر سے نکل بھاگا ہے

ہر کہ بر گوید نشان از اُشترم — مُژدگانی می دہم چندیں دِرم
جو میرے اونٹ کا پتہ بتائے گا — میں اس کو اتنے درہم انعام میں دونگا

بازمی جوئی نشاں از ہر کسے — ریشخندت می کنند زیں ہر خسے
پھر تو ہر شخص سے پتہ پوچھتا ہے — اس پر ہر کمینہ تیری مذاق اڑاتا ہے

کاشترے دیدیم می رفت ایں طرف — اُشترے سُرخے بسوئے آں علف
کہ میں نے ایک اونٹ دیکھا ہے جو ادھر جارہا تھا — ایک سرخ اونٹ اس چراگاہ کی جانب

آں یکے[۳] گوید بُریدہ گوش بُوَد — واں دِگر گوید جُلش منقوش بُوَد
ایک کہتا ہے کہ کنکٹا تھا — دوسرا کہتا ہے اس کی جھول منقش تھی

آں یکے گوید شتر یک چشم بُوَد — واں دگر گوید زگر بے پشم بُوَد
ایک کہتا ہے اونٹ کانا تھا — دوسرا کہتا ہے خارش کی وجہ سے بے اُون تھا

[۱] قصہ۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنی گم شدہ چیز کو بلا تامل پہچان جاتا ہے آنِ تست۔ تیری ملکیت ہے۔ ضالہ۔ یہاں گم شدہ چیز اونٹ سمجھو۔ کارواں۔ یعنی وہ قافلہ جس میں تم شریک تھے۔ کارواں۔ دور شد۔ وہ قافلہ چل دیا اور رات قریب آگئی۔ راہِ خوف۔ یعنی راستہ بھی خطرناک تھا جو اور پریشانی کا باعث تھا۔

[۲] کاے مسلماناں۔ جس کا اونٹ گم ہو گیا تھا وہ مسلمانوں سے یہ کہتا تھا۔ آخر۔ چر جس میں گھاس ڈال کر جانوروں کو کھلائی جاتی ہے۔ مژدگانی۔ انعام۔ ریشخند۔ مذاق اڑانا۔ خس۔ کمینہ۔ علف۔ گھاس، یعنی چراگاہ۔

[۳] آں یکے۔ لوگ اس گمشدہ اونٹ کی مختلف علامتیں ظاہر کر رہے تھے جُلش۔ اس کی جھول۔ منقوش۔ کڑھی ہوئی یک چشم۔ کانا۔ کر۔ خارش کا مرض۔ بے پشم۔ بغیر اون۔

از برائے مژدگانی صد نشاں | از گزافہ[۱] ہر خسے کردہ بیاں
انعام کے لئے سو علامتیں | گپ شپ میں ہر کمینہ نے بتائیں

اے دل ایں اسرا را در گوش کن | قسم تو گر ہست زیں خوش نوش کن
اے دل! ان رازوں کو سن لے | اگر تیری قسمت میں ہے اس سے خوشگوار غذا حاصل کر لے

ہمچنانکہ ہر کسے در معرفت | می کند موصوفِ غیبی را صفت
جس طرح کہ ہر شخص خدا شناسی میں | غیبی موصوف کی صفتیں بیان کرتا ہے

مُتردّد شدن درمیانِ مذاہبِ مختلفہ و بیروں شدن و مخلصی یافتن
مختلف مذہبوں میں متردد ہونا اور ان سے باہر ہونا اور خلاصی پانا

فلسفی[۲] از نوع دیگر کردہ شرح | باحثے مر گفت اُورا کردہ جرح
فلسفی نے دوسرے طریقے پر شرح کی | متکلم نے اس کی بحث پر جرح کی

صوفیاں در ہر دو طعنہ می زنند | باقیاں از زُرق جائے می کنند
صوفی دونوں کو طعنے دیتے ہیں | باقی مکاری سے مر رہے ہیں

ہریک از رہ ایں نشانہا زاں دہند | تا گماں آید کہ ایشاں زاں رہ اند
ہر ایک ایک طریقہ سے اسلئے علامتیں بتاتا ہے | تا کہ خیال ہو جائے کہ وہ اسی راہ کا ہے

ایں حقیقت داں نہ حق اند ایں ہمہ | نے بکلّی گمر ہاں اند ایں رمہ
یہ سمجھ لے کہ یہ سب حق نہیں ہیں | نہ یہ لوگ بالکلیہ گمراہ ہیں

زانکہ[۳] بے حق باطلے ناید پدید | قلب را ابلہ ببُوئے زر خرید
اس لئے کہ حق کے بغیر باطل واضح نہیں ہوتا ہے | بیوقوف کھوٹے کو کھرے کی امید پر خریدتا ہے

گر نبودے در جہاں نقدِ رواں | قلبہا را خرج کردن کے تواں
اگر دنیا میں صحیح سکہ چالو نہ ہوتا | کھوٹوں کو کب صرف کیا جا سکتا؟

تانباشد راست کے باشد دروغ | آں دروغ از راست میگیرد فروغ
جب تک سچ نہ ہو جھوٹ کب ہو گا؟ | جھوٹ، سچ سے فروغ پاتا ہے

بر امیدِ راست کژرامی خرند | زہر در قندے رَو دانگہ خورند
سیدھے کی امید پر ٹیڑھے کو خرید لیتے ہیں | زہر شکر میں ہوتا ہے تب کھا لیتے ہیں

گرنباشد گندِ مجُوب نوش | چہ بَرد گندم نمائے جو فروش
اگر لذیذ گیہوں نہ ہو | گندم نما جو فروش کیا حاصل کرے؟

[۱] گزاف۔ بکواس۔ اے دل۔ غرضیکہ راز یہی ہے کہ جس میں قبول حق کی استعداد ہوتی ہے وہی حق کو قبول کرتا ہے۔ معرفت پہچان یعنی خدا کی پہچان۔ موصوف۔ غیبی۔ وہ ذات حق جو نظروں سے غائب ہے اور لوگ اس کی صفات بیان کرتے ہیں۔

[۲] فلسفی۔ صفات باری کے معاملہ میں فلاسفہ کا قول ہے کہ ذات باری ذات خالص ہے اور صفات محض فرضی ہے۔ باحث۔ یعنی متکلم۔ متکلمین صفاتِ باری کے وجود کے قائل ہیں بعض صفات جیسا کہ یدٌ، وَجہٌ، وغیرہ میں تاویل کرتے ہیں۔ واں۔ دگر۔ یعنی محقق صوفیاء جو کل صفات کو ثابت مانتے ہیں اور کیفیت کی تفصیل نہیں کرتے ہیں۔ باقیاں۔ یعنی جو عرفان کے محض مدعی ہیں اور حقیقت سے خالی ہیں ایں حقیقت۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ان گروہوں کی نہ سب باتیں صحیح ہیں نہ سب باتیں غلط ہیں کچھ صحیح ہیں کچھ غلط ہیں۔

[۳] زانکہ۔ ہر باطل کے ساتھ کچھ نہ کچھ حق ضرور ملا ہوا ہوتا ہے مولانا نے چند مثالیں اس کی بیان فرمائی ہیں۔ قُلب۔ کھوٹے سکے میں ملاوٹ کے ساتھ کچھ اصل ضرور ہوتی ہے۔ تانباشد۔ جھوٹا آدمی بھی جھوٹ میں سچ ملا کر باتا ہے۔ برامید۔ اگر کجی کے ساتھ سیدھا پن نہ ہو تو کجی کا کوئی خریدار نہیں بن سکتا۔ زہر زہر میں اگر شکر نہ ہو تو کوئی دھوکے میں زہر نہیں کھا سکتا ہے گرنباشد۔ اگر جو میں گیہوں ملا ہوا نہ ہو تو گندم نما جو فروشی کب ہو سکتی ہے۔

پس مگو ایں جملہ[1] دینہا باطل اند — باطلاں بر بوئے حق دامِ دل اند
یہ نہ کہہ یہ سب دین باطل ہیں — باطل، حق کی خوشبو کی وجہ سے دل کا جال ہیں

پس مگو جملہ خیال ست و ضلال — بے حقیقت نیست در عالَم خیال
لہٰذا یہ نہ کہہ کہ سب وہم اور گمراہی ہے — دنیا میں وہم حقیقت کے بغیر نہیں ہوتا ہے

حق شب قدرست در شبہا نہاں — تا کند جاں ہر شبے را امتحاں
حق، شب قدر ہے جو توں میں پوشیدہ ہے — تا کہ جان ہر رات کو آزمائے

نے ہمہ شبہا بود قدر اے جواں — نے ہمہ شبہا بود خالی ازاں
اے نوجوان! سب راتیں شب قدر نہیں ہیں — نہ سب راتیں اس سے خالی ہیں

درمیانِ دلق پوشاں یک فقیر — امتحاں کن وانکہ حق ست آں بگیر
گدڑی پہننے والوں میں کوئی ایک فقیر ہے — آزمالے، جو حق ہے اس کو اختیار کر لے

مومن کیّس مُمیز کو کہ تا — باز داند بادشہ را از گدا
سمجھدار مومن تمیز کرنیوالا کہاں ہے؟ تاکہ — شاہ کو گدا سے ممتاز کر لے

گرنہ میعوبات[2] باشد در جہاں — تاجراں باشند جملہ اَبلہاں
اگر دنیا میں عیب دار چیزیں نہ ہوں — سب بے وقوف تاجرین بن جائیں

پس بُود کالہ شناسی سخت سہل — چونکہ عیبے نیست چہ نا اہل و اہل
پھر تو سامان کو پہچاننا بہت آسان ہو — جب کوئی عیب نہیں ہے، پھر کیا اہل کیا نا اہل

ور ہمہ عیب ست دانش سُود نیست — چوں ہمہ چوب ست اینجا عود نیست
اگر سب عیب ہے تو عقل کا فائدہ نہیں ہے — جب سب لکڑیاں ہیں تو اس جگہ اگر ہے ہی نہیں

آنکہ گوید جملہ حق ست احمقی ست — وانکہ گوید جملہ باطل او شقی ست
جو یہ کہتا ہے کہ سب حق ہیں بیوقوفی ہے — جو یہ کہے کہ سب باطل ہیں وہ بد بخت ہے

تاجرانِ انبیاء کردند سُود — تاجرانِ رنگ و بو کور و کبود
انبیاء کے تاجروں نے فائدہ کما لیا — رنگ و بو کے تاجر اندھے اور بہرے ہیں

می[3] نماید مارت اندر چشمِ مال — ہر دو چشم خویش را نیکو بمال
تیری نگاہ میں سانپ مال نظر آتا ہے — اپنی دونوں آنکھوں کو خوب مل لے

مُنگر اندر غبطہ ایں بیع و سُود — بنگر اندر خُسر فرعون و ثمود
اس معاملہ اور فائدہ میں شک کو پیشِ نظر نہ رکھ — فرعون اور ثمود کے ٹوٹے کو دیکھ لے

---

[1] جملہ دینہا۔ یہی حال مناسب کا ہے کہ اس میں بھی حق و باطل ملا جلا ہے۔ پس مگو ہر مذہب کی ہر بات کو باطل قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ حق شب قدر حق باطل میں اسی طرح پوشیدہ ہوتا ہے جیسا کہ شب قدر دوسری راتوں میں۔ تا کند۔ پوشیدہ رکھنے میں یہ حکمت ہے۔ ہر شب میں اس کی تلاش جاری رہے۔ درمیانِ دلق۔ مصنوعی فقراء میں بھی کوئی اللہ کا خاص بندہ ہوتا ہے۔ مومن کیّس۔ عقلمند مومن کا کام یہ ہے کہ وہ ان میں سے اس کی جستجو کر لے۔

[2] گرنہ معیوبات۔ اگر سب سودے بے عیب ہوں تو ہر بیوقوف تاجرین بیٹھے۔ ور ہمہ۔ اگر سب معیوب ہوں تو عقل بیکار ہے اس کا کام باقی نہیں رہتا ہے احمقی۔ دن بات کو یکساں سمجھنے والا احمق ہے۔ شقی۔ سب کو باطل کہنا خود رائی پر مبنی ہے جو شقاوت ہے۔ تاجرانِ انبیاء جو لوگ انبیاء کی ہدایت کے ماتحت اعمالِ حسنہ کا کاروبار کرتے ہیں وہ نفع میں ہیں۔ رنگ و بو۔ یعنی دنیاوی فائدے

[3] می نماید۔ دنیا دار سانپ یعنی دنیوی فوائد کو مال سمجھتا ہے نیکو بمال۔ تا کہ صحیح نظر آنے لگے۔ منگر۔ دنیاوی نفع نقصان پر غبطہ نہ کر فرعون اور ثمود نے دنیاوی نفع کو نفع سمجھا ان کا حشر دیکھ لو۔

امتحاں کردن ۱ ہر چیزے تا ظاہر شود خیرے و شرّے کہ دروَیست

ہر چیز کی آزمائش کرنا تاکہ اس میں جو بھلائی اور برائی ہے وہ ظاہر ہو جائے

اندریں گردوں مکرّر کُن نظر ۔ زانکہ حق فرمود ثُمَّ ارْجِعْ بَصَرْ
اس آسمان پر مکرر نظر ڈال ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پھر نگاہ لوٹا

یک نظر قانع مشوزیں سَقفِ نور ۔ بارہا بنگر ببیں ھَلْ ۲ مِنْ فُطُوْر
نور کی اس چھت پر ایک نگاہ پر قانع نہ بن ۔ بار بار دیکھ، دیکھ کوئی شگاف ہے ؟

چونکہ گفت ست کاندریں سَقفِ نِکو ۔ بارہا بنگر جو مَردِ عیب جُو
چونکہ اس نے تجھ سے فرمایا ہے کہ اس اچھی چھت میں ۔ عیب تلاش کرنے والے کی طرح بار بار دیکھ

پس زمینِ تیرہ را دانی کہ چند ۔ دیدن و تمییز باید در پسند
تو تاریک زمین کے بارے میں سمجھ لے کسقدر ۔ دیکھنا اور تمیز کرنا پسندیدگی میں درکار ہے

تا بپا لائیم صا فاں از دُرد ۔ چند باید عقلِ ما را رنج بُرد
تاکہ ہم صاف اخلاق کو تلچھٹ سے صاف کر لیں ۔ ہماری عقل کو کتنی مرتبہ تکلیف اٹھانی چاہیے ؟

امتحانہائے ۳ زُمستان و خزاں ۔ تابِ تابِستاں بہارِ ہمچو جاں
جاڑوں اور خزاں کی آزمائشیں ۔ گرمیوں کی گرمی، جان جیسی بہار

بادہا و اَبرہا و بَرقہا ۔ تا پدید آرد عوارض فرقہا
ہوائیں اور ابر اور بجلیاں زمین پر یہ ساری آزمائشیں اسلئے ہیں ۔ تاکہ یہ عوارض فرقوں کو واضح کر دیں

تابروں آرد زمین خاک رنگ ۔ ہرچہ اندر جیب دارد لعل و سنگ
تاکہ خاکی رنگ کی زمین نکال ڈالے ۔ جو کچھ اس کی جیب میں لعل اور پتھر ہیں

ہرچہ دُزدیدست ایں خاکِ دژم ۔ از خزانہ حق و دریائے کرم
اس افسردہ خاک نے جو چرایا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے اور دریائے کرم سے

شحنہ تقدیر گوید راست گو ۔ آنچہ بُردی شرح دہ اے حیلہ جو
تقدیر کا کوتوال کہتا ہے سچ بتا دے ۔ اے حیلہ جو! جو کچھ تو نے چرایا ہی اس کی تشریح کر دے

تامیانِ قہر و لُطف آں خُفیہا ۔ ظاہر آیدز آتش خوف و رِجا
تاکہ قہر اور مہر کے درمیان وہ پوشیدہ چیزیں ۔ خوف اور امید کی آگ کی وجہ سے ظاہر ہو جائیں



---

۱ امتحان کردن ۔ چونکہ دنیا میں نہ خیر محض ہے نہ شر محض لہذا ہر چیز پر غور کر لینا چاہیے حق فرمود ۔ قرآن پاک میں ہے ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ پھر بار بار نظر کو لوٹا وہ کھسیانی ہو کر تھکی ماندی تیری طرف واپس ہو گی۔

۲ هَلْ مِنْ فُطُوْر ۔ قرآن پاک میں ہے ۔ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ نظر کو لوٹا کیا تو کوئی شگاف دیکھتا ہے چونکہ ۔ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان جیسی شفاف چیز پر بار بار نظر کرنے کا حکم دیا ہے تو تاریک زمین پر کتنی بار نظر ڈالنا اس کو پسند ہو گا ۔ تا بپالائم ۔ خارجی چیزوں میں غور و فکر کو ظاہر کرنے بعد مولانا فرماتے ہیں اپنے اخلاق میں سے اچھے برے میں تمیز کرنے کے لئے عقل پر بہت زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔

۳ امتحانہائے ۔ تکونیات میں زمین پر مختلف عوارض اس لئے طاری کئے ہیں تاکہ زمین مخفی چیزوں میں فرق واضح ہو جائے ۔ تابروں ۔ ان ہی آزمائشوں کی وجہ سے زمین لعل و سنگ اگلتی ہے اور لعل و سنگ کا امتیاز واضح ہو جاتا ہے ۔ ہرچہ ۔ لعل و سنگ وغیرہ سب زمین نے چھپا رکھے ہیں جو اللہ کے خزانوں کی چیزیں ہیں ۔ راست گو ۔ یعنی زمین سے یہ امتحانات اقرار کرا لیتے ہیں تامیاں ۔ زمین کو گرم و سرد امتحانات سے گذار کر چھپی چیزوں کا اقرار کرانا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوتوال مجرم سے کبھی نرم اور کبھی سخت برتاؤ کرتا ہے تاکہ وہ اقرار کر لے اور راز بتا دے۔

آں بہاراں[1] لطفِ شحنۂ کبریاست — واں خزاں تخویف و تہدیدِ خداست

موسم بہار اللہ (تعالیٰ) کے کوتوال کی مہر ہے — اور موسم خزاں اللہ تعالیٰ کی دھمکی اور ڈراتا ہے

واں زمستاں چار میخِ معنوی — تا توائے دزدِ خفی ظاہر شوی

جاڑا باطنی طریقہ پر چار میخ ہے — تاکہ اے چھپے ہوئے چور تو ظاہر ہو جائے

پس مجاہد راز مانے بسطِ دل — یک زمانے قبض و درد و غش و غل

تو مجاہدہ کرنے والے کیلئے کسی وقت دل کا انبساط — کسی وقت انقباض اور درد اور کھوٹ اور کدورت

زانکہ ایں آب و گلِ کابدانِ ماست — منکر و دزدِ ضیائے جانہاست

اسلئے ہے کہ ہمارے بدن جو پانی اور مٹی کے ہیں — ہماری روحوں کے نور کے منکر اور چور ہیں

حق[2] تعالیٰ گرم و سرد و رنج و درد — بر تنِ ما می نہد اے شیر مرد

اللہ تعالیٰ، گرم اور سرد اور رنج اور درد — اے بہادر! ہمارے جسم پر ڈالتا ہے

خوف و جوع و نقصِ اموال و بدن — جملہ بہرِ نقدِ جاں ظاہر شدن

خوف اور بھوک اور جان مال کا گھٹاؤ — سب جان کا مال ظاہر ہونے کے لئے ہیں

ایں وعید و وعدہا انگیخت ست — بہرِ ایں نیک و بدے کامیخت ست

یہ دھمکی اور وعدے پیدا کئے ہیں — کیونکہ نیک اور بد کو ملا رکھا ہے

چونکہ حق و باطلے امیختند — نقد و قلب اندر چرمداں ریختند

چونکہ حق اور باطل کی آمیزش کر دی ہے — کھرے اور کھوٹے کو ایک تھیلے میں بھر دیا ہے

پس[3] محک می بایدش بگزیدہ — در حقائق امتحانہا دیدہ

تو ایک منتخب کسوٹی کی ضرورت ہے — جو حقیقتوں میں آزمائی ہوئی ہو

تا شود فاروق ایں تزویرہا — تا بود دستورِ ایں تدبیرہا

تاکہ وہ ان مکاریوں میں فرق کرنیوالی بنجائے — تاکہ وہ ان تدبیروں کا وزیراعظم بن جائے

شیر دہ اے مادرِ موسیٰ ورا — واندر آب افگن میندیش از بلا

اے موسیٰ کی ماں! اس کو دودھ پلا — اور دریا میں ڈالدے، مصیبت کی فکر نہ کر

ہر کہ در روزِ الست آں شیر خورد — ہمچو موسیٰ شیر را تمییز کرد

جس نے الست کے دن وہ دودھ پی لیا — اس نے موسیٰ کی طرح دودھ کو پہچان لیا

خود بر تو ایں حکایت روشن ست — کہ غرض نے ایں حکایت گفتن ست

خود تجھ پر یہ بات واضح ہے — کہ مقصد کہانی سنانا نہیں ہے

---

[1] بہاراں۔ زمین پر موسم بہار کا اثانیہ تو کوتوال کا قہر ہے۔ زمستاں۔ زمین کیلئے جاڑوں کا موسم چارمیخ کی سزا ہے۔ چارمیخ شکنجہ میں مجرم کے چاروں ہاتھ پیر چار میخوں سے کس دیئے جاتے تھے۔ پس مجاہد مجاہدہ کرنیوالے پر جو اچھی بری حالتیں طاری ہوتی ہیں وہ بھی اسلئے ہیں کہ جسم نے جو بمنزلہ زمین کے ہے روح کا نور چرا رکھا ہے۔

[2] حق تعالیٰ۔ انسانی جسم پر جو قدرت کی جانب سے مختلف سختیاں ہوتی ہیں وہ اسی لئے ہیں کہ اس نے روح کے نقد کو چرا رکھا ہے۔ جوع۔ بھوک۔ نقص۔ اموال۔ مالوں کا نقصان۔ ایں وعید۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنتوں اور نعمتوں کے وعدے اور انجام بد اور جہنم کی وعیدیں بھی اسی لئے ہیں تاکہ اچھے اور برے میں امتیاز ہو جائے چرمداں۔ چمڑے کا تھیلا۔

[3] پس محک۔ مولانا نے اچھے برے میں امتیاز کرنے کی عقل کے علاوہ یہ ترکیب بھی بتائی کہ تجربہ کار شیخ کے ذریعہ اس کام کی تکمیل کی جائے اور اس کو ان تدبیروں کا دستورِ اعظم بنالیا جائے۔ شیر دہ۔ شیخ کو پہچاننے کے لئے فطرت سلیمہ کی ضرورت ہے۔ سلیم فطرت والا عہد الست سے اس ذوق سے واقف ہے، جس کے پاس یہ ذوق ہوگا وہ اس کو فوراً پہچان لے گا۔ حضرت موسیٰ کی والدہ کو دودھ پلا کر اور صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈالدینے کا حکم اسی لئے ہوا تھا کہ وہ اپنی ماں کے دودھ کے ذائقہ سے واقف ہو جائیں جب دودھ پلانے والیاں دودھ پلانے آئیں تو ماں کے دودھ کو پہچان لیں۔

گر تو ا برتمیز طفلت مولعی　این زماں یا امِّ موسیٰ ارضعی
اگر تو اپنے بچہ کے تمیز کرنے کی خواہشمند ہے　اب اے موسیٰ کی ماں ! دودھ پلا

تا بہ بیند طعم شیرِ مادرش　تا فرو ناید بہ دایہ بد سرش
تاکہ وہ اپنی ماں کے دودھ کا مزا سمجھ لے　تاکہ بری دایہ کے سامنے اس کا سر نہ جھکے

شرح فائدۂ حکایتِ آں شخصِ شتر جوئندہ
اونٹ تلاش کرنیوالے شخص کی حکایت کے فائدہ کی تشریح

اُشترے گم کردہ اے معتمد　ہر کس از اشتر نشانت می دہد
اے معتمد ! تو نے اونٹ گم کر دیا ہے　ہر شخص تجھے اونٹ کی نشانی بتا رہا ہے

تو نمی دانی کہ آں اشتر کجاست　لیک دانی کایں نشانہا خطاست
تجھے معلوم نہیں کہ وہ اونٹ کہاں ہے　لیکن تو جانتا ہے کہ یہ نشانیاں غلط ہیں

واں کہ اشتر گم ۲ نہ کرد اُوازِ مرے　ہمچوں آں گم کردہ جوید اشترے
جس نے اونٹ گم نہیں کیا وہ جھگڑے کے لئے　اونٹ گم کرنیوالے کی طرح اونٹ ڈھونڈتا ہے

کہ بلے من ہم شتر گم کردہ ام　ہر کہ یابد اُجرتش آوردہ ام
کہ ہاں میں نے بھی اونٹ گم کیا ہے　جو اس کو پائے اس کے لئے میں انعام لایا ہوں

تا در اشتر با تو انبازی کند　بہرِ طمعِ اشتر ایں بازی کند
تاکہ اونٹ میں تیرے ساتھ شریک ہو جائے　اونٹ کے لالچ میں یہ کھیل کھلتا ہے

اُو نشانِ ۳ کژ نہ بشنا سدز راست　لیک گفتت آں مقلّد راعصاست
وہ غلط علامت کو صحیح علامت سے جدا نہیں کرسکتا ہے　لیکن تیری گفتگو اس مقلد کی لاٹھی ہے

ہر چرا گوئی خطا بود آں نشاں　اُو بتقلیدِ تو می گوید ہماں
جس کو تو کہتا ہے یہ علامت غلط ہے　وہ تیری تقلید میں وہی کہہ دیتا ہے

چوں نشانِ راست گویند و شبیہ　پس یقیں گردد ترا لا ریب فیہ
جب وہ سچی علامت اور ملتی جلتی بتاتے ہیں　تو تجھے یقین آجاتا ہے کہ اسمیں کوئی شک نہیں ہے

آں شفائے جانِ رنجورت شود　مظہرِ حسن چو گنجورت شود
وہ (علامت) تیری فکر مند جاں کی شفا بنجاتی ہے　تیرے خزانچی جیسے حس کو ظاہر کرنیوالی بنجاتی ہے



۱ گرتو۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے بچہ میں بھی دودھوں کو امتیاز کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو اس کو پہلے سے دودھ پلا دے تاکہ وہ بروقت اور دودھوں سے تیرے دودھ کو ممتاز کرلے اور شیخ کامل اور شیخ ناقص کو سمجھ سکے اُشترے گم کردہ۔ تلاش حق میں جب انسان نکلتا ہے تو مختلف لوگوں سے اس کو واسطہ پڑتا ہے بعض صحیح رہنمائی کرتے ہیں اور بعض غلط اگر انسان میں فطرت سلیمہ ہے اور اس میں عہد الست کی بو ہے تو وہ ان لوگوں کی صحیح اور غلط نشاندہی میں امتیاز کر لیتا ہے اور صحیح انسان کی دستگیری کرتا ہے۔
۲ اشتر گم۔ نہ کرد بعض لوگوں میں حقیقی طلب نہیں ہوتی وہ دیکھا دیکھی پیر کے ساتھ لگ جاتے ہیں اور تلاش کے مدعی بن جاتے ہیں اور طالب کے حصہ میں سے حصہ بٹانے کی فکر کرنے لگتے ہیں۔ ایں بازی۔ یعنی بغیر اونٹ کھوئے اونٹ کی تلاش کرنا۔
۳ او نشان کژ۔ اگر کوئی اس کو اونٹ کی غلط نشاندہی کرتا ہے تو وہ غلط صحیح میں کوئی فرق نہیں کرسکتا ہے محض تمہاری باتوں کو اپنا سہارا بنا کر کسی نشانی کو غلط اور کسی نشانی کو صحیح ظاہر کرتا ہے۔ چوں نشان راست جس کا اونٹ حقیقتاً گم ہوا ہے بتانے والا جب اس کی صحیح نشانیاں بتاتا ہے تو اس کو یقین آجاتا ہے اور یہ نشانیاں اس کی خوشی کا سبب بنجاتی ہے اور اس کے بیان کو بلاغ مبین قرار دیتا ہے۔ اور اس کو اپنا پیشرو بناتا ہے۔

صدقِ[1] تو آورد در جُستن تُرا | جستنم آورد در صدقے مَرا
تیری سچائی نے تجھے جستجو میں مبتلا کیا | میری جستجو نے مجھے سچائی میں پہنچا دیا

تخمِ دولت در زمیں می کاشتم | سخرہ و بیکار می پنداشتم
میں نے نصیبے کا بیج زمین میں بویا تھا | (جس کو) میں مذاق اور بیکار سمجھ رہا تھا

آں نہ بُد بیکار کسبے بُد درست | ہر یکے دانہ کہ کِشتم صد برست
وہ بیکار نہ تھا صحیح محنت تھی | میں نے جو ایک دانہ بویا سو اگے

دُزد سُوئے خانہ شد زیردست | چوں درآمد دید کاں خانہ خودست
چور چھپ کر ایک گھر میں گیا | جب اندر پہنچا، دیکھا کہ وہ اسی کا گھر ہے

گرم[2] باش اے سَردتا گرمی رسد | با درشتی ساز تا نرمی رسد
اے افسردہ! سرگرم بن تاکہ جذبہ حاصل ہو | سختی جھیل، تاکہ راحت ملے

آں دو اشتر نیست آں یک اشترست | تنگ آمد لفظ معنیٰ بس پُرست
وہ دو اونٹ نہیں ہیں، ایک اونٹ ہے | الفاظ تنگ ہیں، معنی بہت زیادہ ہیں

لفظ در معنیٰ ہمیشہ نارساں | زاں پیمبر گفت قَدْ کَلَّ اللِّسَانُ
لفظ معنی (کی ادائیگی) میں ہمیشہ کوتاہ ہیں | اسی لئے پیغمبرؐ نے فرمایا زبان عاجز آگئی

نطق اُصطرلاب باشد در حساب | چہ قدر داند ز چرخ و آفتاب
حساب کرنے میں لفظ، اصطرلاب ہیں | وہ آسمان اور سورج کا اندازہ کیا جانے

خاصہ[3] چرخے کایں فلک زو پرہ ایست | آفتاب از آفتابش ذرہ ایست
خصوصاً وہ آسمان کہ یہ آسمان اس کا ایک تنکا ہے | (یہ) سورج اس (فلک) کے سورج کا ایک ذرہ ہے

دربیانِ آنکہ در ہر نفسے فتنۂ مسجدِ ضرارست

اس بیان میں کہ ہر ایک نفس میں مسجد ضرار کا فتنہ (موجود) ہے

چوں پدید آمد کہ آں مسجد نبود | خانہ حیلت بُدو دامِ جہود
جب ظاہر ہو گیا کہ وہ مسجد نہ تھی | مکاری کا گھر اور یہودیوں کا جال تھا

ضرار حقیقتاً مسجد نہیں ہے بلکہ یہود کا ایک جال اور دھوکا ہے تو آنحضورؐ نے اس کو گرواکو کوڑی میں تبدیل کرادیا۔

[1] صدق۔ تیری صادق طلب نے تجھے جستجو میں لگایا میری نقلی جستجو نے مجھے طالب صادق بنادیا۔ تخم دولت۔ طلب اور جستجو تو تھی لیکن نقالی کی وجہ سے بیکار تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل نے اس کو کارآمد بنادیا اور اس کے بہترین نتائج سامنے آگئے۔ زیر دست۔ مغلوب، مخفی، غلط کار بھی بسا اوقات صحیح مقصد حاصل کر لیتا ہے، ریاکاری کے بعد خلوص حاصل ہو جاتا ہے۔

[2] گرم باش۔ انسان کو جدوجہد کرنی چاہیے اور مصائب برداشت کرنے چاہئیں تب راحت ملے گی۔ آں دو اشتر۔ مدعی اور طالب کیلئے دو اونٹ بتائے گئے تھے۔ یہ تعبیر لفظوں کی کوتاہی تھی ورنہ دراصل ایک ہی اونٹ تھا یعنی آخر میں دونوں واصل بحق ہوئے اور ذات حق واحد ہے۔ قَدْ کَلَّ اللِّسَانُ۔ کسی بزرگ کا مقولہ ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ کَلَّ لِسَانُہٗ۔ جس نے اپنے خدا کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہوگئی۔ یعنی ذات و اوصاف کے بیان کرنے سے الفاظ عاجز ہیں۔ اصطرلاب۔ وہ آلہ جسے آسمانوں اور ستاروں کے فاصلے ناپے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ آلہ آسمان کے تمام احوال اور آسمان و سورج کے تمام حقائق نہیں بتا سکتا ہے۔ اسی طرح الفاظ کا حال ہے۔

[3] خاصہ۔ جبکہ نطق اور لفظ بمنزلہ اصطرلاب کے ہیں اور وہ آسمان کے جملہ حقائق کو نہیں بتا سکتا ہے تو اسی طرح الفاظ عالم غیب کے اس آسمان اور سورج کی حقیقت واضح نہیں کر سکتے ہیں جس کے بالمقابل یہ آسمان اور سورج بے حقیقت ہیں۔

پس نبی فرمود کا نرابر کنند مطرحہ خاشاک و خاکستر کنند
تو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اس کو اکھاڑ دیں کوڑے اور مٹی کی کوڑی بنا دیں

صاحبِ[1] مسجد چو مسجد قلب بُوَد دانہا بردام ریزی نیست جُود
مسجد والا کی طرح الٹا تھا تو جال پروانہ ڈالے سخاوت نہیں ہے

گوشت کاندر شست تو ماہی رباست آنچناں لقمہ نہ بخشش نہ سخاست
وہ گوشت جو تیرے کانٹے میں مچھلی کو اچکنے والا ہے ایسا لقمہ نہ بخشش ہے نہ سخاوت ہے

مسجدِ اہلِ قبا کاں بُد جماد[2] آنچہ کفوِ آں نہ بُد راہش نہ داد
قبا والوں کی مسجد جو پتھر کی تھی جو (مسجد) اس کے ہم جنس نہ تھی اسنے اس کو راستہ نہ دیا

دَر جمادات ایں چنیں حیفے نہ رفت زد دراں ناکفو میرِ داد نَفت
جمادات میں (بھی) ایسا ظلم چالو نہ ہوا اس غیر جنس میں حاکم اعلیٰ نے تیل چھڑکا دیا

پس حقائق را کہ اصلِ اصلہاست داں کہ آنجا فرقہا و فصلہاست
تو وہ حقائق جو اصلوں کی اصل ہیں سمجھ لے ان میں بہت سے فرق اور امتیازات ہیں

نے[3] حیاتش چوں حیاتِ اوبُوَد نے مماتش چوں مماتِ اُو بُوَد
نہ اس (مفضول) کی زندگی اس (فاضل) جیسی ہوگی نہ اس مفضول کی موت اس فاضل کی موت کی طرح ہوگی

گورِ اُو ہرگز چو گورِ اُو مداں خودچہ گویم حالِ فرقِ آنجہاں
اس مفضول کی قبر کو اس فاضل کی قبر کیطرح نہ سمجھ اب میں اس عالم (آخرت) کے فرق کی حالت کیا بتاؤں؟

بر محک زن کارِ خود اے مردِ کار تانسازی مسجدِ اہلِ ضرار
اے مصروفِ عمل! اپنے عمل کو کسوٹی پر پرکھ لے کہیں تو اہل ضرار کی مسجد بنا لے

بس براں مسجد کناں تسخر زدی چوں نظر کردی تو خودز انسان بُدی
تو نے اس مسجد کے بنانےوالوں کی بہت مذاق اڑائی جب تو نے غور کیا تو خود ویسا تھا

حکایت ہندو کہ با یارانِ خود جنگ می کرد کہ بد کارید

اس ہندوستانی کا قصہ جو اپنے ساتھیوں سے لڑ رہا تھا کہ تم بدکار ہو

و خبر نداشت کہ خود نیز بداں مُبتلاست

اور اس کو خبر نہ تھی کہ خود اس برائی میں مبتلا ہے



---

[1] صاحب مسجد۔ یعنی ابوعامر راہب جس کے لفظی معنیٰ ہیں آباد کنندہ۔ قلب بود۔ وہ آباد کنندہ نہ تھا بلکہ اس کا تباہ کنندہ تھا لہٰذا وہ برعکس نام نہند زنگی کافور کا مصداق تھا۔ گوشت۔ صورت پر حکم نہیں لگتا بلکہ حقیقت پر حکم لگتا ہے۔ ابوعامر کی صورت تعمیر کی تھی لیکن حقیقتاً تخریب تھی، کانٹے میں مچھلی کی خوراک کی صورت لقمہ کی ہے لیکن حقیقت نہیں ہے لہٰذا اس کو بخشش اور سخاوت نہیں کہا جا سکتا ہے۔

[2] بُد جماد۔ مسجد پتھر کی بنی ہوئی تھی جس میں احساس نہیں ہوتا ہے لیکن اس نے بھی غیر جنس یعنی مسجد ضرار کو گوارا نہ کیا۔ حیفے۔ ظلم، یعنی مسجد ضرار مسجد قبا کے برابر کر دیجائے۔ نفت۔ آگ پکڑنے والا مادہ ہے۔ حقائق۔ یعنی جس طرح مسجد اور مسجد میں فرق ہے اسی طرح حقائق انسانیہ جو تمام حقائق کی اصل اور جڑ ہیں ان میں بہت فروق ہیں ایک انسان اور دوسرے انسان میں، بہت بڑا فرق اور فصل ہے۔

[3] نے حیات۔ افضل اور مفضول کی نہ زندگی یکساں ہے۔ نہ موت دینا میں دونوں کی قبروں میں بھی بہت بڑا فرق ہے آخرت میں جو فرق ہوگا اس کا تو بیان ہی کیا ہو سکتا ہے بر محک۔ انسان کو اپنے اعمال کو پرکھنا چاہیے کہیں ان میں چھپا ہوا حسد اور ریا کارفرما نہ ہو اور اس کے عمل کی صورت مسجد ضرار کی سی صورت نہ ہو۔ بس بسا اوقات انسان دوسروں کے انہی عیوب کی مذاق اڑاتا ہے جو اس میں خود چھپے ہوئے ہیں۔ اسی مضمون کو مولانا نے اس حکایت سے واضح فرمایا ہے۔

چار ہندو[1] در یکے مسجد شُدند ۔ بہرِ طاعت راکع و ساجد شُدند
چار ہندوستانی ایک مسجد میں پہنچے ۔ عبادت کے لئے رکوع اور سجدے میں گئے

ہر یکے بر نیّتے تکبیر کرد ۔ در نماز آمد بہ مسکینی و درد
ہر ایک نے ایک نیت کر کے تکبیر کہی ۔ مسکینی درد کے ساتھ نماز میں لگ گیا

موذّن آمدزاں یکے لفظے بجَست ۔ کاے موذّن بانگ کردی وقت ہست
موذن آیا، اُنمیں سے ایک کی زبان سے یہ لفظ نکلا ۔ اے موذن! تو نے اذان دیدی؟ وقت ہو گیا ہے

گفت[2] آں ہندوے دیگراز نیاز ۔ ہے سخن گفتی و باطل شُد نماز
دوسرے ہندوستانی نے لجاجت سے کہا ۔ ہائے! تو نے بات کر لی اور نماز ٹوٹ گئی

آں سوم گفت آں دوم را کائے عمو ۔ چہ زنی طعنہ بُاو خود رابگو
تیسرے نے دوسرے سے کہا، اے چچا! ۔ اس کو کیا طعنہ دیتا ہے خود کو دے

آں چہارم گفت حمدُ اللہ کہ من ۔ در نیفتادم بچہ چوں ایں سہ تن
چوتھا بولا، خدا کا شکر ہے کہ میں ۔ ان تینوں کی طرح میں کنویں میں نہیں گرا

پس نمازِ ہر چہاراں شد تباہ ۔ عیب جویاں بیشتر گم کردہ راہ
تو چاروں کی نماز برباد ہوئی ۔ عیب جو خود زیادہ گمراہ ہوئے

اے خنک جانے کہ عیبِ خویش دید ۔ ہر کہ عیبے گفت آں بر خود گزید
قابلِ مبارک باد ہے وہ شخص جو اپنا عیب دیکھے ۔ جو کوئی عیب بتائے، اپنے لئے تسلیم کر لے

زانکہ[3] نیمے اُو زعیبستاں بُدست ۔ واں دگرازوے زغیبستاں بُدست
کیونکہ اس کا آدھا، عیبوں کی دنیا کا ہے ۔ دوسرا (آدھا) عالم غیب کا ہے

چونکہ بر سَر مر ترا صد ریش ہست ۔ مرہمش بر خویش باید کاربست
چونکہ تیرے سر پر سو زخم ہیں ۔ ان کا مرہم اپنے اوپر لگانا چاہیئے

عیب کردن ریش را داروئے اوست ۔ چوں شکستہ گشت جائے ارحمواست
زخم کو برا سمجھنا (ہی) اس کا علاج ہے ۔ جب خاکسار بن گیا ارحموا کا محل ہے

گر ہماں عیبت نبود ایمن مباش ۔ بُو کہ آں عیب از تو گردد نیز فاش
اگر وہ عیب تجھ میں نہیں ہے تو (بھی) مطمئن نہ ہو ۔ ہو سکتا ہے کہ وہ عیب تجھ میں ظاہر ہو جائے

تجھ میں نہیں ہے تو بھی تو اس عیب کے بارے میں مطمئن نہ ہو خدا عیب جو میں وہی عیب پیدا کر دیتا ہے۔

[1] ہندو۔ یعنی ہندوستانی مسلمان۔ طاعت۔ یعنی، نماز۔ تکبیر۔ یعنی تکبیر تحریمہ۔ موذن۔ یعنی موذن آیا تو نماز کی حالت میں اس سے باتیں کرنے لگا۔ وقت ہست یعنی اذان کا وقت ہو گیا ہے۔

[2] گفت آں۔ دوسرے نمازی نے نماز کی حالت میں پہلے نماز کی حالت میں پہلے نمازی سے کہا تو نے نماز میں بات کر لی تیری نماز ٹوٹ گئی۔ سوم۔ تیسرے نے نماز کی حالت میں دوسرے سے کہا تو پہلے کو کیا طعنہ دیتا ہے تیر نماز خود ٹوٹ گئی۔ چہارم۔ چوتھا نماز کی حالت میں بولا خدا کا شکر ہے میں نے ان تینوں کی طرح اپنی نماز خراب نہیں کی پس۔ ان چاروں میں سے ہر ایک دوسرے کا عیب ظاہر کر رہا تھا حالانکہ وہی عیب خود اس میں موجود تھا۔ اے خنک۔ وہ شخص قابل مبارکباد ہے جو دوسرے کی عیب جوئی نہ کرے اور اپنے عیب کو تسلیم کرے۔

[3] زانکہ نیمے۔ انسان کا آدھا حصہ جسم ہے اور آدھا حصہ روح ہے۔ جسم عالم خلق کی چیز ہے جو مفاسد سے پر ہے لہٰذا ہر انسان کا عیب دار ہونا ممکن ہے لہٰذا اس کو اپنا عیب تسلیم کر لینا چاہیے چونکہ۔ ہر انسان میں جب عیوب موجود ہیں تو اپنے عیبوں کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے عیب کردن۔ ریش۔ اگر انسان اپنے زخم کو برا سمجھتا ہے۔ تو ضرور اس کے معالجہ میں لگے گا، اپنے عیب کو تسلیم کرنا۔ انکساری اختیار کرنا ہے جو رحمت کا سبب اور مقام ہے۔ ارحموا۔ تم رحم کرو یعنی منکسر انسان پر خدا نے رحم کرنے کا حکم صادر فرما دیا ہے۔ گر ہماں۔ جو عیب تو دوسرے میں بتا رہا ہے اگر وہ

لَا تَخَافُوْا ۱؎ از خدا نشنیدهٔ　　پس چه خود را ایمن و خوش دیدهٔ
تو نے خدا سے "نہ ڈرو" نہیں سنا ہے　　تو اپنے آپ کو مطمئن اور بھلا کیوں سمجھتا ہے؟

سالہا ابلیس نیکو نام زیست　　گشت رُسوا بیں کہ اُو را نام چیست
شیطان سالہا سال ناکامی سے جیا　　(پھر) رسوا ہوا، دیکھا اس کا کیا نام ہے؟

در جہاں معروف بود عُلیائے اُو　　گشت معروفی بعکس اے وائے اُو
جہاں میں اس کی بلندی مشہور تھی　　(اسکی) شہرت برعکس ہو گئی اس پر افسوس ہے

تانۂ ایمن تو معروفی مجو　　پاک شو از خوف پس از امن گو
جب تک تو مطمئن نہ ہو، شہرت نہ چاہ　　پہلے خوف سے پاک ہو جا، پھر امن کی بات کر

تا نروید ۲؎ ریش تو اے خوش ذقن　　بر دِگر سادہ زنخ طعنہ مزن
اے خوبصورت تھوڑی والے! جبتک داڑھی نہ نکل آئے　　دوسرے صاف تھوڑی والے کو طعنہ نہ دے

ایں نگر کہ مبتلا شد جانِ اُو　　در چہے افتاد تا شد پندِ تُو
یہ غور کر کہ اس کی جان مبتلا ہوئی　　وہ کنویں میں گرا یہاں تک کہ تیرے لئے باعث نصیحت بنا

تو نہ نیفتادی کہ باشی پند اُو　　زہر اُو نوشیدہ تو خور قندِ اُو
تو نہ گرا کہ اس کے لئے (باعث) نصیحت ہوتا　　اس نے زہر پیا ہے تو اس کی شکر کھا

قصد کردنِ غُزان بکشتنِ یک مردے تا آں مَردِ دیگر بترسد

غزوں کا ایک شخص کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا کہ دوسرا ڈرے

آں غُزانِ ۳؎ تُرک خونریز آمدند　　بہرِ یغما بردِ ہے ناگہ زدند
خونریز ترک غز آئے　　لوٹ کے لئے انہوں نے اچانک ایک گاؤں پر حملہ کر دیا

دو کس ازاَ عیانِ آں دِہ یافتند　　در ہلاکِ آں یکے بشتافتند
اس شہر کے دو بڑے شخصوں کو انہوں نے پکڑ لیا　　ان میں سے ایک کو قتل کرنے کیلئے دوڑ پڑے

دست بستندش کہ قربانش کنند　　گفت اے شاہان و ارکانِ بلند
اس کے ہاتھ باندھ دیئے تاکہ اس کو ذبح کریں　　اس نے کہا اے شاہو اور بلند شخصیتو!

در چہ مرگم چرامی افگنید　　از چہ آخر تشنۂ خونِ منید
مجھے موت کے کنویں میں کیوں گراتے ہو؟　　آخر میرے خون کے پیاسے کیوں ہو؟

چیست حکمت چہ غرض در کُشتنم　　چوں چنیں درویشم و عُریاں تنم
میرے قتل کرنے میں کیا حکمت کیا غرض ہے؟　　جبکہ میں مفلس اور ننگا ہوں

۱؎ لَا تَخَافُوْا۔ کامل مومن کے لئے قرآن میں لَا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا نہ تم ڈرو نہ خوف کھاؤ کی بشارت ہے لیکن وہ کامل مومن کے لئے ہے تو نے اپنے لئے نہیں سنی تو کیوں مطمئن بنتا ہے۔ سالہا۔ شیطان معلم الملکوت تھا۔ پھر ابلیس بنا تو انسان کو اپنے بارے میں مطمئن نہ ہونا چاہیے۔ دوسروں کی عیب جوئی نہ کیجائے اپنے عیوب کی نگرانی چاہیے۔ بعکس۔ یعنی ذلت۔ تانہ۔ زندگی میں تو نہ امن حاصل ہوگا نہ خوف سے رہائی ہوگی۔

۲؎ تا نروید۔ بے ریش ہونا مردانگی کا عیب ہے تو جب تک اپنا عیب زائل نہ کر لو دوسرے کو طعنہ نہ دو۔ ایں نگر۔ دوسرے کے عیب سے تم عبرت حاصل کرو۔ تو نیفتادی۔ خدا کا شکر کر تو اس کے لئے باعث عبرت نہ بنا۔ زہر اُو نوشید یعنی وہ عیبدار ہے۔ قند او۔ یعنی تو عبرت حاصل کر۔

۳؎ غُزاں۔ غزا۔ ترکوں کی ایک قوم تھی جس کا پیشہ غارتگری تھا۔ یغما۔ لوٹ۔ دو کس۔ یعنی اس گاؤں کے دو بڑے آدمی پکڑ لئے۔ چیست۔ جبکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے تو مجھے قتل کرنے سے کیا فائدہ ہے۔

گفت ۱تاہیبت بریں یارت زند | تابترسد اُو و زر پیدا کند
اس نے کہا تاکہ تیرے ساتھی پر ہیبت طاری ہو جائے | تاکہ وہ ڈرے اور روپیہ بتا دے

گفت آخر اُو زمن مسکیں ترست | گفت قاصد کردہ است او راز رست
اس نے کہا وہ تو مجھ سے بھی زیادہ مسکین ہے | اس نے کہا کہ قصداً (ایسا) کر رکھا ہے (ورنہ) وہ مالدار ہے

گفت چوں وہم ست ماہر دو یکیم | در مقامِ اِحتمال و در شکیم
اسنے کہا جبکہ یہ وہم ہے تو ہم دونوں یکساں ہیں | دونوں احتمال کی جگہ اور مشکوک ہیں

خود دُر ابکشید اوّل اے شہاں | تا بترسم من دہم زر رانشاں
اے شاہو ! پہلے اُس کو قتل کر دو | تاکہ میں ڈروں اور روپے کا پتہ بتا دوں

پس ۲کرمہائے الٰہی بیں کہ ما | آمدیم آخر زماں در انتہا
تو خدا کا کرم دیکھ کہ ہم | آخری زمانے میں خاتمہ پر آئے

آخرین قرنہا پیش از قرون | درحدیث ست آخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ
آخری زمانے والے پہلے زمانہ والوں سے پہلے ہیں | حدیث میں ہے (ہم) آخر میں ہیں، پہلے ہیں

تا ہلاکِ قومِ نوح و قومِ ہود | عارضِ رحمت بجانِ ما نمود
یہانتک کہ قوم نوح اور قوم ہود (عاد) کی ہلاکت نے | رحمت کا بادل ہمیں دکھا دیا

کُشت ایشاں راکہ تا ترسم ازو | ورخود ایں برعکس کردے وائے تو
ان کو برباد کیا تاکہ ہم اس سے ڈریں | اگر وہ اس کے بالعکس کرتا، تیری تباہی تھی

دربیان حالِ خود پرستاں و نا شکراں در نعمت وجودِ انبیاء و اولیا

ان لوگوں کی حالت کا بیان جو انبیاء اور اولیاء کے وجود کی نعمت کے نا شکر اور خود پرست ہیں

ہر چہ ۳ازایشاں گفت ازعیب و گناہ | وز دلِ چوں سنگ و زجانِ سیاہ
ان کے عیب اور گناہوں کا جو کچھ اللہ نے ذکر فرمایا | اور ان کے پتھر جیسے دل اور سیاہ باطن کا

وز سُبکداریِ فرمانہائے اُو | وز فراغت از غمِ فردائے اُو
اور اس (اللہ تعالیٰ) کے احکام کی بے وقعتی کا | اور اپنی قیامت کے غم سے بے فکری کا

وز ہوس وز عشقِ ایں دنیائے دوں | چوں زناں مرنفس رابودن زبوں
اور کمینی دنیا کے عشق اور ہوس کا | اور عورتوں کی طرح نفس کے فرمانبردار ہونیکا



۱ گفت۔ اس ترک نے کہا تجھے اس لئے قتل کرتا ہوں تاکہ دوسرا تجھ سے عبرت حاصل کرے اور اپنی نقدی نکالدے۔ قاصد۔ یعنی اس نے قصداً اپنے آپ کو مفلس بنا رکھا ہے۔ ورنہ وہ مالدار ہے۔ چوں وہم۔ یعنی اس کی مالداری کا وہم ہے۔ یقین تو نہیں ہے۔ یہ وہم مجھ پر بھی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس معاملہ میں ہم دونوں یکساں ہیں لہٰذا اس کو قتل کرتا کہ میں عبرت حاصل کر لوں۔

۲ پس۔ جب اس قصہ سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ وہ خوش نصیب ہے جو دوسرے سے عبرت حاصل کرے تو یہ اللہ کا کرم ہے کہ امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں کے بعد پیدا کیا تاکہ وہ پہلی امتوں کے فرمانوں سے عبرت حاصل کریں۔ اور زیادہ نیکیاں کر سکیں۔ چنانچہ حدیث شریف ہے۔ نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یعنی ہم دنیا میں سب امتوں سے بعد میں پیدا ہوئے لیکن قیامت میں ہمیں سب پر سبقت حاصل ہوگی۔ تا ہلاک۔ یعنی پہلی قوموں سے عبرت حاصل کرنا ہمارے لئے رحمت بن گیا۔ عارض۔ بادل یعنی ان کے لئے بادل بصورت عذاب نمودار ہوا اور ہم پر ابر رحمت بنا بر عکس۔ یعنی ہمیں ان کے لئے باعث عبرت بنا دیتا۔

۳ ہر چہ یہاں سے چھٹے شعر سیر چشماں الخ تک مبتدا ہے اور اس کی خبر "از دعبرت نگرفتی" محذوف ہے۔ سبکداری بے وقعتی۔ فر۔ یعنی قیامت کی فکر سے لا پروائی۔ چوں زناں۔ عورتیں اپنے نفس سے بہت مغلوب ہوتی ہیں۔

واں فرار از نکتہائے ناصحاں　　واں رمیدن از لقائے صالحاں
اور نصیحت کرنیوالوں کے نکتوں سے بھاگنے کا　　اور نیکوں کی ملاقات سے گریز کرنے کا

بادل و با اہلِ ۱ دل بیگانگی　　با شہاں تزویر و روبہ شانگی
دل اور اہلِ دل سے اجنبیت کا　　اور بادشاہوں کے ساتھ مکاری اور چالاکیوں کا

سیر چشماں راگدا پنداشتن　　وز حسد شاں خفیہ دشمن داشتن
اہل قناعت کو بھکاری سمجھنا　　اور حسد سے انہیں چھپا دشمن سمجھنا (انسے تو نے عبرت نہ پکڑی)

گر پذیرد خیر تو گوئی گداست　　ورنہ گوئی مکرو تزویر و دغاست
اگر وہ تیری عطا قبول کرلے تو تو کہتا ہے گدا ہے　　ورنہ تو کہتا ہے کہ مکر اور جھوٹ اور دغا بازی ہے

گردر آمیزد تو گوئی طامع ست　　ورنہ گوئی در تکبر مُولع ست
اگر وہ میل جول کرے تو تو کہتا ہے لالچی ہے　　ورنہ تو کہتا ہے تکبر پر فریفتہ ہے

گر تحمل ۲ کرد گوئی عاجزست　　ور غیور آمد تو گوئی گر پُزست
اگر وہ تحمل کرے تو کہتا ہے عاجز ہے　　اگر غیرت مند ہے تو کہتا ہے غصہ ور ہے

یا منافق وار عُذر آری کہ من　　ماندہ ام در نفقہ فرزندوزن
یا منافق کی طرح تو عذر کرتا ہے کہ میں　　بچوں اور بیوی کے اخراجات میں پھنسا ہوں

نے مرا پروائے سر خاریدن ست　　نے مرا پروائے دین ورزیدن ست
نہ مجھے سر کھجانے کی فرصت ہے　　نہ میرے لئے دین میں لگنے کا موقع ہے

اے فلاں مارا بہمت یاد دار　　تا شویم از اولیا پایانِ کار
اے فلاں! ہمیں (بھی) دعا میں یاد رکھئے　　تاکہ انجام کار ہم بھی اولیاء میں سے ہو جائیں

ایں ۳ سخن ہم نے ز دردو سوز گفت　　خوابناکے ہرزہ گفت و باز خفت
یہ بات بھی درد اور سوز سے نہیں کہی　　نیند کا ماتا بڑ بڑایا اور پھر سو گیا

ہیچ چارہ نیست از قوتِ عیال　　از بُنِ دنداں کُنم کسبِ حلال
بال بچوں کی روزی سے کوئی چھٹکارا نہیں ہے　　بڑی محنت سے حلال روزی کماتا ہوں

چہ حلالے گشتۂ زاہلِ ضلال　　غیرِ خونِ تو نمی بینم حلال
حلال کیا! تو گمراہوں میں سے ہو گیا ہے　　تیرے خون کے سوا میں کچھ حلال نہیں سمجھتا ہوں

از خدا چارہ استش واز قوت نے　　چارہ است از دین واز طاغوت نے
خدا سے چھٹکارا ہے اور روزی سے نہیں ہے　　دین سے چھٹکارا ہے شیطان سے نہیں ہے

---

۱ اہل دل۔ با خدا لوگ شہان۔ یعنی اہل دُنیا۔ سیر چشم۔ مستغنی۔ وز حسد۔ غرضیکہ ان قوموں کے یہ برے احوال اور ان کا برا انجام تیرے سامنے ہے لیکن تو نے ان سے کوئی عبرت حاصل نہ کی۔ طامع۔ لالچی۔ مولع۔ فریفتہ۔

۲ گر تحمل۔ تیری حالت یہ ہے کہ اگر کوئی بزرگ لوگوں کی برائی پر برداشت سے کام لیتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ عاجز ہے کسی کا بگاڑ ہی کیا سکتا ہے اور اگر وہ ناگواری کا اظہار کرے تو اس کو مغلوب الغضب کہتا ہے۔ یا منافق۔ بزرگوں سے تو منافقانہ برتاؤ کرتا ہے دین کے کاموں میں نہ لگنے کی وجہ بال بچوں کی مصروفیت بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ سر کھجانے کی فرصت نہیں دین کے کاموں میں کیسے لگوں اے فلاں۔ بغیر کچھ کیے بزرگوں سے باطنی توجہ کا خواستگار ہے تا کہ ولی بنجائے۔

۳ ایں سخن۔ یعنی دعا اور باطنی توجہ کی درخواست خواب کے۔ تیری اس درخواست کی یہ مثال ہے جیسے کوئی نیند میں بڑبڑائے اور پھر سو جائے۔ ہیچ چارہ۔ مجبوری ظاہر کرتا ہے کہ بال بچوں کا پیٹ پالنے کیلئے محنت سے حلال روزی کمانے میں مصروف ہوں۔ غیر خوں۔ ان صورتوں میں تو حلال روزی تو کیا کماتا تیرا خون بہانا ہی حلال ہے اور تو واجب القتل ہے۔ از خدا یہ ساری مجبوریاں خدا اور دین کے معاملہ میں ہیں۔ شیطان اور کھانے کمانے میں نہیں ہیں۔

ایکہ ۱ صبرت نیست از دنیائے دوں — صبر چوں داری زنِعمَ الْمَاهِدُوْنَ
اے وہ کہ تجھے کمینی دنیا کے بغیر صبر نہیں ہے — "ہم اچھا فرش بچھانے والے ہیں" کے بغیر تجھے کیسے صبر حاصل ہے

ایکہ صبرت نیست از ناز و نعیم — صبر چوں داری ز اللہ کریم
اے وہ کہ عیش و عشرت کے بغیر تجھے صبر نہیں ہے — اللہ کریم کے بغیر تجھے کیسے صبر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از پاک و پلید — صبر چوں داری ازاں کت آفرید
اے وہ کہ پاک ناپاک کے بغیر تجھے صبر نہیں ہے — جس نے تجھے پیدا کیا ہے اس کے بغیر تجھے کیسے صبر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از آب سیاہ — صبر چوں داری تو از چشمۂ الٰہ
اے وہ کہ تیرے لئے بغیر مکدر پانی کے صبر نہیں ہے — اللہ تعالیٰ کے چشمے کے بغیر تو کیسے صابر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از فرزند و زن — صبر چوں داری زحیّ ذوالمنن
اے وہ کہ تجھے بال بچوں کے بغیر صبر نہیں ہے — حی ذوالمنن سے تو کیسے صبر کرتا ہے؟

اے کہ می ۲ گوئی خدا بخشد ترا — آں فریب غُول میداں بَر ترا
اے وہ کہ تو کہتا ہے کہ خدا تجھے بخشدے گا — اس کو چھلاوے کا فریب سمجھ، اس سے نکل

کو خلیلے کو بروں آمد زغار — گفت ہٰذا ربّ ہاں کو کردگار
کہاں ہے وہ خلیل کہ جو غار سے نکلا؟ — کہا یہ خدا ہے، ہاں خدا کہاں ہے؟

من ۳ نخواہم در دو عالم بنگریست — تا ندانم کایں دو مجلس آن کیست
میں دونوں جہان کو نہ دیکھوں گا — جب تک یہ نہ جان لوں کہ یہ دونوں مجلسیں کس کی ملکیت ہیں

بے تماشائے صفتہائے خدا — گر خورم ناں در گلو گیرد مرا
خدا کی صفات کو دیکھے بغیر — اگر میں روٹی کھاؤں تو میرے گلے میں پھنس جائے

چوں گوارد لقمہ بے دیدارِ او — بے تماشائے گُل و گلزارِ او
اسکے دیدار کے بغیر لقمہ کیسے گوارا ہوسکتا ہے؟ — (اور) اس کے گل و گلزار کے بغیر دیکھے

جُز بامیدِ خدازیں آب خور — کہ خورد یک لقمہ الّا گاؤ و خر
اس دنیا میں اس کے وصل کی امید کے بغیر — گاؤ اور خر کے سوا کون ایک لقمہ کھاتا ہے؟

آنکہ کالانعام بُد بَلْ ھُمْ اَضَلّ — گرچہ پُرمکرست آں گندہ بغل
وہ کھاتے ہیں جو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ انسے بھی گمراہ — گرچہ وہ گندے بڑے چالاک ہیں

۱ ایکہ۔ دنیاداری میں بھاگا پھرتا ہے اور دین کے معاملہ میں بے عمل بنکر صابر بنا بیٹھا ہے۔ نِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ۔ قرآن میں خدا نے اپنے بارے میں فرمایا ہے کہ "ہم اچھا فرش بچھانے والے ہیں" از ناز و نعیم دنیا کی لذتوں سے صابر نہیں ہے ان کیلئے تگ و دو میں ہے اللہ کے معاملہ میں صبر ہے کوئی کاوش نہیں ہے۔ پاک و پلید۔ دنیا کی ہر اچھی بری چیز کے لئے جدو جہد ہے اللہ جو خالق ہے اس سے بے نیازی ہے۔ حَیّ ذُوالْمِنَن۔ دونوں خدا کے نام ہیں۔

۲ می گوئی۔ بے عملی پر عذر کے طور پر کہا جاتا ہے۔ اللہ غفور رحیم ہے بخشدیگا مولانا فرماتے ہیں یہ شیطانی وسوسہ کو خلیلے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے غار میں نکلتے ہی جہاں انکی پرورش کی جا رہی تھی خدا کی جستجو شروع کردی تھی ستارے کو دیکھ کر فرمایا کیا یہ خدا ہو سکتا ہے جب وہ غروب کر گیا تو فرمایا کہ غروب کر جانے والا ستارہ خدا نہیں ہو سکتا ہے تو بتاؤ خدا کہاں ہے۔

۳ من نخواہم۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا میں دونوں جہان میں کسی طرف نگاہ بھی نہ اٹھاؤنگا جب تک کہ خدا کو نہ پہچان جاؤں بے تماشا ہی پھر فرمایا خدا کی صفات کو دیکھے بغیر میں روٹی بھی نہ کھاؤں گا۔ چوں گوارد۔ مولانا فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت ابراہیم کا یہ حال تھا تو ان لوگوں پر تعجب ہے جو خدا کی ذات و صفات کو پہچانے بغیر زندگی بسر کرتے ہیں جز بامید۔ خدا کی معرفت کے بغیر کھانا پینا جانوروں کا کام ہے۔ آنکہ جو لوگ خدا کی معرفت کے بغیر زندگی گزارتے ہیں۔ ان کو قرآن پاک نے چوپایہ جیسا بلکہ انسے بھی زیادہ گمراہ قرار دیا ہے۔ گندہ بغل۔ وہ شخص جس کو بغل گندگی بیماری ہو۔

مکرِ اُو[۱] سَر زیرو اُو سر زیر شد | روز گارش بُرد و روزش دیر شد
اس کا مکر ذلیل، اور وہ خود ذلیل ہو گیا | اس کا زمانہ گزرا اس کا وقت ضائع ہوا

فکرِ کاہش کُند شد عقلش خَرف | عمر شد خیرے ندارد چوں الف
اس کی گھاس کی فکر سست پڑ گئی اس کی عقل کمزور ہو گئی | عمر ختم ہو گئی الف کیطرح اس کے پاس کوئی بھلائی نہیں ہے

اُنچہ می گوید دریں اندیشہ ام | ایں ہم از دستانِ ایں نَفسِ ست ہم
وہ جو یہ کہتا ہے فکر مند ہوں | یہ بھی اس نفس کی مکاری ہے

وانچہ می گوید غفورست و رحیم | نیست آں جز حیلہ نفسِ لئیم
وہ جو یہ کہتا ہے (وہ) غفور اور رحیم ہے | کمینے نفس کے حیلہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے

اے[۲] زغم مُردہ کہ دست از ناں تہی ست | چوں غفورست و رحیم ایں ترس چیست
تو اس غم سے مرا جاتا ہے کہ ہاتھ میں روٹی نہیں ہے | جب وہ غفور اور رحیم ہے تو یہ ڈر کیوں ہے؟

شکایت کردنِ پیرے پیشِ طبیب از رنجور یہا وجواب طبیب اُورا

ایک بوڑھے کا ایک طبیب سے بیماریوں کی شکایت کرنا اور طبیب کا اس کو جواب دینا

گفت[۳] پیرے مر طبیبے را کہ من | در زَحیرم از دماغِ خویشتن
ایک بوڑھے نے ایک طبیب سے کہا کہ میں | اپنے دماغ کے معاملہ میں بڑی مشکل میں ہوں

گفت از پیریست آں ضعفِ دماغ | گفت در چشمم ز ظلمت ہست داغ
اس (طبیب) نے کہا یہ دماغ کی کمزوری بڑھاپے کیوجہ سے ہے | اس (بوڑھے) نے کہا میری آنکھوں میں اندھیرے کا داغ ہے

گفت از پیریست اے شیخِ قدیم | گفت پشتم در دمی آرد عظیم
اس (طبیب) نے کہا اے بڑے میاں! بڑھاپے کیوجہ سے ہے | اس (بوڑھے) نے کہا میری کمر میں بہت درد ہے

گفت از پیریست اے شیخ نَزار | گفت ہر چہ می خورم نبوَد گوار
اس (طبیب) نے کہا اے کمزور بوڑھے بڑھاپے کیوجہ سے ہے | اس بوڑھے نے کہا میں جو کھاتا ہوں وہ ہضم نہیں ہوتا ہے

گفت ضعفِ معدہ ہم از پیریست | گفت وقتِ دم مرادم گیریست
اس (طبیب) نے کہا معدہ کی کمزوری میں بڑھاپے کیوجہ سے ہے | اس (بوڑھے) نے کہا سانس لینے میں سانس رکتا ہے

گفت آرے انقطاعِ دَم بود | چوں رسد پیری دو صد علّت شود
اس (طبیب) نے کہا ہاں سانس ٹوٹنے لگتا ہے | جب بڑھاپا آجاتا ہے سینکڑوں بیماریاں آجاتی ہیں

گفت کم شد شہوتم یکبارگی | گفت کز پیریست ایں بیچارگی
اس (بوڑھے) نے کہا میری شہوت ایکدم سے کم ہو گئی ہے | اس (طبیب) نے کہا یہ معذوری بھی بڑھاپے کیوجہ سے ہے

۱۔ مکر او۔ جس نے معرفت کے بغیر زندگی گذاری اگرچہ وہ کتنا ہی چالاک ہو لیکن اس کی مکاری اور زندگی سب تباہ ہے فکر کاہش۔ یعنی اس میں دنیا کی بھی عقل نہ رہی پوری زندگی ختم کر دی اور آخرت کا کوئی توشہ حاصل نہ کیا۔ چوں الف۔ الف کو خالی کہا جاتا ہے چونکہ اس پر کوئی نقطہ نہیں لگتا ہے۔ انچہ می گویند دین کے کاموں میں نہ لگنے والے عموماً یہی کہا کرتے ہیں کہ فلاں کام سے فارغ ہو کر دین کے کاموں میں لگوں گا اور خدا غفور رحیم اور نکتہ نواز ہے بلا عمل بھی بخشدیگا یہ سب نفس کے دھوکے ہیں۔

۲۔ اے زغم۔ اس کی صفات کا بہانہ کر کے دین کا عمل تو چھوڑتا ہے لیکن اپنے پیٹ کی فکر میں مارا مارا پھرتا ہے وہاں اس کی رزاقیت پر بھروسہ کر کے ترک عمل کیوں نہیں کرتا؟

۳۔ گفت۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ جب کسی کے نفس کی برائی ظاہر کی جاتی ہے تو نفس کو بہت برا لگتا ہے لہٰذا اس مرض کا علاج ضروری ہے ورنہ لا علاج ہو جائیگا۔ زحیر۔ پیچش، پیچیدگی۔ ظلمت۔ تاریکی نزار۔ لاغر۔ کمزور۔ گوار۔ یعنی کھانا ہضم نہیں ہوتا ہے۔ کم گیری۔ سانس گھٹنا۔ انقطاع۔ ٹوٹنا جدا ہونا۔ چوں رسد مشہور ہے "یک پیری و صد عیب" شہوت اشتہا۔ صورت کی خواہش

گفت پایم سست شد از رہ بماند
اس (بوڑھے) نے کہا میرے پیر سست ہو گئے ہیں چلنے سے عاجز آ گئے ہیں

گفت کز پیریست در کُنجت انشاند
اس (طبیب) نے کہا یہ بڑھاپے کی وجہ سے جس نے تجھے گوشہ نشین بنا دیا ہے

گفت پشتم چوں کمانے شد دوتا
اس (بوڑھے) نے کہا کہ میری کمر کمان کی طرح دوہری ہو گئی ہے

گفت کز پیریست ایں رنج و عنا
اس (طبیب) نے کہا یہ تکلیف اور مشقت بڑھاپے کی وجہ سے ہے

گفت تاریک ست چشمم اے حکیم
اس بوڑھے نے کہا اے حکیم! میری آنکھوں میں دھند ہے

گفت کز پیریست اے پیر حلیم
اس (طبیب) نے کہا اے بردبار بوڑھے بڑھاپے کی وجہ سے ہے

گفت اے احمق برین بر دوختی
اس (بوڑھے) نے کہا اے بیوقوف تو اس پر جم گیا

از طبیبی تو ہمیں آموختی
طبابت سے تو نے یہی سیکھا ہے

اے مُدَمّغ[2] عقلت ایں دانش نداد
اے بد دماغ! تیری عقل نے تجھے یہ سمجھ نہیں دی

کہ خدا ہر درد را درماں نہاد
کہ خدا نے ہر درد کا علاج رکھا ہے

تو خرا احمق زاندک مائگی
تو کم علمی کی وجہ سے احمق گدھا ہے

بر زمیں ماندی زکوتہ پائگی
تو کوتاہ قدمی کی وجہ سے زمین پر رہ گیا ہے

پس طبیبش[3] گفت اے عمرِ تو شصت
تب طبیب نے اس سے کہا اے ساٹھے!

ایں غضب ویں خشم ہم از پیریست
یہ غصہ اور غضب بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے

چوں ہمہ اَجزا و اَعضا شد نحیف
جب سب اجزا اور اعضاء کمزور ہو گئے ہیں

خویشتن داری و صبرت شد ضعیف
تیری قوت ضبط اور صبر بھی کمزور ہو گئی ہے

بر نتابد دو سخن زو ہے کُند
دو باتوں کی بھی برداشت نہیں کرتا ان سے ہائے ہائے کرتا ہے

تاب یک جُرعہ ندارد قَے کُند
ایک گھونٹ کی برداشت نہیں کرتا قے کر دیتا ہے

جز مگر پیرے کہ از حق ست مست
بجز اس بوڑھے کے جو خدا کا مست ہے

در درونِ اُو حیاتِ طیّب ست
اس کے باطن میں پاکیزہ زندگی ہے

از بُروں پیرست و در باطن صَبی
باہر سے (بظاہر) بوڑھا ہے اور حقیقت میں بچہ ہے

خود کیا نندآں ولی وآں نبی
وہ کون ہیں؟ وہ ولی اور نبی ہیں

گر نہ پیدا اند پیشِ نیک و بد
اگر وہ ہر نیک و بد کے سامنے کھلے ہوئے نہیں ہیں

چیست با ایشاں خساں را ایں حسد
(تو) کمینوں کو ان سے یہ حسد کیوں ہے؟

ورنمی دانند شاں علم الیقیں
اگر وہ ان کو یقینی طور پر نہیں جانتے ہیں

چیست ایں بغض و حیل سازی و کیں
تو یہ بغض اور حیلہ سازی و کینہ کیوں ہے؟

---

[1] کنج۔ گوشہ۔ دوتا۔ دوہری عنا مشقت۔ گفت تاریک یعنی آنکھوں میں روشنی نہیں رہی حلیم بردبار۔ گفت بوڑھے نے غصہ میں طبیب سے کہا بس تیرے پاس ہر بیماری کا ایک ہی جواب ہے اور طبابت میں تو نے صرف یہی سیکھا ہے

[2] مُدمغ۔ متکبر، بددماغ ہر درد را۔ حدیث شریف میں ہے۔ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ شِفَاءً یعنی خدا نے کوئی ایسی بیماری نہیں پیدا کی جس کے لئے علاج نہ پیدا کر دیا ہو۔ بر زمین یعنی نچلا مرتبہ۔

[3] پس طبیبش۔ طبیب نے اس بوڑھے سے کہا تیری ساٹھ کی عمر ہے۔ جس میں آدمی سٹھیا جاتا ہے اور غصہ و غضب بڑھ جاتا ہے یہ بڑھاپے کا ہی اثر ہے۔ جوان میں قوت برداشت زیادہ ہوتی ہے۔ نحیف۔ لاغر کمزور خویشتن داری اپنے آپ کو سنبھالے رکھنا۔ بر نتابد۔ بڑھاپے میں قوت برداشت کم ہو جاتی ہے جز مگر جن کو روحانی طاقت حاصل ہوتی ہے ان پر بڑھاپے کے آثار نمایاں نہیں ہوتے ہیں۔ از بروں۔ اولیاء اور انبیاء کا جسم بوڑھا ہوتا ہے ہمت جوان رہتی ہے۔ گر نہ پیدا اند۔ ناقص لوگوں کا بغض و حسد کامل لوگوں کے کمال کی دلیل ہے۔

ور بد۱ انندے جزائے رستخیز — چوں زنندے خویش بر شمشیر تیز

اگر وہ قیامت کی سزا کو جانتے — تو آپ کو تیز تلوار سے کیوں بھڑاتے ؟

بر تو می خندد مبیں اورا چناں — صد قیامت در درونستش نہاں

وہ تیرے سامنے ہنستا ہے اس کو ایسا نہ سمجھ — اس کے باطن میں سو قیامتیں چھپی ہوئی ہیں

دوزخ۲ و جنت ہمہ اجزائے اوست — ہر چہ اندیشی تو آں بالائے اوست

اس کے اجزاء سب دوزخ و جنت ہیں — (اس کے بارے میں) تو جو سوچے وہ اس سے بلند ہے

ہر چہ اندیشی پذیرائے فناست — آنکہ در اندیشہ نیاید آں خداست

تو جو سوچے وہ فنا کو قبول کرنے والا ہے — جو قیاس میں نہ آئے وہ خدا ہے

بردرِ ایں خانہ گستاخی زچیست — گر ہمی دانند کاندر خانہ کیست

اس گھر کے دروازے پر گستاخی کیوں ہے؟ — اگر وہ جانتے ہیں کہ گھر میں کون ہے ؟

ابلہاں تعظیم مسجد می کنند — در جفائے اہلِ دل جدّ می کنند

بے وقوف مسجد کی تعظیم کرتے ہیں — اہل دل پر ظلم کے کوشاں ہیں

آں۳ مجازست ایں حقیقت اے خراں — نیست مسجد جز درونِ سروراں

اے گدھو ! وہ مجاز ہے یہ حقیقت ہے — بزرگوں کے دل کے علاوہ مسجد (اور کچھ) نہیں ہے

مسجدے کاں اندرونِ اولیاست — سجدہ گاہ جملہ است آنجا خداست

وہ مسجد جو اولیا کے باطن میں ہے — وہ سب کی سجدہ گاہ ہے، خدا اس میں ہے

تا دلِ مردِ خدانا مدبہ درد — ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد

جب تک مردِ خدا کے دل کو تکلیف نہیں پہنچی — خدا نے کسی قوم کو رسوا نہیں کیا

قصدِ جنگِ انبیامی داشتند — جسم دیدند آدمی پنداشتند

انہوں نے انبیاء سے لڑائی کا ارادہ کیا — انہوں نے صرف جسم دیکھا (صرف) آدمی سمجھا

در تو ہست اخلاقِ آں پشینیاں — چوں نمی ترسی کہ باشی تو ہماں

تیرے اندر ان پہلی قوموں کے اخلاق ہیں — تو کیوں نہیں ڈرتا کہ تو بھی ویسا ہی ہو جائیگا

عادتِ آں ناسپاساں در تو رُست — نایدت ہر بار دَلو از چہ درست

تیرے اندر ان ناشکروں کی عادت پیدا ہوگئی ہے — ہر بار ڈول کنویں سے درست نہیں نکلتا ہے

---

۱ ور بدانندے۔ اگر حاسدین کو اپنی اس سزا کا یقین ہو جائے جو قیامت میں ان کو ملے گی تو وہ کبھی اولیاء اور انبیاء پر حسد نہ کریں اور انکو برہنہ شمشیر سمجھیں اور ان سے مڈبھیڑ نہ کریں۔ بر تو می۔ خندد بزرگوں کے ظاہری حلم سے دھوکے میں نہ پڑنا چاہیے انکا وجود منکرین کے قہر کا مظہر ہے۔

۲ دوزخ۔ یعنی انبیا اور اولیا کے جسم کے اجزا اللہ کی دوزخ اور بہشت کے مظہر ہیں۔ ہر چہ۔ چونکہ اولیاء اور انبیاء اخلاق خداوندی حاصل کر چکے ہیں لہٰذا انکے مراتب تصور سے بالاتر ہیں۔ ہر چہ اندیش۔ جو انسانی فکر میں سما جائے وہ فانی ہے وہ خدا نہیں ہوسکتا ہے خدا وہی ہے جو انسانی فکر و عقل سے بالاتر ہے۔ بردر۔ انبیا اور البا سے گستاخی کرنیوالے اگر یہ جان لیں کہ ان کے باطن میں کون بس رہا ہے تو کبھی گستاخی کی جرات نہ کریں۔ ابلہاں۔ بیوقوف مسجد کی تعظیم تو کرتے ہیں اور بزرگوں کے دل کی تعظیم نہیں کرتے جو حقیقی مسجد اور خانہ خدا ہے

۳ آں۔ یعنی ظاہری مسجدایں۔ یعنی نبی اور ولی کا دل اصلی خانہ خدا ہے۔ اندرون۔ اولیاء یعنی اولیاء اللہ کا دل سجدگاہ۔ دل بدست آور کہ حج اکبرست از ہزاراں کعبہ یک دل بہترست تا دل اولیاء کے دل کو ستانا قوم کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ جسم دیدند یعنی ان معاندین کی نگاہ صرف اولیاء کے جسم پر ہے انکی روح انکے پیش نظر نہیں ہے در تو۔ ہر انسان میں ہلاک شدہ قوموں کے اخلاق موجود ہیں تو اس کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں اس کے ساتھ بھی وہ سلوک نہ ہو جو ان کیساتھ ہوا۔ عادت جبکہ ہلاک شدہ قوم کی عادتیں موجود ہیں تو مطمئن نہونا چاہیے اگر کسی وقت ان پر گرفت نہیں ہوتی تو نہ سمجھنا چاہیے کہ کبھی بھی گرفت نہوگی۔

آں نشانہا نہا ہمہ چوں در تو ہست　　چوں تو زانیشانی کجا خواہی برست
جبکہ وہ تمام علامتیں تیرے اندر ہیں　　جب تو ان میں سے ہے، کہاں بچ سکتا ہے؟

قصۂ[۱] کودکے کہ در پیش تابوتِ پدر می نالید و سخنِ جوحی

ایک بچہ کا قصہ جو باپ کے جنازے کے آگے روتا تھا اور شیخ چلی کی بات

کودکے در پیشِ تابوتِ پدر　　زار می نالید و بر می کوفت سر
ایک بچہ باپ کے جنازے کے آگے　　بہت روتا تھا اور سر پیٹتا تھا

کاے پدر آخر کجایت می برند　　تا ترا در زیرِ خاکے آورند
اے ابا! آخر تجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟　　تاکہ تجھے مٹی کے نیچے گاڑ دیں

می برندت خانہ تنگ و زحیر[۲]　　نے درو قالی و نے دروے حصیر
تجھے تنگ و تکلیف دہ گھر میں لے جاسے ہیں　　نہ اس میں قالین ہے نہ اس میں بوریا ہے

نے چراغے در شب و نے روز ناں　　نے درو بوئے طعام و نے نشاں
نہ رات میں چراغ ہے، نہ روشندان ہیں　　نہ اس میں کھانے کی خوشبو ہے اور نہ پتہ

نے درش معمور و نے سقف و نہ بام　　نے درو بہر ضیائے ہیچ جام
نہ اس کا دروازہ درست ہے نہ چھت نہ بالا خانہ　　نہ اس میں روشنی کیلئے کوئی شیشہ کا روشندان ہے

نہ دروازہ بہرِ مہماں آبِ چاہ　　نے یکے ہمسایہ کو باشد پناہ
نہ اس میں مہمان کے لئے کنویں کا پانی ہے　　نہ کوئی ہمسایہ ہے جو سہارا ہو

جسم[۳] تو کہ بوسہ گاہِ خلق بود　　چوں شود در خانۂ کور و کبود
تیرا بدن جو لوگوں کی بوسہ گاہ تھا　　سیاہ رنگ گھر میں اس کا کیا حال ہو گا؟

خانہ بے زینہار و جائے تنگ　　کہ درو نے روی می ماند نہ رنگ
وہ بے پناہ گھر اور تنگ جگہ　　نہ اس میں چہرہ باقی رہتا ہے نہ رنگ

زیں نسق اوصاف خانہ می شمرد　　وز دو دیدہ اشک خونی می فشرد
اس طرح سے وہ گھر کے اوصاف گنتا تھا　　اور دونوں آنکھوں سے خون کے آنسو بہاتا تھا

گفت جوحی با پدر اے ارجمند　　واللہ ایں را خانۂ ما می برند
شیخ چلی نے باپ سے کہا، اے بزرگوار!　　خدا کی قسم اس کو ہمارے گھر لے جا رہے ہیں

گفت جوحی را پدر ابلہ مشو　　گفت اے بابا نشانیہا شنو
شیخ چلی سے (اسکے) باپ نے کہا بیوقوف نہ بن　　اس نے کہا، اے ابا! علامتیں سن لے

[۱] قصہ۔ پہلے یہ سمجھایا تھا کہ ہر انسان میں وہ خصلتیں موجود ہیں جو برباد شدہ قوموں میں تھیں لیکن وہ انسے غافل ہے اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ رونے والا بچہ جو قبر کی خصوصیات بیان کر رہا تھا۔ وہ شیخ چلی کے گھر میں موجود تھیں۔ جوحی۔ ایک فرضی شخصیت ہے۔ جس کی طرف ہنسی مذاق کے قصے منسوب کر دیئے جاتے ہیں جیسا کہ ہندوستان میں شیخ چلی۔ تابوتِ پدر۔ باپ کا جنازہ خاک کے یعنی قبر کی مٹی۔

[۲] زحیر۔ پیچش۔ مشکل۔ قالی۔ قالین۔ حصیر۔ بوریا۔ معمور آباد درست۔ سقف۔ چھت۔ بام۔ بالا خانہ۔ جام شیشہ کا روشندان

[۳] جسمِ تو تیرے جسم کو لوگ چومتے تھے کور و کبود۔ تیرہ و تاریک۔ نسق۔ ترتیب۔ خانہ ما می برند۔ رونے والے لڑکے نے جس قدر قبر کے اوصاف گنائے تھے وہ سب شیخ چلی کے گھر میں پائے جاتے تھے۔

این نشانیہا کہ گفت[۱] اُو یک بیک — خانۂ ماراست بے تزویر و شک
یہ جو اس نے تمام نشانیاں بتائی ہیں — بے شک و شبہ ہمارے گھر کی ہیں

نے حصیر و نے چراغ و نے طعام — نے درش معمور و نے سقف و نہ بام
نہ بوریا اور نہ چراغ اور نہ کھانا — نہ اس کا دروازہ درست، نہ چھت اور نہ بالا خانہ

زیں نمط دارند در خود صد نشاں — لیک کے بینند آں راطاغیاں
اسطرح (ہلاک شدہ قومیں) اپنے اندر سو علامتیں رکھتی ہیں — لیکن سر کش انہیں کب دیکھتے ہیں

خانۂ آں دل کے ماند بے ضیأ — از شعاعِ آفتابِ کبریا
اس دل کا خانہ جو بے نور ہے — خدا کے آفتاب کی شعاعوں سے

تنگ و تاریک ست چوں جانِ یہود — بے نوا از ذوقِ سُلطانِ وَ دُود
وہ یہود کے باطن کیطرح تنگ و تاریک ہے — محبت کرنیوالے شہنشاہ کے ذوق سے محروم

نے دراں دل تابِ نورِ آفتاب — نے کشادِ عَرصہ و نے فتحِ باب
اس دل میں نہ تو سورج کی روشنی کی چمک ہے — نہ صحن کی وسعت ہے اور نہ دروازہ کھلا ہے

گور خوشتر از چنیں دل مر تُرا — آخر از گورِ دلِ خود بر تَر آ
تیرے لئے ایسے دل سے قبر بہتر ہے — بالآخر اپنے دل کی قبر سے باہر نکل

یوسفِ[۲] وقتی و خورشیدِ سَما — زیں چہ و زنداں بر آور و نما
تو یوسف دوراں ہے اور آسمان کا سورج ہے — اس کنویں اور قید خانہ سے نکل اور چہرہ دکھا

یونست در بطنِ ماہی پُختہ شد — مخلصش را نیست از تسبیح بُد
تیرا یونس مچھلی کے پیٹ میں پک رہا ہے — اس کی نجات کے لئے تسبیح کے سوا چارہ نہیں ہے

گر نبودے اُو مُسبِّح بطنِ نون — حبس و زندانش بُدے تا یُبعَثُون
اگر وہ تسبیح خواں نہ بنتے، مچھلی کا پیٹ — تو قیامت تک ان کے لئے قید اور جیلخانہ ہوتا

اُو بہ تسبیح از تنِ ماہی بجَست — چیست تسبیح آیتِ روزِ اَلَست
انہوں نے تسبیح کے ذریعہ مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی — تسبیح کیا ہے؟ الست کے دن کی علامت

گر فراموشت[۳] شد آں تسبیحِ جاں — بشنو ایں تسبیحہائے ماہیاں
تو اگر وہ روحانی تسبیح بھول گیا ہے — تو مچھلیوں کی یہ تسبیح سن لے



۱ گفت۔ یعنی رونے والے لڑکے نے کہا زیں۔ نمط جس طرح شیخ چلی نے قبر کی جملہ علامتوں کو اپنے گھر میں دیکھا اسیطرح ہلاک شدہ قوموں کی علامتیں ہر انسان میں موجود ہیں۔ طاغی۔ سرکش۔ خانہ آں۔ جس دل میں خدا کا نور نہ ہو وہ اللہ (تعالیٰ) کی محبت سے بے ذوق ہے۔ اس دل سے تو قبر کا گڑھا بہتر ہے۔ آخر از گور۔ اپنے دل کو اس گڑھے سے نکالنا خود انسان کا کام ہے۔

۲ یوسفِ وقتی۔ جس طرح عارضی طور سے حضرت یوسفؑ قید خانہ میں چلے گئے تھے اور باہر نکلے تو بھی دل کو قید خانہ سے باہر نکال۔ یونست۔ یعنی تیری روح جو بمنزلہ یونس کے ہے۔ بطن ماہی۔ یعنی جسد عنصری تسبیح۔ حضرت یونسؑ نے نجات کیلئے تسبیح پڑھی تو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکلے تو بھی تسبیح پڑھ۔ یُبعَثُون۔ حضرت یونسؑ کے قصہ میں ہے۔ فَلَوْ لَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۔ یعنی اگر وہ یونس تسبیح پڑھنے والوں میں سے نہ بنجاتے تو اس دن تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہتے جبکہ لوگوں کا حشر ہوگا یعنی قیامت تک۔ آیت روز الست۔ ازل میں اللہ (تعالیٰ) نے روحوں سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا تھا تو انسان کی تسبیح اور خدا کی طرف فطری میلان اس عہد الست کی علامت اور نشانی ہے۔

۳ گر فراموشت شد۔ اگر کسی انسان میں عہد الست کی فطرت سلیمہ باقی نہیں رہتی ہے تو اولیاء اللہ سے اس کو حاصل کر لے۔ ماہیاں۔ یعنی اولیاء اللہ۔

ہر کہ دید اللہ را اللّٰہی ست	ہر کہ دید آں ۱ بحر را او ماہی ست
جس نے اللہ (تعالیٰ) کو دیکھ لیا وہ اللہ والا ہے	جس نے اس سمندر کو دیکھ لیا وہ مچھلی ہے
ایں جہاں دریاست تن ماہی و روح	یونسِ محجوب از نورِ صُبُوح
یہ دنیا سمندر ہے، جسم مچھلی اور روح	وہ یونس ہے جو صبح کے نور سے محروم ہے
گر مسبح شد تو از ماہی رہید	ورنہ در وے ہضم گشت و ناپدید
اگر تو تسبیح خواں بنگیا مچھلی سے نجات پا گیا	ورنہ اس میں ہضم اور ناپید ہو گیا
ماہیان ۲ جاں در تنِ دریا پُرند	تو نمی بینی کہ کوری اے نژند
اس دریا میں روحانی مچھلیاں بھری ہیں	اے بد حال! تو نہیں دیکھتا ہے کیونکہ تو اندھا ہے
بر تو خود رامی زنند آں ماہیاں	چشم بکشا تا بہ بینی شاں عیاں
وہ مچھلیاں تجھ سے ٹکرا رہی ہیں	آنکھ کھول تاکہ تو ان کو نمایاں دیکھ لے
ماہیاں راگر نمی بینی پدید	گوش تو تسبیح شاں آخر شنید
اگر تو مچھلیوں کو واضح طور پر نہیں دیکھتا ہے	آخر تیرے کان نے ان کی تسبیح تو سنی ہے
ماہیانِ جملے رُوح بے جَسد	نے در ایشاں کبر و نے کین و حَسد
وہ مچھلیاں بغیر جسم کے مجسم روح ہیں	نہ ان میں تکبر ہے، نہ کینہ، نہ حسد
صبر کردن جانِ تسبیحاتِ تست	صبر کُن کانست تسبیح درست
تیری تسبیحوں کی روح صبر کرنا ہے	صبر کر وہ صحیح تسبیح ہے
ہیچ تسبیحے ندارد آں درج	صبر کُن کالصَّبرُ مِفتاحُ الفَرج
کوئی تسبیح وہ مرتبہ نہیں رکھتی ہے	صبر کر، صبر کشادگی کی کنجی ہے
صبر چوں جسرِ صراط آں سُو بہشت	ہست باہر خوب یک لالائے زشت
صبر پل صراط کی طرح ہے اس جانب بہشت ہے	ہر خوبصورت کے ساتھ ایک بدصورت غلام ہے
تا ز لالا می ۳ گریزی وصل نیست	زاں کہ لالا راز شاہد فصل نیست
جب تک تو غلام سے بھاگتا ہے وصل نہیں ہے	اسلئے کہ غلام کی محبوب سے جدائی نہیں ہے
تو چہ دانی ذوقِ صبر اے شیشہ دل	خاصہ صبر از بہر آں نقشِ چگل
اے نازک دل! تو صبر کا ذائقہ کیا جانتا ہے؟	خصوصاً اس صبر کا جو چگل کے معشوق کیلئے ہے
مرد را ذوق از غزا و کرّ و فر	مر مخنث را بُوَد ذوق از ذکر
مرد کو جہاد اور شان و شوکت کا ذوق ہے	نامرد کو آلہ تناسل کا ذوق ہے

۱ آں بحر۔ یعنی جس نے بحر وحدت کا مشاہدہ کرلیا وہ ماہی کہلائیگا۔ ایں جہاں دنیا کو سمندر اور جسم کو مچھلی اور روح کو یونسؑ سمجھو۔ گر مسبح جس طرح حضرت یونسؑ نے تسبیح کی برکت سے مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی ورنہ قیامت تک اسمیں رہتے اسی طرح تم اپنی روح کو تسبیح کے ذریعہ جسم کی مچھلی سے نجات دلاؤ ورنہ مچھلی ہضم کرلیگی۔

۲ ماہیان جاں یعنی روحانی مچھلیاں اولیاء اللہ۔ بر تو۔ اولیاء اللہ خواہشمند ہیں کہ تو ان سے فیض حاصل کرے۔ بے جسد۔ یعنی تن پروری کے بغیر۔ صبر کردن۔ یعنی مجاہدات پر صبر کرنا۔ صبر۔ جس طرح پلصراط سے گذر کر بہشت میں داخل ہوگا اسی طرح صبر سے کشادگی حاصل ہوگی۔ لالا۔ غلام۔

۳ تا ز لالا۔ صبر بدصورت غلام ہے اور کشادگی محبوب ہے کشادگی حاصل کرنے کیلئے صبر کی تلخی برداشت کرنا ضروری ہے تو چہ دانی۔ واصل بحق ہونے میں صبر کی دشواریوں سے اہل اللہ لذت حاصل کرتے ہیں۔ دوسرا اس صبر کی لذتوں سے واقف نہیں ہے مرد را۔ صبر کی لذت۔ مرد خدا جانتا ہے جس طرح کہ مرد میدان جنگ اور شان و شوکت کی لذت سمجھتا ہے، نامردان لذتوں سے واقف نہیں ہے اس کی فکر و لذت تو محض شرمگاہ اور اس کے ذکر تک محدود ہے۔

جُز ذَکرِ نے دینِ اُو و ذِکرِ اُو — سُوئے اَسفل بُرد اُورا فکرِ اُو

اس کا دین اور تسبیح آلہ تناسل کے سوا کچھ نہیں ہے — اس کا خیال اس کو پستی کی طرف لے گیا

گر برا۱ آید تا فلک از وے مپرس — کو بعشقِ سِفل آموزید درس

اگر وہ آسمان تک چڑھ جائے اس کی پرستش نہ کر — اسلئے کہ اس نے تو پستی کے عشق کا سبق سیکھا ہے

اُو بسوئے سِفل می راند فرسَ — گرچہ سوئے عُلو جُنبا ند جَرس

وہ پستی کی طرف گھوڑا دوڑا رہا ہے — اگرچہ بلندی کی جانب گھنٹہ بجا رہا ہے

از علمہائے گدایاں ترس چیست — کاں علمہا لُقمۂ ناں راہی ست

بھیک منگوں کے جھنڈوں سے ڈرنا کیسا؟ — کیونکہ وہ جھنڈے روٹی کے ایک لقمہ کے غلام ہیں

ایں سخن ہارا نِکو دریاب تو — ورنمی دانی شنو از باب تو

ان باتوں کو خوب سمجھ لے — اگر تو نہیں جانتا ہے تو اس سلسلہ کی بات سن لے

ترسیدنِ ۲ کودکے ازاں شخصِ صاحبِ جُثہ و گفتنِ آں شخص

ایک بچہ کا ایک بھاری بھر کم انسان سے ڈرنا اور اس شخص کا کہنا

کہ اے کودک مترس کہ من نامرد و مَرد توئی

کہ اے بچے تو نہ ڈر میں نامرد ہوں۔ تو مرد ہے

کُنگ زَفتے کودکے را یافت فرد — زرد شد کودک زبیمِ قصدِ مَرد

ایک موٹے بھاری شخص نے ایک بچہ کو تنہا پایا — بچہ اس مرد کے ارادہ کے ڈر سے زرد ہو گیا

گفت ایمن باش اے زیبائے من — کہ تو خواہی بُوَد بر بالائے من

اس (موٹے) نے کہا مطمئن رہ اے میرے حسین! — کہ تو میرے اوپر ہو گا

من ۳ اگر ہولم مخنَّث داں مرا — ہمچو اُشتر برنشیں می راں مرا

میں اگرچہ ہولناک ہوں مجھے ہیجڑا سمجھ — اوپر بیٹھ اونٹ کی طرح مجھے ہانک

صورتِ مرداں و معنیٰ ایں چنیں — از بروں آدم دروں دیوِ لعیں

مردوں کی صورت اور باطن ایسا — باہر سے آدمی اندر سے لعین شیطان

آں دُہل را مانی اے زفت چو عاد — کہ بر وآں شاخ رامی کوفت باد

اے عاد کی طرح موٹے اور اس ڈھول کی طرح ہے — کہ جس پر ہوا شاخ کو مار رہی تھی

رُوبہے اِشکارِ خود را باد داد — بہرِ طبلے ہمچو خِیکے پُر زباد

لومڑی نے اپنا شکار برباد کر دیا — اس ڈھول کی وجہ سے جو مشک کی طرح ہوا سے پر تھا

---

۱ گر برا آید۔ اگر کوئی مرد خدا نہیں ہے اور اس میدان کا مرد نہیں ہے تو اس کا عروج عارضی ہے اس پر اعتماد نہ کرنا چاہیے۔ از علمہائے۔ نامرد کا عروج تو ایسا ہی ہے جیسے فقیروں کے جھنڈے جو صرف روٹی مانگنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں انہیں غازیوں کے جھنڈوں سے کوئی نسبت نہیں

۲ ترسیدن۔ نامرد کا ظاہری دکھاوا ناقابل اعتبار ہے وہ محض ہیجڑے کا تن و توش ہے کُنگ۔ قوی ہیکل۔ زبیم۔ قصد مرد یعنی وہ لڑکا اس موٹے ہیجڑے کے ارادہ سے ڈرا کہ تو خواہی بود یعنی مرد تو ہے اور میرے اوپر ہوگا۔

۳ من اگر ہولم۔ میرا بھاری بھر کم بدن ہی خوفناک ہے ہمت اور بہادری سے خالی ہوں تو میرے اوپر سوار ہو کر اونٹ کی طرح مجھے ہانک سکتا ہے۔ صورت بہت سے انسان بظاہر بہادر معلوم ہوتے ہیں لیکن اندر سے بزدل شیطان ہوتے ہیں۔ دہل۔ ڈھول جو کہ تندومند ہوتا ہے اور اندر سے خالی ہوتا ہے۔ وہ درخت پر ایسی جگہ لٹکا ہوا تھا جہاں ہوا اس پر شاخ کی ضرب لگا دیتی تھی۔ روبہے۔ کسی لومڑی نے اس کو موٹا شکار سمجھ کر اپنا چھوٹا شکار بھی چھوڑ دیا خیک۔ مشک۔

چوں ندید اندر دُہل اُو فربہی	گفت خُو کے بہ ازیں خِیکے تہی
جب اس نے ڈھول کے اندر مٹا پا نہ دیکھا	بولی، اس خالی مشک سے تو سور بہتر ہے
رو بہاں تر سند ز آوازِ دُہل	عاقلش چنداں زند کہ لَا تقُل
ڈھول کی آواز سے لومڑیاں ڈرتی ہیں	عقلمند اس کو اتنا پیٹتا ہے کہ کچھ نہ بول

قصۂ تیر اندازے و ترسیدنِ اُواز سوار یکہ در بیشہ می رفت

ایک تیر انداز کا قصہ اور اس کا اس سوار سے ڈرنا جو جنگل میں جا رہا تھا

یک سوارے با سلاح وبس مُہیب	مے شداند ربیشہ براسپے نجیب
ایک ہتھیار بند سوار اور بہت ہیبتناک	ایک عمدہ گھوڑے پر جنگل میں جا رہا تھا
تیر اندازے بحکم اُورا بدید	پس زخوفِ اُو کماں را بر کشید
ایک قدر انداز نے اس کو دیکھا	اس کے ڈر سے اس نے کمان تانی
تازند تیرے سوارش بانگ زد	من ضعیفم گرچہ زفتستم جسد
تاکہ اس پر تیر چلا دے سوار نے اس کو پکارا	میں کمزور ہوں، اگرچہ میرا بدن موٹا ہے
ہاں وہاں منگر تو در زفتی من	کم کمم در وقتِ جنگ از پیر زن
خبردار خبردار! تو میرے مٹاپے کو نہ دیکھ	کیونکہ میں لڑائی میں بوڑھی عورت سے بھی بہت کم ہوں
گفت رو کہ نیک گفتی ورنہ نیشؔ۲	بر تو می انداختم از ترسِ خویش
اس نے کہا چلا جا، تو نے اچھا ہوا بتا دیا ورنہ تیر	میں اپنے ڈر سے تجھ پر چلا دیتا
بے رجولیت چُناں تیغے بمشت	بس کساں را کالت پیکار کشت
بغیر بہادری کے اسطرح سے ہاتھ میں تلوار	بہت سے لوگ ہیں جن کو جنگ کے ہتھیار نے مروایا
گر بپوشی ۳ تو سلاحِ رُستماں	رفت جانت چوں نباشی مرد آں
اگر تو رستموں کے ہتھیار باندھے	جب تو اس کا اہل نہیں ہے تو تیری جان گئی
جاں سپر کُن تیغ بگذار اے پسر	ہر کہ بے سَر بُود زیں شہ بَرد سَر
اے بیٹا! جان کی ڈھال بنا لے، تلوار کو چھوڑ	جو بے سر تھا اس نے اس شاہ سے سر کو بچا لیا
آں سلاحت حیلہ و مکرِ تو است	ہم زتو زائید وہم جانِ تو خست
وہ تیرے ہتھیار تیرا حیلہ اور مکر ہیں	جو تجھ سے ہی پیدا ہوئے اور تیری ہی جان کو فنا کر دیا
چوں نکردی ہیچ سُوے زیں حِیَل	ترکِ حیلت کُن کہ پیش آید دُوَل
جب تو نے ان حیلوں سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا	حیلے چھوڑ دے تاکہ دولتیں سامنے آئیں

۱ خُوک۔ سور۔ رُوبہاں۔ بدن کے فربہ اور ہمت کے کوتاہ شخص سے بے عقل لوگ ڈرتے ہیں لَا تقُل۔ یعنی اتنی پٹائی کرتے ہیں جو نا قابل بیان ہے یہی صورت بنے ہوئے شیخوں کی ہے کہ عوام ان کے دھوکے میں آجاتے ہیں سلاح۔ ہتھیار مہیب۔ ہیبتناک۔ بیشہ جھاڑی، جنگل۔ نجیب۔ اصل گھوڑا تیر انداز بحکم۔ حکمی طور پر نشانہ پر تیر مارنیوالا من ضعیفم۔ یعنی میرا جسم ہی بھاری بھرکم ہے اندر کچھ نہیں ہے۔
۲ نیش۔ تیر ڈنک ترس۔ خوف۔ رجولیت۔ مردانگی، بہادری۔ آلت۔ پیکار۔ وہ جنگی ہتھیار جن کو استعمال کرنے کی ان میں صلاحیت نہ تھی لہٰذا مزدوں کیلئے ان کی ظاہری حالت ہی تباہی کا سبب بنے گی۔
۳ گر بپوشی۔ اگر بزدل۔ میدان میں بہادری کے ہتھیار باندھ کر نہ آتا تو بچار ہتا۔ جاں سپر کن۔ دنیا داروں کے مقابلہ میں دنیا داری کے ہتھیار مکر فریب سے مسلح نہ ہو نجات پا جاؤ گے ہم زتو۔ مکر و فریب کا ہتھیار خود انسان کا پیدا کردہ ہے اور خود اسی کی ہلاکت کا باعث ہے۔

چوں یکے لحظہ نخوردی بر زفن | ترکِ فن گوئی طلب ربُّ المِنَن
جبکہ حیلے سے تو نے ایک لمحہ کیلئے پھل نہ کھایا | حیلے چھوڑ دے، اللہ کو طلب کر

چوں مبارک نیست برتو ایں علوم | خویشتن گولی کُن و بگذر زشوم
جبکہ یہ فن تیرے لئے مبارک نہیں ہے | اپنے آپ کو سادہ لوح بنا لے اور بدبختی سے نکل جا

چوں ملائک گوئی لاَ عِلمَ لنا | یا الٰہی! غَیرَ مَا عَلَّمتَنَا
تو فرشتوں کیطرح کہدے ہمارے لئے علم نہیں ہے | اے خدا! سوائے اس کے جو تو نے سکھایا

حیلہ و مکر اندریں رہ سُود نیست | ہر کہ شد مغرورِ عقل اُو کود نیست
اس راستہ میں حیلہ اور مکر کا کوئی فائدہ نہیں ہے | جس نے عقل پر گھمنڈ کیا وہ بے وقوف ہے

یک حکایت بشنواے صاحب قبول | دربیانِ جہل و عقلِ بُوالفضول
اے صاحب قبول! ایک حکایت سن لے | جہل اور فضول عقل کے بارے میں

قصۂ اعرابی و ریگ در جُوال کردن و ملامت کردن آں فیلسوف اورا

ایک بدو اور اس کے بورے میں ریت بھرنے کا قصہ اور ایک عقلمند کا اس کو ملامت کرنا

یک عرابی بار کردہ اُشترے | یک جُوالے زَفت از دانہ بُرے
ایک بدو اونٹ پر لادے ہوئے | گیہوں کے دانوں کا ایک موٹا بورا دیے جا رہا تھا

یک جُوالِ دیگرش از ریگ پُر | ہر دورا اُو بار کردہ بر شتر
دوسرا ایک بورا ریتے سے بھرا ہوا | دونوں کو اس نے اونٹ پر لادا

اُو نشستہ بر سَرِ ہر دو جُوال | یک حدیث انداز کرد اورا سُوال
وہ دونوں بوروں پر بیٹھ گیا | ایک سوال کرنے والے نے اس سے سوال کیا

از وطن پُرسید و آوردش بگفت | وندراں پرسش بسے درہا بسفت
اس کا وطن پوچھا اور اس کو گویا کیا | اور اس سوال میں بہت سی موتی پروئے

بعد ازاں گفتش کہ ایں ہر دو جوال | چیست آگندہ بگو مصدوق حال
اس کے بعد اس سے کہا کہ ان دونوں بوروں میں | کیا بھرا ہوا ہے؟ سچ کہنا

گفت اندر یک جُوالم گندم ست | در دِگر ریگے نہ قُوتِ مردم ست
اس نے کہا میرے ایک بورے میں گیہوں ہیں | دوسرے میں ریت ہے انسانوں کی خوراک نہیں ہے

گفت تو چوں بار کردی ایں رمال | گفت تا تنہا نماند آں جُوال
اس نے کہا تو نے یہ ریت کیوں لادا ہے؟ | اس نے کہا تاکہ یہ دوسرا بورا اکیلا نہ رہے

---

۱ چوں یکے لحظہ۔ انسان کی مکاری ایک منٹ کے لئے بھی انسان کے لئے مفید نہیں ہے۔ رَبُّ المِنَن۔ اللہ تعالیٰ۔ ایں علوم۔ یعنی دنیا طلبی کے مکر فریب۔ گول۔ بیوقوف۔ شوم۔ یعنی مکر فریب اندریں رہ۔ دین اور آخرت کے معاملہ میں محض عقل سے رہنمائی حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔ بیکار عقل سے جہل بہتر ہے۔ آئندہ مولانا جو قصہ نقل فرما رہے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہی ہے۔

۲ جُوال۔ بورا، گون جس میں سامان بھر کر چوپایوں پر لادا جاتا ہے۔ فیلسوف۔ حکیم، دانا۔ بر۔ گیہوں۔ ریگ۔ ریت۔ حدیث انداز۔ بات کو شروع کرنے والا۔

۳ از وطن۔ یعنی اس بدو سے اس کا وطن دریافت کیا اور وش بگفت۔ اس کو ہمکلام بنایا۔ وندراں۔ یعنی یہ باتیں بہت بہتر انداز سے کی۔ مصدوق۔ سچی بات کرنے والا۔ قُوت۔ روزی، خوراک۔ رمال۔ ریت۔ تنہا نماند۔ دو برابر کے بورے لادے جاتے ہیں تاکہ توازن قائم رہے۔

گفت ۱ نیمِ گندمِ آں تنگ را　　درد گر ریز از پے پا سنگ را
اس نے کہا اس بورے کے آدھے گیہوں　　توازن کے لئے دوسرے بورے میں کر لے

تا سُبک گردد جُوال وہم شتر　　گفت شاباش اے حکیم و اہل حُر
تاکہ بورے اور اونٹ ہلکے ہو جائیں　　اس نے کہا اے دانا اور اہل اور شریف تجھے شاباش ہے

ایں چنیں فکرِ دقیق ورایِ خوب　　تو چنیں عُریاں پیادہ در لُغوب
ایسی لطیف سمجھ اور بہتر رائے　　تو ننگا اور پا پیادہ تکن میں ہے

رحمش ۲ آمد بر حکیم و عزم کرد　　کِش براشتر بر نشاند نیک مرد
دانا پر اس کو ترس آ گیا اور اس نے ارادہ کر لیا　　کہ وہ اس بھلے آدمی کو اونٹ پر بٹھا لے

باز گفتش اے حکیم خوش سخن　　شمہ از حالِ خود ہم شرح کن
پھر اس نے اس سے کہا اے شیریں کلام دانا!　　کچھ اپنی حالت کی تفصیل بھی بتا

ایں چنیں عقل و کفایت کہ تراست　　تو وزیری یا شہی بر گوئی راست
ایسی عقل اور لیاقت جو تجھے (حاصل) ہے　　سچ بتا تو وزیر ہے یا بادشاہ ہے؟

گفت ایں ہر دو نیم از عامہ ام　　بنگر اندر حال واندر جامہ ام
اس نے کہا میں دونوں نہیں ہوں عوام میں سے ہوں　　میری حالت اور میرا لباس دیکھ لے

گفت اُشتر چند داری چند گاوٗ　　گفت نے این ونہ آں مارا مکاوٗ
اس نے کہا تیرے پاس کتنے اونٹ اور کتنی گائیں ہیں؟　　کہا نہ یہ ہے نہ وہ ہے ہمیں (زیادہ) نہ کرید

گفت رختت چیست بارے در دکاں　　گفت مارا کو دُکان و کو مکاں
اس نے کہا ہاں تو تیری دکان میں کیا سامان ہے؟　　کہا ہماری دکان کہاں ہے اور ہمارا مکان کہاں ہے؟

نیست قوت و نے ۳ رخوت و نے نقاش　　نے متاع و نیست مطبخ نیست آش
نہ کھانا ہے اور نہ لباس اور نہ اسباب　　نہ گزارا ہے اور نہ مطبخ، نہ دلیا

گفت پس از نقد پُرسم نقد چند　　کہ توئی تنہا رو و محبوب پند
اسنے کہا تو میں نقد (کے بارے میں) پوچھتا ہوں کتنا نقد ہے؟　　کیونکہ تو اکیلا چل رہا ہے اور پیاری نصیحت کرنیوالا ہے

کیمیائے مسِ عالم با تو است　　عقل و دانش را گہر تو بر تو است
دنیا کے تانبے کی کیمیا تیرے پاس ہے　　عقل اور سمجھ کے موتی تہ برتہ ہیں

گنہا بنہادہ باشی بر مکاں　　نیست عاقل ترز تو کس در جہاں
مکان پر تو نے خزانے جمع کر رکھے ہوں گے　　تجھ سے زیادہ عقلمند دنیا میں کوئی نہیں ہے

۱ گفت۔ اس عقلمند نے کہا، بجائے اس کے کہ دوسرے بورے میں ریت بھر کر توازن قائم کیا جائے یہ کرلے کہ اس بورے کا آدھا گیہوں دوسرے بورے میں بھر لے تو توازن ہو جائیگا اور بوجھ بھی ہلکا ہو جائیگا۔ شاباش۔ بدو کی عقل میں یہ ترکیب نہ آئی تھی بہت خوش ہوا اور اس کی تعریف کرنے لگا۔ تو چنیں۔ پھر بدو نے کہا اس عقل وذہانت کے باوجود تو ننگا اور پیادہ کیوں ہے۔ لُغوب۔ تکن۔

۲ رحمش۔ بدو کو اس دانا پر ترس آیا۔ شمہ۔ یعنی بدو نے اس سے کہا اپنے کچھ احوال بتا۔ کفایت۔ یعنی بڑے کاموں کو تنہا انجام دینے کی صلاحیت۔ وزیری۔ یعنی تو وزیر ہے یا بادشاہ ہے اس عقل کیساتھ یہی قرینہ ہے۔ مکاوٗ۔ کھود کرید نہ کر۔ رختت۔ یعنی اگر بادشاہ اور وزیر نہیں ہے تو تاجر ہوگا۔

۳ رخوت۔ رخت کی جمع، لباس۔ آش۔ ہر پتلا کھانا کھانا۔ کیمیا۔ یعنی عقل و دانش کیمیا۔ تو نے اپنی عقل و دانش سے بہت کچھ کمایا ہو گا۔

گفت واللہ نیست یا وجہ العرب ۱ | در ہمہ ملکم وُجوہ قوتِ شب
اس سے کہا خدا کی قسم اے عرب کے سردار نہیں ہے | میری ساری ملکیت میں رات کا گزارا

پابرہنہ تن برہنہ می روم | ہر کہ نانے می دہد آنجا روم
ننگے پیر، ننگے بدن گھومتا ہوں | جو روٹی دے دیتا ہے وہاں چلا جاتا ہوں

مر مرا زیں حکمت و فضل و ہُنر | نیست حاصل جُز خیال و دردِ سر
مجھے اس دانائی اور فضیلت اور ہنر سے | سوائے خیال اور درد سر کے کچھ حاصل نہیں ہے

پس عرب گفتش کہ شو دور از برم | تا نہ بارد شومیِ تو بر سرم
تو بدو نے اس سے کہا میرے پاس سے دور ہو | تا کہ تیری بدبختی میرے سر پر نہ برس پڑے

دُور بَراٰں حکمتِ شومت زِ مَن . | نُطقِ تو شوم ست بر اہلِ زَمَن
اپنی منحوس دانائی کو مجھ سے دور لے جا | زمانہ والوں پر تیری باتیں بھی بدبختی ہیں

یا تو آں ۲ سو رومن ایں سُوی روم | وَر تُرا رہِ پیش من واپس شوم
یا تو ادھر جا اور میں ادھر جاؤں | اور اگر تجھے آگے جاتا ہے تو میں واپس ہوتا ہوں

یک جُوالم گندم و دیگر زریگ | بہ بود زیں حیلہائے مُردہ ریگ
میرا ایک گیہوں کا بورا اور دوسرا ریت کا | ان ذلیل تدبیروں سے بہت اچھا ہے

کیں جُوال گندم وریگم یقیں | بہ بُوَد زاں حکمتِ تو اے مہیں
کیونکہ میرے گیہوں اور ریت کا بورا یقیناً | اے ذلیل! تیری دانائی سے بہتر ہو گا

احمقی ام بس مبارک احمقی ست | کہ دلم با برگ و جانم متقی ست
میری بیوقوفی بہت مبارک بے وقوفی ہے | کہ میرا دل صاحب ساز و سامان ہے اور جان (مصیبتوں) سے محفوظ ہے

گر تو خواہی ۳ ایں شقاوت کم شود | جہد کن تا از تو حکمت کم شود
اگر تو چاہتا ہے کہ یہ بدبختی کم ہو جائے | تو کوشش کر کہ تیری دانائی کم ہو جائے

حکمتے کز طبع زاید و زخیال | حکمتے بے فیضِ نورِ ذوالجلال
وہ دانائی جو خیال اور طبیعت سے پیدا ہو | وہ دانائی جو اللہ تعالیٰ کے نور سے بے فیض ہو

حکمتِ دنیا فزاید ظن و شک | حکمتِ دینی بَرو فوقِ فلک
دنیا کی سمجھ ظن اور شک بڑھاتی ہے | دین کی سمجھ آسمان پر لے جاتی ہے

رُو بہانِ زیرکِ آخر زماں | بر فزودہ خویش بر پیشینیاں
آخری زمانہ کی چالاک لومڑیوں نے | اپنے آپ کو اگلوں سے بڑھا رکھا ہے

---

۱ وَجہ العرب۔ عرب کے سردار۔ وُجُوہ۔ گزارے کا سامان۔ پابرہنہ ننگے پیر اور ننگے بدن مارا مارا پھرتا ہوں جدھر روٹی کی امید ہوتی ہے ادھر چلدیتا ہوں۔ بَر۔ پہلو۔ شومی۔ اس عقل کے ہوتے ہوئے اتنا افلاس بدبختی کی دلیل ہے۔ دور بر۔ دور لیجا۔

۲ یا تو آں سو۔ جدھر تو جائیگا۔ میں ادھر نہ جاؤں گا۔ غرضیکہ تیرا ساتھ مجھے گوارا نہیں ہے یک جوالم۔ یعنی میری وہ بیوقوفی تیری اس عقلمندی سے بدرجہا بہتر ہے۔ مُردہ ریگ۔ ناکارہ مہین۔ ذلیل۔ متقی۔ یعنی مصائب سے بچنے والی

۳ گر تو خواہی تیری یہ عقل و دانائی ہی بدبختی کا سبب ہے تو اپنی دانائی کو کم کر لے تاکہ بدبختی کم ہو جائے۔ حکمتے یعنی وہ چالاکی اور دانائی جو طبعزاد ہو اور اللہ کے نور سے بے فیض ہو وہی بدبختی کا سبب بنتی ہے۔ حکمت دینی دین کی فطانت اور سمجھ انسان کے عروج کا سبب ہے۔ رو بہاں۔ یعنی وہ فلاسفہ جو محض اپنے عقلی تخمینوں کی وجہ سے متقدمین کی تحمیق کرتے ہیں۔

رو بَہانِ زیرکِ صاحب کمال
صاحب کمال ، چالاک لومڑیوں نے

برفزودہ خویش رازاصحابِ ۱؎ حال
اصحاب حال پر اپنے آپ کو بڑھا رکھا ہے

حیلہ آموزاں جگر ہا سوختہ
حیلہ بازوں نے جگر جلا کر

حیلہا و مکر ہا آموختہ
حیلے اور مکر سیکھے ہیں

صبرو ایثار و سخائے نفس وُجود
صبر اور ایثار اور نفس کی سخاوت اور بخشش

باد دادہ کاں بُوَد اکسیر سُود
کو برباد کر دیا جو نفع کی اکسیر ہوتی ہے

فکرآں باشد کہ بکشاید رَہے
سمجھ تو وہ ہے جس سے راستہ کھلے

راہ آں باشد کہ پیش آید شہے
راستہ وہ ہے کہ کوئی شاہ سامنے آئے

شاہ ۲؎ آں باشد کہ ازخود شہ بُوَد
شاہ وہ ہوتا ہے جو خود شاہ ہو

نے بمخزنہاو لشکر شہ بُوَد
نہ خزانوں اور لشکر کی وجہ سے شاہ ہو

تابماند شاہیِ او سَر مَدی
تاکہ اس کی شاہی ابدی رہے

ہمچو عِزّو مُلکِ دینِ احمدی
جیسے دین احمدی کی بادشاہی اور عزت

تا قیامت نیست شرعش رازوال
قیامت تک ان کی شریعت کو زوال نہیں ہے

گشتہ دور از مُلکِ اُوعینُ الکمال
نظر بد ان کی سلطنت سے دور ہے

کراماتِ سلطانِ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ بر لبِ دریا

دریا کے کنارے پر سلطان ابراہیم ابن ادہمؒ کی کرامات

ہم زابراہیم اَدہمؒ آمدست
ابراہیم (ابن) ادہمؒ کے بارے میں منقول ہے

کوز راہے بر لبِ دریا نشست
کہ وہ ایک راستہ پر ایک دریا کے کنارے بیٹھے تھے

دلقِ خودمی دوخت آں سلطانِ ۳؎ جاں
وہ روحانی بادشاہ اپنی گدڑی سی رہے تھے

یک امیرے آمد انجا ناگہاں
اچانک اس جگہ ایک سردار آ گیا

آں امیر از بند گانِ شیخ بُود
وہ امیر شیخ کے غلاموں میں سے تھا

شیخ را بشناخت سجدہ کرد زُود
اس نے شیخ کو پہچان لیا بہت جلد سجدہ کیا

شکلِ دیگر گشت خُلق و خلقِ اُو
اس کی جسمانی اور اخلاقی حالت بدل گئی

خیرہ شُد در شیخ و اندر دلقِ اُو
شیخ اور ان کی گدڑی کے بارے میں حیران ہو گیا

کورہا کرد آنچناں مُلکِ شگرف
کہ انہوں نے ایسی عجیب سلطنت چھوڑ دی

برگزیدایں فقروبس باریک حرف
اس فقیری کو اختیار کر لیا جو بہت باریک حرف ہے

۱؎ اصحاب۔ حال یہ لوگ حقائق کا مشاہدہ کرتے ہیں محض ظن و تخمین سے کام نہیں لیتے ہیں حیلہ آموزاں۔ محض دنیا کمانیکے حیلے اور تدبیریں بڑھی جگر سوزی سے حاصل کی ہیں صبر وایثار۔ علوم خداوندی سے اخلاق حسنہ پیدا ہوتے ہیں اور وہ اصل فائدہ ہیں جس کو انہوں نے برباد کر دیا ہے۔ فکر۔ دینوی معاش کی تدبیر اور فکر بے حقیقت ہے تدبیر اور فکر تو وہ ہے جس سے کسی شیخ کی طرف راہ نمودار ہو جو حقیقی شاہ ہے۔

۲؎ شاہ۔ دینوی بادشاہ تو لشکر اور خزانہ کے ذریعہ شاہی کرتے ہیں۔ شیخ وہ شاہ ہے جس کو اپنی شاہی کے لئے ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔ تا بماند شیوخ کی شاہی لازوال ہے جیسا کہ دین احمدی کی عزت اور سلطنت لازوال ہے۔ گشتہ۔ اس کو نظر بد نہیں لگ سکتی۔ کرامات۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ شیوخ کی بادشاہت دنیاوی شاہوں سے بڑھ کر ہے۔ ابراہیمؒ یعنی ادہم کے بیٹے ایک دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے اپنی پھٹی ہوئی گدڑی سی رہے تھے۔

۳؎ سلطان جاں۔ یعنی روحانی شاہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ۔ امیر سردار۔ سجدہ کرد۔ تعظیمی سجدہ جس کا بادشاہوں کے درباروں میں رواج تھا۔ جو شرعی اعتبار سے ناجائز ہے۔ خیر شد۔ اس نے اس سے پہلے حضرت ابراہیمؒ کا شاہی ٹھاٹ باٹ دیکھا تھا۔ تو اس حالت کو دیکھکر حیران ہو گیا۔ باریک حرف یعنی تحریر میں ظاہری شان و شوکت نہیں ہوتی ہے اور اسپر عبور دشوار ہوتا ہے۔ یہی حال فقرا اور تصوف کا ہے۔

تَرک کرد اُو مُلکِ ہفت[۱] اِقلیم را	می زند بر دلق سُوزن چوں گدا
انہوں نے ساتوں اقلیم کی سلطنت کو چھوڑ دیا	فقیروں کی طرح گدڑی پر سوئی چلا رہے ہیں
مُلکِ ہفت اقلیم ضائع می کُند	چوں گدابر دلق سوزن می زند
ساتوں اقلیم کی سلطنت کو برباد کر رہے ہیں	فقیروں کی طرح گدڑی پر سوئی چلا رہے ہیں
شیخ واقف گشت ازاندیشہ اش	شیخ چوں شیرست و دلہا بیشہ اش
اس کے اس خیال سے شیخ آگاہ ہو گئے	شیخ شیر کی طرح ہے اور دل اس کے جنگل ہیں
چوں رجا وخوف دَر دلہا رَواں	نیست مخفی بروے اَسرارِ نہاں
دلوں میں امیداور ڈر کی طرح رواں ہے	اس پر چھپے ہوئے راز پوشیدہ نہیں ہیں
دل نگہدارید اے بے حاصلاں	در حضورِ حضرتِ صاحب دلاں
اے مفلسو ! دل کی حفاظت رکھو	اہلِ دل کی مجلس کی حاضری میں
پیشِ اہلِ تن ادب بر ظاہرست	کہ خدازایشاں نہاں راسا ترست
اہلِ ظاہر کے سامنے ظاہری ادب ضروری ہے	کیونکہ خدا ان سے رازوں کو پوشیدہ رکھنے والا ہے
پیشِ اہلِ دل ادب بر باطن ست	زانکہ دل شاں بر سَرارِ قاطنِ ست
اہلِ دل کے سامنے باطنی ادب ضروری ہے	کیونکہ ان کا دل باطنی احوال پر ٹکنے والا ہے
تو بعکسے[۲] پیشِ کُوراں بہرِ جاہ	با حضور آئی نشینی پائگاہ
تو بالعکس اندھوں کے سامنے رتبہ کی خاطر	حضور (دل) کے ساتھ آتا ہے اور نچلی جگہ بیٹھتا ہے
پیشِ بینایاں کُنی ترکِ اَدب	نارِ شہوت را ازاں گشتی حَطب
بیناؤں کے سامنے تو ادب کو ترک کر دیتا ہے	اسی لئے تو شہوت کی آگ کا ایندھن بنا ہے
چوں[۳] نداری فِطنت و نورِ ہُدیٰ	بہر کوراں روی را میزن جِلا
چونکہ تو سمجھ اور ہدایت کا نور نہیں رکھتا ہے	اندھوں کے لئے چہرے کو مانجھتا رہ
پیشِ بینایاں حدث بر روئ مال	نازکم کُن با چنیں گندیدہ حال
بیناؤں کے سامنے چہرے پر پلیدی مل لے	اس گندی حالت پر فخر نہ کر
شیخ سوزن زود دردر یا فگند	خواست سوزن رابآوازِ بُلند
شیخ نے فوراً سوئی دریا میں پھینک دی	(پھر) زور سے سوئی مانگی



۱ ہفت اقلیم۔ حضرت ابراہیم نے بہت بڑی سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی۔ شیخ واقف گشت۔ بزرگانِ دین لوگوں کے قلبی وساوس کو تاڑ جاتے ہیں وہ بمنزلہ شیر کے ہیں اور لوگوں کے قلوب انکی کچھار ہیں۔ چوں۔ جس طرح امید و بیم قلب میں سرایت کرتے ہیں اسی طرح شیوخ بھی لوگوں کے قلوب میں رواں دواں رہتے ہیں اور چھپے ہوئے وسوسوں کو جان جاتے ہیں ۔ دل نگہدارید بزرگوں کے سامنے جا کر دل میں برے وسوسے نہ لانے چاہئیں۔ بے حاصل۔ وہ شخص جس کو روحانی دولت نہیں ملی۔ اہلِ تن۔ جو اصحاب ظاہر ہیں انکے سامنے تو ظاہر کو مودب رکھنا ضروری ہے اہلِ باطن کے سامنے باطن کو مودب رکھنا ضروری ہے۔ قاطن۔ مقیم ساکن۔

۲ تو بعکسے۔ لیکن عموماً لوگ اس کے بالکل برعکس معاملہ کرتے ہیں ظاہری شاہوں کے سامنے اخلاص سے جاتے ہیں اور بزرگوں کی مجلس میں فاسد خیالات لیکر جاتے ہیں۔ کوران۔ یعنی باطن کے اندھے۔ بینایاں۔ وہ شیوخ جنکو باطنی بصیرت حاصل ہے۔ حطب۔ ایندھن۔

۳ چوں نداری اگر تو کور باطن ہے تو کور باطنوں کی مجلس میں منہ کو پررونق بنا کر جا پیش بینایاں۔ اگر تو کور باطن ہے تو بزرگوں کے سامنے منہ پر اور گندگی لگا کر جا۔ نازکم کن۔ لیکن یہ تیری حالت تیرے لئے باعث فخر نہیں ہے۔ شیخ چونکہ اس امیر نے روحانی شاہی کو کمتر سمجھا تھا لہذا ان کی اصلاح کے لئے یہ کرامت دکھائی کہ اپنی سوئی اس دریا میں پھینک دی جس کے کنارے بیٹھے تھے اور پھر بآواز بلند اس سوئی کا مانگا۔

صد ہزاراں [1] ماہی اللّٰہیے — سوزنِ زر بر لبِ ہر ماہیے
لاکھوں خدائی مچھلیاں — ہر مچھلی ہونٹوں میں سونے کی سوئی دبائے ہوئے

سوزنِ زرّیں دراں دندانِ او — کہ بگیر اے شیخ سوز نہائے ہُو
سونے کی سوئی اس کے دانتوں میں — کہ اے شیخ! اللہ کی سوئیاں لے لے

سر بر آور دنداز دریائے حق — کہ بگیر اے شیخ سوز نہائے حق
اللہ (تعالیٰ) کے دریا سے انہوں نے سر ابھارا — کہ اے شیخ! اللہ کی سوئیاں لے لے

گفت الٰہی سوزنِ خود خواستم — وادہ از فضلت نشانِ راستم
اس شیخ نے کہا میرے خدا میں نے اپنی سوئی مانگی ہے — اپنی مہربانی سے مجھے ٹھیک نشانی دکھا دے

ماہیے دیگر بر آمد در زماں — سوزنِ اُورا گرفتہ در دہاں
فوراً ایک دوسری مچھلی برآمد ہوئی — ان کی سوئی منہ میں لئے ہوئے

رُو بدو کردو بگفتش اے امیر — مُلکِ دل بہ یا چناں مُلکِ حقیر
انکی طرف رخ کیا اور کہا، اے سردار! — دل کی بادشاہی اچھی ہے یا وہ حقیر سلطنت

ایں نشانِ ظاہرست ایں ہیچ نیست — باطنے جوی و بظاہر بر مایست
یہ ظاہر کی نشانی ہے اور یہ کچھ نہیں ہے — باطن کی جستجو کر اور ظاہر پر نہ ٹھہر

سُوئے [2] شہر از باغ شاخے آورند — باغ و بُستاں راکجا آنجا برند
شہر کیجانب باغ سے ایک شاخ لاتے ہیں — باغ اور بستان کو وہاں کہاں لے جاتے ہیں

خاصہ باغے کاں فلک یک برگِ اوست — بلکہ آں مغزست وایں عالم چو پوست
خصوصاً وہ باغ کہ یہ آسمان اس کا ایک پتہ ہے — بلکہ وہ گودا ہے اور یہ عالم چھلکے کی طرح ہے

برنمیداری سُوئے آں باغ گام — بُوِیِ افزوں جوی وکن دفعِ زکام
(اگر) تو اس باغ کی طرف قدم نہیں اٹھاتا ہے — تو بڑھی ہوئی خوشبو کی جستجو کر اور زکام کو دفع کر

تاکہ آں [3] بُو جاذبِ جانت شود — تاکہ آں بُو نورِ چشمانت شود
تاکہ وہ خوشبو تیری روح کی کشش کا سبب بنجائے — تاکہ وہ خوشبو تیری آنکھوں کا نور بن جائے

تاکہ آں بُوسوئے بُستانت کشد — وانما ید مر ترا راہِ رَشَد
تاکہ وہ خوشبو تجھے باغ کی طرف کھینچے — تیرے لئے ہدایت کا راستہ نمودار کر دے

چشمِ نا بینات رابینا کُند — سینہ ات راسینۂ سینا کُند
تیری اندھی آنکھوں کو بینا بنا دے — تیرے سینے کو (کوہ) سینا کا سینہ بنا دے

---

[1] صد ہزاراں۔ لاکھوں مچھلیاں سونے کی سوئیاں ہونٹوں میں دبائے دریا سے نمودار ہو گئیں۔ گفت۔ شیخ ابراہیمؒ نے فرمایا اے خدا میں تو صرف اپنی سوئی چاہتا ہوں وہ عطا کر کے اپنی مہر کی سچی نشانی ظاہر فرما دے۔ ماہیے دیگر۔ ان مچھلیوں کے علاوہ ایک اور مچھلی نمودار ہوئی جس کے منہ میں شیخ کی سوئی تھی۔ رو بدو کرد۔ تب شیخ ابراہیمؒ نے اس سردار سے کہا۔ ایں۔ یعنی دنیوی شاہی باطنے جو یعنی روحانی شاہی کا طالب بن ظاہری شاہی پر اکتفا نہ کر۔

[2] سوئے شہر دنیا کی مثال ایک شہر کی سی ہے اور عالم غیب ایک باغ ہے۔ جس کا تھوڑا سا حصہ اس دنیا میں دکھا دیا گیا ہے۔ باغ میں سے چند پھولدار شاخیں شہر میں لائی جاتی ہیں خاصہ باغے۔ اس دنیا کا آسمان بھی اس باغ کا ایک پتہ ہے بلکہ۔ عالم غیب مغز ہے اور عالم شہود اس کا چھلکا ہے برنمیدار۔ عالم غیب کے باغ میں اگر قدم نہیں پہنچتا ہے تو اس کی خوشبو حاصل کر لیجائے اور اس زکام کو دفع کیا جائے جو خواہش نفسانی کی وجہ سے قوت شامہ پر طاری ہو گیا ہے

[3] تاکہ آں بو۔ جب عالم غیب کی خوشبو سونگھے گا تو روح عالم غیب کی طرف کھینچے گی اور وہ خوشبو آنکھوں کیلئے نور بصیرت بنجائیگی اور عالم غیب کے لئے راہ نمودار ہو جائیگی سینہ ات۔ سالک کا سینہ کوہ سینا بن جائے گا۔ جس میں تجلیات رب کا ظہور ہوگا۔

گفت یوسف ابنِ یعقوب نبی — بہرِ بو اَلقُوا عَلیٰ وَجہِ اَبی
حضرت یعقوب نبی کے بیٹے (حضرت) یوسف نے فرمایا — خوشبو کے لئے میرے باپ کے چہرے پر ڈالدو

بہرِ ایں بو گفت احمد دَر عظات — دائماً قُرّۃُ عَینی فِی الصّلوٰۃ
اسی خوشبو کیلئے احمدؐ نے وعظوں میں فرمایا — ہمیشہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے

پنج ۲ حِس در ہمدگر پیوستہ اند — رُستہ ایں ہر پنج از اصلِ بُلند
پانچوں حواس ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں — ایک بلند جڑ سے یہ پانچوں اگے ہیں

قوتِ یک قوتِ باقی شود — ما بقی راہر یکے ساقی بُوَد
ایک کی خوراک بقیہ کے لئے قوت بن جاتی ہے — باقی میں سے ہر ایک کو سیراب کرنے والی ہوجاتی ہے

دیدن دیدہ فزاید عشق را — عشق در دیدہ فزاید صدق را
آنکھ کا دیکھنا عشق کو بڑھاتا ہے — عشق آنکھوں میں صدق کو بڑھاتا ہے

صدق ۳ بیداریِ ہر حِس می شود — حِس ہارا ذوق مُونِس می شود
صدق ہر حس کی بیداری بن جاتا ہے — حواس کے لئے ذوق دوست بن جاتا ہے

آغاز منوّر شدنِ حواسِ عارف بنورِ غیب بیں
غیب کو دیکھنے والے نور سے عارف کے حواس کے با نور ہونے کا آغاز

چوں یکے حِس در روِش بکشاد بند — ما بقی حِس ہا ہمہ مُبدّل شوند
جب ایک حس نے رفتار میں بندش کو کھول دیا — باقی حواس سب بدل جاتے ہیں

چوں یکے حِس غیرِ محسوسات دید — گشت غیبے بر ہمہ حِس ہا پدید
جب ایک حس نے غیر محسوس کو دیکھا — تو غیب ہر حس پر ظاہر ہو جاتا ہے

چوں زجُو جَست از گلہ یک گوسفند — پس پیاپے جُملہ زا نسُو بَر جہند
جب ریوڑ میں سے ایک بکری کو کود جائے — تو سب پے درپے اس جانب کو جاتی ہیں

گو سفندانِ حواست وابراں — در چرا از اَخرَجَ المَرعیٰ چراں
تو اپنے حواس کو بکریوں کو ہانک — اخرج المرعیٰ کی چراگاہ میں چرا

۱ گفت یوسف۔ جبکہ حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کے فراق میں روتے روتے نابینا ہوگئے تھے تو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے ذریعہ اپنی قمیص بھیجی تھی اور کہا تھا کہ اس کو حضرت یعقوب کے چہرے پر ڈالدینا، مولانا فرماتے ہیں اس قمیص میں وہی عالم غیب کی خوشبو تھی جس کے اثر سے حضرت یعقوبؑ کی بینائی لوٹ آئی تھی۔ بہر ایں۔ یہی عالم غیب کی خوشبو تھی جو آنحضورؐ کو نماز کی حالت میں محسوس ہوتی تھی جس کی وجہ سے آنحضورؐ نے فرمایا میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہے

۲ پنج حس۔ یعنی لطائف ستہ قلب، روح، نفس، سر، خفی، اخفی، چونکہ بعض صاحبان نے نفس کو روح کے تابع مانا ہے اس لئے ان کو پانچ کہدیا ہے اگر سالک ایک لطیفے کی صفائی بنا لیتا ہے تو دوسرے لطائف بھی تصفیہ قبول کر لیتے ہیں اگر ایک کو غذا حاصل ہوتی ہے تو بقیہ لطائف کے لئے بھی وہ قوت کا سبب بن جاتی ہے مثلاً لطیفہ قلب کو ذکر کی غذا حاصل ہوتی ہے تو یہ دوسرے لطائف کے لئے باعث تقویت ہے۔ دین۔ دیدہ ایک لطیفہ کے تاثر سے دوسرے لطائف کے متاثر ہونے کی مثال ہے۔ آنکھ متاثر ہوتی ہے تو اس سے دل متاثر ہو جاتا ہے۔ اور اسمیں کیفیت عشق پیدا ہو جاتی ہے جس سے صدق اور اخلاص پیدا ہوجاتا ہے۔

۳ صدق عشق الٰہی سے اخلاص پیدا ہوا تو اس سے دیگر جملہ اس متاثر ہو جاتے ہیں اسمیں وصل محبوب کا ذوق پیدا ہو جاتا ہے۔ چوں یکے حس۔ جب ایک لطیفہ مواقع کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے تو بقیہ لطائف میں بھی تبدیلی آنے لگتی ہے۔ غیر محسوسات۔ ایک لطیفہ کو عالم غیب کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔ تو بقیہ لطائف بھی عالم غیب کا ادراک شروع کردیتے ہیں۔ چوں زجو۔ ایک لطیفہ سے دوسرے لطائف کو آزادی حاصل کرنے کی مثال ہے کہ گلہ میں سے ایک بکری اگر نہر میں کود جاتی ہے تو بقیہ بکریاں بھی نہر کو د جاتی ہیں گوسفنداں۔ سالک کو چاہیے کہ اپنے لطائف کی بکریوں کو عالم غیب کی چراگاہ میں چرائے اور لطائف کیلئے اس عالم سے اسرار و معارف کی غذا حاصل کرے۔ اخرج المرعیٰ اس خدا نے چراگاہ پیدا فرمائی مولانا نے چراگاہ سے عالم غیب کی چراگاہ کا ولی ہے۔

تادر آنجا سنبل وریحاں چرند　　تابہ گلزارِ حقائق [۱] رہ برند
تاکہ ہاں وہ سنبل و ریحان چریں　　تاکہ حقیقتوں کے چمن کی طرف راستہ پائیں

ہر حست پیغمبر حسِ ہا شود　　تا یکا یک سوئے آں جنت رود
تیری ہر حس (باقی) حواس کے لئے پیغامبر بنجائے　　تاکہ فوراً اس جنت کی طرف چلی جائے

حسِ ہا با حسِ تو گویند راز　　بے حقیقت بے زبان و بے مجاز
حواس تیری حس سے راز کہہ دیں گے　　بغیر زبان اور بغیر حقیقت و مجاز کے

کیں حقیقت قابلِ تاویلہاست　　ویں تو ہم مایہ تخییلہاست
کیونکہ یہ حقیقت تاویلوں کے قابل ہے　　اور یہ تو ہم خیالات کا سرمایہ ہے

آں حقیقت راکہ باشد از عیاں　　ہیچ تاویلے نگنجد درمیاں
وہ حقیقت جو مشاہدہ سے حاصل ہو　　اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے

چونکہ [۲] ہر حس بندہ حسِ توشد　　مر فلکہا رانبا شد از تو بد
جب ہر حس تیرے حس کی غلام ہو گئی　　تو آسمانوں کے لئے (بھی) تیرے سوا چارہ نہیں

چونکہ [۳] دعویٰ میرود در ملک پوست　　مغز آں راکہ بود قشر آنِ اوست
جب چھلکے کی ملکیت میں جھگڑا ہے　　مغز جس کی ملکیت ہوگا چھلکا اسی کی ملکیت ہوگا

چوں تنازع در فتد و تنگ کاہ　　دانہ آن کیست آں راکن نگاہ
جب گھاس کے گٹھر میں جھگڑا ہو　　دانہ کس کا ہے اس کو دیکھ لے

پس فلک قشرست و نورِ روح مغز　　ایں پدیدست آں خفی زیں رو ملغز
تو آسمان چھلکا ہے اور روح کا نور مغز ہے　　یہ کھلا ہے وہ نور روح چھپا ہوا ہے اس سے لغزش نہ کھا

جسم ظاہر روح مخفی آمدست　　جسم ہمچوں آستیں جاں ہمچو دست
جسم ظاہر ہے، روح چھپی ہوئی ہے　　جسم آستین کی طرح ہے، جان ہاتھ کی طرح ہے

باز عقل از روح مخفی تر بود　　حس بسوئے روح زوتر رہ برد
پھر عقل، روح سے زیادہ پوشیدہ ہے　　حس روح کی جانب جلد راہ یاب ہوتی ہے

جنبشے بینی بدانی زندہ است　　ایں ندانی توز عقل آگندہ است
تو حرکت کو دیکھتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ وہ زندہ ہے　　تو نہیں جانتا کہ وہ عقلمند ہے

عقل روح کے اعتبار سے زیادہ مخفی ہے اسی لئے حس دوسرے کی روح کے مخفی ہونے میں فرق ہے عقل روح کے اعتبار سے زیادہ مخفی ہے اسی لئے حس دوسرے کی روح حاسہ کو پہچان جاتی ہے اور عقل کو زیر میں پہچانتی جنبش۔ کسی جسم میں حرکت دیکھتے ہو تو فوراً سمجھ جاتے ہو اس میں روح ہے لیکن محض حرکت سے عقل کا پتہ نہیں لگا سکتے ہو۔

[۱] حقائق۔ یعنی معرفت خداوندی کے حقائق۔ ہر حست۔ ہر لطیفہ دوسرے لطائف کے لئے معارف جنت کی پیغامبری کا کام دینے لگے۔ حس ہا۔ جب لطائف ستہ مصفی بنجاتے ہیں تو مریدین اور مسترشدین لطائف بغیر لفظی گفتگو کے جس میں حقیقت اور مجاز اور زبان کا استعمال نہیں ہوتا ہے۔ شیخ کے لطائف سے اپنا راز کہہ دیتے ہیں۔ کیں۔ حقیقت لفظی عبارت جسمیں حقیقت اور مجاز کا استعمال ہوتا ہے اسمیں تو تاویل کی گنجائش ہوتی ہے لیکن لطائف کی باہمی گفتگو میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی کیونکہ یہاں نفس الامر مشاہدہ ہوتا ہے۔

[۲] چونکہ ہر حس۔ جبکہ دوسروں کے حواس شیخ کے حواس کے تابع ہو گئے تو آسمان و زمین تک شیخ کے تابع ہو جائیں گے۔

[۳] چونکہ دعویٰ۔ اگر چھلکے میں دو شخصوں کا نزاع ہو تو چھلکا اسی کی ملکیت قرار دیا جائے گا، مغز جس کی ملکیت میں ہے۔ آسمان کائنات کا چھلکا ہے تو جب کائنات کے قلوب کسی کے تابع ہوں تو لامحالہ آسمان بھی اس کے تابع ہوگا۔ چوں تنازع یہ دوسری مثال ہے اگر بھوسے پر جھگڑا ہو تو بھوسا اسی کا قرار دیا جائیگا جو اس کے اندر کے دانوں کا مالک ہوگا۔ پس ملک۔ چھلکا گودے پر ہوتا ہے اور اس گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور ظاہر ہوتا ہے مغز اس میں چھپا ہوا ہوتا ہے دوسرا مصرع پہلے مصرع کی دلیل ہے۔ جسم ظاہر۔ اب چند چیزوں نے ظہور اور خفا کی مثالیں دیتے ہیں اور خفی کے مراتب کا ذکر فرماتے ہیں جسم اور روح کی وہی نسبت ہے جیسے آستین اور ہاتھ کی باز عقل۔ عقل اور روح کے مخفی ہونے میں فرق ہے

تا کہ۱ جنبشہائے موزوں سر کند — جنبشِ مس رابدانش زر کند
جب تک کہ وہ موزوں اور مناسب حرکتیں کرے — تانبے کو حرکت سے عقل کے ذریعہ سونا بنا دیتا ہے

زاں مناسب آمدن افعالِ دست — فہم آید مر ترا کہ عقل ہست
ہاتھ کے مناسب کاموں کی وجہ سے — تو سمجھتا ہے کہ عقل ہے

روحِ وحی از عقل پنہاں تر بود — زانکہ اُو غیب ست و اُوزاں سر بود
وحی کی استعداد عقل سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے — اسلئے کہ وہ عالم غیب سے ہے وہاں سے ہی ظہور میں آئی ہے

عقلِ احمد از کسے پنہاں نشد — روحِ وَحیش مُدرکِ ہر جاں نشد
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عقل کسی سے پوشیدہ نہ ہوئی — ان کی وحی کی استعداد ہر انسان کو محسوس نہ ہوئی

روح۲ وحی را مناسبہاست نیز — در نیابد عقل کاں آمد عزیز
وحی کی استعداد کے بھی آثار ہیں — عقل ان کو نہیں سمجھتی ہے چونکہ وہ نادر ہیں

گہ جنوں بیند گہے حیراں شود — زانکہ موقوف ست تا اُو آں شود
(عقل) کبھی ان آثار کو جنون سمجھتی ہے کبھی حیران ہوتی ہے — کیونکہ یہ اس بات پر موقوف ہے کہ عقل وہ وحی کی استعداد بن جائے

چوں مناسبہائے افعالِ خضرؑ — عقلِ موسیٰ بود در دیدش کدر
جیسا کہ (حضرت) خضرؑ کے افعال کی مناسبتیں — (حضرت) موسیٰ کی عقل ان کو دیکھ کر مکدر تھی

نامناسب می نمود افعالِ اُو — پیشِ موسیٰ چوں نبودش حالِ او
ان (حضرت خضرؑ) کے افعال نا مناسب نظر آئے — (حضرت) موسیٰ کیلئے چونکہ موسیٰ کی حالت ان خضر کی طرح نہ تھی

عقلِ۳ موسیٰ چوں بُود در غیب بند — عقلِ موشی خود کیست اے ارجمند
حضرت موسیٰ کی عقل جب اسرار میں عاجز ہو — چوہے جیسی عقل اے بزرگ! خود کیا ہے؟

علمِ تقلیدی بُود بہرِ فروخت — چوں بیابد مُشتری خوش برفروخت
تقلیدی علم فروخت کرنے کے لئے ہوتا ہے — جب کوئی خریدار پاتا ہے چمک اٹھتا ہے

مُشتریِ علمِ تحقیقی حق ست — دائماً بازارِ اُو بارونق ست
تحقیقی علم کا خریدار خدا ہے — اس کا بازار ہمیشہ با رونق ہے

لب بہ بستہ ہست در بیع و شریٰ — مُشتری بیحد کہ اللہ اشتریٰ
منہ بند کئے ہوئے خرید و فروخت میں لگا ہے — خریدار لا محدود ذات ہے کیونکہ اللہ نے خریدا ہے

درسِ آدم را فرشتہ مُشتری — محرمِ درسش نہ دیوو نے پری
حضرت آدم کے درس کا فرشتہ خریدار ہے — اسکے درس کا راز داں نہ شیطان ہے نہ پری ہے

---

۱ تا کہ۔ اگر اس کے حرکات اور سکنات موزوں ہیں تب تمہیں یقین ہوگا کہ وہ صاحب عقل ہے روح وحی وحی کی قبولیت کی استعداد عقل سے بھی زیادہ مخفی ہے ہر انسان نے آنحضورؐ کی عقل کو جان لیا اور ان کو عقلمند کہا لیکن بہت سے انسان آپ کی قبولِ وحی کے استعداد کو نہ پہچان سکے۔

۲ روح وحی۔ وحی کی استعداد کے بھی کچھ آثار اور کچھ علامتیں ہیں لیکن چونکہ وہ نادر ہوتی ہے اسلئے ان کو عقل نہیں پہچانتی ہے۔ گہ جنوں ان آثار کو عقل جنون کا اثر سمجھتی ہے کبھی حیران ہو جاتی ہے اور یہ اس لئے کہ عقل کا اس استعداد کو سمجھنا اس بات پر موقوف ہے کہ دونوں میں پوری مناسبت پیدا ہو جائے۔ چوں مناسبہائے حضرت موسیٰ نے حضرت خضرؑ کے کاموں کو غیر موزوں قرار دیا اور اعتراض کیا۔

۳ عقلِ موسیٰ۔ اسرارِ غیبی کو سمجھنے میں جب حضرت موسیٰ جیسے عظیم پیغمبر کی عقل ناکارہ ثابت ہوئی تو چوہے جیسی عقل والے کب ان کا ادراک کر سکتے ہیں۔ علم تقلیدی۔ سنا سنایا علم۔ علم تحقیقی۔ جو مشاہدہ اور ذاتی تجربہ سے حاصل ہو۔ لب بہ بند تحقیقی علم والا خاموشی کے ساتھ اللہ کے ساتھ خرید فروخت میں لگا رہتا ہے۔ اللہ اشتری قرآن پاک میں ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ خدا نے مومنین سے ان کے جانی اور مالی جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔ درس آدم ہر علم کا خریدار اس کے مناسب ہوتا ہے۔ حضرت آدم کے علوم خریدار فرشتے تھے دیو پری نہ تھے۔

آدم ۱؎ اَنْبِئْهُم بِاَسْمَاءِ درس گو — شرح کن اَسرارِ حق را مُو بمُو
(اے) آدمؑ ان کو اسما کی تعلیم کرو کا درس دو — ایک ایک کر کے اللہ تعالیٰ کے اسرار کی شرح کر دو

آنچناں کس راکہ کوتہ بین بُوَد — در تلوّن غرق و بے تمکین بُود
وہ شخص جو کوتاہ نظر ہو — تلون میں غرق اور بے ثبات ہو

مُوش گفتم زانکہ در خاکست جاش — خاک باشد موش راجائے مَعاش
میں نے اس کو چوہا اسلئے کہا کہ اس کا مقام مٹی میں ہے — چوہے کے رہنے کی جگہ مٹی ہوتی ہے

راہہا داند ولے در زیرِ خاک — ہر طرف اُوخاک را کردست چاک
راستے جانتا ہے لیکن مٹی کے نیچے کے — (اسلئے) ہر طرف مٹی میں سوراخ کر رکھے ہیں

نفسِ ۲؎ موشے نیست اِلّا لقمہ رند — قدرِ حاجت موش را عقلے دہند
چوہے کا نفس صرف لقمہ اڑانے والا ہے — ضرورت کے بقدر چوہے کو عقل دیدتے ہیں

ز انکہ بے حاجت خداوندِ عزیز — می نہ بخشد ہیچکس را ہیچ چیز
اس لئے کہ بلا ضرورت اللہ تعالیٰ — کسی کو کوئی چیز نہیں بخشتے ہیں

گر نبودے حاجتِ عالَم زمیں — نا فریدے ہیچ ربّ العالمیں
اگر دنیا کو زمین کی ضرورت نہ ہوتی — اللہ تعالیٰ کبھی پیدا نہ فرماتا

ویں زمینِ مُضطرب محتاجِ کوہ — گر نبودے نا فریدے با شکوہ
اور یہ ہلنے والی زمین پہاڑ کی محتاج — اگر نہ ہوتی تو اس پر شکوہ (پہاڑ) کو پیدا نہ فرماتا

ور ۳؎ نبودے حاجتِ افلاک ہم — ہفت گردوں نا فریدے از عَدم
اگر آسمانوں کی بھی ضرورت نہ ہوتی — تو عدم سے سات آسمانوں کو پیدا نہ فرماتا

آفتاب و ماہ وایں استار گاں — جُز بحاجت کے پدید آمد عَیاں
سورج اور چاند اور یہ ستارے — ضرورت کے بغیر کب نمودار ہوئے؟

پس کمندِ ہستہا حاجت بُوَد — قدرِ حاجت مرد را آلت بُوَد
تو موجودات کی کمند ضرورت ہے — بقدر ضرورت انسان کے لئے سامان ہوتا ہے

پس چو حاجت شد کمند ہستہا — قدرِ حاجت میرسد از حق عَطا
تو جب ضرورت موجودات کی کمند ہے — اللہ تعالیٰ کیجانب سے بقدر ضرورت عطا پہنچتی ہے

پس بیفزا حاجت اے محتاج زود — تا بجو شد از کرم دریائے جوُد
اے محتاج! حاجت کو جلد بڑھا — تاکہ کرم سے عطا کا سمندر جوش مارے

۱؎ آدم۔ قرآن پاک میں ہے یَا آدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَائِهِمْ یعنی اے آدمؑ ان فرشتوں کو اسماء کی تعلیم دو آنچناں کس پہلے اشعار میں عقلی علوم والوں کی عقل کو چوہے کی عقل والا کہا تھا اب اس کی وجہ بیان کرتے ہیں تلون۔ رنگ بدلنا۔ بے تمکین۔ ناپائیدار۔ جاش۔ یعنی ان لوگوں کا تعلق عالم سفلی سے ہے۔ راہھا۔ چوہے کے علم کا تعلق زمین سے ہے۔

۲؎ نفس موشے۔ چوہے کو صرف خوراک کی ضرورت ہے لہٰذا اس کو اتنی عقل عطا ہوئی ہے زانکہ۔ بلا ضرورت کسی کو کوئی عطیہ نہیں ملتا۔ زمین۔ دنیا کو اگر زمین کی ضرورت نہ ہوتی زمین وجود میں نہ آتی۔ کوہ۔ اگر زمین کے ٹھہراؤ کیلئے پہاڑوں کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ پیدا نہ ہوتے۔

۳؎ در نبودے۔ اگر دنیا کو آسمانوں کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ پیدا نہ کئے جاتے۔ آفتاب۔ سورج، چاند، ستارے سب ضرورت کے ماتحت پیدا فرمائے گئے ہیں۔ پس یعنی اشیاء کا وجود ضرورت کی وجہ سے ہے جس قدر ضرورت ہوتی ہے اسی قدر ذرائع دیدیئے جاتے ہیں۔ پس بیفزا۔ اپنی احتیاج اور ضرورت کو بڑھاتا کہ دریائے کرم جوش میں آئے۔

این گدایان[۱] بر رہ و ہر مُبتلا — حاجتِ خود می نماید خلق را

یہ فقیر اور مصیبت زدہ ، سر راہ — اپنی حاجت لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں

کوری و شلّی و بیماری و دَرد — تا ازیں حاجت بجُنبد رحم مَرد

اندھا پن اور اپاہج پن اور بیماری اور تکلیف — تاکہ ان ضرورتوں کیوجہ سے انسانوں کا رحم حرکت میں آجائے

ہیچ گوید ناں دہید اے مرد ماں — کہ مرا مال ست و انبار ست و خواں

کوئی کہتا ہے ؟ اے لوگو ! روٹی دے دو — کیونکہ میرے پاس مال ہے اور سامان ہے اور خوانِ نعمت ہے

چشم ننہادہ ست حق در کور مُوش — زانکہ بے چشمے رَبودن ہست خوش

چھچھوندر کو اللہ (تعالیٰ) نے آنکھیں نہیں دیں — اس لئے بغیر آنکھوں کے اس کا اچک لینا بھلا ہے

می تو اند زیست بے چشم و بصر — فارِغ ست از چشم اُو در خاکِ تر

وہ بغیر آنکھ اور بینائی کے جی سکتی ہے — وہ تر زمین میں آنکھوں سے بے نیاز ہے

جُز بدزدی[۲] اُو بُروں ناید زخاک — تا کند خالق ازاں دُزدیش پاک

وہ چوری کرنے کے علاوہ زمین سے نہیں نکلتی ہے — تاکہ اللہ تعالیٰ اس چور پن سے اسے پاک کردے

بعد ازاں پر یابد و مُرغے شود — چوں ملائک جانب گردوں رَود

اسکے بعد وہ وہ پر حاصل کرلے اور پرندہ بنجائے — فرشتوں کی طرح آسمان کی جانب جائے

ہر زماں در گلشنِ شُکر خدا — اُو بر آرد ہمچو بُلبُل صد نَوا

ہر وقت اللہ تعالیٰ کے شکر کے گلشن میں — وہ بلبل کی طرح سینکڑوں نغمے گائے

کاے رہانندہ مرا از وصف زشت — اے کُنندہ دوزخے[۳] را تو بہشت

کہ اے مجھے برائی سے چھڑا دینے والے ! — اے دوزخ کو بہشت بنا دینے والے !

می نہی در پیہ نو روشنی — استخواں رامی دہی سمع اے غنی

تو چربی میں نور اور روشنی پیدا کر دیتا ہے — اے بے نیاز! تو ہڈیوں کو سننے کی طاقت عنایت فرماتا ہے

چہ تعلق آں معانی رابہ جسم — چہ تعلق فہم اشیارا باسم

ان صفات کا جسم سے کیا تعلق ؟ — ناموں سے اشیاء کو سمجھ جانے کا کیا علاقہ ؟

لفظ چوں وکرست معنیٰ طائرست — جسم جُویِ روح آب سائرست

لفظ گھونسلے کی طرح ہیں معنی پرند ہیں — جسم جہر ہے اور روح رواں پانی ہے

در روانی روئے آب و جُوئے فکر — نیست بے خاشاک خوب و زشت ذکر

فکر کی نہر کے پانی کی سطح روانی میں — کوڑے اور اچھے برے خیال کے بغیر ہی نہیں رہتی

[۱] این گدایاں۔ دنیا کا یہی دستور ہے کہ فقیر جب تک اپنی مجبوری اور ضرورت کا اظہار نہیں کرتا ہے اس کو کوئی کچھ نہیں دیتا ہے۔ ہیچ گوید۔ فقیر بھی یہ نہیں کہے گا کہ میں بہت مالدار ہوں لہٰذا مجھے روٹی کھلادو۔ کور موش۔ چھچھوندر کو آنکھ کی ضرورت نہ تھی لہٰذا اس کو آنکھ عطا نہ ہوئی۔

[۲] جز بدزدی۔ عالم ناسوت میں پھنسے ہوئے اگر ضرورت محسوس کریں تو خدا ان کو نور بصیرت عطا کردے۔ بعد ازاں۔ جب انکو نور بصیرت حاصل ہوجائے تو ان کی عالم لاہوت کی طرف پرواز ہونے لگے۔ ہر زماں۔ پھر ان پر اسرار خداوندی کھلیں اور وہ بلبل کی طرح نغمہ سرائی کرنے لگیں۔ کاے۔ یہ ان کے نغمے ہوں گے۔

[۳] دوزخے۔ یعنی برے اعمال۔ بہشت۔ یعنی نیک اعمال۔ استخواں کان کی ہڈی میں سننے کی قوت پیدا فرمادی۔ معانی۔ یعنی صفات بصر و سمع وغیرہ باسم۔ جب کوئی نام پکارتے ہیں فوراً اس سے کچھ سمجھ میں آجاتا ہے۔ لفظ اسم اور مسمّیٰ میں باہمی تعلق اگر سمجھ میں آتا ہے تو صرف اس قدر جیسا کہ پرند کا تعلق گھونسلے سے جسم اور روح کی نسبت اگر مفہوم ہوتی ہے تو صرف اسقدر جیسا کہ پانی اور نہر کی نسبت ہے لیکن اس تعلق اور نسبت کی حقیقت غیر معلوم ہے۔ در روانی یعنی روح کی قوت فکر یہ میں ہمیشہ اچھے برے خیالات آتے رہتے ہیں

اُوروانست[۱] او تو گوئی واقف ست — اُودوانست تو گوئی عاکف ست

وہ جاری ہے، تو کہتا ہے ٹھہری ہوئی ہے — وہ دوڑ رہی ہے اور تو کہتا ہے وہ کھڑی ہے

گرنہ بینی سیرِ آب از جا بجا — چیست بروے نو بنو خاشا کہا

اگر پانی کی روانی ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں ہے — تو کوڑا کرکٹ اس پر نیا نیا کیوں ہے؟

ہَست خاشاکِ نو صورتہائے فکر — نو بنو در میرسد اشکالِ بکر

فکر کی صورتیں نیا نیا کوڑا کرٹ ہیں — نئی شکلیں اور تازہ بتازہ پیدا ہوتی ہیں

روئے آبِ جوئے فکر اندر روِش — نیست بے خاشاک محبوب وَ وحش

فکر کی نہر کے پانی کی سطح رفتار میں — اچھے اور برے (حس) خاشاک کے بغیر نہیں ہے

قِشر ہا[۲] بَر روئے ایں آبِ رواں — از ثمارِ باغِ غیبی شُدَ واں

اس رواں پانی کی سطح پر چھلکے — عالم غیب کے باغ کے پھلوں سے چل رہے ہیں

قِشر ہا را مغز اندر باغ جُو — زانکہ آب از باغ می آید بجُو

چھلکوں کا گودا، باغ میں تلاش کر — اس لئے کہ پانی نہر میں باغ سے آرہا ہے

گرنہ بینی رفتنِ آبِ حیات — بنگر اندر سیر ایں جُوی و نَبات

اگر تو زندگی کے پانی کا جاری ہونا نہیں دیکھتا ہے — اس نہر اور خس و خاشاک کی روانی پر غور کر لے

آب جُوانبُہ تر آید در گذر — زُو کُند قشرِ صُور زُو تَر گذر

نہر کا پانی جب کثرت سے گذرے — اس میں صورتوں کے چھلکے تیزی سے گذر جاتے ہیں

چوں بغایت تیز شد ایں جُو رواں — غم نہ پاید در ضمیرِ عارفاں

جب یہ نہر بہت تیزی سے چلتی ہے — تو عارفوں کے دل میں غم نہیں ٹھہرتا ہے

چوں[۳] بغایت ممتلی بود وشتاب — بَس نگنجد اندر و الاّ کہ آب

جب (وہ نہر) انتہائی بھری ہوئی اور تیز ہو — تو اس میں پانی کے علاوہ کچھ نہیں ٹھہرتا ہے

طَعنہ زدَن بیگانہ بر شیخ وجواب گفتنِ مُرید شیخ آں بیگانہ را

ایک اجنبی کا ایک شیخ پر طعنہ زنی کرنا اور شیخ کے ایک مرید کا اس کو جواب دینا

اَبلہے یک شیخ را تہمت نہاد — کو بدست و نیست بر راہِ رَشاد

ایک بیوقوف نے ایک شیخ پر تہمت رکھی — کہ وہ برا ہے اور راہ ہدایت پر نہیں ہے

شارِبِ خمرست وسالُوس وخَبیث — مر مُریداں را کجا باشد مُغیث

شرابی ہے اور مکار ہے اور خبیث ہے — تو مریدوں کا کیا دستگیر ہو گا؟

---

[۱] اُوروانست۔ روح کو پانی سے تشبیہ دی تھی۔ تو جس طرح سطح آب ٹھہری ہوئی نظر آتی ہے حالانکہ وہ رواں ہے اسطرح سے روح ملاء اعلیٰ کی طرف سے رواں ہے لیکن اس کا احساس نہیں ہے گرنہ بینی۔ سطح آب روانی نئے نئے خس وخاشاک کے گذرنے سے معلوم کی جاتی ہے۔ اسی طرح روح کی قوت فکریہ میں مختلف خیالات کے آنے سے اس کی روانی معلوم کی جا سکتی ہے۔ روی۔ آب روح کی قوت فکریہ کی سطح پر بھی اچھے برے خیالات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

[۲] قشر ہا۔ روح کی قوت فکریہ کی سطح پر جو چھلکے ہیں وہ غیبی پھلوں کے چھلکے ہیں۔ ان چھلکوں کا مغز غیبستان میں تلاش کر روہاں سے ہی یہ پانی چلا ہے وہاں معارف غیبیہ کے مغز تجھے حاصل ہونگے۔ بنگر۔ لامحالہ اس کا کوئی منبع ہے۔ چوں بغایت۔ عام عارفوں کی روح کی روانی تیز ہے اسی لئے اس پر غم وغصہ کے خس وخاشاک زیادہ دیر نہیں ٹھہرتے ہیں۔

[۳] چوں بغایت۔ خاص عارفوں کی روح غم وغصہ کو قبول ہی نہیں کرتی ہے طعنہ زدن۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ عارفین کاملین کی روح کسی معصیت کو قبول ہی نہیں کرتی ہے۔ ابلہے۔ معترض اس لئے بیوقوف تھا کہ وہ شیخ کے مقام فنا کو نہیں سمجھ سکا تھا۔ شارب۔ پینے والا مغیث فریاد رس دستگیر۔

آں یکے گفتش اَدب را ہوش دار | خوردا نہ بُوَد ایں چنیں ظن بر کبار
ایک شخص نے اس سے کہا ادب کو ملحوظ رکھ | بڑوں پر ایسا گمان چھوٹا نہیں ہے

دُور ازوے دُور از اوصاف اُو | کہ زسیلے تیرہ گرد و صافِ اُو
اس سے اور اس کے اوصاف سے بعید ہے | کہ اس کا صاف پانی بہاؤ (کے پانی) سے مکدر ہو جائے

ایں چنیں بُہتاں مَنہ بر اہلِ حق | کایں خیالِ تُست بر گرداں ورق
اہلِ حق پر اس طرح کا جھوٹ نہ بول | یہ تیرا (محض) خیال ہے ورق پلٹ دے

ایں نباشد ور بودا ے مُرغ خاک | بحر قلزم راز مُردارے چہ باک
اے خشکی کے پرند! ایسا نہ ہو گا اور اگر ہو | بحر قلزم کو ایک مردار سے کیا خطرہ؟

نیست دون القُلّتین و حوضِ خورد | کِش تو اند قطرہ آب از کار بُرد
وہ قلتین سے کم، اور چھوٹی حوض نہیں ہے | کہ اس کو (گندے) پانی کا ایک قطرہ بیکار کر دے

ز آتش [۲] ابراہیم را نبوَد زیاں | ہر کہ نمرودیست گومی تراس ازاں
(حضرت) ابراہیم کو آگ سے کوئی نقصان نہیں ہے | جو نمرودی ہے کہہ دے وہ اس سے ڈرے

نفس نمرودست عقل و جاں خلیلؑ | روح در عین ست و نفس اندر دلیل
نفس نمرود ہے اور عقل اور جان خلیلؑ ہے | روح (مشاہدہ) ذات میں ہے اور نفس دلیل میں ہے۔

ایں [۳] دلیلِ راہ رہرو را بُوَد | کو بہردم در بیاباں گمُ شود
مسافر کو رہبر کی ضرورت ہوتی ہے | کیونکہ وہ ہر وقت جنگل میں گم ہو سکتا ہے

واصلاں را نیست جز چشم و چراغ | از دلیلِ راہ شاں باشد فراغ
اللہ تک پہنچ جانیوالوں کیلئے صرف آنکھ اور چراغ کی ضرورت ہے | راہنما سے ان کو بے نیازی ہوتی ہے

گر دلیلے گفت آں مردِ وصال | گفت بہرِ فہم اَصحابِ جدال
اگر وہ واصل شخص کوئی دلیل بیان کرتا ہے | تو بحث کرنیوالوں کی عقل کیلئے بیان کرتا ہے

بہر طفلے نو پدرتی تی کند | گرچہ عقلش ہندسہ گیتی کند
نو (عمر) بچے کے لئے باپ ہے | اگرچہ اُس کی عقل جہان کی پیمائش کر ڈالے

[۱] خورد نہ بود۔ بڑوں پر تہمت دھرنا چھوٹی بات نہیں ہے۔ کہ زسیلے۔ عموماً بہاؤ کا پانی گدلا ہوتا ہے۔ ایں نباشد۔ تو نے جو برائیاں بیان کی ہیں وہ ان میں نہ ہونگی۔ اور اگر ہوں تو انکے لئے معصیت نہ سمجھی جائیگی کیونکہ فنائیت کے غلبہ کی وجہ سے اس معصیت کو شرعی اعتبار سے ان کے لئے معصیت نہ سمجھا جائیگا جیسا کہ بڑے دریا میں اگر مردار گر جائے تو شرعی اعتبار سے اس دریا کو گندہ نہ قرار دیا جائیگا۔ القلتین۔ یعنی دو مٹکے پانی جو بارہ سوطل ہوتا ہے اگر اس مقدار میں پانی ہو تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسمیں تھوڑی سی نجاست گرنے سے وہ ناپاک نہ ہو گا۔ اگر اس مقدار سے کم ہے تو نجس ہو جائے گا۔

[۲] آتش۔ مختلف مقامات پر اشیاء کے احکام و آثار بدل جاتے ہیں قطرہ نجاست تھوڑے پانی کو نجس بنا سکا زیادہ کو نہ بنا سکا۔ آگ نے نمرود کو نقصان پہنچایا حضرت ابراہیم کو نقصان نہ پہنچا سکی۔ نفس۔ نفس کی خواہش سے وہی فعل بمنزلہ آگ کے ہے اور بتقاضائے روح وہ گلزار ہے۔ روح در عین روح اور نفس کے اعتبار سے احکام میں فرق ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ روح مشاہدہ حق میں لگی ہے۔ جس کو دلیل کی حاجت نہیں نفس اس سے محروم ہے اور طالب دلیل ہے

[۳] ایں دلیل۔ راہنما اور دلیل راہرو کے لئے ضروری ہے۔ جو مقصود تک پہنچ گئے وہ ان چیزوں سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔ گر دلیل۔ عارفین جو واصل ہوتے ہیں۔ وہ بھی کبھی استدلال سے کام لیتے ہیں۔ تو وہ ان کے اپنے لئے نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کی تفہیم کیلئے اپنے مرتبہ سے گر کر استدلال سے کام لیتے ہیں۔ بہر طفلے۔ باپ کی زبان صاف ہوتی ہے لیکن بچے کی خاطر تتلا کر بات کرنے لگتا ہے بڑے سے بڑا عالم بچہ کو پڑھاتے وقت الف خالی با نیچے ایک نقطہ کہتا ہے تو وہ مبتدی کی خاطر کہتا ہے ورنہ اس کا مقام اس سے بہت بلند ہے۔

کم نہ گردد فضلِ اُستاد از عُلو — گر الفِ چیزے ندارد گوید اُو
استاد کی بزرگی بلندی سے کم نہیں ہو جاتی — اگرچہ کہ کہے الف خالی ہے

از پےِ [۱] تعلیم آں بستہ دہن — گوید اُو حطّی و ہوّز کلمن
منہ نہ کھولنے والے بچہ کی تعلیم کے لئے — وہ حطی اور ہوز (اور) کلمن کہتا ہے

در زبانِ اُو بباید آمدن — از زبانِ خود بروں باید شدن
اس کی زبان میں آنا چاہیے — اپنی زبان سے نکل جانا چاہیے

تابیا موزد زتو اُو علم و فن — جملگی از خود بباید گم شدن
تاکہ وہ تجھ سے علم اور فن سیکھ لے — اپنے آپ سے گم ہو جانا چاہیے

پس ہمہ خلقاں چو طفلانِ ویند — لازم است ایں پیر را در وقتِ پند
لہٰذا تمام مخلوق اس کے بچے جیسے ہیں — نصیحت کے وقت یہ بات پیر کیلئے ضروری ہے

آں [۲] مُریدِ شیخ بد گوینده را — آں بکفرو گمرہی آگندہ را
شیخ کے مرید نے برا کہنے والے کو — اس کفر اور گمراہی سے بھرے ہوئے کو

گفت تو خود را مزن بر تیغِ تیز — ہیں مکن باشاہ با سلطاں ستیز
کہا تو اپنے آپ کو تیز تلوار سے نہ بھڑا — خبردار! شاہ اور سلطان سے جھگڑا نہ کر

حوض با دریا اگر پہلو زند — خویش را از بیخ ہستی بر کند
حوض اگر دریا سے ٹکرائے گا — اپنے وجود کو جڑ سے کھود دے گا

نیست بحرے کو کراں دارد کہ تا — تیرہ گردد او زمُر دارِ شما
وہ ایسا دریا نہیں ہے جس کا کنارا ہوتا کہ — تمہارے مردار سے وہ گدلا ہو

کُفر را حدست و اندازہ بداں — شیخ و نورِ شیخ رانبود کراں
کفر کا ایک اندازہ اور حد ہے، سمجھ لے — شیخ اور اس کے نور کا کنارا نہیں ہے

پیشِ [۳] بیحد ہر چہ محدود ست لاست — کُلُّ شَیءٍ غَیرَ وَجہِ اللّٰہ فناست
لا محدود کے سامنے محدود، معدوم ہے — اللہ (تعالیٰ) کے سوا ہر چیز فنا ہونیوالی ہے

کفرو ایماں نیست آنجائیکہ اوست — زانکہ اُو مغزست ایں دو رنگ و پوست
جس مقام پر وہ شیخ ہے کفر اور ایمان نہیں ہے — کیونکہ وہ مغز ہے اور یہ دونوں رنگ اور چھلکا ہیں

ایں فنا ہا پردۂ آں وجہ گشت — چوں چراغِ خفیہ اندر زیرِ طشت
یہ فانی چیزیں اس ذات کا پردہ بن گئی ہیں — جیسے کہ طشت کے نیچے چراغ چھپا ہوا ہو

[۱] از پےِ تعلیم۔ بچے کو پڑھانے کے لئے حروف ابجد کا تلفظ کرتا ہے اور ابجد ہوز حطی کہتا ہے۔ درزبان۔ جو زبان وہ سمجھتا ہے اسی لہجہ اور زبان میں اس کو تعلیم دیتا ہے اپنے لہجہ اور زبان سے قطع نظر کر لیتا ہے۔ پس ہمہ۔ شیخ کو بھی اپنے مریدوں کو انکی استعداد اور حالت کے مطابق تعلیم دینی چاہیے۔

[۲] آں مرید۔ اس معترض سے کہا جو کفر اور گمراہی سے پر تھا کہ شیخ کی مثال تیز تلوار اور شاہ کی ہے۔ جس سے بھڑنا اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے۔ نیست۔ بحرے چونکہ شیخ اخلاق خداوندی کے ساتھ متصف ہے لہٰذا وہ بھی لامحدود اور دریائے ناپیدا کنار ہے۔

[۳] پیشِ۔ بیحد۔ جب شیخ لا محدود دریا ہے تو محدود کفر اس کے اعتبار سے غیر موجود ہے خدا کے سوا سب کچھ فانی ہے کفر و ایمان۔ یہ دونوں بندوں کے فعل ہیں اور مقام فنا میں پہنچ کر جبکہ ذات باری سے وحدت ہو گئی تو اس مقام پر کفر و ایمان انکی صفت نہیں بن سکتے۔ اس شعر کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر وہ کفر کرے تو کفر کفر نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ اس مقام پر کفر سے موصوف ہی نہیں ہو سکتا ہے۔ ایں فنا ہا فانی چیزیں جو شیخ سے متعلق ہیں وہ اس کی حقیقت غیر فانی کیلئے پردہ ہیں اس کے سوا اس کو نہیں دیکھ پاتے ہیں۔

پس سَرِ ایں تن حجابِ آں سر ست — پیشِ آں سَرِ ایں سَرِ تن کافر ست
تو اس جسم کا اس سر کا پردہ ہے — اس سر کے آگے جسم کا یہ سر کافر ہے

کیست کافر غافل از ایمانِ شیخ — کیست مُردہ بیخبر از جانِ شیخ
کافر کون ہے؟ شیخ کے ایمان سے غافل — مردہ کون ہے؟ شیخ کی جان سے بیخبر

جاں نباشد جُز خبر در آز موں — ہر کرا افزوں خبر جانش فزوں
آزمائش میں علم حاصل ہونیکے سوا کسی اور چیز سے جان ثابت نہیں ہوتی — جس کا علم بڑھا ہوا ہے اس کی جان بڑھی ہوئی ہے

جانِ ما از جانِ حیواں بیشتر — از چہ زاں رُوکہ فزوں دارد خبر
ہماری جان حیوان کی جان سے بڑھی ہوئی ہے — کس وجہ سے؟ اسلئے کہ اس کا علم بڑھا ہوا ہے

پس فزوں از جانِ ما جانِ مَلَک — کو منزّہ شد زِحسّ [۲] مشترک
ہماری جان سے فرشتہ کی جان بڑھی ہوئی ہے — کیونکہ وہ (انسان اور حیوان کی) مشترک حس سے پاک ہے

وز مَلَک جانِ خداوندانِ دل — باشد افزوں تو تحیّر را بہل
اور فرشتے سے اہل دل کی جان — بڑھی ہوئی ہو گی، تو حیرانی چھوڑ دے

زاں سبب آدمؑ بود مسجودِ شاں — جانِ اُوافزوں ترست از بودِ شاں
اسی لئے آدمؑ ان کے مسجود بنے — انکی جان ان کی جانوں سے بہت بڑھی ہوئی ہے

ورنہ بہتر را سجود دوں ترے — امر کردن ہیچ نبود در خورے
ورنہ اعلیٰ کو کمتر کے سجدہ کرنے کا — حکم دینا کسی طرح مناسب نہ تھا

کے پسندد عدل و لُطفِ کردگار — کہ گُلے سجدہ کُند در پیشِ خار
اللہ تعالیٰ کا انصاف اور مہربانی کب پسند کرتی — کہ پھول کانٹے کے آگے سجدہ کرے

جاں [۳] چوافزوں شد گذشت از انتہا — شد مطیعش جانِ جملہ چیز ہا
جان جب بڑھ گئی، انتہا سے گذر گئی — تمام چیزوں کی جانیں اس کی فرمانبردار بنگئیں

مُرغ و ماہی و پَری و آدمی — زانکہ اُو بیش ست ایشاں در کمی
پرند اور مچھلی اور پری اور آدمی — کیونکہ وہ بڑھا ہوا ہے وہ کمی میں ہیں

ماہیاں سُوزنگرِ دَلقش شوند — سوزناں رار شتہا تابعِ بوند
مچھلیاں اسکی گدڑی کیلئے سوئیاں بنانیوالی بنجاتی ہیں — دھاگے سوئیوں کے تابع ہوتے ہیں



[۱] سَرِ ایں تن۔ یعنی جسمانی سر اس کے حقیقی سر کو چھپائے ہوئے ہیں اور دونوں میں اس قدر فرق ہے جیسا کہ مومن اور کافر میں، اسی لئے اس ظاہری پر تکفیر اور لعن وطعن ہوتا رہتا ہے۔ کیست۔ مولانا نے چونکہ شیخ کے جسمانی سر کو کافر کہا اب اس سے رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کافر اور مردہ تو حقیقتاً شیخ کا منکر ہے اور اس کے اوصاف سے جاہل ہے جاں نباشد۔ علم جان کے لوازم میں سے ہے جبکہ وہ شیخ کے اوصاف سے جاہل ہے تو بے جان اور مردہ ہے علم کی کثرت اور قلت سے جان کی قوت اور کمزوری کا پتہ چلتا ہے جان ما۔ انسان کی جان حیوان کی جان سے زیادہ قوی ہے چونکہ اس کا علم بڑھا ہوا ہے انسان کو کلیات اور جزئیات دونوں کا علم حاصل ہے۔ حیوانات کا علم جزئیات تک محدود ہے۔

[۲] حِس مُشترک۔ یعنی جو ادراک اور حواس انسان اور حیوان میں مشترک ہیں فرشتہ ان سے بالاتر ہے لہٰذا کثرت معلومات کی بناپر وہ انسان سے افضل ہے اگرچہ دوسرے اعتبارات سے انسان افضل ہے۔ وز ملک۔ اہل اللہ کی جان فرشتوں سے زیادہ قوی ہے۔ اسی لئے آدمؑ ملائکہ کے مسجود بنے۔ ورنہ۔ اگر حضرت آدمؑ کی جان اور روح فرشتوں سے کم ہوتی تو افضل سے کمتر کو کیسے سجدہ کرایا جاتا گلے۔ پھول کانٹے سے افضل ہے تو وہ کانٹے کا مسجود نہیں ہوسکتا ہے۔

[۳] جان چوں۔ جب اہل اللہ کی جان سب جانوں سے قوی ہے تو دیگر جانداروں کی جانیں اس کے تابع فرمان ہیں اسی لئے مچھلیاں حضرت ابراہیم کی خادم بنگئیں اور ان کی گدڑی سینے کیلئے سوئیاں لیکر نمودار ہوئیں

بقیہ قصۂ ابراہیم ادہم قدس سرّہٗ بر لبِ دریا

دریا کے کنارے پر حضرت ابراہیم ابن ادہمؒ کے قصہ کا باقی

چوں ۱ نفاذِ امرِ شیخ آں میر دید ۔۔۔ زآمدِ ماہی شدش وجدے پدید

جب اس سردار نے شیخ کے حکم کے جاری ہونے کو دیکھا ۔۔۔ مچھلیوں کی آمد سے اس پر وجد طاری ہو گیا

گفت آہ ماہی زپیراں آگہ ست ۔۔۔ شُہ تنے راکو لعینِ درگہ است

اس نے کہا افسوس! مچھلیاں پیروں سے واقف ہیں ۔۔۔ اس پر تف ہے جو مردودِ بارگاہ ہے

ماہیاں از پیر آگہ ما بعید ۔۔۔ ماشقی زیں دولت و ایشاں سعید

مچھلیاں پیر سے با خبر ہیں، ہم دور ہیں ۔۔۔ ہم اس دولت سے بد بخت ہیں وہ نیک بخت ہیں

سجدہ کرد ورفت گریان و خراب ۔۔۔ گشت دیوانہ ز عشقِ فتح یاب

اس نے سجدہ کیا اور بد حال روتا ہوا روانہ ہو گیا ۔۔۔ (اور) دروازہ کھلنے کے عشق میں دیوانہ ہو گیا

پس تو اے ناشستہ رُو در چیستی ۔۔۔ در نزاع و در حسد با کیستی

تو، اے گندہ رو! تو کس خیال میں ہے؟ ۔۔۔ کس سے جھگڑے اور حسد میں (مبتلا) ہے؟

بادُمِ شیرے تو بازی می کُنی ۔۔۔ بَر ملائک تُرکتازی می کُنی

تو شیر کی دم سے کھیل رہا ہے ۔۔۔ فرشتوں پر حملہ کر رہا ہے

بَد چہ ۲ می گوئی تو خیرِ محض را ۔۔۔ ہیں ترفع کم شُمر ایں خفض را

تو خالص خیر کو برا کیوں کہہ رہا ہے؟ ۔۔۔ خبردار! اس گراوٹ کو بڑائی نہ سمجھ

بدچہ باشد مِسِ محتاجِ مہاں ۔۔۔ شیخ کہ بُود کیمیائے بیکراں

بد کیا ہوتا ہے؟ محتاج، ذلیل تانبہ ۔۔۔ شیخ کیا ہوتا ہے؟ لا محدود کیمیا

مس اگر از کیمیا قابل نہ بد ۔۔۔ کیمیا از مس ہرگز مس نہ شد

اگر تانبا، کیمیا کو قبول کرنے والا نہ تھا ۔۔۔ تو کیمیا تانبے کی وجہ سے ہرگز تانبا نہ بنی

بَد چہ ۳ باشد سَرکش آتش عَمل ۔۔۔ شیخ کہ بُود عینِ دریائے ازل

بد کیا ہوتا ہے؟ سرکش آتشیں عمل والا ۔۔۔ شیخ کون ہوتا ہے؟ بعینہ ازلی دریا

بَد کہ باشد ظالم ظُلمت فزا ۔۔۔ شیخ کہ بُود عکسِ انوارِ خدا

بد کون ہوتا ہے؟ تاریکی کو بڑھانیوالا ظالم ۔۔۔ شیخ کون ہوتا ہے؟ خدا کے نوروں کا پرتو

بدَچہ باشد آتشِ پُر دو دوسوز ۔۔۔ شیخ آبِ کوثرے اندر تموز

بدکیا ہوتا ہے؟ دھویں اور سوزش سے بھری ہوئی آگ ۔۔۔ شیخ ساون میں آب کوثر ہے

---

۱ چوں نفاذ، جب اس امیر نے مچھلیوں کو حضرت ابراہیم کے تابع فرمان دیکھا اور دیکھا کہ ایک مچھلی ان کی سوئی لائی تو اس پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ گفت۔ اس سردار نے اپنی لاعلمی پر اظہار افسوس کیا کیونکہ اس کے دل میں پہلے وسوسہ آچکا تھا اور شاہی چھوڑ کر فقر اختیار کر لینے پر متعجب تھا۔ فتح باب۔ چونکہ اسرار کا دروازہ کھل گیا اس کے عشق میں دیوانہ ہو گیا۔ پس۔ اب پھر شیخ پر معترض کو خطاب ہے۔ بادُم شیرے۔ شیر کی دم سے کھیلنے والا یقیناً مارا جائیگا۔

۲ بدچہ می گوئی۔ اس نے شیخ کو شرابی وغیرہ کہا تھا جو مجسم نیکی تھے۔ ترفع۔ اپنے آپ کو بلند کرنا۔ خفض۔ پستی۔ بدچہ بود۔ بدتو وہ شخص ہے جو تانبے کی طرح ہے اور شیخ کا محتاج ہے جو کہ کیمیا کی طرح ہے۔ مس۔ اگر کوئی مرید فیض نہ حاصل کرے تو اس سے شیخ میں کوئی نقصان نہیں پیدا ہوتا، تانبا اگر کیمیا کا اثر نہ قبول کرے تو کیمیا میں کوئی خرابی نہیں آتی۔

۳ بدچہ باشد۔ جس کے جہنمی اعمال ہیں وہ بد ہے۔ شیخ ازلی دریا ہے۔ بد ظالم اور صحت افزا ہے۔ شیخ خدائی انوار کا پرتو ہے۔ تموز۔ ایک گرمی کا مہینہ ہے جو ہندی حساب سے تقریباً ساون میں آتا ہے۔

دائم[1] آتش رابتر سانندز آب — آب کے ترسید ہر گز زالتہاب

ہمیشہ آگ کو پانی سے ڈراتے ہیں — شعلہ زنی سے پانی کب ڈرا ہے ؟

دَر رُخِ مہ عیب بینی می کُنی — در بہشتے خار چینی می کُنی

تو چاند کے رخ میں عیب بینی کر رہا ہے — بہشت میں کانٹے چن رہا ہے

گر بہشت[2] اندر روی اے خار جُو — ہیچ خار آنجا نیابی غیرِ تو

اے کانٹے تلاش کرنیوالے! اگر تو بہشت میں جائیگا — اپنے علاوہ تو اور کوئی کانٹا نہ پائے گا

می بپوشی آفتاب اندر گلے — رخنہ می جوئی زبدرِ کاملے

تو سورج کو مٹی میں چھپاتا ہے — چودھویں رات کے چاند میں تو رخنہ تلاش کرتا ہے

آفتابے کہ بتابد در جہاں — بہر خُفّاشے کجا گر دد نہاں

وہ سورج جو عالم پر چمکتا ہے — چمگادڑ کے لئے کہاں چھپ جائے ؟

عَیبہا از رَدِّ پیراں عیب شدُ — غَیبہا از رشکِ پیراں غَیب شدُ

عیب پیروں کے رد کرنے سے عیب بنگئے — (اسرار) غیب پیروں کے رشک کیوجہ سے غیب بنگئے

بس ہُنر از ردِ آنہا عیب شدُ — بس یقیں کزشکِ ایشاں ریب شد

بہت سے ہنر ہیں جوانکی ناپسندیدگی کیوجہ سے عیب بنگئے — بہت سے یقین ہیں جوانکے شک کیوجہ سے مشکوک ہوگئے

بارے[3] از دوری زخدمت یار باش — در ندامت چابک و پُر کار باش

آخر کار خدمت سے دوری کی بجائے یار بنجا — ندامت میں چُست اور کار آمد بن جا

تا ازاں راہت نسیمے می رسد — آب رحمت راچہ بندی از حَسد

تاکہ اس راستہ سے تیرے پاس نسیم پہنچ جائے — حسد کی وجہ سے رحمت کے پانی کو کیوں روکتا ہے؟

گرچہ دوری دورمی جُنباں تو دُم — حَیْثُمَا کُنْتُم فَوَلُّوا وُجُوهَكُم

اگرچہ تو دور ہے، دور سے ہی دم ہلا — تم جہاں بھی ہو اپنا چہرہ اس کی طرف پھیر لو

چوں خرے در گلِ فتداز گامِ تیز — دَم بدم جُنبد برائے عزمِ خیز

تیز روی کی وجہ سے جب کوئی گدھا کیچڑ میں پھنس جائے — اٹھنے کے ارادے سے پے درپے حرکت کرتا ہے

جائے راہموار نہ کُند بہرِ باش — داند او کہ نیست آں جائے معاش

رہنے کے لئے جگہ کو ہموار نہیں کرتا ہے — وہ جانتا ہے کہ وہ رہنے کی جگہ نہیں ہے



[1] دائم۔ بدجبکہ آگ ہے اور شیخ آب کوثر تو آگ کو پانی سے نقصان پہنچتا ہے پانی کو آگ سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے۔ در رخ مہ۔ شیخ آفتاب ہے اسمیں کوئی عیب نہیں ہے۔ بہشت میں کانٹے کی تلاش سعی لاحاصل ہے اسی طرح شیخ میں عیب تلاش کرنا عیب ہے۔

[2] گر بہشت۔ اگر کوئی بہشت میں کانٹا تلاش کرنے جائے تو خود اس کا وجود کانٹا ہے۔ اسی طرح شیخ میں عیب تلاش کرنیوالا خود عیب دار ہے۔ آفتاب۔ یعنی شیخ۔ گل۔ یعنی عیوب۔ بدر کامل۔ یعنی شیخ خفاش۔ چمگادڑ یعنی شیخ کا عیب جو۔ عیبہا۔ عیوب تو عیوب اسی وجہ سے بنے ہیں کہ ان کو شیوخ نے اپنے اندر پسند نہیں کیا ہے۔ غیبہا۔ اسرار غیبی اسی وجہ سے غیب ہیں کہ ان کو شیوخ نے ظاہر کرنا گوارا نہیں کیا ہے۔ بس ہنر۔ جس ہنر کو شیوخ پسند نہ کریں وہ ہنر نہیں ہے۔ جس یقین کو شیوخ یقین نہ سمجھیں وہ شک ہے۔

[3] بارے۔ آخرکار۔ ندامت یعنی اب تک دربار میں نہ پہنچنے کی شرمندگی۔ آب رحمت حسد کی وجہ سے انکے فیضان سے محروم نہ بن۔ می جنباں۔ تو دم تو دم ہلا یعنی محبت کر حیثما کنتم۔ جس طرح سے قبلہ کا حکم ہے کہ دور سے بھی اس طرف رخ کر کے نماز پڑھ لی جاتی ہے اسی طرح پیر بھی ہے۔ اس کی طرف دور سے بھی رخ کرنے سے فیض حاصل ہوسکتا ہے چوں خرے۔ گدھا دلدل میں پھنسنے کے بعد نکلنے کی مسلسل کوشش کرتا ہے اور اس کو جائے رہائش نہیں سمجھتا ہے۔ تو اگر انسان دنیاداری کو دلدل میں پھنسا ہوا ہے اس کو نکلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حسِ ا تواز حسِ خر کمتر بُدست	که دلِ تو زیں وَ حلها بر نجست
تیری حس گدھے کی حس سے بھی کم ہے	کہ تیرا دل ان کیچڑوں سے باہر نہ نکلا
دروَ حل تاویلِ رخصت می کُنی	چوں نمی خواہی کزاں دل بر کَنی
تو کیچڑ میں پڑے رہنے کی اجازت کی دلیل تلاش کرتا ہے	چونکہ نہیں چاہتا کہ اس سے دل ہٹائے
کایں روا باشد مرا من مُضطرم	حَق نگیر و عاجزے را از کرم
کہ میرے لئے یہ جائز ہے، میں مجبور ہوں	اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے مجبور کی گرفت نہیں کرتا ہے
اے ۲ چو کَفتاری گرفتارِ فجور	ایں گرفتن را نہ بینی از غرور
اے بدکاری میں مبتلا! تو بجو کی طرح ہے	دھوکے کی وجہ سے تو گرفتار ہونے کو نہیں دیکھتا ہے
می بگویند اندروں کفتار نیست	از بروں جوئید کاندر غار نیست
(شکاری) کہتے ہیں، بجو اندر نہیں ہے	باہر تلاش کرو، کیونکہ نماز میں نہیں ہے
نیست در سوراخ گفتار اے پدر	رفت تازاں اُو بسُوئے آبخور
اے ابا! بجو بھٹ میں نہیں ہے	وہ گھاٹ کی جانب دوڑ گیا ہے
ایں ہمی گویند و بندش می نہند	اُو ہمی گوید زمن کے آگہند
یہ کہتے ہیں اور اس کو پھانس لیتے ہیں	وہ بھی کہتا ہے کہ مجھ سے کہاں واقف ہیں؟
گر زمن آگاہ بودے ایں عدو	کے ندا کردے کہ ایں کفتار کو
اگر یہ دشمن مجھ سے آگاہ ہوتے	تو یہ کب کہتے کہ یہ بجو کہاں ہے؟
تا کہ بر بند ندو بیرونش کُنند	غافل آں کفتار ازایں ریشخند
تا کہ باندھ لیں اور اس کو باہر نکال لیں	بجو اس مذاق سے غافل ہے

دعویٰ ۳ کردنِ آں شخص کہ حق تعالیٰ مرانہ گیرد بگناہ و جواب گفتنِ شعیبؑ اُورا

ایک شخص کا دعویٰ کرنا کہ خدا گناہ کی وجہ سے میری گرفت نہیں کرتا ہے اور حضرت شعیب کا اس کو جواب دیا

آں یکے می گفت در عہدِ شعیبؑ	کہ خدا از من بسے دیدست عیب
(حضرت) شعیبؑ کے زمانہ میں ایک شخص کہتا تھا	کہ خدا نے میرے بہت سے عیب دیکھے ہیں
چند دید از من گناہ و جُرمہا	وز کرم یزداں نمی گیرد مرا
اس نے میرے گناہ اور جرم بہت دیکھے ہیں	اور اللہ کرم سے مجھے نہیں پکڑتا ہے

۱ حسِ تو۔ بدعمل۔ اگر بداعمالی سے نجات پانے کی کوشش نہ کرے تو گدھے سے بدتر ہے۔ وَحل۔ کیچڑ۔ دروحل۔ بعض بداعمال اور کوتاہ عمل اپنی مجبوری کا اظہار کر کے اپنے آپ کو مضطر قرار دیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ مجبور کو خدا معذور سمجھتا ہے یہ ان کا نہایت غلط خیال ہے۔

۲ اے چو کفتاری۔ وہ گنہگار جس کا خیال ہے کہ اس کے گناہوں پر خدا اس کی گرفت نہیں کرتا ہے مولانا اس کو اس بجو سے تعبیر کرتے ہیں جو شکاریوں کے طرز عمل سے دھوکے میں ہے اور گرفتار ہو جاتا ہے کہ شکاری بجو کے بھٹ پر کھڑے ہو کر آپس میں ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ بجو کو بھٹ سے باہر سمجھ رہے ہیں اور دراصل بجو کو دھوکا دینے کیلئے ایسی گفتگو کرتے ہیں۔ بجو ان کی گفتگو سے مطمئن ہو جاتا ہے اور گرفتار ہو جاتا ہے۔ رفت۔ تازاں۔ یعنی بھاگتا ہوا پانی پینے گیا ہے۔ ریشخند۔ مذاق۔

۳ دعویٰ کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ گنہگار گرفتار ہوتا ہے اور اس کو اپنی گرفتاری کا احساس نہیں ہوتا ہے۔

حق تعالیٰ[1] گفت در گوشِ شعیبؑ — در جوابِ او فصیح از راهِ غیب

اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ کے کان میں کہا — صاف صاف جواب غیب کے راستہ سے

کہ بگفتی چند کردم من گناہ — وز کرم نگرفت در جرم اِلٰہ

کہ تو یہ کہتا ہے کہ میں نے بہت گناہ کئے ہیں — اور خدا نے کرم سے جرم میں مجھے نہیں پکڑا ہے

عکس می گوئی و مقلوب اے سَفیہ — اے رہا کردہ رَہ و بگرفتہ تیہ

اے بیوقوف! تو الٹی اور بالعکس بات کہتا ہے — اے گم کردہ راہ اور تیہ (کا راستہ) اختیار کئے ہوئے!

چند چندت گیرم و تو بے خبر — در سَلاسِل ماندۂ پا تا بہ سَر

میں تیری بار بار گرفت کرتا ہوں اور تو بیخبر ہے — پَیر سے سر تک تو زنجیروں میں ہے

زنگِ[2] تو بر توت اے دیگِ سیاہ — کرد سیمائے درونت راتباہ

اے کالی دیگ! تیرے تہ بہ تہ زنگ نے — تیرے باطن کی خصوصیتوں کو تباہ کر دیا ہے

بر دلت زنگار بر زنگا رہا — جمع شدتا گور شد زا اَسرارہا

تیرے دل پر زنگوں پر زنگ — جمع ہو گیا یہاںتک کہ وہ اسرار سے اندھا ہو گیا

گر زند آں دو دو بر دیگِ نَوئے — آں اثر بنمایدار باشد جَوئے

اگر نئی دیگ پر دھواں لگے — وہ اثر دکھاتا ہے خواہ جو کے برابر ہو

زانکہ ہر چیزے بضد پیدا شود — بر سفیدی آں سیہ رُسوا شود

کیونکہ ہر چیز بالمقابل سے ظاہر ہوتی ہے — سفیدی پر سیاہ بدنام ہوتا ہے

چوں سیہ شد دیگ پس تاثیرِ دُود — بعد ازاں بروے کہ بیند اے عنُود

جب دیگ کالی ہو گئی تو دھویں کی تاثیر — اے سرکش! اس کے بعد اس پر کون دیکھتا ہے؟

مردِ[3] آہنگر کہ اُو زنگی بُوَد — دو درا باروش ہمرنگی بُوَد

جو لوہار حبشی ہو — دھواں اس کے چہرے کے ہمرنگ ہوتا ہے

مردِ رُومی کو کُند آہنگری — رویش ابلق گرد داز دود آوری

رومی جو لوہار کا کام کرتا ہے — دھواں دینے سے اس کا چہرہ چتکبرا ہو جائیگا

پس نداند زود تاثیرِ گناہ — تابنددلد زود گوید اے اِلٰہ

تو وہ گناہ کی تاثیر کو جلدی سے نہیں سمجھتا ہے — تاکہ روئے (اور) جلد کہے اے خدا!

چوں کُند اصرار و بد پیشہ کُند — خاک اندر چشم اندیشہ کُند

جب اصرار کرتا ہے اور برائی کو پیشہ بنا لیتا ہے — تو فکر کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہے

---

[1] حق تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے بطور وحی اس کا جواب حضرت شعیبؑ سے فرمایا عکس می گوئی۔ یعنی تو واقعہ کے خلاف کہتا ہے گرفتار ہے اور کہتا ہے خدا میری گرفت نہیں کرتا ہے۔ رہ۔ یعنی راہ ہدایت۔ تیہ۔ وہ جنگل تھا جس میں بنی اسرائیل نے راستہ گم کر دیا تھا اور چالیس برس اس میں چکر کاٹتے رہے یعنی گمراہی۔ سلاسل۔ سلسلہ کی جمع ہے۔ زنجیر۔

[2] زنگ۔ مسلسل گناہ کرنے والے کو اپنے گناہ کے اثر کا اس پر گرفت کا احساس نہیں رہتا اس کو چند مثالوں سے سمجھایا ہے۔ گر زند۔ نئی دیگ پر دھویں کا اثر نمایاں ہوتا ہے جس پر تہ بہ تہ دھواں جم چکا ہو وہاں اثر نمودار نہیں ہوتا۔

[3] مرد آہنگر۔ اگر حبشی لوہار ہو تو اس کے چہرے کا رنگ خود کالا ہے دھویں کا اثر نمودار نہ ہوگا۔ رومی چونکہ گورا ہوتا ہے اس کے چہرے پر دھویں کے دھبے نمودار ہوں گے۔ پس نداند۔ جب اس کو گناہ کا احساس ہی نہیں رہتا تو وہ یا خدایا خدا کہہ کر کہاں روئیگا۔ اصرار۔ جماؤ خاک۔ اب اس کو گناہ گناہ نظر نہیں آتا۔

توبہ[1] نندیشد گر شیریں شود　　بردلش آں جُرم تابیدیں شود
توبہ کی فکر نہیں کرتا ہے، پھر میٹھا بن جاتا ہے　　اسکے دل پر وہ گناہ یہانتک کہ وہ بید بن بنجاتا ہے

آں پشیمانی و یارب رفت از و　　شست بر آئینہ زنگِ شصت تو
اس سے وہ شرمندگی اور یا رب (کہنا) جاتا رہا　　ساٹھ تہ کا زنگ آئینہ پر بیٹھ گیا

آہنش راز نگہا خوردن گرفت　　گوہرش رارنگ کم کردن گرفت
اس کے لوہے کو زنگوں نے کھانا شروع کر دیا　　اسکے جوہر کا رنگ کم کرنا شروع کر دیا

چوں نویسی کاغذِ اسپید بر　　آں نبشتہ خواندہ آید در نظر
جب تو سفید کاغذ پر لکھے　　وہ لکھا ہوا پڑھنے کے قابل نظر آتا ہے

چوں نویسی بر سرِ بنوشتہ خط　　فہم ناید خواندنش گردد[2] غلط
جب تو لکھے ہوئے پر لکھے　　سمجھ میں نہیں آتا ہے اس کا پڑھنا غلط ہو جاتا ہے

کاں سیاہی بر سیاہی اوفتاد　　ہر دو خط شد کورو معنیٰ رُو نداد
اسلئے کہ سیاہی سیاہی پر پڑی　　دونوں خط اندھے ہو گئے اور معنیٰ غائب ہو گئے

ور سوم بارہ نویسی بر سرش　　بس سیہ کردی چو جان کا فرش
اور اگر اس پر تو تیسری بار لکھے　　تو تو نے کافر کی جان کی طرح اس کو بالکل کالا کر دیا

پس چہ چارہ جز پناہِ چارہ گر　　نا اُمیدی مِس واکسیرش نظر
تو چارہ گر کی پناہ کے سوا کیا چارہ ہے؟　　نا امیدی تانبا ہے اور اس کی نظر اکسیر ہے

نا امید یہابہ پیشِ اُو نہید　　تاز درد بے دوا بیرونِ جہید
نا امیدیوں کو اس کے سامنے رکھو　　تاکہ لا علاج درد سے نکل سکو

چوں[3] شعیبؑ ایں نکتہا باوے بگفت　　زاں دم جاں دردلِ اوگل شگفت
جب (حضرت) شعیبؑ نے یہ نکتے اس سے کہے　　اس روحانی پھونک سے اس کے دل میں پھول کھلا

جانِ اُو بشنید وحیِ آسماں　　گفت اگر بگرفت مارا کو نشاں
اس کی جان نے آسمانی وحی سنی　　بولا، اگر اس نے ہمیں پکڑا ہے تو علامت کیا ہے؟

گفت یارب دفعِ من می گوید اُو　　آں گرفتن را نشاں می جوید اُو
ان (حضرت شعیبؑ) نے کہا اے خدا وہ مجھ پر اعتراض کرتا ہے　　اس گرفت کی سکت چاہتا ہے

گفت ستارم نگویم راز ہاش　　جُز یکے رمزے برائے ابتلاش
(اللہ نے) فرمایا میں پردہ پوش ہوں اس کے راز نہیں بتاتا ہوں　　سوائے ایک اشارے کے اس کی آزمائش کیلئے

---

[1] توبہ۔ جب گناہ کے بارے میں گناہ کا تصور نہیں رہتا تو توبہ بھی نہیں کرتا ہے اور دین سے خارج ہو جاتا ہے۔ پشیمانی۔ یعنی گناہ کرنے کی ندامت۔ شست۔ نشست کا مخفف ہے۔ آہنش۔ دل کے لوہے کا گناہوں کا زنگ کھالنا شروع کر دیتا ہے اور دل کا گوہر بد رنگ ہو جاتا ہے۔ چوں نویسی۔ سفید کاغذ پر لکھو گے تو کتابت نظر نہ آئے گی لکھے پر لکھو گے تو کتابت کا اثر نہ معلوم ہوگا، یہی حال گناہ کا ہے۔ انسان شروع میں گناہ کرتا ہے تو گناہ کا اثر محسوس کرتا ہے بار بار گناہ کرتا ہے تو اس کا اثر نظر سے غائب ہو جاتا ہے۔

[2] گرود غلط لکھے ہوئے پر لکھو گے تو پڑھ نہ سکو گے۔ ہر دو خط۔ پہلی اور اب کی تحریر نہ پڑھی جائیگی نہ اس کے معانی سمجھ میں آئیں گے۔ جانِ کافر۔ کافر کو گناہوں کا احساس بالکل نہیں رہتا ہے۔ پس چہ چارہ۔ ایسے معصیت کار کی حالت بڑی خطرناک ہو جاتی ہے لیکن پھر بھی مایوس نہ ہو اللہ کی نظر کرم اصلاح کر سکتی ہے نا امید یہا۔ اپنی مایوسیوں کو دربار خداوندی میں پیش کر کے اصلاح حال کی دعا کرے۔

[3] چوں شعیبؑ۔ حضرت شعیبؑ پر جو وحی نازل ہوئی وہ اس گنہگار نے سنی تو اس کے دل میں کچھ روشنی پیدا ہوئی کفت۔ لیکن پھر بھی گناہ۔ پر خدا کی گرفت کی نشانی مانگنے لگا۔ ستار۔ پردہ پوش۔ رمز۔ اشارہ۔ ابتلا۔ آزمائش۔

یک نشان ا آنکہ می گیرم وُرا — آنکہ طاعت دارد از صوم و دُعا
اس کی علامت کہ میں اس کو پکڑتا ہوں ایک یہ ہے کہ وہ روزے اور نماز کی عبادت کرتا ہے

وز نمازو از زکوٰۃ وغیرِ آں — لیک یک ذرّہ ندارد ذوق جاں
اور نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کی لیکن روح کے ذوق کا ایک ذرہ نہیں رکھتا ہے

می کُند طاعات و افعالِ سَنی — لیک یک ذرہ ندارد چاشنی
وہ عبادات اور اعلیٰ اعمال کرتا ہے لیکن ایک ذرہ لطف نہیں پاتا ہے

طاقتش نغزست و معنیٰ نُغز نے — جوز ہا بسیار و دروے مغز نے
اسکی ظاہری عبادت اچھی ہےاور روح کی عبادت اچھی نہیں ہے اخروٹ بہت ہیں ان میں گری نہیں ہے

ذوق ۲ باید تا دہد طاعات بر — مغز باید تا دہد دانہ شَجر
ذوق چاہیے تاکہ عبادات پھل دیں گری چاہیے تاکہ دانہ درخت اگائے

دانۂ بے مغز کے گرد نہال — صورتِ بیجاں نباشد جُز خیال
بے گری کا دانہ کب پودا بنتا ہے؟ بے جان تصویر سوائے خیال کے کچھ نہیں ہے

چوں شعیبؑ ایں نکتہا بروے بخواند — از تفکّر ہمچو خر در گِل بماند
جب (حضرت) شعیبؑ نے یہ نکتے اس کو سنائے سوچ میں دلدل میں پھنسے ہوئے گدھے کیطرح رہ گیا

بقیہ قصّہء طعنہ زدنِ آں مردِ بیگانہ بر شیخ و جواب مُرید اُورا

اس بیگانے انسان کا شیخ پر طعنہ کرنے اور اس کو مرید کے جواب دینے کے قصہ کا بقیہ

آں خبیث از شیخ می لائید ژاژ — کژ نگر باشد ہمیشہ چشمِ کاژ
وہ خبیث شیخ کے بارے میں بیہودہ بکواس کر رہا تھا بھینگے کی آنکھ ہمیشہ ٹیڑھا دیکھنے والی ہوتی ہے

کہ منم ۳ بر حال زشتِ اُو گواہ — خمر خوارست و بَدو کارش تباہ
کہ میں اس کی بری حالت کا گواہ ہوں شرابی ہے اور برا ہے اور اس کا کام برباد ہے

کہ منش دیدم میانِ مجلسے — اُوز تقویٰ عاری ست و مُفلسے
کہ میں نے اس کو ایک مجلس میں دیکھا ہے وہ پرہیز گاری سے خالی اور مفلس ہے

ورکہ باور نیست خیزی امشباں — تابہ بینی فسقِ شیخت را عیاں
اگر یقین نہیں ہے تو آج رات کو اٹھ تاکہ اپنے پیر کا فسق تو آنکھ سے دیکھ لے

شب ببردش بر سَرِ یک روزنے — گفت بنگر فسق وعشرت کردنے
رات کو وہ اسے ایک روشندان پر لے گیا بولا، دیکھ فسق اور مزے اڑانا

---

۱ یک نشان۔ گناہ پر گرفت کی ایک معمولی نشانی یہ ہے کہ گنہگار ہر طرح کی عبادت کرتا ہے۔ لیکن ذوق اور لطف عبادت سے محروم رہتا ہے سَنی۔ بلند، روشن۔ چاشنی، لذت۔ طاقتش یعنی ظاہری عبادات تو ٹھیک ہیں لیکن وہ اس کے مغز اور روح سے محروم ہے اور اس کی عبادت ایسی ہے جیسے بے گری کا اخروٹ۔

۲ ذوق باید۔ جب تک ذوق عبادت حاصل نہ ہو جو بمنزلہ مغز کے ہے تو اس عبادت سے شجر و ثمر پیدا نہ ہو گا۔ نہال۔ پودا۔ صورتِ بے جان۔ بے جان تصویر۔ می لائید۔ بکواس کرتا تھا۔ ژاژ۔ بکواس کاژ۔ بھینگا۔

۳ کہ منم۔ معترض نے کہا میں اس شیخ کی بدچلنی کا گواہ ہوں وہ شرابی اور برا ہے۔ مجلسے۔ یعنی شراب کی محفل۔ مُفلس۔ یعنی نیکیوں سے خالی۔ ورکہ۔ اگر تجھے یقین نہیں ہے تو آج رات میرے ساتھ چل اور آنکھوں سے دیکھ لے۔ روزنے۔ یعنی اس مجلس کے ایک روشندان کے پاس جہاں شیخ شراب کی مجلس میں تھا۔

بنگر¹ آں سالوسِ روز و فسق شب　　روز ہمچوں مصطفیٰؐ شب بُولَہَب
دیکھ دن کا وہ مکر اور رات کا فسق　　دن میں مصطفیٰؐ کی طرح رات میں ابولہب

روز عبداللہ اُورا گشتہ نام　　شب نعُوذ باللہ و در دست جام
دن میں اس کا نام اللہ کا خاص بندہ تھا　　رات کو نعوذ باللہ اور ہاتھ میں شراب کا جام

دید شیشہ در کف آں پیر پُر　　گفت شیخا مر ترا ہم ہست غُر
اس پیر کے ہاتھ میں بھرا ہوا شیشہ دیکھا　　بولا اے شیخ! تجھے بھی دھوکا لگا

تو نمی گفتی کہ دَر جامِ شراب　　دیوی میزد بجِدّ ہر دم شتاب
تو نے نہیں کہا ہے کہ شراب کے جام میں　　شیطان کوشش کر کے ہر وقت جلد پیشاب کر دیتا ہے

گفت² جامم راچناں پُر کردہ اند　　کاندرو اندر نگنجد یک سپند
اس (شیخ) نے کہا میرے جام کو انہوں نے اتنا بھر دیا ہے　　کہ اس کے اندر ایک کالا دانہ بھی نہیں سما سکتا ہے

بنگر ایں جا ہیچ گنجد ذرّہ　　ایں سخن را کژ شنیدہ غرّہ
دیکھ اس میں کوئی ذرہ سماتا ہے　　بہکے ہوئے نے اس کی بات کو ٹیڑھا سمجھا

جامِ ظاہر خمرِ ظاہر نیست ایں　　دُور دار ایں راز شیخِ غیب بیں
یہ ظاہری جام، ظاہری شراب نہیں ہے　　غیب بین شیخ کو اس سے دور رکھ

جامِ مے ہستیِ شیخ ست اے فلیو　　کاندروا ایدر نہ گنجد بول دیو
اے بیہودہ! جام شراب، شیخ کا وجود ہے　　کہ اب اس کے اندر شیطان کا پیشاب نہیں سماتا ہے

پُر و³ مالا مال از نورِ حق ست　　جامِ تن بشکست و نُورِ مُطلق ست
وہ اللہ (تعالیٰ) کے نور سے پر اور مالا مال ہے　　جسم کا جام شکستہ ہو گیا ہے اور وہ مطلق نور ہے

نورِ خورشید ار بیفتد بر حَدث　　اُو ہماں نور ست نپذیرد خَبث
سورج کی شعاع اگر ناپاکی پر پڑے　　وہ وہی نور ہے نجاست کو قبول نہیں کرتی ہے

شیخ گفتا ایں خود نہ جام ست و نہ مے　　ہیں بزیر آ منکر ابنگر بوَے
شیخ نے فرمایا یہ نہ جام ہے اور نہ شراب　　خبردار! اے منکر نیچے آ اس کو دیکھ لے

آمد و دید انگبین خاص بود　　کور شد آں دشمنِ کور و کبُود
وہ آیا اور اس نے دیکھا خالص شہد تھا　　وہ اندھا، نیلا دشمن، اندھا ہو گیا



1. سالوسِ روز۔ دن میں مکاری سے بزرگ بنا رہتا فسق۔ شب۔ یعنی رات کو فسق و فجور کرتا ہمچوں۔ یعنی دن میں سنت نبوی پر عمل ہے اور شب کو بولہبی میں مبتلا ہے۔ عبداللہ۔ یعنی خدا کا نیک بندہ نعُوذُ باللہ یعنی شیطان جس سے ہم پناہ چاہتے ہیں غر۔ دھوکا فریب۔ تو نمی۔ گفتی۔ تو نے خود کہا تھا کہ شراب کے جام میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔

2. گفت۔ شیخ نے کہا کہ میرا جام اس قدر پر ہے کہ اس میں شیطان کے پیشاب کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ سپند۔ حرمل، ایک دانہ ہے جس کی دھونی نظر بد کے دفعیہ کے لئے دیجاتی ہے۔ کژ شنیدہ یعنی شیخ کی بات کا مطلب وہ صحیح نہ سمجھا۔ شیخ نے جام سے جام شراب مراد نہ لیا تھا بلکہ جام مے سے مراد شیخ کا اپنا وجود تھا۔ فلیو۔ بوزن۔ نشیب، احمق، بیہودہ ایدر۔ بوزن۔ دیگر بمعنی اینجا و اکنوں

3. پر۔ پورا جسم نور حق سے پر ہے اسمیں شیطان کے اثرات کی گنجائش نہیں ہے۔ جام تن۔ بلکہ وہ تو اب مقام فنا میں ہے نور خورشید جبکہ شیخ نور مطلق ہے تو کوئی اور جگہ مقام اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ سورج کا نور اگر کوڑی پر پڑے تو اس سے وہ نجس نہ ہو گا۔ بزیر آ۔ چونکہ یہ باتیں روشندان کے ذریعہ ہو رہی تھیں۔ دید۔ یعنی اس کے ہاتھ میں شراب نہ تھی۔ بلکہ خالص شہد تھا۔

گفت[1] پیر آں دم مُرید خویش را — رَو برائے من بجوے اے کیا

اس وقت پیر نے اپنے مرید سے کہا — ارے میاں! جاؤ میرے لئے شراب تلاش کرو

کہ مرا رنج ست مَضطر گشتہ ام — من زرنج از مَخمصہ بگذشتہ ام

کیونکہ میرے درد ہے میں مجبور ہو گیا ہوں — میں درد کی وجہ سے بھوک (کی مجبوری) سے بڑھ گیا ہوں

در ضرورت ہست ہر مُردار پاک — بر سَرِ منکر زلعنت باد خاک

مجبوری میں ہر مردار پاک ہے — منکر کے سر پر لعنت کی خاک ہو

گردِ خمخانہ بَرآمد آں مُرید — بہرِ شیخ از ہر خُمے او مے چشید

وہ مرید شراب خانہ کی جانب گیا — اس نے شیخ کے لئے ہر مٹکے میں سے شراب چکھی

در ہمہ خمخانہا اُو مے ندید — گشتہ بُد پراز عَسل خُمِ نبیذ

اس نے تمام شراب خانوں میں شراب نہ دیکھی — شراب کے مٹکے شہد سے بھر گئے تھے

گفت[2] اے رنداں چہ حالست ایں چہ کار — ہیچ خُمے در نمی بینم عُقار

اس نے کہا، اے رندو! کیا حال ہے یہ کیا کام ہے؟ — میں کسی مٹکے میں شراب نہیں دیکھتا ہوں

جملہ رنداں نزد آں شیخ آمدند — چشم گریاں دست بر سَر می زدند

سب رند اس شیخ کے پاس آئے — روتے ہوئے سروں کو پیٹتے تھے

دَر خرابات آمدی شیخِ اجَل — جملہ میہا از قدومت شُد عَسل

(کہ) اے بزرگ شیخ! آپ شراب خانہ میں آئے — آپ کی تشریف آوری سے تمام شرابیں شہد بن گئیں

کردہ مے راتو مبدّل از حَدَث — جانِ ما راہم بدل کُن از خَبَث

آپ نے شراب کو ناپاکی سے تبدیل کر دیا — ہماری جان کو بھی ناپاکی سے تبدیل کر دیجئے

گر شود[3] عالم پُراز خوں مال مال — کے خورَد بندہ خدا اِلّا حَلال

اگر عالم خون سے لبریز ہو جائے — اللہ کا (مخلص) بندہ سوائے حلال کے کب کھاتا ہے؟

گفتنِ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم را

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ آپ

کہ تو بے مصلی بہر جا کہ میروی نماز میکنی

بے مصلے کے جہاں جاتے ہیں نماز پڑھ لیتے ہیں

عائشہؓ روزے بہ پیغمبر بہ گفت — یا رسول اللہ تو پیداوُ نہفت

ایک دن (حضرت) عائشہؓ نے پیغمبرؑ سے عرض کیا — یا رسول اللہ آپ مجمع اور تنہائی میں

---

[1] گفت۔ شیخ نے اپنے مرید کی بدگمانی دور کرنے کے لئے اس سے کہا۔ کہ مرا رنج۔ یعنی میری تکلیف بھوک کی تکلیف سے بھی بڑھ گئی اور میں مضطر کے حکم میں ہوں جس کے لئے جان بچانے کیلئے حرام چیز کھالینا جائز ہو جاتا ہے مخمصہ۔ قرآن پاک میں فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ یعنی جو بھوک کی وجہ سے مجبور ہو جائے اور گناہ کی طرف اس کا جھکاؤ نہ ہو اور وہ حرام کھالے تو اللہ غفور و رحیم ہے منکر یعنی جو اس جواز کا انکار کرے۔ پراز عسل۔ یعنی ہر مٹکا بجائے شراب کے شہد سے بھرا ہوا تھا۔

[2] گفت۔ مرید نے دوسرے شرابیوں سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے کسی مٹکے میں بھی شراب نہیں ہے۔ عقار۔ شراب، جملہ رنداں، شیخ کی اس کرامت سے شرابی متاثر ہو گئے خرابات۔ میخانہ مبدّل از حدث۔ شراب ناپاک ہے شہد پاک ہے۔ خبث۔ یعنی گناہوں کی خباثت۔

[3] گر شود۔ اللہ اپنے نیک بندوں کیلئے حلال روزی کی بہر حال سبیل پیدا فرما دیتا ہے آئندہ حکایت کا بھی یہی خلاصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کیلئے ناپاک زمین کو بھی حکماً پاک بنا دیا ہے۔ بے مصلی یعنی زمین پر آپ کچھ بچھاتے بھی نہیں ہیں۔

هر کجا یابی نمازے می کنی　　می روی در خانهٔ ناپاک و دَنی!۱
جہاں موقع ملتا ہے نماز پڑھ لیتے ہیں　　آپ ہر ادنیٰ اور ناپاک گھر میں چلے جاتے ہیں

بے مصلّیٰ می گذاری تو نماز　　ہر کجا روئے زمیں بکشای راز
بغیر مصلے کے آپ نماز پڑھ لیتے ہیں　　جہاں بھی روئے زمین ہو، راز بتائے ؟

گرچہ میدانی کہ ہر طفل پلید　　کرد مستعمل بہر جا کہ رسید
اگرچہ آپ جانتے ہیں کہ ہر ناپاک بچہ　　جہاں وہ جاتا ہے (زمین) کو مستعمل کر دیتا ہے

گفت پیغمبرؐ کہ از بہر مہاں　　حق نجس را پاک کرد ایں را بداں
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا بڑے لوگوں کیلئے　　اللہ (تعالیٰ) نے نجس کو پاک کر دیا ہے اس کو سمجھ لے

سجدہ گاہم را ازاں رو لطفِ حق　　پاک گردانید تا ہفتم طبق
اسلئے اللہ (تعالیٰ) کی مہربانی نے میری سجدہ گاہ کو　　ساتوں طبقوں تک پاک کر دیا ہے

ہاں وہاں ترکِ حسد کن باشہاں　　ورنہ ابلیسے شوی اندر جہاں
خبردار خبردار ! شاہوں سے حسد کرنا چھوڑ دے　　ورنہ تو دنیا میں شیطان ہو جائے گا

کو۲ اگر زہرے خورد شہدے شود　　تو اگر شہدے خوری زہرے بود
کیونکہ وہ اگر زہر کھا لے تو شہد بن جائیگا　　تو اگر شہد کھائے زہر ہو گا

کو بدل گشت و بدل شد کارِ او　　لطف گشت و نور شد مرنارِ او
کیونکہ وہ بدل گیا اور اس کا کام بدل گیا　　وہ محبت بن گیا، اس کی آگ نور بنگئی ہے

قوتِ حق بود مر بابیل را　　ورنہ مرغے چوں کشد مر پیل را
ابابیل میں اللہ کی طاقت تھی　　ورنہ ایک پرندہ ہاتھی کو کیسے مار سکتا ہے ؟

لشکرے را مرغکے چندے شکست　　تا بدانی کاں صلابت۳ از حق ست
بڑے لشکر کو چھوٹے پرندہ نے شکست دیدی　　تاکہ تو سمجھ جائے کہ وہ سختی اللہ کی طرف سے تھی

گر ترا وسواس آید زیں قبیل　　رو بخواں تو سورۂ اصحاب فیل
اگر تجھے اس سلسلہ میں شک ہو　　جا ، تو اصحاب فیل کی سورۃ پڑھ لے

ور کنی با او مرے و ہمسری　　کافرم داں گر تو زیشاں سر بری
اگر تو اس سے جھگڑا اور برابر کرے گا　　مجھے کافر سمجھ اگر تو ان سے بیت جائے

کشیدنِ موش مہار اشترے را و معجب شدن موش در خود

چوہے کا اونٹ کی مہار کو کھینچنا اور چوہے کا گھمنڈ میں آجانا

۱ دنی۔ کمتر درجہ کا۔ گرچہ میدانی۔ عموماً بچے پیشاب پاخانہ سے گھر کی زمین کو ناپاک کر دیتے ہیں۔ مہاں۔ بزرگ، بڑے لوگ۔ سجدہ گاہم آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا ساری زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور باعثِ پاکی بنا دی گئی ہے یعنی میں ہر جگہ نماز پڑھ سکتا ہوں۔ دیگر امتوں کو حکم تھا کہ وہ صرف عبادتخانوں میں عبادت کریں اور پانی نہ ہونیکی صورت میں زمین سے تیمم کر لینا تیرے لئے پاکی ہے۔

۲ کو اگر۔ خدا کا خاص بندہ اگر زہر بھی کھائے تو خدا اس کی تاثیر بدل دیتا ہے اور وہ اُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ کا مصداق ہوتا ہے۔ تو اگر ایک گنہگار کا نماز روزہ بھی مردود ہو جاتا ہے۔ قوت حق۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں اپنی صفت کا پرتو ڈالدیتا ہے ورنہ ابابیل جیسا پرندہ ابرہہ کے ہاتھیوں کو کیسے شکست دیدیتا۔

۳ صلابت۔ سختی۔ سورہ سورہ الفیل میں ابابیلوں کے ذریعہ ابرہہ کے ہاتھیوں کی ہلاکت کا ذکر ہے۔ ور کنی۔ بڑوں سے جھگڑا اور ہمسری کا دعویٰ کرنا ہلاکت کا سبب ہے۔ کشیدن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ چوہے نے اپنے سے بڑے اونٹ سے ہمسری کی اور شرمندہ ہوا۔ معجب۔ متکبر۔

موشکے در کف مہارِ اُشترے — در ربود و شد رواں اُواز مِرے[1]

ایک حقیر چوہے نے ایک اونٹ کی مہار ہاتھ میں — لے لی ، اور اکڑتا ہوا روانہ ہوا

شتر با چُستی کہ با اُوشد رواں — موش غرّہ شد کہ ہستم پہلواں

جب اونٹ تیزی سے اس کے ساتھ چلا — چوہے کو گھمنڈ ہو گیا کہ میں پہلوان ہوں

بر شتر زد پرتوِ اندیشہَ اش — گفت بنمایم تراتو باش خوش

اس کے خیال کا عکس اونٹ پر پڑا — اس نے کہا تو خوش ہولے میں تجھے دکھاؤں گا

تابیامد بر لبِ جوئے بزرگ — کاندرو گشتے زبوں پیلِ سُترگ

یہاں تک کہ وہ بڑی نہر کے کنارے پر پہنچا — جس میں بڑا ہاتھی بھی عاجز آجائے

مُوش آنجا ایستاد و خُشک گشت — گفت اشتر اے رفیق کوہ و دشت

چوہا وہاں کھڑا ہو گیا اور خشک ہو گیا — اونٹ بولا ، اے پہاڑ اور جنگل کے ساتھی !

ایں توقف چیست حیرانی چرا — پانہ مَردانہ اندر جُود رآ

یہ ٹھہراؤ کیسا ہے ؟ حیرانی کیوں ہے ؟ — بہادری سے قدم بڑھا، نہر میں آجا

تو قلاوزی[2] و پیش آہنگِ من — درمیانِ رہ مباش و تن مَزن

تو میرا رہبر اور پیش رو ہے — راستہ میں نہ رک اور چپ نہ ہو

گفت ایں جُوئے شگرفت و عمیق — من ہمی ترسم ز غرقاب اے رفیق

(چوہا) بولا یہ نہر خوفناک اور گہری ہے — اے ساتھی ! میں ڈوبنے سے ڈر رہا ہوں

گفت اُشتر تا ببینم حدِّ آب — پادروں بنہاد آں اشتر شتاب

اونٹ نے کہا (ٹھہر) تاکہ میں پانی کا اندازہ لگالوں — اونٹ نے فوراً پاؤں اندر رکھ دیا

گفت تازانوست آب اے کور موش — از چہ حیراں گشتی و رفتی زہوش

(اونٹ) بولا اے اندھے چوہے! پانی ران تک ہے — تو کیوں حیران ہو گیا اور ہوش کھو بیٹھا

گفت[3] مُورِ تست مارا اژدہاست — کہ ز زانو تابہ زانو فرقہا ست

چوہے نے کہا تیرے لئے چیونٹی ہے ہمارے لئے اژدہا ہے — اس لئے کہ ران اور ران میں بہت فرق ہے

گر ترا تا زانوست اے پُر ہُنر — مر مرا صد گز گذشت از فرقِ سر

اے ہنر مند ، اگر تیری ران تک ہے — تو میرے سر کی چند یا سے سو گز اونچا ہے

گفت گُستاخی مکن بارِ دگر — تا نسوزد جسم و جانت زیں شَرَر

(اونٹ) بولا پھر گستاخی نہ کرنا — کہیں اس چنگاری سے تیرا جسم اور جان نہ جل جائے

---

[1] مِرے۔ مقابلہ ، جھگڑا۔ پہلواں۔ یعنی مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ اونٹ کو قابو میں رکھا ہے۔ اندیشہ۔ یعنی اونٹ کی ہمسری کا خیال۔ تابیامد۔ ایسی نہر آ گئی جس میں ہاتھی بھی نہ ٹھہر سکے۔ خشک گشت۔ یعنی نہر کے ڈر سے۔ توقف۔ ٹھہراؤ۔

[2] قلاووز۔ راہنما۔ تن مزن۔ خاموش نہ ہو۔ شگرف۔ عجیب و غریب، خوفناک، غرقاب۔ پانی میں ڈوبنا۔ حداب۔ یعنی پانی کی گہرائی۔ کورموش۔ اندھا چوہا، چھچھوندر۔

[3] گفت۔ چوہے نے کہا کہ تیرے نزدیک معمولی اور چھوٹی چیز میرے لئے خطرناک اور بڑی ہے تیرے زانو اور میرے زانو میں بہت فرق ہے۔ فرقِ سر سر کا وہ اگلا حصہ جس پر مانگ نکالی جاتی ہے۔ گستاخی یعنی ہمسری کا دعویٰ۔ شرر۔ چنگاری۔

تو مرے با مثلِ خود موشاں بکُن ‌ ‌ باشتر مُر مُوش را نبُود سخن

تو اپنے جیسے چوہوں سے مقابلہ کر ‌ ‌ چوہے کے لئے اونٹ سے بات مناسب نہیں ہے

گفت توبہ کردم از بہرِ خدا ‌ ‌ بگذراں زیں آبِ مُہلک مر مرا

اس (چوہے) نے کہا کہ میں نے توبہ کی خدا کیلئے ‌ ‌ اس مہلک پانی سے مجھے پار کر دے

رحم آمد مر شتر راگفت ہیں ‌ ‌ بر جہ او بر گردبانِ من نشیں

اونٹ کو رحم آگیا، بولا، ہاں ‌ ‌ کود اور میرے پالان پر بیٹھ جا

ایں گذشتن شدُ مُسلّم مر مرا ‌ ‌ بگذرانم صد ہزاراں چوں ترا

میرا پار کرنا یقینی ہے ‌ ‌ تجھ جیسے لاکھوں کو پار کر دوں گا

چوں پیمبر نیستی پس رو براہ ‌ ‌ تا رسی از چاہ روزے سُوئے جاہ

جب تو پیغمبر نہیں ہے تو راستہ طے کر ‌ ‌ تاکہ کسی دن کنویں سے (نکل کر) رتبہ پر پہنچ جائے

تو رعیّت باش چوں سلطان نہ ‌ ‌ تگ مراں چوں مردِ کشتیبان نہ

تو رعیت بن جا جبکہ تو بادشاہ نہیں ہے ‌ ‌ گہرائی میں (کشتی) نہ چلا چونکہ تو ملاح نہیں ہے

چوں ۲ نہ کامل دُکاں تنہا مگیر ‌ ‌ دستِ خوش می باش تا گردی خمیر

جب کہ تو ماہر نہیں ہے تنہا دکان نہ کر ‌ ‌ تابع بن جا تاکہ تو خمیر بن جائے

چونکہ آزادیت ناید بندہ باش ‌ ‌ ہیں مپوش اطلس برو در ژندہ باش

جب تجھے آزاد رہنا نہیں آتا، غلام بن جا ‌ ‌ خبردار! اطلس نہ پہن جا گدڑی میں رہ

اَنصِتُوا را گوش کن خاموش باش ‌ ‌ چوں زبانِ حق نگشتی گوش باش

"تم چپ رہو" کو سن، چپ رہ ‌ ‌ جب تو اللہ کی زبان نہ بنا، کان بنجا

ور بگوئی ۳ مُشکل اِستفسار گو ‌ ‌ با شہنشاہاں تو مسکیں وار گو

تو اگر کوئی اشکال کرے تو پوچھنے کے طریقہ پر کر ‌ ‌ شہنشاہوں سے مسکین کی طرح بات کر

ابتدائے کبر و کیں از شہوت ست ‌ ‌ راسخیِ شہوتت از عادت ست

تکبر اور کینہ کی ابتدا خواہش نفسانی سے ہے ‌ ‌ خواہش نفسانی تیری کا جماؤ عادت کی وجہ سے ہے

چوں ز عادت گشتہ محکم خوئے بد ‌ ‌ خشم آید بر کسے کت وا کشد

جب عادت کیوجہ سے بڑی عادت پختہ ہو جائے ‌ ‌ تجھے اس پر غصہ آتا ہے جو تجھے ہٹائے



بجہ۔ جہیدن۔ بمعنی کودنا سے ہے۔ گرد باں۔ پالان، جھول۔ مسلّم۔ تسلیم شدہ، یقینی چوں پیمبر۔ جب انسان میں صلاحیت نہ ہو تو صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تو رعیت باش۔ انسان کو اپنی حیثیت میں رہنا چاہیے تگ مراں۔ اگر کشتی بانی کی صلاحیت نہیں ہے تو کشتی کنارے کنارے لے جانی چاہیے گہرائی میں نہ لے جانی چاہیے۔

۲ چوں نہ۔ جب تک تجارت میں مہارت نہ ہو مستقل دکان نہ کرنی چاہیے ورنہ نقصان ہوگا دست خوش۔ تابع مطیع، عاجز۔ خمیر۔ آٹے میں جب خمیر اٹھ جاتا ہے تب روٹی پکانے کے قابل ہوتا ہے چونکہ۔ آزادانہ زندگی بسر کرنے کی صلاحیت نہ ہو تو غلام بنا رہنا چاہیے۔ اطلس۔ مشہور ریشمیں کپڑا ہے۔ ژندہ۔ گدڑی، غرضیکہ جب تک کمال حاصل نہ ہو کسی شیخ کے تابع رہنا ضروری ہے۔ انصتوا۔ قرآن پاک میں ہے جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو یعنی جب تک وعظ و تلقین کی صلاحیت نہ ہو خاموشی سے شیخ کی نصیحت سنتا رہ۔

۳ ور بگوئی۔ اگر کوئی اس اشکال پیش آئے تو معترضانہ سوال نہ کر بلکہ تعلیم حاصل کرنے کے طور پر دریافت کر لے۔ ابتداء۔ انسان بزرگوں سے ہمسری تکبر کی وجہ سے کرتا ہے۔ اور اس قسم کی برائیاں نفس کے تقاضہ سے پیدا ہوتی ہیں اور جب انسان برائیوں کو بار بار کرتا ہے تو نفس کی اس خواہش میں جماؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ خشم۔ اب اگر کوئی اس برائی سے روکے تو غصہ آتا ہے۔

چونکہ تو گلخوار۱ گشتی ہر کہ او — واکشد از گل ترا باشد عدو

چونکہ تو مٹی کھانے والا بن گیا ہے، جو بھی — تجھے مٹی سے ہٹاتا ہے دشمن ہو گا

بت پرستاں چونکہ خو با بت کنند — مانعانِ راہِ خود را دشمن اند

بت پرست چونکہ بتوں کی عادت ڈال لیتے ہیں — اپنے راہ سے ہٹانے والوں کے دشمن ہیں

چونکہ کرد ابلیس خو با سروری — دید آدمؑ را بہ تحقیر از خری

چونکہ شیطان سرداری کا عادی ہو گیا تھا — گدھے پن سے اس نے آدمؑ کو حقارت سے دیکھا

کہ بہ از من سرورے دیگر بود — تا کہ او مسجودِ چوں من کس شود

مجھ سے بہتر کوئی دوسرا سردار ہو گا ؟ — تاکہ وہ مجھ جیسے کا مسجود بنے

سروری زہرست جز آں روح را — کہ بود تریاقِ لانی زابتدا

اس روح کے سوا کے لئے سرداری زہر ہے — جو شروع سے لان (پہاڑ) کا تریاق ہو

کوہ گر پر مار شد باکے مدار — کو بود اندر دروں تریاق زار

پہاڑ اگر سانپوں سے بھرا ہو، پرواہ نہ کر — کیونکہ اس میں تریاق زار ہوتا ہے

سروری چوں شد دماغت را ندیم — ہر کہ بشکستت شود خصمِ عظیم

سرداری جب تیرے دماغ کی ساتھی بن گئی — جو تجھ شکست دے تیرا دشمن ہو گا

چوں۲ خلافِ خوئے تو گوید کسے — کینہا خیزد ترا با او بسے

جب کوئی تیری عادت کے خلاف بولے — تجھ میں اس سے بہت سے کینے پیدا ہونگے

کہ مرا از خوئے من بر میکند — خویش بر من میرو سرور میکند

کہ وہ مجھے میری خصلت سے جدا کرتا ہے — اپنے آپ کو میرے اوپر امیر اور سردار بناتا ہے

چوں۳ نباشد خوئے بد سرکش درو — کے فروزد از خلاف آتش درو

اس میں جب کوئی بری عادت ظہور پذیر نہ ہو — تو مخالفت کی آگ اس میں کیوں بھڑکے ؟

چوں نباشد خوئے بد محکم شدہ — کے شودا اندر خلاف آتشکدہ

جب اس میں بری عادت مستحکم نہ ہوئی ہو — تو اختلاف میں آگ کی بھٹی کیوں ہو ؟

با مخالف او مدارا می کند — در دلِ او خویش راجا می کند

وہ مخالف کی (بھی) خاطر تواضع کرتا ہے — اس کے دل میں اپنی جگہ کر لیتا ہے

زانکہ خوئے بد بگشتت استوار — مور شہوت شد ز عادت ہمچو مار

کیونکہ تیری عادت بڑی مضبوط ہو گئی ہے — نفسانی خواہش کی چیونٹی عادت کی وجہ سے سانپ ہو گئی ہے

۱ گلخوار مٹی کھانے والا چونکہ کرد شیطان کو سرداری کی عادت پڑ گئی تھی اس لئے حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کیا۔ سروری۔ سرداری۔ زہرست۔ حب جاہ نفس کا بہت بڑا رذیلہ ہے۔ تریاق لانی۔ لان پہاڑ کا تریاق جو زہر کے ازالہ میں بہت زود اثر ہوتا ہے۔ کوہ۔ اولیاء اللہ کے پاس تریاق ہے لہٰذا جاہ ورتبہ اسباب ان پر اثر نہیں کرتا ہے۔ ندیم۔ ہم مجلس ساتھی۔ خصمِ عظیم۔ بڑا دشمن۔

۲ چوں خلاف۔ جب کوئی کسی عادت کے خلاف اس کو نصیحت کرتا ہے تو وہ سمجھتا ہے۔ کہ نصیحت کرنے والا اپنی برائی اور سرداری جتاتا ہے۔

۳ چوں نباشد۔ اگر انسان میں بری عادت نہیں ہوتی ہے تو نصیحت سے اس کو ناگواری نہیں ہوتی ہے۔ محکم مضبوط مدارا خاطر تواضع۔ زانکہ غصہ کی وجہ یہی ہے کہ تیری بری عادت مستحکم ہو گئی ہے۔ مور۔ یعنی ادنیٰ نفسانی خواہش۔ مار یعنی مہلک نفسانی خواہش۔

مار شہوت ۱؎ را بکُش در ابتدا | ورنہ اینک گشتہ مارت اژدہا
نفسانی خواہش کے سانپ کو ابتدا ہی میں مار ڈال | ورنہ تیرا یہ سانپ اژدھا بن جائے گا

لیک ہر کس مُور بیند مارِ خویش | توز صاحبدل کُن اِستفسارِ خویش
لیکن ہر شخص اپنے سانپ کو چیونٹی سمجھتا ہے | تو اپنے بارے میں صاحبدل سے معلومات کر لے

زابتدا و ایں مارِ شہوت را بکُش | ورنہ اژدر ہا شود اے تیز ہُش
نفسانی خواہش کے اس سانپ کو شروع میں مار ڈال | ورنہ اے تیز ہوش! وہ اژدھا بنجائے گا

تانہ ۲؎ شد زر مِس نداند من مسم | تانہ شد شہ دل نداند مُفلِسم
جبتک تانبا سونا نہیں بنتا وہ نہیں سمجھتا کہ میں تانبا ہوں | جبتک دل شاہ نہ بنجائے وہ نہیں جانتا کہ میں مفلس ہوں

خدمت اکسیر کُن مِس دار تو | جَوری کَش اے دل از دلدار تو
تو تانبے کی طرح اکسیر کی خدمت کر | اے دل! اپنے دلدار کی سختی برداشت کر

کیست دلدار اہلِ دل نیکو بداں | کُو چوروز وشب جہانست از جہاں
دلدار کون ہے؟ خوب سمجھ لے اہل دل ہے | جو دن اور رات کی طرح دنیا سے گریزاں ہے

عیب کم گو بندۂ اللہ را | مُتہم کم کُن بد زدی شاہ را
اللہ تعالیٰ کے خاص بندے کی عیب جوئی نہ کر | بادشاہ کو چوری نہ لگا

ورنہ ۳؎ باشی ہیچ ہیچ از ہیچگاں | پس روِ ہر دیو باشی مُستہاں
ورنہ تو نا چیزوں میں سے نا چیز تر بنجائے گا | اور ہر ذلیل شیطان کا پیرو بنجائے گا

کرامان آں درویش کہ در کشتی بُد زدیش مُتہم کردند

اس درویش کی کرامات جس پر کشتی میں چوری کرنے کی تہمت لگائی

بود درویشے درونِ کشتے | ساختہ از زختِ مروی پشتے
ایک کشتی میں ایک درویش تھا | جو مردانگی کے سازو سامان کو سہارا بنائے ہوئے تھا

یاوہ شد ہمیانِ زراُو خفتہ بود | جملہ را جُستند اُورا ہم نمود
اشرفیوں کی ایک ہمیانی گم ہوگئی وہ سویا ہوا تھا | انہوں نے سب کی تلاشی لی اب مالک نے انکو درویش بھی دکھایا

کیں فقیر خفتہ راجوئیم ہم | کر دبیدارش زغم صاحب درم
اس سوئے ہوئے فقیر کی بھی ہم تلاشی لیں | اشرفیوں والے نے غم کیوجہ سے اس کو بھی بیدار کیا

کاندریں کشتی چرمداں گم شدہ است | جُملہ را جستیم نتوانی تورست
کہ اس کشتی میں چمڑے کی تھیلی گم ہوگئی ہے | ہم نے سب کی تلاشی لی ہے تو (بھی) نہ چھوٹ سکیگا

۱؎ مار شہوت۔ نفسانی خواہش کو ابتداء دبا دینا چاہیے ورنہ خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے۔ لیک۔ لیکن عیدار اپنے عیب کو معمولی سمجھتا ہے۔ توز صاحبدل۔ کسی شیخ سے اس رذیلہ کا انجام دریافت کر لے۔

۲؎ تانہ شد۔ جب انسان کا کوئی رذیلہ زائل ہوتا ہے۔ تب وہ سمجھتا ہے کہ وہ رذیلہ کس قدر خطرناک تھا۔ تانہ شد۔ ہر چیز ضد کے ذریعہ پہچانی جاتی ہے۔ خدمت اکسیر جو شیخ تیری حقیقت بدل دے وہ اکسیر ہے تو اس کے لئے بمنزلہ تانبے کے ہے۔ روز و شب۔ دن رات کو دنیا سے گریزاں مانا جاتا ہے صاحبدل بھی دنیا سے گریزاں اور متنفر ہوتا ہے۔

۳؎ ورنہ۔ اگر تو اہل اللہ پر تہمت دھریگا تو حقیر ترین بن جائیگا۔ شیطان کا تابع ہو جائیگا۔ کرامات۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بزرگوں پر تہمت دھرنا ہلاکت کا سبب ہے رخت مردی۔ اس کا اعتماد و بھروسہ صبر و قناعت پر تھا۔ یاوہ گم، ضائع۔ اورا۔ یعنی مالک نے اس سوئے ہوئے فقیر کو بھی لوگوں کو دکھایا۔ صاحب درم۔ یعنی جس کی اشرفیاں گم ہوئی تھیں۔ چرمداں، چمڑے کی تھیلی یعنی ہمیانی جملہ را جستیم ہم نے سب کی جامہ تلاشی لی ہے۔

دلق بیروں کن برہنہ شوز دلق — تاز تو فارغ شود اوہام[1] خلق
گدڑی اتار دے، گدڑی سے ننگا ہو جا — تاکہ لوگوں کے شکوک تجھ سے رفع ہوں

گفت یارب مر غلامت را خساں — متہم کردند فرماں در رساں
اس (درویش) نے کہا اے خدا! تیرے غلام کو کمینوں نے — متہم کیا، حکم فرما دے

یَا غَیَاثِیْ عِنْدَ کُلِّ کُرْبَةٍ — یَا مُعَاذِیْ عِنْدَ کُلِّ شِدَّةٍ
اے ہر مصیبت میں میرے فریاد رس! — اے ہر مصیبت میں میری پناہ!

یَا مُجِیْبِیْ عِنْدَ کُلِّ دَعْوَةٍ — یَا مَلَاذِیْ عِنْدَ کُلِّ مِحْنَةٍ
اے ہر پکار پر میرے جواب دینے والے! — اے ہر مشقت میں میرے ملجا!

چوں بدرد آمد دلِ درویش زاں — سر بروں کردند ہر سو در زماں
جب اس (تہمت) سے درویش کے دل کو تکلیف پہنچی — فوراً ہر جانب سے سر نکالا

ماہیانِ بے حد از دریائے ژرف — در دہانِ ہر یکے دُرِّ شگرف
گہرے دریا سے بے حد مچھلیوں نے — ہر ایک کے منہ میں عجیب موتی

صد ہزاراں ماہی از دریائے پُر — دُرد ہانِ ہر یکے دُرے چہ دُر
بھرے دریا سے لاکھوں مچھلیوں نے — ہر ایک کے منہ میں موتی کیسا (اچھا) موتی

ہر[2] یکے دُرِّ خراجِ مملکتے — کز آلہ ست ایں ندارد شرکتے
ہر ایک موتی ایک سلطنت کی آمدنی — کیونکہ وہ اللہ کی جانب سے ہے جو شرکت سے پاک ہے

دُرِّ چند انداخت در کشتی و جست — مر ہوا را ساخت کرسی و نشست
چند موتی کشتی میں پھینکے اور جست لگائی — ہوا کو کرسی بنایا اور بیٹھ گیا

خوش مربّع چوں شہاں بر تخت خویش — اُو فرازِ اوج و کشتی اش بہ پیش
اچھی چوکڑی لگا کر بادشاہوں کیطرح اپنے تخت پر — وہ بلندی کی اونچائی پر اور کشتی اس کے آگے

گفت[3] اُو کشتی شما را حق مرا — تانبا شد با شما دُز دِگدا
اس نے کہا وہ کشتی تمہاری ہے میرا خدا ہے — تاکہ تمہارے ساتھ چور فقیر نہ رہے

تا کرا باشد خسارت زیں فراق — من خوشم جُفتِ حق واز خلق طاق
دیکھو اس جدائی سے کس کا نقصان ہو — میں اللہ کے ساتھ اور مخلوق سے علیحدہ خوش ہوں

نے مرا اُو تہمتِ دُزدی نہد — نے مُہارم را بغمازے دہد
وہ نہ مجھ پر چوری کی تہمت لگاتا ہے — نہ میری نکیل چغلخور کے ہاتھ میں دیتا ہے

---

[1] اوہام خلق۔ لوگوں کو تیرے اوپر بھی چوری کا گمان ہے۔ فرماں در رساں۔ کوئی حکم جاری فرما دے۔ غیاث۔ مدد۔ کربۃ۔ مصیبت۔ معاذ جائے پناہ۔ مجیب۔ جواب دینے والا ملاذ جائے پناہ۔ محنۃ۔ مشقت۔ چوں جب فقیر کے دل سے آہ نکلی تو دریا میں چاروں طرف سے مچھلیاں نمودار ہوئیں۔ ژرف گہرا۔ درے چہ در یعنی عجیب وغریب موتی۔

[2] مچھلی کے منہ میں ایسا بے مثل اور قیمتی موتی تھا جس کی قیمت ایک ملک کی آمدنی کی برابر تھی چونکہ وہ بے مثل اللہ کی جانب سے تھا اسلئے خود بھی بے مثل تھا درویش نے مچھلیوں سے چند موتی لے کر کشتی میں پھینک دیئے اور خود شاہوں کیطرح ہوا میں چوکڑی لگا کر بیٹھ گیا۔ مربع۔ چوکڑی مار کر بیٹھنا۔ فراز۔ اونچائی۔ اوج۔ بلندی

[3] گفت۔ ہوا میں معلق ہو کر اس فقیر نے کہا میں تمہاری کشتی میں نہ بیٹھوں گا تاکہ تم مجھ، چور فقیر کے ساتھ نہ ہوتا کرا۔ اب دیکھنا ہے کہ جدائی تمہارے لئے مضر ہے یا میرے لئے اب میرا اور اللہ کا جوڑ ہے اور مخلوق سے میں علیحدہ ہوں۔ نے مرا۔ خدا نہ مجھ پر تہمت دھرتا ہے نہ مجھے رسوا کرتا ہے۔ غماز۔ چغلخور۔

بانگ کردند اہلِ کشتی کاے ہمامؔ! ۔۔۔ از چہ دادندت چنیں عالی مقام

کشتی والے چیخے ! اے بزرگ ! ۔۔۔ تجھے یہ بلند مقام کس وجہ سے دیا ہے ؟

گفت از تہمت نہادن بر فقیر ۔۔۔ وزحق آزادی پۓ چیزے حقیر

اس نے کہا ، فقیر پر تہمت لگانیکی وجہ سے ۔۔۔ اور معمولی چیز کے لئے اللہ کو ستانے کیوجہ سے

حاش ِ للہ بل ز تعظیم شہاں ۔۔۔ کہ نبودم بر فقیراں بد گماں

خدا بچائے ، بلکہ شاہوں کی تعظیم کرنے سے ۔۔۔ کہ میں فقیروں پر بد گمان نہ تھا

آں ۲؎ فقیرانِ لطیف وخوش نفس ۔۔۔ کزپۓ تعظیم شاں آمد عبس

وہ پاکیزہ اور نیک دم فقیر ۔۔۔ جنکی تعظیم کیلئے سورہ عبس نازل ہوئی ہے

آں فقیری بہری پیچا پیچ نیست ۔۔۔ بل پۓ آنکہ بجزحق ہیچ نیست

وہ فقیری اینچ پینچ کے لئے نہیں ہے ۔۔۔ بلکہ اسلئے ہے کہ خدا کے علاوہ کچھ نہیں ہے

متہم چوں دارم آنہا راکہ حق ۔۔۔ کرد امینِ مخزن ہفتم طبق

میں ان کو کیسے متہم بنا سکتا ہوں جبکہ اللہ نے ۔۔۔ ساتوں طبقوں کے خزانے کا امین بنایا ہے

متہم نفسِ ست نے عقلِ شریف ۔۔۔ متہم حِس ست نے نورِ لطیف

متہم نفس ہے نہ کہ شریف عقل ۔۔۔ متہم حس ہے نہ کہ پاکیزہ نور

نفسِ ۳؎ سو فسطائی آمد میزنش ۔۔۔ کش زدن سازد نہ حجت گفتنش

نفس سو فسطائی ہے اس کی سر زنش کر ۔۔۔ کیونکہ مارنا ہی اس کے لائق ہے نہ اس سے دلیل بیان کرنا

معجزہ بیند فروزد آں زماں ۔۔۔ بعد ازاں گوید خیالے بود آں

معجزہ دیکھتا ہے، اس وقت منور ہو جاتا ہے ۔۔۔ اس کے بعد کہہ دیتا ہے وہ خیال تھا

در حقیقت بود آں دیدِ عجب ۔۔۔ چوں مقیم چشم نامد روزو شب

اگر وہ عجیب نظارہ حقیقت تھا ۔۔۔ تو دن رات آنکھ میں کیوں ٹھہرا ؟

ایں مقیمِ چشمِ پاکاں می بود ۔۔۔ نے قرینِ چشم حیواں می شود

وہ پاکبازوں کی آنکھ میں ٹھہرتا ہے ۔۔۔ حیوان کی آنکھ کا ساتھی نہیں بنتا ہے

۱؎ ہمام۔ سردار بزرگ عالی مقام۔ یہ کرامت کہ ہوا کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ گفت از تہمت۔ درویش نے طنزاً کہا۔ یہ مقام فقیروں پر تہمت دھرنے اور معمولی چیز پر اللہ کا دل دکھانے سے ملا ہے۔ حاش للہ۔ پہلی بات تو طنزاً کہی تھی اب کرامات کا صحیح سبب بتایا۔

۲؎ آں فقیراں۔ جن فقراء کی تعظیم سے یہ مقام حاصل ہوا ہے وہ پاک نفس فقراء ہیں جن کی تعظیم میں سورہ عبس نازل ہوئی جبکہ آنحضورؐ نے ایسے ہی ایک فقیر سے ذرا بے التفاتی کا معاملہ کیا تھا۔ عبس۔ آنحضورؐ سردارانِ قریش سے گفتگو فرما رہے تھے اس اثناء میں عبداللہ بن ابن مکتومؓ نابینا آ گئے اور کچھ سوال کر بیٹھے۔ آنحضور کو یہ ناگوار گزرا اس پر سورہ عبس نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ پر اپنی ناگواری کا اظہار کیا۔ آں فقیری۔ اللہ والوں کی فقیری صرف تعلق مع اللہ کے لئے ہے نہ لوگوں کو پھنسانے کیلئے۔ کرد امیں۔ جب اللہ کے نزدیک امین ہیں تو ان پر چوری کی تہمت کیسی۔ متہم۔ یہ بزرگ جسم۔ عقل اور نور ہیں جو تہمت سے بری ہیں۔

۳؎ نفسِ۔ سوفسطائی فلاسفہ کا ایک فرقہ ہے جو اشیاء کی حقیقت کو نہیں مانتا ہے۔ ان میں سے اور یہ فرقہ ہے جو ہر دلیل کے بارے میں بھی یہ کہہ دیتا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا ان کے بارے میں متکلمین نے کہا کہ ان کے لئے صرف پانچویں کتاب یعنی لاٹھی دلیل ہے جب پٹیں گے تو اس حقیقت کے قائل ہو جائیں گے۔ معجزہ۔ یہ لوگ معجزہ کو بھی ایک حقیقت نہیں مانتے ہیں بلکہ محض ایک خیال سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر حقیقت ہوتا تو مستقل طور پر نظر آنا چاہیے تھا۔ حضرت موسیٰ کی لاٹھی اگر حقیقتاً سانپ ہی تھی تو ہمیشہ سانپ نظر آتی چاند اگر حقیقتاً شق ہوا تھا تو ہمیشہ پھٹا ہوا نظر آنا چاہیے تھا۔ ایں مقیم۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ان کی آنکھیں چونکہ ناپاک ہیں لہٰذا معجزہ جیسی پاک چیز ان میں نہیں ٹھہرتی ہے۔ پاک نگاہوں میں وہ حقیقت ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ مور جیسا حسین پرندہ تاریک کنویں میں نہیں ٹھہر سکتا ہے۔

کاں عجب زیں حس دارد عار و ننگ | کے بود طاؤس اندر چاہِ تنگ
کیونکہ وہ عجیب (نظارہ) اس حس سے ذلت اور خواری محسوس کرتا ہے | مور تنگ کنویں میں کب رہتا ہے ؟

تا نگوئی ۱ مر مرا بسیار گو | من زصد یک گویم واں ہمچو مُو
تو مجھے ہرگز باتیں بنانے والا مت کہہ | میں سو میں سے ایک کہتا ہوں اور وہ بھی برابر

تشنیعِ صوفیاں پیش شیخ براں صوفی کہ بسیاری گوید و می خورد

صوفیوں کا ایک شیخ کے سامنے اس صوفی کو طعنہ دینا کہ وہ بہت بولتا ہے اور بہت کھاتا ہے

صوفیاں بر صوفیے شنعت زدند | پیش شیخ خانقاہے آمدند
صوفیوں نے ایک صوفی کی برائی کی | (اور) ایک خانقاہ کے شیخ کے سامنے آئے

شیخ راگفتند دادِ جانِ ما | توازیں صوفی بجُو اے پیشوا
شیخ سے کہا ، ہمارا انصاف | اس صوفی سے کر دیجئے ، اے پیشوا !

گفت آخر چہ گلہ است اے صوفیاں | گفت ایں صوفی سہ خو ۲ دارد گراں
اس نے کہا ، اے صوفیو ! آخر کیا شکایت ہے ؟ | ایک نے کہا ، یہ صوفی تین بری عادتیں رکھتا ہے

در سخن بسیار گو ہمچوں جرس | در خورش افزوں خور از بست کس
بات کرنے میں گھنٹے کی طرح بکواس ہے | کھانے میں بیس آدمیوں سے زیادہ کھا جاتا ہے

ور بخسپد ہست چواں اصحاب کہف | صوفیاں کردند پیشِ شیخ زحف
اگر سو جائے تو اصحاب کہف کیطرح ہے | صوفیوں نے شیخ کے سامنے تیزی دکھائی

شیخ رو آورد سوئے آں فقیر | کہ زہر حالیکہ ہست اوساط گیر
شیخ نے اس فقیر کی طرف رخ کیا | کہ ہر حالت میں اوسط اختیار کر

در خبر ۳ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُهَا | نافعِ آمد زا عتدال اخلاطہا
حدیث شریف میں ہے کہ تمام باتوں میں سے درمیانی درجہ بہتر ہے | خلطوں کا اعتدال مفید ہے

گر یکے خِلطے فزوں شد از عَرض | در تنِ مردم پدید آید مَرض
عارض کی وجہ سے اگر ایک خلط بڑھ جائے | انسان کے بدن میں مرض پیدا ہو جاتا ہے

بر قرینِ خویش میفزا در صفت | کاں فراق آرد یقیں در عاقبت
صفت میں ساتھی سے نہ بڑھ | کیونکہ یہ یقیناً انجام کار جدائی پیدا کر دیتا ہے

نطقِ موسیٰ بود با اندازہ لیک | ہم فزوں آمدز گفتِ یارِ نیک
حضرت موسیٰ کی گفتگو اندازہ کے مطابق تھی لیکن | نیک دوست کی گفتگو سے بڑھ گئی

---

۱ تانگوئی۔ میری ناصحانہ تقریروں کی وجہ سے مجھ پر بسیار گوئی کا الزام نہ لگانا اس لئے کو بسیار گوئی ایک نسبتی چیز ہے میرے اعتبار سے یہ بسیار گوئی نہیں ہے میں تو سو نصیحتوں میں بقدر ایک نصیحت کے بات کر رہا ہوں۔ تشنیع۔ برائی سے منسوب کرنا۔ اس حکایت کا مقصد بھی یہ ہے کہ اس درویش کی بسیار خوری اور بسیار گوئی اعتراض کرنیوالوں کی نسبت سے تھی خود اس کے اعتبار سے نہ تھی۔ شنعت۔ عیب، طعنہ۔ داد۔ انصاف۔

۲ سہ خو۔ یعنی اس فقیر میں تین بری عادتیں ہے۔ زیادہ باتیں کرتا ہے۔ زیادہ کھاتا ہے۔ زیادہ سوتا ہے۔ اصحاب کہف۔ یہ بزرگ غار میں صدیوں سے سو رہے ہیں۔ زحف۔ تیزی سے چلنا، حملہ کرنا۔ ہر حالیکہ۔ یعنی ہر معاملہ میں درمیانی راہ اختیار کرنی چاہیے۔

۳ در خبر۔ حدیث شریف ہے خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُهَا یعنی ہر معاملہ میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔ اخلاطہا۔ بدن کی چاروں خلطیں سودا، صفرا، خون، بلغم۔ اگر اعتدال پر رہتی ہے تو صحت رہتی ہے ورنہ انسان مریض ہو جاتا ہے۔ عرض یعنی کسی عارض کی وجہ سے۔ در صفت یعنی جس طرح ساتھی کوئی کام کرے ویسا ہی تو کر اس سے بڑھ کرنہ کر ورنہ اختلاف پیدا ہو جائیگا۔ نطق موسیٰ۔ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کی باہمی گفتگو میں اگرچہ حضرت موسیٰ کی گفتگو اپنے اندازہ کے مطابق تھی لیکن حضرت خضر کے اعتبار سے وہ زیادہ تھی اسلئے جدائی ہوئی۔ یا ر نیک۔ اس سے حضرت خضر مراد ہے اور اگر اللہ تعالیٰ مراد ہو تو اس گفتگو کیطرف اشارہ ہے جو کوہ طور پر اللہ سے ہوئی تھی۔

آں فزونی با خضرؑ آمد شِقاق	گفت تو ہِلکوی ھٰذا فِراق
وہ بڑھوتری (حضرت) خضرؑ سے جدائی بنگئی	انہوں نے کہدیا تو زیادہ بات کرتا ہے اب جدائی ہے
مو سیا بسیار گوئی ۱؎ در گذر	چند گوئی رو وصال آمد بسَر
اے موسیٰ ! تم بہت بولتے ہو ، معاف کرو	کتنا بولو گے ؟ جاؤ ساتھ ختم ہوا
موسیا بسیار گوئی خیزو رو	ورنہ با من گنگ باش و کورو شو
اے موسیٰ ! تم بہت بولتے ہو ، اٹھو اور جاؤ	ورنہ میرے ساتھ گونگے اور اندھے بنو
ور نرفتی وز ستیزہ شستۂ	تو بمعنیٰ رفتہ و بگسستہ
اگر تم نہ گئے ، اور ضد سے بیٹھے رہے	تو تم باطنی طور پر چلے گئے ہو اور علیحدہ ہو گئے ہو
چوں حدَث کردی تو ناگاہ در نماز	گویدت سُوئے طہارت رَو بتاز
جب تم اتفاقاً نماز میں ناپاک ہو گئے	وہ نماز تم سے کہتی ہے پاکی کے لئے جاؤ دوڑو
ور نرفتی خُشک جنُباں می شوی	خود نمازت رفت بنشیں اے غَوی
اگر تم نہ گئے تو خالی حرکت کرنے والے ہو	اے گمراہ ! جب تیری نماز جاتی رہی بیٹھ جا
رُو برِ۲؎ آنہا کہ ہم جُفتِ تواند	عاشقان و تشنۂ گفتِ تواند
ان کے پاس جا ، جو تیرے جوڑ کے ہیں	تمہاری باتوں کے عاشق اور پیاسے ہیں
پاسباں بر خوابناکاں بر فزود	ماہیاں را پاسباں حاجت نہ بود
پہرہ دار کی سوئے ہوؤں پر بخشش ہے	مچھلیوں کو پہرے دار کی ضرورت نہ تھی
جامہ پوشاں را نظر بر گازرست	جانِ عریاں را تجلّی زیورست
کپڑا پہننے والوں کی نظر دھوبی پر ہے	عریاں جان کے لئے تجلی زیور ہے
یاز عریاناں بیک سُو بازرَو	یا چو ایشاں فارغ از تن جامہ شو
یا ننگوں سے علیحدہ ہو کر چل	یا ان کی طرح بدن کے کپڑے سے بے نیاز بن
ور نمی تانی کہ کل عریاں شَوی	جامہ کم کُن تارہِ اوسط رَوی
اگر تو نہیں کر سکتا کہ بالکل ننگا ہو	تو کپڑے کم کر دے تا کہ تو درمیانی راہ چلے

۱؎ درگذر۔ معاف کر۔ وصال۔ یعنی ساتھ رہنا۔ ورنہ جو کچھ میں کہوں اس کے بارے میں سوال نہ کرو جو دیکھو اسپر اعتراض نہ کرو۔ شستہ۔ نشستہ کا مخفف ہے۔ بمعنیٰ۔ یعنی میری مرضی کے بغیر ساتھ بھی رہو گے تو بھی باطنی طور پر مجھ سے علیحدہ ہو گئے ہو۔ چوں حدث۔ اگر نماز میں کوئی ناپاک ہو جائے اور وہ پھر رکوع سجدے کرتا رہے تو بیکار ہے محض اٹھک بیٹھک ہے نماز نہیں ہے۔

۲؎ رو برآنہا۔ جو تیری طرح بسیار گو ہوں اور تیری طرح بسیار گوئی کے عاشق و مشتاق ہوں انکے ساتھ رہ۔ پاسباں۔ جب افادہ اور استفادہ ختم ہو گیا تو حاضری محض پہرہ داری ہے جس کی اہل اللہ کو ضرورت نہیں پہرہ داری کی ضرورت سونیوالوں کو ہوتی ہے اہل اللہ ہر وقت بیدار رہتے ہیں۔ جامہ پوشاں۔ کپڑے پہننے والوں اور دھوبی کا جوڑ ہے ننگے اور دھوبی کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔

۳؎ یاز عریاناں۔ یا تو تم بھی علائق دنیوی قطع کر کے اہل اللہ کی صحبت اختیار کرو ورنہ ان سے علیحدگی اختیار کر لو۔ ورنمی تانی۔ اگر بالکلیہ دنیا سے غیر متعلق نہیں ہو سکتے ہو تو تعلق کو کم کرو۔ غرامت۔ تاوان الزام۔

عُذر گفتن فقیر با آں شیخ خانقاہ

خانقاہ کے شیخ سے فقیر کا عذر کرنا

پس فقیر آں شیخ را اُحوال گفت	عُذر را با آں غَرامت کرد جفت
پھر درویش نے اس شیخ سے احوال کہے	اس الزام کے ساتھ عذر کو ملایا

هر سُوالِ شیخ را داد او جواب ۔ چوں جواباتِ[1] خضرؑ خوب وصَواب
شیخ کے ہر سوال کا اس نے جواب دیا ۔ (حضرت) خضرؑ کے جیسے اچھے اور صحیح جواب

آں جواباتِ سوالاتِ کلیمؑ ۔ کِش خضرؑ بنمود از ربِّ علیم
(حضرت موسیٰ) کلیم کے سوالوں کے جواب ۔ جوان کو خدائے علیم کی جانب سے (حضرت) خضرؑ نے دیئے

گشت مُشکلہاش حل وافزوں زیاد ۔ از پئے ہر مُشکلش مفتاح داد
ان کی مشکلیں حل ہو گئیں اور مزید (یہ کہ) ۔ ان کی ہر مشکل کی ایک کنجی دے دی

از خضرؑ درویش ہم میراث داشت ۔ در جوابِ شیخ ہمّت بر گماشت
درویش بھی (حضرت) خضرؑ کی میراث رکھتا تھا ۔ شیخ کے جواب میں توجہ کی

گفت راہِ اوسط ارچہ حکمت ست ۔ لیک اوسط نیز ہم بانسبت ست
(درویش نے) کہا درمیانی راہ اگرچہ دانائی ہے ۔ لیکن (کسی چیز کا) اوسط ہونا بھی نسبتی ہے

آبِ[2] جو نسبت باشتر ہست کم ۔ لیک باشد موش را آں ہمچویم
نہر کا پانی اونٹ کی نسبت سے کم ہے ۔ لیکن چوہے کے لئے وہ سمندر کی طرح ہے

ہر کرا باشد وظیفہ چار ناں ۔ دو خورد یا سہ خورد ہست اوسط آں
جس کی یومیہ خوراک چار روٹیاں ہوں ۔ دو کھائے یا تین کھائے وہ اوسط ہے

ور خورد ہر چار دوراز اوسط ست ۔ اُو اسیر حرص مانندِ بَط ست
اگر وہ چار کھائے اوسط سے دور ہے ۔ وہ بطخ کی طرح حرص کا قیدی ہے

ہر کہ اُورا اشتہا دہ ناں بود ۔ شش خورد میداں کہ اوسط آں بُود
جس کی بھوک دس روٹی کی ہو ۔ وہ چھ کھائے تو سمجھ لے کہ وہ اوسط ہے

چوں[3] مرا پنجاہ ناں ست اشتہے ۔ مرا تراشش گردہ ، ہمد ستیم نے
جب مجھے پچاس روٹیوں کی بھوک ہے ۔ تجھے چھ روٹیوں کی ہم برابر ہیں ؟ نہیں

تو بدہ رکعت نماز آئی مَلول ۔ من بپا نصد در نہ آیم در نحول
تو دس رکعت نماز میں تھک جاتا ہے ۔ میں پانچو سے بھی کمزور نہیں ہوتا

آں یکے تا کعبہ حافی می رود ۔ دیں یکے تا مسجد از خود می شود
وہ ایک کعبہ تک ننگے پیر جاتا ہے ۔ اور یہ ایک مسجد تک بے خود ہو جاتا ہے



[1] جوابات۔ خضرؑ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کو تسلی بخش جواب دیئے تھے۔ آں۔ جوابات۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے سوالات کے جواب اللہ تعالیٰ نے حضرت خضرؑ کی زبان سے دلائے۔ گشت۔ حضرت موسیٰ کو جس قدر اشکالات پیش آئے تھے وہ ان کے لئے یادداشت سے بھی زیادہ حل ہو گئے اور اشکال کے کھولنے کی کنجی انکے ہاتھ آ گئی۔ از خضرؑ اس درویش کو بھی جوابدہی کے میراث حضرت خضرؑ سے حاصل تھی۔ ہمت۔ باطنی توجہ۔ گفت۔ درویش نے جواب میں کہا بیشک درمیانی راہ دانائی کی بات ہے لیکن کسی چیز کا درمیانی ہونا نسبتی باتِ ہے۔ ہر چیز کسی چیز کے اعتبار سے درمیانی ہے کسی چیز کے اعتبار سے کم ہے اور کسی چیز کے اعتبار سے زیادہ۔

[2] آبِ جُو۔ پہلے قصہ میں نہر کا پانی اونٹ کے اعتبار سے بہت زیادہ تھا۔ ہر کرا۔ جس کی خوراک چار روٹیاں ہوں اگر وہ دو یا تین کھائے تو درمیانی بات ہے اور اگر چار کھائے تو اوسط اور درمیانی بات نہ ہوگی۔ بط۔ بطخ ہر وقت کھاتی ہے۔ ہر کہ۔ جس کی خوراک دس روٹیاں ہیں اگر وہ چھ کھائے تو اوسط اور درمیانی بات ہے۔

[3] چوں مرا۔ پچاس روٹیاں کھانے والا اور چھ روٹیوں کی خوراک والا برابر نہیں ہیں۔ تو بدہ رکعت۔ ایک شخص نماز کی دس رکعتوں میں تھک جاتا ہے۔ تو دس رکعتیں اس کے اعتبار سے زیادہ ہیں ایک شخص پانچسو رکعتیں پڑھ کر بھی نہیں تھکتا اس کے اعتبار سے یہ دس رکعتیں کم ہیں۔ آں یکے ایک شخص کعبہ تک ننگے پیر آسانی جا سکتا ہے تو کعبہ تک ننگے پیر جانا اس کے اعتبار سے افراط نہیں ہے دوسرا شخص جو محلّہ کی مسجد تک بھی ننگے پیر نہ جا سکے اس کے اعتبار سے وہ افراط ہے۔

آں ایکے[1] در پاکبازی جاں بداد — ویں دِگر جاں کَند تا یک ناں بداد
ایک نے پاکبازی میں جان دے دی — دوسرے کی جان نکلتی ہے یہاں تک کہ ایک روٹی دی

ایں وَسط دربا نہایت می رَوَد — کہ مَرورا اول و آخر بُوَد
یہ وسط محدود چیزوں میں چلتا ہے — جن کا اوّل اور آخر ہو

اوّل و آخر بباید تا دراں — در تصور گنجد اوسط یا میاں
اوّل اور آخر چاہیے تاکہ ان میں — اوسط یا بیچ متصور ہو سکے

بے نہایت چوں ندارد دو طرف — کے بُوَد اُو را میانہ مُنصَرِف
لا محدود چونکہ دونوں کنارے نہیں رکھتا ہے — تو اس کے لئے (افراط تفریط) سے ہٹا ہوا درمیان کب ہو سکتا ہے؟

اوّل و آخر نشانش کس نداد — گفت لَو کَانَ لَہُ الْبَحْرُ مِدَادً
اس کے اول اور آخر کا کسی نے پتہ نہیں دیا — فرمایا، خواہ اس کی روشنائی سمندر ہوں

ہفت دریا گر شود کلّی مَدید[2] — نیست مر پایاں شدن را ہیچ اُمید
پورے سات سمندر اگر روشنائی بنیں — ختم ہونے کی کوئی امید نہیں ہے

باغ و بیشہ گر بُوَد یک سر قلم — زیں سخن ہرگز نگردد ہیچ کم
باغ اور جنگل اگر سب قلم بن جائیں — اس بات کا ہرگز کچھ کم نہ ہو گا

آں ہمہ حبر و قلم فانی شود — ویں حدیثِ بے عدد باقی بُوَد
یہ سب روشنائی اور قلم فنا ہو جائیںگے — یہ ان گنت بات باقی رہے گی

حالتِ من خواب را ماند گہے — خواب پندارد مر اُورا گُمرہے
کبھی میری حالت نیند کی جیسی ہوتی ہے — اس کو گمراہ نیند سمجھتا ہے

چشمِ من خفتہ دلم بیدار داں — شکل[3] بیکارِ مرا بر کار داں
میری آنکھ کو سویا ہوا، میرے دل کو بیدار سمجھ — میری بے کار صورت کو با کار سمجھ

گفت پیغمبرؐ کہ عَیْنَایَ تَنَامُ — لَا یَنَامُ قَلْبِیْ عَنْ رَبِّ الْاَنَامُ
پیغمبرؐ نے فرمایا میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں — میرا دل مخلوق کے پروردگار سے نہیں سوتا ہے

گفت پیغمبرؐ کہ خُسپد چشمِ من — لیک کے خُسپد دلم اندر وَسَن
پیغمبرؐ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں — لیکن نیند میں میرا دل کب سوتا ہے؟



[1] آں یکے۔ ایک پاکباز کے لئے جان دینا آسان ہے بخیل کی روٹی دینے میں جان نکلتی ہے۔ ایں وسط۔ ابتک تو اس درویش نے یہ سمجھایا تھا کہ میری خوراک انکے اعتبار سے وہ وسط درجہ ہے اب گفتگو کے بارے میں جواب دیتا ہے۔ کہ درمیان اس چیز کا ہوتا ہے جس کی ابتدا اور انتہا ہو تو اس چیز کا وسط اور درمیان متعین ہو سکتا ہے۔ لیکن لامحدود اور لا متناہی کا وسط متعین نہیں کیا جا سکتا کلمہ اور کلام لامحدود ہے۔ لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادً لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مِدَادًا یعنی آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب کے کلمات لکھنے کے لئے اگر سمندر روشنائی بنے تو سمندر ختم ہو جائیگا قبل اس کے کہ اللہ کے کلمات ختم ہوں۔ اگرچہ اس جیسا اور سمندر مدد کیلئے لائیں یہ اللہ کے کلمات کے لئے آیت ہے لیکن مولانا نے اس سے مطلق کلمہ اور کلام مراد لیکر استدلال ذکر کر دیا ہے۔

[2] مدید۔ مداد کا لالہ ہے روشنائی۔ باغ و بیشہ۔ تمام باغوں اور جنگلوں کی لکڑیوں کے قلم بنائے جائیں حبر روشنائی۔ حدیث بے عدد اللہ کے کلمات۔ حالت۔ اب اس درویش نے اپنی نیند کے بارے میں اعتراض کا جواب شروع کیا ہے۔

[3] شکل بیکار۔ یعنی جبکہ میں بظاہر سویا ہوا ہوں اس وقت بھی دل یاد خدا میں ہوتا ہے۔ گفت۔ حدیث شریف ہے۔ تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا ہے۔ وسن۔ نیند

چشمِ تو بیدار و۱ دل رفتہ نجواب	چشمِ من خفتہ دلم در فتحِ باب
تیری آنکھیں بیدار ہیں اور دل نیند میں ہے	میری آنکھیں سوئی ہوئی ہیں میرا دل غیب میں مشغول ہے
مَر دلم را پنج حسِ دیگرست	حسِ دل راہر دو عالم منظرست
میرے دل کے دوسرے پانچ حواس ہیں	دل کے حس کیلئے دونوں عالم منظور نظر ہیں
تو زضعفِ۲ خود مکُن در من نگاہ	برتو شب برمن ہماں شب چاشتگاہ
تو اپنی کمزوریوں سے مجھے نہ دیکھ	تیرے لئے رات ہے، مجھ پر وہی رات صبح ہے
برتو زنداں برمن آں زنداں چو باغ	عینِ مشغولی مرا گشتہ فراغ
تیرے لئے قیدخانہ ہے میرے لئے قیدخانہ باغ جیسا ہے	تو بالکل مشغول ہے، مجھے فراغت حاصل ہے
پائے تو درگِل مراگِل گشتہ گُل	مَر ترا ماتم مرا سُور و دُہُل
تیرا پیر کیچڑ میں ہے، میرے لئے کیچڑ پھول ہے	تیرے لئے سوگ میرے لئے خوشی اور ڈھول ہے
در زمینم با تو ساکن در محل	می دَوَم بر چرخِ ہفتم چوں زحل
میں زمین پر تیرے ساتھ ایک جگہ پر ہوں	ساتویں آسمان پر زحل کی طرح دوڑتا ہوں
ہمنشینت من نیم سَایہ من ست	برتَراز اندیشہا پایہ من ست
میں تیرا ہم نشین نہیں ہوں، میرا سایہ ہے	میرا مرتبہ خیالات سے بالا تر ہے
زانکہ من زاندیشہا بگذشتہ ام	خارج اندیشہ پویاں گشتہ ام
کیونکہ میں خیالات سے بالا تر ہو گیا ہوں	میں خیال (کی حد) سے باہر دوڑتا ہوں
حاکمِ۳ اندیشہ ام محکوم نے	زانکہ بَنّا حاکم آمد بر بُنے
میں خیال پر حاکم ہوں محکوم نہیں ہوں	کیونکہ بنانے والا عمارت پر حاکم ہوتا ہے
جملہ خَلقاں سُخرۂ اندیشہ اند	زاں سبب خستہ دل وغم پیشہ اند
تمام مخلوق فکر کی محکوم ہے	اس لئے دل شکستہ اور غمگین ہے
قاصداً خود رابا ندیشہ دہم	چوں بخواہم از میاں شاں برجہم
میں قصداً اپنے آپ کو فکر کے سپرد کر دیتا ہوں	جب چاہتا ہوں ان کے درمیان سے کود جاتا ہوں
من چو مُرغِ او جم اندیشہ مگس	کے بُوَد بر من مگس رادسترس
میں بلندی کا پرندہ ہوں، فکر کی مکھی ہے	مجھ پر مکھی کی دسترس کب ہو سکتی ہے؟



۱ چشمِ تو بیدار۔ درویش نے معترض سے کہا۔ فتح باب یعنی اسرارِ الٰہی کے دروازہ کی کشادگی۔ مردلم۔ حواس ظاہری کے علاوہ میرے دل کے بھی حواس ہیں۔ حواس ظاہری عالم دنیا کا ادراک کرتے ہیں دل کے حواس کا عالم آخرت منظر ہے۔ منظر۔ دیکھنے کی جگہ۔

۲ توزضعف۔ یعنی تو اپنی حالت پر مجھے قیاس نہ کر تیرا دل خوابیدہ ہے میرا دل بیدار ہے تو تیری شب میری صبح ہے دنیاوی مشاغل تیرا قیدخانہ ہیں میں اس دنیا میں بھی باغ میں ہوں مشاغل دنیوی سے آزاد ہوں مشاغل دنیوی میں تو مشغول ہے میں ان سے فارغ ہوں۔ پائے۔ تو تو دنیا میں پھنسا ہوا ہے اور یہی دنیا میرے توجہ الی الحق کا ذریعہ ہے تو یہ تیرے لئے سوگ میرے لئے خوشی اور خوشی کا ذریعہ ہے۔ دہل۔ ڈھول جو عموماً شادیوں میں بجایا جاتا ہے۔ در زمینم۔ میں دنیا میں رہتے ہوئے بھی عالم بالا کی سیر کرتا ہوں۔ سایہ من ست۔ میرا جسم ناسوتی تیرا ہم نشین ہے جو بمنزلہ سایہ کے ہے اور اصل روح ہے جو وحدت کی وجہ سے فکر و اندیشہ سے بالاتر ہے۔

۳ حاکم اندیشہ۔ مجھے اپنے خیالات پر پورا قابو ہے جس طرح بنانے والے کو عمارت پر قابو ہوتا ہے۔ جملہ خلقاں۔ عام لوگ اپنے خیالات تابع ہوتے ہیں اسی لئے غم و فکر میں مبتلا رہتے ہیں۔ قاصداً۔ اولیاء اللہ اپنے اوپر استغراق وغیرہ کی کیفیات طاری کرتے رہتے ہیں۔ من چو۔ بلند پرواز پرند پر مکھی نہیں بیٹھتی ہے۔

قاصداً[1] زیر آیم ازاوجِ بلند — تا شکستہ پائگاں برمن تنند
میں کبھی قصداً بلند اونچائی سے نیچے آجاتا ہوں — تاکہ شکستہ پالوگ میرے چاروں طرف جمع ہوجائیں

چوں ملالم گیرد از سفلی صفات — بَر پرم ہمچوں طیورا لصّافات
نچلی صفات سے جب میں طول ہو جاتا ہوں — الصافات پرندوں کی طرح اوپر اڑ جاتا ہوں

پَرِّ من رستست ہم از ذاتِ خویش — بر نچفسانم دو پَرِ من با سَریش
میرے پر اپنی ذات سے اگے ہیں — میں اپنے دونوں پر سریش سے نہیں چپکاتا ہوں

جعفرِ[2] طیّارؓ راپر جاریہ است — جعفر طرّار را پَر عاریہ است
(حضرت) جعفر طیارؓ کے پر چالو ہیں — جعفر طرار کے پر مانگے ہوئے ہیں

نزدِ آنکہ لم یذُق دعویست ایں — نزد سُکّانِ اُفق معنیٰ ست ایں
جس نے مزانہ چکھا ہواس کے لئے یہ باتیں محض دعویٰ ہیں — افق کے رہنے والوں کے لئے یہ حقیقت ہے

لاف ودعویٰ باشد ایں پیشِ غُراب — دیگ تی و پُر یکے پیشِ ذُباب
کوے کے سامنے یہ محض دعویٰ اور ڈنگ ہے — مکھی کے لئے بھری اور خالی دیگ یکساں ہے

چونکہ دَر تومی شود لُقمہ گہر — تن مزن چندانکہ بتوانی نجور
جب تجھ میں لقمہ موتی بن جائے — پہلو تہی نہ کر جتنا ممکن ہو کھا

شیخ[3] روزے بہرِ دفعِ سوئے ظن — در لگن قے کرد وپُر دُرشد لگن
ایک دن شیخ نے بد گمانی رفع کرنے کیلئے — سلپچی میں قے کردی اور سلپچی موتیوں سے بھر گئی

گوہر معقول را محسوس کرد — پیرِ بینا بہر کم عقلی مَرد
عقلی موتیوں کو محسوس کر دیا — بینا پیر نے (اس) شخص کی کم عقلی کیوجہ سے

چونکہ در معدہ شود پاکت پلید — قفل نہ برحلق وپنہاں کُن کلید
چونکہ معدہ میں تیرا پاک ناپاک بن جاتا ہے — حلق پر تالا لگا لے اور کنجی کو چھپا دے

ہر کہ دروے لُقمہ شد نورِ حلال — ہر چہ خواہد گو نجور اُورا حلال
جس میں لقمہ اللہ تعالیٰ کا نور بنجائے — کہہ دے وہ جو بھی چاہے کھائے اس کیلئے حلال ہے

---

[1] قاصداً۔ انبیاء اور اولیاء اپنے مقام سے نزول اختیار کر لیتے ہیں تاکہ عوام ان سے مستفید ہوسکیں۔ چوں ملالم۔ جب عوام کی سطح اختیار کرنے سے ملال پیدا ہوتا ہے تو پھر "دج اختیار کر لیتے ہیں۔ پرمن۔ یہ میرا عروج میرا ذاتی ہے، مستعار نہیں ہے۔

[2] جعفر طیار۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہیں ۸ھ میں غزوہ موتہ میں چند ہزار فوج کے ساتھ تین لاکھ فوج کا مقابلہ کرتے ہوئے دونوں بازو کٹ جانے کے بعد شہید ہوئے تو آنحضورؐ نے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں دوبازو ایسے عنایت کردیئے ہیں جن کے ذریعہ وہ جہاں چاہتے ہیں اڑکر چلے جاتے ہیں اس بشارت کی وجہ سے ان کا لقب طیار بہت اڑنے والا اور ذوالجناحین" دو بازو والا پڑا جعفر طرار۔ جیب تراش جعفر عرب کا بہت چالاک شخص تھا جس نے دوفرضی بازو لگار کھے تھے۔ نزد۔ اسرار کی یہ باتیں ان لوگوں کے نزدیک محض دعویٰ ہیں جو اس ذوق سے واقف نہیں اصحاب ذوق کیلئے یہ حقیقت ہیں۔ ایں۔ اسرار کا بیان۔ غراب۔ کوا جو چالاکی میں مشہور ہے۔ دیگ۔ مکھی کے لئے ایک ذرہ خوراک کافی ہے وہ دیگ کے پر خالی ہونے کے فرق کو محسوس نہیں کر سکتے ہیں۔ تی۔ تہی کا مخفف ہے۔ چونکہ جبکہ لذیذ غذا میں شہوانی لوگوں کے اضافہ کا سبب نہ بنیں تو حسب خواہش کھائی جاسکتی ہیں۔

[3] شیخ روزے۔ وہی درویش جو اپنی بسیار خوری کی معذرت کر رہے تھے انہوں نے کھایا ہواقے کرکے دکھادیا۔ گوہر معقول کھانے کا گوہر بننا اگرچہ حقیقتاً نہیں ہوتا بلکہ وہ اولیاء کے پیٹ میں پرانوار بنتا ہے لیکن انہوں نے بطور کرامت معنوی موتی ظاہری موتی بے کرکے دیکھادیا چونکہ۔ عوام اور راہ سلوک طے کرنے والوں کے معدے میں پاک چیز پہنچ کر بھی ناپاک بن جاتی ہے اس لئے ان کو کم خوری چاہیے۔

دربیانِ ۱ صدقِ دعویٰ کہ محضِ معنیٰ بُوَد نزدیکِ صاحبِ حال و دُوری بیگانگاں

اس دعوے کی سچائی کے بیان میں جو صاحب حال کے نزدیک حقیقت ہے اور بیگانوں کی اس سے دوری

گر تو ہستی آشنائے جانِ من — نیست دعویٰ گفت معنیٰ لانِ من
اگر تو میری جان سے واقف ہے — میری حقیقت آشیانہ گفتگو دعویٰ نہیں ہے

گر بگویم نیم شب پیشِ توام — ہیں مترس از شب کہ من خویشِ توام
اگر میں آدھی رات میں کہوں میں تیرے سامنے ہوں — خبردار! رات (ہونیکی وجہ) سے نہ ڈر میں تیرا اپنا ہوں

ایں دو دعویٰ پیشِ تو معنیٰ بود — چوں شناسی بانگِ خویشاوند خود
یہ دونوں دعوے تیرے لئے حقیقت ہونگے — جبکہ تو اپنوں کی آواز کو پہچانتا ہے

پیشی و خویشی دو دعویٰ بود لیک — ہر دو معنیٰ بود پیشِ فہم نیک
سامنے ہونا اور اپنا ہونا دو دعوے ہیں — دونوں دعوے اچھی سمجھ کیلئے حقیقت ہوں گے

قربِ آوازش گواہی می دہد — کایں دَم از نزدیک یارے می جہد
آواز کا قرب گواہی دیتا ہے — کہ یہ آواز کسی دوست کے پاس سے آرہی ہے

لذتِ ۲ آوازِ خویشاوند نیز — شد گواہ بر صدقِ آں خویشِ عزیز
اپنوں کی آواز کی لذت بھی — اس اپنے پیارے کی سچائی پر گواہ بن گئی

باز بے الہام احمق کوز جہل — می نداند بانگِ بیگانہ زاہل
پھر الہام سے محروم احمق جو کہ نادانی سے — غیر کی آواز کو اپنے کی آواز سے نہیں پہچانتا ہے

پیشِ اُو دعویٰ بد گفتارِ اُو — جہلِ اُو شد مایہ انکارِ اُو
اس کے سامنے اس کا دعویٰ (محض) گفتار ہو گی — اس کا جہل اس کے انکار کا سرمایہ ہو گا

پیشِ ۳ زیرک کاندرونش نورہاست — عینِ ایں آواز معنیٰ بُود راست
عقلمند کے سامنے جس کے اندر نور ہیں — بعینہٖ یہ آواز صحیح حقیقت ہوتی ہے

یا بتازی گفت یک تازی زباں — کہ ہمی دانم زبانِ تازیاں
یا کوئی عربی زبان داں عربی میں کہے — کہ میں عربوں کی زبان جانتا ہوں

عینِ تازی گفتنش معنیٰ بُود — گرچہ تازی گفتنش دعویٰ بود
اس کا عربی میں بولنا حقیقت ہو گی — اگرچہ اس کا عربی میں کہنا دعویٰ ہے

---

۱ دربیان۔ اب چند مثالیں ایسی دیتا ہیں جن میں خود دعویٰ ہی دلیل ہوتا ہے اور وہ دعویٰ دلیل سے مستغنی ہوتا ہے۔ آفتاب۔ آمد دلیلِ آفتاب گر تو ہستی۔ اگر تو صاحب باطن ہے۔ دعویٰ۔ یعنی جو دلیل کا محتاج ہو۔ گفت معنیٰ لان۔ لان مخفف لانہ بمعنیٰ آشیانہ ہے معنیٰ لان یعنی لانہ معنیٰ اور یہ مضاف و مضاف الیہ گفت کی صفت ہے۔ گر بگویم۔ یہ اس کی پہلی مثال ہے کہ بعض دعوے خود اپنی دلیل ہوتے ہیں۔ کسی دوسری دلیل کے محتاج نہیں ہوتے۔ ایں دو دعویٰ یعنی سامنے ہونا اور رشتہ دار ہونا۔ فہم نیک۔ عقل سلیم ان دونوں دعووں کو حقیقت سمجھے گی اور ثبوت کی طالب نہ ہوگی۔

۲ لذت۔ رشتہ دار کی آواز کی لذت دعوے کی گواہ ہے باز بے الہام۔ جو اللہ کی جانب سے الہام سے محروم ہیں وہ اپنے اور بیگانہ کی آواز میں امتیاز نہیں کر سکتے ہیں ان کے سامنے کسی بزرگ کا کچھ کہنا بیکار ہے وہ اپنی نادانی سے فوراً انکار کر دیتے ہیں۔

۳ پیشِ زیرک۔ جو لوگ عقلمند ہیں اور ان کو حق سے مناسبت ہے وہ فوراً بزرگوں کی بات پر یقین کر لیتے ہیں اور کسی دلیل کے بھی طالب نہیں ہوتے۔ یا بتازی۔ یہ دوسری مثال ہے کہ عربی دانی کا عربی زبان میں دعویٰ خود دعویٰ اور دلیل ہے۔

یا نویسد[۱] کاتبے بر کاغذے — کاتب و خط خوانم و من اُبجدے
یا کوئی کاتب کاغذ پر لکھے — میں لکھنے والا ہوں اور خط پڑھ لیتا ہوں اور میں ابجد جانتا ہوں

ایں نوشتہ گر چہ خود دعویٰ بُود — ہم نوشتہ شاہدِ معنیٰ بُود
یہ لکھا ہوا اگرچہ دعویٰ ہے — لکھا ہوا ہی ثبوت کا گواہ بھی ہے

یا بگوید صوفئے دیدی تو دوش — درمیانِ خواب سجّا دہ بدوش
یا کوئی صوفی کہے کہ تو نے کل رات دیکھا — خواب میں کندھے پر مصلی ڈالے ہوئے

من بُدم آں وانچہ گفتم خواب دَر — با تو اندر خواب در شرحِ نظر
وہ میں تھا اور جو میں نے خواب میں کہا — تجھ سے نظر (و فکر) کی تشریح میں

گوش کُن چوں حلقہ اندر گوش کُن — ایں سخن را پیشوائے ہوش کُن
یاد رکھ، بالے کی طرح کان میں ڈال لے — اس بات کو ہوش کا راہبر بنا لے

چوں تُرا یاد آید آں خواب ایں سخن — معجزہ نو باشد و رازِ کُہن
جب تجھے خواب یاد آئے گا یہ بات — نیا معجزہ ہو گی اور پرانا راز

گرچہ دعویٰ می نماید ایں ولے — جانِ صاحب واقعہ گوید بلے
اگرچہ یہ دعویٰ نظر آتا ہے لیکن — صاحب واقعہ کا دل ہاں کہتا ہے

پس[۲] چو حکمت ضالّہ مومن بُوَد — آں زہر کہ بشنود موقن شَوَر
جبکہ دانائی کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہوتی ہے — اس کو جس سے سنتا ہے یقین کرنیوالا ہو جاتا ہے

چونکہ خود را پیشِ اُو یا بد فقط — کے بُوَد شک چوں کُند خود را غلط
جبکہ وہ اپنے آپ کو بالکل اس کے سامنے پاتا ہے — شک کب ہوسکتا ہے؟ اپنے آپ کو غلط کیسے بناسکتا ہے؟

تشنۂ راچوں بگوئی تو شتاب — دَر قدح آبست وِ بستان زود آب
جب تو پیاسے کو کہے دوڑ — پیالے میں پانی ہے، جلد پانی لے لے

ہیچ گوید تشنہ کیں دعویست رو — از برم اے مُدّعی مہجور شو
کبھی پیاسا کہتا ہے یہ دعویٰ ہے جا — اے مدّعی! مجھ سے دور ہو

یا گواہ و حجتے بنما کہ ایں — جنسِ آب ست وازاں ماءِ معیں
یا (یہ کہتا ہے کہ) گواہ اور دلیل لا کہ یہ — پانی کی جنس ہے اور شیریں پانی میں سے ہے

یا بطفلِ[۳] شیر مادر بانگ زد — کہ بیا من مادرم ہاں اے وَلَد
یا دودھ پیتے بچے کو ماں نے آواز دی ہو — کہ اے بچے! آ میں (تیری) ماں ہوں

۱ یا نویسد۔ یہ تیسری مثال ہے اگر کوئی شخص کاغذ پر لکھے کہ میں حروف تہجی سے واقف ہوں اور لکھنا جانتا ہوں تو یہ دعویٰ بھی ہے اور خود دلیل بھی ہے۔ یا بگوید۔ یہ چوتھی مثال ہے اگر کوئی بزرگ کسی سے اس کا رات کا دیکھا ہوا خواب بیان کر دے اور یہ کہے کہ تم نے جو خواب میں ایک شخص دیکھا تھا اور اس نے فلاں فلاں نصیحتیں کی تھیں وہ میں ہی تھا تو تم اس کے دعوے کو فوراً مان لو گے اور کبھی مزید دلیل کے طالب نہ ہو گے۔ رازِ کہن۔ یعنی جو خواب میں دیکھا تھا۔ صاحب واقعہ۔ یعنی جس نے خواب دیکھا تھا۔

۲ پس چو حکمت۔ حکمت و دانائی کی بات کو مومن کی گم شدہ چیز قرار دیا گیا ہے اپنی چیز گم کرنیوالا جب گم شدہ چیز کو دیکھتا ہے فوراً پہچان لیتا ہے اس کو کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ موقن۔ یقین کرنے والا۔ تشنہ۔ ایک مومن کے حکمت کو پہچان لینے کی مثال یہ ہے کہ اگر پیاسے سے کہا جائے کہ جلد آ جا پیالے میں پانی ہے لے لے تو فوراً دوڑ پڑیگا کبھی دلیل کا طالب نہ ہوگا۔

۳ یا بطفل۔ اگر ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو کہتی ہے کہ جلد آ جا میں دودھ پلا دوں تو وہ بچہ فوراً اس کا دعویٰ مان لیتا ہے اور کبھی دلیل کا طالب نہیں بنتا ہے۔

طفل گوید ماد را حجت بیار تا کہ با شیرت بگیرم من قرار
(کیا) بچہ کہتا ہے کہ اے ماں ! دلیل لا ؟ تا کہ تیرے دودھ سے مجھے چین نصیب ہو

در دلِ ۱ ہر امتی کز حق مزہ است روی و آوازِ پیمبر معجزہ است
جس امتی کے دل میں حق کا ذائقہ ہے پیغمبر کا چہرہ اور آواز معجزہ ہے

چوں پیمبر از بروں بانگے زند جانِ امت دردروں سجدہ کند
جب پیغمبر باہر سے پکارتا ہے امت کی روح اندر سجدہ کرتی ہے

زانکہ جنسِ بانگِ اُو اندر جہاں از کسے نشنیدہ باشد گوشِ جاں
اس لئے کہ اس کی آواز کی مانند دنیا میں روح کے کان نے کسی کی آواز نہیں سنی

آں غریب ۲ از ذوقِ آوازِ غریب در سجود آید بحق گرد و قریب
وہ مسافر عجب آواز کے ذوق سے سجدہ میں گر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے قریب ہو جاتا ہے

چوں کُند سجدہ ز جان و دل غریب از زبانِ حق شنید اِنّی قَریب
جب مسافر دل و جان سے سجدہ کرتا ہے اللہ (تعالیٰ) کی زبان سے سنتا ہے "بیشک میں قریب ہوں"

سجدہ کردنِ یحییٰ و مسیحؑ یک دیگر را در شکمِ مادر
حضرت یحییٰ و حضرت مسیحؑ کا ماں کے پیٹ میں ایک دوسرے کو سجدہ کرنا

مادرِ ۳ یحییٰ چو حامل بُود ازو بُود با مریم نشستہ دو بدو
(حضرت) یحییٰ کی والدہ جب انسے حاملہ تھیں (حضرت) مریم کے رو برو بیٹھی تھیں

مادرِ یحییٰ بمریمؑ در نہفت پیشتر از وضع حملِ خویش گفت
(حضرت) یحییٰ کی والدہ نے حضرت مریمؑ سے آہستہ سے اپنے وضع حمل سے پہلے کہا

کہ یقیں دیدم درونِ تو شہے ست کہ اولوالعزم و رسول آگہے ست
کہ مجھے یقین ہے کہ آپ کے پیٹ میں ایک شاہ ہے جو کہ بڑے درجہ کا اور با خبر رسول ہے

چوں برابر اوفتادم با تو من کرد سجدہ حملِ من اے ذوالفطن
جب میں آپ کے برابر آئی اے عقلمند ! میرے حمل نے سجدہ کیا

ایں جنیں مرآں جنیں را سجدہ کرد کز سجودش در تنم اُفتاد درد
پیٹ کے اس بچہ نے پیٹ کے اس بچہ کو سجدہ کیا جس کے سجدے سے میرے بدن میں درد ہوا

گفت مریم من درونِ خویش ہم سجدۂ دیدم ازیں طفلِ شکم
حضرت مریمؑ نے کہا میں نے بھی اپنے پیٹ میں اس پیٹ کے بچے کا سجدہ دیکھا

---

۱ دردل۔ جن لوگوں کے دل میں ذوق حق ہوتا ہے نبی کا چہرہ اور اس کی آواز ہی ان کے لئے معجزہ ہوتی ہے وہ معجزے کے کبھی طالب نہیں ہوتے ہیں۔ چوں پیمبر نبی کی دعوت پر فوراً ان کی روح سر تسلیم خم کر دیتی ہے

۲ غریب۔ یعنی دنیا کا مسافر، راہ سلوک کا مسافر۔ آوز غریب۔ یعنی نبی کی عجیب آواز۔ در سجود آید۔ یعنی اطاعت کر لیتا ہے سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔ انی قریب۔ بیشک میں نزدیک ہوں قرآن پاک میں ہے جب یہ ہمارے بندے تم سے ہمارے بارے میں دریافت کریں تو کہہ دو میں ان سے قریب ہوں۔

۳ مادر یحییٰ۔ یعنی حضرت زکریاؑ کی بیوی۔ یہ حضرت یحییٰ کی ماں ہیں۔ مریم۔ حضرت مسیحؑ کی والدہ محترمہ۔ وضع حمل۔ بچہ جننا۔ درونِ تو۔ تیرے پیٹ میں۔ اولوالعزم۔ صاحب عزم و عزیمت پانچ بڑے رسول ہیں۔ حضرت نوحؑ۔ حضرت موسیٰ، حضرت ابراہیم۔ حضرت عیسیٰ آنحضور علیہم الصلوٰۃ والسلام رسول آگاہ۔ یعنی صاحب کتاب رسول۔ ذوالفطن۔ دانائی والا جنین۔ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہو۔ کز سجودش پیٹ کے بچے کی حرکت سے ماں کو تکلیف ہوتی ہے۔ گفت مریمؑ۔ حضرت مریمؑ نے فرمایا کہ میرے پیٹ کو بچہ نے بھی تیرے پیٹ کے بچہ کو سجدہ کیا تھا۔

اشکال آوردنِ نادانان بریں قصّہ

ناداونوں کا اس قصہ پر اشکال لانا

ابلہاں گویند ایں ۱ افسانہ را — خط بکش زیرا دروغ ست و خطا
بے وقوف کہتے ہیں کہ اس قصہ پر — لکیر کھینچ دے کیونکہ جھوٹ اور غلط ہے

زانکہ مریمؑ وقتِ وضعِ حمل خویش — بُود از بیگانہ دور وہم ز خویش
کیونکہ حضرت مریمؑ اپنے وضع حمل کے وقت — اپنوں سے بھی دور تھیں اور بیگانوں سے بھی

مریمؑ اندر حمل جُفت کس نشد — از بروںِ شہر اُو واپس نشد
(حضرت) مریمؑ حمل کے دوران کسی کے ساتھ نہ رہیں — وہ شہر کے باہر سے واپس نہ ہوئیں

از بروںِ شہر آں شیریں فسوں — تا نشدُ فارغ نیا مد خود دروں
وہ شیریں دم شہر کے باہر سے — جب تک فارغ نہ ہوئیں اندر نہیں آئیں

چوں ۲ بزادش آنگہانش بر کنار — بر گرفت و بُرد تا پیشِ تبار
جب ان کو جن لیا، اس وقت بغل میں — لیا اور خاندان کے سامنے لے گئیں

مادرِ یحییٰ کجا دیدش کہ تا — گوید اُورا ایں سخن در ماجرا
حضرت یحییٰ کی والدہ نے انکو کہاں دیکھا تا کہ — قصہ میں ان سے یہ بات کہیں

جواب اشکال و بیانِ مقصود از قصّہ

اشکال کا جواب اور قصہ کا مقصد

ایں بداند کانکہ اہل خاطرست — غائبِ آفاق اُورا حاضرست
اس کو وہ سمجھتا ہے جو صاحب دل ہے — غائب دنیا اس کے سامنے حاضر ہے

پیشِ مریمؑ حاضر آید در نظر — مادرِ یحییٰ کہ دورست از بصر
(حضرت) مریمؑ کے سامنے نگاہ میں حاضر ہے — (حضرت) یحییٰ کی والدہ جو دیکھنے میں دور ہیں

دیدہ ۳ ہا بستہ بہ بیند دوست را — چوں مُشبّک کردہ باشد پوست را
آنکھیں بند کئے ہوئے دوست کو دیکھ لیتا ہے — جبکہ کھال کو چھلنی کر دیا ہو

ورند یدش نز بروں و نز دروں — از حکایت گیر معنیٰ اے زبوں
اگر انہوں نے انہیں نہ ظاہری طور پر دیکھا نہ باطنی طور پر — اے عاجز! تو قصہ سے نتیجہ اخذ کر لے

نے چناں کا فسانہا بشنیدۂ — ہمچو شیں بر نقش اُو چسپیدۂ
کیا ایسا نہیں ہے کہ تو نے قصے سنے ہیں — اور شین کی طرح انکے نقش سے تو چپٹ گیا ہے

---

۱ ایں افسانہ۔ یعنی دونوں عمل کے ایک دوسرے کو سجدہ کرنے کا قصہ خط بکش۔ قلم پھیر دے۔ زانکہ۔ قرآن پاک میں حضرت مریمؑ کے قصہ میں ہے۔ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا "اسپر مریمؑ کو عمل رہ گیا وہ عمل لیکر کہیں الگ دور کے مکان میں ہو بیٹھیں۔ یعنی حضرت مریمؑ کے حالت عمل میں انکے پاس کوئی دوسرا نہ تھا۔ واپس نہ شد۔ وہ شہر سے نکل کر چلی گئیں تھیں لہٰذا وہاں حضرت یحییٰ کی والدہ کہاں تھیں۔ شیریں۔ فسوں۔ حضرت مریمؑ

۲ چوں بزادش۔ قرآن پاک میں ہے فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ۔ وہ مریمؑ اس بچہ کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائیں تبار۔ خاندان، قبیلہ۔ ایں بداند۔ اس قصہ کو وہ سمجھ سکتا ہے جو ایسا صاحب دل ہو کہ غائب از نظر چیزیں بھی اس کے سامنے ہوں۔ پیش مریمؑ۔ ایک جواب یہ ہے کہ دونوں میں باہمی روحانی طور پر گفتگو ہوئی ہو۔

۳ دید ہا بستہ۔ جن لوگوں نے مجاہدات کے ذریعہ اپنے بدن کو چھلنی بنا دیا ہو وہ آنکھیں بند کر کے دور کی چیز دیکھ لیتے ہیں۔ ورندیدش۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر حضرت مریمؑ نے حضرت یحییٰ کی والدہ کو نہ ظاہری طور پر دیکھا اور نہ باطنی طور پر اور قصہ غلط بھی ہو تو نتیجہ جو صحیح ہے اسپر عمل کرو یعنی اللہ کے نیک بندوں کی تعظیم کرو۔ نے چناں۔ تم سب سے افسانے سنتے ہو جن کا نفس الامر میں وجود نہیں ہوتا لیکن وہ انکو سنکر صحیح نتیجہ نکال لیتے ہو۔ ہمچو شین۔ حروف شین لفظ نقش کیساتھ ایسا جڑا ہوا ہے کہ اس کی اس سے علیحدگی ناممکن ہے۔

تا ہمی گفت آں کلیلہ ۱ بے زباں | چوں سخن نوشد زد منہ بے بیاں
حتیٰ کہ بے زباں اس کلیلہ نے کہا | اس نے دمنہ سے بغیر کہے بات کیسے سن لی ؟

ور بدانستند لحن ہم دگر | فہم اُوچوں کرد بے نطق ایں بشر
اگر آپس میں لہجہ جانتے تھے | بغیر گویائی کے یہ انسان کیسے سمجھا ؟

درمیانِ ۲ شیر و گاؤ آں دمنہ چوں | شد رسول و خواند بر ہر دو فسوں
شیر اور گائے کے درمیان وہ دمنہ کس طرح | قاصد بنا ؟ اور دونوں پر منتر پڑھ دیا

چوں وزیرِ شیر شد گاوِ نبیل | چوں زعکسِ ماہ ترساں گشت پیل
موٹا بیل شیر کا وزیر کیسے بن گیا؟ | ہاتھی چاند کے عکس سے کیسے ڈر گیا ؟

ایں کلیلہ دمنہ جملہ افتریست | ورنہ کے بازاغ لکلک را مریست
یہ کلیلہ اور دمنہ سب جھوٹ ہے | ورنہ کوے کا لقلق سے کیا اختلاف ہے ؟

اے برادر قصہ چوں پیمانہ ایست | اندرو معنیٰ مثال دانہ ایست
اے بھائی ! قصہ تو ایک پیمانہ ہے | اس میں معنیٰ دانہ کی طرح ہے

دانۂ معنیٰ بگیرد مردِ عقل | ننگرو پیمانہ راگرگشت نقل
عقلمند انسان معنیٰ کا دانہ لے لیتا ہے | پیمانہ کیطرف دھیان نہیں دیتا ہے اگرچہ وہ منتقل ہوجائے

دربیانِ ۳ ماجرائے شمع و پروانہ و گل و بُلبُل وغیرہ
شمع اور پروانہ اور گل و بلبل وغیرہ کے قصے میں بیان

ماجرائے بُلبل و گل گوش دار | گرچہ گفتے نیست آنجا اشکار
بلبل اور گل کا قصہ سن | اگرچہ گفتگو یہاں بھی نمایاں نہیں ہے

ماجرائے شمع با پروانہ تو | بشنو و معنیٰ گزیں زا فسانہ تو
شمع کا پروانے کے ساتھ قصہ تو | سن اور قصہ سے نتیجہ نکال لے

گرچہ گفتے نیست سرِّ گفت ہست | ہیں ببالا پَر مپر چوں چغد پست
اگرچہ بات چیت نہیں ہے گفتگو کی حقیقت ہے | خبردار ! اونچا اڑ چغد کی طرح نیچے نہ اڑ

گفت در شطرنج کایں خانہ رُخست | گفت خانہ اش کجا آمد بدست
(کسی نے) شطرنج میں کہا کہ یہ رخ کا گھر ہے | (دوسرے نے) کہا اس کو گھر کہاں سے مل گیا

خانہ را بخرید یا میراث یافت | فرخ آنکس کوسوئے معنیٰ شتافت
اس نے گھر خریدا یا میراث میں پایا | مبارک ہے وہ شخص جو معنیٰ کی طرف دوڑا

۱ کلیلہ دومنہ۔ دو فرضی گیدڑوں کے نام ہیں جن کا باہمی مکالمہ وغیرہ اس کتاب میں درج ہے اسمیں مذکور ہے کہ کلیلہ نے بغیر زبان کے یہ کہا کہ تو بتاؤ کہ دمنہ کی بات بغیر بتائے اسنے کیسے سن لی جو بغیر زبان کے جواب کی نوبت آئی اچھا وہ اگر آپس میں ایک دوسرے کی بات سمجھتے بھی تھے تو یہ انسان صاحب اس کو کیسے سمجھ گئے جو نقل کر رہے ہیں۔

۲ درمیاں۔ اس میں لکھا ہے دمنہ، شیر اور بیل کے درمیان ایلچی بنا اور پھر اس نے دونوں کو دھوکا دیدیا۔ چون۔ وزیر۔ اسمیں لکھا ہے کہ ایک بیل ایک شیر کا وزیر تھا اور ایک ہاتھی چاند کے عکس سے بدک گیا۔ الخ کلیلہ۔ غرضیکہ سارا کلیلہ دمنہ کا قصہ جھوٹ ہے ورنہ کوے اور لقلق کا کیا جھگڑا اے برادر لیکن ان تمام قصوں سے نتائج اخذ کر لئے جاتے ہیں۔ لفظوں کی مثال پیمانہ کی سی ہے اور معنیٰ کی مثال غلہ کی سی ہے مقصود غلہ ہے نہ کہ پیمانہ۔

۳ دربیان۔ شمع و پروانہ اور گل و بلبل کے افسانے بھی اسی قبیل سے ہیں کہ ان سے مقصود معنیٰ اور نتائج کا اخذ کرنا ہے۔ گرچہ گفتے۔ گل و بلبل کی آپس میں کبھی باتیں نہیں ہوئیں۔ گرچہ۔ ان خبروں میں اگرچہ گفتگو اور کلام نہیں ہوتا لیکن مقصد کلام جو نتیجہ ہے وہ حاصل ہے۔ گفت در شطرنج لفظی کج بحثی کی مثال ہے۔ روح شطرنج کے ٹھہرے کا نام ہے۔

گفت نحوی زید عَمرو اقد ضرب
نحوی نے کہا زید نے عمرو کو مارا

گفت چونش کرد بے جُرمے اَدب
(شاگرد نے) کہا اس کو بے خطا کیوں سزا دی؟

عَمرو را جرمش چہ بُد کاں زید خام
عمرو کی کیا خطا تھی؟ کہ اس نالائق زید نے

بے گناہ اُورا بزد ہمچوں غلام
اس کو بے قصور غلام کی طرح پیٹا

گفت ایں پیمانۂ معنیٰ بُود
(نحوی نے) کہا یہ لفظ معنیٰ کا پیمانہ ہوتے ہیں

گیر معنیٰ راکہ پیمانہ است رَو
معنیٰ کو لے لے کیونکہ پیمانہ واپس ہو جاتا ہے

زید و عَمر داز بہرِ اعراب ست وَ ساز
زیداور عمرو اعراب (بتانے) کیلئے اور جملہ بنانے کیلئے ہیں

گر دروغ ست آں تو با اعراب ساز
اگر وہ جھوٹ بھی ہے تو اعراب کو سمجھ لے

گفت نے من آں ندانم عَمرو را
(شاگرد نے) کہا میں یہ نہیں جانتا، عمرو کو

زید چوں زد بے گناہ و بے خطا
زید نے بلا قصور اور بلا خطا کیوں مارا؟

گفت زو لا چار و لاغے بر کشود
(نحوی نے) اس سے مجبوراً مذاق شروع کر دی

عمرو یک واوے فزوں دُزدیدہ بود
عمرو نے ایک واؤ زیادہ چرا لی تھی

زید واقف گشت دُزدش رابزد
زید کو پتہ چل گیا اس نے اپنے چور کو مارا

چونکہ از حد بُرد اُورا حد سَزد
چونکہ وہ حد سے بڑھ گیا تھا اس کیلئے سزا مناسب تھی

پذیرا ۲ آمدنِ سخن باطل در دل باطلاں
باطل بات کا باطل لوگوں کے دل میں اتر جانا

گفت اینک راست پذرفتم بجاں
(شاگرد نے) کہا اب ٹھیک ہے میں نے دل سے مان لیا

کژ نماید راست در پیشِ کژاں
ٹیڑھی بات ٹیڑھوں کو سیدھی نظر آتی ہے

گر بگوئی احولے رامہ یکے ست
اگر تو بھینگے سے کہے کہ چاند ایک ہے

گویدت نے دوست در وحدت شکے ست
وہ کہے گا نہیں اے دوست! ایک ہونے میں شبہ ہے

ور برو خندد کسے گوید دواست
اور اگر اس سے کوئی مذاق کرے اور کہے کہ (چاند) دو ہیں

راست دارد ایں سزائے بد خواست
سچ سمجھ لے گا، بد خصلت کی سزا یہی ہے

بر دروغاں ۳ جمع می آید دروغ
جھوٹوں کے لئے جھوٹ جمع ہو جاتا ہے

لِلْخَبِیْثَاتِ الْخَبِیْثُوْن زد فروغ
خبیث لوگ خبیث عورتوں کیلئے ہیں واضح ہے

دل فراخاں را بُود دستِ فراخ
فراخدلوں کا ہاتھ فراخ ہوتا ہے

چشم کوراں را عثارِ سنگلاخ
اندھوں کے لئے سنگلاخ میں ٹھوکریں ہیں

---

۱ گفت نحوی قَدْ ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرواً نحو میں عام طور پر جملہ کی مثال اور فاعل پر پیش اور مفعول پر زبر آنے کی یہ مثال دی جاتی ہے عمرو اور عمر میں فرق کیلئے عمرو میں ایک واؤ زیادہ لکھی جاتی ہے، مثال کا اصل مقصد سمجھنے کی بجائے یہ سوالات کرنا لفظی کج بحثی ہے۔ گفت ایں۔ استاد نے سمجھایا کہ مثال کا اصل مقصد سمجھ لے گر دروغ ست۔ اگر زید نے عمرو کو نہیں مارا اور یہ جھوٹ بھی ہے تو تجھے اس سے کیا بحث تو اصل مقصد سمجھ لے گفت نے۔ شاگرد اصل بات سمجھنے کو تیار نہیں ہوا اور پھر یہی دریافت کرنے لگا کہ زید نے عمرو کو کیوں مارا۔ لاغ۔ مذاق۔ عمرو۔ اسمیں جو واؤ زیادہ لکھی جاتی ہے وہ اسنے چرالی تھی اسلئے اس کو مارا ہے۔ حد سزا۔

۲ پذیرا۔ غلط آدمیوں کو غلط باتیں پسند آتی ہیں۔ کژ۔ کج۔ کژاں۔ کج ہیں۔ گر بگوئی۔ بھینگا چاند کے ایک ہونے کو تسلیم نہ کرے گا چاند کا دو ہونا جو غلط ہے اس کو تسلیم کرے گا۔

۳ بر دروغاں۔ یعنی جھوٹے جھوٹ کو فوراً تسلیم کر لیتے ہیں۔ دل فراخاں۔ وسیع القلب لوگ۔ عثار۔ لڑکھڑانا پھسلنا سنگلاخ۔ پتھریلی زمین۔

ہر کہ اُو جنسِ دروغ ست اے پسر　　راست پیشِ اُو نبا شد معتبر
اے بیٹا! جو جھوٹ کا ہم جنس ہے　　سچ اس کے لئے معتبر نہیں ہوتا ہے

ہر کرا دندانِ صدقے رُستہ شد　　از دروغ واز خباثت رَستہ شد
جس کے سچائی کے دانت نکل آئے ہیں　　وہ جھوٹ اور خباثت سے آزاد ہو گیا

جستن ۱؎ آں درخت کہ ہر کہ میوۂ آں خورَد ہر گز نمیرد
اس درخت کی تلاش کرنا کہ جو بھی اس کا میوہ کھا لے گا کبھی نہیں مرے گا

گفت دانائے برائے داستاں　　کہ درختے ہست در ہندوستاں
ایک عقلمند نے داستان کے طور پر کہا　　کہ ہندوستان میں ایک ایسا درخت ہے

ہر کسے کز میوۂ اُو خورد و بُرد　　نے شود اُو پیرو نے ہرگز بمرد
کہ جس کس نے اس کا میوہ کھا لیا اور حاصل کر لیا　　نہ وہ بوڑھا ہوا اور نہ وہ کبھی مرا

بادشاہے ایں شنید از صادقے　　بر درخت و میوہ اش شُد عاشقے
ایک بادشاہ نے ایک سچے آدمی سے یہ سن لیا　　درخت اور اس کے میوے کا عاشق ہو گیا

قاصدِ دانا زدیوانِ اَدب　　سوئے ہندوستاں رواں کرداز طلب
ادب کے دفتر میں سے ایک عقلمند قاصد　　تلاش کے لئے ہندوستان روانہ کیا

سالہا می گشت آں قاصد ازو ۲؎　　گِردِ ہندوستاں برائے جستجو
اس کا وہ قاصد سالوں گھومتا پھرا　　تلاش کے لئے ہندوستاں کے چاروں طرف

شہر شہر از بہرِ ایں مطلوب گشت　　نے جزیرہ ماند نے کوہ ونہ دشت
اس مقصد کے لئے شہر شہر گھوما　　نہ کوئی جزیرہ بچا، نہ پہاڑ، نہ جنگل

ہر کرا پُرسید کر دش ریشخند　　کایں نجوید جُز مگر مجنونِ بند
اس نے جس سے پوچھا اس نے اس کی مذاق اڑائی　　کہ یہ (درخت) پاگل خانہ کے لائق مجنوں کے سوا کوئی تلاش نہ کریگا

بس کساں صَفعش زدند اندر مزاح　　بس کساں گفتند کاے صاحب فلاح
بہت سوں نے مذاق میں اس کے چانٹے اڑائے　　بہت سوں نے کہا اے نیک بخت!

جستجوئے چوں تو زیرک سینہ صاف　　کے تہی ماند کجا با شد گزاف
تجھ جیسے صاف دل ذہین کی تلاش　　کب خالی جائیگی؟ کہاں بیکار ہو گی؟

وین ۳؎ مراعاتش یکے صَفعِ دگر　　ویں زِصفعِ آشکارا سخت تر
اس کے ساتھ یہ ہمدردی ایک دوسرا چپت تھی　　یہ چپت (اس) کھلے ہوئے چپت سے زیادہ سخت تھا

۱؎ جُستن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہر بیں لفظوں سے رغبت رکھتا ہے معانی کی طرف دھیان نہیں دیتا ہے۔ گفت۔ ایک عقلمند نے یہ کہا کہ ہندوستان میں ایک ایسا درخت ہے کہ جو اس کا میوہ کھا لے وہ نہ کبھی بوڑھا ہوتا ہے نہ مرتا ہے۔ بادشاہے۔ بادشاہ نے اس بیان کے لفظوں کیطرف توجہ کی اور یہ سمجھا کہ حقیقتاً کوئی ایسا درخت ہے جس سے مستقل جوانی اور زندگی حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی تلاش میں ایک صاحب کو روانہ کر دیا۔

۲؎ ازو۔ یعنی بادشاہ کا خاصد جستجو۔ یعنی درخت کی تلاش میں ریشخند۔ مذاق دل لگی۔ مجنونِ بند۔ وہ پاگل جو قید خانہ میں بند کر دینے کے قابل ہو۔ صَفع۔ چپت، طمانچہ، مزاح، مذاق۔ گزاف۔ فضول۔

۳؎ دین مراعاتش۔ اس طرح کی غلط ہمدردی اس کیلئے چپت بازی سے بھی زیادہ تکلیف دہ تھی۔

می ستودندش تسخرا کاے بزرگ — در فلاں اقلیم بس ہول وسترگ
مذاق میں اس کی تعریف کرتے کہ اے بزرگ! — فلاں علاقہ میں بہت ہولناک اور عظیم الشان

در فلاں بیشہ درختے ہست سبز — بس بلند و پہن و ہر شاخیش گبز
فلاں جنگل میں ایک ہرا درخت ہے — جو بہت اونچا اور گھنا ہے اور اس کی ہر شاخ موٹی ہے

قاصدِ شہ بستہ در جستن کمر — می شنید از ہر کسے نوعِ دگر
بادشاہ کا قاصد جستجو میں کمر بستہ تھا — (لیکن) ہر ایک سے ایک نئی بات سنتا تھا

بس سیاحت کرد آنجا سالہا — می فرستادش شہنشہ مالہا
وہ وہاں سالوں سفر کرتا رہا — بادشاہ اس کو بہت مال بھیجتا رہا

چوں بسے دید اندراں غربت تعب — عاجز آمد آخر الامراز طلب
جب اس نے مسافرت میں بہت مشقتیں دیکھیں — انجام کار تلاش کرنے سے عاجز آگیا

ہیچ از مقصود ۲ اثر پیدا نشد — زاں غرض غیر خبر پیدا نشد
مقصود کا کوئی نشان نہ ظاہر ہوا — اس مقصد کا سوائے باتوں کے کچھ پتہ نہ چلا

رشتۂ امید او بگستہ شد — جستۂ او عاقبت نا جستہ شد
اس کی امید کا سلسلہ ٹوٹ گیا — انجام کار اس کا قابل جستجو نا قابل جستجو ہو گیا

کرد عزم باز گشتن سوئے شاہ — اشک می بارید و می برید راہ
اس نے بادشاہ کی جانب واپسی کا پختہ ارادہ کر لیا — آنسو بہاتا تھا اور راستہ طے کرتا تھا

شرح کردن شیخ سِرّ آں درخت را با آں طالب مُقلِّد

اس مقلد طلبگار کے لئے شیخ کا اس درخت کے راز کی تشریح کرنا

بود شیخے عالمے قطبے کریم — اندراں منزل کہ آئس ۳ شد ندیم
ایک شیخ عالم قطب شریف (رہتا) تھا — اس پڑاؤ پر جہاں مایوس ہم مجلس ہوا

گفت من نومید پیشِ او روم — ز آستانِ او براہ اندر شوم
بولا! میں مایوس اس کے سامنے جاؤں — (شاید) اس کے آستانہ سے راستہ چلنے لگوں

تا دعائے او بود ہمراہِ من — چونکہ نو میدم من از دلخواہِ من
تاکہ اس کی دعا میرا ساتھی بنے — چونکہ میں مقصود سے مایوس ہو گیا ہوں

رفت پیشِ شیخ با چشمِ پُر آب — اشک می بارید مانندِ سحاب
آنسو بھری آنکھوں سے شیخ کے سامنے گیا — ابر کی طرح آنسو برساتا تھا

۱ تسخر۔ تمسخر۔ ہول۔ یعنی ہولناک۔ سترگ۔ بڑا، عظیم الشان گبز۔ موٹا۔ نوع۔ دگر۔ یعنی ہر شخص سے جدا گانہ قسم کی بات سنتا تھا۔ سیاحت، سفر سیر۔ مالہا۔ یعنی اخراجات کے لئے بادشاہ روپیہ پیسہ بھیجتا رہتا تھا۔ غربت مسافرت۔ تعب۔ تھکن، تکلیف۔

۲ مقصود۔ یعنی درخت غرض یعنی درخت غیر خبر یعنی باتوں کے سوا۔ جستہ او یعنی جس درخت کو ڈھونڈنے نکلا وہ نا قابل جستجو ثابت ہوا ہے۔ عزم۔ پختہ ارادہ طالب مقلد۔ یعنی وہ قاصد قطبے۔ یعنی وہ شیخ قطب وقت تھا۔

۳ آئس۔ مایوس شخص ندیم۔ شریک مجلس۔ براہ یعنی اس راستہ پر پڑ جاؤں جو درخت تک پہنچا دے دل خواہ۔ مقصد۔

گفت شیخا وقتِ رحمت رافت[1] است	ناامیدم وقتِ لطف ایں ساعت ست
کہا، اے شیخ! رحم و مہربانی کا وقت ہے	میں مایوس ہوں مہربانی کا یہ وقت ہے
گفت واگو کز چہ نومیدیستت	چیست مطلوبِ تو رُو با کیستت
(شیخ نے) کہا صاف بتا تیری ناامیدی کس چیز سے ہے؟	تیرا مقصود کیا ہے؟ کس کی طرف متوجہ ہے؟
گفت شاہنشاہ کردم اختیار	از برائے جُستنِ یک شاخسار
اس نے کہا بادشاہ نے مجھے چنا	ایک درخت کی تلاش کے لئے
کہ درختے ہست نادر در جہات	میوۂ اُو مایہ آبِ حیات
کہ اطراف میں ایک ایسا درخت ہے	جس کا پھل آبِ حیات کا سرمایہ ہے
سالہا جستم ندیدم زو نشاں	جُز کہ طنز و سخرِ ایں سرخوشاں
میں نے سالوں تلاش کیا، اس کا نشان نہ دیکھا	سوائے ان مستوں کے طنز اور مذاق کے
شیخ خندید و بگفتش اے سلیم	ایں درختِ علم باشد در علیم
شیخ ہنسا اور اس سے کہا اے بھولے!	یہ درخت علم کا ہے عالم کے اندر
بس بلند[2] و بس شگرف و بس بسیط	آبِ حیوانے ز دریائے محیط
جو بہت بلند اور بہت عجیب اور بہت پھیلا ہوا ہے	محیط سمندر کا، آبِ حیات ہے
تو بصورت رفتہ اے بے خبر	زاں ز شاخِ معنیٰ بے بار و بر
اے غافل! تو صورت کے پیچھے چل پڑا	اسی لئے (تو) معنیٰ کی شاخ سے بے میوہ اور پھل کے ہے
گہ درختش نام شد گہ آفتاب	گاہ بحرش نام گشت و گہ سحاب
کبھی اس کا نام درخت بنا کبھی سورج	کبھی اس کا نام سمندر ہوا اور کبھی ابر
آں یکے[3] کش صد ہزار آثار خاست	کمتریں آثارِ اُو عمر بقاست
وہ ایک ایسا (عمل) ہے جس سے لاکھوں نتیجے پیدا ہوئے	اس کا کم درجہ کا نتیجہ ابدی زندگی ہے
گرچہ فردست اُو اثردار دہزار	آں یکے را نام شاید بے شمار
اگرچہ وہ ایک ہے ہزاروں نتیجے رکھتا ہے	اس ایک کے بے شمار نام مناسب ہیں
آں یکے شخصے ترا باشد پدر	در حق شخصے دگر باشد پسر
وہ ایک شخص جو تیرا باپ ہے	دوسرے شخص کے اعتبار سے وہ بیٹا ہے

بھی ہے اور ماموں بھی ہے ایک کے اعتبار سے دشمن اور قہر بھی ہے دوسرے کے اعتبار سے نیک وہ مہربان ہے۔

[1] رافت۔ مہربانی۔ لطف مہربانی شفقت۔ واگو صاف بتا۔ اختیار۔ پسند کرنا۔ چننا۔ شاخسار۔ درخت۔ جہات۔ اطراف۔ آبِ حیات۔ وہ پانی جس کو پی کر ابدی زندگی حاصل ہو جائے۔ سرخوشاں۔ مست و بیخود لوگ۔ سلیم۔ بھولا انسان علم باشد علم کے اپنے اوصاف کے اعتبار سے بہت سے نام ہیں چونکہ علم کے سایہ میں انسان راحت سے زندگی گزارتا ہے لہٰذا اس کو درخت سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں تو اس درخت سے علم مراد ہے۔

[2] بس بلند۔ وہ علم کا درخت عظیم الشان ہے اور علم باری اس کا سرچشمہ ہے۔ اور وہ آبِ حیات ہے دریائے محیط یعنی علم باری تو بصورت۔ تو نے درخت کے ظاہری اور لغوی معنیٰ مراد لئے ہیں اسی لئے تو معنیٰ کی شاخ سے محروم ہے گہ درخت۔ چونکہ لوگ علم کے ثمرات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لہٰذا اس کو درخت سے تعبیر کر دیا جاتا ہے گہ آفتاب۔ علم کو آفتاب بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ چونکہ لوگ اس کی روشنی سے مستفید ہوتے ہیں گہ سمندر چونکہ علم ایک بے پایاں چیز ہے اس کو سمندر سے بھی تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ گہ سحاب۔ چونکہ علم بھی شادابی اور سرسبزی کا سبب ہے لہٰذا اس کو سحاب کہہ دیا جاتا ہے۔ آں یکے۔ علم ایک ہے لیکن اس سے نتائج اور آثار لاکھوں ہیں۔ انہیں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ سے ابدی زندگی حاصل ہوتی ہے لہٰذا وہ آبِ حیات بھی ہے۔

[3] آں یکے۔ انسانوں میں ایک شخص کو مختلف حقیقتوں سے مختلف ناموں سے تعبیر کیا جاتا ہے وہی ایک انسان باپ بھی ہے اور بیٹا بھی چچا

در حق دیگر بُوَد قہر و عدو ‌‌ ‌ در حقِ دیگر بُوَد لُطف و نکُو
ایک کے حق میں وہ ظلم اور دشمنی ہے ‌ ‌ دوسرے کے حق میں وہ مہربانی اور بھلائی ہے

در حقِ دیگر بُوَد اُو عمّ و خال ‌ ‌ در حقِ دیگر بُوَد ہیچ و خیال
ایک کے حق میں وہ چچا اور ماموں ہے ‌ ‌ دوسرے کے حق میں وہ ناچیز اور خیال ہے

صَد ہزاراں نام و اُو یک آدمی ‌ ‌ صاحب ہر وصفش از اوصفے عَمی[۱]
وہ ایک شخص ہے اور لاکھوں نام ہیں ‌ ‌ اس کا ہر ایک وصف جاننے والا دوسرے وصف سے بےخبر ہے

ہر کہ جوید نام گر صاحب ثقہ است ‌ ‌ ہمچو تو نومیدو اندر تفرقہ است
جو نام کا جویاں ہو اگرچہ بھروسے کا ہو ‌ ‌ تیری طرح نا امید اور پریشانی میں ہے

تو چہ بَر چسپی بریں نامِ درخت ‌ ‌ تا بمانی تلخ کام و شور بخت
تو اس درخت کے نام پر کیوں چپکا ہے ‌ ‌ خبردار! تو ناکام اور بد نصیب رہے گا

صورتِ ظاہر چہ جوئی اے جواں ‌ ‌ رَو معانی را طلب اے پہلواں
اے جوان! تو ظاہری صورت کو کیا تلاش کرتا ہے؟ ‌ ‌ اے بہادر! جا معانی کو طلب کر

صورتِ ظاہر بُوَد چوں قشر و پوست ‌ ‌ معنیٰ اندروے چو مغز اے یار و دوست
ظاہری صورت چھلکے اور پوست کی طرح ہے ‌ ‌ اے یار اور دوست! اس میں معنیٰ گودے کی طرح ہے

در[۲] گذرا از نام و بنگر در صفات ‌ ‌ تا صفاتت رہنماید سوئے ذات
نام سے ترقی کر اور صفات کو دیکھ ‌ ‌ تاکہ صفات ذات تک تیری رہنمائی کریں

گم شوی در ذات و آسائی زخود ‌ ‌ چشمِ تو یکرنگ بیند نیک و بَد
(پھر) تو ذات میں گم ہو جائیگا اور خودی سے نجات پالیگا ‌ ‌ تیری آنکھ اچھے برے کو یکساں دیکھے گی

اِختلافِ خَلق از نام اُوفتاد ‌ ‌ چوں بمعنیٰ رفت آرام اُوفتاد
مخلوق میں نام سے جھگڑا پڑا ‌ ‌ وہ جب معنیٰ کی طرف گئی راحت مل گئی

اندریں معنیٰ مثالِ خوش شنو ‌ ‌ تا نمانی تو اسامی را گرد
معنیٰ کے سلسلہ میں ایک اچھی مثال سن لے ‌ ‌ تاکہ تو ناموں کا پابند نہ رہے

بیانِ [۳] منازعت کردنِ چہار کس جہتِ انگور با ہمدگر
انگور کے معاملہ میں چار شخصوں کا آپس میں جھگڑے کا بیان کیونکہ

بعلّت آنکہ زبانِ یکدیگر رانمی دانستند
وہ ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھتے تھے

۱ از وصفی عمی۔ یعنی ہر شخص ایک وصف سے واقف ہے او دوسرے وصف سے ناواقف ہے۔ ہر کہ۔ صرف نام کے درپے ہونے والا خواہ کتنا ہی بھلا ہو وہ حصول مقصد میں ناکام اور مایوس ہوتا ہے۔ تو چہ۔ شیخ نے قاصد سے کہا درخت کے لفظ کو نہ پیٹ۔ صورت ظاہر درخت کے لفظ کا بظاہری وہی مفہوم ہے جو قاصد سمجھا تھا۔ معنیٰ اندروے اس کی مراد یہ ہے کہ وہ چیز جس کے ثمرات انسان کو حاصل ہوں۔

۲ درگذر۔ جبکہ معانی کے مقابلے میں اسماء کی کوئی وقعت نہیں ہے تو اسماء میں نہ الجھ بلکہ صفات کی طرف ترقی کر جو ان اسماء کے معانی ہیں اور ان سے تو ذات تک پہنچ جائیگا جو صفات کی حقیقت ہے۔ گم شوی۔ ذات میں گم ہو کر تن پروری سے نجات پا جائیگا اور وحدت کے غلبہ کی وجہ سے تیری آنکھ کے لئے نیک و بد میں یک رنگی پیدا ہو جائیگی۔ اختلاف۔ اسماء کا اختلاف صرف حیثیتوں کے اختلاف کے وجہ سے ہے تو اسما کے پابند اپنے اسی اختلاف میں سرگرداں ہیں ان کی حقیقت تک رسائی نہیں ہے۔

۳ بیان۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظوں کے پابند محض لفظی اختلاف کی وجہ سے باہمی اختلاف کرتے ہیں اگر حقیقت تک پہنچ جائیں تو وحدت پیدا ہو جائے۔

چار کس را داد مردے یک درم | ہر یکے[1] از شہرے افتادہ بہم
ایک شخص نے چار آدمیوں کو ایک درہم دیا | ہر ایک ایک شہر سے آپس میں مل گئے تھے

پارسی و ترک و رومی عرب | جملہ باہم در نزاع و در غضب
ایرانی اور ترکی اور رومی اور عربی | سب آپس میں لڑائی اور غصہ میں تھے

پارسی گفتا کہ ایں راچوں کنم | ہیں بیا تا ایں بانگوری دہم
ایرانی نے کہا کہ اس کا کیا کروں ؟ | ہاں ، آ تاکہ میں انگور والے کو دیدوں

آں یکے دیگر عرب بُد گفت لا | من عنب خواہم نہ انگور اے دغا
ایک دوسرا عرب تھا ، اس نے کہا نہیں | اے دغا باز ! میں عنب چاہتا ہوں نہ کہ انگور

آں یکے ترکی بُد اُو گفت اے کوزم | من نمی خواہم عنب خواہم اوزم
ایک ترکی تھا اس نے کہا، اے احمق ! | میں عنب کی خواہش نہیں رکھتا میں اوزم چاہتا ہوں

آں یکے رومی بگفت ایں قیل را | ترک کن خواہیم استافیل را
اس ایک رومی نے کہا ، اس بات کو | چھوڑ ہم استافیل چاہتے ہیں

در تنازع آں نفر جنگی شدند | کہ زسرِ نامہا غافل بدند
وہ جماعت جھگڑے میں جنگ باز بن گئی | کیونکہ وہ ناموں کے معنی سے ناواقف تھے

مشت بر ہم می زدند از ابلہی | پُر بُدند از جہل و از دانش تہی
حماقت سے مکے بازی کرنے لگے | وہ نادانی سے بھرے تھے اور عقل سے خالی تھے

صاحب سرّے[2] عزیزے صد زباں | گر بُدے آنجا بدادے صلح شاں
معنیٰ کو سمجھنے والا، بزرگ صد ہا زبانیں جاننے والا | اگر وہاں ہوتا تو ان میں صلح کرا دیتا

پس بگفتے اُو کہ من زیں یک درم | آرزوئے جملہ تاں را می خرم
وہ کہدیتا کہ میں اس ایک درہم سے | تم سب کی تمنا خرید دیتا ہوں

چونکہ بسپارید دل را بے دغل | ایں درم تاں می کند چندیں عمل
جب بغیر کھوٹ کے دل کو تم (میرے) سپرد کردو گے | تمہارا یہ درہم اتنے کام کر دے گا

یک درم[3] تاں می شود چار المراد | چار دشمن می شود یک ز اتحاد
خلاصہ یہ ہے کہ تمہارا ایک درہم چار بنجائیگا | اتحاد سے چار دشمن ایک ہو جائیں گے

گفتِ ہر یک تاں دہد جنگ و فراق | گفت من آرد شمارا اتفاق
تم میں سے ہر ایک بات لڑائی اور جدائی کرا رہی ہے | میری گفتگو تم میں اتفاق پیدا کر دے گی

---

[1] ہر یکے۔ اس وجہ سے ان کی زبانیں مختلف تھیں۔ بانگوری دہم۔ یعنی ہم انگور فروش سے انگور خرید لیں اور سب ملکر کھائیں۔ آں یکے۔ عرب نے لا کہا جس کے معنیٰ کے ہیں یعنی میں انگور نہیں خریدوں گا، عنب خریدوں گا جس کے معنی وہی ہیں جو انگور کے ہیں۔ کوزم۔ احمق۔ اوزم۔ یعنی میں عنب نہ خریدوں گا میں اوزم خریدونگا جس کے معنی وہی ہیں جو عنب کے ہیں۔ قیل۔ قول بات استافیل۔ انگور۔ سرنامہا۔ یعنی ان ناموں کی حقیقت سے ناواقف تھے۔

[2] صاحب سرّ جو ان الفاظ کے معنی اور سینکڑوں زبانوں سے واقف ہو۔ آرزوئے۔ سب جھگڑا کرنے والوں کی آرزو ایک ہی چیز تھی۔

[3] یک درم۔ یعنی اس ایک درہم سے چاروں کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ گفت ہر یک چونکہ تم لوگ محض لفظوں اور ناموں میں پھنسے ہو تو تمہاری گفتگو اختلاف کا سبب ہے۔

پس شما خاموش باشید اُنصِتُوا[1] — تازباں تاں می شوم در گفتگو

پس تم خاموش ہو جاؤ، چپ رہو — تاکہ میں بات چیت میں تمہاری زبان بنجاؤں

گر سخن تاں می نماید یک نمط — در اثر مایہ نزاع ست و سخط

اگرچہ تمہاری بات ایک طرح کی نظر آتی ہے — نتیجہ میں غصہ اور جھگڑے کا سرمایہ ہے

اگر سخن تاں در توافق مُوثق ست — در اثر مایہ نزاع و تفرق ست

اگرچہ تمہاری بات باہمی موافقت میں قابل بھروسہ ہے — نتیجہ میں جھگڑے اور تفرقہ کا سرمایہ ہے

گرمیِ عاریّتی ندہد اثر — گرمیِ خاصیتی دارد ہنر

عارضی گرمی اثر نہیں کرتی ہے — اصلی گرمی ہنر رکھتی ہے

سرکہ را گر گرم کردی زآتش آں — چوں خوری سردی فزاید بیگماں

اگر تو سرکہ کو آگ سے گرم کر دیگا — تو جب کھائے گا وہ یقینا سردی بڑھائیگا

زانکہ گرمی اُو دہلیزی ست — طبعِ اصلش سردی ست و تیزی ست

اس لئے کہ اس کی گرمی عارضی ہے — اس کی اصلی طبیعت سردی اور تیزی ہے

ور بود یخ بستہ دوشاب اے پسر — چوں خوری گرمی فزاید در جگر

اے بیٹا! اگر انگور کا شیرہ جما ہوا برف ہو — جب تو کھائے گا وہ جگر میں گرمی بڑھائیگا

پس[2] ریائے شیخ بہ ز اخلاصِ ما — کز بصیرت باشد آں ویں از عمیٰ

تو شیخ کے ریا کاری ہمارے اخلاص سے بہتر ہے — کیونکہ وہ بصیرت سے ہے اور یہ اندھے پن سے ہے

وز حدیثِ شیخ جمعیت رسد — تفرقہ آرد دمِ اہلِ حسد

شیخ کی بات سے اتفاق حاصل ہوتا ہے — اہل حسد کی بات تفرقہ پیدا کرتی ہے

چوں[3] سلیمانؑ کز پے حضرت بتاخت — اُو زبانِ جملہ مرغاں را شناخت

جبکہ سلیمان (اللہ کے) دربار کی طرف دوڑے — تو انہوں نے تمام پرندوں کی زبان سیکھ لی

در زمانِ عدلش آہو با پلنگ — اُنس بگرفت و بروں آمد ز جنگ

ان کے انصاف کے دور میں ہرن تیندوے سے — مانوس ہو گیا اور لڑائی سے بر طرف ہو گیا

شد کبوتر ایمن از چنگالِ باز — گوسفند از گرگ ناورد احتراز

کبوتر باز کے پنجے سے محفوظ ہو گیا — بکری نے بھیڑیئے سے بچاؤ نہ کیا

اُو میانجی شد میانِ دشمناں — اتحادے شد میانِ پرزناں

وہ دشمنوں میں ثالث بن گئے — پرندوں میں اتحاد ہو گیا

---

[1] انصتوا۔ تم چپ رہو۔ تازباں۔ تاں۔ یعنی وہ زبان جو تم جانتے ہو۔ گر سخن۔ تاں۔ یعنی انگور، عنب۔ اوزم۔ استافیل سب کے معنی ایک ہیں۔ گرمی۔ ان چاروں شخصوں میں عارضی اتحاد تھا جو صرف ایک معمولی سے بات پر ختم ہو گیا اسی طرح گرمی اور سردی جو اصلی ہے وہ حقیقی اثر رکھتی ہے عارضی گرمی اور سردی کی کوئی تاثیر نہیں ہے۔ سرکہ۔ سرد ہے اگر آگ پر گرم کر لیا جائے تو یہ عارضی گرمی موثر نہ ہوگی۔ دہلیزی باہری، عارضی دوشاب۔ انگور کے شیرے کی تاثیر گرم ہے اس کی عارضی ٹھنڈک موثر نہیں ہے

[2] پس۔ شیخ کی ریاکاری بھی اصول شریعت کے مطابق ہوتی ہے اور اس میں حقیقت اور اصلیت ہوتی ہے عوام کا اخلاص بھی حقیقت سے دور ہے لہٰذا وہ موثر نہیں ہے حدیث شیخ۔ چونکہ شیخ حقیقت سے واقف ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی بات موجب اتحاد ہے۔ مختلف المزاج مریدوں کو ایک لڑی میں منسلک کر دیتا ہے۔

[3] چوں سلیمان۔ حضرت سلیمان حقیقت سے باخبر تھے تمام جانوروں میں اتحاد کا سبب بنگئے تھے آہو و پلنگ چیتے اور ہرن کی دشمنی مشہور ہے لیکن وہ متحد ہو گئے تھے۔ شد کبوتر۔ باز کبوتر کا دشمن ہے لیکن ان کے دور میں دونوں متحد ہو گئے تھے۔ اومیانجی۔ حضرت سلیمان سب مختلف طبائع والے جانوروں میں صلح کرانیوالے ثالث بالخیر بنگئے تھے۔

تو چو مورے بہرِ دانہ میدوی	ہیں سلیمانؑ جُوچہ می باشی غَوِی
تو چیونٹی کی طرح دانہ کے لئے دوڑتا ہے	خبردار! سلیمانؑ کی جستجو کر کیوں گمراہ بنتا ہے؟
دانہ جورا دانہ اش دامے شود	واں سلیمانؑ جُویِ را ہر دو بُوَد
دانہ کی تلاش کرنے کیلئے اسکا دانہ جال بنجاتا ہے	اور سلیمانؑ کی تلاش کرنیوالے کیلئے دونوں حاصل ہوتے ہیں
مُرغِ جانہا را دریں آخر زماں	نیست شاں از ہمد گر یکدم اماں
اس آخری زمانہ میں جانوں کے پرندے	انکو ایک دوسرے سے تھوڑی دیر کا بھی امن حاصل نہیں ہے
ہم۲ سلیمانؑ ہست اندر دورِ ما	کو دہد صلح و نماند جورِ ما
ہمارے زمانے میں بھی سلیمانؑ موجود ہے	جو صلح کرا سکتا ہے اور ہمارے ظلم باقی نہ رہیں گے
قولِ اِنْ مِنْ اُمَّۃٍ را یاد گیر	تابرا الّا وَ خَلَا فِیْھَا نَذِیْر
ان من امۃ کا قول یاد کر لے	الا خلا فیھا نذیر تک
گفت خود خالی نبودست اُمتے	از خلیفہ حق وصاحب ہمتے
(اللہ نے) فرمایا کوئی امت خالی نہوگی	صاحب باطن اور اللہ کے خلیفہ سے
مُرغِ جانہا را چناں یکدل کُند	کز صفاں شاں بیغش وبیغل کُند
وہ جانوں کے پرندوں کو ایسا ایک دل بنا دیگا	کہ صفائی کی وجہ سے انکو بے کھوٹ اور بے کینہ کر دیگا
مُشفقاں۳ گردند ہمچوں والدہ	مُسلموں راگفت نفس واحدہ
وہ ماں کی طرح مشفق بن جائیں گے	(اللہ نے) مسلمانوں کو ایک جان فرمایا ہے
نفسِ واحد از رسولِ حق شدند	وَرنہ ہریک دشمنِ مُطلق بُدند
رسول حق کی وجہ سے ایک جان ہو گئے	ورنہ ہر ایک مطلقاً دشمن تھا
اتحادِ خالی از شرک و دوئی	باشد از توحیدِ بے ماؤ توئی
وہ اتحاد جو شرکت اور دوئی سے خالی ہو	"ما و تو" سے خالی وحدت سے ہوتا ہے

بر خاستنِ مخالفت و عداوت از میانِ انصار ببرکت وجودِ پیغمبرِ خدا علیہ الصَّلٰوۃ والسَّلام

انصار کے درمیان سے مخالف اور دشمنی کا ختم ہو جانا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی برکت سے

دو قبیلہ کاوس وخزرج نام داشت	یک زدیگر جانِ خوں آشام داشت
دو قبیلے جن کا اوس و خزرج نام تھا	ایک دوسرے کیلئے خون پینے والی جان رکھتا تھا

۱ سلیمان۔ جو یعنی کسی شیخ کو تلاش کر جو اپنے وقت کا سلیمان ہو۔ دانہ جو چیونٹی کی طرح جو صرف دانہ جوئی کریگا جال میں پھنسے گا سلیمان کو تلاش کریگا تو دونوں جہان کی دولت ملیگی مرغ جانہا۔ آخری زمانہ شقاق اور اختلاف کا دور ہے اس میں سلیمان جیسے شیخ کی زیادہ ضرورت ہے۔
۲ ہم سلیماں۔ سلیمان صفت بزرگ ہر دور میں موجود ہیں۔ قول۔ قرآن پاک میں اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْر۔ کوئی ایسی امت نہیں ہے جس میں کوئی ڈرنیوالا نہ گزرا ہو لہٰذا ہر دور میں کوئی نہ کوئی نبوت کی صفات کا حامل ضرور ہوگا۔ مرغ جانہا۔ اگر اس کی دستگیری کر لی جائے تو وہ دلوں کو صاف کر کے سب کو یکدل بنا دے گا۔
۳ مُشفقاں۔ یعنی وہ لوگ ان بزرگ کی وجہ سے ماں کی طرح ایک دوسرے پر شفیق بنائے آنحضورؐ نے مسلمانوں کو ایک جان فرمایا ہے۔ از رسول۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے۔ اَلْمُؤْمِنُوْنَ کَرَجُلٍ وَاحِدٍ یعنی سب مسلمان بمنزلہ ایک جان کے ہیں۔ ورنہ اوس اور خزرج کی لڑائیاں مشہور ہیں۔ اتحاد۔ وہ اتحاد جس میں باہمی شرکت اور دوئی کی بو نہ ہو وہ تب حاصل ہوتا ہے جب من و تو کا جھگڑا نہ رہے اور خالص وحدت ہو جائے۔ انصار اوس خزرج کے مسلمانوں کا اسلام کے بعد انصار لقب پڑ گیا دو قبیلے اوس خزرج دو یوں قبیلے باہم لڑتے رہتے تھے ہجرت سے پہلے بھی اس کی جنگ بعاث مشہور ہے۔

کینہائے کُہنہ شاں از مُصطفیٰ — محو شُد در نورِ اسلام و صَفا
آنحضورؐ کی وجہ سے انکے پرانے کینے — اسلام کے نور اور صفائی میں محو ہو گئے

اوّلاً[1] اِخواں شدند آں دشمناں — ہمچو اَعدادِ عِنَب در بُوستاں
پہلے تو وہ دشمن بھائی بنے — جیسا کہ باغ میں انگور کے دانے

وزدم اَلْمُؤمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ بہ بند — در شکستند و تنِ واحد شُدند
(پھر) المؤمنون اخوۃ سے (ترقی کر کے) بندش — توڑ ڈالی اور ایک جسم ہو گئے

صورتِ[2] انگورہا اِخواں بُوَد — چوں فشر دی شیرۂ واحد شُود
انگوروں کی صورت بھائی بھائی کی ہوتی ہے — جب تو نے انہیں نچوڑا ایک شیرہ بنگیا

غورۂ و انگور ضد انند و لیک — چونکہ غورہ پختہ شد شُد یارِ نیک
کچا انگور اور (پکا) انگور ایک دوسرے کی ضد ہیں — جب کچا انگور پک گیا اچھا دوست بنگیا

غورہ کو سنگ بست و خام ماند — در ازل حق کافرِ اصلیش خواند
کچا انگور جو خشک ہو گیا اور کچا رہ گیا — اللہ (تعالیٰ) نے اس کو ازل میں اصلی کافر قرار دیا

نے اخی نے نفسِ واحد باشد اُو — در شقاوت نجس و مُلحد باشد اُو
وہ نہ بھائی اور ایک جان بنتا ہے — وہ نحوست اور بد بختی میں کافر رہتا ہے

گر بگویم[3] آنچہ اُو داد نہاں — فتنہ اَفہام خیزد در جہاں
اگر میں بتا دوں جو اس میں پوشیدہ ہے — دنیا میں عقلوں کے لئے وہ فتنہ بن جائے

سرِّ گبرِ کورنا مذ کور بہ — دُو دِوزخ اِزارم مَہجور بہ
اندھے کافر کا راز مذکور نہ ہونا بہتر ہے — دوزخ کا دھواں (باغ) ارم سے دور ہی بہتر ہے

غور ہائے نیک کایشاں قابلِ اند — ازدمِ اہلِ دل آخر یک دل اند
اچھے کچے انگور جن میں صلاحیت ہے — اہلِ دل کے دم سے آخر ایک دل ہو جاتے ہیں

سُوئے انگوری ہمی رانند تیز — تا دوئی بر خیز دو کین و ستیز
وہ انگور بننے کی طرف تیزی سے چلتے ہیں — تا کہ دوئی اور کینہ اور جھگڑا ختم ہو جائے

پس در انگوری ہمی دَرّند پوست — تا یکے در وند و وحدت وصف اوست
پس انگور بن جانے پر وہ چھلکا پھاڑ دیتے ہیں — تا کہ ایک ہو جائیں اور وحدت اسی کی صفت ہے



[1] اوّلاً۔ یعنی ابتداء آنحضورؐ کی برکت سے بھائی بھائی بنگئے۔ ہمچو اعداد عنب۔ انگوروں میں باہمی یکسانیت تو ہوتی ہے لیکن تشخص ہر ایک کا علیحدہ ہوتا ہے اسی طرح ابتداء انصار میں یکسانیت پیدا ہوئی لیکن ہر ایک کا تشخص باقی رہا۔ وزدم۔ یعنی ابتداء بھائی بندی کی یکسانیت ہوئی پھر اس سے ترقی کر کے وہ یکجان ہو گئے اور ہر ایک نے اپنا تشخص بھی ختم کر دیا اور انگور کے شیرے کی طرح ہو گئے۔

[2] صورت۔ یعنی شروع میں وہ انگوروں کی طرح یکساں بنے جب انگوروں کو نچوڑ دیا جائے تو پھر یکجان شیرہ بن جاتا ہے وہ بھی ترقی کر کے یکجان ہو گئے غورہ۔ کچا انگور، کچے اور پکے انگور میں یکسانیت نہیں ہوتی پکنے کے بعد سب یکساں ہو جاتے ہیں۔ سنگ بست۔ یعنی کچا ہی رہا اور اس میں پختگی کی صلاحیت نہ رہی۔ کافر اصلی جیسے عبداللہ بن ابی اور ابو جہل وغیرہ یہ نہ بھائی بنے اور نہ مسلمانوں سے متحد ہوئے۔

[3] گر بگویم۔ کافر ازلی کے کفر کا اظہار مصلحت شرعیہ کے خلاف ہے یہ چھپا رہنا ہی بہتر ہے کہ کون کافر ازلی ہے اور کون مومن ازلی۔ سر گبر کور۔ کور باطن کافر کے باطن کے احوال بھی مسلمانوں کو سنانا بہتر نہیں ہیں وہ دھواں ہے اور مسلمان باغ ارم ہیں باغ سے دھویں کا دور رہنا بہتر ہے۔ غورہائے نیک۔ وہ لوگ جن میں استعداد اور صلاحیت ہوتی ہے اہل دل کی صحبت میں یکجاں ہو جاتے ہیں۔ سوئے انگوری۔ انکو بہت جلد مومنین کے ساتھ یکسانیت حاصل ہو جاتی ہے۔ پس در انگوری یکسانیت کے بعد پھر انکی مومنین سے وحدت تامہ ہو جاتی ہے۔

دوست ا؎ دشمن گردد ایرا ہم دو است | ہیچ یک با خویش جنگے در نہ بست
دوست دشمن بن جاتا ہے کیونکہ وہ دو ہیں | کسی نے اپنے ساتھ لڑائی برپا نہیں کی ہے
آفریں بر عشقِ کلِّ اوستاد | صد ہزاراں ذرّہ را داد اتحاد
عشق کو شاباش ہے جو کامل استاد ہے | جس نے لاکھوں ذروں کو اتحاد عطا کر دیا
ہمچو خاکِ مُفترِق در رہگذر | یک سُبوشاں کرد دستِ کوزہ گر
جیسا کہ راستہ کی متفرق مٹی | کمہار کے ہاتھ نے اس کو ایک گھڑا بنا دیا
کاتحاد جسمہائے ماء وطین | ہست ناقص جاں نمی ماند بدیں
پانی اور مٹی کے جسموں کا اتحاد | ناقص ہے جان اس کے مشابہ نہیں ہے
گر نظائر؎۲ گویم اینجا در مثال | فہم را ترسم کہ آرد اختلال
اگر اس جگہ میں مثالیں بتانے لگوں | میں ڈرتا ہوں کہ وہ سمجھ میں خلل ڈالدیں گی
ہم سلیماں ہست اکنوں لیک ما | از نشاطِ دُور بینی در عمٰی
سلیمان اب بھی ہے لیکن ہم | تمناؤں کی مستی کی وجہ سے اندھے پن میں ہیں
دُور بینی کور دارد مَرد را | ہمچو خُفتہ در سَرا کور از سَرا
(دنیاوی) دور بینی انسان کو اندھا کر دیتی ہے | جیسا کہ مکان میں سویا ہوا مکان سے اندھا ہے
میکُند از مَشرق و مَغرب گذر | وز رفیق و ہمنشینش بے خبر
وہ مشرق اور مغرب سے بھی گزر جاتا ہے | اور اپنے ساتھی اور ہمنشین سے بے خبر ہوتا ہے
مُولعیم ؎۳ اندر سخنہائے دَقیق | در گرہہا باز کردن ما عَشیق
ہم (دنیا کی) باریک باتوں پر فریفتہ ہیں | ان کی گرہ کشائی کی عاشق ہیں
تاگرہ بندیم و بکشائیم ما | در شکال و در جواب آئیں فزا
تاکہ ہم گرہ لگائیں اور کھولیں | اشکال اور جواب میں قواعد کو بڑھانےوالی بنجائیں
ہمچو مُرغے کو کشاید بند و دام | گاہ بندد تا شود در فن تمام
اس پرند کی طرح جو (کبھی) جال کی گرہ کھولتا ہے | کبھی لگاتا ہے تاکہ فن میں ماہر ہو جائے
او بُوَد محروم از صحراو مَرج | عُمر اُو اندر گرہ کاری ست خَرج
وہ جنگل اور چراگاہ سے محروم رہتا ہے | اس کی عمر گرہ بندی میں خرچ ہو جاتی ہے
خود زبون اُو نگردد ہیچ دام | لیک پرش در شکست اُفتد مُدام
کوئی جال اس سے مغلوب نہیں ہوتا ہے | لیکن اس کے پر ہمیشہ کے لئے شکستہ ہو جاتے ہیں

؎ دوست دشمن۔ جب تک من و تو ہے تو باہمی اختلاف و نزاع کا امکان ہے اسلئے دوست دشمن بنجاتا ہے لیکن وحدت کے بعد نزاع کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔ اسلئے کہ کوئی شخص اپنے آپ سے دشمنی نہیں کرتا ہے۔ آفریں۔ بر عشق۔ عشق متحد کو وجود بنا دینے میں کامل استاد ہے۔ ہمچو۔ عشق ذروں کو ایسا ہی جوڑ دیتا ہے جیسا کہ کمہار مختلف اجزاء کو ملا کر گھڑا بنا دیتا ہے۔ اتحاد جسمہا۔ کمہار اور ذروں مل کر گھڑا بنجانے کی مثال ناقص ہے جانوں کا اتحاد اس سے بہت بڑھا ہوا ہے۔

؎۲ گر نظائر۔ مومنین کے روحوں کے اتحاد کی مختلف مثالیں اگر سناؤں تو تھک جاؤ گے۔ دور بینی۔ یعنی دنیاوی معاملات میں گہری سوچ بچار نے ہمیں اندھا بنا رکھا ہے۔ ورنہ ہر دور میں سلیمان صفت بزرگ موجود ہیں۔ می کند۔ دنیاوی تفکر میں انسان ایسا محو ہو جاتا ہے کہ اس کو اس پاس کی خبر نہیں ہوتی۔

؎۳ مولعیم۔ ہم دنیاوی الجھاؤ کو سلجھانے کے عاشق ہیں اور اس میں سوال و جواب کیلئے قواعد تراشتے ہیں۔ ہمچو مرغے۔ دنیاوی دھندوں کی گرہ کشائی میں ہم اس پرند کی طرح ہیں جو جال کی گرہ کھولنے اور باندھنے میں مہارت پیدا کر رہا ہو وہ لامحالہ چمن کی سیر سے محروم رہیگا اور پوری عمر اسی کام میں صرف کر دیگا۔ خود زبوں جال کی گرہ کاری میں مہارت پیدا کرنیوالا پرندہ خود اپنے پر تباہ کریگا جال تو اس کے قابو میں نہ آئیگا۔ اسیطرح دنیا کے دھندوں کو سلجھانیوالا اپنے آپ کو تباہ کر لیگا دنیا اس کے قابو میں نہ آئی گی۔

با گرہ کم کوش تا بال و پرت
گرہ میں کم مصروف ہوتا کہ تیرہ بال و پر

نگسلد یک یک ازیں کرّ و فرت
اس ادھیڑ بن سے ایک ایک کر کے نہ ٹوٹ جائیں

صد ہزاراں مُرغ پرہاشاں شکست
لاکھوں پرندوں کے پر ٹوٹ گئے

واں کمیں گاہِ عوارض رانہ بست
(لیکن) وہ حوادث کے مورچے کو بند نہ کر سکے

حالِ ایشاں از نُبے خواں اے حریص
اے حریص! ان کی حالت قرآن میں پڑھ لے

نَقَّبُوْا فِيهَا ببین هَلْ مِنْ مَّحِيص
غور کر انہوں نے زمین میں نقب لگائے کہیں چھٹکارا ہے

از نزاعِ ترک و رُومی و عَرب
ترکی اور رومی اور عربی کی لڑائی سے

حل نشد اشکالِ انگورو عِنب
انگور اور عنب کا اشکال حل نہ ہوا

تا سلیمان ۲ سِینِ معنوی
جب تک حقیقت پسند، زبان داں سلیمان

در نیاید بر نخیزد ایں دوئی
نہیں آتا، یہ دوئی نہیں اٹھتی

جملہ مُرغانِ مُنازِع باز وار
سب جھگڑنے والے پرندو! باز کی طرح

بشنوید ایں طبل بازِ شہریار
بادشاہ کی واپسی کے نقارے کو سن لو

ز اختلافِ خویش سوئے اتحاد
اپنا اختلاف چھوڑ کر اتحاد کی جانب

ہیں ز ہر جانب رواں گردید شاد
خبردار! ہر جانب سے خوشی سے روانہ ہو جاؤ

حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوهَكُمْ
تم جہاں بھی ہو اپنا رخ موڑ لو

نَحْوَهٗ هٰذَا الَّذِىْ لَمْ يَنْهَكُمْ
اس کی جانب یہ وہ ہے، جس سے اس نے تمہیں نہیں روکا

کور ۳ مرغانیم و بس نا ساختیم
ہم اندھے پرند ہیں اور بہت انگھڑ

کاں سلیماں را دمے نشناختیم
کہ ہم نے تھوڑی دیر کے لئے بھی سلیمان کو نہ پہچانا

ہمچو چُغداں دشمنِ بازاں شُدیم
ہم چغدوں کی طرح بازوں کے دشمن بن گئے

لا جرم واماندہ ویراں شُدیم
لا محالہ پسماندہ اور تباہ ہو گئے

می کنیم از غایتِ جہل و عَمیٰ
انتہائی نادانی اور اندھے پن کی وجہ سے ہم کرتے ہیں

قصدِ آزارِ عزیزانِ خدا
اللہ (تعالیٰ) کے پیاروں کو ستانے کا ارادہ

جُملہ مُرغاں کز سلیمانؑ روشن اند
وہ تمام پرندے جو سلیمانؑ کی وجہ سے روشن (دل) ہیں

پرّ و بالِ بے گنہ کے بر کَنند
وہ بے قصور کے بال و پر کب نوچتے ہیں؟

بلکہ سُوئے عاجزاں چینہ کَشند
بلکہ وہ عاجزوں کی طرف چینہ (دانہ) لیجاتے ہیں

بے خلاف و کینہ آں مُرغاں خوش اند
وہ پرندے بغیر اختلاف اور کینے کے خوش ہیں

---

۱ صد ہزاراں۔ بڑے بڑے دنیا داروں کے ساتھ دنیا نے غداری کی ہے۔ از نبے۔ قرآن پاک میں ہے كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِى الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ۔ "اور ان سے پہلے ہم نے کتنی امتیں ہلاک کر دیں جو کہ ان سے بل بوتے میں بڑھ کر تھیں انہوں نے شہروں کو چھان مارا کہ کہیں بچاؤ کی جگہ ہے" یعنی وہ ہلاک ہو گئے۔ از نزاع۔ ان چاروں شخصوں کی لڑائی معاملہ کو حل نہ کر سکی تھیں۔

۲ تا سلیماں۔ مردے از غیب بروں آید کارے بکندہ یا امام مہدی مراد ہیں۔ سین۔ بوزن۔ امین زبان داں۔ طبل باز۔ وہ نقارہ جو باز کو واپس بلانے کیلئے بجایا جاتا ہے۔ زاختلاف رسم و رواج کے اختلافات کو ترک کر کے متحد ہو جاؤ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ۔ مسلمانوں کو حکم ہے جہاں کہیں بھی ہوں وہ نماز میں قبلہ رخ ہو جائیں۔ مولانا فرماتے ہیں سب کو متوجہ الی الحق ہو جانا چاہیے۔ یہی چیز اتحاد پیدا کرے گی۔

۳ کور مرغانیم بزرگان دین سلیمان وقت ہیں ہم اتنے اندھے ہیں کہ انکو نہیں دیکھ رہے ہیں۔ ہمچو چغداں چغدوں کی باز سے دشمنی کا قصہ مولانا پہلے بیان کر چکے ہیں۔ بازاں۔ وہ بزرگ جو طائران قدس ہوں۔ عزیزاں۔ یعنی خاص ان خدا۔ جملہ مرغاں۔ بزرگوں سے تربیت یافتہ لوگ بھی ختم نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ معذوروں کی خدمت کرتے ہیں۔ چینہ۔ کنگنی۔ ایک غلہ ہے جو پرندوں کو کھلایا جاتا ہے۔

ہُد ہُد[۱] ایشاں پے تقدیس را	مے کُشاید راہِ صد بلقیس را
ان (میں) کا ہد ہد تقدیس کے لئے	سینکڑوں بلقیس کی راہ کھول دیتا ہے
زاغِ ایشاں گر بصورت زاغ بود	بازِ ہمت آمد و مَازاغ بود
ان کا کوا اگرچہ بظاہر کوا تھا	ارادہ کا باز ثابت ہوا اور مازاغ بن گیا
لکلکِ ایشاں کہ لکلک می زند	آتش توحید در شک می زند
ان کا لقلق جو لک لک کہتا ہے	وہ شک میں توحید کی آگ لگاتا ہے
واں کبوتر شاں زبازاں نشکہد	باز سر پیشِ کبوتر شاں نہد
ان کا کبوتر بھی بازوں سے نہیں ڈرتا ہے	باز ان کے کبوتر کے سامنے سرِتسلیم خم کر دیتا ہے
بُلبلِ[۲] ایشاں کہ حالت آرد اُو	در درونِ خویش گلشن دارد اُو
ان کی بلبل جو کہ وجد کرتی ہے	وہ اپنے اندر چمن رکھتی ہے
طوطی ایشاں زقند آزاد بود	کز دروں قندِ اَبَد رُویش نمود
ان کا طوطی بھی قند سے آزاد تھا	کیونکہ اس میں ابدی قند رونما ہو گئی تھی
پائے طاؤسانِ ایشاں در نظر	بہتر از طاؤسِ پرّانِ دگر
ان کے موروں کے پیر (بھی) نگاہ میں	دوسروں کے موروں جیسے پر والوں سے بہتر ہیں
کبکِ ایشاں خندہ بر شاہیں زند	در تعلق راہِ علین زند
ان کے چکور شاہین کی مذاق اڑاتی ہے	تعلق (مع اللہ) میں علیین کا راستہ اختیار کرتی ہے
مَنطق[۳] الطیر اِن خاقانی صداست	مَنطق الطیر سُلیمانی کجاست
خاقانی کی "منطق الطیر" ایک آواز ہے	وہ سلیمانی منطق الطیر کہاں ہے ؟
توچہ دانی بانگ مُرغاں راہے	چوں ندیدستی سُلیماں رادمے
تو پرندوں کی آواز کو کیا جانے ؟	جبکہ تو نے ایک لمحہ کیلئے (بھی) سلیمان کو نہیں دیکھا ہے
پرّ آں مُرغے کہ بانگش مُطرِب ست	از برونِ مشرق و وز مغرب ست
اس پرند کا پر جس کی آواز مست کرنیوالی ہے	وہ مشرق و مغرب سے باہر ہے

توچہ دانی۔ جب تم اہل اللہ سے نہیں ملے تو ان کے متعلقین کے کمالات کو کیا سمجھ سکتے ہو۔ پرِّ آں۔ مرغے۔ ان مریدین اور متوسلین کا تعلق عالم بالا سے ہے۔

[۱] ہُدہُد۔ چونکہ شیخ وقت کو سلیمان وقت قرار دیا لہٰذا اس کے مریدین کو ان پرندوں سے تعبیر کیا ہے جو حضرت سلیمان کے جلو میں رہتے تھے تقدیس۔ یعنی سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ کا وظیفہ پڑھنا حضرت سلیمان کی ہدہد حضرت بلقیس کے لئے راہنما تھی۔ مَا زَاغَ۔ قرآن پاک میں آنحضورؐ کے بارے میں ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی یعنی کی نظر نہ کسی طرف کو بہکی اور نہ اچٹی یعنی دیدار میں مصروف رہی۔ لکلک۔ لقلق پرند کے بولنے کی آواز لک لک ہے تو گویا وہ لکَ الْحَمْدُ لکَ الثَّنَاءُ "اے پروردگار! تیرے لئے تعریف ہے تیرے لئے ثنا ہے کہتا ہے اور توحید کے گن گاتا ہے۔ واں کبوتر۔ مریدین اور مجازین میں سے جو مسکنت میں کبوتر ہیں دنیا کے سرکش ان کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں۔ نشکہد۔ مضارع منفی ہے شکو ہیدن۔ شان و شوکت دکھانا ڈرنا۔

[۲] بلبل۔ انکی بلبل اپنے اندر گلشن دیکھ کر وجد کرتی ہے۔ طوطی۔ طوطی کو شکر کھلائی جاتی ہے ان بزرگوں کی طوطی کو ظاہری قند کی ضرورت نہیں ان کے باطن خود قند سے معمور ہیں۔ پائے طاؤساں۔ مور کا پیر بدصورتی میں اور اس کا پر حسن میں مشہور ہے یعنی اس شیخ کے مریدوں کے بظاہر ناز یبا افعال دوسرے کے زیبا افعال سے زیادہ قابل قدر ہیں۔ کبک۔ چکور کا قہقہہ اور رفتار ضرب المثل ہیں۔

[۳] منطق الطیر۔ پرندوں کی بولی۔ افضل الدین خاقانی شاعر نے ایک مشہور قصیدہ لکھا ہے جس میں پرندوں کی زبانی گفتگو کی ہے حضرت سلیمان کو بھی منطق الطیر حاصل تھی

هریک ۱ آهنگش ز کرسی تا ثرےست | وز ثریٰ تا عرش در کرّ و فرےست
اس کا ہر ارادہ کرسی سے زمین تک ہے | اور زمین سے عرش تک شان و شوکت میں ہے

مرغ کو بے ایں سلیماں می رود | عاشق ظلمت چو خفاشے بود
وہ پرند جو اس سلیمان کے بغیر چلتا ہے | وہ چمگادڑ کی طرح اندھیرے کا عاشق ہوتا ہے

با سلیماں خو کن اے خفاشِ رد | تا کہ در ظلمت نہ مانی تا ابد
اے مردود چمگادڑ! سلیمان کی عادت ڈال | تاکہ ہمیشہ تک کے لئے اندھیرے میں نہ رہے

یک گزے رہ کہ بداں سو میروی | ہمچو گز قطبِ مساحت می شوی
اگر تو اس کی جانب ایک گز چلے گا | تو گز کی طرح پیائش کا مدار بن جائیگا

وانکہ لنگ و لوک آں سو می جہی | از ہمہ لنگی و لوکی می رہی
اور جو تو لنگڑا اور لولا اس طرف چل رہا ہے | (اس) تمام لنگڑے اور لولے پن سے نجات پا جائیگا

قصۂ بط بچگاں کہ مرغِ خانگی پروردشاں
بطخ کے ان بچوں کا قصہ جن کو گھریلو مرغ نے پالا

تخم ۲ بطی گرچہ مرغِ خانہ ات | کرد زیرِ پر چو دایہ تربیت
تو بطخ کا انڈا ہے اگرچہ تجھے گھریلو مرغ نے | پروں کے نیچے دایہ کی طرح پالا ہے

مادرِ تو بط آں دریا بدست | دایہ ات خاکی بُد و خشکی پرست
تیری ماں تو اس دریا کی بطخ تھی | تیری دایہ خاکی اور خشکی پرست تھی

میلِ دریا کہ دلِ تو اندرست | آں طبیعت جانت را از مادرست
دریا کی طرف جھکاؤ جو تیرے دل میں ہے | تیری جان کا وہ مزاج ماں کی جانب سے ہے

میلِ خشکی مر ترا زیں دایہ است | دایہ را بگذار کو بد رایہ است
خشکی کی طرف میلان اس دایہ کی وجہ سے ہے | دایہ کو چھوڑ کر وہ غلط راہ والی ہے

دایہ را بگذار در خشک و براں | اندر آ در بحرِ معنیٰ چوں بطاں
دایہ کو خشکی پر چھوڑ دے اور دور کر | بطخوں کی طرح حقیقت کے سمندر میں آجا

گر ترا ۳ دایہ بترساند ز آب | تو مترس و سوئے دریا راں شتاب
اگر تجھے دایہ پانی سے ڈرائے | تو نہ ڈر اور دریا کی جانب جلد (سواری) ہانکدے

تو بطی بر خشک و بر تر زندۂ | نے چو مرغِ خانہ خانہ کندۂ
تو ایسی بطخ ہے کہ خشکی اور تری پر تو زندہ ہے | نہ کہ گھر کے مرغ کی طرح تو نے گھر کو کریدا ہے

---

۱ ہریک۔ یعنی اس کی پرواز زمین سے آسمان تک ہے۔ مرغ۔ یعنی وہ لوگ جو نہ کسی نبی کے پیرو ہیں نہ کسی شیخ سے متعلق ہوں وہ نورِ خداوندی سے محروم رہتے ہیں۔ رد۔ مردود۔ یک گزے رہ۔ شیخ کی زیرِ تربیت تھوڑا مجاہدہ بھی بہت زیادہ مفید ہوتا ہے۔ وانکہ۔ جس قدر عیب شیخ کے پاس لیکر جائیگا سب سے نجات مل جائیگی۔ لنگ۔ لنگڑا لوک۔ گھٹنوں کے بل چلنے والا۔

۲ تخم بطی۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر استعداد ہوتی ہے تو تھوڑی سی محنت سے مقصد حاصل ہو جاتا ہے بطخ کا وہ بچہ جو مرغی کے نیچے نکلا اور پلا ہوا ہمیں سمندر میں تیرنے کی استعداد موجود ہے ذرا سی محنت سے تیرنا سیکھ سکتا ہے اسی طرح سے روح جو ملاء اعلیٰ کی چیز ہے اگرچہ اس کی پرورش خاکی جسم کی زیرِ اثر ہو رہی ہے معمولی محنت سے ملاء اعلیٰ کی طرف پرواز کرنے لگتی ہے تخم بط۔ بطخ کا انڈا۔ مرغ خانہ گھریلو مرغی۔ دایہ۔ یعنی گھریلو مرغی۔ میلِ دریا۔ بطخ، دریائی چیز ہے ز یں دایہ۔ گھریلو مرغی جو خشکی پر پلتی ہے۔

۳ گر ترا۔ جسم انسانی عروج سے مانع بنتا ہے۔ تو بطے۔ انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے جسم خاکی چیز ہے اور روح بحرِ وحدت سے متعلق ہے۔

تو ز کَرَّمْنَا[1] بَنِی آدم شہی	ہم بخشکی ہم بدر یا پا نہی
تو کرمنا بنی آدم کی وجہ سے شاہ ہے	خشکی میں بھی اور دریا میں بھی قدم دھرتا ہے
کہ حَمَلْنَاهُمْ عَلَى الْبَحْرِ بجاں	از حَمَلْنَاهُمْ عَلَى الْبَرِّ پیش راں
تو روح کی وجہ سے حملنا ہم علی البحر کا مصداق ہے	حملنا ہم علی البر سے آگے چل
مر ملائک[2] را سوئے بَر راہ نیست	جنسِ حیواں ہم ز بحر آگاہ نیست
فرشتوں کا خشکی کی طرف راستہ نہیں ہے	حیوان کی جنس بھی سمندر سے آگاہ نہیں ہے
تو بہ تن حیواں بجانے از مَلک	تا رَوی ہم بر زمیں ہم بَر فلک
تو جسم کے اعتبار سے حیوان اور روح کے اعتبار سے فرشتوں میں سے ہے	تا کہ تو زمین پر بھی چلے اور آسمان پر بھی
تا بظاہر مِثْلُكُمْ باشد بشر	بادلِ یُوحیٰ اِلَیَّ دیدہ وَر
یہاں تک کہ بظاہر تم جیسا بشر ہوتا ہے	(لیکن) یوحی الی کے دل کے اعتبار سے صاحب بصیرت ہے
قالبِ خاکی فتادہ بر زمیں	روحِ اُو گرداں براں چرخِ بریں
(اس کا) خاکی جسم زمین پر ہے	اس کی روح بلند و بالا آسمان پر گردش کرتی ہے
ماہمہ[3] مُرغابیانیم اے غلام	بحر میداند زبانِ ما تمام
اے لڑکے! ہم سب پانی کے پرند ہیں	سمندر ہماری سب زبان سمجھتا ہے
پس سُلیماں بحر آمد ماچو طیر	در سُلیماں تا ابد داریم سیر
سلیمان سمندر ہے اور ہم پرندوں کی طرح ہیں	ہمیشہ سلیمان میں ہمارا مطالعہ ہے
با سُلیماں پائے در دریا بنہ	تاچو داؤدؑ آب سازد صد زرہ
سلیمان کے ساتھ دریا میں قدم رکھ	تا کہ پانی (حضرت) داؤد کی طرح سینکڑوں زرہیں بنادے
آں سُلیماں پیشِ جملہ حاضرست	لیک غیرت چشم بندو ساحِرست
وہ سلیمان سب کے سامنے موجود ہے	لیکن غیرت آنکھ کی پٹی اور جادو گر ہے
تا ز جہل و خوابناکیؔ و فضول	اوبہ پیشِ ما وما از وے ملول
یہانتک کہ نادانی اور غنودگی اور بیہودگی کی وجہ سے	ہم اس سے گھبراتے ہیں اور وہ ہمارے سامنے ہے



[1] کَرَّمْنَا۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ "ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا" مولانا نے یہاں بحر سے بحر وحدت مراد لیا ہے مقصد یہ ہے کہ انسان کو مادی زندگی سے گذر کر حَمَلْنَاهُمْ عَلَى الْبَحْرِ والی زندگی حاصل کرنی چاہیے اور اس کو بحر وحدت کی سیر کرنی چاہیے۔

[2] مر ملائک۔ ملائکہ کا دنیاوی زندگی سے تعلق نہیں ہے حیوان۔ حیوانات کا عالم آخرت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو انسان میں حیوانیت بھی ہے اور ملکوتیت بھی لہذا اس کا دونوں عالم سے تعلق ہے تا بظاہر۔ قرآن پاک میں ہے قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ۔ آنحضورؐ کو خطاب ہے کہ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں میری طرف وحی آتی ہے تو جس طرح آنحضورؐ کا جسم عالم دنیا سے متعلق ہے اور دل کا تعلق عالم بالا سے ہے اسی طرح شیخ وقت کا تعلق دونوں عالم سے ہے۔

[3] ماہمہ۔ ہماری اور شیخ کی وہی نسبت ہے جو مرغابی اور دریا کی۔ بحر یعنی اضافی بحر جو کہ شیخ ہے وہ ہماری سب باتیں سمجھ لیتا ہے۔ سلیمان شیخ بمنزلہ بحر کے ہے اور ہم اس سلیمان کے پرندے ہیں۔ با سلیماں۔ دریائے معرفت میں جب شیخ کی طرح گھس گے تو تمہاری حفاظت کے لئے سینکڑوں زرہیں تیار ہو جائیں گی جو ہمیں اس راہ کے خطرات سے محفوظ رکھیں گی۔ دریا میں پیر رکھنے سے لہریں بصورت زرہ پیدا ہوتی ہیں۔ آں سلیماں۔ شیخ وقت موجود ہے لیکن تو اپنی بزدلی کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دنیا غیرت کے خلاف سمجھتا ہے اس لئے تجھے وہ نظر نہیں آتا۔

تشنہ۱ را دردِ سر آرد بانگِ رَعد — چوں نداند کو کُشاید ابر سَعد
کڑک کی آواز پیاسے کے سر میں درد پیدا کرتی ہے — جبکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ مبارک ابر کو کھولدیگی

چشمِ اُو ماندست در جوئے رَواں — بے خبر از ذوقِ آبِ آسماں
اس کی آنکھ جاری نہر پر جمی ہوئی ہے — وہ آسمان کے پانی کے ذوق سے بے خبر ہیں

مَرکبِ ہمّت سُوئے اسباب راند — از مُسبّب لا جرم محروم ماند
اس نے توجہ کی سواری آسمان کیجانب دوڑادی — لا محالہ سبب پیدا کرنیوالے سے محروم ہو گیا

آنکہ۲ بیند او مُسبِّب را عیاں — کے نہد دل بر سَببہائے جہاں
جو شخص سبب پیدا کرنے والے کو کھلا دیکھتا ہے — وہ دنیا کے اسباب سے کب دل لگاتا ہے؟

از مُسبِّب یا بداند ریگ صَباح — از نجات و از فلاح واز نجاح
وہ سبب پیدا کرنیوالے کیجانب سے ایک صبح کو پاجاتا ہے — نجات اور فلاح اور کامیابی

آنچہ در صد سال مُشت حیلہ مند — وَہ یکے زاں گنج حاصل ناورند
وہ جو کچھ کہ تدبیر کرنیوالے کی مٹھی میں سوسال میں آیا — اس خزانہ کا دسواں حصہ حاصل نہیں کر سکتے ہیں

حیران شدنِ حاجیاں در کراماتِ آں زاہد کہ در بادیہ بریگِ گرم نشستہ

حاجیوں کا اس درویش کی کرامات میں حیران ہونا جو کہ صحرا میں گرم ریت پر بیٹھا ہوا تھا

زاہدے بُد درمیانِ بادیہؔ — در عبادت غرق چوں عبّادیہ
صحرا میں ایک زاہد تھا — عبادان کے رہنے والونکی طرح عبادت میں غرق

حاجیاں آنجا رسید ند از بلاد — دیدہ شاں بر زاہد خشک اوفتاد
حاجی (مختلف) شہروں سے اس کے پاس پہنچے — ان کی نظر لاغر زاہد پر پڑی

جائے زاہد خشک بود او تر مزاج — از سَمومِ بادیہ بودش علاج
زاہد کی جگہ خشک تھی وہ خوش مزاج تھا — صحرا کی لو اس کا علاج تھی

حاجیاں۳ حیراں شدند از وحدتش — واں سلامت درمیانِ آفتش
حاجی اس کی تنہائی سے حیران ہو گئے — اور اس کی مصیبت کے درمیان سلامتی سے

در نماز استادہ بُد بروئے ریگ — ریگ کز تفش بجوشد آب دیگ
وہ ریت پر نماز میں کھڑا تھا — ایسا ریت جس کی گرمی سے دیگ کا پانی ابلنے لگے

---

۱ تشنہ را۔ اگر انسان کو انجام کی بھلائی پر یقین ہو تو اس کے کئے مقصد کے حصول کی تکالیف آسان ہو جاتی ہیں۔ چشم او۔ انسان اپنی غفلت کی وجہ سے ادنیٰ مطلوب میں لگا رہتا ہے اور اعلیٰ مقصد سے غفلت برتتا ہے۔ مرکب۔ جو لوگ اسباب دنیوی کو ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ وہ ان اسباب کے پیدا کرنے والے خدا سے غافل رہتے ہیں۔

۲ آنکہ۔ جس شخص کو حضرت حق کا مشاہدہ حاصل ہے اور وہ مسبب الاسباب کو دیکھ رہا ہے، اسباب اس کی نگاہ میں ہیچ ہو جاتے ہیں۔ از مسبب۔ جو لوگ مسبب الاسباب سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ وہ تھوڑی سی دیر میں وہ کچھ حاصل کر لیتے ہیں۔ جو اسباب اختیار کرنیوالا سو سال میں بھی حاصل نہیں کر پاتا ہے حیران شدن اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ بلا اسباب بھی اللہ تعالیٰ بہت کچھ عطا فرما دیتا ہے۔ باد۔ صحرا، جنگل، عبادیہ، عبادان کی طرف منسوب مانا جائے۔ جو ایک نہایت گرم مقام ہے یعنی عبادان کے رہنے والے یا منسوب بسوئے عبادت۔

۳ حاجیاں۔ وہ صحرا ان حاجیوں کا رہگذر تھا۔ زاہد خشک۔ وہ عبادت گذار جو ذوق عبادت سے محروم ہو لیکن یہاں یہ معنیٰ مراد نہیں اسلئے ہم نے لاغر کا ترجمہ کیا ہے۔ تر مزاج خوش مزاج سموم۔ گرم زہریلی ہوا۔ لو یعنی لو اس کے مرض کا سبب نہ تھی بلکہ صحت کا سبب تھی۔ حیراں شدند۔ اس قدر مہلک صحرا میں اس کا صحیح وسلامت رہنا باعث حیرت بنا۔ آب دیگ یعنی ریت اس قدر گرم تھا کہ اس کی گرمی پانی کو کھولادے۔

گفتی[۱] سرمست در سبزہ گل ست | یا سوارہ بر براق و دُلدُل ست
تو یہ کہے گا کہ وہ مست سبزے اور پھول میں ہے | یا براق اور دلدل پر سوار ہے

یا کہ پایش بر حریرو حُلہاست | یا سموم اُورابہ از بادِ صباست
یا اس کے پیر ریشمیں کپڑے اور لباس پر ہیں | یا اس کے لئے لو پروا ہوا سے زیادہ مفید ہے

ایستادہ تازہ رُوی اندر نماز | با خضوع و با خشوع و بر نیاز
تازہ رونماز میں کھڑا ہوا | خشوع و خضوع کیساتھ اور عاجزی سے بھرا ہوا

با حبیبِ خویشتن می گفت راز | ماندہ بود استادہ در فکرِ دراز
وہ اپنے دوست سے راز کہہ رہا تھا | لمبے استغراق میں کھڑا رہ گیا تھا

پس بماندند آں جماعت با نیاز | تا شود درویش فارغ از نماز
تو وہ گروہ نیاز مندی کے ساتھ کھڑا ہو گیا | تاکہ درویش نماز سے فارغ ہو جائے

چوں زاستغراق باز آمد فقیر | زاں جماعت زندۂ روشن ضمیر
جب درویش استغراق سے نکلا | اس جماعت میں سے ایک روشن ضمیر نے

دید[۲] کابش می چکید از دست و رُو | جامہ اش تر بود ز آثارِ وضو
دیکھا کہ اس کے ہاتھوں اور چہرے سے پانی ٹپک رہا ہے | اس کے کپڑے وضو کے اثر سے بھیگے ہوئے تھے

پس بپرسیدش کہ آب او کجاست | دَست را برداشت کز سوئے سماست
تو اس نے اس سے پوچھا کہ تجھے پانی کہاں سے ملا | اس نے ہاتھ اٹھایا کہ آسمان سے

گفت ہر گاہے کہ خواہی می رسد | بے ز چاہ و بے زحَبْلٍ مِّنْ مَّسَدْ
اس نے کہا جب بھی تو چاہتا ہے مل جاتا ہے | بغیر کنویں اور بغیر مونج کی رسی کے

مشکلِ ما حل کن اے سُلطانِ دیں | تا بہ[۳] بخشد حالِ تو ما را یقیں
اے دین کے بادشاہ! ہماری مشکل حل کر دے | تاکہ تیری حالت ہمیں یقین عطا فرما دے

وانما سِرّے ز اسرارے بما | تا ببرّیم از میاں زنّار ہا
اپنے رازوں میں سے ایک راز ہم پر کھولدے | تاکہ ہم کمر سے جنیو توڑ ڈالیں

چشم را بکشود سُوئے آسماں | کہ اجابت کُن دعای حاجیاں
اس نے آسمان کی جانب آنکھ اٹھائی | کہ حاجیوں کی دعا قبول فرما لے

رزق جوئی راز بالا خو گرم | چوں زبالا بر کشودستی دَرم
میں عالم بالا سے رزق کی تلاش کا عادی ہوں | چونکہ تو نے میرے لئے عالم بالا کا دروازہ کھولدیا ہے

---

۱ گفتی۔ اس قدر تکلیف وہ مقام پر وہ عبادت میں اس قدر خوش تھا جیسا کہ کوئی سبزہ و گل میں مسرور ہو یا دلدل اور براق کی سواری میں مسرور ہو۔ یا کہ یعنی گرم ریت اس کے لئے ریشمیں کپڑا تھا۔ حریر۔ ریشمی کپڑا۔ حلہا۔ قیمتی لباس۔ باد صبا۔ پروا ہوا ٹھنڈی اور خوشگوار ہوتی ہے۔ راز۔ نماز کی حالت کو مناجات یعنی اللہ کے ساتھ سرگوشی کہا گیا ہے۔ استغراق۔ وہ کیفیت ہوتی ہے جس میں بزرگ ما سوا اللہ سے غافل ہوتا ہے۔ ضمیر۔ قلب۔

۲ دید۔ یعنی وضو کا پانی ہاتھوں اور چہرے سے ٹپک رہا تھا اور کپڑوں پر بھی وضو کے پانی کا اثر تھا۔ سما۔ آسمان حَبْلٍ مِّنْ مَّسَدْ۔ کھجور کے پٹھے کے ریشے کی رسی اور مونج کی رسی۔

۳ تا بہ بخشد۔ یعنی آپ کی کرامات دیکھ کر ہمارے یقین کے مراتب میں اضافہ ہو جائے۔ زنار ہا۔ یعنی شکوک و شبہات۔ اجابت۔ قبولیت۔ بالا۔ عالم بالا۔

اے نمودہ تو مکاں[1] از لا مکاں — فی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ کردہ عیاں

اے وہ! کہ تو نے مکان (والے) کو لامکان دکھا دیا ہے — "فی السماء رزقکم" کا تو نے مشاہدہ کرا دیا ہے

درمیانِ ایں مُناجات ابرِ خوش — زود پیدا شد چو پیل آبکش

اس دعا کے دوران ایک گہرا ابر — پانی بھرنے والے ہاتھی جیسا بہت جلد رونما ہو گیا

ہمچو آب از مَشک باریدن گرفت — در گوو در غا رہا مَسکن گرفت

اسنے مشک کے پانی کی طرح برسنا شروع کر دیا — جو گڑھوں اور غاروں میں ٹھہر گیا

ابری[2] بارید چوں مَشک اشکہا — حاجیاں جملہ کشادہ مَشکہا

ابر مشک کی طرح آنسو برسا رہا تھا — سب حاجیوں نے مشکیں کھول رکھی تھیں

یک عجائب دَر بیاباں و انمود — اَبر چوں مُشکے دہن را بَر کشود

جنگل میں ایک عجیب کرشمہ ظاہر ہوا — بادل نے مشک کی طرح دہانہ کھول دیا

یک جماعت زاں عجائب کارہا — می بُرید نداز میاں زُنا رہا

ایک جماعت ان عجیب معاملوں کیوجہ سے — کمر سے جنیؤ کاٹ رہی تھی

قومِ دیگر را یقیں دَراز دیاد — زیں عجب[3] وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالرَّشَاد

دوسرے لوگوں کے یقین میں زیادتی ہو رہی تھی — اس تعجب (خیز واقعہ) کیوجہ سے اور خدا ہدایت کے معاملہ کو زیادہ جانتا ہے

قومِ دیگر نا پذیرا تُرش و خام — نا قصانِ سَر مَدی تُم الکلام

کچھ لوگ متاثر نہ ہونیوالے کھٹے اور کچے تھے — (یہ) ابدی ناقص تھے بات ختم ہوئی

ختم شد



[1] مکاں۔ یعنی وہ مخلوق جو مکانی ہے۔ لا مکاں۔ عالم بالا جو مکانیت سے منزہ ہے وفی السماء رزقکم۔ قرآن پاک میں ہے اور آسمانوں میں ہے تمہارا رزق۔ مناجات۔ سر گوش۔ دعا۔ گو۔ گڑھا۔ مسکن۔ ٹھہرنے کی جگہ۔

[2] ابر۔ جو ابر نمودار ہوا اس نے اس طرح برسنا شروع کیا جس طرح پانی مشک سے گرتا ہے۔ زنارہا۔ یعنی ان لوگوں کے شکوک وشبہات زائل ہو گئے۔

[3] عجب۔ یعنی بارش کی کرامات۔ ناقصان۔ سرمدی جو ازلی ناقص تھے اور ان میں حق کو قبول کرنیکی صلاحیت نہ تھی۔



